بھیگی پلکوں پر

اقراء صغیر احمد

بھیگی پلکوں پر .... اقراء صغیر احمد

وہ کمرے میں آئی تو ہر طرف بے ترتیبی پھیلی ہوئی تھی۔ صوفے کے کشنز اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے، بیڈ سے چادر سمٹی ہوئی تھی اور تکیے اِدھر اُدھر پڑے ہوئے تھے۔ رائٹنگ ٹیبل پر رکھی کتابوں کو بھی منتشر کیا گیا تھا اور اس پر رکھے لیمپ کی لمبی گردن کو بھی فراخدلی سے مروڑا گیا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اس کے برش و پرفیوم بھی کسی مدہوش شرابی کی طرح لڑھکے ہوئے تھے۔ غصے و صدمے سے چند ثانیے تو وہ گنگ رہ گئی تھی۔

یہ کمرا جس کی ہر شے سے اسے اُنسیت و محبت تھی، یہاں کے در و دیوار سے اسے مہک آتی تھی۔ ایک ایسا لمس محسوس ہوتا تھا جو ماں کی گود اور اس کی آغوش میں محسوس ہوتا تھا، اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے لگتا وہ میٹھی ٹھنڈی پُرسکون چھاؤں میں آ گئی ہو۔ اس کی تمام بے چینیاں، اضطراب اپنا وجود کھو بیٹھتے تھے۔ یہ کمرا جو اس کا ہمدم تھا، ہم راز تھا اس کو چھیننے کی، قبضہ کرنے کی اس سے ماضی میں بھی کوششیں کی گئی تھیں اور اب حال میں بھی سعی جاری تھی۔ عادلہ گزشتہ دو سال سے اس سے ضد باندھ کر بیٹھی تھی کہ اس کا کمرا وہ لینا چاہتی تھی۔ عادلہ جو عمر میں اس سے چند ماہ ہی چھوٹی تھی مگر رتی بھر بھی وہ اسے اہمیت و عزت دینے کی روادار نہ تھی۔ وہ ہمیشہ اس کی ضد ثابت ہوئی تھی۔ اب بھی کمرے میں یہ تمام ''تخریب کاری'' اس کی شدت پسند طبیعت کی عکاس تھی۔ وہ برملا کہہ چکی تھی اس کمرے میں وہ اسے بھی سکون سے نہیں رہنے دے گی۔

''عادلہ ڈیئر! میں میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ تمام سامان کیا، اگر تم یہاں کی ایک ایک اینٹ بھی اُکھیڑ کر پھینک دو گی تو میں ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ تم نے، مما اور سب نے' کیا کچھ نہیں کیا یہ کمرا مجھ سے چھیننے کے لیے، مگر ناکام رہے اور تم بھی ہمیشہ ناکام رہو گی۔''

اس نے اپنے ٹوٹتے، بکھرتے عزم کو از سر نو تازہ کیا اور جُت گئی کمرے کی درستگی میں...... پھر چند گھنٹوں بعد ہی کمرا اپنی مخصوص آب و تاب سے چمک اُٹھا تھا اور وہ بڑے پیار سے ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی۔

''پری! پری...... او پری!'' دادی ہاتھ میں تسبیح پکڑے اسے پکارتی اندر آئی تھیں۔ ''ارے کم بخت! کانوں میں تیل ڈال کر بیٹھی ہے یا زبان کٹوا دی ہے؟''

''میری زبان کیوں کٹے؟ ہاتھ کٹیں عادلہ کے، جن سے اس نے میرے کمرے کو کباڑ خانہ بنا کر رکھ دیا تھا۔ پورے ڈھائی گھنٹے کی محنت کے بعد میرا کمرا اپنی اصل صورت میں لوٹا ہے۔ عادلہ کچھ بھی کر لے، میں کمرا اسے دینے والی نہیں ہوں۔''

''کمرا...... کمرا...... کمرا! میں کہتی ہوں کیوں ہر وقت تیرے دماغ میں کمرا گھسا رہتا ہے لڑکی! کون سا خزانہ دفن ہے یہاں؟'' دادی کی زبان رواں ہوئی تو تسبیح کے دانوں پر حرکت کرتی ان کی اُنگلیاں رُک گئیں۔

''ماضی کسی خزانے سے کم نہیں ہوتا، میرے ماضی کا خزانہ دفن ہے یہاں۔''

''بڑا شاہانہ ماضی گزرا ہے تیرا۔'' ان کے لہجے میں طنز یہ رنج اُبھر آیا۔

''ماضی جیسا بھی ہو، ماضی ہوتا ہے۔'' اس کی دھیمی آواز اُبھری۔

''اچھا...... اب بس کر۔ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر بات کا جواب دیا جائے۔''

''سوری دادی جان! میں نے آپ کی آواز سنی نہیں، آپ کیا کہہ رہی تھیں؟'' اس نے ان کے قریب صوفے پر بیٹھ کر پوچھا۔ اس کا موڈ درست ہوا تو دادی کے چہرے پر بھی وہ مسکراہٹ و خوشی در آئی جو یہاں آنے سے قبل تھی۔ ''اوہو! آپ مسکرا رہی ہیں، اس کا مطلب ہے کوئی اچھی خبر ہے آپ کے پاس۔'' آن واحد میں وہ ان سے چپک کر گلے میں بازو ڈال کر بولی۔

''کہہ تو ایسے رہی ہے جیسے میں کبھی مسکراتی نہیں ہوں۔''

''لیکن آج تو آپ کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ وہ بھی گلاب کے۔ خدارا دادی! جلدی بتائیں نا! کیا خبر ہے؟'' وہ سخت مضطرب ہوئی جاننے کے لیے۔

''ہاں...... ہاں باتوں میں تم سے کون جیت سکتا ہے بھلا۔'' دادی کے تیور ایک دم ہی وقت کی طرح بدلنے لگے تو اس کے اندر خطرے کا سائرن بجنے لگا۔ دادی اور وہ اک جان دو قالب تھیں، دادی جسم تھیں تو وہ ان کی پرچھائیں تھی۔ دونوں ہی ایک دوسری کے بغیر رہنے کی عادی نہ تھیں۔ دادی کا وجود اس کے لیے ٹھنڈے میٹھے چشمے کے آبِ رواں کی طرح تھا۔ کبھی وہ گہری رازدار سہیلیوں کی طرح سر جوڑے گفتگو میں مصروف ہوتیں اور کبھی اس کی بے حد جذباتی و جلد باز فطرت کے باعث وہ ان سے بھرپور ڈانٹ سن رہی ہوتی۔ مگر یہ سب چند لمحات کے لیے ہوتا پھر راوی چین ہی چین لکھتا تھا۔ اس کی اور دادی جان کی مثالی دوستی کے کسی وقت میں ایک ہستی نے بڑی بے رحمی سے پرخچے اُڑائے تھے اور تقریباً دادی کو اس سے چھین لیا تھا۔ وہ اس دوران گویا بالکل تہی دست و تہی داماں ہو کر رہ گئی تھی اور اب ایک عرصے کے بعد ان کے چہرے پر نمودار ہونے والی مسرت و شادمانی اس بات کی علامت تھی کہ ان کے درمیان پھر فاصلہ بڑھنے والا ہے۔

''دادی جان! بتائیں نا۔'' خوشی و تجسّس کی جگہ فکر و اندیشوں نے لے لی۔

''ہاں...... تمہارے تاؤ کا فون آیا تھا، کچھ دیر قبل......'' مسرت اور طمانیت نے ان کا پھر احاطہ کیا تھا شدت سے۔

''واہ! آ رہے ہیں نا تاؤ جان؟'' تایا کے ذکر پر اس کے چہرے پر چمک در آئی تھی۔

''بے صبری دنیا بھر کی! پہلے سن تو لے پوری بات۔'' وہ ڈپٹ کر بولیں۔ ''فراز نہیں آ رہا ہے، وہ بہو اور طغرل کو بھیج رہا ہے، خود بعد میں آئے گا۔'' طغرل کے نام پر ان کی آنکھوں و چہرے پر ہوتے چراغاں نے اس کے اندر آگ سی بھڑکا دی تھی، اس کا پور پور سلگ اُٹھا تھا۔

''تاؤ جان کو آنا چاہیے تھا، وہ کتنے عرصے سے نہیں آئے ہیں۔''

''اچھا! طغرل تو ہر روز چکر لگاتا ہے یہاں؟'' وہ اس کو جلتے دیکھ کر کاٹ دار لہجے میں گویا ہوئیں۔

''اگر وہ یہاں اسی شہر میں ہوتا تو صبح، دوپہر، شام یہاں ہی جما رہتا۔''

''ارے دماغ درست ہے؟ کس طرح پکار رہی ہو طغرل کو؟ تمیز و ادب سے تو تمہارا دُور کا بھی تعلق محسوس نہیں ہو رہا۔ کس بے شرمی سے کہہ رہی ہو؟'' حسبِ عادت وہ طغرل کے معاملے میں آنکھیں بدل بیٹھیں۔

''ایک نہ دو، پورے تین سال بڑا ہے تم سے، ادب کرنا سیکھو۔'' دادی نے ''تین'' کو اس قدر جما کر کہا گویا تین نہ ہو، تیس سال بڑا ہو۔ ''پرسوں آ رہے ہیں دونوں ماں بیٹے اور کان صاف کر کے سن لو، ہمیشہ کی طرح بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے، گھر میں بیٹھ کر ماں بہنوں کی کام میں مدد کرنا، وہ دونوں ہی ہوں گے ان کی وجہ سے کام تو معمولی سا ہی بڑھے گا۔ مگر ان سے ملنے ملانے والوں کا آنا جانا بھی لگا ہی رہے گا۔'' وہ چہرہ چھپائے ناگواری سے ان کی ہدایتیں سن رہی تھی۔

''آپ فکر نہ کریں، میں نے آپ کی تمام ہدایتیں پلّو سے باندھ لی ہیں۔ جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہوگا اور کوئی حکم ہو تو وہ بھی دے دیں۔''

''یہ کمرا طغرل کو دینا ہوگا تم کو......''

''مے...... را...... کم...... را؟'' دادی نے جتنی آہستگی سے کہا تھا وہ اس قدر ہی گلا پھاڑتی اُٹھ کھڑی ہوئی تو دادی بھی کھڑی ہو گئیں۔ ''میرا کمرا...... اور میں کسی کو دے دوں؟ ناممکن ہے دادی جان!'' وہ تو گویا انگاروں پر لوٹنے لگی تھی، ہر طرف جلن ہی جلن تھی۔

''مرو نہیں، کمرا ہی مانگا ہے کوئی جان نہیں، جو بن جل مچھلی بن گئی ہو۔'' ان کا لہجہ سخت و کٹھور ہو گیا۔ ساری مسرت و محبت ہَوا ہو گئی تھی۔

''دادی جان! میں جان دے دوں گی۔ مگر کمرا ہرگز ہرگز نہیں دوں گی۔''

''بلاوجہ بحث مت کرو۔ کمرا تو تمہیں دینا ہو گا ہر حال میں۔''

''میں کمرا نہیں دوں گی، نہیں دوں گی اور نہیں دوں گی۔ جس کو دیکھو میرے کمرے پر نظر رکھتا ہے، اس گھر میں اور بھی کمرے ہیں ان میں سے کوئی سا دے دیں۔''

''بھینس کے آگے بین بجانے کا کوئی فائدہ نہیں دادی! یہ کمرا کسی کو نہیں دے گی اور دیکھنا اسی کمرے میں اس کا مزار بنے گا۔'' عادلہ جو باہر کھڑی سب سن رہی تھی اندر آ کر تمسخرانہ لہجے میں بولی۔

''میرے مزار پر قوالی تم ہی کروگی نا!'' وہ دوبدو گویا ہوئی۔

''تم ایسی نیک نہیں ہو۔'' وہ چڑ گئی۔

''مگر مزار تو نیک لوگوں کے ہی بنتے ہیں۔''

''چپ ہو جاؤ۔ اری عادلہ! قد تو تیرا بڑھتے بڑھتے رُک گیا مگر یہ سارے جہاں کی فسادن زبان تیری' دن بدن لمبی ہوتی جا رہی ہے، روک لے اس کو وگرنہ تیرے باپ کو ایک ملازم رکھنا پڑے گا جو تیرے پیچھے پیچھے تیری لمبی زبان پکڑے چلے گا۔'' دادی کی بات پر غصے کے باوجود پری ہنسی ضبط نہ کر سکی تھی اور ہنستی چلی گئی۔

''بس...... بس آپ تو میری بے عزتی کرتی رہیں۔ ہونہہ!'' مارے غصے و توہین کے وہ تنتناتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

''بس! اب اپنے دانت اندر کرلو اور کمرا طغرل کے لیے سنوارنا شروع کرو۔'' عادلہ کے جانے کے بعد وہ بھی کہتی ہوئی کمرے سے نکل گئیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

''بہن رضیہ! بات کی تم نے منیر بھائی سے؟'' کپڑے استری کرتی رجاء نے پڑوسن خالہ حاجرہ کی آواز سُن کر منہ بنایا۔

''ہاں...... آؤ بیٹھو، میں نے بات کی تھی کل رات رجاء کے ابو سے۔'' حاجرہ پر تجسّس انداز میں پلنگ پر ان کے قریب بیٹھ گئی تھیں۔ ''وہ کہہ رہے ہیں' محلے میں سب ہی تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ کسی میں ہمت نہیں ہے منہ در منہ بات کرنے کی۔ کوئی ساتھ دینے کو تیار ہی نہیں ہے۔ ایسے مسئلے تنہا بندے سے حل کہاں ہوتے ہیں، جب تک سب ساتھ نہ دیں؟''

''بھائی منیر کو ایسے ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ اگر ہمارے محلے میں ایسے لوگ بسنے لگیں گے تو ہم جیسے شرفاء کہاں جائیں گے بھلا؟'' وہ تیکھے لہجے میں گویا ہوئیں۔

''تم بھائی برکت کو کیوں نہیں سمجھاتیں۔ انہیں بھی......''

''ان کی تو بات چھوڑو، وہ تو بہت ہی سیدھے ہیں، گھر میں بھی کم بات کرتے ہیں۔'' حاجرہ ان کی بات قطع کر کے اطمینان سے گویا ہوئی۔

''انسان کو اتنا سیدھا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ حق کی بات ہی نہ کر سکے۔''

''خیر' باتیں تو وہ بہت اچھی کرتے ہیں مگر ان معاملوں سے دور رہتے ہیں۔''

''رجاء کے ابو بھی ایسے ہی ہیں، ان کی یہی کوشش ہوتی ہے پڑوسیوں کو ان کی ذات سے کوئی معمولی سی بھی تکلیف نہ پہنچے، ہمارے مذہب میں پڑوسیوں کے حقوق کا درجہ بہت زیادہ ہے۔'' رضیہ گوبھی کاٹتے ہوئے بولی۔

''جب پڑوس میں ایسے لوگ آ جائیں تو پھر......؟''

''ایک بات کہوں؟ مجھے وہ عورت ٹھیک لگی، اِردگرد سے بے خبر، اپنی ذات میں گم، بڑی سی چادر میں اس نے خود کو ڈھانپا ہوا تھا۔''

''اچھا! تم کو کہاں مل گئی وہ؟'' حاجرہ کے لہجے میں بلا کا اشتیاق پیدا ہوا۔

''کل رجاء کو کالج سے دیر ہو گئی تھی، میں وین دیکھنے گئی تھی' وہ بھی اسٹاپ سے آ رہی تھی تب دیکھا اس کو قریب سے، مجھے اس میں ایسی کوئی بات نظر نہ آئی۔''

''کوئی بات نہ ہوئی؟ تمہارے تو گھر کے بالکل سامنے رہتی ہے۔''

''نہیں...... میں بھی جلدی میں تھی' اس لیے کوئی بات نہ ہو سکی۔''

''تم جلدی میں تھیں وہ تو جلدی میں نہ ہوگی۔ یوں سمجھ لو حسین ہونے کے ساتھ مغرور بھی ہے تب ہی تم سے مروتاً بھی بات نہ کی۔''

''آداب خالہ!'' رجاء شربت کے گلاس ٹرے میں رکھے اندر آئی تو حاجرہ بولی۔

''کہاں کی تیاری ہے؟'' وہ گلاس تھام کر اس کو کھوجتی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

''کوچنگ سینٹر جاؤں گی، دوست کا انتظار کر رہی ہوں۔'' وہ امی سے گوبھی لے کر کچن کی طرف چلی گئی۔

"رضیہ بہن! کیا کرو گی اتنا پڑھا کر؟ صبح و شام اسے کتابیں سنبھالے آتے جاتے دیکھتی ہوں، وقت اچھا نہیں ہے۔ میری مانو تو گھر بٹھا لو اور گھر داری سکھاؤ، سسرال میں کتابیں کام تھوڑی آتی ہیں، سلیقہ مندی و ہنر کام آتے ہیں۔ میں نے اپنی بچیوں کو میٹرک سے آگے پڑھنے نہیں دیا۔"

"یہ زیادتی کی ہے تم نے بچیوں کے ساتھ...... تعلیم شعور دیتی ہے، اس سے زندگی کے مرحلے بہت آسان ہو جاتے ہیں، اصل زیور عورت کا تعلیم ہے۔" انہوں نے گلاس خالی کر کے ٹرے میں رکھے تو رجاء اُٹھا کر لے گئی۔ وہ پان بنانے لگیں۔

"تم کہہ رہی تھیں رجاء کی بات تمہاری نند کے بیٹے سے طے ہے تو کیا وہ بھی نہیں کہہ رہی ہیں شادی کے لیے؟ خیر سے ایک عرصہ ہو گیا منگنی کو۔"

کمرے میں عبایا پہنتی رجاء کے چہرے پر بےزاری پھیل گئی تھی۔

"نہیں، دراصل یہ جبران کی ہی خواہش ہے کہ رجاء اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔"

"عجیب لڑکا ہے جو خود ایسی خواہش کیے بیٹھا ہے ورنہ آج کل تو لڑکے ہتھیلی پر سرسوں جمائے پھرتے ہیں کہ لڑکی دیکھی نہیں اور شادی کی رٹ شروع۔"

"امی! وَردہ آ گئی ہے، میں جا رہی ہوں۔" وہ کتابیں اُٹھائے بولی۔

"اچھا! حجاب ٹھیک طرح سے لگاؤ، ڈھیلا ہو رہا ہے۔" ماں کی تاکید پر اس نے حجاب درست کیا تھا اور گیٹ پر کھڑی وردہ کے ساتھ گھر سے باہر نکل آئی تھی۔ ماں کی تنبیہہ پر وہ پشیمان سی ہو گئی تھی۔

"خالہ بی جمالو آج کل تمہارے گھر کے خوب چکر لگا رہی ہیں۔ خیر تو ہے؟" گلی سے باہر نکلتے ہی وردہ کی تمام سنجیدگی غائب ہو چکی تھی۔

"شرم کرو، عمر میں وہ تم سے کتنی بڑی ہیں۔" رجاء کے کہنے پر وہ ہنس کر بولی۔

"میں کیا سارا محلہ ان کو اسی عرفیت سے پکارتا ہے بلکہ کچھ لوگ تو ان کو "ماچس" بھی کہتے ہیں، جہاں جاتی ہیں آگ لگاتی ہیں۔"

"خالہ حاجرہ ہیں تو اِدھر کی اُدھر کرنے میں ماہر، ہر کسی کی بُرائی کرتی رہتی ہیں۔" اسے بھی اس کی بات کی تائید کرنی پڑی تھی کہ خود جلی بھنی بیٹھی تھی۔ "کئی ہفتوں سے ان کا موضوع اپنے محلے میں آنے والی وہ نئی پڑوسن ہیں جن سے حسب عادت انہوں نے بہت دوستی گانٹھنے کی کوشش کی اور جواباً پذیرائی نہ ملی تو وہ ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے لگ گئی ہیں۔" قدموں سے تیز رجاء کی زبان چل رہی تھی۔ وردہ پورے انہماک سے اس کی گفتگو سُن رہی تھی، بول اُٹھی۔

"واہ! تم نے دیکھا ان کو؟ بخدا آج ہی دیکھا ہے میں نے قریب سے انہیں، واہ! کیا حُسن ہے، کم از کم اتنا مکمل حُسن میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔" وردہ کے لہجے میں بھرپور ستائش و توصیف تھی جب کہ رجاء خاموش رہی تھی۔

"میرے قریب سے گزری تھیں، میں مسکرانے لگی تو کوئی تاثر نہ دیا، نظرانداز کر کے چلی گئی تھیں، بہت مغرور حسینہ ہیں وہ۔"

"حُسن کا احساس مغرور بنا ہی دیتا ہے، میں بھی انہیں کھڑکی اور بالکونی پر کھڑے دیکھتی ہوں، شاید امی کی ہم عمر ہوں گی لیکن اتنی عمر والی دکھائی نہیں دیتی ہیں۔" کوچنگ سینٹر گھر سے زیادہ فاصلے پر نہ تھا۔ وہ دونوں پیدل جایا کرتی تھیں اور سفر کے دوران باتوں میں فاصلہ مزید سمٹ جاتا تھا۔ ابھی وہ اور کچھ کہتی کہ سامنے کھڑے شخص پر نگاہ پڑتے ہی گھبرا گئی۔

❁ ......☆...... ❁

فیاض اخبار کے مطالعے میں مصروف تھے۔ سرمئی بارڈر والی گلابی بنارسی ساڑھی میچنگ میں جیولری اور موتیے کے گجرے لگائے بنی سنوری صباحت اندر داخل ہوئی تھیں۔ پہلے ایک طائرانہ نگاہ انہوں نے خود پر ڈالی اور مطمئن ہو کر آگے بڑھ کر فیاض صاحب کے قریب بیٹھ گئی تھیں۔ انہوں نے ایک اچٹتی نگاہ ان پر ڈالی پھر بے نیازی سے مطالعے میں مصروف ہو گئے اور ان کا یہ سرسری و بے نیاز انداز صباحت کو تپا گیا مگر وہ ظاہر نہ کر سکیں۔

"دل کھول کر ثریا باجی نے بیٹے کی شادی پر دولت لٹائی ہے۔ مایوں، مہندی، ولیمہ، ہر تقریب لاجواب۔ نامعلوم کتنے عرصے تک ثریا باجی کے بیٹے کی شادی کے چرچے رہیں گے۔" میاں بدستور مصروف تھے، انہوں نے خود ہی گفتگو کی ابتداء کی تھی۔

''ان کی بہو کو دیکھ کر تو میرے سینے پر سانپ لوٹ گئے۔ اگر آپ مان جاتے تو اس کی جگہ میری عادلہ یا عائلہ دلہن بنی بیٹھی ہوتی، کتنی کوشش کی ثریا باجی نے کہ آپ مان جائیں۔ ان کے بیٹے کو داماد بنالیں مگر آپ کی ''نا'' کبھی ''ہاں'' میں نہیں بدل سکتی ہے۔ کینیڈا کی شہریت ہے ان کے پاس، ایک بیٹی کسی امیر فیملی میں چلی جاتی تو باقی کے لیے بھی راستے کھل جاتے لیکن...... آپ میری کسی بات کو اہمیت کہاں دینے والے ہیں۔'' ان کے لہجے میں آزردگی درآئی۔

''میری بیٹیاں لاوارث نہیں ہیں صباحت بیگم! جو ایسے نو دولتیوں کو دوں گا، جن کے حسب ونسب کا معلوم نہیں، نا ہی اپنے اطوار سے خاندانی لگتے ہیں۔'' وہ اخبار چہرے سے ہٹا کر ان سے مخاطب ہوئے۔

''وہ وقت گزر گیا جب خاندان، حسب ونسب دیکھا جاتا تھا۔ اب صرف دولت دیکھی جاتی ہے۔''

''حرام وحلال کی تمیز مٹ گئی ہے، جائز و ناجائز لوگ بھول بیٹھے ہیں مگر میں نہیں بھولا ہوں اور نا تمہیں بھولنے دوں گا۔'' وہ اٹل لہجے میں بولے۔ صباحت جز بز ہو کر رہ گئیں پھر موضوع بدل کر بولیں۔

''اماں جی نے کچھ بتایا آپ کو......؟''

''کیا......؟'' وہ دوبارہ مطالعے میں غرق ہو چکے تھے۔

''بھابی جان اور طغرل پاکستان آرہے ہیں۔''

''ہاں، بتایا تھا...... وہ بھلا مجھے کیوں نہیں بتائیں گی؟''

''توبہ! مجال ہے جو آپ کوئی سیدھا جواب دے دیں، میرا مطلب ہے وہ لوگ آرہے ہیں تو گھر کا بجٹ تو چار گنا بڑھ جائے گا۔ فی الحال ایک موٹی رقم میرے ہاتھ میں رکھ دیں تاکہ میں شاپنگ کرلوں۔''

''بھابی اور طغرل کے سنگ تمام آسٹریلیا آرہا ہے کیا؟'' وہ اخبار میز پر رکھ کر حیرانی سے استفسار کرنے لگے۔

''آسٹریلیا سے تو وہ صرف دو ہی آرہے ہیں، ان کے آنے کے بعد جو یہاں پر ان کی زیارت کو پورا پاکستان چلا آئے گا ان کو ٹھنسانے کے لیے ایک بڑے بجٹ کی ضرورت پڑے گی، وہ رقم تو میں ابھی مانگ ہی نہیں رہی ہوں۔''

''یہ رقم کس لیے چاہیے پھر......؟'' وہ از حد متعجب ہوئے۔

''گھر کی تزئین وآرائش کروں گی۔ ہر چیز کی ضرورت ہے۔ بھابی وہاں محل نما بنگلے میں رہتی ہیں، ہمارے اس کھنڈر میں تھوڑی بہت تو خوب صورتی پیدا کرنی پڑے گی۔''

''اچھا......'' وہ متفکر انداز میں گہرا سانس لے کر گویا ہوئے۔

''کیسی لگ رہی ہوں میں؟'' وہ ان کے مقابل کھڑی ہو کر گویا ہوئیں۔

''بھئی! جیسی ہو...... ویسی ہی...... اور کیسی؟'' وہ جھنجلائے۔

''وہاں سب نے میری تعریف کی ہے اور آپ کو میں اچھی ہی نہیں لگتی۔'' ہر دفعہ کی طرح ان کے سپاٹ انداز پر وہ جلے کٹے انداز میں بولیں۔

''کتنی دفعہ تمہیں کہا ہے، ہم سوبر لوگ ہیں۔ عمر کے اس دور سے نکل چکے ہیں جب بننے سنورنے اور تعریف وتوصیف کی چاہ ہوتی ہے، اب ہماری بچیاں بڑی ہو چکی ہیں اور جب بیٹیاں جوان ہو جائیں تو ماں کی ذمے داریاں بڑھ جاتی ہیں۔'' وہ ان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے گویا ہوئے۔ ''جوان بیٹیوں کی مائیں بنتی سنورتی اچھی نہیں لگتیں۔ ہر عمر کا ایک تقاضا ہوتا ہے۔ اب تمہیں سادگی اختیار کرنی چاہیے۔ میرا مطلب ہے، وہ مائیں میری نظر میں احمق وبے وقوف ہوتی ہیں جو جوان بیٹیوں کے ساتھ خود بھی جوان نظر آنے کی تگ ودو میں لگی رہتی ہیں۔'' وہ کہہ کر چلے گئے۔ صباحت جل کر رہ گئی تھیں ان کے انداز بے نیازی پر۔

''ہونہہ! نت نئے فلسفے جھاڑنے کے علاوہ اس آدمی کو کچھ نہیں آتا۔ اب ایسی بھی عمر میری نہیں ہوئی کہ بننا، سنورنا چھوڑ دوں...... اس مرد کی نگاہوں میں اور دل میں میرے لیے ابھی تک جگہ نہیں بنی ہے پھر میری عمر ہی کیا ہے ابھی! یہ الگ بات ہے کہ لڑکیاں کچھ جلدی ہی بڑی ہو گئی ہیں

اس کا یہ مقصد تھوڑی ہے کہ میں دل مار کر بیٹھ جاؤں۔“

❁……☆……❁

صباحت کو مطلوبہ رقم ملی تو وہ گھر کی تزئین و آرائش میں مصروف ہوگئیں۔ اماں جان اور پری میں کمرے کی وجہ سے خاصی ناراضی بڑھ گئی تھی۔ اگر بات طغرل کی نہ ہوتی تو اماں بھی ایسی کوئی زور زبردستی نہ کرتیں کہ وہ جانتی تھیں، پری اس کمرے سے جذباتی طور پر وابستہ ہے اور جس طرح وہ اپنے کمرے کا خیال رکھتی تھی وہ بھی مثالی تھا۔ ان کے سسر کے دور کا بنا یہ بنگلہ سالوں سے کسی مرمت و دیکھ بھال کے بغیر استعمال سے اب اپنی آب وتاب کھو چکا تھا۔ تہواروں کے موقع پر صباحت اندرونی کمروں پر توجہ دیا کرتی تھیں، باقی حصے تزئین و آرائش، رنگ و روغن سے محروم رہتے تھے، ان کے برعکس پری نے اپنے کمرے اور اس کے ملحقہ پورشن کو بھی خوب صاف وشفاف رکھا ہوا تھا اور اپنی طبیعت کے مطابق سجایا ہوا تھا یہی سگھڑ پن اسے مہنگا پڑ گیا تھا۔ رات سے بھوک ہڑتال کیے وہ کمرے میں پڑی تھی۔ اماں جان نے بہت چاہا وہ ضد چھوڑ کر ان کی بات مان لے اور وہ یہ بات ماننے کو تیار نہ تھی۔

”کیوں پریشان کرتی ہو مجھے پری! چند دنوں کی تو بات ہے۔ کمرا مل جائے گا تمہیں واپس، وہ ساتھ تو لے کر نہیں جائے گا۔“ وہ اس کی بھیگی پلکیں دیکھ کر نرم لہجے میں گویا ہوئیں۔

”میں جان دے دوں گی، کمرا نہیں دوں گی۔“ وہ منمنائی۔

”ٹھیک ہے، کروا اپنی ضد پوری۔ کردو باپ کی عزت نیلام۔ تم سے بھلا خیر کی توقع کیوں کی جائے؟“ وہ گہرا سانس لے کر افسردگی سے گویا ہوئیں۔

”میں نے ایسا کیا کردیا جو آپ یوں کہہ رہی ہیں؟“ دادی کی آنکھوں میں در آنے والی نمی نے اسے بوکھلا دیا۔

”تم جانتی ہو نا، تمہارا باپ باوجود کوشش کے بنگلے کی مرمت نہ کروا سکا، نا ہی گیسٹ روم میں جو کچھ کام تھا وہ کروا سکا۔ یہ گھر تمہارے دادا کے زمانے کا بنا ہوا ہے۔ جب سے اب تک استعمال ہو رہا ہے۔ کبھی اس میں پیسہ لگانے کی ضرورت تمہارے دادا نے محسوس کی اور نا تمہارے باپ نے اور رہی سہی کسر صباحت کی کاہلی و پھوہڑ پن نے پوری کردی۔ کئی کمرے اُجڑے پڑے ہیں۔“

”دادی! وہ کسی پرستان سے تو نہیں آرہا ہے جو آپ اس کو اس قدر اہمیت دے رہی ہیں۔ وہ بھی اسی دنیا کا فرد ہے۔“

”تمیز سے بات کر، طغرل بڑا ہے تجھ سے۔“ انہوں نے فوراً ڈانٹا۔

”دادی جان! وہ ابھی آئے بھی نہیں ہیں اور آپ بدل گئی ہیں مجھ سے۔“ اس نے ان کے گھٹنوں پر ہی سر رکھ کر رونا شروع کردیا۔

”ارے…… میں کیوں بدلوں گی؟“ انہوں نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنے قریب بٹھالیا۔ ”تُو تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تیری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔“ ان کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔ ”ساری بات میں نے تمہیں سمجھا دی، اب تمہاری مرضی ہے۔ باپ کی عزت کا خیال کرتی ہو یا اپنی من مانی کرتی ہو۔ وہ وہاں بہت اعلیٰ گھر میں رہنے کا عادی ہے۔“ دادی نے کسی سیاست داں کی طرح آخری حربہ استعمال کیا تھا۔ بات اس کے باپ کی عزت و نام کی آگئی تھی یہاں پر اسے ہتھیار ڈالنے ہی پڑے تھے۔

”اب اگر اچھا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو یوں منہ نہ بناؤ۔ خوشی خوشی اپنا سامان میرے کمرے میں لے آؤ۔“ دادی نہال ہوگئی تھیں۔ وہ دل میں طغرل کو گالیاں دیتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

”کہاں جا رہی ہو؟ پہلے بال باندھو، کتنی بار سمجھایا ہے دونوں وقت مل رہے ہوں تو بال کھولنے نہیں چاہئیں لیکن تمہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی۔“

”دادو! بال کھلے ہوں تو کیا ہوجاتا ہے؟“ ماضی کے جھروکوں سے ایک شوخ صدا اُبھری تھی۔

”جن عاشق ہوجاتے ہیں میرے بچے!“

”ہاہاہا…… جن چڑیل پر عاشق تھوڑی ہوتے ہیں۔“ اس کی استہزائیہ ہنسی آج بھی اس کی سماعتوں میں محفوظ تھی۔

''کیا ہوا؟'' وردہ نے دلچسپی سے اس کی گھبراہٹ نوٹ کر کے پوچھا جب کہ وہ شخص ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈال کر خاموشی سے چلا گیا تھا۔

''اتنا گھبرانے کی کیا ضرورت تھی؟ چلا گیا بے چارہ بنا کچھ کہے، تمہیں معلوم ہے کب سے انتظار کر رہا تھا یہاں تمہارا؟'' وردہ کے لہجے میں سرزنش تھی۔

''ور......دہ! مجھے یہ مذاق پسند نہیں ہے۔'' دھان پان سی رجاء خوف سے کانپ رہی تھی۔ وہ شخص جو وردہ کا کزن تھا' پچھلے کئی ہفتوں سے اسی طرح راستے میں آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ہوتی تھی، لب تو اس کے ابھی خاموش ہی تھے مگر نگاہیں بول رہی تھیں وہ زبان، وہ فسانے جو سمجھ کر بھی وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔ ہر بار اسے دیکھ کر وہ اسی کیفیت کا شکار ہو جاتی تھی۔

''کسی کی جان پر بن گئی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔''

''پلیز! میں اس موضوع پر کوئی بات کرنا نہیں چاہتی۔'' حجاب میں چھپے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

''جو موضوع تم نے شروع کیا وہ اب اتنی آسانی سے بند نہیں ہوگا۔'' وردہ کے لہجے میں اجنبیت بھری سنجیدگی تھی۔ رجاء نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''تم جانتی ہو، میں نے کبھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔''

''وہ ایسے ہی تو تمہارا دیوانہ نہیں بن گیا، کوئی راستہ ہے جو اس کو تم تک لے آتا ہے ورنہ سنی جیسے خوب رو اور حسین امیر زادے کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں۔''

''میں......میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔'' وہ اکیڈمی میں داخل ہو چکی تھیں۔

''وہ بھی ایسا لڑکا نہیں ہے جو فلرٹ کرتے ہیں، فراڈ کرتے ہیں۔''

''میں بے حد عام سی لڑکی ہوں، مجھ میں ایسا کچھ نہیں جو میری تمنا کرے کوئی۔'' کلاسوں سے آگے برآمدے میں کئی پیپل کے درخت لگے تھے۔ وہ دونوں ایک درخت کے نیچے رُک گئی تھیں۔

''ڈیئر! تم کو یہی تو نہیں معلوم کہ تم کیا ہو؟ دراصل ہیرا ابھی بھی اپنی اصل قدر و قیمت جان ہی نہیں سکا ہے، پتھروں میں پڑا وہ خود کو پتھر ہی سمجھتا ہے۔ وہ جب جوہری کے ہاتھ میں آتا ہے تو پھر اسے اپنی قیمت معلوم ہوتی ہے۔ سلمان سے پوچھو، اس کے دل و جذبوں سے پوچھو، اپنی قدر و قیمت۔''

❁......❁......❁

جب سے بہو اور لاڈلے پوتے کی آمد کی خبر ملی تھی تب سے اماں جان کے جسم و جاں میں جیسے کسی نے نئی طاقت بھر دی تھی، وہ اپنے ہر وقت ہونے والے جوڑوں کے درد کو بھول چکی تھیں۔ کھانسی فرار ہو گئی تھی تو آنکھوں سے بھی انہیں کوئی شکایت نہ رہی تھی' وہ خراماں خراماں اِدھر اُدھر چلتی پھرتی نظر آتی تھیں۔ اب بھی وہ پری سے گویا ہوئی تھیں۔

''اپنا سارا سامان میرے کمرے میں رکھ دو، تمہاری یادداشت ویسے بھی بہت کمزور ہے۔ کبھی کچھ بھول گئیں تو اس بچے کو رات بے رات تنگ کرو گی۔'' وہ چھوٹی بہن آبرو کی پونیاں باندھ رہی تھی کہ منہ بنا کر بولی۔

''دادی جان! ابھی آپ کے لاڈلے آئے نہیں ہیں، جب وہ آئیں گے میں اپنا کمرا ان کو ''خیرات'' میں دے دوں گی اور اپنا سامان نکال لوں گی۔'' اس نے لفظ ''خیرات'' دانت بھینچ کر کہا تھا جو دادی نے سنا نہیں مگر آبرو نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنا شروع کر دیا تھا۔

''یہ تم کیوں زعفران کا کھیت بن گئی ہو چھوٹی!''

''دادی جان! آپ نے سنا نہیں، آپی نے کیا کہا ہے؟''

''سب سنتی ہوں، کوئی بہری نہیں ہوئی ہوں، چل جا کر عادلہ سے چائے بنوا کر لا۔ کب سے کہا ہوا ہے مگر ایسی باتیں وہ سنتی نہیں ہے، ہڈحرام۔'' وہ اس وقت نامعلوم کن خیالوں میں تھیں جو آبرو کی بات پر غور نہ کر سکیں جب کہ ان سے نگاہ بچا کر وہ آبرو کو ایک تھپڑ جڑ چکی تھی۔ ''اسی ہفتے آنے والا ہے طغرل! تم کمرا چمکا دو اچھی طرح سے۔''

''آپ کو معلوم ہے دادی جان! یہ ہدایت آپ مجھے ان چند دنوں میں ہزاروں بار دے چکی ہیں۔''

''اچھا! مگر تم پر ایک بار بھی اثر نہیں ہوا میرے کہنے کا۔''

''کمرے کی نئے سرے سے تزئین کر دی ہے۔ نئے گلدان بھی لے آئی ہوں جس دن وہ نواب صاحب آئیں گے تب ان میں پھول لگا کر سجادوں گی اور ہم رنگ بیڈ شیٹ بھی بچھادوں گی۔'' اس نے ایک ہی سانس میں پوری تفصیل بتادی۔

''اتنا کرنے کے بعد بھی تم نے کمرا خالی نہیں کیا ہے پری!''

''کیا مطلب ہے دادی جان! میں کیوں ابھی سے اپنا کمرا خالی کردوں؟'' وہ لمحے بھر میں جذباتی ہوگئی تھی۔

''میرا مطلب ہے جس کا سامان ہے وہ ہی پہلے استعمال کرے تو اچھا ہے۔ وہ چلا جائے گا تو تجھے ہی برتنا ہے دل کیوں چھوٹا کرتی ہے۔''

''واہ بھئی! میں کوئی بھکارن ہوں جو کسی کا استعمال شدہ سامان استعمال کروں گی؟ میں ایسا نہیں کرسکتی ہوں۔ ہاں!''

''جب سے طغرل کے آنے کا سنا ہے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتی ہے۔''

''بڑے اچھے تعلقات رہے ہیں میرے آپ کے لاڈلے کے ساتھ، جو میں ان کی آمد پر خوشی کے شادیانے بجاؤں؟'' خوب جلے کٹے انداز میں وہ گویا ہوئی تھی۔ دادی کو سخت بُرا لگا۔

''وہ بچپن کی باتیں تھیں جو لڑائی جھگڑوں میں گزر گئیں۔ وہ تو کب کا ان باتوں کو بھول گیا ہوگا اور تم ہو کہ ابھی تک دل سے لگائے بیٹھی ہو۔''

''رہنے دیں دادی جان! ابھی بھی وہ آسٹریلیا سے فون کر کے آپ کے اور میرے درمیان لڑائیاں کرواتا رہا ہے۔ اس کے فون کے بعد کوئی ایسا کام اور کوئی ایسا اختلاف نہیں ہوتا تھا جو ہم دونوں کے درمیان نہ ہو۔''

''توبہ..... توبہ! کیسا اونٹ کا سا کینہ چھپائے بیٹھی ہے تو دل میں...... وہ بھلا میرے کان اتنی دور سے کیوں بھرے گا؟ غلطیاں خود کرتی ہے، نام اس کا لگا رہی ہے۔ نہ شرم، نہ مروت کس طرح دادی سے سوال وجواب کررہی ہے۔ زبان دراز!'' ان کا شاہانہ جاہ وجلال عود کر آیا وہ اسے جھاڑ پلا کر وہاں سے چلی گئیں۔ وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔ عجیب سر پھری طبیعت ہوگئی تھی۔ چڑ چڑا پن اور اداسی کا آسیب اسے چمٹ کر رہ گیا تھا۔ نہ جانے کیوں وہ دادی سے الجھنے لگی تھی وگرنہ وہ ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑتی تھی۔ خود سے بڑھ کر ان کا خیال رکھتی تھی اور دادی بھی اسے ہاتھ کا چھالا بنائے رکھتی تھیں۔ دونوں میں ناراضی کم ہوا کرتی تھی مگر جب سے طغرل کے آنے کی خبر ملی تھی دادی بالکل بدل گئی تھیں۔ وہ اب نہ اس کی فکر کیا کرتی تھیں، نا ہی اس کی پروا رہی تھی۔ طغرل دور ہوکر بھی ان کے قریب تھا اور وہ قریب ہوکر بھی قریب نہ تھی اور کوئی اسے یاد نہ رکھے، سب بھول جائیں اسے پروا نہ تھی۔ مگر دادی کی بے التفاتی اس کو ذرا بھی پسند نہ تھی اور ابھی جو کچھ دیر قبل دادی نے بے گانگی کا مظاہرہ جس سنگ دلی سے کیا تھا وہ اسے بے حد تنہا کر گیا تھا وہ بے اختیار ہوکر رونے لگی تھی۔

❁.....❁.....❁

طغرل، عمائدہ آپی اور طیب بھائی سے چھوٹا تھا۔ بے حد نٹ کھٹ، شرارتی، کھلنڈرا۔ سب ہی اس سے محبت کرتے تھے اور خصوصاً دادی کا بے حد لاڈلا تھا وہ۔ پری اور طغرل کے ستارے ہمیشہ مخالف سمت میں محوسفر رہتے، ان کی کبھی بنی نہیں تھی، وجہ دادی اماں کا پُر نور وجود رہا تھا۔ وہ دونوں ان کو ذاتی ملکیت سمجھتے تھے۔ پری کی خواہش تھی کہ دادی طغرل کی طرف دیکھیں بھی نا اور طغرل کی آرزو کہ دادی صرف اسی سے محبت کریں پری کو قریب بھی نہ آنے دیں اور دادی کے حصول کی لگن میں ان کے درمیان بڑے زبردست معرکے ہوتے تھے، جن میں وہ بڑی بے دردی سے اس کے گھنگھریالے بال کھینچ لیا کرتا تھا اور وہ ناخنوں سے اس کا چہرہ نوچ کر نشان ڈال دیتی تھی البتہ تاؤ اس سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اکثر وہ اس کی وجہ سے سزا پاتا تھا۔ ایک دفعہ ایسی ہی لڑائی کے دوران طغرل نے اسے تھپڑ مار کر دھکا دے دیا تھا۔ اس کی پیشانی پتھر سے ٹکرائی تھی، خون بہنے لگا تھا اور وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد اسے معلوم ہوا تاؤ نے طغرل کی پٹائی کی تھی اور اسٹور روم میں بند کر دیا تھا۔ دادی کی وجہ سے وہ اس قید سے آزاد ہوا تھا۔ تب بہت انوکھی بات ہوئی تھی، طغرل نے اس سے معافی مانگی تھی اور اپنی پسندیدہ چاکلیٹس اس کو گفٹ کی تھیں مگر اس دن وہ پری کو سب سے زیادہ بُرا لگا تھا، جس کی وجہ سے اسے بے حد تکلیف اُٹھانی پڑی تھی۔

''اب ہم بہت اچھے دوست ہیں، کبھی لڑائی نہیں ہو گی۔'' اس نے چاکلیٹس اس کے قریب رکھتے ہوئے دوستی کا ہاتھ بڑھا کر کہا۔
''میں تم سے دوستی نہیں کر سکتی، نہ ہی گفٹ لوں گی۔ تم بُرے لڑکے ہو۔'' اس نے چاکلیٹس کا ڈبّا دور پھینکتے ہوئے غصے سے کہا تھا۔
''موٹی لڑکی! اچھا ہوا تم کو چوٹ لگی، آئندہ جھگڑا کرنے سے پہلے اپنا زخم دیکھ لینا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں زخم مندمل ہو جائے گا مگر نشان کبھی نہیں جائے گا، ہاہاہاہا'' سماعتوں میں ماضی کے قہقہے گونج رہے تھے۔ بے ساختہ اس کا ہاتھ پیشانی پر گیا تھا۔ ڈھیروں سال گزرنے کے بعد بھی دائیں جانب نشان موجود تھا۔ چھوٹی عمر میں بھی اس کا قیاس درست تھا۔ اس کی خوب صورت پیشانی پر دائیں طرف سرخ باریک سی لکیر تھی، ہزاروں جتن کرنے کے باوجود وہ نشان ختم نہ ہوا تھا جو اس بندے کو بھولنے ہی نہیں دیتا تھا۔ اس واقعے کے ایک ہفتے بعد ہی تاؤ اپنی فیملی کو لے کر آسٹریلیا شفٹ ہو گئے تھے۔ تائی کی فیملی بہت عرصہ قبل وہاں شفٹ ہو چکی تھی اور یہ ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ تاؤ کو وہاں ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھی جاب بھی مل گئی تھی اور رہائش بھی...... تب وہاں چلے گئے تھے۔ اسے کچھ عرصہ تو تاؤ کی جدائی کا ملال پریشان و اداس کرتا رہا مگر پھر دادی کی محبت و توجہ جو اَب ساری کی ساری اس کے لیے ہی تھی۔ وہ بہل گئی تھی' سے اب دادی پر حاکمیت جتانے والا کوئی نہ رہا تھا، وہ بلا شرکت غیر ان کی مالک تھی۔ گھر میں عادلہ اور عائلہ بھی تھیں لیکن وہ اپنی مما سے قریب اور دادی سے دور رہتی تھیں۔ آبرو بہت عرصے بعد اس گھر میں پیدا ہونے والی بچی تھی۔ مما کو بیٹے کی بہت چاہ تھی مگر ان کے نصیب میں بیٹا نہ تھا۔ طغرل کے حوالے سے اس کو کوئی اچھی بات یاد نہ تھی۔
بے تحاشا آنسو بہا کر وہ اُٹھی تھی اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نشان کو دیکھنے لگی جو بہت واضح تھا۔ کتنا بے قرار رہتا تھا وہ اس نشان کے بارے میں جاننے کے لیے۔ جب بھی اس کی کال آتی دادی کہتیں طغرل تمہارے نشان کا پوچھ رہا تھا کہ ختم ہوا یا نہیں؟ وہ فورتھ اسٹینڈرڈ سے کالج میں جا پہنچی تھی تب تک وہ دادی سے معلوم کرتا رہا تھا اور جواباً دادی نا معلوم کیا کیا جواز ''نہیں'' کے ساتھ پیش کرتی رہیں، پھر اس نے چڑ کر دادی کو منع کر دیا کہ وہ طغرل کی بات اس سے نہ کیا کریں اور اس کو بھی منع کر دیں کہ وہ اس کے متعلق معلوم نہ کیا کرے اور دادی سادگی میں کہہ گئیں کہ وہ اس کے متعلق نہیں اس کے زخم کے متعلق پوچھتا ہے...... پھر نا معلوم دادی نے اسے منع کیا یا نہیں لیکن اسے پھر کچھ نہ بتایا اور اب کس طرح وہ اس کا سامنا کرے گی؟ بے شک عمر کے اس لااُبالی دور سے وہ باہر نکل چکے تھے۔ پھر بھی دل کے کسی گوشے میں وہ وقت، وہ لمحہ ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ جب اس نے بڑے تضحیک آمیز لہجے میں کہا تھا۔
''یہ نشان تمہیں کبھی مجھے بھولنے نہ دے گا۔''
کس طرح وہ اس کی آنکھوں میں اپنی تضحیک کے رنگ دیکھے گی؟ کس طرح اس کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ برداشت کرے گی' اب وہ نانو کے ہاں بھی نہیں جا سکتی تھی۔ ہمیشہ یہی ہوتا تھا' وہ اس کی آمد کا سن کر یہاں سے فرار ہو جاتی تھی۔ اس بار دادی نے سختی سے کہہ دیا تھا کہ ہر بار کی طرح اس بار نانو کے گھر نہیں جائے گی۔ اس دفعہ تائی جان طویل عرصے کے بعد آ رہی تھیں اور ان سے ملنے والے مہمانوں اور رشتے داروں کی تعداد بھی ان گنت ہو گی اور مما نے پہلے ہی سنانا شروع کر دیا تھا کہ وہ اتنی طاقت نہیں رکھتیں اکیلے کچن سنبھالنے کی۔

❁......❁......❁

وہ دل کے ان بھیدوں سے کبھی روشناس نہ ہوئی تھی۔ پیار، محبت، چاہت کے اس رخ سے وہ ناآشنا ہی رہتی اگر وردہ اپنے کزن سنی کا ذکر کر کر کے اس کی توجہ اس کی طرف مبذول نہ کروا دیتی۔ چند دنوں قبل اس کی ملاقات سنی سے تب ہوئی تھی جب وہ وردہ کے ساتھ کوچنگ جا رہی تھی اور سنی اتفاقاً ہی راستے میں مل گیا تھا۔ وردہ سے باتوں کے دوران اس کی پرشوق نگاہیں گاہے بگاہے اس کے چہرے پر ہی بھٹکتی رہی تھیں کہ حجاب کے باوجود اس کے چہرے پر پسینہ پھیل گیا۔ رجاء اس کو بالکل کوئی اہمیت نہ دی تھی جب کہ دوسرے دن سے ہی وردہ نے اسے سنی کا نام لے کر چھیڑنا شروع کر دیا تھا اور ہر گزرتا دن اس کی بے تابیوں کی داستان کو طویل کرتا گیا تھا اور پھر یوں ہونے لگا کہ وہ کوچنگ آتے جاتے راہ میں اسے کھڑا ملتا تھا اور اس کو ایک نظر دیکھنے کے بعد چلا جاتا تھا۔ شروع شروع میں وردہ اسے چھیڑتی تھی' اس کی محبت کی داستان سناتی تھی۔ وہ بہت سنجیدگی سے اس کی ہر بات کو رد کرتی آئی تھی۔ سنی کے کسی جذبے کی پزیرائی اس نے نہ کی تھی کہ اس کی تربیت اس کی ماں نے اس انداز میں کی تھی کہ وہ عام لڑکیوں کی طرح جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی سپنوں کی وادیوں میں بھٹک نہ سکی تھی، نہ کسی خوابوں کے شہزادے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے

خواہشوں کے پھول سمیٹے تھے بلکہ اسے تصوراتی دنیا سے دور رکھ کر حقیقت کا سامنا کرنے کی راہ دکھائی تھی۔ وہ مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی تھی جہاں ہر کام مذہبی احکامات کے مطابق ہوتا تھا۔ گناہ وثواب کے دائرے میں ہی زندگی محدود تھی۔ سادگی اور سکون ان کے چہروں اور زندگی کو حسین بنائے ہوئے تھے۔ ابو، امی، آپی اور ایک چھوٹا بھائی عباد۔ محبت کے رنگ ان رشتوں کی موجودگی میں اس نے محسوس کیے تھے ان محدود سے رشتوں میں بڑی خوشیاں تھیں۔ آج کل کے اس بے راہ روی کے دور میں ان کی مذہبی وسادہ زندگی عجوبہ تھی۔ لوگ ملنے سے کتراتے تھے، ان کے لیے لوگوں سے دوستی متضاد ماحول کے باعث مشکل رہی تھی۔ اسکول کے زمانے میں اس کی کسی سے دوستی نہ ہوسکی تھی۔ کالج لائف میں بھی ایسا ہی تھا۔ وہ تو خود آگے بڑھ کر وردہ نے اس سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ وردہ خوب صورت تھی، شوخ وشریر تھی۔ جو دل چاہتا وہ کہہ دیتی، سوچ سمجھ کر بولنے کی عادی نہ تھی، نتیجتاً رجاء جیسی سنجیدہ وخاموش لڑکی ہنس پڑتی تھی۔ وردہ کی فیملی گزشتہ برس ہی ان کے محلے میں شفٹ ہوئی تھی۔ دونوں کے رہن سہن و طور طریقے ایک دوسرے سے متضاد تھے، وہ بے حد آزاد خیال لوگ تھے جن کو نہ مذہب سے کوئی رغبت تھی نہ دینوی احکامات کا خیال۔ وہ لوگ پردے کے پابند نہ تھے بلکہ سرے سے پردے کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ شروع شروع میں کئی بار امی نے اس سے کہا بھی کہ اسے وردہ کا یوں بے پردہ گھومنا پسند نہیں۔ تمہارے ابو دیکھیں گے تو دوستی پر اعتراض کریں گے اور امی کے اعتراض سے قبل ہی وہ اسے کئی بار پردے کے فوائد سمجھا چکی تھی مگر وہ ہر بار یہی کہہ کر ٹال دیتی۔

''اصل پردہ تو آنکھوں کا ہوتا ہے، شرم وحیا کی اصل محور آنکھیں ہوتی ہیں ہم چہرہ پردے میں پوشیدہ کرلیں گے تو آنکھیں کھلی رہیں گی، ہر اچھے بُرے کام کی ابتداء آنکھوں سے ہوتی ہے۔ جب ہم آنکھوں کو نہیں چھپاسکتے تو چہرے کو کیوں چھپائیں؟''

رجاء نے اس کو بہت سمجھانا چاہا مگر جو سمجھنا نہ چاہے، اس سے زبردستی نہیں کی جاسکتی البتہ اس کے بار بار سمجھانے پر وہ اتنا ضرور کرنے لگی تھی کہ ان کے گھر آتے وقت دوپٹا کسی بوجھ کی طرح سر پر ڈال لیا کرتی تھی

آج عجیب بات ہوئی تھی۔

کوچنگ سے واپسی پر وہ راہ میں کھڑا تھا۔ اس کے گریز یا سرد رویے کے باعث وہ براہِ راست اس کو تو مخاطب نہ کرسکا تھا مگر در پردہ اپنے شکوے وشکایتیں اور بے قراریاں وردہ کو سنا گیا تھا اور وہ شرم وحیا کے باعث وہاں نگاہیں جھکائے کھڑی رہ گئی تھی، بہت کوشش کی کہ وہاں سے چلی جائے اور وہ نہ سنے جو دراصل اسے ہی سنایا جارہا ہے مگر اس کے قدم گویا زمین سے چپک گئے تھے، چہرہ ٹھوڑی سے جالگا تھا، دل بُری طرح دھڑکنے لگا تھا۔

''مجھے کیوں سنارہے ہو؟ یہ میرے قریب کھڑی ہے اس کو کہہ دونا!'' وردہ ہنستے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

''کہہ دیتا..... اگر محترمہ کے بے ہوش ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو...... مجھے امید ہے کہ سمجھ تو گئی ہوں گی کہ یہ داستان عشق ان ہی کے لیے ہے۔''

وہ اس بار براہِ راست اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوا تھا پھر یک دم اس کے بے جان جسم میں جیسے کوئی برقی رودوڑی تھی اور وہ ہنستی ہوئی وردہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلی آئی تھی۔ سنی کے جان دار قہقہے نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ سلمان عرف سنی کو گفتگو کرنے کا فن آتا تھا وہ ایسا ساحر تھا جو کسی کو بھی اپنے لفظوں سے اسیر کرسکتا تھا۔ وہ نگاہوں سے سحر طاری کرنے کا منتر جانتا تھا۔

تو کیا وہ بھی اس کی نگاہوں کی اسیر ہوگئی تھی یا وہ محض ایک واقعہ تھا؟

وہ ساری رات کروٹیں بدلتی رہی۔ بے حد طویل، بہت بھاری رات تھی وہ۔

''کیا بات ہے رجاء! نیند نہیں آرہی..... کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟'' امی کو نا معلوم کس طرح اس کی بے چینی کی خبر ہوگئی تھی۔

''طبیعت ٹھیک ہے، نیند نہیں آرہی ہے۔'' وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

''نیند نہیں آرہی تو اُٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرلو، کیوں وقت ضائع کررہی ہو؟'' پہلی بار اس کو نماز ادا کرنے میں دقت ہوئی وہ توبہ کرتی ہوئی نیت باندھنے لگی پھر فجر کے بعد ہی وہ سوئی تھی۔

''یااللہ! کیا ہوگیا ہے تمہیں؟ سارا دودھ اُبل اُبل کر گر رہا ہے اور تم قریب ہونے کے باوجود دیکھ ہی نہیں رہی ہو۔'' امی کی پریشان آواز پر وہ

سوچوں سے باہر آئی تو معلوم ہوا سامنے رکھی دودھ کی دیگچی تقریباً خالی ہو چکی تھی، دودھ چولہے سے گرتا ہوا فرش پر بہہ رہا تھا۔

''اوہ......سوری امی! شاید میری آنکھ لگ گئی تھی۔'' وہ ماں کو سچ کیا بتاتی کہ وہ کل سے اب تک کسی پُراسرار و حسین دنیا میں پہنچی ہوئی ہے۔

''کوئی بات نہیں، ان دنوں محنت بھی بہت کرنے لگی ہو، رات بھی نہیں سو سکی ہو، جا کے اندر پلنگ پر سو جاؤ۔ میں یہاں کی صفائی کرلوں گی۔''

وہ چپ چاپ کمرے میں رکھے پلنگ پر آ کر لیٹ گئی۔ وہ اپنی بدلتی کیفیت پر خود حیران تھی۔ کتنی جلدی بدل گئی تھی وہ......

❀......❀......❀

''صباحت بیگم! نوٹ درختوں پر نہیں لگتے ہیں کہ جب جی چاہا توڑ کر لے آئیں، کڑی محنت و مشقت کے بعد رقم ہاتھ آتی ہے۔'' چند دن قبل ہی انہوں نے ایک معقول رقم ان کو دی تھی، جو دل کھول کر انہوں نے فضول خرچی میں اُڑا دی تھی اور اب پھر فیاض صاحب سے مطالبہ تھا کہ رقم دی جائے تاکہ وہ راشن لائیں۔ فیاض صاحب جو پہلے ہی تباہ ہوتے کاروبار کے باعث مالی مشکلات کا شکار تھے' ان کے رقم کے اصرار پر برہمی سے گویا ہوئے۔

''ہمارے ہی نصیب کی خرابیاں ہیں یہ کہ گن گن کر پیسہ خرچ کرو ورنہ سچ تو یہ ہے کہ دوسروں کے لیے تو نوٹ درختوں پر ہی لگتے ہیں۔'' ان کی برہمی پر وہ تپ کر گویا ہوئیں۔

''گن گن کر خرچ کرنے والوں میں سے تم نہیں ہو۔''

''ایسا کس طرح کہہ سکتے ہیں آپ، بتائیں تو مجھے ذرا؟''

''اگر تم پیسہ سوچ سمجھ کر خرچ کرنے کی عادی ہوتیں تو آج یہ گھر بھی بھرا ہوتا اور میرا اکاؤنٹ بھی...... جو تمہاری شاہ خرچیوں کے باعث دن بدن سکڑتا جا رہا ہے اور تم کو احساس تک نہیں ہے۔''

''بھائی تو بھائی کا سہارا ہوتے ہیں، ایک آپ کے بھائی ہیں خود اپنے بیوی بچوں کو لے کر مستقبل بنانے آسٹریلیا چلے اور آج دیکھ لیں، کروڑوں کے مالک ہیں۔ کوسوں دور بیٹھ کر بھی یہاں کتنی جائیداد بنا ڈالی ہے لیکن کبھی بھائی کو سہارا دینے کا خیال نہیں آیا کہ بھائی کو بھی کسی طرح وہاں بلوا لیتے یا ویسے ہی امداد کر دیتے۔ معلوم بھی ہے بھائی پر بیٹیوں کا بوجھ ہے، کوئی بیٹا نہیں ہے' خود تو دو بیٹوں کے باپ ہیں۔''

''میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ وہ بھائی جان ہی کیوں نہ ہوں۔'' خوددار و باہمت فیاض صاحب کو ان کی فریاد کسی تازیانے کی مانند لگی۔

''آپ تو یونہی شرما شرمی میں وقت گزاریں۔ یہ دور بلاوجہ خودداری کا نہیں ہے، دولت اس وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔'' صباحت جیسی کم فہم و نمائش پسند خاتون صرف اپنا مفاد عزیز رکھتی تھیں۔

''مجھے اپنی عزت و خودداری جان سے بڑھ کر عزیز ہے۔ میں فاقوں سے مرنا پسند کروں گا مگر کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا میرے لیے موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ عمل ہوگا۔ طغرل یا بھابی' کسی کے بھی آگے کوئی فضول بات کرنے سے قبل سوچ لینا' اس گھر میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہ ہوگی۔'' وہ انہیں تنبیہہ کر کے چلے گئے۔

''مما! پپا کو کیا ہوا، بہت غصے میں گئے ہیں یہاں سے؟'' عادلہ نے باپ کے جانے کے بعد کمرے میں آ کر ماں سے پوچھا جو پہلے ہی منہ پھلائے بڑبڑا رہی تھیں۔ بیٹی کو دیکھ کر وہ تیز لہجے میں بولیں۔

''دھمکی دے کر گئے ہیں اگر کچھ سچ ان کی بھابی اور بھتیجے کو بتا دیا تو وہ مجھے ہمیشہ کے لیے اس گھر سے نکال باہر کریں گے۔''

''کیسا سچ......مما؟'' مارے تجسّس کے وہ قریب بیٹھ گئی۔

''ان کے کمزور پڑتے بزنس اور مالی ابتر حالات کا۔''

''مما! ہمارے حالات تو ٹھیک ہیں، گھر میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔''

''وہی بات ہے نا بھرم بھاری، پٹارہ خالی۔ یہ سب وہ کس طرح برداشت کر رہے ہیں، وہ ہی جانتے ہیں۔ مگر میں کہتی ہوں اپنوں سے ناک لگا

نادرست نہیں۔“

تیز پرفیوم کی مہک وردہ کی آمد کی اطلاع دے رہی تھی۔

”سلام آنٹی!“ وردہ نے آتے ہی رضیہ کو سلام کیا۔

”وعلیکم السّلام! جیتی رہو، سلام ہمیشہ پورا کیا کرتے ہیں بیٹی!“

”آج کل شارٹ کٹ کا زمانہ ہے آنٹی! سب چلتا ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے بے پروا انداز میں کہا تو رضیہ پیار سے اس سے مخاطب ہوئیں۔

”یہ عمدہ سوچ نہیں ہے بیٹی! جن روایات واحکامات کا تعلق ہمارے مذہب سے ہو، وہاں شارٹ کٹ نہیں چلتا ہے۔ آئندہ خیال رکھنا۔“

رجاء کا چہرہ اسے دیکھ کر کھل اُٹھا تھا۔ امی کچن کی طرف چلی گئیں تو وہ اس کا ہاتھ تھام کر کمرے میں لے آئی۔

”سوری وردہ! تم نے بُرا تو نہیں مانا امی کی بات کا؟“ کارپٹ پر بیٹھتے ہوئے وہ شرمندہ انداز میں بولی کیونکہ وہ اس کی خفگی نوٹ کر رہی تھی۔

”اگر مجھے تم سے محبت نہ ہوتی تو میں یہاں قدم رکھنا بھی گوارا نہ کرتی۔ بے حد تنگ نظر ماحول ہے تمہارے گھر کا۔ کس قدر پابندیاں ہیں یہاں...... ایسے چلو، ویسے بیٹھو، سر ڈھکو، چہرہ چھپاؤ۔ اوہ میرے خدا!“ وہ سخت بے زاری سے کہہ رہی تھی۔ رجاء نادم ہوئی جا رہی تھی۔ ”یہاں تو شاید اپنی مرضی سے سانس لینے کی بھی اجازت نہ ہوگی؟ کتنے گھٹے ہوئے حبس زدہ ماحول میں رہ رہی ہو تم، جہاں آزادی نام کو نہیں ہے۔“

”کیا کروں، میں کچھ بدل بھی تو نہیں سکتی ہوں؟“ وہ مضطرب انداز میں بولی۔

”ایمان داری سے بتاؤ، تمہارا اس ماحول میں دم نہیں گھٹتا ہے؟“

”خدارا، کوئی اور بات کرو۔ چھوڑو اس موضوع کو۔“ دل تو چاہ رہا تھا کہہ دے اسے کہ کبھی اس ماحول سے شکایت نہ تھی، یہاں اسے سکون و راحت ملا کرتی تھی مگر جب سے دل کی دنیا بدلی تھی، دل یہاں سے فرار چاہتا تھا۔ کسی ایسی بستی میں جانے کو بے قرار تھا جہاں تازہ محبتوں کے شگوفے مہک رہے ہوں لیکن وہ یہ احساسات خود سے بھی چھپانا چاہتی تھی تو اس سے کیسے شیئر کرتی بھلا۔

”اچھا...... کیا بات کروں......؟ اچھی سی!“ وہ معنی خیز انداز میں بولی۔

”کوئی بات...... جو دلچسپ ہو۔“

”مثلاً......؟“ وہ بدستور شرارت پر مائل تھی پوری طرح۔

”پلیز! اس طرح نہ کرو، اچھا نہیں لگتا ہے۔“ اس کے شرمیلے انداز پر وہ ہنس پڑی تھی۔

”ارے بابا! تم تو ایسے گھبرا رہی ہو گویا کسی جرم کا اقرار کر رہی ہو۔ تم کتنا بھی مجھ سے حالِ دل چھپانے کی کوشش کرو، کامیاب نہیں ہوگی کیونکہ تمہاری آنکھیں وہ داستان سنا رہی ہیں جو تم چھپانا چاہ رہی ہو۔“ وہ اس کی زرد پڑتی رنگت دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی۔ ”میری زندگی میں جب بھی کوئی شخص آیا تو میں سب سے پہلے تم سے ہی ذکر کروں گی۔ اپنی ہم راز بناؤں گی، میرے نزدیک دوستوں سے ایسی باتیں چھپانا دوستی کی توہین ہے۔ ایسے لوگوں کو دوستی کرنی ہی نہیں چاہیے جو دوست و دوستی کا مفہوم نہ جانتے ہوں۔“ مسکراتی وردہ کے چہرے پر یکلخت اُداسی چھا گئی۔ وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ”میں جا رہی ہوں۔“ وہ ناراض انداز میں جانے کو تیار ہوگئی۔

”ابھی تو آئی ہو، بیٹھو نا پلیز! میں ایسے تمہیں جانے نہیں دوں گی۔“ وہ اس کو ناراض دیکھ کر پریشانی سے گویا ہوئی۔

”اِدھر تم میری دوستی پر اعتبار نہیں کرتیں، اُدھر سلمان نے میرا دماغ خراب کیا ہوا ہے، ہر وقت اس کے لبوں پر تمہارا نام ہی رہتا ہے۔ وہ تم سے ملنا چاہتا ہے، باتیں کرنا چاہتا ہے۔ اسے کسی پل قرار نہیں ہے۔ میں آج اس کے اصرار پر آئی ہوں۔“ وہ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔

سلمان کے نام پر دل پُرزور انداز میں دھڑکا تھا۔ لمحے بھر کو وہ کانپ گئی۔

”وہ سمجھتا ہے تم میری قریبی دوست ہو، مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتی ہوں گی۔“ وہ روٹھے روٹھے انداز میں کہہ کر اسے شرمندہ کر رہی تھی۔

''یہ میں نے کب کہا کہ تم میری بہترین دوست نہیں ہو؟''

''ہاں......! تب ہی مجھ سے اپنے اور سلمان کے پیار کے بارے میں چھپا رہی ہو۔''

''پیار......؟'' اس کے لبوں سے بے آواز نکلا تھا۔

''ہاں پیار! تم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے ہو کیا؟'' وردہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مضبوط لہجے میں کہا۔

''نہیں......ایسا نہیں ہے۔ میں نے ایسا سوچا بھی نہیں ہے اور میں سوچ بھی نہیں سکتی ہوں ایسی بات۔'' وہ سخت الجھن آمیز لہجے میں کہہ رہی تھی۔ وردہ نے کچھ لمحے اسے حیرانی سے دیکھا پھر ہنس کر بولی۔

''بے وقوف! محبت بھی کبھی سوچ کر کی جاتی ہے؟ یہ بغیر سوچے سمجھے خود بخود ہو جاتی ہے۔''

''وردہ! پلیز میں بہت پریشان ہوں۔'' وہ جو پہلے ہی ان جذبوں سے حواس باختہ تھی، ان سے فرار چاہتی تھی، نادان نہیں تھی، جانتی تھی کہ وہ جس خاندان، جس ماحول سے وابستہ تھی، وہاں ایسے خواب دیکھنے کی بھی ممانعت تھی، پھر کس طرح ایسے جذبوں کی پزیرائی ممکن ہوتی بھلا؟ اس کا سابقہ پہلی بار ایسی مشکل سے پڑا تھا، جہاں ایک شخص کا تصور زندگی بن جاتا تو کبھی دوسرے پل ہی خوف زدہ کر دیتا تھا۔

''مجھ پر بھروسا کرو رجاء! ویسے تمہیں میری ضرورت ہو نہ ہو مگر جب معاملہ دل کا ہوتا ہے تو پھر ضرور مجھ جیسی جان نچھاور کرنے والی دوست کی ضرورت پڑتی ہے۔ اچھے دوست کسی خزانے سے کم نہیں ہوتے ہیں۔'' نامعلوم وردہ کے لہجے کا گداز پن تھا یا اس کے دل نے شکست قبول کر لی تھی۔ وہ اس کے آگے ہر جذبہ، ہر احساس عیاں کرتی چلی گئی تھی۔

''یہ اضطراب و بے چینی......پتا دیتے ہیں کہ تم کو سنی سے محبت ہو گئی ہے۔'' سب سن کر وہ پُریقین لہجے میں گویا ہوئی۔

''پلیز! خاموش رہو۔'' وہ بدحواسی سے بولی۔

''میں تو خاموش ہو جاؤں گی۔ اپنے دل کی آواز کو کس طرح خاموش کرو گی؟'' وردہ کے چہرے پر زبردست مسرت تھی گویا اس کی محبت اس نے ہی دریافت کی ہو۔ بار بار وہ رجاء کو مبارک باد دے رہی تھی۔

❁......❁......❁

آج پھر\
زرد ہوا!\
میری دہلیز پر\
خشک پتے بکھیر گئی!\
میں انہیں سمیٹنا چاہوں\
تو بھی سمیٹ نہیں پاتی\
کہ\
ماضی کی تلخ یادیں بھی تو\
میرے ذہن پر ایسی ہی بکھری ہیں\
جس طرح یہ پتے\
میری دہلیز پر!

''پری! کیا سوچ رہی ہے؟ اتنی گہری سوچ......! کب سے تجھے سوچوں میں ڈوبا دیکھ رہی ہوں۔'' دادی اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے گویا ہوئیں۔ اس نے دادی کی نگاہوں میں بہت دنوں بعد شفقت و پیار دیکھا تھا۔

''دادی! میں نانو کے پاس ہو کر آ جاؤں چند دنوں کے لیے؟''

”زیادہ دن تو نہیں ہوئے تمہیں گئے ہوئے پھر کیوں جانے کی پڑ گئی؟“ وہ قریب ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

”ایک ماہ سے زیادہ ہو چکا ہے نانو کے ہاں گئے ہوئے مجھے۔“

”تمہاری ماں سے بات ہوئی ہے کیا جو جانا چاہ رہی ہو؟“ دادی کے لہجے میں تھکن سی اُتر آئی تھی۔

”نہیں! مما سے بات ہوئے خاصا وقت گزر گیا ہے۔ میں سوچ رہی تھی، تائی جان کے آنے سے قبل میں چند دن نانو کے ہاں رہ کر آ جاؤں۔“

”اچھا..... رہ کر آ جاؤ، پھر تو جلد موقع نہ مل سکے گا اور وہاں سے شاپنگ بھی کر لینا۔ تم اپنے لیے کچھ نئے سوٹ خرید لینا۔“

”ٹھیک ہے دادی جان! میں آپ کے لیے بھی کچھ کپڑے لے آؤں گی۔“ ان کی اتنی فراخدلی پر وہ خوش ہو کر گویا ہوئی۔

”نہیں، مجھے ضرورت نہیں ہے۔“

”کیوں ضرورت نہیں ہے دادی! یہ کیا بات ہوئی بھلا؟“

”ابھی تو بنائے تھے کئی جوڑے، وہ ٹھیک ہی ہیں۔ مجھے شوق نہیں ہے بلا ضرورت کپڑوں کا، یہ خبط تو تمہاری ماں اور بہنوں کو چڑھا رہتا ہے۔ مجھے تو یہ فضول خرچی مجھے ذرا پسند نہیں ہے۔“

”اماں جان! یہ جو سب میں اور لڑکیاں کرتی ہیں، یہ آپ کی اور آپ کے بیٹے کی عزت بڑھانے کے لیے کرتی ہیں۔ یہ کوئی فضول خرچی نہیں ہے۔“ صباحت ساس کی آواز کچن سے سُن کر وہاں آ کر ناراضی سے گویا ہوئیں۔

”آئے ہائے! ہماری عزت کب سے گھٹنے لگی۔ جس کو تم اور تمہاری لڑکیاں اس طرح فضول خرچیاں کر کے بڑھا رہی ہو؟“ دادی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر استہزائیہ حیرانی سے گویا ہوئی تھیں۔

”میں اور میری بیٹیاں خوب صورت ملبوسات زیب تن کریں گی، بہترین دکھائی دیں گی تو لوگ آپ کی اور فیاض کی تعریف کریں گے کہ کس ٹھاٹ باٹ سے رکھا ہوا ہے بیوی اور بیٹیوں کو، ورنہ قبر کا حال تو مردہ ہی جانتا ہے۔“ صباحت طنز کے تیز چلانے میں اماں سے دس ہاتھ آگے تھیں۔

”اچھا جی! ابھی ٹھاٹ باٹ کا ذکر کر رہی تھیں اور اب قبر کا مردہ بھی بن گئیں؟ واہ بھئی واہ!“ اماں جان کا پارہ ایک دم چڑھ گیا۔

”آپ سے بھی حد ہے اماں! مجھے مردہ ہی بنا ڈالا؟“ صباحت خود کو مردہ کہے جانے پر سخت حواس باختہ ہوئی تھیں۔

”تم نے خود ہی تو یہ بات کہی ہے۔ تم کو بھلا کس چیز کی کمی ہے جو تم نے ’قبر کا حال مردہ جانے‘ کی مثال دے کر اپنی تنگ دستی و حرماں نصیبی کا ذکر کیا ہے۔ جتنا عیش و آرام میرا فیاض تم لوگوں کو دے رہا ہے خراب کاروبار کے باوجود اتنا کوئی دوسرا مرد نہیں دے سکتا ہے۔ پھر بھی تم ناشکرا پن کرتی ہو، وہ مجھے بالکل پسند نہیں۔“ صباحت بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے جانے لگیں۔

”آہ! میرے بچے کے نصیب میں بیوی کا سکھ لکھا ہی نہیں ہے۔“

”جس گھر میں آپ جیسی ساس ہوگی وہاں سکھ بھاگ جاتے ہیں۔“ صباحت کمرے سے نکلتے ہوئے دل ہی دل میں گویا ہوئیں۔

”دادی جان! آپ اس قدر غصہ مت کیا کریں۔“ پری جوان ساس بہو کے درمیان ہونے والی جھڑپ کے دوران خاموش رہی تھی، صباحت کے جانے کے بعد نرمی سے ان سے مخاطب ہوئی۔

”بات جب غصے والی ہوگی تو غصہ ہی آئے گا، قہقہے نہیں لگائے جائیں گے۔ خود تو جیسے تیسے بس گئیں مگر اب مسئلہ ہے بچیوں کی تربیت کا۔ لڑکیاں پھول کی طرح خوب صورت ہوتی ہیں تو کانچ کی طرح نازک بھی اور اسی احتیاط و دانش مندی سے ان کی تربیت بھی کی جاتی ہے......“ وہ کسی بپھرے سمندر کی مانند اشتعال میں تھیں۔ ”لیکن بہو بیگم کو احساس ہی نہیں ہے، بیٹیوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر سمجھانا چاہیے، تنبیہہ کرنی چاہیے، صبر و استقامت اور میانہ روی کا درس دینا چاہیے۔ بچیوں کی تربیت بہترین خطوط پر نہ کی جائے تو آگے چل کر بگاڑ پیدا ہوتا ہے جو مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔“ اماں جان اپنا سارا تجربہ اپنی ساری ذہانت نچوڑ کر بہو اور پوتیوں کو پلانا چاہتی تھیں اور صباحت کو ساس کی نصیحتوں اور وعظ سے بڑی چڑ تھی۔

”دادی جان! تائی جان کے لیے مینو تو بتائیں...... میں بنا لیتی ہوں، وہ آئیں گی تو مشکل نہیں ہوگی، وقت پر کھانا بن جایا کرے گا۔“

اسے معلوم تھا اب دادی غصہ کرتی رہیں گی' اس وقت تک جب تک مما سے بڑی جنگ نہ ہو جائے..... تو ان کا موڈ بدلنے کے لیے اس کو آج کل کے پسندیدہ موضوع پر لانے کے لیے ذہانت استعمال کرنی پڑی تھی۔

❀......❀......❀

رضیہ حسبِ عادت ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد قیلولہ کے لیے لیٹی تھیں۔ حاجرہ کے آنے پر ان کے سادہ چہرے پر شفیق مسکان اُبھر آئی تھی۔

''معاف کرنا بہن! مجھے معلوم ہے تم اس وقت آرام کے لیے لیٹتی ہو مگر بات کرنے کے لیے یہی وقت مناسب ہوتا ہے۔ رات میں بھائی منیر اور بچے ہوتے ہیں۔'' وہ کارپٹ پر ان کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

''کوئی بات نہیں حاجرہ بہن! گھر تمہارا ہے جب دل چاہے آؤ، بلا جھجک۔''

''محبت واخلاق تو تم پر ختم ہوتا ہے ورنہ اگر سب عورتیں اس نئی پڑوسن جیسی ہوگئیں تو دنیا ہی تباہ ہو جائے گی، بڑی خراب کردار کی عورت ہے۔'' وہ فوراً ہی اصل موضوع پر آ گئی تھیں۔

''میں نے تمہیں اس دن بھی منع کیا تھا کسی کے متعلق ایسی ناپسندیدہ بات کرنا گناہ ہوتا ہے۔'' رضیہ کے لہجے میں نرمی تھی۔

''ارے گناہ تو اس وقت ہو جب میں جھوٹ کہوں، میں سچ کہہ رہی ہوں' روز نئے نئے آدمی آتے ہیں اس کے پاس..... ہاتھوں میں بڑے بڑے تھیلے لے کر، نامعلوم کیا مہنگی مہنگی چیزیں بھری ہوتی ہیں کھانے پینے کی۔'' ان کی حاسدانہ وباریک نگاہوں سے شاپرز میں رکھی چیزیں بھی محفوظ نہ تھیں۔

''کسی کی عیب جوئی کرنا غیبت کہلاتا ہے۔ کسی کی بُرائی نہیں کرنی چاہیے۔''

''لو یہ کیا بات ہوئی؟ بُرے کو بُرا نہ کہو؟'' وہ چہک اٹھیں۔

''ہاں! ہمارے دین کا یہی کہنا ہے۔'' رضیہ نے ان کے انداز کو نظرانداز کر کے کہا۔

''تم تو کبھی پردے کے باعث دروازے پر آتی نہیں ہو تو تمہیں کیا معلوم کہ محلے میں اس کے آنے سے کیسا اثر پڑ رہا ہے۔ مرد تو رہے ایک طرف، جوان ہوتے لڑکے اس کے گھر کے پاس جمع رہنے لگے ہیں اور تو اور دوسرے محلے کے لڑکے بھی اس گلی کے چکر لگانے لگے ہیں، سب کی نگاہوں کا محور ہے وہ۔''

''یہ خیال تو ان بچوں کے والدین کو رکھنا چاہیے جو یہاں آ رہے ہیں۔''

''اس میں بچوں کا کیا قصور.....! یہ ساری وباء اس خراب عورت کی وجہ سے پھیل رہی ہے، جب تک وہ یہاں سے جائے گی نہیں یہ بگاڑ ختم ہونے والا نہیں ہے اگر چیونٹیوں کو بھگانا ہو تو گُڑ کو پہلے ہٹانا پڑتا ہے۔''

''میں تو پھر یہی کہوں گی، دوسرے پر انگلی اٹھانے سے بہتر ہے ہمیں اپنے بچوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔ بچوں کو جب بداعمالیوں کا چسکا پڑ جاتا ہے تو وہ پھر گناہوں کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ اگر قدم ایک بار بہک جائیں تو مشکل سے درست راہ پر گامزن ہوتے ہیں۔'' حاجرہ ایک بار پھر اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔

❀......❀......❀

کھجور کی چھدری شاخوں سے اولین تاریخوں کا چاند جھانک رہا تھا۔ ہوا دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔ کبھی کبھی کوئی شوخ جھونکا اس کے چہرے کو چھو کر گزرتا اور فرحت وتازگی کا احساس دلا دیتا تھا۔ اس نے نانو کے ہاں جانے کی تیاری کر لی تھی' دادی سے اجازت ملتے ہی صبح ڈرائیور اسے نانو کے ہاں چھوڑ آتا۔ ہمیشہ کی طرح وہ نانو کے پاس جانے کے خیال سے خوش بھی ہوتی مگر اک عجیب اداسی بھی اس کو اپنی ذات کے حصار میں لے لیتی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پاتی کہ وہ نانو کے ہاں جا کر خوش ہوتی ہے یا بے چین..... نانو اس سے بے حد محبت کرتی ہیں یا بے حد نفرت؟

''اماں بتا رہی ہیں، آپ اپنی نانو کے ہاں جانا چاہ رہی ہیں؟'' پپا کو دیکھ کر وہ دریچے سے ہٹ گئی تھی اور سر پر دوپٹا ڈال کر مؤدب کھڑی ہو گئی۔ فیاض صاحب خاصے فاصلے پر کھڑے تھے۔

"جی! دادی جان نے اجازت دے دی ہے۔" اس کی آواز دھیمی تھی۔

"ہوں!" انہوں نے کوٹ کی جیب سے رقم نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اماں بتا رہی تھیں آپ نے شاپنگ نہیں کی ہے۔ یہ رقم ہے اس سے شاپنگ اپنے لیے اور اماں کے لیے بھی کر لینا، اگر کم ہو تو کال کر دینا۔" وہ اس سے خاصے فاصلے پر کھڑے تھے، لہجے میں گریز آمیز سنجیدگی تھی، اندر داخل ہوتے ہوئے ایک اچٹتی نگاہ کے سوا دوسری اس پر نہ ڈالی تھی۔ رقم دینے کے بعد جس خاموشی سے آئے تھے، اسی خاموشی سے واپس چلے گئے تھے۔

"مجھے رقم کی نہیں آپ کی محبت، آپ کی شفقت بھری مسکراہٹ کی ضرورت ہے پپا! آپ نے کبھی مجھے نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھا، دنیا کی اس بھیڑ میں کبھی گم ہو گئی تو آپ مجھے ڈھونڈ بھی نہ پائیں گے۔ کیونکر میری شناخت کریں گے کہ آپ نے میرا چہرہ پہچانا ہوا نہیں ہے۔" پری کے چہرے پر کرب کے سائے لرزنے لگے تھے۔ اس نے میز پر رکھی رقم کی جانب نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے اکاؤنٹ میں بھاری رقم تھی۔ مما انکل کی لاعلمی میں عموماً اس کے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرتی رہتی تھیں۔

بہنوں کے مقابلے میں وہ رقم کے معاملے میں خود کفیل تھی البتہ محبت واپنائیت کے احساسات سے اس کا دل خالی تھا۔ اپنوں کی چاہت کے لیے وہ فاقہ کشی کا شکار تھی۔ پیار کی تمنائی تھی۔ دل پہلے ہی بلاوجہ کی اداسیوں کا شکار تھا اور پپا کے بے گانہ رویّے نے اداسیوں کی وجہ بھی فراہم کر دی تھی اور جب دل پر بوجھ بڑھ جائے تو وہ آنسو بن کر آنکھوں سے بہہ نکلتا ہے۔ اس کے آنسو بھی ٹوٹی مالا کے موتیوں کی طرح پھسلتے چلے گئے تھے، جن کو سمیٹنے کی اس نے ذرا بھی سعی نہ کی تھی۔ وہ روتی رہی تھی اور نا معلوم کس لمحے آنسوؤں کے درمیان ہی نیند کی چادر تان کر سو گئی تھی پھر اس کی آنکھ عجیب وغریب آوازوں سے کھلی تھی۔ اسے لگا تھا گھر میں بھونچال سا آ گیا ہے۔ دروازے دھڑ ادھڑ کھلنے و بند ہونے کی آوازیں......! وہ خوف زدہ انداز میں کمرے سے نکلی تھی۔ ابھی کوریڈور میں ہی پہنچی تھی کہ دادی کی دل خراش چیخ اُبھری تھی۔ جس نے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے۔

......☆☆☆......

دادی کی زوردار چیخ، بھاگتے دوڑتے قدموں کی آوازیں اور پھر گویا گھر میں ایک طوفان سا اٹھ گیا تھا۔ اس کے حواس دادی کی چیخ سن کر منتشر ہوئے تھے، وہ ابھی سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ باہر سے آتی آوازوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ حیرت واستعجاب میں ڈوبی ہوئی آوازیں اب قہقہوں و مسرتوں میں بدل گئی تھیں۔ وہ جو دادی کی چیخ سن کر خوف زدہ ہو گئی تھی اور سمجھی تھی شاید ڈاکو گھر میں گھس آئے ہیں۔ باہر سے ہنسنے، بولنے کی آوازیں سن کر تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ ہال روم کی طرف بڑھی تھی۔ اندر باہر کی تمام بتیاں جل رہی تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آدھی رات کو کون سے ایسے مہمان آ گئے تھے جن کے استقبال کو پورا گھر ہی بیدار ہو چکا تھا۔ نا صرف بیدار ہوا تھا بلکہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ بھی از حد فراخدلی سے کیا جا رہا تھا۔

"ارے کہیں تائی جان تو نہیں آ گئیں اس لکڑ بگھے کے ساتھ......؟" اچانک ایک خیال بجلی کی طرح اس کے ذہن کو جھٹکا دے گیا اور وہ اندر جاتے جاتے ہال روم کے اطراف میں بنی گیلری میں آ گئی جہاں سے وہ اندر کا منظر بخوبی دیکھ سکتی تھی کیوں کہ دروازے کے اوپری حصے میں معمولی سا چھید تھا۔ اس کا جب بھی اجنبی مہمانوں کو دیکھنے کا ارادہ ہوتا تو وہ اپنا خفیہ ذریعہ استعمال کرتی تھی۔ اس نے اندر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب ہی کمرے میں موجود ہیں کاسنی ساڑھی میں دادی کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وہ تائی ہی تھیں جن کے خوب صورت چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"اوہ......! میرا اندازہ درست ثابت ہوا یہ لوگ آ گئے۔ مگر ان کو تو ایک ہفتہ بعد آنا تھا...... اتنی جلدی کیوں آ گئے یہ لوگ؟" وہ سوچتی ہوئی دروازے سے دور ہوئی اور دبے قدموں سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

"یہ کمرا اب مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ میرے ساتھ وقت ایسا ہی ظلم کرتا ہے۔ ہمیشہ مجھ سے میری عزیز ترین چیز چھین لی جاتی ہے۔ نا جانے کب تک میرے ساتھ یہ سب ہوتا رہے گا؟" آنسو آنکھوں سے نکل کر تکیے میں جذب ہو گئے تھے وہ سونے کی سعی کرنے لگی۔

"آنے سے پہلے فون کر دیتے، ایئرپورٹ پر سب لینے آجاتے ہم۔" اماں جان بہو کو سینے سے لگائے دعائیں دینے کے بعد طغرل کی طرف بڑھی تھیں جس نے خود آگے بڑھ کر ان کو لپٹا لیا تھا اور کئی منٹ تک ان کو بازوؤں میں بھینچے کھڑا رہا تھا۔ بڑی عقیدت، بڑی محبت تھی اس کے انداز میں......دادی نے اس کی پیشانی چومی اور سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کو خاصا جھکنا پڑا تھا۔

"ماشاءاللہ! خوب قد نکال لیا ہے تُو نے طغرل۔ اپنے باپ اور چچا کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔" دادی بلائیں لیتی ہوئی محبت سے بولیں۔

"مجھے تو لگ رہا ہے اماں جان اس کی پیشانی چومنے کے لیے آپ کو اسٹول استعمال کرنا پڑے گا۔" فیاض صاحب کی بات پر قہقہہ لگا۔

"ارے میاں! ماشاءاللہ کہو۔ آنکھیں ترس گئی تھیں اس کی پیاری صورت دیکھنے کے لیے۔ ایک ایک دن گن گن کر گزار رہی تھی میں۔" وہ اس کو نثار ہو جانے والی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی گویا ہوئیں۔

"تب ہی تو جیسے ہی مجھے اطلاع ملی کہ کسی کے دو ٹکٹ کینسل ہوئے ہیں، فوری طور پر میں نے وہ سیٹس بک کروالیں اور ہم یہاں آ گئے کہ ایسا موقع بار بار نہیں ملتا ہے اور آپ لوگوں کو اطلاع اس لیے نہیں دی کہ آپ کو حیران دیکھ کر جو مزا ملا وہ اس خوشی سے بڑھ کر ہے" طغرل نے بڑے لاڈ سے دادی کے شانے پر چہرہ ٹکاتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اس کی ادا پر نہال ہو ہو گئی تھیں۔ مذنہ بیگم سب سے مل رہی تھیں۔ عادلہ، عائزہ اور سب میں چھوٹی آبرو جو سوئی وجاگی سی کیفیت میں ان دو افراد کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ مذنہ نے اس گول مٹول سی گڑیا کو پیار کیا تھا جو ان کے پاکستان سے جانے کے بعد اس گھر میں پیدا ہوئی تھی اور پر رونق اضافہ تھی۔

"آنٹی! آپ کے سرپرائز نے ہمارے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔" عادلہ نے ان سے ملتے ہوئے شکوہ کر ڈالا تھا۔

"اوہ......سوری ڈیئر! دراصل یہ سب طغرل کی وجہ سے ہوا ہے۔" وہ اس کا رخسار تھپتھپا کر مسکراتے ہوئے بولیں۔

"ہم نے کپڑے تیار کروائے تھے، جوتے جیولری سب خاص الخاص بنوائے تھے کہ ایئرپورٹ جائیں گے۔" عائزہ نے بھی اظہار افسوس کیا۔

"کوئی بات نہیں ہے بیٹا! ابھی بہت مواقع آئیں گے۔ آپ کو سب کچھ استعمال کرنے کا موقع ملے گا، اب آپ جا کر بھابھی اور طغرل کے لیے کھانے کا انتظام کرو۔" فیاض صاحب کو بچیوں کا بات کو دہرائے جانا قطعی پسند نہ آیا تو ان کے احساس دلانے پر صباحت بھی خجل سی ہو کر اٹھیں۔

"کھانے کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ ہم نے جہاز پر کھا لیا تھا۔ اس وقت صرف چائے چلے گی۔ طغرل آپ کیا لیں گے؟"

"ہم بھی چائے پیئں گے اگر سب پیئں گے تو......" اس نے صباحت کی گود سے آبرو کو لیتے ہوئے ماں کو جواب دیا۔ آبرو جو نئے چہرے اور نئے لوگوں کو دیکھ کر پہلے ہی شرما رہی تھی۔ طغرل کی گود میں جا کر مزید شرمانے لگی۔ صباحت چائے بنانے چلی گئیں تو دادی نے عادلہ اور عائزہ کو مذنہ اور طغرل کے لیے کمرے درست کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

"اماں جان! پری گھر میں موجود نہیں ہے کیا......؟" مذنہ نے صباحت اور لڑکیوں کے جانے کے بعد اس کی غیر موجودگی محسوس کی تھی۔

"رات دیر سے سوئی تھی وہ، اس وجہ سے اس کی آنکھ نہیں کھلی ہوگی۔" انہوں نے ان کی دل آزاری کے خیال سے بات سنبھالی تھی وگرنہ وہ جانتی تھیں کہ پری گہری نیند سونے کی عادی نہ تھی، وہ یقیناً بہت پہلے بیدار ہو گئی ہوگی۔ مگر حقیقت جاننے کے بعد اس طرف آنے سے گریز کیا ہوگا۔

"کیسی ہے وہ......؟ اب تو بالکل بدل گئی ہوگی؟ اسے دیکھے کئی سال گزر گئے۔ سب کی تصویریں ہمارے پاس ہیں ماسوائے پری کے......بارہا کہنے کے باوجود اس نے اپنی کوئی تصویر ہمیں نہیں بھیجی۔

"ارے بہو! بڑی عجیب لڑکی ہے، وہ کوئی تصویر بنواتی کب ہے۔" دادی نے پورے خلوص سے سچائی بیان کی۔

"دادی جان! وہ موٹی بھینس ابھی تک احساس کمتری کا شکار ہے؟" آبرو کے کان کھینچتا وہ ہنس کر استفسار کرنے لگا۔

"طغرل! پلیز......آتے ہی جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔" مذنہ نے فوراً بیٹے کو ٹوکا۔

"مما وہ اچھی نہیں، موٹی لڑکی ہے۔ زمین کا بوجھ ہے۔"

"اماں جان! آپ دیکھ رہی ہیں یہ کیا کہہ رہے ہیں پری کے بارے میں......؟" انہوں نے کن اکھیوں سے فیاض صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ اسی لمحے صباحت چائے اور دیگر لوازمات ٹرالی پر رکھے آئیں تو باتوں کا دوسرا سلسلہ شروع ہو گیا جو صبح تک چلتا رہا۔

امید کی شاخوں پر
آرزوؤں کی کلیاں کھل چکی ہیں!
نہ معلوم یہ کلیاں کبھی پھول بن پائیں گی۔
یا شاید......!
خواہشوں کے مزار پر
سوکھے پتوں کی طرح بکھر جائیں گی!

سالانہ امتحانات عنقریب ہونے والے تھے اور وہ ان دنوں انوکھے امتحان میں مبتلا تھی۔ محبت کے امتحان میں، محبت اگر آگ تھی تو اسے بھڑکانے میں وردہ پوری طرح شامل تھی۔ وہ دعوے تو بے حد گہری دوستی کے اس سے کرتی تھی مگر اپنے کزن سنی کی طرف داری اس سے زیادہ کرتی تھی۔ کالج، کوچنگ اور گھر آ کر بھی اس کی زبان پر سنی کی باتیں ہوتی تھیں۔ سنی کے مشاغل، اس کی پسند، ناپسند، اس کی عادات و مزاج، اس کے معمولات سمیت سب پر وہ بے تکان بولتی اور وہ جو پہلے اس ذکر سے گھبراتی اور گریز کرتی تھی۔ اب اس کو یہ سب سننا اچھا لگتا تھا، کئی بار ایک موضوع کو سننا اچھا لگتا تھا۔ وردہ امتحانات کی تیاری کے بہانے اس کے ہاں تقریباً روز ہی آنے لگی تھی اور امتحان کی تیاری کی بجائے محبت کی تیاریاں کروانے میں مصروف رہتی تھی۔ اب بھی وہ رجاء کے قریب بیٹھی سلمان کی بے قرار راتوں و بے تاب دنوں کی داستان سنا رہی تھی اور وہ لبوں پر شرمیلی مسکان سجائے سن رہی تھی۔

''محبت اتنی مستحکم ہوتی ہے کہ سنی جیسا سخت جان بندہ اپنا آپ ہار جائے......اسے یقین نہیں ہوتا ہے، وہ مجھ سے پوچھتا ہے یار! تمہاری دوست جادوگر ہے جو پہلی نظر میں بندے پر جادو کر دیتی ہے اور پھر اس بندے کو اسی کے علاوہ کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا ہے۔'' وہ آنکھیں نچا نچا کر کہہ رہی تھی۔

''یا اللہ! وہ ایسی باتیں تم سے کرتے ہیں۔'' وہ شرم سے دہری ہوگئی۔

''ہاں، مجھ سے کرتے ہیں مگر تمہارے لیے......میرے لیے نہیں۔''

وہ ایک دم ہی برا مان کر گویا ہوئی۔ اس کی عادت تھی بات بات پر خفا ہونے کی۔

''اوہ! تم ناراض ہوگئیں......میرا مطلب یہ نہیں تھا۔''

''ہاں بھئی! میں بھول جاتی ہوں۔ تمہارا تعلق کس قدر دقیانوسی و تنگ نظر خاندان سے ہے۔ تمہارے ہاں تو بھائیوں سے بھی بے تکلف ہونے کا رواج نہیں ہے۔ پھر بھلا کزنز سے تو اس طرح کی بے تکلفی کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی ہو۔'' رجا کو لگا وردہ نے اس کے ماحول کی تذلیل کر کے اس کو جوتا کھینچ مارا ہو۔

''سوری ڈیئر! میری فیملی میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے، ہم بہت روشن دماغ اور کھلے ذہن کے لوگ ہیں۔ مما پپا کے دوستوں کے ساتھ، پپا مما کی دوستوں کے ساتھ آزادانہ ملتے ہیں۔ ہمارے ہاں گیٹ ٹوگیدر پارٹیز ہوتی ہیں۔ جس میں سب شریک ہوتے ہیں۔ کسی پر اعتراض نہیں ہوتا۔'' وہ اس قدر فخریہ انداز میں بتا رہی تھی کہ رجاء کو اپنی خاندانی ناموس و خوب صورت حد بندیاں حقیقتاً فرسودہ اور بے محل لگنے لگی تھیں۔

''خود کو ابھی سے بدلو۔ تمہیں یہاں نہیں رہنا۔ آثار قدیمہ کی بھٹکی ہوئی روح کی طرح......تمہیں سنی کا جیون ساتھی بننا ہے۔ سنی کے ساتھ اعلیٰ طریقے سے اٹھنا بیٹھنا ہے۔ سنی کا زیادہ وقت لندن، پیرس، نیویارک میں گزرتا ہے۔''

''پلیز وردہ!'' شرم سے اس کا برا حال تھا۔ وردہ نے سنہرے سپنوں کا جال اس کے گرد بُن دیا تھا جہاں وہ مہکتی خواہشوں میں جکڑتی جا رہی تھی۔

''اوہ بے وقوف! اتنا بھی کوئی شرماتا ہے کیا؟'' وہ ہنس پڑی۔

''ڈر ہے مجھے......میرے یہ سپنے محض سپنے ہی رہیں گے، جانتی ہو نا! میں جس گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں وہاں یہ سب ناممکن ہے بلکہ......

ایسے خواب دیکھنا بھی معیوب ہے۔'' رجاء حقیقت پسندی سے گویا ہوئی۔

''میری جان! یہ ممکن کا دور ہے، ناممکن کا نہیں۔ تم سنی سے ایک ملاقات کے لیے راضی نہیں ہو، جبکہ وہ تمہاری چاہت میں بہت آگے جا چکا ہے اور تم ابھی اس کی قوت سے بھی واقف نہیں، وہ تمہیں یہاں سے لے جائے گا اور تمہارے گھر والے اس کا راستہ بھی نہ روک سکیں گے۔''

نہیں...... نہیں...... پلیز! ایسا کچھ نہیں ہونا چاہیے۔'' وہ گھبرا کر بولی۔

''پھر مل لو اس سے ایک بار...... بہت محبت کرتا ہے، بے حد احترام کرتا ہے، ایک میلی نگاہ بھی نہ ڈالے گا تم پر، بے فکر ہو کر مل لو۔''

''نہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتی۔'' وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

''واہ بھئی! یہ بھی اپنی نوعیت کا انوکھا مذاق ہے، محبت کرتی ہو مگر ملو گی نہیں...... اپنی محبت کی خوش بو کے اندر مہکا کر بھی اسے دیدار سے محروم رکھو گی؟ اپنے حسن پر اتنا غرور بھی اچھا نہیں ہوتا۔''

''وردہ! یہاں میں بے اختیار ہوں۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔'' اس کی خوب صورت آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے۔

''ٹھیک ہے! میں تمہاری ''مجبوریاں'' بتا دوں گی سنی کو پھر وہ خود ہی کوئی راستا ڈھونڈ نکالے گا۔ تم بے فکر رہو، کسی کو معلوم بھی نہیں ہوگا۔''

❁❁❁❁❁

بہت عرصے بعد وہ سب اکٹھے بیٹھے، بے شمار باتوں کے ذخیرے تھے ان کے پاس جو ختم بھی نہ ہونے تھے مگر رات تمام ہو گئی تھی۔ فجر کی اذان کے ساتھ ہی ان لوگوں نے نشست برخاست کی، فیاض صاحب، طغرل کو لے کر مسجد کی جانب روانہ ہو گئے۔ مذنہ باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کی عادی نہ رہی تھی مگر وہ اس گھر کے اصول جانتی تھی کہ اماں جان کی موجودگی میں کوئی نماز قضا کرنے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ مذہبی معاملے میں وہ کسی سے بھی رعایت برتنے کی قائل نہ تھیں۔

''اوہ...... ہو!...... اٹھ گئیں تم؟'' وہ نماز پڑھ کر جاء نماز تہہ کر رہی تھیں جب عادلہ اسے دیکھ کر طنزیہ انداز میں چہکی تھی۔

''آنٹی اور طغرل بھائی آ گئے ہیں...... کس قدر دروازہ بجایا تمہارا مگر تم نہیں اٹھیں۔ میں نے تو سوچ لیا تھا اب تمہیں اللہ ہی اٹھائے گا۔''

''جس کا منہ اچھا نہ ہو، اس سے اچھی بات کی توقع کرنا بے وقوفی ہے۔'' وہ کہاں اس کو چھوڑنے والی تھی، فوراً ہی مسکرا کر جواب دیا تھا۔

''اچھا......! تم خود تو حسینہ عالم ہو؟'' عادلہ میں قوت برداشت صفر تھی۔

''ہوں...... بے شک میں مس یونیورس سے بھی بڑھ کر ہوں۔''

''ہونہہ، یہ منہ اور مسور کی دال!''

''صبح صبح میرے کمرے میں آنے کا مقصد کیا ہے تمہارا؟''

''تمہارا کمرا......! ہاہاہا......'' وہ ہنسنے لگی، پری ضبط سے اس کو دیکھ رہی تھی۔ ''دادی جان نے کہا ہے کہ یہ کمرا خالی کر دو۔ طغرل بھائی نماز پڑھ کر آ رہے ہوں گے۔ وہ ساری رات کے جاگے ہوئے ہیں، آرام کریں گے۔ غور سے دیکھ لو اپنے ''مزار'' کو بس اب یہ گیا تمہارے ہاتھ سے...... چوم لو یہاں کی ایک ایک چیز کو، نگاہوں میں بسا لو، پھر تمہیں یہ کمرا نہیں ملنے والا۔'' عادلہ جو کافی عرصے سے اس کا کمرا حاصل کرنا چاہ رہی تھی، بہت خوش تھی۔

''زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے، انشاء اللہ بہت جلد میں اپنے کمرے میں ہوں گی۔'' پری پُر یقین لہجے میں گویا ہوئی۔

''واقعی! طغرل بھائی کے ساتھ......؟'' اس کے انداز میں گھٹیا پن تھا۔ وہ صدمے سے اسے دیکھتی رہ گئی جبکہ وہ سر جھٹک کر وہاں سے چلی گئی۔

فیاض صاحب بھاوج اور بھتیجے کے خیال سے دوپہر کو ہی آفس سے آ گئے تھے۔ کھانا بے حد مزے دار بنا ہوا تھا اور پھر سب نے طویل عرصہ بعد ساتھ کھایا تھا، اس وجہ سے بھی کھانے کا مزہ دوبالا ہو گیا تھا۔ حسب عادت سب لنچ کے بعد کچھ دیر آرام کرنے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔

❁❁❁❁❁

طغرل اس کے کمرے پر قابض ہو چکا تھا، وہ اپنا ضروری سامان پہلے ہی دادی جان کے کمرے میں منتقل کر چکی تھی پھر خود بھی ان کے کمرے میں آ گئی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ عادلہ نے وہ نازیبا بات کہہ کر اس کا موڈ خراب کر دیا تھا اور اس کو شرمندگی بھی نہ تھی۔ پھر ذہن اتنا

منتشر ہو گیا کہ وہ جو پہلے ہی فیصلہ کر چکی تھی کہ طغرل کا سامنا نہیں کرے گی (پیشانی کی چوٹ کی نشان کے باعث) لیکن مذنہ آنٹی کا بھی وہ سامنا نہ کر سکی۔ ناشتے کے وقت کچن میں خود کو مصروف رکھا اور یہی معمول اس نے لنچ کے وقت رکھا۔ دادی اور مذنہ آنٹی کے کئی بار بلوانے کے باوجود گرم گرم پھلکے پکانے کا بہانہ کرتی رہی۔ کھانے سے فارغ ہو کر آنٹی کچن میں چلی آئیں اور اس کے سلام کے جواب میں بڑی محبت سے اسے لپٹاتے ہوئے کہا۔

"آپ بہت اسمارٹ اور خوب صورت ہو گئی ہیں۔ پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔ اگر عائزہ نہ بتاتی تو میں آپ کو پہچان بھی نہیں پاتی۔ جب ہم یہاں سے گئے تھے تو آپ کو خاصا صحت مند چھوڑ کر گئے تھے۔" ان کے انداز میں خوش گوار حیرت تھی۔ وہ چپ مسکراتی رہی تھی۔ "رات سے آپ سے ملاقات نہیں ہوئی...... کوئی ناراضی ہے کیا؟"

"نہیں بھلا ناراضی کیوں ہو گی؟ میں آپ کے پاس یہاں فارغ ہو کر آ رہی تھی۔" مذنہ خوش اخلاق، نرم مزاج کی مالک تھیں۔ دور رہ کر ان کی پر خلوص طبیعت میں اور زیادہ ہی حلاوت واپنائیت سرایت کر گئی تھی۔ وہ اس سے باتیں کرنے لگیں جو یہاں کسی کو پسند نہ تھیں۔ ان لوگوں کی خیریت معلوم کرنے لگیں جن کا یہاں نام لینا بھی کسی کبیرہ گناہ کے مترادف تھا۔

❁❁❁❁❁

"میں پوچھتی ہوں اس طرح منہ پُھلا کر کب تک بیٹھی رہے گی؟ بچے کو کمرا کیا دیا ہے کہ افسوس ہی صبح سے ختم نہیں ہو رہا ہے۔ غضب خدا کا! ایسی بد دماغ اور اکڑ والی ہے کہ سالوں بعد آنے والی تائی اور بھائی سے ملنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ مذنہ خود گئی بالآخر اس سے ملنے۔" دادی جو اس کی بد مزاجی کے خلاف بھری بیٹھی تھیں موقع ملتے ہی غبارے کی مانند پھٹ پڑی تھیں۔ وہ خاموش رہی کہ غلطی اس کی تھی۔ "کیا سوچتی ہو گی مذنہ، کیسی تربیت کی ہے تمہاری میں نے؟ ذرا تمیز واخلاق نہیں سکھائے؟" نا معلوم دادی کو اپنی تربیت پر حرف آنے کا خوف تھا یا اس کا تاثر خراب ہونے کا۔

"مگر کیا کرے کوئی...... ماں کے دودھ کی تاثیر سے بچے بچ نہیں سکتے۔ اس عورت کی ہٹ دھرمی وخود سری کہیں نہ کہیں دکھائی دے جاتی ہے تم میں۔"

یہ لہجہ، یہ بے مہر سفاک انداز کسی خنجر کی طرح اس کے دل میں پیوست ہو جاتا تھا۔ اس لمحے دادی کا انداز بے گانگی و بے مروتی لیے ہوتا تھا گویا وہ اس سے نہیں، کسی غیر سے مخاطب ہوں اور وہ اس دکھ سے منجمد ہونے لگتی تھی۔ اس وقت بھی یہی ہوا تھا۔ اپنے اور دادی کے درمیان اسے ایک اجنبیت و بے گانگی کی دیوار حائل دکھائی دی تھی۔ اس کے اندر سناٹے اترنے لگے تھے۔

"دونوں اپنی پھوپیوں کو تو فون کر دو ورنہ وہ گلہ کریں گی کہ ان کو اطلاع ہی نہ کی کسی نے بھائی اور بھتیجے کے آنے کی۔ دیگر رشتہ داروں کو تو اس وقت اطلاع دی جائے گی جب ان ماں بیٹے کی تھکن اتر جائے گی۔" دادی اسی طرح ہشاش بشاش تھیں۔ ان کو احساس بھی نہ تھا کہ کچھ لمحے قبل ہی ان کی زبان کی دھار اس کے احساسات کو بری طرح گھائل کر چکی ہے۔

"دادی جان! ایک بات پوچھوں؟" اس کی آواز بے جان تھی۔

"ہاں...... ہاں کہو...... کیا بات ہے؟" انہوں نے تسبیح پڑھتے ہوئے کہا۔

"میری...... مما...... بہت خراب تھیں؟" یکلخت تسبیح کے دانے ان کی انگلی وانگوٹھے کے درمیان ساکت ہو گئے۔ چہرے پر تناؤ سا در آیا۔

"بتائیں نا دادی جان! وہ اتنی خراب تھیں کہ کبھی ان کو اچھے نام سے پکارا نہیں جا سکتا ہے؟" اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

"پری! ماضی کی اس کتاب کے باب کو کھولنے کی سعی مت کرو۔ اسی میں ہی بھلائی ہے۔"

"ماضی کبھی دفن نہیں ہوتا۔ یہ بھولے بھٹکے لوگوں کی طرح یادوں کے دروازوں پر دستک دیتا رہتا ہے۔ پکارتا رہتا ہے۔" دادی کے چہرے پر ناگواری و درشتگی سرخی بن کر پھیلنے لگی تھی لیکن پری کے چہرے پر حزن بھری اداسی اور آنکھوں میں چمکتی نمی نے ان کی ممتا کو بے دار کر دیا تھا۔

"فالتو باتیں مت کرو۔ تمہیں آج شاپنگ پر جانا تھا۔ اب تو ڈرائیور چلا گیا ہے۔ ایسا کرنا کل صبح ہی چلی جانا۔ ابھی عزیز و رشتے داروں کو خبر نہیں کر رہی ہوں۔ دو تین دنوں بعد کروں گی۔ تب تک تم اپنا کام کر لو۔ کپڑے وغیرہ لے آؤ۔ اپنے لیے، فیاض سے کہا تھا میں نے شاپنگ کے لیے رقم

دے دے۔ اس نے دی یا نہیں؟"

وہ فوراً بہت مہربان ہوگئی تھیں۔ پری نے اثبات میں گردن ہلادی تھی۔

"شام میں چائے کے ساتھ کباب اور پھلوں کی چاٹ ضرور بنانا۔"

❁❁❁❁❁

موقع ملتے ہی حاجرہ، رضیہ کے ہاں پہنچ گئی تھیں۔ رضیہ جو بیٹھی سبزی بنا رہی تھیں۔ عادت کے مطابق انہیں دیکھ کر خوشدلی سے مسکرائی تھیں۔

"آؤ...... حاجرہ بہن! یہاں بیٹھو۔" انہوں نے فلور کشن بڑھایا۔

ایمان داری کی بات ہے، تمہارے پاس آنے کے بعد طبیعت بہت خوش ہو جاتی ہے۔ آنے والے کو "آؤ" کہہ دو تو بڑی خوشی ملتی ہے۔" رضیہ کی پرخلوص پزیرائی انہیں خوشی سے سرشار کر دیتی تھی۔

"آؤ کا مطلب ہوتا ہے خوش آمدید...... پھر بھلا ہم کس طرح کسی کی آمد پر خوشی کا اظہار نہ کریں جب آنے والا خوشیاں لا رہا ہو؟" رضیہ نے مزاج کے مطابق سادہ سی بات کہی تھی مگر ناخواندہ حاجرہ اپنی سوچ سے یہ سمجھ کر کہ وہ تو نئی پڑوسن کے کچھن پر بات کرنے آئی ہیں، خوشیوں کے ذکر پر شرمندہ سی ہوگئی تھیں۔

"بھنڈیاں بنا رہی ہو آج؟"

"ہاں، تمہارے بھائی کو بے حد پسند ہیں۔ بھنڈی گوشت بنا رہی ہوں۔" انہوں نے بڑی نفاست سے بھنڈیاں صاف کی تھیں۔

"میرے ہاں تو روز یہ مسئلہ رہتا ہے کہ آج کیا پکایا جائے۔ سبزیاں اور دالوں سے یہ لوگ رغبت ہی نہیں رکھتے ہیں۔ نہ بیٹوں کو پسند نہ باپ کو اور تو اور بیٹیاں بھی ناک بھوں بناتی ہیں دال سبزی کے نام پر...... سب کو گوشت چاہیے۔ وہ بھی کسی دال و سبزی کے بغیر بھنا ہوا۔"

"آج کل زیادہ تر گھروں میں یہی مسئلہ رہتا ہے۔ صبح اسی سوال سے شروع ہوتی ہے کہ آج کیا پکایا جائے جو سب خوش ہو کر کھالیں۔" انہوں نے بھنڈیاں رجاء کو تھماتے ہوئے کہا جو حاجرہ کو سلام کرنے آئی تھی۔

"امی! آپ خالہ کے پاس بیٹھ جائیں، روٹیاں میں بنالوں گی۔" رجاء نے ان سے بھنڈیوں کی ٹوکری لیتے ہوئے کہا۔

"تم تیاری کرو امتحانوں کی...... روٹیاں میں خود بنالوں گی...... پھر کام ہوتا ہی کتنا ہے۔ میں خود کرلوں گی۔ تم بس خوب اچھی تیاری کرو۔" رضیہ بیٹی کی طرف دیکھ کر دلار سے بولیں۔ حاجرہ نے رجاء کو دیکھ کر کہا۔

"کیا بات ہے رجاء بیٹی! بہت کمزور لگ رہی ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"جی خالہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ ان کی کھوجتی نگاہوں سے خائف ہو کر وہاں سے کچن میں چلی آئی، ڈش کاؤنٹر پر رکھ کر بڑی تیزی سے دھڑکتے دل پر اس نے ہاتھ رکھا تھا۔ عجیب ذہن ہوگیا تھا اس کو ہر ایک سے خوف آنے لگا تھا کہ کوئی اس کے دل کا بھید نہ پالے۔ کسی کو اس کے مہکتے جذبوں کی خبر نہ ہو جائے۔ راتوں کی نیند، دن کا قرار، بھوک پیاس سب اس سے روٹھ گئے تھے۔ اس کی ماں سادہ و عام فہم عورت تھی۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ امتحانات کی تیاری کے باعث کمزور ہو رہی تھی۔ جبکہ وہ محبت کی آگ میں کسی شمع کی مانند آہستہ آہستہ پگھلنے لگی تھی مگر کہاں کے امتحان...... کیسی تیاری...... وہ سب بھلائے بیٹھی تھی۔ ماں اس کی بہت سادہ و گھریلو عورت تھیں جن کا وقت نماز و اذکار کے علاوہ گھر کے دیگر کاموں میں گزرتا تھا یا پھر حاجرہ اور دوسری پڑوسنیں ان کے پاس آ کر اپنا دکھ درد بیان کرتیں تو وہ خلوص و ہمدردی سے سنتیں اور کبھی دلاسوں سے، کبھی استطاعت کے مطابق ان مسائل کو حل کرنے کی سعی کرتی تھیں۔ خالہ حاجرہ نے جس کھوجتے انداز میں اس کی کمزوری کا اظہار کیا تھا اس سے وہ کچھ سہم سی گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ سیدھی سادی ماں تو اس پر اندھا اعتماد کرتی ہے۔ وہ اور وردہ گھنٹوں کمرے میں سنی کی باتیں کرتی تھیں اور یہ ان کا اعتماد ہی تھا کہ انہوں نے کبھی ان کی نگرانی نہیں کی تھی اور مہمان نوازی کے لیے وہ جب لوازمات لے کر آتی تھیں تو اس خیال سے کہ ان کی پڑھائی کا حرج نہ ہو، وہ ان کے پاس بیٹھتی بھی نہ تھیں۔ شروع شروع میں وہ ضمیر کی خلش سے بے چین ہو جاتی تھی یہ سوچ کر کہ وہ سادہ لوح ماں کو کس طرح دھوکا دے رہی ہے، ان کے اعتماد و اعتبار کا خون کر رہی ہے لیکن...... یہ احساس مختصر مدت کے لیے اس کے اندر پیدا ہو کر سو گیا تھا۔

جب برائیوں میں کشش محسوس ہونے لگتی ہے تو اچھائیاں ذہن سے محو ہو جاتی ہیں۔ پھر نہ اپنا احساس رہتا ہے نہ دوسرے کا خیال۔ یہی اس کے ساتھ ہوا تھا۔ وردہ کی باتوں میں اسے اب سکون ملنے لگا تھا۔ وردہ کے جانے کے بعد بھی وہ سنی کے خیالوں میں کھونے لگی تھی، سنی سے محبت کیا ہوئی۔ اسے تنہائیاں اچھی لگنے لگی تھیں۔ حاجرہ خالہ کائیاں و چالاک عورت تھیں ان کا کام یا مشغلہ یہی تھا کہ وہ محلے کے ہر گھر پر نگاہ رکھتی تھیں۔ لڑکا لڑکی، میاں بیوی، ساس بہو، نند دیور ہر ایک کے معاملات پر ان کی نگاہ ہوتی تھی اور سب کے تعلقات کی ان کو خبر ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ان سے گھبرا گئی تھی اور کچھ دنوں سے وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ نئی پڑوسن عموماً اس کے کمرے سے نظر آتی کھڑکی سے کھڑی اسے دیکھ رہی ہوتی اور اس کی نگاہیں بڑی بے باک ہوتی تھیں۔

❀❀❀❀❀

خواب گاہ اسے بے حد پسند آئی تھی، بالکل اس کی مرضی و پسند کے مطابق تھی۔ بے حد نفاست لیکن سادگی سے آراستہ روشن، ہوادار اور کشادہ، اس کی دونوں کھڑکیاں باہر لان میں کھلتی تھیں۔ بیڈ پر دراز ہونے کے بعد بھی اورنج خوشنما پھولوں سے لدے درخت نظر آتے تھے، دوسری کھڑکی سے ناریل کے پیڑ کی چھدری شاخوں سے آسمان پر چمکتا چاند کسی شرمیلی دوشیزہ کی مانند بادلوں کی اوٹ میں چہرہ چھپا رہا تھا۔

طغرل بیڈ پر دراز اس چاند کو تک رہا تھا۔

ایک عرصے بعد وہ اپنے وطن، اپنے گھر کی فضاؤں میں سانس لے رہا تھا۔ جب یہاں سے گیا تھا تو جدائی اور دوری جیسے احساسات کا ادراک ہی نہ تھا اور جب کئی دنوں تک اس کی اپنی عزیز ترین ہستیوں یعنی دادی جان اور چچا جان سے ملاقات نہ ہو سکی تو اس نے جانا جدائی کتنا بڑا کرب ہے۔ ایک ایسا درد جو کسی گیلی لکڑی کی مانند اندر ہی اندر سلگاتا رہتا ہے تڑپاتا رہتا ہے۔ وہاں سیٹ ہونے کے لیے اس کو طویل عرصہ کی جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ دادی جان، چچا جان اور دیگر رشتے داروں اور کزنز کی یادوں سے اسے نکلنے میں مکمل کامیابی تو حاصل نہ ہو سکی تھی البتہ وقت رفتہ کے ساتھ وہ سمجھوتا کر بیٹھا تھا۔ تعلیم اور کھیلوں کے ساتھ اسے دوستوں اور کزنز کی دوستی وہاں بھی مل گئی تھی کہ اس کی مما کی فیملی یعنی آدھا میکہ وہاں رہائش اختیار کیے ہوئے تھا۔ نانا، نانی، تین ماموؤں اور دو خالاؤں کے گھرانوں کے علاوہ دیگر رشتے داروں اور دوست احباب سمیت ایک وسیع حلقہ وہاں رہائش پزیر تھا۔ جن سے عموماً علیک سلیک رہتی تھی، وہ فطرتاً آزاد خیال تھا اور لوگوں سے قربتیں، دوستیاں نبھانے کا از حد شوقین تھا۔ وہاں کی آزاد فضاؤں میں اسے سیٹ ہونے میں وقت نہ لگا تھا لیکن جن ہستیوں نے اس کو مضطرب رکھا تھا ان میں ایک اس کو جان سے بڑھ کر عزیز تھیں تو دوسری جانی دشمن!

وہ پھولے پھولے گالوں اور موٹی موٹی بے حد چمکیلی آنکھوں والی پری جس کی اس سے کبھی بنی ہی نہ تھی۔ وہ دھونس و دھاندلی والی طبیعت کے باعث سب کزنز پر رعب جما کر فائدہ اٹھاتا تھا۔ چچا اور پھوپیوں کے بچے جو سب ہی تقریباً ہم عمر تھے پر حکومت کرتا تھا ان میں فقط ایک وہ تھی جو اس کی کسی دھونس، دھمکی و رعب میں نہ آتی تھی۔

وہ اس کی ہم مزاج، ہم فطرت تھی۔

اس کی طرح ہی جنگجو سر پھری، کسی کے رعب میں نہ آنے والی نڈر لڑکی، کھیل کا میدان ہو یا گھر کا ماحول، وہ ایک دوسرے سے سمجھوتا نہ کرتے تھے۔ ویسے تو ان میں کانٹے کا مقابلہ رہتا ہی تھا مگر...... جب بات دادی کی ہوتی تھی تو پھر ایک زبردست جنگ ہوتی تھی کہ دونوں ہی دادی کو اپنی اور صرف اپنی جاگیر گردانتے تھے۔ حالانکہ دادی بڑی دیانت داری کے ساتھ دونوں کو اپنے بازوؤں میں دبا کے یگانگت و برابری کا درس دیتی تھیں۔ ان کے انداز میں پیار بھری یکسانیت ہوتی تھی جس کو وہ تسلیم کرنے کو راضی نہ ہوتے تھے اور عموماً اس بات پر لڑائی چھڑ جاتی تھی، جب دادی کسی کی پیشانی پہلے چوم لیتی تھیں۔

طغرل قد میں پری سے لمبا ہونے کے باعث فائدہ اٹھایا کرتا تھا جب بھی دادی پری کی پیشانی چومنا چاہتیں وہ بڑھ کر جھٹ اپنی پیشانی آگے کر دیا کرتا تھا اور اس بے ایمانی پر گھمسان کا رن پڑتا تھا پھر پری غصے میں کسی جنگلی بلی کی مانند اس پر حملہ کر دیتی تو جواباً وہ بھی شدت سے اس کے بال کھینچ ڈالتا۔ دھکا دیتا تھا پھر کئی مرتبہ وہ ڈیڈی سے اس کی وجہ سے مار کھا چکا تھا۔ ڈانٹ تو اس کو اکثر ہی پڑا کرتی تھی کہ وہ اگر دادی، مما اور چچا کا لاڈلا

تھا تو وہ اس کے ڈیڈی کی ازحد لاڈلی تھی۔ اس کے ڈیڈی سب بچوں پر اس کو فوقیت دیتے تھے۔ ڈیڈی کی اس کو اتنی فکر بھی نہ تھی کہ ساری چاہتوں، الفتوں، محبتوں کا پیکر دادی جان تھیں اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ دادی جان پری کو پیار کریں اور اس نے ان سے وعدہ لیا تھا کہ وہ سب سے زیادہ پیار پری سے نہیں، اس سے کریں اور ایک دن دادی نے اسے چپکے سے بتایا تھا کہ وہ سب سے زیادہ پیار اس سے کرتی ہیں۔ پری سے بھی زیادہ......اور وہ اس دن بہت ہی خوش ہوا تھا مگر دادی سے اسے وعدہ کرنا پڑا تھا کہ وہ یہ بات کسی کو نہیں بتائے گا اور پری کو تو بالکل بھی نہیں......ورنہ وہ اس سے دوستی توڑ کر پوری کی پوری پری کی دادی بن جائیں گی اور ان کی یہ دھمکی اس کو خوفزدہ کر گئی تھی ورنہ کسی کو تو نہیں پری کو وہ ضرور بتاتا کہ دادی اس سے زیادہ اس سے پیار کرتی ہیں اور جواباً وہ روتی۔ اس کی غلافی آنکھوں سے گرتے آنسو اسے بڑی خوشی دیتے تھے۔ جب وہ یہاں سے گیا تو اسے دادی سے بچھڑنے کے دکھ کے ساتھ ساتھ یہ بھی دکھ تھا کہ اب پری دادی پر قبضہ جمالے گی۔ دادی پوری کی پوری اس کی ہو جائیں گی۔ ان کا سارا پیار وہ حاصل کرلے گی۔ اس نے بہت ضد کی دادی کو ساتھ لے جانے کی، مما ڈیڈی نے بھی کہا مگر دادی کسی طور اپنا گھر، اپنا ملک چھوڑنے کو تیار نہ ہوئی تھیں۔ وہ خفا خفا سا یہاں سے گیا تھا۔ مگر وہاں جا کر دادی کی یاد نے ساری خفگی بھلادی تھی۔ وہ ان کو باقاعدگی سے فون کرتا تھا......ان کی یاد سے زیادہ اسے یہ احساس مضطرب و مشتعل رکھتا تھا کہ پری خوب دادی کی محبت کے مزے لوٹ رہی ہے۔ عادلہ اسے ہر بات سے آگاہ رکھتی تھی۔ یہاں رہتے تھے تو ان کے درمیان لڑائیاں کرانے والی عادلہ ہی تھی، وہاں بھی وہ ہر بات سے اس کو آگاہ رکھتی تھی۔ تمام کزنز سے اس کی دوستی وقت گزرنے کے ساتھ مضبوط ہوگئی تھی، سب کی تصاویر اس کے پاس تھیں ماسوائے پری کے......نہ ہی کبھی اس سے بات ہوئی تھی اور نہ ہی اسے کبھی خواہش محسوس ہوئی تھی۔ بقول عادلہ کے وہ بدتمیز، بدزبان اور بداخلاق لڑکی تھی جس کو کئی طرح کے احساس کمتری لاحق تھے۔ بدلتے وقت اور عمر نے بھی اس پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ بچپن ہی سے ایسی تھی، گستاخ اور کسی کو خاطر میں نہ لانے والی......اب بھی وہ دو دن گزرنے کے بعد بھی ملنے نہیں آئی تھی۔ مما تو ازخود ہی اس سے ملنے چلی گئی تھیں اسے بھی کہا تھا مگر وہ سنی ان سنی کر کے بیٹھا رہا تھا۔ اسے کوئی شوق نہیں تھا اس سے ملنے کا۔

❀❀❀❀❀

''توبہ ہے! آپ کی بہنیں گھر آجائیں تو واپسی کا راستہ ہی بھول جاتی ہیں۔'' بھابی اور طغرل جب سے آئے ہیں گھر کا ماحول ہی بدل کر رہ گیا ہے۔ پہلے ان کی نازبرداریوں میں لگے رہو۔ پھر ان سے ملنے آنے والوں کی خاطرداریوں میں۔'' صباحت کاٹن کے نئے نکور پرنٹڈ تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھیں، فیاض صاحب سے مخاطب ہوئی تھیں جو حسب عادت مطالعے میں مصروف تھے۔ عموماً وہ ان کی باتوں پر سنی ان سنی کر دیا کرتے تھے۔ مگر اس وقت انہوں نے جوان کے قریبی رشتوں کے متعلق جس نوعیت کی گفتگو کی تھی وہ ان کو برہم کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ ان رشتوں کو دل وجان سے چاہتے تھے۔

''میری بہنوں نے کون سے یہاں پڑاؤ ڈال لیے ہیں جو آپ کو فکر لاحق ہوگئی ہے؟ چند گھنٹوں کے لیے آتی ہیں ہفتوں بعد......تم کو وہ بھی برداشت نہیں ہے......پھر اس معاملے میں میں آپ کی بھابی صاحبہ کی برداشت وحوصلے کو داد دوں گا جو آپ اور آپ کی بہنوں کی ہر دوسرے دن آمد پر ماتھے پر شکن لائے بنا خندہ پیشانی سے پیش آتی ہیں۔''

''واہ! بہنوں کے معاملے میں آپ کی زبان کیسے کتر کتر سروتے کی مانند چل رہی ہے ورنہ منہ سیے بیٹھے رہتے ہیں۔'' وہ دل ہی دل میں جل اٹھی تھیں۔

''یہ دوغلا پن چھوڑ دو جو اللہ کو بالکل بھی پسند نہیں ہے۔''

''میں نے کون سا دوغلا پن کیا؟'' وہ مارے غصے کے سرخ ہو کر گویا ہوئیں۔

''بھابی بیگم اور طغرل کے سامنے آپ اور بچیاں ازخود ہی بچھی جاتی ہیں، وہ لوگ تو باہر کے ملک میں وقت گزارنے کے باوجود بھی سادہ و بے تکلف ہیں۔ وہ نازبرداریاں کروانے والے نہیں ہیں۔'' انہوں نے تیکھے انداز میں جواب دیا۔

''جب کوئی اپنوں سے دور غیروں میں رہتا ہے تو اپنوں کی قدر کرنی آجاتی ہے۔''

''تو پھر تو میرے حساب سے غیروں میں رہنا زیادہ سودمند ہے۔''

"اچھا......وہ کیوں بھلا؟" وہ چڑ کر گویا ہوئیں۔

"اپنوں میں رہ کر جب حسد کرتے ہیں۔ ناراض رہتے ہیں، کینہ پالتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے بجائے اگر ہم ایک دوسرے سے پورے خلوص کے ساتھ محبت کرنے لگیں، رشتے اپنی اصل خوب صورتی کے ساتھ باہم مربوط ہو جائیں تو جدائی کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔"

"آپ تو ایسی ہی باتیں کرتے ہیں گویا خدانخواستہ آپس میں جنگیں لڑی جا رہی ہوں ہماری اور ہم ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے کے روادار نہ ہوں۔"

"دوسرے لوگوں کے متعلق تو مجھے معلوم نہیں ہے مگر آپ کے بارے میں میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے رشتے دار اگر یہاں آ کر اپنی شکلیں نہ دکھا جائیں تو آپ کبھی ان کے گھر جانے اور ان کی شکلیں دیکھنے کی روادار نہ ہوں۔" فیاض صاحب بڑے ٹھنڈے لہجے میں طنز فرما رہے تھے اور صباحت ایسے شعلوں میں گھر گئی تھی جس کی آگ تو دکھائی نہ دے رہی تھی پر وہ بری طرح جھلس رہی تھیں۔

"اچھا......! ابھی تو آپ مجھے آئے روز بھابی کے ہاں جانے کا طعنہ دے رہے تھے بلکہ میری ان بہنوں کو بھی گھسیٹ لیا تھا جو دل و جان سے آپ کی عزت کرتی ہیں اور اب......آپ یہ طعنہ دے رہے ہیں کہ میں کسی کے ہاں جانے کی روادار نہیں ہوں۔ منافقت میرے اندر ہے یا آپ کے طرز افکار میں؟"

"میں اپنے میکے کی نہیں......آپ کے میکے کی بات کر رہا ہوں۔ اپنے میکے تو آپ سر کے بل چل کر جاتی ہیں، خواہ صبح و شام کیوں نہ جانا پڑے۔"

"ارے مرد کا میکہ کہاں ہوتا ہے؟" وہ غصہ بھول کر اچنبھے سے بولیں۔

"لڑکی کے رشتے داروں کو جب میکہ کہا جا سکتا ہے تو مرد کے رشتے داروں کو کیوں نہیں؟"

"بات کا بتنگڑ بنانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔ نا معلوم کیا کیا الٹی سیدھی باتیں آپ سوچتے رہتے ہیں مرد کا میکہ......!" وہ ہنس پڑی تھیں۔

❁❁❁❁❁

وردہ کا اصرار ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔

سلمان اس سے ملنے کے لیے تڑپ رہا ہے، اس سے ملنے کے لیے بے چین ہے۔ وہ اس کے پیغامات کی ترسیل کا ذریعہ بنی ہوئی تھی اور رجاء کے دل کی حالت ابتری کا شکار ہو جایا کرتی تھی اور وہ پر کٹے پرندے کی مانند بے بسی محسوس کرنے لگتی تھی اور سنی کی یاد اس پر اداسی بن کر چھانے لگتی تھی۔ بے کلی بن کر اس کے دل کی دھڑکنوں میں اضطراب پیدا کرنے لگتی تھی۔

یہ کیسی محبت تھی؟

یہ کیسا جذبہ تھا؟

یہ کیسا احساس تھا؟

جو چند دنوں کا شناسا تھا مگر......صدیوں کی واقفیت محسوس ہونے لگی تھی۔ اس سے ملنے کی چاہ دل میں ہمکنے لگی تھی۔ ایک طرف دل کے تقاضے تھے تو دوسری جانب ایک مسئلہ درپیش تھا۔ وہ تھیں سامنے والی پڑوسن کی پراسراری حرکتیں تھیں۔ اس کے کمرے کے سامنے والی دیوار میں اوپری حصے میں شیشے کی کھڑکی تھی جس کے پٹ نہ تھے صرف سفید شیشہ لگا تھا کیوں کہ اس کا کمرا اس طرز پر تعمیر ہوا تھا کہ گھر کے آخری حصے میں تھا۔ اس وجہ سے وہاں دن میں بھی نیم اندھیرا رہتا تھا اور روشنی اس شیشے والے حصے سے اندر آ کر کمرا روشن کر دیتی تھی۔ انہیں یہاں رہتے ہوئے برسوں گزر گئے تھے۔ پہلے دادا پھر اس کے ابو کی نماز و پرہیز گاری، شرافت و نیک نامی کے باعث سب محلے کے لوگ ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔ کسی کی جرأت نہ تھی کہ ان کے گھر کی طرف کوئی میلی نگاہ سے دیکھ سکے۔ اس سامنے والے دو منزلہ گھر میں بھی سیکڑوں کرائے دار آئے اور گئے مگر کسی نے بھی اس طرف کھلنے والی کھڑکی یا بالکونی استعمال نہ کی تھی۔ وہ عورت جو محلے میں اچھی نگاہ سے نہ دیکھی جا رہی تھی کہ جو جس قدر حسین تھی اتنا ہی مکروہ اس

کا کردار رہا تھا۔ محلے کی کوئی عورت اس سے دوستی کرنے کی خواہاں نہ تھی تو مرد بھی مجبور اُس لیے اس کو برداشت کررہے تھے کہ مالک مکان بنا اطلاع دیئے ملک سے باہر جاچکا تھا اور اس کی آمد تک سب کو اس عورت کو برداشت کرنا تھا اور اس عورت کا اپنی ذات میں دلچسپی لینا اس کو فکر میں مبتلا کرگیا تھا۔ وہ اکثر بالکونی میں کھڑی ہوکر اس کے کمرے میں جھانکتی رہتی یا کھڑکی میں اسے گھورا کرتی تھی۔ اس کی نگاہیں اسے کوئی پیغام دیتی محسوس ہوتی تھیں۔ وہ پیغام کیا تھا......؟ اور وہ اس سے کیا چاہتی تھی؟ اس کے لیے سمجھنا ناممکن تھا۔ وردہ ابھی آئی تھی اور آتے ہی اس نے سنی کی باتیں شروع کر دی تھیں تب اس نے اسے اپنی اس نئی پریشانی سے آگاہ کرکے مشورہ مانگا۔

''واہ! وہ تمہیں دیکھتی ہے؟ دنیا اسے دیکھنے کے لیے ترستی ہے مائی ڈیئر۔'' وہ کھلکھلا کر اس سے کہہ اٹھی۔

''تم جانتی ہو وہ کس قسم کی عورت ہے پھر بھی تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔'' وردہ کو اس کے چہرے پر چھائی خوف کی زردی نے سنجیدہ کردیا تھا۔

''تم اتنا سنجیدگی سے کیوں لے رہی؟ وہ تمہیں یوں ہی دیکھ رہی ہوگی۔''

''نہیں۔ وہ نامعلوم کس طرح مجھے دیکھتی ہے کہ...... مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے کچھ ہوجائے گا۔'' بڑی پراسرار نگاہیں ہوتی ہیں اس کی۔'' رجاء کے لہجے میں ابھی بھی خوف کی حکمرانی تھی۔

''تم نے اپنی امی ابو کو بتایا یہ سب......؟''

''نہیں......'' اس نے آہستگی سے کہا۔

''کیوں......؟ تمہیں ان کو فوراً بتانا چاہیے۔''

''وہ کہیں گے بدگمانی گناہ ہے، میری بات کو بدگمانی پر محمول کریں گے۔''

''تم اپنی امی کو اس وقت بتاؤ جب وہ تمہیں دیکھ رہی ہو تو......''

''یہی تو مسئلہ ہے وہ کسی کی موجودگی میں نہیں دیکھتی ہے۔''

''فکر نہ کرو تم۔ یہ مسئلہ سنی ہی حل کرسکتا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کو بالکل پسند نہیں کرتا جو اچھے کردار کے نہ ہوں۔ اب تم کو ہی یہ پرابلم سنی کو بتانی ہوگی۔ میں جانتی ہوں تم کہو گی ''تمہارا اس سے ملنا ناممکن ہے۔'' رجا کو لب وا کرتے دیکھ کر وردہ جتانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

''یہ میری مجبوری ہے، سمجھنے کی کوشش کرو وردہ!''

''مل نہیں سکتی ہو...... فون پر تو بات کرسکتی ہو۔'' وردہ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو رجاء خوشامدی لہجے میں بولی۔

''تم خود ہی بتاؤ کس طرح ممکن ہے؟ سارے دن امی گھر میں موجود رہتی ہیں۔ رات کو ابو لاؤنج کے ساتھ والے کمرے میں دروازہ وا کرکے سوتے ہیں پھر......''

''ٹھیک ہے، میں تمہاری پرابلمز سنی کو پہنچادوں گی۔'' وہ کہہ کر چلی گئی تھی۔ دوسرے دن اس کے مسئلے کا حل موجود تھا۔ سنی نے اسے ''بلیک بیری'' گفٹ کیا تھا۔ وردہ اسے پکڑا کر فوراً ہی چلی گئی تھی۔

''وہ قیمتی سیل فون دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔

❁❁❁❁❁

''طغرل بھائی! دل لگ گیا آپ کا یہاں......؟'' عائزہ اس سے مخاطب ہوئی۔ وہ ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا ایک ٹاک شو دیکھ رہا تھا۔

''دل......!'' اس نے چونک کر استفسار کیا پھر مسکرا کر بولا۔ ''میں یہاں دل لگانے نہیں آیا۔ آپ سب سے ملنے آیا ہوں۔''

''کیوں...... دل وہیں چھوڑ آئے گوری میموں کے لیے؟'' ناخنوں پر کیوٹیکس لگاتی عادلہ معنی خیز لہجے میں بولی۔

''ہاں، سمجھ سکتی ہو۔'' اس نے اس کی طرف دیکھے بنا اطمینان سے کہا۔

''یہاں کیا آپ کو دل دینے والیوں کی کمی تھی طغرل بھائی!'' عادلہ سخت بدمزہ ہوئی منہ بنا کر بولی۔

''یہ کیا دل و دماغ کی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔ کوئی اچھی سی بات کرو یار!'' اس نے ٹی وی بند کرکے بیزار لہجے میں کہا۔

''کیا اچھی بات کریں؟ ہمیں تو گھر ہی میں رہنا ہوتا ہے، دادی کو تفریح پسند ہے نہ پکنک اور نہ ہی کوئی ہلہ گلہ۔''

''اوہ بہت افسوس ہوا۔ لیکن فکر مت کرو بہنو جب تک میں یہاں ہوں آپ کو تفریح پر لے جاتا رہوں گا۔''

''ارے واقعی! پھر تو بہت مزا آئے گا۔ خوب مزے کریں گے ہم۔'' وہ دونوں ہی بے تحاشا خوش ہو گئیں۔ سیر و تفریح کی وہ دلدادہ تھیں لیکن اماں جان کی طرف سے عائد پابندیوں کے باعث شتر بے مہار نہ بن سکی تھیں۔ صباحت اتنی فرماں بردار نہ تھیں جو ساس کی باتوں پر من و عن عمل پیرا ہوتیں یا بچیوں کو یہ سعادت مندی سکھاتیں۔ وہ اماں جان کی لاعلمی میں ہر وہ کام کرتی تھیں جو روبرو کرنے سے گریز کیا جاتا تھا۔ کیونکہ صباحت نے کبھی ساس کو وہ عزت رتبہ نہ دیا تھا جس کی وہ حق دار تھیں بظاہر تو وہ بڑی خوش اخلاقی و ادب کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں مگر حقیقتاً وہ انہیں پسند نہ کرتی تھیں۔ سخت بدظن تھیں اور یہی منافقانہ انداز ان کی تربیت کے ذریعہ عادلہ و عائزہ میں سرایت کر گیا تھا۔ وہ باپ سے زیادہ ماں کے قریب تھیں اور ماں کی آنکھوں سے دیکھنے اور ان کے ذہن سے سوچنے کی عادی تھیں۔

''دادی جان سے اجازت آپ لیا کریں گے باہر جانے کی، وہ تو ہمیں کبھی بھی اجازت نہیں دیں گی۔'' عادلہ نے حتمی انداز میں کہا۔

جی ہاں! اور دادی کو غلطی سے بھی یہ نہ بتایئے گا کہ یہ ہماری خواہش ہے۔'' عائزہ نے بھی عادلہ کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

''میرے خیال سے تو دادی جان بے حد نرم مزاج اور محبت کرنے والی ہیں۔'' طغرل کی بات پر عادلہ نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ سفید و سرخ رنگت، مردانہ نقوش خوب صورت تھے۔ آنکھیں اعتماد کی چمک سے روشن تھیں۔ ایک بے نام سی جنوں خیزی و سرکشی اس کی ذات میں پنہاں تھی۔ ایک ایسی کشش جو دیکھنے والی آنکھ کو متحیر کرتی تھی۔ عادلہ کا دل چاہا وہ چپکے سے اسی کا ہو جائے۔ کوئی دوسری نگاہ اس کی طرف اٹھے ہی نا اور وہ کسی جگنو کی طرح اس کو دل کی مٹھی میں قید کر لے۔ یہ حقیقت تھی طغرل کو جب سے اس نے دیکھا تھا تب سے ہی اس کے دل کی دنیا بدلی بدلی تھی۔ وہ اس کے قرب کے مواقع تلاش کرتی تھی۔

''دادی جان! صرف اس گھر میں ایک ہی ہستی سے پیار کرتی ہیں اور وہ ہستی ہے ان کی لاڈلی چہیتی پری کی...... جو ان کے حواسوں پر ہر وقت چھائی رہتی ہے ہمیں تو وہ اس قابل سمجھتی نہیں کہ محبت کریں۔'' عائزہ جو عادلہ کی کیفیت سے بے خبر تھی، منہ بسور کر بولی۔

پری کے نام پر وہ چونکا تھا اسے یہاں آئے ایک ہفتے سے زائد ہو چکا تھا اور اس عرصے میں وہ ایک بار بھی اس سے نہیں ملی تھی۔ پہلے تو اس نے خود ہی اس کو نظر انداز کیا تھا لیکن اس وقت اس کا نام سن کر اس سے ملنے کی خواہش انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تھی۔ وہ پوچھ بیٹھا۔

''وہ محترمہ کہاں پائی جاتی ہیں؟ ابھی تک ان سے میرا ٹکراؤ نہیں ہوا ہے۔ کیا پری کہیں گئی ہوئی ہے؟'' اس نے عادلہ سے استفسار کیا تھا۔

''وہ کہاں جائے گی......؟ یہیں گھر میں ہوتی ہے ہر وقت۔''

''حیرت! کہاں ہوتی ہے، مجھے کہیں دکھائی نہیں دی ابھی تک......؟'' اس کے انداز میں حیرانی تھی۔ عادلہ کو جلن سی محسوس ہونے لگی تھی۔

''وہ ایسی ہی ہے سڑیل مزاج، مجال ہے جو کسی کو برداشت کرے، ہر ایک سے لڑنے جھگڑنے والی، بدتمیز و بد مزاج لڑکی ہے وہ۔''

''وہ ابھی تک ایسی ہی ہے جنگلی بلی کی طرح غرانے والی، نوچنے والی...... میں سمجھا تھا وقت نے اسے بدل دیا ہوگا۔''

''کچھ لوگ ہوتے ہیں ایسے جن کو وقت بھی بدل نہیں سکتا۔ آپ کے آنے سے کچھ عرصہ قبل تک وہ دادی جان سے لڑتی رہی تھی۔''

''دادی جان سے......! مگر کیوں؟'' اس کے انداز میں ناگواری در آئی تھی۔

''کمرے کی وجہ سے......'' عادلہ نے بھولپن کی اداکاری شروع کر دی۔

''کیا کمرے کی وجہ سے...... یہ کیا بات ہوئی؟''

''دراصل جو کمرا آپ کو دیا گیا ہے وہ پری کا کمرا ہے، وہ اپنے کمرے میں کسی کو برداشت نہیں کرتی۔ میں نے بہت چاہا وہ اپنا کمرا کسی طرح مجھے دے دے چند دنوں کے لیے مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر آپ کے آنے کا ہوا تو دادی نے کہا وہ کمرا آپ کے لیے خالی کر دے اور یہیں سے وہ دادی کی دشمن بن گئی۔ نامعلوم کس طرح وہ کمرا خالی کرنے پر آمادہ ہوئی ہے۔'' عادلہ نے مہارت سے اس کو معلومات بہم پہنچائی تھیں۔

''اوہ! سمجھا، میں تو کہیں بھی ٹھہر جاتا یہاں اور بھی کمرے ہیں۔ دادی نے خوامخواہ اس کی منتیں کیں۔'' وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"کمرے تو بہت ہیں مگر پری کے کمرے جیسا کوئی نہیں۔ وہ اپنے کمرے کی بہت حفاظت کرتی ہے اس لیے اس کا کمرا سب سے زیادہ صاف و خوب صورت ہے۔"

"اس کو تو شوق ہے صفائی کا۔ اب دادی کے کمرے میں رہ رہی ہے تو وہاں کی ماسی بنی رہتی ہے۔" عائزہ کی ہنسی استہزائیہ تھی۔

❁❁❁❁❁

وہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے لیے وضو کر کے واش روم سے باہر آئی تو پاپا کو دادی کے پاس بیٹھے دیکھ کر وہیں رک گئی تھی وہ ماں بیٹے اپنی گفتگو میں مگن تھے یا اس کی موجودگی ان کے لیے ایسی اہمیت نہ رکھتی تھی کہ وہ نگاہ اٹھا کر دیکھتے۔ وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

اس کی نگاہیں باپ کے چہرے پر تھیں، سفید رنگت...... عمدہ نقوش! ان کے چہرے پر بے حد وقار و بردباری تھی۔ درمیانی عمر میں بھی ان کی شخصیت بے حد جاذب نظر تھی۔ اس نے کبھی اپنے باپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ کبھی کبھار وہ مسکراتے تھے تو ان کی آنکھیں اس مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیتی تھیں۔ اس نے ان کی آنکھوں میں حزن و ملال دیکھا تھا۔ کسی کو کھونے کا دکھ دیکھا تھا...... ایسا دکھ جو بچپن سے اس کے اندر بھی پروان چڑھتا رہا تھا۔

"ارے تم وہاں کیوں دیوار سے چھپکلی کی طرح چپکی کھڑی ہو۔ یہاں آؤ۔" دادی کی اس کی طرف نگاہ اٹھی تو وہ گویا ہوئیں۔ وہ خاموشی سے ان کے نزدیک آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"تم نے شاپنگ کی تھی؟ میں نے کہا تھا مزید رقم کی ضرورت ہو تو کال کر لینا۔" فیاض صاحب نے اچٹتی ہوئی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"وقت کہاں ملا بچی کو شاپنگ کا......؟ دوسرے دن یہ جاتی اور اس رات کو بہو اور طغرل بنا اطلاع کے آ گئے تب سے اب تک مہمانوں کی آمد و رفت ختم نہیں ہو رہی ہے۔ عادلہ اور عائزہ کو تو کام کے ذکر سے ہی گھبراہٹ ہونے لگتی ہے اور رہیں تمہاری بیگم صاحبہ، تو ان کو بس ہدایتیں دینی آتی ہیں، کام وام نہیں ہوتا ان سے پھر ظاہر یوں کرتی ہیں گویا سارے گھر کے کام وہ ہی سمیٹ رہی ہیں۔ شامت آئی ہے تو اس بچی کی، تم نے شاپنگ کے لیے جو رقم دی تھی وہ میرے پاس ہے۔ پری نے مجھے دے دی تھی۔" انہوں نے بہو اور پوتیوں کے رویے کا بھانڈا پھوڑا تھا۔

"اماں جان! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ایک اور ملازم رکھوا دوں گا۔"

"ارے یہ ملازم بڑے بدذات ہوتے ہیں۔ کتنا ہی اچھا کام کرنے والے کیوں نہ ہوں کام میں ڈنڈی مارنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ نامراد۔"

"ٹھیک ہے، میں صباحت کو سمجھاتا ہوں، اس کو اپنے فرائض ذمے داری سے ادا کرنے ہوں گے۔" وہ اماں سے اجازت لے کر چلے گئے۔

"اب دیکھنا صباحت کو کس طرح بے عزت کرتا ہے فیاض، ساری اکڑ نکل جائے گی بیگم صاحبہ کی، بڑی مہارانی سمجھتی ہے خود کو۔"

"دادی جان! آپ کو پاپا سے مما کی شکایت نہیں کرنی چاہیے تھی اب خوامخواہ ان میں لڑائی ہو گی۔" پری آہستگی سے بولی۔

"ارے خوامخواہ کیوں...... میں نے سچ کہا ہے۔ صباحت خود کو نا معلوم کیا سمجھنے لگی ہے۔ سیدھے منہ بات ہی نہیں کر رہی ہے۔ عورت مرد کے پیر کی جوتی ہے۔ اس کو اس کی جگہ پر ہی رکھنا مناسب ہے۔ پھر فیاض اچھی طرح جانتا ہے سر کی جگہ کس کے لیے ہے اور پاؤں کی کس کے لیے......" وہ کچھ کہتے کہتے ایک دم رک گئیں تھیں۔ پری نے محسوس کیا پھر چپ رہی۔

"بڑی بہو چند دنوں کے لیے اپنے ماموں کے ہاں مری گئی ہیں۔ اب مہمان نہیں آئیں گے۔ تم ایک آدھ دن اپنی نانو کے گزار کر آ جاؤ۔ کل بھی تم کہہ رہی تھیں کہ فون آیا تھا ان کا۔ بہت یاد کر رہی ہیں تمہیں۔"

"آپ کو چھوڑ کر کیسے جاؤں؟ آج کل آپ کے جوڑوں میں درد بھی زیادہ ہے۔"

"تمہارا دل چاہ رہا ہے جانے کو......؟" عینک درست کر کے انہوں نے اس کی طرف کھوجتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں دادی!" اس کی زبان و سر انکار میں ساتھ ملے تھے۔

"ٹھیک ہے...... ورنہ میں سوچ رہی تھی اگر تم چلی گئیں تو پریشانی ہو جائے گی۔ طغرل میری محبت میں اپنی ماں کے ساتھ مری نہیں گیا۔ تمہارے جانے کے بعد میں کس طرح بچے کا خیال رکھتی۔ اسے کھانے پینے کا مسئلہ ہو جاتا۔" وہ صاف گوئی سے اس کو حقیقت بتانے لگیں جو اس کو

پتنگے لگا گئی۔

"اچھا! ابھی ابھی آپ کہہ رہی تھیں میں نانو کے جا کر رہ آؤں تو وہ جھوٹ تھا؟"

"فضول گوئی کیوں کرتی ہے۔ چل! اتنی دیر سے وضو کر کے آئی ہوئی ہے۔ نماز ادا کر...... بلاوجہ کی باتوں میں وقت ضائع کر رہی ہے۔" دادی کو فوری اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ اسے ٹالتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"میں آپ کے اس لاڈلے کی ملازم نہیں ہوں جو آپ مجھے سمجھ رہی ہیں۔" وہ نماز کی چادر باندھتے ہوئے بدمزاجی سے گویا ہوئی تھی۔

"میں پوچھتی ہوں کس بناء پر تم اتنی اکڑ دکھا رہی ہو؟ ہیں......! دماغ ہی تمہارے آسمان کو چھونے لگے ہیں، طغرل کو تم نے سلام تک کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ اس بچے سے اس طرح چھپتی پھرتی ہو جیسے اسے "چھوت" کی بیماری ہو جو اڑ کر تمہیں لگ جائے گی۔"

دادی جان جو اس کا گریز و اجتناب بددلی سے برداشت کر رہی تھیں، کہہ اٹھیں۔

"اگر میں تمہیں کچھ کہہ نہیں رہی ہوں تو اس کا یہ مقصد نہیں کہ تم میرے سر پر چڑھتی چلی جاؤ۔ چھوٹے بڑے کا ادب و لحاظ بھول کر، میں نے تمہاری تربیت ایسی نہیں کی کہ تم گھر آئے لوگوں سے ایسی بدسلوکی کرو......" ابھی دادی کی ڈانٹ پھٹکار جاری تھی معاً کھلے دروازے سے دلفریب مہک داخل ہوئی تھی۔ ساتھ ہی بھاری جوتوں کی آواز تو سرعت سے جاء نماز لے کر کمرے سے ملحقہ گیلری کی طرف بڑھ گئی۔ اسے معلوم تھا آنے والا طغرل تھا۔ وہ ہی ایسے ہوش ربا پرفیومز استعمال کرنے کا عادی تھا جو خاصے فاصلے سے اس کی آمد کا پتا دیتے تھے۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ کئی منٹ تک گیلری میں کھڑی یہ سوچتی رہی کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے۔ اس سے قبل وہ کبھی رات کے وقت کمرے میں نہیں آیا تھا۔

"آؤ، آؤ بیٹے! کیا بات ہے ابھی تک سوئے نہیں؟" طغرل کو دیکھ کر دادی کے چہرے پر مسکراہٹ روشنی بن کر پھیل گئی تھی۔

"نیند نہیں آ رہی تھی اس لیے آپ کے پاس چلا آیا۔ آپ پریشان تو نہیں ہو رہی ہیں؟" وہ ان کے قریب بیٹھ کر بولا۔

"میں اپنے بچے کے آنے سے پریشان کیوں ہوں گی۔ آؤ آرام سے بیٹھ جاؤ۔" انہوں نے پیچھے کھسک کر اسے مزید جگہ دی، ویسے تو اس ڈبل بیڈ پر خاصی جگہ تھی۔ وہ آرام سے بیٹھ ہی نہیں لیٹ بھی سکتا تھا۔ ان کا اسے مزید جگہ دینا اس مثل کو صادق کر رہا تھا کہ اصل گنجائش گھروں میں نہیں، دلوں میں ہوتی ہے۔ اگر کسی سے ہم محبت کرتے ہیں، اپنا سمجھتے ہیں تو چھوٹی سے جھونپڑی میں بھی جگہ نکل آتی ہے اور کوئی اگر ہمیں ناپسند ہو تو محل میں بھی چھوٹی سی جگہ نکل نہیں پاتی ہے...... یہی چاہت بھرا حال یہاں بھی تھا اور گیلری میں نماز کے لیے کھڑی ہونے والی پری اس کی پزیرائی پر جل کر رہ گئی تھی۔

"اتنے بڑے بیڈ پر آپ تنہا سوتی ہیں دادی جان!" وہ ان سے مخاطب ہوا مگر اس کی متلاشی نظریں کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"میں تنہا کہاں سوتی ہوں؟ پری سوتی ہے میرے برابر میں۔"

"پری؟ کون سی پری...... لال پری، سبز پری یا کالی پری......؟"

"چل ہٹ......! مسخرہ پن مت کر۔ پری یعنی پارس سوتی ہے میرے پاس۔"

"سنا ہے پارس جس کو چھو جائے وہ سونے کا ہو جاتا ہے لیکن یہاں مجھے کوئی ایسی تبدیلی نظر نہیں آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے پارس اصلی نہیں ہے۔" وہ گیلری میں کھلنے والی کھڑکی سے گلابی آنچل کی جھلک دیکھ چکا تھا۔ وہ سمجھ گیا وہ اس کی وجہ سے وہاں روپوش ہے، سو مزے سے گویا ہوا۔

"بال کی کھال نکالنا کہاں سے سیکھ لیا تم نے؟" وہ متعجب ہوئیں۔

"جو میں نے سنا ہے وہ کہہ رہا ہوں دادی جان! کیا پارس پتھر سچ مچ ہوتا ہے۔"

"میں کیا جانوں؟ میں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا پارس پتھر ہوتا ہے اور جو اسے چھو لے وہ سونے کا بن جاتا ہے۔" وہ اس کی باتوں میں آ گئی تھیں۔

"آپ نے اپنے بڑوں سے سنا اور یقین کر لیا اور شاید ان محترمہ نے بھی آپ کی سنی سنائی پر یقین کر لیا۔ تب ہی خود کو چھپا کر رکھتی ہیں کہ کوئی انہیں چھو کر سونا نہ بن جائے۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس پر طنز کیا تھا۔

''کمینہ! دل تو کررہا ہے منہ توڑ کر ہاتھ میں دے دوں اس کا۔'' وہ جو نماز پڑھ کر اس کے جانے کے انتظار میں بیٹھ گئی تھی اس کے بے تکلفی سے خود پر کیے جانے والے طنز پر تپ کر بڑبڑائی تھی۔

''ارے بچے! تو ابھی بھی نہیں سدھرا؟ پری سے ابھی بھی تیری چھیڑ خانی ایسی ہی جاری ہے، کیا اب بھی تو لڑائیاں لڑے گا؟''

''ہونہہ! کتے کی دم بھی کبھی سیدھی ہوئی ہے جو یہ سدھرے گا؟'' وہ جو اس کی باتیں سن رہی تھی بڑبڑائی تھی۔

''نہیں......نہیں......میری ایسی جرأت کہاں کہ میں پری کی شان میں گستاخی کرسکوں؟'' اگر اس نے جادو کی چھڑی سے مجھے پھول بنا کر اپنے جوڑے میں لگالیا تو میں مرجھا کر رہ جاؤں گا۔'' اس کے انداز پر دادی ہنس پڑی تھیں جبکہ مارے ضبط پری کا برا حال ہورہا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی وہ یہ سب بکواس اس لیے کررہا ہے کہ وہ غصے میں آکر اس کے سامنے چلی جائے اور وہ اس کے سامنے جانا نہیں چاہتی تھی۔ اسی لیے اس کی باتیں سن سن کر گیلی لکڑی کی مانند اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔

''بس اب بہت ہوگیا۔ مت پریشان کرو پری کو......'' دادی کو معلوم تھا وہ کس طرح اندر ہی اندر سلگ رہی ہوگی اسی خیال سے وہ طغرل سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''میں تو کسی کو پریشان نہیں کررہا پھر کمرے میں آپ اور میرے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہیں ہے۔'' وہ بھی اول نمبر کا کائیاں شخص تھا۔

''پری گیلری میں نماز پڑھ رہی ہے۔'' وہ اس کو بتا کر پری سے کہنے لگیں۔

''پری! کیا سو رکعت نفل کی نیت باندھ کر کھڑی ہوگئی ہو؟''

''مجھے لگتا ہے دادی جان! شاید ہزار رکعت کی نیت باندھ لی ہے۔'' طغرل کو نا معلوم کیوں بہت لطف محسوس ہورہا تھا۔

''ہیں، ہیں طغرل! یہ چلبلا پن کہاں سے سیکھ لیا بچے!''

''جب وقت بھاری پڑتا ہے تو سب سکھا دیتا ہے۔'' وہ شرارتی انداز میں بولا۔

''اللہ نہ کرے، جو تم پر وقت بھاری پڑے......کیوں اول فول بک رہے ہو......؟ چلو جا کر سوؤ۔ زیادہ جاگنے سے دماغ چل گیا ہے تمہارا۔'' وہ تکیہ درست کر کے لیٹتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''نیند نہیں آرہی دادی جان! آج ساری رات میں آپ سے باتیں کروں گا۔'' وہ قریب ہی نیم دراز ہوکر بولا۔

''اب میں سوؤں گی اور جاگی تو تہجد کے لیے آنکھ نہیں کھلے گی۔'' انہیں پری پر غصے کے ساتھ ترس بھی آنے لگا تھا۔ بلاوجہ ضد میں طغرل سے چھپ رہی تھی اور جو بات بلاسبب ہو وہ تکلیف کا باعث ہوتی ہے جیسے وہ اس وقت چھوٹی سی گیلری میں قید ہوکر رہ گئی تھی۔ اس کی عادت تھی عشاء کی نماز پڑھتے ہی سونے کی اور اسے نماز ادا کیے خاصا وقت گزر گیا تھا۔ نیند سے اس کی حالت بری ہورہی تھی۔

''اچھا......کسی اور کی خاطر مجھے آپ بھگا رہی ہیں؟'' وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''ارے نہیں میرے بچے! ایسا نہیں ہے، بس مجھ سے اب جاگا نہیں جاتا ہے۔'' دادی نے جھٹ پٹ اس کی پیشانی چوم کر وضاحت کی تھی۔ اس کو بھی احساس ہوا کہ مذاق ہی مذاق میں وہ اب زیادتی کا مرتکب ہورہا ہے تو وہ فوراً ہی معذرت کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

❁❁❁❁❁

وہ ساری رات، سارا دن ایک آزمائش و کشمکش میں بسر ہوا تھا۔ سیل فون اس نے بند کر کے اپنے ملبوسات میں چھپا کر رکھ دیا تھا۔ اس کے اندر جنگ چھڑ گئی تھی۔ ایک طرف اس کی نوزائیدہ محبت تھی تو دوسری جانب ماں باپ کا اعتماد و تربیت......بچپن سے اسے حالات کی اونچ نیچ سکھائی گئی تھی کہ کسی راہ پر قدم ڈگمگائیں نا اور وہ راستہ بھٹک کر منزل نہ کھو بیٹھے۔

''میں اپنی رجاء کو اعلیٰ تعلیم دلواؤں گی۔ ہمارے مذہب میں تعلیم حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ماں کی گود سے قبر کی آغوش تک علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تعلیم برائیوں سے بچاتی ہے، اچھائیاں سکھاتی ہے۔'' امی کی پر یقین آواز اس کی سماعتوں میں گونجنے لگتی تو کبھی ابو کا پر اعتماد لہجہ اس کے ارادوں کو ڈانواں ڈول کررہا تھا۔

"رجاء بیٹی! جوان بیٹی جب گھر سے باہر جاتی ہے تو اس کے سر پر والدین کی محبت، اعتماد و عزت کا تاج ہوتا ہے جس کی ہر قدم پر، ہر نظر پر حفاظت کرنی پڑتی ہے، یہ تاج کانچ سے بھی زیادہ نازک اور ہیرے سے بھی بڑھ کر قیمتی و نایاب ہوتا ہے کہ ذرا سی لغزش، معمولی سی لڑکھڑاہٹ سے گر کر چکنا چور ہو جاتا ہے اور کانچ ٹوٹ کر جڑتے نہیں ہیں اب یہ ہماری عزت و مان کا تاج تمہارے ہاتھوں میں ہے۔"

کالج کا وہ پہلا دن تھا وہ گھر سے نکلنے والی تھی جب ابو اس سے مخاطب ہوئے تھے۔ اس وقت اس نے کہا تھا کہ وہ جان دے دے گی مگر اس تاج کو ٹھوکر بھی نہ لگنے دے گی۔

آج دو سالوں میں ہی وہ سارے عہد بھول گئی تھی۔ ماں باپ کی برسوں کی محبت، سنی کی نوزائیدہ محبت اس محبت پر بازی لے جانا چاہتی تھی۔

"سنی کی محبت کو مت آزمانا کبھی...... وہ بے حد جذباتی ہے، تم نے ذرا بھی اس کے جذبوں کو کچلنے کی کوشش کی تو وہ خود کو نقصان پہنچا لے گا۔ وہ محبت کا ترس ہوا ہے۔ وہ تم میں اپنی دنیا دیکھتا ہے۔" وردہ نے گلوگیر لہجے میں کہا تھا۔

یہ سب آوازیں روتی، چلاتی، مسکراتی، گنگناتی ہوئی آوازیں جو کسی آسیب کی طرح اس کے اندر حشر برپا کر رہی تھیں اور وہ سوچتی سیل فون وردہ کو واپس کر دے اور صاف کہہ دے کہ وہ اس ٹائپ کی لڑکی نہیں ہے جو اپنے والدین کے اعتماد و عزت کا خون کر کے اپنے لیے خوشیاں خریدے۔ وہ کسی سے منسوب ہو چکی ہے اور اسے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھائے۔ اس جیسی مذہبی گھرانے کی لڑکی کو یہ زیب نہیں دیتا۔ لیکن پھر اسے یاد آتا کہ سنی نے اگر خود کو کوئی نقصان پہنچا لیا۔ اس کی مجبوریوں کو اس نے بے وفائی سمجھا تو وہ کس طرح خود کو معاف کر سکے گی......؟ ایک طرف والدین کے اعتماد و عزت کا خون ہونے سے بچاتی تو دوسری طرف سنی اپنی بے وفائی کے خون میں لپ پت دکھائی دیتا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کوئی ایسی ترکیب مل جائے جس سے نہ تو والدین کا اعتماد مجروح ہو اور نہ ہی سنی سے جدا ہو سکے۔ ابھی وہ اسی اُدھیڑ بن میں تھی کہ فون کی آواز سن کر کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

❁❁❁❁❁

دادی جان کو نزلہ اور کھانسی ہو گئی تھی۔ وہ ان کے لیے قہوہ بنانے کچن میں آئی اور قہوہ مگ میں ڈالنا چاہتی تھی کہ خوش بو کے زبردست جھونکے نے اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ قدموں کی آہٹیں بھی اس طرف آ رہی تھیں۔

"اف خدایا! یہ یہاں کیوں آ رہا ہے؟" اس نے گھبراہٹ میں مگ کاؤنٹر پر رکھا اور خود کاؤنٹر کے دوسری طرف بیٹھ گئی تھی۔ اسی وقت طغرل کچن میں داخل ہوا تھا۔

"اوہ......! ابھی تو محسوس ہو رہا تھا یہاں کوئی ہے۔" وہ کچن میں نگاہیں دوڑاتا اونچے لہجے میں بولا تھا۔

مگر یہاں تو کوئی نہیں ہے، چلنا چاہیے۔" وہ خود کلامی میں کہہ رہا تھا۔ دوسرے لمحے اس کے جاتے قدموں کی آوازیں دور ہوئیں تو یہ یقین کرنے کے بعد کہ وہ چلا گیا ہے، پری کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل آئی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی وہ اسے تنگ کرنے کے لیے ایسی حرکتیں کر رہا ہے مگر وہ ہار ماننے والی نہیں تھی۔ وہ سوچتی ہوئی آگے بڑھی تھی پھر حیرت سے وہ ساکت رہ گئی۔ طغرل سینے پر بازو لپیٹے اطمینان سے کھڑا تھا کچن کے درمیان میں۔

......☆☆☆......

پل بھر کو فقط لمحہ بھر میں اس کی نگاہیں اس سے ٹکرائی تھیں۔ استعجاب...... حیرت اور بے یقینی سے اس کی آنکھیں اپنے حلقوں سے باہر تھیں۔ وہ ہونق بنا کھڑا تھا جب کہ پری نے اگلے لمحے میں ہی رخ پھیر لیا تھا۔ اپنی دانست میں اس نے اس سے پوشیدہ رہنے کی بہترین سعی کی تھی مگر بھول گئی تھی' اس بندے کی فطرت لکھ کر اگر اس نے ٹھان لی پردہ گرانے کی تو پردہ گرا کر ہی رہے گا۔ وہ اب چالاکی سے اس کا سامنا کر چکا تھا لیکن اس پر نظر پڑتے ہی وہ جس حیرت و استعجاب کا شکار ہوا تھا وہ اس کے لیے بھی غصے کے ساتھ ساتھ حیرانگی کا باعث تھی۔

"آپ...... تم......؟ آپ

......! پری ہیں؟" اس کی آواز میں ہچکچاہٹ و اضطراب تھا۔ وہ ایک عرصہ بعد اسے دیکھ رہا تھا تب میں اور اب میں اتنا فرق ہوگا' اسے یقین نہ تھا۔ اس کو پری کی صورت اچھی طرح یاد تھی بلکہ پرانی البم میں بھی اس کی بے شمار تصویریں تھیں جن میں اس کی صحت مندی کے آثار اس کے

چہرے پر بھی نمایاں تھے۔ بوائے کٹ بال' جینز شرٹ وہ پہننے کی عادی تھی۔ دادی کی ڈانٹ پھٹکار پر کبھی کبھار فراک زیب تن کرلیا کرتی تھی۔ اب جو اس کے سامنے بھی وہ اسمارٹ لڑکی تھی۔ ہلکے گلابی اور سفید سوٹ پر ان ہی رنگوں کی ہلکی کڑھائی تھی' گلابی سفید دوپٹا اس نے بڑے سلیقے سے اوڑھا ہوا تھا اور موٹی سیاہ بالوں کی چوٹی پشت پر لہرا رہی تھی۔ وہ بالکل بدل گئی تھی۔

کوئی کیا اتنا بھی بدل سکتا ہے؟

وہ پری ہی ہے یا......کوئی اور......اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ اس سے کس طرح مخاطب ہو؟ وہ اس کی طرف سے رخ موڑ کر کھڑی ہوگئی تھی' اس کے استفسار کا جواب اس نے نہیں دیا تھا اس کے انداز سے برہمی و غصہ ہویدا تھا۔

وہ ابھی اسی شش و پنج میں مبتلا تھا کہ اس سے کس طرح دریافت کرے معاً دور سے آتی دادی کی آواز پر وہ پلٹی تھی' کاؤنٹر پر رکھا قہوہ کا مگ اٹھا کر اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتی وہ کچن سے نکل گئی تھی۔ اب کسی شک و شبے کی گنجائش باقی نہ رہی تھی لیکن وہ خاصی دیر تک اسی حالت میں وہاں کھڑا رہا تھا' یہ درست تھا کہ ہزار کوششوں کے باوجود پری کی کوئی تصویر ان تک نہ پہنچ سکی تھی لیکن وہ جب بھی کسی بے حد موٹی لڑکی کو دیکھتا تو اس کے تصور میں از خود ہی پری کی شبیہہ اُبھر آتی۔ یہاں تک کہ اسے ہر موٹی لڑکی کے چہرے پر پری کا گمان ہونے لگا تھا اور وہ دل ہی دل میں ہنس پڑتا تھا۔ آج اس کی ہنسی سکتہ زدہ تھی۔ پری اس کی سوچوں و خیالوں سے یکسر متضاد تھی۔

''ہوں......محترمہ حور تو اسمارٹ ہوگئی ہیں مگر عقل تو ویسے ہی موٹی و بھنس بھری لگتی ہے۔ بددماغی و بدتمیزی میں مزید اضافہ ہوا ہے جو کسی کے سوال کا جواب دینا بھی گوارا نہیں۔'' اس کو فوراً ہی خیال آیا کہ اس کے پوچھنے کے باوجود اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ پری ہے اور اس کو بری طرح نظر انداز کر کے یہاں سے گئی تھی۔ یہ پری کے ہتک آمیز رویے کا اثر تھا کہ اس کے بدلتے خوش گوار احساسات پر وہ ہی پرانا کریہہ و بدرنگ خیالوں کا عکس چھانے لگا تھا۔

''ارے......آپ یہاں کچن میں؟'' عادلہ اسے ڈھونڈتی اس طرف چلی آئی۔ ''کوئی کام تھا......کچھ چاہیے تو مجھے بتائیں؟'' خوش دلی سے گویا ہوئی۔

''کچھ نہیں!'' اس نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ عادلہ کو اس کا لہجہ سرد و سپاٹ لگا۔ وہ کھڑی رہ گئی۔

❁......❖......❁

''رجاء! اتنی بدحواس کیوں ہو رہی ہو؟'' اس کو تیزی سے کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر رضیہ اچنبھے سے بولیں۔

''وہ......وہ امی! کال آرہی ہے......''

''مگر فون تو لاؤنج میں ہے' تم اپنے کمرے میں کیوں بھاگی جارہی تھیں؟''

''اوہ......!'' وہ بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ موبائل دو بیپ کے بعد بند ہو چکا تھا مگر اس کے دل میں ہوتی بے ترتیب دھڑکنوں کی اتھل پتھل کم نہ ہوئی تھی۔ جب وہ سیل فون اس کے پاس آیا تھا تب سے وہ ایک اذیت بھرے خوف میں مبتلا ہوگئی تھی' ہر وقت اس کی سماعتوں میں بیلز گونجتی تھیں حالانکہ وردہ کے بارہا کہنے کے باوجود سیل استعمال نہیں کیا تھا۔ کہیں امی وابو کو نہ معلوم ہو جائے' یہ خوف اس پر طاری رہتا تھا۔ ابھی بھی اسی خوف نے اس کو بدحواس کر ڈالا تھا۔

''کوئی پریشانی ہے؟ کیا بات ہے' بہت دنوں سے دیکھ رہی ہوں' کھوئی کھوئی رہنے لگی ہو۔ تنہائی پسند ہوگئی ہو' اپنا دکھ مجھے بتاؤ' ماں سے بڑھ کر کوئی ہمدرد نہیں ہوتا ہے۔'' رضیہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے گویا ہوئی تھیں۔

''نہیں امی! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں پریشان نہیں ہوں۔'' اپنی بات' اپنی آواز اسے خود کھوکھلی لگی۔ لمحہ بھر ماں سے جھوٹ بولنے پر احساس گناہ سے ندامت بھی ہوئی۔ مگر سنی کی محبت سب پر غالب آگئی اور وہ ماں سے کوئی بات نہ چھپانے والی اتنی اہم بات یوں چھپا گئی کہ وہ نہ وردہ سے ملنے دیتیں اور نہ ہی کالج جانے کی اس کو اجازت ملتی اور ایسی کوئی بھنک ملتے ہی وہ فوراً اس کو شادی کر کے رخصتی کے بعد نوافلِ شکرانہ ادا کرنے میں اپنی کامیابی سمجھتیں۔

''امتحان ہو رہے ہیں اس وجہ سے میں مصروف رہتی ہوں۔''

''اس سے قبل بھی تو ڈھیروں امتحان ہوئے ہیں تمہاری پہلے کبھی ایسی حالت نہیں ہوئی ہے۔ اس امتحان نے تو تمہارا خون ہی خشک کر کے رکھ دیا ہے۔'' رضیہ بیٹی کی اُتری صورت دیکھ کر فکر مندی سے گویا ہوئیں۔ رجاء ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ جو انہیں بے حد عزیز تھی۔

''امتحان......! ہاں یہ امتحان ہی تو ہے محبت کا امتحان!''

''وردہ بھی تو تمہارے ساتھ ہی ہوتی ہے اس کے بھی تو امتحان ہیں وہ تو بہت خوش و خرم رہتی ہے تم خوامخواہ امتحان کو خوف بنا بیٹھی ہو پڑھائی میں پہلی کلاس سے بہت ذہین رہی ہو ہمیشہ اول آتی رہی ہو ان شاء اللہ اس بار بھی کامیاب ہو گی اتنا مت سوچو اللہ کے بعد اپنی محنت پر یقین رکھو۔'' رضیہ نے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی۔

❁......❖......❁

گرم لُو کے تھپڑے گرمی سے بے حال کیے ہوئے تھے۔ متزاد اس پر طویل لوڈ شیڈنگ نے رہی سہی کسر پوری کر دی تھی۔ جنریٹر جل جانے کے باعث ناکارہ پڑا تھا۔ سو اس وقتی سہولت سے بھی محروم ہونا پڑا تھا۔ بجلی غائب ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے تھے وہ دستی پنکھے سے ہوا جھلتی دادی کی پریشان صورت دیکھ کر کُڑھ رہی تھی اور بڑی مشکل سے اپنی بے چین ہوتی زبان کو قابو کیے بیٹھی تھی۔ اگر ایک لفظ بھی زبان سے پھسل گیا تو خیر نہیں ہو گی یہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

''میرا بچہ اس جگہ سے آیا ہے جہاں یہ سب عذاب نہیں ہیں۔ وہ ٹھنڈے علاقے کا رہنے والا کہاں اس گرمی کو برداشت کر پائے گا؟'' دادی نے ان چند گھنٹوں میں نامعلوم کتنی بار اپنی یہ ''تشویش'' دہرائی تھی۔ اس گرمی و لُو کی ان کو اتنی فکر نہ تھی فکر تھی تو صرف یہ کہ ان کے لاڈلے پوتے کا اس گرمی میں کیا حال ہو گا۔ ''ارے کیسے بے حس لوگ ہو گئے ہیں ہمارے گھنٹوں گھنٹوں بجلی بند کر کے بیٹھنے والوں کو یہ خیال نہیں کہ کسی کے کوئی مہمان بھی آئے ہوں گے۔''

''جی......! وہ بھی ٹھنڈے علاقے سے......'' پری نے ٹکڑا لگایا۔

''خیر مہمانوں پر ہی کیا موقوف! ان لوگوں کو کسی بیمار کی بھی پروا نہیں ہے نہ اپنی عزت کی پروا ہے نہ ملک کے وقار کا احساس ہے۔'' وہ کچھ زیادہ ہی گہری سوچوں میں ڈوبی کہہ رہی تھیں، جو پری کی ایسی بات پر بھی اس کیفیت سے باہر نہ نکل سکی تھیں۔ ''اس موئے جلنیٹر (جنریٹر) کو بھی ابھی ہی جلنا تھا۔ تمہارا باپ آفس سے آئے تو کہتی ہوں چاہے چوری کرے یا ڈاکے ڈالے پہلے جلنیٹر کو درست کروائے۔''

''دادی جان! ایسا تو نہ کہیں پاپا یہ سب کیے بنا بھی جنریٹر ٹھیک کروا دیں گے۔'' پری کو ان کا یوں باپ کے لیے یہ کہنا پسند نہ آیا تو وہ کہہ اٹھی۔

''ہونہہ! پانی کی طرح روپیہ بہانے والے ہیں جہاں سو سے کام بن جائے وہاں مارے شوبازی کے ہزار اٹھائے جاتے ہیں۔ پوچھنے والا کون ہے؟ بیٹے سے کہو تو وہ کہتا ہے۔ اماں! یہ آپ کی پسند تھی میرا کوئی قصور نہیں ہے۔'' صباحت رات کو ہی شہر کے مہنگے بوتیک سے اپنے اور بچیوں کے ملبوسات لائی تھیں۔ ان میں سے ایک بیش قیمت لباس بمعہ جیولری کے زیب تن کیے گھر میں تھیں اور اماں کو ان کی اس فضول خرچی سے ہی سخت چڑ تھی۔

''دادی جان! میرے اکاؤنٹ میں جو اتنی رقم موجود ہے وہ کس دن کام آئے گی؟ پاپا بے حد پریشان ہیں اور وہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ مگر میں جانتی ہوں بے شک پاپا کے لیے میرا ہونا نہ ہونا ایک ہی ہے مگر میرے لیے ان کا ہونا زندگی کے معنی رکھتا ہے۔ میں ان کو پریشان نہیں دیکھ سکتی ہوں۔ میرے اکاؤنٹ سے رقم......''

''نہیں......! اس رقم پر ہمارا حق نہیں ہے۔ وہ تمہاری رقم ہے۔'' اس کی بات قطع کر کے وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھیں۔

''جب میں خود کہہ رہی ہوں تو کیوں گریز کر رہی ہیں آپ؟''

''تمہارا باپ یہ کبھی گوارا نہیں کرے گا کہ تمہاری ماں کا پیسہ اس گھر میں لگایا جائے۔''

''کیوں دادی جان! آخر ایسا کیوں ہے؟ میری مما اس گھر کے لیے یہاں کے لوگوں کے لیے ناقابلِ برداشت کیوں ہیں؟ کیوں ان کا نام لینا یہاں پسند نہیں کیا جاتا؟ اتنی نفرت کہ ان کا ذکر بھی ممنوع ہے یہاں......اور تو اور ان کی دی ہوئی رقم بھی خرچ کرنے سے کراہیت محسوس کی جا رہی

ہے۔"بولتے بولتے شدت جذبات سے اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

"احمق لڑکی! ہر بات کا بتنگڑ بنا کر بیٹھ جاتی ہے۔ عقل کے گھوڑے کبھی دوڑاتے ہیں تو بات سمجھ آ جاتی ہے مگر تو خود تو ہمیشہ ضد کے گدھے پر سوار رہتی ہے کس طرح سمجھے گی دانش مندی کی بات کو......؟" دادی نے حسب عادت جھڑکا۔

"پاپا اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں مما سے......؟ کیا ان کا ان سے کوئی رشتہ نہیں ہے؟" وہ ان کے برہم انداز دیکھ کر آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔

"اس عورت سے فیاض کا اب کوئی رشتہ نہیں رہا ہے وہ......اس کو طلاق دے چکا ہے وہ اب صرف تمہاری ماں ہے۔ ہم سے یا اس گھر سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں بچا ہے۔ ویسے بھی وہ بہت پہلے دوسرا گھر بسا چکی ہے۔" دادی کی گفتگو سے اس کو کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوئی تھی یہ ساری باتیں تو وہ بچپن سے سنتی آ رہی تھی وہ جانتی تھی جب وہ تین سال کی تھی تو مما اور پاپا میں علیحدگی ہو گئی تھی لیکن کیوں......؟ یہ بات کوئی نہیں بتاتا تھا۔ اس کو فراموش کر کے وہ دونوں جدا جدا راستوں کے مسافر کیوں بن بیٹھے تھے۔ پاپا نے صباحت کو اماں کے کہنے پر دوسرا ہم سفر چن لیا تھا تو اس کی مما نے بھی اپنے کزن کو جیون ساتھی بنا لیا تھا۔ نامعلوم وہ دونوں نئی دنیائیں آباد کر کے خوش تھے یا ایک دوسرے کو شکست دینے کی ضد میں خود ہی شکست خوردہ ہو کر رہ گئے تھے اور والدین کی جنگ میں تباہی بے قصور پری کی ہو رہی تھی۔

بس اک بار کہہ دو نا!
اے میرے دوست!
چپ کیوں ہو؟
کچھ تو کہو!
اداسیوں کی ردا میں لپٹا ہوا چاند
جگمگاتے ستارے اور رات کا پھیلا آنچل
تم سے ایک سوال کرتے ہیں
تم اتنے اداس کیوں ہو؟

جانِ جاناں!
اب تو انا کے خول سے باہر نکل آؤ
بس اک بار کہہ دو نا
تمہیں مجھ سے "محبت" ہے

"اس شاعری میں سنی کی دلی کیفیات کسی نہ کسی طرح ظاہر ہیں اگر تم سمجھو تو بہت کچھ ہے اس میں......معنی کی زندگی دل وامنگیں ورنہ صرف لفظوں کے جوڑ توڑ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے......" وردہ بے حد خراب موڈ کے ساتھ رجاء کو سلمان کی بھیجی ہوئی نظم سنا رہی تھی جو اس نے وردہ کے سیل پر رجاء کے لیے بھیجی تھی۔

"میں کیا کروں وردہ! میں مجبور ہوں۔ میری امی نے میری تربیت ایسی نہیں کی کہ میں نامحرم سے بات کروں۔ ان سے روابط بڑھاؤں اپنے ابو کے فخر واعتماد کو میں کس طرح ملیا میٹ کر سکتی ہوں؟ مجھے سمجھو......"

"اچھا اچھا بیٹھی رہو بی ملانی! سنی کی حوصلہ افزائی کرتے وقت تمہیں یہ سب باتیں یاد نہ تھیں؟ کسی کی زندگی کو محبت کا روگ لگا کر تمہیں یہ سب یاد آ رہا ہے؟" وردہ جو پہلے ہی غصے میں آئی تھی۔ اس کی باتیں سن کر وہ تپ کر بولی۔

"غلط بیانی سے کام مت لو تم اچھی طرح جانتی ہو۔ میں نے کسی کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔" رجاء نے چڑ کر کہا۔

"ارے! کیا ہوا......؟ آج تو بہت بدلے بدلے موڈ میں دکھائی دے رہی ہو۔" وردہ کو حیرت ہوئی کہ رجاء ہمیشہ ہی اس کے جارحانہ مزاج کے آگے ہتھیار ڈال دیا کرتی تھی اب اس کے مزاج میں سرد مہری تھی۔

''میں تنگ آ گئی ہوں ہر وقت کی ٹینشن سے پلیز...... پلیز وردہ! مجھے معاف کر دو' میں سنی کا ساتھ نہیں دے سکوں گی۔اس کو کہو مجھے بھول جائے' میں بے حد عام سی لڑکی ہوں' اس کو بہت اچھی و خوب صورت لڑکی مل جائے گی۔'' اس کے چہرے پر حزن و اداسی پھیلتی چلی گئی۔ وہ دیکھ رہی تھی اس کی امی اسی کے دل کے ارادوں سے بے خبر اس کی پڑھائی کا بوجھ سمجھ کر اس کا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھنے لگی تھیں۔ اس کو پُر مغز غذائیں دے رہی تھیں' گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے دے رہی تھیں۔ قرآنی سورتیں پڑھ کر اس پر دم کر رہی تھیں۔ وہ بچپن سے والدین کی لاڈلی رہی تھی لیکن اب خود وہ اپنا احتساب کر رہی تھی کہ وہ ان کے ساتھ کیا کرنے جا رہی ہے؟

''ایسا تو نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ تم کو بھول جائے......'' وردہ کے انداز میں ایک دم ہی نرمی و ہمدردی سمٹ آئی تھی۔ ''پہلی بار اس نے تمہاری چاہ کی ہے اور پہلی محبت کبھی فراموش نہیں کی جا سکتی۔ تم خود کو سنبھالو جدائی کا تو سوچو بھی نہیں ورنہ......'' وہ کچھ توقف کے بعد پھر گویا ہوئی۔ ''ورنہ وہ خودکشی کر لے گا اور اس کا خون تم پر ہوگا۔''

''ایسا مت کہو' کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا' یہ صرف جذباتیت ہوتی ہے۔''

''تم دیکھنا......سنی اس جذباتیت کو سچ کر کے دکھائے گا۔''

''تم میری دوست ہو' اس کو سمجھا دو' بتا دو یہ ممکن نہیں ہے۔ میں مجبوریوں میں جکڑی ایک بے بس لڑکی ہوں جو اپنی تمناؤں کا تو خون کر سکتی ہے مگر والدین و خاندانی رسم و رواج سے بغاوت نہیں کر سکتی۔'' کہتے کہتے اس کی آواز رُندھ گئی تھی۔ خوب صورت آنکھوں میں موتی چمکنے لگے۔ وردہ نے محبت سے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا تھا۔

''تمہاری دوست ہوں تب ہی تو چاہتی ہوں تم اچھی و پُر آسائش زندگی گزارو۔ دوست سے بڑھ کر دوست کا خیر خواہ کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔'' لوازمات کی ٹرے اٹھائے اندر آتی رضیہ نے وردہ کے اختتامی جملے سن لیے تھے وہ ٹرے درمیانی میز پر رکھ کر اطمینان سے گویا ہوئیں۔

''تم جیسی نیک و اچھی سہیلی ملی ہے میری بیٹی کو' مجھے بہت خوشی ہے بیٹی! تم ہی سمجھاؤ اس کو' کیوں یہ خود کو ہلکان کر رہی ہے' عجیب ہی اس بار اس کے امتحان ہو رہے ہیں' بھوک و پیاس سب ہی مٹ گئی ہے' بدحواس رہنے لگی ہے۔ فون کی بیل ہو گی تو کمرے کی طرف بھاگتی ہے۔ اپنے گھر کی کال بیل پر بھی حواس باختہ ہو جاتی ہے۔ چہرے سے دیکھو کتنی زرد و بیمار نظر آ رہی ہے۔'' ان کے لہجے میں ممتا بھری تشویش تھی۔ رجاء کی نگاہیں جھک گئیں۔ ''نامعلوم کیسے امتحان ہیں' اس بار اللہ سے میری یہی دعا ہے کہ وہ کرم کرے۔''

''میں بھی اس کو یہی سمجھا رہی ہوں۔ ہمت و حوصلے سے کام لے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' وردہ نے ان کے سامنے مؤدب انداز اختیار کر لیا تھا۔

''جیتی رہو' میں نے تمہاری پسند کے مایونیز سینڈوچ بنائے ہیں۔ کھا لو ٹھنڈے ہو کر بے مزا ہو جائیں گے۔'' وہ کھڑی ہوتی گویا ہوئی تھیں۔

''آنٹی! ایک بات کہوں' آپ بُرا تو نہیں مانیں گی؟'' وردہ نے دبے لہجے میں اجازت چاہی تھی۔

''نہیں! تمہاری بات کا میں بُرا کیوں ماننے لگی؟'' وہ مسکرائیں۔

''میرے خیال میں رجاء کو کچھ وقت کسی تفریح کی جگہ پر گزارنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں؟ میری ماما نے سمندر کنارے جانے کا پروگرام بنایا ہے۔ میں' ماما اور میری کزنز ہوں گی' کوئی مرد نہیں ہوگا ساتھ......'' وردہ کے زرخیز ذہن نے فوری منصوبہ بندی کی۔

''نہیں خیر' مجھے کیا اعتراض ہوگا...... مگر رجاء کے ابو نہیں مانیں گے۔''

''ارے آنٹی! یہ کیا بات ہوئی؟ میری ماما تو ڈیڈی سے بڑی سے بڑی بات منوا لیتی ہیں۔ آپ یہ معمولی سی اجازت بھی نہیں لے سکتی؟''

''مجھے شروع سے اپنی منوانے کی عادت نہیں ہے۔ جو انہوں نے کہہ دیا میں نے مان لیا کہ وہ کبھی کوئی غلط بات نہیں کہتے۔ جس پر مجھے اعتراض کی ضرورت محسوس ہو' اگر رجاء گھر کے ماحول سے یکسانیت محسوس کر رہی ہے تو میں اس کو عزیزوں کے ہاں لے جاؤں گی' چچا' ماموں' خالہ' پھوپو چچی سب ہی موجود ہیں۔'' رضیہ ایک مکمل دین دار اور گھریلو عورت تھیں۔ ان کو قرأت کی عادت تھی۔ گھر کے کاموں میں مشغول رہتے وقت بھی ان کے لب و زبان قرآن پاک کی تلاوت سے معطر رہتی تھی اور شاید یہی وجہ تھی کہ ان کا لہجہ بہت پُر سکون و دلآویز تھا۔

''ان لوگوں کے ہاں کوئی تفریح ہوتی ہے۔'' وردہ ہنس کر بولی۔

''اپنوں سے مل کر خوشی ہوتی ہے وہ ایک عمدہ تفریح ہوتی ہے بیٹی!''

''آنٹی پلیز...... پیاری آنٹی...... آپ انکل کو نہ بتائیں رجاء کے جانے کا۔''

''ایسا تو ممکن نہیں ہے، میں ان سے چھپاؤں یا جھوٹ بولوں...... ہاں یہ میرا وعدہ ہے ان کو راضی کرنے کی پوری کوشش کروں گی۔'' وہ کہہ کر چلی گئیں۔

''میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔'' رجاء نے کہا مگر وہ معنی خیز انداز میں مسکراتی رہی۔

❀......❖......❀

''عادلہ! او عادلہ! کانوں میں تیل ڈال کر بیٹھ گئی ہے کیا؟'' ان کے کئی بار پکارنے پر بھی عادلہ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی تو دادی جان اس کے قریب آ کر گویا ہوئیں، کانوں میں ہینڈ فری لگائے عادلہ گھبرا کر کھڑی ہوئی تھی۔ ''اللہ کی مار! ایسے شوق پر جو اچھے بھلے انسان کو بہرہ بنا دے۔''

''کچھ کہہ رہی ہیں دادی جان!'' وہ کھڑی ہو کر گویا ہوئی۔

''ہاں! جا کر ذرا طغرل کا کمرا تو صاف کر دو، بالکل صفائی سے۔''

''میں......؟ مجھ سے صاف کیسے ہوگا؟'' وہ حیرانی سے بولی۔

''لو اس میں اتنی حیرانی کی کیا بات ہے، کمرا صاف کرنے کو کہا ہے پہاڑ کھودنے کا نہیں کہا جو آنکھیں پھٹ گئی ہیں۔''

''مجھ کو گرد سے چھینکیں آتی ہیں ایسا کام مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔'' وہ منمنائی تھی۔

''نکمی! ہڈ حرام! ہر کام میں تیرے ساتھ کوئی نہ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ کچن میں کام کرنے سے تجھے دمہ ہونے لگتا ہے۔ کپڑے دھونے سے تیرا سانس اُکھڑنے لگتا ہے، برتن دھونے سے تجھے نفرت ہے اور اب تو جھاڑو بھی نہیں دے سکتی۔'' دادی جان کو اس کی ہر بُری عادت سے چڑ تھی۔

''اماں جان! آپ کو احساس نہیں ہے بچیاں جوان ہو گئی ہیں۔'' صباحت فوراً ہی بیٹی کی مدد کو پہنچ گئی تھیں۔

''اچھا...... جوان ہو گئی ہیں تو سر پر بٹھا لوں؟''

''جوان بچیوں کی تعریفیں کی جاتی ہیں، حوصلہ افزائی کی جاتی ہے لیکن آپ تو بات بات پر ان کو بے عزت کرتی ہیں۔ تمام برائیاں آپ کو میری عادلہ اور عائزہ میں دکھائی دیتی ہیں، آپ کی نگاہ میں دودھ کی دھلی صرف پری ہے، میرے ہوتے ہوئے میری بچیوں کو احساسِ کمتری کا شکار کیا جا رہا ہے اور ایک وہ ہے جو بن ماں کے بھی یہاں عیش کر رہی ہے۔'' صباحت کے لہجے میں سخت کبیدگی و ناگواری تھی۔

''ماتھے پر آنکھیں رکھنی مجھے آتی ہیں بہو! لیکن مجھ میں ابھی شرم و لحاظ کچھ باقی ہے جو تمہیں تو چھو کر ہی نہیں گزری ہے اور مجھ بوڑھی طوطی کو الٹا سبق نہ پڑھاؤ، سوتیلے سگے کا خناس تمہارے دماغ میں بھرا ہوا ہے، میرے دل میں نہیں، میری نگاہوں میں فیاض کی سب اولاد برابر ہے۔''

''پری سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ صرف فیاض کی بیٹی ہے۔''

''اگر تم یہ سمجھتی ہو تو یہی سہی۔'' وہ بے پروائی سے گویا ہوئیں۔

''حقیقت تو یہی ہے اس گھر میں میری حیثیت نہیں ہے تو میری بیٹیوں کی حیثیت کیسے ہوگی، آپ نے ہمیشہ مجھ سے اور بچیوں سے منافقت برتی ہے۔'' وہ آنسو بہانے لگیں۔

''یہ تو وہ ہی مثال ہو گئی کہ بے مارے کی توبہ! میں ان مگر مچھ کی آنسوؤں سے مرعوب ہونے والی نہیں ہوں۔ تم کو یہ تو احساس ہو گیا ہے کہ تمہاری بچیاں بالغ ہو چکی ہیں مگر یہ معلوم نہیں ہے اس عمر میں بچیوں کی بے جا حمایت کرنا ان کو تباہ کر دیتا ہے۔''

''کیا بے جا حمایت کی ہے میں نے، بتائیں تو ذرا؟''

''عادلہ، عائزہ کو کسی کام کا کہو، تم فوراً حمایت کو آ جاتی ہو گویا میں ان کی دشمن ہوں، میرا کوئی حق نہیں ہے ان پر؟''

''میری بچیوں کا حق بچپن سے وہ پری بٹور رہی ہے۔''

''میں کہتی ہوں صباحت! پری جیسی مظلوم صبر واستقامت والی لڑکی کوئی ہو ہی نہیں سکتی ہے' ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ بن ماں باپ کے بچوں کی طرح پلی ہے اور اتنی صابر ہے کہ آج تک اپنے لبوں پر حرفِ شکایت نہیں لائی اس کا صبر مت سمیٹو۔'' وہ آبدیدہ ہوئیں۔

''صابر و مظلوم! ہونہہ! گز بھر کی زبان رکھ کر بھی وہ معصوم ہے؟''

''یہ تم اچھی طرح جانتی ہو یہاں کس کی گز بھر کی زبان ہے' ایسی عورتوں کی بیٹیاں کبھی گھر نہیں بسا سکتی ہیں جوان کو غلطیوں پر ٹوکنے کے بجائے بے جا حمایت لیں' اگر تمہارے یہی چلن رہے تو اللہ ہی حافظ ہے میرے بچے کا۔'' وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئیں۔

پری پڑوس میں قرآن خوانی میں گئی تھی' فیاض اور طغرل کو چھوٹی پھوپو کا بیٹا معید ساتھ لے گیا تھا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ پکنک پر جا رہا تھا۔ گھر میں بس وہی لوگ تھیں اور فیاض کی غیر موجودگی میں صباحت کو دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا تھا' وہ ایسی ہی بد دماغ عورت تھیں۔ شام ڈھلے جب پری واپس آئی تو دادی کو بے حد نڈھال و مضمحل دیکھ کر ان کے قریب بیٹھ کر پریشان سے گویا ہوئی۔

''دادی جان! خیریت تو ہے...... ؟ کیا ہوا آپ خاصی افسردہ دکھائی دے رہی ہیں؟''

''کچھ نہیں ہوا' بس ایسے ہی تھکاوٹ محسوس ہو رہی ہے۔'' انہوں نے غور سے اس کے خود پر جھکے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

''کچھ تو ہوا ہے' میں گئی تھی تو آپ بالکل ٹھیک تھیں۔'' وہ نرمی سے ان کا سر دباتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔ اس کے انداز میں فکرمندی نمایاں تھی' وہ اسی طرح ان کی معمولی معمولی بیماری سے خوف زدہ ہو جاتی تھی اور کوشش کرتی وہ کبھی بیمار نہ ہوں۔

''تم کیوں اتنی جلدی پریشانی ہو جاتی ہو پری! تمہاری دادی بوڑھی عورت ہے' اس عمر میں بیماریاں سائے کی طرح ساتھ رہتی ہیں۔'' وہ محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

''میں آپ کو بیمار نہیں دیکھ سکتی' آپ بیمار مت ہوا کریں۔''

''پگلی! بیمار بھی کوئی اپنی مرضی سے ہوتا ہے؟ اچھا چل ذرا جا کر اپنا کمرا تو صاف کر دے۔'' میٹھے لہجے میں وہ مطلب پر آئیں۔

''کمرا تو صاف ہے' صبح ہی تو ماسی صاف کر کے گئی ہے۔'' پری' دادی کے کمرے کو طائرانہ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

''ارے اس کمرے کی بات نہیں کر رہی ہوں میں۔''

''پھر کس کمرے کی بات کر رہی ہیں؟''

''تمہارے کمرے کی صفائی کا کہہ رہی ہوں' جس میں آج کل طغرل رہ رہا ہے۔''

''میرا کمرا نہیں ہے وہ اب......'' ایک دم اس کا موڈ بگڑا۔

''اب نہیں...... مگر کچھ دنوں بعد تمہارا ہی ہوگا' تم ذرا صاف کر دو اس کو۔''

''دو دو ماسیاں کس لیے لگائی گئی ہیں؟''

''طغرل کی بے پرواطبیعت سے میں واقف ہوں۔ وہ اپنی قیمتی چیزوں کا خیال رکھنے کا عادی نہیں ہے اور ماسیوں کا کیا بھروسا! کوئی ہاتھ کی صفائی دکھا گئی تو کون پکڑے گا اس کو...... پھر وہ شکایت کرنے والا بھی نہیں ہے۔''

''جب ان کو پروا نہیں ہے تو آپ کیوں پروا کر رہی ہیں؟''

''اگر تم کو نہیں کرنا تو منع کر دو یا عادلہ کی طرح کوئی بہانہ کر دو۔ مگر خوامخواہ میرا دل خراب مت کرو' میں خود کر لوں گی۔'' ایک بے نام سی اداسی ان کے لہجے میں در آئی تھی اور عادلہ کا حوالہ ملنے پر اس کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یقیناً مما نے عادلہ کی حمایت لی ہوگی اور دادی جو اِن چیزوں کو پسند نہیں کرتی' ان سے کھٹ پٹ کر بیٹھی ہوں گی۔

''سوری دادی جان! میں خود صفائی کر دیتی ہوں' آپ دکھی مت ہوں۔'' ان کو خوش کرنے کے لیے وہ اپنے دل پر جبر کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''جگ جگ جیو...... سدا آباد رہو' جس طرح تم میری خوشی کا خیال رکھتی ہو اس سے زیادہ ربّ کریم تم پر تا حیات خوشیاں نچھاور کرے' آمین۔''

وہ بڑے انہماک سے بیٹھی آبرو کی گڑیا کی دو چوٹیاں بنا رہی تھی آبرو اس کے قریب بیٹھی بڑے پُرشوق انداز میں اپنی گڑیا کو سجتے سنورتے دیکھ رہی تھی۔ تسبیح پڑھتی اماں نے پیار بھری نگاہ پری اور آبرو پر ڈالی تھی اور ان کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا تھا۔ ان کو بخوبی یاد تھا' جب صباحت کو معلوم ہوا تھا کہ ان کی کوکھ میں لڑکا نہیں لڑکی ہی ہے تو وہ بددل ہوگئی تھیں۔ وقت زیادہ گزرنے کے باعث وہ اس سے چھٹکارا نہیں پاسکی تھیں اور یہی وجہ تھی شاید...... وہ آبرو کی پیدائش کے بعد اس کو وہ پیار و توجہ نہ دے سکی تھیں جو عادلہ اور عائزہ کو دیتی تھیں۔ ماں کی دیکھا دیکھی عادلہ و عائزہ بھی اس کو اہمیت نہ دیتی تھیں کہ وہ صباحت کی طرح صرف خود کو اہمیت دینے کے رجحان میں مبتلا تھیں۔ ایسے میں وہ پری کی محبتوں کا مرکز بن بیٹھی تھی' غیر محسوس طریقے سے وہ اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنے لگی۔ البتہ صباحت کی ناراضگی کے خوف سے گود میں کم ہی اٹھاتی تھی پھر اس نے محسوس کیا ان کو آبرو کے لینے پر کوئی اعتراض نہیں ہے عموماً وہ کئی کئی گھنٹے آبرو کو پری کے پاس دے کر بلاتی نہ تھیں۔ یہ واحد سمجھوتا تھا جو انہوں نے خاموشی سے کرلیا تھا۔ آبرو دو سال کی ہوئی تو پری سے اس قدر مانوس ہوئی کہ رات کو بھی اس کے پاس سونے لگی تھی اور اس طرح صباحت آبرو کی پرورش سے بالکل ہی بے نیاز ہوگئی تھیں۔ اب یہ پری کی ذمے داری تھی مکمل طور پر...... وہ اس کی نگہداشت کرتی تھی' بہت محبت و پیار سے...... چھ سالہ پھولے پھولے گالوں و میدے جیسی رنگت والی آبرو میں اس کو اپنا بچپن نظر آتا تھا۔ وہ پیاری باتیں کرتی تھی اور شرماتی بہت تھی۔ اجنبی لوگوں سے بے تکلف نہیں ہوتی تھی۔

''دادی! میری گڑیا کتنی پیاری لگ رہی ہے۔'' پری سے گڑیا لے کر وہ ان کے پاس آ گئی جن کے لبوں پر خوب صورت مسکان تھی۔

''پیاری آپی نے سجایا ہے گڑیا کو تو گڑیا پیاری تو لگے گی۔'' دادی اماں نے پری کو دیکھتے ہوئے کہا۔ آبرو خوشی خوشی گڑیا کو لے کر کمرے سے نکل گئی۔ پری ان کے قریب بیٹھتے ہوئے حیران لہجے میں بولی۔

''دادی جان! بڑی پیار بھری نظروں سے میری طرف دیکھ رہی ہیں کیا دادا کی شبیہہ میرے چہرے پر نظر آرہی ہے؟''

''ہٹ بے حیا! میں تو جب بھی تم کو آبرو سے اتنی محبت کرتے دیکھتی ہوں' میرے اندر خوشیاں جھلملانے لگتی ہیں۔ جتنی محبت تم اس سے کرتی ہو' جتنا خیال رکھتی ہو ایسا تو صباحت بھی نہیں رکھ سکتی تھی۔'' وہ سچے لہجے میں اس کی محبت و خلوص کو سراہ رہی تھیں۔

''چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے دادی! میری ممی کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے میری نگہداشت کی' بات کرنے کا ڈھنگ' زندگی کا سلیقہ و طریقہ سکھایا۔ آپ یہ مت سمجھیے گا کہ میں آپ کی حرص کررہی ہوں یا میں بدلہ چکا رہی ہوں۔'' اس نے عقیدت سے دادی کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

''جو آپ نے کیا ہے وہ میں ہرگز ہرگز نہیں کرسکتی' البتہ میں نے یہ ضرور کوشش کی ہے کہ آبرو کی شخصیت میں وہ کمی' وہ خامیاں نہ رہ جائیں جو میرے اندر وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جارہی ہیں۔ میں بظاہر جتنی مکمل نظر آتی ہوں اندر سے میں اتنی ادھوری ہی ہوں۔ کسی تصویر کی طرح نامکمل...... کسی معمہ کی طرح غیر حل شدہ...... کسی شکستہ آئینے کی طرح بکھری ہوئی......'' وہ ان کے ہاتھ کو آنکھوں سے لگائے بے خودی کہہ رہی تھی۔

''عائزہ کو میں نے چائے کا کہا تھا ایک گھنٹے پہلے' ابھی تک نہیں لائی۔'' ان کو یاد آیا تو وہ گویا ہوئیں۔

''وہ بھول گئی ہوگی۔'' پری نے کہا۔

''کام کی باتوں کی تو ان کو بھول ہی پڑجاتی ہے ہمیشہ۔''

''آپ غصہ نہ کریں' میں بنا کرلے آتی ہوں۔''

''رہنے دو بس' کل طغرل کا کمرا صاف کرکے تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔'' وہ ان کو کیا بتاتی کس دکھی دل سے اس نے اپنے کمرے کی صفائی کی تھی۔ کتنا ضبط کا کام ہے اپنی قیمتی شے کو دل نہ چاہتے ہوئے بھی کسی دوسرے کے تصرف میں دیکھنا اور کل وہ اس امتحان سے بھی گزر گئی تھی' نگاہ بھر کر اس نے اپنی قیمتی شے کو نہ دیکھا تھا۔ طغرل کے آنے سے قبل ہی کمرا صاف کرکے نکل آئی تھی اور کتنی دیر تک اس کو کچھ کھونے کا احساس ہوتا رہا تھا۔

''اب تم روز خود صفائی کردیا کرنا مجھے روز روز کہنا نہ پڑے۔'' ان کی بات پر اس نے چونک کر دیکھا۔ لمحہ بھر تو وہ ساکت رہی پر سمجھ آتے ہی دادی سے مخاطب ہوئی تھی۔

''یہ...... یہ بے ایمانی ہے دادی جان!'' وہ تیز لہجے میں بولی۔ ''یہ دھوکا ہے آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے روز صفائی کرنی ہوگی۔''

''لو یہ بھی کوئی بات ہے' کیا تم روز اس کمرے کی صفائی نہیں کرتی تھیں......اب روز کرلو گی تو کیا بگڑ جائے گا جو دماغ دکھا رہی ہو؟''

''پہلے میں اس کمرے میں رہتی تھی اس لیے روز صفائی کرتی تھی اب جب تک وہ اس کمرے میں ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''میں نے خوامخواہ اتنی تعریفیں کیں تمہاری' جب کہ تم کسی ایک تعریف کے بھی قابل نہیں ہو۔ زبان دراز و بدتمیز کہیں کی۔'' وہ فوراً ہی اس کی طبیعت صاف کرنے لگی تھیں۔

''آپ کتنی منافق ہیں دادی جان! ابھی کچھ دیر پہلی تو بڑے پھول جھڑ رہے تھے آپ کے منہ سے میرے لیے' میں نے ذرا سچ بات کہہ دی تو آپ کو بدتمیز اور زبان دراز لگنے لگی' یہ کیسی محبت ہے دادی۔''

''میں تمہاری دادی ہوں' تم میری دادی بننے کی کوشش مت کرو۔'' ان کا مزاج بگڑا تو بگڑتا ہی چلا گیا تھا۔ ''بچے کو آئے کتنے دن ہوگئے ہیں مگر تم کو سلام کرنا بھی گوارا نہیں ہوا۔ یہ ہٹ دھرمی ذرا اچھی نہیں ہے۔'' انہوں نے سخت لہجے میں جتایا۔

''میرا سلام کرنا اس کو اتنا ضروری کیوں ہے؟'' دادی کی مسلسل اس تکرار سے اس کو چڑ ہونے لگی تھی۔

''اس لیے کہ تم اس سے بلاوجہ بیر باندھے بیٹھی ہو کیا بگاڑا ہے اس بچے نے تمہارا......؟'' اتنے سال بعد آیا ہے وہ اور تم ہو کہ اس سے دو بات کرنے کو راضی نہیں؟'' دادی کی بات جاری تھی جب ہی راہداری سے آنے والی خوش بُو اس کی آمد کا پتا دینے لگی تھی۔ دادی کے مزاج پر چھائے بادل یکدم ہی چھٹ گئے تھے اور سردیوں کی نرم وملائم خوب صورت دھوپ کی مانند مسکراہٹ ان کے چہرے پر پھیلتی چلی گئی تھی' لمحہ بھر میں ان کا بدلتا مزاج پری کو سراسیمہ کر گیا تھا۔ موقع ہی نہیں ملا کہ وہ وہاں سے بھاگ کر بالکونی پر چلی جاتی وہ پردہ ہٹا کر اندر آیا تو وہ دادی کی گھورتی نگاہوں کے باوجود سرعت سے ان کے پیچھے کسی حد تک روپوش ہوئی تھی لیکن دھان پان سی دادی کے پیچھے چھپنا محال تھا اور حقیقت میں دادی کا ارادہ بھی اس کو پناہ دینے کا نہیں تھا۔ عجلت میں چہرہ ان کی پشت کے پیچھے کرسکی تھی۔

''اوہ سوری دادی جان! میں سمجھا آپ تنہا ہیں سو بنا دستک دیئے آ گیا۔'' وہ جو اپنی دھن میں آیا تھا اس لڑکی کو سراسیمہ انداز میں دادی کے پیچھے چہرہ چھپاتے دیکھ کر شرمندگی سے واپس جاتے ہوئے بولا۔

''واپس کہاں جارہے ہو بیٹا! یہ کوئی غیر تھوڑی' اپنی پری ہے۔'' زمانے بھر کی مٹھاس ان کے لہجے میں در آئی تھی پری کے نام پر وہ بھی اطمینان سے پلٹا تھا اور دادی کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔ اس کی نگاہ پری کے سراپا پر تھی۔ سیاہ و دھانی رنگوں کے امتزاج والے پرنٹڈ کپڑوں میں اس کی شفافت رنگت دمک رہی تھی۔ اس کے چہرے کے دلکش نقوش نمایاں تھے۔ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر دادی جان نے بیڈ پر رکھے تکیوں سے ٹیک لگائی اور وہ جو ان کی پشت کے پیچھے دبکی ہوئی تھی بالکل سامنے آ گئی تھی۔ طغرل نے جو اسے کچن میں سرسری طور پر دیکھا تھا اب دادی کی موجودگی کا خیال نہ ہوتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا۔ بڑی مشکل سے اپنی نگاہوں کو قابو کر پایا تھا۔

''کیسی ہو تم پارس!'' اس نے لہجہ کو خاصا مہذب بنایا تھا۔ وہ کیا بولتی سمجھ ہی نہیں آیا ہنوز چہرہ جھکائے بیٹھی رہی۔

''بھائی کچھ پوچھ رہا ہے منہ میں کیا گوند چپکا کر بیٹھ گئی ہو؟ سلام تم سے نہیں کیا جاتا تو کم از کم اس کا تو جواب دے دو جو بچہ پوچھ رہا ہے۔'' ان کو اپنے لاڈلے کی ایسی بے عزتی کہاں برداشت ہوتی فوراً جھڑک کر بولیں۔

''آپ غصہ مت ہوں دادی جان! اگر چہ مجھ سے بات کرنا نہیں چاہ رہی تو کوئی بات نہیں' میں بُرا نہیں مان رہا ہوں۔'' اس کی تابعداری و فرماں برداری پری کو ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی' اس کی نگاہوں کی تپش وہ اپنے چہرے پر مسلسل محسوس کر رہی تھی۔

''یہ تم سے بات کرنا کیوں نہیں چاہے گی؟'' دادی کو اس کی ڈھٹائی ایک آنکھ نہیں بھائی تو غصہ سے سرخ ہو کر گویا ہوئیں۔

''کون سا تم وراثت میں سے اس کا حق غصب کر بیٹھے ہو؟''

''شاید یا اس کو میرا یہاں آنا پسند نہیں آیا ہے۔'' اس نے خاصے بھولپن سے کہا۔

''اس پر بھلا تمہارا کیا بوجھ...... جو یہ تمہارا آنا پسند نہیں کرے گی؟'' دادی تو گویا جواب دینے کا عہد کر بیٹھی تھیں۔ ان کی یہ بے وفائی غیر متوقع ہر گز نہ تھی مگر پھر بھی پہلی بار سامنا ہونے پر ہی اس شاندار بے عزتی پر اس کا غم و غصہ سے بُرا حال ہو رہا تھا' مارے کوفت کے چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ اس

کے لیے حیرت انگیز بات تھی وہ اس کی باتیں اور دادی کی صلواتیں جس صبر و برداشت سے سن رہی تھی پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ بے حد چھوٹی و معمولی باتوں پر اس آگ کی طرح بھڑک اٹھتی تھی جو بجھائے نہیں بجھتی تھی۔

''دادی جان! آپ کو کیوں اس قدر غصہ آ رہا ہے میں نے کیا کیا ہے؟'' ان کو مسلسل غصہ سے بڑبڑاتے دیکھ کر وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

''غصہ نہیں آئے گا؟ نہ تم نے بھائی کو سلام کیا نہ بات کا جواب دیا؟'' دادی وہی مرغ کی ایک ٹانگ پکڑے بیٹھی تھیں۔

''السّلام علیکم! میں ٹھیک ہوں۔'' اس نے نہایت جلے کٹے انداز میں لحہ بھر کو نگاہیں اٹھا کر طغرل کو دیکھ کر سلام کے ساتھ اس کے سوال کا جواب بھی دیا۔

''وعلیکم السّلام! جیتی رہو۔ اس نے پری کے انداز پر بے ساختہ اُمڈنے والے قہقہہ کو ضبط کرتے ہوئے بزرگانہ انداز میں کہا۔

''سلام کیا ہے یا لٹھ مارا ہے؟ میں کہتی ہوں پری سدھر جاؤ۔''

''میں نے سنا ہے دادی! ایک جانور ایسا ہے جس کی دم بہت مشہور ہے اور یہ بھی سنا ہے اس کی دم سو سال نلکی مین رکھنے کے بعد نکالی جائے تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی نکلتی ہے کچھ انسانوں کے مزاج کی طرح......؟''

''پری! چائے بنا کر لاؤ۔'' دادی نے اس کو وہاں سے ٹالا پھر گویا ہوئیں۔ ''پری اور تم اس دم کی طرح ہی ہو جو کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی ہے۔''

رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی۔

نینداس کی آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی۔ کل اس کی سنی سے ملاقات تھی۔ وردہ امی سے اپنی ممی و کزنز کے ساتھ پکنک پر جانے کی غلط بیانی کر چکی تھی۔ درحقیقت وہ سنی کے ساتھ جانے کی منصوبہ بندی تھی۔ پہلے دو تین دن وہ منع کرتی رہی کہ وہ کسی صورت ایسی غیر اخلاقی حرکت نہیں کرے گی' والدین کے اعتبار و اعتماد کو دھوکا نہیں دے گی مگر وردہ نے نا معلوم اپنی باتوں سے ایسا کیا سحر پھونکا تھا کہ وہ نہ کرتے کرتے بھی اقرار کر بیٹھی تھی۔ لا اُبالی عمر تھی اور اس عمر میں خوابوں کے دیس بسے ہوتے ہیں' جذبوں کے پھول پر چاہت کی تتلیاں رقص کرتی رہتی ہیں۔ وہ بھی ایک لڑکی تھی۔ ارمان و عنایتیں اس کے دل میں بھی جنم لے چکی تھیں اور ان کو پروان چڑھانے میں وردہ کی ہمت و حوصلہ افزائی حد سے سوا تھی' وہ بھی اس کو اس راہ پر گامزن کرنے میں معاون تھی' نا معلوم وہ وردہ سے مخلص تھی یا اس کی تمام تر ہمدردیاں اپنے کزن سے وابستہ تھیں؟

اسی ادھیڑبن میں کسی لحہ وہ نیند کی آغوش میں سمٹ گئی تھی۔ رضیہ حسب عادت نماز فجر سے پہلے ہی بیدار ہو چکی تھیں ان کے شوہر نماز فجر ادا کرنے مسجد چلے گئے تو وہ بھی نماز ادا کرنے کھڑی ہو گئیں اور نماز کے بعد خاصی دیر تک دعائیں مانگتی رہیں' ان کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں' دل پر عجیب سا بوجھ آ گرا تھا۔ وردہ کے بار بار اصرار پر انہوں نے کل اظہر صاحب سے رجاء کو پکنک پر بھیجنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے انکار کر دیا تھا۔

''آپ تو صبح سے نکلے رات گئے گھر آتے ہیں آپ کو کیا معلوم رجاء کتنی پریشان و بدحواس رہنے لگی ہے' امتحانوں کی فکر کی وجہ سے بے حد کمزور ہو گئی ہے۔''

''تم ماں ہو' ماں اور بیٹی میں کوئی دوری نہیں ہوتی ہے' معلوم کرو اس سے وہ کیوں پریشان و بدحواس ہے؟ مجھ سے وہ ہچکچائے گی' گھبرائے گی کہ میں باپ ہوں۔'' ان کے باریش چہرے پر نور و وقار بھری ملائمت تھی۔

''میں پوچھ چکی ہوں' وہ امتحانوں کی فکر میں گھل رہی ہے اس کی سہیلی کہہ رہی تھی ایک دن گھر سے باہر سہیلیوں کے ساتھ سمندر پر گزارے گی تو ٹھیک ہو جائے گی' کوئی مرد ساتھ نہیں جا رہا ان کے' کوئی بے پردگی نہیں ہو گی۔'' انہوں نے وردہ کی زبانی سنی بات وثوق سے دہرا دی۔

''اس لڑکی کے گھر کا ماحول دیکھا ہے' اس کی والدہ سے ملی ہو' کیسے لوگ ہیں جانتی ہو؟ پھر گھر سے باہر مستورات کا بغیر محرم کے جانا مناسب فعل ہے کیا؟'' انہوں نے اعتراضات کی بھرمار کر دی تھی مگر عورت جب منوانے پر کوئی بات آ جائے تو پھر منوا کر ہی رہتی ہے۔ رضیہ بیٹی کی محبت میں بے چین تھیں نا معلوم کون کون سی دلیلوں سے خاوند کو راضی کر کے ہی مانی تھیں۔ بے شک وردہ ہی ان کو راضی کرتی رہی تھی' رجاء نے خواہش ظاہر نہیں کی تھی مگر وردہ کو منع بھی نہ کیا تھا تب وہ سمجھی تھیں کہ وردہ کے اصرار میں رجاء کا اقرار بھی شامل تھا۔ خاموشی میں بھی اثبات کی رضا ہوتی ہے۔ وہ بیٹی کی

پہلی خاموشی خواہش کورد ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ سوشوہر سے ہامی لے کر ہی اٹھی تھیں لیکن نا معلوم کیا ہوا کہ دل پر ایک انجانا بوجھ سا آ گیا تھا' وہ سمجھ نہیں پا رہی تھیں کیا ہوا ہے؟ رجاء پہلی بار غیروں کے ساتھ گھر سے باہر جائے گی اس کی فکر سے یا زندگی میں پہلی بار اپنے جیون ساتھی کی بات کو رد کر کے اپنی منوانے کا دکھ تھا۔

وہ خاصی دیر تک ہاتھ پھیلائے دعا مانگتی رہیں اور اشکِ ندامت بہتے رہے۔

رجاء کو نماز کے لیے بیدار کر کے وہ کچن میں آ کر پراٹھوں کے لیے آٹا گوندھنے لگیں' ان کے خاوند کی عادت تھی' وہ ناشتے میں انڈے پراٹھے کھاتے تھے۔

رجاء نماز کے لیے بڑی مشکل سے اٹھی تھی شدید نیند سے اس کی آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں' اگر اسے امی کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا تو وہ نماز کے لیے نا اٹھتی۔ مگر جانتی تھی بے حد محبت کرنے والی ماں نماز کے معاملے میں از حد سخت تھیں۔ جب سے یہ سلسلہ چلا تھا وہ غیر محسوس انداز میں نماز وقرأت سے دور ہوتی جا رہی تھیں۔ رضیہ حافظہ تھیں۔ باورچی خانہ میں ناشتا بنانے کے دوران ان کی تلاوت کی خوب صورت مگر دھیمی آواز خوش بُو کی مانند گھر میں پھیلتی گویا ہر شے کو معطر کر رہی تھی۔ عام دنوں میں وہ ماں کا ہاتھ بٹایا کرتی تھی مگر آج اعصاب اتنے کشیدہ تھے کہ نماز پڑھ کر وہ دوبارہ بستر پر آ کر لیٹ گئی تھی۔

وقت مقررہ پر وردہ آئی تو وہ اس وقت تک ذہنی طور پر تیار ہو چکی تھی۔ تمام منفی سوچوں پر اس نے پہرے بٹھا دیئے تھے۔ یہیں حل اس کو بہتر لگا تھا۔ اس نے بہترین لباس زیب تن کیا تھا' ہلکی سی جیولری استعمال کی تھی' میک اپ کے نام پر اس کے پاس صرف کاجل اور ٹالکم پاؤڈر تھا جو اس نے استعمال کیا تھا اور امی کی ڈھیروں دعاؤں میں وہ وردہ کے ساتھ باہر نکل آئی تھی۔ دہلیز سے قدم باہر نکالتے ہی وہ ایک کیفیت کا شکار ہوئی تھی۔

''یہ میں کیا کرنے جا رہی ہوں؟'' اس کا دل بُری طرح دھڑک اٹھا تھا۔

◉ + ◉ + ◉

''آپ آج جلدی آ گئے' خیر تو ہے نا؟'' صباحت' فیاض کو بے وقت گھر آتے دیکھ کر گویا ہوئی تھیں۔ فیاض نے ناقدانہ انداز میں ان کی طرف دیکھا تھا۔

''کچھ کاغذات بھول گیا تھا وہ لینے آیا ہوں' کہیں جانے کی تیاری ہے؟'' ان کو نک سک سے تیار دیکھ کر وہ سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

''جی...... جی وہ...... میں نے سوچا بھابی اور بھائی کی خیریت معلوم کر آؤں۔ بہت دنوں سے جانا نہیں ہوا' بچے بھی یاد کر رہے ہیں' بھابی بتا رہی تھیں۔'' فیاض کی اچانک آمد نے ان کی چوری فاش کر دی تھی۔ وہ آج نند کے آنے کا سن کر بہانہ کر کے یہاں سے جانے کا سوچ چکی تھیں۔ نندیں ان کی دونوں ہی دماغ والی تھیں۔ متمول گھرانوں میں بیاہ کر گئی تھیں' ان کو ہر وہ آسائش وسہولت میسر تھی' جن کی چاہ ہر عورت کی اولین آرزو ہوتی ہے۔ آسودہ حالی نے ان کو نازک مزاج بنا دیا تھا جو صباحت کو کچھ زیادہ ہی کھلتی تھی۔

''ایک ہفتے قبل ہی تو تم اپنے بھائی اور ان کے بچوں سے مل کر آئی ہو پھر اتنی جلدی کیا ضرورت پڑ گئی جانے کی......؟'' فیاض کے لہجے میں برہمی تھی۔ ''جب کہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ عامرہ آئے گی آج' اس کے لیے کھانے میں خاص اہتمام کرنے کی بجائے تم گھر سے ہی غائب ہو رہی ہو؟''

''عامرہ آ رہی ہے تو کون سی نئی بات ہے' وہ تو آتی رہتی ہے۔'' اپنے پروگرام کو چوپٹ ہوتے دیکھ کر وہ منہ بنا کر گویا ہوئی تھیں۔

''نئی بات تو تمہارے جانے میں بھی نہیں ہے' تم بھی جاتی رہتی ہو۔''

''آپ کو میرے جانے پر کیوں اعتراض ہے؟''

''میں نے تم کو کبھی کہیں آنے جانے سے منع کیا اور نا ہی اعتراض کیا ہے کہ مگر میں یہ کبھی برداشت نہیں کروں گا کہ تم میرے گھر آنے والے مہمانوں اور میری بہنوں سے جان چھڑا کر گھر سے فرار ہو۔'' بے حد سنجیدہ وخاموش رہنے والے فیاض صاحب کی نگاہوں سے بیگم کی حرکات و سکنات پوشیدہ نہ تھیں۔ شریک حیات کی رگ رگ سے وہ واقف تھے لیکن درگزر' افہام وتفہیم ان کی شخصیت کا حصہ تھی' کبھی بہت موقع پر ہی لب وا کرتے تھے۔

''واہ بھئی! یہ بھی آپ نے خوب کہی' مجھ پر سارے الزام تھوپ کر خود بری الذمہ ہو گئے؟ درحقیقت آپ کو میری پروا ہی کب ہے' آپ نے کبھی مجھے وہ مقام نہیں دیا جس کی میں حق دار تھی' اس مقام پر ابھی بھی وہ عورت حکومت کر رہی ہے جو اس گھر سے نکل گئی' آپ کی زندگی سے چلی گئی مگر آپ کے دل سے نہ جاسکی' وہ آج بھی آپ کے دل میں براجمان ہے اور ہمیشہ......''

''بکواس بند کرواپنی......'' وہ ایک دم ہی چیخ اٹھے۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں' وہ آپ کو پہلے سے زیادہ عزیز ہے' اس کی خاطر آپ نے کبھی میری طرف پیار سے نہیں دیکھا' کبھی مجھے نہیں سراہا' میں اس سے زیادہ محبت کرتی ہوں آپ سے......اس نے آپ کو پا کر کھو دیا لیکن میں نے بڑی دعاؤں' مرادوں کے بعد آپ کو پایا ہے اور پا کر بھی نہ پاسکی ہوں۔'' صباحت کے دل کا درد لبوں پر آیا تو آنکھیں جھر جھر بہنے لگی تھیں۔

''یہ کون سا وقت ہے ایسی باتیں کرنے کا صباحت......!'' وہ ایک گہرا سانس لے کر نرمی سے مخاطب ہوئے مگر ان کی آنکھیں دھواں دھواں ہو رہی تھیں۔ ایک عورت ہی عورت کا دکھ بھلا سکتی ہے اپنا اسیر بنا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ دوسری عورت' پہلی عورت سے زیادہ قابل و ذہین ہو اور یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ صباحت نہ تو ذہین تھیں اور نہ ہی اتنی حسین کہ وہ سب کچھ بھول کر صرف ان کے ہو جاتے اور ماضی کسی گرد کی طرح ان کے دل سے صاف ہو جاتا۔

''چلو......آؤ میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں' مجھے یاد آیا عامرہ کی کال آئی تھی' وہ کل آئے گی' اس کے ہاں مہمان آگئے ہیں۔'' وہ ان کا بازو پکڑ کر باہر نکل گئے تھے۔

صباحت نے نہال ہو کر ان کے بازو کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

گزر گیا جو زمانہ اسے بھلا ہی دو
جو نقش بن نہیں سکتا اسے مٹا ہی دو
کھلے گا ترک تعلق کے بعد باب فنا
یہ ایک آخری پردہ بھی اب اٹھا ہی دو
رُکی رُکی سی ہوا ہے تھکا تھکا ہے چاند
وفا کے دشت میں جیسے کھڑے ہیں راہی دو

عشرت جہاں ناراضگی سے مثنیٰ کی جانب دیکھ رہی تھیں جو ایک عرصہ بعد ان سے ملنے آئی تھیں اور چند منٹ حال احوال جاننے اور بتانے کے بعد جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

''پورے چھ ماہ بعد تم نے گھر میں قدم رکھا ہے' اب کچھ وقت بوڑھی ماں کو بھی دے دو۔ ملازم سے کہہ کر کھانا لگوا رہی ہوں۔'' عشرت جہاں جتانے لگیں۔

''ممی! فون تو میں آپ کو کرتی رہی ہوں حالانکہ دبئی میں بے حد مصروفیات رہیں۔

''یہ کون سی نئی بات ہے' سال میں ایک ماہ بھی تم اپنے شہر میں نہیں گزارتی ہو۔ دبئی' لندن' پیرس اور بھی بے شمار جگہوں پر آنا جانا رہتا ہے' میں صورت دیکھنے کو ترس جاتی ہوں تمہاری......'' ان کے لہجے میں ایک درد سمٹ آیا۔

''میں اسی لیے فون کرتی ہوں آپ کو کہ آپ خود کو تنہا محسوس نہ کریں۔''

''آواز سننے سے میری ممتا کو قرار نہیں آتا مثنیٰ!'' اکلوتی عزیز ترین بیٹی کے لہجے میں نہ وہ تڑپ تھی اور نہ ہی وہ احساس جس کی ان کی ممتا تمنائی تھی۔ بے گانگی بھرا سرد و سپاٹ لہجہ گویا جذبات و محبت سے ناواقف پتھروں کو گویائی مل گئی ہو۔ ان کے لہجے میں آہیں گھل گئیں۔

''آپ کو تو معلوم ہی ہے ممی! صفدر کی مصروفیات! جتنا ان کا کاروبار پھیلا ہوا ہے اتنا ہی ان کا حلقہ احباب وسیع ہے' روز ہی کہیں نہ کہیں پارٹی یا

فنکشن نکل آتے ہیں، ڈنر تو ہم گھر پر ہی نہیں کرتے کہ کہیں نہ کہیں مدعو ہوتے ہیں، آج بھی ایک منسٹر کے ہاں پارٹی میں مدعو ہیں ہم۔"

"بھاڑ میں ڈالو ان باتوں کو...... کھانا نہیں تو کم از کم چائے، کافی یا کولڈ ڈرنک ہی لے لو میکے سے سوکھے منہ جانا ہماری روایت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے بلیک کافی منگوالیں بنا شکر کے۔" وہ بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔ عشرت جہاں نے ملازمہ کو کافی لانے کا کہا اور بیٹی کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ وہ گولڈن سلک کی لائٹ کام والی ساڑھی میں ملبوس تھیں۔ برگنڈی کلر تراشیدہ بال ان کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے، ہیرے کے جیولری سیٹ میں ان کے حسین چہرے پر روشنیاں بکھری تھیں۔ دونوں ہاتھوں میں ان کے طلائی چوڑیاں بھری ہوئی تھیں۔ ان کے قریب رکھے خوب صورت پرس اور پیروں میں پہنے سینڈلز کی قیمت لاکھوں میں تھی، ان کی ایک ایک شے سے امارات ظاہر تھی۔ وہ بے حد حسین تھیں اور خوش حالی نے ان کے حسن کو دو چند کر دیا تھا۔ جو عورت حسن کی دولت سے مالا مال ہو اور خوش حالی سے بھی آسودہ ہو تو زندگی اس میں گنگنانے لگتی ہے۔

صباحت کے رنگ روشنیاں بن کر اس کی آنکھوں میں چمکنے لگتے ہیں۔ چہرے پر مسرتوں کی کہکشاں جھلملانے لگتی ہے۔

مگر...... اس کی خوب صورت آنکھوں میں رنگ تھے نہ روشنی...... ! صرف ایک موسم جیسے ٹھہر گیا تھا۔ اداسی کا موسم پت جھڑ کا موسم......

"اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں ممی!" ان کو دیکھتا پا کر شنی نے استفسار کیا۔

"شنی! کیوں اس قدر اُجڑی اُجڑی دکھائی دیتی ہو؟ دولت، عزت، مرتبہ، صفدر کی بے پناہ محبت وچاہت کی تم مالک ہو وہ تمہیں دیکھ دیکھ کر جیتے ہیں، پھر کیوں مجھے اتنی الجھی، اُجڑی اور پورے جہاں سے بے زار نظر آتی ہو؟" ملازمہ کافی دے گئی تھی، عشرت جہاں اس کا چہرہ تکتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

محبت روٹھ جائے تو زندگی کہاں آباد رہتی ہے، بار ہا سعی کے بعد بھی نہیں۔

"ممی! میں آپ کے سامنے لاکھوں کی پراپرٹی بنی بیٹھی ہوں اور آپ کہتی ہیں میں اُجڑی اُجڑی دکھائی دے رہی ہوں؟" اس نے گہری سانس بھر کر کہا۔ ان کے لہجے میں ایک آنچ تھی، ایک پھانس تھی جو عشرت جہاں کے دل میں کھب کر رہ گئی۔ وہ آزردگی سے اس سے گویا ہوئیں۔

"تمہاری زندگی اس کافی کی طرح ہو گئی ہے کڑوی وبے ذائقہ۔"

"شکر ہے خدا کا! زندگی تو ہے نا!" ان کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ اُبھری۔

"پری آئی تھی؟" ممی کو خاموش دیکھ کر اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"نہیں!" زبان کے ساتھ انہوں نے گردن بھی ہلائی۔

"کیوں......؟ آپ معلوم کرتیں؟" سر میز پر رکھ کر وہ فکر مندی سے بولیں۔

"اس کی تائی اور کزن آئے ہیں آسٹریلیا سے، اس وجہ سے نہیں آسکی ہے۔"

"وہ آئے ہیں تو کیا ہوا؟ وہ پری کی ذمہ داری تو نہیں ہیں، گھر کے دوسرے لوگ بھی تو ہیں، پری پر ہی بوجھ کیوں ہے۔ آپ کل ڈرائیور کو بھیجیں۔"

"اتنی محبت کرتی ہو پری سے مگر روبرو کبھی محبت جتاتی نہیں ہو۔" ان کا رویہ پری سے بے حد محتاط وتکلف زدہ ہوتا تھا۔

"ممی! پری میری بیٹی ہے، میری روح ہے وہ...... محبت تو فقط محبت ہوتی ہے دکھانے اور جتانے کی ضرورت کہاں ہوتی ہے محبت میں۔" ان کے نم لہجے میں محبت کی مٹھاس کسی خوش بو کی مانند مہک رہی تھی۔

"میں کل بلاتی ہوں پری کو اب تمہیں تو فرصت ہو گی نہیں، اس کو ساتھ لے کر میں خود تمہارے پاس آجاؤں گی۔ آذر اور مہوش بھی سڈنی چلے گئے ہیں کل، وہ اب جلدی آنے والے نہیں ہیں اور میرا اب تنہائی میں دم گھٹنے لگا ہے یہ در و دیوار مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں۔" ان کے لہجے میں تنہائیوں کی وحشت لرزنے لگی تھیں۔

"نہیں...... آپ وہاں پری کو مت لائیے گا۔"

"کیوں بھلا......؟" وہ حیران ہوئیں۔

"صفدر کے مزاج کو تو جانتی ہیں نا آپ! انہوں نے پری کو کبھی پسند نہیں کیا اور میں نہیں چاہتی پری کسی کی آنکھ کا خار بنے۔" وہ دوٹوک انداز میں

بولیں۔

''اچھا ہے اس بہانے تم بھی گھر کو گھر سمجھو گی۔ ڈرائیور کے ہاتھ ہی میں یہ تمہارا لایا ہوا سامان بیگ میں بھر کر پری کو بھجوادوں گی۔''

❀.......❀.......❀

''ارے تم رک کیوں گئی ہو؟ جلدی قدم اٹھاؤ سنی انتظار کر رہا ہے۔'' گھر سے باہر قدم رکھتے ہی وہ رک گئی تھی۔ وردہ جو اس کی بہترین دوست تھی اس کی دلی کیفیت سے آگاہ تھی اس کا لرزتا ہاتھ پکڑ کر وہ گویا ہوئی تھی۔ رجاء کی کیفیت اس وقت عجیب تھی گویا ساکت ہو گئی ہو۔

''وردہ! پلیز مجھے چھوڑ دو۔ میں یہ سب نہیں کر پاؤں گی۔'' اس کی آواز میں لرزش تھی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں وردہ بخوبی سن رہی تھی۔

''بے وقوف مت بنو میرے ساتھ آؤ ابھی۔'' وردہ اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتے ہوئے ترش لہجے میں گویا ہوئی۔

''میں گھر واپس جانا چاہتی ہوں پلیز مجھے جانے دو۔'' وہ بے جان انداز میں اس کے ساتھ کھنچتی جا رہی تھی۔

''گھر جا کر کیا بولو گی؟ سچ بتاؤں گی کہ تم ایک غیر محرم کے ساتھ ڈیٹ کر رہی تھیں؟'' نسبتاً ایک سنسان گلی میں رک کر وہ غرائی تھی۔

''ہاں میں امی کو سچ بتا دوں گی۔ ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے پر جو وہ سزا دیں گی وہ مجھے منظور ہو گی مگر میں یہ سب نہیں کر سکتی۔'' وہ ہچکیوں سے رو دی تھی وردہ کا موڈ بری طرح آف ہو گیا تھا۔

''یہ سب تمہیں سنی سے پیار کی پینگیں بڑھانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا اب تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا ورنہ سنی گولی مار دے گا مجھے۔'' وردہ کے لہجے میں سختی ابھرنے لگی تھی۔

''میں نے اس سے آج تک بات بھی نہیں کی ہے تم......''

''خاموش رہو میرا موڈ خراب مت کرو تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور تمہاری باتوں میں آ کر میں بھی سنی کو وقت دے چکی ہوں تمہاری بہانہ بازیاں بہت دیکھ چکی ہوں اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔'' وردہ کا لہجہ سخت اجنبی و کٹھور تھا۔ یہ لہجہ یہ انداز کسی دوست کا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ رجاء کی حجاب سے جھانکتی بھیگی نگاہوں میں تحیّر سمٹ آیا تھا۔ ''چلو آگے بڑھو وہ پارک کے پاس کار لیے کھڑا ہے چند گھنٹوں میں واپس آ جائیں گے۔ کیوں پریشان ہوتی ہو اور مجھے بھی کرتی ہو ڈیئر!''

''میں نہیں جاؤں گی۔'' رجاء سے اس نے ہاتھ چھڑا کر مضبوط لہجے میں کہا۔ اسے لگا امی بہت قریب قرآن کی تلاوت کر رہی ہوں۔ قریب...... اتنے قریب کے اس کی سماعتوں میں مدھم و میٹھی قرأت گونجنے لگی تھی۔

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔'' اس کے کانوں میں صدائیں گونجتی چلی گئیں۔ صدائیں بلند تر ہوتی چلی گئیں۔ ''ہم کو سیدھے راستے پر چلا ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں رجاء!'' وردہ اس کے چہرے کی بدلتی رنگت سے پریشان ہو گئی۔

''تم میری دوست نہیں ہو وردہ! تم جس راہ پر مجھے لے کر جانا چاہ رہی ہو وہ راہ بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہ ہوتی ہے۔'' وہ گویا کسی سحر سے آزاد ہوئی تھی۔ کیسی غیبی طاقت نے اس کی آنکھوں سے وہ غفلت و نافرمانی کی پٹی اتار پھینکی تھی جو کچھ عرصے سے وردہ کے توسط سے اس کی آنکھیں پر باندھ دی گئی تھی۔ اب وہ مستحکم لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔

''مجھے پروا نہیں تم مجھے دوست سمجھو یا دشمن...... تم کو میرے ساتھ تو چلنا ہی پڑے گا۔'' وردہ نے خونخوار لہجے میں کہا اور اسی اثناء میں ایک کار وہاں آ کر رکی تھی کیونکہ یہ تنگ عقبی گلی تھی اس طرف بنے گھروں کے دروازے کم کم ہی وا ہوتے تھے اور یہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے بحث و تکرار کی آوازیں بھی کسی کی سماعت سے نہ ٹکرا سکی تھیں۔ وردہ نے اس سے بحث کے دوران ہی ہاتھ پشت کی جانب کر کے قریب کھڑے سنی کو ایس ایم ایس کر کے بلوا لیا تھا اور کار وہاں آتے دیکھ کر رجاء خوف زدہ ہو گئی تھی۔

''چلو اب مان جاؤ دیکھو سنی خود یہاں آ گیا ہے۔'' وردہ چہکی۔

''تم نے اسے بلایا ہے؟''

''نہیں...... وہ تمہاری خوش بُو سونگھ کر چلا آیا ہے۔'' وہ ایک دم ہی بدل گئی تھی۔ رجاء اس کے بدلتے تیور دیکھ کر حق دق تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا وردہ پر اعتبار کر کے اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ''اتنا مت سوچو فیصلے کمزور پڑ جاتے ہیں' زیادہ سوچنے سے...... دیکھو محبت تمہارے سامنے ہے اور تم فیصلوں میں وقت ضائع کر رہی ہو۔'' کار سامنے کھڑی تھی' جس کے شیشے سیاہ تھے۔ وہ تاریکی اسے خود پر چھائی محسوس ہوئی تھی۔ وردہ نے مسکرا کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا' اسی وقت اس نے بلا سوچے سمجھے قریبی گھر کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہا' دروازہ پہلے ہی بند نہ تھا' اس کے دونوں ہاتھوں کے دباؤ سے کھل گیا اور وہ بے توازن ہو کر اندر گرتی چلی گئی۔

❁......☆......❁

اماں جان کی دونوں بیٹیاں آئی ہوئی تھیں' گھر میں خوب رونق' ہنگامہ ہو رہا تھا۔ نواسے اور پوتیوں کی پوری فوج تھی ان کی...... البتہ طغرل اکلوتا پوتا تھا' وہ کزنز میں گھرا شہزادہ گلفام بنا بیٹھا تھا۔

''تم نے کنوارے یہاں آ کر ہماری ناک کٹوادی ہے یار! کم از کم ایک عدد میم ہی لے آتے تو کیا بگڑ جاتا تمہارا؟'' معید نے دکھی سی فریاد کی تھی۔

''اچھا......! اس سے طغرل بھائی کو کتنی نفل کا ثواب ملتا؟'' عادلہ نے معید کو منہ بنا کر کہا۔

''ارے نفل کا کیوں...... ثواب تو فرض کا ملتا طغرل کو اگر یہ کسی میم کو لاتا تو...... پہلے کسی غیر مسلم کو مسلم کرنا پڑتا ہے پھر شادی ہوتی ہے تو اس طرح طغرل کو ثواب مل جاتا اور ہم بھی فارن بھابی سب کو دِکھا کر شو مارتے بھئی!'' مدثر کی آواز اندر آتی اماں جان نے سنی تھی اور قریب آ کر بولیں۔

''پہلے خود تو اصل مسلمان بن جاؤ پھر دوسروں کی فکر کرنا۔''

''اماں جان! اس مدثر کو ہر وقت شادی بیاہ کی سوجھی رہتی ہے۔ ہر وقت اس کی زبان پر آنے والی کے تذکرے رہتے ہیں۔'' عامرہ اور آصفہ ماں کے قریب بیٹھی تھیں' عامرہ نے کہا تھا۔

''اے لو! تم نے لڑکی بھی دیکھ لی اور ماں سے ذکر بھی نہ کیا؟'' اماں سدا کی صاف گو تھیں۔ کھری بات کہنے میں وہ بہو بیٹی کا لحاظ نہ رکھتی تھیں۔

''ہائے اماں! یہ کیسے ہو سکتا ہے' میں آپ سے پوچھے بنا اتنا بڑا کام کر لوں؟''

''تو یہ مدثر کیوں آنے والی کے گُن گا رہا ہے؟''

''اماں! ایسی بات نہیں ہے' میں نے بتایا تھا نا! شریف کا ارادہ ہے دوست کی بیٹی کا مدثر کے لیے ان سے بات کی تھی۔'' عامرہ نے ماں کو رسانیت سے سمجھایا۔ نوجوان پارٹی خاموشی سے کھسک لی تھی۔

''اچھا......! ہاں' تم نے بتایا تو تھا پھر کیا کہا ان لوگوں نے......؟''

''وہ کہہ رہے ہیں بیٹی دیں گے تو بیٹی لیں گے بھی' یہ شرط ہے ان کی۔''

''نوج! ایسے رشتوں پر...... بڑی ناک چوٹی کے رشتے ہوتے ہیں' یہ بڑی چٹیا گھسیٹی ہوتی ہے ایسے تعلقات میں' ہمیں نہیں کرنے بابا!''

''امی! ہے تو بہت خطرے والا معاملہ!'' آصف نے بھی ماں کی تائید کی۔

''جس گھر سے بیٹی لی' اس گھر میں بیٹی دینے کا کیا سوال؟''

''میں نے بھی شریف سے یہی کہا تھا' وہ بات کریں گے ان سے......''

''اماں! یہ مذنہ بھابی کب تک مری سے آئیں گی؟ زمان نے پارٹی دینے کا کہا تھا۔ یہاں فون کیا تو معلوم ہوا بھابی بیگم پہلے ہی میکے روانہ ہو گئی ہیں۔ ابھی آئے دن ہی کتنے ہوئے تھے جو میکے بھاگ آئیں؟ سسرالیوں سے تو کوئی محبت ہی نہیں ہے۔ سالوں میکے میں گزار کر آئی ہیں اور یہاں دو ہفتوں میں ہی بھاگ گئیں اور آنے کا نام نہیں ہے۔'' عامرہ اور آصفہ مخصوص نندوں والے انداز میں کہہ رہی تھیں۔

''چہرے سے جتنی سادہ نظر آتی ہیں' اندر سے گنوں کی اتنی ہی پوری ہیں۔ دونوں بیٹا بیٹی اپنوں میں دے کر آئی ہیں' اب طغرل بچا ہے اس کو بھی جلد ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گی۔'' آصفہ کو اندیشہ لاحق تھا۔

''ہاں! اس کے لیے بھی کوئی بھتیجی بھانجی لے آئیں گی۔ بھابی تو پہلے ہی ہم سے دور ہیں اب بھتیجوں کی صورتوں کو بھی ترسا کریں گے۔''

''اماں! طغرل آپ کی مٹھی میں ہے اس کو اپنی مٹھی سے نکلنے مت دیجیے گا۔ میری تانیہ یا طیبہ آپی کی ہما یا ابیہا...... کوشش کیجیے گا کہ طغرل ان میں سے کسی کو پسند کرلے اس طرح ہم بھائی بھتیجوں سے تو جڑے رہیں گے۔''

''ٹھیک کہہ رہی ہو آ صفہ! میری اور تمہاری بیٹیوں میں کوئی فرق نہیں ہے بس اب یہ معاملہ اماں کو سنبھالنا ہے۔''

......☆......
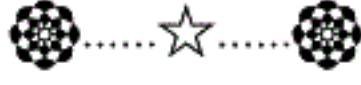
''اے! کیا تمہارے سر پر بال نہیں ہیں؟'' مہمانوں کے جانے کے بعد پری ہال کا بکھرا سامان سمیٹ رہی تھی جب وہ آ کر اس سے مخاطب ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا نہ سر اٹھا کر دیکھا' بدستور فلور کشنز درست کرتی رہی۔

''میں تم سے بات کر رہا ہوں۔'' اس نے اس کے ہاتھ سے فلور کشن لے کر بڑے رعب سے کہا۔ ''میرے سوال کا جواب دو؟''

''میں غیر ضروری سوالوں کا جواب دینا پسند نہیں کرتی۔''

''میری بات کبھی غیر ضروری نہیں ہوتی ہے۔'' وہ اس کی پیشانی پر اپنی دی گئی چوٹ کا نشان دیکھنے کو بے قرار تھا اور اس کی بے قراریاں بڑھ رہی تھیں یہ دیکھ کر وہ ہر وقت دوپٹا اس انداز میں لپیٹے رکھتی تھی کہ پیشانی کے ساتھ ساتھ اس کا آدھا وجود بھی دوپٹے میں ملفوف رہتا تھا۔ آج تنگ آ کر وہ پوچھ بیٹھا تھا کہ کیا سر پر بال نہیں ہیں۔

''جا کر ان سے بات کریں جو آپ کی بات کو ضروری سمجھ کر جواب دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔'' اس کے مزاج پر پری کا استہزاء سخت گراں گزرا تھا۔

''پارس! میرا تم سے جھگڑا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔'' اس کے خوب صورت بھاری لہجے پر سنجیدگی در آئی تھی۔

''میں نے بھی آپ کو دعوت نہیں دی ہے جھگڑا کرنے کی۔''

''یہ جھگڑا نہیں تو کیا ہے؟ میری ہر بات کا الٹا جواب دے رہی ہو۔''

''آپ نے سیدھی بات کی کب ہے؟'' پری کے چہرے پر ناپسندیدگی تھی کہ اس کی بلاوجہ کی بحث اور بے تکلفی سے پکارنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔

''طغرل بھائی! آپ یہاں ہیں؟ عادلہ کب سے تیار ہو کر آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ کیا آپ بھول گئے؟ آپ نے عادلہ سے لانگ ڈرائیو پر جانے کا وعدہ کیا ہے؟'' عائزہ بڑی عجلت میں اندر داخل ہوئی تھی۔

''ارے نہیں! ایسے وعدے میں کہاں بھولتا ہوں' آؤ چلیں!'' وہ ہشاش بشاش سا عائزہ کے ساتھ آگے بڑھا تھا۔ عائزہ نے پری کو دیکھ کر بھی نہ دیکھنے والا انداز اپنایا تھا۔ عائزہ کمرے سے نکل گئی تو وہ جاتے جاتے مڑا تھا اور اس سے بولا تھا۔

''تم بھی آجاؤ ہمارے ساتھ......!''

......☆☆☆......

اس کا انداز مخلصانہ تھا۔

''نہیں شکریہ...... مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔'' پری کے انداز میں بے نیازی تھی۔ ایک خاص قسم کی بے پروائی جو سامنے والے بندے کے پتنگے لگا دیتی ہے اور یہی ہوا۔ طغرل کا موڈ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

''تم اتنے ذلت بھرے انداز میں کیوں بات کر رہی ہو۔'' وہ قدم آگے بڑھانے کے بجائے وہیں ڈٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پری کو اپنی بات میں اس کی بے عزتی کا کوئی پہلو نظر نہیں آیا تھا۔ وہ ویسے بھی اس کے ساتھ کسی لچک دار رویے کے حق میں نہ تھی کہ اس کی فطرت و مزاج کو وہ بخوبی سمجھ چکی تھی اور جانتی تھی وہ سدھرنے والا نہیں ہے۔

''میرے انکار میں آپ کی ذلت کس طرح ہوتی ہے؟''

''میں چاہتا ہوں تم ہمارے ساتھ چلو' تفریح ہو جائے گی۔''

''میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں نہیں جاؤں گی' مجھے دلچسپی نہیں ہے۔'' بحث طویل ہوتے دیکھ کر وہ کام ادھورا چھوڑ کر وہاں سے جانے لگی تھی۔

''تم شکل سے ہی نہیں، عقل سے بھی بورلڑکی ہو۔ٹھیک ہے تمہاری مرضی! میں ایسی بورلڑکیوں کی سنگت پسند بھی نہیں کرتا۔'' وہ کہہ کر تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔

''ہونہہ! میں کون سی تمہاری سنگت کے لیے مری جارہی ہوں۔تم نے پہلے بھی مجھے زچ کیا ہے ہر لمحے دکھی کیا ہے' تمہاری بدمزاجی وہٹ دھرمی سے میری یادداشت آج بھی زخم زخم ہے۔'' اس کے جانے کے بعد وہ پزل سی ہوکر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ ''میں جانتی ہوں تفریح کا تو صرف بہانہ ہے۔تم بے تاب ہو اپنی لگائی گئی چوٹ کا نشان دیکھنے کے لیے' تاکہ اپنی فتح کا جشن مناؤ۔ میں ایسا ہونے نہیں دوں گی' اس نشان کو کبھی تمہارے سامنے نہیں لاؤں گی۔'' ان گنت بار خود سے کیے گئے عہد کو اس نے دہرایا تھا۔

''پری......او پری!'' دادی جان پکارتی اس کے کمرے میں آگئیں۔ ''تمہاری نانو نے ڈرائیور بھیجا ہے وہ ایک سوٹ کیس لایا ہے اور تمہیں لے جانے کا بھی کہہ رہا ہے۔'' ان کے لہجے میں وہ مخصوص سرد مہری تھی جو ایسے مواقع پر اکثر ہی اُمڈ آتی تھی' جس کے باعث وہ بالکل اجنبی دکھائی دیتیں۔

''ہاں' میں نے بتایا تھا نا آپ کو......کال آئی تھی ان کی' وہ بلارہی ہیں۔''

''تو چلی جاؤ۔ چند دن رہ کر لوٹ آنا۔'' وہ سپاٹ انداز میں بولیں۔

❁......☆......❁

رجاء نے برق رفتاری سے یہ حرکت کی تھی۔ وردہ کے وہم وگمان میں بھی یہ خیال نہیں تھا کہ وہ عین موقع پر اس طرح سے اس کی گرفت میں آکر نکل جائے گی۔ حیرت کے باوجود حواس باختہ نہیں ہوئی تھی۔ رجاء کے آگے بھاگتے ہی وہ بھی بھاگ کر اسے دبوچنے کے لیے بڑھی تھی کہ ''کون ہے؟'' کی کرخت آواز سن کر اس کے قدم دروازے کے پاس ہی رک گئے تھے۔کوئی مرد تیز تیز قدموں سے اندر سے آرہا تھا۔سنگ مرمر کے خوب صورت فرش پر رجاء بے حس وحرکت پڑی تھی شاید وہ گر کر بے ہوش ہوئی تھی۔ اسے یہاں مزید رکنا خطرناک لگا اور وہ رجاء کے بے ہوش وجود پر غصے بھری نگاہ ڈال کر وہاں سے چلی گئی۔

''کیا ہوا تم تنہا کیوں آئی ہو؟'' ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے نوجوان نے اسے دیکھ کر کرخت لہجے میں پوچھا تھا۔

''سوال وجواب بعد میں کرنا' پہلے نکلو یہاں سے......ہم خطرے میں ہیں۔'' اس نے اگلا دروازہ بند کرتے ہوئے عجلت بھرے انداز میں کہا۔ اس لڑکے نے قہر بھری نگاہ وردہ پر ڈالتے ہوئے تیز ڈرائیونگ کی تھی۔

''اب بکو بھی' کیا ہوا ہے؟ شکار ہاتھ سے نکل گیا کیا؟'' علاقہ سے نکل جانے کے بعد دوسرے علاقہ میں داخل ہوتے ہوئے وہ غرایا۔

''تم......تم جانتے ہونا میں نے اس پر کتنی محنت کی' کتنے کٹھن حالات کے بعد وہ میرے ہاتھ جس طرح آئی وہ میں ہی جانتی ہوں اور......''

''ہاتھ آکر مچھلی کی طرح تمہارے ہاتھوں سے پھسل گئی......!'' اس لڑکے کے چہرے پر خشونت وکرختگی برس رہی تھی۔ وہ پرطیش انداز میں وردہ کو گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وردہ کی تمام تیزی وطراری پانی کے بلبلے کی مانند غائب ہوچکی تھی۔ اس کا خوب صورت چہرہ زرد پڑچکا تھا' آنکھوں میں خوف پھیل گیا تھا۔ وہ اضطراری انداز میں اپنے ہاتھوں کو مروڑ رہی تھی۔

''جان توڑ جدوجہد کے بعد میں نے اس کو شیشے میں اُتارا تھا۔''

''مجھے ''تھا'' اور ''گا'' سے شدید چڑ ہے۔ میں عملی انسان ہوں اور حال کو پسند کرتا ہوں' ماضی اور مستقبل سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ کل جو گزر گیا' کل جو آئے گا مجھے کبھی متاثر نہیں کرتے ہیں ایسی باتیں کہ زندگی تو ''حال'' میں ہے ''آج'' میں ہے۔'' اس کو وردہ کی کوئی معذرت کوئی شرمندگی قابلِ قبول نہ لگی تھی۔ وہ اسی طرح جارحانہ انداز میں اس کی بات قطع کرکے کہے جارہا تھا۔

''فواد پلیز! اتنے کٹھور مت بنو۔تم نہیں جانتے وہ لڑکی کٹر مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسے لوگوں کے تو محسوس ہوتا ہے رگوں میں خون کے ساتھ ساتھ مذہب وشریعت بہتی ہے۔ ایسے لوگوں کو راہ پر لانا بہت مشکل ہوتا ہے۔'' وہ روہانسے لہجے میں صفائیاں پیش کررہی تھی۔

''میں نے تمہیں تجویز نہیں دی تھی کہ ایسی لڑکی منتخب کرو۔''

''تمہارا ہی حکم تھا کہ لڑکی بے حد حسین ہو۔''

''میں سمجھتا تھا حسین لڑکیاں ذہین نہیں ہوتی ہیں' مگر شاید میں غلط تھا۔'' وہ قہقہہ لگا کر بولا تھا۔

''فواد! پلیز' مجھے معاف کردو' میں اس سے بھی زیادہ پیاری لڑکی تمہارے لیے لاؤں گی۔''

''تین ماہ تم نے اس لڑکی کے پیچھے ضائع کردیئے اور لڑکی بھی وہ جو میرے دل کو بُری طرح بھا گئی تھی۔ جس کے لیے میں نے لمحہ لمحہ انتظار کیا اور اب جب انتظار ختم ہوا تو تم کہتی ہو وہ لڑکی تمہاری گرفت سے نکل گئی؟'' وہ بات کرنے کی خاطر کار آہستہ چلا رہا تھا۔ سڑک پر ٹریفک برائے نام تھا یہ سڑک رہائشی علاقے سے باہر تھی۔ وردہ ڈری سہمی نگاہوں سے بار بار اس کی جانب دیکھ رہی تھی' فواد جس کو اس نے رجاء سے سلمان عرف سنی کے نام سے متعارف کرایا تھا۔ اس کی حالت اس وقت ایسی ہی تھی' جیسے کسی بھوکے بھیڑیئے کے آگے سے شکار غائب کردیا جائے اور وہ غیظ وغضب سے اپنے حواس کھونے لگے۔

''فواد! مجھے معلوم ہے تمہارے جذبات کا......''

''خاموش رہو' معلوم ہونے سے ازالہ نہیں ہو جاتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے مجھے ڈیلیوری دینی ہے' پارٹی یہاں آئی بیٹھی ہے۔ دو دن بعد شفٹنگ کرنی ہے ابھی یہ مسئلہ ختم نہیں ہوا کہ تم نے اپنی بے وقوفی سے بڑی مشکل پیدا کردی ہے شکار بھی ہاتھ سے نکال دیا اور خطرات بھی بڑھا دیئے ہیں اس لڑکی نے حقیقت بتادی تو ہم بُری طرح پھنس جائیں گے۔ سمجھ رہی ہو تم؟'' وہ کسی صورت اسے معاف کرنے والا نہیں لگ رہا تھا اور آنے والے لمحوں کا تصور کرکے وردہ کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔

❁......☆......❁

فیاض صاحب نے دو ملازماؤں کا مزید اضافہ کردیا تھا۔ اسی خیال سے کہ وہ جانتے تھے عیش وعشرت میں زندگی گزارنے والے ان کی بھابی و بھتیجے کو کوئی پریشانی نہیں ہو۔ ویسے تو گھر میں پہلے بھی تین ملازمائیں تھیں۔ ایک صفائی کرنے پر مامور تھی۔ دوسری کپڑے دھوتی تھی تو تیسری کچن میں مدد کرواتی تھی۔ صباحت کو کام سے ذرا بھی دلچسپی نہ تھی' یہی بیٹیوں کی عادت تھی' معمولی سا کام بھی ان کے لیے بڑا مسئلہ بن جاتا تھا اگر اماں جان کی سخت گیر شخصیت کا رعب نہ ہوتا تو صباحت بھی کبھی کچن میں نہ جھانکتی کہ اماں جان کے خوف سے وہ خواہ دکھاوے کے لیے ہی تھوڑی بہت کام میں دلچسپی لے لیا کرتی تھیں۔ وگرنہ یہ تمام ذمہ داریاں ازخود ہی پری کے ذمہ آچکی تھیں اور صباحت آزاد ہی رہتی تھیں۔

پری آج نانی کے ہاں چلی گئی تھی۔

اس کے جانے کے بعد تمام ذمے داری صباحت پر آجاتی تھی اور اس وجہ سے وہ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ گھر سے جائے' لیکن اس معاملے میں وہ بے بس تھیں۔ پری کو روکنے کا اختیار وہ نہیں رکھتی تھیں' البتہ اس دوران ان کی پوری کوشش ہوتی کہ وہ فیاض صاحب کے کان بھریں اور وہ اشتعال میں آکر اس پر نانی کے ہاں جانے کی پابندی لگادیں اور وہ مسرور ہوجائیں۔

''چائے لانے میں اتنی دیر......؟'' فیاض صاحب نے ان کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے کہا۔

''پہلے اماں کو دے کر آئی ہوں' آپ کو تو معلوم ہی ہے ان کو ہر دس منٹ بعد چائے کی طلب محسوس ہوتی ہے۔'' صباحت ان کے قریب ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''ہم نے بچپن سے اماں کو چائے اور پان کا شوقین دیکھا ہے۔'' وہ چائے پیتے ہوئے اطمینان سے گویا ہوئے۔

''ہوں......! مگر دونوں ہی اچھی عادتیں نہیں ہیں۔''

''تم کہہ سکتی ہو مگر مجھے ان کے شوق پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اماں کے شوق کی تسکین کے لیے میں آخری سانس تک کوشاں رہوں گا۔'' وہ گھونٹ گھونٹ چائے پیتے ہوئے جتانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔

''ہاں...... ہاں......تو میں نے کب اعتراض کیا ہے۔ اماں کے پان چائے سے مجھے بھلا کیا تکلیف ہوسکتی ہے؟'' ان کا یہ انداز صباحت کو گھائل کردیتا تھا۔

''تکلیف ہونی بھی نہیں چاہئے صباحت بیگم! میں سب کچھ برداشت کرسکتا ہوں ماسوائے اماں جان کی شان میں کسی گستاخی کے......''

''توبہ ہے! آپ سے کبھی بات کرنا خود کو کسی کڑے امتحان میں ڈالنے کے مترادف ہے۔''

''کڑا امتحان!'' انہوں نے کپ میز پر رکھتے ہوئے انہیں گھور کر کہا۔ ''صباحت بیگم! کبھی بھی مجھے تمہاری یا بچیوں کی اماں جان سے معمولی سی بھی بدتمیزی یا گستاخی کی خبر ملی تو دیکھنا' کڑا امتحان کیسا ہوتا ہے۔''

''میں اور میری بیٹیاں اماں جان سے خواب میں بھی کسی گستاخی کی مرتکب نہیں ہوسکتی ہیں' البتہ آپ کی وہ محبت کی نشانی پری تو ہر وقت ان سے بدتمیزیاں اور گستاخیاں کرتی رہتی ہے۔ اس کے بارے میں......''

''پری کا ذکر مت کیا کرو۔'' ان کے طنز نے ان کے اندر اضطراب جگا دیا تھا۔

''کیوں......! کوئی یاد آجاتا ہے؟'' وہ طنزاً مسکرائیں۔

''یاد وہ آتے ہیں جو بھولے جاچکے ہوں۔'' وہ مرد تھے ان کو صباحت کی طرح ہیر پھیر سے بات کرنا نہیں آتا تھا۔ سو بہت اطمینان سے وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گویا ہوئے۔

''اس کا مطلب ہے آپ اس عورت کو ابھی تک بھولے نہیں ہیں۔'' وہ کسی اسپرنگ کی مانند اچھل کر کھڑی ہوئی تھیں۔

''نہیں!'' وہ بہت اطمینان سے ان کی بدلتی کیفیت دیکھ رہے تھے۔

''کس طرح بھول سکتا ہوں' رات و دن تم اس کو یاد کرتی ہو' مجھ سے بھی زیادہ وہ ہر وقت تمہارے حواسوں پر سوار رہتی ہے۔ تمہاری باتوں میں اس کا ذکر ہوتا ہے' تمہارے طنز کے روابط' افکار کی ڈور وہیں سے جڑی ہوتی ہیں۔''

''مجھ کو الزام مت دیں' میں ایسی پاگل عورت نہیں ہوں' جو سوکن پر فریفتہ رہوں گی۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس عورت سے آپ کا تعلق ٹوٹ کر بھی نہ ٹوٹ سکا ہے۔ پری کا وہاں جانا چھڑوائیں' جب تک وہ ان سے ملتی رہے گی تب تک یہ سلسلہ بھی چلتا رہے گا' اب پری کبھی وہاں نہیں جائے گی۔'' انہوں نے اٹل انداز میں اپنے دل کے ارمان کو زبان دی تھی۔

''وہ پری کی ماں ہے' میں کیسے اس پر ان سے ملنے پر پابندی لگا سکتا ہوں۔''

''اس عورت سے آپ کا تعلق ٹوٹ چکا ہے اس حوالے سے......''

''تعلق میرا ٹوٹا ہے' پری کا نہیں' وہ اس کی بیٹی ہے۔''

''وہ پری کو بھڑکاتی ہے' آگ لگاتی ہے ہمارے گھر میں...... پری اس سے ملتی رہے گی تو آپ اور مجھ میں دوریاں اسی طرح بڑھتی رہیں گی۔''

''دوریاں بڑھانے میں تمہارے دماغ میں گھسا وہ شک کا فتور ہے جس نے تمہیں شدید احساس کمتری و وحشت میں مبتلا کردیا ہے۔'' وہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے۔

☆

طغرل نے نیٹ پر دوستوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا مگر وہاں بھی اس کی طبیعت بہل نہ سکی۔ گھنٹوں چیٹ کرنے والے طغرل کا دل یہاں بھی نہ بہل سکا تھا۔ مری میں ممی سے بات کی' سڈنی میں پاپا' بھائی و بھابی کے علاوہ آپی اور دولہا بھائی سے بات ہوئی لیکن دل کی تشنگی کسی گوشے میں موجود رہی تھی۔ وہ خاصی دیر تک بیڈ پر کروٹیں بدلتا رہا پھر اٹھ کر پردہ کھسکا کر کھڑکی سے آسمان کو دیکھنے لگا۔

رات ابھی گہری نہیں ہوئی تھی۔ مگر آسمان پر سیاہ بادلوں کا راج تھا۔ جس کے باعث چاند ستارے چھپ گئے تھے اور گھور اندھیرا ہر سمت پھیلا ہوا تھا' ہوا نہ ہونے کے باعث ماحول میں حبس تھا' لان میں موجود درختوں کے پھول و شاخیں ساکت تھیں۔ معمولی سی بھی جنبش کسی میں نہ تھی۔ وہ سامنے ناریل کے درخت کی چھدری شاخوں پر نگاہیں جمائے سوچ رہا تھا۔ سڈنی سے روانہ ہوتے وقت بلکہ یہاں آنے کی تیاری دیکھ کر پاپا نے کہنا شروع کردیا تھا کہ وہ یہاں سے اپنا دماغ درست کرکے جائے' پاکستان جاکر پری سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ و لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اگر ان کو کوئی رپورٹ مل گئی تو وہ بنا کسی لحاظ و مروت کے سب کے سامنے اس کی کلاس لیں گے اور یہ بات وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کے پاپا پری سے ازحد محبت کرتے ہیں۔ پری کی خاطر وہ کسی بھی اقدام سے گریز نہ کریں گے۔ ویسے وہ بھی اس کے لیے دل میں کوئی ایسا سخت قسم کا بغض و عناد نہ رکھتا تھا

کہ جس کے سبب اس سے دوستی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ سوچ کر آیا تھا شروع شروع میں اس کو ستائے گا' جلائے گا' تنگ کرے گا اور جب وہ زچ ہو جائے گی تو دوستی کرے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ اس کی وہ کسی بات کو بھولی نہ تھی۔ وہ آج بھی اس سے اتنی ہی بدظن اور متنفر تھی' جتنی آج سے دس سال قبل تھی اور آج کے اس کے سرد و بے گانہ رویئے نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس سے فاصلے پر رہنے والی ہے۔ ایسے فاصلے جو کم ہونے کے بجائے بڑھیں گے۔ دروازہ پر دستک دے کر عادلہ اندر آئی تھی' ہاتھ میں دودھ کا گلاس لیے۔

''تم نے کیوں یہ تکلف کیا؟'' وہ کھڑکی سے ہٹ کر گویا ہوا۔

''مجھے معلوم ہے آپ نے ڈنر بھی ڈھنگ سے نہیں کیا ہے۔ گھر آ کر بھی آپ نے کھانے سے منع کر دیا ہے۔ اب دودھ تو آپ کو لینا ہی ہو گا۔'' عادلہ نے ٹرے میں رکھا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''فکر مت کرو۔ ایسا کبھی کبھی ہو جاتا ہے کچھ کھانے کا موڈ نہیں ہوتا ہے۔''

''جب کوئی بلاوجہ اس طرح بدتمیزی سے پیش آئے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ آپ نے تو بے حد خلوص سے پری کو تفریح کی دعوت دی تھی اور اس نے آپ کی بے عزتی کر دی۔ وہ ایسی ہی ہے' چڑچڑی و بددماغ۔'' عادلہ بڑے پُرخلوص انداز میں اس سے ہمدردی جتا رہی تھی۔

''پہلی بار آؤٹنگ پر گئے اور آپ کا موڈ آف ہو گیا۔ سارا مزا کرکرا ہو گیا۔'' پری سے جھڑپ نے اس کا موڈ خراب کر دیا تھا جو باہر جا کر بھی بدل نہ سکا تھا۔ عادلہ جو عائزہ کی زبانی سب سن چکی تھی' اس کو طغرل کا پری کو مدعو کرنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ مستزاد اس پر پری کے انکار کے بعد طغرل نے خاموشی اختیار کی تو وہ تمام راستے اور ہوٹل میں ڈنر کے دوران بھی برائے نام بات کر سکا تھا۔ عادلہ نے سوچ لیا تھا وہ اس کو جتائے گی ضرور پری کے بدصورت رویئے کے بارے میں۔

''سوری ڈیئر! یہ میری بُری عادت ہے کہ میں اپنے غصے پر قابو فوری نہیں پا سکتا ہوں۔ ہزار ہا کوشش کے باوجود بھی۔''

''آپ جلد از جلد اپنے غصے پر قابو پالیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہ اسی طرح آپ کے ساتھ بدتمیزی کرتی رہے گی۔ یہ اس کی عادت ہے دوسرے کو پریشان کر کے خودخوش ہوتی ہے۔ ابھی بھی دیکھ لیں ہماری تفریح ڈنر کو خراب کر کے خود اپنی نانو کے ہاں چلی گئی۔ دادی جان کے منع کرنے کے باوجود......'' حسب عادت اپنی بات میں وزن کے لیے جھوٹ بھی ملایا تھا۔

''دادو کے منع کرنے کے باوجود؟'' اس کی خوب صورت آنکھوں میں استعجاب در آیا جب کہ عادلہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔

''مگر دادو اس کو منع کیوں کریں گی بہرحال یہ اس کا حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نانو کے جا سکتی ہے' یہاں دادی جان کو اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔'' اس نے سادگی سے کھری بات کی تھی۔

''دادی خوامخواہ اعتراض نہیں کرتی ہیں' ان کے انکار کی بھی وجہ ہے۔'' وہ طغرل کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی جو کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

''کیا وجہ ہو سکتی ہے بھلا!''

''پپا کی پہلی بیوی اور ساس مل کر پری کو ہم سب کے خلاف بھڑکاتی ہیں۔ خاص طور پر پپا' مما اور دادی کے خلاف اتنا زہر بھرتی ہیں کہ وہ ہم سے سیدھے منہ بات کرنا پسند نہیں کرتی ہے۔ سب کو دشمن سمجھتی ہے۔''

''اوہ......! یہ بات ہے۔ وہ اتنی بے وقوف ہے کہ جس گھر میں رہتی ہے وہاں کی پروا نہیں کرتی ہے۔ سب ہی کتنا پیار کرتے ہیں اس سے۔''

''کچھ لوگ ہوتے ہیں ایسے......سب کی محبتیں سمیٹ کر بھی کم ظرف و تنگ دل رہتے ہیں ایسے لوگوں میں پری بھی ہے۔''

''میں اس کو ایسا نہیں سمجھتا تھا۔'' وہ گہری سانس لے کر گویا ہوا۔

''وہ چہرے سے جتنی معصوم و بھولی دکھائی دیتی ہے' حقیقت میں اس سے مستزاد ہے۔ خیر چھوڑیں اس کو...... یہ بتائیں' اب ہم کہاں چلیں گے؟'' اس کی آنکھوں میں اُترتی سوچ کر پرچھائیوں میں پری کا عکس نمایاں ہونے لگا تھا' جو اس کو کہاں برداشت ہو سکتا تھا۔ سو سرعت سے بات بدل کر گویا ہوئی تھی۔

''بہت جلد اب کے ہم ساحل سمندر پر چلیں گے سب کو لے کر۔''

''ٹھیک ہے!'' طغرل کے موڈ سے لگ رہا تھا وہ تنہائی چاہ رہا ہے اور اس سے بعید بھی نہ تھا کہ وہ اس کو جانے کو بھی کہہ دیتا۔ سو وہ خود ہی شب بخیر کہہ کر چلی گئی۔

''پری بیگم! زیادہ اونچی اڑان بھرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ ''پر'' ٹوٹ جائیں گے۔'' اس نے بڑبڑاتے ہوئے دودھ کا گھونٹ بھرا اور دوسرے ہی لمحے واش بیسن کی طرف بھاگا تھا کیونکہ عادلہ دودھ میں چینی کی جگہ نمک ملا کر لے آئی تھی۔

❁......☆......❁

شدت کا حبس و گرمی موسلا دھار بارش میں بدل گئی تھی۔

باہر بارش زوروں پر تھی تو اندر پارٹی اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ ڈانسنگ فلور پر کئی جوڑے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے محو رقص تھے۔ خوش بوئیں' قہقہے اور رنگ ہر سو بکھرے ہوئے تھے۔ یہ شہر کے مشہور بزنس مین کی طرف سے دی گئی ایک گیٹ ٹو گیدر تھی جس میں مراعات یافتہ طبقے کے لوگ شامل تھے۔ ان کے بلند قہقہے و سرگوشیاں ماحول میں بکھری ہوئی تھیں فکر معاش تنگ دستی و بدحال زندگی کی صعوبتوں سے ناواقف وہ لوگ پارٹی کے ہر لمحے کو زندگی سمجھتے ہوئے انجوائے کر رہے تھے۔ ان ہی لوگوں میں ایک خوب صورت چہرہ بظاہر ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے وہاں موجود تھا مگر ان حسین بوجھل آنکھوں میں اضطراب تھا' اضطرار تھا وہ جلد از جلد یہاں سے فرار چاہتی تھیں۔ مما نے اطلاع دے دی تھی پری کے آنے کی اور وہ سنتے ہی بے قرار ہو گئی تھیں۔ وہاں جانے کے لیے لیکن صفدر جمال نے جانے کی اجازت نہ دی یہ کہہ کر کہ آج کی پارٹی ان کے کاروباری تعلقات کے لیے بے حد ضروری ہے وہ پارٹی سے واپسی پر ان کو مما کے ہاں ڈراپ کر دیں گے وہ حسب عادت خاموش رہی تھیں۔ وہ جانتی تھیں ان کی ہر پارٹی کاروبار کے لیے اہم ہوتی ہے جو وہ کبھی تنہا اٹینڈ کرنے کے عادی نہ تھے۔ سو وہ سیاہ فینسی سلور کام والی ساڑھی میں سیاہ پتھروں کی جیولری اور ہلکے میک اپ میں ہمیشہ کی طرح دلفریب و باوقار دکھائی دے رہی تھیں۔ پارٹی بڑی بددلی سے اٹینڈ کی تھی۔ رقص کا بھی ایک ہی راؤنڈ لیا تھا۔ صفدر کے اصرار پر بھی دوسرے راؤنڈ کے لیے راضی نہ ہوئی تھیں۔ صفدر جمال دوست کی بیگم کے ساتھ محو رقص تھے۔ مثنیٰ کے لیے ایسے نظارے کسی حسد و جلن کا باعث نہ تھے' وہ ایسے مناظر کی عادی تھیں۔ صفدر جمال بے حد کشادہ و روشن خیال آدمی تھے۔

''ڈارلنگ! آج تو آپ کو پارٹی میں دلچسپی ہی نہیں ہے۔ اس طرح بیٹھی ہیں گویا کسی نے سر پر پستول رکھ کر بٹھایا ہو۔'' صفدر جمال ڈانس سے فارغ ہوئے تو ان کے برابر میں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر گویا ہوئے تھے۔

''آپ نے کہا تھا زیادہ ٹائم نہیں لگائیں گے' اب پارٹی ختم ہونے والی ہے۔''

''اوہ! یہ بات ہے ورنہ میں تو سمجھا تھا مسز نیلوفر کے ساتھ مجھے رقص کرتا دیکھ کر آپ رقابت کا شکار ہو گئی ہیں۔'' وہ شوخی سے گویا ہوئے۔ مثنیٰ نے ایک نگاہ ان پر ڈالی پھر دھیرے سے مسکرا کر گویا ہوئیں۔

''یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں' میں آپ کو کسی بھی عورت کے ساتھ دیکھ کر حسد محسوس نہیں کر سکتی۔'' ان کے لہجے میں خاصا اعتماد تھا۔

''کاش! آپ محسوس کریں' میری خواہش ہے یہ......!'' کچھ دیر کے لیے دونوں کے درمیان خاموشی قائم ہو گئی تھی۔ گہری خاموشی!

''چھ ماہ ہو گئے ہیں مجھے پری سے ملاقات کیے...... وہ مما کے ہاں میری خاطر آئی ہے۔ ایک ایک لمحہ مجھ پر بھاری گزر رہا ہے۔'' اس گمبھیر خاموشی کو مثنیٰ کی بھاری آواز نے منتشر کیا۔

''سعود کے لیے کبھی آپ کو اس قدر جذباتی نہیں دیکھا میں نے......!'' وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوئے تھے۔

''پری...... بیٹی ہے میری!''

''سعود بھی آپ کا بیٹا ہے۔ کیا آپ نے اسے جنم نہیں دیا؟'' ان کے انداز میں وہی ناگواری و سرد مہری در آئی تھی جو تکرار کا باعث بنتی تھی۔

''صفدر! سعود لڑکا ہے آزاد اور اپنی منوانے والا جب کہ پری لڑکی ہے جو بے بس اور دوسروں کی مرضی پر چلتی ہے۔'' ان کا لہجہ چٹخا ہوا تھا۔

''دوسروں کے نہیں وہ اپنے باپ کے گھر میں رہ رہی ہے پھر......''

''پلیز یہ موضوع ختم کرو میں اس پر بات کرنا نہیں چاہتی۔'' وہ کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ صفدر جمال نے بھی میزبان جوڑے کو اپنی میز کی طرف آتے دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے موڈ درست کر لیا۔

واپسی کا سفر ان کا خاموشی سے کٹا تھا۔

''مما! پری کہاں ہے؟'' گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کے بعد انہوں نے بڑی بے تابی سے پری کے متعلق پوچھا۔

''سو گئی ہے' کافی انتظار کرتی رہی تھی تمہارا۔''

''آنٹی! مجھے اجازت دیں۔'' صفدر جواُن کو اندر تک چھوڑنے آئے تھے' عشرت جہاں بیگم سے مخاطب ہوئے تھے۔ مثنیٰ اندر چلی گئی تھیں۔

''ہلکی پھلکی بارش نے طوفانی بارش کا رخ اختیار کر لیا ہے صفدر! رات یہیں رُک جائیں' میں جانے نہیں دوں گی۔''

عشرت جہاں صفدر کی ساس ہی نہیں خالہ بھی تھیں۔ وہ ان کی بڑی بہن کے بیٹے تھے اکلوتے! بہن کے حوالے سے وہ عزیز تو پہلے ہی تھے داماد بن کر عزیز تر ہو گئے تھے' اسی استحقاق سے انہوں نے ان کو روکنا چاہا تھا۔

''آنٹی! کوئی مسئلہ نہیں ہے بارش کچھ وقت میں تھم جائے گی۔'' مگر عشرت جہاں کے بے حد اصرار پر صفدر کو وہاں رُکنا پڑا تھا۔

بے حد آہستگی سے دروازہ کھول کر مثنیٰ کمرے میں داخل ہوئی تھیں اندر ٹھنڈک کے ساتھ نیلگوں اندھیرا ابھرا ہوا تھا۔ بیڈ پر وہ بے خبر سو رہی تھی۔ مثنیٰ بے آواز قدموں سے چلتی بیڈ کے قریب آ کر رکی تھیں۔ پری کا چہرہ کمبل سے باہر تھا۔ براؤن بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے' اس کے سفید چہرے پر ستواں ناک و دراز پلکیں نمایاں تھیں۔ ان کو وہ بے حد کمزور لگی تھی۔ صاف ستھری رنگت میں سرخی کی جگہ پیلاہٹ نے لے لی تھی۔ مثنیٰ پیار بھری نگاہوں سے بیٹی کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ عموماً اس کو اسی طرح سوتے ہوئے دیکھ کر اپنی ممتا کی پیاس بجھاتی تھیں۔ نامعلوم کیا وجہ تھی' کیا پچھتاوا تھا کہ وہ جاگتے میں کبھی بھی اس سے پیار نہ جتا سکی تھیں۔ اپنی محبت کا اظہار تو دور' وہ کبھی اس سے نگاہ ملا کر بات نہیں کر سکتی تھیں کہ عجیب سا حجاب و تکلف ان کے درمیان مانع تھا۔ پھر نامعلوم ان کی نگاہوں کی بے تاب تپش سے یا مما کی بے خودی کہ بے خبر سوتی پری کچھ بے چین سی ہونے لگی۔ ساکت پلکوں میں جنبش ہونے لگی تو وہ اسی طرح دبے قدموں سے واپس مما کے کمرے میں آ گئیں۔

''دیکھ لیا بیٹی کو......؟'' عشرت جہاں نے بیٹی کے رنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی! آپ نے دیکھا کس طرح کمزور ہو گئی ہے پری پہلے سے؟''

''کمزور نہیں اسمارٹ کہو آج کل تو لڑکیاں دیوانی ہوئی جا رہی ہیں دبلی ہونے کے لیے......اور لوگ بھی ایسی سوکھی سڑی لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں۔''

''مما! کمزور اور اسمارٹ ہونے میں فرق ہے پری کمزور ہو رہی ہے۔'' مثنیٰ نے ماں کی دلیل کو رد کرتے ہوئے کہا۔

''وہم کا کوئی علاج نہیں ہے۔ لوگ خوش ہوتے ہیں ہماری بیٹیاں اسمارٹ ہیں اور تم بلاوجہ کی فکریں پالتی ہو۔ لڑکیاں ہزاروں جتن کر رہی ہیں دبلا ہونے کے لیے' خود کو اسمارٹ رکھنے کے لیے اور ایک تم ہو جو سرے سے دماغ ہی علیحدہ رکھتی ہو سب سے۔'' عشرت جہاں کو ان کی پریشانی و فکر ایک آنکھ نہ بھائی تھی۔

''آپ نہیں جانتیں' وہ لوگ کتنے ظالم اور سفاک ہیں خود غرض اور مفاد پرست ہیں اول درجے کے' میری بیٹی کو بے دام کی کنیز بنا کر رکھتے ہوں گے' اس کا چہرہ غور سے دیکھیں آپ! شادابی و بے فکری وہاں نام کو نہیں ہے۔ اس عمر میں لڑکیاں پھولوں کی طرح شاداب و تروتازہ رہتی ہیں۔'' ان کی آنکھوں میں نمی اُترنے لگی تھی۔

''تم یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ اس کا باپ بھی ہے وہاں پر......''

''باپ......ہونہہ!'' انہوں نے زہر خند لہجے میں کہا۔

''مجھے یقین ہے وہ پری کو نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا ہوگا۔''

''یہ تم کس بنا پر کہہ سکتی ہو؟'' وہ از حد حیران ہوئی تھیں۔

''پری کا چہرہ مجھ سے مشابہہ ہے اور وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔''

"مگر پری تو بہت تعریفیں کرتی ہے باپ کی......"

"پری میری بیٹی ہے' سمجھوتا کرنا جانتی ہے ورنہ مجھے یقین ہے......"

"خیر چھوڑو اس ذکر کو' تمہارا خاوند ہے بیٹا ہے' گھر ہے دولت جائیداد کسی شے کی کمی نہیں ہے تمہیں' کسی ملکہ کی طرح رہتی ہو۔ گزرے وقت کو مت چھیڑا کرو۔ صفدر کو رات کے لیے روک لیا ہے میں نے۔"

☆......
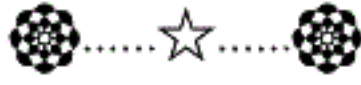
چوٹ اتنی گہری بھی نہ تھی کہ وہ لگتے ہی ہوش وحواس سے بیگانہ ہو کر زمین بوس ہو جاتی ہے۔ بے ساختہ گرنے کے باعث پیشانی اس کی فرش سے ٹکرائی تھی۔ بے ہوش وہ اس ذہنی شدید ابتری و کشمکش کے باعث ہوئی تھی جو وردہ کے ساتھ جاتے ہوئے اس کے اندر یکلخت کسی طوفان کی مانند برپا ہوا تھا پھر وردہ کے ناروا رویے نے بھی ثابت کر دیا تھا کہ وہ کسی اور ہی مقصد کے لیے اسے لے کر جانا چاہ رہی تھی۔ یہ ادراک صرف لمحے بھر میں اس کو ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں' غنودہ حالت میں گزرا وقت کسی فلم کی طرح اس کے ذہن کی اسکرین پر چل رہا تھا۔ وہ وردہ کے ساتھ جاتے جاتے ایک دم بھاگ کر سامنے گیٹ کی طرف بڑھتی ہے' گیٹ کھل جاتا ہے' وہ اندر گرتی ہے' پیچھے وردہ کے قدموں کی صدا وہ سنتی ہے مگر اگلے پل اپنے اردگرد تاریکی پھیلتی دیکھتی ہے اور اس کو ہوش نہیں رہتا ہے۔ اب وہ ہوش میں آرہی تھی۔

چند ساعتیں وہ چھت پر لٹکتے فانوس کو دیکھتی رہی تھی۔ کچھ لمحے بعد ہی اس کو احساس ہو گیا کہ وہ کسی اجنبی جگہ پر' اجنبی لوگوں کے ساتھ ہے اور وہ گھبرا کر اٹھی تھی۔ اس وقت وہ ایک خوب صورت سجے سجائے کمرے میں تھی۔ اس کے سوا کوئی دوسرا وہاں موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے بیڈ سے اُترنے لگی تھی کہ معاً گیٹ کھلا اور اندر آنے والی خاتون کو دیکھ کر اس پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

"خدا کا شکر ہے' آپ ہوش میں تو آئیں۔ ایک گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔" وہ دلکشی سے کہتی ہوئی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

"گھبراؤ نہیں' خوف زدہ مت ہو۔ میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔" وہ رجاء کی آنکھوں میں اُترتے ہوئے خوف کو محسوس کر کے نرمی سے بولیں۔ رجاء کی آنکھوں میں اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ اس کے قریب براجمان خاتون وہ تھیں جو پورے محلے میں رسوا تھیں۔ رضیہ خالہ اور دوسری محلے دار خواتین نے مردوں کو وقت بے وقت وہاں آتے دیکھا تھا۔ محلے کے آوارہ نوجوان بھی ان کے گھر کے قریب بیٹھے پائے جاتے تھے۔ خالہ رضیہ کے شوہر نے خود گواہی دی تھی ان کی بے راہ روی کی کہ وہ خود کو بڑی مشکل سے محفوظ رکھ سکے تھے۔ ان کے چنگل میں پھنسنے سے......اور اب وہ خود ان کی گرفت میں تھی۔ ساری راہیں مسدود محسوس ہو رہی تھیں۔ کہیں سے کوئی راہ' کوئی روزن دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس کو کیا معلوم تھا پناہ حاصل کرنے کے لیے وہ جس دروازے پر دستک دے رہی ہے وہ جگہ سب سے غیر محفوظ وخطرناک ہو گی۔

"میں جانتی ہوں' اس وقت تم پر کیا بیت رہی ہے۔" اس کی سراسیمہ حالت وآنکھوں میں نمی اُترتی دیکھ کر وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر گداز لہجے میں گویا ہوئیں پھر وہ ایک دم ہی اپنے حواس گم کر بیٹھی ان کا مہربان انداز! گویا اس کے ضبط وحوصلے کا بند ٹوٹ گیا۔ وہ خوب روئی' انہوں نے بھی اس کو رونے سے روکا نہیں۔ جب خوب رونے بعد وہ چپ ہوئی تو انہوں نے اس کو پانی پلایا پھر وہ نوڈلز لے آئی تھیں۔ جب ذہن طوفانوں کی زد میں ہو اور دل پر ملامت کی شرمندگی چھائی ہو تو بھوک از خود ہی مٹ جاتی ہے۔ بھوک وپیاس کا ابھی احساس سویا ہوا تھا۔ اس کے انکار کے باوجود انہوں نے زبردستی اس کو چند چمچ کھلا دیئے تھے۔

"میں گھر جانا چاہتی ہوں۔" رجاء نے ٹشو پیپر سے منہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"گھر جا کر اپنی امی کو کیا بتاؤ گی؟" وہ ٹرالی کچن میں رکھ کر آئیں تو گویا ہوئیں۔ "وہ معلوم کریں گی' پکنک سے اتنی جلدی کیوں چلی آئیں اور تمہاری دوست جو گھر کے اندر چھوڑ کر جاتی ہے وہ باہر سے ہی کیوں چلی گئی؟" سوالات بے حد سیدھے وعام تھے مگر رجاء کے پریشان ذہن کو ایک بار پھر شدید جھٹکا دے گئے تھے۔ اس کی آنسوؤں سے بوجھل آنکھوں میں حیرانی در آئی تھی۔

"آپ......آپ......آپ کو کیسے معلوم ہوا یہ سب؟"

"اس قدر حیران مت ہو' آپ کی نازک صحت کے لیے اتنا حیران ہونا اچھا نہیں ہے۔" وہ اس کی حیران پریشان صورت دیکھ کر دلکشی سے مسکرا

کر گویا ہوئی تھیں۔

رجاء کے لیے آج کا دن انکشافات کا دن تھا۔

''مجھے یہ بھی معلوم ہے وردہ اور آپ کے درمیان کیا چل رہا ہے اور......'' وہ کہتے کہتے معنی خیز انداز میں چپ ہو گئی تھیں۔

''اور......اور کیا؟'' وہ شدید حواس باختہ ہو گئی تھی۔ وہ مسکراہٹ دبائے کچھ توقف کیے اس کو دیکھتی رہی تھیں۔ ان کے خوب صورت چہرے پر عجیب سے رنگ تھے بھوری آنکھوں میں ناقابل فہم چمک تھی۔

''میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔ اتنا روئی ہیں کہ سر میں درد ہو گیا ہوگا۔'' وہ اس کا سوال گول کر کے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''مجھے چائے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ آپ میری کیفیت سمجھ رہی ہیں پھر آپ کیوں اتنے پُراسرار طریقے سے بات کر رہی ہیں آپ یہ سب کیسے جانتی ہیں جو صرف میں اور وردہ جانتی تھی؟'' وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

❁......☆......❁
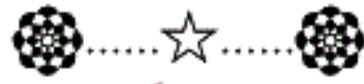
''میں پوچھتی ہوں' کھانا آج کی تاریخ میں بن بھی جائے گا یا نہیں؟ مگر کسی بیٹی یا ماں کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا ہے۔'' کئی بار پوچھنے پر بھی جب کوئی جواب نہ آیا تو اماں جان کچن میں چلی آئیں۔

''یہاں آواز نہیں آتی اگر آتی تو جواب دیتی نا۔'' صباحت نے کہا۔

''خیر سے کانوں میں تیل ڈال کر بیٹھنے کی عادت تم ماں بیٹیوں کی پرانی ہے۔''

''اماں! ہر وقت جلی کٹی باتیں نہ کیا کریں۔'' صباحت وہاں موجود ملازماؤں کے خیال سے آہستگی سے گویا ہوئیں۔

''میں تو صاف بات کہتی ہوں اور یہ اتنی بنی سنوری ہوئی ہو' کیا کہیں جانے کا ارادہ ہے؟'' بنارسی میرون اور گولڈ ساڑھی میچنگ جیولری' چوڑیاں اور میک اپ میں صباحت خاصی اچھی لگ رہی تھیں۔ اماں نے تعجب سے پوچھا۔

''کہیں جائیں جب ہی تیار ہوتے ہیں' گھر میں تیار ہو کر رہنا منع ہے؟''

''گھر میں تیار ہو کر رہنا سہاگنوں کا بُری بات نہیں ہے مگر کچن میں بنارسی سوٹ پہن کر سرخی پاؤڈر لگا کر کون احمق عورت کام کرتی ہے؟'' اماں جان کی یہ بُری عادت تھی کہ وہ جب پسند کے خلاف کام دیکھتی تھیں تو کسی کا خیال نہ کرتی تھیں۔ اپنی رائے کا اظہار ببانگ دُہل کیا کرتی تھیں۔ نا معلوم بڑھاپے کے باعث وہ صبر وضبط کھو بیٹھی تھیں یا صباحت اور ان کی دونوں صاحب زادیوں کی ہٹ دھرم وخود سر فطرت نے ان کو ناقابل برداشت حد تک صاف گو اور چڑچڑا کر دیا تھا کہ اب بھی ملازماؤں کی موجودگی کے خیال سے بےفکر وہ بحث ومباحثے میں الجھی ہوئی تھیں۔

''اماں جان! وہ دور گزر گیا جب عورت سر جھاڑ منہ پہاڑ لہسن پیاز کی بدبو میں بسی گھر کے کام کیا کرتی تھی کہ کسی کے پاس بیٹھ جائیں تو ساتھ والا ناک پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے پر مجبور ہو جائے۔ میں آج کی عورت ہوں' جہاں بھی ہوں گی' اسی طرح صاف ستھری اور مہکتی رہوں گی۔'' وہ بڑی نزاکت سے ہانڈی میں کفگیر چلاتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''ارے ایسی گندی و پھوہڑ عورتیں تمہارے میکے میں ہوں گی' جن میں لہسن پیاز و مسالوں کی بدبو آتی ہوگی' ہمارے ہاں تو بھئی ہر کام کا لباس علیحدہ تھا۔ ہم بھی اپنے وقت میں سسرال میں بنتے سنورتے تھے لیکن اس طرح نہیں کہ کچن میں بھی جانا ہو تو پہلے میک اپ کریں نوج!''

''خوامخواہ بات کا بتنگڑ بنانا کوئی تو آپ سے سیکھے اماں جان!'' صباحت کباب کی طرح جل بھن گئی۔ ساس بہو کی تکرار میں دونوں ملازمائیں مزے لے رہی تھیں۔

''تم جب تک جواب نہ دو گی' تب تک تمہارا ہاضمہ درست نہیں ہوتا۔''

''آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے؟'' بالآخر ان کو ہتھیار پھینکنے پڑے تھے۔

''ہاں' طغرل کے آنے کا وقت ہو رہا ہے' کھانا تیار نہیں ہوا ابھی تک......؟ جب سے پری گئی ہے کچھ بھی ٹائم پر نہیں مل رہا ہے۔ صبح ناشتا بھی دیر سے لگا تو رات کھانا بھی اور اب دوپہر کو بھی وہ ہی بے ترتیبی دکھائی دے رہی ہے۔'' وہ ملازمہ کو چاول ابالتے دیکھ کر فکرمندی سے گویا ہوئیں۔

''سب تیار ہو جائے گا ابھی' آپ پریشان مت ہوں۔''

''اچھا! ایسا کرو ایک کپ چائے بنا کر بھیج دو مجھے۔'' وہ پلٹتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''کھانے سے پہلے چائے پئیں گی تو بھوک مر جائے گی۔''

''وہ تو کب کی مرگئی' مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا پہلے پیوں یا بعد میں......کھاؤں گی ایک چپاتی ہی......اب تم حیلے بہانے بنانے سے بہتر ہے چائے بنا کر بھیجو۔''

''خنجر چلاتی ہیں' کتنی بھی خدمت کرلو جوتا ہی پڑتا ہے۔'' ان کے جانے کے بعد صباحت کی بڑبڑاہٹ جاری ہوگئی۔

پری کو گئے آج دوسرا دن تھا۔

وہ دیکھ رہا تھا دادی جان کے لبوں پر اس کا نام ہوتا ہے۔ وہ بات بات پر اس کا ذکر کرتی ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات بے دھیانی میں اس کو پکارنے لگتی ہیں صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس کی عادی ہو چکی ہیں۔ یہ ان کی بے قراریاں و بے تابیاں بھلا اس کو کہاں گوارہ تھیں وہ منصوبہ بنا کر آیا تھا کہ ان کی محبت سود سمیت وصول کرے گا۔ پری نے سالوں اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر دادی کی محبت سمیٹی تھی' وہ اب ان کی محبت کے دریا سے پری کو ایک قطرہ بھی حاصل کرنے نہیں دے گا......! یہاں تو وہی پتے ہَوا دینے لگے تھے کہ جن پر تکیہ تھا۔

''کیا ہوگیا طغرل! یہ منہ لٹکا کر کیوں بیٹھ گیا ہے' کیا ہوا؟'' اماں جان نے جب اس کی خاموشی کو محسوس کیا تو اچنبھے سے بولیں۔

''میں واپس جا رہا ہوں دادی جان!'' اس نے چہرہ جھکائے سنجیدگی سے کہا تھا۔

''ہیں......!'' ان کا ہاتھ فوراً دل پر گیا تھا۔ ''یہ کیا کہہ رہا ہے......تُو تو کہہ رہا تھا کہ اب یہیں رہے گا؟''

''جی' ارادہ تو میرا یہی تھا۔'' بے حد شرافت سے کہا گیا۔

''ارادہ یہی تھا تو پھر ایسی کیا آفت آگئی کہ یکدم جانے کا فیصلہ کرلیا؟'' اماں جان سخت مضطرب ہوگئی تھیں۔

''میں آپ کی خاطر آیا تھا' اتنا عرصہ دور رہنے کے بعد اب آپ سے جدا نہیں ہوا جاتا۔ مگر آپ کو میری ضرورت ہے جو یہاں رُکوں؟''

''ارے بس چپ کر...... یہاں آئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور ان آٹھ دنوں میں ہی تجھ پر تیری آنٹی کی سنگت کا اثر ہوگیا ہے؟ صباحت کی طرح ہی چپرا (چالاکی) کر بات کرنے لگا ہے۔ جو بات ہے سیدھی کہہ دے۔'' وہ اس کی جانب گھورتی ہوئی گویا ہوئی تھیں۔

''ابھی جو آپ نے لفظ بولا ہے وہ سمجھ نہیں سکا ہوں' مگر جان گیا ہوں کہ اس کا مطلب اچھا نہ ہوگا اور یہ آپ نے صباحت آنٹی کا ذکر کیوں کیا ہے؟ وہ تو بہت اچھی ہیں۔'' وہ حیرانی سے گویا ہوا تھا۔

''دور سے چمکتی ہر چیز سونا ہی لگتی ہے قریب جانے پر معلوم ہوتا ہے وہ پیتل ہے یا سونا! میں بھی اس کو سونا سمجھ کر بیٹے کے نصیب بگاڑ چکی ہوں۔'' ان کی دھیمی آواز میں ایک کرب چھپا ہوا تھا۔

''آپ! اس طرح کیوں کہہ رہی ہیں دادی جان!''

''ارے تم نے بھی تو مجھے باتوں میں لگالیا۔ میں پوچھ رہی تھی واپس جانے کی دھونس کیوں دے رہے ہو' ایسی کیا خطا ہوگئی مجھ سے......؟'' وہ جہاندیدہ تھیں فہم و فراست اعلیٰ درجے کی پائی تھی۔ لفافہ دیکھ کر خط کا مضمون بھانپ لینے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ اس کی آواز و لہجے سے ادراک پاچکی تھیں کہ وہ کسی خفگی کے اظہار کے لیے محض دباؤ ڈالنا چاہ رہا ہے۔

''خطا آپ سے نہیں' مجھ سے ہوئی ہے۔'' وہ منہ پھلا کر ان کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔

''اچھا......! وہ کیا بھلا؟''

''آپ کی محبت میں دوڑا دوڑا آیا اور آپ پہلے سے ہی کسی پری کی محبت میں گرفتار ہیں تو بھلا مجھ ''دیو'' کی محبت کی آپ کو کیا ضرورت؟'' وہ روانی میں خود کو دیو کہہ گیا۔

''لو بھلا' اب ایسا بھی کیا غصہ کہ خود کو ہی دیو بنا ڈالا'' اماں جان بے ساختہ ہنس پڑی تھیں۔ وہ جھینپ گیا۔

''میری بات کو ہنسی میں نہ اڑائیں۔''

''پھر کیا پتنگ میں اڑاؤں بچے!''

''دادی جان! آج آپ کو بتانا ہوگا' مجھ سے زیادہ محبت ہے آپ کو یا پری سے......؟ سچ سچ بتائیے گا۔'' وہ کسی ضدی بچے کی طرح مچل کر بولا۔

''میں پہلے بھی تم دونوں سے یکساں محبت کرتی تھی اور اب بھی دونوں سے برابر محبت کرتی ہوں۔ کم نہ زیادہ! بالکل برابر۔''

''بے ایمانی ہے دادی جان! آپ کو اب مجھ سے زیادہ محبت کرنی چاہیے۔''

''وہ کیوں بھلا! اور یہ محبت بھی کوئی ترازو میں تلنے والی چیز ہے؟'' ان کے بارعب چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کسی کرن کی طرح ابھری تھی۔

''بے شک! محبت کا وزن دل کے ترازو میں ہوتا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں آپ کی محبت کے ترازو کا پلڑا پری کی طرف ہی جھکا ہوا ہے جو گھر میں نہیں ہے آپ کی پروا کیے بغیر چلی گئی ہے اس کو ہر لمحہ آپ یاد رکھتی ہیں' میری تو آپ کو پرواہی نہیں ہے میرے آنے......''

''بلاوجہ کا بغض دل میں مت پال بیٹے! تو یہاں نہیں تھا تب بھی میں تجھ سے محبت کرتی تھی' اب بھی کرتی ہوں بلکہ تجھے دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور رہا سوال پری کا تو اس بچی کا نام مت زبان پر لایا کر' وہ ایک مظلوم لڑکی ہے جس کو باپ کی محبت ملی نہ ماں کی۔''

''جو محبت آپ اس کو دے رہی ہیں اس محبت کے آگے اس کو کسی اور محبت کی ضرورت بھی نہیں ہے دادی جان!''

''نہیں طغرل! دادی کی محبت والدین کی محبتوں کا نعم البدل نہیں ہوتی ہے اور اب تو میری محبت میں بھی غرض شامل ہوگئی ہے۔ میرے بیماریوں اور بڑھاپے سے ناتواں ہوتے وجود کے لیے وہ لاٹھی بن گئی ہے۔'' ان کی کمزور آواز میں تاسف و ملال ابھرنے لگا تھا۔ ''محبت میں جب غرض شامل ہو جائے تو وہ محبت نہیں رہتی' غرض بن جاتی ہے اور تمہیں اعتراض ہے اس کی غیر موجودگی میں' میں کیوں اس کو پکارتی ہوں' کیوں بات بات پر یاد کرتی ہوں؟''

''دادی جان! میں نے آپ کو دکھی کر دیا ہے۔'' وہ نادم ہو گیا۔

''ایسی بات نہیں ہے بیٹا! بس میں چاہتی ہوں' تم پری کے خلاف مت ہوا کرو۔ وہ میرے بڑھاپے کی لاٹھی ہے سہارا ہے میرا۔''

''پھر وہی اس کو اہمیت دینے والی بات کر رہی ہیں آپ! میں سہارا نہیں ہوں آپ کا؟ میں آپ کی لاٹھی نہیں بن سکتا......؟''

''ہاں' تم دونوں ہی میرا سہارا ہو' تم یہاں نہیں تھے' میں تم سے تب بھی اتنی محبت کرتی تھی' جتنی آج کرتی ہوں لیکن پری اس دور میں بھی میری خدمت کرتی تھی' اب بھی کرتی ہے اور وہی لمحہ لمحہ مجھے یاد آتی ہے۔''

''چلیں لیٹیں! آج میں آپ کی ٹانگیں دباتا ہوں۔''

رات بھر بارش برسی تھی۔

صبح ہر شے دھل کر نکھر گئی تھی۔ مہینوں کی گرد پانی کے سنگ بہہ چکی تھی۔ پیڑ پودوں نے ہریالی کی ردائیں اوڑھ لی تھیں۔ رنگ برنگے پھولوں کے شوخ رنگوں میں مزید شوخیاں بھر گئی تھیں۔

''کاش! کوئی ایسی بارش بھی ہو جو رشتوں پر پڑی گرد ہمیشہ کے لیے بہا کر لے جائے۔ محبت کی مہک' اپنائیت کی خوش بُو سے رشتے ان پھولوں سے زیادہ مہک اٹھیں۔'' وہ لان میں ٹہل رہی تھی۔ آسمان پر سرمئی اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ ہوا کے جھونکے خوش گوار محسوس ہو رہے تھے۔ وہ از حد حساس تھی۔ ایسا ہی موسم اس کے اندر عجیب بے گانہ سا درد جگا دیا کرتا تھا۔ جس کی کسک اندر ہی اندر اس کو مضطرب کر دیتی تھی۔ اب بھی ماحول کی خوب صورتی نے اس کو افسردگی میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ کرسی پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔ معاً آہٹ پر اس نے چہرہ اوپر کیا تو اپنے سامنے نانو کو پایا پھر وہ آ کر اس کے برابر میں کرسی پر بیٹھ گئی تھیں۔

''اتنے حسین موسم میں بھی اداس بیٹھی ہو پری بیٹے!'' انہوں نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

''نا معلوم کیوں یہ بھیگا بھیگا موسم مجھے پریشان کر دیتا ہے؟''

''کیوں ہوتی ہو پریشان؟ یہ عمر پریشان ہونے کی نہیں ہے چندا!''
''جب کوئی نصیب ہی ایسے لے کر پیدا ہو تو عمر اور وقت سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے نانو!'' وہ شانے اُچکا کر بددلی سے گویا ہوئی۔
''نصیب تو آپ کے بہت اچھے ہیں پھر ایسے کیوں سوچتی ہیں؟'' ان کی بات پر زخمی نظروں سے پری نے نانی کی طرف دیکھا تھا اور ایسی نظروں کا مفہوم وہ اچھی طرح جانتی تھیں، سوچپ رہیں۔
''اللہ نہ کرے، جو کسی کے نصیب میری طرح اچھے ہوں، مجھے تو اپنا وجود ہی بے معنی لگتا ہے۔ وہاں پاپا سے احساس و اُنسیت کا کوئی رشتہ نہیں ہے، صرف خون کا رشتہ ہے تو یہاں مما نے کبھی ماں کے جذبوں سے لبریز دل کے ساتھ سینے سے نہیں لگایا۔ بے حد سرسری انداز میں گلے لگا کر پل بھر میں دور ہو جاتی تھیں، پھر بہت عام سے انداز میں رسمی گفتگو کر کے اٹھ جانا میرے تشنہ دل کو مزید تشنہ کر دیتا ہے، میری محرومیوں کو مزید بڑھا دیتا ہے۔''
''آپ نے ناشتا اتنا ہلکا کیا ہے، رات ڈنر بھی ایسے ہی کیا تھا۔ آپ اسی وجہ سے اتنی کمزور ہو رہی ہیں۔ مثنیٰ آپ کی طرف سے بہت فکر مند ہو رہی ہیں، اپنا خیال رکھا کریں پری!''
''کس کے لیے خیال رکھوں......اور کیوں؟'' پھر ایک درد کی لہر اس کو مضطرب کر گئی۔
''ملازمہ سے چکن سینڈوچ بنوا دوں؟ بہت لذیذ بناتی ہے۔''
''ٹھیک ہے مما آجائیں تو ان کے ساتھ کھائیں گے۔'' ان کی خاطر اس کو ہامی بھرنی پڑی تھی۔ انہوں نے فوراً ملازمہ کو سینڈوچ اور چائے تیار کر کے لانے کا حکم دیا تھا۔ اسی اثناء میں مثنیٰ صفدر جمال کے ہمراہ وہاں چلی آئی تھیں۔ پری انہیں دیکھ کر نا صرف کھڑی ہوئی تھی بلکہ صفدر جمال کو سلام بھی کیا تھا۔ صفدر جمال حیرانی سے پری کو دیکھتے رہ گئے تھے۔ نیلے اور سفید جدید تراش خراش کے سوٹ میں ملبوس نوخیز کلیوں ایسی پاکیزگی لیے چہرے کو وہ پہچان ہی نہ پائے تھے، مثنیٰ نے ان کو متحیر دیکھ کر کہا۔
''آپ اتنی حیرانی سے کیوں دیکھ رہے ہیں، یہ پری ہے۔''
''اوہ! میں واقعی حیران ہوں۔'' وہ مسکرا کر گویا ہوئے تھے۔
''چھ یا سات سال کی ہوگی پری جب آپ نے دیکھا تھا پھر آپ مثنیٰ و سعود کو لے کر امریکا چلے گئے تھے دس سال کے لیے۔'' ثروت جہاں نے داماد کا اچھا موڈ دیکھ کر فوراً کہا ورنہ وہ جانتی تھیں صفدر نے مثنیٰ سے شادی کے بعد پری کو کبھی قبول نہیں کیا تھا، دو تین بار ممتا سے مجبور ہو کر مثنیٰ نے اس کو بلوایا بھی تو ان کی شخصیت برہمی اور جھگڑا کرنے پر فوراً ہی واپس بھی بھیجنا پڑا تھا۔ اب صفدر کو پری سے اتنے خوش گوار موڈ میں بات کرتے دیکھ کر ان کو قدرے اطمینان ہوا تھا۔
''جی! آپ درست کہہ رہی ہیں آنٹی! تب ہی تو میں پری کو پہچان نہیں سکا ہوں۔'' ان کی نظریں ہنوز پری کے چہرے پر تھیں۔
''مثنیٰ کھڑے کیوں ہو بیٹھو بھئی! بیگماں کو سینڈوچ اور چائے کا کہہ چکی ہوں، وہ لاتی ہی ہوگی۔ ناشتے میں تو تم دونوں شریک نہیں ہوئے ہمارے ساتھ......اب سینڈوچ اور چائے میں شریک ہو جاؤ۔''
''میں شریک ہو جاؤں گی آپ کے ساتھ مگر صفدر نے بھرپور ناشتا کیا ہے۔ ان کے پاس ایک سینڈوچ کی بھی گنجائش نہیں ہوگی......''
''ہرگز نہیں، میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ سینڈوچ اور چائے پارٹی میں شامل ہو سکتا ہوں، میرا خیال ہے میں خاصی گنجائش رکھتا ہوں ابھی بھی۔'' انہوں نے اس انداز میں کہا کہ ثروت مسکرا اٹھی تھیں جب کہ مثنیٰ کے چہرے پر چھائی سنجیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ پری خاموشی سے چہرہ جھکائے بیٹھی ہوئی تھی، لاتعلقی بھرے انداز میں۔
''ہاں، ہاں کیوں نہیں......! سب سے زیادہ مجھے آپ کو کھاتے دیکھ کر خوشی ہوگی۔'' ثروت جہاں داماد کی بے تکلفی پر کھل اٹھی تھیں۔
''نہیں ماما! سینڈوچ کھانا تو درکنار، یہ سینڈوچ دیکھیں گے بھی نہیں، مجھے ان کی ڈائٹ کا سختی سے خیال رکھنا پڑتا ہے، ڈاکٹر نے تنبیہ کی ہے کہ غذا کے معاملے میں ذرا بھی بدپرہیزی ہوئی تو شوگر کا حملہ ہوگا۔''
''ایسی بات ہے تو میں اصرار نہیں کروں گی بیٹے!'' ثروت جہاں کو ان کی سلامتی عزیز تھی وہ فوراً کہہ اٹھیں۔

''آنٹی! آپ بھی کہاں ثنیٰ کی باتوں میں آرہی ہیں۔''

''ماما کو معلوم ہے میں جھوٹ نہیں بولتی ہوں اور آپ اٹھیں! دیر ہو رہی ہے آپ کو میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے' ٹائم ہو گیا ہے۔'' وہ ان کے بازو پکڑ کر اٹھاتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''دیکھا آپ نے...... یہ کتنی خراب ہیں۔ آپ سے بات بھی نہیں کرنے دے رہی ہیں مگر ہم رات کو ڈنر ساتھ کریں گے۔'' وہ جاتے جاتے پری سے مخاطب ہوئے تھے۔

''یہ کیا حرکت ہے؟ وہ کچھ دیر بیٹھنا چاہ رہے تھے' بیٹھنے دیتیں۔'' صفدر جمال کی کار گیٹ سے باہر جاتے ہی وہ خفگی سے بولیں۔

''میں بیگماں کی مدد کرواتی ہوں۔'' پری اٹھ کر اندر چلی گئی۔

''تم نے دیکھا' اس نے کتنی شفقت سے پری سے بات کی ہے؟''

''پری کو ان کی شفقت کی ضرورت نہیں ہے' اس کا باپ ہے۔''

''وہ بھی پری کا باپ ہے' خواہ سوتیلا ہی ہے لیکن باپ' باپ ہوتا ہے۔''

''سگے اور سوتیلے میں اتنا ہی فرق ہوتا ہے جتنا دن اور رات میں...... جب بیٹی جوان ہونے لگتی ہے تو باپ کی نگاہیں جھکنے لگتی ہیں اور اس کے بر خلاف سوتیلے باپ کی نگاہیں وقت کے ساتھ ساتھ اٹھنے لگتی ہیں۔'' ثنیٰ نے سادگی سے تجزیہ کیا تھا۔

''خوامخواہ شک فضول ہوتا ہے۔ صفدر کو میں تم سے بہتر جانتی ہوں بلاشبہ وہ آزاد خیال ہے مگر رشتوں کے احترام کو سمجھتا ہے۔'' ثروت جہاں سنجیدگی سے گویا ہوئی تھیں۔

''میں جانتی ہوں ماما! پھر بھی ان رشتوں میں جتنی احتیاط برتی جائے' وہ بہتر ہے۔''

''شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو آج کل کا ماحول بھی تو بدل گیا ہے پھر مرد کی فطرت گرگٹ کی مانند ہے' کب رنگ بدل لے پتا ہی نہیں چلتا ہے۔'' انہیں بھی بیٹی کی بات میں وزن محسوس ہوا تو ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگی تھیں۔

......☆......

''بتائیں نا! آپ میرے اور ورده کے مطابق کیا جانتی ہیں اور کس طرح......؟''

''جب میں یہاں رہنے آئی تو محلے کے لوگوں نے مجھ سے دوستی کرنے کی کوششیں کی' ہر طریقہ' ہر وہ حربہ اپنایا کہ میں ان سے گھل مل جاؤں اور میں...... لوگوں سے خوف زدہ رہنے والی عورت بھلا کس طرح ایسی دوستیاں پال سکتی تھی۔ میں نے لوگوں سے جان چھڑانے کے لیے سرد مہری و بد مزاجی اختیار کی...... کیونکہ یہاں کی عورتیں ہی نہیں' مرد بھی مجھ سے دوستی کے خواہاں تھے۔'' وہ نرم لہجے میں بتا رہی تھیں۔

''لیکن رضیہ خالہ بتا رہی تھیں آپ کے ہاں مرد آتے ہیں۔'' رجاء کو ان کی بات پر یقین نہیں آیا' وہ کہہ اٹھی۔

''رضیہ کو کس نے بتایا...... اس کے خاوند نے......؟'' انہوں نے ایک دلکش مسکراہٹ کے ساتھ اپنے سوال کا خود ہی جواب دیا۔ رجاء نے گردن ہلا کر جواب دیا تھا اثبات میں۔

''اس محلے کے پہلے مرد ہیں وہ جنہوں نے مجھ سے دوستی کرنے کے لیے بہت پاپڑ بیلے' ازحد کوشش کی کہ کسی طرح بھی میں ان سے دوستی کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں۔''

''وہ تو بہت شریف اور اچھے ہیں' ایسا ممکن نہیں ہے۔'' اس نے سادگی سے کہا تھا۔

اس کی عمر ابھی تجربوں و کٹھنائیوں سے دور تھی۔ عمر' تجربہ اور مشکلات ہی انسان کو سچائی و فریب' جھوٹ و سوچ کی بصیرت دیتے ہیں۔ اس نے اپنی عمر و تجربہ کے لحاظ سے جو محسوس کیا وہ کہہ دیا۔

''صنف مخالف کی وہ قوم بڑی شاطر و بے رحم ہوتی ہے جو اپنے نفس کی اطاعت کرتی ہے۔ اپنی نفسانی خواہشوں کی تکمیل کے لیے ایسے لوگ اس طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں کہ جن کا تصور بھی شریف لوگ نہیں کر سکتے۔''

''میں سمجھی نہیں آپ کی بات...... پھر عارف انکل ایسا کس طرح کر سکتے ہیں؟'' رجاء سخت متوحش تھی۔

''یہاں کا فون نمبر پہلے ہی ان کے پاس تھا۔ وہ کبھی کھڑکی کے ذریعے اشاروں سے تو کبھی فون کے ذریعے اپنی کوششوں میں مگن رہے اور جب میں نے ان کو دھمکی دی کہ میں ان کی بیوی کو ساری حقیقت بتا دوں گی تو پھر وہ یہاں سے ایسے غائب ہوئے کہ کبھی گھر کے قریب سے بھی نہیں گزرتے اور تب ہی سے مجھے خبریں ملنے لگیں کہ محلے میں کس انداز میں مجھے رسوا کیا جا رہا ہے لیکن میں پروا کرنے والی نہیں ہوں۔'' انہوں نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا......!''

''یہاں کے رہنے والے لوگوں کے گھروں میں کیا ہوتا ہے' کون شریف اور کون بدکردار ہے' میں سب جانتی ہوں۔ اس محلے میں جس گھر کو میں پسند کرتی ہوں' جن لوگوں کی میں عزت کرتی ہوں' وہ آپ کا گھر اور آپ کے والدین ہیں۔'' ان کے لہجے میں سچائی تھی۔

''میرا گھر! میرے امی ابو......؟''

''ہاں' آپ کا گھر...... آپ کے امی ابو...... مجھے آپ کی فیملی میں اپنا بیتا ہوا کل دکھائی دیتا ہے۔ ایک انسیت سی محسوس ہوتی ہے۔'' وہ ماضی کے جھروکے میں جھانکتی آنکھوں سے کہہ رہی تھیں۔ اس وقت ان کے چہرے پر افسردہ سے رنگ پھیلے ہوئے تھے۔

''تب ہی آپ ہمارے گھر کی طرف دیکھتی رہا کرتی تھیں اور خصوصاً میرے کمرے کی طرف...... آپ کو معلوم نہیں ہے' آپ کو اپنے کمرے کی طرف دیکھتا پا کر میں کس قدر خوف زدہ رہا کرتی تھی۔''

''مجھے معلوم ہے' آپ کے چہرے پر پھیلتے خوف کو میں دور سے بھی دیکھ لیا کرتی تھی۔'' وہ شوخ انداز میں مسکرائیں۔

''میں آپ کی نگرانی کیا کرتی تھی کہ کہیں آپ وردہ کی باتوں میں بہک کر گھر سے فرار ہونے کی تیاریاں تو نہیں کر رہی ہیں۔''

❁......☆......❁

وہ نانو کے ہاں دو دنوں سے زیادہ رک نہ سکی تھی۔

گھر آئی تو دادی جان کو بیمار پایا اور ہر جگہ بے ترتیبی پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے آتے ہی پہلے ماسیوں کو کام میں لگایا اور خود بھی چیزوں کو ترتیب دینے لگی تھی۔ گھر چمک اٹھا تو وہ کچن میں چلی آئی جہاں صباحت موجود تھیں' جو قیمہ بھون رہی تھیں۔ انہوں نے سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی مگر اس کے کانوں میں جھلملاتے ٹاپس دیکھ کر وہ سرسری نگاہ جم کر رہ گئی۔ ان کی نگاہوں سے بے خبر پری دادی کے لیے چائے بنانے لگی تھی۔

''یہ ٹاپس میں ہیرے ہیں؟'' وہ قریب آ کر سرد لہجے میں بولیں۔

''جی!'' وہ ان کے انداز پر پریشان ہو کر گویا ہوئی۔

''اس عورت نے دیئے ہیں؟'' لہجے میں حسد اور رقابت تھی۔

''جی! مما نے دیئے ہیں۔''

''ہونہہ مما! اس عورت کو کہو اپنی دولت کی نمائش ہم کو قطعی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے' تمہیں ہیرے پہنا کر باہر کا قیمتی سامان بھیج کر وہ کیا ثابت کرنا چاہتی ہے کہ ہم تمہیں یہ سب نہیں دے سکتے ہیں؟'' صباحت غصے سے چیختے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''وہ ایسا کچھ نہیں چاہتیں' وہ صرف مجھ سے محبت کرتی ہیں۔''

اس نے ہمیشہ ان کی عزت کی تھی' احترام کیا تھا ابھی بھی اس کی آواز میں دھیما پن واحترام موجود تھا جب کہ صباحت سراپا نفرت تھیں۔

''اوہ...... محبت......؟ ایسی ہی اس کو تم سے محبت تھی تو کیوں چھوڑ گئی تمہیں یہاں...... ساتھ لے کر جاتی' کیوں تنہا بھاگ گئی؟'' ابھی ان کی زہر افشانی جاری ہی رہتی معاً وہاں آتے طغرل کو دیکھ کر ان کا مزاج ایک دم ہی بدلا تھا۔ ماتھے کی شکنیں' لہجے کی آگ غائب ہو گئی تھی۔ پری کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ان کی نفرت بھری گفتگو اس کے اندر آگ سی لگا چکی تھی' اس آگ کو صرف آنسو ہی ٹھنڈا کر سکتے تھے۔ اس کو نہیں معلوم باپ کی خطا تھی یا ماں کی غلطی' جوان کا رشتہ ٹوٹنے کا باعث بنی۔ لیکن ان کی کی گئی جانے انجانے کی غلطیوں کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑ رہا تھا اور نا معلوم کب

تک اسے ان ناکردہ گناہوں کا عذاب برداشت کرنا تھا' وہ اکثر سوچتی تھی۔

''جو لوگ شادی جیسے رشتے کی پاسداری نہیں کرنا جانتے۔ ایک دوسرے کی خامیوں' خوبیوں کو قبول نہیں کرتے تو پھر اولاد پیدا کر کے کیوں ان کو دوسروں کی ٹھوکروں میں پلنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔''

''آنٹی! عادلہ کو کہیں جانا ہے' اس نے کال کی ہے؟'' اس کو آتے دیکھ کر پری تیزی سے سنک کی طرف بڑھ گئی تھی تاکہ اس کی آنکھوں میں پھیلتی نمی دکھائی نہ دے سکے۔ طغرل نے اس کی اس حرکت کو محسوس کیا تھا۔ سوا سے نظر انداز کر کے وہ صباحت سے مخاطب ہوا تھا۔

''اس کے دوست کی سالگرہ ہے۔ ڈرائیور چھٹی کر گیا ہے اور فیاض بھی دیر سے آئیں گے۔ اگر آپ ڈراپ کر آئیں تو فیاض کو اعتراض نہ ہوگا اور وہ تنہا جانے کی اس کو اجازت نہیں دیں گے۔'' ان کے لہجے میں اتنی مٹھاس و نرمی تھی کہ کچھ دیر قبل ان کی آواز سننے والا یقین نہ کر پاتا کہ وہ لہجہ و انداز ان ہی کا تھا۔

''ٹھیک ہے میں تیار ہو کے آتا ہوں۔ عادلہ کو کہیں وہ بھی تیار رہے۔''

''شکریہ بیٹا! تم نے بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔''

''آپ شکریہ نہ کہیں آنٹی! یہ تو میرا فرض ہے۔'' وہ کہہ کر چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی صباحت اپنے سابقہ موڈ میں آ گئیں۔ پری نے دو کپوں میں چائے نکالی' ٹرے میں کپ رکھ ہی رہی تھی جب خوب نک سک سے تیار ہوئی عادلہ کہتی ہوئی آئی۔

''مما! ٹاپس نہیں مل رہے ہیں میچنگ کے میرے ڈریس کے ساتھ۔'' بولتے ہوئے نگاہ اس کی طرف تو اٹھی تو وہ اس کے پاس آئی۔

''واہ! یہ ٹاپس کس قدر چمک دے رہے ہیں۔ کیا اصلی ہیرے ہیں؟ تم دو نا مجھے ابھی پہننے کے لیے...... پلیز!'' عادلہ کی فوراً ہی نیت خراب ہوئی تھی۔

''کیا کرو گی لے کر......؟ یہ تمہارے سوٹ کے میچنگ کا نہیں ہے۔''

''مما! آپ کو نہیں معلوم' ہیرا سب رنگوں پر میچ ہوتا ہے پھر ہیرے پہن کر جو مزہ دکھاوا کرنے میں آتا ہے اس کی بات ہی الگ ہے۔'' پری نے ٹاپس اُتار کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیئے تھے۔

''لے لو بھئی! کل کو یہ نہ سوچے کہ اس عورت کی دی ہوئی چیز سے ہم جل رہے ہیں پھر میں تم میں اور اس میں فرق نہیں رکھتی ہوں۔'' صباحت کے انداز میں منافقت تھی۔ پری نے خوشی خوشی اس کو ٹاپس دیئے تھے۔ اس کو اپنی چیزیں بانٹنا اچھا لگتا تھا۔ اس کی چیزیں زیادہ تر عادلہ اور عائزہ استعمال کرتی تھیں۔

''ارے یہ تمہارے ٹاپس کہاں چلے گئے...... ابھی تو تھے؟'' دادی کو اس نے چائے دی تو وہ فوراً کہہ اٹھی تھیں۔

''وہ میں نے عادلہ کو دے دیئے ہیں۔ وہ اپنی دوست کی سالگرہ میں گئی ہے۔'' وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

''ارے اتنے قیمتی ٹاپس تُو نے اس کو پکڑا دیئے؟ وہ ایک نمبر کی بے ڈھنگی اور پھوہڑ لڑکی کسی چیز کو سنبھال نہیں سکتی۔ تُو نے لاکھوں روپے کی مالیت کی چیز پکڑا دی اس حریص لڑکی کو......؟'' دادی ایک دم ہی فکر مند ہو گئیں۔

''آپ فکر مند مت ہوں' وہ ایسی نہیں ہے۔''

''مجھ سے زیادہ جانتی ہو تم عادلہ کو......؟ اس کی رگ رگ سے واقف ہوں میں...... ماں کی طرح ہی اس نے حریصانہ و ناشکری طبیعت پائی ہے۔ وہ ٹاپس تمہاری ماں نے تمہارے لیے دیئے تھے۔'' وہ آہستگی سے آخری جملہ کہہ گئی تھیں۔

''دادی جان! مما ایسی نہیں ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ تم اپنی چیز کسی کو نہ دو' وہ تو پوچھتی بھی نہیں ہیں۔''

''ہاں میں جانتی ہوں۔ اگر وہ تم کو منع کرے تم کون سی مان جاؤ گی۔ تم تو ان میں سے ہو جو دوسروں کی خاطر اپنے پیٹ پر بھی پتھر باندھ لو پھر بھی تمہیں ایسے بے حس لوگوں سے کوئی صلہ ملنے والا نہیں ہے۔'' وہ چائے پیتے ہوئے شفقت بھرے انداز میں کہہ رہی تھیں۔

''صلہ تو اللہ دیتا ہے۔ لوگوں سے امید رکھنا ہی غلط ہے۔''

''تم آ گئی ہو تو گھر کیسا روشن روشن ہو گیا ہے وگرنہ مجھے تو لگ رہا تھا کسی ویرانے میں پڑی ہوں۔'' باتوں کے دوران وہ گویا ہوئیں۔

''آپ کے لاڈلے طغرل صاحب نے لفٹ نہیں دی آپ کو؟ ان کی موجودگی میں آپ کو گھر ویرانہ لگ رہا تھا دادی جان!''

''وہ لڑکا ہے' تیری طرح چوبیس گھنٹے گھر میں نہیں بیٹھ سکتا' بہت ٹائم دیا ہے اس نے...... بہت خیال رکھا ہے مگر آج کل وہ مصروف ہے کمپنی بنانے کے لیے جگہ دیکھنے میں......'' انہوں نے حمایت لیتے ہوئے کہا۔

''ان کو کمپنی بنانے سے زیادہ محبت ہے یا آپ سے......؟''

''یہ بے تکے سوال کیوں کر رہی ہے تو' آخر وجہ کیا ہے؟'' دادی کے تیور بگڑتے دیکھ کر اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی تھی۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی رسالہ پڑھ رہی تھی جب وہ اندر داخل ہوا تھا۔

''ہوں...... آپ تو معذرت کریں گی نہیں' امید رکھنا ہی فضول ہے۔'' کافی دیر تک جب پری نے اس کی طرف دیکھا نہیں تو اسے بولنا پڑا۔

''میں بلاوجہ معذرت کرنے کی عادی نہیں ہوں۔'' اس کے لہجے میں از خود ہی کھردراپن در آیا تھا۔

''بلاوجہ ہی کیا' آپ مجھے بوجہ بھی معذرت کرنے کی قائل دکھائی نہیں دیتی ہیں۔'' وہ اس کے سرد مہر بے گانہ رویے کو محسوس کر رہا تھا۔

''جو آپ سمجھیں!'' وہ کہتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

''جا کہاں رہی ہو؟ بیٹھو!'' وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ نیلی پینٹ سفید شرٹ میں اس کے وجیہہ چہرے کی سرخیاں نمایاں تھیں۔

''مجھے کام کرنا ہے۔''

''ابھی بیٹھی تم پڑھ رہی تھیں' جب تم کو کام یاد نہیں آ رہا تھا۔ اب میں یہاں آیا ہوں تو تمہیں کام یاد آ گیا ہے؟'' وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس سے کہہ رہا تھا۔ ''تمہیں کیا خوف ہے مجھ سے...... کیا ڈر ہے جو میرے سائے سے بھی گریزاں رہتی ہو؟'' وہ اس کے قریب آ کر استفسار کرنے لگا۔ اس کے ملبوس سے پھوٹتی مہک نے اس کو دور ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

''میں کیوں خوف زدہ ہوں گی آپ سے......؟''

''پھر میرے ساتھ اتنا بُرا رویہ کیوں ہے؟''

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا رویہ مناسب ہے۔'' وہ کہہ کر آگے بڑھنا چاہتی تھی تب ہی طغرل نے اس کی کلائی کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لے لیا تھا۔

......☆☆☆......

اس کی گرفت میں اپنا ہاتھ دیکھ کر لمحے بھر کو وہ ساکت رہ گئی تھی۔ طغرل سے بھی یہ حرکت غیر ارادی طور پر ہوئی تھی۔ اس نے بھی ایک دم سٹپٹا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پری کو اس کی یہ نازیبا حرکت بالکل نہ بھائی تھی۔ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ آنکھوں میں ان غضب ناک شعلوں کا عکس تھا کہ وہ بُری طرح جز بز ہو کر گویا ہوا۔

''سو...... سوری!''

''کیا سوری؟ آپ نے جرأت کیسے کی میرا ہاتھ پکڑنے کی......؟'' اس کا مزاج کسی بپھری ہوئی موج کی مانند متلاطم تھا۔

''میرا مطلب ہے' میں نے تمہارا ہاتھ جان کر نہیں پکڑا۔'' اس کو اس طرح صفائی پیش کرنا بہت عجیب لگ رہا تھا' وہ جہاں اتنا عرصہ گزار کر آیا تھا وہاں ایسی بے تکلفی معیوب سمجھی نہیں جاتی تھی اور وہ اس کو بُرا سمجھتا بھی نہیں تھا مگر ایسے مظاہرے وہ اپنے قریبی دوستوں اور کزنز کے ساتھ ہی روا رکھتا تھا۔ یہاں کے رسم و رواج اور تکلفات کو وہ بخوبی جانتا تھا۔ پری کے ساتھ ایسا نادانستگی میں ہوا تھا۔

''جھوٹ مت بولیں آپ؟'' وہ بلند آواز میں چیخی۔

''میں جھوٹ کیوں بولوں گا؟'' وہ حیران ہوا۔

''اپنی نیت پر پردہ ڈالنے کے لیے جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ!''

''کیا......! یہاں نیت کہاں سے آ گئی؟'' اس کے معذرتی انداز میں اشتعال انگیز سنجیدگی آنے لگی تھی' جب کہ پری پہلے ہی شعلوں کا روپ

دھارے ہوئے تھی۔

''جانتی ہوں میں آپ کو اچھی طرح!''

''اچھا! کیا جانتی ہو؟ بتاؤ تاکہ مجھے بھی اپنے بارے میں پتا چل سکے کہ میں کیا ہوں اور کیسا ہوں؟'' اس کا لہجہ ناخوش گوار اور موڈ بگڑا ہوا تھا۔

''میں آپ سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔'' اس کا انداز ہنوز گستاخانہ تھا' وہ اس کی طرف سے سخت بدگمان تھی۔

''کیوں......کوئی تو وجہ ہوگی؟'' اس کی تلخ کلامی اماں جان کی سماعتوں تک بھی پہنچی تھی' اس وقت وہ نماز ادا کر رہی تھیں' سلام پھیرتے ہی وہ ان کے درمیان چلی آئی تھیں۔

''کیا ہوا ہے' کیوں لڑ رہے ہو دونوں؟'' انہوں نے دونوں کے بگڑے مزاجوں اور سرخ چہروں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''دادی جان! انہوں نے......ہاتھ پکڑا ہے میرا۔''

وہ جو اپنے آنسوؤں پر قابو کیے ہوئے تھی ان جیسی مہربان ہستی کو قریب دیکھ کر ان کے سینے سے لگ کر روتے ہوئے گویا ہوئی۔

وہاں موجود دونوں ہستیوں کی عجیب حالت ہوئی تھی۔ طغرل جو پہلے ہی اس کی ذہنی کثافت پر چراغ پا تھا پھر دادی کی آمد اور مسزاد پری کے بیان اور آنسوؤں نے اس کو ان کے سامنے صفائی پیش کرنے یا سمجھانے کی قابل ہی نہ چھوڑا تھا۔ اسے محسوس ہوا وہ زمین کی عمیق گہرائیوں میں دھنستا چلا جا رہا ہو۔ لمحے بھر کو اماں جان کو محسوس ہوا سر پر چھت آن گری ہو اور ان کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا ہو' یکلخت اندھیروں کی یلغار ہوگئی گھٹن و حبس اتنا بڑھ گیا کہ ان کو سانس لینے میں بھی دشواری ہونے لگی۔

''طغ......رل!'' انہوں نے پری کو سینے سے بھینچتے ہوئے دبے دبے انداز میں کہا' ان کے لہجے میں بے یقینی و بے اعتمادی تھی۔ ''مجھے یقین نہیں آ رہا ہے......طغرل......طغرل نے ایسی حرکت کی......؟ مجھے یہ امید نہیں ہے۔ میرا بچہ' میرا خون ایسا گھٹیا نہیں ہوسکتا۔'' ان کی جہاندیدہ نگاہیں طغرل کے چہرے کو تکتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ اس کی روشن پیشانی' براؤن آنکھوں سے چمکتی ذہانت اور وجیہہ چہرے پر ثبت شجاعت و شرافت اس کے کردار کو روشن کیے ہوئے تھی کسی چاند کی مانند۔

❁......□......❁

یہ کیا کہا تھا انہوں نے کہ وہ اس کی نگرانی کرتی تھیں کہ وہ گھر سے فرار نہ ہو جائے وردہ کی باتوں میں بہک کر......!!

''میں پاگل ہو جاؤں گی پلیز......پلیز! آپ کو مجھ سے ذرا سی بھی ہمدردی ہے تو آپ مجھے وہ سب کچھ جو آپ جانتی ہیں' بنا کسی ہچکچاہٹ کے بتا دیں۔'' وہ ہاتھ جوڑ کر منت بھرے انداز میں گویا ہوئی۔

''ٹھیک ہے' مجھے بھی وقت کی نزاکت کا احساس ہے اور نہ ہی میں کوئی سنسنی پیدا کرنے کی شوقین ہوں۔ میں نے آپ کو بتایا کہ مجھے از خود ہی آپ کے گھرانے سے ایک انسیت و قربت کا احساس ہوتا ہے' مجھے جب بھی اپنے والدین اور اپنا گھر یاد آتا تو میں گیلری میں کھڑی ہو کر تمہارے گھر کو دیکھا کرتی تھی۔ اسی دوران میں نے دیکھا تم کالج اور کوچنگ سینٹر ایک لڑکی کے ساتھ جاتی ہو اور وہ لڑکی جس کا نام مجھے بعد میں معلوم ہے وردہ ہے۔ وہ لڑکی مجھے پہلی نگاہ میں مشکوک محسوس ہوئی تھی اور پھر آپ سے اس نے جس تیزی و ہوشیاری سے دوستی کی' اس نے میرے گمان کو سچ کر دکھایا۔'' وہ کچھ توقف کے لیے چپ ہوئیں تو رجاء بول اٹھی۔

''لیکن......آپ کو کیسے معلوم ہوا وہ سب جو وردہ اور میرے درمیان تھا؟''

''وردہ کے ہاں جو ملازمہ کام کرتی ہے' وہ میرے ہاں کام بھی کرتی ہے۔ اس نے ہی ان لوگوں کی عجیب و غریب باتیں سن کر مجھے بتایا تھا کہ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔ میں نے اس کو کہا وہ اپنے کام سے کام رکھے' کسی کے گھریلو معاملات کی ٹوہ نہ لے مگر جب وردہ کی دوستی آپ سے کچھ زیادہ ہی شدت اختیار کرتی گئی اور وہ اپنے گھر آ کر آپ کے بارے میں اپنے گھر والوں سے باتیں اور منصوبہ بندی کرتی تو اس ملازمہ سے رہا نہ گیا اور وہ چھپ چھپ کر ان کی باتیں سنتی رہی اور مجھے بھی مطلع کرنے لگی کیونکہ آپ کے گھرانے سے مجھے جو انسیت تھی اس سے وہ واقف تھی اور وہ خود بھی آپ لوگوں کی بے حد عزت کرتی ہے۔''

''منصوبہ بندی کیسی...... کیا اس کے گھر والے بھی شامل تھے؟'' اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے استفسار کیا۔

''وہ ایک گروہ ہے' جن کا طریقہ واردات یہ ہے کہ حسین وکم عمر لڑکیوں کو وہ مختلف طریقوں سے اپنے جال میں پھنسا کر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں جس میں سے ایک طریقہ وردہ نے آپ پر آزمایا...... جس چالاکی سے اس نے آپ سے دوستی کی اور پھر ایک دن اتفاقاً سنی سے ملوادیا' حالانکہ وہ اتفاق نہیں تھا' ایک منصوبہ تھا اور نا ہی سنی کا رشتہ وردہ سے کزن کا تھا' دراصل وہ اس گروہ کا سرغنہ ہے۔ یہ لوگ لڑکیوں کو محبت کے جال میں جکڑتے ہیں' مہنگے مہنگے تحائف کے ذریعے انہیں للچاتے ہیں' پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ لڑکیاں ان کی محبت میں گھر چھوڑنے کے لیے تیار ہوجاتی ہیں اور...... یہ لوگ ان کو فروخت کرکے اچھی رقم حاصل کرکے اگلے شکار کی طرف بڑھ جاتے ہیں۔'' وہ جو کہہ رہی تھیں کسی لفظ میں کوئی ابہام نہیں تھا۔

وردہ کی نیت پر قول وفعل پر اس کو اکثر شک سا ہونے لگتا تھا مگر پھر وہ یہ سوچ کر خود کو سرزنش کرتی کہ بھلا اس میں اس کا کیا مفاد...... ماسوائے اس کے کہ وہ اپنے کزن سے بہت محبت کرتی ہے' اس کی خاطر یہ سب کررہی ہے۔ اللہ نے اس کو بچالیا تھا' کسی نیکی کے عوض یا پھر ماں باپ کی دعا کے باعث...... بچپن سے کٹر مذہبی ماحول میں پرورش پانے کے باوجود وہ وقتی طور پر بھٹک گئی تھی۔ وردہ اور سلمان کا پھیلایا ہوا جال ایسا دلفریب تھا کہ وہ اپنی حدود کو فراموش کرگئی۔ یہ بھی بھول گئی کہ اس کا تعلق اس گھرانے سے ہے جہاں پر عمل کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔

اس کی نیت میں کھوٹ تھا' بغاوت اور منافقت آگئی تھی۔ یہی منافقت اس کو شیطان کے شر میں دھکیل گئی تھی' لیکن یہاں بھی اس کے والدین کے اللہ سے تعلقات نے اسے رسوائیوں وگناہوں کے بحر میں ڈوبتے ہوئے بچالیا تھا' اس پر رحم وکرم کردیا تھا۔ وہ پھر رونے لگی یہ تشکر کے آنسو تھے...... شرمندگی وندامت کے آنسوؤں کا سیل رواں تھا' اس عظیم ترین ہستی کے حضور جو خود فرماتا ہے۔

''تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔''

''مجھے معاف فرما میرے ربّ! مجھ عاصی کو معاف کردے' تیری رحمتوں کی ہر بوند سب پر یکساں برستی ہے' تیری نعمتوں کی سرفرازی سے پتھروں کی کوکھ میں رہنے والے کیڑے بھی محروم نہیں رہتے' ہر برگ وشجر تیری تسبیح بیان کرتا ہے۔ اے خالق کائنات! تُو اپنے ہر بندے سے محبت کرتا ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد...... یہ تیری محبت ہے تُو ہے جو مجھ جیسی بھٹکی ہوئی منافق بندی پر تُو نے بے حساب فضل کردیا۔'' اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری تھی' وہ روئے جارہی تھی۔

''شام گہری ہونے لگی ہے قبل اس کے کہ رات پھیل جائے' آئیں میں آپ کو گھر چھوڑ آؤں' ورنہ آپ کی والدہ پریشان ہوجائیں گی۔'' وہ خود بھی بے آواز روتی رہی تھیں اس کے ساتھ...... پھر کچھ دیر بعد کھڑی ہوکر گویا ہوئیں۔ لمحہ بھر کے لیے اس کی آنکھوں میں ہراس اُمڈ آیا تھا۔

''گھبراؤ نہیں! میں معاملہ سنبھال لوں گی۔'' اس کو پریشان دیکھ کر تسلی دی۔

❁......□......❁

''نہیں...... نہیں طغرل ایسی گری ہوئی حرکت نہیں کرسکتا' مجھے یقین نہیں ہے' تمہیں غلط فہمی ہے۔ یہ بھائی ہے تمہارا پری! تم غلط سمجھی ہو۔ جو غلط کام کرتے ہیں' جن کے ارادے بد ہوتے ہیں وہ نگاہ ملانے کے قابل نہیں رہتے' ان کے چہرے سے مکروہ ذہنیت جھانکنے لگتی ہے لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا جس پر کسی شرمندگی یا خجالت کی نہیں بلکہ غصے ورنج کی سرخی تھی۔'' اس نے نگاہ اٹھا کر دادی کو دیکھا تھا پھر نگاہیں جھکالی تھیں شدید دکھ تاسف تھا ان آنکھوں میں اور آنکھیں تو وہ جادوئی آئینہ ہیں جو ہمارے اندر کو بھی اسی طرح دکھاتی ہیں جس طرح ہمارے باہر کا عکس۔ دادی جو کسی خیال کے تحت کانپ اٹھی تھیں' طغرل کے چہرے وآنکھوں سے حقیقت جانچنے کے بعد نرمی سے گویا ہوئی تھیں۔

''دادی جان!'' وہ دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے غم زدہ لہجے میں بولی۔

''آپ...... آپ ابھی ان کی حمایت لے رہی ہیں...... یہاں بھی آپ کو میں جھوٹی لگ رہی ہوں؟ میں......!''

''دل چھوٹا مت کرو پری! میں کسی کی بھی جھوٹی حمایت نہیں لوں چاہے تم ہو یا یہ...... تم دونوں برابر ہو میرے لیے۔ دونوں میرے بیٹوں کی اولاد ہو' میرا خون ہو میں کسی طرح کسی ایک کی حمایت لے سکتی ہوں۔ بتاؤ؟''

''دادی جان! ان محترمہ کو اخلاقی تربیت کی بے حد ضرورت ہے۔'' وہ برہم نگاہ ان پر ڈالتے ہوئے گویا ہوا۔
''تم خاموش رہو وہ بچی ہے ابھی......!''
''سوری دادی جان! یہ بڑی ہوگئی ہیں...... بلکہ ''بہت زیادہ'' بڑی ہوگئی ہیں اتنی بڑی کہ ان کو اخلاقیات کا کچھ خیال نہیں۔'' اس کے لفظوں میں بھی تپش تھی۔ پری نے اس کی طرف دیکھنا گوارانہ کیا' اس نے بھیگی نگاہوں سے دادی کی طرف دیکھا اور کہا۔
''جن کی مائیں نہیں ہوتیں ہیں ان لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ کل کو اس سے زیادہ بھی میرے ساتھ ہو جائے گا تو پھر بھی آپ یقین نہیں کریں گی۔'' وہ روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔
''یہ کیا کہہ دیا تُو نے پری...... پری!'' وہ گھبرائی ہوئی سی اس کے پیچھے جانے لگیں۔ تب ہی طغرل نے انہیں روک لیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بیٹھا دیا۔
''یہ کیا کہہ گئی پری...... اس کی ماں نہیں ہے...... وہ بن ماں کی ہے؟'' ان کا نازک بدن دھیرے دھیرے کانپنے لگا تھا۔ رنج و دکھ سے...... طغرل جو پہلے ہی شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھا' ان کی حالت دیکھ کر وہ سخت سراسیمہ ہو گیا۔ پری کی بات نے دادی کی حالت غیر کر دی تھی۔
''آپ پریشان نہ ہوں دادو! ایسا ہو جاتا ہے' کبھی کبھی۔'' دادی جان نے کوئی جواب نہیں دیا' لمحے بھر میں وہ پسینے میں شرابور ہو گئی تھیں اور گہرے گہرے سانس لینے لگی تھیں۔ طغرل نے ان کی طبیعت بگڑتے دیکھ کر فوراً ان کو بازوؤں میں اٹھایا اور ان کے کمرے کا رخ کیا تھا۔ پری کمرے میں گھٹنوں میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔ اس نے آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھا تو دادی نڈھال سی طغرل کے بازوؤں میں تھی' وہ بے حد پریشان سا انہیں اٹھائے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ رونا بھول کر دادی کی طرف بڑھی تھی جن کو وہ بیڈ پر لیٹا چکا تھا۔
''کیا ہوا دادی کو......؟'' وہ بے حد پریشانی سے طغرل سے ہی مخاطب ہوئی۔
''اگر دادی کو کچھ ہو گیا ہے تو...... میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ یاد رکھنا!'' اس کی بھاری آواز میں خوف ناک عزم تھا۔ پری نے جواباً خاموشی اختیار کی اور تیزی سے آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل سے ان کے لیے دوا نکالنے لگی۔ ان کی یہ حالت عموماً ہو جاتی تھی۔ طغرل ڈاکٹر کو فون کرنے لگا تو دادی نے منع کر دیا تھا۔ وہ ان کے قریب بیٹھ کر سر دبانے لگا۔ پری نے ان کو دوا کھلائی' اس کے چہرے پر ایک دم پریشان و تفکر عیاں ہونے لگا۔ طغرل بیڈ پر بیٹھا دادی کا سر دبا رہا تھا۔ وہ اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ دوسرے کے بیٹھنے کی گنجائش نہ تھی۔ پری دور سے ہی دادی کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ دل میں ان کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھی۔ چند لمحوں قبل ہونے والی بدگمانیاں وہ فراموش کر بیٹھی تھی' یاد تھا تو صرف یہ کہ...... دادی اس کی کُل کائنات ہیں' وہ ہیں تو سب کچھ ہے' وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔
''طغرل! بس کر...... کب سے دبا رہا ہے' آرام آ گیا ہے مجھے۔'' چند لمحوں کے بعد دادی کی پُرسکون آواز نے ماحول میں چھائی وحشت و سناٹے کو شکست دی تو ان کی شیریں آواز نے ان دونوں کے تفکر سے لبریز اذہان میں سکون و مسرت کی لہریں سی دوڑا دی تھیں۔
''شکر خدا کا دادی جان! میری بات مان لیں ڈاکٹر کو بلانے دیں مجھے۔'' وہ دادی کے ہاتھ چومتا ہوا اصرار کرنے لگا۔
''کیا کرے گا وہ مُوا ڈاکٹر آ کر...... ماسوائے سوئیاں چبھونے کے' تم جو میری اولاد میرے خاندان کے امین ہو' در اصل تم ہی میرے ڈاکٹر' تم ہی میرے مسیحا ہو۔ میرا علاج تمہارے ہی ہاتھوں میں ہے' تمہاری محبت مجھے شفا دے گی تو تمہاری لڑائیاں بیماری...... ویسے بھی اس عمر میں خوشی برداشت ہوتی ہے نا ہی دکھ۔''
''دادی جان! اس دنیا میں آپ میری عزیز ہستی ہیں آپ سے بڑھ کر میں کسی سے محبت نہیں کرتا اور آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں' ان محترمہ کو جو غلط فہمی ہوئی ہے...... بلکہ خوش فہمی ہوئی ہے کہ میں نے ان کا ہاتھ پکڑا ہے تو بس اگر میں نے از حد خود ایسی گری ہوئی حرکت کی ہو جو آپ کو ہی نہیں' مجھے میری نظروں سے گرا دی...... بلکہ اگر کسی کو آپ کے سر کا یقین نہ آئے تو میں اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں' غیر ارادی طور پر ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں آ گیا تھا' اگر جھوٹ بولوں تو ابھی مر جاؤں۔'' اس نے ان کے سر سے ہٹا کر ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا تھا اور بہت سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا تھا' در حقیقت وہ غیر محسوس طریقے سے پری سے مخاطب تھا۔ اس کی پشت اس کی طرف تھی' وہ از خود سیدھا نہ ہوا تھا۔

''کیسی دادی کا دل ہلانے والی بات کرتے ہو طغرل! تم ہزاری عمر پاؤ۔ مریں تمہارے دشمن۔'' وہ دھل کر گویا ہوئی۔

''میرے دشمن بڑے ڈھیٹ ہیں' آسانی سے نہیں مریں گے۔'' پری کو محسوس ہوا وہ دانستہ اس کو سنا رہا ہے۔ وہ مجبوراً چپ رہی تھی۔

''تم کیا وہاں کھڑی منہ بسور رہی ہو' یہاں آؤ میرے قریب۔'' وہ زیادہ دیر اس سے خفا نہیں رہ سکتی تھیں۔

اس کا دل چاہا وہ بھاگ کر ان کے سینے سے لگ جائے۔ ان کو کہے گئے لفظوں کی گہرائی کا اس کو اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ غصے و جذبات میں ان کو کتنا بڑا طعنہ دے گئی تھی جو کسی طرح بھی مناسب و برحق نہ تھا۔

''دادی جان! ابھی آپ لیٹی رہیں' آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔'' وہ جو پری کو سینے سے لگانے کے لیے اٹھ رہی تھیں' اس نے انہیں اٹھنے نہیں دیا تھا۔ پری کو آگے بڑھتے دیکھ کر دادی کے قریب ہی نیم دراز ہو گیا تھا۔ پری کے بڑھتے قدم رک گئے تھے۔ وہ جانتی تھی اس سے جو غصے میں انتہائی بے وقوفی ہوئی ہے اس کے بدلے میں اس کو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

''دادی جان! چائے لاؤں آپ کے لیے؟'' دور سے ہی دریافت کیا۔

''ہاں! لے آؤ' طغرل اور اپنے لیے بھی لانا۔'' وہ سر ہلاتی ہوئی کمرے سے نکل آئی' کچن میں جانے کے بجائے ٹیرس پر چلی آئی تھی۔ موسم ابر آلود تھا۔ بھیگی بھیگی ہوا نے اس کی اندر کی گھٹن کو قدرے سکون بخشا تو وہ گہرے گہرے سانس لیتی ہوئی خود کو ملامت کرنے لگی۔

''یہ کیا ہو گیا تھا مجھے...... کیوں کہا میں نے اس کو ایسا...... وہ لاکھ آزاد خیال سہی' یہاں آ کر اس کی ہمت نہیں ہو سکتی' کسی ایسی ویسی حرکت کی۔''

''جب اس کو معلوم تھا گھر میں دادی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے پھر دادی جب عبادت کرتی ہیں تو اردگرد سے بالکل ہی غافل ہو جاتی ہیں پھر اس کو معلوم ہے تم کمرے میں تنہا ہو اس کو پسند نہیں کرتی ہو تو وہ کسی اچھی نیت سے نہیں آیا ہو گا۔'' اس کے اندر سوال و جواب جاری تھے۔

''اس نے دادی کی قسم کھائی ہے اور میں جانتی ہوں' اس میں ڈھیروں برائیاں سہی' مگر وہ دادی سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ کبھی ان کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا۔ مجھے ہی غلط فہمی ہوئی تھی مگر میں نہیں مانوں گی۔'' وہ خود کو تسلی دے کر کچن میں چلی آئی' چائے دادی کی من پسند تھی اس کو جب بھی ان سے کوئی بات منوانی ہوتی یا کوئی ناراضی دور کرنی ہوتی تو وہ ان کو چائے پلا کر ہی راضی کر لیا کرتی تھی۔

''دادی جان! آپ نے مجھے معاف کر دیا نا! حالانکہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا اور نا ہی میں اس کو ایسا تنگ نظر و تاریک ذہن سمجھتا تھا۔'' پری کے وہاں سے جانے کے بعد وہ بیٹھ کر ان سے رنجیدگی سے مخاطب ہوا تھا۔

''یہاں معافی تلافی کا سوال نہیں ہے بیٹا! بات آ جاتی ہے ہمارے رہن سہن اور عادت و مزاج کی' میں نے تصویروں میں دیکھا ہے تمہیں' کس طرح تم گوری میموں کے ساتھ جڑ کر بیٹھے ہو' کھڑے ہو' ان بے حیاؤں میں تہذیب ہے نہ تمیز ہے۔''

''اوہ! آپ نے تصویریں کیسے دیکھ لیں؟'' وہ بری طرح خجل ہوا۔

''ابرو لے کر آئی تھی میرے پاس...... میں نے تو ان بے حیاؤں کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا اور تم ان سب سے کس بے تکلفی سے جڑے کھڑے ہو' تمہاری غیرت و حمیت اس وقت کہاں چلی گئی تھی؟'' انہوں نے حقیقت میں اس کو بغلیں جھانکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے کبھی یہ سوچا ہی نہ تھا کلاس فیلوز اور فرینڈز کے ساتھ کے وہ یادگار لمحے جو تصویروں کی صورت میں قید ہو چکے تھے' کبھی ان کے سامنے بھی آ جائیں گے اور وہ نگاہ نہ اٹھا سکے گا۔

''وہ...... دادی! میرے ساتھ پڑھنے والی لڑکیاں ہیں' کچھ پپا کے دوستوں کی بیٹیاں ہیں۔'' وہ بُری طرح پھنس گیا تھا۔

''تمہارے لیے تو نامحرم ہی ہوئیں نا سب کی سب......؟''

''وہ سب چلتا ہے۔ پپا نے آزادی دینے سے قبل ہمیں ہماری حد بھی سمجھا دی تھی اور ہم نے کبھی وہ حد عبور کرنے کی سعی بھی نہ کی۔''

''ارے بچے! تو حد عبور کرنے میں پھر رہ ہی کیا جاتا ہے۔ ان ہی آزادیوں نے تمہیں یہ دن دکھایا ہے۔ اگر تمہاری عادت لڑکیوں سے بے تکلفی کی نہیں ہوتی تو تم غلطی سے بھی پری کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتے تھے۔'' وہ دوٹوک انداز میں گویا ہوئی تھیں۔

''میں یہاں کے ماحول' ریت رواجوں کو جانتا ہوں' بھولا نہیں ہوں۔ رشتوں کا تقدس و احترام میرے اندر ہمیشہ سے موجود ہے۔''

''یہاں اور وہاں کیا......؟ عورت جہاں بھی ہو احترام کے قابل ہوتی ہے۔ ہر عورت کا ایک تقدس و وقار ہوتا ہے۔ میری یہ تربیت تو نہیں ہے کہ

تم صرف گھر اور خاندان سے وابستہ عورتوں و بچوں کو احترام کی نگاہ سے دیکھو اور پھر مرد تو وہ ہی اصل ہوتا ہے جو ہر موقع، ہر جگہ پر اپنے نفس کو قابو کرے۔''

''اب ایسا نفس پرست میں نہیں ہوں دادی جان!'' اس نے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے شرمسار لہجے میں کہا۔

''آپ سے دوری کا سبب یہ دوستیاں بنی ہیں، آپ میرے پاس ہوتیں تو مجھے کسی سے دوستی کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔''

''ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہاری ماں اور باپ تمہیں کتنا وقت دیتے ہوں گے یہ میں دیکھ رہی ہوں۔ بہو ایک ہفتے کا کہہ کر گئی تھیں، چار ہفتوں بعد بھی آنے کا ارادہ نہیں ہے۔ یہی حال تمہارے باپ کا ہے، بہن بھائی اپنے اپنے گھروں میں مگن ہیں، ایسے میں تم باہر دوستیاں نہ پالو گے تو کیا کرو گے؟'' دادی کو جلد ہی اس کی بات پر یقین آ گیا تھا۔ وہ پری کے آنے سے قبل ہی کمرے سے چلا گیا تھا۔

❁......□......❁
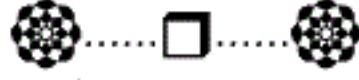
وہ جب گھر میں داخل ہوئی تو اس کا رواں رواں لرز رہا تھا۔ وہ جس امتحان سے گزر کر آئی تھی اس نے اس کی تمام توانائیاں سلب کر لی تھیں۔ قدم قدم پر وہ لڑکھڑا رہی تھی، اگر ان جیسی مہربان ہستی کا سہارا نہ ہوتا تو وہ چل نہیں پاتی۔ وقت بھی اپنے اندر کتنے اسرار، کتنے بھید رکھتا ہے، آنے والے ہر لمحے کی خبر اسے ہوتی ہے۔ صبح جب وہ وردہ کے ساتھ گھر سے نکلی تھی تو اس کو کیا معلوم تھا کہ شام کے ڈھلتے سائے میں اسی گھر میں قدم رکھتے ہوئے اس کو اجنبی درد سے گزرنا پڑے گا۔ ندامت و شرمندگی کے بوجھ سے سر جھکا رہے گا۔ دروازہ امی نے ہی وا کیا تھا۔

ان کے چہرے پر طمانیت بھری دھیمی مسکان تھی کوئی وحشت و فکر نہ تھی۔ رجاء کے ساتھ اس خاتون کو دیکھ کر لمحے بھر کو وہ تحیر کی شکار ضرور ہوئی تھیں۔ اس عورت کو پورا محلّہ ناپسند کرتا تھا کہ بدنام تھیں وہ محلے میں...... لیکن ان کی خوش خلقی و نرم مزاجی کا درس تھا کہ انہوں نے پورے خلوص سے ان کے سلام کا جواب دے کر اپنے گھر میں خوش آمدید کہا تھا۔

''یہاں کے لوگ تو مجھے بہت ناموں سے پکارتے ہیں، آپ جانتی ہوں گی۔'' وہ کارپٹ پر احترام سے بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''لوگوں کو چھوڑیئے، آپ مجھے اپنا نام بتایئے؟'' رضیہ کے لہجے میں محبتوں بھرا اصرار اور بے غرض خلوص تھا۔

''جی میرا نام ماہ رخ ہے۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

''ماشاء اللہ! اسم با مسمیٰ ہیں آپ...... گھر والوں نے بڑی چاہت سے نام رکھا ہوگا؟'' رضیہ ان کی ہم عمر ہی تھیں مگر ان کی طبیعت میں جو عاجزی، انکسار و بزرگانہ پن رچ بس گیا تھا، اس کے باعث کوئی بھی ان کے سامنے ہوتو ان کا انداز ایسا ہی بزرگانہ و مشفقانہ ہوتا تھا۔

''میں ڈر رہی تھی یہاں آتے ہوئے، کہیں آپ مجھے گھر میں داخل نہ ہونے دیں کہ میرے آنے سے قبل ہی یہاں میری رسوائیوں کے چرچے پہنچ چکے ہیں مگر آپ نے تو بے حد فراخدلی سے میرا استقبال کیا ہے، مجھے عزت دی ہے۔'' ماہ رخ رجاء کے ساتھ آتے ہوئے خوف زدہ تھیں کہ ان جیسی بدنام عورت کے ساتھ وہ اپنی بیٹی کو آتے دیکھ کر نہ معلوم ان کا کیا رویہ ہو؟ وہ اس کو اپنی دہلیز پار کرنے نہیں دیں گی یا شاید اندر بلا کر بے عزت کر کے نکالیں مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ وہ محلے والوں کے خوف سے چادر میں منہ ڈھانپ کر آئی تھیں اور یہ ان کے نیک ارادے کی برکت تھی کہ گلی میں چند کھیلتے بچوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

''عزت و ذلت سب ربّ کے ہاتھ میں ہے، میرے گھر آنے والا ہر مہمان قابل عزت ہوتا ہے پھر آپ کی یہاں آمد سے میرا دل گواہی دیتا ہے میرے ربّ نے مجھ پر کوئی خصوصی کرم کیا ہے، آپ کی آمد بلا سبب نہیں ہے بہن!'' وہ سادہ لہجے میں بہت کچھ کہہ گئی تھیں۔

ماہ رخ سوچنے لگیں انہیں اس اندوہناک حادثے کا اس انداز میں بتائیں کہ رجاء کی عزت و وقار بھی ان کی نگاہوں میں مجروح نہ ہو اور ان کا عتماد و اعتبار بھی سلامت رہے۔ وہ بے حد احتیاط سے لفظوں کی مالا پرونے لگیں۔ رجاء دوسرے کمرے میں چلی آئی تھی اس پر حزن وملال طاری تھا آج کے دن کتنے تجربوں سے گزری تھی وہ...... کتنے دھوکے کھائے تھے۔

وردہ کی دوستی میں دھوکا اور سنی کی محبت کا فریب!

اس کے دل میں شکستگی پھیل گئی تھی، مہیب سناٹا ہر سو چھا گیا تھا۔ ماہ رخ نے مختصر لفظوں میں رضیہ کے گوش گزار حقیقت کر دی تھی۔

''یہ رجاء نہیں، میری غلطی تھی۔ میں نے کیوں اعتبار کیا اس لڑکی پر...... وہ دونوں کمرے میں گھنٹوں کیا باتیں کر رہی تھیں، یہ مجھے سُن گُن لینا چاہیے تھی۔'' رضیہ نے خود کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا۔

''اس دور میں تو خصوصاً لڑکی کی دوستوں پر نگاہ رکھنی چاہیے ورنہ بعض اوقات اتنے بڑے نقصان سے گزرنا پڑتا ہے کہ جس کا ازالہ کبھی بھی نہیں ہو پاتا' کسی صورت بھی نہیں۔'' ان کی آنکھوں میں نمی درد بن کر ابھرنے لگی تھی۔

دل کی دنیا تو رضیہ کی بھی زیروزبر تھی پر ان کو جذبات پر دسترس حاصل تھی۔ وہ صبر واستقلال کا پیکر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

''مجھے اپنے اللہ پر پورا یقین ہے' اس کو میں نے کبھی اپنے گمان سے مخالف نہیں پایا ہے۔ رجاء کو جاتے وقت میں نے اس ہی ربّ کائنات کے سپرد کیا تھا اور جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے محفوظ رکھا' ایسی عنایت اس نے مجھ گناہ گار پر کی کہ کشتی کو بیچ بھنور سے صحیح وسالم نکال لایا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے ربّ کا شکر ادا کروں گی جس نے اتنی بڑی آزمائش سے مجھ خطا کار کو نکال لیا' جس کا میں آخری دم تک شکر ادا کرتی رہوں گی۔'' وہ ایک جذب کے عالم میں وضو کرنے کے لیے اٹھی تھیں۔

''میں اب اجازت چاہوں گی۔'' ماہ رخ بھی کھڑی ہوگئی تھیں۔

''آج میرے شوہر شب جمعہ میں گئے ہوئے ہیں' صبح ہی آئیں گے میں آپ کو کھانا کھائے بنا جانے نہیں دوں گی۔'' وہ پُرخلوص انداز میں گویا ہوئی تھیں۔

❁......□......❁

رات قطرہ قطرہ بھیگتی جارہی تھی' نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ایک ہفتہ گزر گیا تھا اس کے اور طغرل کے درمیان لڑائی ہوئے۔ اس دن سے اس نے اس راہ پر گزرنا چھوڑ دیا تھا' جہاں سے اس کا گزر ہو وہ بھی اس کو پوری طرح سے نظرانداز کیے ہوئے تھا۔ ان دونوں کے درمیان جاری سرد جنگ سے صرف دادی ہی واقف تھیں اور اس بار انہوں نے ان کی صلح کرانے کی سعی بھی نہ کی تھی۔ وہ زیادہ تر چپ رہنے لگی تھیں اور اس دوران طغرل نے بھی گھر سے باہر زیادہ وقت گزارنا شروع کر دیا تھا۔ اب اللہ ہی جانے وہ سچ مچ مصروف تھا یا مصروفیت کا بہانہ تھا' وہ جانتی تھی دادی اس میں بھی اس کا قصور ہی ٹھہرائیں گی کہ خوش ہو جاؤ' تمہاری وجہ سے بچہ گھر سے باہر رہنے لگا ہے۔ تم چاہتی بھی یہی تھیں نا......! لیکن ایسا کچھ نہیں تھا۔ دادی چپ تھیں۔ ڈانٹ ڈپٹ تھی نہ صلواتیں...... اور اسے ان کی یہ خاموشی کسی سزا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ ان کی سنجیدہ خاموشی میں اس قدر رعب ودبدبہ ہوتا تھا کہ وہ ہزارہا کوششوں کے باوجود بھی کچھ کہہ نہ پاتی تھی۔ خاموشی کی مار وہ جو کسی اپنے کسی ''خاص'' بندے کی طرف سے پڑے تو کتنا درد دیتی ہے' وہ ہی جان سکتا ہے جس نے یہ مار سہی ہو وہ نڈھال ہوگئی تھی' اب برداشت کی تاب ہی نہ تھی کہ روح تک میں تھکن اتر گئی تھی۔ اس نے دیکھا دادی سو رہی تھیں۔ وہ آہستگی سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور ان کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھیں بھرنے لگیں۔

دادی وہی تھیں' چہرہ بھی وہی تھا۔ لیکن...... ان کا مزاج بدل گیا تھا۔ ان کی محبت بدل گئی تھی اور وہ خود بدل گئی تھیں' اس شخص کے لیے جس کو سب کچھ حاصل تھا۔ ماں باپ کی محبت' بہن بھائی کا پیار' دوستوں' کزنز کی چاہتیں' وہ ہر محبت سے سیراب تھا اور اس کے پاس کیا تھا......؟ ماں و باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ ان سے محبت حاصل نہ کر سکتی تھی۔ بہن بھائی بھی سوتیلے رشتوں میں جکڑے ہوئے تھے ہر رشتہ اس کے لیے مفاد وغرض کی دھند میں لپٹا ہوا اور اس سے دور تھا۔ فقط ایک دادی تھیں جو اس کے لیے ہر رشتے کا بدل تھیں اور جب سے وہ بے خبری میں اپنی ڈار سے جدا ہوگئی ہو اور رات کی تاریکی میں بھٹکتی پھر رہی ہو اپنے آشیانے کی تلاش میں اور تلاش تھی کہ ختم ہونے میں نہ آرہی تھی۔

''دادی! دادی جان! مجھے معاف کر دیں۔'' وہ تہجد کے لیے بیدار ہوئیں تو اس کو روتے ہوئے دیکھ کر ہکابکا رہ گئی تھیں پھر قبل اس کے کہ وہ بولتیں' پری ان سے لپٹ کر بولی۔

''ارے کیا پاگل ہوگئی ہے پری!'' وہ آنکھ کھلتے ہی اس افتاد پر بوکھلا گئیں۔ ''رات کے اس پہر کس خطا کی معافی مانگی جارہی ہے بھلا۔''

''مجھے معاف کر دیں' آپ خفا ہیں نا مجھ سے اس دن سے ہی......؟'' وہ کسی جونک کی مانند ان سے لپٹ گئی تھی۔

''ارے تو مجھے چھوڑ تو سہی......''

''نہیں...... میں آپ سے اس وقت تک لپٹی رہوں گی' جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گی۔'' وہ روئے جا رہی تھی۔

''یہ تم مجھ سے معافی مانگ رہی ہو یا مجھے جکڑ کر سزا دے رہی ہو۔''

''دادی! خدارا آپ مجھے ماریں' ڈانٹیں' سزا دیں۔ مجھے سب منظور ہے مگر مجھ سے خفا مت ہوں' آپ کے بغیر کہاں جی پاؤں گی میں۔'' وہ ان سے لپٹے روتے ہوئے کہہ رہی تھی' اس کے انداز میں جو تڑپ جو اضطراب و بے چینی تھی' سب سے دادی واقف تھیں۔

''بہت جلدی احساس ہو گیا تمہیں میری خفگی کا......؟'' وہ سنجیدگی سے بولیں۔

''سوری دادی! بہت پہلے مجھے احساس ہو گیا تھا۔ اسی دن کہ میں آپ کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کر بیٹھی ہوں' اسی وقت میں معافی مانگنا بھی چاہتی تھی بلکہ کوشش بھی کی پر آپ نے موقع ہی نہیں دیا۔''

''میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔'' ان کے لہجے میں سنجیدگی تھی' پری بھی ان کے قریب بیٹھی بغور ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ''ہاں' فکرمند ضرور ہوں' اس دن معمولی بات پر کتنا بڑا ہنگامہ کھڑا ہوا۔ بات ساری سوچ کے فرق کی تھی شاید دل کے اندر بھری اس نفرت کی جو اچھائی کو بھی برائی میں بدل دیتی ہے' یہی نفرت بہت بڑا شر پھیلا سکتی تھی اگر اس دن بہو اور بچیاں گھر میں موجود ہوتیں تو......! تم تو جانتی ہو نا تمہاری سوتیلی ماں اور بہن کس طرح تمہارے خلاف رہتی ہیں؟'' وہ سر جھکائے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ ''خود سوچو! اس دن صباحت' عادلہ' عائزہ گھر میں ہوتیں تو کیا عزت رہ جاتی طغرل کی......اور تم بھی کس طرح صفائی پیش کر سکتی تھیں؟ ساری زندگی کے لیے منہ کالا ہو کر رہ جاتا' صباحت تو پورے خاندان میں ڈھنڈورا پیٹ دیتی' کس طرح بیٹے پر الزام تراشی کرتی اور بھائی بھائی سے روٹھ جاتا' خاندان ہی بکھر کر رہ جاتا اور بکھری ہوئی ذاتیں آسانی سے نہیں سمیٹی جاتی ہیں پری!'' ان کی دور اندیشی نے لمحہ بھر میں ساری صورت حال کا تجزیہ کر دیا تھا جو ذرا بھی غلط نہ تھا۔

''سوری دادی جان! مجھے اتنی گہرائی میں سوچنا نہیں آتا ہے اور نا ہی جان بوجھ کر میں نے وہ حرکت کی تھی۔ آپ نے بچپن سے ہمیں سمجھایا کہ اپنی حفاظت کرو' کوئی بلائے تو مت جانا' کوئی چاکلیٹ' بسکٹ' کھلونا وغیرہ دے تو مت لینا اور کوئی ہاتھ پکڑے تو منہ توڑ دینا' یہی سب سمجھاتی آئی ہیں نا آپ ہمیں؟'' دادی نے اس کی بات پر سر پکڑ لیا تھا۔ ''شکر کیجیے' میں ان کے ہاتھ پکڑنے پر چیخی تھی منہ نہیں توڑا تھا۔''

''ہیں...... ہیں...... ہیں......! زبان کو لگام دے لڑکی! جو منہ میں آ رہا ہے وہ بکے جا رہی ہے۔ آئی بڑی ٹارزن کی اولاد منہ توڑنے والی! وہ سب میں نے باہر کے مردوں کے لیے کہا تھا یا یہ کہا تھا کہ گھر کے مردوں پر ہی بے اعتباری جتانے لگو؟'' وہ اس کو ڈانٹتے ہوئے تیز لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔ ''بہت عقل مند بنتی ہے پر عقل ٹکے کی نہیں ہے تجھ میں...... آئندہ کوئی ایسا واویلا مچانے کی ضرورت نہیں ہے' اپنی اور دوسروں کی عزت کا خیال کرنا سیکھو۔ طغرل کو میں سمجھا چکی ہوں کہ وہ یہاں بیٹیوں کے درمیاں ہے' ان نانہجاز میموں کے درمیان میں نہیں ہے جو مادر پدر آزاد ہیں' تم بھی خود پر قابو پاؤ' یہ جو آنکھیں بند کر کے منہ کھول دیتی ہو' اچھا نہیں ہے۔'' وہ اپنے اصل میں آ گئی تھیں۔ پری کو ان کی ڈانٹ میں بھی اپنائیت محسوس ہو رہی تھی۔

❁......▢......❁

فیاض صاحب مطالعے میں مصروف تھے معاً وہ دروازے پر دستک دے کر اندر آیا۔

''آئیں طغرل!'' انہوں نے کاغذات ایک جانب رکھتے ہوئے گرم جوشی سے بھتیجے کا کھڑے ہو کر استقبال کیا۔

''پلیز...... پلیز انکل! آپ اٹھیں نہیں۔'' اس نے ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں یار! آرام سے بیٹھو۔'' انہوں نے اپنے قریب جگہ دی۔ وہ چچا کی اسی بے تکلفی و دوستانہ انداز کا دلدادہ تھا۔ سو جھٹ ان سے جڑ کر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی ان کے شانے پر ہاتھ بھی رکھ دیا۔

''یہاں آ کر کیسا محسوس کر رہے ہو' بوریت تو نہیں ہو رہی؟''

''بہت جلدی خیال آ گیا ہے آپ کو میری بوریت کا......؟'' وہ ہنستا ہوا بولا۔

''دو ماہ کا عرصہ گزرنے کو ہے اور آپ اب پوچھ رہے ہیں' خیر دیر آید درست آید۔ میں بور بالکل نہیں ہو رہا بہت خوش ہوں یہاں آ کر۔''

انہوں نے پیار بھری نظروں سے بھتیجے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے آپ کی مدد و رہنمائی کی ضرورت ہے۔''

''کیوں نہیں...... کیا مسئلہ ہے بتائیں تو......'' وہ سنجیدہ ہو گئے تھے۔

''مسئلے والی بات نہیں ہے انکل! وہ دراصل پپا کاروبار یہاں جمانا چاہ رہے ہیں اس کے لیے مجھے آپ کا وقت چاہیے۔ بروکر نے کمرشل ایریاز میں زمینیں دیکھی ہیں، میں چاہتا ہوں آپ چل کر دیکھیں تا کہ پھر میں فائنل کروں۔'' کئی ہفتوں سے وہ انہی مصروفیات میں الجھا ہوا تھا' پہلے دن ہی وہ ان سے تعاون چاہتا تھا مگر دیکھ رہا تھا وہ بے تحاشا مصروف تھے۔ صبح کے نکلے رات کو گھر آتے تھے' کھانے کے دوران گفتگو ہوئی تھی پھر کچھ دیر وہ اسٹڈی روم میں گزارتے اور پھر سونے چلے جاتے تھے۔ یہ ان کا معمول تھا وہ دیکھ رہا تھا فیاض صاحب خود کو بہت ہشاش بشاش ظاہر کرتے ہیں لیکن درحقیقت ایسا نہیں تھا شاید ان کو کچھ مسائل درپیش تھے۔ جو وہ کسی سے بھی نہیں کہتے تھے۔

آج اتوار ہونے کے باعث وہ اس کو اسٹڈی روم میں مل گئے تھے۔

''ہوں' کب چلنا ہے بتائیں'' انہوں نے عینک اتار کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''جب بھی آپ فارغ ہوں۔''

''اپنوں کے لیے فارغ ہی ہوتا ہوں' کل چلتے ہیں کام کے لحاظ سے وہ جگہ مناسب ہے یا نہیں' چھان بین کرتے ہیں۔''

''جی! یہ سب آپ کی ذمے داری ہوگی تعمیر سے افتتاح تک کی۔'' اس کے بھاری لہجے میں بلا کی خود اعتمادی تھی۔

''میری......؟ میں اتنی بڑی ذمے داری نہیں اٹھا سکوں گا بیٹے! یہ میرا وعدہ ہے آپ کو جب بھی میری مدد کی ضرورت پڑے گی' مجھے اپنے ساتھ پائیں گے۔''

فیاض جیسے میور اور خود دار مرد کو شدید جھٹکا لگا تھا' ان کا بزنس چمڑے سے جڑا ہوا تھا جو ان کے کمزور پڑتے مالی مسائل اور ملک کے دگرگوں حالات کے باعث بد سے بدتر ہوتا جا رہا تھا۔ وہ وقت کی اس نہج پر پہنچ گئے تھے کہ دوست واحباب تو درکنار' بینک بھی ان کو قرضہ فراہم کرنے پر تیار نہ تھا۔ ایسے میں جب وہ خود مالی پریشانی کا شکار تھے' طغرل کی اس کھلی پیشکش پر وہ بوکھلا سے گئے تھے۔

''طغرل کو معلوم تو نہیں ہو گیا میری مالی پریشانیوں کا؟'' ان کے اندر یہ سوال برق کی طرح دوڑا تھا۔ وہ بغور اس کی ذہین آنکھوں میں جھانک رہے تھے گویا بھید پانا چاہ رہے ہوں گر وہاں صرف روشنیاں تھیں۔

''دراصل انکل! میں اپنے پراجیکٹ پر علیحدہ کام کروں گا۔'' وہ ان کی سوچوں سے بے خبر کہہ رہا تھا۔ اسی اثناء میں صباحت اسٹرابیری شیک کا گلاس لے کر وہاں حاضر ہوئی تھیں اور ان کو پیش کیے تھے۔

''یہاں تو ہر وقت چائے چائے کے چرچے ہوتے رہتے ہیں' میں نے سوچا کیوں نا آج ٹھنڈا ٹھار سا اسٹرابیری شیک بنا کر خود بھی پیوں اور آپ لوگوں کو بھی پلاؤں۔'' صباحت اپنا گلاس لے کر وہیں بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''ہم تو چائے کے عادی لوگ ہیں' ہماری پہچان ہی چائے ہے۔ ہم خود شوق سے پیتے ہیں مگر کسی کو مجبور نہیں کرتے زبردستی پینے پر...... کیوں طغرل بیٹے! آپ نے دیکھا ہم نے کبھی آپ کی آنٹی کو زبردستی چائے پلائی ہو؟ یہ اپنی مرضی سے کوئی نہ کوئی شیک پی رہی ہوتی ہیں' ہم کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے مگر ان کو ہماری 'چائے' پر بہت اعتراض ہوتا ہے۔'' ان کا انداز خاصا شگفتہ تھا۔

''دل جلاتی ہے چائے۔'' وہ تنک کر گویا ہوئیں۔

''جو پہلے سے دل جلے ہوں ان کو بھلا چائے کیا جلائے گی۔'' وہ شاید شوخی میں کہہ گئے تھے۔ صباحت کو کسی کانٹے کی طرح چبھی تھی یہ بات' قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتیں' فیاض کسی کی کال آنے کے باعث وہاں سے معذرت کرتے ہوئے چلے گئے تھے' وہ ان کی پشت کو گھورتی رہ گئی تھیں۔

''آپ مائنڈ کر گئی ہیں آنٹی! انکل مذاق کر رہے تھے آپ کو چڑانے کے لیے۔'' طغرل نے گھونٹ لیتے ہوئے ان کے بدلتے تیور دیکھ کر کہا۔

''نہیں' وہ مذاق نہیں کرتے۔ یہ ان کے دل کی آواز ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ اتنے سال گزرنے کے باوجود فیاض اس چڑیل کو دل سے نہیں

نکال پائے ہیں' آج بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور آخری دم تک کرتے رہیں گے۔'' وہ روہانسی ہوگئی تھیں۔ گلاس بے دلی سے میز پر پٹخا تھا۔
شادی کی پہلی شب سے ہی وہ سوکن کے جلاپے میں مبتلا ہوگئی تھیں' مثنیٰ کو طلاق دینے کے ایک ماہ بعد ہی وہ ان کو دلہن بنا کر لے آئے تھے' چند ماہ کی پری جب دادی کی گود میں تھی۔ غصے' جنون اور انتقام میں یہ سب ہوا تھا' صباحت صابر و دانش مند دور اندیش عورت ہوتیں تو بہت آسانی سے ایک عورت کے ٹھکرائے ہوئے مرد کو محبت و چاہت نچھاور کر کے ہمیشہ کے لیے اپنا اسیر کر سکتی تھیں مگر وہ اپنی کم صورتی کے سبب احساس کمتری کا شکار تھیں۔ مثنیٰ کو انہوں نے دیکھا ہوا تھا' ان کی بے تحاشا خوب صورتی سے وہ حسد کرتی تھیں ان کا حسن کسی آگ کی مانند ان کے اندر بھڑکنے لگا تھا۔ جب کہ محبت حسن سے مشروط نہیں ہوتی' یہ وہ چشمہ تھا جو احساسات کی زمیں سے نکلتا ہے اور وجود کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے۔ رقابت کی آگ میں یونہی جلتی رہتی تھیں۔
''نہیں آنٹی! آپ اتنی سویٹ اور کیوٹ ہیں' انکل کسی اور کو یاد رکھ ہی نہیں سکتے' آپ بہت اچھی بیوی ہیں ان کی۔''
''اچھا...... آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں۔'' وہ مسکرائیں۔
''یقین کریں میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔'' اس کے انداز میں احترام تھا۔

❁......□......❁
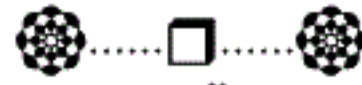
امی نے فراخدلی سے اس کو معاف کر دیا تھا نہ شکوہ نہ کوئی شکایت کی تھی' نہ ان کا انداز بدلا تھا' نہ لہجے میں تبدیلی آئی تھی' وہ اسی طرح شاکر و صابر تھیں مگر وہ خود کو ان کے آگے نگاہ اٹھانے کے قابل بھی نہیں سمجھتی تھی۔ انہوں نے ماہ رخ کو رات کھانا کھانے کے بعد جانے دیا تھا' جانے سے قبل انہوں نے رجاء سے معافی مانگنے کا کہا تھا ساتھ امی سے بھی التجا کی تھی اسے معاف کرنے کی کہ انجانے میں جو خطا وہ کر بیٹھی تھی اس پر اس کو معاف کر دیا جائے۔ رجاء نے رو کر ماں سے معافی مانگی۔ رجاء کے ساتھ ماہ رخ بھی رو رہی تھی زار و قطار' وہ اتنا روئیں کہ ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ امی کو رجاء کو چھوڑ کر انہیں سنبھالنا پڑا۔
''رجاء! بہت خوش قسمت ہو' جو پہلے ہی قدم پر رہنمائی مل گئی' غلاظت کے جوہڑ میں گرنے سے بچا لیا گیا' ماں سے معافی بھی مل گئی' کچھ لوگ ایسے بُرے بدنصیب بھی ہوتے ہیں' جن کو نہ معافی ملتی ہے نہ رہنمائی اور نہ ہی ماں باپ۔'' امی نے انہیں پانی پلایا' تسلی دی مگر جاتے وقت تک ان کے آنسو تھمے نہ تھے۔
''اس رات بہت عرصے بعد وہ امی کے ساتھ سوئی تھیں۔ تنہا کمرے میں سوتے ہوئے اس کو پہلی بار خوف محسوس ہوا تھا۔ امی ساری رات پڑھ پڑھ کر اس پر پھونکتی رہیں کہ وہ سوتے میں بھی ڈرتی رہی تھی۔ صبح وہ ناشتا کر کے فارغ ہی ہوئی تھیں کہ خالہ حاجرہ اپنے مخصوص انداز میں چلی آئی تھیں۔ فرش صاف کرتی رجاء کے ہاتھ میں وائپر لرز اٹھا اس خیال سے کہ کہیں ان کو کل کے واقعے کی خبر تو نہیں مل گئی' وردہ کا گھر ان کی گلی میں تھا یا یہ بھی ممکن تھا کہ انہوں نے ماہ رخ کو اس گھر سے نکلتے دیکھ لیا ہو' اگر ایسا ہو گیا تو وہ محلے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔ فکر کی ایک لہر اس نے امی کے چہرے پر بھی دیکھی تھی مگر وہ جلد ہی خود پر قابو پا گئی تھیں اور حسب عادت خوش دلی سے ان کو خوش آمدید کہا تھا۔
''کل رات محلے میں عجیب انوکھا تماشا ہوا رضیہ بہن!'' بیٹھتے ہی وہ اپنے سنسنی خیز انداز میں گویا ہوئی تھیں۔
''خیریت تو رہی نا؟'' رضیہ کا دل کانپ اٹھا تھا۔
''ہاں بس یہی سمجھ لو اگر وہ لوگ یہاں رہتے تو نا معلوم کس کس کی عزت کو داغ لگتے' نامعلوم کتنے گھروں کے چراغ گُل ہوتے۔''
''کون لوگ...... کس کی بات کر رہی ہو حاجرہ! ہوا کیا رات کو......؟''
''وہ لڑکی...... وردہ' جو تمہاری بیٹی کی سہیلی تھی۔'' انہوں نے بیسن دھوتی ہوئی رجاء کی جانب دیکھتے ہوئے جتانے والے انداز میں کہا۔ وہ وردہ کے نام پر کانپ اٹھی تھی کہ نا معلوم وہ اب کیا کہنے والی ہیں۔
''میں تمہیں پہلے کہتی تھی' رجاء سے اس لڑکی کی دوستی مجھے کھٹکتی ہے۔ ارے وہ لڑکی شکل سے ہی چلتی پرزہ لگتی تھی۔ رجاء اور اس لڑکی کا کوئی جوڑ ہی نہیں تھا' کہاں یہ پردے والی لڑکی' کہاں وہ راہوں کی دھول۔'' وہ جتنا چاہ رہی تھی وہ فٹافٹ حقیقت بیان کر دیں' بات اتنا ہی طول پڑ رہی تھی' ان کی

عادت تھی اسی طرح سنسنی پھیلا کر بات کرنے کی۔

''رات میں ہوا کیا ہے بتاؤ تو سہی؟'' رضیہ نے بے چینی سے کہا۔

''رات پولیس نے چھاپا مارا ہے ان کے گھر۔''

''کیوں......؟''

''سنا ہے وہ غلط لوگ تھے' الٹے سیدھے دھندے تھے ان کے۔''

''سب پکڑے گئے؟'' پہلا موقع تھا جو رضیہ ان کی باتوں میں دلچسپی لے رہی تھیں کہ یہاں ان کی بیٹی کا معاملہ تھا' اگر کوئی بات بھی اس کے حوالے سے سن گئی تو سالوں کی عزت لمحوں میں مٹی ہو جائے گی' یہی خیال اس وقت ان کو بدل گیا تھا۔ پودوں کو پانی دیتی رجاء زرد پڑ گئی تھی۔ گناہ جان کر کیا جائے یا انجانے میں' ایسی ہی دہری اذیت میں مبتلا رکھتا ہے۔

''نہیں! نا معلوم کس وقت بھاگ گئے وہ لوگ۔'' ان کے انداز میں بہت دکھ تھا کہ وہ ایک تماشا دیکھنے سے محروم رہ گئیں۔

''دراصل کل آدھے سے زیادہ محلہ اپنے محلے میں رہنے والے ہارون بھائی کے بیٹے کے ولیمے میں شریک تھا اس لیے کسی نے نہیں دیکھا ورنہ اتنی آسانی سے کوئی جانے دیتا؟ پولیس گھر سیل کر گئی ہے وارنٹ نکل گئے ہیں ان کے۔'' رضیہ اور رجاء کے لبوں سے آسودہ سانسیں برآمد ہوئی تھیں۔ وہ اپنے ربّ کی مزید شکر گزار تھیں کہ یہاں بھی خدا نے سرخروئی عطا فرمائی تھی۔

''ہماری پولیس کو تم جانتی ہو' پکڑے بھی جائیں گے تو مُک مکا کر کے چپ چاپ بھگا دے گی۔'' حاجرہ نے ساتھ ہی پولیس پر بھی طنز کیا تھا۔

''اللہ سب کو ہدایت' توفیق دے نیک کام کرنے کی۔'' رضیہ نے صدق دل سے دعا کی تھی۔

''رجاء سے اس کی اتنی دوستی تھی' کبھی اس نے فائدہ اٹھانے کی تو کوشش نہیں کی:'' جو کُھد بُد ان کے دل میں ہو رہی تھی وہ زبان پر آ گئی تھی۔ وہ خاموش رہیں کہ جھوٹ بولنے کی ان کو عادت نہیں تھی اور حقیقت کس طرح بتائی جاتی کہ جس رسوائی پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ کس طرح عیاں کرتیں۔

''کس طرح سے لوگ دھوکا دیتے ہیں' دیکھنے میں شریف و ملنسار تھے' کوئی ایسی بات ہی نہ تھی جس سے معلوم ہوتا کچھ گڑبڑ ہے۔'' حاجرہ ان سے سوال کر کے خود ہی جھینپ گئی تھیں' سو خود ہی جلدی سے بولیں۔

''باطن کی خبر اس ذات کو ہی ہوتی ہے جو سب کی ظاہرہ پوشیدہ باتوں سے واقف ہے' وہ ہی سب کے بھید جانتا ہے اور رازوں کا امین ہے۔''

''رجاء بیٹی کس کے ساتھ جائے گی کالج اور کوچنگ......؟ محلے کی کوئی لڑکی اس کے ساتھ پڑھتی نہیں ہے اول تو دُور ایسا نہیں ہے کہ یہ تنہا کالج وغیرہ جائے اور اگر جانے کی کوشش بھی کرے گی تو کس طرح جائے گی؟ بچی کو تنہا نکلنے کی عادت جو نہیں ہے۔'' ان کو نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

''اللہ کوئی نہ کوئی وسیلہ بنا ہی دے گا' میں ساتھ جایا کروں گی' چند دنوں کی تو بات ہے امتحان تک تھوڑی مشقت کرنی پڑے گی مجھے۔''

''فکر مت کرنا' کبھی کبھی میں بھی چلی جایا کروں گی' تمہیں بہن کہا ہے خالہ کا حق تو ادا کرنا پڑے گا نا۔'' ان کے لہجے میں پہلی بار خلوص شامل ہوا تھا' وجہ رضیہ کی پُرخلوص و مہربان شخصیت تھی جو ان کو بھی متاثر کر گئی تھی' وہ خاصی دیر تک بیٹھی باتیں کرتی رہیں پھر گھر سے بچہ بلانے آیا تو چلی گئیں۔

''امی! ابو کو معلوم ہو جائے گا وردہ کے گھر والوں کے بارے میں تو پھر وہ ناراض ہوں گے' کہ میں نے ایسی لڑکی سے دوستی کیوں کی؟'' رجاء ان کے قریب آ کر بولی۔

''میں شکر کر رہی ہوں' تمہارے ابو کاروباری کام کے باعث ایک ہفتے کے لیے کوئٹہ چلے گئے ہیں ورنہ یہاں ہوتے تو شاید ان کو یہ معلوم ہو جاتا پھر خدا جانے ان کا ردعمل کیا ہوتا؟ انہوں نے دبے لفظوں میں مجھ سے کئی بار کہا بھی تھا کہ تمہارا اس لڑکی کے ساتھ میل جول' کالج و کوچنگ جانا ان کو بالکل پسند نہیں ہے۔ میں نے ہی اس کی اور تمہاری حمایت لی کہ ہماری بیٹی کی تربیت جن خطوط پر ہوئی ہے وہ اس کو بھٹکنے نہیں دیں گے۔''

''میں پھر بھی بھٹک گئی' آپ کے اعتماد کو کرچی کرچی کر دیا ہے میں نے۔ امی! آپ نے مجھے معاف کر دیا' شاید اللہ بھی معاف کر دے مگر میں...... میں خود کو کبھی معاف نہ کر پاؤں گی' کبھی بھی نہیں۔'' وہ ان سے لپٹ کر رو دی۔

''چپ ہو جاؤ' یہ آنسو تمہارے کچھ عرصہ بعد خشک ہو جائیں گے مگر تاحیات جب بھی ماضی کی کتاب کے اوراق پلٹے جائیں گے' ان میں شامل

یہ چند ورق تمہیں ایسی ہی روحانی اذیت میں مبتلا رکھیں گے۔" بہت سنجیدگی سے انہوں نے رجاء کے آنسو صاف کیے تھے۔

"امی! ابو کو وہاں سے آنے کے بعد معلوم ہو گیا تو پھر......؟"

"میرا دل کہتا ہے ان کو معلوم نہیں ہوگا' کیونکہ اتنے دنوں تک بات دب جائے گی پھر یہاں کے لوگ تمہارے ابو کا اتنا احترام کرتے ہیں فالتو بات نہیں کرتے ہیں اور ایسی بات تو بالکل بھی نہیں کریں گے۔" انہوں نے تسلی دی۔

"ہم ابو کے آنے تک ماموں کے ہاں رہیں گے' میرا دل نہیں لگ رہا یہاں اور وہاں میں فاطمہ باجی سے نوٹس وغیرہ بھی لے لوں گی۔"

❁......◻......❁

نہ فکر فردا نہ یاد ماضی
نہ چین دل کو نہ بے قراری
نہ وصل کی سرزنشیں نظر میں
نہ بے بسی ہجر کے سمے کی
نہ حد سے گزرا ہوا جنوں وہ
نہ بے کلی وہ پہلے جیسی
بس اک اداسی ہے دھیمی دھیمی
بس اک خموشی ہے بے کراں سی
بس اک بے نام سی جلن ہے
بس اک بے درد سی تھکن ہے
جو زندگی کے ادھورے پن کو
حدوں سے آگے بڑھا رہی ہے

ائر فریشر کی خوش بو میں تازہ پھولوں کی مہک مل کر فضا کو معطر کیے ہوئے تھی۔ بہت خوب صورت اسٹینڈز میں موم بتیاں روشن تھیں' جن سے ماحول بڑا افسوں خیز و رومانٹک تھا۔ میز پر ان کی پسندیدہ ڈشز موجود تھیں' کینڈل نائٹ ڈنر انہیں ہمیشہ سے پسند تھا اور خوش بوئیں یونہی انہیں اپنے سحر میں جکڑ لیا کرتی تھیں اور بے خود ہو کر اس پیار کے ساگر میں ڈوب جاتی تھیں' خوشیاں ان کے انگ انگ سے چھلکتی تھیں۔ اب بھی ماحول وہی سرمئی اندھیرا تھا' خوش بوئیں تھیں' چاہتیں تھیں۔ سامنے بیٹھا وہ شخص جو اس کا شریکِ حیات تھا مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے انداز میں بھرپور استحقاق تھا۔ وہ اس سے اظہارِ محبت کر رہا تھا۔ دن و رات کے ان گنت لمحوں میں وہ اپنی محبت کا اظہار بے شمار بار کرتا تھا شاید اس کو اس عمل سے خوشی ہوتی تھی یا وہ خود کو یقین دلاتا تھا یا اس سے یقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔

مگر وہ برف کا گلیشیر تھی۔ برف کی موٹی تہوں میں ہر جذبہ' احساس' محبت' اظہار سب دفن ہو چکا تھا۔ ان کی ذات برف میں چھپی مرقد بن چکی تھی۔

"مثنیٰ! کیا میں وہ لمحے کبھی حاصل نہ کر سکوں گا جو فقط میرے لیے ہوں گے...... جن میں صرف میری محبت کی خوش بو مہک رہی ہوگی...... جہاں علاوہ میرے کسی اور کا عکس نہ ہوگا؟" وہ ان کے نرم و نازک خوب صورت ہاتھ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر گویا ہوئے۔

"ایک بات کہوں......؟" انہوں نے بوجھل پلکیں اٹھا کر سوالیہ انداز میں کہا۔

"ایک بار نہیں' ہر وہ بات جو ہمیں قریب سے قریب تر کر دے۔" صفدر کے دھیمے دھیمے لہجے میں گرم جوشی تھی۔

مثنیٰ کی نگاہیں ان کے چہرے پر تھیں' لبوں پر ہلکی سی تمسخرانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔

"نامعلوم کس قسم کی قربت چاہتے ہیں آپ' میں آپ کی بیوی ہوں' آپ کے بیٹے کی ماں ہوں ہمارے درمیان بے گانگی نہیں ہے۔"

"مجھے اس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ آپ میری بیوی ہیں' میرے بیٹے کی ماں ہیں' آپ نے مجھے وہ ساری خوشیاں دی ہیں جو ایک عورت

دیتی ہے مگر......"

"مگر......کیا؟" وہ مسکرائیں پھر یکلخت سنجیدگی سے گویا ہوئیں۔ "یہ "مگر" کسی آدم خور مگرمچھ کی مانند میری حیات کے لیے خطرہ بن گیا ہے' میں جتنا اس سے بچنا چاہتی ہوں یہ اتنا میرا تعاقب کرتا ہے۔" انہوں نے ان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے کہا۔

ان کے خوب صورت چہرے پر آزردگی پھیل گئی تھی' پرفسوں ماحول میں دھواں سا پھیلنے لگا تھا جس میں ان کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے ڈیئر! میں آپ پر اعتبار کرتا ہوں' مجھے یہ بھی معلوم ہے آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں مگر...... مجھے اکثر محسوس ہوتا ہے آپ میرے پاس ہوتے ہوئے بھی میرے پاس نہیں ہوتیں' آپ کی محبت اس پھول کی مانند ہے جو اپنی خوب صورتی میں ثانی نہیں رکھتا مگر خوش بُو سے عاری ہوتا ہے۔" صفدر جمال کے دل کی خلش اکثر و بیشتر ان کے لہجے سے عیاں ہو جاتی تھی جس کو بیان کرنے کے لیے وہ موقع دیکھتے تھے نہ وقت۔

"بات ساری یہ ہے صفدر جمال صاحب! مرد ہمیشہ کم ظرف و کینہ پرور رہتا ہے۔ خود وہ کتنے بھی پہلوؤں میں وقت گزارے' کتنے ہی دامن تار تار کردے پھر بھی خود کو حق بجانب' نیک و پارسا ہی گردانتا ہے اگر بدقسمتی سے کوئی عورت کسی وجہ سے دوسرے مرد سے رشتہ وابستہ کرتے تو وہ کبھی بھی قابل اعتماد نہیں رہتی' پوری سچائی' مکمل ایمان داری سے تعلق نبھانے کے باوجود بھی پہلے "مرد" کے حوالے سے اس پر سنگ باری جاری رہتی ہے۔" مثنٰی کے لہجے میں سسکتی ہوئی سچائی نے صفدر جمال کو شرمندہ کردیا تھا۔

"سوری ڈارلنگ! واپس آجاؤ' کیوں ماضی کے لیے ہم اپنی قربت خراب کریں۔"

❁......□......❁

دو دن سے طغرل کی طبیعت ناساز تھی۔ نزلہ' بخار و کھانسی متحد ہو کر اچانک ہی اس پر حملہ آور ہوئے تھے گو کہ فیاض صاحب نے فوراً ہی ڈاکٹر کو بلوا لیا تھا۔ دوا سے بیماری میں افاقہ تو ہوا تھا مگر بخار کی حرارت باقی تھی' دادی جان نے اس کو ان دنوں ہتھیلی کا چھالا بنا لیا تھا' ان کا سارا وقت اس کے کمرے میں ہی گزرتا تھا اور ان سے بعید نہ تھا کہ وہ رات میں بھی اپنا بستر اس کے کمرے میں ہی لگوا لیتیں اگر ان کا لاڈلہ انہیں منع نہ کرتا۔

دادی سے زیادہ اس کی صحت یابی کی دعائیں پری مانگ رہی تھی کہ اس کے بیمار پڑنے سے اس کی اصل شامت آگئی تھی۔ دادی پہلے ہی کیا کم اس پر جان دیتی تھیں مگر ان دنوں تو وہ اس پر کچھ اس طرح نثار تھیں کہ پری کو خوب ہلکان کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے اسی کو دادی نے ڈیوٹی سونپی تھی کہ ملازماؤں پر وہ اعتبار کرنے کی عادی نہ تھیں' صباحت' عادلہ و عائزہ ان کے معیار پر پوری نہ اترتی تھیں' ایک وہ ہی تھی جو ان کے مزاج و پسند سے بخوبی واقف تھی' وہ اس پر مکمل طور پر اعتماد کرتی تھیں' یہ دوسری بات کہ ان کے اعتماد نے اس کو گھن چکر بنا دیا تھا۔ سوپ' دلیہ' کھچڑی' جوس ایک کے بعد ایک فرمائش ہوتی تھی اور سب کچھ صرف چکھا جاتا تھا۔ دو سے تیسرا چمچ اس کے منہ میں نہیں جاتا تھا۔ اب بھی دادی اس کو چکن دلیے کی ہدایت دے رہی تھیں۔ ساتھ میں چائنیز سوپ بنانے کا آرڈر بھی شامل تھا۔ دلیہ دیگچی میں رکھ کر وہ بوائل چکن کے ریشے کرنے لگی دادی بھی وہیں موجود تھیں متفکر سی۔

"کیا سوچ رہی ہیں دادی جان؟" وہ بھی پریشان سی ہوگئی تھی۔

"میرے منہ میں خاک...... کہیں میرے بچے کو وہ "ڈھونگی" تو نہیں ہوگیا ہے؟ بخار اترنے کا نام نہیں لے رہا' دن بہ دن بچہ کمزور پڑتا جارہا ہے۔" دادی کو نئی فکر ستائی تو وہ بول اٹھیں۔

"دادی جان! ڈھونگی نہیں ڈینگی کہتے ہیں۔" اس نے تصحیح کی۔

"ہاں ہاں وہی ڈنگی نہ ہوگیا ہو میرے بچے کو...... ابھی لان میں مچھر دیکھے ہیں میں نے' تب سے ہی وہم آرہا ہے مجھے۔"

"آپ کے لاڈلے میں اتنا زہر ہے کہ مچھر خون پی کر مرجائے گا۔"

"کیا بڑبڑا رہی ہے' ذرا اونچا بول......" دادی نے گھور کر کہا۔

"ہر جگہ اسپرے ہوتا ہے' مچھر کہاں سے آئیں گے البتہ تتلیاں ضرور آتی ہیں۔"

"آئے ہائے بنّو! اب میری نگاہیں اتنی بھی کمزور نہیں ہوئی ہیں کہ تتلیاں مجھے مچھر کے سائز کی دکھائی دینے لگیں۔" وہ فوراً ڈپٹ کر گویا ہوئی تھیں۔

”یہ میں نے کب کہا دادی جان! میں تو یہ کہہ رہی تھی آپ طغرل صاحب کے نازنخرے کم ہی اٹھائیں تو بہتر ہے ورنہ وہ کبھی تندرست نہ ہوں گے۔“

”ہیں......! یہ کیا بات کی تُو نے؟“ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر حیرانی سے بولیں۔

”جی! ٹھیک کہہ رہی ہوں میں‘ جس طرح سے آپ نے ان کو سر پر بیٹھا رکھا ہے اس طرح بیماری بھاگنے کے بجائے چمٹ کر رہ جائے گی۔“

”اچھا...... مجھے تو اس بات کی عقل ہی نہیں ہے...... ہوں!“ وہ بے حد بارعب انداز میں اس کو گھور کر گویا ہوئی تھیں۔

”کتنی مرتبہ سمجھایا ہے تجھے‘ میں تیری دادی ہوں تُو میری دادی بننے کی کوشش نہ کیا کر...... اپنے فضول مشورے اپنے پاس رکھا کر ضرورت نہیں ہے مجھے۔“

”آپ کو تو ہر بات بکواس لگتی ہے میری۔“

”بکواس ہو گی تو بکواس ہی لگے گی نا!“

”آج سے چند ہفتے قبل تک تو ایسا کبھی نہیں ہوا کرتا تھا۔“

”آج سے آنے والے بعد تک بھی سب ویسا ہی ہو سکتا ہے جیسے پہلے تھا‘ بس تم اپنا رویہ درست کر لو طغرل کے ساتھ تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

”میں نے کون سا ان کو سولی پر لٹکایا ہوا ہے؟“ اس نے پیالہ کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

”تم نے غلطی کی اس پر الزام لگایا ہاتھ پکڑنے کا‘ بچے نے بتا دیا کہ اس سے انجانے میں ایسا ہوا اس کے باوجود بھی میں نے کسی محبت ورشتے کو خاطر میں لائے بنا کھری کھری سنا ڈالیں‘ وہ شرمندگی سے نگاہیں نہ اٹھا سکا‘ معذرت کر لی غلطی نہ ہونے کے باوجود بھی اور تم اکڑی اکڑی گھوم رہی ہو اور جانتی ہو نا تمہاری ماں چیل کی نگاہ رکھتی ہیں۔“ ان کے آخری جملے پر اس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔

”مما نے کچھ کہا ہے دادی جان!“ وہ ان کے قریب آ کر استفسار کرنے لگی۔

”مجھ سے کچھ کہنے کی ہمت اس میں نہیں ہے۔“

”پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ متجسس ہیں؟“

”میری عمر میں اتنا شعور آ جاتا ہے کہ بندہ سامنے والے کو سمجھنے لگتا ہے۔ عادلہ بے حساب چکر لگاتی ہے طغرل کے پاس‘ صباحت اور عائزہ بھی حاضری دیتی ہیں‘ ایک تم ہی ہو جو ایک دفعہ بھی اس کے پاس نہ گئیں۔ وہ تو سمجھیں گی نا‘ کوئی نہ کوئی بات ہوئی ہے جو تم اس سے کترا رہی ہو۔“ وہ حسب عادت اس کو جھاڑ پلا رہی تھیں۔

”آپ کیوں ایسا سوچتی ہیں؟ میرے جانے نہ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔“ وہ جھنجلا کر رہ گئی۔

”ہاں بھئی! من مانی کی تمہاری عادت پرانی ہے‘ کب مانو گی۔“ وہ ایک لٹھ سا مار کر وہاں سے چلی گئی۔

”کیسا منحوس شخص ہے‘ جب سے آیا ہے میری زندگی اجیرن کر دی۔ کاش! میں تمہارے سوپ میں زہر ملا کر پلا سکتی۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تھی‘ دادی خفگی بھرے انداز میں وہاں سے چلی گئی تھیں‘ جس کا مطلب تھا ان کے لاڈلے کی عیادت کیے بنا اور کوئی چارہ نہ تھا ورنہ ان کا موڈ درست ہونے والا نہ تھا۔ سوپ اور دلیہ تیار ہوا تو وہ دل نہ چاہنے کے باوجود ٹرالی سجا کر وہاں آ گئی‘ اس جگہ جہاں اس کی مرضی کے بغیر کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا اور آج وہ خود بے دخل کر دی گئی تھی۔

وقت بھی شطرنج کی بساط کی مانند ہے اس کے احاطے میں ہر چال موجود ہے جس کو عموماً یہ بڑی چالاکی سے تو کبھی بے حد سفاکی سے چلتا ہے......

کبھی عروج کو زوال دیتا ہے
کبھی ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے
کسی کو شہرت کی بلندی عطا کرتا ہے
کسی کو گمنامی کی پستی میں دفن کر دیتا ہے

جیسے آج وہ اپنے ہی کمرے کے دروازے پر کھڑی دستک دے رہی تھی۔

''آ جاؤ......'' اندر سے طغرل کی آواز آئی اور وہ لمبی سانس لے کر اندر داخل ہوگئی۔ کمرا معطر تھا' کوئی بے ترتیبی وہاں موجود نہ تھی۔ ٹرالی بیڈ کے پاس لاتے ہوئے اس کی نگاہیں غیر ارادی طور پر طغرل کی جانب اٹھیں' بیڈ کے بیچوں بیچ وہ تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا۔ وجیہہ چہرے پر نقاہت تھی۔ دو تین دن سے شیو نہ کرنے کی باعث خاصی شیو بڑھ گئی تھی' جس نے اس کی شخصیت کو پُروقار بنا دیا تھا' بال بے ترتیبی سے کشادہ پیشانی کو چوم رہے تھے۔

پری کا آنا اس کے کمرے میں اس کے لیے بھی غیر متوقع تھا' وہ بھی حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ لمحے بھر کو دونوں کی نگاہیں ملی تھیں' پری نے فوراً ہی نگاہیں نیچے کرلیں۔ طغرل کی نگاہیں ہنوز اس کے چہرے پر تھیں' الجھی ہوئی بے چین آنکھیں......! لمحے بھر کو ان کی نگاہیں ملی تھیں اور اس لمحے بھر میں اس نے جان لیا تھا کہ پری کی نگاہوں میں کتنی سرد مہری اور لاتعلقی تھی۔ گویا ناشناسی ہی ناشناسی۔

آنکھیں! جو دل کا آئینہ ہوتی ہیں......! جو دل کا وہ بھید بتاتی ہیں جس سے زبان نا آشنا رہتی ہے۔

''طبیعت کیسی ہے آپ کی؟'' بہت پُرتکلف انداز تھا اس کا۔

''ٹھیک......ٹھیک ہے۔'' اس نے احساسات کو جھٹکتے ہوئے خوش دلی سے کہا۔

''دادی جان یہاں آئی تھیں مگر...... یہاں تو نہیں ہیں؟'' وہ سوچ رہی تھی اس کو صلواتیں سنا کر وہ یہاں آئی ہوں گی اور وہ ان کی موجودگی میں اس کی طبیعت پوچھ کر چلی آئے گی' اس طرح دادی خوش ہوجائیں گی۔ مما' عادلہ اور عائزہ کو بھی کچھ تجسّس نہ رہے گا کیونکہ وہ تینوں اس کا یہاں رہنا پسند نہیں کرتی تھیں' ان کی اوّل روز سے ہی یہی خواہش تھی کہ وہ اس گھر سے چلی جائے' یہاں نہ رہے۔ یہ دادی کی محبت بھری مہربانی تھی جو وہ یہاں موجود تھی' وہ اب بھی ایسے کسی موقعے کی تلاش میں رہتی تھیں جو نہیں میسر آئے اور وہ اس کو ذلیل و خوار کر کے گھر سے نکال باہر کریں۔

''آپ کا مطلب ہے' میں جادوگر ہوں...... دادو کو میں نے غائب کردیا ہے' جو وہ تمہیں یہاں نظر نہیں آرہی تھیں؟''

''میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' وہ تپ کر بولی اور جانے لگی۔

''جا کہاں رہی ہو؟ دادی اپنے کمرے میں نماز ادا کرنے گئی ہیں' وہ تو جلدی نہیں آئیں گی' مجھے بھوک لگ رہی ہے لنچ تو پیش کرتی جاؤ۔'' وہ خاموشی سے ٹرالی کی طرف بڑھی ڈش کا ڈھکن ہٹا کر پلیٹ میں دلیہ نکالا' پیالے میں سوپ ڈال کر چمچ سمیت ٹرے میں رکھ کر اس کے قریب ٹرے رکھ دی تھی۔ عقبی جانب رکھے فریج سے منرل واٹر کی بوتل اور گلاس بھی قریب ہی اس کے رکھ دیا تھا اور پھر پلٹنے لگی۔ تو اس نے پھر ٹوک دیا۔

''کہاں جارہی ہیں؟''

''اور کچھ چاہیے آپ کو......؟'' اس نے پلٹ کر پوچھا۔

''ہاں......!'' وہ سنجیدہ تھا۔

''کیا......؟''

''زندگی......!''

''کیا مطلب......! آپ زندہ سلامت دکھائی دے رہے ہیں۔''

''یقیناً......مگر آگے کچھ پتا نہیں۔''

''آگے کا پتا تو کسی کو بھی نہیں ہے۔''

''میرا مطلب ہے......'' اس نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک چمچ دلیہ' ایک چمچ سوپ پہلے آپ کھا کے دکھائیں پھر...... میں کھاؤں گا' دشمن پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے' کیا معلوم......''

''شٹ اپ......شٹ اپ! آپ کا مطلب ہے میں اس میں زہر ملا کر لائی ہوں؟'' مارے غصے کے وہ لال بھبھوکا ہوگئی۔

''میں بھری جوانی میں مرنا نہیں چاہتا۔'' اس نے خوف زدہ ہونے کی ناکام اداکاری کی' اس کی آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔

''بھری جوانی میں نہیں، بھرے بڑھاپے میں مریں گے آپ۔''

''آمین، تم دعا بھی بددعا کی طرح دیتی ہو۔'' وہ اس کی حالت دیکھ کر بے اختیار ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''غصہ مت ہو پلیز! صرف ایک بات ایمان داری سے بتا دو؟ کھانا بناتے وقت تمہارا دل چاہتا ہے نا کہ زہر ملا دو؟'' ایک پل کو تو اس کا دل بند سا ہوا یہ سوچ کر کہ وہ کتنی سچائی سے اس کے دل کا بھید پا گیا تھا۔ وہ سُن سی رہ گئی۔

''میں نے ایمان داری سے کہا ہے' ڈنڈی مت مارنا۔'' وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں یقین کی شمعیں روشن تھیں اور وہ انکار و اقرار کی حالت میں نہ تھی۔

''اگر مجھے آپ کو زہر دینا ہوتا تو پہلے دن ہی دیتی۔''

''یہ بے ایمانی ہے' یہ دوغلا جواب نہیں چاہیے مجھے۔''

''اگر آپ کو کھانا ہے تو کھائیں ورنہ باہر ہوٹل موجود ہیں اور وہاں آپ کا کوئی دشمن بھی نہیں ہے۔''

''ٹھیک ہے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ جب تک میں کھاؤں تب تک تم بیٹھو نا یہاں۔ دراصل تنہائی میں مجھ سے کھایا نہیں جاتا ہے۔'' شرافت سے درخواست کی گئی تھی' وہ خاموشی سے ریک میں رکھی کتابیں درست کرنے لگی' تب ہی عجیب سی آواز پر پلٹ کر دیکھا' طغرل کے منہ سے سفید جھاگ نکل رہے تھے' وہ بُری طرح تڑپ رہا تھا۔

......☆☆☆......

لمحے بھر میں اس کے حواسوں پر بجلی سی گر گئی تھی۔ پری اس کو دیکھتی رہ گئی وہ آنکھیں کھولے ساکت پڑا تھا' ہونٹوں کے بائیں کنارے سے سفید جھاگ نکل رہے تھے جب کہ سوپ کے پیالے میں پڑے چمچ پر اس کی گرفت اب ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ وہ ایک کے بعد دوسرا چمچ لے رہا تھا کہ......

''اوہ! یہ کیا ہوا...... کیا ایسا ممکن ہے سوچ اتنی سرعت سے حقیقت میں اثر انگیز ثابت ہو؟'' وہ خوف زدہ نگاہوں سے ساکت پڑے طغرل کو دیکھ رہی تھی' دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا' چند سیکنڈ وہ بدحواس انداز میں اس کو دیکھتی رہی تھی پھر ایک دم ہی وہاں سے بھاگتی ہوئی دادی کے پاس آئی تھی جو آرام سے نیم دراز بہشتی زیور پڑھ رہی تھیں اس کے اس طرح وہاں آنے پر انہوں نے چونک کر کتاب رکھی تھی۔

''کیا ہوا! یہ چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں؟'' عینک درست کرتے ہوئے دادی نے پریشانی سے پوچھا۔

''وہ...... طغرل بھائی کو...... کچھ ہو گیا ہے۔'' وہ گھبرائے ہوئے انداز میں گویا ہوئی' دادی گھبرا کر اٹھ گئیں۔

''الٰہی خیر! ارے کیا ہوا میرے بچے کو......؟ مولا! رحم کرنا۔'' فکر و پریشانی میں ان کے گھٹنوں کے درد نے بھی کوئی احتجاج نہیں کیا۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی نکلیں تو پری بھی ان کے پیچھے حواس باختہ سی چل پڑی' اس وقت اس کے ستے ہوئے چہرے پر فکر و پریشانی کی چھاپ تھی' وسوسے اندیشے کسی ناگ کی طرح ڈس رہے تھے۔ دادی کی آواز سُن کر صباحت اور عادلہ بھی طغرل کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔ سب سے پہلے دادی اندر داخل ہوئی تھیں' ان کے پیچھے صباحت' عادلہ اور پھر پری داخل ہوئی تھی بے جان قدموں سے۔

''ہیں......!'' کمرے میں داخل ہوتے ہی دادی نے حسب عادت ''ہیں'' لفظ کہا تھا۔ یہ ان کا پسندیدہ لفظ تھا۔ غم و خوشی' استعجاب و مسرت کوئی بھی موقع ہو وہ اسی لفظ سے اپنے جذبات کا اظہار کرتی تھیں۔ ''یہ کیا تماشا ہے؟'' اب ان کے لفظوں میں حیرت و استعجاب نمایاں تھا۔ پری نے دادی کے چہرے پر اطمینان و خوشی کے تاثرات دیکھے تو فوراً ان کی پشت سے سر نکال کر دیکھا اور حیران رہ گئی یہ دیکھ کر کہ وہ اطمینان سے تکیوں کے سہارے نیم دراز دلیہ کھا رہا تھا' چہرے پر بھی کسی تکلیف کے نشان نہیں تھے۔

''دادی جان! آیئے نا! آنٹی! آئیں بیٹھیں۔'' وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا بہت سنجیدگی تھی اس کے لہجے میں کسی شرارت و شوخی کا معمولی سا بھی شائبہ تک نہ تھا۔ پری حیران تھی۔

کچھ دیر پہلے والا منظر سچ تھا یا جھوٹ......!

''پری بتا رہی تھی...... خاکم بہ دہن' تمہیں کچھ ہو گیا ہے؟'' وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''مثلاً......کیا ہو گیا ہے مجھے؟'' اس کی سنجیدگی میں چھپی شوخی پری کی حساس طبیعت سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔ اس نے سلگتی نظروں سے اس کو گھورا' وہ بھی اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا' ایک پل کو نگاہیں چار ہوئیں تو وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا ہوا ہے پری! تم نے بتایا ہی نہیں تھا۔'' دادی نے پوچھا۔

''آپ نے پوچھا ہی نہیں ہوگا۔'' صباحت نے کہا۔''اس کے چہرے کی رنگت بدلی ہوئی تھی' سخت بدحواس تھی۔ میں سمجھ گئی' کوئی بات ہے اور میں اٹھ کر چلی آئی۔'' دادی پری اور طغرل کو دیکھتے گویا ہوئیں۔

''پری کو تو بدحواس رہنے کی عادت ہے' آپ بھی خوامخواہ اس کی باتوں میں آ گئی ہیں۔'' عادلہ ہنس کر گویا ہوئی۔

''پری! کیا ہوا تھا؟ دادی نے پری سے کہا جو ضبط کیے کھڑی تھی۔ جن نظروں سے پل بھر کو اس نے پری کی طرف دیکھا تھا وہ سمجھ گئی تھی اس نے وہی روش اختیار کرلی ہے جس کے سبب وہ آسٹریلیا جانے سے قبل دادی سے اس کو ڈانٹ و مار کھلوایا کرتا تھا۔ اب بھی دادی سمیت صباحت اور عادلہ کی نظریں اس پر تھیں جب کہ وہ کھانے میں مگن تھا۔

''تمہاری خاموشی بتا رہی ہے تم نے غلط کیا ہے۔'' عادلہ چیونگم چباتی ہوئی طنزیہ لہجے میں پری سے مخاطب ہوئی۔

''کچھ بتاؤ گی بھی یا اس طرح منہ بند کر کے کھڑی رہو گی؟''

''دادی جان! ان سے ہی پوچھ لیجیے۔'' وہ غصہ سے پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

''پری کی بدمزاجی نا معلوم کب ختم ہوگی؟ سیدھے انداز میں جواب دیا جاسکتا تھا مگر وہ کب بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہے۔'' صباحت نے بڑے نرم انداز میں طغرل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بہو! تم طغرل کو بھی کم نہ سمجھو' ضرور اس نے کوئی شرارت کی ہے۔ میں جانتی ہوں' پری کبھی جھوٹ نہیں بولتی ہے۔''

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی شرارت محسوس کر چکی تھیں۔

''چھوٹی سی شرارت کی ہے دادی جان! وہ آج بھی اتنی ہی بے وقوف ہے جتنی کل تھی۔'' وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا ہنس کر گویا ہوا تھا۔

❖......❖......❖

رجاء ایگزمز سے فارغ ہوئی تو رضیہ نے اس کی شادی کی تیاریاں شروع کردی تھیں۔ ان کی نند جو رجاء کی ساس بھی تھیں' وہ شادی کی تاریخ لینے آئیں ساتھ مٹھائی بھی تھی۔ رضیہ نے سارے محلے میں مٹھائی تقسیم کی اور اب ایک ڈبا وہ ماہ رخ کے لیے لے جارہی تھیں۔ ماہ رخ سے ان کی دوستی گہری ہوگئی تھی' اکثر وہ ان کے گھر آنے لگی تھیں۔ حاجرہ اور محلے کی وہ عورتیں جو ان کے بارے میں غلط رائے رکھتی تھیں' شروع شروع میں رضیہ کے ہاں انہیں آتے دیکھ کر پریشان و حیرانی میں مبتلا ہو کر باتیں بنانے لگی تھیں مگر رضیہ کے گھریلو ماحول سے واقفیت کے باعث اور پھر ماہ رخ سے ہونے والی ملاقاتوں نے اس کو قریب سے جاننے کا موقع دیا تو ان لوگوں کو اپنے رویے اور باتوں پر افسوس ہونے لگا' اب وہ ماہ رخ کا احترام کرنے لگی تھیں۔ حسب عادت ماہ رخ نے پرتپاک انداز میں ان کا استقبال کیا تھا۔

''آپا! مٹھائی لائی ہیں پھر تو کوئی خوش خبری؟'' وہ ان کے قریب ہی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

''رجاء کی شادی کی تاریخ طے کردی ہے اسی خوشی میں مٹھائی۔''

''مبارک ہو'' انہوں نے گلے لگا کر مبارک باد دی۔

''دعا کرنا ربّ اس کے نصیب اچھے کرے' وہ اپنے گھر میں خوش رہے۔''

''ان شاء اللہ! وہ بہت خوش رہے گی' بھلا رجاء جیسی پیاری لڑکی کو کوئی دکھی کیسے رکھ سکتا ہے؟'' ان کے انداز میں اپنائیت تھی۔

''تم نے مجھے بہن بنایا ہے' اب بہن کا حق ادا کرنا۔ رجاء کی شادی کی تیاریوں میں میری مدد کرنی ہے' پہلے بھی بہت مدد کی ہے' وردہ کے عزائم اگر تم نہ بھانپ لیتیں تو......آج ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔'' وہ ممنون لہجے میں ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر مخاطب ہوئی تھیں۔''میں جب بھی یہ سوچتی ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے فرشتہ بنا کر تمہیں ہماری مدد کے لیے بھیجا۔ تم بہت نیک ہو ماہ رخ! میری خواہش ہے رجاء

کے جہیز کے سامان پر تمہارے بابرکت ہاتھ لگیں۔"

"آپا! یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" ان کے چہرے کی رنگت متغیر ہوگئی تھی' آنکھوں میں عجب سا خوف ابھر آیا تھا جب کہ رضیہ کہہ رہی تھیں۔ "تم نے رجاء کی عزت' بچائی' محلے میں کسی کو خبر نہیں ہونے دی ورنہ اس دور میں لوگ دوسروں کے عیب تلاش کرنے میں لگے رہتے ہیں اور سوئی کو بھالا بنا کر دوسروں کو رسوا کرتے ہیں' یہ تو نیک لوگوں کی فطرت ہوتی ہے جو دوسروں کو خوشیاں دیتے ہیں ان کے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔"

"شرمندہ نہ کریں آپا! میں تو بہت گناہ گار بندی ہوں' میرا بال بال گناہوں کی خاک میں اٹا ہوا ہے۔" وہ لرزتی آواز میں بولیں۔

"یہ بھی نیک لوگوں کا وتیرہ ہے۔ وہ خود کو گناہ گار سمجھتے ہیں' عاجزی انکساری ان کا وصف ہوتی ہے دراصل ایسے لوگ اللہ کے منتخب بندے ہوتے ہیں' جن سے اللہ اچھے کام لیتا ہے۔" رضیہ محبت بھرے انداز میں کہہ رہی تھیں اور ماہ رخ کے اعصاب پر ایک بوجھل پن حاوی ہونے لگا تھا۔ ان کی ممنونیت وعقیدت' ان کے احترام سے لبریز لفظ ان کو اپنے چہرے پر تمانچوں کی مانند لگ رہے تھے۔ ان کو لگ رہا تھا ان کی پلکوں پر منوں ٹنوں بوجھ رکھ دیا گیا ہو۔ وہ بوجھ' وہ شرمندگی' وہ ندامت جوان کو کبھی اس نیک فطرت وسادہ مزاج عورت کے آگے نگاہ اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑے گی۔ "تم جیسی نیک و پاکباز عورت کے ہاتھوں رجاء رخصت ہو میں یہی چاہتی ہوں' یہی خواہش ہے میری۔" رضیہ کہہ رہی تھیں۔ ماہ رخ کا ذہن ایک دم ماؤف ہوگیا' دل و دماغ میں صرف یہی گردان تھی۔

نیک و پارسا عورت......

جن سے اللہ اچھے کام لیتا ہے۔

اللہ کی منتخب کردہ......!

✿......✿......✿

عادلہ مزے سے اوندھی لیٹی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ کمرے کی حالت بُری طرح ابتر تھی' وہ کشنز اردگرد پھیلائے میوزیکل شو دیکھنے میں مگن تھی کہ صباحت اندر داخل ہوئی تھیں۔ پہلی بار انہوں نے ناقدانہ نگاہوں سے بیٹی کے کمرے کی ابتری کو دیکھا تھا۔ عادلہ ماں کو دیکھ کر بھی اٹھی نہ تھی' صرف ایک نگاہ ڈال کر پھر محو ہوگئی تھی۔

"یہ کیا بے ہودہ انداز ہے......سیدھی ہو کر بیٹھو۔"

"کیا ہوا مما! آج تو آپ بہت غصے میں ہیں؟" عادلہ ان کے انداز پر حق دق سی اٹھ کر بیٹھ گئی اور حیرانی سے صباحت کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی جو اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

"کمرے کا حال کیا کر رکھا ہے تم نے؟"

"پہلی بار تو نہیں آئی ہیں آپ؟ میرا اور عائزہ کا کمرا ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"آج کے بعد نہیں ہونا چاہیے' تم سے زیادہ طغرل کا کمرا صاف وسمٹا ہوا رہتا ہے۔ کبھی بھی چلے جاؤ' مجال ہے جو ایک چیز ادھر کی اُدھر ہو۔"

"وہ کمرا پری کا ہے اور آپ جانتی ہیں اس کو صفائی کا خبط ہے' ابھی بھی دادی جان اسی سے صفائی کرواتی ہیں وہاں کی۔" عادلہ کے جواب نے صباحت کا موڈ مزید خراب کر دیا' وہ غصے سے بولیں۔

"بڑے فخر سے کہہ رہی ہو......کیا تم ایسا نہیں کر سکتی ہو؟"

"وہاٹ......!" عادلہ شدید حیرانی سے اچھل گئی تھی۔ "مما! آج ہوا کیا ہے آپ کو......؟"

"کوئی انہونی بات نہیں کی ہے میں نے جو اس قدر حیران ہو رہی ہو۔ آج دیکھا تم نے......" وہ صوفے پر بیٹھ کر جلے کٹے انداز میں کہہ رہی تھی۔ "کل تک طغرل......پری کی پرچھائیں سے بھی نالاں تھا اور......آج بات ہنسی مذاق تک پہنچ گئی ہے......اور کل وہ......"

"حقیقت یہ ہے مما! اس میں پری کا کوئی قصور نہیں ہے۔ طغرل خود ہی......"

"یہی بات تو مجھے کھٹک رہی ہے۔" وہ اس کی بات کاٹ کر کہہ رہی تھیں۔

''پری حسین ہے اور..... اپنی آوارہ ماں کی طرح مردوں کے دل جیتنے کا فن آتا ہے اسے..... بہت جلد وہ طغرل کو اپنے قابو میں کرلے گی اور ہم کچھ نہ کرسکیں گے ماسوائے ہاتھ ملنے کے۔''

''آپ فکر کیوں کرتی ہیں مما! میں بھی آپ کی بیٹی ہوں' پری کو ہرادوں گی۔'' عادلہ صباحت کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی' صباحت ایک نظر اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

✿......✿......✿

دادی جان طغرل سے اعتراف جرم کروانے کے بعد اسے خوب ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے کمرے آئی تھیں' جہاں پری منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ ان کو دیکھ کر بھی اسی طرح بیٹھی رہی۔ دادی جانتی تھیں' وہ بُرا مان گئی ہے۔

''اچھی طرح خبر لے کر آئی ہوں میں طغرل کی' معافی مانگ رہا تھا' ہاتھ جوڑ کر..... مگر میں نہیں مانی اور صاف کہہ دیا کہ جا کر پری سے معافی مانگو اس نیک بچی کا تم نے دل دکھایا ہے' مذاق کر کے.....'' دادی اس کے قریب بیٹھ کر اس انداز میں کہہ رہی تھیں گویا اسے منا رہی ہوں۔ ان کے مسلسل بولنے کے بعد بھی پری ٹس سے مس نہ ہوئی تو انہیں غصہ آ گیا۔ ''میں تم سے بات کر رہی ہوں' دیواروں سے نہیں جو منہ بند کیے بیٹھی ہو۔ ذرا ذرا سی بات کو دل سے مت لگالیا کرو' آپس میں ایسے چھوٹے موٹے مذاق تو چلتے رہتے ہیں۔''

''اس کو مذاق کہتے ہیں دادی! کسی کی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیا!'' دادی کو غصے میں دیکھ کر وہ جھلا کر گویا ہوئی۔

''یہاں زندگی کی اہمیت کہاں سے آ گئی؟'' ان کو آؤٹ ہونے میں دیر کہاں لگتی تھی' پری کو گھور کر بولیں۔

''وہ جو انہوں نے حرکت کی تھی مرنے کی..... قسم سے میرا دل بند ہوتے ہوتے رہ گیا تھا' پھانسی کا پھندا اپنی گردن میں محسوس ہونے لگا تھا' ابھی تک میرے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہیں۔''

''پری! کھانا تُو نے خود تیار کیا تھا نا.....؟''

''جی!''

''پھر کھانے میں زہر کون ملا سکتا تھا..... جب کہ گھر میں کوئی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اور تم کھانا بھی فوراً پکانے کے بعد لے بھی گئی تھیں تو خود سوچو وہ مذاق ہی کرسکتا ہے۔ اس کی عادت کو اچھی طرح جانتی ہو تم تو.....''

''انہوں نے باتیں ہی ایسی کی تھیں کھانے سے پہلے کہ.....'' اس کو اب احساس ہونے لگا اپنی بیوقوفی کا کس طرح بے وقوف بنی ہے۔

''خیر! یہ انسانی فطرت ہے' واقعے کی نوعیت کے مطابق پل بھر میں انسان وہ کچھ سوچ لیتا ہے۔ جس کو سوچنے میں گھنٹوں لگیں۔''

''ٹھیک کہہ رہی ہیں دادی جان! ایک منٹ میں' میں کہیں سے کہیں پہنچ گئی تھی مگر وہ سب کس طرح ہوا..... ان کے منہ سے جھاگ کیسے نکلے؟'' وہ سب سے زیادہ اس کے منہ سے نکلتے جھاگ سے متاثر ہوئی تھی۔

''کتابیں تمہاری کمزوری ہیں جب بھی کوئی کتاب کھول کر بیٹھی ہو اور گرد سے بے گانہ ہو جاتی ہو اور تمہاری اسی عادت سے طغرل نے فائدہ اٹھایا' تم کتاب پڑھنے میں محو ہوگئیں اور وہ خاموشی سے واش روم سے ٹوتھ پیسٹ منہ میں بھر لایا تھا اور وہ جھاگ پیسٹ کے تھے۔''

''اوہ..... میرے خدا!'' وہ کس وحشت بھرے انداز میں وہاں سے دادی کو پکارتی ہوئی بھاگی تھی۔ یہ سوچ کر خفت سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔ ''مجھے بے وقوف بنا کر کتنا خوش تھا۔ اس کی مسکراہٹ کا ساتھ آنکھیں بھی دے رہی تھیں منحوس کہیں کا! جب سے آیا ہے میری زندگی اجیرن کردی ہے۔''

''نا معلوم تم نے یہ عادت کس سے سیکھ لی ہے؟ بڑ بڑانے کی.....''

''طغرل بھائی آخر مجھے ہی کیوں پریشان کرتے ہیں؟ گھر میں عادلہ اور عائزہ اور دوسرے کزنز سے بھی خوب بنتی ہے پھر میرے ساتھ ہی کیوں وہ ایسا سلوک کرتے ہیں؟'' دادی اماں کے دل میں تو تھی کرارا سا جواب دیں مگر اس کے چہرے پر پھیلی یاسیت نے ان کا دل گداز کردیا تھا۔ وہ نرمی سے گویا ہوئیں۔

''کسی کو دوست بنانے کے لیے اس کا دوست بننا پڑتا ہے۔ تم اس کے ساتھ اپنا رویہ اچھا رکھو گی' اخلاق برتو گی' عزت کرو گی تو از خود ہی وہ بھی تمہاری بات سمجھے گا' دوسروں جیسا رویہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔''

''میں تو ان سے دور ہی رہتی ہوں' وہ خود ہی مجھے تنگ کرنے کا موقع ڈھونڈ لیتے ہیں' ان سے کہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔'' وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی۔

''اچھا...... کہہ دوں گی۔'' دادی نے گہری سانس بھر کر کہا۔

''دادی! پپا آج کل گھر بہت دیر سے آتے ہیں' بہت ڈسٹرب ہیں وہ......''

''ہاں! نا معلوم کن الجھنوں میں رہنے لگا ہے میرا بچہ! لاکھ بار کہہ دیا کہ بھائی سے بات کرے یا مجھے کرنے دے' بھائی کی مدد بھائی نہیں کرے گا تو کون کرے گا؟ ایسا روپیہ کس کام کا جو اپنوں کے کام نہ آئے مگر فیاض جیسا خوددار کون ہوگا جو بھائی کے آگے نہ خود ہاتھ پھیلانا پسند کرتا ہے اور نا مجھے پھیلانے دیتا ہے۔'' وہ بھی خاصی افسردہ ہوگئی تھیں۔ ''کتنا درد رہتا ہے تمہیں باپ کی پریشانیوں کا...... بیٹی تو تمہارے جیسی ہونی چاہیے جو باپ سے کچھ طلب نہیں کرتی' خود اس کی بہتری کے لیے دعا گو رہتی ہے۔'' وہ کہتے ہوئے نماز کے لیے اٹھ گئیں۔

❖......❖......❖

وہ ایک لڑکی!
جو ہر دم ہنستی رہتی تھی
خوابوں کے جزیرے پہ رہتی تھی
تتلیوں سے کھیلتی تھی
ساون رُت میں وہ اکثر بھیگا کرتی تھی
اور گیت خوشی کے گاتی تھی
ندیا کے کنارے گیلی ریت پر
اپنائیت وچاہت سے
''محبت'' نام وہ لکھتی تھی
آج وہی لڑکی!
تنہائیوں کے آسیب میں جکڑی
تتلیوں سے روٹھی روٹھی
پت جھڑ کے موسم میں
برستی آنکھوں سے
درد بھرے گیت گاتی ہے
ندیا کے کنارے
پہروں وہ ''محبت'' کھوجتی ہے
پہروں وہ ''محبت'' کھوجتی ہے

ماہ رخ راکنگ چیئر پر ڈھیلے انداز میں آنکھیں بند کیے بیٹھی تھیں۔ ان کے چہرے پر تھکاوٹ وحزن پھیلا ہوا تھا۔ ملال ورنج کبھی ملبوس کی طرح ان کے وجود سے لپٹا ہوا تھا۔ سیاہ ریشمی بال جن میں کہیں کہیں چاندی کے تار شامل ہو چکے تھے' وہ ان کی شخصیت کو پُر وقار بنا رہے تھے۔

رجاء رخصت ہو کر سسرال روانہ ہو چکی تھی۔

رجاء کی شادی کے سبب پورا ہفتہ ان کا بہت مصروف گزرا تھا۔ رضیہ نے بڑی محبت و عقیدت سے ہر کام میں ان کو پیش پیش رکھا تھا' دوسرے لوگوں نے بھی ان کی بے حد عزت و احترام کیا تھا اور وہ اتنی محبت اپنائیت و احترام پا کر گھائل ہوتی رہیں' اندر ہی اندر روتی رہیں۔ رجاء کی رخصتی کے بعد مہمان رخصت ہو گئے تھے' رضیہ اور وہ تنہا تھیں۔ بیٹی کو رخصت کرتے وقت رضیہ نے بڑے ہمت و حوصلے سے کام لیا تھا' مگر تنہائی ملتے ہی وہ تمام آنسو ان کے شانے پر سر رکھ کر بہا دیئے تھے۔

''ماہ رخ بہن! جب کبھی میں سوچتی تھی رجاء ایک دن اس گھر سے رخصت ہو گی کہ یہ حکم الٰہی ہے تو میرا دل بند سا ہونے لگتا تھا۔ میں سوچتی تھی کہ کس طرح اکلوتی بیٹی کو رخصت کروں گی؟''

''باجی! اسی بات کا مجھے بھی احساس ہے۔ آپ رجاء کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتی تھیں' ابھی تو اس کا فرسٹ ائر کا رزلٹ بھی نہیں آیا ہے اور......'' وہ دانستہ چپ ہو گئی تھیں۔

''میں جانتی ہوں' رجاء میری بہت پیاری اور بھولی بیٹی ہے لیکن بیٹیوں کو اتنا بھولا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ وردہ جیسی لڑکیاں جب انہیں ورغلائیں تو چھپائیں ماں سے' اس ماں سے جس سے ہر بات کرتی ہیں اور یہاں آ کر میرا اعتماد زائل ہوا۔ آپ جانتی ہیں دنیا کی چند قیمتی چیزوں میں ایک اعتماد بھی ہے۔ یہ اگر ٹوٹ جائے تو پھر کبھی نہیں جڑتا۔ میں نے اسی میں عافیت جانی کہ اس کی شادی کر دوں۔'' ہوا کا تیز جھونکا کھڑکی سے اندر داخل ہوا تھا' ٹیبل پر رکھے پیپرز شور کے ساتھ کمرے میں بکھر گئے تھے' ان کے بال بھی چہرے پر آئے تو وہ چونک کے سوچوں سے باہر نکلی تھیں۔

''خانم! کھانا لگا دیا ہے۔'' ملازم نے اندر آ کر کھڑکی بند کر کے پردے درست کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا تھا۔

''مجھے بھوک نہیں ہے۔'' انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے۔'' ملازم نے کہا۔

''بھوک نہیں ہے تو کس طرح کھاؤں؟''

''اس طرح تو آپ بیمار پڑ جائیں گی اور نواب صاحب......''

''بے فکر رہو مروں گی نہیں۔''

''خدا نہ کرے خانم! میری عمر بھی آپ کو لگ جائے۔''

''شہاب! اب مجھے ڈسٹرب مت کرو' نواب صاحب کی کال آئے تو کہہ دینا میں آرام کر رہی ہوں' سیل فون میرا آف ہے۔''

''خانم! کم از کم ایک گلاس دودھ ہی لے لیں' صبح سے......''

''پلیز شہاب! ایک عرصہ ہو گیا ہے تمہیں میری خدمت کرتے ہوئے' تم یہ نہیں جان پائے کہ میرا انکار انکار ہی رہتا ہے۔ او کے؟'' ملازم گردن ہلاتا رہ گیا۔ ماہ رخ نے بیڈ روم میں آ کر دروازہ لاک کر دیا تھا۔ وہ کتنی دیر تک کمرے کے درمیان میں کھڑی گہرے گہرے سانس لیتی رہی۔ ایک تھکن اعصاب پر سوار تھی۔ گویا صدیوں کا سفر طے کرنے کا ارادہ ہو۔

❁......❁......❁

نانو کی کال آئی تھی۔ وہ اس کو یاد کر رہی تھیں' گھر بلا رہی تھیں کہ تم آؤ گی تو ثمنیٰ بھی تمہاری وجہ سے آ جائے گی۔ ماموں' ممانی آئے نہیں تھے' تنہائی کے آسیب سے وہ خوف زدہ رہنے لگی تھیں۔ جانا تو وہ بھی چاہ رہی تھی مگر دادی سے اجازت لینا بڑا مسئلہ تھا گو کہ وہ اجازت دے دیتیں مگر پھر ان کا موڈ ہفتوں درست ہونے والا نہیں تھا۔ وہ اس کا وہاں جانا پسند نہیں کرتی تھیں۔ اسے لگتا نانو کی محبت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس نے بالکونی میں جا کر کال ریسیو کی تھی۔ اسی دوران اس نے غور نہیں کیا تھا۔ فیاض صاحب لان میں بیٹھے طغرل سے گفتگو کر رہے تھے جو کاروباری نوعیت کی تھی۔ باتوں کے درمیان ان کی نگاہیں بالکونی میں کھڑی سیل فون پر بات کرتی پری پر لمحے بھر کو اٹھی تھیں' پل بھر کو وہ چپ سے ہو گئے تھے۔ وہ جانتے تھے پری کس سے بات کر رہی ہے' اس کو کال کون کر سکتا ہے' طغرل ٹیبل پر پھیلے فیکٹری کے نقشے کو دیکھنے میں محو تھا' وہ فیاض کے چہرے پر آ کر گزرنے والے پل بھر کے تکلیف دہ رنگ کو دیکھ نہ سکا۔

پری وہیں بیٹھ گئی اس کے چہرے پر اداسی پھیلی ہوئی تھی۔

''کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ! جو اپنے پاپا' مما کے ساتھ رہتے ہیں۔ یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو سکی کہ میں مما کا ہاتھ پکڑ کر نانو کے گھر جاؤں۔ پپا مما کے ساتھ ساتھ ہوں اور میں ان کے......'' قدموں کی آہٹ ابھری تھی' کوئی ادھر ہی آ رہا تھا۔ وہ جلدی سے آنسو صاف کرتی کھڑی ہوئی تھی۔ آنے والے فیاض صاحب تھے۔

''آپ کی نانو بلا رہی ہیں آپ کو......؟'' وہ بلا تمہید گویا ہوئے تھے۔

''آ......آپ کو کیسے پتا چلا پپا!'' وہ از حد حیران تھی۔

''آپ جانا چاہتی ہیں؟'' ان کا انداز سپاٹ تھا۔

''جی......نہیں......وہ......؟'' وہ سچ و جھوٹ کے درمیان لڑکھڑا گئی۔

''اماں جان آصفہ کے ہاں جا رہی ہیں' مجھے اور طغرل کو کینٹ جانا ہے' آپ تیار ہو جائیں' ڈراپ کر دیں گے۔'' وہ بے خبر نہیں تھے' جیسا وہ سمجھتی تھی۔

''رئیلی پپا! آپ مجھے نانو کے ہاں ڈراپ کریں گے؟'' وہ ایک دم خوشی سے جھوم اٹھی تھی کہ اسے یاد نہیں تھا' پپا نے کبھی اس سے اس طرح بات کی اور فیاض صاحب جو سرسری نگاہ سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے' چونک گئے۔

''رئیلی فیاض! آپ مجھے ممی کے ہاں ڈراپ کریں گے؟''

ایسی ہی آواز تھی......لہکتی ہوئی' چہکتی ہوئی......!

ماضی کے جھروکے سے ایک چہرہ جھانکنے لگا تھا' بے چین کرنے لگا تھا۔ وہ آواز......وہ چہرہ......جس سے وہ ہمیشہ کے لیے پیچھا چھڑانا چاہتے تھے۔ وہ ایک نئے پاکیزہ روپ میں ان کے سامنے تھی۔

''پپا! آپ ٹھیک تو ہیں نا!'' لمحے بھر میں باپ کے دھواں دھواں ہوتے چہرے نے اس کو تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔

''جلدی کرو!'' وہ اسے جلدی آنے کا کہہ کر چلے گئے' وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پپا کے ہمراہ پہلی بار وہ کہیں جا رہی تھی' اس خوشی نے اسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہ دیا تھا۔ دادی نے اس کو بھی چلنے کی دعوت دی تھی اور اس کے بتانے پر وہ کسی اظہار کے بنا صباحت اور دونوں بچیوں کو لے کر چلی گئی تھیں۔ وہ تیار ہو کر آئی تو پپا اور طغرل کار کی طرف جا رہے تھے' وہ بھی پرس سنبھالتی کار کی طرف بڑھ گئی۔ کوٹ سوٹ میں طغرل کی شاندار شخصیت نمایاں تھی اور اس وقت وہ فیاض صاحب کی وجہ سے سنجیدہ و مہذب لگ رہا تھا۔ فیاض اگلی نشست پر بیٹھ گئے۔ طغرل ڈرائیونگ کر رہا تھا' وہ اس وقت اس قدر مہذب و شریف لگ رہا تھا کہ پری کو حیرت سے کئی بار اس کی جانب دیکھنا پڑا۔ سچ مچ وہ طغرل ہی ہے! ایک نگاہ بھی اس نے پری کی طرف نہ ڈالی تھی۔ وہ اس وقت کسی لوکیشن کی بات کر رہے تھے۔ وہ محبت سے اپنے پپا کی پشت کو دیکھنے لگی۔ تھری پیس سوٹ میں ان کی پُروقار شخصیت میں جاذبیت تھی۔ وہ اس کے لیے آئیڈیل تھے۔ راستہ طویل تھا۔ وہ دونوں تاؤ جان کے نئے بزنس کے سیٹ اپ کی بات کر رہے تھے۔ طغرل کے لیے یہاں کا ماحول اور حالات ابھی ناآشنا تھے فیاض اس معاملے میں اس کی ہر ممکن مدد کر رہے تھے' ان کی ڈسکس کے دوران معلوم ہوا نوے فی صد کام پپا کر رہے ہیں اور وہ جانتی تھی' وہ اتنے خوددار و ایمان دار ہیں کہ اتنی جدوجہد کے باوجود ایک روپیہ بھی لینا گوارا نہ کریں گے حالانکہ ان دنوں وہ کاروباری پریشانیوں کا شدت سے شکار ہیں۔

''بس! یہیں روک دیں۔'' طغرل نے ایک جگہ اچانک ہی فیاض کے کہنے پر کار روک دی تھی' سامنے کسی اسٹیٹ ایجنسی کا بورڈ عمارت پر تھا۔

''آپ پری کو ڈراپ کر کے یہیں آجائیں' جعفری کو ساتھ لے کر وزٹ پر چلیں گے۔ او کے میں انتظار کر رہا ہوں۔'' وہ اتر گئے پری سے کچھ کہے بنا......وہ دم بخود رہ گئی تھی۔

''تم ٹھیک تو ہو؟'' خاصی دیر وہ گم صم بیٹھی رہی تو وہ گردن موڑ کر گویا ہوا۔

''پپا نے چیٹنگ کیوں کی......؟ انہوں نے کہا تھا نانو کے ہاں ڈراپ کریں گے۔''

''ایسی بات نہیں ہوئی' انہوں نے یہی کہا تھا میں آپ کو ڈراپ کر کے آؤں گا' کیونکہ شوفر دادی اور آنٹی وغیرہ کو لے کر گیا ہوا ہے۔''

''کیا ہو جاتا اگر پپا مجھے ڈراپ کر کے آتے نانو کے ہاں؟'' وہ نا صرف بددل ہوئی بلکہ طغرل کے سامنے اس نے سبکی محسوس کی تھی۔

''کوئی اعتراض ہے آپ کو...... اگر میں ڈراپ کرنے جا رہا ہوں۔'' اس نے عقبی آئینے میں دیکھا۔ وہ بلیک جارجٹ کے پرنٹڈ دوپٹے کو بار بار درست کر رہی تھی۔ طغرل بے ساختہ مسکرانے لگا۔

بڑی ضدی لڑکی تھی۔

بے حد انا پرست بھی!

پیشانی کی چوٹ کو ابھی تک اس سے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

❁......❁......❁

ماضی کے گلستاں میں یادوں کے پھول تا زیست مہکتے رہتے ہیں اور ان پھولوں سے لپٹے ہماری لغزشوں کے کانٹے بھی آخری دم تک لہولہان کرتے رہتے ہیں ان کی روح لہولہان ہو چکی تھی' چین نہیں تھا۔ وہ آج بھی ماضی کی ان خوش گوار یادوں کے سہارے زندہ تھیں ورنہ زندگی کب زندگی رہی تھی۔ سزا بن گئی تھی' گناہ بن گئی تھی' آہ بن گئی تھی۔ ماہ رخ رو رہی تھیں...... بے تحاشا رو رہی تھیں' شہاب کو وہ کہہ چکی تھیں خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ ان کو ڈسٹرب نہ کرے۔ وہ آج ایک سفر پر جا رہی تھیں......

حال سے ماضی کے سفر پر......

کانٹوں سے پھولوں کے سفر پر

پستی سے بلندی کے سفر پر

اندھیرے سے روشنی کے سفر پر

''لاڈو کہاں ہے نیک بخت! صبح بھی اس کی صورت دیکھے بنا چلا گیا تھا اور اب بھی مجھے آئے اتنی دیر ہو گئی ہے' وہ نظر نہیں آئی ہے۔'' فیض محمد نے کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ہوئے فاطمہ سے کہا۔

''لاڈو لاڈو کہہ کر سر پر چڑھا لیا ہے اس کو' لڑکی ذات کے اتنے نخرے نہیں اٹھائے جاتے ہی فیض محمد!'' فاطمہ نے برتن اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہمارے پاس ہے ہی کیا! اگر پیار بھی اپنی بیٹی کو نہ دے سکے تو پھر ہم سے بڑا بدبخت کوئی دوسرا اس دنیا میں نہیں ہے۔''

''یہ کیا بات کی......؟ ارے ربّ کا احسان ہے پیٹ بھر کر روٹی کھاتے ہیں' محنت مزدوری کرتے ہیں کسی سے بھیک نہیں مانگتے ہیں۔'' فاطمہ چارپائی پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی فخر سے۔

''جھلی ہے تُو! بات نہیں سمجھتی۔ پٹر پٹر زبان چلتی ہے تیری...... میری خواہش ہے ماہ رخ شہزادیوں کی طرح رہے' مولا نے اسے حسین تو پریوں کی طرح بنایا ہے...... مگر پیدا مجھ جیسے سبزی فروش کے ہاں کر دیا۔'' فیض محمد کے لہجے میں حسرتیں پنہاں تھیں۔

''سبزی فروش ہو تو کیا ہوا؟ اس کو رکھا کسی نواب زادی کی طرح ہے۔ اس محلے کی کوئی بھی لڑکی اس کی طرح ٹھاٹ سے نہیں رہتی۔''

''اس محلے کی کوئی بھی لڑکی اس کی طرح خوب صورت بھی نہیں ہے۔'' فیض محمد کے لہجے میں بیٹی کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

''تمہاری ان ہی باتوں نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے' وہ خود کو سچ مچ کی ملکہ سمجھنے لگی ہے۔ مجال ہے جو کسی سے سیدھے منہ بات کرے۔''

''لو آ گئی میری روشنی!'' فیض محمد نے ماہ رخ کو آتے دیکھ کر خوشی سے کہا۔

''ابا! ایک بات سچ سچ بتائیں گے؟'' وہ باپ کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

''ہاں...... ہاں...... کیوں نہیں! تُو پوچھ تو سہی؟''

''یہ امی میری سگی ماں ہیں؟'' وہ فاطمہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

''ہاہاہا...... تجھے کیا لگتا ہے وہ بتا؟''

''سوتیلی ماں بھی اتنی ظالم نہیں ہوگی جتنی یہ ہیں۔'' اس نے فاطمہ کو شکایتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

''ارے بھئی! کون ظلم کر رہا ہے ہماری لاڈورانی کے ساتھ؟'' ایاز نے کمرے سے نکلتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

''آپا کے علاوہ کون کرسکتا ہے بھلا......؟'' ان کے پیچھے ہی ثریا بھی وہاں آتے ہوئے بولیں پھر بڑے پیار سے منہ بنائے بیٹھی ماہ رخ کو اپنے قریب بٹھالیا تھا۔ بڑے سارے آنگن میں تین چار پائیاں بچھی تھیں۔

''ہاں......سب مجھے ہی غلط سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں‘ سب نے اسے سر چڑھالیا ہے۔ لڑکی ذات ہے‘ بہت اونچ نیچ آتی ہے زندگی میں...... عورت کو بہت سخت جان ہونا چاہیے۔'' تنہا مقابلہ کرنا پڑتا ہے مصائب سے اور تم سب اس کو آزمائشوں کا عادی بنا رہے ہو۔'' ان کا لہجہ عاجز اور شکایتی ہوگیا تھا۔

❁......❁......❁

وہ طغرل کو راستہ بتا رہی تھی۔ گیٹ پر چوکیدار نے اطلاع دی‘ نانو کچھ دیر قبل ہی ڈرائیور کے ہمراہ کہیں گئی تھیں۔ جھنجلاہٹ بھری کوفت اس پر سوار ہوگئی تھی‘ غلطی اس کی ہی تھی نانو کو اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ نہیں آئے گی اور چلی آئی تھی......نانو تنہائی سے گھبرا کر کسی دوست کی طرف نکل گئی تھیں۔ اب کھڑی سوچ رہی تھی گھر واپس جائے یا رک کر انتظار کرے......؟ تب ہی طغرل کار سے نکل کر اس کے پاس آ کر گویا ہوا تھا۔

''کیا ہوا......؟''

''نانو گھر پر نہیں ہیں۔''

''تمہیں آنے سے پہلے ان کو مطلع کرنا چاہیے تھا۔''

''نانو نے کال کی تھی تو میں نے آنے سے انکار کردیا تھا۔''

''پھر کیوں آئیں؟'' وہ حیرانی سے گویا ہوا تھا۔ وہ چپ چاپ آ کر کار میں بیٹھ گئی تھی۔ کیا بتاتی اس کو کہ باپ کے ساتھ آنے کی خوشی نے اس کو یہ سوچنے کی مہلت ہی نہ دی کہ وہ نانو کو کال کرتی آنے کی اطلاع دیتی اور خوشی بھی ادھوری رہی تھی۔ باپ کا ساتھ تشنہ رہا تھا تو نانو بھی گھر نہ ملی تھیں۔ دونوں طرف سے وہ نامراد رہی تھی جس کے باعث اس کے چہرے پر اضمحلال پھیل گیا تھا۔ طغرل نے شدت سے اس کی اداسی کو نوٹ کیا تھا۔

''اب کہاں جانا ہے؟'' اس نے بیٹھتے ہوئے دریافت کیا۔

''پتا نہیں!'' اس کا موڈ بری طرح آف تھا۔

''وہاٹ! پتا نہیں......؟ یہ جگہ کہاں پائی جاتی ہے؟'' وہ جو خاصی دیر سے خود پر سنجیدگی کا خول چڑھائے ہوا تھا‘ اس کے لٹھ مار انداز پر اس کی رگِ شرارت پھڑک اٹھی تھی۔

''یہ ناکام اداکاری میرے سامنے مت کیا کریں طغرل بھائی! آپ اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔'' وہ بگڑے تیوروں سے گویا ہوئی تھی۔

''چچا جان تم کو یہاں تک نہیں لائے......تمہاری نانو گھر پر نہیں ملیں تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے پھر تم مجھ پر کیوں غصہ کر رہی ہو؟'' وہ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔

''میں آپ پر غصہ نہیں کر رہی‘ غصہ مجھے خود پر آ رہا ہے۔'' اس کے لہجے میں عجیب سی الجھن تھی‘ اک بے بسی کا احساس تھا۔ جس کو طغرل نے محسوس کیا تھا اور چونک سا گیا تھا۔ ہر وقت لڑنے جھگڑنے والی‘ تیز و طرار سی پری کا یہ آزردہ و ملول روپ بہت انوکھا تھا۔ سنجیدہ‘ دلگیر‘ تنہا تنہا‘ اداس و مایوس۔

''دادو‘ آنٹی وغیرہ آصفہ آنٹی کے ہاں گئی ہیں‘ وہاں ڈراپ کردیتا ہوں۔'' اس کو خاموش دیکھ کر اس نے کہا تھا۔

''نہیں‘ آپ مجھے گھر چھوڑ دیں۔''

''گھر پر کوئی نہیں ہے‘ عادلہ‘ عائزہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔''

''جی‘ مجھے معلوم ہے۔ آپ مجھے گھر چھوڑ دیں۔''

''کیا کرو گی گھر جا کر......وہاں کوئی بھی نہیں ہے‘ تنہا رہو گی؟'' کار کی رفتار اس نے کم کردی تھی۔ یہ علاقہ سبزے میں گھرا تھا‘ ٹریفک زیادہ نہ

تھی۔ اکا دُکا گاڑیاں وہاں سے گزر جاتی تھیں۔ طغرل کو ڈرائیونگ میں کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو رہا تھا‘ وہ گاہے بگاہے چہرہ موڑ کر اس سے بات بھی کرتا جا رہا تھا‘ جس کے موڈ میں عجیب اداسی و خفگی تھی۔

”آنٹی کے گھر جانے سے بہتر ہے‘ میں گھر پر ہی رہوں۔“

”کیوں؟ آنٹی سے کوئی ناراضی ہے جو وہاں جانا نہیں چاہ رہی ہو؟“

”آپ مجھ سے بحث کیوں کر رہے ہیں؟“ اس کے لہجے میں جھنجلاہٹ در آئی۔

”تمہارے ساتھ پرابلم کیا ہے..... تم کیوں ہر وقت غصے میں رہتی ہو؟ تمہاری عمر کی لڑکیوں کو میں بہت خوش دیکھتا ہوں۔“

”وہ میری عمر کی تو ضرور ہوں گی‘ مگر میرے جیسے نصیب نہیں ہوں گے۔“ وہ اس وقت اتنی دلگرفتہ تھی کہ اس کے سامنے اپنا دکھ بیان کر گئی‘ جس کی پرچھائیں سے بھی اس کو پرخاش تھی۔

”کیا دکھ ہے؟ کوئی پرابلم ہے تو مجھے بتاؤ میں مدد کروں گا۔“ اس لمحے اس کو اس پر بہت ترس آ رہا تھا‘ اس کا ٹوٹا‘ بکھرا لہجہ اس جیسے حساس بندے کو پریشان کر گیا تھا۔ پری بھی گویا حواسوں میں پلٹ آئی تھی‘ اس نے چونک کر دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

روشن روشن دمکتی ہوئی آنکھیں!

کتنی گہری اور بولتی ہوئی آنکھیں!

اس نے گھبرا کر چہرہ جھکا لیا تھا۔

رگ و پے میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔

”کچھ نہیں!“ اس نے بے پروا انداز میں طغرل کو جواب دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

❁.......❁.......❁

صفدر اور مثنیٰ بیڈ روم میں تھے۔ مثنیٰ سلیپنگ سوٹ میں ملبوس بستر پر تکیوں کے سہارے نیم دراز تھیں ان کے گولڈن بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے‘ ان کے خوب صورت چہرے پر سنجیدگی تھی‘ وہ سوچوں میں گم تھیں۔ صفدر بال سنوارتے ہوئے آئینے میں ان کو بغور دیکھ رہے تھے۔

”کن سوچوں میں گم ہو؟ اینی پرابلم.....؟“ وہ ان کے قریب ہی بیٹھ گئے تھے۔ مثنیٰ چونک کر سیدھی ہو گئی تھیں۔

”کوئی پرابلم نہیں ہے‘ بھلا مجھ کو کیا پرابلم ہو سکتی ہے؟“ وہ قصداً مسکرائی تھیں۔ صفدر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

”سعود کو یاد کر رہی ہیں تو چلی جائیں۔ سیٹ بک کروا دیتا ہوں۔“

”یاد تو آتا ہے‘ بیٹا ہے میرا..... مگر اس کے پاس جا کر بوریت کا احساس ہونے لگتا ہے‘ وہ بہت مصروف رہتا ہے اپنے دوستوں میں..... پڑھائی میں..... دور ہو کر وہ قریب محسوس تو ہوتا ہے اور قریب ہو کر دور ہو تو پھر وہ دوری بہت اذیت ناک لگتی ہے۔“

”تمہاری مرضی ڈیئر!“ انہوں نے پیار سے ان کے بال بگاڑے تھے۔

”شانزے کی کال آئی تھی‘ آپ کا سیل آف تھا‘ اس لیے اس نے مجھے کال کی۔“

”اوہ یس! میٹنگ کے دوران آف کیا تو بھول ہی گیا۔ خیر کیا کہہ رہی تھی شانزے؟“ وہ بستر پر دراز ہو گئے تھے۔

”پکنک پارٹی کل کسی ہل اسٹیشن پر وہ ارینج کر رہی ہیں‘ انوائٹ کیا ہے ہم دونوں کو..... بے حد اصرار کر رہی تھیں کہ میں نہ آ سکوں تو آپ کو ضرور شرکت کرنی ہے ورنہ پارٹی بے مزا رہے گی۔“

”کیوں نہیں! ضرور چلیں گے۔ زبردست انجوائے منٹ ہو گی‘ سال میں ایک مرتبہ شانزے پارٹی دیتی ہے پھر پورے سال انتظار رہتا ہے۔“

”سوری صفدر! میں نہ جا سکوں گی۔“ وہ معذرتی لہجے میں بولیں۔

”کہیں اور انوائیٹ ہیں؟“

”یس! ایک چیریٹی شو میں چیف گیسٹ ہوں۔“

''اوکے! پھر تو جانا ضروری ہے مگر پارٹی میں مس کروں گا۔''

''ایک دن کی تو بات ہے' اس میں یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی آپ کو۔ کل اس وقت آپ یہیں موجود ہوں گے۔''

''آپ اس دل کو نہ سمجھ سکیں ہوں اور نہ کبھی سمجھ پائیں گی۔'' وہ اظہار محبت کر رہے تھے مگر شخی کے انداز میں سرد مہری تھی۔

۞......۞......۞

''شش...... شش......!'' ماہ رخ نے مڑ کر دیکھا۔ گلفام کھڑکی میں کھڑا اس کو اشارے کر رہا تھا' اس نے گھور کر دیکھا تو وہ بھولپن سے مسکرا دیا تھا۔

''اشارے کیوں کر رہے ہو لڑکیوں کی طرح؟ مردوں کی طرح بات کرو۔'' گندمی رنگت و عام سے نقوش والا گلفام جو چچا کا بیٹا تھا' اس کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ وہ سخت چڑتی تھی اس سے...... گلفام اس پر اس قدر ہی فریفتہ رہتا تھا' اس کی محبت میں ماہ رخ کی ساری بے التفاتی و خفگی اپنی شناخت کھو بیٹھتی تھی' وہ اس کے ہر انداز کا دیوانہ تھا۔

''اِدھر آ...... دیکھ میں تیرے لیے کیا لایا ہوں؟'' اس نے سرگوشی میں اس انداز سے کہا کہ باورچی خانے میں کام کرتی امی اور خالہ تک اس کی آواز نہ پہنچ سکی تھی۔ ماہ رخ نے جو اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی کوئی گولڈن جیولری دیکھی تو تمام بدمزاجی بھلا کر اس کے پاس آ گئی۔ ''یہ میں تیرے لیے لایا ہوں' تیری گوری کلائی میں خوب صورت لگے گا۔'' اس نے گولڈن بریسلیٹ اس کی طرف بڑھایا جس میں سرخ موتی لٹک رہے تھے۔ گلفام کی نگاہوں میں شوق کی دنیا آباد تھی۔ رخ نے بریسلیٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر اس کے چہرے پر ناگواری پھیلنے لگی۔

''شو تو ایسے مار رہا تھا جیسے سونے کا بریسلیٹ لایا ہو۔'' غصے سے کہتے ہوئے جھٹکے سے بریسلیٹ اس کو تھمایا تھا۔ لمحے بھر کو اس کے چہرے پر دھواں سا پھیلا تھا۔ وہ ہتھیلی پر رکھے بریسلیٹ کو دیکھتا رہ گیا تھا۔ ''مجھے یہ غریبوں والے گفٹ پسند نہیں ہیں' یہ کسی اپنی جیسی کو دے دو جا کر...... پیار کرنے لگے گی تم سے......'' وہ اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں سے بے نیاز سفّا کی سے کہہ رہی تھی جب کہ وہ اس کی ہر ادا پر مر مٹنے والا تھا' تڑپ کر گویا ہوا۔

''میں تم سے پیار کرتا ہوں رخ! اور ساری زندگی کرتا رہوں گا۔''

''اچھا! میں تو تم سے پیار نہیں کرتی اور نہ کبھی کروں گی۔''

''پیار کرتے نہیں ہیں' پیار ہو جاتا ہے۔ جیسے مجھ کو تم سے ہو گیا اور ایک دن تم کو بھی مجھ سے محبت ہو جائے گی۔'' گلفام کے لہجے میں یقین و صداقت کی قندیلیں روشن تھیں۔

''سیاہ فام! شکل دیکھی ہے اپنی؟ میں اور تم سے محبت کروں گی؟'' وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی تھی۔

''ہاں! مجھے یقین ہے۔ محبت دل سے ہوتی ہے چہرے سے نہیں۔''

۞......۞......۞

دادی آصفہ آنٹی کے ہاں سے آئیں تو پری کو گھر میں دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

''اپنی نانو کے ہاں نہیں گئیں؟''

''گئی تھی...... نانو گھر پر نہیں تھیں' واپس آ گئی تب ہی۔''

''تم نے ان کو بتایا نہیں تھا جانے کا......؟''

''نہیں! پپا نے کہا اور میں چل پڑی' یاد نہیں رہا نانو کو کال کر کے بتانا کہ میں آ رہی ہوں۔ پپا نے کہا تھا میں ڈراپ کر دوں گا' میں بہت خوش ہو گئی تھی' پپا نے مجھے اتنی اہمیت دی تھی اور نا معلوم ان کو کس طرح پتا چل گیا تھا کہ مجھے نانو کے ہاں جانا ہے۔''

''بہت حساس و ذہین ہے فیاض! وہ اسی طرح سب کا خیال رکھتا ہے۔'' وہ ممتا بھرے لہجے میں بیٹے کی تعریف کر رہی تھیں۔

''مگر میرا تو پہلی دفعہ خیال کیا اور وہ بھی ادھورا...... خود ڈراپ کرنے نہیں گئے نانو کے ہاں' طغرل بھائی کو بھیج دیا۔''

''خیر اب ایسی بھی بات نہیں ہے' خیال تو وہ تمہارا سب سے زیادہ رکھتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے اس کو اظہار کی عادت نہیں ہے۔''

''دادی! ہمارے پاس چند ہی تو رشتے ہوتے ہیں جن سے اظہار اچھا لگتا ہے' حوصلہ ملتا ہے اور زندگی اچھی گزرنے لگتی ہے۔'' انہوں نے پیار سے اس کے افسردہ چہرے کو دیکھا اور سینے سے لگالیا۔

''پری! تیرا باپ تجھ سے پیار نہیں کرتا' یہ سوچ سوچ کر سارا دن تو خون جلاتی رہی ہوگی' بے وقوف! ہر کسی کے پیار کرنے کا انداز الگ ہوتا ہے۔ کوئی جتا دیتا ہے' کوئی خاموش رہتا ہے اور جو خاموش رہتا ہے ضروری نہیں کہ وہ پیار ہی نہیں کرتا بلکہ ایسے لوگ تو زیادہ محبت کرتے ہیں۔'' وہ حسب عادت اس کی دلجوئی میں لگی ہوئی تھیں کہ دستک دے کے طغرل کمرے میں آیا اور اس کو دادی کے سینے سے لگے دیکھ کر جل کر رہ گیا۔

''یہاں پر یہ ہر وقت جذباتی منظر ادا ہوتے ہیں دادی! آپ کی محبت پہ میرا بھی کچھ حق ہے یا سارا مخالف پارٹی کو سونپ دیا ہے؟''

''دادی کی محبت سمندر کی مانند ہوتی ہے۔'' دادی نے کہا۔

''میرے حصے میں صرف کنارا ہے' تیر تو کوئی اور ہی رہا ہے۔'' وہ کن اکھیوں سے پری کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا جو دادی کے پاس سے ہٹ کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ اب وہ اس جگہ پر براجمان تھا جہاں چند لمحے قبل وہ ان کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔

''میں کہتی ہوں تجھے اتنی باتیں بنانی کہاں سے آ گئیں؟''

''یہ تو خود بخود ہی آتی ہیں دادی جان! کوئی ہنسنا سیکھتا ہے تو کوئی رونا...... جیسے یہ آپ کی لاڈلی پری صاحبہ! ہر وقت پرانے دور کی کسی پٹی ہوئی فلم کی روتی بسورتی' بوریت پھیلاتی ہیروئن بنی رہتی ہیں۔'' وہ براہِ راست حملہ کرنے کا عادی تھا۔

''اور آپ کون ہیں......؟ کسی گھٹیا فلم کے مسخرے؟''

''ہالی ووڈ والے آج بھی مجھے ہیرو کے رول پر سائن کرنے کو تیار ہیں' وہ تو میں خود ہی انٹرسٹڈ نہیں ہوں اس فیلڈ میں۔'' اس نے کالر جھاڑتے ہوئے ادا سے کہا۔

''اوہ! کیا بات ہے! یہ منہ اور مسور کی دال؟''

''ارے ارے کیا ہو رہا ہے یہ...... شرم وحیا نہیں ہے دونوں کو...... دادی کا بھی لحاظ نہیں ہے......؟ ذرا سی بات پر بچوں کی طرح لڑنے لگتے ہو۔'' پری کو بھی میدان میں اترتے دیکھ کر ان کو مداخلت کرنی پڑی تھی۔

''دادی! پہل طغرل بھائی نے کی ہے میں نے نہیں......''

''ہاں ہاں! بڑا چنگیزی خون ہے تمہارے اندر...... بدلہ نہیں لوگی تو ناک کٹ جائے گی۔''

''اور ناک کٹنے کے بعد کتنی خوب صورت لگوگی' تصور کرو۔'' وہ قہقہہ لگا کر مخاطب ہوا تھا۔ پری نے شکایتی نظروں سے دادی کی طرف دیکھا اور غصے بھرے انداز میں کمرے سے چلی گئی۔

''کیوں ہاتھ دھو کر اس بچی کے پیچھے پڑ گئے ہو طغرل! مذاق بھی کبھی کبھی کیا جائے تو اچھا لگتا ہے ورنہ فساد بن جاتا ہے۔''

''یہ اتنی سڑیل مزاج کیوں ہے؟ گھر میں عادلہ' عائزہ بھی ہیں' وہ ہر وقت ہنستی مسکراتی رہتی ہیں' زندہ دل ہیں۔ پری میں تو لگتا ہے کوئی صدیوں پرانی روح گھس گئی ہے۔ بے زاری' اکتاہٹ وہ ہر ایک سے خفا دکھائی دیتی ہے۔''

''پری کے حالات ان سے مختلف ہیں۔ تم نہیں جانتے اس کی محرومیوں کو......''

''کیسی محرومیاں دادی جان! میں نے کوئی ایسی بات محسوس نہیں کی۔''

''تم محسوس کرنے بھی کیوں لگے......؟ تمہاری زندگی پری کی زندگی سے بالکل جدا ہے۔ تمہیں ماشاءاللہ ماں باپ کی محبت ملی ہے' بہن بھائی کا پیار ملا ہے' بچپن سے آج تک تم بھرپور محبت وچاہتوں کے درمیان رہے ہو۔''

''پری ان رشتوں سے محروم نہیں ہے۔ فیاض انکل' صباحت آنٹی' عادلہ اور عائزہ جیسی بہنیں اس کے پاس ہیں اور آبرو جب بورڈنگ سے آتی ہے تو پری کی گود میں ہی چڑھی رہتی ہے' سب ہی محبت کرتے ہیں اس سے۔'' طغرل نے آنکھ کھولتے ہی خود کو سب کی محبت کا مرکز پایا تھا گھر اور گھر سے باہر وہ ہر دل عزیز تھا' اس کے لیے نفرت' لاتعلقی وبے اعتنائی اجنبی تھی۔

''وہ سب رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی ان رشتوں کی اپنائیت ومٹھاس سے محروم ہے' سب اس کے اپنے ہیں مگر درحقیقت کوئی ''اپنا'' نہیں ہے۔ خیر' یہ بتاؤ کوئی کام تھا' بڑی جلدی میں آئے تھے؟'' انہوں نے اس کی آنکھوں میں الجھن دیکھ کر بات بدل دی تھی۔

''مما کی کال آئی تھی' وہ کہہ رہی ہیں آپ میرے ساتھ چند دنوں کے لیے مری چلیں۔ مری کا موسم بہت اچھا ہے' آپ کو بھی وہاں جا کر اچھا لگے گا۔''

''نہیں بابا! مجھے تو معاف کرو۔ اپنی ماں کو کہہ دو خود ہی اچھے موسم میں وقت گزرتی رہے۔ ہونہہ! خود تو جانے کے بعد آنے کا نام نہیں لے رہی ہے اب ساتھ مجھے بھی گھسیٹا جا رہا ہے۔ میں جانے والی نہیں ہوں ہاں' تم شوق سے جاؤ' تمہیں منع نہیں کروں گی۔''

''سوری کہہ دوں گا مما کو...... وہ مان جائیں گی' میں بھی آپ کو چھوڑ کر جانے والا نہیں ہوں۔'' اس نے ان کے شانے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

❁......❁......❁

فیاض صاحب فائلوں میں گم تھے' سنہری فریم کی عینک ان کی پُر وقار شخصیت پر جچ رہی تھی۔ کافی لاتی ہوئی صباحت ان کو دیکھے گئیں' وہ اس وقت ان کی نگاہوں کے حصار میں تھے۔ وہ اندر داخل ہوتی ہوئی ان کو دیکھ رہی تھیں۔

پُر وقار

جاذب نگاہ

بردبار وسنجیدہ

وہ خوب صورت چہرہ ہی نہیں' دل بھی گداز رکھتے تھے۔ لمحے بھر کو ان کو فخر ہوا کہ وہ ایسے شخص کی بیوی ہیں جس کی چاہ ہر عورت کر سکتی ہے۔

''تم اس سے محبت کرتی ہو...... اس کو دل وجان سے چاہتی ہو...... تمہاری صبح وشام اس کے لیے ہی ہوتی ہے...... مگر یہ تم سے محبت کب کرتا ہے؟ اس شخص کے دل پر آج بھی اس عورت کی حکمرانی ہے...... تم کہاں ہو؟'' ان کے احساس کمتری نے کسی بچھو کی طرح ڈنک مارا تھا اور ان کی ساری خوشیاں بھاپ بن کر اڑ گئی تھیں۔ زخمی نظروں سے ان کی جانب دیکھا تھا جو ان کی موجودگی سے بے خبر فائل پر جھکے ہوئے تھے۔

''فیاض......!'' انہوں نے کپ ان کے قریب ٹیبل پر رکھا تو ان کے پکارنے پر انہوں نے نگاہ اٹھا کر ان کی جانب دیکھا اور گویا ہوئے۔

''کافی لے کر آئی ہو اور مجھے خبر ہی نہ ہوئی۔'' ان کا یہ سیدھا سا انداز صباحت کے احساسات پر وار کر گیا۔ وہ تڑپ کر گویا ہوئی تھیں۔

''آپ تو مجھ سے اوّل روز سے ہی بے خبر ہیں' میری موجودگی غیر موجودگی آپ کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا آپ کو......''

''کیا ہوا ہے...... بہت جذباتی ہو رہی ہو؟'' وہ متوجہ ہوئے۔

''کچھ نہیں!'' وہ ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے ان کے قریب ہی بیٹھ گئیں۔ ''ایک بات کرنی ہے ضروری آپ سے......''

''کرو...... کیا بات ہے؟'' وہ ہنوز فائل میں گم تھے۔

''پہلے آپ اپنا کام کر لیں پھر بات ہوگی۔''

''اچھا یار! لو میں نے فائل بند کر دی اب کہو کیا بات ہے؟'' انہوں نے فائل بند کر کے کپ اٹھا لیا اور ہمہ تن گوش ہو گئے۔

''بھابی جان کہہ رہی ہیں دراصل وہ عائزہ کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔ فاخر اکلوتا بیٹا ہے ان کا' پڑھا لکھا' ذہین' خوش اخلاق' اچھی پوسٹ پر کام کر رہا ہے۔ بھابی کی خواہش تو بہت پہلے آنے کی تھی لیکن وہ فاخر کی جانب سے دل میں حسرت لیے بیٹھی تھیں اور فاخر کی جاب لگتے ہی پہلی کال انہوں نے مجھے کر کے اپنی خواہش ظاہر کی ہے۔''

''عائزہ سے بڑی عادلہ اور پری موجود ہیں' یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ دو بڑی بہنوں کی موجودگی میں چھوٹی بہن کی بات کی جائے۔ منع کر دینا اپنی بھابی صاحبہ کو' اگر وہ انتظار کر سکتی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ وہ جہاں چاہیں فاخر کی شادی کر سکتی ہیں' ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔'' انہوں نے کافی پیتے ہوئے دوٹوک لہجے میں بات کی تھی۔

"ارے یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ! ایسا بہترین رشتہ بار بار تھوڑی آتا ہے پھر میں بھائی' بھابی کو کس طرح انکار کرسکتی ہوں؟" وہ سٹپٹا گئیں۔

"تو میں خود انکار کردوں گا تم سے نہیں ہوگا تو......"

"فیاض! ذرا سوچیے تو سہی' فاروق میرے سگے بھائی ہیں' اس طرح سے رشتوں میں دراڑیں پڑ جائیں گی پھر فاخر بہت اچھا لڑکا ہے' اس دور میں چھوٹا بڑا کوئی نہیں دیکھتا ہے' جلد از جلد لوگ اپنے فرض سے ادا ہونا چاہتے ہیں۔ ایمانداری کی بات یہ ہے کہ عائزہ دونوں سے بڑی دکھائی دیتی ہے' آنے والے عائزہ کو ہی بڑی سمجھتے ہیں' اس کی صحت مندی کی وجہ سے۔" انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا خاموشی سے کافی پیتے رہے۔ "عادلہ کی فکر کرنے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے' وقت آنے پر اس کی بات بھی ہوجائے گی۔" وہ خوشامدی انداز میں کہہ رہی تھیں۔

"پری کے بارے میں سوچا ہے کچھ تم نے......؟ وہ بھی تمہاری بیٹی ہے۔"

"اس کی ماں موجود ہے' مجھے سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔" پری کے ذکر پر ماحول میں کشید گی پھیل گئی تھی۔

"وہ بھی عادلہ' عائزہ کی طرح تمہاری ذمے داری ہے' تم اس کی ماں ہو خواہ سوتیلی ہی سہی...... وہ تمہارے ساتھ اسی گھر میں رہتی ہے۔" ان کے لہجے میں شدید ترین سرد مہری در آئی تھی۔

"وہ آپ کی مرضی سے یہاں رہتی ہے' اگر میرے اختیار میں ہو تو ایک دن یہاں رہنے نہ دوں' بھیج دوں اس کی آوارہ ماں کے پاس......"

"خاموش رہو' بکواس مت کرو۔" وہ غصے سے چیخ اٹھے تھے۔ ان کی آوازیں لاؤنج اور راہداری میں گونج رہی تھیں' راہداری میں منی پلانٹ کو پانی دیتی پری گم صم سی ہوگئی تھی بلکہ لاؤنج میں موجود طغرل بھی صباحت کے انداز و الفاظ پر ششدر سا تھا۔ اس نے صباحت کو بہت اخلاق و مروت کے مظاہرے کرتے دیکھا تھا۔

ان کے لفظوں کی کاٹ...... لہجے کی آنچ...... اور اس آنچ میں سلگتی نفرت اسے حیران کرگئی تھی۔

انسان بھی جب انسانیت کی سطح سے گر جائے تو اس میں کچھ حیوانی صفات پیدا ہونے لگتی ہیں پھر کہیں کنچلی بدلتا ہے تو کہیں لہجہ...... کبھی رنگ بدلتا ہے تو کبھی آنکھیں...... عجیب ہی روپ بدل لیتا ہے پھر انسان......! طغرل کے لیے یہ صورت حال تکلیف دہ تھی' رات دادی کی گفتگو پری کے متعلق سُن کر وہ ڈسٹرب رہا تھا۔ اب انکل آنٹی کی گفتگو جو پری کے لیے تھی' نے اس کو پریشان کردیا تھا۔ وہ یہاں سے جا بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح اسے ان کے روم کے سامنے سے گزرنا پڑتا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی موجودگی پر وہ شرمندہ ہوں جب کہ صباحت خاموش بھی نہیں ہوئی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھیں۔

"میری آواز تو آپ نے پہلے دن سے بند کر رکھی ہے' جا کر ان لوگوں کی آواز بند کریں جو ثنی' کے حوالے سے پری کے لیے کہی جاتی ہیں۔"

"کیا ہورہا ہے؟ کیوں اتنا شور کررہے ہو؟" ان کے جھگڑے کی آواز اماں کی سماعتوں تک بھی پہنچ گئی تھی' وہ کمرے میں داخل ہوکر دونوں سے مخاطب ہوئی تھیں اور جاتے ہی انہوں نے کمرے کا دروازہ بھی بند کردیا تھا۔ طغرل موقع ملتے ہی لاؤنج سے نکلا تھا' راہداری میں بے جان انداز میں بیٹھی پری کے قریب سے گزرتے ہوئے پل بھر کو اس کے قدم سست ہوئے تھے لیکن وہ نگاہ اٹھا کر اس کی سمت دیکھنے کی ہمت نہ کرپایا کہ اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں بتا رہی تھیں وہ رو رہی ہے اور وہ اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھ نہیں پاتا۔ سو تیزی سے گزر گیا۔

بھیگی پلکوں نے دور تک اس کے قدموں کا پیچھا کیا تھا جو سب سُن چکا تھا' اس کی جو اوقات اس گھر میں ہے اس سے واقف ہوگیا تھا وہ......!

"یہ تو ہونا ہی تھا تم کب تک اس حقیقت کو اس سے پوشیدہ رکھ سکتی تھیں؟ تم چلی کیوں نہیں جاتیں اس گھر سے...... چھوڑ دو اس گھر کو جہاں تمہاری وقعت نہیں ہے...... آج تو طغرل کے سامنے بھی تمہارا بھرم ٹوٹ گیا۔ میں تو اب بالکل ہی ارزاں ہوجاؤں گی اس کے لیے وہ زچ کرے گا...... مجھے آج ہی یہ گھر چھوڑ دینا ہے۔" وہ آنسو بہاتی ایک عزم سے اٹھی تھی۔

❁......❁......❁

آ جا صنم مدھر چاندنی میں ہم تم ملے تو ویرانے میں بھی آجائے گی بہار
جھومنے لگے گا آسمان......

آ جا صنم مدھر چاندنی میں ہم
تم ملے تو ویرانے میں بھی آ جائے گی بہار......

صحن کے وسط میں نیم کے درخت پر جھولا جھولتی ماہ رخ تیز تیز گا رہی تھی' دالان میں نماز پڑھتی فاطمہ نے سلام پھیرا اور اس کے پاس آئیں۔

''شرم کرو کچھ......!'' وہ دانت بھینچ کر گویا ہوئیں۔

''امی! اب میں نے کیا بے شرمی کر دی ہے؟'' اس نے رکتے ہوئے کہا۔

''باپ اور گلفام گھر میں ہے اور تو گانا گا رہی ہے؟ بے شرم کہیں کی!''

''گانا گانے میں کیا بے شرمی کی بات ہے؟ اور ابا جب ہوتے ہیں تو ان کو کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی ہے۔'' اس نے صفائی پیش کی۔

''گلفام تو جاگ رہا ہے' اس تک تیری آواز پہنچ رہی ہو گی۔'' فاطمہ اس کی بے پروائی وہٹ دھرمی سے چڑتی تھیں۔

''تو کیا ہوا......اس سیاہ بھوت سے ڈرتا کون ہے؟'' اس نے منہ بنا کر جواب دیا' فاطمہ غصے میں آگے بڑھی تھپڑ لگانے کے لیے کہ ان کے پیچھے آنے والی ثریا نے تیزی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

''کیا کر رہی ہو آپا! جوان اولاد پر بھی کوئی ہاتھ اٹھایا جاتا ہے۔'' ماہ رخ جھولے سے اتر کر خراب موڈ کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔

''ثریا! کون خوشی سے جوان اولاد پر ہاتھ اٹھانا چاہتا ہے' تم دیکھ رہی ہو وہ جتنی شعور کی منزلیں عبور کر رہی ہے اتنی ہی باغی و خودسر ہو رہی ہے؟ جو سوچتی ہے' بول دیتی ہے۔ تمیز' طریقہ' سلیقہ نہیں ہے اس میں۔''

''سب آ جائے گا' فکر کیوں کرتی ہو؟ اس کو کون سا کسی دوسرے گھر جانا ہے' اسی گھر میں رہنا ہے ہمارے ساتھ...... پھولوں کی طرح رکھوں گی اس کو۔'' ثریا نے پیار سے فاطمہ کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ فاطمہ اور ثریا میں صرف دیورانی و جیٹھانی کا ہی تعلق نہ تھا وہ دونوں سگی بہنیں بھی تھیں۔ دونوں کو ہی خدا نے اکلوتی اولادوں سے نوازا تھا۔ گلفام کی پیدائش پر ڈھیروں خوشیاں منائی گئی تھیں اور جب تین سال بعد ماہ رخ پیدا ہوئی تو ان کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ بچپن سے ہی وہ ایک دوسرے سے منسوب تھے۔ اس رشتے کو گلفام نے دل و جان سے پسند کیا تھا مگر ماہ رخ جان بوجھ کر انجان بنی رہتی تھی۔

❁......❁......❁

اماں جان نے فیاض کو راضی کر لیا تھا کہ وہ عائزہ کے لیے آئے ہوئے پیغام کو قبول کر لیں' فاخر حقیقتاً بہت قابل و نیک لڑکا ہے پھر اماں جان کے آگے فیاض کی بھی جرأت نہ تھی کہ وہ ان کے فیصلے کو رد کریں۔ وہ ہامی بھر کے وہاں سے چلے گئے تھے۔ صباحت کی زبان درازی ان کو پسند نہیں آئی تھی۔

''میری پہلی بیٹی کی خوشی ہے پری نے یہاں بھی اپنی نحوست دکھا دی ہے۔'' وہ اس وقت اتنے غصے میں تھیں کہ اماں کا بھی خیال نہ کر سکیں۔

''زبان کو لگام دو صباحت! پری کوئی لاوارث نہیں ہے کہ جو چاہے گا اس کو سب کچھ کہہ دے گا' زبان کھینچ لوں گی میں پری کو بے جا کہنے والوں کی۔''

''آپ کی وجہ سے ہی وہ یہاں پر ہے ورنہ......''

''اور اس کی وجہ سے تم یہاں پر ہو۔'' اماں جان طنزیہ لہجے میں گویا تھیں۔

''فیاض دوسری شادی کے لیے مان ہی کب رہا تھا وہ تو میں نے سمجھایا کہ تمہیں بھلے بیوی کی ضرورت نہ ہو مگر چھ ماہ کی پری کو ماں کی ضرورت ہے۔ وہ پری کے لیے تم سے شادی پر راضی ہوا اور پھر تم نے الٹا ہی چکر چلایا۔ فیاض کی بیوی تو بن گئیں مگر پری کی ماں نہ بن سکیں۔ آئندہ پری کی طرف انگلی اٹھاتے وقت دیکھ لینا کہ باقی انگلیاں خود تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہیں۔'' وہ ٹھنڈے لہجے میں ان کے آگ لگا کر چلی گئی تھیں۔

❁......❁......❁

وہ کروٹیں بدل رہا تھا۔ نیند روٹھ گئی تھی۔ آج سے قبل اس کو معلوم نہ تھا کہ پری اپنے ہی گھر میں اجنبی تھی۔ اس سے اپنائیت کا دعویٰ کرنے والوں کا صرف دعویٰ ہی تھا۔ دادی نے کہا تھا ''سب اس کے اپنے ہیں'' درحقیقت کوئی ''اپنا'' نہیں ہے۔ یہ وجہ تھی جو آج انجانے میں ہی مجھ پر ظاہر ہو گئی۔

''آہ! کتنی دکھی' کتنی تنہا ہے پری! کتنا تنگ کیا ہے میں نے اس کو......؟''

بے چینی اس کے اندر سرایت کر گئی۔ اس نے ریفریجریٹر میں سے نکال کر ایک گلاس ٹھنڈا پانی پیا اور کھڑکی کھول کر لان میں دیکھنے لگا۔ گرمی و سردی کا ملا جلا موسم تھا۔ سارے دن دھوپ ماحول پر چھائی رہی تھی۔ اب ہوا میں ٹھنڈک کا احساس تھا۔ آسمان پر چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا' ماحول میں ایک وحشت ناک تاریکی تھی' لان میں جلنے والی لائٹس جو سحر تک جلتی رہتی تھیں' اس وقت نامعلوم کیوں آف تھیں جس کے باعث لان میں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ابھی وہ کھڑکی سے ہٹ ہی رہا تھا کہ اس کو نیچے کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی۔ اس نے نگاہ ڈالی تو پہلے کچھ دکھائی نہ دیا اور پھر اس نے دیکھا ہاتھ میں سوٹ کیس پکڑے سیاہ چادر میں سیاہ رات کا حصہ بنی وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''اوہ میرے خدا!'' وہ کھڑکی سے ہٹ کر بنا سلیپر کے کمرے سے بھاگا تھا پھر برق رفتاری سے وہ لان میں پہنچا' ایک جست گیٹ تک لگائی اور گیٹ کھول کر باہر نکل گیا باہر ہر سو سناٹے کا راج تھا۔

باہر کوئی نہیں تھا علاوہ خاموشی و تاریکی کے...... کہیں کہیں پول لیمپس جل رہے تھے اور اس روشنی میں اس نے ایک سفید کار کو دیکھا تھا۔ دوسری گلی سے نکل کر وہ اس کی نظروں سے دور ہوتی چلی گئی تھی۔

......☆☆☆......

کار کی رفتار اتنی تیز تھی کہ اگر طغرل گیراج سے کار نکال کر سڑک تک لانے کی سعی کرتا بھی تو اس کی نگاہوں سے لمحوں میں اوجھل ہونے والی کار کا تعاقب بے کار ہی ثابت ہوتا۔ پری کے اس فعل نے کہ جس طرح گھر والوں کی عزت پامال کر کے رات کی تاریکی میں فرار ہوئی تھی' طغرل کے غیرت مند خون میں شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ پہلی بار وہ اس کے لیے افسردہ ہوا تھا۔ آج سے قبل وہ جان ہی نہ سکا تھا کہ وہ کن حالات سے آج تک نبرد آزما رہی ہے۔ کل جب اس کو معلوم ہوا تھا چچا جان اس کو اس کی نانو کے ہاں ڈراپ کرنے نہیں جائیں گے۔ کس قدر ڈسٹرب ہوگئی تھی۔ ملول اداس اور آزردہ!

پھر آج جو کچھ صباحت آنٹی نے اس کے اور اس کی ماں کے بارے میں کہا' کتنی سنگ دلی اور لاتعلقی سے آنٹی اس کے بارے میں گفتگو کر رہی تھیں' ان کا لہجہ' ان کے الفاظ بہت تکلیف دہ تھے۔ وہ باتیں' وہ نفرتیں اس کے لیے نہ تھیں' جب اسے ازحد ناگواری اور دکھ کا احساس ہوا تو پری کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی؟ کتنا دکھ ہوا ہوگا۔ وہ بے آواز رو رہی تھی' اس کا حوصلہ نہ ہوا کہ رک کر کوئی بول تسلی کے کہہ دیتا' ہمدردی سے اس کے آنسو پونچھ دیتا۔ وہ خاموشی سے وہاں سے آ گیا تھا اور پھر ایک بوجھل سا احساس اس کو خاصا مضطرب کر گیا تھا۔ خاصا وقت گزارنے کے بعد بھی نینداس کی آنکھوں سے اوجھل تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کسی طریقے سے صباحت آنٹی اور پری کے درمیان نفرت کے تعلق کو محبت کے تعلق میں تبدیل کیا جائے لیکن......!

دو رشتوں کے تعلق کو باہم جوڑنے کے لیے بنانے والے پل کی بنیاد پہلے ہی زمین بوس ہو چکی تھی۔

''پری! تم نے اس طرح رات کی تاریکی میں فرار ہو کر اچھا نہیں کیا' تمہیں صباحت آنٹی سے شکایت تھی' چچا جان سے گلے تھے' عادلہ' عائزہ سے ناراضگی تھی' ٹھیک ہے میں مانتا ہوں' خودداری اور عزت نفس مجروح ہو' یہ کوئی برداشت نہیں کرتا۔ غصہ آ جاتا ہے' جھگڑا بھی ہو جاتا ہے ایسے میں...... مگر یہ سب گھر کے اندر ہوتا ہے' گھر سے فرار تو کہیں بھی ممکن نہیں ہے۔ یہ مسائل کو سلجھانا نہیں الجھانا ہے۔''

وہ ڈھیلے ڈھیلے قدموں سے واپس آ رہا تھا' گیٹ بند کرتے ہوئے اس کو اندازہ ہوا کہ لان کی لائٹس منصوبے کے تحت بند کی گئی تھیں۔ وہ بیڈ پر آ کر دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھ گیا۔ سوچوں کا ایک طوفان تھا' جس نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

''صبح جب سب کو معلوم ہوگا پری رات کو کہیں چلی گئی ہے تو کیسا کہرام مچے گا' شاید اس کے اس طرح جانے سے صباحت آنٹی پر کوئی اثر نہ ہو' بلکہ وہ خوش ہوں کہ وہ یہی چاہتی تھیں کہ پری اس گھر سے چلی جائے۔ چچا جان کا رویہ کس طرح کا ہوگا یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے فکر ہے تو دادی جان کی...... دادی جان اس خبر کو کس طرح برداشت کر پائیں گی؟ انہوں نے سب سے زیادہ پری سے محبت کی ہے اور کرتی ہیں۔ وہ اس کے بغیر رہ نہیں پائیں گی۔ جانے کہاں ہوگی وہ اور کس کے ساتھ...... اگر دادی کو کچھ ہوا تو پری! میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ تم کہیں بھی ہو' تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا' نہیں معاف کروں گا تمہیں......''

''ماہ رخ! تم وین سے آئی ہو؟'' اس کی کلاس فیلو جویریہ نے اسے وین سے اترتے دیکھ کر حیرانگی سے دریافت کیا۔ ایک تو وین بھری ہوئی ملی تھی' دوسرے گرمی کے مارے بُرا حال تھا اور تیسری مصیبت جویریہ کی صورت میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔

''نہیں...... نہیں میں کار میں آئی تھی' کالج سے ایک اسٹاپ پہلے ہی کار میں کچھ خرابی ہوگئی' ڈرائیور نے کہا بھی بنگلے سے دوسری کار لے آتا ہوں میں نے ہی منع کر دیا کہ تم ٹائم لگاؤ گے' ایک اسٹاپ کی ہی تو بات ہے' میں وین میں چلی جاتی ہوں۔ ذرا ایڈونچر ہی ہو جائے گا۔'' اس کے دماغ کی زرخیزی نے بے حد تیزی سے کام دکھایا۔

''اوہ سویٹ! کبھی کبھی ایسے ایڈونچرز کرتے رہنا چاہیے۔''

''آج کیا تم بھی کار میں نہیں آئی ہو؟'' وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھ رہی تھی' کالج کچھ دور تھا۔

''ہاں! آج بھائی کو جلدی جانا تھا' دیر ہونے کی وجہ سے میں یہیں اتر گئی تھی' ان کو کسی فارنر دوست کو ائر پورٹ سے ریسیو کرنا ہے۔''

''ہاں بھئی! یہ فارنرز بہت وقت کے پابند ہوتے ہیں۔ میرے پپا کے دوستوں میں زیادہ تر فارنرز ہی ہیں۔ مجھے پتا ہے ان کے مزاجوں کا۔'' وہ بے حد پُر اعتماد و مطمئن تھی۔

''اوہو! پھر تو تم بہت سے ممالک گھوم چکی ہوگی؟'' جویریہ اس سے خاصی مرعوب دکھائی دے رہی تھی۔ ویسے بھی ماہ رخ کے حسن کے چرچے پورے کالج میں تھے' وہ بی اے کے آخری سال کی طالبہ تھی۔ یہ شہر کا وہ کالج تھا جس میں متمول گھرانے کی لڑکیاں پڑھتی تھیں۔

ماہ رخ جو سبزی فروش کی بیٹی تھی۔ اس کا گھرانا خوش حال لوگوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن وہ آسودہ حال لوگوں میں ضرور شامل کیے جا سکتے تھے۔ وہ شروع سے باپ کی بے حد لاڈلی تھی تو چچا کی اس میں جان تھی۔ سب کی خوشیوں کا مرکز تھی اور اپنی اس قدر و قیمت سے وہ واقف بھی تھی' اس لیے خوب بڑھ چڑھ کر خواہشیں کرنا اور ان کو منوانا اس کی عادت بن چکی تھی۔ ہمیشہ اس نے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی تھی اور اب بھی وہ اس کالج میں ضد کر کے ہی آئی تھی۔ یہاں آ کر بھی اس نے حسب عادت خود کو ایک بہت امیر و کبیر فیملی سے ظاہر کیا تھا' یہاں آنے تک اپنی بڑی ساری چادر جو وہ گھر سے اوڑھ کر نکلتی تھی اور گھر سے کچھ فاصلے پر آ کر وہ بیگ میں رکھ دیا کرتی تھی۔ رسّی نما دوپٹا شانے پر ڈال کر وہ خود کو سنوار کر کالج بڑے اسٹائلش انداز میں پہنچتی تھی۔ اگر گھر کا کوئی فرد اس کو اس حلیے میں دیکھ بھی لیتا تو فوراً شناخت نہیں کر سکتا تھا۔

''اے رخ! تم نے جواب نہیں دیا' بتاؤ نا! کن کن ملکوں کی سیر کی ہے...... کہاں کہاں گئی ہو؟'' اس کو خاموش دیکھ کر جویریہ نے پوچھا۔

''یار! یہی تو گن رہی ہوں کہ کہاں کہاں گئی ہوں۔''

''اوہ میرے خدا! تم نے اتنے ملکوں کی سیر کی ہے کہ تم کو یاد ہی نہیں ہے؟'' جویریہ کے لہجے میں رشک آمیز حیرت تھی۔

''بے شک مائی ڈیئر! اب تو شاید ہی کوئی ملک رہ گیا ہو۔'' وہ شانے اچکا کر شاہانہ انداز میں گویا ہوئی۔ ''جو میں نے دیکھا نہ ہو اور یقین کرو۔ اب پپا مما کہتے بھی ہیں کہ ساتھ چلو گرمیوں کا موسم ہم کسی اور ملک میں گزاریں گے تو میں منع کر دیتی ہوں۔''

''تم تو بہت خوش قسمت ہو رخ...... ! کاش میں بھی اتنی خوش قسمت ہو جاؤں۔''

☆

صفدر جمال نے سگار پیتے ہوئے اپنی نگاہوں کو ثنی کے چہرے پر مرکوز کیا ہوا تھا۔ ثنی چیئر پر بیٹھی سیل پر محو گفتگو تھیں' ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ وہ کسی کو کچھ سمجھانے کی سعی کر رہی تھیں مگر دوسری جانب کوئی ماننے کو تیار نہ ہوا تو انہوں نے سیل آف کر کے رکھ دیا تھا۔

''کیا ہوا ہے...... بہت فکر مند لگ رہی ہیں؟'' صفدر نے پوچھا۔

''وہی سعود کی بے جا اور فضول ضد...... جس کی رٹ اس نے کئی ہفتوں سے لگائی ہوئی ہے۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے کنپٹیاں دباتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''اتنا پریشان کیوں ہوتی ہو یار! وہ جوان ہے اس عمر میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ آپ مانو یا نہ مانو وہ وہی کرے گا جو اس کو کرنا ہے تو بہتر یہی ہوگا کہ

آپ خوشی سے اس کو اجازت دے دیں۔" سگار کا دھواں خارج کرتے ہوئے وہ نرم مزاجی سے سمجھانے لگے۔

"صفدر! آپ کو معلوم ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"جی! میں یہی کہہ رہا ہوں' سعود شادی کرنا چاہتا ہے تو کرنے دیں۔ لو میرج کوئی گناہ کی بات تو نہیں ہے۔ آپ تو یہ بھی اچھی طرح جانتی ہیں۔" ان کے نرم لہجے میں طنز کی دھیمی سی کاٹ تھی۔ وہ کاٹ جو مرد کی زبان سے کسی تیر کی طرح نکلتی ہے اور عورت کی روح میں پیوست ہو جاتی ہے۔ مثنیٰ بھی تیر کھا کر گھائل تو ہوئیں مگر "آہ" اندر ہی سسکنے لگی۔

"جی ٹھیک کہا آپ نے......" وہ مضبوط وٹھہرے ہوئے لہجے میں گویا ہوئیں۔ "میں یہ جانتی ہوں' لو میرج کرنا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے...... مگر آپ کو معلوم ہے سعود ابھی اسٹڈی کر رہا ہے' اس طرح وہ کیسے اور کس طرح سنبھال سکے گا اپنی پڑھائی اور شادی شدہ زندگی کو......؟"

"پڑھائی اس کی چند دنوں میں مکمل ہو جائے گی۔"

"پھر وہ چند دنوں تک صبر کر لے' ایسا بے قرار کیوں ہو رہا ہے؟"

"اس کو محبت ہو گئی ہے اور یہ اسٹڈی تو صرف ایک وقتی ضرورت یا اسٹیٹس سمبل ہے ورنہ میرے بیٹے کو ڈگریوں کی ضرورت نہیں ہے' میری ساری دولت کا اکلوتا وارث ہے وہ......" صفدر جمال کے لہجے میں اپنی دولت و مرتبے کا فخر و سرشاری تھی۔

"آپ ہر معاملے کو اسٹیٹس سمبل کیوں سمجھتے ہیں؟ آپ کے اس اسٹیٹس سمبل نے سعود کو کتنی برائیوں میں مبتلا کر دیا ہے' یہ معلوم نہیں ہے آپ کو صفدر......! ہر خواہش جائز نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر ضد پوری کی جاتی ہے۔ ہم کتنے ہی ماڈرن ہو جائیں اور کتنے ہی آزاد خیال...... مگر ہماری اساس' ہماری شناخت ہمارے مذہب سے ہوتی ہے۔ ہم اللہ کو اپنا معبود مانتے ہیں دل و جان سے' پوری صداقت سے ہم اپنے ربّ کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی عطا کردہ حدود و قیود کے پابند ہیں۔" وہ ٹھوس لہجے میں روانی سے کہتی چلی گئیں۔ صفدر جمال نے اٹھ کر سگار ایش ٹرے میں بجھایا۔

"آپ اس قدر مذہبی کب سے ہو گئی ہیں؟"

"میرے خیال میں اتنا مذہبی تو ہر مسلمان ہی ہوتا ہے۔"

"مثنیٰ! حدود اس وقت تک حدود رہتی ہیں جب کہ دوسروں کی خواہشوں کا بھی احترام کیا جائے اور جہاں اپنی منوانے کی ضد پکڑ لی جائے تو...... وہ حدود نہیں انتہا پسندی کہلاتی ہے اور میں نہیں چاہتا آپ کی اس انتہا پسندی کی نذر میرے بیٹے کی خوشیاں ہو جائیں۔"

"تو کیا آپ سعود کو اس ہندو لڑکی سے شادی کی۔ اجازت دے دیں گے؟" مثنیٰ نے متوحش انداز میں پوچھا۔

اور جواب میں اک گمبھیر خاموشی چھا گئی!

❁......❖......❁

طغرل کے لیے رات کا ایک ایک لمحہ گویا ٹھہر ٹھہر کر گزر رہا تھا' وہ ایک پل سو نہ سکا تھا۔ عجیب وحشت تھی اور اضطراب تھا۔ وہ کس کو بتاتا رات کے آخری پہر اس گھر کی عزت سیاہ رات کی سیاہی پھیلا کر اس گھر سے فرار ہو چکی ہے...... کہاں...... اور کس کے ساتھ......؟ یہ سوال ساری رات اس کو ڈستا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا بات بے بات' کام ہو یا نہ ہو' دادو کی عادت ہے پری کو پکارنے' اس سے ہر چھوٹے بڑے کام کرانے کی اور جب صبح وہ اس کو گھر میں نہ پائیں گی تو......!

اس سے آگے سوچ کر اس کی سانسیں بند ہونے لگتی تھیں۔

صحرا میں بھٹکتے کسی مسافر کی طرح وہ کمرے میں چکر لگاتا رہا' سوچتا رہا۔

پری کہاں جا سکتی ہے؟ کس کے پاس جا سکتی ہے؟ کون ہے ایسا ہمدرد اس کا؟

وہ سب گھر والوں کے بیدار ہونے سے قبل ہی پری کو اس گھر میں لانا چاہتا تھا۔ بلاشبہ ان دونوں کے تعلقات ایک دوسرے سے ہمیشہ کی طرح آج بھی خراب تھے' اس کی گڈ بک میں آج بھی پری کا نام نہ تھا۔ بے شک وہ کبھی اس کے لیے اتنا فکر مند نہ ہوتا اگر وہ ایسی پست حرکت نہ کرتی تو......! وہ بہت گھٹیا حرکت کر گئی تھی۔ معاً اس کے ذہن میں جھما کا سا ہوا اور اسے یاد آ گیا وہ کل پری کو اس کی نانی کے ہاں ڈراپ کرنے گیا تھا۔

وہ وہیں جاسکتی ہے' اس گھر کے علاوہ اس کا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ خیال آتے ہی اس کے اندر ایک برق سی دوڑ گئی تھی۔

موسم میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ اس نے جیکٹ پہنتے ہوئے کھڑکی سے باہر نگاہ دوڑائی تھی' ابھی رات نے دھیرے دھیرے اپنا سیاہ آنچل سمیٹنا شروع کیا تھا' کار کی چابی اٹھا کر وہ بہت غیر محسوس انداز میں چلتا ہوا جوتے پہن کر پارکنگ لاٹ میں آیا تو باہر تیزی سے دھند پھیل رہی تھی' جس سے خنکی کا احساس مزید بڑھ گیا تھا' مگر وہ موسم کے اس تیور سے بالکل متاثر نہیں ہوا تھا۔ اس کے اندر جو آگ دہک رہی تھی' یہ خنکی اس آگ کو بجھانے کے لیے قطرے کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کی کار سڑک پر پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی۔

صبح ابھی نمودار نہیں ہوئی تھی۔ اکا دکا گاڑیاں سڑکوں پر رواں دواں تھیں۔ وہ بہت جلد پری کی نانو کے بنگلے پر پہنچ گیا تھا' چوکیدار نے اپنے کیبن کی کھڑکی کھول کر اسے دیکھا اور پہچان کر سلام کیا۔

''خان بابا! بیگم صاحبہ سے ملنا ہے۔''

''صاب! بیگم صاب تو کل سے شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔'' چوکیدار کے جواب نے اس کے اوسان خطا کر ڈالے۔

''کس کے ساتھ......؟ کیا پری بھی تھی ان کے ساتھ؟'' اگلا جواب اس کے ہوش اڑانے کے لیے کسی بم سے کم نہ تھا۔

''نہیں صاب! بیگم صاب اکیلا گیا ہے۔''

''تم نے خود دیکھا ہے؟'' اس کی عجیب حالت تھی۔

''جی صاب! ام نے خود دیکھا ہے اپنا ان گناہ گار آنکھوں سے......'' طغرل کو ساری دنیا گول گول گھومتی محسوس ہوئی۔

❀......❖......❀

نیم کے درخت پر دھوپ سونا نچھاور کر رہی تھی۔ شریر چڑیاں اس کی شاخوں پر ایک دوسری سے اٹھکھیلیاں کرنے میں مصروف تھیں۔ ان کی چہکار سے آنگن گونج رہا تھا۔ گھر میں اس وقت بے حد خاموشی تھی اور اس سناٹے میں گونجتی چڑیوں کی چہکار وہاں پلنگ پر بیٹھے گلفام کو بہت سکون پہنچا رہی تھیں۔ اس نے جیب سے نوٹ نکالے اور گننے لگا۔

''سو...... دوسو...... ایک ہزار تین سو پچاس روپے...... اتنے کم روپوں میں ایک خوب صورت انگوٹھی بھی نہیں آئے گی' میں چاہتا ہوں اپنی رخ کو سونے کا پورا سیٹ لا کر دوں۔ کتنی خوش ہوگی وہ' جب میں اس کو سونے کا سیٹ لا کر دوں گا۔ وہ حیران ہو جائے گی اور جب وہ حیران ہوتی ہے تو اور بھی حسین دکھائی دیتی ہے۔'' وہ ہاتھوں کو تکیہ بنا کر چارپائی پر لیٹ کر اس کے تصور میں گم ہو گیا۔

''رخ...... غصے میں بھی اتنی حسین لگتی ہے جتنی مسکراتے ہوئے لگتی ہے' وہ مجھ سے تو ہر وقت خفا رہتی ہے اور مجھے پسند بھی نہیں کرتی۔ ضروری تو نہیں وہ مجھے اچھی لگتی ہے تو میں بھی اسے اچھا لگوں۔'' وہ مسکراتے ہوئے خود کلامی میں مصروف تھا۔ ''ضروری تو یہ ہے وہ مجھے اچھی لگتی ہے اور ساری زندگی اچھی لگتی رہے' محبت میں لین دین نہیں چلتا۔ محبت سودا تو نہیں ہے کہ ایک بیچتا ہے' ایک خریدتا ہے۔ محبت تو ایک قلعہ ہے' اس کو فتح کرنا آسان کام نہیں ہوتا اور میں رخ کے دل کے دروازے پر اس وقت تک دستک دیتا رہوں گا' جب تک وہ دروازہ میرے لیے وا نہیں ہو جاتا۔''

فاطمہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آئیں تو گلفام کو اس طرح لیٹے دیکھ کر پیار سے گویا ہوئیں۔

''گلفام! اس طرح کیوں لیٹے ہو بیٹے! میں تکیہ لا کر دیتی ہوں' آرام سے لیٹو۔'' وہ تکیہ لانے کے لیے مڑیں۔

''نہیں نہیں تائی جان! میں جا رہا ہوں' آپ تکیہ مت لائیں۔'' وہ ان کو دیکھتے ہی احتراماً اٹھ گیا۔

''نائٹ ڈیوٹی کے بعد ابھی آئے ہو اب کہاں جا رہے ہو؟ کچھ دیر آرام کر لینا پھر چلے جانا۔ کسی دوست کی طرف ہی جانا ہوگا نا!''

''نہیں تائی جان! دوست کی طرف نہیں جاؤں گا۔ اب تو دوستوں سے کبھی کبھی آتے جاتے ملاقات ہو جاتی ہے بس۔''

''پھر کہاں جانے کا ارادہ ہے' جس کی خاطر تم آرام بھی نہیں کر رہے ہو؟'' فاطمہ حیرت سے گویا ہوئی۔

''وہ...... میں نے ایک سپر اسٹور پر بات کی ہے' دن میں وہاں پر نوکری کروں گا۔ معقول تنخواہ مل جائے گی یہاں سے تو میری تنخواہ دگنی ہو جائے گی۔''

''گلفام! انسان ہو تم...... مشین نہیں ہو جو چوبیس گھنٹے کام کرو گے۔ بندہ اپنی استطاعت کے مطابق ہی کام کرے تو بہتر ہے ویسے بھی ہم کو

ایسی کوئی ضرورتیں تنگ نہیں کر رہی ہیں، جن کی خاطر تم خود کو مشین بنالو۔"

"تائی جان! آپ کو کیا معلوم یہ سب کس کی ضرورت کے لیے اور اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے ہی تو کر رہا ہوں......" وہ دل ہی دل میں ان سے مخاطب ہوا تھا۔

"ایک تو ماہ رخ سے بہت تنگ ہوں میں......" وہ آنگن میں پھیلے نیم کے پتے جھاڑو سے سمیٹتے ہوئے بڑبڑائیں۔

"کوئی غلطی ہوگئی اس سے؟" ماہ رخ کے نام پر اس کا دل دھڑکا تھا۔

"غلطی نہیں، غلطیاں کہو! اس عمر میں لڑکیاں گھر داری سیکھتی ہیں، گھر کو بناتی سنوارتی ہیں اور وہ پڑھائی میں لگی رہتی ہیں۔" انہوں نے جھنجلا کر کہا تھا۔ وہ مسکرا کر اٹھ گیا۔

❁......❖......❁

وہ گھر سے فرار حاصل کرنا چاہتا تھا تبھی بلا مقصد کار مختلف سڑکوں پر دوڑائے پھر رہا تھا۔ وہ سب برداشت کر سکتا تھا' ہر دکھ جھیلنے کا حوصلہ رکھتا تھا مگر دادو کو کوئی تکلیف پہنچے......وہ آزردہ ہوں' ان کا دکھ کسی قیمت پر وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی نگاہیں تیزی سے اِدھر اُدھر سے گزرنے والی ہر لڑکی کے چہرے پر پڑ رہی تھیں کہ شاید ان میں سے کوئی پری ہو۔

صبح سے شام ہوگئی تھی۔ اس نے ان جگہوں کو بھی چھان مارا تھا' جہاں کبھی اس کا گزر بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ کہیں نہیں تھی۔ پری شاید کسی پرستان کی پری کی طرح اوجھل ہوگئی تھی۔ بوجھل قدموں کے ساتھ اب وہ گھر کی طرف لوٹ رہا تھا۔

اندر قدم رکھتے ہی سب چہروں کو اس نے پریشان و متفکر پایا تھا۔ دونوں پھوپیوں کو فیملیز کے ساتھ موجود پا کر اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ پری کے فرار کی خبر ان تک بھی پہنچ گئی ہے۔

"کہاں چلے گئے تھے طغرل!" بے حد پریشانی سے فیاض صاحب اس کے قریب آ کر سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"دادی جان کیسی ہیں؟" وہ آہستگی سے گویا ہوا۔

"طبیعت بگڑ گئی تھی ان کی......"

"پھر......! کیا وہ اسپتال میں ہیں؟" وہی ہوا تھا جس کا خدشہ اس کو اب تک ستا تا رہا تھا۔ بھلا دادی اتنا بڑا صدمہ کس طرح برداشت کر سکتی تھیں' وہ ان کی بات قطع کر کے بولا۔

"نہیں......ڈاکٹر گھر پر ہی چیک اپ کر کے گیا ہے۔ اب ان کی طبیعت بہتر ہے وہ نیند کے انجکشن کے باعث سو رہی ہیں۔"

"شکر ہے اللہ کا!" اس نے گہرا سانس لیا۔

"آپ فریش ہو کر آئیں' ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔" انہوں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپاتے ہوئے کہا تو اس کو خیال آیا وہ سارا دن نائٹ سوٹ میں مختلف جگہوں پر مارا مارا پھرتا رہا تھا' اس کو نہ اپنے لباس کا خیال رہا تھا نہ بے ترتیب حلیے کا......وہ ہر بات سے بے پروا بس پری کو ڈھونڈنے میں سرگرداں رہا تھا۔

"سارا دن کہاں رہے طغرل! ہم سب اتنے پریشان تھے۔" کھانے کی ٹیبل پر آصفہ پھوپو نے استفسار کیا۔

"اچھا ہوا تم آ گئے' ہم گھبرا کر مذنبہ بھابی کو کال کرنے والے تھے۔" چھوٹی پھوپو عامرہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"پری کی وجہ سے میری بچی کی پہلی خوشی میں رکاوٹ پڑ گئی ہے' نا معلوم کس منحوس گھڑی میں جنم لیا تھا اس لڑکی نے۔" صباحت کا مزاج بُری طرح بگڑا ہوا تھا' دوسروں کے چہروں پر بھی تاثرات کچھ اچھے نہ تھے' کھانا خاموشی میں کھایا گیا۔

"ارے کتنا کم کھایا ہے تم نے؟" اسے اٹھتا دیکھ کر صباحت نے کہا۔

"بھوک نہیں ہے آنٹی!" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اماں جان کی فکر ہوگئی ہے تم کو۔"

"جی..... میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔"

"وہ سو رہی ہیں ابھی۔"

"میں ایک نگاہ ان کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ وہاں سے سیدھا ان کے کمرے میں آ گیا' دادی بے خبر سو رہی تھیں۔ ان کے سوئے ہوئے چہرے پر بھی فکر و دکھ کی پرچھائیاں دیکھی جا سکتی تھیں' وہ گم صم کھڑا کافی دیر تک ان کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظر اس طرف پڑی' دادی کے برابر میں جہاں پری سوتی تھی' وہ جگہ خالی تھی۔ چادر اس حصے کی بے شکن تھی۔ اس کے خون میں پھر ابال اٹھنے لگے۔ وہ رات کو اس کی نگاہوں کے سامنے فرار ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا صباحت آنٹی کی باتوں سے دل برداشتہ ہو کر وہ اپنی نانو کے گھر چلی گئی ہو گی مگر وہاں صبح چوکیدار نے بتایا کہ اس کی نانو پہلے ہی کسی اور جگہ جا چکی تھیں۔

وہ وہاں نہیں گئی تو کہاں گئی ہے؟

"طغرل! اماں سو رہی ہیں۔ آئیں کچھ باتیں کرتے ہیں۔"

فیاض صاحب کے آنے کی اسے خبر نہ ہو سکی تھی ان کی دھیمی آواز پر وہ چونک کر پلٹا اور ان کے ساتھ کمرے سے نکل آیا۔ وہ اس کو لے کر ٹیرس پر آ گئے جہاں کرسیاں اور ٹیبل رکھی تھیں۔ بوگن ویلیا کی بیلیں گرل سے خوب صورت انداز میں لپٹی ہوئی تھیں اور اک جانب رکھے گملوں میں پودے لگے ہوئے تھے جن کے پھولوں کی بھینی بھینی خوش بوئیں فضا کو معطر کر رہی تھیں۔

اس جگہ پر اس نے اکثر پری کو بیٹھے دیکھا تھا۔

"کیا ایسی ایمر جنسی تھی بیٹے! جو آپ بنا کچھ کہے صبح سے گھر سے غائب تھے؟ میں کچھ دیر قبل گھر آیا تو معلوم ہوا آپ صبح سے گھر میں نہیں ہیں' آپ کا سیل فون بھی کمرے میں تھا۔ یہاں آپ کے کسی سے تعلقات نہیں ہیں جو ہم سوچتے کہ آپ وہاں ہوں گے' رابطہ بھی نہیں کر سکتے تھے کہ سیل فون گھر میں ہی موجود تھا۔"

"آپ رات گھر پر نہیں تھے چچا جان!" ان کے اندازِ گفتگو سے طغرل کو محسوس ہوا وہ شاید ابھی گھر پر گزرنے والی قیامت سے لاعلم ہیں۔

"جی! رات ایک دوست کا فون آیا کہ اس نے مچھلی کے شکار کا پروگرام بنایا تھا اور بھی دوست تھے' میں نے سوچا چلتے ہیں' کچھ وقت گھر سے دور رہ کر طبیعت فریش ہو جائے گی۔ یہاں آیا تو معلوم ہوا آپ صبح اپنے کمرے میں نہیں تھے' کار لے کر کہیں گئے ہیں' سیل فون بھی آپ کے پاس نہیں ہے تو میں گھبرا گیا۔"

"سوری چچا جان! آپ سب کو تکلیف ہوئی' دراصل میں صبح ہی آؤٹنگ پر نکل گیا تھا اور راستہ بھول بیٹھا تھا۔"

اس کو مناسب نہ لگا ان کو خود بتانا' جو ہوا!

❁.....❖.....❁

"جویریہ! تمہاری برتھ ڈے پر میں نہیں آ سکتی' سوری!" کالج سے واپسی پر وہ معذرت کرنے لگی۔

"یہ کیا بات ہوئی' یہ کیسی دوستی ہے ہماری کہ نہ تم میرے گھر آتی ہو اور نہ مجھے بلاتی ہو' کتنی پارٹیز پر تمہیں بلایا ہے تم نے ہر بار بہانہ کر دیا ہے' میں جانتی ہوں شاید ہم لوگ تم جتنے امیر نہیں ہیں' تمہاری نسبت ہمارا اسٹیٹس کم ہے' مگر دوستی امیری غریبی کب دیکھتی ہے؟ میں تمہیں اپنے منگیتر سے ملوانا چاہتی ہوں۔" جویریہ اس کے انکار سے خاصی دل برداشتہ تھی۔

"مائی ڈیئر! پلیز مائنڈ مت کرو۔ اب تم تو جانتی ہی ہو نہ پپا کا حلقہ احباب اتنا وسیع ہے کہ ہر روز ہی کہیں نہ کہیں انوائٹ ہوتے ہیں اور آج بھی پارٹی میں جانا ضروری ہے ورنہ پپا خفا ہوں گے۔" اس کے معذرتی لہجے میں بڑی مٹھاس تھی۔

"نا معلوم کیوں جس دن میں تمہیں کسی پارٹی میں انوائٹ کرتی ہوں' اس دن ہی تمہارا کہیں جانا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔"

"میری جان! میری زندگی ایسے اتفاقات سے بھری پڑی ہے۔" وہ فخریہ انداز میں مسکرائی پھر شوخی سے گویا ہوئی۔

"فکر مت کرو' میں آؤں گی نہیں مگر گفٹ ضرور دوں گی۔"

''تم میری برتھ ڈے پر آ تیں وہ ہی میرا گفٹ ہوتا' اب میرے لیے گفٹ لائیں بھی تو میں دوستی ختم کردوں گی۔''

''اچھا ہے...... میری ٹینشن دور کردی۔'' وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

''تمہاری گاڑی ٹھیک نہیں ہوئی ہے میرے ساتھ چلو' میں تمہیں ڈراپ کردوں گی' شوفر گاڑی لاچکا ہے۔'' اس کو اسٹاپ کی طرف جاتے دیکھ کر جویریہ نے پیش کش کی۔

''ارے نہیں...... نہیں میں وین میں چلی جاؤں گی۔'' وہ ایک دم ہی پریشان ہوکر کہنے لگی۔

''کیا میں اس لائق بھی نہیں ہوں کہ تمہیں تمہارے گھر تک ڈراپ کردوں؟ چلو اندر مت بلانا' میں باہر سے ہی تمہارا محل دیکھ لوں گی۔'' جویریہ کا سادہ لہجہ طنز سے پاک تھا' وہ اس سے محبت بھی کرتی تھی اور اس کی خوب صورتی سے مرعوب بھی بہت زیادہ تھی۔

''تم بالکل غلط سمجھ رہی ہو جویریہ! میرے گھر کے دروازے تمہارے لیے ہمیشہ کھلے رہیں گے' تم کبھی بھی شوق سے آؤ۔''

''کبھی بھی کیوں' ابھی کیوں نہیں......؟'' جویریہ بھی آج اس کے صبر کا امتحان لے رہی تھی اور وہ کبھی ایسی صورت حال کا سوچ بھی نہ سکی تھی کہ جھوٹ پر جھوٹ کی اینٹوں سے بنا اس کا تصوراتی محل یوں بھی ٹوٹنے تک بھی آجائے گا۔

''ارے! کیا ہوگیا؟ تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو رخ؟''

''میں سوچ رہی ہوں گھر والے سب انکل کے ہاں گئے ہوئے ہیں اور وہاں سے ہی ان کی شادی کی سالگرہ میں شرکت کریں گے' مجھے بھی وہاں جانا ہے' گھر میں ملازموں کے سوا اور کوئی نہ ہوگا۔''

''کوئی بات نہیں' میں تمہیں وہیں ڈراپ کردیتی ہوں' مائنڈ مت کرنا میں اندر نہیں چلوں گی' گھر جاکر مجھے پارلر بھی جانا ہے۔''

''ارے نہیں! میں جانتی ہوں تمہیں بھی برتھ ڈے کی تیاری کرنی ہے۔'' رخ کے چہرے پر سکون در آیا تھا۔ گاڑی اس نے ڈیفنس کے سب سے خوب صورت بنگلے کے آگے رکوائی اور اس وقت تک کھڑی جویریہ کو ہاتھ ہلاتی رہی جب تک اس کی کار نگاہوں سے اوجھل نہ ہوگئی۔ پھر بڑی سرعت سے اس نے شانوں پر پھیلے خوب صورت تراشیدہ بالوں کو لپیٹ کر جوڑے کی شکل دی تھی پھر بیگ سے شال نکال کر اوڑھی اور اسٹاپ کی طرف چل پڑی۔ وہیں سے اسے اس کے علاقے کی بس ملنی تھی جو ڈیفنس سے بہت فاصلے پر واقع تھا۔ یہاں سے اسے دو بسیں بدلنی پڑتیں۔

وہ گھر پہنچی تو شام ڈھل رہی تھی' فاطمہ اس کے انتظار میں دروازے کے چکر لگا رہی تھیں اس کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر انہوں نے غصے میں اتنی دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو وہ چڑ کر بولی۔

''امی! میں گورنمنٹ بس میں آتی ہوں' ابو نے میرے لیے کوئی کار نہیں لے رکھی جو مجھے ٹائم پر پہنچائے گی' پبلک ٹرانسپورٹ میں تو دیر سویر ہو ہی جاتی ہے۔''

''ہاں ہاں...... اب اپنے باپ کو کہہ وہ چوری کرے' ڈاکے ڈالے تاکہ مہارانی کے لیے کار اور ڈرائیور رکھ لے' آج کار کی آرزو جاگی ہے' کل ہوائی جہاز کی فرمائش کرنا' ناشکری لڑکی۔''

ان کے عاجز انداز پر وہ اندرونی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

❁......❖......❁

مثنیٰ کا موڈ آج بہت بہتر تھا۔ صفدر جمال کے ساتھ بھی انہوں نے خوش گوار وقت گزارا تھا۔ سارا دن انہوں نے گھر سے باہر گزارا تھا تفریحی مقامات پر' پھر رات کو ڈنر ایک اعلیٰ چائنیز ریسٹورنٹ میں کیا تھا' گھر واپسی پر جب وہ بیڈ پر دراز ہوئیں تو صفدر جمال نے کہا۔

''پہلی بار آپ کو اتنا خوش اور مطمئن دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہورہی ہے' آخر اس خوشی کا راز کیا ہے؟''

''راز معلوم کرنا ضروری ہے کیا؟''

''جی جناب! تاکہ وہ راز معلوم ہوجائے تو ہم آپ کو تاحیات اسی طرح ہنستا مسکراتا' زندگی سے لطف اٹھاتے دیکھتے رہیں۔'' صفدر جمال کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔

''جوراز معلوم ہو جائے' وہ راز پھر راز کہاں رہتا ہے؟''

''ہم کسی خزانے کا راز تو نہیں مانگ رہے آپ سے جناب! ہم تو وہ راز مانگ رہے ہیں جو خوشیوں کے خزانے ہماری زندگی میں بھر دے اور ہم اس طرح ہی خوش و مطمئن رہیں۔''

ثنی' جواباً مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''سعود نے اپنی ضد چھوڑ دی ہے' اس ہندو لڑکی سے شادی کرنے کی' آپ نہیں جانتے اس کی اس ضد نے مجھے کس قدر الجھا رکھا تھا۔''

''آپ سے کس نے کہا..... سعود نے اپنی ضد چھوڑ دی ہے؟'' یک دم ہی صفدر جمال کے مسکراتے چہرے پر سنجیدگی در آئی تھی' ان کے بدلتے لہجے میں کچھ ایسا اسرار ضرور تھا کہ ثنی' عجیب سی بے چینی کا شکار ہو کر اٹھ بیٹھی تھیں۔

''مجھ سے کس نے کہا..... مگر وہ بار بار کالز کر رہا تھا' میلز آ رہی تھیں اس کی اور اب ایک ہفتے سے خاموشی ہے تو اس کا مطلب ہے اس کو سمجھ آ گئی ہے وہ ایک غیر مذہب کی لڑکی سے شادی کر کے پریشانی کے علاوہ کچھ اور حاصل نہ کر پائے گا اس لیے یہ نہ کالز کر رہا ہے اور نہ میلز!''

''ثنی! میں اس منطق کو نہیں مانتا جس کے سبب مذہب کے نام پر دو دلوں کو ملنے نہیں دیا جائے۔ سعود پوجا سے محبت میں بہت آگے نکل چکا ہے۔'' ثنی' ناگوار انداز میں صفدر جمال سے بولی تھیں۔

''یہ بات فلاسفی کی نہیں ہے' ہماری مذہبی حدود کی ہے' ہماری شناخت کی ہے۔ ہم اپنی ذاتی پسند ناپسند میں سمجھوتا کر سکتے ہیں مگر مذہب کا معاملہ جہاں پر آ جاتا ہے وہاں' ہم سمجھوتا نہیں کر سکتے۔''

''اچھا..... آج تک میں نے تمہیں کبھی نماز تک تو پڑھتے نہیں دیکھا۔'' وہ طنزیہ انداز میں ان سے مخاطب ہوئے۔

''نماز اللہ کے لیے ہوتی ہے اور اس کے لیے ہی ادا کی جاتی ہے ضروری نہیں جو نماز پڑھتا نظر نہ آئے' وہ نماز ہی نہیں پڑھتا اور میں شکر کرتی ہوں اپنے ربّ کا' جس نے مجھے مسلمان پیدا کیا اور میری دعا ہے میرا خاتمہ بھی ایمان پر ہی ہو۔'' ان کا لہجہ عام دنوں سے مختلف اور مضبوط تھا۔

''میں مانتا ہوں' ہم مسلمان ہیں' اس پر ہمیں فخر ہے مگر.....'' صفدر جمال اب متردد ہو چکے تھے۔

''مگر..... مگر..... کیا.....؟''

''دیکھو ڈیئر! کبھی ہمیں اس جگہ پر بھی سمجھوتا کرنا پڑتا ہے جہاں کچھ ممکن نہیں ہوتا۔'' وہ ان سے نرمی سے گویا ہوئے۔

''مطلب.....؟'' وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''سعود شادی کر چکا ہے۔''

''ثنی' کو لگا ان کی سانسیں بند ہونے لگی ہیں' دل پر زبردست ضرب لگی تھی' وہ گہری گہری سانسوں کے درمیان گویا ہوئیں۔

''کس کی اجازت سے یہ سب ہوا.....؟''

صفدر جمال نے فوری جواب نہیں دیا پہلے ایک گلاس میں ٹھنڈا پانی لائے اور ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ریلیکس..... پلیز..... پہلے پانی پی لیں۔''

''میرے دل میں جو آگ لگی ہے وہ پانی سے بجھنے والی نہیں ہے۔'' انہوں نے گلاس دور اچھال دیا' وہ اس وقت شدید غصے میں تھیں۔

''میں پوچھ رہی ہوں' اس کو اجازت کس نے دی ہے؟ ابھی وہ ہماری دی گئی پاکٹ منی پر زندگی گزار رہا ہے' شادی کی ذمہ داری وہ ہماری سپورٹ کے بغیر نہیں اٹھا سکتا پھر یہ سب کس طرح ہوا؟'' وہ صفدر جمال کے مقابل کھڑی ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھ رہی تھیں۔

''میں نے اجازت دی ہے' میں پچھلے ہفتے امریکا ہی گیا تھا۔''

ثنی' عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھتی رہ گئی تھیں۔ ان کی نظروں میں بہت کچھ تھا' بے رنج' غصہ' ملامت.....!

❁.....❖.....❁

آج دوسرا دن تھا' وہ دادی جان کا سامنا کرنے سے کترا رہا تھا۔ پرسوں رات سے کل سارا دن اور رات گئے تک وہ اس کو ڈھونڈنے میں لگا رہا

تھا اور ہر جگہ ڈھونڈنے کے باوجود بھی ناکامی اس کا مقدر ٹھہری تھی، گھر میں کس کو پری کی فکر تھی جو اس کے لیے تلاش کا ذریعہ بنتا اور اس کو ملال اس بات پر بھی تھا کہ اتنی بڑی بات فیاض چچا سے چھپائی گئی تھی۔ رات بھی جب وہ اس سے بات کر رہے تھے تو ان کے انداز میں ایسی کوئی بے چینی واضطراب نہ تھا جو اس قسم کی صورت حال میں محسوس ہوتا ہے جب کہ وہ خود اس کے لیے فکر مند تھے کہ وہ صبح سے بنا بتائے غائب ہو گیا تھا اور دوسری طرف ان کو دادی جان کی اچانک بگڑنے والی طبیعت کی فکر تھی، ان کی گفتگو میں پری کا کوئی ذکر نہ تھا۔

اس نے بھی عہد کر لیا تھا کہ جب تک وہ پری کو ڈھونڈ نہیں لے گا، تب تک سکون سے بیٹھے گا نہیں۔ یہ ارادہ کر کے وہ صبح ہی تیار ہوا جب کہ ابھی گھر میں کوئی بیدار بھی نہیں ہوا تھا۔ ملازمہ کچن میں ناشتے کی تیاری کر رہی تھی، اس کو ہی بتا کر وہ وہاں سے نکل آیا تھا کہ صباحت آنٹی سے کہہ دے وہ کام سے گیا ہے۔ کل کی طرح پھر اس کی خواری شروع ہو چکی تھی۔ دو راتوں سے اس کی نیند پوری نہیں ہو رہی تھی، وہ آرام نہیں کر پا رہا تھا۔ اس کے باوجود وہ تھکن محسوس کر رہا تھا نہ بے آرامی کا احساس تھا۔ لگن تھی تو بس ایک، جستجو تھی تو صرف یہ کہ ایک بار پری کا ہاتھ پکڑ کر دادی جان کے سامنے لے جائے پھر دادی کی مرضی جو سزا دیں اس کو اس گھٹیا اور پست حرکت کی جو اس نے کی اور جس کی خاطر دادی کی طبیعت ناساز ہوئی۔

صبح دوپہر کے دامن میں چھپ چکی تھی۔ زندگی پوری طرح رواں دواں تھی۔ سڑک، پارک، شاپنگ سینٹرز، فٹ پاتھ غرض ہر جگہ لوگوں کا ہجوم تھا، ان گنت چہرے تھے۔ سیاہ، سفید، گندمی رنگت والے ان چہروں میں ایک وہ چہرہ نہ تھا جس کی اسے تلاش تھی، جس کی کھوج میں وہ مارا مارا پھر رہا تھا۔

''اوہ......!'' اس نے ایک دم گاڑی کو بریک لگائے تھے اچانک بریک لگانے سے ٹائر کی آوازیں گونج اٹھی تھیں۔ اردگرد سے گزرتے لوگ متوجہ ہوئے تھے مگر اس کو پروا نہیں تھی کسی کی بھی۔ اس نے دوبارہ غور سے دیکھا......وہ پری ہی تھی جو خراماں خراماں وہاں سے جا رہی تھی۔ گو کہ وہ سڑک کی دوسری طرف تھی۔ اردگرد سے بے نیاز سوچوں میں گم تھی۔ مگر اسے ایک نظر دیکھ کر طغرل کے چہرے پر سخت خشونت چھا گئی تھی، اس نے تیزی سے کار کو ریورس کیا اور ہواؤں سے باتیں کرتا اس سڑک پر مڑا تھا جہاں فٹ پاتھ پر وہ چل رہی تھی اچانک کار کو قریب رکتے دیکھ کر وہ گھبرا کر رکی تھی، اسی لمحے طغرل کار سے باہر نکل آیا۔

''یہ کیا طریقہ ہے؟'' وہ تیزی سے دھڑکتے دل سے بولی۔

''مجھے طریقہ سکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چلو میرے ساتھ......'' طغرل کی آنکھوں سے ہی نہیں، لہجے سے بھی شعلے نکل رہے تھے۔

''کیا......کیا ہوا؟ آپ مجھ سے کس انداز میں بات کر رہے ہیں؟'' وہ ششدر رہ گئی تھی اس کے انداز اور لہجے پر۔

''یہ مجھ سے پوچھ رہی ہو کیا ہوا؟''

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، اس انداز میں کیوں گفتگو کر رہے ہیں آپ؟ طغرل بھائی! پلیز ہوا کیا ہے آخر......'' وہ اس کا جارحانہ انداز دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی تھی۔

''آؤ میرے ساتھ......بتاتا ہوں کیا ہوا ہے؟'' وہ غصے میں اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا لایا اور گاڑی کے اندر دھکیل کر دروازہ بند کر کے دوسری طرف سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے چہرے کے ہر تاثر سے غصہ و سرد مہری جھلک رہی تھی، ہر دم ہنسنے ہنسانے شوخیاں کرنے والے طغرل کا یہ روپ بے حد خطرناک تھا۔ ظالم، سفاک، بے رحم۔ وہ خود پر قابو پا کر استفسار کرنے لگی۔

''شٹ اپ! خاموش رہو۔'' وہ کار اسٹارٹ کرتا ہوا دھاڑا۔

''آپ کون ہوتے ہیں، مجھے اس طرح لے جانے والے......؟'' اس نے بھی غصے سے کہتے ہوئے اسٹیئرنگ پکڑ لیا۔

''میں تمہارے منہ لگنا نہیں چاہتا بہتر ہوگا خاموش بیٹھو'' اس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ اسٹیئرنگ سے ہٹا کر کار اسٹارٹ کر دی۔ اس کے چہرے پر سخت تناؤ تھا۔

''آپ مجھ پر کس خوشی میں دھونس جما رہے ہیں؟ میرا آپ سے ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے جس کی بنا پر آپ میرا ہاتھ پکڑیں۔''

''میں تم جیسی لڑکی کے ساتھ کوئی ایسے رشتے کی خواہش بھی نہیں رکھتا، جس کی بنا پر تمہارا ہاتھ پکڑ سکوں، سمجھیں تم!'' اس کے لہجے میں اتنی نفرت تھی اور تضحیک تھی کہ لمحے بھر کو پری تذلیل کے احساس سے نگاہ نہ اٹھا پائی مگر دوسرے لمحے وہ چیخ اٹھی۔

''کار روکیں...... میں نے کہا کار روکیں...... ورنہ میں چلتی کار سے کود جاؤں گی۔''

''جو حرکت تم نے کی ہے اس کے بعد تو تمہیں گاڑی سے کودنا نہیں چاہیے' گاڑی کے نیچے آ کر مرجانا چاہیے۔ اس وقت مجبوری غیرت پر غالب آ گئی ہے' دادی جان کی زندگی کے صدقے میں تمہیں زندہ رکھنا پڑ رہا ہے ورنہ جو حرکت تم نے گھر سے فرار ہونے کی کی ہے اس پر تمہیں شوٹ کرنا چاہیے تھا۔''

''یہ...... کیا کہہ رہے ہیں آپ......؟ فرار......!''

''بکواس مت کرو' میں تمہاری آواز سننا بھی پسند نہیں کرتا۔''

''طغرل بھائی پلیز......!''

''خاموش! میرا ہاتھ اٹھ جائے گا' جس پر مجھے شرمندگی بھی نہیں ہوگی۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر دہاڑا تھا۔

اس کی سمجھ نہیں آیا یہ کیا ماجرا ہے...... طغرل کا لہجہ سخت اہانت آمیز تھا کہ وہ بے اختیار رونے لگی اور گھر آنے تک اس کا رو رو کر بُرا حال ہو چکا تھا مگر راستے بھر وہ کٹھور بنا رہا بالکل بے گانہ انداز تھا اس کا۔ گھر آ کر اس کی طرف دیکھے بغیر گویا ہوا۔

''اپنا چہرہ درست کر کے آنا دادو کے پاس۔'' پھر کار سے نکلتے ہوئے طنزیہ انداز میں تیر مارا تھا۔ ''ویسے چہرہ دکھانے کے قابل تم رہی نہیں ہو مگر پھر بھی......'' وہ تیر پر تیر چلا کر چلا گیا۔

پری کا ذہن ماؤف ہو گیا تھا' اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے......؟ وہ کب اور کہاں فرار ہوئی......؟ طغرل کس فرار کی بات کر رہا ہے......؟

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اوپر کمرے کی کھڑکی سے صباحت ان کو ساتھ آتے دیکھ کر سکتے میں رہ گئی ہیں۔ ان کا یہ سکتہ زیادہ دیر قائم رہ نہ سکا تھا کہ غم و غصہ فوراً ہی ان کو حواسوں میں لے آیا تھا اور وہ دھم دھم کرتی نیچے آ کر اس کی راہ میں حائل ہو گئیں۔ کاریڈور میں ان کو سامنے دیکھ کر پری حق دق رہ گئی۔

''اچھا...... یہ بات ہے؟ گھر میں ایک دوسرے سے دشمنی کے ڈرامے کیے جاتے ہیں اور باہر ہی باہر گلچھرّے اڑائے جاتے ہیں۔''

یہ دوسری مصیبت اس کے سامنے تھی' وہ سخت ہراساں تھی۔

''طغرل کے ساتھ آئی ہو؟'' وہ اپنے آپ پر قابو کر چکی تھیں۔

''جی......!''

''روتی رہی ہو؟'' وہ تیز نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ''کچھ کہا طغرل نے......؟''

''جی......؟'' وہ بُری طرح گھبرا گئی تھی۔

''کچھ تو کہا ہوگا نا' جو تم اس قدر روئی ہو کہ آنکھیں سوج گئی ہیں۔ تم اتنا خوامخواہ تو نہیں رو سکتی ہو؟''

''جی نہیں' کچھ نہیں کہا' میرے سر میں درد ہے۔''

''کان کھول کر سن لو' میرے گھر میں یہ بے حیائی نہیں چلے گی' میرا بیٹیوں کا ساتھ ہے اور میں نہیں چاہتی تمہارے چلن دیکھ کر میری بیٹیوں پر کوئی انگلی اٹھائے' بہن تو تم ان کی کہلاتی ہونا! نہ بھلے سوتیلی سہی......'' وہ اسے گھورتی ہوئی چلی گئیں۔

❁......❖......❁

دادی جان نے اسے سینے سے اس طرح لگایا جیسے برسوں بعد ملاقات ہوئی ہو۔

''کیسی قیامت بیت گئی میری جان پر طغرل!'' وہ اسے سینے سے لگائے زار و قطار رونے لگیں اور طغرل نے تڑپ کر ان کو اپنی حصار میں لیا تھا اور نرمی سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''مت روئیں دادی جان! میں سب برداشت کر سکتا ہوں مگر...... آپ کے آنسو میں نہیں دیکھ سکتا' پلیز دادو! اب ٹھیک ہو گیا ہے سب۔''

"کیا کیا وسوسے دل میں نہ آئے' بُرے بُرے خیالوں نے ادھ موا کر دیا تھا مجھے' اللہ کرے کبھی کسی کے ساتھ ایسا نہ ہو۔" وہ کہہ رہی تھیں۔

"پری! دادی کو کچھ ہو جاتا تو میں تمہیں جان سے مار دیتا۔"

"کبھی کوئی ایسا کرتا ہے کیا؟ یہی تربیت ہے میری؟"

"پری پر آپ کی تربیت کا نہیں' اپنی ممی کی ذہنیت کا اثر آیا ہے۔"

"صبح جب عادلہ نے بتایا تم کمرے میں نہیں ہو' تمہارا موبائل بھی وہیں ہے' صبح سے دوپہر' دوپہر سے شام ہوگئی تو میرے حواس' میرا حوصلہ میری ہمت سب جواب دے گئی اور مجھے ہوش ہی نہ رہا...... سب جگہ فون کیے عامر' آصفہ گھبرائی ہوئی آگئیں' تمہاری گمشدگی کا سن کر فیاض الگ پریشان رہا اور تو اور عائزہ کے سسرال والے اسی دن آنے والے تھے رسم کرنے کے لیے ان سے معذرت کی گئی۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں دادو!" اس کے سر پر بم بلاسٹ ہوا تھا۔ "پرسوں سب میری وجہ سے پریشان تھے؟ آپ کی طبیعت میری وجہ سے خراب ہوئی تھی......؟" اس کے ذہن میں آندھیاں چلنے لگی تھیں۔

"خراب نہ ہوگی؟ حالات دیکھ رہے ہو یہاں کے؟ پھر تمہاری عادت ہے مجھے بتا کر جاتے ہو کہیں بھی جاؤ اور فون بھی بار بار کرتے ہو۔ تمہارا اس طرح جانا وہ بھی شب خوابی کے لباس میں بغیر موبائل کے ہم سب کو ہی بے حد پریشان کر گیا تھا' میں تو ہوش و حواس کھوئے بیٹھی تھی' عامرہ نے بتایا تم آئے بھی تو بہت پریشان و تھکے ہوئے تھے۔ کھانا بھی تم نے برائے نام ہی کھایا اس لیے کسی نے کچھ باز پرس کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آج بھی دو دن بعد تمہاری یہ پیاری سی صورت دیکھ رہی ہوں میں۔"

دادی پوری روئیداد سنا رہی تھیں اور اس کے ذہن میں شور تھا۔

"دادو! پری کا معلوم ہے' وہ کہاں ہے؟"

"وہ اپنی نانو کے ہاں گئی ہوئی ہے۔ جس صبح تم غائب ہوئے تھے اس کی شام کو میں نے اس کو اس کی نانو کے ہاں بھیج دیا تھا' وہ چند دنوں کے لیے وہاں رہنا چاہتی تھی۔" دادی کے پاس زیادہ بیٹھا نہ گیا اس سے۔ وہ وہاں سے آ کر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گیا تھا اس کے اندر افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔

کس گورکھ دھندے میں پھنس گیا تھا وہ......!

رات کی تاریکی میں جو اس نے دیکھا وہ اس کی نگاہوں کا دھوکا ہرگز نہ تھا' سیاہ چادر میں منہ چھپائے لڑکی کو لان سے گزر کر گیٹ سے باہر جاتے اس نے دیکھا تھا۔ وہ ننگے پاؤں اس کے پیچھے بھاگا تھا مگر وہ اس سے زیادہ برق رفتار ثابت ہوئی تھی جو اس کے گیٹ سے باہر نکلنے سے قبل کار میں جا چکی تھی اور اس کو یقین تھا وہ پری ہی تھی جو صباحت آنٹی کی باتوں سے دل برداشتہ ہو کر گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی مگر اب دادو گواہی دے رہی ہیں' پری کو اس کی خواہش پر اس کی نانو کے ہاں ڈرائیور چھوڑ آیا تھا۔

گھر میں عادلہ' عائزہ موجود تھیں' عائزہ اپنے نئے رشتے سے بہت خوش تھی اور عادلہ بھی بہن کی خوشی میں خوش تھی پھر وہ کون تھی جو رات اس گھر سے گئی اور بھرپور پلاننگ سے گئی کیونکہ جانے سے قبل اس نے تمام لائٹس آف کر دی تھیں اور گیٹ کے آٹو میٹک لاک کو پہلے ہی سیٹ کر رکھا تھا۔

"وہ جو کوئی بھی تھی' جہنم میں جائے! میں نے پری کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی کر ڈالی ہے' وہ پوچھتی رہی' اپنا گناہ معلوم کرتی رہی اور میں اس وقت اتنا جذباتی اور دیوانہ ہو رہا تھا' اگر اس وقت میرے پاس ریوالور ہوتا تو میں شاید اس کو شوٹ کر دیتا۔" اس نے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

❁......❖......❁

آسمان ستاروں سے بھرا چمک رہا تھا۔ چاند بھی خوب روشن اور مکمل تھا' دھیرے دھیرے چلتی ہوا سے نیم کے پتے شوخیاں کر رہے تھے۔ فاطمہ اور فیض محمد کہیں شادی میں مدعو تھے۔ ثریا زیاد محمد کے لیے روٹیاں بنا رہی تھی' وہ چارپائی پر لیٹی آسمان کو تک رہی تھی۔ دل میں بے پناہ خواہشوں کا ہجوم تھا' وہ خواہشوں کا جہاں رکھتی تھی۔

خواہش وہ پاتال ہے جس کی گہرائی ختم نہیں ہوتی ہے۔

زندگی ختم ہو جاتی ہے' خواہشیں ختم نہیں ہوتی ہیں۔

خوب سے خوب تر کی تلاش میں انسان خاک نشین ہو جاتا ہے۔

آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا' گلفام آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے زاری پھیل گئی وہ منہ بناتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

''سبحان اللہ! آج دو چاند ایک ساتھ روشن ہیں ایک آسمان پر دوسرا زمین پر۔'' گلفام کا لہجہ محبت سے چُور تھا۔ وہ اس کے سامنے دوسری چارپائی پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

''سیاہ فام! بکواس شاعری مت کیا کرو۔'' اس نے تڑخ کر کہا۔

''میں شاعری نہیں کر رہا' سچ کہہ رہا ہوں ایمان سے۔''

ماہ رخ نے کوئی جواب نہیں دیا' بے پروائی سے بیٹھی پاؤں ہلاتی رہی۔ اس کا دوپٹا گود میں پڑا ہوا تھا جس کو دیکھ کر گلفام نے کہا۔

''رخ! اپنی اوڑھنی کو درست کرو اور سر پر پھیلاؤ۔''

''اوہ! تم مجھ کو حکم دے رہے ہو؟''

اپنے آگے دبے دبے رہنے والے گلفام کی نرمی سے کہی گئی بات اس کو پتنگے لگا گئی' بجائے شرمندہ ہونے کے ڈھٹائی سے غرّائی تھی۔

''نہیں نہیں' میری ایسی کہاں جرأت؟ میں تو کہہ رہا ہوں اوڑھنی درست کر لو' تم جب اوڑھنی سر پر اوڑھتی ہو تو بہت اچھی لگتی ہو۔''

''ہونہہ! تمہیں معلوم ہے جہاں میں پڑھنے جاتی ہوں' وہاں تو لڑکیاں اوڑھنی اوڑھ کر ہی نہیں آتیں۔'' دوپٹا درست کرتے ہوئے اس نے فخریہ انداز میں جتایا تھا۔ گلفام نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

''پھر وہ لڑکیاں تمہاری طرح خوب صورت نہیں ہوں گی۔'' وہ نظروں میں دل رکھ کر بول رہا تھا مگر اس نے نخوت سے سر جھٹک دیا۔

❂ .... ❖ .... ❂

خاصی دیر تک وہ ٹھنڈے پانی سے منہ دھوتی رہی تھی۔

''نا معلوم آج کا دن میرے لیے کیوں اتنی آزمائش لے کر آیا ہے؟ میں نانو سے کہہ کر آئی تھی کہ کچھ شاپنگ کر کے ڈرائیور کو کال کر دوں گی' پپا ڈرائیور کو بھیج دیں گے اور دادی کے پاس چلی جاؤں گی پھر میں شاپنگ سینٹر پہنچی بھی نہ تھی کہ طغرل مل گیا تھا۔ مل گیا تھا شاید وہ مجھے ہی تلاش کرتا پھر رہا تھا مگر کیوں......؟'' وہ منہ دھوتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

''وہ کتنا غصے میں تھا' کتنے غلط الفاظ استعمال کر رہا تھا' وہ کیا کہہ رہا تھا' کس کے فرار کی بات کر رہا تھا؟ کیوں کہا اس نے کہ میں دادی کو چہرے دکھانے کے قابل نہیں رہی ہوں؟''

اس نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا ہر زاویے سے مگر...... کچھ دکھائی نہ دیا ماسوائے اس نشان کے جو اس سنگ دل کا ہی دیا ہوا تھا۔

''مما بھی کیسی باتیں کرتی ہیں۔ لفظ عام لیکن انداز بہت گھٹیا! شاید وہ سمجھ رہی ہیں میں اس شخص کے ساتھ باہر گھومتی پھرتی ہوں' جس کو انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے۔'' وہ بددلی سے سوچتی ہوئی واش روم سے نکل کر راہداری عبور کر کے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب اچانک ہی ایک جانب سے نکل کر طغرل اس کے سامنے راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

''پری! پلیز میری بات سنو۔'' اس کے لہجے کی گھن گرج' نفرت وحقارت التجائیہ لہجے میں بدل گئی تھی۔

پری نے اس کو لمحے بھر حیرت سے دیکھا پھر طنزیہ گویا ہوئی۔

''آپ کی یادداشت اتنی کمزور ہے طغرل بھائی! کچھ دیر قبل ہی آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ میری آواز سننا بھی پسند نہیں کرتے۔''

''سوری......ویری سوری...... میں بہت......'' وہ اس کی بات قطع کر کے اسی کے انداز میں گویا ہوئی تھی۔

''مجھے آپ کے سوری کی ضرورت نہیں ہے اور آپ میری بات یاد رکھیے گا' آپ کو میری آواز پسند نہیں ہے اور مجھے آپ پسند نہیں ہیں۔''

''جانتا ہوں' تم مجھے پسند نہیں کرتیں' میرے لیے یہ نئی اطلاع نہیں ہے لیکن اس وقت بات پسند ناپسند کی نہیں ہو رہی ہے' ایک مسئلہ ہو گیا ہے میں چاہتا ہوں ہم دونوں مل کر اسے حل کریں۔ ابھی تم دادو کے پاس ہو کر آ جاؤ' ان کو یہ مت بتانا کہ ہمارے درمیان کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔''

اس وقت وہ بہت الجھا الجھا بے حد پریشان تھا' اگران کے درمیان وہ کچھ نہ ہوا ہوتا جو کچھ دیر قبل ہوا تھا تو وہ اس کی تمام حرکتیں بھلا کر اس کی بات سنتی اور شاید مدد بھی کرتی مگر...... اس وقت اس کے دل میں طغرل کے لیے اتنی کدورت تھی کہ وہ حقیقتاً اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

''جتنی مجھے دادی سے محبت ہے اتنی محبت تو کوئی ان سے کر ہی نہیں سکتا اور وہ سب گھٹیا گفتگو میں دادی کو بتا کر کسی صدمے سے دوچار نہیں کرنا چاہتی۔'' وہ بھی زبانی تیراندازی میں طغرل سے کم نہ تھی۔

''میں بحث کے موڈ میں نہیں ہوں' جلدی آؤ' میں انتظار کر رہا ہوں اپنے کمرے میں۔'' اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

پری کے شفاف چہرے پر بے حد گریہ وزاری سے سوجی ہوئی آنکھیں نمایاں ہو رہی تھیں۔ ستواں ناک بھی سرخ تھی۔ وہ بے حد شرمندہ تھا۔

''قیامت تک انتظار کرتے رہیں' میں نہیں آؤں گی۔'' وہ کہہ کر چلی گئی۔

❁......❖......❁

''خیریت تو ہے مثنیٰ! تم اس وقت آئی ہو وہ بھی سوٹ کیس لے کر؟'' عشرت جہاں نے جو انہیں رات کے وقت دگرگوں حالت میں گھر آتے دیکھا تو بے چین ہو کر رہ گئی تھیں۔ ''صفدر جمال کہاں ہیں...... کیا ان سے جھگڑا ہوا ہے تمہارا......'' وہ ان کے قریب بیٹھ کر پریشانی سے پوچھ رہی تھیں۔

''نام مت لیں میرے سامنے اس دوغلے شخص کا...... چھوڑ آئی ہوں میں اس کو اور اس کے گھر کو بھی۔'' وہ حتمی انداز میں کہہ رہی تھیں۔ عشرت جہاں ہول کر رہ گئیں۔

''ہوا کیا ہے آخر! کچھ بتاؤ بھی تو' گھر چھوڑنا آسان نہیں ہوتا عورت کے لیے' جو تم کہہ رہی ہو گھر چھوڑ آئی ہو؟'' وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے رسانیت سے سمجھانے لگیں۔

''مما! چھوڑنا صرف عورت کے لیے ہی کیوں مشکل ہوتا ہے۔ مرد کے لیے تو سب آسان ہوتا ہے' گھر توڑنا' دل توڑنا' اعتبار توڑنا اور رشتے توڑنا...... سب مرد کے لیے ہی کیوں آسان ہے؟'' مثنیٰ اس وقت بُری طرح بکھری ہوئی تھیں۔

''صفدر جمال سے مجھے ایسی کوئی امید نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے گا' جس سے میرے اعتبار و اعتماد کو کوئی ٹھیس پہنچے۔''

''مما! عورت خواہ ماں ہو یا بیوی' اس کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ وہ مرد کو قابلِ اعتبار سمجھتی ہے اس پر بھروسا کرتی ہے اور مرد ہماری اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہمارے جذبوں سے کھیلتے ہیں' ہماری خوشیوں کو قتل کرتے ہیں' ہماری آرزوؤں کو پامال کرتے ہیں' یہی ان کی فطرت ہے' یہی ان کی اصلیت ہے۔''

''ٹھیک ہے...... میری جان! ہم صبح بات کریں گے۔ ابھی تم آرام کرو' بہت پریشان لگ رہی ہو۔ آؤ میں تمہیں کمرے تک چھوڑ آؤں۔'' وہ پیار سے ان کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ روم میں لا کر ان کے بال سہلانے لگیں۔

''مما! مجھے خوشیاں راس کیوں نہیں آتیں؟ جب بھی میں ہنستی ہوں تو رونا پڑتا ہے مجھے۔'' آنسو خاموشی سے ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

''تم کچھ مت سوچو بس سو جاؤ' میں ہوں نا تمہارے پاس...... تمہاری ماں!''

''آپ ہر دکھ کی دھوپ میں میرے لیے سایہ بن جاتی ہیں مما!''

''ماں اسی لیے ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کے دکھوں کی دھوپ خود پر لے کر اپنے وجود کی چھاؤں ان کو دے دے۔'' وہ ان کے آنسو صاف کر کے ممتا بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''لیکن میں کیسی ماں ہوں؟ اپنی بیٹی کو ان ظالم لوگوں کے سپرد کر آئی۔ اپنے حصے کے دکھ و تکلیفیں اس کو دے کر اس کے حصے کے سکھ بھی لے آئی؟ میں ماں کہلانے کی حق دار نہیں ہوں' میں ماں نہیں ہوں۔'' وہ زار و قطار رونے لگیں عشرت جہاں کو ان کو سنبھالنے میں بہت دقت ہو رہی تھی مگر ان کے سونے کے بعد وہ کمرے میں آئیں تو فون بج رہا تھا۔

''ہیلو! ہاں وہ یہاں ہی آئی ہے اور کہاں جا سکتی تھی؟'' دوسری طرف صفدر جمال تھے۔ ''نہیں...... نہیں...... ابھی آپ مت آؤ' جب تک اس کا

موڈ ٹھیک نہیں ہو جاتا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ ورنہ وہ خود کو نقصان پہنچا لے گی۔" وہ کسی گہری سوچ میں گم انہیں روک گئی تھیں۔

❁......❖......❁
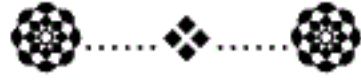
آصفہ پھوپو کے بیٹے معید سے اس کی قریبی دوستی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ بھید کو پانے میں اس کی مدد کرے گا اور گھر کی بات ان دونوں کے علاوہ کسی تیسرے کی سماعتوں تک پہنچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اب وہ دونوں ساحل پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ طغرل نے اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا ایک ایک بات، ایک ایک لفظ کہہ سنایا تھا جس نے معید کو بھی پریشان کر ڈالا تھا۔

"یہ تو ایک پُراسراری بات ہے، گھر سے رات کی تاریکی میں ایک لڑکی نکلتی ہے پوری پلاننگ کے ساتھ اور غائب ہو جاتی ہے۔ نہ لڑکی کا پتا ہے اور نہ یہ معلوم کہ وہ کس کے ساتھ گئی ہے جب کہ گھر میں تینوں لڑکیاں بھی موجود ہیں۔"

"اور گھر میں موجود قیمتی سامان اور جیولری بھی چوری نہیں ہوئی ہے۔ پہلے میں پری کو سمجھا تھا مگر وہ مسئلہ آج حل ہو گیا پھر کون تھی وہ......؟ گھر کی ملازمہ بھی نہیں۔" طغرل نے آتی جاتی لہروں پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"مجھے دکھ ہے تم نے پری کو غلط سمجھا، تمہارا رویہ اس کے ساتھ ہمیشہ ہی خراب رہا ہے مگر آج تو تم نے حد ہی کر دی۔ جانتے ہو صباحت آنٹی اس کو گھر میں رکھنا نہیں چاہتی ہیں، ماموں جان اس کو ممی آنٹی کے پاس اس لیے رہنے کی اجازت نہیں دیتے کہ وہاں اس کا سوتیلا باپ ہے، جب یہاں آنٹی ایک عورت ہو کر اس کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں تو...... تو پھر سوچ لو سوتیلا باپ، باپ نہیں ہوتا صرف مرد ہوتا ہے۔" معید نے گہری سانس لے کر آہستگی سے کہا۔ معید کا تجربہ سو فیصد درست تھا۔ مرد کی فطرت کیا ہے وہ بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ بھی ایک مرد تھا۔

"اچھا بس ختم کرو اب اس سب کو۔" وہ اضطرابی انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں بھی اچھا نہیں لگا، نا مجھے بھی نہیں لگتا ہے جب آنٹی کی آنکھوں میں اس کے لیے نفرت دیکھتا ہوں، کسی کو بھی نہیں معلوم ہے پری سے میری بہت اچھی دوستی ہے، میں اکثر اس کو فون کرتا ہوں، تحائف دیتا ہوں۔ مگر بہت چھپ کر۔"

"چھپ کر کیوں؟ یہ اچھی دوستی نہیں ہے، خلوص نہیں ہے۔"

"صباحت آنٹی کو بھنک بھی پڑ گئی تو میرا کچھ نہیں ہوگا، شامت بے چاری پری کی آ جائے گی، جو میں کسی صورت نہیں چاہتا۔"

"تم اس سے محبت کرتے ہو یا وہ تم سے محبت کرتی ہے؟" نا معلوم اس وقت کیا تھا اس کی آنکھوں میں، معید چند لمحے اس کو دیکھتا رہا تھا پھر کچھ توقف کے بعد ہنسنے لگا۔

"ضروری نہیں دو کزنز ایک دوسرے سے محبت کریں تو وہ محبت لیلیٰ مجنوں والی محبت ہی ہو، محبت کے اور بھی ہزاروں پاکیزہ روپ ہیں۔"

"میرا دل کہتا ہے تمہاری یہ "مسٹر لیلیٰ" ہی اس پُراسرار مسئلہ کو حل کروائیں گی، مگر مجھے معلوم ہے وہ میرا ساتھ کبھی بھی نہیں دے گی۔" آدھا گھنٹہ وہ سر جوڑ کر کوئی پلاننگ کرنے لگے، معید کار لے کر چلا گیا تو طغرل اس ہٹ کی طرف آ گیا جو معید نے حال میں خریدا تھا۔

کار فراٹے بھرتی آ رہی تھی ساتھ ساتھ چلتا سمندر خوب صورت لگ رہا تھا۔ معید نے ایک خوب صورت ہٹ کے قریب کار روکی تو پری نے کہا وہ اسے یہاں کیوں لایا ہے؟

"آؤ نا! موسم بہت اچھا ہے پھر ایک خاص بات کرنی ہے۔" وہ کار سے نکل کر ہٹ کی طرف بڑھ رہے تھے جو قریب ہی تھا۔

"تمہیں معلوم ہے مما کو معلوم ہو گیا تو......"

"نانو سے کہہ کر آیا ہوں، وہ معلوم ہونے نہیں دیں گی۔" اس نے ہٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہٹ تو بہت خوب صورت ہے مگر یہ تو بتاؤ، بات کیا ہے آخر؟" وہ دونوں اندر ایک کوریڈور سے گزر کر بڑے کمرے میں پہنچے تھے۔ وہ لیونگ روم تھا جو بہت دل کش انداز میں ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ وہ ستائشی نظروں سے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی کمرے میں بھاری پردوں کے باعث نیم تاریکی تھی۔

"یہاں اتنے بھاری پردے ڈالنے کی ضرورت ہی کیا تھی معید!" گیٹ بند ہونے کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا، معید غائب تھا۔ اس کا دل

دھڑ کنے لگا۔

''معید نے یہ کیا حرکت کی؟'' ابھی وہ گیٹ تک جانا ہی چاہ رہی تھی کہ چٹ کی آواز سے پورا کمرا روشن ہو گیا اور سامنے اطمینان سے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ سہم کر بولی۔

''آپ......! یہاں......؟''

......☆☆☆......

طغرل اس کے سامنے کھڑا تھا۔

بلیو جینز اور سفید شرٹ میں اس کے وجیہہ چہرے پر ایک اضطراب تھا۔ کنچوں کی طرح چمکتی براؤن آنکھوں میں بے چینی سمندر میں اٹھتی لہروں کی طرح ہلچل مچا رہی تھی۔

''لیں!'' اسے حیران و پریشان دیکھ کر طغرل نے کہا تھا پھر آگے بڑھ کر پردے ہٹا دیئے تھے۔ سامنے شیشے کی دیوار تھی، جس سے بپھرا ہوا سمندر صاف نظر آ رہا تھا۔ ''بیٹھ جاؤ! کب تک کھڑی رہو گی؟'' اس کو ساکت کھڑا دیکھ کر وہ بولا۔

''یہاں آپ ہیں؟ معید نے آپ کی یہاں موجودگی کا نہیں بتایا، اس نے کہا کہ دونوں پھوپو اور کزنز یہاں موجود ہیں۔'' طغرل کی یہاں موجودگی اور معید کا اس طرح دھوکے سے لا کر یہاں چھوڑ جانا اس کے حواسوں پر بجلی بن کر گرا تھا۔ وہ دروازے سے کچھ فاصلے پر گم صم سے انداز میں کھڑی رہی پھر اس کی آواز اس کو حواسوں میں لائی تو وہ بے ربط انداز میں بولی۔

''میں نے ہی کہا تھا اس کو۔'' اس کا لہجہ پُر اعتماد تھا۔

''کیوں......؟ آپ کون ہوتے ہیں مجھے اس طرح دھوکے سے بلوانے والے؟'' پری کا لہجہ ہی نہیں آنکھیں بھی آگ برسا رہی تھیں۔

''سچ سُن کر تم آتی نہیں۔'' وہ اس کے غصے سے مرعوب نہیں لگ رہا تھا۔

''مگر کیوں......؟'' اس کے لہجے میں الجھن تھی، غصہ اس کو معید پر بھی آ رہا تھا جس سے اس کی دوستی بہت پُر اعتماد اور پرانی تھی، وہ بے لوث و پُر خلوص طبیعت کا مالک تھا۔ آج بھی دادی جان سے اجازت لے کر اسے لے آیا تھا اور......!

''تم بیٹھو گی تو بات ہو گی ورنہ اتنے خراب موڈ کے ساتھ بات نہیں ہو سکتی۔''

''کیا بات کرنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے......اور کیوں......؟''

''اس طرح کے احمقانہ سوالات کرنے سے بہتر ہو گا کہ تم بیٹھ کر ٹھنڈے دماغ سے میری بات سنو۔'' وہ بھی زیادہ دیر خود کو پابند نہ رکھ سکا تھا۔

''میں نے آپ سے کہا تھا نا! مجھے آپ کی بات نہیں سننی ہے۔ آپ کے کسی بھی غم، خوشی یا پریشانی سے مجھے رتی بھر بھی دلچسپی نہیں ہے اور نا ہی میں دلچسپی رکھنا چاہتی ہوں آپ کے پرابلم حل کرنے میں۔'' وہ جتنی اس سے نفرت کرتی تھی، جس قدر اس کو ناپسند کرتی تھی، وہ سب اظہار اس کی آنکھوں سے، لہجے اور انداز سے عیاں ہو رہے تھے اور وہ جس نے آنکھ کھولتے ہی خود کو سب کی نگاہوں کا مرکز پایا تھا، اپنے اور غیر سب اس کو چاہتے تھے، بچپن سے اب تک جس نے محبت ہی محبت سمیٹی تھی۔ آج وہ اپنے لیے اس کی نفرت اور ناپسندیدگی پر دنگ رہ گیا تھا۔ وہ بے یقین نگاہوں سے اپنے سے چند فٹ کے فاصلے پر کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اس کی کزن تھی۔ دبلی پتلی، اونچی ناک اور بڑی بڑی آنکھوں پر سیاہ دراز پلکیں سجائے وہ لڑکی جس کی سفید رنگت میں سرخی کے بجائے زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔ جس کے مزاج میں شگفتگی کی جگہ تلخی و بےزاری تھی۔ جو ہر ایک سے خفا اور روٹھی روٹھی رہتی تھی۔ جو کل بھی اسی کی مخالف تھی اور آج بھی......! اور آج اس لڑکی نے اس کو یہ احساس دلایا تھا کہ اپنے لیے کسی کی ناپسندیدگی اور نفرت دیکھ کر کیسا احساس ہوتا ہے......خاصی دیر تک وہ اپنے اندر بیدار ہونے والے منفی احساسات سے نبرد آزما رہا تھا، دیر لگی تھی اسے خود کو یہ یقین دلانے کے لیے کہ ممکن ہے اس لڑکی کے لیے وہ قابل نفرت ہو جو خود اپنے سکون کی محبتوں سے محروم ہے۔

ایک گہری سانس لے کر وہ اسی کو غور سے دیکھنے لگا۔ جو پندرہ منٹ گزرنے کے باوجود اسی جگہ کھڑی تھی، اپنی جگہ سے وہ ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی، چہرے پر وہ ہی سرد تاثرات تھے۔

''تم اتنی ضدی کیوں ہو؟'' وہ آہستگی سے گویا ہوا۔ پری خاموش کھڑی رہی گویا سوال اس سے نہیں دیواروں سے کیا گیا ہو۔''ضد کرنے والے نقصان میں رہتے ہیں اور بلاوجہ کے ضدی تو تباہ ہو جاتے ہیں۔''

''میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو......'' لٹھ مار انداز میں جواب دیا' اس کی یہ اکڑ طغرل کو مزا دینے لگی۔

''مجھے تو فکر کرنی پڑے گی تمہاری۔ تم میرے ماموں کی بیٹی ہو اور مجھے اپنے ماموں سے بہت محبت ہے۔'' وہ اب صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ ہنوز کھڑی رہی۔ ''پلیز! بیٹھ تو جاؤ' میں تمہیں ہڑپ تو نہیں کر جاؤں گا۔'' اس کو پھر خاموش دیکھ کر وہ نرمی سے گویا ہوا۔

''معید کو بلائیں' وہ کہاں ہے؟ میں یہاں اب ایک منٹ بھی نہیں ٹھہروں گی۔''

''معید آ رہا ہو گا وہ کھانے پینے کے لیے سامان لینے گیا ہے۔'' اس کے کہنے پر وہ کچھ آگے بڑھ کر سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا اس کو کھڑے کھڑے معید نہیں آیا تھا۔ اس کی ٹانگیں بھی شل ہونے لگی تھیں۔

محبت ایک ایسا بندھن ہے۔ جب بندھ جائے تو دو اجنبیوں کو بھی اپنائیت و قربت کی ڈور سے ایک کر دیتی ہے پھر زبان خواہ خاموش رہے بھی تو آنکھیں بولنے لگتی ہیں' سانسیں ایک دوسرے کی موجودگی کا پتا دیتی ہیں اور احساسات ہجوم بن کر خاموشی کو مٹا دیتے ہیں اور جہاں دلوں میں نفرت و انا کی دراڑیں پڑ جائیں وہاں اپنے بھی اجنبی بن جاتے ہیں پھر نا لب ہلتے ہیں نا آنکھیں پیام دیتی ہیں' ایک دوسرے کی سانسوں کے زیر و بم سے بھی نا آشنائی رہتی ہے اور دو انسانوں کی موجوگی میں بھی خاموشی پَر پھیلائے گھومتی ہے۔

❁......☆......❁

سردی کی گلابی شام سرمئی ردا اوڑھنے لگی تھی' دن لپیٹا جا رہا تھا رات کی چادر تننے والی تھی۔ لان میں لگے درختوں پر بنے گھونسلوں میں پرندوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ رنگ برنگے پرندوں کی آوازوں سے فضا گونج رہی تھی۔ مثنیٰ کافی دیر تک کھڑی سب دیکھتی رہی تھیں پھر وہ بالکونی سے ہٹ کر اپنے کمرے میں آ گئی تھیں۔ ان کے بال بکھرے ہوئے تھے' لباس پُرشکن تھا' چہرہ میک اپ سے عاری بالکل سادہ تھا۔ ان کی چال میں تھکاوٹ و شکستگی تھی۔ وہ بیڈ پر بے جان انداز میں بیٹھی تھیں۔ کوریڈور سے ٹرالی کھینچنے کی آواز آ رہی تھی اور اس آواز نے ان کے چہرے پر ایک ناگوار احساس پیدا کر دیا تھا۔ ان کا دل تو چاہا تھا اٹھ کر دروازہ لاک کر دیں مگر وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکیں۔ حتیٰ کہ دروازے کے قریب آ کر آواز رک گئی تھی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا' پہلے عشرت جہاں کا مسکراتا چہرہ دکھائی دیا' وہ اندر آئیں تو پیچھے ملازمہ ٹرالی لیے اندر چلی آئی۔ عشرت جہاں ملازمہ کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے خود ٹرالی سے لوازمات نکالنے لگیں۔ مثنیٰ نے منہ بنا کر کہا۔

''مما! میں نے آپ سے کہا بھی تھا مجھے بھوک نہیں ہے پھر بھی آپ ٹرالی بھر کر لے آئیں' میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔''

''دو دن گزر گئے ہیں آپ کو یہاں آئے ہوئے اور کھانے کے نام پر آپ نے صرف چکھا ہے' اس طرح سے تو وقت نہیں گزر سکتا ہے' کسی اور کی زیادتیوں کی سزا آپ اپنے پیٹ کو کیوں دے رہی ہو مثنیٰ؟'' عشرت جہاں کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی کم عمر بچے کو بہلا رہی ہوں۔

''اس پیٹ نے تو دھوکا دیا ہے مجھے مما! نو ماہ اسی کوکھ میں' میں نے سعود کو رکھا تھا' جب دنیا میں آیا تو سب سے بڑھ کر چاہا اس کو' گورنس کے ہوتے ہوئے بھی رات دن جاگی' بھرپور وقت دیا اسے کہ جو کچھ میں پری کو نہ دے سکی تھی' وہ پیار محبت اور توجہ سب اس کو دی اور اس نے کیا دیا بدلے میں......؟'' آنسوؤں نے ان کے رخساروں کو پھر بھگونا شروع کر دیا تھا۔

''مثنیٰ! جانتی ہو ایک ماں کا اس وقت کتنا سخت امتحان ہوتا ہے جب اس کی اولاد اس کے سامنے رو رہی ہو اور ماں اس کے آنسو نہ صاف کر سکے' اسے دلاسے کے چند لفظ بھی نہ کہہ سکے۔ اپنی اس ناکامی پر وہ مرتے دم تک خون کے آنسو بہاتی رہتی ہے۔'' مثنیٰ نے چونک کر ماں کا دھواں دھواں چہرہ دیکھا۔ وہ عورت جو ایک ماں کے روپ میں ان کے لیے شجرِ سایہ دار بنی ہوئی تھیں اس لمحے ان کو بہت کمزور کھوکھلی لگی تھیں۔ کسی دیمک زدہ ستون کی مانند۔

''ان دو دنوں میں صفدر کے بے شمار فون آ چکے ہیں میرے پاس' سعود بھی بار بار فون کر رہا ہے' دونوں شرمندہ ہیں۔ تم سے بلا اجازت اس نے شادی کر لی صفدر کی اجازت سے' اس کی موجودگی میں...... لیکن اب دونوں باپ بیٹے شرمندہ ہیں' معافی مانگ رہے ہیں' صفدر تو آج صبح آئے بھی

تھے'ملنا چاہتے تھے آپ سے مگر میں نے اجازت نہیں دی۔''

''کیسی معافی اور کیسا حق؟ مما! میں ان لوگوں سے تعلق توڑ چکی ہوں۔ میں ان سے نہیں ملوں گی اور نا آپ یہ کوشش کیجیے گا۔'' ثنی کے لہجے میں قطعیت تھی۔ عشرت جہاں چونک کر گویا ہوئیں۔

''کیا مطلب ہے اس بات کا؟''

''وہی مما! جو آپ سمجھ رہی ہیں۔''

''رشتے اتنے آسانی سے ٹوٹنے کے لیے نہیں ہوتے ہیں ثنی!''

''تو کیا اعتماد اور اعتبار اتنی آسانی سے ٹوٹنے کے لیے ہوتے ہیں کہ مطلب پڑا تو توڑ دو غرض پڑی تو جوڑ لو ٹوٹے ہوئے برتن بھی اگر جوڑ دیئے جائیں تو وہ بدنما ہی نظر آتے ہیں۔ پھر رشتے کس طرح اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟'' وہ اس وقت بہت جذباتی ہو رہی تھیں۔

''برتنوں اور رشتوں میں بہت فرق ہوتا ہے بیٹی! ٹوٹے ہوئے برتن پھینک دیئے جاتے ہیں ان کی جگہ نئے برتن لے لیتے ہیں لیکن رشتے کتنے ہی پرانے کیوں نا ہوں' ٹوٹے پھوٹے ہوں تو ان کو جوڑا جاتا ہے' ان کی بدنمائی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ نئے رشتے پرانے رشتوں کی جگہ کبھی نہیں لے سکتے اور کبھی مجبوراً کرنا پڑ جائے تو سب الٹ پلٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ میں تو یہی مشورہ دوں گی کہ......'' وہ پلیٹ میں لوازمات رکھ کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے بولیں۔ ''معاف کر دو صفدر اور سعود کو۔''

''ہرگز نہیں! بات معافی سے بہت آگے بڑھ چکی ہے۔''

''ثنی! کیا پھر اپنی کہانی دہراتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہو؟ جو میں نے کیا تھا' جو فیاض کی ماں نے کیا تھا' وہی تم پھر سے کرنا چاہتی ہو؟'' عشرت جہاں کا لہجہ سپاٹ تھا۔

❁......☆......❁

ان کے درمیان خاموشی طویل ہوتی جا رہی تھی۔ پری اس انداز میں بیٹھی تھی جیسے اس کے علاوہ کوئی اور وجود ہی یہاں موجود نہ ہو جب کہ طغرل کی سوچ کا مرکز اس کی ذات بن گئی تھی کہ یہ حقیقت ہے۔

ہم دو لوگوں کے بارے میں زیادہ سوچتے ہیں۔ ایک وہ جو ہم کو پسند کرتے ہیں اور دوسرا وہ جو ہمیں پسند نہیں کرتے' وہ بھی اک نفسیاتی دباؤ کا شکار ہونے لگا تھا۔ پری کی یہ بے نیازی و بے رخی اس کے لیے چیلنج بننے لگی تھی۔

''تم کچھ ٹائم کے لیے یہ فراموش نہیں کر سکتی ہو کہ تم مجھ سے کتنی نفرت کرتی ہو' کتنا ناپسند کرتی ہو' میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم مجھ سے ایسا کوئی تعلق نہ رکھو کیونکہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' اس بے مقصد خاموشی سے اس کو ٹائم کے ضائع ہونے کا احساس ہونے لگا تو وہ گویا ہوا۔ ''میں جو بھی کچھ کر رہا ہوں وہ دادی جان اور ماموں جان کے لیے کر رہا ہوں کیونکہ مجھے ان کی عزت و وقار عزیز ہے' گزشتہ تین دنوں سے میری زندگی سخت عذاب کا شکار ہے۔ مجھے نا صحیح سے نیند آ رہی ہے اور نا کھانا پینا اچھا لگ رہا ہے' میں بہت زیادہ ڈپریسڈ ہوں۔'' پپا اور دادی جان کے نام پر وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

''میں جانتا ہوں تمہیں میری ڈپریشن سے بھی کوئی سروکار نہیں ہوگا لیکن ماموں جان اور دادو جان سے تو تم محبت کرتی ہو' نا؟'' وہ جو پتھر بنی بیٹھی تھی۔ اس کے سنجیدہ لہجے اور بار بار پپا اور دادی کے ذکر نے اس کے دل میں ایک دم سے ہلچل سی پیدا کر دی تھی۔ اس بات سے وہ اچھی طرح واقف تھی' بے شک وہ اس سے زیادتی کر سکتا تھا' اپنے نزدیک اس کو کوئی اہمیت دینے کو تیار نہ تھا مگر ان دو معتبر رشتوں سے اس کو دلی محبت تھی' پپا اور دادی جان کو وہ دل و جان سے چاہتا تھا۔ بے لوث محبت کرتا تھا ان سے اور اس طرح بار بار ان کا ذکر کرنا اس کو پریشان کرنے کے لیے کافی تھا۔

''بے شک!'' اس کو لب وا کرنے ہی پڑے۔

''ان کی خاطر ہی سہی' تم کو مجھ سے دوستی کرنی پڑے گی۔''

''دوستی......؟ بات اس کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔''

''لیکن جب تک تعلقات اچھے نہ ہوں گے تم مجھ پر کس طرح اعتبار کر سکتی ہو اور میں تم پر کیونکر اعتماد کر سکوں گا؟'' اس کی یہ منطق پری کو غصہ دلانے لگی تھی۔

''جب آپ کو مجھ پر اعتماد و اعتبار نہیں ہے تو آپ نے مجھے بلوایا ہی کیوں ہے؟ یہ سب آپ کو مجھے یہاں بلوانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔'' اس کا بگڑتا مزاج دیکھ کر طغرل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی، جس کو چھپانے کے لیے اس کو گردن جھکانی پڑی تھی۔ ''آپ اپنے دن ورات کس طرح گزارتے ہیں اور کہاں گزرتے ہیں یہ آپ سے کوئی پوچھتا نہیں ہے لیکن مجھے گھر سے باہر گزارنے والے ایک ایک پل کا حساب دینا پڑتا ہے، آپ بلاوجہ میرا ٹائم ضائع کر رہے ہیں اور ایک یہ معید ہے جو نا معلوم کہاں جا کر بیٹھ گیا ہے۔'' طغرل کی مسکراہٹ پری سے چھپ نہ سکی تھی۔ اس کو غیر سنجیدہ دیکھ کر وہ جل کر گویا ہوئی تھی اور طغرل کو سچ مچ سنجیدہ ہونا پڑا تھا اور پھر وہ گزشتہ دن کی ہر بات اس کو بتاتا چلا گیا تھا وہ حیرت سے سب سن رہی تھی۔

''میں یہی سمجھا تھا تم آنٹی کے خراب رویئے کی وجہ سے گھر چھوڑ کر اپنی نانو کے ہاں چلی گئی ہو۔ وہ رات میں نے بڑی پریشانی سے گزاری تھی ایسا لگ رہا تھا گویا اس رات کی صبح نہیں ہوگی، دنیا ختم ہو جائے گی، رات ختم نہیں ہوگی۔ صبح ہوتے ہی میں کار لے کر سیدھا تمہاری نانو کے ہاں گیا تھا، وہاں چوکیدار نے بتایا کہ تم ان کے ساتھ نہیں گئی ہو وہ تنہا گئی تھیں۔ یہ خبر سن کر مجھے لگا میرے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی ہے اور میں پاتال میں اترتا جا رہا ہوں۔''

''آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ میں گھر چھوڑ کر جا بھی سکتی ہوں، وہ بھی رات کے اندھیرے میں......؟ ممی کا یہ رویہ پہلی بار نہیں تھا میرے ساتھ...... میں ان کے رویوں کی عادی ہو چکی ہوں۔'' طغرل کے انکشافات نے اس کو تجسس کے ساتھ ساتھ تذلیل کا احساس بھی بخشا تھا اس کی بدگمانیوں کی کوئی حد ہی نہ تھی، وہ ایسی گری ہوئی لڑکی سمجھتا تھا اس کو جو رات کی تاریکی میں گھر کی عزت اور پاپا و دادی کے اعتماد کو روند کر چلی جائے گی، تب ہی وہ اس سے کل اس انداز میں پیش آیا تھا کہ سڑک سے زبردستی ہاتھ پکڑ کر اس کو کار میں بٹھا کر گھر لے آیا تھا، کس قدر جارحانہ رویہ تھا اس کا جیسے وہ اس کو قتل کرنے کے درپے ہو۔ اتنا بدظن و متنفر تھا کہ ایک لفظ اس سے سننے کا روادار نہ تھا، یہاں تک کہ اس کی سگی ماں کو بھی بُرا بھلا کہتا رہا تھا۔

''ہم جو سمجھتے ہیں وہی عکس ہماری نگاہوں میں بنتا چلا جاتا ہے اور میں بھی جو سوچ رہا تھا اپنے اردگرد ویسا ہی مجھے دکھائی دے رہا تھا، میں ذہنی تھکن کا اس حد تک شکار ہو گیا تھا کہ میرے ذہن نے یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا کہ میں خود پر بھی غور کروں۔ نائٹ ڈریس میں بنا کسی کو بتائے سب کے بیدار ہونے سے پہلے میں گھر سے نکل گیا تھا اور ذہنی خلفشار کا یہ عالم تھا کہ سیل فون بھی ساتھ نہ لے جا سکا اور نا ہی مجھے خیال آیا کہ سیل فون گھر پر ہے۔''

''آپ کو خیال آتا بھی کیوں......؟'' اس نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔ ''آپ تو یہ سوچ رہے ہوں گے کہ گھر میں کسی کو آپ کا خیال ہوگا، سب میرے گھر سے بھاگنے کے باعث ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے ہوں گے۔''

''میں نے کہا نا! میرے اعصاب شل ہو چکے تھے جو میں نے دیکھا وہ حقیقت تھی اور میرے پریشان ہونے کی وہی وجہ تھی اور اس کے سبب ہی میں محسوس کر رہا تھا پھر ماحول بھی کچھ ایسا ہی سامنے آ رہا تھا۔ گھر آیا تمہیں سارا دن ہر جگہ ڈھونڈ کر تو معلوم ہوا گھر میں سب موجود ہیں۔ عامرہ، آصفہ پھوپو اور تمام کزنز سب کے چہروں پر پریشانی تھی اور معلوم ہوا دادی جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اسی سے میں ڈر رہا تھا، مجھے معلوم تھا دادی یہ سب برداشت نہ کر پائیں گی، میرا دماغ بالکل گھوم گیا تھا۔ نا معلوم اس وقت میرے چہرے پر کیا تاثرات ہوں گے جو کسی نے بھی مجھ سے یہ پوچھنے کی کوشش نہ کی کہ میں صبح سے کہاں تھا؟ پرسوں رات بھی میں نہیں سو سکا تھا اور کل صبح ملازمہ کو بتا کر میں گھر سے نکل گیا تھا۔ اس عزم کے ساتھ کہ تم کو کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ کر لے کر آؤں اور تم مجھے مل گئیں۔ تمہاری باتوں کو، تمہاری لاتعلقی کو میں ایک فراڈ سمجھ رہا تھا، گھر جا کر معلوم ہوا کہ دادی میری وجہ سے فکر مند ہو کر بیمار ہو گئی تھیں اور گھر میں تمام لوگ میری گمشدگی کی وجہ سے آئے تھے۔ بعض دفعہ ہم غلطی پر غلطی کرتے ہیں اور خود کو درست سمجھتے ہیں اور اپنی زیادتیوں کو بھی اپنا حق سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔'' اس کی بھاری آواز میں یک دم شرمندگی و ملال در آیا تھا۔

''آئی ایم سوری پری! میں واقعی بے حد شرمندہ ہوں، کل تمہارے ساتھ میرا رویہ بے حد خراب تھا، مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا ہے تمہاری بے عزتی

کرنے یا اس انداز میں بات کرنے کا...... جس انداز میں، میں نے تم سے بات کی تھی۔'' جواباً وہ خاموشی سے اسی طرح گردن جھکائے بیٹھی رہی تھی۔ ''میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا معاف کرنے پر، مگر ایک گزارش تم سے ضرور ہے میری کہ اس پُراسرار مسئلے کو حل کرنے کی سعی ضرور کرو کہ وہ لڑکی کون تھی جو اس رات پوری پلاننگ سے گھر سے گئی تھی اور کس کے ساتھ؟'' اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''ایک بات پوچھوں آپ سے؟''

''ہاں......ضرور!''

''بالکل سچ سچ بتائیں گے؟''

''ہاں......کیوں نہیں......؟'' وہ حیرانگی سے گویا ہوا۔

''آپ نشے میں ہیں؟'' اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔ طغرل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو وہ بھی اس ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بھرپور اعتماد اور استہزاء تھا ان خوب صورت آنکھوں میں...... آج وہ اس کو مات پر مات دے رہی تھی...... عجیب لڑکی تھی، جو نہ اس کی شخصیت سے متاثر تھی اور نہ وجاہت سے مرعوب دکھائی دیتی تھی ورنہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا کسی لڑکی کے بس کی بات نہ تھی۔ اس کی تو ایک نگاہ سے ہی لڑکیاں پگھلنے لگتی تھیں، موم کی طرح۔ ایک گہرا سانس لے کر اس نے ہی نگاہیں ہٹائی تھیں۔

''تم...... یہ کس طرح کہہ سکتی ہو کہ میں نشے میں ہوں؟''

''ایسی احمقانہ بات نشے کی حالت میں ہی کہی جاسکتی ہے۔'' اس نے اس پر نگاہ ڈالی پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر تیزی سے سرخی چھائی تھی، جس لہجے میں اس نے بات کی تھی، اس انداز کو برداشت کرنے میں اس کو بڑی اذیت سے دوچار ہونا پڑا تھا، کل ایسی نشتر زنی اس نے کی تھی اور آج اسے جھیلنی تھی سو وہ تیار تھا۔

''اگر احمقانہ باتیں صرف نشے کی حالت میں ہی کی جاتی ہیں تو پھر تم ہر وقت ہی نشے میں رہتی ہو کیونکہ تم تو ایسی ہی باتیں کرتی ہو۔''

''دراصل سچ بولنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے طغرل بھائی! اور سچ کو سننا بھی، آپ اپنا الزام اتنی آسانی سے میرے سر نہیں ڈال سکتے ہیں۔'' وہ منہ بنا کر گویا ہوئی۔

''سچ اور جھوٹ کا فیصلہ تم کس طرح کرسکتی ہو؟ تمہارے سامنے میں اب اپنی صفائیاں پیش نہیں کروں گا، خواہ تم کچھ بھی سمجھو۔''

پری کی سردمہری بتا رہی تھی وہ اس سے کسی بھی صورت سمجھوتا کرنے والی نہیں ہے۔ اس نے سوچا جو کچھ اس نے دیکھا اس کو نگاہوں کا دھوکا سمجھ کر فراموش کردینا چاہیے، وہ شاید اس کی نگاہوں کا دھوکا ہی تھا۔

❁......☆......❁

جویریہ سے اس کی دوستی گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ گہری ہوتی جارہی تھی۔ وہ کالج کی دوسری لڑکیوں سے مختلف تھی، سادہ اور کسی حد تک کم عقل لڑکی تھی اور ماہ رخ کی خوب صورتی سے بہت زیادہ متاثر تھی۔ خود چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ تین بڑے بھائیوں کی شادی ہوچکی تھی، چوتھے بھائی کی منگنی ہوچکی تھی اور وہ جویریہ کو دل وجان سے چاہتا تھا۔ ویسے تو وہ گھر بھر کی لاڈلی تھی، مما پپا کی اس میں جان تھی، وہ چاروں بھائیوں سے چھوٹی تھی، فرسٹ ائر کی طالبہ ہونے کے باوجود اس کو بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کیا جاتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس میں وہ مکاری وچالاکی نہ آسکی تھی جو عموماً اس عمر میں اکثر لڑکیوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی یہی سادگی ماہ رخ جیسی خواہشوں کے پروں سے آسمان کی بلندیوں کو چھونے کی خواہاں لڑکی حوصلے دے رہی تھی۔ دوبارہ وہ جویریہ کے گھر بھی جاچکی تھی اور اس کے ایک ہزار گز پر بنے بنگلے ڈھیروں آسائشیں اور ملازموں کی فوج دیکھ کر اسے اپنے ایک سو بیس گز کے پرانے طرز کے چھوٹے سے گھر سے نفرت ہونے لگی تھی اور گھر والوں سے بھی الجھن ہونے لگی تھی۔ جب سے وہ آئی تھی جویریہ کے ہاں سے تب سے ہی وہ خواہشوں کے جنگل میں مستقل بھٹکنے لگی تھی۔

''دن کا آدھے سے زیادہ حصہ تم پڑھائی کے لیے گھر سے باہر رہتی ہو اور جب گھر میں آتی ہو تو گھر میں ہوتے ہوئے بھی تمہارے ہونے کا احساس نہیں ہوتا، سوچوں کے اندر نا معلوم کن سفروں پر نکلی رہتی ہو تم......؟'' فاطمہ جو گھر کے کام کاج کے دوران گاہے بگاہے اس کو بھی دیکھ رہی

تھیں اس کو اپنی سوچوں میں اس قدر محو دیکھ کر اس کو ٹوکے بنا نہ رہ سکیں۔ ماں کی آواز پر اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

وہ آف وہائٹ پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس تھیں۔ اس نے کبھی اپنی ماں اور چچی کو کھلے سر نہ دیکھا تھا' وہ پوری آستینوں کے کپڑے پہنتی تھیں ان کے کپڑوں کا رنگ ہمیشہ ہلکا ہوتا تھا' آج بھی اس کی ماں اپنے مخصوص لباس و انداز میں تھیں اور اس کی نگاہ میں جویریہ کی ممی کی بنارسی سرخ ساڑی' جیولری اور میک اپ زدہ چہرہ گھومنے لگا۔ ان کے رنگے ہوئے باب کٹ بال تھے۔ اس کو جویریہ کی ممی بے حد پسند آئی تھیں۔ پُر اعتماد اور کسی کی بھی پروانہ کرنے والی...... ایسی ہی عورتیں اس کی آئیڈیل تھیں' وہ بھی ایسی ہی بننا چاہتی تھی۔ چچی اور امی دونوں ہی بے حد خوب صورت تھیں مگر امی چچی سے زیادہ حسین تھیں ہر لحاظ سے مکمل مگر وہ دقیانوسی تھیں پرانی اقدار کی پاسداری نے ان کی خوب صورتی وحسن کو پردے اور چار دیواری کا گرہن لگا دیا تھا اور وہ اس سے بھی یہی توقع کرتی تھیں کہ وہ پردے کا استعمال کرے مگر وہ سوچتی تھی جو کب کسی کی دسترس میں آئی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ بدصورتی کو چھپانا چاہیے' خوب صورتی کو چھپانا ظلم ہے حسن پر...... چاند کی چاندنی سب کے لیے ہوتی ہے چاند کو بادل بھی چھپانا چاہتے ہیں پر کہاں چھپا پاتے ہیں لمحوں میں وہ ان کی گرفت سے نکل آتا ہے۔

''رخ! کیا ہوا بیٹی! یہ کیا ٹکر ٹکر دیکھے جا رہی ہے' کچھ کہو! کیا پریشانی ہے؟'' فاطمہ اس کو یوں گم صم بیٹھا دیکھ کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئیں۔

''امی! کیا ہم کبھی امیر نہیں ہوں گے۔ کیا ہمارے حالات کبھی نہیں بدلیں گے؟'' فاطمہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں عجیب سی اداسی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آرزوئیں نمی بن کر چمک رہی تھیں۔ ان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

''ہم امیر نہیں ہیں تو غریب بھی نہیں ہیں' اللہ کا شکر ہے پیٹ بھر کر کھاتے ہیں' ہر خواہش پوری ہوتی ہے ہماری۔ محلے میں' خاندان میں عزت ہے ہماری' سب ہم سے ملتے ہیں باہر تمہارے باپ' چچا اور گلفام کی سب ہی تعریف کرتے ہیں۔''

''ایک غریب دوسرے غریب کی عزت ہی کرتا ہے' یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔''

''اچھا! پھر فخر کی کیا بات ہے؟'' وہ تحمل سے گویا ہوئیں۔

''بڑا سا بنگلہ جہاں خوب صورت لان ہو' نوکروں کی فوج اور ہر وہ شے جو آرام دے اور ہم اپنی زندگی آزادی اور اپنی مرضی سے گزار سکیں۔''

''یہ کیسی خواہش تم پالنے لگی ہو رخ! اپنے حال میں خوش رہنا سیکھ بیٹی!''

''امی! خواہشیں ہی تو زندگی کو بناتی ہیں' ان کا حسن تو پورا کرنے میں ہے۔ امی ابو کو کہیے کہ یہ جگہ فروخت کردیں' کسی پوش علاقے میں ہم کوئی شان دار سا بنگلہ خرید لیں گے' آپ کو اور چچی کو کوئی کام کرنا نہیں پڑے گا' ایک اشارے پر نوکر کام کیا کریں گے' باہر جانے کے لیے موٹر کار ہوگی' یہ سرکاری بسوں کی خواری وانتظار نہ ہوگا۔'' ان کو نرم دیکھ کر وہ حال دل کہہ گئی۔

''پگلی ہوگئی ہے رخ! یہ گھر تیرے ابو کبھی چھوڑ کر نہیں جائیں گے' یہاں کے ماں باپ کی نشانی ہے ان کو اس گھر سے بہت محبت ہے' بہت اُنسیت ہے۔''

''دادا دادی کو اس دنیا سے گئے برسوں بیت گئے ہیں' ابو کو وہ اب یاد بھی نہیں ہوں گے' آپ ان سے بات تو کر کے دیکھیں امی!''

''جب ہم مر جائیں گے ماہ رخ! تو تم ہمیں یاد نہیں رکھو گی' بھول جاؤ گی؟'' اس کا اس سنگدلی سے کہنا فاطمہ کے دل کو مضطرب کر گیا تھا۔

''اوہو امی! آپ بات کو کہاں سے کہاں لے گئیں' میرا یہ مقصد تو نہیں تھا۔'' وہ جھنجلا کر بولی تھی اور فاطمہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''آپ راضی کریں ابو کو وہ یہ گھر بیچ کر کسی اچھی جگہ خوب صورت سا بنگلہ یا کوٹھی خرید لیں' یہاں تو میں اپنی دوستوں کو بھی نہیں بلا سکتی' یہ محلّہ اور یہ گھر دونوں ہی اس قابل نہیں ہیں' وہ تو مجھے کسی امیر کبیر خاندان کا سمجھتی ہیں۔'' اس کے لہجے میں ضد اتر آئی تھی۔ فاطمہ اسے دیکھتی رہ گئیں۔

❀......☆......❀

آصفہ آئی ہوئی تھیں' بڑی نند کی موجودگی میں صباحت کو موقع مل گیا تھا کہ وہ عائزہ کے سسرال والوں کو بلانے کی بات ساس سے کر سکیں کیونکہ آصفہ کی اور ان کی بہت بنتی تھی۔ وہ دونوں ہم مزاج اور ہم خیال تھیں۔

''آصفہ آپا! آپ ہی مشورہ دیں عائزہ کے سسرال والوں کو کس دن بلایا جائے' بھابی تو روز ہی فون کر رہی ہیں' وہ بے چین ہیں عائزہ کی منگنی کے

لیے‘ان کی پہلی پہلی خوشی ہے جس کو دیکھنے کی خاطر وہ بے چین تھیں۔‘‘

’’نیک کام میں دیر کیسی‘ جھٹ پٹ ہونے چاہئیں ایسے کام تو۔‘‘ وہ فراخ دلی سے گویا ہوئیں۔

’’اماں جان کی اجازت چاہیے مجھے تو۔‘‘ وہ ان کی طرف دیکھ کر گویا ہوئیں۔

’’میری اجازت کی کیا ضرورت ہے جب دل چاہے کرلو۔‘‘

’’اماں جان! آپ بھی کبھی کبھی عجیب باتیں کرتی ہیں‘ اس گھر میں کوئی کام آپ کی اجازت کے بغیر ہوا ہے‘ جواب صباحت اپنی مرضی سے کریں گی؟‘‘ آصفہ ماں کے سرد انداز پر حیرت سے بولیں۔

’’پہلے نہیں ہوا تو اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ کبھی نہیں ہوگا؟‘‘ ان کے لہجے کی خفگی صباحت بخوبی محسوس کر رہی تھی مگر وہ ان بے حس لوگوں میں شمار ہوتی تھیں جو صرف اپنی بات کو اہمیت دیتی ہیں۔

’’کیا بات ہوگئی ہے اماں! آپ تو خاصی ناراض دکھائی دے رہی ہیں؟‘‘ آصفہ ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

’’میں بتاتی ہوں۔‘‘ اماں کے بولنے سے پہلے صباحت تیزی سے بولیں۔ اماں اس رشتے سے خوش نہیں ہیں‘ یہ نہیں چاہتیں کہ عائزہ کا رشتہ ہو۔‘‘

’’اماں کیوں نہیں چاہیں گی صباحت! یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟‘‘

’’یہ اماں سے ہی معلوم کریں جس دن سے رشتہ ہوا ہے ان کا موڈ ہی آف ہے‘ آج آپ آئی ہیں تو میرا کچھ حوصلہ ہوا ہے پوچھنے کا ورنہ اماں نے تو پلٹ کر پوچھا ہی نہیں ہے کہ کب آرہے ہیں عائزہ کے سسرال والے؟‘‘

اماں خاموشی سے سُن رہی تھیں اور ان کی خاموشی صباحت کو حوصلہ دے رہی تھی۔

اماں کو غصہ اس بات کا ہے کہ پہلے عائزہ کی منگنی کیوں ہو رہی ہے یعنی پہلے پری کی ہونی چاہیے۔ اب آپ ہی بتائیں آپا! میری بیٹیوں اور پری کا کوئی مقابلہ ہے؟ میری بیٹیاں میرے نام سے جانی جاتی ہیں اور پری اپنی ماں کے نام سے پہچانی جاتی ہے اور یہ سب ہی جانتے ہیں پری کی ماں کا کردار کیا تھا‘ کم از کم خاندان سے تو اس کے رشتے آنے والے نہیں ہیں اور اس کے انتظار میں‘ میں اپنی بیٹیوں کو بوڑھی نہیں کرسکتی‘ بس اس بات پر اماں خفا ہیں جو پوچھ نہیں رہیں۔‘‘ صباحت نے پوری تفصیل سے بات کہہ دی تھی۔

’’مجھے یقین نہیں ہے ان باتوں پر...... اماں بھلا ایسا کیوں کریں گی؟ اماں کے لیے تو چاروں پوتیاں برابر ہیں‘ انہوں نے دو عورتوں سے بے شک جنم لیا ہے مگر تعلق تو ان کا ایک باپ سے ہے۔‘‘ حیرت انگیز طور آج آصفہ نے کھری باتیں کی تھیں۔ صباحت منہ کھولے ان کو دیکھتی رہ گئیں۔

’’مگر یہ بات بہو بیگم کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہے‘ ان کے اندر کا دوغلا پن ہر جگہ ان کو ان کی فطرت کے مطابق تصویر دکھاتا ہے‘ فیاض صرف پری کی وجہ سے ان سے شادی کے لیے تیار ہوا تھا اور انہوں نے آتے ہی اس بچی کو اپنی سب سے بڑی دشمن سمجھ لیا اب جیسے خود سوتیلا پن کرتی ہیں‘ ویسے ہی مجھے سمجھ رہی ہیں۔‘‘ اماں رعب دار لہجے میں ناگواری سے گویا ہوئیں۔

’’جب میں نے آپ کو عائزہ کے رشتے کا بتایا تو آپ نے کہا پری بڑی ہے پہلے اس کا رشتہ طے ہوگا پھر عادلہ اور عائزہ کی باری آئے گی‘ کیا میں جھوٹ کہہ رہی ہوں؟‘‘ حسب عادت اپنی ہار دیکھ کر وہ رونے لگی تھیں۔

’’مجھ کو یہ آنسو دکھانے کی ضرورت نہیں ہے‘ میں متاثر نہیں ہوں گی ان بلاوجہ کے چونچلوں سے...... میرا انکار تمہیں یاد ہے‘ یہ یاد نہیں ہے کہ میں نے ہامی بھر لی تھی اور کہا تھا اپنی بھابی کو کہو پہلے وہ رشتہ لے کر آئے‘ جو طریقہ ہے پھر ہم مشورہ کرکے جواب دیں گے یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔‘‘

’’جب ہم راضی ہیں تو پھر کیوں یہ دکھاوا کریں جو سراسر وقت کا زیاں ہے۔‘‘

’’وقت کا زیاں ہے تو منگنی بھی کیوں کر رہی ہو‘ سیدھے سبھاؤ بھاوج کو کہہ دو بارات لے کر آجائے‘ وقت بھی بچ جائے گا اور پیسہ بھی۔‘‘

’’بعض دفعہ تو آپ اماں بات نہیں کرتیں گویا جلتی پر تیل ڈالتی ہیں اب بھلا میں اپنی بچی کے کام میں کنجوس بنوں گی جو آپ کہہ رہی ہیں پیسہ بھی بچالوں۔‘‘

''اماں! آپ کو اس بات پر غصہ ہے کہ صباحت کی بھابی باقاعدہ رشتہ لے کر نہیں آئی ہیں لیکن انہوں نے آپ سے بات تو کی ہوگی' بتایا ہوگا ان کا کیا ارادہ ہے؟'' آصفہ نے ایک دم ماحول میں پیدا ہونے والے تناؤ کو ختم کرنے کے لیے سوال کیا۔

''ملال تو اس بات کا ہے' روز فون آ رہے ہیں' جا رہے ہیں مگر نا بہو بیگم کو توفیق ہوئی کہ کہہ دیں اپنی بھابی سے کہ ایک دفعہ جھوٹے منہ ہی میری ساس سے تو اپنی خواہش کا اظہار کر دو اور دوسری طرف بھی آخر کو ان ہی کی بھاوج ہیں' ان کو کیوں خیال آنے لگا میرا...... وہی بات ہوئی کہ سمدھن راضی تو کیا کرے گی اماں پاجی؟'' غصے میں وہ دو دھاری تلوار بنی ہوئی تھیں۔

''توبہ ہے اماں جان! آپ بھی بس......'' آصفہ بے اختیار ہنسنے لگی تھیں پھر یک دم سنجیدہ ہوئیں۔ ''چھوڑیں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کیا دل خراب کرنا' آپ ہماری بڑی ہیں اور بڑوں کو اپنا دل بھی بڑا کرنا پڑتا ہے جب ہی تو چھوٹوں کی غلطیاں اور گستاخیاں درگزر و معاف کی جاتی ہیں۔ اگر بڑے بھی چھوٹوں سے مقابلہ کرنے لگیں تو خاندان بکھر جاتے ہیں پھر صحیح اور غلط کی پہچان مٹ جاتی ہے۔'' آصفہ اماں سے لجاجت بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھیں جب کہ صباحت خاموش بیٹھی ہوئی تھیں مگر ان کے چہرے پر اچھے تاثرات نہ تھے۔ ''صباحت! تم سے بھی غلطی ہوئی ہے' جب تم سے بھابی نے کہا تھا تم ان کو یہاں بلوا لیتیں اگر ان کے پاس ٹائم نہیں تھا تو فون پر ہی اماں سے بات کروا دیتیں' اس طرح اماں کا دل بھی خوش ہو جاتا اور وہاں بھی عزت میں اضافہ ہوتا کہ تم اتنی تابعدار بہو ہو کہ ہر فیصلے میں ساس کی رائے کو اہمیت دیتی ہو' سننے میں تو تم کو شاید میری یہ باتیں بے معنی لگیں گی مگر یاد رکھنا' وقت سب کا کبھی ایک سا نہیں رہتا' لوگوں کے مزاج بھی موسموں کی طرح بدل جاتے ہیں' آج تم ان چھوٹی چھوٹی نزاکتوں کا خیال رکھو گی تو کل تمہاری بچیوں کے اچھے مستقبل کی ضمانت ہوگی۔''

''خیر میں تو زبردستی عزت کروانے والوں میں سے نہیں ہوں' جو بات غلط تھی وہ میں نے کہہ دی مگر میرا ارادہ ہے مذنہ کے مری سے آنے کے بعد منگنی کی رسم کی جائے تو بہتر ہے اور میں فراز کو بھی فون کروں گی' گھر کی پہلی خوشی ہے اس میں وہ بھی شریک ہو جائے تو اچھا رہے گا۔'' وہ نارمل انداز میں گویا ہوئیں۔

''یہ بات تو ٹھیک کی آپ نے مگر بھابی کب آئیں گی؟'' آصفہ نے پوچھا۔

''مذنہ اسی ہفتے آنے والی تھی' اس کے ماموں نے روک لیا' ساتھ اس کو چترال لے گئے ہیں اب دیکھو کتنے دن وہاں رہتی ہے۔ صباحت! تم اپنی بھاوج کو کہہ دو وہ آ کر اپنی خوشی سے عائزہ کا منہ میٹھا کروا دیں' پھر رسم بعد میں کریں گے دھوم دھام سے۔''

''یہ ٹھیک ہے اماں جان! میں ابھی بھابی کو فون کرتی ہوں بلکہ آپ کی بات کرا دیتی ہوں' وہ انکار نہیں کریں گی' سر کے بل چل کر آئیں گی۔'' اماں کو ہامی بھرتے دیکھ کر صباحت فوراً ہی مارے خوشی کے کھڑی ہو گئی تھیں۔

''اب میری پخ مت لگاؤ' جو کام کرنا ہے کرو تم۔''

''آپ کی یہ بات بہت اچھی ہے اماں! جو شکایت ہوتی ہے وہ آپ منہ پر کہہ دیتی ہیں۔ دل میں نہیں رکھتی ہیں۔'' آصفہ نے محبت سے ماں کو دیکھا تھا' وہ بھی مسکرا دیں۔

❁......☆......❁

''یہ مما نے کیا کہا تھا......؟'' لوازمات کی پلیٹ اس نے کانپتے ہاتھوں سے رکھ دی تھی' دل کی دھڑکن تھی کہ بڑھتی ہی چلی گئی تھی۔ ذہن میں آندھی اٹھی تھی۔ سیاہ آندھی!

''مما! کیا کہا آپ نے؟'' وہ بہت دھیمے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ ''کس جرم کا اعتراف کر رہی ہیں آپ کو معلوم ہے؟''

''ہاں! مجھے معلوم ہے' جو گناہ مجھ سے ہوا' جو جرم میں کر بیٹھی ہوں اس کی سزا میں بھگت رہی ہوں' گناہ انجانے میں ہو یا جان کر سزا برابر ملتی ہے ثنی! کاش میں اس وقت ضدی نہ بنتی' تمہارے فیصلے کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بناتی تو آج سب اچھا ہوتا۔ نا میں بے سکونی کی سزا کاٹ رہی ہوتی اس طرح نا تم زندگی کو کسی جنازے کی طرح کاندھے پر رکھ کر جینے پر مجبور ہوتیں اور نا پری وہاں ماں کے ہوتے ہوئے بھی ماں کی محبت کو ترس رہی ہوتی۔ میری صابر بچی!'' عشرت جہاں رونے لگیں ان کے چہرے پر پچھتاوے و ملال کے گہرے رنگ تھے' وہ رو رہی تھیں اور ثنی' سرد نگاہوں سے

ان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان کا چہرہ سپاٹ تھا اور آنکھوں میں ٹھہرا ہوا سکوت...... انہوں نے عشرت جہاں کو رونے سے روکا اور نا ہی ان کے آنسو صاف کیے' وہ اسی ساکت انداز میں بیٹھی تھیں گویا ان سے ان کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

نامعلوم کتنی دیر تک وہ روتی رہی تھیں اور پھر خود ہی آنسو پونچھے تھے اپنے۔ پھر عینک لگاتے ہوئے ثنیٰ کی طرف دیکھا تھا جو خاموشی کا قفل ہونٹوں پر لگائے چھت کو گھور رہی تھی۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا' آنکھوں میں نمی تک نہ تھی' یہ ان کی وہ بیٹی تھی جس نے ان کے ایک آنسو کے ساتھ ڈھیروں آنسو بہائے تھے۔ ان کے درد میں تڑپ تھی' جوان کو ذرا سا بھی اداس و رنجیدہ نہ دیکھ سکتی تھی اور آج وہ ہی بیٹی تھی جو پتھر بنی بیٹھی تھی اور اس کو پتھر بنانے میں سراسر ان کی زیادتی تھی' جس کا احساس انہیں وقت گزرنے کے ساتھ ہوا تھا۔

''ثنیٰ!'' وہ اٹھ کر ان کے قریب چلی آئیں۔ ''تم نے ابھی تک مجھ کو معاف نہیں کیا؟ تم سے میں بارہا معافی مانگ چکی ہوں' کیا اپنی ماں کو وہ گناہ معاف نہیں کرو گی؟'' ان کی انگلیاں ان کے بالوں میں لرز رہی تھیں' ممتا بھرے لہجے میں شرمندگی تھی۔

''میں نے آپ کو بہت پہلے معاف کر دیا تھا مما!''

''لیکن تمہارے رویے سے تو نہیں لگتا کہ تم نے معاف کر دیا ہے مجھے۔''

''رویہ بدلنا بھی چاہوں تو شاید بدل نہیں پاؤں' جیسے کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو برسوں گزرنے کے بعد بھی ہرے رہتے ہیں' ایسے ہی رویے بھی ہوتے ہیں۔''

''میں نے بارہا تم سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا ہے ثنیٰ! ماں ہو کر......''

''لیکن ماں ہو کر جو آپ نے میرے ساتھ کیا' وہ کوئی ماں نہیں کر سکتی۔ کیا آپ کا اعتراف میرے اس ٹوٹے رشتے کو جوڑ سکا؟ کیا آپ کی معافی نے میری پری' میری بیٹی کا بچپن لوٹا دیا؟ جواب دیں مما! یہ احساس گناہ کرنے سے قبل یا گناہ کرتے وقت کیوں نہیں جاگتا؟ جرم کرنے کے بعد ہی کیوں اعتراف کیا جاتا ہے' آپ کہتی ہیں میرا رویہ درست نہیں ہے لیکن یہ سب آپ کی دی ہوئی عنایتیں ہیں۔'' وہ جو پہلے ہی ایک اذیت سے گزر رہی تھیں' اب فیاض کے نام نے ان اذیتوں کو بڑھا دیا تھا' وہ اندر ہی اندر بن جل کی مچھلی کی مانند مچلنے لگی تھیں۔

فیاض! وہ نام تھا جو ان کی زیست کا عنواں تھا۔

جس کے سنگ محبت کی راہوں پر پہلی بار قدم رکھا تھا۔

جس کے دم سے ان کو زندگی کے معنی سمجھ آئے تھے۔

اور جب وہ گیا تو ساتھ وہ معنی بھی لے گیا' دل بھی لے گیا اور جذبے بھی۔

''آئی ایم سوری مما! پلیز مجھے تنہا چھوڑ دیں۔'' اس نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

❁......☆......❁
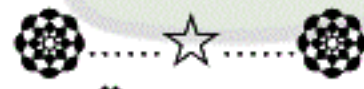
کالج سے واپسی پر وہ تھکے تھکے قدموں سے بس اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی معاً سائیڈ سے آنے والی کار اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی تھی۔ اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ڈرائیونگ سیٹ پر جویریہ کا بھائی اعوان بیٹھا ہوا تھا' اس کو دیکھ کر ماہ رخ کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی اور اس کو اعتماد سے مسکراتے دیکھ کر اس شخص کے لبوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اس نے کار روک کر اگلا دروازہ کھول دیا۔

''آئیے آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں' شاید آپ کی گاڑی نہیں آئی ہے۔'' اس نے جھک کر ماہ رخ سے کہا۔

''شکریہ مسٹر اعوان! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں واقعی میری گاڑی نہیں آئی ہے۔''

''پھر تکلف کس بات کا! آئیے یہ بھی آپ ہی کی گاڑی ہے۔'' وہ پُر اخلاق لہجے میں دعوت دے رہا تھا۔

''ارے نہیں! میں چلی جاؤں گی آپ کو خوامخواہ زحمت ہو گی۔'' ماہ رخ کا مارے خوشی کے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

''پلیز آئیں مجھے کوئی زحمت نہیں ہو گی بلکہ خوشی ہو گی۔''

ماہ رخ ایک ادا سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تو اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

''خدا کا شکر ہے آپ نے مجھے پہچان لیا ورنہ میں ڈر رہا تھا اگر آپ نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا تو بے عزتی ہو جائے گی۔'' اعوان ماہ رخ کی طرف دیکھ کر شوخی سے بولا۔

''یہ آپ نے کس طرح سمجھ لیا کہ میں آپ کو پہچان نہ پاؤں گی؟ دوبار آپ کے گھر پر آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔'' وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔

''لڑکیوں کی عادت ہوتی ہے نظر انداز کرنے کی' وہ گھر میں کچھ ہوتی ہیں اور گھر سے باہر کچھ اور......'' اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

''میں کیا آپ کو ایسی لڑکی لگتی ہوں اعوان صاحب!'' ماہ رخ ایک دم ہی اداس ہو کر گویا ہوئی تو اس کے اس انداز پر اعوان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا پھر شرمندگی سے بولا۔

''سوری! میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا ہرگز نہ تھا' خیر میں ایک جنرل بات کر رہا تھا عموماً لڑکیاں باہر اجنبی بن جاتی ہیں۔''

''میں ان دھوکے باز لڑکیوں میں سے نہیں ہوں۔''

''وری گڈ! بہت اچھی بات ہے یہ۔ مجھے بھی صاف گو اور کھرے لوگ بے حد پسند ہیں' فراڈی لوگوں کو میں قریب بھٹکنے بھی نہیں دیتا ہوں۔''

''اچھا کرتے ہیں' ایسے لوگوں کی پرچھائیں سے بھی بچ کر چلنا چاہیے۔'' اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائی پھر بولی۔

''اوہ یاد آیا' جویریہ آج کالج کیوں نہیں آئی؟''

''وہ مام اور ڈیڈ کے ساتھ لندن گئی ہے آج رات کی فلائٹ سے۔''

''لندن!'' وہ حیرت سے اچھل پڑی۔

''جی......لندن!'' اس نے اس کی حیرت کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ارے اس نے تو مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا اور چلی بھی گئی؟''

''دراصل ڈیڈ سفری دستاویزات ہمیشہ سب کی تیار رکھتے ہیں اور جب بھی موڈ ہوتا ہے اسی طرح چل پڑتے ہیں اب کے جویریہ بھی ساتھ ہو گئی ان کے......کہنے لگی آپ نے لندن کی بہت سیریں کی ہیں' بہت تعریفیں کی ہیں وہاں کی' بس وہ اس وجہ سے گئی ہے۔''

''اوہ اچھا! چلیں وہ اس بہانے گھوم پھر آئے گی۔'' وہ بظاہر مسکرا کر گویا ہوئی تھی مگر دل میں بُری طرح جل کر خاک ہو رہی تھی' بڑی محنت و جدوجہد کر کے اس نے پورے ورلڈ کی معلومات کتابوں' رسالوں اور اخباروں سے نکال کر دماغ میں ذخیرہ کی تھیں اور وہ خود محروم تھی ان جگہوں سے جب کہ جویریہ کتنی آسانی سے چلی گئی تھی۔ اس کو کہتے ہیں نصیب......! کوئی خواب دیکھے بنا ہی تعبیر پا لیتا ہے اور کوئی خوابوں تک بھی رسائی حاصل نہیں کر پاتا۔

''ہیلو......ہیلو میڈم! کہاں گم ہو گئی ہیں آپ؟'' اعوان کی تیز آواز پر وہ حسرتوں کے گرداب سے باہر نکلی۔ ''کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ کہاں گم ہو گئی ہیں آپ؟'' وہ پریشان لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

''میں ٹھیک ہوں' آپ مجھ سے کچھ پوچھ رہے تھے کیا؟'' سوچوں کو جھٹک کر وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔

''میں پوچھ رہا تھا کہاں جائیں گی آپ؟''

''میں آپ کو راستہ بتاتی ہوں۔'' وہ راستہ بتانے لگی۔

''آپ کی گاڑی کب لینے آتی ہے؟'' اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''گاڑی ورکشاپ میں ہے شاید چند ہفتے لگیں گے۔''

''جویریہ کو آنے میں ابھی وقت لگے گا' ہو سکتا ہے وہ لوگ اور کہیں کا پروگرام بنالیں اگر آپ کہیں تو میں آپ کو یہاں سے پک کر لیا کروں گا' میرا آفس یہیں قریب میں ہے اور آف بھی اسی ٹائم ہوتا ہے۔'' اس کی پُر امید نظریں اس کے دل کش چہرے پر لمحے بھر کو رکی تھیں۔

''آپ کیوں میری خاطر اتنی پریشانی اٹھائیں گے؟ میں ڈیڈی کو کہہ کر دوسری گاڑی منگوالوں گی۔'' اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ انکار کیا۔

''پریشانی کی کیا بات ہے؟ مجھے آپ کے کام آکر خوشی ہو گی۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوا۔

''آپ کا ٹائم بھی تو ضائع ہوگا نا......!''

''میں نے عرض کیا نا یہیں کالج سے آگے ہی میری فرم ہے اس ٹائم فری ہو جاتا ہوں اور اسی راستے سے گزرتا ہوں کوئی حرج نہیں ہوگا اگر آپ بھی میرے ساتھ آجائیں تو......''

ماہ رخ کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے گویا وہ کترا رہی ہو۔

''اگر آپ کو پسند نہیں ہے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔''

''میں بہت عزت دار گھرانے سے ہوں' کل کو جویریہ کو معلوم ہوا تو......''

''ارے نہیں' آپ اس کی پروا مت کریں' اس کو معلوم نہیں ہوگا۔'' اس کے لہجے میں نیم رضامندی پا کر وہ سرشار سا ہو گیا تھا۔

❁......☆......❁
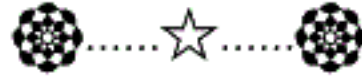
فیاض نے سامنے کھڑی اپنی شریک حیات کو دیکھا تھا جو لمبی چوڑی فرمائشوں کی لسٹ اسے تھما کر خاصی مطمئن تھیں۔ صباحت کی لسٹ عام دنوں میں بھی کبھی انہیں ہلکی نہیں پڑی تھی اور اب جب معاملہ ان کی بیٹی کے سسرال کا تھا تو لاکھوں کی چپت تو لازمی تھی۔ انہوں نے ایک نگاہ سرسری طور پر اس لسٹ پر ڈالی اور افکار کی شکنیں ان کے ماتھے پر ابھر آئی تھیں۔

''دس پندرہ لاکھ روپے آپ مجھے الگ سے دیں۔'' وہ سامنے بیٹھے خاوند کے احساسات سے بے نیاز کہہ رہی تھیں۔

''ابھی کسر باقی رہ گئی ہے اور روپوں کی؟''

صباحت نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا پھر جل کر گویا ہوئیں۔

''میں نے کون سے کروڑوں روپے مانگ لیے آپ سے جو آپ کہہ رہے ہیں۔''

''تم اچھی طرح جانتی ہو میں ابھی ہزاروں افورڈ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں پھر تم لاکھوں کی بات کر کے کیوں میری پریشانیوں میں اضافہ کر رہی ہو۔'' انہوں نے ملامت آمیز لہجے میں کہا۔

''پریشانی کی کیا بات کرتے ہیں؟'' وہ استہزائیہ لہجے میں گویا ہوئیں۔ ''جب سے میں آپ کی زندگی میں آئی ہوں آپ کو پریشان ہی تو دیکھا ہے' اتنے سالوں میں کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا جو کبھی آپ بے فکری سے مسکرائے ہوں ورنہ میں نے آپ کو ہمیشہ ہنستے مسکراتے' قہقہے لگاتے ہوئے دیکھا' میری زندگی میں آپ پریشانیوں' فکروں اور اداسیوں کے ناگ لے کر داخل ہوئے ہیں جو رات دن مجھے ڈستے ہیں' میں جس درد میں مبتلا رہتی ہوں وہ کوئی کیا جانے۔'' ان کے لہجے میں وہ ہی مخصوص احساس محرومی تھا۔

''صباحت! جو دو کشتیوں کے سوار ہوتے ہیں وہ اسی درد میں مبتلا رہتے ہیں۔''

''کیا مطلب؟'' وہ چونک کر گویا ہوئی۔

''ایک پاؤں تم نے ماضی کی کشتی میں رکھا ہوا ہے تو دوسرا حال کی اور حال میں ہوتے ہوئے بھی ماضی کی کشتی میں سوار رہتی ہو جب کہ ماضی میرا ہے تمہارا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے پھر بھی تم......''

''یہ آپ غلط کہہ رہے ہیں' ماضی سے تعلق میرا کیوں نہیں ہے؟ اس ماضی کی وجہ سے آپ مجھے میرا وہ مقام نہ دے سکے جو میرا حق تھا۔''

''اوہ! اس ذکر کو رہنے ہی دو یہ نا ختم ہوا ہے نا شاید کبھی ختم ہوگا۔'' وہ سر جھٹکتے ہوئے گہری سانس لے کر گویا ہوئے۔ ''میں کہہ رہا تھا ابھی بھابی رسماً آ رہی ہیں' اتنے لوگ تو نہیں ہوں گے ان کے ساتھ' ہم مینو کچھ کم کر دیتے ہیں' ابھی اس معمولی سے کام میں ہی اگر ہم اتنا بجٹ استعمال کریں گے تو آگے جب بڑے کام ہوں گے تو کس طرح مینج کریں گے؟''

''مینو تو یہی رہے گا میری بچی کی پہلی پہلی خوشی ہے دل کے سارے ارمان نکالوں گی میں' پھر بھابی کے گھر کی بھی پہلی خوشی ہے وہ کس طرح تنہا آئیں گی؟ ان کو بھی خاص خاص رشتے داروں کو ساتھ لانا ہوگا ورنہ طعنے ملیں گے کہ بیٹے کے سسرال پہلی مرتبہ ہی سب کو چھوڑ کر چلی گئیں۔''

''اُف! یہ عورتوں کے طعنے' رشتوں کی نزاکتیں......'' وہ کراہ اٹھے۔

''پھر ہم بھی خاص خاص لوگوں کو بلائیں گے' سب کو ملا کر ایک بڑی تعداد بن رہی ہے' کم لوگ تو بالکل نہیں ہوں گے۔''

''او کے...... میں کوشش کرتا ہوں کہیں سے رقم کا بندوبست کرنے کا......''

''یہ آپ کی مرضی ہے آپ کچھ بھی کریں' مجھے تو میری رقم چاہیے' بھابی دو دن بعد آ رہی ہیں' آج مجھے شاپنگ کے لیے بھی جانا ہے اور پارلر سے بکنگ بھی کروانی ہے' پرسوں سب وہیں سے تیار ہوں گے۔''

''ایک کپ چائے مل جائے گی؟'' ان کے انداز میں بے زاری تھی۔

''آپ تو ابھی کھانے کا کہہ رہے تھے......؟''

''دل نہیں چاہ رہا اب...... صرف چائے بجھوا دو۔'' وہ اٹھ کر بیڈ روم میں آ گئے' لاکر کھول کر دیکھا اس میں رقم بھی زیادہ نہ تھی۔ وہ کاغذات چیک کرنے لگے اور سب دیکھنے کے بعد کوئی ایسی پراپرٹی انہیں نہ ملی تھی جس کو فروخت کر کے وہ ایک بڑی رقم کا بندوبست کر سکیں۔ کاغذات لاکر میں رکھ کر وہ سر تھام کر بیٹھ گئے۔ ایک بڑی رقم حاصل کرنے کا مقصد تھا پھر عابدی سے قرض حاصل کرنا۔ گزشتہ سال سے وہ عابدی سے قرضے پر قرضے لے رہے تھے جو واپس کرنے کی سعی بھی وہ کرتے تو صباحت کسی نئے قرضے میں ان کو الجھا دیا کرتی تھیں اور وہ نیا قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ عابدی ان کے بزنس پارٹنر تھے' ان کا لیدر گارمنٹس کا بزنس تھا جو کچھ عرصے سے ٹھپ ہو رہا تھا اور وہ مالی مشکلات کا شکار ہوتے جا رہے تھے اور صباحت جو کبھی بھی اچھی بیوی ثابت نہ ہو سکی تھیں انہوں نے ہمیشہ خود پر بے حسی و مظلومیت کی چادر اوڑھے رکھی تھی' ایک بار بھی ان کی پریشانیوں سے سمجھوتا نہیں کیا تھا۔

❁......☆......❁

پری بیٹھی ہوئی دادی جان کے سر میں مساج کر رہی تھی اور ساتھ ہی باتیں بھی کرتی جا رہی تھی۔ دادی کا موڈ آج کل بہت اچھا تھا۔

''صباحت بے وقوف سمجھتی ہے میں عائزہ کے ہونے والے سسرال کو پسند نہیں کرتی' میں اس رشتے سے خوش نہیں ہوں مگر بھلا یہ کیسے ممکن ہے دادی کو اپنی پوتی کی خوشیوں سے جلن ہو...... وہ اس کا گھر بسا ہوا نہیں دیکھنا چاہے گی؟ جیسی خود ہے دوسروں کی خوشیوں سے حسد کرنے والی ایسا ہی مجھ کو سمجھتی ہے' کم عقل!'' وہ بڑبڑا رہی تھیں۔

''مما سمجھنے میں غلطی کرتی ہیں ورنہ وہ دل کی بُری نہیں ہیں۔''

''تم اس کو اچھا سمجھتی ہو' یہ اچھی بات ہے۔'' اس لمحے عادلہ' عائزہ اور ان کے پیچھے طغرل وہاں چلے آئے تھے۔

''یہ کہاں جانے کی تیاری ہے؟'' وہ ان کو تیار دیکھ کر استفسار کرنے لگیں۔ ''کل تمہارے سسرال والے آئیں گے' تم کیوں گھر سے نکل رہی ہو؟'' وہ عائزہ کو گھور کر بولیں جو عادلہ سے زیادہ تیاری میں تھی۔

''دادی جان! وہ تو کل آئیں گے آج نہیں۔'' عائزہ مسکرا کر کہنے لگی اور اس کی بے باکی پر اماں کو دھچکا لگا تھا۔

''میں کہتی ہوں کچھ تو شرم کر لڑکی! بھائی اور بڑی بہنوں کے سامنے کس بے حیائی سے کہہ رہی ہے' شرم بالکل ہی ختم ہو گئی کیا؟''

''دادی جان! آپ بھی کس دنیا میں رہ رہی ہیں۔ اب ایسی باتوں پر کون شرماتا ہے اور پھر شرمانے کی ضرورت بھی کیا ہے؟'' عادلہ شانے اچکا کر گویا ہوئی۔

''اچھا......! یہ کوئی شرم کی بات ہی نہیں ہے؟ ہاں بھئی نئے دور کے بے حیا لوگ ہو تم...... تم کو شرم و حیا سے کیا واسطہ۔''

''دادو! آپ بھی چلیں' آپ کو شاپنگ کرنی چاہیے' صباحت آنٹی بھی آ رہی ہیں' سب ساتھ چلیں گے مزا آئے گا۔'' طغرل نے آگے بڑھ کر ان سے کہا۔

''نہیں بھئی مجھ کو تو معاف ہی رکھو' مجھے بلاوجہ پیسے پھینکنے کی عادت نہیں ہے' کپڑوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے میرے پاس' وہ مجھ سے استعمال نہیں ہو رہے ہیں پھر نئے لا کر کیا کروں گی۔'' انہوں نے نرمی سے انکار کر دیا تھا مگر طغرل نہیں مانا تھا۔

''دادو! آپ کو چلنا ہی ہو گا بس!''

''نہیں میرے بچے! ہر چیز صرف ایک حد میں رہ کر استعمال کرنی چاہیے اگر بے جا اسراف کیا اور فضول خرچی میں پیسہ ضائع کر دیا تو آگے جا کر قبر میں' حشر میں جواب دینا ہوگا' اللہ وہاں کے حساب سے بچائے۔''

''دادی جان! آپ ایسی باتیں نہ کیا کریں' مجھے ڈر لگتا ہے۔'' عادلہ نے منہ بنا کر کہا تھا۔

''حقیقت تو یہی ہے جس سے تم لوگ فرار حاصل کرنا چاہتے ہو۔ قبر کی تیاری بھی دنیا میں ہی کی جاتی ہے۔ خود سوچو' اس چھوٹے سے کام کی تم لوگ کتنی تیاریوں میں لگے ہوئے ہو پھر...... آخرت کی تیاری تو بہت ضروری ہے۔ ڈرو نیک نیک عمل کرنے کی کوشش کرو' میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔'' ان کے چہرے دیکھ کر وہ مسکرا کر گویا ہوئیں۔

''پری! تم چلی جاؤ' تمہیں اپنے لیے شاپنگ کیے ہوئے وقت ہو گیا ہے۔''

''میرے پاس کپڑے ہیں دادی جان! مجھے ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے فوراً انکار کر دیا تھا۔ طغرل نے ایک اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ اس دن سے ان کے درمیان بات چیت بند ہو چکی تھی۔ وہ تینوں باہر نکل آئے تھے کسی نے پری سے خود پوچھنا گوارا نہیں کیا تھا۔

''دادی کے ساتھ رہ کر پری بھی ان ہی کی طرح ہو گئی ہے' اسے کسی چیز سے بالکل بھی دلچسپی نہیں ہے' ہر وقت دادی کے کان بھرنے میں لگی رہتی ہے۔'' باہر نکل کر وہ باتیں کرنے لگی تھیں۔

''آپ نے دیکھا طغرل بھائی! پری نے کس طرح دادی کو مٹھی میں کیا ہوا ہے؟ وہ ان کو اپنے قابو میں کرنے کے لیے ایسی بنتی ہے ورنہ ہمیں معلوم ہے وہ اپنی نانو کے ہاں جا کر خوب شاپنگ کرتی ہے۔''

''اور اس کی نانو وہ تمام سامان یہ کہہ کر بھجواتی ہیں اس کو کہ مما وہ چیزیں اس کے لیے فلاں شہر' فلاں ملک سے لائی ہیں۔'' عادلہ نے عائزہ کی بات کو اور بڑھا کر پیش کیا تھا۔

''وہ آپ لوگوں کو چیٹ کر رہی ہے آپ بھی اس کو چیٹ کر دیں۔'' طغرل نے کوریڈور سے نکلتے ہوئے مشورہ دیا۔ ''آپ دونوں بھی اس کی طرح دادی سے دوستی کر لیں۔''
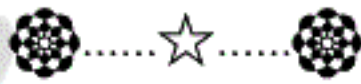
یوں بات نہیں بنتی بگڑتی ہے
لب سی کر
دور رہ کر
کب زندگی سنورتی ہے
انا کی بھینٹ خواب مت دو
آؤ!
سنو!
مانا کہ محبت دوریوں سے نکھرتی ہے
تو خوشنما خوابوں کی
اک اک ہستی بکھرتی ہے
اک بوجھ بن کر
ذات کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے
وقت گزارتی ہے
یوں پھر زندگی بسر ہوتی ہے

صفدر جمال عشرت جہاں کی مہربانی کے سبب مثنیٰ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہت شرمسار اور رنجیدہ تھے مثنیٰ کی ایک ہفتے کی دوری نے انہیں احساس دلایا کہ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے وہ ان کے دل کی دھڑکنوں آتی جاتی سانسوں اور رگوں میں بہتے خون کی روانی کی طرح ضروری تھیں اپنی تمام بے نیازی و خاموشی کے باوجود۔

''پلیز مثنیٰ! میں نے آپ کو اس لیے نہیں بتایا تھا کہ برداشت نہ کر پاؤ گی سعود نے کہا تھا وہ خود ہی آ کر آپ کو راضی کرے گا اور اس وقت مجھے نا معلوم کیا ہوا تھا جو میں یہ سب بتا بیٹھا جو میری زندگی میں اتنا بڑا خلاء لے آیا کہ آپ ایک ہفتہ مجھ سے دور رہیں اور مجھے لگا گویا زندگی روٹھ گئی ہو۔'' صفدر جمال جیسا نک سک سے تیار رہنے والا بندہ بھی اس وقت مثنیٰ کی طرح خستہ حالی کا شکار تھا۔ بڑھتی ہوئی شیو سرخ بے خوابی کا اظہار کرتی آنکھیں کہہ رہی تھیں کہ ان سے دور رہ کر وہ کسی پل سکون سے نہیں رہے ہیں۔

''مجھے لفظوں کے سحر میں جکڑنے کی کوشش مت کرنا صفدر! عرصہ ہوا میں ان کے سحر سے نکل چکی ہوں یہ خوابوں کی باتیں ہیں اور میں خوابوں کے جہاں میں رہنے کی عمر سے نکل آئی ہوں۔''

''میں سچ کہہ رہا ہوں تمہارے بغیر میں نہیں رہ سکتا میرے جذبات سمجھنے کی کوشش کرو یار!'' وہ اٹھ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئے تھے۔

''پلیز صفدر! میں اب ان بہلاوؤں میں آنے والی نہیں ہوں اگر عورت کا اعتبار ٹوٹ جائے تو جڑ نہیں سکتا۔'' ان کا لہجہ سرد و سپاٹ تھا۔

''اچھا! اگر سچ بتاؤں تو سچ سن کر بھی نہیں معاف کریں گی؟''

''اب کوئی نیا گیم کھیلنا چاہتے ہیں؟''

''نہیں! زندگی بچانے کے لیے اپنے گھر اپنے رشتے بچانے کے لیے میں آپ کو حقیقت بتاتا ہوں کہ کیوں میں امریکہ گیا اور کیوں میں اس شادی پر راضی ہوا ہوں۔''

ان کو محسوس ہو گیا تھا وہ پتھر بن گئی ہیں ان کی کوئی بات ان پر اثر انداز نہیں ہو رہی وہ اسی طرح لاتعلق انداز میں بیٹھی رہی تھیں۔ انہوں نے پھر سچ بولنا ہی بہتر جانا تھا۔

''کیسی حقیقت؟'' ان کا لہجہ ابھی بھی اعتماد سے عاری تھا۔

''سعود نے وہاں خودکشی کر لی تھی۔''

''کیا! یہ کب کی بات ہے؟'' وہ تمام سرد مہری و بے رخی بھول کر شدید حیرت سے متوجہ ہوئی تھیں۔

''جس دن میں یہاں سے گیا تھا اسی دن اس کے دوست کی فون کال آئی تھی ہمارے انکار پر اس نے ہاتھ کی رگ کاٹ لی تھی اس کے دوستوں نے فوراً اس کو اسپتال پہنچایا لیکن خون زیادہ بہنے کی وجہ سے اس کی حالت خطرے میں تھی وہ انتہائی نگہداشت کے یونٹ میں زندگی و موت سے لڑ رہا تھا میرے جانے کے ایک دن بعد اس کو ہوش آیا تھا اور ہوش میں آتے ہی اس نے کہا تھا اگر اس کو پوجا سے شادی کی اجازت نہیں ملی تو وہ دوبارہ خودکشی کر لے گا اس کو پوجا کے بغیر زندہ نہیں رہنا ہے۔''

''اُف خدایا! وہ اس حد تک جا چکا تھا کہ اس کو نہ اپنی زندگی کی پروا تھی اور نہ ہماری......؟''

''بس...... مجھے یہی راستہ دکھائی دیا کہ اس کی بات مان لی جائے اس کی آنکھوں میں ایک ایسا جنون تھا جو نظر آ رہا تھا وہ پوجا کو پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے...... کچھ بھی......!''

مثنیٰ کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو گیا تھا۔ وہ کیا سوچ رہی تھیں اور کیا نکلا؟ ان کی تمام ناراضگی خفگی غلط فہمیاں کچے مٹی کے گھروندے کی مانند بکھرتی چلی گئی تھیں۔

❁......☆......❁
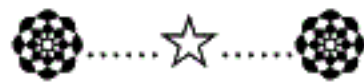
''سنو!'' وہ بالکونی پر لگے پھولوں کو صاف کر رہی تھی جب طغرل نے وہاں آ کر کہا تھا۔ اس نے مصروف سے انداز میں اس پر ایک نگاہ ڈالی۔

''جی فرمایئے؟''

''تم شاپنگ کرنے کیوں نہیں گئی تھیں؟''

''مجھے شوق نہیں ہے۔'' بے پروا انداز میں کہا۔

''شوق نہیں ہے یا خوشی نہیں ہے؟'' وہ سینے پر بازو لپیٹے طنز سے گویا ہوا۔

''خوشی نہیں ہے...... کیا مطلب......؟'' کانٹ چھانٹ کرتے اس کے ہاتھ رک گئے تھے وہ حیرانی سے بولی۔

''عائزہ کی منگنی ہو رہی ہے اس لیے۔''

''یہ کیسی بات کر رہے ہیں آپ؟''

''جو میں محسوس کر رہا ہوں وہ ہی بتا رہا ہوں' تم اس کی منگنی سے خوش نہیں ہو اگر خوش ہوتیں تو تیاریاں کرتیں خوب۔''

''اس میں خوش نہ ہونے کی کیا بات ہے اور میں ناخوش کیوں ہوں گی؟ آپ بلاوجہ کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟''

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں' تم خوش نہیں ہو۔'' وہ بضد تھا۔

''کیوں خوش نہیں ہوں میں......؟'' وہ چڑ کر گویا ہوئی۔

''اس لیے کہ تم سے پہلے عائزہ کی منگنی ہو رہی ہے۔'' وہ سفاک لہجے میں کہہ رہا تھا اور وہ اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگی۔

''شرم نہیں آتی آپ کو طغرل بھائی اس طرح کی فضول بات کرتے ہوئے؟ مجھے شوق بھی نہیں ہے اور یہ آپ کیا بکواس کر رہے ہیں؟'' وہ شدید غصے میں تمام ادب وآداب بھول گئی تھی۔

''سچ بات پر اسی طرح غصہ آتا ہے۔'' وہ اس کے غصے سے ذرا بھی مرعوب نہ ہوا تھا۔ جب کہ اس کی' کی گئی بات نے پری کے پتنگے لگا دیئے تھے۔ غصے اور جھنجلاہٹ سے اس کا بُرا حال تھا۔ کتنی گھٹیا سوچ تھی اس بندہ کی۔

''عادلہ بھی تو عائزہ سے بڑی ہے اس نے تو اس بات کو اپنی ناک کا مسئلہ نہیں بنایا' خوب شاپنگ کی ہے' خوب تیاریاں کی ہیں۔''

''جب میرے پاس سب کچھ ہے تو پھر میں کیوں پپا پر بوجھ ڈالوں؟ ان کو تو پارٹیز میں کہیں نہ کہیں جانا ہوتا ہے اس لیے ان کو شاپنگ کی ضرورت ہوتی ہے اور میں تو گھر میں ہی ہوتی ہوں۔'' اس غصے پر قابو پا کر اس کو تحمل سے سمجھانا ضروری سمجھا ورنہ وہ جانتی تھی طغرل اسی طرح سے اس پر الزام لگاتا رہے گا اور اس دن سے جب ہٹ میں اس نے بے وقوف بنانے کے لیے ایک فضول سا قصہ سنا کر اسے حقیقت کا رنگ دینے کی کوشش کی تھی اور وہ بات کسی طرح ماننے کی نہ تھی۔ وہ کسی خواب...... یا پھر نشے کی حالت کا شاخسانہ ہوسکتا تھا اور اس نے کہا تھا حقیقت سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اس وقت نشے میں ہوگا اور یہ بات اسے بہت بُری لگی تھی۔ وہ اس سے بات کرنا چھوڑ چکا تھا پھر آج اس نے بات کی بھی تو فضول اور بکواس!

''اچھا میں سمجھا کسی کمپلیکس کا شکار ہو رہی ہو تو میں تیار ہوں یہ قربانی دینے کے لیے۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر ذومعنی لہجے میں بولا۔

''کیا...... کیا کہا آپ نے......؟'' وہ غصے سے آگے بڑھی تھی فرش پر پانی پڑا ہوا تھا۔ وہ اپنا توازن نہ برقرار رکھ سکی اور پھسلتی ہوئی سیڑھیوں کی جانب گئی پھر فضا میں اس کی چیخ گونج اٹھی تھی' وہ لڑھکتی ہوئی نیچے جا رہی تھی۔

......☆☆☆......

دھم...... دھم...... دھڑام کی آوازیں بھی اس کی چیخوں میں شامل ہونے لگی تھیں۔ سیڑھیوں پر رکھے گملے بھی اس کے ساتھ گرنے لگے تھے۔ خاموش ماحول میں ایک بے ہنگم شور پھیل گیا تھا۔ طغرل غیر متوقع طور پر اس کے اس طرح پھسل جانے پر لمحے بھر کو ساکت رہ گیا تھا مگر پھر دوسرے ہی لمحے وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا اور اس کی کوشش تھی کسی طرح پری کو بچالے اور پری بہت تیزی سے نیچے کی طرف لڑھکتی جا رہی تھی۔ بالآخر وہ فرش پر ایک دھماکے سے گری اور ساتھ ٹوٹے پھوٹے گملے بھی اس پر آن پڑے۔

''الٰہی خیر! کیا ہو گیا میری بچی...... کس طرح گر گئیں؟'' طغرل جب اس کے پاس پہنچا' دادی جان بھی اسی لمحے تسبیح پڑھتی ہوئی وہاں گھبرائی ہوئی آئیں اور پری کی مخدوش حالت دیکھ کر وہ سخت حواس باختہ ہو گئی تھیں۔ جو اٹھ کر تو بیٹھ گئی تھی مگر ایک دم چکر آنے کے باعث کھڑی ہوتی ہوئی

دوبارہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

''ارے کیا ہوا میری بچی کو......؟'' وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

''چلیں دادو! ہم پری کو ڈاکٹر کے پاس لے چلتے ہیں۔'' طغرل اس وقت اپنی تمام شوخی و شرارت بھول کر بالکل سنجیدہ تھا۔

''ہاں...... ہاں چلو' نا جانے کہاں چوٹ لگی ہے۔ اوپر سے گری ہے آخر...... ہڈی پر نہ لگ گئی ہو۔ ڈاکٹر کے پاس جانا ہی ٹھیک ہے' چلو اٹھو میری بچی...... ہمت کرو۔'' دادی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے میں مدد دینی چاہی مگر اس وقت اس کا پورا وجود کسی پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا' آنکھوں تلے اندھیرا چھا رہا تھا۔ وہ دادی جان سے بھی زیادہ کمزور جسم کی مالک تھی لیکن اس وقت دادی اسے سہارا دینے میں ناکام رہی تھیں۔ بے بسی سے انہوں نے قریب کھڑے طغرل کو دیکھا جو خود صورت حال کو سمجھ رہا تھا مگر کچھ کہنے کی یا آگے بڑھ کر سہارا دینے کی ہمت یوں نہ کی تھی کہ پری کی طبیعت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے چھونے کا مطلب تھا' کسی نئے طوفان کا سامنا کرنا۔

''ارے! تم کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو؟ سہارا دے کر اٹھاؤ بچی کو...... وہ بالکل بے جان ہو رہی ہے اتنی اونچائی سے لڑھکتی ہوئی آئی ہے' موئے گملوں نے بچی پر گر کر رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔'' دادی جان اس وقت اس قدر ٹینشن میں تھیں کہ ان کو احساس ہی نہ ہوا تھا وہ اپنے چہیتے پوتے کو بری طرح ڈانٹ رہی ہیں۔ ان کی جھاڑ کھا کر طغرل بدحواس سا ہو کر آگے بڑھا تھا۔

''آپ فکر نہ کریں دادی جان! میں اٹھ جاؤں گی۔'' قریب آتے طغرل کو دیکھ کر پری نے کہا تھا حالانکہ اس تمام عرصے میں وہ ہر ممکن کوشش کے باوجود کھڑی نہ ہو سکی تھی۔

''سن لیا دادی جان آپ نے......؟'' اتنی تکلیف میں بھی اس کا گریز طغرل کو آگ بگولا کر گیا تھا۔ ''میں اس لیے آگے نہیں بڑھ رہا تھا کہ یہ خود کو بہت صاف ستھری اور دودھ سے دھلی ہوئی سمجھتی ہیں۔ میرے ہاتھ لگانے سے ان کو میلے ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔'' اس کی شرمندگی دور ہو گئی تھی۔

''ہائیں! تم کب سے ان لوگوں میں شمار ہونے لگے جن کے ہاتھ لگانے سے میلے ہونے کا خدشہ ہو جاتا ہے؟'' وہ حیرانی سے گویا ہوئیں۔

''ان سے ہی پوچھیے جن کی اس تکلیف میں بھی اکڑ ختم نہیں ہو رہی۔'' اس کے انداز میں سخت کبیدگی در آئی تھی۔

''دادی جان پلیز ان سے کہیں یہاں سے جائیں' کھڑے ہو کر میرا تماشا دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اٹھ جاؤں گی ابھی......'' نہ چاہنے کے باوجود آنسو اس کی پلکوں پر لرزنے لگے تھے۔

''واہ بھئی واہ! کر دی نا تم نے بھی وہی بے وقوفوں جیسی بات' کوئی تم سے ہمدردی کر رہا ہے اور تمہیں تماشا لگ رہا ہے؟ اگر طغرل تمہیں سہارا دے گا تو کون سی قیامت آ جائے گی؟ مجھ بوڑھی میں طاقت نہیں ہے۔'' وہ حسب عادت بھرے بادلوں کی طرح برسنے لگیں تو پری کو ناگواری سے ہی سہی مگر طغرل کے بازوؤں کا سہارا لینا پڑا تھا۔ کھڑے ہوتے وقت بڑی بہادری سے اس نے اپنی چیخوں کو گلے میں دبایا تھا' جسم کی ایک ایک ہڈی کراہ اٹھی تھی۔ طغرل کا بازو اس نے ہولے سے تھاما تھا مگر شدید تکلیف میں اس کو یہ احساس ہی نہ ہو سکا تھا کہ وہ اس کے بازو کے سہارے پر چل رہی ہے اور وہ بھی اس وقت اس کی تکلیف کا احساس کیے بے حد ہمدردی و خلوص سے اس کو سہارا دیئے ہوئے تھا اور ان کے ہمراہ چلتی ہوئی دادی کو دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی پری کو دیکھ کر یہ اطمینان ہوا تھا کہ وہ کسی فریکچر سے محفوظ رہی تھی۔

❁......☆......❁
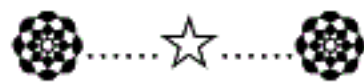
ہر سمت پھول ہی پھول تھے۔ فضائیں خوش بوؤں سے مہکی مہکی بوجھل تھیں۔ صفدر جمال نے پورے بنگلے کو پھولوں سے سجا کر منور کر دیا تھا۔ مثنیٰ گھر آ گئی تھیں اور اسی خوشی میں صفدر جمال نے ایک گیٹ ٹوگیدر پارٹی رکھی تھی' مہمانوں کی کثیر تعداد جس میں شریک تھی۔ صفدر جمال اور مثنیٰ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مہمانوں میں گھل مل گئے تھے۔ مثنیٰ پارلر سے تیار ہوئی تھیں' گولڈن اینڈ بلیک فینسی کام والی ساڑھی میں لائٹ میک اپ اور ڈائمنڈ جیولری میں وہ بے حد حسین دکھائی دے رہی تھیں۔ اپنی ہم عمر بیگمات میں بیٹھی عشرت جہاں بہت پیار سے بیٹی کے اس دلکش روپ کو دیکھ رہی تھیں۔ کل تک وہ کتنی اجڑی اجڑی' بکھری بکھری تھیں' پھول کی ان پتیوں کی طرح جو دھوپ کی سختی کے باعث بے رنگ ہونے لگتی

ہیں۔ آج وہ گل لالہ کی طرح لگ رہی تھیں خوش نما و خوش رو۔

صفدر جمال بھی ان کے ساتھ تھے۔ ڈنر سوٹ میں ملبوس بہت عمدہ ڈریسنگ تھی ان کی...... ان کو احساس تھا وہ ثنیٰ کے دل فریب حسن کے آگے بہت واجبی سے دکھائی دیتے تھے اور اپنے اس کمپلیکس سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ ہمیشہ بے حد نک سک سے تیار ہوتے تھے اور عام دنوں میں بھی اپنا بے حد خیال رکھتے تھے مگر......!

کبھی بھی وہ ثنیٰ کے جوڑ کے نہیں لگتے تھے۔ گندمی رنگت و عام سے نقوش......! اعلیٰ ملبوسات اور بہترین تیاری نے بظاہر ان کی شخصیت کو اعتماد دیا تھا۔ عشرت جہاں کی نگاہیں ان پر تھیں۔ وہ صفدر جمال کے بے حد اصرار پر اس پارٹی میں شرکت کرنے آئی تھیں۔ ثنیٰ کا ہنستا' مسکراتا چہرہ ان کے بے چین دل کو کچھ قرار دینے لگا تھا وگرنہ گزشتہ دنوں میں جو انہوں نے ثنیٰ کی حالت دیکھی تھی' اس حالت نے ان کے پچھتاووں بھرے دل میں اور زیادہ گھٹن پیدا کردی تھی۔ وہ جانتی تھیں کہ مرتے دم تک وہ اسی گھٹن کا شکار رہیں گی۔ کچھ خطائیں ایسی ہوتی ہیں جو زندگی میں فقط ایک بار ہی ہوتی ہیں مگر ان کی سزا تاحیات بھگتنی پڑتی ہے۔ معافی...... شرمندگی...... ندامت...... آنسو...... کچھ بھی تو کام نہیں آتا۔

''مسز عشرت! اتنے ٹھنڈے موسم میں آپ پسینہ پسینہ ہورہی ہیں؟'' ان کے ساتھ بیٹھی مسز راحت پریشان لہجے میں ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔ ''طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی......؟ میں ثنیٰ کو بلا کر لاتی ہوں۔''

''ارے نہیں! میں ٹھیک ہوں۔ کبھی کبھی ایسا ہوجاتا ہے میرے ساتھ......'' انہوں نے مسکرا کر مسز راحت کو تسلی کرائی تھی۔

❁......☆......❁

ایک گھنٹے بعد ہی ڈاکٹر نے مرہم پٹی کے بعد انجکشن لگا کر چھٹی دے دی تھی۔ کچھ میڈیسن بھی دی تھیں' کوئی فریکچر نہیں ہوا تھا مگر کچھ چوٹوں کے باعث درد بہت زیادہ تھا۔ سیڑھیوں پر رکھے بھاری بھرکم گملوں کے ٹکڑوں نے اس کے ہاتھ' پاؤں اور جسم پر خراشیں ڈالی تھیں۔ درد و تکلیف میں اس کی ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہوا تھا۔ وہ طغرل کے خیال سے اپنے آنسوؤں پر قابو کیے ہوئے تھی اور جانتی تھی' وہ جو ابھی دنیا بھر کی شرافت و ہمدردی چہرے پر سجائے اسے سہارا دے رہا تھا۔ کل کو ضرور اپنے انداز میں دکھائے گا۔ گھر سے اسپتال اور اسپتال سے گھر تک وہ اس کے سہارے کی بدولت راستہ طے کرسکی تھی' راستے میں میڈیسن کے علاوہ طغرل نے فروٹ اور جوسز کے ڈبے خرید لیے تھے۔ وہ گھر پہنچے تو صباحت بیگم انہیں راہداری میں ہی مل گئیں اور ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر جہاں طغرل کے دائیں بازو کا سہارا لیے پری بہت آہستگی سے چل رہی تھی' اس کا چہرہ شدتِ ضبط سے سرخ ہورہا تھا اور آنکھیں صباحت کی سرچ لائٹس کی طرح چمکتی آنکھوں کے باعث جھک گئی تھیں۔

''بہو! ذرا پری کے لیے دودھ میں ہلدی ڈال کر لانا اور ہاں! دودھ گرم کرنا پہلے' کوئی نیکی کام آ گئی ہے جو بچی کی ہڈیاں سلامت ہیں ورنہ اتنا اوپر سے گرنے کے بعد ایک آدھ ہڈی ٹوٹنی تو لازمی تھی۔'' ان کے پیچھے آنے والی اماں جان کہہ رہی تھیں۔ عادلہ اور عائزہ بھی کمروں سے نکل آئی تھیں۔ وہ بھی صباحت کی طرح حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں جو آگے اماں کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ حیرت' بے یقینی اور پھر عجیب سی آنچ عادلہ کی آنکھوں میں سلگنے لگی تھی۔ اماں جان نے ایک نظر ساکت کھڑی بہو پر ڈالی مگر وہ اس وقت پری کی تکلیف کے خیال سے اتنی ٹینشن میں تھیں کہ ان کے اس رویئے پر بھی غور نہ کرسکی تھیں جو اپنے اندر بہت سے معنی لیے ہوئے تھا۔

''مما! یہ...... یہ دیکھا آپ نے......؟ دیکھا! پری طغرل کے کتنے قریب تھی اور دادی جان کو دیکھیں ذرا! کتنی خراب ہیں دادی! ہماری ذرا ذرا سی بات ان کو بے حیائی و بے شرمی دکھائی دیتی ہے اور پری تو جیسے بالکل ہی دودھ پیتی بچی ہے۔ کتنے مزے سے وہ طغرل کے سہارے سے لگی چل رہی تھی۔'' عادلہ کا غم و غصے سے بُرا حال تھا وہ تو طغرل پر صرف اپنا حق سمجھتی تھی۔ صباحت کو کسی پل چین نہیں آرہا تھا۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی صبح سویرے انہوں نے پری کو طغرل کے ساتھ آتے دیکھا تھا اور وہ بڑی مشکل سے یقین کرپائی تھیں اور کوشش کے باوجود بھی یہ معلوم نہ کرسکی تھیں کہ وہ دونوں کہاں سے آئے تھے اور وہ پری کی دشمن بن گئی تھیں۔ آج وہ تینوں پارلر گئی ہوئی تھیں' وہاں سے واپسی پر گیٹ سے چوکیدار نے اطلاع دی کہ پری بی بی سیڑھیوں سے گر کر زخمی ہوگئی ہیں۔ طغرل صاحب اور دادی بیگم ان کو اسپتال لے کر گئی ہیں۔ انہیں پری کے گرنے کی تو کوئی فکر نہ ہوئی' فکر ہوئی تو اس بات کی کہ طغرل کیوں ساتھ گیا......؟ وہ جو پری کو کوئی اہمیت دینے کو تیار نہیں تھا ہر لمحہ اس کو نیچا دکھانے کی سعی میں لگا رہتا تھا' اب آہستہ

آہستہ پری کی طرف متوجہ ہو رہا تھا۔ جس کا مقصد تھا' اماں پری کے لیے خاموشی سے راہ ہموار کر رہی تھیں جو ان کو گوارا نہ تھا۔ وہ بے قراری سے وہیں ٹہلنے لگی تھیں۔

''آپ! یہ کیوں بھول رہی ہیں کہ طغرل بھائی بھی تو ان میں شامل ہیں۔ ان کی مرضی کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا' وہ خود انٹرسٹڈ ہو گئے ہیں پری میں......!'' خاموش کھڑی عائزہ نے بھی لب کشائی کی۔

''خاموش رہو عائزہ! تمہیں یہ کہنے سے پہلے کچھ سوچنا چاہیے کہ تم کس کے لیے انٹرسٹڈ کا جملہ استعمال کر رہی ہو؟'' عادلہ کسی انگارے کی مانند ایک دم بھڑکی تھی۔

''آپی! آپ کیوں غصہ ہو رہی ہیں؟ میں سچ تو کہہ رہی ہوں۔''

''اپنا سچ! اپنے پاس رکھو۔ آئی بڑی سچ و جھوٹ کا فیصلہ کرنے والی عقل مند! منگنی کیا ہو رہی ہے تمہاری' آسمان پر اڑنے لگی ہو۔''

''تو اور کیا میں تو اڑوں گی' چھوٹی ہونے کے باوجود مجھے پسند کیا گیا ہے' مجھے کم از کم آپ کی طرح پاپڑ بیلنے تو نہیں پڑیں گے۔'' عائزہ نے بڑی نخوت بھرے انداز میں جواب دیا۔

''چپ کرو' نا موقع دیکھتی ہو نا جگہ......بس چونچیں لڑانے بیٹھ جاتی ہو۔ جا کر پری کی طبیعت پوچھو ورنہ اماں جان ایک ہنگامہ کھڑا کر دیں گی' میں دودھ میں ہلدی ملا کر لا رہی ہوں۔'' دونوں کے تیور بگڑتے دیکھ کر صباحت کو مداخلت کرنی پڑی تھی۔

''مما! ہلدی کی جگہ زہر ملا کر دے دیں اس منحوس کو......''

''میرا بس چلتا تو عادلہ! کب کا دے دیتی مگر وہ اماں جان......'' صباحت دانت پیستی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ ان دونوں نے بھی دادی جان کے کمرے کی راہ لی تھی۔

پری بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی کمبل اوڑھے' دادی جان اس کے سرہانے بیٹھی تھیں اور طغرل کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ دونوں جا کر صوفے پر بیٹھ گئی تھیں کیونکہ اس وقت دادی جان پری کو ڈانٹ رہی تھیں۔

''تم کیا کرنے گئی تھیں اوپر......؟''

''پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہی تھی دادی! بہت دن ہو گئے تھے پودوں کی تراش خراش کیے ہوئے......میں نے سوچا آج کر لیتی ہوں' کل مہمان بھی آئیں گے تو اچھا لگے گا۔'' وہ دھیرے سے بولی۔

''مہمان بھی آئیں گے تو اچھا لگے گا' جیسے مہمان آ کر تمہارے پھولوں و پودوں کو ہی تو دیکھیں گے۔ ہزار بار سمجھایا ہے دونوں وقت مل رہے ہوں تو پیڑ پودوں کے قریب مت جایا کرو۔'' دادی غصے میں اس کی بات دہراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ ''عصر و مغرب کے درمیانی وقت میں نا معلوم کون کون سی مخلوق ظاہر ہوتی ہیں' کنواری بچیوں کو روگ بن کر لگ جاتی ہیں' اب دیکھ لو کل کا کام سر پر ہے اور تم زخمی ہو کر پڑ گئی ہو۔''

''آپ کیوں فکر کرتی ہیں دادی! کل کے انتظامات کا کام ان کا تھوڑی ہے۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو میں ویٹرس کا انتظام کروا دیتا ہوں۔'' طغرل نے کہا۔

''پاپا کہہ رہے تھے انہوں نے ویٹرس کا اہتمام کیا ہوا ہے پھر اس میں اتنا فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے دادی جان!'' عائزہ نے استفسار کیا۔

''تم گر کس طرح گئیں؟ حیرت ہے وہاں تو کوئی گرنے کی ایسی جگہ نہیں ہے۔'' عادلہ نے استہزائیہ انداز میں پری سے سوال کیا۔

ان کے سوالات کا سلسلہ جاری تھا جبھی صباحت دودھ میں ہلدی ملا کر لے آئیں اور گلاس لا کر پری کے بجائے اماں جان کو تھما دیا۔

''بہو! اتنی دیر تو شاید فرہاد نے بھی دودھ کی نہر کھودنے میں نہ لگائی ہو گی جتنی کچن سے دودھ گرم کر کے لانے میں تم نے لگائی ہے۔'' اماں حسب عادت جتانے سے باز نہ آئیں۔

''ہلدی ختم ہو گئی تھی وہ ملازم سے منگوائی تھی' اس کے لاتے ہی میں یہاں لے کر آئی ہوں۔'' طغرل کی موجودگی میں وہ بہت خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتی تھیں۔

''دادی جان!'' پری نے گلاس دیکھتے ہوئے منہ بنایا تھا۔ ''میں نے کہا تھا نا مجھ سے یہ دودھ نہیں پیا جائے گا۔''

''میں خود پلاؤں گی اپنے ہاتھوں سے...... دیکھتی ہوں کیسے نہیں پیا جائے گا۔ سردی کی چوٹ ہے یہ بہت فائدہ مند ہوگا تمہاری چوٹوں کے لیے۔ یہ دودھ تو تم کو پینا پڑے گا۔'' ان کو اس وقت صرف پری کی فکر تھی اور اتنی فکر تھی کہ کمرے میں بیٹھے نفوس کی بھی ان کو پروا نہ رہی تھی۔ طغرل بھی ان کے اس رویئے کو محسوس کر رہا تھا۔ مگر سمجھ رہا تھا کہ دادو پری کی تکلیف کے خیال سے بے چین و پریشان ہیں لیکن عادلہ اور صباحت کی نظروں کا محور وہ خود تھا۔ وہ بہت جانچتی ہوئی نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔

❁......☆......❁

کار ڈرائیو کرتے ہوئے اعوان نے ساتھ بیٹھی ماہ رخ کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر خوب صورت مسکراہٹ تھی' اس کی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کو روشن کر رکھا تھا۔ تراشیدہ بال ریشم کے لچھوں کی طرح چہرے اور شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ بہت دل فریب لگ رہی تھی۔ اعوان بہت آہستگی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

''ایک بات پوچھوں آپ سے اعوان!'' اس نے مسکرا کر اجازت طلب کی۔

''کیوں نہیں! آپ ابھی تک مجھے غیر سمجھ رہی ہیں؟ ہر بات سے پہلے اجازت غیروں سے لی جاتی ہے' دو ہفتے ہوگئے ہیں ہمیں ملتے ہوئے۔'' پھر ایک دم کچھ گھبرا کر گویا ہوا۔ ''میرا مطلب ہے...... آپ کو ڈراپ کرتے ہوئے اور آپ آج بھی پہلے کی ہی طرح اجنبی ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے ماہ رخ!''

''آپ کی یہ سوچ غلط ہے' اگر میں آپ کو اجنبی سمجھتی تو آپ کے ساتھ روز کیوں آتی؟'' ماہ رخ نے اطمینان سے کہا۔

''اجنبی نہیں سمجھتی ہیں تو پھر کیا سمجھتی ہیں؟'' اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ دھیمے سے گویا ہوا۔ ماہ رخ نے کئی لمحوں تک اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی تھیں۔ اس کی براؤن آنکھوں میں اسے اپنا ہی عکس نظر آ رہا تھا۔ وہ مسکرا کر نظریں جھکا گئی۔

''ارے' شرما گئیں! تمہارا ہی عکس ہے میری آنکھوں میں......'' اس کو نگاہیں جھکاتے دیکھ کر وہ شوخی سے گویا ہوا۔

''آنکھوں میں عکس ہونے سے کیا ہوتا ہے؟'' وہ آہستگی سے بولی۔ ''اصل عکس تو دل میں ہوتا ہے اعوان صاحب!''

''آنکھیں بھی تو دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔ ہمارے دل میں اترنے والی ایک خاص تصویر عکس بن کر آنکھوں میں اتر آتی ہے۔'' وہ جذباتی انداز میں بولا۔

''نامعلوم کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ!'' اس نے سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے رخ موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا دل خوشی سے بے قابو ہونے لگا تھا۔ بہت محتاط طریقے سے اس نے یہ گیم کھیلا تھا۔ وہ اعوان کو اسی راہ پر لانا چاہ رہی تھی جس پر وہ باآسانی چل پڑا تھا اور اس کے لہجے کی بے قراری و اضطراب ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام نہیں ہوئی ہے منزل قریب نہ سہی مگر دور بھی نہ رہی تھی۔

''ماہ رخ! آپ کو میری بات بُری لگی......؟'' اس کی خاموشی اور رخ پھیر کے بیٹھنے سے وہ بے حد متوحش ہو کر گویا ہوا تھا۔ وہ قصداً خاموش رہی۔

''پلیز! کچھ تو کہیں...... آپ کی خاموشی مجھے پریشان کر رہی ہے ماہ رخ!'' اس نے ڈرائیونگ مزید آہستہ کر دی' وہ سخت مضطرب ہو گیا تھا۔

''میں آپ کی ان باتوں سے کیا سمجھوں...... کیا کہوں؟'' اس نے ایک نگاہ اس کی طرف دیکھا پھر چہرہ جھکا کر گویا ہوئی۔

''آپ کیا سمجھ رہی ہیں' میں جو آپ کا ڈرائیور بنا ہوا ہوں تو یہ کسی انسانی ہمدردی یا محض اس خیال سے کہ آپ جویریہ کی بہت اچھی دوست ہیں؟ کیا اس دور میں کوئی ایسا کر سکتا ہے' کسی مطلب کے بغیر......؟ میں نے جویریہ کے لیے کبھی یہ ذمے داری قبول نہیں کی' وہ شوفر کے ہمراہ آتی جاتی ہے اگر میں یہاں آپ کے لیے آ رہا ہوں تو......''

''تو کیا مطلب ہے آپ کا! کیا غرض پوری کرنا چاہتے ہیں مجھ سے......؟'' وہ اس کی بات کاٹ کر حیران لہجے میں گویا ہوئی۔

''کوئی مطلب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی غرض۔'' اس نے اس کی مطلوبہ جگہ پر کار روکتے ہوئے جذباتی لہجے میں کہا تھا اور وہ جب اتر گئی تو دھیمے سے کہا۔

''مجھے تم سے محبت ہے' بے حد محبت!'' وہ کار تیزی سے آگے بڑھا لے گیا۔

❁......☆......❁
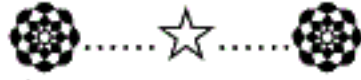
فیاض تھکے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تھے کہ لاؤنج میں طغرل سے ملاقات ہوگئی۔ پچھلے دنوں وہ بزنس اور صباحت کی فرمائشی رقم کے حصول اور پھر دیگر کاموں میں اتنے مصروف رہے تھے کہ اس سے بھی ملنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ اب وہ اس کو دیکھ کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔

''بہت مصروف رہنے لگے ہیں انکل! اس ویک اینڈ آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی آپ سائٹ پر آئے۔'' طغرل نے مسکراتے ہوئے شکایت کی۔

''کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے' مصروفیات بڑھ جاتی ہیں میری۔''

''میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں۔ تعمیراتی کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے فیکٹری کا' ان شاء اللہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا اور اس کے ہیڈ آپ ہوں گے' آپ پارٹنر شپ چھوڑ دیجیے۔''

''بیٹا! میں کس طرح اپنا بزنس چھوڑ سکتا ہوں؟ پھر پارٹنر شپ کے علاوہ عابدی سے میری بہت اچھی فرینڈ شپ ہے' دونوں ہی چھوڑنا میرے لیے ممکن نہیں ہے مگر جب بھی آپ کو میری مدد کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے کہیے گا' میں کبھی آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔'' فیاض اس کے شانے پر ہاتھ رکھے اپنے بے تکلف انداز میں اس سے کہہ رہے تھے اور دوسری طرف کھڑکی سے کان لگائے ان کی باتیں سنتی ہوئی صباحت جل بھن کر خاک ہوگئی تھیں پھر ان سے وہاں رکا نہیں گیا' غصے سے بھری وہ اپنے کمرے میں آ گئیں جہاں عادلہ جیولری پھیلائے بیٹھی تھی۔

''آپ کا موڈ کیوں آف ہے مما! اب کیا ہوا ہے؟'' عادلہ نے ماں کے بگڑے تیور دیکھ کر سوال کیا تھا۔ جواباً وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد گویا ہوئیں۔

''فیاض کبھی بھی اپنی خودداری کا قفل ہونٹوں سے نہیں کھولیں گے' خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ کتنے اچھے موقعے گنوا دیتے ہیں اور دکھ بھی نہیں ہوتا ان کو۔''

''کیا پھر طغرل نے پاپا کو کوئی آفر کی ہے؟'' وہ چونک کر گویا ہوئی۔

''ہاں...... لیکن فیاض نے صاف انکار کر دیا' بہت عزیز ہے ان کو عابدی صاحب کی دوستی اور اپنا بزنس جو صرف اب نقصان دے رہا ہے اور کچھ نہیں۔''

''آپ خود بات کیوں نہیں کر لیتی ہیں؟ پاپا کبھی بھی اپنی پریشانی کسی سے شیئر نہیں کریں گے' یہ بات تو پکی ہے۔ آپ ہی کچھ کریں تو اچھا ہے۔'' عادلہ نے ان کو مشورہ دیا۔

''یہ سب اتنا آسان ہوتا تو میں کب کی کر چکی ہوتی مگر یہاں بھی مسئلہ تمہارے باپ کی ناک کا ہے وہ پہلے ہی وارننگ دے چکے ہیں کہ ان کے بزنس کے متعلق بات بھائی جان' بھابی یا طغرل وغیرہ کو معلوم ہوئی تو میری اس گھر میں جگہ نہ رہے گی اور میں جانتی ہوں۔'' وہ آہ بھر کر گویا ہوئیں۔ ''فیاض نے اپنے دل میں نہ سہی' اپنے گھر میں تو جگہ دے رکھی ہے۔''

''آپ دکھی کیوں ہیں؟ پاپا کو پاپا کی مرضی پر چھوڑ دیں اور ویسے بھی وہ ہمیں کسی شے کی کمی ہونے نہیں دیتے ہیں' ہم اپنی زندگی اپنی مرضی اور مزے سے گزار رہے ہیں تو پھر ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔''

''بات تو تم بڑی سمجھ داری کی کر رہی ہو مگر میں آگے کی سوچتی ہوں' اگر فیاض کا کاروبار بالکل ہی ٹھپ ہو گیا تو پھر ہم کس طرح ایسی زندگی گزاریں گے؟ کم پیسوں میں ہم کبھی گزارا نہیں کر سکتے بھئی!'' وہ ایک جھرجھری سی لے کر گویا ہوئیں۔

''فکر مت کریں مما! اگر ایسا ہو بھی گیا تو پاپا ہم کو کوئی احساس نہیں ہونے دیں گے' وہ کسی نہ کسی طرح ہمیں پیسہ دیتے رہیں گے۔''

''میں جا کر ڈرائیور کو بیوٹیشن کو لینے بھیجتی ہوں' وہ آ کر عائزہ کے مہندی لگا دے گی' صبح تک رنگ خوب نکھر جائے گا مہندی کا۔'' بیٹی کی باتوں سے ان کو بہت تسکین ملی تھی۔ کچھ دیر پہلے کی چڑچڑاہٹ اور غصہ وہ بھول کر پھر سے خوش و مطمئن نظر آ رہی تھیں۔

''پاپا ابھی تک اپنے روم میں کیوں نہیں آئے؟''

''خبر مل گئی ہوگی لاڈلی بیٹی کے گرنے کی، وہیں ہوں گے اس کے پاس...... طغرل تو اتنی دیر بیٹھنے والا نہیں ہے۔'' وہ شدید بے زاری سے کہنے لگی تھیں' عادلہ نے ان سے کہا۔

''مما! طغرل پری میں دلچسپی لے رہا ہے۔ دیکھا تھا آج آپ نے کس طرح اس کو لے کر آیا تھا' کتنی محبت سے اس کو سہارا دیئے ہوئے تھا؟'' عادلہ تو گویا انگاروں پر لوٹ رہی تھی' اس کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

''ہاں' دیکھ رہی ہوں اس کو۔'' وہ سخت لہجے میں بولیں۔

''کوئی حل بھی تو بتائیں؟ کہیں ایسا نہ ہو پری اس کو جال میں پھنسا لے اور میں منہ دیکھتی رہ جاؤں اور اگر ایسا ہوا تو میں مرجاؤں گی۔'' اس کے انداز میں عجیب سی وحشت و سرکشی اُمڈ آئی تھی۔

''مریں تمہارے دشمن میری بچی! آئندہ ایسی بات مت کرنا' اپنی بچیوں کی وجہ سے تو میں زندہ ہوں۔'' انہوں نے عادلہ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

❁......☆......❁
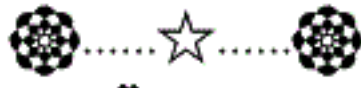
فیاض صاحب اندر داخل ہوئے تو اماں جان نماز کے بعد دعا مانگ رہی تھیں۔ شوز وہ پہلے ہی اتار چکے تھے' ان کے قریب وہ بیٹھ گئے سر جھکا کر۔ اماں جان نے یہ کمرا خصوصاً اپنی عبادت کے لیے اوّل روز سے ہی مختص کیا ہوا تھا۔ گھر کے دوسرے لوگ بھی اسی کمرے میں آ کر عبادت کیا کرتے تھے' یہاں آف وہائٹ کلر کے پردے تھے' کارپٹ پر وہائٹ چاندنی بچھی ہوئی تھی جس کے اطراف میں آف وہائٹ ہی گاؤ تکیے اور فلور کشنز رکھے ہوئے تھے اور سائیڈ میں اماں بی کی نماز کی چوکی تھی' اس سادہ سے کمرے میں نور ہی نور چمکتا تھا۔ یہاں ایک طمانیت بھری خاموشی تھی' دل کو سکون دینے والا سکوت تھا' فیاض صاحب کو معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ وہ کب بیٹھے بیٹھے ہی نیند کی وادی میں گم ہو گئے تھے۔ آنکھ کھلی تو ان کا سر اماں کی شفیق گود میں تھا۔ وہ دعائیں پڑھ کر ان پر پھونک رہی تھیں۔ فیاض صاحب شرمندہ سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔

''السّلام علیکم! مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا' کب آنکھ لگ گئی۔''

''وعلیکم السّلام! سارے دن کے تھکے ہوئے ہوتے ہو بیٹا! خود کو مشین بنا لیا ہے تم نے' کچھ اپنی صحت کے بارے میں بھی سوچو' دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہو میرے بچے!'' اماں جان کی نگاہوں سے ان کی محنت اوجھل نہ تھی' وہ جانتی تھیں اپنی عزت اور وقار کو قائم رکھنے کے لیے انہیں کتنی جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے' وہ کھانا کم اور فکریں زیادہ کھانے لگے تھے۔ اس بات کا احساس ان کو اور پری کو تھا۔ صباحت اور ان کی بیٹیاں تو جان کر بھی انجان بنی رہتی تھیں۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

''اماں جان! آپ کی دعائیں شامل حال ہیں اور جن کے ساتھ ماں کی دعائیں ہوتی ہیں وہ تمام مشکلات میں سرخرو ہو جاتے ہیں۔'' وہ احترام و محبت سے اماں کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئے۔ ''آپ میرے لیے دعائیں کرتی رہا کریں۔ اماں جان! آپ کی دعاؤں کی ہر لمحہ ضرورت ہے' بہت ضرورت ہے۔'' وہ آزردگی سے گویا ہوئے۔

''فیاض! کوئی بڑی پریشانی ہے کیا! بتا مجھے' کیوں اتنا پریشان ہے؟'' وہ ان کی آنکھ میں نمی دیکھ کر تڑپ سی اٹھی تھیں۔

''ارے اماں! آپ تو گھبرا گئیں...... میں تو یوں ہی کہہ رہا تھا' ایسی تو کوئی بات نہیں ہے جو آپ پریشان ہوں۔'' وہ مسکراتے ہوئے ان کو تسلی دینے لگے۔ اماں کی بوڑھی آنکھیں عینک کے پیچھے سے ان کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

غم...... تفکر...... اداسی...... بہت کچھ تھا ان آنکھوں...... وہ آنکھیں جو کبھی مسکراتی تھیں جو شخص کبھی بے حد شوخ و کھلنڈرا ہوا کرتا تھا' اب اس کو دیکھ کر محسوس ہی نہ ہوتا تھا وہ کبھی قہقہہ لگا کر ہنسا بھی ہوگا۔ محبت پا کر بھی انسان بدل جاتا ہے اور محبت کھو کر تو بالکل بدل جاتا ہے۔ اماں اندر ہی اندر ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی تھیں۔

''کیا ابھی سے بیٹی کی جدائی کا خیال پریشان کر رہا ہے فیاض! ابھی تو وہ رخصت نہیں ہو رہی ہے۔'' انہوں نے مسکرا کر ماحول کو بدلنا چاہا۔

''نہیں اماں جان! اس حقیقت کو تو میں تسلیم کر چکا ہوں کہ ان چڑیاؤں کو ایک دن بابل کا آنگن چھوڑ دینا ہے ہاں البتہ......'' وہ گہرا سانس لے کر ایک دم سے خاموش ہو گئے تھے۔ ''آپ کی خوشی اور حکم پر میں نے عائزہ کے لیے ہامی تو بھر لی ہے مگر مجھے لگتا ہے میں نے پری کے ساتھ اچھا نہیں کیا' اس کی حق تلفی کی ہے۔''

''یہ پہلے کی باتیں تھیں' اب وقت ہی بدل گیا ہے پھر سچ بات تو یہ ہے کہ لڑکیوں کے لیے اچھے بَر بڑی مشکل سے ملتے ہیں' اس لیے اب چھوٹا بڑا کوئی نہیں دیکھتا ہے صرف فرض ادا کرنے کی لگتی ہے۔''

''لیکن...... وہ کہیں یہ نہ سوچے اس کی ماں نہیں ہے تو کوئی اس کی کیئر کرنے والا نہیں ہے' اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے؟'' وہ دل کی بات زبان پر لے آئے تھے جو سینے پر بوجھ بنی ہوئی تھی۔

''نہیں...... نہیں...... وہ بچی ایسی نہیں ہے' بہت اعلیٰ سوچ اور بڑے دل کی مالک ہے وہ لڑکی! پھر تمہارا خون ہے وہ' بھلا کم ظرف کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کو تو اتنی خوشی ہے عائزہ کے رشتے کی' ملازماؤں کے ہوتے ہوئے بھی وہ گھر کی جھاڑ پونچھ میں لگی رہی ہے اگر اس کو خوشی نہیں ہوتی تو وہ کیوں کرتی سب' صفائی کرنے کے جنون میں ہی شام میں گر بھی گئی ہے وہ۔''

''گر گئی وہ...... مگر کہاں سے...... اس کے کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟'' وہ ایک دم مضطرب ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ''کہاں ہے وہ......'' وہ کہتے ہوئے اماں جان کے کمرے میں آئے تھے جہاں پری بے خبر سو رہی تھی اور سوتے ہوئے بھی چہرے پر درد کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ خاموش کھڑے اس کے چہرے کو دیکھتے رہے تھے۔

❁......☆......❁

''آپ میری زندگی میں کس کس طرح اپنی حکومت قائم کر بیٹھیں کہ مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا کہ میں آپ کے وجود کا اس گھر میں اس حد تک عادی ہو چکا ہوں۔ یہ مجھے آپ کی غیر موجودگی میں معلوم ہوا کہ میں' صفدر جمال آپ کی موجودگی کا اسی طرح عادی ہو گیا ہوں' جیسے دل سے دھڑکن مانوس ہوتی ہے' جس طرح چاند سے چاندنی وابستہ ہوتی ہے اور جس طرح پھول سے خوش بُو وابستہ رہتی ہے' اسی طرح میں بھی آپ کے بغیر ادھورا اور نامکمل تھا۔'' بیڈروم کی نیلگوں روشنی میں صفدر جمال اپنے دل کی حکایتیں بیان کر رہے تھے۔ ''آج میں اقرار کر رہا ہوں مثنیٰ! صفدر جمال دنیا کے تمام رشتوں کے بغیر جی سکتا ہے مگر آپ کے بغیر زندگی' زندگی نہیں لگتی ہے۔''

''اچھا......!'' مثنیٰ دھیرے سے مسکرا دی۔

''آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا نا!'' وہ بے اختیار لہجے میں بولے۔

''صفدر! کیا ہو گیا ہے آپ کو...... کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں؟''

''آپ کو میری محبت کی شدتوں کا احساس نہیں ہے' میں اپنی سچی محبت کا یقین دلانا چاہتا ہوں' آپ جو کہیں گی وہ میں کر کے دکھاؤں گا۔'' مثنیٰ کی چند روزہ جدائی نے ان کو بہت جذباتی و حساس بنا دیا تھا۔ مثنیٰ نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا۔

''میں آپ کے ساتھ ہوں' آپ کے پاس ہوں' اس سے زیادہ اور ہماری محبت کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے صفدر! جو عورت اگر اپنے شوہر کے ساتھ رہنا نہ چاہے تو کوئی زبردستی اس کو روک نہیں سکتا ہے۔''

''پچھلے دنوں جو آپ کا رویہ بے رخی اور نفرت میں نے دیکھی تھی' آپ مجھ سے بات کرنے میں میری صورت دیکھنے کی روادار نہ تھیں' ان دنوں احساس ہوا مجھے اگر خدانخواستہ تم ایسا ہی رویہ میرے ساتھ رکھتیں تو میں......''

''اب چھوڑیں ان باتوں کو' کیوں آپ یاد کر کے ڈسٹرب ہوتے ہیں؟'' مثنیٰ نے مسکرا کر ٹالنا چاہا۔

''یقین کرو' میں ابھی تک ڈرا ہوا ہوں' اگلی بار کبھی مجھ سے اس طرح خفا مت ہونا ڈیئر! ورنہ زندگی کے معنی ہی بدل کر رہ جائیں گے۔'' صفدر جمال کا لہجہ محبت میں چُور خاموشی سا ہو گیا تھا۔

''آپ بھی کبھی میرے اعتماد و بھروسے کو متزلزل کرنے کی سعی نہ کیجیے گا۔ خواہ بات کیسی بھی ہو' معاملہ کوئی بھی ہو۔ میں کمزور عورت نہیں ہوں اور نا

ہی میرے اعصاب کمزور ہوئے ہیں' جب میں خوشیوں میں آپ کے ساتھ ساتھ ہوتی ہوں تو دکھ وآزمائش کی گھڑی میں کس طرح آپ کو تنہا چھوڑ سکتی ہوں؟ آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا تھا کہ اتنی بڑی پریشانی مجھ سے چھپا کر آپ خود سب برداشت کرتے رہیں گے؟ میں آپ کے دکھ وسکھ کی ساتھی ہوں صفدر!'' انہوں نے کہتے ہوئے ان کے شانے سے سر ٹکا دیا تھا۔

''شکریہ مائی ڈیئر! میں تو بہت خوش ہوں آج' آپ کے منہ سے یہ اقرار محبت سننے کے لیے کتنے عرصے ترستا رہا ہوں میں۔'' شدت جذبات سے ان کی آواز کانپ رہی تھی۔

''آپ نے سعود کے متعلق کیا سوچا ہے؟ وہ اب شادی شدہ ہے اور اس ماہ میں اس کی تعلیم بھی مکمل ہوجائے گی پھر وہ واپس آئے گا نا پاکستان؟'' وہ اب سنجیدگی سے کہہ رہی تھیں۔

''یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے' میں اس کی مرضی میں دخل دینے کا فیصلہ نہ کرنے کا ارادہ کرچکا ہوں' اس نے خودکشی کرکے ہمارے اعتماد وحق کو جھٹلایا ہے' اس کی سزا یہی ہوگی کہ جو کرنا چاہے' کرے۔ ہم اس کی صرف مالی امداد کرسکتے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ اور نہیں۔''

''درست فیصلہ ہے آپ کا اور اس میں' میں بھی آپ کا ساتھ دوں گی کیونکہ کسی بھی اولاد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی ناجائز خواہشوں کے لیے والدین کو اس طرح اذیت دے۔''

دوسرے دن ''فیاض ولا'' میں خوب گہما گہمی تھی۔

دعوت رات کی تھی مگر صباحت بیگم نے صبح سے پورا گھر گویا سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ ملازماؤں کی شامت نے بے چاریوں کو بوکھلایا ہوا تھا۔ خود صباحت بھی بوکھلاہٹ وپریشانی کا شکار تھیں' ان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کس ترتیب سے کام کروائیں جو ہر کام وقت پر ہوجائے' اماں جان نے کوشش بھی کی کہ وہ ان کی مدد کروائیں مگر وہ ایک شاطر اور کینہ پرور عورت تھیں جو کسی بھی حال میں نہیں چاہتیں کہ کل کو فیاض یا اماں ہی یہ جتائیں کہ پری کے بیمار پڑنے پر وہ تمام انتظامات نہ سنبھال سکیں۔ پری کو رات کے نامعلوم کس پہر تیز بخار چڑھ گیا تھا اور صبح تک وہ بخار میں جل رہی تھی۔ اماں نے صبح ہی ڈاکٹر کو بلا کر چیک اپ کروایا تھا جس کی میڈیسن سے ٹمپریچر کم تو ہوا تھا لیکن مکمل ختم نہیں ہوا تھا اور وہ بے سدھ پڑی تھی۔ پہلی بار پری کی تمام ذمے داری صباحت پر آئی تھی اور وہ جو ہمیشہ اس کی محنت پر اپنے نام کی مہر لگایا کرتی تھیں' اب محسوس کررہی تھیں کہ گھر کی ذمے داریاں کتنی تھکا دینے والی ہوتی ہیں اور کتنی ذہانت وسلیقہ مندی سے ان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے یہ سب سمجھنے کے باوجود وہ پری سے محبت محسوس نہ کررہی تھیں کہ کتنے جھنجٹوں سے اس نے ان کی جان چھڑا رکھی ہے اور اس احساس کے بجائے وہ اس کو کوس رہی تھیں۔

''مما! میری میچنگ کی سینڈل نہیں مل رہی ہے اور میری جیولری یاد سے ضرور رکھیے گا بیگ میں۔ کہیں پارلر جا کر خوار نا ہونا پڑجائے۔'' عادلہ اور عائزہ ساتھ وہاں آئی تھیں اور ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔ صباحت جو پہلے ہی گھریلو معاملات سنبھال نہ پارہی تھیں' ان کی باتوں پر غصے سے گویا ہوئیں۔

''تم میرے ساتھ گھر میں تو کیا مدد کرواؤ گی' الٹے اپنے کام بھی جان پر ہی ڈال رہی ہو؟ اب ایسی بھی کیا کاہلی کہ اپنا سامان بھی تم دونوں سنبھال کر نہیں رکھ سکتی ہو' حد کرتی ہو۔''

''عائزہ کو تو آپ نے دلہن ہی بنا دیا ہے' یہ تو اپنے ہاتھ سے کھاتے ہوئے بھی ہم پر احسان عظیم کررہی ہے' کام تو یہ کیا کرے گی۔'' عادلہ عائزہ کو گھورتے ہوئے کہہ اٹھی تھی۔

''تم تو بس جلتی ہی رہو مجھ سے اور کر بھی کیا سکتی ہو؟'' عائزہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں اور تم سے جلوں گی۔'' عادلہ نتھنے پھلاتی اس کے مقابل آن کھڑی ہوئی۔ ''تم میں کون سے سرخاب کے پَر لگ گئے ہیں جو میں تم سے جل رہی ہوں؟ تمہاری منگنی کیا ہورہی ہے پاگل ہی ہوگئی ہو مارے خوشی کے......''

''شرم کرو عائزہ! عادلہ بڑی ہے تم سے' کیا تم تم کرکے بات کررہی ہو؟ اور عادلہ! تم بھی کیوں اس قدر بدمزاجی کا مظاہرہ کرنے لگی ہو؟'' ہمیشہ

کی طرح انہیں ان دونوں کے درمیان مداخلت کرنی پڑی تھی۔

''مما! غلطی آپ کی ہے' پاپا کہہ بھی رہے تھے پہلے بڑوں کا نمبر ہوتا ہے' بعد میں چھوٹوں کی باری آتی ہے اور آپ اپنی ضد پر اڑی رہیں' دادی جان بھی آپ کی وجہ سے اس کی منگنی کرنے پر راضی ہوئی ہیں ورنہ مجھے معلوم ہے وہ کبھی ایسا نہیں ہونے دیتیں اور نا ہی اس کو اترانے کا موقع ملتا۔''

صباحت نے غور سے بیٹی کا چہرہ دیکھا تھا جہاں حسد وملال' غصہ وتنفر واضح تھا کہ وہ عائزہ کی ہونے والی منگنی سے خوش نہیں ہے۔

''عائزہ! جاکر پہلے اپنا سامان بیگ میں رکھو اور دیکھنا کچھ رہ نہ جائے اگر کچھ رہ گیا تو مسئلہ ہوجائے گا' یہاں کوئی ہوگا بھی نہیں جو دے آئے۔''

عائزہ نے ماں کے سنجیدہ موڈ کو دیکھ کر چپ چاپ جانے میں عافیت جانی اور وہ چلی گئی تو وہ منہ پھلائے کھڑی عادلہ کے پاس آ کر گویا ہوئیں۔

''مجھے تم سے یہ توقع نہ تھی کہ تم اس بات کا سوگ مناؤ گی کہ تم سے پہلے عائزہ کا رشتہ پکا ہو رہا ہے ورنہ یہ واویلا تو پری کا حق بنتا ہے۔ ایک سال بڑی ہے تم سے۔ اس کے انداز سے تو کسی طرح بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ کسی کمپلیکس کا شکار ہو رہی ہے تمہاری طرح...... اور یہ میری نہیں بھابی جان کی خواہش ہے کہ انہوں نے تمہارے لیے نہیں بلکہ عائزہ کے لیے رشتہ کا کہا اور میں ایسے بہترین پر پوزل کو تمہارے بڑے ہونے کے خیال سے رد نہیں کرسکتی تھی۔''

''چھوڑیں مما! جب آپ کو ہی احساس نہیں ہے تو پھر عائزہ کو کیا ہوگا؟''

''او میری جان! تم کیوں ناراض ہوتی ہو؟'' انہوں نے منہ پھلائے ہوئے کھڑی عادلہ کو گلے لگاتے ہوئے پیار سے کہا تھا۔

''تمہاری بہن کی پہلی خوشی ہے' خوشی خوشی استقبال کرو اس خوشی کا' مجھے امید ہے بہت جلد تمہارے حصے میں بھی ایسی خوشیاں آنے والی ہیں۔''

''سچ مما! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں نا!'' وہ مسکرا اٹھی تھی۔

''ہاں! میں نے کبھی غلط کہا ہے جو اب کہوں گی بھلا!''

''مگر مما! آپ جانتی ہیں میں طغرل سے محبت کرتی ہوں اور وہ ہے کہ میری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا' جب دیکھو سویٹ سسٹر' ڈیئر سسٹر پکارتا رہتا ہے۔'' وہ ان کے شانے سے لگ کر گویا ہوئی۔

''پروامت کرو' پہلے فیاض بھی مجھے اسی طرح پکارتے تھے اور دیکھ لو آج میں ان کے بچوں کی ماں اور اس گھر کی مالکن بنی بیٹھی ہوں۔''

''مگر آپ یہ کیوں بھول رہی ہیں مما! پاپا کو کھو کر آپ نے پایا ہے۔''

''اور تم طغرل کو کھونے مت دینا کیونکہ کھویا ہوا آدمی جب عورت کی زندگی میں آتا ہے تو وہ ادھورا ہوتا ہے' کسی ایسی عمارت کی مانند جس کے کچھ خاص حصے منہدم ہوکر گر جائیں اور پھر جڑ نہ پائیں وقت کی حرارت ان کو ریزہ ریزہ کرکے خاک بنا کر اڑا دے۔''

''اوہ مما! آپ مجھے کہہ رہی ہیں خوش رہنے کے لیے اور خود اداس ہو رہی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں میں طغرل کو کھونے نہیں دوں گی' چلیں آئیں میرے ساتھ' میں عائزہ سے بھی سوری کہہ دوں۔ غصے میں بہت کچھ میں اس کو بھی کہہ چکی ہوں' جو مجھے کہنا نہیں چاہیے تھا۔''

''شکر ہے تم نے بھی کچھ عقل مندی کا مظاہرہ کیا' ورنہ میں سمجھ رہی تھی ہم آپس میں الجھتے رہے تو اس سے ہمارے دشمنوں کو فائدہ ہوجائے گا' ویسے بھی دشمنوں کو شکست دینے کے لیے ہمارا ایک ہونا بہت ضروری ہے اور تم کو عائزہ سے جھگڑنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے' عائزہ بہت ذہین و فطین لڑکی ہے جو تمہیں خوب گائیڈ کرے گی۔''

❁......☆......❁
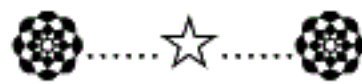
چلو ہم بھی وہاں جائیں
جہاں اک چاند اپنی چاندنی سے پیار کرتا ہے
جہاں جگنو چمکتے ہیں
جہاں شمع پر منڈلاتے ہوئے بے تاب پروانے
سلگ کر خاک میں ملتے نہیں ہیں' زندہ رہتے ہیں

چلو اس اور چلتے ہیں

جہاں اک مور اپنی مورنی کے ساتھ رقصاں ہے

جہاں پر دور تا حدِ نظر پھولوں کی وادی ہے

ہم اس گاؤں میں ٹھہریں گے

جہاں لوگوں کے میلے ہیں

دنیا کے جھمیلے میں کوئی بھی گم نہیں ہوتا

چلو ہم بھی وہاں جائیں

تمام زیست بتا آئیں

کار دھول اڑاتی کب کی نگاہوں سے غائب ہو چکی تھی۔ وہ سکتے کی کیفیت میں کھڑی تھی۔ خواہشوں کی رنگین تتلیاں جو کبھی افق کے اس پار اڑتی نظر آتی تھیں، ایک دم ہی اسے قریب، بہت قریب دکھائی دینے لگی تھیں۔ ان کے دلکش رنگ اس کو اپنے آس پاس بکھرے دکھائی دینے لگے تھے، ان کے وجود سے نکلتی روشنیوں سے اس کی آنکھیں چندھیانے لگی تھیں، اس نے آنکھیں بند کیں تو ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

''کی گل اے کڑیئے؟'' ایک آدمی نے جو کئی لمحوں سے اس کو اس طرح کھڑے دیکھ رہا تھا، آگے بڑھ کر کر خفگی سے پوچھا۔

''کوئی......کوئی بات نہیں ہے بابا جی!'' اس نے اجنبی آواز پر آنکھیں کھول کر دیکھا تھا، قمیص شلوار میں ملبوس سر پر پگڑی باندھے وہ باریش شخص بہت تفکر بھرے انداز میں اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ جواب دے کر تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گئی تھی اور خود کو ملامت کر رہی تھی کہ اس نے خوابوں میں گم ہونے سے قبل یہ بھی نہ دیکھا کہ اسٹاپ پر کھڑی ہے۔ موسم میں تو بہت حبس تھا، گرمی عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔

مگر کچھ موسم ایسے ہوتے ہیں جو دل کی خوشی سے مشروط ہوتے ہیں پھر آج اس کے دل پر محبت کا موسم تھا۔

خواہشوں کا موسم تھا

ارمانوں کا موسم تھا

مسکراہٹ از خود اس کے ہونٹوں پر کسی شوخ کلی کی مانند کھل اٹھی تھی۔ یہ علاقہ اس کے گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ پہلے کچھ بھینسوں کے باڑے آئے تھے، باڑوں سے چند گز کے فاصلے پر ایک ندی بہتی تھی، اس ندی کے گدلے پانی میں سارے دن بیٹھی بھینیس ندی کا ہی حصہ محسوس ہوتی تھیں۔ باڑوں سے ملحق گوالوں کے کچے پکے گھر بنے ہوئے تھے، جہاں باہر پلنگ ڈالے مرد تاش کھیلنے میں مگن رہتے تھے پھر شام میں وہاں لوگوں کی لائنیں لگ جایا کرتی تھیں جو آس پاس کی آبادی سے تازہ اور خالص دودھ خریدنے آتے تھے۔ ایک چھپر کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اس نے جلدی سے اپنے بکھرے بال سمیٹے ہونٹوں سے لپ اسٹک رگڑ ڈالی اور چادر اچھی طرح اوڑھ کر آگے بڑھی تھی جب اس کی نگاہ ایک عورت پر پڑی تھی جو بالٹی میں پانی بھر کر اس طرف لے جا رہی تھی جہاں ندی سے نکلنے کے بعد بھینسوں کو چارہ ڈالا جا رہا تھا اور اسی دوران ہی دودھ نکالنے کا کام شروع کیا جاتا تھا۔ گوالے بہت چالاکی سے پہلے ہی بالٹی میں پانی بھر کر اس میں دودھ نکالتے تھے، لوگ تھوڑے فاصلے پر ہونے کے باعث بالٹی میں پانی تو نہ دیکھ پاتے تھے بس ان کی آنکھوں کے سامنے بالٹی میں گرتی دودھ کی دھاریں ہوتی تھیں جو جھاگ سے لبالب ہوتی تھیں اور لوگ وہ خالص و تازہ دودھ خریدنے شوق سے آتے تھے۔ اس نے کتنی بار وہاں سے گزرتے ہوئے ایسے مناظر دیکھے تھے اور مسکرا کر رہ جاتی تھی اب وہ کس کس کو بتاتی اور کیوں بتاتی کہ وہ دودھ تازہ ضرور ہے مگر خالص نہیں۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو امی اور چچی کپڑے دھونے میں مصروف تھیں۔ آنگن میں بندھی ڈوریوں پر کپڑے سوکھ رہے تھے اور گھر میں قدم رکھتے ہی اس کی خوشیوں کے رنگ سے چمکتی خواہشوں کی تتلیاں غائب ہو گئی تھیں۔ اب ہر سو جلتے ارمانوں کی ریت تھی جو اس کی آنکھوں میں چبھنے لگی تھی۔

''ارے ماہ رخ! وہاں کیوں رک گئی بیٹی!'' ثریا کی نگاہ اس پر پڑی۔

''کتنی بار کہا ہے میرے آنے سے پہلے یہ دھوبی گھاٹ بند کر دیا کریں' مجھے الجھن ہوتی ہے۔ سارے دن کالج میں دماغ کھپاؤ' بسوں کے دھکے کھاؤ پھر دو میل پیدل چل کر گھر تک آؤ تو یہ سب دیکھ کر تھکن بڑھ جاتی ہے میری۔'' وہ پاؤں پٹختی ہوئی اندر کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

''کیوں دل جلاتی ہو اپنا' ہم تو پہلے ہی کپڑے دھو کر فارغ ہو جاتے اگر خالہ غفوران ملنے نہ آ جاتیں تو...... ان کی وجہ سے دیر ہو گئی ہے اور بس ابھی کچھ دیر میں ہی فارغ ہو جاتے ہیں۔'' ثریا تیز تیز ہاتھ چلاتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔

''بہت ہو گیا ثریا! زیادہ اس لڑکی کے ناز نخرے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حد ہوتی ہے برداشت کی بھی...... بدبخت' ہمارے کام میں مدد تو کیا کروائے گی' الٹا ہمیں ہی باتیں سنا رہی ہے۔'' فاطمہ کو اس کی ہٹ دھرمی و بے نیازی سخت ناپسند تھی۔ اس وقت بھی بیٹی کو بدمزاجی کا مظاہرہ کرتے دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا تھا۔

''ارے جانے بھی دیں آپا! ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے وہ بھی' ایک تو کالج یہاں سے کوسوں دور ہے پھر بسوں کی سواری الگ کوفت میں مبتلا کر دیتی ہے اور ہمارے گھر سے اسٹاپ بھی بہت دور پڑتا ہے' پڑھائی میں علیحدہ بچی کو مغز ماری کرنی پڑتی ہے' اگر گھر آ کر بھی سکون نہ ملے تو وہ بچی اسی طرح پریشان ہو گی نا!'' ثریا کے لہجے میں اس کے لیے محبت شدت سے عیاں تھی۔

''اس کے دماغ دن بدن آسمان پر رہنے لگے ہیں' اپنے آپ کو مہارانی سمجھنے لگی ہے وہ' مجھے ڈر لگنے لگا ہے اس کی اڑان سے ثریا! ایک جست میں ہی اوپر آسمان کی بلندی کو چھونے کی کوشش میں پر بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور وجود بھی۔'' فاطمہ نلکے کے نیچے کپڑوں کا پانی نکال کر نچوڑتے ہوئے آزردگی سے کہہ رہی تھیں۔

''آپا! سوچوں کی اڑان تو بلند ہی رکھنی چاہیے۔'' ثریا نے کپڑوں کا ٹب سکھانے کی غرض سے اٹھاتے ہوئے جٹھانی کو تسلی دی تھی۔

فاطمہ اور ثریا نے مل کر فٹافٹ کپڑے دھونے کے بعد پورے گھر کی صفائی کر ڈالی تھی۔ ماہ رخ جو کمرے میں جا کر سو گئی تھی' جب سو کر اٹھی تو سرمئی فرش آئینے کی طرح چمک رہا تھا' کپڑے بھی آدھے سے زیادہ سوکھ چکے تھے اور تہہ کر کے رکھے جا چکے تھے۔ دور آنگن کے دوسرے سرے پر صرف رسّی پر موٹی والی چادریں سوکھ رہی تھیں۔ چائے کی سوندھی خوش بُو فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔

اس نے دیکھا ماں اور چچی کچن میں کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔

''اف! صبح گھر کے کام سے فارغ ہو کر کپڑے دھونے بیٹھ گئی ہوں گی پھر اس دوران مہمان داری بھی کی پھر کپڑے دھو کر صفائی کی اور اب رات کے کھانے کی تیاریوں میں لگی ہوئی ہیں مگر چہرے پر تھکن ہے نا کوئی بے زاری......!'' واش بیسن کے آئینے سے وہ کچن کا منظر دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ وہ تھکتی کیوں نہیں ہیں۔

''رخ! ذرا یہ چائے تو گلفام کو دے دینا جا کر......'' ثریا نے آواز دی تھی۔

''تم لو گی چائے؟'' اس کو مگ تھماتے ہوئے استفسار کرنے لگیں۔

''میں چائے کہاں پیتی ہوں اور اس وقت تو بالکل موڈ نہیں ہو رہا ہے۔''

وہ چائے لے کر گلفام کے کمرے میں آ گئی' گلفام کہیں جانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔ سفید شلوار سوٹ میں اس کی سیاہ رنگت نمایاں ہو رہی تھی' اپنے کمرے میں ماہ رخ کو دیکھ کر وہ کھل اٹھا' اس کی سیاہ بھنورا آنکھوں میں چاہت کے دیپ جل اٹھے تھے۔

''اوہ آج تو چاند میرے کمرے میں ہی طلوع ہو گیا ہے' مقدر چمک اٹھے ہیں میرے تو...... بڑی خوش نظر آ رہی ہو' کیا بات ہے بھئی!''

'اپنی چائے پکڑو' سیاہ فام! مجھ سے زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کرنا۔'' اس کو چائے کا مگ دیتے ہوئے وہ اٹھلا کر بولی تھی۔

''تم سے فری کون ہو رہا ہے' میں تو خوش ہو رہا ہوں' آج بہت دنوں بعد تمہیں خوش دیکھا ہے اس لیے...... میں تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔'' وہ چاہت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

''سنو! ایک کام تھا تم سے...... پہلے وعدہ کرو کسی کو نہیں بتاؤ گے؟'' وہ کچھ جھک کر رازدارانہ لہجے میں گویا ہوئی۔

''اس سے پہلے کبھی کسی کو بتایا ہے جو اب بتاؤں گا؟ چلو پھر بھی وعدہ کرتا ہوں۔''

''مجھے اپنی دوست کے ہاں پارٹی میں جانا ہے اور امی کبھی بھی اجازت نہیں دیں گی' تم ان سے کہنا تمہارے دوست کی بہن کی شادی ہے جس میں تم مجھ کو لے جانا چاہتے ہو۔'' وہ جس کے لیے آئی تھی اس نے وہ مدعا بیان کر دیا تھا۔

''لیکن میرے دوست کی کسی بھی بہن کی شادی نہیں ہے اور اگر ہوگی بھی تو وہ تو سب کو یعنی سب گھر والوں کو بلائیں گے صرف تم کو کیوں بلائیں گے؟'' وہ حسب عادت سادگی سے نا سمجھنے والے انداز میں بولا تھا۔

''ارے بدھو! تو میں کب کہہ رہی ہوں سچ مچ تمہارے دوست کی بہن کی شادی ہو رہی ہے۔ پہلے میری بات سمجھ تو لو میں کہہ کیا کر رہی ہوں' بے وقوف!'' اس نے جھنجلاتے ہوئے دوبارہ پوری بات دہرائی تھی۔

''اوہ! اس کا مطلب ہے مجھے جھوٹ بولنا پڑے گا' یہ بات تو اچھی نہیں۔'' اس کی بات سمجھ کر وہ چائے پیتے ہوئے گویا ہوا۔

''میری خاطر تم ذرا سا جھوٹ نہیں بول سکتے کیا!'' وہ گداز لہجے میں بولی۔

''بات جھوٹ کی ہے اور ماں باپ کے یقین کو خراب کرنے کی بھی ہے رخ! تم ڈرو نہیں' میں خود تائی جان سے اجازت لے لوں گا' یہ میرا وعدہ ہے۔''

''اگر انہوں نے ساتھ جانے یا کسی اور کو ساتھ بھیجنے کی بات کی تو میں نہیں جاؤں گی' وہاں بڑے بڑے امیر لوگ آئیں گے کوئی ساتھ گیا تو بے عزتی ہو جائے گی' سیاہ فام! میں نے سب کو بتا رکھا ہے' میں بہت امیر خاندان کی بیٹی ہوں۔''

''فکر مت کرو' میں سب سنبھال لوں گا تمہیں جھوٹ بھی بولنا نہیں پڑے گا اور کام بھی ہو جائے گا۔'' اس نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

❁......☆......❁

سارے دن ہی وہ غنودگی میں رہی تھی' اب نامعلوم ڈاکٹر کی دی گئی خواب آور دوائیوں کا اثر تھا یا جسم میں ہونے والے درد کی ٹیسوں کا کہ وہ سوتی جاگتی کیفیت کا شکار ہو رہی تھی۔ اس دوران اس نے محسوس کیا تھا کئی لوگوں کی کمرے میں آمد رہی تھی مگر وہ غنودہ کیفیت کے باعث آنکھیں نہ کھول سکی تھی۔ جب وہ پوری طرح ہوش میں آئی تو دادی جان اس پر دم کر رہی تھیں۔ پستئی چکن کے سوٹ میں ملبوس دادی نے کانوں میں جڑاؤ بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔ کانوں کے گرد ہی موتیا کے پھول کی بالیاں بھی لٹکی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں میں طلائی کنگن تھے' ان کی تیاری گواہ تھی کہ تقریب ہو رہی ہے۔ اس نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ان سے کہا تھا۔

''دادی جان! تقریب شروع ہوگئی؟'' وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

''تقریب ختم بھی ہوگئی اور عائزہ کے سسرال والے چلے بھی گئے۔'' وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی تھیں اور وہ حیرت زدہ ہو رہی تھی۔

''اوہ میں اتنا سوئی ہوں آج؟ تقریب بھی ختم ہوگئی اور مجھے پتا ہی نہیں چلا۔ میں اتنی گہری نیند کی تو عادی نہیں ہوں۔''

''تم اتنی دکھی کیوں ہو رہی ہو میری بچی! پوری تقریب میں کسی کو تمہارا خیال نہیں آیا کہ تم موجود نہیں ہو۔ ہاں' فیاض بے چینی سے تمہارے پاس کئی چکر لگا کر گیا۔ وہ پریشان ہے' باپ ہے نا اس لیے صباحت کی نظروں میں تم ملازمہ سے بھی بدتر ہو۔ میں جانتی تھی' اتنی تکلیف کے باوجود تم بخار کم ہونے پر سکون سے نہ لیٹو گی اور کام میں لگ جاؤ گی' اس احسان فراموش کی خدمتوں میں' اس لیے ڈاکٹر کی اجازت سے میں نے تم کو نیند کی گولی زیادہ دے دی تھی اور سارے دن صباحت کا تماشا دیکھتی رہی تھی۔''

''دادی جان! کیا سوچ رہی ہوں گی عائزہ اور مما کہ میں ان کی خوشیوں میں شریک بھی نہیں ہوئی ہوں' سارا دن سونے میں گزار دیا؟'' وہ روہانسی ہوئی۔

''ارے بس بس رہنے دو' کیوں زبان کھلواتی ہو ساری رات بخار میں آگ کی مانند جلتی رہی ہو پھر درد سے الگ بے حال ہو رہی تھیں' وہ تو اللہ بھلا کرے میرے بچے طغرل کا جو رات میں بھی کئی مرتبہ آیا اور پھر صبح ڈاکٹر کو بھی وہ ہی بلا کر لایا ہے جس کی دوا سے اب جا کر تمہارا بخار اترا ہے تو تم اٹھ کر بیٹھی ہو۔ رکو پہلے میں جا کر فیاض کو خبر کر دوں کہ تم اٹھ گئی ہو' وہ بھی رات سے بے حد پریشان ہے۔'' وہ بیڈ سے اٹھنے لگی تھیں کہ پری نے انہیں روک لیا۔

''پاپا یہاں مجھے دیکھنے آئے تھے دادی جان!'' وہ اشتیاق بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی کہ یہ بہت بڑی خبر تھی اس کے لیے۔

''ہاں...... ایک بار نہیں کئی بار آیا تھا' بہت پریشان ہو گیا تھا تمہاری حالت دیکھ کر...... باپ ہے وہ تمہارا' منہ سے اظہار بے شک وہ نہیں کرتا مگر بہت محبت کرتا ہے تم سے...... اور کیوں نہ کرے؟ تم پہلی اولاد ہو اس کی۔'' دادی کی باتوں نے اس کے مردہ ہوتے تن میں نئی روح بیدار کر دی تھی۔

''چلو اٹھ کر منہ ہاتھ دھو لو اور کپڑے بدل لو۔ ایک ہی دن میں ہفتوں کی بیمار دکھائی دے رہی ہو' فیاض بھی تمہیں ہشاش بشاش دیکھے گا تو خوش ہو جائے گا۔'' وہ اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

کھانے کی ٹیبل پر صرف وہ تین نفوس موجود تھے۔ صباحت اور ان کی بیٹیاں مہمانوں کے جانے کے بعد ہی اپنے کمروں میں چلی گئی تھیں۔ طغرل ایک دوست کے ہاں مدعو تھا' وہ سر شام ہی جا چکا تھا۔

''کیسی طبیعت ہے آپ کی بیٹا!'' وہ ان کے قریب آئی تو انہوں نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

''جی پاپا! ٹھیک ہوں میں۔'' خوشی کے احساسات سے وہ کانپ اٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے۔ یہ شفقت بھری آواز محبت کا احساس دیتا لہجہ اس کے ترسے ہوئے دل کو سکون دینے لگا تھا۔ ایک عرصے سے وہ اس لہجے اس احساس کو ترس رہی تھی۔

''واہ! ٹھیک ٹائم پر آ گیا ہوں میں۔'' طغرل ڈائننگ روم میں آتے ہوئے شوخ لہجے میں گویا ہوا اور اس کے برابر والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

''تم تو کہہ رہے تھے کسی دوست کے ہاں دعوت میں جاؤ گے؟'' اماں نے اس کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

''میں نے کال کی تھی کہ کھانا یہاں آ کر کھائے ہم سب کے ساتھ ہی۔'' فیاض صاحب نے طغرل کے کہنے سے قبل ہی وضاحت پیش کی تھی۔

''اچھا ہی کیا ورنہ میرا دل خراب ہو رہا تھا کہ گھر کی دعوت چھوڑ کر بچہ باہر یاری دوستی نبھائے گا۔'' دادی کے لہجے میں اطمینان اتر آیا تھا۔

''آپ کیا محسوس کر رہی ہیں؟ درد تو نہیں ہے اب!'' وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔ بہت احترام و تمیز تھی اس کے لہجے میں وہ جانتی تھی یہ سب پاپا اور دادی کو متاثر کرنے کے طریقے ہیں جب کہ حقیقت تو یہ تھی کہ اس کے گرنے اور تکلیف دہ حالت کی اصل وجہ وہ خود تھا اور اب بھی کتنی بے تکلفی سے اس کے برابر میں بیٹھ گیا تھا بغیر کسی ندامت کے۔

''ٹھیک ہوں۔'' دل ہی دل میں اسے گالیوں سے نوازتے ہوئے اس کو کہنا پڑا۔

''آپ لوگ اتنا لیٹ کھانا کیوں کھا رہے ہیں' صباحت آنٹی' عادلہ' عائزہ وغیرہ کہاں ہیں؟'' وہ روسٹڈ چکن پلیٹ میں ڈالتے ہوئے گویا ہوا۔

''پری اور آپ کا انتظار تھا اس لیے ڈنر سیٹ ہو گیا' آپ کی آنٹی اور کزنز تھک گئی ہیں اس لیے آرام کرنے اپنے کمروں میں چلی گئی ہیں۔''

''پاپا! آپ کافی پئیں گے؟'' وہ اٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

''آپ نے کھایا کیا ہے ابھی؟ پہلے کھانا کھالیں' کافی نہیں لوں گا۔''

''اس کا تو چڑیا جیسا پیٹ ہے' یہ اتنا ہی کھاتی ہے بس!'' دادی نے اس کی طرف داری کی۔

''انکل! کافی پی لیجیے' آپ کے صدقے میں مجھے بھی مل جائے گی' میرا دل چاہ رہا ہے کافی پینے کو۔'' طغرل نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے فیاض اور میں اسی ٹائم کافی یا چائے نہیں پیتے ہیں کہ پھر نیند اڑ جاتی ہے تمہیں کافی بنا دے گی پری!'' دادی نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا جس کی تائید پاپا نے بھی کی تھی اور ساتھ ہی اسے کافی بنانے کو بھی کہا اور اس نے جلتی بھڑکتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ طغرل کی نگاہ اس پر نہیں تھی' وہ پلیٹ میں موجود اسپیگھٹی کا رول کر رہا تھا' کانٹا ہاتھ میں پکڑے مگر وہ اس کی گھنی سیاہ مونچھوں کے نیچے ہونٹوں پر مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ اس کی دلی حالت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

''بدروح! نا معلوم کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے اگر میں پاپا اور دادی جان کو بتا دوں کہ اس خبیث شخص کی وجہ سے ہی میں گری تھی اور میرا آج کا فنکشن بھی خراب ہوا ہے اور عائزہ کو بھی دلہن بنے نہیں دیکھا میں نے۔'' بڑبڑاتے ہوئے اس نے کافی تیار کی اور ڈائننگ روم میں آئی تھی مگر وہاں کوئی نہ تھا' وہ دادی کے روم میں آئی وہاں بھی دادی کمبل اوڑھے سونے کی تیاری میں تھیں تب وہ اس کے کمرے میں چلی آئی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ باہر بالکونی میں کھڑا آسمان پر کچھ تلاش کر رہا تھا۔

''کافی لے لیجیے!'' وہ اندر نہیں گئی تھی' دہلیز پر ہی کھڑی تھی۔

''یہاں تک آ گئی ہو تو اندر آنے میں کیا پرابلم ہے؟'' اس نے وہیں کھڑے کھڑے پوچھا۔

''طغرل بھائی! میں اندر نہیں آؤں گی' آپ آ کر لے لیں۔''

''اندر کیوں نہیں آؤ گی؟'' وہ اس کے قریب آ گیا۔ ''ناراض ہو مجھ سے یا مجھ پر اعتبار نہیں ہے؟''

''میں آپ سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی' پلیز!'' وہ کافی کا مگ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''اس کا مطلب ہے ناراض ہو' مجھے پسند نہیں کرتی ہو اور جو لوگ کسی کو پسند نہ کریں' وہ دشمن ہوتے ہیں اور دشمنی میں لوگ ایک دوسرے کو قتل بھی کر ڈالتے ہیں۔'' وہ سینے پر بازو باندھے اس کی جانب دیکھ رہا تھا جس کے سر پر ڈالے گئے دوپٹے نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا ہوا تھا' کافی کا مگ سے نکلتی بھاپ میں اس کے چہرے کا عکس دل فریب تھا۔ وہ کسی خونخوار بلی کی طرح اس کو گھور رہی تھی۔

''اس بکواس سے مطلب کیا ہے آپ کا!'' وہ غرائی۔

''یہی کہ پہلے کافی تم پیو پھر میں پیوں گا۔''

''مجھے اس ٹائم کافی نہیں پینی ہے' سمجھے آپ!''

''ہوں! سمجھ تو رہا ہوں' تم کافی اس لیے نہیں پی رہیں کہ اس میں زہر ملا کر لائی ہو تاکہ میں......'' اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہ غصے بھرے انداز میں آگے بڑھی اور ماگ بالکونی سے نیچے پھینک دیا جب کہ وہ ارے ارے کہتا ہوا اس کے پیچھے دوڑا تھا مگر تب تک وہ مگ پھینک چکی تھی۔

''یہ کیا بات ہوئی......تم مذاق بھی نہیں سمجھتی؟ تمہاری حس لطیف بالکل زیرو ہے۔'' وہ حیران انداز میں بولا تھا اور قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتی' لان میں اچانک آف ہونے والی لائٹس نے دونوں کو ہی چونکا دیا تھا لمحے بھر قبل نیچے لان میں ڈم لائٹس روشن تھیں اور اب اندھیرا ہو چکا تھا۔

''یہ لائٹس کس نے آف کی ہیں؟'' وہ گھبرا کر اس سے مخاطب ہوئی تھی جو خود بھی خاصا حیران کھڑا تھا۔

''معلوم نہیں؟''

''کچھ الیکٹریکل پرابلم ہوئی ہوگی۔''

''نہیں' اگر ایسا ہوتا تو پھر فیوز آؤٹ ہو جاتا۔''

''پھر کیا ہوا ہے لان کی ہی لائٹس کیوں آف ہوئی ہیں؟'' وہ دونوں ہی بالکونی میں کھڑے لان میں جھانک رہے تھے جہاں گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور آسمان پر چھائے بادلوں کے باعث روشنی کی ایک کرن بھی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ وہ بالکونی سے ہٹنے ہی والی تھی جب اچانک عقبی حصے سے ایک سایہ سیاہ چادر میں لپٹا نمودار ہوا تھا۔ پری کی نگاہ جیسے ہی اس بہت آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے سائے پر پڑی' خوف سے اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ وہ دہشت سے چیخنے والی تھی کہ طغرل نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر اپنا ہاتھ مضبوطی سے جما دیا تھا۔

''خاموش رہو'' اس نے سرگوشی کی اور اسی طرح منہ پر ہاتھ رکھے رکھے کمرے میں لے آیا تھا پھر ہاتھ ہٹا کر دروازے کی طرف بھاگا تھا۔ پری کے حواس بکھرے ہوئے ہی تھے۔

''طغرل بھائی! کہاں جا رہے ہیں آپ......وہ کوئی انسان نہیں ہے۔''

''خاموش رہو اور میرے پیچھے آنے کی کوشش مت کرنا۔'' وہ جاتے ہوئے سخت لہجے میں گویا ہوا۔

......☆☆☆......

غرل چلا گیا تھا۔ تیز چلتی ہوا کے جھونکوں سے کمرے میں پڑے بھاری پردے لہرا رہے تھے۔

دھک......دھک......دل کی دھڑکنیں تھیں کہ سینے سے باہر نکلنے کو بے چین تھیں' کئی لمحوں تک وہ گہرے گہرے سانس لے کر اپنے حواسوں کو درست کرتی رہی تھی پھر اس نے سوچا طغرل کے پیچھے جائے تاکہ معلوم ہو وہ کوئی بلا ہے یا......؟

اگلے لمحے وہ سورتوں کا ورد کرتی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ لان میں اندھیرا تھا اور طغرل کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔ وہ سراسیمہ سی کھڑی سوچ

رہی تھی کہ آگے جائے یا واپس اندر چلی جائے تبھی اس نے گیٹ کی طرف طغرل کو آتے دیکھا جو سیاہ چادر میں لپٹے کسی وجود کو گھسیٹتے ہوئے لا رہا تھا اور وہ ہکا بکا سی کھڑی اس صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ دونوں قریب آ گئے تھے اور دبی دبی گھٹی گھٹی، گھبرائی ہوئی آواز سن کر اسے اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

''چھوڑیں مجھے......!'' وہ طغرل کی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر طغرل اسے گھسیٹتا ہوا ان کے کمرے کی طرف لے آیا پیچھے پیچھے حواس باختہ سی پری بھی آ رہی تھی۔ وہ عائزہ اور عادلہ کا مشترکہ کمرا تھا جو ہاتھ کے معمولی دباؤ سے کھل گیا تھا۔ ان لوگوں کے پیچھے پری بھی اندر چلی آئی۔ عادلہ جو ابھی غنودگی میں تھی، اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا اور غیر متوقع طور پر ان کو وہاں دیکھ کر گھبرا کر اٹھ کر کھڑی ہوگئی تھی۔ طغرل نے ایک جھٹکے سے عائزہ کا بازو چھوڑا تو وہ مارے دہشت و خوف کے وہیں کارپٹ پر مٹی کے ڈھیر کی طرح بیٹھتی چلی گئی۔

''کیا ہوا، آپ لوگ اس وقت یہاں اور......اور یہ عائزہ کو کیا ہوا ہے؟'' اس کی نظریں اس وقت طغرل پر اٹھی تھیں اور اس کے چہرے پر اتنی وحشت تھی گویا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے ہوں، عادلہ نے گھبرا کر نگاہیں جھکالی تھیں۔

''عائزہ! تم اس ٹائم......اس طرح کہاں گئی تھیں......؟'' اس نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

❁......☆......❁
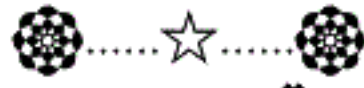
ماہ رخ کالج کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اس کی نگاہ اعوان پر پڑی تھی جو نیم کے درخت کے نیچے کار لیے کھڑا تھا۔ ماہ رخ سے نگاہ ملتے ہی وہ مسکرایا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

''ارے آپ اس ٹائم یہاں......؟'' وہ اس کے قریب جا کر حیرانی سے گویا ہوئی۔

''آج کلاسز بنک کرلو۔'' وہ بے قراری سے بولا۔

''کیوں؟'' وہ سخت حیران و پریشان ہوئی۔

''دل چاہ رہا ہے آج ہم اور تم سمندر کی لہروں کو اپنے پاؤں سے چھوئیں۔ ٹھنڈی ریت کے گھروندے بنائیں، اپنے نام لکھیں......''

''ارے بابا! بس......بس! بس آپ کا کیا شاعری کرنے کا ارادہ ہے؟'' وہ اس کی بات قطع کر کے ہنس کر بولی۔

''شاعر ہوں تو نہیں، لگتا ہے تم بنادو گی۔ رخ! پلیز......آ ؤ نا!'' ماہ رخ نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر محبت ہی محبت تھی۔ دوسرے لمحے وہ بہت اعتماد کے ساتھ اگلی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اعوان نے اس کی طرف بھرپور نظروں سے دیکھا۔

''تھینکس آ لاٹ مائی ڈیئر!''

وہ مسکرا دی تھی۔ کار تیزی سے سیاہ سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی، ساتھ ماہ رخ کے دل کی بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کو قرار نہ تھا۔ خوشی مسکراہٹ بن کر اس کے ہونٹوں پر چمک رہی تھی۔ اس مسکراہٹ پر وہ دل و جان سے نثار ہو رہا تھا۔ کار پارکنگ سے باہر آتے ہوئے ماہ رخ نے بغور لمحے بھر کو اس کی طرف دیکھا تھا گویا اس کے جذبوں کی صداقت جانچ رہی ہو اور اس وقت اس چہرے پر صداقت ہی صداقت تھی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟'' وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔ ''کیا میری بات پر یقین نہیں ہے یا میری محبت پر شک ہے تمہیں رخ!''

''آپ کو اپنے جذبوں پر یقین ہے اعوان!''

''ہاں! زندگی کی طرح یقین ہے، ان آتی جاتی سانسوں کی طرح یقین ہے۔''

''اعوان! مجھے محسوس ہوتا ہے میں آپ سے جدا کردی جاؤں گی۔ آپ سے مل نہیں پاؤں گی۔'' وہ اس کا سہارا لے کر ان بڑے بڑے پتھروں سے اتر رہی تھی جن کو عبور کر کے سمندر تک جایا جاتا تھا۔

''اس کا مطلب ہے تم کو مجھ سے محبت ہے کیونکہ جہاں محبت ہوتی ہے وہیں وسوسے بھی جنم لیتے ہیں، بچھڑنے کا خوف بھی ہوتا ہے۔'' ٹھنڈی بھیگی بھیگی ریت پر پاؤں پڑتے ہی اس کے حواس ایک خوش گوار کیفیت سے دوچار ہونے لگے تھے پھر اعوان کا کھلم کھلا اظہار محبت اور وارفتگی نے اس

کو مسرتوں سے ہمکنار کر دیا تھا۔ ''بولو نارخ! تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے؟'' اس کو خاموش پا کر وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''خوش ہوں میں بہت اعوان! بلکہ بہت محبت کرتی ہوں آپ سے۔''

''اوہ! تھینک یو سو مچ۔ تم نے مجھے زندگی دی ہے۔''

☆
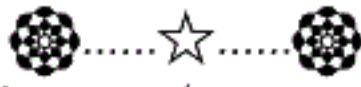
پری کی بات کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ اسی طرح چہرا جھکائے بیٹھی کارپٹ کو گھورتی رہی تھی۔

''طغرل بھائی! آپ بتائیں ہوا کیا ہے؟'' عادلہ اس کو خاموش دیکھ کر طغرل سے مخاطب ہوئی تھی' جس کا غصہ وخشونت ابھی بھی کم نہ ہوئی تھی۔

وہ مضبوطی سے ہونٹ بھینچے کچھ سوچ رہا تھا۔ صباحت پانی پینے اٹھی تھیں' ان کے کمرے کا دروازہ اور لائٹ آن دیکھ کر وہ اسی طرف چلی آئی تھیں اور اندر کی صورت حال دیکھ کر وہ حیران و پریشان رہ گئی تھیں۔ وہ بھاگ کر عائزہ کی طرف آئی تھیں۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں......؟'' وہ پریشانی سے پری اور طغرل کو دیکھ رہی تھیں۔

''آنٹی...... یہ گھر چھوڑ کر جا رہی تھی۔'' طغرل کی سنجیدگی سے کہی گئی بات نے گویا بہت بڑا دھماکا کیا تھا کمرے میں...... وہ تینوں دہل کر رہ گئی تھیں۔ صباحت جو دونوں ہاتھوں سے عائزہ کو تھامنا چاہتی تھیں وہ اس انداز میں اس سے دور ہوئی تھیں گویا کرنٹ چُھو گیا ہو۔

''یہ...... یہ کیا کہہ رہے ہو طغرل بیٹے! یہ کیوں گھر چھوڑ کر جا رہی تھی؟ کیا دکھ ملا ہے اس کو اس گھر میں......؟ چند گھنٹوں قبل تو یہ اپنے سسرال والوں کے ساتھ بڑی خوش بیٹھی تھی' بہت مطمئن تھی یہ......'' اتنا بڑا دھچکا! اتنی بڑی ذلت ان کو اس بیٹی نے دی تھی جس سے وہ بے انتہا محبت کرتی تھیں اور رسوائی ملی بھی تو کن لوگوں کے سامنے جن کی پرچھائیوں سے بھی وہ یہ بات چھپانا پسند کرتیں۔ ''عائزہ! یہ کیا کر رہی تھیں تم! کیا کرنے جا رہی تھیں' تمہیں احساس ہے اس بات کا...... کہاں جا رہی تھیں تم اور کس کے ساتھ......؟ اوہ! میرا سر......!'' وہ سر پکڑ کر بیٹھتی چلی گئیں۔

''مما...... مما!'' پری اور عادلہ ان کی طرف بڑھی تھیں۔ عادلہ ڈری سہمی سی ان کو دیکھ رہی تھی۔ طغرل نے آگے بڑھ کر ان کو دور کیا تھا۔

''آنٹی! آپ یہاں بیٹھیں پلیز!'' اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا۔

''میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔ طغرل بیٹے! مجھے کچھ ہو رہا ہے۔'' وہ سر کو تکیے پر دائیں بائیں پٹخنے لگی تھیں۔ پری بھاگ کر پانی لے آئی جو طغرل نے انہیں پلایا۔ عادلہ فق چہرہ لیے گم صم کھڑی تھی۔

''آنٹی خود کو سنبھالیے' حوصلہ کیجیے۔ اگر انکل یہاں آ گئے تو کیا بتائیں گے ان کو؟ پلیز! خود کو سنبھالیے۔'' طغرل نے بڑھ کر ان کو سمجھایا۔

''بیٹا! اس نے ایسا کیوں کیا؟ اگر یہ اس طرح چلی جاتی تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔''

''یہ آپ ان سے ہی پوچھیے گا آنٹی! فی الحال تو اجازت دیجیے رات گہری ہو رہی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ خدانخواستہ انکل یا دادو اگر یہاں آ گئیں تو پھر معاملہ سنبھالنے میں دشواری ہو گی۔''

''بہت اچھے بیٹے ہو آپ طغرل! آج آپ نے ہمیں رسوائی سے بچا لیا۔''

''آپ آرام کریں آنٹی!'' وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔ پری جو وہاں کھڑی تھی اور چاہ رہی تھی عائزہ سے معلوم کرے اس نے یہ غیر ذمے دارانہ حرکت کیوں کی...... کیا ضرورت پڑی تھی اس کو ایسی گھٹیا حرکت کرنے کی کہ وہ تو اپنی منگنی سے بے حد خوش تھی۔ اس کے ہاتھوں میں کہنیوں تک لگی مہندی کا رنگ خوب کھل رہا تھا۔ چہرے پر میک اپ ابھی موجود تھا شاید از سر نو اس کو تازہ کیا گیا تھا فیروزی فینسی سوٹ اور گولڈ کی جیولری میں اس کی خوب صورتی نمایاں تھی۔ ابھی وہ اس سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ اس کو احساس ہوا کہ وہ ان سب کی سرد نگاہوں کی زد میں ہے۔

''پری! سو جا کر' اگر اماں جان جاگ گئیں تو مسئلہ ہو جائے گا' وہ تمہیں ڈھونڈتی ہوئی یہاں آ گئیں تو......؟'' عادلہ نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ گویا ایک خواب کی سی کیفیت سے جاگی تھی۔ ''سنو!'' اس کو جاتے دیکھ کر صباحت غرائی' وہ ٹھٹک کر رک گئی۔ ''جو یہاں ہوا اور جو تم نے دیکھا' ان سب کو ڈراؤنے خواب کی طرح بھلا دو۔ خبردار' جو کبھی بھولے سے بھی فیاض یا اماں جان کو بتانے کی سعی کی تو۔ تمہارا وہ حال کروں گی کہ خود کو نہیں پہچان پاؤ گی' جاؤ یہاں سے......'' وہ لہجہ جو ابھی طغرل کے آگے شہد آگیں تھا' اب نفرت کے زہر میں بجھا ہوا تھا۔ وہ سیدھی نکلی چلی آئی تھی۔

''پری!'' وہ کوریڈور سے گزری تو طغرل کی آواز آئی' وہ رک گئی بولی کچھ نہیں۔ ''مجھے اس بات پر یقین ہے کہ تم انکل اور دادی جان کو ہرگز کچھ نہیں بتاؤ گی۔'' وہ ستون کی آڑ سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ ''ایک گزارش ہے' عائزہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا کہ وہ دوبارہ یہ ذلیل حرکت کر چکی ہے اور بعید نہیں ہے کہ پھر موقع مل جائے اس کو۔''

......☆......
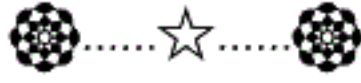
پری کے کمرے سے نکلتے ہی عادلہ نے گیٹ لاک کیا' صباحت بیڈ سے اٹھ کر عائزہ کے پاس پہنچ گئی تھیں جب کہ عائزہ کے چہرے پر پھیلا خوف غائب ہو گیا تھا اور اب اس کے چہرے پر ہٹ دھرمی و بے پروائی پھیل گئی تھی۔

''تم باز نہیں آئیں نا؟ تمہیں منع کیا اس کے باوجود بھی تم نے اپنی من مانی کرنی چاہی اور دیکھ لیا انجام؟'' وہ اس کے قریب جا کر غصے سے گویا ہوئی۔ ''خود تو رسوا ہوئی ہو ساتھ ہمارے چہروں پر بھی سیاہی مل دی ہے تم نے۔''

''میں نے آپ سے صبح تک کہا تھا کہ میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔ میں راحیل کو پسند کرتی ہوں اور شادی بھی اسی سے کروں گی لیکن آپ صرف اپنی منوانا جانتی ہیں تو میں نے بھی سوچ لیا' جب آپ کو میری پروا نہیں تو میں کیوں آپ کی پروا کروں۔''

''راحیل...... ہونہہ' دنیا بھر کا نکما اور ہڈ حرام جو اپنے لیے کچھ نہ کر سکا وہ تمہارے لیے کیا کرے گا' یہ سوچا ہے کبھی تم نے؟''

''میں اس سے محبت کرتی ہوں' وہ بھی مجھے دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے' سوچ لیں مما! میں صرف راحیل کی ہوں۔''

''بکواس مت کرو عائزہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس حد تک جاؤ گی تو میں کبھی بھی یہ رسک نہیں لیتی مگر بات اب عزت پر آ گئی ہے۔ یہاں تمہیں سب بھولنا پڑے گا' اپنی ماں کی زندگی اور عزت کی خاطر ورنہ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گی۔'' صباحت نے بیٹی کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

''سوری مما! میں راحیل کو نہ چھوڑ سکتی نہ بھول سکتی ہوں۔'' عادلہ جو اس دوران بالکل خاموش کھڑی تھی' عائزہ کی ہٹ دھرمی دیکھ کر کرخت لہجے میں بولی۔

''اوہ! تو یہ تھا تمہاری خوشیوں کا راز' میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ بڑی جلدی راحیل کو بھول گئی ہو جو ہر بات مان رہی ہو۔''

''تم مت بولو ہمارے بیچ میں' میری اور مما کی بات ہو رہی ہے۔'' عائزہ نے جھلا کر کہا۔

''کیوں نہ بولوں؟ کل تک تو بہت اقرار کر رہی تھیں تم کہ ممانی نے تمہیں اپنے سب سے ہونہار بیٹے کے لیے پسند کیا ہے' مجھے پوچھا تک نہیں اور یہ بھی کہ مجھے اپنے رشتے کے لیے پاپڑ بیلنے پڑیں گے' کوئی مجھے پوچھے گا بھی نہیں......'' عادلہ جو اس کی لگائی گئی لفظوں کی مار سے گھائل تھی۔ اس وقت اس کو بڑا اچھا موقع ملا تھا اپنا بدلہ لینے کا تو جتانے میں دیر نہ لگائی۔

''ہاں ہاں تو! میں نے کون سا غلط کہا تھا...... جو پہلے کہا تھا وہ اب بھی کہتی ہوں۔''

''ارے کیسی بیٹیاں ہو تم لوگ...... عائزہ! اتنی گری ہوئی حرکت کرنے کے بعد بھی تم اس طرح عادلہ سے بات کر رہی ہو۔ جیسے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی شرم ہوتی تو تم شرم سے گردن نہ اٹھا سکتی تھیں۔'' صباحت آہستگی سے اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

''میں کیوں شرمندہ ہوں مما! یہ آپ کی ضد کی وجہ سے ہوا ہے اور میں نے تو بہت پہلے ہی یہاں سے جانے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ میں یہاں سے نکل بھی گئی تھی مگر وہ طغرل بھائی...... اُف!'' اس نے دانت بھینچتے ہوئے اپنی ہتھیلی پر مکا مارا۔ ''ان کو تو جیسے راتوں کو جاگنے کا شوق ہے' لان کی لائٹیں بھی میں نے آف کر دی تھیں کہ کوئی اندھیرے اور سردی کے باعث کمروں سے نکلے گا نا مجھے دیکھ سکے گا مگر وہ تو گویا راتوں کو چوکیداری کرتے ہیں یہاں کی...... پہنچ گئے میرا پیچھا کرتے ہوئے اگر میں محسوس نہ کر لیتی تو اسی رات پکڑی جاتی۔'' اپنے مقصد میں ناکامی کا دکھ اور اس پر صباحت کی سختی اور عادلہ کی طعنہ زنی عائزہ کو اس حد تک بے قابو کر چکی تھی کہ وہ شدید اشتعال میں وہ باتیں بھی بتاتی گئی جو عام حالت میں کبھی نہ بتاتی ان کو۔

''میں گیٹ سے باہر نکل کر عقبی گلی میں چھپ گئی اور میری گھبراہٹ دیکھ کر راحیل خطرہ بھانپ گیا اور وہ کار دوڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ جب طغرل بھائی اس سڑک تک پہنچے' وہ ان کی پہنچ سے بہت دور جا چکا تھا۔''

''پھر تم کس طرح اندر آئیں، طغرل تمہیں کیوں دیکھ نہ سکا تھا؟'' صباحت کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی، وہ دھندلی ہوتی نگاہوں سے عائزہ کو دیکھ رہی تھیں۔ جو اس وقت کسی زخمی ناگن کی طرح لگ رہی تھی۔

''عقبی گلی کا گیٹ میں احتیاطاً کھول کر جاتی تھی اور اس رات بھی یہی ہوا تھا۔ طغرل بھائی جب سڑک پر راحیل کی کار کے پیچھے بھاگے تھے اس وقت میں خاموشی سے عقبی گلی کا گیٹ کھول کر اندر آ گئی تھی اور ان کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے کمرے میں آ چکی تھی مگر آج......''

''بے حیا! کتنے فخر سے اپنی بے غیرتی کے قصے سنا رہی ہے؟ کاش تُو پیدا نہ ہوتی یا اسی دن مرجاتی۔'' صباحت نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔

......☆......

عشرت جہاں لان میں چیئر پر بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر اداسی تھی۔ بہو اور ان کا بیٹا امریکا میں سیٹل ہو گئے تھے، بچوں کو لے کر اور وہ جو سوچ رہی تھیں، وہ چند ماہ کے لیے گئے ہیں۔ ان کی واپسی پر گھر میں چہل پہل ہو جائے گی، وہ تنہائی کی اذیت سے بھی نکل آئیں گی مگر آج آنے والی کال نے ان کے حوصلے توڑ کر بکھیر دیئے تھے، وہ سوچ رہی تھیں، ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جس اولاد کی خاطر ماں اپنی زندگی تج دیتی ہے اپنی خوشیوں، ارمانوں اور خواہشوں کو پس پشت ڈال کر اپنے بچوں کی خوشیوں کو ان کی خواہشوں کو پورا کرنا اپنا مقصد بنالیتی ہے، ان کی انگلی تھام کر عمر کے سالوں کو زینہ بہ زینہ عبور کرتی ہے اور جب وہ ننھا سا پودا تناور درخت بن جاتا ہے تو وہ اس کے پھل اور سائے سے بھی محروم کر دی جاتی ہے اور وہ ہاتھ جو کل تک ماں کی انگلی پکڑ کر شانہ بشانہ چلتے تھے، وقت کی اڑان میں اتنا اونچا اڑتے ہیں کہ پھر سب کچھ پیچھے رہ جاتا ہے۔ محبت، رشتے، تعلق اور احساسات!

احساسات جو رشتوں کو مضبوط کرتے ہیں، دلوں کو جوڑتے ہیں، محبتوں کو جاوداں کرتے ہیں۔

''پھر ایسا کیوں ہوتا ہے......؟ انگلی پکڑ کر چلنے والے قوی ہوتے ہیں تو سہارا کیوں نہیں بنتے...... دامن کیوں چھڑا لیتے ہیں...... نگاہیں کیوں پھیر لیتے ہیں؟''

''السّلام علیکم ممی! کیا سوچا جا رہا ہے اتنی گہرائی سے کہ آپ کو میرے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی؟ میں گیٹ سے آپ کو دیکھتی ہوئی آ رہی ہوں۔'' خلاف توقع مُثنیٰ کو سامنے پا کر وہ کھل سی اٹھی تھیں۔

''ارے مُثنیٰ! تم کس کے ساتھ آئیں؟'' وہ ان کی پیشانی چوم کر گویا ہوئیں۔

''ڈرائیور چھوڑ کر گیا ہے۔'' وہ ان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

''تم کیا یہاں رکنے آئی ہو؟'' وہ ان کے ساتھ آئے سوٹ کیس کو دیکھ کر گویا ہوئیں۔ ان کے لہجے میں پریشانی تھی، جس کو مُثنیٰ نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

''جی ممی!'' وہ سنجیدگی سے بولیں۔

''خیریت تو ہے نا! فیاض سے کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا تمہارا پھر سے......؟'' نامعلوم کس خیال میں وہ صفدر جمال کی جگہ فیاض کا نام لے بیٹھی تھیں۔

''نہیں...... میں آپ کی تنہائی کے خیال سے آ گئی ہوں۔'' وہ جو ممی کو تھوڑا سا تنگ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی، ان کے منہ سے نکلنے والے اس نام پر نا صرف ان کے دل کی دنیا زیروزبر ہوئی تھی بلکہ ساری شوخی بھی ہوا ہو گئی تھی۔

''اوہ! یہ کیا نام نکل گیا میرے منہ سے؟'' شرمندہ ہو کر انہوں نے بیٹی کی طرف دیکھا تھا مگر اسی لمحے تک خود کو سنبھال چکی تھیں۔

''آپ کیا سوچ رہی تھیں ممی!'' انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔

''یہی کہ جن بچوں کی انگلیاں پکڑ کر ہم چلنا سکھاتے ہیں، جب عملی زندگی میں وہ دوڑنے لگتے ہیں تو پھر ہماری طرف سے کیوں غافل ہو جاتے ہیں؟''

''بس، یہ دنیا کا چلن ہے کہیں ہم انگلی پکڑتے ہیں تو کہیں انگلی چھڑا بھی لیتے ہیں، مجھے بھائی جان نے کال کی تھی کہ وہ پاکستان واپس نہیں آ رہے

ہیں۔ مجھے آپ کی فکر ہوئی کہ آپ اس خبر سے پریشان ہوگئی ہوں گی اس لیے میں آپ کے پاس آ گئی۔
''صفدر آفس سے آتے تو ان کے ساتھ ہی آ جاتیں۔'' بیٹی کو قریب دیکھ کر وہ خاصی مطمئن دکھائی دینے لگی تھیں۔
''صفدر تو بزنس کے سلسلے میں فرانس گئے ہیں پھر وہاں وہ نئے پروجیکٹ کے لیے مشینری وغیرہ بھی خریدیں گے اور بزنس کے ہی حوالے سے کچھ دوسرے کام بھی ہیں۔ ایک ڈیڑھ ماہ لگے گا ان کو وہاں اور یہ سارا عرصہ میں آپ کے ساتھ یہاں رہ کر گزاروں گی' خوش ہو جائیں آپ۔''
''شکر ہے تم خوشی خوشی رہنے آئی ہو ورنہ میں تو ڈر گئی تھی کہ صفدر سے پھر کوئی کھٹ پٹ ہوگئی ہے تمہاری۔'' طمانیت بھرے انداز میں انہوں نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔
''ممی! ایسا کیوں ہوتا ہے' جو گھر شادی سے پہلے لڑکی کے لیے سب سے محفوظ پناہ گاہ ہوتا ہے' وہ شادی کے بعد اتنا ہی پرایا اور دور کیوں ہو جاتا ہے؟ یاد ہے آپ کو کبھی میں ایک دن آنٹی کے ہاں ٹھہر جاتی تھی تو دوسری صبح ہی آپ اور بابا مجھے لینے پہنچ جاتے تھے اور پھر دنوں تک مجھے اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے؟'' ان کی مسکراہٹ میں گزرے دنوں کی یادیں تھیں۔ ''اور آج آپ مجھے سوٹ کیس کے ساتھ آتے دیکھ کر گھبرا گئی تھیں کہ میں گھر چھوڑ کر تو نہیں آ گئی ہوں۔''
''تم نے خود دیکھ لیا نا! کل اور آج کا تضاد...... بیٹیاں کنواری ہوں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں اور جب سسرال چلی جائیں تو وہاں کی زینت بن جاتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ شادی کے بعد بیٹیاں اپنے گھروں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔''
''گھبرایئے مت ممی! میں بھی صفدر کے آتے ہی چلی جاؤں گی۔'' وہ ہنستے ہوئے گویا ہوئیں تو عشرت جہاں بھی ہنس دیں۔
''بلکہ میں چاہوں گی صفدر ایک کے بجائے دو ماہ میں آئیں تو اچھا ہے۔ میں اس قید تنہائی سے اس بُری طرح گھبرا گئی ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی ہوں۔ تم یہ نمکو لو' میں تازہ چائے منگواتی ہوں تمہارے لیے۔'' وہ نمکو کی پلیٹ ان کے آگے رکھتے ہوئے ملازمہ کو چائے لانے کا آرڈر دینے لگی تھیں اور ملازمہ تیزی سے اندر چلی گئی۔
''ممی! پری کو یہاں آئے ایک عرصہ ہو گیا ہے' آج کال کر کے بلوا لیں۔''
''آج ہی کال کی تھی میں نے......''
''پھر......وہ آئی نہیں؟''
''ملازمہ نے کال ریسیو کی تھی' وہ بتا رہی تھی فیاض کی بیٹی کے سسرال والے آئے ہیں' وہ نہیں آسکے گی۔''
''فیاض کی بیٹی کے سسرال والے......؟ ممی! اس کی بیٹیاں پری سے چھوٹی ہیں پھر ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ میری پری سے پہلے ان لڑکیوں کے رشتے طے کریں؟ یہ تو سراسر میری بیٹی کو کومپلیکس میں مبتلا کرنا ہے' اس کو یہ احساس دلانا ہے کہ دیکھو تمہاری ماں اس گھر میں نہیں ہے تو تمہارا حق دینے والا بھی کوئی نہیں ہے۔'' مثنیٰ غصے سے سرخ ہوگئی تھیں' جب کہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے عشرت جہاں انکار میں گردن ہلاتے ہوئے گویا ہوئیں۔
''ارے تم خواہ مخواہ اس بدگمانی کو دل میں جگہ مت دو۔ دراصل اس کی بیٹی عادلہ پری سے ایک سال ہی تو چھوٹی ہے پھر ماشاء اللہ ان کی اٹھان اچھی ہے۔ پری سے دونوں بیٹیاں بڑی دکھائی دیتی ہیں۔''
''میں ان باتوں سے بہلنے والی نہیں ہوں ممی! میں جانتی ہوں پری کو میری بیٹی ہونے کی سزا دی جا رہی ہے' جان بوجھ کر اس کو ہرٹ کیا جا رہا ہے۔ میں فیاض سے بات کروں گی' وہ میری بیٹی کے ساتھ اس طرح ناانصافی کر کے اسے تماشا نہیں بنا سکتا ہے۔'' انہوں نے ماں کی تسلی کو رد کر دیا۔
''تم......تم بات کرو گی فیاض سے......؟'' وہ حیران ہوئیں۔
''جی! اپنی بیٹی کے حق کے لیے میں یہ ناپسندیدہ کام بھی کروں گی مگر اس کے ساتھ یہ زیادتی ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔
''پری کو آنے دو' حقیقت اس سے معلوم ہو جائے گی۔ مجھے یقین ہے اس میں فیاض کی کوئی غلطی نہیں ہوگی۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھیں۔

رات کا نامعلوم کون سا پہر تھا اور وہ جاگ رہی تھی۔ برابر میں لیٹی دادی جان گہری نیند میں گم تھیں اور وہ دائیں کروٹ کے بل لیٹی سوچ رہی تھی۔

''یہ خواب تھا یا حقیقت...... عائزہ نے گھر چھوڑنے کی اتنی گھٹیا حرکت کیوں کی؟''

''حرکت!'' اس کے اندر سے استہزائیہ آواز ابھری تھی۔ ''وہ چلی گئی تھی لیکن شاید دادی جان کی پڑھی سورتوں کا حصار کام آ گیا جو وہ بھاگ کر بھی نہ بھاگ سکی تھی اور طغرل نے اس کو عین موقع پر پکڑ لیا تھا جب وہ راحیل کے ساتھ کار میں بیٹھنے ہی والی تھی۔ اس کو آتا دیکھ کر راحیل کار پوری رفتار میں لے کر بھاگ گیا تھا' اس نے عائزہ کی بھی پروانہ کی تھی البتہ وہ سوٹ کیس اس نے اپنے پاس ہی رکھا تھا جس میں زیورات' نقدی اور کپڑے تھے۔ عائزہ نے بیٹھنے سے پہلے وہ اندر رکھ دیا تھا۔ یہ سب واقعہ طغرل نے اس کو محتاط انداز میں بتا دیا تھا کہ وہ معاملے کی سنگینی سے واقف ہو کر عائزہ کی نگرانی بھرپور طریقے سے کر سکے۔ حقیقت جان کر اس کے قدموں تلے کی زمین نکل گئی تھی۔''

''اگر وہ چلی جاتی تو پھر پاپا اور دادی جان کا کیا ہوتا؟'' اس خیال نے اس کی نیند اڑا دی تھی اور وہ سوچ رہی تھی۔ اللہ نے کتنا کرم کیا ہے ان پر' ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کر کے...... رہ رہ کر اس کو اس بات پر بھی افسوس تھا کہ کچھ عرصے قبل ہی طغرل نے کہا تھا رات کے اندھیرے میں اس نے کسی لڑکی کو سیاہ چادر میں نیچے لان میں دیکھا ہے اور تب اس نے اس بات کا مضحکہ اڑایا تھا اور طغرل پر الزام لگایا تھا کہ وہ اس وقت نشے میں ہوگا اور آج وہ یہ سوچ کر شرمندہ تھی کہ کسی پر الزام لگا دینا کسی کا مذاق اڑانا کتنا سہل ہوتا ہے۔ جب ہم کسی کی جانب انگلی اٹھاتے ہیں تو باقی انگلیاں خود ہماری طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہیں۔

''پری...... او پری! کیا نماز قضا کرنے کا ارادہ ہے جو اٹھنے کا نام نہیں لے رہی ہو؟ چلو اٹھو شاباش! نماز پڑھ لو' پھر سو جانا۔'' نامعلوم کس پہر وہ نیند کی آغوش میں سر رکھے سو گئی تھی' دادی کے بار بار اٹھانے پر اٹھی تو لمحے بھر غنودگی کی کیفیت میں رہی تھی پھر ایک دم ہی حواس خمسہ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔ رات کے تمام واقعات پے در پے یاد آنے لگے تو وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ ''جلدی سے آ جاؤ نماز پڑھ کر آرام سے سونا پھر۔'' اس کو بیدار دیکھ کر دادی اطمینان سے کمرے سے چلی گئی تھیں۔ وہ وضو کرنے چلی گئی تھی اور نماز پڑھ کر اس نے رو رو کر دعا مانگی تھی' عائزہ کے راہ راست پر آنے کی...... اس گھر کی عزت و حرمت کی سلامتی کی...... نامعلوم کتنی دیر تک وہ دعائیں مانگتی رہی تھی۔

ناشتے پر سب ہی موجود تھے۔ اس نے محسوس کیا عائزہ کے چہرے پر رات والے واقعے کی کوئی شرمندگی اور خجالت نہ تھی۔ وہ عام دنوں کی طرح ہنستے' مسکراتے ہوئے ناشتا کرنے میں مگن تھی۔

''پری! کیا سوچ رہی ہو' ناشتا نہیں کرو گی؟'' دادی کی آواز پر چونک کر سیدھی ہوئی اور سلائس پر جیم لگانے لگی۔ صباحت نے کسی خیال سے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔ عادلہ اور عائزہ کی نگاہیں بھی اس کی طرف اٹھی تھیں' جو نگاہیں جھکائے ناشتا کرنے میں مگن تھی۔ طغرل نے بھی کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''طغرل بھائی!'' پری نے اس کو پکارا تھا' اس کو کمرے سے جاتے دیکھ کر...... وہ جو دادی جان سے ملنے آیا تھا اور ان کو وہاں نہ پا کر وہ جا رہا تھا' پری کی آواز پر ٹھٹک کر رک گیا تھا۔ ''طغرل بھائی...... میں شرمندہ ہوں' اس دن میں نے آپ کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔'' وہ دھیمے لہجے میں گویا تھی۔

''کس دن...... کون سی بات؟'' وہ حیران ہوا۔

''اس دن جو آپ نے مجھے بتایا تھا کہ رات کو آپ نے کسی لڑکی کو گھر سے جاتے ہوئے دیکھا تھا اور آپ کو وہ ملی نہیں تھی یعنی وہ عائزہ ہی تھی جس کو آپ پہچان نہیں سکے تھے اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ......''

''اوہ سمجھا! جو آپ سمجھی تھیں میں کسی نشے کی حالت میں بہکا ہوا تھا؟'' اس کا انداز کافی سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔

''آئی ایم سوری طغرل بھائی! مجھے بالکل بھی آئیڈیا نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے' عائزہ ایسی حرکت کر سکتی ہے۔ وہ اس پرپوزل پر بہت خوش تھی'

اس کی کسی بھی حرکت سے ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ وہ خوش نہیں ہے یا کسی اور میں انٹرسٹڈ ہے۔'' طغرل نے اس گھر کی عزت بچائی تھی۔ اس کے باپ کی پگڑی کی حفاظت کی تھی اگر وہ یہ سب نہ کرتا تو...... آج گھر میں آگ لگی ہوتی اور نامعلوم کتنے رشتے کھو چکے ہوتے' وہ دل سے طغرل کی شکر گزار تھی۔ یہی وجہ تھی کہ طغرل سے ساری کبیدگی و دشمنی اس نے ختم کر دی تھی۔

''میں تم سے ناراض نہیں ہوں پری! تم مجھ کو تھینکس مت کہو' یہ میرا فرض تھا اس گھر کی عزت مجھے جان سے بڑھ کر عزیز ہے۔'' خلاف معمول وہ رات سے بہت زیادہ سنجیدہ تھا اور اس وقت بھی وہ اسی طرح نظر آ رہا تھا کسی سوچ کی گہرائی میں ڈوبا ہوا تھا۔

''دادی جان کہاں ہیں؟''

''وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی ہیں۔''

''اوکے میں نے جو تم سے کہا ہے اس کا خیال رکھنا۔'' وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا ایک عجیب سی پژمردگی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی۔

''میرا خیال ہے وہ اب ایسی حرکت نہیں کرے گی طغرل بھائی!''

''مجھے اس پر یقین نہیں ہے۔'' وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

❁......☆......❁
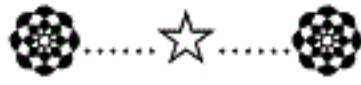
''بیوٹی فل! یہ بریسلیٹ تمہاری کلائی پر کتنا سوٹ کر رہا ہے۔'' وہ ایک جیولری شاپ پر تھے' اعوان نے وہاں سے ایک گولڈ کا بریسلیٹ خرید کر اس کی کلائی پر پہنایا تھا۔ بریسلیٹ میں سرخ یاقوت جگمگا رہے تھے اور وہ اس کی دودھیائی رنگت والی نازک کلائی میں بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ ''رخ! یہ میری چوائس ہے' تمہیں پسند نہیں آئی؟'' اس کو گم صم دیکھ کر وہ پریشانی سے پوچھنے لگا۔ اس ہفتے میں یہ اس کا چوتھا گفٹ تھا اس سے قبل بھی وہ اس کو گولڈ کی جیولری گفٹ کر چکا تھا۔ ''تمہیں تو ایسی جیولری میں کمی نہ ہوگی' تمہارے ڈیڈ اس سے زیادہ قیمتی جیولری تمہیں دلاتے رہتے ہوں گے۔'' وہ مسکرا کر گویا ہوا۔

''نہیں اعوان! یہ میرے لیے زیادہ قیمتی اور اہم ہے' ڈیڈ کی دلائی گئی جیولری کے مقابلے میں۔ میں ان کو زیادہ اہمیت دیتی ہوں۔'' حواسوں میں آتے ہوئے اس نے جلدی سے کہا اور بریسلیٹ پر ہاتھ پھیر کر مسکرائی۔

''بہت مہربانی رخ!'' وہ نہال ہو گیا۔

''اب چلیں؟ کالج آف ہونے کا ٹائم ہو رہا ہے۔'' وہ رسٹ واچ دیکھتے ہوئے بولی۔

''جانے کی بات مت کیا کرو یار! میری جان جانے لگتی ہے۔'' وہ قیمت دے کر آیا تھا' رخ کے کہنے پر وہ بے چارگی سے بولا تھا۔

''گھر تو مجھے جانا ہی پڑے گا' ذرا بھی لیٹ ہو جاتی ہوں تو ممی پریشان ہو جاتی ہیں اور روز روز لیٹ ہونا ان کو شک میں مبتلا کر دے گا جو میں نہیں چاہتی کہ میرا گھر سے نکلنا بند ہو جائے۔''

''میں تمہاری ممی اور ڈیڈ سے ہماری شادی کی بات کرنا چاہتا ہوں۔'' وہ شاپ سے نکل کر پارکنگ کی طرف آ رہے تھے۔

''اتنی جلدی نہیں...... ابھی میری تعلیم مکمل نہیں ہوئی ہے۔''

''شادی کے بعد بھی مکمل کر سکتی ہو' کوئی اعتراض نہیں کرے گا میں خود اجازت دوں گا تمہیں۔ میں تمہاری محبت میں اس حد تک ڈوب چکا ہوں کہ تم سے ایک پل کی دوری بھی مجھے بہت بھاری لگتی ہے۔'' وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اس کا ہاتھ پکڑ کر محبت سے لبریز لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ان کو ملتے ہوئے ایک ماہ ہونے کو آیا تھا اور اس دوران وہ کالج کم گئی تھی اور اس کے ساتھ ہر اس جگہ پر گئی تھی جن جگہوں پر جانے کا وہ صرف خواب دیکھ سکتی تھی۔ اعلیٰ ریسٹورانٹ' ہوٹلز' مال' پکنک اسپاٹس' وہ اعوان کے ساتھ جا چکی تھی۔ اعوان! جس کی محبت سچی تھی۔ اس نے لاکھوں روپے اس پر اٹھا دیئے تھے' مگر کسی لمحے بھی اس کی نیت میں کھوٹ نہیں آیا تھا' کبھی بھی اس نے اس کی تنہائی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کی محبت پاکیزہ تھی۔ جذبے بے لوث تھے۔ ارادے مضبوط تھے۔

''تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو اعوان!'' کچھ توقف کے بعد وہ بولی۔

”کس طرح گواہی دوں بتاؤ مجھے.....کیا ثبوت پیش کروں اپنی محبت کا؟“ کار ڈرائیو کرتے ہوئے وہ خاصا جذباتی ہو گیا تھا۔

”سچی محبت آسانی سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔“

”وہ وقت گزر گیا رخ! جب محبتوں کے راستے میں دیواریں آجایا کرتی تھیں۔ آج کی محبت ان دیواروں کو گرانا جانتی ہے۔“

”انکل آنٹی کو لندن سے آنے دیں، وہ مجھے قبول کریں گے یا نہیں پھر جویریہ کا کیا رویہ ہوتا ہے یہ سب مجھے پہلے دیکھنا ہوگا۔“ ماہ رخ نے بات ایک دم ہی پلٹ دی تھی۔

”ممی پاپا کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا وہ بہت اچھی طبیعت کے مالک ہیں اور جویریہ تو تم کو بھابی کے روپ میں دیکھ کر بہت خوش ہوگی۔ وہ بہت پسند کرتی ہے تمہیں، گھر میں بھی وہ زیادہ تر تمہارے بارے میں ہی گفتگو کرتی رہتی تھی۔ ہر وقت اس کی زبان پر تمہارا نام ہوتا تھا۔“ وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ گاڑی سڑک پر تھی سگنل آف تھا اعوان جھک کر کچھ کہہ رہا تھا کیا کہہ رہا تھا وہ سن نہیں پا رہی تھی۔ کار کے برابر میں سائیکل پر گلفام تھا اور اس کی ایک نظر اتفاقیہ اس پر پڑی تھی اور وہ حیرت سے منہ کھولے اس کی طرف دیکھے گیا تھا، اس کی آنکھوں میں عجیب سی بے یقینی تھی، سائیکل کا ہینڈل اس کے ہاتھ میں لرز رہا تھا۔ اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے سرعت سے چہرا موڑ لیا تھا۔ سن گلاسز نے اس کی آنکھوں کا تمام خوف اور بے چینی کا پردہ رکھ لیا تھا مگر وحشت و دہشت سے وہ پسینے پسینے ہونے لگی تھی، ایک تھرتھراہٹ تھی جو اس کے وجود میں اٹھی تھی۔ برابر میں سائیکل پر موجود گلفام کے چہرے پر وہ تذبذب کے آثار دیکھ چکی تھی کہ وہ اس کو پہچان چکا تھا مگر شاید اس کا ایڈوانس حلیہ اس کو ہچکچاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا مگر وہ جانتی تھی وہ کسی بھی لمحے یقین ہونے پر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لے گا اور پھر.....! وہ تماشا بن جائے گی، سارے خواب، تمام آرزوئیں جو بڑی صبر آزما جدوجہد کے بعد اس کی مٹھی میں آنے لگی ہیں سب ریت کی طرح بکھر جائیں گی.....پھر اعوان یہ اصلیت جان کر کہ وہ ایک معمولی سے سبزی فروش کی بیٹی ہے، اس سے شادی کرے گا.....؟ اور گھر جن میں خصوصاً امی جان تو کسی لمحے کی دیر کیے بنا اس کا نکاح گلفام سے پڑھوا کر اس کی خواہشوں کا قتل کر دیں گی اور اپنی خواہشوں کا قتل، آرزوؤں کی موت، اس کو کسی طور بھی گوارا نہ تھی۔ پھر شاید تقدیر کو رحم آ گیا تھا۔ سگنل کھلتے ہی وہ سائیکل کہیں بہت دور رہ گئی تھی۔

❁.....☆.....❁

فیاض صاحب نے فائل پر نظریں ڈالتے ہوئے مصروف انداز میں قریب رکھا موبائل اٹھا کر کان سے لگایا تھا جس پر مسلسل بیل بج رہی تھی۔

”یس! فیاض اسپیکنگ!“ انہوں نے کال ریسیو کرتے ہوئے کہا۔

”میں پری کی ماما بول رہی ہوں۔“ یک لخت ان کے ہاتھوں سے فائل چھوٹ گئی تھی۔ یہ آواز، یہ لہجہ، انداز! وہ چاہنے کے باوجود بھی فراموش نہ کر سکے تھے کہ یہ آواز تصور میں آج بھی اپنے پیکر کے ساتھ براجمان تھی۔

”ہیلو.....؟“ طویل خاموشی پر وہ پھر گویا ہوئی تھیں۔

”جی!“ ان کا لہجہ دھواں دھواں تھا۔

”پری کو میری محبت سے آپ نے دور کر دیا ہے، کتنی محبت کرتے ہیں آپ اس سے.....؟ بہت بڑے بڑے دعوے کیے تھے آپ نے کہ آپ اس کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے، مجھ سے زیادہ خیال رکھیں گے آپ اس کا؟“ شنی بھرے بادلوں کی طرح برسنے لگی تھیں اور وہ ایک طویل عرصے کے بعد ان کی آواز سن کر عجیب کیفیت کا شکار ہو گئے تھے۔ ”کیا خوب خیال رکھ رہے ہیں آپ اس کا.....میری بیٹی کو کمپلیکس کا شکار کر رہے ہیں؟ آپ کی بیٹی کی منگنی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ان بچیوں کی ماں ان کے پاس ہے اور میری پری کو اس لیے نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ وہ ماں کی ممتا سے دور ہے، اس کی ماں اس کے پاس نہیں ہے؟“

”ایسی بات نہیں ہے، آپ غلط فہمی کا شکار نہ ہوں، پری مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے پھر اماں جان کی تو پری میں جان ہے۔ تقدیریں اوپر سے بنتی ہیں، حکم بھی وہیں سے ہوتا ہے جب اس کا وقت آئے گا تو کوئی روک نہ سکے گا۔“ وہ بے حد دھیمے لہجے میں بات کر رہے تھے۔

”تقدیر اوپر سے بنتی ہے مگر تدبیر تو زمین پر رہ کر بندوں کو کرنی پڑتی ہے، بغیر تدبیر کے تقدیر نہیں بنتی ہے۔ اگر آپ سے پری کا خیال نہیں رکھا

جا رہا ہے تو اس کو میں رکھنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ پھر اس سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔'' شٹی کے لہجے میں سرد مہری و غصہ تھا۔

''نہیں...... نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ میں پری کو خود سے جدا نہیں کر سکتا' وہ میری روح ہے' میری زندگی ہے وہ...... میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔'' وہ ایک دم تڑپ کر گویا ہوئے۔

''میں آپ کو آخری وارننگ دے رہی ہوں' پری کے ساتھ میں کوئی ناانصافی برداشت نہیں کروں گی۔'' دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ انہوں نے گہرا سانس لے کر موبائل کو ٹیبل پر رکھا تھا اور کرسی کی پشت گاہ سے سر ٹکا لیا۔ ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سختی سے ہونٹوں کو دانتوں سے بھینچے ہوئے تھے۔

کتنی دعائیں کی تھیں کہ اب جب وہ ان کی زندگی سے نکل ہی گئی ہیں تو پھر کبھی ان کا ان سے سامنا نہ ہو پائے کہ وہ برداشت نہ کر پائیں گے اور یہی ہوا تھا...... اس آواز نے ان کے درد کو حد سے سوا کر دیا تھا۔ بچھڑنے کا احساس کچھ زیادہ ہی اس وقت مضطرب کرنے لگا تھا۔

میں اداس راستہ ہوں شام کا' مجھے آہٹوں کی تلاش ہے
یہ ستارے سب ہیں بجھے بجھے' مجھے جگنوؤں کی تلاش ہے
وہ جو ایک دریا تھا آگ کا' سبھی راستوں سے گزر گیا
ہمیں کب سے ریت کے شہر میں' بارشوں کی تلاش ہے

وقت و حالات کبھی ہمارے احساسات و جذبات کو کس طرح الٹ پلٹ کر رکھ دیتے ہیں جن لوگوں سے ہم ملنے کی' ان کو پانے کی دعائیں کرتے ہیں تو کبھی زندگی کروٹ بدلتی ہے اور وہ دعائیں بددعا کی طرح لگنے لگتی ہے۔

وہ اٹھ گئے تھے' طبیعت میں ایسی ہی وحشت ابھری تھی کہ وہ سراسیمہ ہو گئے تھے۔

❁......☆......❁

''مما! میں راحیل سے ملنا چاہتی ہوں۔'' دوسرے ہی دن وہ ان سے مخاطب ہوئی تھی جب وہ لاکر کھول رہی تھیں۔

''تمہارے سر سے ابھی راحیل کا بھوت اترا نہیں ہے' اتنا کچھ ہو گیا ہے پھر بھی تم ایسی بات کر رہی ہو؟'' وہ لاکر سے توجہ ہٹا کر اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں' جو بڑی ہٹ دھرمی سے ان کے سامنے کھڑی بے خوفی سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ''کیا چاہتی ہو آخر تم؟ جو معاملہ خاموشی سے دب گیا ہے اس کی خبر سب کو ہو جائے؟ تمہارا باپ' تمہاری دادی زندہ نہیں چھوڑیں گے تمہیں' اپنا انجام تم سوچ لینا اچھی طرح...... ان کے سامنے میری ایک نہیں چلنے والی۔''

''مجھے انجام کی پروا نہیں ہے' کیا کریں گے یہ لوگ......؟ جان سے ماردیں گے' تو ماردیں۔ راحیل کے بغیر زندگی ویسے بھی موت کے مترادف ہے۔''

''اوہ میرے خدایا! عائزہ! تم جانتی ہو راحیل کس کردار کا حامل ہے؟'' انہوں نے نرمی سے تھام کر اس کو بیڈ پر بٹھایا تھا پھر دروازہ اندر سے لاک کر کے اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی تھیں۔ ''میری بات سمجھنے کی کوشش کرو میری جان! جب ہم کسی سے دوستی کرتے ہیں تو پہلے اس کی خامیاں دیکھتے ہیں' مزاج پرکھتے ہیں پھر دوستی کرتے ہیں اور شادی تو زندگی بھر کا ساتھ ہوتا ہے یہاں تو ذرا ذرا سی باتوں کو باریک بینی سے دیکھا جاتا ہے۔ لڑکا' خاندان' کردار سب خصوصیات بہترین ہوں تو رشتہ ہوتا ہے ورنہ یہ تعلق نہیں جڑتے ہیں۔'' وہ نرم خوئی سے کسی کوڑھ مغز بچے کی مانند اس کو سمجھا رہی تھیں۔

''مما! کیا کمی ہے راحیل میں......؟ وہ ہینڈسم ہے' کسی اچھی فیملی سے اس کا تعلق ہے اور جاب بھی بہت بڑی ملٹی نیشنل کمپنی میں کرتا ہے......''

''کان کھول کر سنو' مرد کا خوب صورت ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا' صرف اس کا چہرہ دیکھ کر زندگی نہیں گزاری جا سکتی ہے۔ مرد کو خوب صورت اس کی جیب اور مضبوط کردار بناتے ہیں اور راحیل کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔'' وہ اس کو ضد پر اڑے دیکھ کر غصے سے بولیں۔ ''راحیل کی ماں نے جب اس کو جنم دیا تو وہ ان میر ڈھی کسی امیر زادے سے دولت حاصل کرنے کے لیے اس نے ایسا کیا پھر وہ راحیل کو اپنی بوڑھی ماں کے حوالے

کر کے کسی آدمی کے ساتھ گھر سے فرار ہوگئی تھی اس کے بعد اس کی کوئی خبر ہی نہیں ملی کہ وہ کہاں گئی......؟''

''مما! اس میں راحیل کا کیا قصور ہے؟ اپنی ماں کے کردار کا وہ ذمے دار نہیں ہے تو پھر اس کو کیوں سزا ملے؟ یہ انصاف نہیں ہے۔''

''تم سمجھنے کی کوشش تو کرو عائزہ! وہ اسی جگہ ہی جوان ہوا ہے کون نہیں جانتا اس کو یہاں پر......؟ تم سے پہلے بھی محبت کا جھانسہ دے کر وہ کتنی لڑکیوں کی زندگی تباہ و برباد کر چکا ہے۔ شکر ہے کسی نیکی کے عوض تم اس کی گرفت میں آنے سے پہلے ہی بچ گئی ہو طغرل کسی فرشتے کی طرح ہماری زندگی میں آیا ہے۔''

''طغرل؟ ہونہہ! نام مت لیں ان کا میرے سامنے...... نفرت ہے مجھے ان سے...... یہاں آ کر بڑے نیک فرشتے بن رہے ہیں، آسٹریلیا میں رہ کر کیا کیا گل نہیں کھلائے ہوں گے انہوں نے یہ کون جانے...... یہاں آ کر سب ہی اپنی پارسائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دودھ کا دھلا کوئی نہیں ہوتا ہے۔ کالک رسوائی کی دامن کے کسی نہ کسی حصے پر ضرور لگی ہوتی ہے سب کے، جو کسی کی نظر آتی ہے اور کسی کی نہیں۔''

''اس بحث سے مقصد کیا ہے تمہارا؟'' وہ پریشانی سے گویا ہوئی تھیں۔ عائزہ کے بگڑے تیور ظاہر کر رہے تھے وہ کسی سمجھوتے پر تیار ہے نہ ہوگی۔

''مجھے راحیل سے ملنا ہے کیونکہ اس لاکر کی تمام جیولری اور رقم میں راحیل کو دے چکی ہوں، یہ لاکر خالی ہے۔'' اس نے گویا دھماکا کیا تھا۔

❁......☆......❁
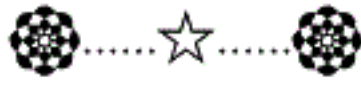
''سگنل کھلتے ہی اعوان نے کار دوڑا دی تھی اور ماہ رخ نے جھک کر سائیڈ مرر میں دیکھا تھا۔ گلفام کی سائیکل بڑی گاڑیوں کے ہجوم میں گھر کر پیچھے رہ گئی تھی مگر اس کے چہرے پر حیران و پریشان بے یقینی کی کیفیت اتنی شدید تھی کہ کوئی بعید نہ تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اس کو چھونے سے بھی دریغ نہ کرتا اگر سگنل آف رہتا تو وہ یک ٹک اس کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی سراسیمہ کیفیت اور حیرانی بھری نظریں اس کے ذہن میں چپک گئی تھیں۔

''تم ٹھیک تو ہو ماہ رخ!'' اعوان نے اس کو خاموش اور پریشان دیکھ کر پوچھا اور ساتھ ہی ٹشو پیپر اس کی طرف بڑھایا تھا، کہ وہ پسینے پسینے ہو رہی تھی۔

''جی، میں ٹھیک ہوں۔'' بڑی مشکل سے وہ لبوں پر مسکراہٹ لانے میں کامیاب ہوئی تھی اور پسینہ خشک کرنے لگی تھی۔

''طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری...... یہ ایک دم سے کیا ہوا ہے؟'' اعوان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فکرمندی سے کہا تھا کہ وہ خاصی دیر سے اس کی کیفیت نوٹ کر رہا تھا۔ وہ اس سے بات کر رہا تھا مگر اس نے سنا ہی نہیں تھا ایک عجیب سی بے چینی و اضطراب اس کے وجود میں پیدا ہو گیا تھا۔

''دراصل، مجھے یاد آیا ہے ابھی گھر پر ڈیڈی کے مہمان آئیں گے، میرا جلد گھر پہنچنا ضروری ہے، مما بھی گھر پر نہیں ہیں، اگر میں بھی گھر پر موجود نہ ہوئی تو ڈیڈی کو غصہ آئے گا، آپ مجھے ڈراپ کر دیں۔'' اس کے دل میں بے چینی پھیل گئی تھی، وہ جانتی تھی گلفام سیدھا گھر جائے گا اور اگر وہ گھر پر نہ ہوئی تو ہو سکتا ہے وہ حقیقت جان جائے اور ایسا ہوا تو پھر کچھ نہیں بچے گا، خواب، خواہش اور آرزوئیں سب موتیوں کی طرح بکھر جائیں گے اور وہ سب گوارا کر سکتی تھی مگر خوابوں کا سودا ہرگز نہیں۔

''اتنی جلدی......؟ ابھی تو تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔'' اس کی سوچوں سے بے خبر وہ کہہ رہا تھا۔

''آج نہیں! مجھے جلدی گھر جانا ہے، اگلی ملاقات میں دل بھر کر باتیں کرنا۔'' ماہ رخ نے اس کو تسلی کا لالی پوپ پکڑایا تھا۔

''اوکے، تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں کہ میں اپنے دل پر ظلم کر سکتا ہوں مگر اپنی محبت کو پریشان نہیں دیکھ سکتا۔'' ہر بار کی طرح وہ اس کا مان رکھ گیا تھا۔

''آج تو میں تمہیں یہاں نہیں چھوڑوں گا، تمہارے گھر کے آگے ہی ڈراپ کروں گا۔'' وہ اپنی مخصوص جگہ پر اترنے لگی تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گویا ہوا تھا۔ ''روز تم اسی جگہ پر اترتی ہو یہ جگہ مجھے عجیب سی لگتی ہے تمہارے شایان شان ہرگز یہ جگہ نہیں ہے رخ۔'' اعوان نے ناپسندیدہ نظروں سے اردگرد نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا تھا۔

یہ کچی آبادی تھی ٹوٹے پھوٹے گھر، جھونپڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ٹین کی چھتوں والی چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں اور سامنے ہی بھینسوں کا باڑہ تھا،

جہاں بھینسیں بندھی جگالی کرتی رہتی تھیں اور اس حصے سے ایک تعفن اٹھتا تھا جو یہاں کی فضا میں رچ بس گیا تھا اور اعوان کو اس جگہ پر سانس لینا بھی ناگوار گزرتا تھا۔

''تم روز یہاں کیوں اترتی ہو؟اس جگہ سے تمہارا کیا تعلق ہے؟'' وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے سوال پر سوال کر رہا تھا اور وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی بڑی مخمور نگاہوں سے......اعوان کے ہاتھ کی حدت اس کے رگ وپے میں دوڑنے لگی تھی اور یہ خواہش شدت سے اس کے دل میں ہلچل مچانے لگی کہ کاش!وہ اسی طرح محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھا رہے اور زندگی تمام ہوجائے۔

''ارے!تم میری کسی بات کا جواب ہی نہیں دے رہی ہو؟شاید اپنے ڈیڈ سے بہت زیادہ ڈرتی ہو تم اور میں تمہارا وقت ضائع کررہا ہوں۔'' اس کی دھڑکنوں سے بے خبر اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا اور وہ بھی گویا ہوش میں آ گئی تھی فوراً بات بناتے ہوئے گویا ہوئی۔

''ڈیڈی!بے حد اصول پرست ہیں ان کی پوری زندگی اصولوں کی پاسداری میں ہی گزری ہے اس کے علاوہ وہ ٹائم کے بے حد پابند ہیں اور ہم سے بھی وہ یہی توقع رکھتے ہیں۔''

''اوہ!ہی از اے گریٹ مین!میں بہت جلد ان سے ملنا چاہوں گا۔'' اس نے احترام بھرے لہجے میں کہا اور ماہ رخ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

حسب عادت ماہ رخ دور تک جاتی اس کار کو وہاں کھڑی دیکھتی رہی تھی کہ یہ اس کا معمول تھا جب تک کار نگاہوں سے اوجھل نہ ہوجاتی اس وقت تک وہ کھڑی دیکھتی رہتی تھی اور یہ محبت کا تقاضا ہرگز نہ تھا' یہ اس کا خوف تھا' اس کی احتیاط تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی اصلیت سے وہ واقف ہو' اسے ڈر رہتا تھا کہ وہ کہیں چپکے سے آ کر اس کا پیچھا نہ کرے اور چوراہے پر اس کا بھانڈا پھوٹ جائے۔ کار نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ تیز تیز چلنے لگی تھی تاکہ گلفام کے گھر پہنچنے سے پہلے خود گھر پہنچ جائے۔

❁......☆......❁

''پری!تمہاری نانو تم سے ملنا چاہتی ہیں' ان کا ڈرائیور دو مرتبہ آچکا ہے پھر کل آنے کا کہہ کر گیا ہے تم تیاری کرلو کل چلی جانا۔'' وہ تیل لگانے کے بعد دادی جان کی چٹیا باندھ رہی تھی جب انہوں نے اطلاع دی۔ ''تمہیں ان کے پاس گئے ہوئے بھی کافی عرصہ ہوچکا ہے اور ہوسکتا ہے تمہاری ماں بھی وہاں پر آئی ہوئی ہو۔'' دادی جان کا موڈ خاصا اچھا تھا جو اس کو نا صرف جانے کی اجازت دے رہی تھیں بلکہ اصرار بھی کررہی تھیں۔ کوئی اور موقع ہوتا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سماتی کہ دادی جان اس کی ماں کا نام اچھے انداز میں لے رہی تھیں مگر اس وقت وہ وعدے کی زنجیر میں جکڑی ہوئی تھی اور یہ صرف وعدہ ہی نہ تھا بلکہ اس گھر کی بقا اور عزت کی بات تھی۔ وہ خاموشی سے عائزہ کی نگرانی کررہی تھی اور اسی دوران اس کو محسوس ہوا عائزہ کے ارادے بالکل بھی نیک نہیں ہیں' وہ پر کٹے پرندے کی مانند پورے گھر میں مضطرب پھرتی نظر آتی۔

''ارے پری!کیا گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھی ہو' جو کسی بات کا جواب ہی تمہارے منہ سے نہیں نکل رہا ہے؟'' دادی حیرت سے گویا ہوئی تھیں۔

''اوہ دادی جان!میں کچھ عرصے بعد نانو کے ہاں جاؤں گی ابھی نہیں۔'' بالآخر اسے جواب دینا ہی پڑا۔

''ہیں!یہ کایا پلٹ کیونکر ہوئی......کل تک تو کوئی مذاق میں بھی کہہ دے تو تم یک دم ہی نانو کے ہاں جانے کو تیار ہوجاتی تھیں اور آج خود ہی وہاں جانے سے منع کررہی ہو؟'' ان کو سخت اچنبھا ہوا۔

''دادی جان!آپ کی ٹانگوں میں اتنا درد ہے ہاتھوں میں بھی' اب ایسی حالت میں آپ کو چھوڑ کر جانے کو میرا دل نہیں چاہ رہا۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ دو تین ماہ سے میری صورت دیکھ دیکھ کر اکتا گئی ہیں تو کہہ دیں' میں کچھ دنوں کے لیے آپ کی نظروں سے دفع ہوجاؤں گی......چلی جاتی ہوں میں۔'' وہ شرارت سے گویا ہوئی تھی اور اماں کی تیوری چڑھ گئی تھی۔

''ارے واہ!یہ تو وہی بات ہوئی کہ آ بیل مجھے مار!میں ایسا کیوں چاہوں گی کہ تم مجھ سے دور رہو؟میرا اختیار اگر چل جائے تو میں تم کو کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دوں مگر بیٹا!ان کا بھی حق ہے تم پر اور میں کسی کا حق نہیں مارنا چاہتی۔''

''السّلام علیکم دادو!'' طغرل نے اندر آتے ہوئے سلام کیا۔

''وعلیکم السّلام بیٹا!تم آج کل کہاں رہنے لگے ہو؟'' انہوں نے اسے اپنے قریب جگہ دیتے ہوئے لاڈ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہیں ہوتا ہوں دادو! بلکہ آج کل آپ مجھے لفٹ نہیں کرا رہی ہیں۔ جب بھی دیکھتا ہوں آپ پری سے راز و نیاز میں مصروف رہتی ہیں۔'' وہ دادی کے دوسری طرف بیٹھی پری کو دیکھ کر گویا ہوا تھا اس کی بات پر دادی بے ساختہ ہنس پڑیں اور پری نے اس کے انداز میں پھر پہلے والی شوخی و شرارت محسوس کر کے گہرا سانس لیا تھا۔

''یہ کیا بات کی تُو نے طغرل! بات کرنے سے پہلے سوچتے ہیں۔''

''سوچتے وہ ہیں جن میں عقل ہوتی ہے یا کسی کی عزت کا پاس ہوتا ہے۔'' پری نے جل کر سوچا تھا۔

''سچ ہی تو کہہ رہا ہوں دادی جان! آپ مجھے کوئی اہمیت نہیں دیتیں۔''

''ارے یہ سب تمہارا وہم ہے، تم کیوں خیال کرتے ہو بلا وجہ ہی......؟''

''پھر آپ ایک بات سچ سچ بتائیں گی بالکل ایمان داری سے......؟'' وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گیا تھا جب کہ نگاہیں پری کے چہرے پر تھیں۔

''ایمان داری سے......؟'' دادی نے اس کو گھورا۔

''دیکھ لیں دادی جان...... یہ آپ کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔'' پری نے بھی موقع سے فائدہ اٹھانے کی سعی کی۔

''ارے اتنے جوتے لگاؤں گی کہ دماغ درست ہو جائے گا تمہارا طغرل!'' ان کا شاہی غصہ عود کر آیا تھا۔

''اوہ! آئی ایم سوری دادی جان! میں نے کوئی غلط لفظ کہہ دیا ہے؟'' وہ سچ مچ شرمندہ ہو گیا تھا کہ اس کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا۔

''خیر، بولو کیا بول رہے تھے؟ کس بارے میں حلف لے رہے تھے مجھ سے......؟'' اس کا ندامت بھرا انداز دادی کو نرم کر گیا تو وہ گویا ہوئی تھیں۔

''کچھ نہیں، بس میں پوچھ رہا تھا کہ آپ مجھ سے زیادہ محبت کرتی ہیں یا پری سے؟ آج تو آپ کو یہ بات سچ سچ بتانی ہو گی دادو!''

''پھر وہی بات...... تم کیوں بار بار یہ سوال کرتے ہو؟''

''دیکھیے دادی جان! سیاسی جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ پھر وہی باتیں کرنے بیٹھ گیا تھا جس سے اس کو چڑ تھی۔ وہ خاموشی سے اٹھی تھی اور لان میں چلی آئی تھی۔ دادی نے اس کو کیا جواب دیا اس سے اس کو اب کوئی دلچسپی نہیں تھی، دادی کس سے کتنا پیار کرتی ہیں اس کا اندازہ اس کو بہت اچھی طرح سے تھا اور یہ بات طغرل کو بھی بخوبی معلوم تھی۔ مگر نا معلوم کون سی تشنگی تھی اس کے اندر جو اکثر اوقات اس کو بے کل کرتی تھی اور وہ دادی سے پوچھنے پہنچ جاتا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہیں، نا جانے وہ محض پری کو تنگ کرنے کا کوئی طریقہ تھا یا اس کی کوئی محرومی؟ اور یہاں آ کر اس کا دل گواہی دیتا تھا کہ وہ صرف اور صرف اس کو تنگ کرنے کا طریقہ ہے ورنہ اس بندے کو محبتوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اس کی جھولی ہمیشہ ان خوشیوں سے بھری رہی تھی۔

''ناراض ہو گئی ہو؟'' بہت قریب سے اس کی آواز آئی تھی، تیز خوشبو کا ایک جھونکا تھا جو ارد گرد پھیل گیا تھا، اس کو جنون تھا ایسے تیز پرفیومز استعمال کرنے کا جس کی مہک احساسات کو بوجھل کرنے لگتی تھی۔ ''ہوں، تم تو سچ مچ ناراض ہو۔'' اس نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔

''طغرل بھائی! میں نے کتنی مرتبہ آپ سے کہا ہے، مجھ سے فاصلے پر رہ کر بات کیا کریں۔'' اس نے ایک جھٹکے سے ان کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹک کر غصے سے کہا۔

''ہم دوست ہیں یار! تم کیوں اتنی معمولی معمولی باتوں پر بھڑکتی ہو...... تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے...... تم خود کو کانچ کی بنی ہوئی سمجھتی ہو کہ کوئی چھوئے گا اور تم ٹوٹ کر بکھر جاؤ گی؟'' وہ بہت اچھے موڈ میں اس سے معذرت کرنے آیا تھا مگر جس انداز میں پری نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا اس سے اس کو بہت اہانت محسوس ہوئی۔

''آپ جہاں سے آئے ہیں وہاں ایسی کوئی حد نہیں ہے لیکن یہاں آپ کو ایسی حرکتیں زیب نہیں دیں گی۔'' وہ کہہ کر وہاں سے جانے لگی تھی تب ہی اس نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ بہت سختی تھی اس کے انداز میں، درد کی ایک لہر اس کی رگ و پے میں دوڑ گئی تھی۔ اس نے غصے سے اس کی طرف دیکھا مگر اس کی نگاہوں سے شعلے سے لپکتے محسوس ہو رہے تھے اور چہرہ آگ کی مانند تپ رہا تھا۔ پہلی بار اسے اس سے خوف محسوس ہوا تھا اور

گھبرا کے وہ بولی۔ ''ہا...... ہاتھ چھوڑیے طغرل بھائی میرا۔''

''ایک بار نہیں، بار بار تم میری عزت نفس، میرے کردار پر وار کر چکی ہو۔ تمہارا خیال ہے میرا وقت آسٹریلیا میں عیاشیوں میں گزرا ہے؟'' اس نے ہاتھ پکڑے پکڑے ہی اس کو زور سے جھٹکا دے کر کہا تھا اور اس کو جھٹکا دینے سے کسی بے جان گڑیا کی طرح کانپ اٹھی تھی۔ ''تم کو کس نے حق دیا ہے کہ کسی کی عزت نفس اور کردار کو محض اپنی خیالی گندگی سے داغ دار کر دو اور اس پر بدکرداری و بدنیتی کا لیبل چسپاں کر دو؟ بولو...... کس نے حق دیا ہے تمہیں...... ؟ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے میری بدکرداری کا...... ؟'' وہ ہنسنے مسکرانے والا کھلنڈر رسا نوجوان جس کی شخصیت میں عجب سی کشش اور جاذبیت تھی، لوگ اس سے مرعوب رہتے تھے، وہ جس کو چاہتا اپنا گرویدہ بنا لینے کا ہنر جانتا تھا مگر اول روز سے پری سے چلنے والی چپقلش میں کمی کی جگہ اضافہ ہوتا ہی جا رہا تھا۔

''میرا ہاتھ چھوڑیں طغرل بھائی! ورنہ میں چیخنے لگوں گی، سمجھے آپ؟'' اس کا جنون حد سے بڑھتا دیکھ کر اس نے دھمکی دی۔

''چیخو! مجھے کوئی پروا نہیں ہے مگر تم میرے سوالوں کے جوابات دیئے بغیر نہیں جا سکتیں، مجھے بھی تو معلوم ہونا چاہیے نا، جس لڑکی نے بیس سال مجھ سے بات نہیں کی اور نا ہی کسی سے کچھ پوچھنا گوارا کیا، جو مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہو کہ میرا نام بھی سننے کی روادار نہ ہو تو وہ کس طرح یہ جان سکتی ہے کہ میں نے سات سمندر پار کہاں اور کس طرح زندگی گزاری ہے؟''

''ضروری نہیں ہے کسی کے کردار کو جاننے کے لیے اس کے پیچھے ہمیں سات سمندر پار ہی جانا پڑے۔'' پری نے اس کی ہٹ دھرمی محسوس کر کے کہنا شروع کیا تھا۔ ''آپ کی بے تکلفی کی کوشش کرنے کا انداز بتا دیتا ہے کہ آپ کس ٹائپ کے انسان ہیں، آپ کی نیچر کیا ہے۔'' پری کے انداز میں اتنی کراہت و حقارت تھی کہ اس کے اندر شرارے سے اڑنے لگے تھے۔ دل تو یہی چاہ رہا تھا اس بددماغ لڑکی کے وجود کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دے، توڑ مروڑ دے مگر......!

اوہ! میں تو بہت گرا ہوا شخص ہوں آپ کی نگاہ میں، جو لڑکیوں سے بے تکلفی کے بہانے ڈھونڈتا ہے، جس میں نہ شرافت ہے اور نہ ہی حمیت اور رشتے کے تقدس کا بھی لحاظ نہیں ہے، ہے نا! یہی جتانا چاہ رہی ہو نا تم!'' اس کے انداز میں وحشت تھی، ایسا جنون کہ وہ اقرار میں نہ گردن ہلا سکی نہ کوئی لفظ کہہ سکی تھی۔ اس کا دل بُری طرح دھڑکنے لگا۔ رات کا اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا اور اس وقت گھر میں کوئی بھی تو موجود نہیں تھا ماسوائے دادی جان کے جو کھانا کھا کر نماز و وظائف کی ادائیگی کے بعد لیٹ چکی تھیں۔ صباحت دونوں بیٹیوں کے ہمراہ اپنی بہن کے ہاں گئی ہوئی تھیں اور پاپا کا کوئی ٹائم نہ تھا گھر آنے کا، وہ عموماً دیر سے آتے تھے اور اس وقت چوکیدار بھی اپنے کیبن میں نہیں تھا۔

''طغرل بھائی! میرا ہاتھ چھوڑیں۔'' اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

''بہت نیک و پارسا سمجھتی ہو خود کو...... ؟'' وہ اس کی کہاں سن رہا تھا وہ شاید حواسوں میں ہی نہ تھا۔

''طغر...... ل...... بھا...... ئی...... !'' اس نے دو قدم آگے بڑھائے تھے۔ اس کے انداز میں ایسی وحشت و درندگی تھی کہ وہ چاہنے کے باوجود چیخ نہ سکی تھی۔

......☆☆☆......

''میں اس وقت تک تمہارا ہاتھ نہیں چھوڑوں گا، جب تک تم میری اَنا پر لگائے زخموں پر مرہم نہیں لگاؤ گی...... آخر تمہیں حق کس نے دیا ہے کہ تم جب بھی دل چاہے میرے کردار پر کیچڑ اُچھالو؟ مجھے میری نگاہوں میں گرانے کی کوشش کرو؟'' اس کی آنکھیں، اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

پری کے ہاتھ کو اس نے ابھی تک مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ اس کی ناراضگی و وحشت پری کی مزاحمت کمزور کر رہی تھی۔

''بحیثیت کزن! میں عادلہ سے بھی نارمل طریقے سے بی ہیو کرتا ہوں، وہ تمہاری طرح نہیں چڑتی۔ خود کو نیک پروین ثابت کرنے کی سعی نہیں کرتی۔ آج تمہیں بتانا ہوگا۔'' اس کی گرفت اس کے ہاتھ پر قدرے ڈھیلی ہوئی تھی اور لہجے کا تناؤ بھی کم ہوا تھا۔ ''تم کسی کمپلیکس کا شکار ہو یا اوور کانفیڈنس کا؟''

''میرا ہاتھ چھوڑ دیں طغرل بھائی!'' اس نے اپنے لہجے کو کمزور نہیں ہونے دیا تھا، دل کی حالت زیر و زبر تھی مگر وہ اس وقت اس خوف و تنہائی کے

عالم میں اس پر کسی قسم کی کمزوری کا احساس نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے پری کے چہرے کو دیکھا تھا' جہاں ناگواری وناپسندیدگی کی اتنی گہری دھند تھی کہ اس کو محسوس ہوا کہ وہ اس سے بہت فاصلے پر کھڑی ہے۔ جس کی مسافت طے کرنا کم از کم اس کے اختیار کی بات نہ تھی۔

''مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجیے' میں بے حد غیر اہم لڑکی ہوں' میری کھوج میں پڑ کر آپ صرف وقت کا زیاں کر رہے ہیں طغرل بھائی! ہاتھ چھوڑ دیں پلیز......'' بہت برہم انداز میں اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔

اس کے قدموں کی دھمک سے فضا گونجنے لگی تھی' پری نے ڈبڈباتی نظروں سے اپنی سفید کلائی کو دیکھا تھا۔ جس پر اس کی مضبوط انگلیوں کے سرخ نشان ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

آنسو بے حد خاموشی سے ٹوٹ کر رخساروں پر بہتے رہے۔ وہ نیم مردہ قدموں سے اپنے کمرے میں آ گئی اور کچھ دیر خالی ذہن کے ساتھ بیٹھے رہنے کے بعد پھر گہرا سانس لے کر سیل پر نمبر پش کرنے لگی۔

❁......☯......❁

وہ تیز تیز قدموں سے گھر پہنچی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے گلفام کو گھر میں بیٹھے دیکھا' وہ پلنگ پر بیٹھا بے قراری سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ لمحے بھر کو دونوں کی نگاہیں ٹکرائی تھیں اور نا معلوم ان صاف وشفاف براؤن آنکھوں میں کون سا جذبہ تھا' کون سی اذیت تھی جو وہ گھبرا کر نگاہیں جھکانے پر مجبور ہو گئی تھی۔

''السلام علیکم!'' وہ کہہ کر آگے بڑھی۔

سارا گھر خاموش تھا۔ ماں اور چچی دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔

''امی اور چچی کہاں ہیں؟ کہیں گئی ہیں کیا؟'' بہت تیزی سے اپنی گھبراہٹ وبوکھلاہٹ پر قابو پا کر پلنگ پر بیٹھتے ہوئے جوتے اتارتے ہوئے عام سے انداز میں گویا ہوئی تھی۔

''ابو کی خالہ' خالہ بختاور کا انتقال ہو گیا' وہاں گئے ہیں سب۔'' اس نے جواب دیا تو اس کی آواز میں شگفتگی وجنوں خیزی نہیں تھی جو اس سے بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں در آتی تھی' عجیب رندھا رندھا لہجہ تھا' اس کا یقین سمندر میں ڈوبتی' ابھرتی کسی کشتی کی طرح وہ اس کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا گویا پہچاننے کی سعی کر رہا ہو۔

''اوہ......تو سب کو جانے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف ابو اور امی چلے جاتے وہاں۔ چچی اور چچا بھی چلے گئے خوامخواہ......'' وہ بے زاری سے جوتے اتار کر اٹھتے ہوئے بولی پھر بیگ اور جوتے اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگی۔

''یہ کیسی باتیں کرتی ہو رخ! خالہ بختاور دنیا چھوڑ گئی ہیں......سب کا جانا ضروری تھا۔'' اس کے انداز پر وہ افسردگی سے گویا ہوا تھا۔

''اچھا! سب کے جانے سے کیا خالہ بختاور واپسی کا ارادہ کر لیں گی کہ چلو بھئی! اب ناراضگی ختم سب لوگ آ گئے ہیں' واپسی کی راہ پکڑی جائے......!''

''استغفراللہ! کیسی بھٹکی ہوئی باتیں کر رہی ہو' مرنے والوں کے لیے ایسی باتیں نہیں کرتے' ویسے بھی وہ ابو کی سگی خالہ تھیں۔'' گلفام نے بے حد نرمی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

''پھر تم کیوں نہیں گئے؟ تمہیں بھی جانا چاہیے تھا' آخر وہ ابو اور چچا کی سگی خالہ تھیں' تم نہیں گئے تو ان کی روح اداس ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے تم سے شکایت کرنے یہاں بھی آ جائے۔'' وہ اپنے ذہنی خوف پر مکمل قابو پا چکی تھی اور شوخ انداز میں اس کو چھیڑ رہی تھی۔

''مرنے والوں کا مذاق نہیں اڑاتے۔ اللہ کو پسند نہیں ہے یہ اور میں تو تمہارے لیے یہاں رک گیا تھا' تایا اور تائی نے کہا تھا تمہیں ساتھ لے کر آؤں۔''

''مائی گاڈ! میں بھی جاؤں گی وہاں......'' وہ کمرے میں جاتے جاتے پلٹ کر ناگواری سے گویا ہوئی۔

''ہاں! آج کوئی گھر نہیں آئے گا' وہیں رکیں گے سب' اتنا قریبی رشتہ ہے۔''

''اوہو! تو وہ کون سی سولہ سال کی عمر میں مری ہیں؟ پورے ساٹھ سال کراس کر چکی تھیں اور اب بھی نہ مرتیں کیا؟ جو اتنا سوگ منایا جا رہا ہے۔ میں نہیں رکوں گی وہاں پر۔'' اس کے انداز میں جھنجلاہٹ تھی۔

''رخ! بات سنو؟'' اس کو آگے بڑھتے دیکھ کر وہ دھیمے لہجے میں پکار اٹھا۔ کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے قدم رک گئے تھے۔

''تم روز کالج سے اتنی دیر میں آتی ہو؟'' وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا' پل بھر کو وہ کچھ کہہ ہی نہیں پائی تھی۔

''نہیں! کبھی جلدی بھی آ جاتی ہوں اور کبھی اس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی ہے۔''

''بس میں آتی ہو گی نا؟'' وہ اٹکتے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

''نہیں!'' وہ اسے گھور کر طنز سے گویا ہوئی۔ ''تم میرے لیے جہاز بھیجتے ہونا اسی میں آتی ہوں۔'' اس کے انداز پر وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دیا تھا جب کہ وہ مزے سے کمرے میں چلی گئی تھی' وہ خاصی دیر ہلتے پردے کو دیکھتا رہا تھا۔ ایک گرد آلود موسم اس کے دل کے افق پر بھی چھایا ہوا تھا۔ آج جو کچھ اس کی نگاہوں نے دیکھا تھا نا معلوم وہ اس کی آنکھوں کا دھوکا تھا یا وقت کی حقیقت تھی۔

جو کچھ بھی تھا' مگر بہت تکلیف دہ تھا۔ اس نے ماہ رخ سے دل کی گہرائیوں سے محبت کی تھی' اس کے ایک ایک عکس سے' ہر ایک روپ سے واقف تھا وہ...... وہ خواہ کتنے پردوں میں رہ کر اوجھل ہو جائے کوئی سا بھی بہروپ دھار لے اس کی محبت کی کشش' اس کے جذبوں کی لگن' اسے شناخت کر لے گی۔ کیا معاف بھی کر دے گی؟ وہ گہری سوچوں میں گم تھا۔

❀.....☯.....❀

کال کر کے اس نے ڈرائیور کو بلوا لیا اور دادی کو بتانے چلی آئی۔ طغرل کی اس حرکت کے بعد اس کا بالکل بھی دل وہاں رکنے کو تیار نہ تھا اور رات گئے جانے کی اطلاع پر دادی نے چونک کر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر استفسار کیا۔

''رات کے اس پہر جاؤ گی؟ کیا ہوا ہے؟ کوئی بات ہوئی ہے؟''

''دادی جان! میں جانا چاہتی ہوں' مجھے جانا ہے ابھی اور اسی وقت۔'' دل کی کیفیت کا اثر تھا جو زبان بھی کچھ کڑوی ہو گئی تھی۔

''کل تک انکار کر رہی تھیں جانے سے...... یہ آناً فاناً جانے کی سدھ کیا اٹھی ہے تمہیں؟ صبح چلی جانا کیا سوچیں گی' تمہاری نانی کہ اس وقت کیوں آئی ہو...... تم؟'' انہوں نے رسانیت سے سمجھانے کی کوشش کی اس وقت وہ طغرل کی موجودگی میں یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی سو گویا ہوئی۔

''میں ابھی جاؤں گی دادی جان! صبح تک نہیں رک سکتی۔''

''ہاں...... تم صبح تک کیوں رکو گی؟ تمہارے نا جانے سے قیامت آ جائے گی۔ ضدی تو سدا کی ہو' وہی کرتی ہو جو دل میں سودا سما جائے' جاؤ......''

جب وہ وہاں پہنچی تو اس کی کال کی وجہ سے نانو جاگ رہی تھیں۔ انہوں نے بے حد محبت سے اس کو گلے لگایا اور بتایا کہ اس کی مما وہاں موجود ہیں۔ اس وقت وہ سو رہی ہیں۔

اس نے منع کر دیا کہ وہ ان کو بیدار نہ کریں' صبح ملاقات ہو جائے گی۔ جب مثنیٰ اٹھیں اور مما کی زبانی پری کی آمد کا سنا تو وہ فکر مند ہو گئیں۔

''ممی! پری رات کو آئی ہے...... کوئی گڑبڑ ہے ورنہ اس سے قبل تو وہ شوفر کو واپس بھیج چکی تھی' آنے سے انکار کر دیا تھا اس نے۔'' واک کرتے ہوئے عشرت جہاں ان کی تشویش کو رد کرتے ہوئے بولیں۔

''کیا گڑبڑ ہو گی بھلا؟ یہ اٹل حقیقت ہے کہ اس کی دادی اور باپ بھرپور خیال رکھتے ہیں پری کا' کوئی کیا گڑبڑ کر سکتا ہے؟''

''میں جانتی ہوں ممی! وہ اس طرح آنے والی نہیں ہے۔ اس کی اپنے باپ کی طرح بڑی اونچی ناک ہے' کوئی بات خلافِ توقع ہوئی ہے جس کی باعث وہ رات کو آئی ہے۔'' مثنیٰ کے چہرے پر تفکرات کے جال تھے وہ مضطرب ہو گئی تھیں۔ وہ پری کے بیدار ہونے کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھیں۔ ناشتے کی ٹیبل پر ملاقات ہوئی تو حسبِ عادت انہوں نے گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی۔ ان کی نگاہیں بڑی بے تابی سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ عشرت جہاں بہت اپنائیت سے اس کو ناشتہ کروا رہی تھیں اور ان کی نظریں گاہے بگاہے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہی

تھیں۔ جہاں ایسا کچھ نہیں تھا جوان کو چونکانے کا باعث بنتا۔ البتہ یہ احساس ان کو شدت سے ہو رہا تھا کہ...... وہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ اور کم گو ہو چکی ہے۔ گہری براؤن آنکھوں میں خاموشی ساکت ہو گئی ہے۔

''پری! آپ کی مما بہت پریشان ہیں آپ کی وجہ سے۔'' نانو نے سلائس پر مکھن لگا کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیوں؟'' اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ مثنیٰ نے چونک کر اسے دیکھا۔

''مثنیٰ کا خیال ہے کہ آپ کو کوئی پرابلم ہوئی ہے جو آپ رات کو اچانک آئی ہیں۔'' پھر اس کے روکھے انداز کو نوٹ کر کے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''ایسی کوئی بات ہوئی ہے کیا پری؟'' اس نے سلائس کھاتے ہوئے دونوں کی طرف غور سے دیکھا اور بولی۔

''دادی ٹھیک کہہ رہی تھیں...... مت جاؤ اس ٹائم۔''

''ارے ایسی بات نہیں ہے پری! یہ آپ کا گھر ہے' یہاں آنے کے لیے کسی ٹائمنگ کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس کا بگڑتا موڈ دیکھ کر عشرت جہاں تیزی سے گویا ہوئیں۔

''میرا کوئی گھر نہیں ہے' نہ یہ گھر میرا ہے' نہ وہ گھر میرا ہے۔ میں اپنی مرضی سے نہ کہیں آ سکتی ہوں' نہ جا سکتی ہوں۔'' وہ غصے سے ناشتہ چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اس کی یہ شدید ناراضگی ان کو پریشان کر گئی تھی۔

انہوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ مثنیٰ نے وہاں سے جاتی پری کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

''پری! دس از ناٹ گڈ! کیا ہوا ہے؟ کیوں اتنی ڈپریسڈ ہو؟ بتاؤ مجھے اس طرح غصہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔''

''پلیز! آپ ہاتھ نہ لگائیں مجھے' آپ کا کوئی حق نہیں ہے مجھ پر۔'' اس نے شدید خفگی سے ان سے ہاتھ چھڑایا تھا۔

''پری......!'' وہ اس کے انداز پر شاکڈ رہ گئی تھیں۔ جب کہ پری بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔

''کچھ مت سوچو مثنیٰ! وہ ٹھیک ہو جائے گی ابھی...... آؤ تم ناشتہ کرو' میں اس کو ابھی اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرواؤں گی۔'' عشرت جہاں گم صم کھڑی مثنیٰ کا ہاتھ تھام کر تسلی دینے لگیں۔

''ممی! میں کیسے کچھ نہیں سوچوں؟ بر تاؤ دیکھا آپ نے اس کا؟ وہ کہتی ہے میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ کیا ہوا ہے ممی اسے' اس نے تو کبھی نگاہ اٹھا کر مجھ سے بلند لہجے میں بات نہیں کی تھی' اس کا لہجہ تو ہمیشہ برف کی طرح ٹھنڈا اور روئی کی طرح نرم ہوتا تھا۔'' وہ شدید اسٹریس کا شکار ہو رہی تھیں۔

''کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے' بچے ماں سے خفا ہو جاتے ہیں' تم بھی ہو جاتی ہو نا مجھ سے خفا پھر اسی طرح غصے کا اظہار کرتی ہو۔'' وہ ان کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے رسانیت سے سمجھا رہی تھیں۔

''ناراضگی' خفگی' جھگڑا یہ سب محبتوں کا ہی تو انداز ہے۔ بس ذرا اس کا رنگ مختلف ہے' انداز جدا ہے۔''

❁......☯......❁

سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے جب فیاض نے پری کی چیئر خالی دیکھ کر اماں جان سے استفسار کیا۔

''اماں جان! پری کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟ وہ ناشتہ نہیں کرے گی؟''

''وہ نانی کے ہاں چلی گئی ہے۔''

''کس ٹائم گئی ہے؟ شام تک تو گھر میں تھی وہ......'' فیاض کے ساتھ ساتھ طغرل بھی چونکا تھا۔ جوس کا گلاس اس نے واپس رکھ دیا تھا۔ اس کے ماتھے پر شکنیں در آئی تھیں۔

''بارہ بجے کے بعد گئی ہے' میں نے ایک نیند لے بھی لی تھی' کہنے لگی ڈرائیور آ گیا ہے نانو کے ہاں جا رہی ہوں' میں نے کہا بھی صبح چلی جانا مگر تم تو جانتے ہی ہو وہ جس چیز کی ضد پکڑ لے کر کے ہی چھوڑتی ہے۔ اس لیے میں نے بھی خاص توجہ نہیں دی اور جانے دیا اسے۔''

''ارے طغرل بھائی! آپ نے کیوں ناشتہ چھوڑ دیا......؟'' صباحت کی نظریں طغرل کے چہرے پر تھیں جہاں کچھ الجھنیں نمایاں تھیں۔ عادلہ

اس کی دلی کیفیت سے بے خبر مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔ جب کہ عائزہ بے فکری سے ناشتہ کر رہی تھی جیسے یہاں موجود نہ ہو۔

''کیا ہوا طغرل! ناشتہ کیے بنا کیوں اٹھ رہے ہو؟'' فیاض بھی چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

''انکل! جوس لے لیا ہے میں نے..... ناشتے کی گنجائش نہیں ہے۔ سائٹ پر جانا ہے فیکٹری کی کنسٹرکشن میں کچھ پرابلم کری ایٹ ہو رہی ہے۔'' وہ اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''اب ناشتہ تو کر لو..... یہ مسئلے تو زندگی میں چلتے ہی رہتے ہیں۔'' اماں جان کو ہمیشہ کی طرح اس کا خیال آیا۔

''دادو! بھوک لگے گی تو باہر کر لوں گا ناشتہ! آپ فکر مت کریں۔''

''اوکے' میں بھی آتا ہوں سائٹ پر' ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے اس کے بعد' وگرنہ ابھی ساتھ ہی چلتا آپ کے۔''

''ناٹ مینشن انکل! جب بھی آپ فری ہو جائیں تو آ جایئے گا۔'' وہ سب کو سلام کر کے چلا گیا۔

صباحت کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا کسی نے بھی طغرل کی اس بے چینی کو محسوس نہیں کیا تھا جو ان کی نگاہوں نے دیکھا تھا کہ پری کے ذکر پر اس کے چہرے پر کئی رنگ بکھرے تھے اور ناشتے کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ ساکت ہو گئے تھے اور وہ جوس بھی پورا نہ پی سکا تھا۔ اس کا اظہار انہوں نے عادلہ سے بھی کیا تھا کمرے میں آنے کے بعد۔

''مما! آپ کیوں ایسی باتیں کر کے میرا دل دھڑکاتی رہتی ہیں؟''

''ویسے کیا تمہارا دل دھڑکتا نہیں ہے؟ ایسی باتوں سے ہی دھڑکتا ہے؟'' وہ اس کو گھور کر گویا ہوئیں۔

''جب آپ پری اور طغرل کا نام ساتھ لیتی ہیں تو میرا دل بڑے درد بھرے انداز میں دھڑکتا ہے پھر آپ کو کیوں شک ہو رہا ہے کہ ان دونوں میں ہی کوئی بات ہوئی ہے جو پری رات کو چلی گئی۔'' عادلہ نے ماں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

''جب اماں نے بتایا تھا پری کے جانے کا' وہ چونک اٹھا تھا اس کے چہرے پر ایسی کوئی بات تھی جس نے مجھے چونکا دیا' ضرور ہماری غیر موجودگی میں ایسی بات ہوئی ہے ان دونوں کے درمیان۔'' صباحت کا لہجہ پُر یقین تھا۔

''کیا ہوا ہو گا مما! میرا دل گھبرا رہا ہے۔''

''صبر کرو' جو کچھ ہے جلد سامنے آ جائے گا۔''

❁.......☯.......❁

وہ کالج سے نکلی تھی حسب توقع اعوان کار لیے کھڑا تھا اس کو باہر نکلتے دیکھ کر وہ قریب چلا آیا' اس کے چہرے سے لگ رہا تھا وہ کئی راتوں سے سکون سے سویا نہیں ہے' کچھ بیمار اور بکھرا بکھرا لگ رہا تھا۔

''رُخ پلیز..... بات سنو میری.....'' اس نے قریب آ کر کہا۔

''اعوان! خدا کے واسطے جب تک میں نہ کہوں' یہاں نہ آؤ۔'' اس نے خوف زدہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

''کچھ دیر کے لیے میرے ساتھ چلو' قسم سے میں تمہارا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا پلیز..... پلیز رخ!'' اس کا انداز منت بھرا تھا۔ رخ نے رِسٹ واچ میں ٹائم دیکھا اور ایک بار پھر کار میں بیٹھنے سے پہلے چاروں طرف گہری نظروں سے جائزہ لیا تھا' اطمینان ہونے کے بعد وہ بیٹھ گئی۔ اعوان کے چہرے پر ایک دم ہی خوشی پھیل گئی تھی۔ دونوں خاموش رہے تھے وہ اس کو جلد ہی ایک ریسٹورنٹ میں لے آیا اور ایک سپریٹ کیبن میں وہ بیٹھ گئے تھے۔

''یہ سب کیا ہے رخ! تم مجھے محبت کرنے کی سزا دے رہی ہو؟'' وہ بیٹھتے ہی شکائتی انداز میں کہنے لگا۔ ''ایک ہفتہ ہو گیا اور تم مجھ کو ٹائم نہیں دے رہی ہو' جانتی ہو میں ایک دن بھی تم سے نہ ملوں تو میرا وقت نہیں گزرتا اور تم نے پورا ایک ہفتہ مجھ سے ملے بغیر گزار دیا ہے۔''

''میں کیا اس طرح تم سے نہ ملنے پر خوش ہوں اعوان! میری بھی ایسی ہی حالت ہے' مجھے بھی تم سے ملے بغیر کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے۔'' وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر گویا ہوئی۔

''پھر کیا مجبوری ہے؟'' اس نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔

''ہے کوئی مجبوری...... اب تمہیں کیا بتاؤں؟''

''مجھے نہیں بتاؤ گی تو کس کو بتاؤ گی؟ کوئی نہ کوئی تو ایسی بات ہے جو ہمارے ملنے میں رکاوٹ بن رہی ہے اور...... میں ہر رکاوٹ کو ہٹانے کی طاقت رکھتا ہوں رخ! تم ایک بار بتاؤ تو سہی۔'' وہ محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر اصرار کر رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی کس طرح بتائے کہ گلفام کو اس پر شک ہو گیا ہے۔ وہ حیلے بہانوں سے اس کے کالج آنے جانے کی روٹین کی نگرانی کرتا رہتا تھا اور وہ بھلا اتنی آسانی سے اس کی پکڑ میں آنے والی کہاں تھی؟ چکر دے کر اس کی گرفت سے بچ نکلتی تھی مگر اس کے بعد اس نے بہت سوچ کر اعوان سے کچھ دن نہ ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ گلفام سے بعید نہ تھا کہ وہ اس کھوج میں خاموشی سے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دے۔

''اعوان! محبت میں دوری بھی آنی چاہیے یہ محبت کو کم نہیں کرتی بلکہ بڑھاتی ہے اور میں چاہتی ہوں ہماری محبت بہت بہت بڑھ جائے اور ہم......''

''کیوں تڑپا رہی ہو؟ جانتی ہو میری محبت کی کوئی حد نہیں ہے تمہاری جدائی میں، میں بیمار ہو گیا ہوں، راتوں کو نیند نہیں آ رہی ہے مجھے۔'' وہ اس کی بات کاٹ کر مخمور لہجے میں گویا ہوا۔

''راتوں کو نیند نہیں آ رہی ہے تو...... دن میں سو جایا کرو نا۔'' وہ شوخ انداز میں گویا ہوئی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

''میری جان پر بنی ہوئی ہے اور جناب کو اٹھکیلیاں سوجھ رہی ہیں۔''

''کچھ کھانے کو آرڈر کرو گے یا باتوں سے ہی پیٹ بھروانے کا ارادہ ہے؟''

''میں تو دیدارِ یار سے ہی سیراب ہو جاؤں گا، تمہارے لیے آرڈر کرتا ہوں، کیا منگواؤں؟'' وہ مینو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

وہ ریسٹورنٹ سے باہر نکلے تھے کہ اعوان سے ایک بیرون ملک سے آیا ہوا دوست ٹکرا گیا۔

''ہیلو!'' وہ کنکھیوں سے آگے بڑھنے والی ماہ رخ کو دیکھتے ہوئے اعوان سے گرم جوشی سے گلے ملا، اعوان کے انداز میں بھی گرم جوشی تھی۔

''کیسے ہو تم؟ کب آئے کینیڈا سے؟''

''کل رات ہی آیا ہوں۔'' پھر رخ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

''یہ کون ہے؟''

''اندازہ لگاؤ؟'' وہ مسکرایا۔

''تمہاری گرل فرینڈ ہے اور کون ہو سکتی ہے؟'' وہ اطمینان سے بولا۔

''گرل فرینڈ نہیں...... تمہاری ہونے والی بھابی ہے۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''اوہ ریئلی! مبارک ہو۔ شی از ویری پریٹی اینڈ گورجز گرل۔''

''تھینکس یار! آؤ میں تمہیں رخ سے ملواتا ہوں۔'' وہ اسے لے کر ماہ رخ کے پاس آ گیا۔ ''رخ! یہ میرا کلوز فرینڈ ہے فاخر خان! ہم نے ایک ساتھ ہی تعلیم حاصل کی اور ہمارا بچپن بھی ساتھ گزرا ہے، مجھے یہ بہت عزیز ہے۔''

''ہیلو! آپ سے مل کر اچھا لگا۔'' فاخر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا تھا۔ اس کا بڑھا ہوا ہاتھ دیکھ کر اس نے ہچکچا کر اعوان کی طرف دیکھا تھا۔ جس نے مسکراتے ہوئے رضامندی سے کہا تھا۔

''ارے یار! ملا لو ہاتھ، یہ میرا دوست ہے، بھائی ہے میرا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا۔

❁......☯......❁

طغرل پری کے سخت رویئے کی وجہ جان ہی نہ سکا تھا کہ وہ کیوں اس کے ساتھ اس طرح کا سخت رویہ اختیار کرتی ہے؟ کیوں اس کی بے تکلفی کو وہ معیوب سمجھتی ہے؟ وہ کسی احساس کمتری کا شکار تھی یا احساس برتری کا......؟

وہ رات بھر اسی سوچ میں گزار کر بھی کچھ حاصل نہ کر پایا تھا اور صبح ناشتے پر جب اسے معلوم ہوا کہ وہ رات کو ہی اپنی نانو کے ہاں جا چکی ہے تو اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

ایک دن قبل ہی اس نے ڈرائیور کو واپس کیا تھا اس کی بات مانتے ہوئے اور اب اس طرح اس کا جانا کیا معنی رکھتا تھا۔ اسی سوچ میں وہ سائٹ پر گیا تھا۔ یہاں آ کر کسی کام میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔ فیاض کے سائٹ سے جانے کے بعد وہ بلاوجہ ہی سڑکوں پر کار دوڑاتا پھرتا رہا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

پری کیوں گئی؟

کسی طرح بھی یہ سوال حل نہ ہو سکا تو اس نے جیب سے سیل نکال لیا۔

❁......☯......❁

وہ بیڈ پر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے گرد لپیٹے بیٹھی تھی جب مثنیٰ، عشرت جہاں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔ وہ ان کو دیکھ کر بھی اس طرح بیٹھی رہی تھی۔

''پری! وہاں کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے تمہیں؟'' وہ اس کی پشت پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئی تھیں۔ عشرت جہاں بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

''کیا کر لیں گی آپ؟ اگر کسی نے مجھ سے جھگڑا بھی کیا ہو، کسی نے مجھے کچھ کہا بھی ہو تو......؟'' اس نے جھکی نگاہیں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تو وہ نگاہیں جھکانے پر مجبور ہو گئی تھیں کہ کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں......

شکایتیں......گلے......محرومیاں......وہ اس سے نگاہیں ملانے کے قابل نہ رہی تھیں۔

''بتائیں مما! آپ وہاں جا کر میری سائیڈ لے سکتی ہیں؟ میری حمایت میں بول سکتی ہیں؟''

''آہ! یہ وقت آ گیا تھا، جس وقت سے بچنے کی انہوں نے ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن جو حقیقت ہوتی ہے وہ وقت پر ضرور اپنا چہرہ دکھاتی ہے اور جواب طلب کرتی ہے۔

وہ جواب طلب کر رہی تھی اور ان کے پاس کوئی جواب ہی نا تھا۔ وقت نے انہیں لاجواب کر دیا تھا اور اتنا بے بس و بے اختیار کہ آج وہ اپنی ہی بیٹی کے آگے نگاہیں جھکائے بیٹھی تھیں۔

''ہونہہ! آپ تو مجھے ہی جواب نہیں دے پا رہی ہیں آگے میری حمایت میں کس طرح کچھ کہہ سکیں گی مما!'' رنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔

''کیا بات ہوئی ہے پری! بتاؤ تو سہی میری جان! پھر تم دیکھنا تمہاری مما اور نانو بالکل کمزور نہیں ہیں۔ ہم تمہاری حمایت بھی لے سکتے ہیں اور تمہیں کچھ کہنے والوں کے منہ بھی توڑ سکتے ہیں۔'' عشرت جہاں نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''جب آپ کو اور پاپا کو ساتھ نہیں رہنا تھا تو مجھے دنیا میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟'' وہ روتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ ''مجھے اس دنیا میں لا کر کس بات کی سزا دی ہے آپ نے اور پاپا نے؟ آپ نے اپنی دنیا الگ بسا لی تو پاپا نے علیحدہ، آپ دونوں کی زندگیوں میں کوئی کمپلیکس، کوئی کمی نہیں آئی۔ آپ کو یہاں سعود کی موجودگی میں میری یاد نہیں آتی ہو گی تو وہاں پاپا کو ایک نہیں تین بیٹیاں مل چکی ہیں۔'' وہ بے ربط انداز میں بولے جا رہی تھی۔

مثنیٰ کے چہرے پر کئی رنگ تھے، عشرت جہاں بھی گم صم دیکھے جا رہی تھیں اس کی طرف جس کا وہ آج ایک نیا روپ دیکھ رہی تھیں۔

''ایک بندھن توڑ کر دوسرے بندھنوں میں بندھ کر آپ نے نئی دنیائیں آباد کر لی تھیں، فائدہ ہی فائدہ تھا آپ لوگوں کی زندگیاں لاس سے دور رہی تھیں۔ لاس صرف میرے نصیب میں آیا ہے۔ میں وہ پتھر ہوں جو صرف ٹھوکروں کی زد پر رہتا ہے۔'' وہ بُری طرح رو دی تھی۔

''پری! تم پتھر نہیں ہو، تم میری جان ہو، سعود سے زیادہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ تم کو چاہتی ہوں، میرا یقین کرو میں جھوٹ نہیں بول رہی،

تمہارے معاملے میں کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔'' وہ بھی بُری طرح رو پڑی تھیں۔

''یقین کرو پری! مثنیٰ جھوٹ نہیں بول رہی ہے' یہ تم سے بے حد محبت کرتی ہے' سعود سے زیادہ چاہتی ہے۔'' عشرت جہاں نے اسے گلے لگاتے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔ تینوں ہی رو رہی تھیں۔

کئی آنسو تھے......

مسرتوں کے

محرومیوں کے

پچھتاوؤں کے

گزرے ہوئے وقت کے' اس وقت کے جو گزر جاتا ہے اور پھر لوٹ کر نہیں آتا ہے' جس کی واپسی کے انتظار میں سب کچھ بدل کر رہ جاتا ہے اور بدلتا ہی رہتا ہے۔

خاصی دیر کے بعد ان کے جذبات کی طغیانی میں ٹھہراؤ آیا تھا اور پری بھی دل کی بھڑاس نکال کر پُرسکون ہوگئی تھی' کل رات طغرل سے اس جھڑپ کے بعد وہ مثنیٰ سے بدظن ہوگئی تھی۔

''اب آپ آرام کرو' یہ اتنی پیاری پیاری آنکھیں رو رو کر خراب کرنے کا ارادہ ہے' بس اب کبھی مت رونا۔'' نانو نے اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے محبت سے کہا۔

''لنچ میں کیا کھاؤ گی' بتاؤ مجھے' میں اپنے ہاتھوں سے بناؤں گی۔'' مثنیٰ نے بھی مسکرا کر ماحول کی تلخی کو دور کرتے ہوئے پوچھا۔

''کچھ بھی بنالیں' میں فرمائش نہیں کرتی کبھی بھی۔'' اس کی بات پر پھر مثنیٰ کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔

''مجھے معلوم ہے پری کو کیا پسند ہے آؤ مثنیٰ! میں تمہاری مدد کرواتی ہوں' پری آپ کچھ دیر آرام کرلو بیٹا!'' وہ باہر چلی گئی تھیں۔

پری کچھ دیر تک غائب الدماغی سے خلاؤں میں گھورتی رہی پھر گہری سانس لے کر لیٹ گئی۔ اسی پل موبائل پر بیل ہونے لگی تو اس نے چونک کر دیکھا اور اسکرین پر طغرل کا نام دیکھ کر اس کے چہرے پر ناگواری کے رنگ ابھرے تھے اور اس نے لائن ڈسکنیکٹ کردی تھی مگر دوسری طرف بھی کوئی عام شخص نہ تھا وہ اس وقت تک کال کرتا رہا تھا جب تک اس نے کال ریسیو نہ کرلی تھی۔

''یس......!'' اس نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

''تم نے انکار کردیا تھا یہاں آنے سے پھر اس طرح یہاں آنے کا مطلب کیا ہے تمہارا؟ کیوں گئی ہو وہاں اتنی ایمرجنسی میں کہ تم سے صبح تک کا بھی انتظار نہ ہوسکا تھا۔'' وہ سخت لہجے میں استفسار کررہا تھا۔

''آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے اس طرح پوچھ گچھ کرنے والے؟ میں دادی جان کی اجازت سے آئی ہوں' بھاگ کر نہیں آئی ہوں۔'' وہ ترکی بہ ترکی اسی انداز میں گویا ہوئی۔

''جانتا ہوں میں تم کس طرح گئی ہو؟ اور کیوں گئی ہو......مگر میں چاہتا ہوں تم فوراً واپس آجاؤ' ابھی اور اسی وقت......'' اس کا لہجہ عجب دھونس بھرا حکمیہ انداز لیے ہوئے تھا۔

''میں نہیں آؤں گی۔''

''تم سمجھتی کیا ہو خود کو پارس؟'' وہ جھنجلا اٹھا۔

''میں ''لوٹ'' کا مال نہیں ہوں جس پر ہر کوئی اپنا حق جتائے۔''

''وہاٹ......! تمہارا دماغ خراب ہوچکا ہے تمہیں بات کرنے کا سینس ہی نہیں رہا ہے۔ کیا ہوگیا ہے تمہیں......؟'' اس کی طیش میں ڈوبی خفگی بھری آواز سنائی دی۔

''سچ سننے کا اس کو برداشت کرنے کا حوصلہ ہر کسی میں نہیں ہوتا' آپ میں بھی نہیں ہے؟ ویسے تو آپ خود کو بے حد بہادر سمجھتے ہیں۔'' وہ استہزائیہ

لہجے میں گویا ہوئی۔
''سچ کو اگر سچائی کے ساتھ ہی بولا جائے تو سچ مانا جاتا ہے۔تم بے معنی اور فضول اپنی ذہنی افترا کو سچائی ثابت کر کے دکھاؤ تو میں مان لوں گا' تم سچ کہہ رہی ہو۔''
''میں آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتی طغرل بھائی!''
''میں نے کب کہا تم بحث کرو۔''
''پھر کال کرنے کا مقصد؟''
''گھر آ جاؤ شرافت سے۔''
''یہ رعب آپ اپنی ان کزنز پر ڈالیے تو زیادہ سود مند ہوگا جو آپ کی کسی بھی بے تکلفی اور مذاق کو مائنڈ نہیں کرتیں۔ میں اس وقت تک گھر نہیں آؤں گی جب تک آپ اس گھر میں موجود ہیں۔'' اس نے بے حد سفاکی سے کہہ کر لائن ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔اس کے چہرے پر طمانیت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی تھی وہ تصور میں طغرل کو غصے سے پاگل ہوتے دیکھ رہی تھی۔
اس کی اس بات نے اس کے پتنگے لگا دیئے ہوں گے اور وہ غصے وجنون میں کسی گیلی لکڑی کی طرح سلگ رہا ہوگا۔
وہ لاشعوری طور پر منتظر رہی کہ وہ ری کال کرے گا اور غصے سے برسے گا کہ وہ کون ہوتی ہے اس کو دادی جان کے گھر سے جانے کے لیے کہنے والی.....مگر ایسا کچھ نہیں ہوا اس کی کال نہیں آئی تھی۔
وہ بھی سوگئی تھی اور خاصی دیر بعد سو کر اٹھی تو طبیعت خاصی فریش تھی۔وہ کمرے سے نکل کر لیونگ روم میں آ گئی جہاں مما اور نانو باتوں میں مصروف تھیں مگر ان کے انداز میں اداسی و رنجیدگی سی تھی۔
''سوری مما' سوری نانو! مجھے غصہ آ گیا تھا میں شرمندہ ہوں اپنے رویئے پر.....'' وہ ان کے قریب بیٹھ کر شرمندگی سے گویا ہوئی۔
''تم نے کوئی بات نہیں کی پری! جو مجھ سے ہوا وہ میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی' اس کا احساس مجھے مرتے دم تک رہے گا۔'' مثنیٰ نے پری کو محبت سے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

❁.......☯.......❁

وہ وین سے اتر کر چند قدم ہی چلی تھی جب اچانک ہی قریب سے گلفام نمودار ہوا تھا وہ آگے پیچھے کا جائزہ لیتا ہوا اس کی طرف آیا تھا۔
''آج تو کافی جلدی آ گئی ہو رخ!'' وہ مسکرایا۔
وہ اپنی دور اندیشی کو شاباش دے رہی تھی کہ وہ آج کل اعوان سے کم سے کم مل رہی تھی اور جب بھی ملتی تھی واپسی میں کار سے دو اسٹاپ قبل ہی اتر کر وین میں یہاں تک آتی تھی۔
''میں نے بتایا تھا نہ وین کبھی جلدی ملتی ہے اور کبھی دیر میں پھر آج کل ایکسٹرا کلاسز بھی نہیں ہو رہی ہیں۔'' خلاف توقع اس کے ساتھ اس کا موڈ بھی اچھا ہوتا جا رہا تھا' وہ اس سے مسکرا کر نرمی سے بات کرنے لگی تھی۔
''اچھا لاؤ' یہ بیگ مجھے دے دو میں اٹھا لیتا ہوں' تم آرام سے چلو۔'' اس نے بڑی محبت سے بیگ پکڑا تھا۔
''یہ بیگ تو میں روز اٹھاتی ہوں' تمہارے ایک دن کے اٹھانے سے میرا کیا فائدہ ہوگا؟ کل پھر مجھے ہی اٹھانا ہوگا۔''
''اب یہ بیگ میں ہی پکڑوں گا تمہیں اب وین میں دھکے بھی نہیں کھانے پڑیں گے' آرام سے آؤ گی اور آرام سے جاؤ گی۔'' وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا ذومعنی لہجے میں کہتا ہوا چل رہا تھا۔
''اچھا.....تم کار لے رہے ہو؟'' وہ طنزاً بولی۔لمحے بھر کو وہ بھونچکا رہ گیا تھا ایک ترچھی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی تھی پھر خفیف سی مسکراہٹ سے گویا ہوا۔
''چار پہیوں والی نہیں' دو پہیوں والی اسکوٹر خرید رہا ہوں میں تمہارے لیے تاکہ تمہیں بسوں اور وین کے دھکے نہ کھانے پڑیں۔'' وہ خوشی خوشی

بتا رہا تھا اور اس کے اندر ایک وحشت بھرا اضطراب تیزی سے پھیلتا چلا گیا تھا کہ اس طرح تو سارے خواب بکھر جاتے، ساری تمنائیں ناتمام ہی رہتیں اعوان سے ملنے کا صرف خواب دیکھا جا سکتا تھا پھر......

''ارے تم اتنی خاموش کیوں ہو گئی ہو؟ کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی یہ سن کر......؟'' گلفام نے اس کی خاموشی کو محسوس کر کے پوچھا۔

''سارے سوال راستے میں ہی پوچھ لو گے کیا، گھر جا کر نہیں پوچھ سکتے ہو؟''

''معاف کرنا، بھول گیا۔ ہاں ہاں گھر جا کر بات کرتے ہیں۔ آج گھر میں امی ابا، تایا تائی سے کوئی بہت ہی خاص بات بھی کرنی ہے۔''

❁......☯......❁

''نانسینس گرل!'' اس نے غصے سے موبائل کو دور اچھال دیا تھا اور دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ پری اس کی سوچوں کی ضد ثابت ہو رہی تھی اور اس کو یقین ہو چکا تھا وہ شدید ترین اوور کانفیڈنس کا شکار تھی اور اسی طرح اس کے اس گھر میں رہنے کے بھی خلاف تھی۔

ان کے درمیان جاری رسہ کشی بڑھتی جا رہی تھی ایک سرا اس نے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا تو دوسرے سرے پر اس کی گرفت بھی کچھ کم نہیں تھی۔ اس میں ایک کو شکست لازمی تھی اور اس نے خاموشی سے شکست قبول کر لی تھی۔ فیصلہ کر لیا تھا وہ گھر چھوڑ دے گا، ویسے بھی ان کا ارادہ تھا مما اور ڈیڈی کی واپسی کے بعد علیحدہ گھر لینے کا اور اس نے سوچا تھا وہ اب پہلی فرصت میں کوئی شان دار سا بنگلہ خریدے گا۔

''ارے پری...... او پری!'' دادی جان کی آواز پر وہ پھرتی سے کمرے سے باہر نکلا تھا، وہ بے دھیانی میں اس کو آوازیں دیتی وہاں تک آئی تھیں۔

''دادو! پری تو نانو کے ہاں گئی ہوئی ہے نا!'' وہ ان کے قریب آ کر گویا ہوا تھا۔

''لو میں بھول ہی گئی بیٹا! وہ گھر میں نہیں ہے۔'' یاد دلانے پر وہ شرمندہ سی ہو کر گویا ہوئی تھیں۔

''دادو! کوئی کام ہے؟ کچھ چاہیے آپ کو مجھے بتائیے۔''

''پری ایک دن بھی گھر میں نہ ہو تو گھر الٹ کر رہ جاتا ہے، نوکروں کے بھی مزے آ جاتے ہیں۔ صباحت اور بچیوں کو تو کوئی غرض ہی نہیں ہے مجھ سے، مجال ہے جو صبح سے پلٹ کر پوچھا ہو کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے یا نہیں؟'' وہ حسب عادت بولتی ہی چلی گئیں۔

''آپ ہائپر مت ہوں دادی جان! آپ اپنے کمرے میں چلیں۔'' وہ ان کو بازو کے گھیرے میں لے کر کمرے میں آیا اور بولا۔ ''آپ یہاں آرام سے بیٹھیں، آپ کو چائے چاہیے؟ میں ابھی بنا کر لاتا ہوں، آج میرے ہاتھ کی چائے پی کر دیکھیں کیسی زبردست ہوتی ہے۔'' وہ ان کی طلب سمجھ گیا تھا۔

''ارے تم کہاں بناؤ گے، میں ابھی عادلہ یا عائزہ سے بنوا لوں گی۔''

''مجھے چائے بنانی آتی ہے آپ پی کر بتائیے گا آتی ہے یا نہیں؟'' وہ دس منٹ بعد چائے لے کر حاضر تھا۔

''ارے تم نے تو کمال کر دیا۔ چراغ والے جن کی طرح منٹوں میں چائے بنا کر لے آئے ہو اور چائے بھی بہت مزیدار ہے طغرل!'' پہلا گھونٹ لے کر وہ ستائشی لہجے میں گویا ہوئی۔

''میں تو ایسا ہی کام کرتا ہوں جھٹ پٹ اور مزیدار......''

''اچھا ہے کچن کے کچھ کام مردوں کو بھی آنے چاہئیں محتاجی نہیں ہوتی۔'' وہ آہستہ آہستہ چائے پیتی رہیں پھر اس سے بولیں۔

''پری کو آنے میں ابھی دن لگیں گے وہ بہت دنوں بعد گئی ہے۔ مجھے تم عامرہ کے ہاں لے چلو یہاں تنہا پڑے پڑے اکتا جاؤں گی، تنہائی سے بڑی وحشت ہوتی ہے مجھے۔''

''آپ کا عامرہ پھوپو کے ہاں قیام کرنے کا ارادہ ہے کیا؟''

''نہیں! رات تک واپس لے آنا، میں یہاں نہیں ہوں گی تو تم پریشان ہو جاؤ گے اور اس خیال سے مجھے نیند بھی نہیں آئے گی۔'' ان کے لہجے کا دبدبہ مفقود تھا چہرے پر بھی عجیب پژمردگی تھی۔ پری کے نہ ہونے سے وہ خود کو زیادہ تنہا محسوس کر رہی تھیں۔ طغرل نے یہ بات بہت شدت سے نوٹ کی تھی۔

''آپ عامرہ پھوپو کے ہاں رکنا چاہیں تو رک جایئے گا دادی جان! میں کوئی بچہ تھوڑی ہوں جو اپنا خیال رکھ نہ سکوں گا۔'' اس نے ان کو بھرپور تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔

''جانتی ہوں بچے نہیں ہو خیال رکھ سکتے ہو اپنا۔'' وہ دھیمے انداز میں مسکرائی تھیں مگر آج ان کے انداز میں اداسی تھی۔

''آپ تیار ہو جائیں میں لے چلتا ہوں آپ کو۔'' وہ کہہ کر کمرے سے باہر آیا تو سٹنگ روم میں اسے عادلہ مل گئی وہ بیٹھی ہوئی ٹی وی دیکھ رہی تھی، اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

''آپ کہاں غائب ہیں؟ بہت ہی کم ٹائم دیتے ہیں ہم کو۔'' اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر شکایت کی۔

''میں ان دنوں یہاں بزنس ایڈجسٹمنٹ کی کوشش کر رہا ہوں۔''

''کیوں کر رہے ہیں آپ اور تاؤ جان یہ سب کچھ جو یہاں بزنس کرنے والے ہیں، لوگ یہاں سے اپنے بزنس کو دوسرے ملکوں میں شفٹ کر رہے ہیں اور عجیب بات ہے آپ لوگ یہاں آ رہے ہیں، جہاں کچھ نہیں ہے۔''

''یہاں سے وہ ہی لوگ جا سکتے ہیں جن کو اپنے ملک سے محبت نہیں ہے۔ ایسے لوگ جو اچھے وقت پر یقین نہیں رکھتے، رات کتنی بھی اندھیری ہو، اس رات کا سویرا بہت بہت روشن اور خوشیاں لے کر آتا ہے۔ جو لوگ دکھوں سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ وہ سکھ کی چھاؤں سے بھی محروم رہتے ہیں، یہاں کے حالات سدا ایسے نہیں رہیں گے۔ آنے والا وقت بہت ہی اچھا ہوگا۔ بہت خوش حال ہوگا' ان شاء اللہ یہ میرا دل کہتا ہے۔'' اس نے ریموٹ سے ٹی وی آف کرتے ہوئے اتنے پُریقین انداز میں کہا تھا وہ کچھ کہہ ہی نہ سکی۔

''تم کو معلوم ہے پری دادی کے پاس نہیں ہے، تمہیں ان دنوں ان کا اسپیشلی خیال رکھنا چاہیے۔''

''طغرل بھائی! دادی جان نے شروع سے پری کو ہی خود سے قریب رکھا ہے اور اب وہ اس کی اس حد تک عادی ہوگئی ہیں کہ انہیں ہمارا ہونا نہ ہونا محسوس نہیں ہوتا ہے۔'' وہ شانے اچکا کر بے پروائی سے کہہ رہی تھی طغرل کے وجیہہ چہرے پر ناگواری سی پھیل گئی تھی وہ بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گیا۔ عادلہ نے گھبرا کر اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر اٹھ کر پیچھے آ گئی۔

''طغرل بھائی! طغرل بھائی! آپ مائنڈ کر گئے کیا؟''

''تمہارا کیا خیال ہے تم دادو کے خلاف بولو گی اور میں خوش ہوں گا۔'' وہ سخت ناگواری میں بولا تو عادلہ بُری طرح گھبرا گئی۔

''میرا یہ مطلب تو نہیں تھا طغرل بھائی! میں کیوں دادی کے خلاف بولوں گی؟ میں یہ کہہ رہی تھی دادی پری کی جگہ کسی کو بھی نہیں دے سکتی ہیں۔ بھلے ہم کتنا بھی کر لیں ان کے لیے۔''

''جب کسی کے لیے کچھ کیا جاتا ہے تو یہ توقع نہیں کی جاتی کہ ہمیں بدلے میں کچھ ملے محبت اور خلوص تو مشروط نہیں ہوتے ہیں۔''

''اوہ...... سوری طغرل بھائی! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ آپ ناراض تو نہیں ہیں مجھ سے؟'' اس کے بگڑے تیور دیکھ کر اس نے معافی مانگنے میں عافیت پائی تھی۔

''اٹس اوکے' میں کیوں تم سے ناراض ہوں گا۔'' وہ کوریڈور سے گزر کر اپنے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔

''عائزہ کا خیال رکھنا...... وہ اس حرکت کو پھر دہرا سکتی ہے۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوا تھا۔

''ارے وہ اب ایسا نہیں کرے گی' ممی نے بہت سمجھایا ہے اسے۔'' وہ بولی۔

❁......☯......❁

سردی اپنے عروج پر تھی۔

آنگن میں لگے نیم کے درخت سے ہوائیں شائیں شائیں ٹکرا رہی تھیں۔ برف میں گھلا سرد جمود ماحول کو خاموشی کی چادر سے ڈھانپے ہوئے تھا۔ ایسی رگوں میں لہو جما دینے والی سردی میں وہ گرم بستر سے دور آنگن میں کسی روح کی طرح بھٹک رہی تھی۔

اس کے حسین چہرے پر تفکرات کی وحشت تھی' آج گھر آ کر اس کو خبر یہ ملی تھی کہ اس کی امی ابو اسی ہفتے اس کی اور گلفام کی منگنی کرنا چاہ رہے ہیں

اور امتحانوں کے بعد شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ یہ خبر اس کے قدموں تلے کی زمین نکالنے کے لیے کافی تھی۔ ابھی وہ اس ٹینشن سے نہ نکل پائی تھی کہ کس طرح اس کو اسکوٹر خریدنے سے باز رکھے کہ یہ منگنی کی نئی مصیبت گلے پڑتی نظر آ رہی تھی۔

''رخ! خیر تو ہے نا؟ یہ کیوں تُو اس سردی میں آنگن کے چکر لگا رہی ہے؟ طبیعت ٹھیک ہے نا؟'' گلفام ہمیشہ کی طرح اس کی خوشبو سونگھتا ہوا وہاں چلا آیا تھا۔

''تم...... اس ٹائم تک جاگ رہے ہو آج؟'' وہ اسے حیرت سے دیکھ کر گویا ہوئی تھی کہ وہ جلدی سونے کا عادی تھا۔

''سچ پوچھو تو میں یہی دعا کر رہا تھا تم مجھے یہاں مل جاؤ'' اس کے دھیمے لہجے میں محبت کی آنچ سلگ رہی تھی۔ وہ محبت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''مجھے مارے خوشی کے نیند نہیں آ رہی ہے، جب سے امی نے کہا ہے وہ اسی ہفتے تیری انگلی میں انگوٹھی پہنائیں گی تب سے میں بے چین ہو گیا ہوں اور چاہتا ہوں جلد سے جلد اس خوب صورت ہاتھ کی انگلی میں میرے نام کی انگوٹھی تُو پہنے اور میں دیکھوں وہ انگوٹھی اس حسین انگلی میں آ کر اور کتنی حسین ہو جائے گی۔'' وہ محبت کے احساس سے سخت جذباتی ہو رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی تھوڑی ذہانت سے کام لے کر اس کو ہی استعمال کیا جائے کہ امی تو اس کی ایک سننے پر تیار نہ ہوتیں اگر وہ ان سے کچھ کہتی تو وہ بنا لحاظ اس کا منہ توڑنے سے بھی گریز نہ کرتیں۔

وہ پہلے ہی اس سے بے حد نالاں رہتی تھیں۔ اس وقت گلفام ہی اس کی مشکل حل کر سکتا تھا۔

''میں بھی یہی چاہتی ہوں، تمہارے نام کی انگوٹھی پہنوں مگر......'' اس نے جذباتی لہجے میں کہہ کر دانستہ بات چھوڑی تھی۔

''کیا تم بھی یہ سب چاہتی ہو...... کیا تم دل سے کہہ رہی ہو رخ!'' ہوا کا ایک سرد جھونکا اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔ گلفام نے خود اوڑھی ہوئی گرم شال اس پر ڈالتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے انداز میں بے یقینی و بے اعتمادی کا عنصر موجود تھا۔

''یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا تم کو معلوم نہیں ہے ہماری منگنی تو بچپن میں ہی کر دی گئی تھی۔ اب تو محض رسم ادا کی جائے گی۔''

''لیکن تم نے کبھی بھی اس رشتے کو دل سے قبول نہیں کیا تھا۔'' گلفام بھی آج دوٹوک بات کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

''کس طرح اظہار ہوتا ہے مجھے نہیں معلوم لیکن امی ابو کے حکم کو نہ ماننے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ بھی ہے میں اس رشتے پر دل سے راضی ہوں۔'' اس کے چہرے پر خوب صورت مسکراہٹ تھی۔ ایسی مسکراہٹ جس پر وہ دل و جان سے فدا ہونے کو تیار رہتا تھا۔

''مگر تم نے مجھے ہمیشہ نظر انداز کیا ہے رخ! کبھی میری محبت کا جواب محبت سے نہیں دیا۔ مجھے یقین آتا کہ تم کو مجھ سے محبت ہے۔'' وہ اس کے قریب آ کر شرمیلی آواز میں بولی۔

''تم کو اس بات کا نہیں معلوم کہ عورت کے انکار میں اقرار چھپا ہوتا ہے اور ہر بات اپنے وقت پر ہی اچھی لگتی ہے۔ جب وقت آئے گا محبت کا تو میری محبت میں کوئی کھوٹ نہیں پاؤ گے مگر......''

''مگر...... یہ مگر کیا ہے؟'' اس کے اظہار محبت نے اس کے چہرے پر چراغاں کر دیا تھا اور اس کی ادھوری بات پر وہ چونک کر بولا۔

''میرے پیپرز ہونے والے ہیں اور ان کی تیاریوں میں، میں یہ منگنی بھی انجوائے نہیں کر پاؤں گی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو ایسے خوب صورت دن بار بار تو نہیں آتے ہیں اور اس ہفتے منگنی ہوئی تو میں اپنی فرینڈز کو دعوت بھی نہ دے سکوں گی کہ وہ پیپرز سے پہلے کوئی بھی نہیں آئیں گی۔'' وہ سخت اداس تھی۔

''یہ بات تو ہے تمہاری فرینڈز کو آنا تو چاہیے پھر کیا کریں؟''

''ایک ماہ بعد کا کہہ دو میرا نام مت لینا۔''

وہ دادی جان کو عامرہ پھوپو کے ہاں لے کر آیا تو وہ بے حد خوش ہو گئی تھیں۔

''ارے اماں! آج بیٹی کی یاد کیسے آ گئی؟ کتنے عرصے بعد آئی ہو؟'' اماں سے گلے ملنے کے بعد وہ طغرل کی پیشانی چوم کر گویا ہوئیں۔

''یاد آ ئی تمہاری اور میں آ گئی بس۔''

''یاد آ گئی یا آپ کی لاڈلی آپ کے پاس نہیں ہے تو دل بہلانے آپ یہاں میرے پاس آ گئی ہیں۔ میں سب جانتی ہوں اماں! پری کے سامنے آپ ہمیں کوئی اہمیت نہیں دیتی ہیں۔'' عامرہ کا لہجہ سخت شکایتی تھا' ملازمہ پانی کے گلاس رکھ کر گئی تھی۔

''کیسا خون سفید ہو گیا ہے تمہارا عامرہ! حد کرتی ہو لوگ کہتے ہیں پھوپی بھتیجی ایک ذات' ماں بیٹی دو ذات' اور تم نے تو یہ مثال ہی بدل کر رکھ دی' کیوں بلا وجہ اس بچی سے دل میں بغض رکھتی ہو۔ جو تمہارے اچھے میں نہ بُرے میں گھٹ گھٹ کر زندگی جیے جا رہی ہے وہ کبھی سوچا ہے اس کی زندگی کے بارے میں؟'' حسب عادت غصے میں وہ بولتی چلی گئی تھیں۔

''اماں جان! میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو آپ لوگ بگولہ ہو رہی ہیں۔ ہمیشہ آپ پری کے معاملے میں آنکھیں بدل لیتی ہیں۔''

''جب تم ماتھے پر آنکھیں رکھ لو گی تو میں آنکھیں بھی نہ بدلوں؟ واہ بھئی واہ! تم بھی اور آصفہ بھی اس بچی کے ساتھ زیادتی کرتی آئی ہو' جب بھی گھر جاتی ہو میری پری تمہاری آؤ بھگت میں لگی رہتی ہے اور تم ساری محبت اور پیار عادلہ اور عائزہ پر لٹاتی ہو۔'' انہوں نے بلا کسی لحاظ مروت کے کھری کھری سنائیں۔

''دیکھ رہے ہو طغرل! اماں کس طرح پری کی حمایت لیتی ہیں؟'' وہ مسکرا کر طغرل سے مخاطب ہوئی تھیں۔ وہ بہت خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہا تھا پھر ان کی بات پر مسکرا کر بولا۔

''جی پھوپو! سُن رہا ہوں مگر کچھ عرض نا کر سکوں گا کہ توپوں کا رخ میری طرف ہو جائے گا۔'' اس کے انداز میں بلا کی شوخی تھی۔

''دیکھ طغرل! غلط بیانی سے کام مت لے' میں ناحق بات نہیں کرتی۔''

''بس ٹھیک ہے اماں! اب میں آپ کو جانے نہیں دوں گی' چند روز تو رہنا پڑے گا یہاں آپ کو' شریف یاد کر رہے تھے آپ کو دیکھیں گے تو خوش ہو جائیں گے۔''

''اچھا! بچیوں کو تو بلاؤ کہاں ہیں وہ سب؟''

''بلاتی ہوں اماں! وہ کمروں میں ہیں آپ کی آواز نہیں گئی ہو گی' ورنہ بھاگی ہوئی آتیں دونوں۔'' پھر اٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''طغرل! کیا لو گے؟ اماں تو چائے پئیں گی مجھے معلوم ہے۔''

''تھینکس پھوپو! میں اب جاؤں گا' کسی تکلف کی گنجائش بالکل نہیں ہے۔'' وہ اٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ارے نہیں' میں تمہیں ابھی نہیں جانے دوں گی' کولڈ کافی منگواتی ہوں' وہ تمہیں پسند ہے نا اور رات کو ڈنر یہیں کرنا' سب ہوں گے مزہ آئے گا۔''

''ارے بیٹھ جاؤ نا! بچی اتنے پیار سے کہہ رہی ہے۔'' اماں نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب ہی بٹھا لیا تھا اور اسے پھر بیٹھنا ہی پڑا تھا۔ عامرہ مسکراتی ہوئی چلی گئی تھیں۔

''نا معلوم کیا بات ہے طغرل! جی بہت اداس اداس سا ہو گیا ہے۔ ایک عجیب سی بے چینی ہے' وہاں گھر میں تھی تو طبیعت میں بے کلی تھی یہاں آئی ہوں تو وہ بے چینی و بے کلی حد سے سوا ہو گئی ہے۔''

''کیا مطلب دادو! شاید آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' چلیں کسی بہترین ڈاکٹر سے چیک اپ کروا لیتے ہیں۔'' وہ بھی دیکھ رہا تھا دادی کسی اضطراب میں مبتلا ہیں۔

''ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے مجھے' میرا دل عجیب وسوسے کا شکار ہو رہا ہے۔ ان دیکھے وہموں کا شکار ہو گئی ہوں' ہر گھڑی ہر لمحہ ایسا لگتا ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے......'' اس نے چونک کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا تھا اور ان کے چہرے کی رنگت کچھ متغیر تھی' آنکھوں میں انجانے خوف کی پرچھائیاں سی تھیں۔ اس نے محبت سے ان کے ہاتھ تھام لیے اور کہا۔

''دادو! میں ہوں نا! میرے ہوتے ہوئے آپ کو کسی سے بھی خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''اللہ تمہیں سلامت رکھے میرے بچے! مگر نا معلوم کیا بات ہے' میں عائزہ کے چال چلن سے مطمئن نہیں ہوں۔'' ان کا اندیشہ اس کا دل دھڑکا گیا کہ وہ اتنی بے خبر نہیں تھیں جتنا ان کو سمجھا جا رہا تھا وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

''السلام علیکم نانی جان! السلام علیکم طغرل بھائی!'' تافیہ اور طیبہ بہت خوشی خوشی اندر داخل ہوئی تھیں اور ان کا موضوع بھی چینج ہو گیا تھا۔

❁......☯......❁

وہ بے تابی سے اعوان کا انتظار کر رہی تھی۔ تین دن ہو گئے تھے اس کو اس کا انتظار کرتے ہوئے اور وہ جو بلا ناغہ آتا تھا' ان تین دنوں سے نہیں آ رہا تھا اور اس کی انتظار کی شدت بڑھنے لگی تھی اور وہ گویا اس کا امتحان لے رہا تھا۔ آج اس کی دعائیں رنگ لے آئی تھیں اور وہ آ گیا تھا۔ رخ بے تابی سے اس کی طرف بڑھی تھی۔ اس نے مسکرا کر ڈور کھول دیا تھا اور اس کے بیٹھتے ہی کار ہواؤں کے دوش پر اڑنے لگی تھی۔

''کہاں چلے گئے تھے؟ معلوم بھی ہے یہ تین دن تین سال کے برابر گزرے ہیں مجھ پر اور تم بغیر اطلاع کے غائب ہو گئے تھے۔'' اس نے بیٹھتے ہی شکوہ کیا۔

''مائی ڈیئر! تین سال صرف...... مجھ سے پوچھو جس کو یہ تین دن تین صدیوں کے برابر لگے ہیں۔'' اعوان کے لہجے میں شکوہ نہیں بے قراری تھی۔

''کہاں چلے گئے تھے؟ کیا کام آ گیا تھا ایسا......؟''

''بزنس کے سلسلے میں جاپان جانا ہے مجھے۔ بس اس لیے ویزے کے سلسلے میں اسلام آباد چلا گیا تھا' تمہارا فون نمبر بھی نہیں ہے میرے پاس جو میں جانے سے پہلے تمہیں انفارم کر دیتا۔''

''سلو ڈرائیو کرو میرے پاس باہر جانے کا ٹائم نہیں ہے' ہم ڈرائیونگ کے دوران ہی باتیں کریں گے' تم جاپان کب جا رہے ہو؟'' وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

''پرسوں رات کی فلائٹ ہے میری' تم خاصی ڈسٹرب لگ رہی ہو کوئی پرابلم ہے کیا؟'' وہ اس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''ہاں! ڈیڈی منگنی کر رہے ہیں میری...... کزن سے۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

''وہاٹ! اور تم راضی ہو؟ تم نے ان کو بتایا نہیں کہ......''

''نہیں مانے وہ' میں نے بہت ٹرائی کی' وہ نہیں مانے۔''

''ڈونٹ وری! پلیز تم روؤ مت' میں ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں' تم دیکھنا میں ان کو منا لوں گا' اتنے گٹس ہیں مجھ میں۔'' وہ اس کے آنسو صاف کرتا اعتماد سے بولا۔

''نہیں اعوان! تم ڈیڈی کو نہیں جانتے وہ کبھی بھی نہیں مانیں گے' ان کو بیٹی سے بڑھ کر اپنے خاندان کی عزت عزیز ہے۔ وہ کہتے ہیں خاندان سے باہر شادی نہیں کریں گے۔'' گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''تم ایک بار مجھے ان سے ملواؤ تو سہی' تم دیکھنا پھر......''

''مجھے معلوم ہے وہ نہیں مانیں گے بلکہ ان سے کوئی بعید نہیں وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کریں۔ تم ان سے ملنے کا خیال چھوڑ دو پلیز...... ہم ایسا کرتے ہیں کورٹ میرج کر لیتے ہیں۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔'' وہ چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ کر رونے لگی تھی۔ اعوان نے نسبتاً ایک سناٹے والی جگہ پر کار روک کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر محبت سے کہا۔

''رخ! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تمہیں عزت ووقار کے ساتھ اپنانا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں ہم اپنی نئی زندگی کا آغاز اپنے بڑوں کی دعاؤں اور خوشیوں کے ساتھ کریں' بددعاؤں کے ساتھ نہیں۔'' وہ بڑی بردباری سے اسے سمجھا رہا تھا۔

❁......☯......❁

دادی کی بات اس کے لیے بے حد حیران کن تھی۔ وہ حقیقت سے بے خبر ضرور تھیں مگر ان کے احساس نے کسی ادراک کو پا لیا تھا اور وہ بنا کسی کی

نشانہ ہی پر درست راستے پر گامزن تھیں اور اس کو احساس ہوا گھر میں بزرگوں کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی کیسی گراں قدر نعمتیں موجود ہوتی ہیں۔
جن کے وجود کی برکت سے جن کی دعاؤں کی کثرت سے پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں بلائیں ٹل جاتی ہیں عائزہ تو جا چکی تھی ایک بار نہیں دوبارہ وہ بھی مکمل انتظام کے ساتھ اور دادی کی دعاؤں کی طاقت اسے کھینچ کر واپس لے آئی اور اس رات کی رسوا کن سیاہی ان کے چہرے پر تباہی کی سیاہی بن کر پھیلنے سے رہ گئی تھی۔ دادی کو وہ دل و جان سے چاہتا ہی تھا اور اب تو ان سے وہ عقیدت کا رشتہ بھی جوڑ بیٹھا تھا۔
وہ رات کو عامرہ کے یہاں رکنے پر راضی نہ ہوئی تھیں اور وہ چاہتا بھی نہیں تھا کہ وہ رات وہاں قیام کریں سو ان کو گھر لے آیا تھا۔ اب ان کے منع کرنے کے باوجود بھی ان کی ٹانگیں دبا رہا تھا۔
''دادو! کل آصفہ پھوپو کے ہاں ڈراپ کر دوں آپ کو؟ رات کو آفس سے واپسی پر لیتا آؤں گا۔'' اس نے استفسار کیا۔
''نہیں میرے بچے! روز روز کہاں جانے والوں میں سے ہوں میں وہ تو بس طبیعت بے چین ہو رہی تھی تو چلی گئی اور وہاں جا کر کون سا قرار مل گیا۔ وہ ہی بے چینی سی بے چینی ہے۔'' وہ دھیمے لہجے میں چھت کو گھورتے ہوئے بولیں۔
''دادی جان! آپ پری کو یاد کر رہی ہیں؟''
''ارے وہ مجھے بھولتی ہی کب ہے جو اسے یاد کروں گی؟ وہ مجھے ہر وقت یاد رہتی ہے ہر وقت فکر لگی رہتی ہے مجھے اس کی سوچا تھا آصفہ عامرہ کے ماشاء اللہ بیٹے ہیں دونوں میں سے کسی ایک کے لیے پری کا ہاتھ مانگ لوں گی۔'' وہ کہہ کر خاصی دیر کو خاموش ہو گئی تھیں گویا خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہوں اور وہ سمجھ کر بھی ان کی بات نا سمجھنے کی سعی میں لگا ہوا تھا۔
''لیکن تم نے دیکھا آج عامرہ کتنی نفرت سے پری کے متعلق بات کر رہی تھی اس کی ماں کے گناہوں کی سزا یہ لوگ اس بچی کو کیوں دینا چاہتے ہیں؟'' وہ پری کی محبت میں بے حد جذباتی ہو رہی تھیں۔
''دادو! آپ کیوں اتنی فکر مند ہو رہی ہیں اس کے نصیب میں بھی کوئی نہ کوئی لکھا ہو گا نا جو اسے مل جائے گا۔'' اس نے بھرپور انداز میں انہیں تسلی دی۔
''ہاں! ٹھیک کہہ رہے ہو تم یہ فیصلہ وقت کرے گا جاؤ جا کر سو جاؤ خوش رہو۔ بہت خدمت کرتے ہو میری۔'' ان کی دعاؤں کی پھوار میں بھیگتا ہوا وہ اپنے کمرے میں چلا آیا تھا اور دادی کی سوچیں بھی اس پر حاوی ہونے لگی تھیں۔ وہ نائٹ سوٹ اٹھا کر واش روم کی طرف بڑھ گیا اور جب چینج کر کے آیا تو کچھ دیر تک ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بال بناتا رہا پھر پرفیوم اٹھا کر اسپرے کیا اور اسی لمحے اس کی نگاہ کرسی پر بیٹھی عادلہ پر پڑی تھی۔
''تم......اس وقت یہاں......؟''

......☆☆☆......

عادلہ کو اس وقت دیکھ کر وہ بے حد حیران رہ گیا تھا جب کہ وہ بے خوف انداز میں بیٹھی اسے مسکراتے ہوئے بڑے اعتماد سے دیکھ رہی تھی۔
''عادلہ! کوئی پرابلم ہے......؟ تم اس وقت میرے روم میں کیا کر رہی ہو؟'' لمحے بھر میں اس کا خیال عائزہ کی طرف گیا تھا مگر عادلہ کے چہرے پر پھیلی پرسکون مسکراہٹ نے اس کے خیال کی نفی کر دی۔
''کوئی پرابلم نہیں ہے...... مجھے نیند نہیں آ رہی تھی سوچا آپ سے ہی جا کر کچھ گپ شپ کر لی جائے۔'' وہ بہت اعتماد بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔
طغرل نے بھی بہت دنیا دیکھی تھی بے حد آزاد ماحول میں ایک عمر گزاری تھی اس نے جس میں حد درجہ آگہی و شعور سے روشناس ہوا تھا وہ۔ سامنے بیٹھی اس لڑکی کی بے باک نگاہیں جذبوں سے لبریز تھیں۔ طغرل کے ماتھے پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔
''آپ کھڑے کیوں ہیں...... بیٹھیں نا۔''
''مجھے نیند آ رہی ہے اور میں تمہیں بالکل ٹائم نہ دے سکوں گا۔'' اس کے لہجے میں کھردرا پن سمٹ آیا تھا اور عادلہ نے اس کے چہرے پر پھیلتی

ناپسندیدگی پوری شدت سے محسوس کی تھی۔

''لیکن مجھے تو آپ کی آنکھوں میں نیند کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔'' وہ اٹھ کر اس کے قریب آ گئی۔ ''آپ مجھے ٹالنے کی کوشش مت کریں، میں جانتی ہوں آپ اتنی جلدی سونے کے عادی نہیں ہیں۔''

''عادلہ! تم ناسمجھ نہیں ہو، جو تمہیں ہر بات سمجھانی پڑے۔ تمہارا اس طرح میرے روم میں آنا مجھے ذرا پسند نہیں آیا۔'' وہ اس کی ڈھٹائی پر سخ پا ہونے لگا۔

''اس میں غصہ کرنے والی بات تو نہیں ہے۔''

''ہم بچے نہیں ہیں عادلہ! بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''میں نے کب کہا ہم بچے ہیں؟'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ذومعنی لہجے میں گویا ہوئی۔ ''یہی تو میں آپ کو سمجھانا چاہ رہی ہوں، میں محبت کرتی ہوں آپ سے......''

''شٹ اپ......! وہ اس کی بات قطع کر کے غرایا تھا۔ ''نکل جاؤ یہاں سے...... آؤٹ، تمہیں احساس ہے تم کیا بکواس کر رہی ہو؟'' وہ شدید غصے میں آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

''محبت کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے۔''

طغرل کے شدید اشتعال سے وہ خوف سے کانپ اٹھی تھی مگر جانتی تھی اس وقت اگر اس سے بات ادھوری رہی تو پھر ادھوری ہی رہے گی اور وہ کہاں برداشت کر سکتی تھی ادھوری محبت کا دکھ۔

''جرم ہے...... میرے لیے جرم ہے، میں نے کبھی تمہیں اس نظر سے نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھنے کا ارادہ ہے۔'' طغرل نے سخت اور دوٹوک انداز میں کہا تھا۔

''کیوں مجھ میں کیا کمی ہے؟ میں خوب صورت اور جوان نہیں ہوں۔''

''میرا تم سے بحث کرنے کا کوئی موڈ نہیں ہے اور یاد رکھنا' آئندہ تم نے مجھ سے اس قسم کی کوئی بکواس کی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔'' اس نے گیٹ کھولتے ہوئے غصے سے وارننگ دیتے ہوئے اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے انداز میں اہانت تھی۔ عادلہ کا دل بند ہونے لگا تھا۔

اس نے آنسو بھری نگاہوں سے طغرل کی طرف دیکھا مگر وہ اس وقت اس قدر پتھریلے تاثرات چہرے پر لیے کھڑا تھا کہ اس پر گمان ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ اس قدر کھلنڈرا اور ہنسنے ہنسانے والا شخص اس قدر بے رحم و سنگ دل بھی ہو سکتا ہے۔

''گیٹ لاسٹ...... کیا شکل دیکھ رہی ہو میری؟'' وہ دانتوں سے ہونٹ کاٹتی ہوئی نکلی تھی تو اس نے سرعت سے دروازہ لاک کر دیا۔

''او گاڈ! یہ کیا چکر چل پڑا ہے' ایک بہن کا اگر بے تکلفی سے ہاتھ پکڑ لو تو وہ ہتک عزت کا دعویٰ کرنے لگتی ہے اور دوسری بہن رات کے اس پہر تنہائی میں مجھ سے محبت کا اقرار کرتی ہے' اٹس ویری امیزنگ......'' اس نے گہری سانس لیتے ہوئے بیڈ پر لیٹتے ہوئے سوچا۔

❁......✿......❁
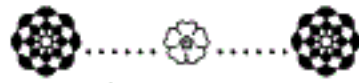
عادلہ کسی پیشہ ور بھکاری کی طرح دھتکاری گئی تھی۔ وہ طغرل کے روم سے نکلی تو محسوس ہوا وہ کمرہ نہیں دہکتا ہوا الاؤ تھا' ایک الاؤ جس کی آگ میں ذلت تھی جو اس کی رگ و پے میں پھیلتی ہی جا رہی تھی۔

وہ کمرے میں آئی تو عائزہ کو جاگتے ہوئے پا کر بُری طرح نروس ہوئی تھی۔ عائزہ نے گہری نظروں سے اس کا سرتاپا جائزہ لیا تھا اور پھر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

''چچ چچ...... لگتا ہے بات نہیں بنی میری بہنا کی؟'' وہ ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''کک...... کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیا بات نہیں بنی؟'' وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پا کر گویا ہوئی تھی۔

''تم جو مجھے سوتی ہوئی سمجھ کر یہاں سے خوب تیار ہو کر گئی تھیں' تمہارے کمرے سے نکلنے کے بعد میں نے دیکھا تھا تمہیں...... تمہیں طغرل کے روم میں گھستے دیکھ کر میں بے حد خوش ہوئی تھی۔''

''تم مجھے طغرل کے روم میں جاتے دیکھ کر کیوں خوش ہوئی تھیں؟'' عائزہ کی باتوں نے اسے چونکا دیا۔

''میرا بہت ادھار نکلتا ہے اس عزت کے علمبردار شخص کی طرف۔'' عائزہ کے لہجے اور آنکھوں میں نفرت ہی نفرت تھی۔ ''میں تو خوش ہو رہی تھی کہ اتنی جلد مجھے موقع مل گیا اپنی حسرتوں کی جلتی آگ پر انتقام کا پانی چھڑکنے کا' طغرل کو میں نے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا اور میں کی ہول سے اندر دیکھنے لگی تھی اور میں انتظار میں تھی تم دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر دادی جان اور پاپا کو بلا کر لاؤں گی مگر......'' وہ مایوسی سے بولی۔ ''مگر...... وہاں ایسا کچھ نہیں ہوا اور طغرل نے جس طرح تمہیں بے عزت کیا اس نے میرے سارے ارادوں پر مٹی ڈال دی اور میں وہاں سے آ گئی۔''

''تم نے کیوں نہیں لیا اپنا بدلہ؟ پاپا اور دادی کو بلا لیتیں' رات کے اس ٹائم لاکڈ کمرے میں ہم دونوں کی موجودگی رسوائی کے لیے کافی تھی۔'' وہ عجیب لہجے میں بولی۔ ''میں کہہ دیتی دادی اور ڈیڈی سے...... طغرل مجھے زبردستی لے کر آیا ہے اور یہ مجھے اپنے بیڈ روم میں لاتا رہتا ہے۔'' عائزہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''محبت میں ناکامی نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے عادلہ!''

''تم نے گولڈن چانس مس کر دیا عائزہ! ذرا سوچو تو طغرل کی بات کا کوئی یقین نہیں کرتا' صبح ہوتے ہی ہمارا نکاح پڑھوا دیا جاتا' یہ عزت کی بات تھی...... وہ بھی اسی گھر کی بیٹی کی۔'' عادلہ نے لمحوں میں پورا خاکہ تیار کر لیا تھا۔

''میں دادی اور ڈیڈی کو بلا کر لے آتی اور پھر تمہارے ساتھ ساتھ میرے بھی جوتے پڑتے بے حساب۔ ذرا اپنی ڈریسنگ دیکھو' یہ میک اپ' جیولری اور لباس کون کہہ سکتا ہے تمہیں طغرل زبردستی بیڈ روم میں لے کر گیا ہوگا؟''

''اوہ! کچھ کام نہیں آیا میرا۔'' عادلہ رونے بیٹھ گئی۔

''عادلہ بی بی! وہ میموں میں پلا بڑھا شخص ہے' اس کو تم جیسی لوکل بیوٹی دیوانہ نہیں بنا سکتی' وہ صرف بھائی بن سکتا ہے۔''

❁......✿......❁

سنو ہر قدم پر تیری محبت کا احساس چاہیے
مجھے اتنا ہی تمہارا ساتھ چاہیے
وقت بھی رو پڑے ہماری جدائی پر
یہ رشتہ مجھے اتنا خاص چاہیے

رخ کو نہیں معلوم تھا کہ گلفام نے کس طرح سے گھر والوں کو منگنی کی تقریب سے روکا تھا؟ جو وہ چاہتی تھی وہ ہی ہوا تھا۔ گلفام نے اس کے انکار کو اپنی زبان دے دی تھی' کسی کو نہیں بتایا تھا اس تقریب کے ملتوی کرنے کی وجہ رخ کی امتحانات کی تیاری ہے۔

بہت سہل انداز میں بات دب گئی تھی اور اگر یہی وجہ وہ بیان کر کے منگنی ملتوی کرنا چاہتی تو امی ایک ہنگامہ مچا دیتیں اور ساتھ میں اس کو کیا کچھ نہ سننے کو ملتا ان سے۔

''کم آن یار! کن خیالوں میں گم ہو؟ سوپ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔'' اعوان نے چمچ بنا کر اس کو خیالوں سے کھینچا۔

''اوہ...... سوری اعوان!'' وہ خفت سے مسکرا کر سوپ پر جھک گئی۔

''میں نوٹ کر رہا ہوں' جب سے میرا جانے کا تم نے سنا ہے بہت گم صم اور پریشان رہنے لگی ہو۔'' اعوان کی پوری توجہ اس کی طرف تھی مگر وہ خاموشی سے سوپ پیتی رہی' جیسے خفگی کا اظہار کر رہی ہو۔

''تمہاری منگنی کا کیا ہوا؟''

''تمہیں کیا...... بھلے ہو جائے تمہیں کیا فرق پڑنے والا ہے؟ تم مزے سے اپنے جانے کی تیاری کرتے رہو۔'' وہ غصے سے منہ پھلا کر گویا

ہوئی۔

اعوان نے بڑی محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر مسکرا کر کہا۔

''پلیز......مورننگ کی میری فلائٹ ہے اور میں چاہتا ہوں' یہ ٹائم ہم بہت خوش گوار ماحول میں گزاریں کریں' جب بھی تنہائی میں تمہارے بارے میں سوچوں تو خوب صورت باتیں یاد آئیں نا کہ یہ پھولا ہوا غبارے جیسا منہ۔'' وہ شوخ ہوا تھا۔

''مائی گاڈ......میرا منہ غبارے جیسا لگ رہا ہے تمہیں۔''

''ہے تو نہیں مگر تم اس وقت بنا رہی ہو۔''

''اپنے بارے میں کیا خیال ہے جناب کا؟ ایک تو میری بات نہیں مانتے اوپر سے مجھے ہی طعنہ دے رہے ہو منہ پھلانے کا۔'' اس کی آنکھیں دھیرے دھیرے گیلی ہونے لگی تھیں۔

''میں تم سے فلرٹ نہیں کر رہا ہوں رخ! نا ہی ٹائم پاس کرنے کا ارادہ ہے' میں تو کہہ رہا ہوں' مجھے اپنے ڈیڈی کے سامنے لے چلو میں ان کو اپنا پرپوزل دوں گا اور مجھے یقین ہے وہ مان جائیں گے' جب وہ تم سے اتنی محبت کرتے ہیں پھر وہ تمہاری زندگی کا فیصلہ اپنی مرضی سے نہیں کریں گے۔''

''تم نہیں جانتے میری ڈیڈی کو وہ اس بات کو اپنی غیرت کا مسئلہ بنالیں گے اور یہ بھی ممکن ہے مجھے شوٹ کردیں۔''

''وہاٹ......!'' اعوان کے انداز میں بھرپور حیرانگی در آئی تھی۔

''صحیح کہہ رہی ہوں میں' وہ یہ کبھی بھی پسند نہیں کریں گے کہ میں لو میرج کروں' بہت بڑا مسئلہ ہو جائے گا' تم نہیں سمجھ سکتے ہو؟''

''وہ تمہارے رئیل فادر ہیں رخ؟'' وہ شاکڈ تھا۔

''ہاں' وہ میرے رئیل فادر ہیں مگر اپنی اصول پرستی کی خاطر وہ کسی سے بھی کمپرومائز نہیں کرتے ہیں' بے حد سخت ہیں وہ۔''

''لیکن......اس طرح تو میری مما اور ڈیڈی نہیں مانیں گے۔'' اعوان سخت الجھن کا شکار تھا اس وقت اور رخ کی ہر ممکن یہی کوشش تھی کہ وہ کورٹ میرج پر راضی ہو جائے اور اس کی گلفام سے ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے۔

''جب ہی تو میں کہہ رہی ہوں ہم ابھی کورٹ میرج کر لیتے ہیں' بعد میں سب مان جائیں گے ورنہ ہمیں ملنے نہیں دیا جائے گا۔'' آنسو اس کے چہرے پر پھیلنے لگے تھے۔

''پلیز......تم روؤمت!''

''پھر کیا کروں؟ تم کورٹ میرج کے لیے راضی ہی نہیں ہو رہے ہو' نا معلوم کس طرح کی محبت کرتے ہو تم مجھ سے؟'' ٹشو پیپر سے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے طنزیہ کہا تھا۔

''دل کی گہرائیوں سے محبت کرتا ہوں میں تم سے' اچھا ٹھہرو میں ساحر سے مشورہ کرتا ہوں بلکہ اس کو یہیں بلاتا ہوں۔'' وہاں سے اٹھ کر ریسپشن کی طرف بڑھ گیا فون کرنے۔

❁......✿......❁

وہ بالوں میں برش کر رہی تھی معاً سیل فون پر بیل ہونے لگی تھی' پہلے تو اس کے ذہن میں طغرل کا ہی نام گونجا تھا اور اس نے کال اٹینڈ نہیں کی تھی۔

یہی سوچ کر وہ اسے گھر واپس آنے کا حکم دے رہا ہوگا اور پھر کال دوسری مرتبہ بھی ہوئی تھی۔ وہ اسی طرح بالوں میں برش کرتی رہی تھی بے پروا انداز میں۔

مثنیٰ کمرے میں آئیں اور انہوں نے اس کا سیل فون اٹھا کر دیکھا اور اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''پری! آپ کے پاپا کی کالز آ رہی ہیں اور آپ اٹینڈ کیوں نہیں کر رہی ہیں؟'' انہوں نے اسکرین پر دیکھتے ہوئے اس سے حیرانگی سے پوچھا۔

''پاپا کی کالز ہیں؟'' وہ برش رکھ کر ان سے فون لیتے ہوئے بولی۔

''آپ کس کی سمجھ رہی تھیں؟'' شنی تعجب سے گویا ہوئیں۔ پری بُری طرح جھینپ گئی اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ان کو کیا جواب دے کہ اسی وقت پھر پاپا کی کال آ گئی۔

''السلام علیکم پاپا! کیسے ہیں آپ؟''

''وعلیکم السلام! خیریت تو ہے نا؟ آپ اتنی ایمر جنسی میں کیوں گئی ہیں وہاں پر؟'' وہ فکر مند لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

''جی پاپا سب خیریت ہے' میں تو بس ویسے ہی آ گئی تھی' نانو بہت یاد کر رہی تھیں اور ممی بھی آئی ہوئی ہیں یہاں' میں اس لیے آئی ہوں۔'' اسے لگ رہا تھا وہ اپنے باپ کو مطمئن نہیں کر سکی ہے۔

''یہی وجہ ہے؟ اس کے علاوہ تو کچھ نہیں بیٹا!'' ان کے لہجے میں بے یقینی کا عنصر گہرا تھا۔

''جی...... پاپا! یہی وجہ ہے۔''

''اوکے...... آپ واپس کب آ رہی ہیں؟''

''واپس......؟'' اس کے کانوں میں طغرل سے کہے گئے لفظ گونجے۔

''اتنی حیران کیوں ہو رہی ہیں؟ گھر واپسی کا ارادہ نہیں ہے اس بار آپ کا؟ آپ کو معلوم ہے اماں آپ کے بغیر زیادہ دن نہیں رہ سکتیں اور وہ آپ کو بہت یاد کرتی رہتی ہیں۔'' وہ شاید اس کی طرف سے بے ساختگی سے کہے گئے جملے پر مسکرائے تھے' تب ہی ان کی آواز میں شگفتگی ابھری تھی۔

''میں بہت جلد آؤں گی پاپا! دادی مجھے بھی بہت یاد آتی ہیں۔''

''اوکے' اپنا خیال رکھنا بیٹا!'' انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔

''کیا کہہ رہے تھے آپ کے پاپا؟'' شنی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی۔

''میرے اس طرح بغیر بتائے آنے سے پریشان تھے وہ۔''

''یہ قدرتی بات ہے پری! لوگ ہماری عادات و رویے سے پہچانتے ہیں ہم کو اور جب بلاوجہ ان میں چینجنگ ہو تو اسی طرح سب ہی پریشان ہو جاتے ہیں۔''

''مما! ایک بات پوچھوں آپ سے......؟''

''جی ضرور پوچھیں......!'' پری کے چہرے پر ابھرتی سنجیدگی نے انہیں کچھ نروس کر دیا تھا' ان کا دل عجیب انداز میں دھڑ کنے لگا تھا۔

''آپ اور پاپا محبت کرتے تھے؟''

''ہاں!''

''آپ کی لو میرج تھی؟''

''ہوں......!'' وہ گویا عدالتی کٹہرے میں کھڑی اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہی تھیں۔ یہ کیسا وقت ان کی زندگی میں آیا تھا وہ اپنی اولاد کے آگے ہی مجرم بنی بیٹھی تھیں۔

تعلقات کے بندھن جب عین راستے میں ہی انا کی قینچی سے کاٹ دیئے جاتے ہیں تو ساتھ بتائے لمحوں کا ثمر اسی طرح وقت بے وقت زندگی کے لمحوں کو کڑوا کرتا رہتا ہے۔

''پھر آپ میں اور پاپا میں علیحدگی کیوں ہوئی؟ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں نفرت تو اپنا کوئی وجود ہی نہیں رکھتی ہے۔'' وہ پے در پے گویا اس پر سنگ باری کر رہی تھی۔

''محبت اور نفرت ایک سکّے کے دو رخ ہیں پری! جب محبت ہوتی ہے تو بے انتہا ہوتی ہے اور جب نفرت ہوتی ہے تو لامحدود ہوتی ہے۔''

''آپ پاپا سے لامحدود نفرت کرتی ہیں مما؟''

اس سوال پر اس نے پری کی طرف دیکھا تھا جو اپنی خوب صورت مگر رنجیدہ رہنے والی نم آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے بے ساختہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔

''پری! جب تم میری گود میں تھیں نا' تب میں وہ ہر بات تم سے کرتی تھی' جو اماں فیاض کی غیر موجودگی میں مجھے سنایا کرتی تھیں اور میں دعا کرتی تھی تم جھٹ پٹ بڑی ہو جاؤ' اتنی سمجھ دار ہو جاؤ کہ میں اپنے دل پر گزرنے والا ہر دکھ' ہر کرب تم سے شیئر کر سکوں' تمہیں بتا سکوں تمہاری ماں پر کیا گزر رہی ہے؟ کس انداز میں مجھے اپنی پسند کی شادی کرنے پر سزائیں دی جا رہی ہیں؟''

''اور آپ نے انتظار بھی نہیں کیا میرے بڑے ہونے کا' اتنی کم حوصلہ تھیں مما آپ؟ اتنی کمزور کہ آپ سب چھوڑ چھاڑ کر آ گئیں؟ میرے بڑے ہونے کی دعا تو آپ نے کی مگر انتظار نہیں کیا۔''

''مجھے انتظار کرنے کی مہلت ہی نہیں دی گئی' اس گھر میں اوّل و روز سے میرے لیے جگہ نہ تھی پھر جب مجھے اس گھر سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا گیا تو پھر ایک لمحہ بھی مجھے وہاں برداشت نہیں کیا گیا۔'' انہیں محسوس ہی نہیں ہوا کب دونوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

''بات وہی ہے گھر چھوٹے بڑے ہونے سے کچھ نہیں ہوتا ہے اصل گنجائش گھر سے زیادہ دل میں ہونے سے ہوتی ہے اور وہاں گھر میں تو بے حد گنجائش تھی' فیاض کے دادا کے زمانے کی بنی وہ کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی۔ مگر وہاں رہنے والی تمہاری دادی اور پھوپوؤں کے دل بہت تنگ بہت ہی چھوٹے تھے۔''

''آپ سے کیا دشمنی ہو سکتی تھی دادی جان اور پھوپوؤں کو؟'' وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی سالوں سے پوشیدہ ایک کہانی سے پردہ ہٹ رہا تھا' یہ کہانی وہ سچی کہانی تھی جس کا ایک کردار وہ بھی تھی۔

''کلاس ڈیفرنس...... یہ فرسودہ خوف کہ بھائی نے امیر ترین خاندان کی اکلوتی لڑکی سے شادی کر لی ہے اور اب وہ لڑکی جو حسین بھی تھی اور ان لوگوں سے بہت زیادہ امیر بھی' وہ ان کے بھائی کو ان سے چھین لے جائے گی' تمہاری دادی کو یہ غم ستائے جا رہا تھا کہ فیاض ان کی سگی بھانجی کو ٹھکرا کر ایک غیر لڑکی کو بہو بنا کر لے آیا ہے ان کی بھانجی کی جگہ میں کس طرح لے سکتی تھی بھلا؟''

''پاپا نے یہ سب اتنی آسانی سے کیسے ہونے دیا مما؟ کیا ان کو معلوم نہیں تھا شادی کے بعد وہ ساری پرابلمز فیس کرنی ہوں گی پھر وہ آپ کو تنہا کس طرح چھوڑ سکتے تھے؟''

''فیاض نے بہت محنت کی تھی' شادی سے قبل ان کو منانے کی اور شادی کے بعد ان سب کو خوش رکھنے کی' مگر ناپسندیدگی صرف وہاں نہیں تھی' یہاں بھی تھی۔''

''آپ کا مطلب ہے کہ...... نانو بھی اس شادی سے خوش نہیں تھیں؟'' وہ شدید حیرانگی کا شکار ہو گئی تھی۔

''ہاں' اس وقت بابا حیات تھے' وہ بے حد کھلے دل اور روشن خیال تھے انہوں نے ممی سے کہا زندگی ثنی کو گزارنی ہے جب زندگی کے ہر چھوٹے بڑے فیصلے اس کو کرنے کا اختیار ہم نے دیا ہے تو پھر یہ زندگی کا اہم ترین فیصلہ کرنے کی اجازت بھی اسے ملنی چاہیے اور بابا کے فیصلے کے آگے ممی کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں مگر انہوں نے فیاض کو کبھی دل سے داماد والی عزت نہیں دی تھی۔''

''نانا جان نے آپ کی طلاق کیوں ہونے دی؟''

''بابا میری شادی کے ایک ماہ بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے' وہاں فیاض کے گھر والوں نے بساط پہلے ہی مجھے مات دینے کے لیے تیار کی ہوئی تھی' یہاں بابا کے جانے کے بعد ممی کے دل میں دبی فیاض کے لیے نفرت تیزی سے باہر آنا شروع ہو گئی تھی' وہ چاہتی تھیں صفدر جیسا کروڑ پتی شخص ان کا داماد ہونا چاہیے تھا۔ فیاض جیسا مڈل کلاس بزنس مین ان کا داماد بننے کے بالکل بھی لائق نہ تھا۔''

''ہمارے سہرے کے پھول بہت جلد ہی کانٹوں میں تبدیل ہو گئے تھے' گھریلو سازشیں جب بُنی جاتی ہیں تو پھر ان کا توڑ نہیں ہوتا ہے اور اسپیشلی وہ سازشیں جو ہمارے اپنے لیے تیار کرتے ہیں' ان سے ہم کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ کبھی بھی نہیں رہ سکتے۔''

''آپ نے بہت جلدی ہمت ہار دی مما! میں نے ایسے ایسے بھی لوگ دیکھے ہیں جن کی لو میرج نہیں ہوتی ہے اور عادت و مزاج' پسند و ناپسند

میں وہ ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں مگر...... اپنے بچوں کے لیے اپنے گھر کے لیے وہ کمپرومائز کرتے ہیں' ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ اپنے مخالفین کو بھی برداشت کرتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ تمام دشمن دوست بن جاتے ہیں اور محنت نہ کرنے والوں کو بھی محبت ہو جاتی ہے۔''

❀......❀......❀

طغرل سامنے بیٹھا دیکھ رہا تھا فیاض پری سے گفتگو کر رہے تھے ان کے انداز سے بڑی فکر مندی جھلک رہی تھی۔ پری کے اس طرح جانے سے وہ خاصے پریشان تھے اور جاننا چاہ رہے تھے وہ اس طرح کیوں چلی گئی تھی؟

''انکل! اگر آپ کو پتا چل جائے کہ پری میری وجہ سے گھر سے گئی ہے' پھر آپ کا فیصلہ میرے بارے میں کیا ہوگا؟'' وہ خود سے مخاطب تھا۔

''گھر کس طرح آئے گی؟ وہ اس گھر میں میری موجودگی پسند نہیں کر رہی ہے اس نے یہی تو کہا تھا میں اس گھر سے چلا جاؤں تو وہ گھر آجائے گی اور آپ کہہ رہے ہیں وہ گھر پر آجائے۔''

''طغرل...... !طغرل بیٹا...... ! کن سوچوں میں گم ہیں آپ؟''

''اوہ سوری انکل!'' وہ ایک دم چونک کر سیدھا ہوا۔

''کوئی پریشانی ہے؟'' وہ حسب عادت پریشان ہو رہے تھے۔

''میں ٹھیک ہوں اور کوئی پریشانی بھی نہیں ہے۔ آپ اتنی جلدی کیوں پریشان ہو جاتے ہیں انکل!'' وہ دلکشی سے مسکرایا۔

''میرے اردگرد جو رشتے ہیں طغرل! میں ان میں سے کسی کو بھی پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا' یہ جو رشتے ہوتے ہیں بیٹا! اپنی زندگی میں' میں ان میں سے کسی کو بھی کھونا نہیں چاہتا ہوں۔'' ان کے لہجے میں جو سچائی تھی اپنوں کی محبت کی تڑپ تھی اسی چاہت اسی اپنائیت نے طغرل کو ان کا گرویدہ بنا رکھا تھا۔

''آپ کی اتنی بھرپور محبت ہی تو ہے یہ جو میں ڈیڈی کو بھی اتنا مس نہیں کرتا ہوں انکل! ریئلی اگر آپ اور دادی جان یہاں نہ ہوتے تو میں کب کا واپس جا چکا ہوتا' آپ لوگوں کی اسی محبت نے مجھے روکا ہوا ہے۔''

''محبت......!'' ان کے ہونٹوں پر زخمی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

''محبت کرنا اور محبت کے تقاضے نبھانا بہت مشکل کام ہے بیٹا! میں تو خود کو محبت کرنے کا بالکل بھی اہل نہیں گردانتا' محبت کر کے نبھانے والے لوگ بہت عظیم ہوتے ہیں اور میں تو بہت معمولی اور حقیر بندہ ہوں۔''

''یہی تو عظمت کی نشانی ہے انکل! آپ کو اپنی خوبیوں کا احساس ہی نہیں ہے اور آپ خود کو معمولی کہہ رہے ہیں بالکل اس طرح جس طرح عام پتھروں میں موجود ہیرا بھی خود کو پتھر سمجھتا ہے۔'' اس کے لہجے میں عقیدت و احترام تھا وہ شفقت سے مسکرا دیئے تھے۔

❀......❀......❀

صباحت لاکر میں سے تمام جیولری بکس نکالے بیٹھی تھیں جو خالی تھے اور خالی ڈبے دیکھ کر ان کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا کہ ان میں ہزاروں کے نہیں لاکھوں روپے مالیت کے زیورات تھے جو عائزہ کی وجہ سے مٹی میں مل گئے اور عائزہ کو رتی برابر بھی دکھ یا شرمندگی نہ تھی۔

عادلہ کمرے میں آئی اور صباحت کو جیولری بکس کھولے بیٹھے دیکھ کر وہ مسکرا کر ان کے قریب بیٹھ کر گویا ہوئی تھی۔

''ممی! ہر دوسرے دن جیولری بکسز کو کھول کر بیٹھ جاتی ہو' کیا اس طرح دوبارہ کہیں سے ان میں جیولری آجائے گی؟''

''میرا دل مت جلاؤ' بلاوجہ کی باتیں کر کے۔ عجیب لڑکیاں ہو تم' ایک تو لاکھوں روپے کے زیورات آگ لگا کر بھی شرمندہ نہیں ہے اور دوسری تم ہو جو باتوں کو سمجھنے کے بجائے اپنی ہی دنیا میں مگن رہتی ہو۔'' صباحت کے لہجے میں بے حد دکھ اور صدمے کی کیفیت تھی۔

''کیا کروں؟ مجھے بتائیں تو سہی مما!'' وہ جھینپ کر گویا ہوئی۔

''مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ہول اٹھنے لگتی ہیں اگر کسی دن اماں نے کسی زیور کے مطابق پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گی میں ان کو؟ اس میں میرے ہی نہیں تمہارے باپ کی پہلی بیوی کے بھی دو سیٹ اور 12 طلائی چوڑیاں اور کڑوں کا سیٹ تھا۔ جو وہ لے کر نہیں گئی تھی۔''

''مما! جب دادی نے اتنا عرصہ وہ سیٹ اور چوڑیاں نہیں مانگیں تو اب کیوں مانگیں گی؟ کیا ان کو خواب میں بشارت ہوگی؟''

''ہو بھی سکتی ہے اماں کو تم نہیں جانتی' میں جانتی ہوں۔ جس چیز کو ان سے چھپانے کی کوشش کی جائے وہ ضرور ان کو معلوم ہو کر رہتی ہے اور اگر ان کو حقیقت معلوم ہوگئی تو پھر میری خیر نہیں۔ عائزہ کا تو جو حال ہوگا ہوگا مگر میں بھی پھر اس گھر سے دھکے دے کر نکالی جاؤں گی ہمیشہ کے لیے۔'' وہ شدید ترین اعصابی و ذہنی دباؤ کا شکار تھیں ان دنوں۔

''کچھ نہیں ہوگا مما! آپ خوامخواہ ڈر رہی ہیں۔ دادی جان کے پاس اپنے بھی کئی زیورات کے سیٹ ہیں' وہ آپ کے زیورات کو یاد بھی نہیں رکھتی ہوں گی۔'' عادلہ کو ماں کی اتری ہوئی صورت دیکھ کر ترس آ گیا تھا۔

''اماں کے پاس اب برائے نام ہی زیور ہوں گے' طغرل اور بھابی کے آنے سے قبل جو بھابی کے لیے کمرہ سیٹ کروایا تھا اور دوسری ضروریات کے لیے انہوں نے وقتاً فوقتاً میرے ہاتھ میں زیورات فروخت کروائے ہیں فیاض سے چھپ کر۔''

''آنٹی تو مری جا کر گویا 'مر' ہی گئی ہیں وہ تو واپسی کا نام ہی نہیں لے رہی ہیں خوامخواہ دادی نے ان کے لیے اپنے زیور برباد کیے۔''

''ارے میکے میں جا کر سسرال کی یاد کہاں آتی ہے' یہ بات تم اپنے سسرال جا کر سمجھو گی عادلہ۔'' وہ بڑے افسردگی سے جیولری بکس لا کر میں رکھتے ہوئے اس سے مخاطب تھیں۔

''سسرال اگر من پسند ہو تب بھی میکہ اتنا عزیز ہوتا ہے مما؟''

''سسرال صرف سسرال ہوتا ہے۔'' وہ لاکر سے چابی نکالتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''یہ بات عائزہ کو سمجھائیں نا' وہ منگنی کرانے کے بعد اور اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی شرمندہ نہیں ہے۔ میں کہتی ہوں آپ ڈیڈی کو سب بتا دیں آپ کے اس طرح چھپانے سے وہ نڈر ہو رہی ہے۔''

''بے وقوفی کی باتیں مت کرو' جانتی ہو تمہارے ڈیڈی کو بتانا ایک قیامت کو بلانے کے مترادف ہے۔ وہ خود سنبھل جائے گی۔''

ساحر خان کو ریسٹورنٹ آنے میں دیر نہیں لگی اور اس کے آتے ہی اعوان نے پورا مسئلہ اس کے سامنے رکھ دیا تھا۔

''یہ کوئی ناممکن میٹر تو نہیں ہے یار! لیکن تم بہت لیٹ ہوگئے ہو۔'' اس نے اطمینان سے سوپ بھر کر چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب؟ کیوں لیٹ ہو گیا ہوں میں؟''

''کل صبح تمہاری فلائٹ ہے اور چند گھنٹے ہیں تمہارے پاس' ان چند گھنٹوں میں تمہیں صرف جانے کی تیاری کرنی ہے۔ اس مختصر عرصے میں تم کس طرح کورٹ میرج کر سکتے ہو؟ کورٹ میرج کے بعد رخ اپنے گھر نہیں جانا چاہتی ہیں' تم ان کو کہاں سیٹل کر کے جاؤ گے؟'' وہ باریک بینی سے اس کو سمجھا رہا تھا۔

''تم سوچ سکتے ہو رخ کی کورٹ میرج کرنا اور پھر گھر چھوڑ دینا' کئی پریشانیاں کھڑی ہو جائیں گی' یہ تنہا کس کس سے فائٹ کریں گی؟''

''آپ میری فکر مت کریں' میں سب سے فائٹ کر سکتی ہوں۔'' رخ اعوان کو کورٹ میرج پر راضی دیکھ کر کھل اٹھی' کس قدر مشکلوں سے وہ راضی ہوا تھا اور اب ساحر راہ کی رکاوٹ بن رہا تھا۔

''رخ! ساحر ٹھیک کہہ رہا ہے' تمہارے ڈیڈی بھی اثر و رسوخ والے آدمی ہیں اور ایسے لوگ ناممکن کر دکھاتے ہیں۔'' اعوان جذبات کے ساتھ ساتھ دماغ سے بھی کام لیتا تھا' ساحر کی بات سے اس نے بھی اتفاق کیا تھا۔

''اور میں بھی اسی ماہ کے آخر میں انگلینڈ چلا جاؤں گا۔''

''تم تو بس ادھر ادھر اڑتے رہا کرو' کوئی فکر و فاقہ تمہیں ہے نہیں۔''

''ولی عہد ہیں ہم اپنے ابا حضور کے' ہمیں کیا فکر ہوگی بھلا؟'' وہ شاہانہ انداز میں گویا ہوا تھا۔

''یہ بات تو ہے تمہیں ہمیشہ میں نے عیش کرتے دیکھا ہے۔''

''تھینک گاڈ! تم نے عیش بولا ہے 'عیاشیاں' نہیں، میں تو ڈر گیا تھا۔ خاصا شریف بندہ ہوں۔'' وہ برجستہ بولا اور پھر دونوں ہی ہنس پڑے تھے۔ رخ جو دل ہی دل میں مضطرب تھی ایک دم جل کر کھڑی ہوگئی تھی۔

''ارے..... کہاں جارہی ہو؟'' اعوان نے پوچھا۔

''جہنم میں.......!''

''اوہ سوری کیا ہوگیا ہے یار!'' وہ ہکابکا رہ گیا تھا۔

''میں چلتا ہوں رات کو تمہارے پاس آؤں گا۔'' اس کا موڈ آف دیکھ کر ساحر نے ان کے درمیان سے جانا بہتر سمجھا تھا۔

''او کے سی یو نائٹ!'' اعوان نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور وہ چلا گیا تو وہ پوری طرح سے رخ کی طرف متوجہ ہوگیا جو ابھی بھی بُری طرح موڈ آف کیے بیٹھی تھی۔

''مجھ پر اعتبار کرو، میں بھرپور کوشش کروں گا جلد سے جلد اپنا کام ختم کر کے یہاں آ جاؤں اور پھر ہم کورٹ میرج کرلیں گے، مجھے کسی بھی پروا نہ ہوگی اپنے ڈیڈی کی اور نہ تمہارے ڈیڈی کی۔''

''میرا دل کہہ رہا ہے اعوان! ہم آج نہ ملے تو پھر کبھی نہ مل سکیں گے۔'' اس کے بھیگے لہجے میں سچائی کانپ رہی تھی۔

''دل تو بے وقوف ہے، مت آیا کرو اس کی باتوں میں۔ یہ صرف بے وقوف بناتا ہے اور کچھ نہیں کرتا، میں ضرور واپس آؤں گا تمہارے لیے۔'' اس نے اس کو تسلی دیتے ہوئے سمجھایا تھا۔

''میں ساحر کو وہاں کا فون نمبر دے دوں گا، تم چاہو مجھ سے بات کرنا پھر ساحر تمہارا خیال رکھے گا میں اس کو کہہ دوں گا۔''

✿.....✿.....✿

''اماں! طبیعت ٹھیک ہے آپ کی، طغرل نے بتایا مجھے کچھ بے چینی محسوس کررہی ہیں آپ۔'' وہ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد کمرے میں آ کر لیٹ گئی تھیں، تب ہی فیاض وہاں آ گئے تھے۔

''ٹھیک ہوں بیٹا میں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

''میں نے ڈاکٹر سے وقت لے لیا ہے کل شام تیار رہیے گا آپ۔''

''ارے میں ٹھیک ہوں بیٹا! طغرل کا مجھ پر بس نہ چلا تو اس نے تمہیں بھیج دیا میں ہٹی کٹی ہوں، خوامخواہ ڈاکٹر کے پاس جا کے ہزاروں روپے پھونکنے پڑیں گے، اس موئے ڈاکٹر کا کیا بگڑے گا۔''

''اماں! آپ کی صحت سے بڑھ کر میرے لیے روپیہ نہیں ہے، میں آپ کو تندرست و توانا دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''ابھی بھی مجھ جیسی ماں سے تم اس قدر محبت کرتے ہو فیاض!'' وہ فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ جن کے چہرے پر چھائی سنجیدگی و متانت میں اس کی شوخی و کھلنڈرا پن چھپ کر رہ گیا تھا کوئی کہہ نہیں سکتا تھا یہ اپنی ہی دنیا میں گم رہنے والا شخص کسی زمانے میں خاموش بیٹھنا ہی نہیں جانتا تھا۔

''آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں اماں؟ ماں صرف ماں ہوتی ہے مجھے کوئی شکوہ نہیں ہے آپ سے جو ہوا وہ میرے نصیب میں لکھا تھا۔'' انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری سعادت مندی ہے فیاض! جو تم ایسا سوچتے ہو مگر مجھے اب..... جب عمر کی سیڑھیاں چڑھتی اوپر جارہی ہوں، احساس ہورہا ہے کچھ غلط مجھ سے بھی ہوا ہے صباحت کو بہو بنا کر لانے کی ضد میں، میں بیٹے کی محبت فراموش کر چکی تھی۔''

''اماں جان! اب ان باتوں میں کیا لکھا ہے؟ جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا۔''

''غلط فیصلے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں ہماری غلطیوں کا احساس دلاتے ہوئے گزرتے ہیں۔ غلط فیصلوں کا ادراک فوری نہیں ہوتا ہے۔'' ان کی پشیمانی زخموں پر سے کھرنڈ نوچنے کی مانند تھی وہ ایک دم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

''میں کل آفس سے جلدی آجاؤں گا' آپ تیار رہیے گا اماں' شب بخیر!'' وہ وہاں سے تیزی سے نکل کر اپنے بیڈ روم میں آ گئے تھے جہاں صباحت ٹی وی پر انڈین مووی دیکھنے میں مگن تھیں۔

''ان فضولیات میں وقت گزارنے سے بہتر ہے کچھ ٹائم اماں کو بھی دے دیا کرو۔ تمہیں خیال کیوں نہیں آتا ہے ان کی تنہائی کا؟'' انہوں نے موڈ کے ساتھ ریموٹ سے ٹی وی آف کر دیا تھا۔

''واہ بھئی! ایک آپ جلدی آتے نہیں ہیں آفس سے اور کبھی آ بھی جائیں تو آپ کے دماغ ہی نہیں ملتے کسی نہ کسی بات پر غصہ آتا رہتا ہے آپ کو' کبھی جلدی آ کر یہ نہیں کہتے کہ چلو آج آؤٹنگ پر چلتے ہیں یا بھائی بھابی کی طرف ہی ایک چکر لگا لیں۔'' صباحت کو ان کے یہ بگڑے تیور کبھی بھاتے ہی نہیں تھے۔

''کیوں؟ ایسا کیا ہے وہاں جو ان کی طرف چکر لگائے جائیں؟'' وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے طنزاً گویا ہوئے۔

''اب وہ صرف میرے بھائی بھابی نہیں ہیں آپ کی بیٹی کے ساس اور سسر بھی ہیں۔ بیٹی دے رہے ہیں وہاں کی خبر گیری تو رکھنی پڑے گی۔''

''اچھا...... بڑی پلاننگ کے ساتھ تم نے یہ رشتہ کیا ہے صباحت بیگم! اب مان نہ مان' میں تیرا مہمان والی کہاوت چلے گی اس گھر میں۔''

''ہونہہ! آپ تو جیسے بیٹی کی وجہ سے بالکل ہی باندھ دیئے جائیں گے؟''

''کس میں ہمت ہے ہمیں باندھنے کی؟ کسی خیال میں مت رہنا صباحت بیگم! بیٹی دے رہے ہیں ہم تمہارے بھائی کے ہاں کوئی ناک نہیں کٹوا رہے ہیں' جو کچھ کہیں گے نہیں۔'' وہ کہہ کر واش روم کی طرف بڑھ گئے۔

''بڑے ناک والے بنے پھرتے ہیں۔ ناک تو آپ کی بہت پہلے کٹ گئی ہوتی اگر اللہ کو رحم نہ آ گیا ہوتا تو۔'' وہ غصے سے بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھیں۔

''ممی! یہ خود سے باتیں کرنے کی عادت کب سے ہوگئی ہے آپ کو؟'' وہ کچن کی طرف فیاض صاحب کے لیے دودھ لینے جا رہی تھیں جب ہی عائزہ ان کو لاؤنج میں مل گئی۔

''خود سے باتیں کروں گی؟ تمہارے ڈیڈی ہی دماغ گھما دیتے ہیں۔''

''جب ہی تو کہتی ہوں ممی! شادی اس شخص سے کرنی چاہیے جو ہم مزاج ہو' محبت کرتا ہو' سمجھتا ہو ہمیں' ہماری فیلنگز کو۔ ہم بہنوں نے کبھی بھی آپ اور ڈیڈی کو آئیڈیل میاں بیوی کی طرح' ایک دوسرے سے محبت کرتے نہیں دیکھا' جب دیکھا لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے سے ناراض ہی دیکھا ہے۔'' عائزہ کی بات بالکل سچ تھی وہ گڑبڑا کر رہ گئی تھیں۔

''ابھی بھی وقت ہے ممی! سوچ لیں میں راحیل کے ساتھ خوش رہ سکتی ہوں' فاخر کے ساتھ میری زندگی بھی اس طرح انگاروں پر لوٹتے ہوئے گزرے گی۔ جس طرح آپ کے ساتھ ہو رہا ہے۔'' انہوں نے تیزی سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''اللہ نہ کرے تم میرے جیسی زندگی گزارو عائزہ!''

''اگر مجھے راحیل نہ ملا تو میں فاخر کو سب بتا دوں گی آپ راحیل کو مجھ سے دور کریں اور میں فاخر کی دلہن بنوں گی سمجھ رہی ہیں آپ؟ میں محبت کرتی ہوں اس سے۔''

''چپ کرو!'' صباحت نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔

''تم نے تو شرم و حیا کی تمام حدیں ہی توڑ کر رکھ دی ہیں۔ لاکھوں روپے کا زیور تم بیگ میں بھر کر اسے دے آئی ہو' میں پھر بھی چپ ہوں کہ چلو عزت بچ گئی جو زیورات سے کہیں زیادہ قیمتی تھی مگر تم ہو کہ شرم سے ڈوب مرنے کے بجائے پھر بھی اس بے غیرت کا نام لے رہی ہو۔'' لاؤنج کی طرف آتا ہوا طغرل عائزہ کی ہٹ دھرمی سن کر باہر ہی رک گیا تھا۔ جب کہ وہ تھپڑ کھا کر بھی چپ نہ ہوئی تھی۔

''آپ مجھے چپ نہیں کرا سکتی ہیں ممی! میں راحیل کو بھول جاؤں یہ ناممکن ہے اور آپ جیولری کی جو بات کر رہی ہیں وہ اس نے بیگ کھول کر بھی نہیں دیکھا ہے ایسا ہی رکھا ہوا ہے وہ۔''

"اس کا مطلب ہے تمہارا اس سے ابھی بھی رابطہ ہے؟" صباحت کی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔
"ہاں بات کرتی ہوں میں اس سے وہ تو کہہ رہا ہے اپنی جیولری آ کر لے جاؤ میرے کس کام کی ہے۔"
"اچھا اتنا ایمان دار ہے تو میں جاؤں گی اس سے لینے کے لیے۔"
"وہ آپ کو نہیں مجھے ہی دے گا' آپ مجھے جانے دیں۔"
"یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے۔"
"کیوں؟ میں لے آؤں گی وہ جیولری کا بیگ۔"
"ایسی جیولری پر میں ہزار بار تھوکتی ہوں' جو عصمت کے بدلے میں ملے اور تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے بات کرنے کی۔"
طغرل دبے قدموں سے وہاں سے پلٹ آیا تھا اندران کو خبر تک نہ ہوئی تھی۔
"عائزہ کے سر سے یہ گھٹیا محبت کا بھوت آسانی سے اترنے والا نہیں ہے' عجیب بے حس لڑکی ہے۔ ذرا بھی گلٹی فیل نہیں کر رہی' فیاض انکل جیسے نائس بندے کی کیسی بے راہ روی کی راہ پر چلتی بیٹیاں ہیں یہ...... ؟ عادلہ اپنی بے ہودہ محبت کا خراج دینے میرے بیڈروم میں چلی آئی تھی۔ میری نیت میں کھوٹ ہوتا یا رشتوں کی پاسداری مجھے کرنی نہیں آتی تو عادلہ تو پہلے ہی خواہشوں کو بے لگام چھوڑے ہوئے تھی پھر احترام' اعتبار واعتماد کا ہر رشتہ ٹوٹ جاتا تھا۔" وہ اپنے بیڈروم میں آ کر بے کل سا بیڈ پر بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا۔
"یہیں تربیت کام آتی ہے اگر آنٹی نے وقت سے پہلے ہی ان کو ایسی باتوں سے روکا ہوتا' سمجھایا ہوتا تو آج خود بھی پچھتا نہیں رہی ہوتیں۔"
"پری بھی تو اسی گھر میں' اسی ماحول میں رہ کر پلی بڑھی ہے پھر اس کو کیوں اس قدر اپنے تقدس کا خیال رہتا ہے؟ شاید دو مختلف ماؤں کی نیچر اس میں شامل ہے یا دادی جان جیسی عبادت گزار اور قدم قدم پر نصیحتیں کرنے کی عادت نے اس کو از حد محتاط بنا دیا ہے وہ اس حد تک اس معاملے میں حساس ہوگئی ہے کہ اپنی طرف اٹھنے والی کسی غیر ارادی نگاہ بھی برداشت نہیں کرسکتی ہے۔" وہ بے دھیانی میں پری کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔
"اوہ! میں اس کے بارے میں کیوں سوچ رہا ہوں......؟" اس نے خود کو سرزنش کی اور کافی دیر سوچنے کے بعد معید کو کال کی وہ پہلے بھی اس سے یہ معاملہ ڈسکس کر چکا تھا۔
"یس...... خیریت تو ہے نا؟ اس ٹائم کال کرتے تو نہیں ہو تم؟" دوسری طرف وہ پریشان ہوگیا تھا اور طغرل نے عائزہ کی طرف ہونے والی گفتگو اس کو سنا دی تھی۔
"سمجھ نہیں آتا عائزہ کو ہو کیا گیا ہے ابھی بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے اسے؟" معید بھی سخت اشتعال میں آ گیا تھا۔
"تمہیں راحیل کی ریذیڈنسی معلوم ہے؟"
"ہاں! معلوم ہے تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"
"اس کو بتانا چاہتا ہوں شریف خاندان کی لڑکیوں کو بہکانے کا انجام کیا ہوتا ہے' تم اسی ٹائم آ جاؤ۔" طغرل کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

❀......❀......❀

اعوان کو جاپان گئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔
رخ کے لیے یہ ہفتہ بہت بھاری تھا ایک ایک لمحہ ٹھہر ٹھہر کر گزر رہا تھا۔ اس نے اعوان سے محبت نہیں کی تھی بالکل اسی طرح جس طرح گلفام کو بے تحاشہ چاہتیں اس کو موم نہ کرسکی تھیں۔ گلفام یا اعوان اس کو کسی سے محبت نہیں تھی۔
وہ صرف پیسے سے محبت رکھتی تھی' راتوں رات امیر ترین بن جانے کی چاہ تھی اس کو اور اپنے ان خوابوں کی تعبیر اس کو اعوان کے ذریعے پوری ہوتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی اور اسی نے یہ سوچ لیا تھا وہ جلد از جلد اس سے کورٹ میرج کر کے اس گھر کو چھوڑ دے گی۔ اسے نہ اس گھر سے محبت تھی اور نہ ہی یہاں بسنے والے اپنوں سے کوئی انسیت تھی' وہ غریب اور قدامت پسند لوگ تھے۔
اس کے دل میں خوف تھا اعوان وہاں جا کر اسے بھول نہ جائے اسی وجہ سے وہ اس سے کورٹ میرج کرنے پر راضی کر رہی تھی اور وہ راضی بھی

ہو گیا تھا مگر ساحر نے وہاں ٹانگ اڑا دی تھی اور وہ اس سے بہت سارے وعدے لے کر چلا گیا تھا۔

''آپا! یہ رخ کیوں دن بہ دن گم صم رہنے لگی ہے؟ کیا ہوتا جا رہا ہے اس کو؟'' کچن میں کھانا بناتیں ثریا نے فاطمہ سے کہا۔

وہ دونوں کتنی دیر سے ماہ رخ کو نیم کے پیڑ کے نیچے بیٹھے دیکھ رہی تھیں۔ جو گرم شال سے بے نیاز کب سے وہاں بیٹھی تھی۔

''ثریا! تم میری دیورانی بعد میں ہو، بہن پہلے ہو میں کہتی ہوں جتنا پڑھنا تھا اس نے پڑھ لیا۔ منگنی کا خیال چھوڑو ہم شادی کر دیتے ہیں ان دونوں کی، میرا دل تو یہی کہتا ہے۔''

''آپا! میرا ابھی یہی خیال ہے مگر گلفام کہہ رہا تھا اس کی نوکری شپ پر لگنے والی ہے، وہاں سے بہت اچھی اس کو تنخواہ ملے گی اور وہ چاہتا ہے پہلے وہ کسی مہنگے علاقے میں بنگلہ لے گا پھر گاڑی، ساری سہولیات ملنے کے بعد ہی وہ شادی کرے گا۔''

''شپ پر؟ وہاں کام کرنے کے لیے بہت پڑھنا پڑتا ہے ثریا!'' ان کے لہجے میں حیرت اور خوشی تھی۔

''چپکے چپکے تیاری کر کے امتحان دے کر آیا ہے اور مجھے بھی کہہ رہا تھا، میں کسی کو بتاؤں نہیں، کیپٹن کی وردی پہن کر آؤں گا جب ہی سب کو خوش خبری سناؤں گا۔''

''یہ تو بہت خوشی کی بات ہے اللہ جلدی وہ دن لائے۔''

❁......❀......❁

معید کے ساتھ وہ راحیل کے فلیٹ آیا تو وہ بند ملا۔ ان کو ناکام ہو کر واپس آنا پڑا۔ طغرل کا موڈ بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

''آئم سوری یار! تم کو یہاں ایک کے بعد ایک ٹینشن مل رہی ہے۔ میں کہتا ہوں اس سارے معاملے کو فیاض ماموں سے اب چھپانا نہیں چاہیے، ان کو موقع دیکھ کر سب سمجھا دو پھر وہ ہم سے بہتر فیصلہ کریں گے۔'' معید نے ایک کافی شاپ میں کافی پیتے ہوئے مشورہ دیا تھا۔

''مجھے انکل کو بتانا ہوتا تو بہت پہلے ان کو بتا دیتا مگر میں نہیں چاہتا ان کو ایسا ذلت آمیز صدمہ ملے اور وہ کسی کے آگے نگاہیں اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔''

''یہ بات تو ہے فیاض ماموں جیسا نفیس اور خود دار بندہ میں نے نہیں دیکھا۔ چھوٹے ہوں یا بڑے وہ سب سے ہی خلوص واپنائیت سے ملتے ہیں۔ سب کے ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں، سب کی فلاح و بہبود کے بارے میں سوچتے ہیں سب کے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں اور ان کے اپنے گھر میں اندھیرا اچھل رہا ہے۔''

''آف کورس یار! یہ تم پرفیکٹ کہہ رہے ہو اور تم فکر مت کرو، عائزہ جیسی لڑکیاں صرف ایک بار محبت نہیں کرتی ہیں۔ ان کو جتنی بار موقع مل جائے یہ اسی طرح بی ہیو کرتی ہیں اور جب شادی ہو جائے تو سب بھلا کر میاں کو پیاری ہو جاتی ہیں۔'' معید کے لہجے میں تمسخر زدہ سچائی تھی۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ وہ جتنی کریزی ہو گئی ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس کو بھول سکے گی معید!'' طغرل کو رتی بھر یقین نہ آیا تھا کہ اس نے عائزہ کی دیوانگی دیکھی تھی۔

''ارے میرے بھائی! ہمارے یہاں کی لڑکیاں بے حد ایڈوانس ہو گئی ہیں، مشرقی روایات کو بھول کر مغربی انداز کی تقلید کرنے لگی ہیں اور تم تو جانتے ہی ہو مغربی اقدار نے وہاں کی عورت سے آزادی کے نام پر عزت ووقار، انا و تقدس سب چھین لیا ہے۔ یہاں بھی یہی چلن فروغ پا رہا ہے لڑکیاں منگنی شدہ ہونے کے بعد بھی بوائے فرینڈ رکھتی ہیں پھر یہی ہوتا تو نہیں اور سہی......''

''ہم مسلمان ہیں، یہ مسلم معاشرہ ہے ہماری روایات نہیں ہیں یہ سب۔''

''چھوڑو یار! اندھوں کے شہر میں آئینہ کوئی نہیں خریدے گا۔''

''تم کبھی فاخر سے ملے ہو؟ بائی نیچر کیسا بندہ ہے وہ؟''

''کئی بار ملا ہوں، بہت پُر خلوص اور رعب داب والا بندہ ہے وہ۔ عائزہ کو بہت اچھی طرح ہینڈل کر لے گا، تم فکر مت کرو۔'' معید اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"اچھا بتاؤ...... پری کا کیا حال ہے' خاصے دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی ہے اس سے۔ اب تو لڑائی شرائی نہیں ہو رہی ہے اس سے تمہاری۔"
اس نے مسکراتے ہوئے موضوع بدل ڈالا تھا۔
"وہ اپنی نانو کے ہاں گئی ہوئی ہے دو دن سے۔"
"تم سے لڑ کر تو نہیں گئی ہے' لگ تو ایسا ہی رہا ہے مجھے......؟" پری کے نام پر اس کے چہرے پر رنگ دیکھ کر وہ پوچھنے لگا تھا۔
"جا کر معلوم کر لو اسی سے...... ویسے بھی بہت بڑے حمائتی ہو اس کے تم۔" وہ کافی پیتا ہوا اطمینان سے گویا ہوا۔
"ویسے ایک بات بتاؤں تمہیں؟" وہ شوخ لہجے میں گویا ہوا۔ "یہ ہر وقت لڑنا جھگڑنا بھی محبت ہی کی ایک صورت ہوتی ہے۔"
"اچھا...... بہت تجربہ ہے تمہیں؟" جواباً وہ بھی شوخی سے استفسار کرنے لگا تھا' معید ہنس پڑا تھا۔
"ہوں...... کہہ سکتے ہو تم!"
"رات گہری ہو رہی ہے اٹھ جاؤ' اگر دادی جان تہجد پڑھنے کے لیے اٹھ گئی ہوں گی تو پریشان ہو جائیں گی مجھے اس وقت گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر۔" دونوں کافی شاپ سے اٹھ گئے تھے۔
وہ گھر میں داخل ہوا تو دادی ابھی بیدار نہیں ہوئی تھیں۔ البتہ اس کے روم والی گیلری میں عادلہ موجود تھی۔
"تم...... اس وقت؟" وہ اسے دیکھ کر غصے سے بولا۔ "تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ تم سوتی کیوں نہیں ہو؟"
"طغرل بھائی پلیز! مجھے معاف کر دیں' مجھے کل رات کو آپ کے روم میں نہیں آنا چاہیے تھا' بہت شرمندہ ہوں میں آپ سے۔" وہ آہستگی سے کہہ رہی تھی۔
"اٹس او کے' جاؤ! میں ناراض نہیں ہوں تم سے مگر آئندہ خیال رکھنا' میں بار بار معاف نہیں کرتا۔" وہ کہہ کر چلا گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

❁......✿......❁

اسلام آباد میں نانو کے کسی قریبی عزیز کی وفات ہو گئی تھی' مرحوم خاتون کی خاص رشتے داری صفدر جمال سے بھی تھی۔ ان کو فلائٹ نہ مل سکی تھی انہوں نے کال کر کے مثنیٰ کو جانے کے لیے کہا تھا' اب وہ دونوں پری کی وجہ سے پریشان تھیں کہ وہ ان کے ساتھ جانے کو تیار نہ تھی۔
"پری! بیٹا ساتھ چلیں نا' ہم اسی ہفتے میں واپس آ جائیں گے۔" مثنیٰ نے اصرار کیا وہ کئی بار کہہ چکی تھیں مگر وہ اجنبی لوگوں میں اور وہ بھی ایسی سوگوار فضا میں جانا نہیں چاہتی تھی۔
"آپ میری فکر نہ کریں ممی! میں دادی جان کے پاس واپس چلی جاؤں گی' وہ میرا انتظار کر رہی ہیں۔"
"مگر...... آپ تو یہاں بہت سارے دن رہنے آئی تھیں۔" اسے محسوس ہوا ممی کہنا چاہ رہی ہیں' تم تو وہاں کسی سے لڑ کر آئی تھیں اور اب ایک ہفتے میں ہی واپس جا رہی ہو۔
"سوچا ہوا کب پورا ہوتا ہے؟ سوچتے تو ہم بہت کچھ ہیں۔ میں اکثر سوچوں میں آپ کو اور پاپا کو اپنے ساتھ دیکھتی ہوں' کیا یہ سوچ میری پوری ہو سکتی ہے؟ نہیں نا......؟" انہوں نے آگے بڑھ کر اس کو خود سے لپٹا لیا۔
"میں تمہاری مجرم ہوں پری! میں نے تمہیں پیدا کیا' مگر حق ادا نہ کر سکی' میں اب یہ نہیں کہوں گی کہ مجھے ادا کرنے نہیں دیا گیا' میں نے یہ فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔"
"میں آپ کو ہرٹ نہیں کر رہی ہوں مما! میں تو صرف آپ کو اپنا خواب بتانا چاہ رہی تھی' اپنی تصوراتی دنیا آپ کو دکھانا چاہ رہی تھی' جس میں آپ اور پاپا میرے ساتھ ہیں وہ دنیا بہت ہی خوب صورت بے حد حسین ہے۔" وہ ان کے سینے سے لگی بے تحاشہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"مت دیکھا کرو ایسے خواب میری جان! جن کی تعبیر میں صرف دکھ ہی دکھ ہو' مت سوچا کرو اتنا جو سائیکی بنا دے' اتنی سوچ' اتنی حساسیت دماغ پر بُرا اثر ڈالتی ہے میری جانب۔" وہ دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کے آنسو صاف کر رہی تھیں۔ پردے کے پیچھے کھڑی عشرت جہاں خود کو ان کا مجرم

سمجھ رہی تھیں۔
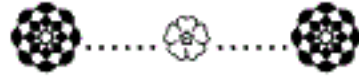
دادی جان کا آج صبح سے موڈ خراب تھا۔ پہلے ملازمہ کو خوب سنائیں' روم کی دو مرتبہ صفائی کرائی ہے پھر اس کی ڈسٹنگ پسند نہیں آئی' واش روم کا فرش بار بار رگڑوایا اب کپڑے دھونے والی کی شامت آئی ہوئی تھی۔

عائزہ نے لاؤنج میں آ کر جھٹکے سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''وہ نواب زادی وہاں جا کر بیٹھ گئی ہے اس کو دادی کا خیال نہیں آ رہا ہے اور اِدھر یہ اس کی یاد میں دوسروں پر برس رہی ہیں۔'' عادلہ نے بھی بے زاری سے کہا۔

''میرا بس چلے تو دادی کو کسی اولڈ ہاؤس چھوڑ کر آ جاؤں۔''

''اچھا......! اور ڈیڈی تمہیں کہاں چھوڑ کر آئیں گے اس کا پتا ہے اور وہ طغرل جو دادی کا سب سے بڑا چمچہ ہے وہ تمہارا کیا حشر کرے گا' تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔'' ایک ہی دم عادلہ کو طغرل کا خیال آیا تو وہ گھبرا کر بولی۔

''ہونہہ...... مجھے ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے' میں تو کہتی ہوں وہ یہاں سے دفع ہی ہو جائیں تو اچھا ہے' آئے بڑے خدائی فوجدار بن کر۔''

''تمہیں تو ذرا بھی لحاظ و مروت نہیں ہے عائزہ!'' عادلہ کو طغرل کے خلاف اس کی بدتمیزی ذرا نہ بھائی تھی۔

''نامعلوم کسی مٹی سے بنی ہو تم؟ تمہاری کتنی بے عزتی کر کے اس نے بیڈ روم سے نکالا تھا اور تم...... پھر بھی اس کی حمایت لے رہی ہو' بہت ہی بے غیرت لڑکی ہو تم۔''

''ارے زبان کو لگام دو لڑکی! کس ٹھسّے سے بڑی بہن کو بے غیرت کہہ رہی ہو تم؟ یہی تربیت ہے ہمارے گھرانے کی؟ اور عادلہ نے ایسا کیا کر دیا جو تم یوں منہ پھاڑ کے اس کو بے غیرتی کا طعنہ دے رہی ہو؟'' وہ آپس کی تُو تُو میں میں' میں دادی کو اندر آتے دیکھ نہ سکی تھیں۔ جن کے کانوں میں ان کا آخری جملہ پڑ گیا تھا۔

''اوہ...... دادی! میں مذاق کر رہی تھی عادلہ سے۔'' وہ مسکراتی ہوئی بات بنا کر بولی۔

''جی ہاں دادی...... عائزہ تو ایسے ہی مذاق کر رہی تھی۔''

''اچھا...... تم لوگ مذاق بھی کتنی سنجیدگی سے کرتی ہو پھر مذاق ہی سہی مگر تم نے بڑی بہن کو بے غیرت کیوں کہا؟''

''غلطی ہو گئی دادی جان! پھر کبھی ایسا نہیں ہوگا۔''

عائزہ کی زبان جو ماں اور بہن کے سامنے بنا لحاظ کے قینچی کی طرح چلتی تھی۔ دادی کے سامنے وہ بول نہیں پا رہی تھی۔

''بول کر دکھائے' اپنے ہاتھوں سے تمہاری زبان کُتر دوں گی قینچی سے۔ لو بھلا ہماری سات پشتوں میں کسی نے یہ لفظ ادا نہیں کیا اور یہ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش کیا لمبی زبانیں کر کے بیٹھی ہیں' بڑوں کا کوئی ادب ہی نہیں ہے ان کی نظروں میں۔''

''دادی جان! آپ غصہ نہ ہوں' میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں' آپ اپنے کمرے میں چلیں۔'' عائزہ کو ان سے جان چھڑانے کی ایک یہی ترکیب سمجھ آئی۔

''چائے مزاج کی طرح کڑوی کسیلی نہیں بنانا عائزہ!''

وہ کہہ کر چلی گئیں اور ان کی جان میں جان آئی کہ انہوں نے پوری بات سن لی ہوتی تو پھر کیا حال ہوتا ان کا؟
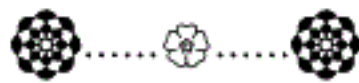
''طغرل بیٹا! آپ فری ہو کیا؟'' وہ آفس سے نکلنے ہی والا تھا کہ فیاض صاحب کی کال آ گئی تھی۔

''جی انکل! آفس سے نکل رہا ہوں' کوئی کام ہے؟'' اس نے چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔

''جی، پری کی کال آئی ہے وہ گھر آنا چاہتی ہے شوفر میرے ساتھ ہے' میں کراچی سے باہر ہوں رات ہو جائے گی واپسی پر۔ آپ پری کو پک کر سکتے ہیں اس کی نانو کے گھر سے؟''

''شیور انکل!'' اس کے وجیہہ چہرے پر دلکش مسکراہٹ ابھری تھی۔ (گڈ! تو محترمہ واپس آ رہی ہیں؟'')

''انکل میں گھر ہی جا رہا ہوں' پک کرلوں گا پری کو۔''

''تھینکس بیٹا! آپ کو ٹائم تو ویسٹ کرنا پڑے گا کیوں کہ وہ آفس سے بالکل اپازٹ ہے مگر......''

''ایسی بات نہیں ہے انکل! آپ فکر مت کریں' میں جا رہا ہوں او کے گڈ بائے!'' سیل فون اس نے کوٹ کی جیب میں رکھا تھا اور بے حد مسرور انداز میں وہاں سے نکلا تھا۔

❁......✿......❁

کارن کے ہارن پر وہ ممی' اور نانو سے مل کر باہر آئی تو کار کے پاس طغرل کو دیکھ کر اس کے ابرو تن گئے۔

''السلام علیکم!'' اس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیگ لیتے ہوئے شائستگی سے سلام کیا۔

''شوفر کہاں ہے؟ کیوں آئے ہیں آپ؟'' وہ سرد مہری سے کہہ رہی تھی۔

''انکل کراچی سے باہر ہیں اور شوفر ان کے ساتھ ہے' انکل نے ہی کال کی ہے مجھے تمہیں یہاں سے پک کرنے کی۔''

''پاپا کو آپ کے علاوہ کوئی اور نظر نہیں آتا ہے؟ جو ہر بار آپ کو ہی بھیج دیتے ہیں۔''

''مجھے نہیں معلوم لیکن میں انکل کو کال ملا دیتا ہوں' ابھی خود معلوم کرلو ان سے' بتا دیں گے۔'' اس نے سیل فون نکالتے ہوئے بھولپن سے کہا۔

''رہنے دیجیے!'' وہ بیک ڈور کھول کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

''معلوم کرلو اچھی بات ہے' میں تو ویسے بھی خاصا بے اعتبار سا بندہ ہوں آپ کی نگاہوں میں۔'' وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا ہوا پُر اعتماد لہجے میں بولا۔

''میں آپ سے کوئی بحث کرنا نہیں چاہتی۔''

''مجھ سے بحث میں جیتنا کوئی آسان بھی نہیں ہے یہ یاد رکھنا۔'' وہ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا تھا پھر کچھ دیر تک ان کے درمیان خاموشی رہی تھی۔ جس کو طغرل نے ہی توڑا تھا۔

''تم نے صرف ایک ویک اینڈ گزارا ہے اپنی نانو کے ہاں؟''

''مطلب......؟'' وہ غرائی تھی۔

''سمجھا تھا روٹھ کر گئی ہو پانچ چھ سال سے پہلے واپس آنے والی نہیں ہو مگر تم......''

''میں کبھی بھی آؤں' کبھی بھی جاؤں میرے پاپا کا گھر ہے وہ' مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ تو گویا آگ بنی ہوئی تھی۔

''تمہاری نانو کیا تمہیں کریلے کھلاتی رہی ہیں......؟''

......☆☆☆......

طغرل کی بات پر اس نے اسے گھور کر دیکھا تھا وہ ڈرائیو کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا گو کہ اس کی نگاہیں ونڈ اسکرین پر مرکوز تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے زچ کر رہا ہے۔

''آئس کریم کھاؤ گی؟'' کچھ دیر بعد اس نے استفسار کیا۔

''نہیں!'' اس نے صاف جواب دیا۔

''کھالو...... تم کیوں ہر بات انکار میں کرتی ہو؟''

''میرا دل نہیں چاہ رہا۔''

"میرا دل تو چاہ رہا ہے۔"

"آپ کھالیں میں نے آپ کو منع نہیں کیا۔"

"تم اس قدر خودغرض کیوں ہو پری! ہمیشہ تم کو اپنی فکر ہوتی ہے تم کسی اور کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں یہ بات درست نہیں۔" اس کے لہجے میں نرمی تھی

"ضروری تو نہیں ہے آپ جو کہیں وہ میں کروں۔"

"او کے جیسے تمہاری مرضی! میں لڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔" اس نے نرمی سے کہا پری چپ ہی رہی تھی۔

تھوڑی دیر ہی خاموشی برقرار رہ سکی تھی طغرل پھر بیک مرر میں اس کے چہرے کو دیکھ کر گویا ہوا۔

"تم نے کہا تھا میری موجودگی میں گھر میں نہیں آؤ گی۔ آئم سوری! میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے جلد ہی کوئی گھر مل جائے مگر ملا نہیں اور تمہیں ابھی نامعلوم کتنے دن میری موجودگی وہاں برداشت کرنی پڑے گی۔"

"میری زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جو میں نے چاہا ہو وہ خواہش پوری ہوئی ہو مجھے عادت ہے اپنی ادھوری نامکمل خواہشوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی آپ شرمندہ مت ہوں۔" اس نے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

اس کے بے حد سنجیدگی سے دیئے گئے جواب پر طغرل نے بیک مرر پر واضح اس کے عکس کو دیکھا تھا۔ بے بی پنک کلر کے دوپٹے میں اس کے چہرے کی شفاف رنگت نمایاں تھی۔ اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کی بھول بھلیوں میں الجھی ہوئی تھی۔

اردگرد سے بے خبر خود سے بھی بے خبر ایک اداس لڑکی......!

❁.......❁.......❁

"السلام علیکم بھابی جان!" صباحت چھوٹی بہن نزہت کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوئی تھیں۔ تارا جو کاؤچ پر آرام دہ حالت میں نیم دراز ٹی وی پر کوکنگ شو دیکھ رہی تھیں ان کی بے وقت آمد پر جز بز انداز میں اٹھ کر بیٹھی تھیں چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر گویا ہوئیں۔

"وعلیکم السلام! کہاں سے آ رہی ہو اس وقت؟"

"گھر سے آ رہے ہیں صباحت آپی نے مجھے کال کی اور پوچھا گھر چل رہی ہو بھائی کے ہاں اور بات جب میکے آنے کی ہو تو کوئی بھی لڑکی انکار نہیں کرسکتی آپی مجھے لے کر یہاں آ گئیں۔"

"اچھا ہوا تم بھی آ گئیں آرام سے بیٹھو۔ میں ملازمہ سے کولڈ ڈرنک لانے کا کہتی ہوں۔" وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

"بھابی ہر وقت کوکنگ شوز تو ایسے دیکھتی رہتی ہیں جیسے بڑی ہی باورچن بن گئی ہیں اور حقیقت میں ان کو انڈا ابھی ڈھنگ سے ابالنا نہیں آتا ہے ہر کام کے لیے ملازم رکھے ہوئے ہیں۔"

"ہاں یہ بات تو ہے ہمارے بھائی کی کمائی دل کھول کر لٹا رہی ہیں۔ اس پر کوئی ملال بھی نہیں۔" نزہت نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ارے ملال تو جب ہوگا نا جس وقت کوئی حساب کتاب لینے والا ہو یہاں تو ان کا ہی راج ہے پھر بھائی جان کے علاوہ فاخر کی بھی سیلری اچھی بھلی ہے ان کو کس بات کی پروا ہے؟"

"آپی! ایک انداز سے دیکھو تو اچھا ہی ہے۔" اس نے سرگوشیانہ انداز میں اس کی جانب قدرے جھک کر کہا تھا۔

"کس انداز سے بھئی؟"

"کل کو ہماری عائزہ اس گھر میں بہو بن کر آئے گی تو وہ بھی عیش کرے گی۔ بھابی سے زیادہ ہی......تم دیکھنا۔"

"ہوں...... یہ تو ہے مگر ملازم تو میرے گھر میں بھی ہیں اور میں بچیوں سے کام کروانے کی قائل نہیں ہوں۔ اماں جان کی وجہ سے تھوڑا معمولی سا کام کرلیتی ہیں وہ وگرنہ میں نے شہزادیاں بنا کر رکھا ہوا ہے۔"

"اچھی بات ہے ملازم ہیں کل کو بھابی یہ طعنہ تو نہیں دیں گی کہ باپ کے گھر ملازم نہیں تھے سسرال میں آ کر دیکھے ہیں۔" اسی دم باہر سے

قدموں کی چاپ آئی تو وہ سنبھل کر بیٹھ گئیں۔

''کولڈ کافی بنا کر لا رہی ہے وہ مجھے یاد آیا تم دونوں کو کولڈ کافی بے حد پسند ہے۔'' وہ بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''بھابی! تم کو اور بھائی کو فرصت ہی نہیں ملتی میرے گھر آنے کی اب تو ڈبل رشتے داری ہوگئی ہے تمہارا حق ہے۔''

''ارے ہم تو کئی بار پروگرام بنا چکے ہیں تمہارے ہاں آنے کا۔''

''پھر آئیں کیوں نہیں؟ عائزہ بھی پوچھتی رہتی ہے۔''

''اچھا! وہ تو میری بیٹی ہے مجھے یاد کرے گی اور کیوں نہیں کرے گی بڑی محبت اور ارمانوں سے وہ بہو بن کر اس گھر میں آئے گی۔''

''پھر کب آ رہی ہو بھائی کو لے کر؟''

''بات یہ ہے کہ جب بھی تمہارے گھر آنے کا پروگرام بناتے ہیں اس دن تم آ جاتی ہو اس کو کہتے ہیں دل سے دل کو راہ اور ہم اپنا جانا ملتوی کر دیتے ہیں۔'' ان کے گہرے انداز پر وہ تنک کر گویا ہوئی تھیں۔

''پھر تو آپ آنے سے پہلے فون کر لیا کریں۔''

''چلو اچھا ہے ایسا ہی کروں گی اب میں دیکھتی ہوں وہ ابھی تک کافی لے کر کیوں نہیں آئی۔''

''دیکھا تم نے نزہت! کس طرح میٹھی چھری سے وار کرتی ہیں یہ بھابی صاحبہ! اب ان کا مقصد ہے میں بھائی کے ہاں آنا ہی چھوڑ دوں؟'' ان کے جاتے ہی وہ آگ بگولہ ہوئیں۔

''ارے! کیوں خون جلاتی ہو آپی! عائزہ کے آنے کے بعد اس گھر کے دروازے آپ پر ہمیشہ کے لیے کھلے رہیں گے۔''

''صرف میرے لیے ہی نہیں ہم سب کے لیے کھل جائیں گے۔''

❁......❁......❁

وہ کار سے اتر کر آئی تو شام گہری ہو چکی تھی۔ مالی لان میں پودوں کو پانی دے رہا تھا لان میں رکھی چیئرز پر کوئی نہ تھا۔ طغرل گاڑی پارک کر رہا تھا وہ کار رکتے ہی پھرتی سے نکل آئی تھی۔ طغرل نے اس کے چہرے پر وہ ہی بے تابی و بے قراری دیکھی تھی جو وہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دادی کے چہرے پر دیکھتا تھا۔ ان دونوں کی دلی محبت کو وہ اب جان گیا تھا۔

دادی جان حسب عادت جائے نماز پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں وہ جا کر سلام کرتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔

''آ گئی دادی بوڑھی کی یاد تم کو جو چلی آئیں؟'' اس کی پیشانی چومتی ہوئی وہ گویا ہوئیں۔

''میں بھولتی ہی کب ہوں آپ کو دادی جان! یہ آپ ہی ہیں جو ایک بار بھی مجھے یاد نہیں کرتیں۔'' اس نے ان کے قریب بیٹھتے ہوئے گلہ کیا۔

''یہ تو میں جانوں یا میرا اللہ! تمہیں یاد کرتی ہوں یا نہیں۔''

''اگر آپ مجھے یاد کرتیں تو ایک فون تو کر سکتی ہیں نا دادی جان!''

''کیا فون کرنے سے ہی محبت ظاہر ہوتی ہے پری!''

''ہاں دادی جان! آپ کی پری محبت کی ایک ایک بوند کے لیے ترسی ہوئی ہے۔ نامعلوم کیسی پیاس ہے یہ جو بجھتی ہی نہیں ہے۔'' وہ اپنی سوچ کو لفظوں کے پیراہن نہ دے سکی تھی۔

''چل اٹھ کر وضو کر کے آ مغرب کی اذان ہونے والی ہے۔ نماز کے بعد میرے لیے اپنے ہاتھوں سے کریلے قیمہ بنا دے بہت جی چاہ رہا ہے میرا۔ میں نے صباحت سے نہیں بنوایا کریلے قیمہ کا جو ذائقہ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

''یہ بات تو آپ نے سوا سولہ آنے درست کی ہے دادی جان!'' وہ اس کا بیگ لے کر اندر آتا ہوا سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''ایک کریلہ نیم چڑھا......اور دوسرا پارس کے ہاتھ سے پکا......''

''طغرل بھائی! کسی نے آپ کو بکواس کرنے کے لیے نہیں کہا ہے۔'' وہ دادی کا خیال نہ کر کے اس سے گویا ہوئی۔

''پری! یہ کیا طریقہ ہے بیٹی! بھائی بھی کہہ رہی ہو اور اس انداز میں بھائی سے بات کر رہی ہو۔''

''دادی جان! ان کو بھی دیکھیں نا آپ' ان کا جو دل چاہتا ہے کہہ دیتے ہیں۔''

''تمہارے کھانے پکانے کی تعریف ہی کر رہا ہے بچہ! یہ بتاؤ کس کے ساتھ آئی ہو؟'' انہوں نے موضوع بدلا۔

''میں لے کر آیا ہوں۔ انکل کا فون آیا تھا میرے پاس۔''

''تمہارے روپ میں فیاض کو ایک بیٹا مل گیا ہے' وہ اپنے دل کی بات تم سے کر لیتا ہے۔ بہت محبت کرتا ہے تم سے۔''

''آف کورس دادی جان! وہ خود اتنی محبت کرتے ہیں کہ لوگ ان سے از خود ہی محبت کرنے لگتے ہیں۔''

''اللہ میرے بچے کی پریشانیاں دور کرے۔'' وہ بڑبڑائی تھیں۔

❀......✱......❀

اعوان کے جانے کے بعد ایک ایک دن اس کا اسی فکر میں گزر رہا تھا یہی وسوسے اس کو پریشان کیے ہوئے تھے' کہیں وہ جاپان سے واپس نہ آئے یا وہ اس کو بھول کر کسی اور سے دل لگا بیٹھے اور اس کے خواہشوں کے شیش محل کی عمارت خوابوں میں ہی مسمار ہو جائے اور وہ جو اس گھر سے' اس ماحول سے فرار ہونا چاہتی تھی۔

گلفام کی شریک حیات بن کر' حیات کی رنگینیوں سے دور ہو جائے۔

''مجھے اس طرح گھر میں بیٹھ کر وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے' مجھے اعوان کے دوست ساحر سے ملنا چاہیے اور اس سے مجھے اعوان کے بارے میں معلوم ہوگا اور میں بات بھی کر سکوں گی۔ اعوان نے مجھے ساحر کے بنگلے کا ایڈریس دیا ہے' مجھے فوراً جا کر اس سے ملنا چاہیے۔'' اس کے اندر ایک ہلچل ہوئی تھی۔

فاطمہ جو بیٹی کی کیفیت کو بہت حساس طریقے سے محسوس کر رہی تھیں وہ ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھیں اور خاموشی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئیں۔

''امی! کوئی کام ہے مجھ سے؟'' وہ چونک کر گویا ہوئی۔

''کیوں؟ ماں بیٹی کے پاس کسی کام سے ہی آتی ہے؟'' وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سادگی سے کہہ رہی تھیں۔ ''پھر میں تم سے کام ہی کیا کراتی ہوں۔''

''آپ لیٹ جائیں امی! میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔'' اس کو ماں کی سنجیدگی سے خوف آتا تھا اس کو لگتا تھا کہ اس کی ماں کی آنکھیں اس کی چوری پکڑ لیں گی۔

اس کے ارادے جان جائیں گی۔

ایک خوف دامن گیر تھا جو ان کے قریب بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔

''کیوں بھاگتی ہو مجھ سے رخ! ماں ہوں میں تمہاری۔'' اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

''سارے دن کی تھکی ہوئی ہیں آپ آرام کر لیں۔''

''نہیں تھکی ہوئی ہوں میں' گھر کا کام اپنوں کے لیے ہوتا ہے اور اپنوں کا خیال کر کے خوشی ہوتی ہے۔ ابھی تم ان باتوں کو نہیں سمجھو گی' کچھ دنوں بعد جب تمہاری شادی کر دوں گی تب سب سمجھ جاؤ گی میری ان باتوں کو۔'' ان کی بات پر اس کا دل بُری طرح دھڑک اٹھا تھا۔

''شادی......! امی ابھی میرے امتحان ہوں گے' بہت سا پڑھنا ہے مجھے' میری ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔''

''امتحان!'' انہوں نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''زندگی ایک امتحان ہی تو ہے ہماری' جو زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوں گے پھر تم کئی دنوں سے کالج بھی نہیں جا رہی ہو۔''

''امی! چھٹیاں تھیں نا' کل جانا ہے کالج۔''

''اب نہیں جاؤ گی تم کالج راس نہیں آیا ہے جب سے کالج گئی ہو بہت عجیب اور سب سے دور ہو گئی ہو۔''

''نہیں امی! ایسی بات نہیں ہے میں ویسی ہی ہوں اور بھلا سب سے دور کیوں ہوں گی؟ آپ تو میرے اپنے ہیں۔''

''کچھ دنوں سے میں راتوں کو سکون سے سو نہیں پا رہی ہوں نامعلوم کیسے کیسے خواب نظر آ رہے ہیں مجھے' سارا سارا دن میں عجیب سی وحشت اور پریشانی میں مبتلا رہتی ہوں۔''

''امی! آپ کام بھی تو بہت کرتی ہیں' کمزوری ہو گئی ہے آپ کے اندر۔ میں آپ کے لیے گلوکوز ملا کر لاتی ہوں پانی میں۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

''رہنے دو رخ! مجھے ضرورت نہیں ہے یہ گلوکوز سے جانے والی کمزوری نہیں ہے' یہ تو کچھ اور ہی ہے جو میں سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔'' ان کے انداز میں الجھن تھی۔

''امی! میں امتحان دوں گی اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو آپ کو اجازت دینی ہوگی۔''

''مت بحث کرو مجھ سے' میں تمہاری بھلائی کے لیے کہہ رہی ہوں۔''

''اس میں بھلائی نہیں ہے میری امی!'' وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

''مجھے محسوس ہو رہا ہے رخ! کہیں بہت غلط کر رہی ہو تم۔'' وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھیں' ان کے انداز پر وہ لمحے بھر کو نگاہ نہ اٹھا سکی تھی' دل سمٹنے سا لگا تھا۔

''تم جب تک کالج سے نہیں آتی ہو' میری نگاہیں دروازے پر ہی جمی رہتی ہیں۔ دل میں عجیب عجیب خیالات ادھم مچاتے ہیں۔''

''آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے امی؟''

''اعتماد ہے تب ہی تم کو اتنا پڑھا رہے ہیں' ورنہ تم یہ جانتی ہو ہماری قوم میں لڑکیاں پرائمری سے آگے نہیں پڑھتیں اور کم عمری میں ہی بیٹیوں کو رخصت کرنے کا رواج ہے اگر تمہارے ابا کی خواہش نہ ہوتی تمہیں پڑھانے کی تو میں بھی کب کی تم کو گلفام کی دلہن بنا چکی ہوتی۔'' وہ دوٹوک انداز میں کہہ رہی تھیں۔

گلفام کے نام پر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا مگر سامنے اس کی ماں بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ اس کے احساس کو بخوبی جانچ سکتی تھیں۔ اندر کی پسندیدگی کو اس نے باہر نہیں آنے دیا تھا اور مسکرا کر بولی۔

''میں جانتی ہوں امی! آپ اور ابا خاندان سے ٹکرلے کر مجھے اعلیٰ تعلیم دلا رہے ہیں' یہ سب جانتے ہوئے میں کوئی غلط قدم کیسے اٹھا سکتی ہوں' آپ کی عزت کا خیال مجھے سب سے زیادہ ہے۔'' ان کا ہاتھ پکڑ کر وہ نم آنکھوں سے گویا ہوئی تھی۔

''میں تمہیں امتحان دینے کی اجازت دیتی ہوں' تم امتحان دے لو' ہماری یہ خواہش ہے تم خاندان کی لڑکیوں کے لیے اچھی مثال بن جاؤ' کل دوسری لڑکیاں بھی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو جائیں۔''

مدنہ واپس آ گئی تھیں۔

ڈنر کے بعد وہ اماں جان کے کمرے میں آ گئی تھیں' طغرل اور فیاض کے علاوہ سب وہاں موجود تھے' اماں جان نے کہا۔

''بہو! بہت دل لگ گیا تمہارا وہاں پر' خیر بہت عرصے بعد سب سے ملی ہو گی۔'' انہوں نے پہل کرتے ہوئے بات کی۔

''اماں جان! ایک طویل عرصے بعد سب سے ملی ہوں' سب نے بہت محبت دی' خیال رکھا اتنے دن گزرنے کا بالکل بھی احساس نہیں ہوا مجھے۔''

''بھابی! آپ کی وجہ سے میں نے عائزہ کی منگنی بھی بے حد سادگی سے کی ہے۔ اب آپ آ گئی ہیں تو بہت دھوم دھام سے منگنی کریں گے۔'' صباحت نے کہا۔

''ہاں...... ہاں کیوں نہیں اور جلد ہی فراز بھی پاکستان آنے والے ہیں۔'' انہوں نے قریب بیٹھی عائزہ کو شوخ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا اور عائزہ مسکرا رہی تھی۔

''ہم سب مل کر دھوم دھام سے خوشیاں منائیں گے۔''

''ایک زمانہ گزر گیا اس گھر خوشیاں آئے' اب میں چاہتی ہوں مرنے سے قبل اللہ مجھے میرے بچوں کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے' سرخرو ہو کر اس دنیا سے جاؤں۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ دادی جان!'' پری کے چہرے کی رنگت بدلی تھی ان کی بات پر۔

''اللہ آپ کا سایا سدا ہمارے سروں پر رکھے اماں ایسی باتیں نہ کیا کریں۔''

''جو حقیقت ہے اس سے فرار کس طرح ممکن ہے۔''

''ایسی خوشی کے موقع پر آپ نے ہمیں دکھی کر دیا ہے دادی جان! آپ سے ہی تو اس گھر کی رونق ہے۔''

''میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ سب خوش رہیں۔''

''آپ کی دعاؤں کے طفیل ہم سب خوش ہیں' آپ آرام کریں اماں جان! میں کچھ ٹائم طغرل کے پاس گزاروں گی۔ بہت یاد کیا ہے میں نے اس کو وہاں پر' مگر فکر نہیں تھی کہ وہ آپ کے پاس ہے مجھ سے زیادہ آپ خیال رکھتی ہیں۔'' وہ طغرل کے روم میں آئیں تو وہ نائٹ ڈریس پہن کر واش روم سے نکلا تھا۔ انہیں دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔

''دادو نے بہت یاد کیا تھا آپ کو' وہاں سب لوگ کیسے ہیں ممی! انجوائے کیا آپ نے وہاں۔'' وہ ان کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔

''پندرہ سال بعد ملی ہوں سب سے ہاتھوں ہاتھ لیا' کوئی ایسا دن نہیں گزرا جس میں پارٹی نہ ہو۔''

''ہوں' تب ہی خاصی صحت مند دکھائی دے رہی ہیں۔'' وہ شوخی سے گویا ہوا تھا۔

''رئیلی بیٹا! میں فیٹی ہوگئی ہوں؟''

مذنہ کو فوراً ہی اپنے موٹاپے کی فکر ہوئی تھی اور وہ ہنس پڑا۔

''میں مذاق کر رہا تھا ممی! آپ کو اس قدر اپنی اسمارٹنس کی فکر کیوں رہتی ہے' آپ تھوڑی صحت مند بھی کیوٹ لگیں گی۔'' وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''آپ کے ڈیڈی کو موٹی عورت اچھی نہیں لگتی ہے۔'' وہ ہنس کر گویا ہوئی تھیں۔ ''وہاں ماموں اور ممانی نے آپ کی کمی کو بہت محسوس کیا' اصرار کر رہی تھیں اگلی دفعہ آپ کو ضرور لے کر آؤں۔''

''ابھی تو میں بے حد بزی ہوں ممی! فیکٹریز کے لیے کنسٹرکشن ہو رہی ہے اور ایک پُرسکون علاقے میں' میں نے ریذیڈنسی چوز کرلی ہے' کچھ چینجنگ کنسٹرکشن وہاں بھی ہوں گی۔ جو عنقریب شروع کرانے والا ہوں۔''

''آپ نے مجھے کال بھی کی تھی کہ علیحدہ گھر لینا چاہ رہے ہیں اب ماشاءاللہ لے بھی لیا ہے' کوئی خاص وجہ ہے کیا گھر لینے کی؟'' اس کی طرف دیکھ کر وہ پُرتجسس انداز میں گویا ہوئیں۔

''گھر تو لینا تھا نا ممی!'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہاں گھر تو لینا تھا مگر اتنی جلدی کیوں کی آپ نے؟ یہاں کسی نے بُرا برتاؤ کیا ہے آپ کے ساتھ؟ ورنہ آپ اماں کے پاس سے جانے والے نہیں تھے۔''

وہ ماں تھیں اور ماں سے بڑھ کر بچوں کے احساسات کو کون سمجھ سکتا ہے وہ فوراً ہی اس کا ذہن کھوجنے لگی تھیں۔

''نہیں ممی! کون کرے گا بھلا اس طرح میرے ساتھ بُرا برتاؤ...... میں دادی جان کو ساتھ لے کر جاؤں گا یہاں سے ابھی آپ ان سے ذکر مت کیجیے گا خوامخواہ وہ پریشان ہو جائیں گی۔''

وہ کیا بتاتا ان کو پری کے ساتھ ہونے والی جھڑپ نے اس کو سنجیدگی سے علیحدہ گھر لینے کی ترغیب دلائی تھی۔

''میں تو خود ابھی ساتھ رہنا چاہتی ہوں ایسی کوئی جلدی نہیں ہے' ہمیں دور جانے کی پھر ابھی صباحت عائزہ کی منگنی کرنا چاہ رہی ہیں' میری وجہ سے بے چاری اپنی ساری خوشیاں دبائے بیٹھی ہیں پھر ابھی بہت سے کام کرنے ہیں۔''

''ممی! آپ پریشان مت ہوں' جب آپ کا حکم ہوگا ہم تب وہاں چلیں گے اور میں نے بتایا نا ابھی وہاں ری کنسٹرکشن ہوگی' اس کو اسٹیبلشڈ کرنے میں ٹائم لگے گا۔''

❁.......❁.......❁

''مجھے سمجھ نہیں آتی ہے آپ کی مصروفیات دن بدن اتنی بڑھتی جارہی ہیں کہ مجھے آپ سے بات کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا ہے۔''

فیاض روم میں داخل ہوئے تو وہ شکائتی لہجے میں گویا ہوئیں' فیاض نے بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

''بات.....؟ تم' کو بات کہاں کرنی ہوتی ہے کوئی نئی خواہش پیدا ہوئی ہوگی تمہارے اندر' کوئی نئی فرمائش کرنی ہوگی تمہیں۔'' وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے بولے۔

''ہاں کیوں نہیں' آپ تو میری ہر خواہش منہ سے نکلتے ہی پوری کر دیتے ہیں گویا' کوئی فرمائش رد نہیں کرتے ہیں جیسے۔'' وہ منہ بنا کر گویا ہوئیں۔

''الحمدللہ! میں ہی پوری کرتا ہوں کسی اور کا نام ہے تو بتا دو میرے علاوہ.....''

''آپ کے علاوہ کوئی اور پوری بھی کیوں کرے' باپ ہیں آپ اپنی بیٹیوں کے ان کی تمام تر ذمہ داریاں نبھانے کا آپ کا حق ہے فیاض صاحب!''

''اب کیا کرنا چاہتی ہو تم؟ کس بات کا ہنگامہ ہے یہ؟''

''ارے ہنگامہ آپ کر رہے ہیں یا میں؟ میری ہر سیدھی بات کا آپ الٹا جواب دے رہے ہیں۔''

فیاض صاحب کا اکھڑا انداز ان کو اسی طرح لمحے بھر میں آپے سے باہر کر دیا کرتا تھا جس کی وہ کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔

''پلیز! سونے دو مجھے' سارا دن گھر سے باہر وقت گزرتا ہے اور گھر آ کر آرام کے بجائے تمہاری لن ترانیاں سننی پڑتی ہیں۔''

''آپ کا تو ہر دن گھر سے باہر گزرتا ہے اب مجھے کوئی بات کرنی ہوگی تو میں کس سے کروں؟ خرچہ تو آپ ہی اٹھائیں گے نا۔''

''خرچہ!'' انہوں نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا تھا۔

''یہ اب کون سا ایکسٹرا خرچہ تم نکال کر بیٹھی ہو؟''

''بھابی مری سے آ گئی ہیں اب فاخر کو بھی ہم انگوٹھی پہنانے جائیں گے یا نہیں؟'' ان کے بگڑے تیور صباحت کے مزاج درست کر گئے' ان کی طرف دیکھ کر وہ آہستگی سے گویا ہوئیں۔

''فی الوقت میں کسی بھی چونچلوں کو برداشت کرنے کے موڈ اور پوزیشن میں نہیں ہوں' اپنی ان خواہشات کو ابھی اندر ہی رکھو تو بہتر ہے۔''

''آپ تو کبھی بھی میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہی نہیں ہیں' ہر وقت بے زار دکھائی دیتے ہیں ہم ماں بیٹیوں سے۔ میں نے بھابی جان سے کہہ دیا ہے کیا جواب دوں گی ان کو؟'' وہ بُری طرح بوکھلا کر رہ گئی تھیں۔

''ہر بات کو کیوں اس طرح سر پر سوار کر لیتی ہو' ضروری تو نہیں ہے جو تم چاہو وہ فوراً ہی ہو جائے' کچھ صبر و برداشت سے بھی کام لینا پڑتا ہے ہمیشہ جلد بازی سے کام لیتی ہو۔''

''آپ کی عزت کی بات ہے بھابی کیا سوچیں گی؟''

''بھابی کو میں جانتا ہوں' وہ بہت سمجھدار عورت ہیں' وہ خیال نہیں کریں گی۔''

''میرے علاوہ آپ کو دنیا کی ہر عورت سمجھدار دکھائی دیتی ہے' ساری برائیاں تو مجھ میں ہی ہیں۔''

جب بدگمانی کی دھوپ میں پل کر
شک کے کانٹے لہو میں چبھتے ہیں
تو محبت کے گلابی موسم
زرد رنگ میں بدلتے ہیں
کڑوی ہو جاتی ہے محبت بھی
اور نصیب بھی جھلتے ہیں
پھر پشیمانی کے گھنے جنگل میں
ہاتھ اپنے پر یمی ملتے ہیں
آرزوؤں کے پھول مرجھاتے ہیں
غم کی کلیوں سے بھر سا جاتا ہے
گھر آنگن دل کا گلشن
تہہ چلمن

وین سے اتر کر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایڈریس ایک بار پھر دیکھا تھا اور مطمئن ہو کر تین تلوار کے عقب میں چل پڑی تھی اور کچھ دور جا کر اس کے سینے کا جہاں پھیلا ہوا تھا صاف شفاف سیاہ سڑکیں تھیں اور سڑکوں پر رواں دواں خوب صورت گاڑیاں تھیں۔

وسیع و عریض بنگلوز تھے جن کے آگے خوب صورت سر سبز و شاداب لان بنے ہوئے تھے ایک پُرسکون خاموشی تھی یہاں اتنے بڑے بڑے بنگلوں سے کوئی آواز ہی نہ ابھر رہی تھی' اسے یاد آنے لگا اپنا محلّہ اور محلے سے ملحقہ علاقے جہاں ہر وقت ہی بے ہنگم شور رہتا تھا اور اس کے گھر میں بھی خاموشی نہ تھی۔

''کون ہیں آپ؟ کس سے ملنا ہے آپ کو؟'' وہ سوچوں میں گم کس لمحے ساحر کے بنگلے کے قریب پہنچ گئی تھی' اس کو معلوم ہی نہ ہو سکا تھا' چوکیدار کی کراری آواز پر وہ چونک کر ہوش میں آئی تھی۔

''ساحر صاحب ہیں؟ ان سے ملنا ہے مجھے۔''

''ٹھہرو آپ ادھر ہی' صاحب سے معلوم کر کے آتا ہوں' کیا نام ہے آپ کا؟''

''ماہ رخ!'' وہ اعتماد سے بولی تھی اور چوکیدار گیٹ بند کر کے واپس اندر چلا گیا تھا۔ چوکیدار کی اس حرکت پر اس کو بڑی کوفت ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد گیٹ کھلا تھا اور چوکیدار سے پہلے ساحر کا چہرہ نظر آیا تھا۔

''ہیلو' آئم سوری! تشریف لائیے میں نے واچ مین کو بے حد ڈانٹا ہے کہ وہ آپ کو اس طرح گیٹ سے باہر کیوں چھوڑ کر آیا ہے۔'' اس نے اندر آتے ہی معذرتی انداز میں کہا تھا اور وہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

''ارے آپ نے کیوں خوامخواہ اس بے چارے کو ڈانٹا ہے یہ تو اس کی ڈیوٹی ہے سیکورٹی کے لیے یہ کرنا پڑتا ہے۔''

''آپ تو ہماری آنریبل گیسٹ ہیں آپ کی شان میں یہ گستاخی ناقابل برداشت ہے۔'' وہ اسے لے کر اندر آ گیا تھا اور وہاں کی خوب صورتی نے اس کو از حد متاثر کیا تھا۔

''موسم اچھا ہے آپ کہاں بیٹھنا پسند کریں گی' یہاں لان میں یا اندر لیونگ روم میں؟''

''لان میں ہی بیٹھیں گے' اگر آپ کے کسی فیملی ممبر کو اعتراض نہ ہو تو۔'' وہ تکلف زدہ لہجے میں بولی تھی۔

''یہاں میرے علاوہ کوئی فیملی ممبر نہیں ہے۔'' وہ مسکرا کر شائستگی سے گویا ہوا تھا۔

''یہاں آپ تنہا رہتے ہیں، اتنے بڑے گھر میں؟'' اس کو سخت حیرانی ہوئی تھی۔

''رہتا بھی کہاں ہوں' آنا جانا لگا رہتا ہے سال میں ایک بار آتا ہوں میں یہاں چند دنوں کے لیے۔'' وہ چیئرز پر بیٹھ چکے تھے۔

''پھر آپ کے جانے کے بعد یہاں کون رہتا ہے، کیا آپ اس کو رینٹ پر دے دیتے ہیں؟'' اس نے مسکرا کر اس کے حیران اور تعجب زدہ چہرے کو دیکھا اور کہا۔

''رینٹ پر نہیں دیتا نوکر حفاظت کرتے ہیں یہاں کی۔''

''پھر فائدہ ہی کیا ہے آپ کو اتنا بڑا گھر رکھنے کا جب سال میں صرف دو ہفتے یہاں رہنا ہو تو۔ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ یہ بنگلہ سیل کر دیں اور خود آ کر کسی ہوٹل میں ٹھہر جایا کریں' اس طرح آپ کے لاکھوں روپے بچیں گے۔''

''مشورہ تو آپ کا زبردست ہے' لیکن میری عادت ہے مجھے فل لگژیز گھر اچھے لگتے ہیں۔ اس سے زیادہ خوب صورت اور وسیع میرے دوسرے شہروں میں بنگلے ہیں اور ان میں' میں سال میں ایک بار بھی نہیں جاتا ہوں' شارٹ ٹائم کی وجہ سے۔''

''یہ عادت نہیں آپ کا کریز ہے' مجھے سمجھ نہیں آ رہی یہ کیسا شوق ہے آپ کا؟'' وہ اس کی باتوں سے سخت متحیر تھی۔

''ہم ایک نواب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں' میرے ڈیڈ اپنے ڈیڈ کے اکلوتے بیٹے تھے' ساری دولت و جائیداد ان کے حصے میں آئی تھی' اب میں اپنے ڈیڈ کی اکلوتی اولاد ہوں' تو سب میرا ہی ہے اور اس کو میں اپنے طریقے اور شوق سے یوز کرتا ہوں' پھر میرا بزنس بھی سیٹل ہے۔''

''آپ کے والدین آپ کے ساتھ نہیں ہیں؟''

''وہ امریکہ میں سیٹل ہیں پاکستان نہیں آتے۔''

ایک ملازم لیمن اسکوائش کے گلاس سرو کر کے چلا گیا تھا۔ وہ اس کی شان دار رہائش اور باتوں سے بڑی حد تک مرعوب ہو گئی تھی۔ فوری طور پر پوچھنا بھول گئی تھی اعوان کے متعلق پھر یاد آنے پر گویا ہوئی تھی۔

''اعوان نے مجھ سے کہا تھا جب بھی آپ سے کہوں آپ میرا رابطہ اس سے کرا دیں گے' میں آج آپ کے پاس اسی لیے آئی ہوں' آپ میری اس سے بات کرا دیں۔''

''شیور...... میں ضرور آپ کی اس سے بات کرا دیتا لیکن......!'' وہ کہتے کہتے رک گیا وہ گھبرا کر اس کی طرف دیکھتی ہے۔

''کیا ہوا؟ اعوان خیریت سے تو ہیں نا؟''

''وہ خیریت سے ہے' آپ پریشان مت ہوں' اسکوائش پئیں۔'' وہ اس کو پریشان دیکھ کر دلاسہ دینے والے انداز میں بولا۔

''ایک ماہ ہو چکا ہے اعوان کو گئے ہوئے اور اس کا آپ سے رابطہ بھی نہیں ہے۔'' ''آپ تو پریشان ہو گئی ہیں اعوان کو معلوم ہوگا تو میری جان لے لے گا کہ میں نے آپ کو پریشان کیا ہے' چلیں آئیں' ہم باہر چلتے ہیں' ڈنر بھی باہر کریں گے۔''

گلاس ٹیبل پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا رخ اس کی ادھوری بات سے وسوسوں کا شکار ہو گئی تھی۔

''باہر کہاں جائیں گے؟ میں ممی سے کالج کا بہانہ کر کے باہر نکلی ہوں' مجھے ٹائم پر گھر پہنچنا ہوگا' ممی ڈیڈی آج کل میری شادی کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔ میں ان سے بہانے بنا بنا کر تنگ آ چکی ہوں' ادھر اعوان سارے وعدے بھلا کر بیٹھ گیا ہے۔''

''ڈونٹ وری! سب ٹھیک ہو جائے گا' شاید وہ مس پیلنس ہو گیا ہے' اس لیے اس سے رابطہ نہیں ہو پا رہا ہے جیسے ہی اس نے کال کی میں سب سے پہلے آپ سے ہی رابطہ کروں گا۔'' پھر چونک کر پوچھا۔ ''میں آپ سے کس طرح رابطہ کروں گا میرے پاس آپ کا کوئی کانٹیکٹ نمبر نہیں ہے اور نا ہی ایڈریس ہے۔''

اگلے ہفتہ میں آپ سے خود معلوم کروں گی۔''

❁......❁......❁

''تم نے کہا تھا دنیا کی کوئی طاقت تمہاری راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی' تم ہر حال میں مجھ سے ملنے آؤ گی' پھر اب کیا ہوا؟ تم میرے بنا آرام سے

رہ رہی ہو۔‘‘

راحیل سیل پر عائزہ سے گفتگو کر رہا تھا۔

’’تم نے بھی کہا تھا اس دنیا کے رحم و کرم پر تم مجھ کو نہیں چھوڑو گے‘ کہاں گئے تمہارے وعدے؟ اگر تم کو مجھ سے اتنی ہی محبت ہے‘ تو یہاں سے آ کر لے جاؤ مجھے۔ میں تیار ہوں تمہارے ساتھ جانے کو۔‘‘ وہ بھی بن جل مچھلی کی طرح تڑپ کر رو رہی تھی۔

’’میں نے تو بہت ٹرائی کی ہے تمہیں ساتھ لے جانے کی مگر تمہارا وہ کزن ہر بار آ کر میرا راستہ خراب کر دیتا ہے۔‘‘ اس کی آواز میں نفرت کی پھنکاریں تھیں۔

’’وہ ہمارے راستے کی رکاوٹ ہے تم اس کو راستے سے ہٹا سکتے ہو؟‘‘

’’اگر تم کہو تو......‘‘ وہ معنی خیز لہجے میں بولا۔

’’پہلی فرصت میں یہ کام کرو‘ وہ راستے سے ہٹ جائے گا تو خود بخود ہمارا راستہ کلیئر ہو جائے گا۔‘‘

❁......❁......❁

کھانے کی ٹیبل پر صباحت موجود نہیں تھیں‘ گزشتہ دو دنوں سے وہ ٹیبل پر نہیں آ رہی تھیں۔ فیاض صاحب نے سختی سے انکار کر دیا تھا وہ ابھی منگنی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

ہمیشہ کی طرح انہوں نے اس انکار کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر کمرے میں خود کو بند کر لیا تھا۔ گھر کے باقی افراد ان کی اس عادت سے واقف تھے۔ مذنہ اور طغرل کی غیر موجودگی میں ان کو منانے کی سعی کی گئی تھی اور وہ نہیں مانی تھیں۔

کھانے کے بعد تنہائی میں انہوں نے فیاض کو کمرے میں بلایا تھا۔

’’جی اماں جی! آپ نے یاد کیا مجھے؟‘‘ وہ ان کے قدموں کے پاس بیٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگے۔

’’ہاں بیٹا! میں پہلے تم سے معاملہ معلوم کرنا چاہتی ہوں پھر صباحت سے بات کروں گی۔ تم دونوں کے درمیان ہوا کیا ہے؟‘‘

’’وہی پرانی بات ہے اماں! وہ ہر بات پر ضد کر کے بیٹھ جاتی ہے‘ اس نے کبھی میری پریشانی کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی‘ اس کو صرف اپنی نمود و نمائش کی فکر رہتی ہے۔‘‘ ان کے انداز میں بے حد ملال اور اداسی تھی۔

’’اس کو میرے کمزور بزنس کی خبر ہے‘ میری پریشانیوں کو وہ جانتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی خواہشوں کو نہیں روکتی۔‘‘

’’تم فکر مت کرو‘ میں سمجھاؤں گی اس کو بیوی مرد کی دکھ سکھ کی ساتھی ہے‘ خاوند کے مال کی بیوی نگران ہے اس کا فرض ہے مال کی حفاظت کرنا اور خاوند کی خدمت کرنا۔‘‘

’’اماں جان! وہ میرے بچوں کی ماں تو بن گئی ہے مگر مجھے وہ دل سے اپنا نہیں سکی‘ ہمارے درمیان آج تک ایک خلیج رہی ہے۔‘‘

کاروبار کی دگرگوں حالت اور بے تحاشہ لیا گیا قرض ان کو پہلے ہی فکر و انتشار میں مبتلا کر چکا تھا اور اس پر مستزاد صباحت کا تعاون نہ کرنا اور بڑھ چڑھ کر شاہ خرچیوں نے ان کو اس حد تک مضطرب کر دیا تھا کہ وہ اپنا دکھ اماں جان سے کہہ بیٹھے تھے۔

’’بیٹا......‘‘ انہوں نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے صاف گوئی سے پوچھا۔

’’صباحت کو تم کہہ رہے ہو اس نے تم کو دل سے نہیں اپنایا ہے مگر...... تم پوری سچائی سے بتاؤ‘ تم نے اس کو دل سے اپنایا ہے؟ اس سے وہ محبت کی ہے جو مثنیٰ سے کی تھی؟ اس کو دل میں وہ جگہ دی ہے جو مثنیٰ کو دی تھی؟‘‘

ان کے چہرے پر دھواں سا پھیل گیا تھا اور وہ مضطرب ہو گئے تھے۔

’’اماں جان! یہاں مثنیٰ کا ذکر کیوں کر رہی ہیں آپ؟‘‘

’’اس لیے میرے بچے‘ وہ برسوں پہلے اس گھر سے جانے کے باوجود بھی تمہارے اور صباحت کے درمیان موجود ہے۔‘‘ ان کی جانب دیکھ کر جتانے والے انداز میں بولیں۔

''تم آج بھی اس کو نہیں بھلا سکے ہو اور ایک عورت دوسری عورت کے وجود کو فوراً محسوس کر لیتی ہے' جس طرح صباحت نے محسوس کیا ہے' تم اپنے تعلق کو ایمان داری سے نبھاؤ گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''میں اپنے تعلق کو ایمان داری سے ہی نبھا رہا ہوں اماں جان مگر وہ خود ثمنی کے سحر سے نہیں نکلتی ہے اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ وہ عائزہ کی منگنی پھر دھوم دھام سے کرنا چاہتی ہے اور میں ابھی افورڈ نہیں کر سکتا' اس بات کو لے کر وہ ہنگامہ کیے بیٹھی ہے۔''

''تم فکر مت کرو' میں سمجھاتی ہوں اسے۔''

❁......❁......❁

''بھابی جان! آپ نہیں جانتی فیاض کے مزاج کو۔'' مدنہ نے ان دونوں کے درمیان بڑھتے کھنچاؤ کو محسوس کر کے صباحت سے حقیقت معلوم کرنی چاہی تو وہ دل کی بھڑاس نکالنے لگی تھیں۔

''میں جانتی ہوں فیاض کے مزاج کو وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا حساس دل رکھنے والا شخص ہے۔''

''ٹھنڈا مزاج...... ہونہہ...... ! میرے سامنے تو وہ ہمیشہ ہی آگ اگلتے ہیں ان کے منہ سے لفظ نہیں انگارے نکلتے ہیں۔''

''نہیں صباحت! ایسا نہیں ہے۔'' انہوں نے مسکرا کر کہا۔

''قبر کا حال مردہ ہی جانتا ہے بھابی جان!'' وہ منہ بنا کر گویا ہوئیں۔

''بے شک' تم ان باتوں کو دل سے نہیں لگاؤ' میاں بیوی میں ایسے جھگڑے چھوٹی موٹی باتوں پر ہوتے رہتے ہیں۔''

''میاں اور بیوی......!'' وہ منہ بنا کر گویا ہوئیں۔

''وہ آج تک اس کمینی ثمنی کو کہاں بھولے ہیں بھابی! اس گھر سے وہ چلی گئی ہے مگر ان کے دل میں موجود ہے۔'' جاہل عورتوں کی طرح وہ ہاتھ لہرا کر گویا ہوئی تھیں۔

''یہ تم کس طرح کہہ سکتی ہو؟''

''میں نام کے لیے ہی سہی مگر ان کی بیوی ہوں اور مجھے معلوم ہے وہ آج بھی اس کے خیالوں میں گم رہتے ہیں۔''

''صباحت! بچیاں بڑی ہو گئی ہیں اور جب بچیاں بڑی ہو جائیں تو ماں کو بہت احتیاط اور صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے اب اس مقام پر جب تم بچیوں کے رشتے کر رہی ہو تو ایسی باتیں ذرا بھی بہتر نہیں ہیں۔ ان سے ان کے مستقبل پر اثر پڑے گا۔''

''ارے بھئی واہ! ساری ذمہ داری صرف ماں کی ہوتی ہے؟ باپ کو کوئی خیال نہیں کرنا پڑتا ہے؟'' وہ ایک محدود سوچ کی مالک تھیں۔

''باپ کیا ذمے داریاں کم اٹھاتے ہیں تم اچھی طرح جانتی ہو۔''

''آپ کو تو فراز بھائی نے پلکوں پر رکھا ہوا ہے' آپ کیا جانیں گی میرا دکھ کہ میرا شوہر آج تک اس عورت کے عشق میں مبتلا ہے' جو اس کو چھوڑ کر جا چکی ہے۔''

''چلو میں تمہاری بات مان لیتی ہوں لیکن اس میں سارا قصور تمہارا ہے' دیکھو ایک عورت ہی دوسری عورت کا خیال نکال سکتی ہے مرد کے دل سے اور تم تو فیاض پر شک کر کے طعنے دے دے کر اس کو بدظن کر چکی ہو خود سے۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہیں بھابی آپ!'' وہ حیران ہوئیں۔

''میں ٹھیک کہہ رہی ہوں' ایک ایسے شخص کے آگے تم بار بار اس عورت کا نام لو گی جس سے وہ محبت کرتا ہو وہ اس کو کس طرح بھولے گا۔''

''وہ اس کو طلاق بھی تو دے چکے ہیں۔''

''یہ میں جانتی ہوں۔'' چند لمحے توقف کے بعد وہ بولیں۔ ''فیاض نے ثمنی کو ڈائیورس گھر والوں کے پریشرائز کرنے پر دی تھی' اس کی خواہش نہ تھی۔''

''تو وہ کون سا طلاق کو دل کا روگ لگا کر بیٹھ گئی تھی' اس نے بھی تو فوراً ہی شادی کر لی۔''

''بات ساری یہ ہے کہ جب دو محبت کرنے والے نفرت کرتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے جنون میں جتنا ان کو گرنا ہوتا ہے وہ گر جاتے ہیں۔''

''پھر فیاض کو تو اس کو خواب میں بھی نہیں دیکھنا چاہیے تھا' وہ اس سے نفرت کرنے کے بجائے ابھی تک......''

''پلیز صباحت! بار بار یہ بات مت کرو' یہ وہ راستے ہیں جن پر پلٹ کر نہیں دیکھنا چاہیے۔''

''بھابی! میں کیا کروں؟'' وہ ان کے شانے سے لگ گئی تھیں۔ ''میں فیاض سے بہت محبت کرتی ہوں۔''

''مجھے معلوم ہے تب ہی تو تم یہاں ہو' عورت اپنے مرد سے محبت کرتی ہے تب ہی تو اس کا گھر اور بچے سنبھالتی ہے۔ مگر صرف محبت کرنا کافی نہیں ہوتا ہے' سمجھنا بھی پڑتا ہے' تم نے فیاض سے محبت کی ہے بلکہ کرتی ہو اب اس کو سمجھو بھی' اس کے مزاج و عادت کو جانو اور اس کے مزاج میں خود کو ڈھال لو جب ہی محبت کامیاب ہوتی ہے۔''

❀......❀......❀

''تمہارے امتحان ہونے والے ہیں اور تم کتابیں لے کر تو کبھی یاد کرنے بیٹھتی نہیں ہو۔''

وہ بیٹھی مووی میگزین پڑھ رہی تھی جب گلفام وہاں آ کر بولا اور اس نے نگاہیں جھکائے ہوئے جواب دیا۔

''میں تمہاری طرح ''رٹو طوطا'' نہیں ہوں' آؤٹ اسٹینڈنگ اسٹوڈنٹ ہوں اپنے کالج کی' ایک نظر کتاب دیکھتی ہوں اور سب یاد ہو جاتا ہے۔'' اس نے فخریہ انداز میں کہا۔

''یہ بات تو ہے اللہ نے تمہیں خوب صورتی اور ذہانت بڑی دی ہے۔'' وہ محبت سے بولا تھا۔

''اور تمہیں سیاہی دل کھول کر دی ہے' سیاہ فام!'' وہ اسے دیکھ کر کھلکھلائی تھی۔

''اگر سیاہی نہ ہوتی تو ''روشنی'' کو کون اہمیت دیتا؟ تمہاری اور میری جوڑی سیاہ رات اور اجلے دن جیسی ہوگی۔''

تمہاری اور میری جوڑی...... ہونہہ! اس حسرت میں مر جاؤ گے تم' میں تمہاری نہیں ہونے والی۔

''کیا سوچ رہی ہو؟'' وہ اس کو خاموش دیکھ کر بولا۔

''کچھ نہیں۔''

''تمہارے امتحان ختم ہوتے ہی امی اور ابو تم کو بہو بنا کر لے جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔''

دنیا بھر کی خوشیاں اس کے سانولے چہرے پر جگمگا رہی تھیں۔

''اچھا' کہاں لے کر جاؤ گے مجھے دلہن بنا کر۔'' ایک لمحے کو تو وہ اس کی بے باکی پر چپ رہ گیا تھا' پھر خود پر قابو پا کر مسکرا کر گویا ہوا۔

''ابو ہمارے لیے ایک شان دار کمرہ بنانے کا کہہ رہے تھے' اس ہفتے میں ہی کام شروع ہو جائے گا اور ہماری شادی تک سب تیاری ہو جائے گی۔''

''کمرہ......!'' اس کی نگاہ میں قطار در قطار وسیع و عریض وہ تمام بنگلے گھوم گئے تھے اور ساتھ ہی تعمیر ہونے والا وہ کمرہ' جو اس کا موڈ ہی نہیں چہرے کے زاویئے بھی بگاڑ گیا تھا۔

''کیا ہوا تم ایک دم خاموش کیوں ہو گئیں؟'' اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہاں سے چلی گئی۔

❀......❀......❀

مدنہ سے ملنے آصفہ اور عامرہ آئی تھیں وہ سب لاؤنج میں بیٹھی گفتگو میں مصروف تھیں' پری ملازمہ کے ہمراہ ان سب کو کولڈ ڈرنگ سرو کر رہی تھی۔

صباحت کا دل نا معلوم فیاض کی طرف سے صاف ہوا تھا یا نہیں لیکن مدنہ کے سمجھانے کے بعد وہ اپنی ناراضگی بھول کر ان لوگوں میں بیٹھی خوش گوار موڈ کے ساتھ گفتگو کر رہی تھیں' پری کولڈ ڈرنکس لے کر معید اور طغرل کو سرو کرنے آئی وہ ٹیرس پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''ڈیئر کزن! تم عید کا چاند ہو گئی ہو۔''

''آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے معید بھائی!'' اس نے دونوں کو کولڈ ڈرنکس سرو کرنے کے بعد کہا۔
''ہم تو محرم کا چاند ہیں سسٹر!''
''تم تو بھابی کے چاند ہو گئے' محرم کے چاند کیوں ہونے لگے۔''
''بیٹھونا کہاں جا رہی ہو۔'' وہ اس کو جاتے دیکھ کر گویا ہوا۔
''مجھے ابھی کچن دیکھنا ہے' اچھا یہ بتائیں کیا کھائیں گے؟''
''جو تم اپنے ہاتھوں سے بہترین ڈش بناتی ہو وہ ہی کھلا دو۔''
''کریلے قیمہ ان کے ہاتھ سے بہت بہترین بنتا ہے۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر شوخ لہجے میں بولا۔
''کریلے قیمہ.....'' وہ متعجب ہوا۔
''دادی جان بے حد تعریف کرتی ہیں۔''
''سب کی اپنی اپنی پسند ہوتی ہے طغرل بھائی!''
''ہاں درست کہہ رہی ہو پری! ایسا کرو چکن چاؤمن بنالو۔''
''ٹھیک ہے۔'' وہ جاتے ہوئے بولی۔
''مجھ سے کیا دشمنی ہے؟ مجھ سے نہیں پوچھو گی؟'' وہ مسکراہٹ دبا کر گویا ہوا۔
''آپ مہمان نہیں ہیں۔''
''صرف مہمانوں سے ہی پوچھا جاتا ہے؟''
''آپ کی پسندیدگی چائنیز بریانی اور دم کے کباب پہلے ہی دادی تیار کرنے کا حکم دے چکی ہیں۔'' وہ کہہ کر جا چکی تھی اور وہ ہنس پڑا تھا۔
''ہر وقت اس لڑکی کی ناک پر غصہ رہتا ہے۔''
''یار! تم زچ بھی تو بہت کرتے ہو اس کو اور تم جیسے لوگ جب تک منہ کی کھا نہ لیں خاموش بھی نہیں ہوتے۔''
''جو لوگ بلا وجہ چڑتے ہیں ان کو چڑانے میں مزہ آتا ہے۔''
''میں تو تم سے کچھ اور ہی توقع کر کے بیٹھا تھا۔'' وہ بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا۔
''تم تو سیریس ہو گئے ہو' کیا بات ہے؟'' وہ چونک کر متوجہ ہوا تھا۔
''کچھ نہیں' چلو نیچے چلتے ہیں۔'' وہ کولڈ ڈرنک پی کر اٹھتا ہوا بولا۔
''کیا بات ہے یار! تم کہتے ہوئے کیوں رک گئے؟''
''کہوں گا' ابھی نہیں وقت آنے پر۔''
''سمجھو ابھی وہ وقت آ گیا۔'' وہ اس کے قریب چلا آیا تھا۔
''نہیں میں نے کہا نا ابھی ہم اس ٹاپک پر بات نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔'' وہ سنجیدہ تھا۔
''تمہیں میری دوستی پر اعتبار نہیں ہے؟ کیا تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ کوئی بات شیئر کرو مجھ سے؟'' وہ اس سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔
''تم پر یقین ہے اور تمہاری دوستی پر تب ہی تو.....؟''
''پھر کہہ دو نا جو کہنا ہے۔''
''میں چاہتی ہوں..... تم پری کو اپنا جیون ساتھی بنالو۔'' اس نے گویا ایک دم دھماکا کیا تھا۔
''وہاٹ!'' لمحے بھر کو وہ سمجھ ہی نہ سکا تھا۔
''ہاں میری یہ خواہش ہے' فیملی میں کوئی بھی اس کو اپنانے کو تیار نہیں ہے' ہماری ماؤں کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اگر کوئی زبردستی کرتا بھی ہے تو

پری کو کوئی مقام کبھی بھی نہ مل سکے گا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔" وہ شاکڈ تھا اس کی بات پر ایسا کب سوچا تھا اس نے اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا وہ ایسا کہے گا۔

"سوچ لو تمہارے پاس ٹائم ہے ابھی۔"

"میرے کیریئر کا آغاز ہوا ہے پوری فیوچر پلاننگ میرے سامنے ہے یار!"

"تو کیا ہوا؟ میں نے کہا نا تم سوچو ابھی صرف۔"

"میں نے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا میں نے کسی بھی لڑکی کو آئیڈیلائز نہیں کیا ہے' ابھی میرے سامنے صرف میرا فیوچر ہے۔" وہ تذبذب کا شکار تھا۔

"یہی تو کہہ رہا ہوں میری جان! تم سوچ لو کسی کو مت بتانا آنٹی انکل اور نانی جان کے علاوہ۔"

"میں کوئی پرامس نہیں کرتا۔"

"پھر ٹھیک ہے کوئی زبردستی نہیں ہے۔" اس کے دوٹوک انداز نے واضح کر دیا تھا وہ پری سے یہ تعلق قائم کرنا نہیں چاہتا' معید نے پھر کچھ نہیں کہا وہ دونوں خاموشی سے وہاں سے چلے گئے اور پری جو معید کو بلانے آئی تھی۔ اپنے ذکر پر خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی' وہ پلر کے دوسری طرف چلی گئی تھی۔

اس کا چہرہ دھواں دھواں تھا۔

وہ کب چاہتی تھی اس شخص کی ہو جائے جس نے اس کو قدم قدم پر تنگ کیا تھا۔

اگر کوئی اس سے بھی طغرل کے لیے پوچھتا وہ فوری انکار کر دیتی مگر اس وقت طغرل سے انکار سن کر وہ کم مائیگی کا شکار ہو گئی تھی۔

اپنی ذات بے حد ارزاں لگ رہی تھی اسے۔

ٹھکرانا اور ٹھکرا دیا جانا ان احساسات میں بہت فرق تھا۔ پہل جس کے حصے میں آتی ہے وہ سرخرو ہو جاتا ہے۔ جیت جاتا ہے اور شکست کھانے والا' جو خود بھی اس کو شکست دینے کی تمنا رکھتا ہو اگر شکست کھائے تو ٹوٹ جاتا ہے' بکھر جاتا ہے۔ اس کا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

وہ کمرے میں آ کر بھاگ کر واش روم کی طرف بڑھی اور پھر بے ساختہ پانی کے ساتھ اس نے بھی آنسو بہائے تھے' نامعلوم کتنی دیر تک وہ روتی رہی تھی۔

باہر سے دروازہ دھڑ دھڑائے جانے پر وہ حواسوں میں لوٹی تھی اور ٹاول سے منہ صاف کرتی باہر آئی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا؟ کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تمہیں اور تم یہاں گھسی بیٹھی ہو۔" دادی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"آپ تو اس طرح ڈھونڈنے لگتی ہیں جیسے میں گم ہو جاؤں گی۔" وہ تولیہ باہر گیلری میں اسٹینڈ پر ڈال کر آتے ہوئے بولی۔

"پہلے یہ بتاؤ' کیوں روئی ہو؟"

"میں کیوں روؤں گی دادی؟"

"یہ چہرہ کیسا سرخ ہو رہا ہے تمہارا؟"

"ایسے ہی سر میں درد ہو رہا ہے۔" وہ نگاہیں چراتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کیوں ہو گیا سر میں درد؟ ابھی ٹھیک ٹھاک تھیں۔" وہ ایک دم سے فکرمند ہو گئی تھیں۔

"بس ایسے ہی ہو گیا' درد بھی کبھی بتا کر ہوتا ہے؟"

"کھانا بھی نہیں کھایا تم نے' سب چلے گئے مذنہ بھی سونے چلی گئیں اور تمہارا کوئی پتا ہی نہ تھا۔"

"کھانا تو میں نے لگوا دیا تھا دادی جان!"

"تو پھر کھایا نہیں؟ کیا زیادہ سر میں درد ہو رہا ہے؟ طغرل سے کہتی ہوں ڈاکٹر کے پاس لے چلے گا۔" اس کو گم سم دیکھ کر ان کی ممتا پھڑ پھڑائی

تھی۔

''میں نے گولی کھالی ہے ٹھیک ہوجائے گا ابھی کچھ دیر میں۔''

''اچھا! آج کام بھی تو بہت کرنا پڑا ہے تمہیں' تھک گئی ہو چلو سو جاؤ۔ میں نماز ادا کر آؤں عشاء کی۔'' بڑی شفقت سے وہ کچھ دیر اس کا سر دباتی رہیں وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

''تم دونوں کا ایک ہی مزاج ہو گیا ہے نہ طغرل نے کھانا کھایا ہے نہ تم نے عجیب لوگ ہو تم دونوں۔''

❀......❀......❀

''طبیعت ٹھیک ہے آپ کی بیٹا؟'' مذنہ اس کے پاس آئی تھیں وہ لان میں بیٹھا تھا۔

''یس! میں ٹھیک ہوں۔'' وہ مسکرایا۔

''پھر کھانا کیوں نہیں کھایا ہے؟''

''موڈ ہی نہیں ہو رہا تھا اور آپ جانتی ہیں کہ میں موڈ سے ہی ہر کام کرتا ہوں۔''

''جانتی ہوں لیکن آپ کے ڈیڈی کو یہ سب پسند نہیں ہے وہ اپنی ڈسپلن کو فالو کرتے ہیں اور میں دیکھ رہی ہوں' ان چند دنوں میں آپ میں مینرز ختم ہو رہے ہیں۔'' وہ نرم لہجے میں سرزنش کر رہی تھیں۔

''سوری ممی! کبھی کبھی ایسا چلتا ہے۔''

''کبھی بھی نہیں چلتا ہے' آپ کے ڈیڈی آنے والے ہیں اور ان کے آنے سے پہلے آپ سب یاد کر لیں تو بہتر ہے۔''

''اوکے ممی! تھینکس' آپ فکر مت کریں۔'' وہ سمجھا کر چلی گئی تھیں اور وہ پھر سے معید کی باتوں میں گم ہونے لگا تھا' اس نے معید کو دوٹوک جواب دے دیا تھا مگر خود کو پھر بھی شرمندہ شرمندہ محسوس کر رہا تھا۔

معید کو اس طرح جواب نہیں دینا چاہیے تھا' ٹھیک ہے تم نے کسی لڑکی کو آئیڈیل نہیں بنایا مگر تمہاری فرینڈز تو بے شمار لڑکیاں رہی ہیں۔ پری کے ذکر پر تمہارا اس طرح متردد ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے' تم اس کو پسند نہیں کرتے؟

اس کے اندر سے سوال ابھرا تھا۔

''نہیں کرتے تو کیوں کرتے ہو؟ جب تمہارا آئیڈیل کوئی لڑکی نہیں ہے' تمہاری زندگی میں آنے والی ہر لڑکی کسی خصوصیت کی حامل نہیں ہے تو پھر پری ہی کیوں وہ لڑکی نہیں ہو سکتی' جو تمہاری لائف پارٹنر بن سکے۔''

''لائف پارٹنر اور وہ بھی پری! جو ایک نگاہ مجھ پر عنایت کی ڈالنے پر رضا مند نہیں ہے' جو بات بھی کرتی ہے تو لگتا ہے انگارے چبا رہی ہو۔'' وہ سوچوں میں گم تھا جب فیاض صاحب کی کار اندر داخل ہوئی تھی اور وہ اتر کر اس کی طرف چلے آئے تھے۔

''السلام علیکم انکل!'' وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''اینی پرابلم؟ آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں۔'' وہ قریب آ کر فکر مند سے گویا ہوئے تھے۔

''نیند نہیں آ رہی تھی میں نے سوچا واک کر لی جائے۔''

''نیند کیوں نہیں آ رہی کوئی پرابلم ہے کیا بیٹا!''

''نہیں انکل! ایسی کوئی بات نہیں ہے کوئی پرابلم نہیں ہے۔'' وہ ان کو مطمئن کر کے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا اور پھر ساری رات سوتے جاگتے سپنوں میں گزری تھی۔

❀......❀......❀

سر کا بھاری پن دوسرے دن بھی دور نہیں ہوا تھا' وہ خاموشی سے اپنے کام کرتی رہی تھی' دادی نے بھی کئی بار ڈاکٹر کے پاس جانے کا کہا اور جب وہ نہیں مانی تو چپ ہو کر بیٹھ گئی تھیں۔

''پری! کیا ہوا منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں تمہارے؟'' عادلہ سے رہا نہ گیا تھا وہ کچھ نہیں بولی تھی۔ ''طغرل بھائی سے لڑائی ہوگئی ہے کیا؟ وہ بھی تمہاری طرح موڈ آف کر کے گھوم رہے ہیں؟''

''ان کا مجھ سے کیا تعلق، تم کیوں میرا نام ان کے ساتھ لیتی ہو؟ تمہارا دماغ چل گیا ہے کیا؟'' وہ شدید غصے سے اس سے بولی تھی۔

''میرا دماغ کیوں چلے گا جو صحیح ہے وہ بول رہی ہوں میں۔ ہمارے سامنے تم دونوں لڑنے کا ڈراما کرتے ہو ویسے ایک دوسرے کے ساتھ گھومتے پھرتے ہو اور سمجھتے ہو کسی کو معلوم نہیں ہے۔'' وہ جل کر بولی تھی اور اسی دم قدموں کی چاپ ابھری تھی، ان دونوں نے ہی چونک کر دیکھا تھا۔

طغرل بلو جینز اور وائٹ شرٹ میں اندر آیا تھا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو عادلہ!''

''اب تم کو ہماری نگرانی کی زحمت اٹھانی نہیں پڑے گی۔ میں پارس کو...... پرپوز کر رہا ہوں۔''

......☆☆☆......

طغرل کی آواز اس خاموش ماحول میں کسی دھماکے کی طرح گونج اٹھی تھی، وہ دونوں اس کی طرف دیکھتی رہ گئی تھیں اور وہ بڑے اطمینان سے کھڑا پری کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جس کے چہرے پر تیزی سے سرخی پھیل رہی تھی، آنکھوں میں ناگواری پھیلتی جا رہی تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا وائپر دور پھینکا تھا۔

''آپ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ کو معلوم ہے......؟''

''ہاں! مگر یہ بکواس نہیں ہے میرے دل کی بات ہے۔'' وہ اسی طرح ہی اطمینان سے بولا۔

جب کہ وہاں موجود عادلہ کئی لمحوں تک گم سم کھڑی رہی تھی، اس کے دل میں طغرل کی بات نے آگ سی لگا دی تھی۔ اس نے اس کی بے رخی اور سرد مہری کے باوجود اپنے خیالوں میں اس کو بسایا تھا اور وہ بڑے فخر سے اس کے سامنے اس لڑکی کو پرپوز کر رہا تھا جو اس سے سخت بے زار تھی، نفرت کرتی تھی، پورا کچن گول گول گھومنے لگا تھا، اس کی نظروں کے سامنے اور وہ لڑکھڑاتے قدموں سے وہاں سے چلی گئی تھی۔

''دل کی بات؟'' وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی استہزائیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی، اس کے چہرے پر اذیت سی تھی۔

''معید بھائی نے آپ کو فورس کیا اور آپ تیار ہو گئے ترس کھا کر مجھ سے شادی کرنے کے لیے......'' اس کی آواز دکھ کے ساتھ ساتھ غم و غصے سے لرز رہی تھی۔

''وہاٹ!'' اس کے منہ سے نکلنے والی سچائی نے لمحے بھر کو طغرل کے حواس گم کر دیئے تھے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا پری وہ بات جانتی ہے جو ان دونوں کے علاوہ کسی کو بھی معلوم نہ تھی وہ دم بخود سا کھڑا رہ گیا تھا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟'' چند لمحے لگے تھے اسے خود پر قابو پانے میں۔ ''میں بھلا تم سے کیوں ترس کھا کر شادی کروں گا؟ تم میں ترس کھانے والی کون سی ابنارملیٹی ہے پارس؟''

''مجھ میں ایسی اسپیشلیٹی بھی نہیں ہے جس سے انسپائر ہو کر آپ شادی کے لیے تیار ہو جائیں۔''

اس کی بات طغرل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

''میں سیریس ہوں طغرل بھائی!'' اس کی مسکراہٹ چڑانے لگی تھی۔

''میں بھی سیریس ہوں پارس! مجھے نہیں معلوم تھا تم نے ہماری باتیں سن لی ہیں۔ میں بالکل سچائی سے کہہ رہا ہوں، جب معید نے مجھے کہا کہ تم کو پرپوز کروں تو اس وقت میں نے اسے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ میں ابھی اپنے بزنس میں الجھا ہوا ہوں، دراصل میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتا تھا، ڈیڈی کی سپورٹ نہیں لینا چاہتا میں......''

''آپ کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں، مجھے اس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔'' وہ اس کی بات قطع کر کے گویا ہوئی۔ ''میں آپ سے شادی نہیں کروں گی یہ یاد رکھیے گا۔''

''تمہاری کہیں کمٹمنٹ ہے؟'' وہ خاصا سنجیدہ تھا۔

''میں بتانا ضروری نہیں سمجھتی لیکن یہ یاد رکھیے گا میں ایسے کسی بھی شخص سے شادی نہیں کروں گی' جو ترس کھا کر مجھے اپنی زندگی میں شامل کرے۔''

وہ کہہ کر چلی گئی اور وہ بڑبڑانے لگا۔

''ترس کھا کر کسی کی مدد تو کی جاسکتی ہے مگر شادی نہیں کی جاسکتی ہے۔''

عادلہ کو حسد کی ان دیکھی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر لیٹ کر رونے لگی۔

''روتے ہیں چھم چھم نین اُجڑ گیا چین رے

دیکھ لیا تیرا پیار ہائے دیکھ لیا

عائزہ جو اس کمرے میں موجود تھی جب خاصی دیر تک اس نے عادلہ کو اسی انداز میں روتے ہوئے دیکھا تو وہ گنگنانے لگی تھی۔

''تم! بھونکنا بند کرو ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔'' عائزہ کی استہزائیہ گنگناہٹ نے اس کو تڑپ کر اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''ہاہاہا......! تم سے بُرا اب بھی کوئی نہیں ہے مائی سسٹر!''

''کیسی بہن ہو تم عائزہ! اپنی بہن کو روتے ہوئے دیکھ کر تم خوش ہو رہی ہو' ہنس رہی ہو؟''

''تو کیا کروں' تم نے کب مجھے اپنی بہن سمجھا ہے' ہمیشہ میرے خلاف رہی ہو میری پریشانیوں پر خوش ہوتی رہی ہو۔'' عائزہ اس کے قریب بیٹھ کر سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''تمہاری حرکتیں بھی ایسی ہیں' ایک لڑکے کے چکر میں تم ہم سب سے باغی ہو چکی ہو' محبت نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔''

''تم کیوں رو رہی ہو؟'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی گویا ہوئی۔

''طغرل کی محبت میں۔''

''تم اس گھٹیا شخص کی محبت میں مت روؤ...... اس کے بیڈ روم میں جا کر اس کو لبھانے کی سعی کرو وغیرہ وغیرہ' یہ سب کام تمہارے جائز ہیں؟''

''عائزہ! چپ ہو جاؤ میرے زخموں پر نمک پاشی مت کرو' میں پہلے ہی اذیت میں مبتلا ہوں' بہت بُرا ہوا ہے میرے ساتھ۔'' عائزہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

''کیا بات ہوئی ہے؟ تم بے حد اپ سیٹ لگ رہی ہو؟'' وہ کچھ دیر تک عائزہ کے شانے سے لگ کر روتی رہی اور وہ اس کو بڑے پیار سے تھپکتی رہی پھر جیسے جیسے اس کو سکون ملتا رہا وہ خاموش ہوگئی۔

''کیا ہوا عادلہ! کیوں رو رہی تھیں تم؟''

''تم جانتی ہو نہ کہ میں طغرل سے کتنی محبت کرتی ہوں' کتنا چاہتی ہوں' میں اس کو اس وقت سے چاہتی ہوں جب وہ پاکستان آیا بھی نہیں تھا۔''

''ہاں معلوم ہے مجھے' جانتی ہوں میں لیکن اب ایسا کیا ہوا ہے جو تم بالکل ہی حوصلہ ہار بیٹھی ہو؟''

''اس نے پری کو پرپوز کیا ہے' اس پری کو جو اس کو جوتی کی نوک پر رکھتی ہے ایک ٹکے کی عزت نہیں ہے جس کی نگاہوں میں طغرل کی۔ وہ اس کو چاہتا ہے اس سے شادی کرنے کے لیے مرا جا رہا ہے وہ۔'' وہ کہتی چلی گئی اس وقت اس کو عائزہ ہی اپنے جلے ہوئے دل پر مرہم رکھنے والی مسیحا لگ رہی تھی۔

''مجھے معلوم تھا ایسا ہی ہوگا ایک دن۔ طغرل کو تم نیک نہیں سمجھو' نا معلوم کیا کیا گل کھلا کر آیا ہے آسٹریلیا میں' اپنے ملک میں آ کر سب ہی نیک و پارسا بن جاتے ہیں اور یہاں آ کر دوسروں پر انگشت نمائی کرتے ہیں۔''

''اب کیا ہوگا عائزہ! ان دونوں کی شادی ہو جائے گی اور میں منہ تکتی رہ جاؤں گی۔'' عادلہ کے انداز میں بے چینی تھی جب کہ عائزہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

شدید سردی میں وہ گرم شال سے بے نیاز بالکونی میں چکراتی پھر رہی تھی' بار بار اس کی نگاہیں صحن کے اس حصے میں بنے کمرے کی طرف اٹھ رہی تھیں۔

وہ کمرہ چند دنوں قبل ہی تیار ہوا تھا اور بلاشبہ وہ اس گھر کے دوسرے کمروں میں بہت خوب صورت اور جدید دور کے تقاضوں سے مزین تھا۔ گلفام نے اس کمرے کو محل بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ مگر ماہ رخ کے خوابوں کی پرواز بہت بلندی پر تھی' وہ کمرہ اس کے خوابوں کی گرد بھی نہیں پاسکتا تھا' جس کو اس کی ماں اور چچی دن میں کئی کئی بار دیکھتی تھیں اور اس کے نصیب پر رشک کرتی تھیں۔ اب گھر میں اس کی اور گلفام کی شادی کی تیاریاں شروع ہوچکی تھیں جیسے جیسے تیاریاں زور پکڑ رہی تھیں اس کا دل بے چین ہونے لگا تھا۔

خوابوں کی تتلیاں مٹھی سے نکلنے کو تھیں۔

خواہشوں کے گلاب کھلنے سے قبل ہی مرجھانے کو تھے۔

اعوان سے رابطہ ہونے کی کوئی سبیل دکھائی نہ دے رہی تھی۔ ساحر سے وہ کئی بار مل چکی تھی ہر بار یہی مایوس کن جواب سننے کو ملتا تھا' کہ ابھی رابطہ نہیں ہو پا رہا۔ اس بار وہ ملی تو ساحر نے پریشان اور روتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا کہ وہ دو تین دن میں اپنے فرینڈز کے ذریعے اعوان کا پتا معلوم کروائے گا اور اسے کنفرم رپورٹ دے گا۔ دو تین دن گزر چکے تھے اور اس کو موقع نہیں مل رہا تھا وہ ساحر سے جا کر معلوم کرے کہ اعوان کے بارے میں اس کو معلومات ملیں یا نہیں؟

''رخ! اتنی سردی میں تم بغیر شال اور سوئٹر کے یہاں موجود ہو' کیا ہوا ہے؟ کیوں اس قدر پریشان دکھائی دے رہی ہو؟'' گلفام کے بھاری لہجے میں بے حد محبت اور تفکر تھا۔

اس کی آواز پر وہ چونک کر اپنے خیالوں سے نکلی تھی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ میں پوچھ رہا ہوں کیا ہوا ہے تمہیں؟'' اس نے اپنی گرم شال اس کے سر پر اوڑھاتے ہوئے استفسار کیا۔

''کتنی خوب صورت آواز ہے تمہاری۔ کاش! اتنے خوب صورت تم خود بھی ہوتے تو میں.....شاید دولت کی چاہ نہ کرتی اور خوشی سے تمہاری ہوجاتی کہ حسین ہم سفر کا ساتھ دل کو بڑا سکون دیتا ہے' مجھے حسن اور حسین چہروں سے بڑی محبت ہے مگر افسوس تمہارے پاس نہ صورت ہے اور نہ دولت۔ صرف محبت ہے اور محبت سے خواہشیں پوری نہیں ہوتی ہیں۔'' اس نے سوچتے ہوئے گہری سانس لی اور گویا ہوئی۔

''تم کو معلوم نہیں سیاہ فام! اس گھر میں مجھ پر پہرے لگنے لگے ہیں۔ میں اپنی مرضی سے کہیں جا بھی نہیں سکتی ہوں۔''

''یہ کیسے ہوسکتا ہے رخ! کون قید کرے گا تم کو یہاں؟''

''میری امی اور کون؟ ان کو ہی مجھ پر بھروسا نہیں ہے۔''

''نہیں.....نہیں رخ! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ تائی جان تو تم سے بہت محبت کرتی ہیں' بھروسا کرتی ہیں۔'' وہ مسکرا کر پُر اعتماد لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''تم کو کیا معلوم؟ تم تو آرام سے گھر سے نکل جاتے ہو۔''

وہ شال کو اپنے گرد لپیٹتی ہوئی بولی۔ اس کے عمل کو گلفام نے بڑی پسندیدگی سے دیکھا تھا' یہ ٹھنڈک اسے بڑی پُر کیف حدت میں بدلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

''آج کل میں تمہارے لیے فون لگوانے کے لیے کوشش کر رہا ہوں' تم چاہتی ہو نا گھر میں فون ہو بس سمجھو دس پندرہ دنوں میں فون بھی لگ جائے گا گھر میں۔''

''دس پندرہ دن.....ہونہہ!'' وہ بے پروائی سے منہ بگاڑ کر گویا ہوئی اور گلفام بے چین ہوگیا۔

''کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟ میں تو سوچ رہا تھا تم بے حد خوش ہوگی یہ خوش خبری سن کر۔''

"خوش ہوں مگر اصل خوشی اس وقت ہوگی جب امی مجھے اپنی دوستوں سے ملنے کی اجازت دیں گی۔"

"تمہاری ایک بھی دوست اس گھر میں نہیں آئی پھر تم کیوں ملتی ہو ایسی دوستوں سے جو تمہارے گھر آنا پسند نہیں کرتی ہیں۔"

"چھوڑو ان باتوں کو پلیز امی سے اجازت لے دو نا۔"

❁.....✦❁✦.....❁

گرم آگ برساتے ہوئے موسم نے بڑی دعاؤں کے بعد کروٹ بدلی تھی، گرمی، حبس اور گھٹن میں اب ابر آلود موسم نے جان سی ڈالی تھی، شعلوں کی طرح لپکتی ہواؤں میں قدرے ٹھنڈک آ گئی تھی۔ جس میں کبھی کبھار ہلکی پھلکی پڑتی پھوار سکون دینے لگتی تھی۔

آج بھی موسم سہانا تھا ان سب کے ساتھ دادی جان بھی لان میں آ بیٹھی تھیں، چائے کے ساتھ سموسے اور پکوڑے موجود تھے۔

"آج تو بارش ہوگی اماں جان! محکمہ موسمیات نے پیشن گوئی کی ہے۔" مدنہ نے گہرے بادلوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ لوگ تو گزشتہ دو ہفتوں سے پیشن گوئی کر رہے ہیں مگر بارش نہیں ہو رہی ہے، بادل آتے ہیں اور بن برسے چلے جاتے ہیں۔"

"دادی جان! یوں کہیں ناٹھینگا دکھا کر چلے جاتے ہیں۔" عائزہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

"اس میں بادلوں کا کیا قصور بچی! سارا قصور تو ہمارے اعمالوں کا ہے، جیسے اعمال ہیں ویسے ہی حالات ہمارا مقدر بن رہے ہیں۔" وہ ایک آہ بھر کر دکھی انداز میں گویا ہوئیں۔

"بات کوئی بھی ہو دادی جان! آپ اعمالوں کا ذکر لے کر بیٹھ جاتی ہیں۔" عادلہ نے خاصے باادب انداز میں تیکھا سوال کر ڈالا تھا پہلے تو انہوں نے تیز نگاہ اس پر ڈالی تھی پھر گویا ہوئی تھیں۔

"ہماری زندگی کا دارومدار ایمان اور اعمال پر ہے، ہم اپنی طرف نہیں دیکھتے، اپنے اعمال کا جائزہ نہیں لیتے کہ ہم کتنی نیکیاں کر رہے ہیں؟ کتنے گناہ ہم سے سرزد ہو رہے ہیں؟ سب سے زیادہ شرمناک بات تو یہ ہے کہ ہم گناہ اور نیکی کی تمیز کھو بیٹھے ہیں۔"

"اماں جان! خدا گواہ ہے، ہم تو حتیٰ الامکان گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ بچائے یہ دور تو بے حد خراب ہے۔" صباحت دبے دبے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"میں سوچتی اور لرز جاتی ہوں، شرم سے پانی پانی ہونے کو دل کرتا ہے، جب تاریخ ہمیں بتاتی ہے مختلف اقوام پر نازل ہونے والے عذابوں کے بارے میں کہ کون سی قوم کن اعمال کے سبب سزا میں گرفتار ہوئی، تو میں اپنے حال کو دیکھتی ہوں اور میرا دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے کہ کل ہم بھی تاریخ کا حصہ بنیں گے تو انگشت نمائی صرف اور صرف حکمرانوں کی طرف نہیں اٹھائی جائے گی بلکہ ہمیں بھی کہا جائے گا کہ ہم ایسے بداعمال اور گناہ گار لوگ تھے کہ جن کی بداعمالیوں کے باعث ان پر ایسے سخت دل اور بے مہر حکمران مسلط کیے گئے تھے۔" دادی جان کے چہرے پر آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلی تھیں، عادلہ اپنی بات کا یہ ردعمل دیکھ کر بھونچکا رہ گئی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں اماں آپ، ہم درحقیقت گناہ اور نیکی کا فرق بھولتے جا رہے ہیں اور تنزلی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔" مدنہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"ماحول میں ایک بے معنی سی خاموشی طاری ہو گئی تھی جس کو صباحت کی چونکا دینے والی آواز نے مخدوش کیا تھا۔

"بہت بہت مبارک ہو اماں جان آپ کو اور بھابی جان آپ کو بھی۔" عادلہ کے اشارہ کرنے پر معنی خیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

"کس بات کی مبارک باد بہو؟" اماں کو ان کا انداز چونکا گیا تھا۔

"یقیناً کوئی اچھی بات ہوئی ہے۔" مدنہ مسکرا کر بولیں۔

"حیرت کی بات ہے اماں! یہ آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں؟ کیا آپ کو طغرل اور پری نے نہیں بتایا؟" وہ خاصے ڈرامائی انداز میں محو گفتگو تھیں۔

"بہو! یہ کیا پہیلیاں بوجھ رہی ہو، جو بات ہے صاف صاف کہو، ایسی کیا بات ہے جس پر تم ہم سے کسوٹی کھیل رہی ہو؟" ان کے بارعب انداز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھیں۔

''طغرل نے پری کو پرپوز کیا ہے۔'' وہ مدنہ کی طرف دیکھتی ہوئیں کاٹ دار لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''ارے یہ کب ہوا؟ مجھے تو خبر نہیں ہے تم نے کہاں سے سن لیا؟''

صباحت اور عادلہ کو ان کی خوش گوار حیرت دیکھ کر دکھ وغم کا جھٹکا سا لگا تھا' وہ سوچ رہی تھیں اماں جان کو شاید ہی افسوس ہو کہ ان کے لاڈلے نے ان کو بتانے کی زحمت بھی گوارا نہ کی مگر صباحت کس طرح وہ سب برداشت کرسکتی تھیں؟ یہ سب ان کی سوچوں کے برعکس ہوا تھا اور ان کے اندر حسد ورشک کی آگ زیادہ بھڑکنے لگی تھی' اسی دم چائے کی ٹرے اٹھائے پری بھی وہاں آ گئی تھی۔ صباحت نے چبھتے لہجے میں پری سے کہا۔

''پری! تم نے اماں جان کو بھی نہیں بتایا؟ اتنی بڑی بات ہضم کیے بیٹھی ہو۔ میں اور تمہارے پاپا اس قابل نہیں تھے تمہاری نظر میں تو کم از کم اپنی دادی کو تو بتاسکتی تھیں کہ تم کو طغرل نے پرپوز کیا ہے' شادی کرنا چاہتا ہے وہ تم سے۔'' مدنہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے اگر چائے کی ٹرے پکڑ نہ لیتیں تو وہ زمین بوس ہوچکی ہوتی اس بات کو وہ یاد رکھنا بھی نہیں چاہتی تھی جس کا وہ پروپیگنڈا کیے بیٹھی تھیں۔

''تم ماں ہو' بس ماں بن کر رہو' تھانیدارنی بننے کی قطعی ضرورت نہیں ہے تمہیں صباحت! اگر طغرل نے پری سے شادی کی خواہش کی ہے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے' ہمارا مذہب اجازت دیتا ہے مرد وعورت کو اپنی پسند سے شادی کرنے کی۔''

''یہ اجازت گھر والوں کو نہیں ہے کہ ان کو بھی بتایا جائے' ایسی بھی بے حیائی نہیں ہوئی ہے کہ سیدھے سیدھے لڑکا لڑکی ایک دوسرے سے ایجاب وقبول کرنے لگیں۔'' مارے غم وغصے کے صباحت چیخنے چلانے لگی تھیں جب کہ مدنہ بالکل خاموش بیٹھی تھیں۔ پری کی رنگت سپید پڑ گئی تھی۔

''یہ تو وہ ہی بات ہوگئی' لڑکا لڑکی راضی......''

''بس! اب بہت بول چکی ہو تم' رائی کا پہاڑ بنانا تمہاری پرانی عادت ہے' کتنی بار سمجھایا ہے' بیٹیوں کے معاملے میں اس طرح حلق پھاڑ کر بیان نہیں کیے جاتے ہیں' نرمی اور احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔'' وہ ان کی بات قطع کر کے قدرے غصیلے لہجے میں بولی تھیں۔

''بیٹی؟ ہونہہ...... یہ میری بیٹی ہے اس کا یقین آ گیا ہے۔''

''صباحت! تم کو غصہ کس بات کا آ رہا ہے' پری کے نا بتانے پر یا طغرل کی شادی کی خواہش ظاہر کرنے پر؟'' اماں نے ان کی گویا دکھتی رگ چھیڑی۔

''یہ...... یہ کیا بات ہوئی بھلا؟ میں کیا حسد کروں گی پری سے؟''

''خوشی کے اظہار کے یہ طریقے تو نہیں ہوتے ہیں۔''

''دادی جان! آپ نے ہم بہنوں میں اور پری میں جو فرق رکھا ہے' اس کا یہی نتیجہ ہے جو آپ اس طرح کہہ رہی ہیں۔'' عائزہ اٹھتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

''پری جو کرے وہ جائز ہوجاتا ہے اگر ایسا ہم میں سے کوئی بہن کرلیتی تو آپ ہمیں معاف ہی نہیں کرتیں اور پاپا سے الگ ہماری شکایت کرتیں۔'' عادلہ بھی عائزہ کی طرح نڈر انداز میں گویا ہوئی تھی۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے عادلہ' عائزہ! مجھے فیل ہو رہا ہے آپ لوگ اماں کی طرف سے کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں' ورنہ میں نے اماں کو آپ سے یکساں پیار کرتے پایا ہے۔''

''ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ بھابی! دراصل یہ عمر ہی ایسی ہوتی ہے' چھوٹی چھوٹی سی باتیں بھی بڑی بڑی محسوس ہوتی ہیں۔ چلو عادلہ' عائزہ! اماں جان سے سوری کرو۔'' صباحت کو دیر سے اپنے اور ان کے سخت رویئے کا احساس ہوا۔

''سوری دادی جان!'' وہ مسکراتی ہوئی ان کے قریب آئی تھیں۔

''اچھا ٹھیک ہے بھئی' جاؤ معاف کیا میں نے۔'' اس وقت وہ کسی گہری الجھن کا شکار تھیں۔

''مدنہ! طغرل کو فون کرو وہ فوراً گھر آئے۔''

❁......✦❁✦......❁

طغرل نے وقتی جذبے کے تحت پری سے وہ سب کہہ دیا تھا جو شاید وہ کہنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور جواباً جو پری نے اس سے کہا وہ بھی بھولنے والی بات نہ تھی۔

جو بے ارادہ وہ کام کر چکا تھا اس نے اس کو بے چین کیا ہوا تھا' وہ بے مقصد سڑکوں پر کار دوڑا تا رہا تھا' سائٹ پر ہونے والی کنسٹرکشن پر بھی اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا جانے کو۔

جب وہ اس مشغلے سے بھی اکتا گیا تو اسے معید کے آفس کا خیال آیا اور وہ وہاں چلا گیا' معید نے اس کا استقبال بڑی گرم جوشی سے کیا۔

''چہرہ بتا رہا ہے کوئی فیصلہ بلکہ اچھا فیصلہ کر کے آئے ہو۔'' وہ اس کے قریب بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

''یار! ہماری باتیں کل پارس نے سن لی تھیں۔''

''وہاٹ! کس طرح سن لی تھیں؟'' وہ سخت حیران ہوا۔

''مجھے نہیں معلوم لیکن اس نے سن لی ہیں اور وہ مجھ سے شادی کرنے سے انکاری ہے۔'' طغرل اس وقت بے حد سنجیدہ تھا۔

''یہ تو بہت برا ہوا یار! اب تو وہ مجھ پر بھی یقین نہیں کرے گی' ناراض الگ ہو جائے گی۔ تم نانی جان سے بات کرتے یار!''

''اس نے انکار کر دیا مجھے اس کا اس طرح انکار کرنا ذرا اچھا لگا' وہ سمجھتی ہے میں اس پر ترس کھا رہا ہوں۔''

''وہ ہمیشہ سے ایسے ہی کمپلیکنز کا شکار رہی ہے اس میں اعتماد کو صباحت آنٹی نے کبھی سروائیو ہونے ہی نہیں دیا ہے' اسے ہمیشہ یہ احساس دلایا ہے کہ وہ ایک نامکمل' ٹھکرائی ہوئی ادھوری لڑکی ہے۔'' معید کے لہجے میں پری کے لیے تڑپ اور محبت تھی۔

''اب ایسا بھی نہیں ہے کہ آنٹی نے بالکل اس کی برین واشنگ کر دی ہو' وہ اپنا برا بھلا اچھی طرح سمجھ سکتی ہے تم سارا الزام آنٹی کو نہ دو' وہ باشعور اور سمجھ دار لڑکی ہے معید!''

''میں نے کہا نا تم ابھی پری کو سمجھ ہی نہ سکے ہو' وہ کیا ہے؟ یہ میں جانتا ہوں۔'' اسی دم طغرل کا سیل بج اٹھا تھا۔

''کس کی کال تھی؟'' وہ کچھ دیر بعد بولا۔

''ممی کی' بلا رہی ہیں دادی جان کو معلوم ہو چکا ہے۔''

چمکیلے بھڑکیلے شوخ کپڑوں کا ڈھیر اس کے آگے رکھا تھا وہ بت بنی ان کپڑوں کو دیکھ رہی تھی۔

''رخ! دیکھ لو ان کو اگر کوئی سوٹ پسند نہیں آئے تو بتا دینا ابھی تو دن میں میں جا کر دوسرے لے آؤں گی۔'' امی نے ایک ایک سوٹ کھول کر اس کے آگے رکھ دیا تھا۔

''یہ سب اتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے امی! ابھی میرے امتحانات باقی ہیں' مجھے سکون سے تیاری تو کرنے دیں' جب سے شادی کرنے کی دھن آپ پر سوار ہوئی ہے میرا حال خراب ہو کر رہ گیا ہے۔''

''کیا حال خراب ہو کر رہ گیا ہے؟ میں دیکھ رہی ہوں جب سے تمہاری شادی کی تیاریاں شروع کی ہیں میں نے' تمہارا دماغ کچھ زیادہ ہی خراب ہو گیا ہے' کمرے میں بند پڑی رہتی ہو۔'' حسب عادت فاطمہ نے اس کو کھری کھری سنائی تھی۔

''میں اتنی جلدی شادی کرنا نہیں چاہتی ہوں امی! کتنی دفعہ کہا ہے میں نے آپ سے' میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔'' وہ سخت اضطراب میں مبتلا تھی۔

''میں تمہاری اس بے جا ضد کو خاطر میں نہیں لاتی اور نا ہی تمہاری ایسی تعلیم سے مجھے کچھ دلچسپی ہے جو تمہیں اچھے برے کی تمیز سکھانے کے بجائے گستاخ اور ہٹ دھرم بنا دے اور......'' وہ کچھ توقف کے لیے رکی تھیں۔

''نا معلوم کیوں' بہت عرصے سے میرا دل تمہاری طرف سے ایک عجیب بے چینی اور وسوسوں سے بھرا رہتا ہے' جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے میرے دل میں وحشتیں بڑھنے لگی ہیں۔ رخ! اگر تم گلفام سے شادی نہیں چاہتی ہو تو مجھے بتاؤ؟ میں ماں ہوں تمہاری' تمہاری مرضی کے خلاف

فیصلہ نہیں ہونے دوں گی۔ تم مجھ پر یقین کرو۔'' لمحے بھر کو وہ حیرانی سے ان کا چہرہ دیکھتی رہ گئی تھی۔ کتنی سچائی اور سادگی سے وہ اس کے دل کا حال بیان کر گئی تھیں۔

''میں امی کو سب سچائی بتادوں تو...... شاید یہ شادی نہیں ہوگی مگر پھر میں اعوان کی بھی نہ ہو پاؤں گی۔ اعوان کے اور میرے مالی حالات میں' رہن سہن میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے' پھر اعوان سے جو میں نے جھوٹ بولے ہیں' وہ امی برداشت کر پائیں گی اور نا ہی اعوان' بہتر یہی ہوگا کہ اپنی کی گئی جھوٹی غلط بیانیوں کی پاسداری کروں۔''

''جو بات تمہارے دل میں ہے وہ مجھے بتادو ماہ رخ!''

''ایسی بات نہیں امی! میں ایسا کچھ نہیں چاہتی ہوں۔''

''پھر شادی سے انکار کی وجہ کیا ہے؟''

''میں امتحان دینا چاہتی ہوں' میری سال بھر کی محنت ضائع ہوجائے گی۔ امتحانوں کے بعد مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' فاطمہ کی نگاہیں اس کے چہرے کو کھوج رہی تھیں' جہاں ایک طرح کی بے چینی واضطراب پھیلا ہوا تھا' جوان کے دل کی دنیا کو زیروزبر کردیتا تھا لیکن ہزار کوششوں کے بعد وہ ماہ رخ میں وہ بات محسوس ہی نہ کرسکی تھیں جو ایک بیٹی میں ہوتی ہے۔

''میرے سر پر ہاتھ رکھ کے بول یہی بات ہے' کوئی اور بات تو نہیں ہے؟ تو کسی اور کو تو پسند نہیں کرتی؟'' پل بھر کو اس کا دل بند سا ہوا تھا ماں کے سر کی طرف بڑھنے والا ہاتھ لرز اٹھا تھا' بچپن سے آج تک ماں کی وہ ساری محبتیں' عنایتیں اس کے ہاتھ سے لپٹ گئی تھیں اور دوسری طرف خواہشوں کے انبار تھے' ایک خوش حال اور من پسند زندگی کی رعنائیاں تھیں۔

خوب صورتیاں وآسائشیں تھیں۔

گلفام کے ساتھ کیا مل سکتا تھا' وہ تو ایک سیکنڈ ہینڈ کار تک افورڈ نہیں کرسکتا تھا۔ ساری زندگی وہ اسی گھر اور اسی علاقے میں گزارتا جہاں وہ رہنا نہیں چاہتی تھی۔

بہت سخت امتحان دینا تھا اسے ایک طرف گھر تھا' ماں اور باپ تھے' دوسری طرف خواہشیں تھیں' سنہری زندگی کی چاہ تھی اور اس نے فیصلہ کرڈالا تھا۔

''امی! میں آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتی ہوں اور کوئی بات نہیں ہے' میں کسی کو پسند نہیں کرتی۔'' اس نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر اطمینان سے کہا تھا۔

''تم آرام سے تیاری کرو' شادی تمہارے امتحانوں کے بعد ہوگی۔''

❁ ✦ ❁ ✦ ❁

وہ سب اماں جان کے کمرے میں موجود تھے' طغرل معید کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا۔ صباحت اور مذنہ ایک صوفے پر بیٹھی تھیں۔ پری اماں کے عقب میں بیٹھی تھی' اماں کے بگڑے مزاج کے باعث عائزہ اور عادلہ اندر نہ آئی تھیں مگر وہ کھڑکیوں سے چپکی کھڑی تھیں' چند لمحے طغرل کو برہم نظروں سے دیکھنے کے بعد وہ گویا ہوئیں۔

''میں نے کیا سنا ہے طغرل! تم نے اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے قبل اپنی ماں یا دادی سے مشورہ لینا بھی ضروری نہیں سمجھا؟'' وہ اس سے سخت لہجے میں استفسار کرنے لگی تھیں۔

''نانی جان! اصل بات یہ ہے کہ اس سارے قصے کے پیچھے طغرل کا کوئی قصور نہیں ہے' یہ سب میں نے ہی اس سے کہا تھا پری کو پرپوز کرنے کے لیے' میں نے اس پر دباؤ ڈالا تھا۔'' طغرل کے بولنے سے پہلے معید بول اٹھا تھا۔

''تم کو کس نے یہ اختیار دیا کہ تم اس گھر کے فیصلے کرو؟''

''میں معافی چاہتا ہوں نانی جان! میرا مطلب یہ نہیں تھا۔''

''بہت اچھے فیصلے ہیں تمہارے' ایک فیصلہ کرتا ہے اور دوسرا فوراً اس پر عمل کرتا ہے نہ کسی کی اجازت کی پروانہ کسی کے جذبات کا خیال ہوتا ہے تم لوگوں کو۔ شادی بیاہ کو تم لوگ کھیل سمجھتے ہو؟ پھر تم نے ہمت کیسے کی پری سے ایسی بات کرنے کی؟''معید کو ڈانٹنے کے بعد وہ طغرل سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''غلطی ہوگئی دادی جان! مجھے بعد میں احساس ہوا یہ سب مجھے آپ سے اور ممی سے ڈسکس کرنا چاہیے تھا بس۔ میں جذباتیت کا شکار ہوگیا تھا' مجھے معاف کردیں۔'' اس نے آگے بڑھ کر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے شرمندگی سے کہا تھا' اس کے قریب آتے ہی پری دور ہوگئی تھی۔

''بھابی جان! قصور ان بچوں کا نہیں ہے' بات ساری یہ ہے کہ جب عورت بہکانے پر آئے تو مرد کیسے نہ بہکے گا؟'' صباحت معاملے کو ٹھنڈا پڑتے دیکھ کر چنگاری دکھانے لگی تھیں۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو صباحت! مطلب کیا ہے اس بات کا؟'' ان کے لہجے پر وہ سب ہی چونک اٹھے تھے' مذنہ حیرانی سے گویا ہوئیں۔

''بات یہ ہے کہ میں نے کتنی مرتبہ پری اور طغرل کو باہر سے ساتھ آتے دیکھا ہے اور ایک دن تو حد ہی ہوگئی تھی اس دن صبح صبح ہی یہ دونوں ساتھ آئے تھے' پری بُری طرح رو رہی تھی' طغرل اپنے کمرے میں چلے گئے تھے اور یہ روتی ہوئی واش روم میں گھس گئی تھی۔ میں نے پری سے بہت معلوم کرنے کی سعی کی' پیار سے ڈانٹ سے معلوم کرنا چاہا کہ اس صبح ان کے درمیان کیا ہوا تھا؟ اس صبح ہی یہ لوگ گئے تھے یا رات بھر سے غائب تھے۔ یہ تو یہ لوگ جان سکتے ہیں یا اللہ! میں نے جو دیکھا وہ بتا رہی ہوں۔''

''بہت خوب بہو! گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے۔ اول تو مجھے اپنے بچوں کے کردار پر کوئی شک نہیں ہے' میں جانتی ہوں میرے بچے ایسا کوئی کام نہیں کرسکتے' جو ہماری عزت کو داغ دار کرے۔''

''اماں جان! آپ مجھے کیا بتا رہی ہیں یہ دونوں آپ کے سامنے موجود ہیں۔ ان سے معلوم کریں ابھی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجائے گا۔'' وہ پری کو گھورتی ہوئی بولیں۔

طغرل بڑی حیرت سے میٹھے لہجے میں بات کرنے والی صباحت کا یہ جارحانہ انداز دیکھ رہا تھا جس میں نہ کوئی لچک تھی اور نا ہی تدبّر و لحاظ انہوں نے آسانی سے پری کے ساتھ اس کے کردار پر بھی کیچڑ اچھالی تھی۔ اس کا وجیہہ چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا تھا۔

''میں کیوں معلوم کروں؟ مجھے اپنے بچوں پر اعتماد ہے۔'' وہ دائیں ہاتھ سے پری کو سینے سے لگاتی ہوئی گویا ہوئیں۔ پری کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

صباحت کے لفظوں نے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی تھی۔ اس بات سے بے خبر کہ وہ ایک انگلی اس کی طرف اٹھا رہی ہیں اور دوسری انگلیاں از خود ان کی جانب اٹھی ہوئی ہیں۔

''بھابی! یہ آپ کے بیٹے کا معاملہ ہے آپ تو خاموش اس طرح بیٹھی ہیں' جیسے طغرل آپ کی نہیں کسی اور کی اولاد ہو۔'' مذنہ جو خاموشی سے سب سن رہی تھیں' سنجیدگی سے بولیں۔

''طغرل میرا ہی بیٹا ہے صباحت! میں جانتی ہوں تم کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم نے طغرل اور پری کو ساتھ آتے جاتے دیکھا ہے یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ آفٹر آل یہ لوگ کزنز ہیں اور کزنز کے درمیان اس طرح کی ریلیشن شپ چلتی ہے پھر یہ سب میری نالج میں ہے۔ طغرل نے ہر بات مجھ سے فون پر شیئر کی ہے یہ عموماً پری کو ان کی نانو کے ہاں سے پک کرتے رہے ہیں اور وہ بھی فیاض کے کہنے پر اور جس صبح کی تم بات کر رہی ہو وہ میں جانتی ہوں' کیا ہوا تھا ان دونوں کے درمیان۔'' وہ ایک کے بعد ایک دھماکا کرتی چلی گئیں صباحت کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا' وہ جس کو لاعلم سمجھ رہی تھیں وہ زیادہ باخبر ثابت ہوئی تھیں۔

''آپ کو معلوم ہے......؟''

''ہاں! اس صبح پری اور طغرل کہیں رات گزار کر نہیں آئے تھے بلکہ ان کے درمیان کوئی غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی اور پری کو طغرل اس کی نانو کے ہاں سے ہی لے کر آیا تھا۔'' ان کا انداز بے حد نرم تھا۔

''بس ہوگئی تمہاری تسلی؟ یا ابھی بھی کچھ گل کھلانے باقی ہیں؟ صباحت! اللہ کے قہر سے ڈرو' کیوں اس مظلوم بچی کے پیچھے پڑ گئی ہو؟ کیا بگاڑا ہے اس نے تمہارا؟''

''آپ کو تو میں ہی غلط نظر آتی ہوں۔'' وہ اٹھ کر چلی گئی تھیں۔

❁ ✦ ❁ ✦ ❁

صباحت کو وہاں سے نکلتے دیکھ کر عائزہ اور عادلہ بھی اپنے کمرے میں آ گئی تھیں' عادلہ کے چہرے پر غم و غصے کے تاثرات تھے۔

''مذنہ آنٹی کتنی چالاک ہیں کس طرح انہوں نے طغرل کو بھی بچالیا اور پری پر بھی آنچ نہیں آنے دی حالاں کہ ممی نے ہر طرح سے ان کو گھیرنے اور نیچا دکھانے کی سعی کی تھی۔''

''ہوں' یہ بات تو ہے ممی نے فائٹ تو بہت کی مگر دادی اور آنٹی نے ایک بھی وار کامیاب نہیں ہونے دیا۔ ممی کو ابھی اور جنگ کرنی تھی ان سے اتنی جلدی کیوں میدان چھوڑ کر بھاگ آئیں؟''

''تمہیں معلوم ہے پاپا کسی بھی ٹائم آسکتے ہیں اور وہ یہ سب برداشت کریں گے؟''

''ارے نہیں بابا! وہ تو خود دادی کے سامنے تیز لہجے میں بات نہیں کرتے۔ ممی کو بلند لہجے میں اور اسی طرح کی باتیں کرتے دیکھ کر بلا مبالغہ وہ ممی کو شوٹ کرنے سے بھی گریز نہ کریں۔'' عائزہ نے جھرجھری لے کر تیز لہجے میں کہا۔

''ہم سے ممی کے علاوہ کوئی محبت نہیں کرتا ہے' سب کی محبت اور ہمدردی پری کے ساتھ ہوتی ہے' ہر کوئی نا معلوم کیوں اس کو ہی پسند کرتے ہیں؟ ایسی تو خوب صورت بھی نہیں ہے وہ۔''

''اچھا ان باتوں سے کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے اب تم بتاؤ کیا چاہتی ہو؟'' عائزہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔

''میرے چاہنے سے کیا ہوگا؟ کیا طغرل مجھ سے محبت کرنے لگے گا؟ کیا وہ مجھ سے شادی کی خواہش ظاہر کرسکتا ہے؟'' وہ حسرت زدہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''یہ سب تو ممکن نہیں ہے اور کچھ چاہو تو......؟'' وہ معنی خیز لہجے میں کہہ کر چپ ہوگئی تھی۔

''اور کچھ...... کیا چاہوں بتاؤ مجھے؟ طغرل کے بغیر تو میری زندگی موت ہے۔'' وہ رونے لگی تھی۔

''موت! تم رونا بند کرو' میں بتاتی ہوں تمہیں اگر وہ تمہارا نہیں ہوا تو تم اس کو پری کا بھی نہ ہونے دو۔''

''یہ کس طرح ہوسکتا ہے عائزہ؟'' وہ حیرانی سے گویا ہوئی تھی۔

''میں بتاتی ہوں تمہیں۔'' وہ سرگوشیوں میں گفتگو کرنے لگی تھیں۔

❁ ✦ ❁ ✦ ❁

سب کچھ ہے پاس لیکن کچھ بھی نہیں رہا
اس کی ہی جستجو تھی اور وہ ہی نہیں رہا
کہتا تھا اک پل نہ رہوں گا تیرے بغیر
ہم دونوں رہ گئے وہ وعدہ نہیں رہا

''مثنیٰ! پری کو کال کرو اور بتاؤ ہم واپس آ گئے ہیں۔'' عشرت جہاں کافی کے مگ لاتے ہوئے میگزین پڑھتی مثنیٰ سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''ممی! میں نے میسج چھوڑ دیا ہے وہ شاید سوگئی ہے اس نے کوئی جواب نہیں دیا میں صبح کال کروں گی پری کو۔'' وہ کافی کا مگ لیتی ہوئی گویا ہوئی تھیں۔

''صفدر جمال لندن جا کر ہی بیٹھ گئے ہیں' دو ماہ ہو چکے ہیں اور وہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں۔ معلوم تو کرو' کوئی پرابلم تو نہیں وہاں؟ سعود تو خیریت سے ہے نا؟''

''ارے ممی! آج کل کی اولاد بھی والدین کے لیے سزا بن گئی ہے۔''

''ارے کیا ہوا؟ سعود نے اب ایسا کیا کیا ہے؟''

''وہ کل تک جس لڑکی سے شادی کرنے کے لیے باغی بن گیا تھا' وہ لڑکی پوجا اسے چھوڑ کر اپنے کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ چلی گئی ہے' اس نے سعود کو چھوڑ دیا ہے۔''

''وہ لڑکی تو مسلمان ہو گئی تھی پھر کس طرح یہ سب ہوا؟'' وہ کافی بھول کر بے حد پریشانی سے گویا ہوئی تھیں۔

''مما! رشتے وہاں قائم رہتے ہیں جہاں اخلاص اور نیت صاف ہوتی ہے۔ جہاں شر پرستی اور بے راہ روی کی جڑیں مضبوط ہوں' وہاں وفا اور سچائی کی خوشبو بھی نہیں پہنچتی ہے ڈال ڈال منڈلانے والی تتلی کبھی ایک ڈال پر بیٹھتی ہے؟''

''اپنی من مانی کرنے والوں کے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔ تم صفدر کو کہو وہ سعود کو ساتھ لے کر آئے' اب اسے وہاں چھوڑنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے' ہم یہاں خود کوئی بہترین لڑکی دیکھ کر اس کی شادی کریں گے۔''

''وہ تو اس لڑکی کا روگ لگا کر بیٹھ گیا ہے' یہاں آنے کو تیار ہی نہیں ہے' صفدر کوشش کر رہے ہیں ساتھ لانے کی۔''

❁ ✦ ❁ ✦ ❁

موسم نے ایک دم ہی تیور بدلے تھے اور گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہو گئی تھی۔ اماں جان نے گم صم بیٹھی پری کو ایک نظر دیکھا پھر اس کے قریب بیٹھ گئیں۔

''کب تک اس طرح بیٹھی رہو گی؟ تم نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے' کیوں خود کو سزا دے رہی ہو اور ساتھ میں مجھے بھی؟''

''ایک سوال پوچھوں دادی جان آپ سے؟'' رونے کے باعث اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

''ہاں پوچھو؟''

''آپ نے مما کو اس گھر میں اس لیے نہیں رہنے دیا کہ وہ پاپا کی پسند تھیں' کیا میری مما کا رویہ بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی سخت تھا؟ کیا وہ بھی اسی طرح بدکلامی کرتی تھیں آپ کے ساتھ؟'' اس کے سوال پر ان کا چہرہ جھک گیا تھا۔

''بتائیں نا دادی! میری مما بھی ایسی ہی تھیں جھوٹ بولنے والی' بہتان لگانے والی' کسی کی بھی عزت نہ کرنے والی؟''

''نہیں!'' ان کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی تھی۔ ''نہیں اس کی آواز تو بہتی ندی کی طرح دھیمی و مدھم تھی۔ اس نے کبھی بھی تیز لہجے میں بات نہیں کی تھی۔''

''پھر کیوں نکالا آپ نے ان کو اس گھر سے؟ میری زندگی سے پاپا کی زندگی سے' صرف اس وجہ سے کہ وہ مما سے محبت کرتے تھے اور اس خوف سے کہ وہ کہیں مما کو لے کر اس گھر سے نہ چلے جائیں' آپ کو بھول نہ جائیں' آپ نے ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا۔'' وہ روتی ہوئی کہتی جا رہی تھی اماں پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

''پاپا آپ کو کبھی چھوڑ سکتے تھے' یہ آپ نے کیسے سوچ لیا تھا؟''

''اس وقت تو ایسا ہی لگ رہا تھا پری! فیاض اپنی حسین و جمیل دولت مند بیوی کی محبت میں ہمیں چھوڑ جائے گا' اماں نے کہا قبل اس کہ یہ ہم کو چھوڑ کر جائے' ہم ان کے رشتے میں دراڑ ڈلوا دیتے ہیں اور پھر سب بہت آسانی سے ہوتا چلا گیا' یہ مجھے بہت بعد میں احساس ہوا کہ میں نے کیا کیا ہے؟'' ان کو بھی ماضی کی یادیں رلانے لگی تھیں۔

''آج بھی فیاض میرے پاس ہے لیکن میں جانتی ہوں پاس ہو کر وہ بھی مجھ سے بہت دور ہو چکا ہے۔ یہ اس کی اعلیٰ ظرفی ہے جو وہ مجھے آج بھی پیار کرتا ہے' احترام دیتا ہے مگر جو ہم نے اس کے ساتھ کیا ہے وہ بہت بُرا ہے۔''

''آج آپ پچھتا رہی ہیں دادی جان! کل آپ تھوڑا سا اپنے دل کو وسیع کرتیں اور پاپا کی محبت پر بھروسہ رکھتیں تو آج کم از کم میری اور پاپا کی زندگی بہت اچھی ہوتی اور وہ دل سے آپ سے محبت کر رہے ہوتے محض فرض نہیں نبھاتے۔ میں نے آج تک پاپا کو خوشی سے مسکراتے نہیں دیکھا'

وہ کبھی مسکراتے بھی ہیں تو ان کی آنکھیں نم رہتی ہیں، بالکل اسی طرح میں مما کی آنکھیں بھی دیکھتی ہوں وہ بھی مسکراتی ہیں تو پاپا کی طرح ان کی آنکھیں بھی نم ہو جاتی ہیں اور اس نمی میں تنہائی رقص کرتی ہے۔''

''پری میری بچی! چپ ہو جا...... چپ ہو جا' تیری ماں اور باپ میں جدائی کرانے کا دکھ مجھے قبر تک بے چین رکھے گا۔''

❀......✦❀✦......❀

مدنہ بیڈ پر نیم دراز تھیں معاً طغرل ڈور ناک کر کے آیا تھا۔

''سوری مما! آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا ہے؟''

''ارے نہیں میری جان! آؤ بیٹھو میرے پاس۔'' بہت محبت سے انہوں نے اس کو جگہ دی تھی۔

''تھینکس مما!'' وہ قریب بیٹھ گیا تھا۔

''اپ سیٹ لگ رہے ہو؟ صباحت کی باتوں سے ڈسٹرب ہوئے ہو۔''

''آف کورس مما! میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوں اگر میں آپ سے تمام باتیں شیئر نہ کر چکا ہوتا تو شاید کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہتا' کتنی غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لیتی ہیں وہ۔''

''کیوں سیریس لے رہے ہو؟ میں صباحت کی نیچر جانتی ہوں' جب کوئی کام اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا ہے پھر اسی طرح کی باتیں کرتی ہے' یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔''

''کیا کام ان کی مرضی کے مطابق نہیں ہوا مما!'' انہوں نے ایک نظر اسے مسکرا کر دیکھا پھر بولیں۔

''آپ نے عادلہ کی جگہ پری کو پرپوز جو کر دیا ہے۔''

''یہ کیا بات ہوئی مما! پھر میں عادلہ کو بالکل بھی پسند نہیں کرتا۔''

''اچھا' پری کو پسند کرتے ہو؟'' وہ شوخ لہجے میں استفسار کرنے لگیں وہ سنجیدگی سے بولا۔

''بات پسند ناپسند کی نہیں ہے مما! میں نے کسی بھی لڑکی کو اپنی لائف پارٹنر کی نیت سے نہیں دیکھا تھا' میں ابھی اپنا بزنس اسٹیبلشڈ کرنا چاہتا ہوں' بزنس ورلڈ میں اپنا نام بہت ٹاپ پر دیکھنا چاہتا ہوں' جس کے لیے میں اتنی اسٹریگل کر رہا ہوں۔''

''پھر پری کو پرپوز کیوں کیا' جو اتنے ہنگامے کی وجہ بنا؟''

''مما! یہ بات میں نے بہت عرصے قبل فیل کی تھی کہ پری کو یہاں اسٹرونگ سپورٹ کی ضرورت ہے اور یہ بات تو آج بالکل ہی واضح ہو گئی ہے کہ سچ مچ اس کو اسٹرونگ سپورٹ کی ضرورت ہے جو میں اسے دوں گا۔'' وہ ایک عزم سے بولا۔

❀......✦❀✦......❀

عائزہ نے جو اس کے اندر کا آتش فشاں بھڑکایا تھا۔ اس کی تپش میں محبت کے وہ تمام پھول' آرزوؤں کی وہ ساری کلیاں جل کر راکھ بن چکی تھی' اس نے عائزہ کو منع کر دیا تھا' وہ سب کچھ گوارا کر سکتی تھی مگر طغرل کی ابدی جدائی اسے گوارا نہ تھی' حسب عادت عائزہ مسکرا کر چپ ہو گئی تھی۔

مگر اس کے اندر ایک خیال کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا وہ تصور کی آنکھ سے پری اور طغرل کو ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے محبت بھرے انداز میں گھومتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور ان کی یہ محبت بھری قربت اس کے دل کو تڑپانے لگی تھی اور بالآخر اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اگر طغرل اس کا نہیں تھا تو وہ اسے پری کا بھی نہیں بننے دے گی۔

''تم نے اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے نا؟'' عائزہ اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی تھی۔

''ہاں ہاں' میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے طغرل میرا نہیں ہے تو پری کا بھی نہیں ہوگا خواہ وہ مر جائے یہ بہتر ہے۔'' اس کے انداز میں بلا کا اعتماد و یقین تھا۔

''یہ بتاؤ' یہ سب ہوگا کس طرح سے؟''

''راحیل کروائے گا یہ کام کسی سے، تم فکر مت کرو۔''

''راحیل! تمہارا دماغ خراب ہے پھر تم اس سے مل رہی ہو؟'' راحیل کے نام پر وہ اچھل پڑی تھی۔

''شش...... آہستہ، آواز باہر چلی گئی تو جانتی ہو ہمارا حشر کیا ہوگا۔ اس لیے اپنی زبان بند رکھو۔'' عائزہ بالوں میں ربن باندھتے ہوئے خفگی سے گویا ہوئی۔

''لیکن تم راحیل پر اتنا بھروسا کس طرح کرسکتی ہو؟ وہ پہلے ہی ساری جیولری لے کر بھاگا ہوا ہے اور طغرل کا مرڈر کروا کر وہ ہم کو بلیک میل نہیں کرے گا؟''

''ایسا کچھ نہیں ہوگا' وہ مجھ سے بے حد محبت کرتا ہے اور میری خاطر جان دے بھی سکتا ہے اور جان لے بھی سکتا ہے۔ محبت کتنی ظالم شے ہے یہ تم بھی جان چکی ہو۔'' اس کے لہجے میں اطمینان ہی اطمینان تھا۔

''کل تک تم طغرل کو دل و جان سے چاہتی تھیں نا۔''

''میں اب بھی طغرل سے محبت کرتی ہوں۔'' وہ روہانسی ہو کر گویا ہوئی تھی۔

''ہاں' محبت خود غرض ہوتی ہے' جو ہمارا نہیں ہوتا وہ کسی کا بھی کیوں ہو؟ یہی جذبہ محبت کہلاتا ہے عادلہ!''

''طغرل! راحیل سے بے حد مختلف ہے تم اس سے کمپیئر مت کرو' راحیل چور' بدمعاش اور فراڈی آدمی ہے وہ ہمیں دھوکا دے گا میں اس پر بھروسا نہیں کرسکتی عائزہ! تم یہ سب بھول جاؤ۔ جو میں نے تم سے کہا ہے ورنہ ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔''

''تم بار بار راحیل کی بے عزتی کررہی ہو' جو میں برداشت کررہی ہوں' یہ خیال کرکے تمہارے دل پر محبت کی چوٹ ابھی تازہ ہے اور تمہیں درد زیادہ ہورہا ہے مگر اب تم نے ایک لفظ بھی راحیل کے خلاف کہا تو ٹھیک نہیں ہوگا۔'' وہ اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں بولی تھی۔ ''تم نے طغرل سے محبت کی ہے تو میں نے راحیل کو چاہا ہے اور وہ بھی مجھے چاہتا ہے' تمہاری طرح یک طرفہ محبت نہیں کی میں نے۔''

❁......✦❁✦......❁

وہ ہوٹل کے ہال میں ساحر کے ساتھ موجود تھی' ٹیبل لوازمات سے بھری ہوئی تھی اس کے انکار کے باوجود اس نے بہت کچھ آرڈر کردیا تھا اور بڑے اصرار سے اسے ہر ڈش پیش بھی کی تھی اور خود بھی بڑی سخاوت کے ساتھ اس کا ساتھ دیتا رہا تھا۔

''ساحر صاحب! بتائیے نا اعوان سے آپ کے فرینڈز کی ملاقات ہوئی؟ انہوں نے اعوان کو ڈھونڈ لیا ہے؟'' وہ فکر مند لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

''جی ہاں' میری ملاقات ہوئی ہے اس سے۔'' وہ سنجیدہ تھا۔

''کیا بات ہوئی ہے؟ وہ کیسے ہیں؟ کب آرہے ہیں واپس؟'' فرط مسرت سے اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

''آپ کافی پئیں نا۔'' وہ عجیب انداز میں گویا ہوا۔

''میں یہاں کافی پینے نہیں آئی ہوں ساحر! یہ سب میں نے اس لیے کھایا ہے کہ آپ کہہ رہے تھے کہ کھانے کے بعد آپ مجھے اعوان کے بارے میں بتائیں گے پلیز مجھے بتائیں وہ کب آرہے ہیں؟ میں بہت مشکل میں ہوں۔'' وہ خفگی سے گویا ہوئی تھی۔

''آپ ناراض مت ہوں' میں نے یہ سب آپ کو اصرار کرکے اس لیے کھلایا ہے' ابھی جو میں آپ کو حقیقت بتاؤں گا اس کے بعد آپ شاید کھانا پینا چھوڑ دیں گی۔'' اس کے لہجے میں نرمی اور اپنائیت تھی' مگر ماہ رخ کا پریشانی سے چہرہ زرد ہوگیا تھا' دل کی دھڑکن رکنے لگی تھی۔

''کیا حقیقت ہے ساحر! آپ صاف صاف بتائیں' اعوان وہاں خیریت سے تو ہیں؟ پلیز جھوٹ مت کہیے گا مجھ سے۔''

''ارے آپ تو زرد ہوگئی ہیں پلیز کول ڈاؤن۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر پریشانی سے بولا۔

''پلیز ساحر بتائیں میں ہر بات سننے کا حوصلہ رکھتی ہوں۔''

''مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے پہلے ڈاکٹر......''

''آپ مجھے صرف اعوان کے بارے میں بتائیں آپ نے نہیں بتایا تو میں اس کھڑکی سے چھلانگ لگادوں گی۔'' وہ جس کھڑکی کے قریب بیٹھے تھے وہ اس کی طرف اشارہ کرکے ہذیانی انداز میں گویا ہوئی تو ساحر کو اس کی ذہنی کیفیت کا احساس ہوا اور وہ دھیرے سے مسکرا کر گویا ہوا۔

''وہ ٹھیک ہے' زندہ ہے' انجوائے کر رہا ہے۔''

''نہیں کوئی بات ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں۔''

''پہلے آپ میرے ساتھ باہر چلیے وہاں چل کر بتاتا ہوں۔'' وہ اس کے ساتھ پارک میں آ گیا تھا کیونکہ شام ابھی ہوئی نہیں تھی اور سردی کے باعث وہاں اکّا دُکّا لوگ ہی موجود تھے وہ ایک بنچ پر اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

''اب بتا بھی دیجیے کیوں میرے صبر کا امتحان لے رہے ہیں؟'' چند لمحے وہ اس کی طرف دیکھتا رہا پھر گویا ہوا۔

''وہ آپ سے شادی کرنے کا وعدہ کرکے گیا تھا؟''

''ہاں' وہ اپنے والدین کو راضی کرنے گئے تھے اور اعوان کو یقین تھا وہ اس کی بات مان جائیں گے۔ ہماری شادی میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔'' وہ خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔

''اعوان نے......وہاں شادی کرلی ہے۔'' وہ آہستگی سے بولا۔

''جی نہیں! ایسا نہیں ہوسکتا ہے اعوان میرے علاوہ کسی اور لڑکی سے شادی نہیں کرسکتے' ساحر......آپ کو غلط انفارمیشن ملی ہے۔ اعوان ایسا نہیں کرسکتے' مجھے یقین ہے ان پر۔'' اتنی سخت سردی میں پسینہ پسینہ ہوگئی تھی' بہت ابتر حالت تھی اس کی جیسے سب لٹا بیٹھی ہو۔

''ریلیکس ماہ رخ! میں آپ کی دلی حالت سمجھ سکتا ہوں' جب میں نے سنا تھا بے حد کنفیوژ ہوگیا تھا پھر آپ کی تو بات ہی اور ہے' محبت کی ہے آپ نے اس بے وفا سے۔'' وہ بھی بے حد شرمندہ و نادم دکھائی دے رہا تھا۔

''میری خود بات ہوئی تھی اعوان سے' جب میں نے اسے آپ کے حوالے سے باتیں سنائی تو وہ مجھ سے بھی جھگڑنے لگا تھا اور کہہ رہا تھا میں آپ سے کہہ دوں' اس کو بھول جائیں آپ۔''

''اوہ! میں کیسے یقین کرلوں؟ کس طرح خود کو یقین دلاؤں؟'' جلتی ہوئی خواہشوں کا ڈھیر تھا جو اس کی آنکھوں سے بہنے لگا تھا۔ گلفام کا سیاہ چہرہ' قدیم طرز کا بنا وہ عام سا گھر اور وہ ہی خواہشوں کی چادر میں ملفوف روتی' سسکتی زندگی اسے دکھائی دے رہی تھی اور وہ سسک سسک کر رونے لگی تھی' کیا کچھ نہیں کیا تھا اس نے عالی شان زندگی حاصل کرنے کے لیے اور ہاتھ کیا آیا تھا؟

''پلیز......پلیز ماہ رخ! آپ روئیں مت' آپ کے آنسو مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔ اعوان کریکٹر لیس شخص تھا میں جانتا ہوں اس کو بچپن سے' آپ کو اس لیے نہیں بتایا تھا کہ آپ کو جب یقین نہیں آتا۔''

''یقین تو مجھے اب بھی نہیں آرہا ہے۔''

''میں ایک بات کہوں آپ سے؟'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''کیا کہیں گے آپ ساحر صاحب! آپ کے دوست نے میرے سارے خواب بکھیر دیئے' میری خواہشوں کو بے رنگ کرڈالا ہے۔'' اس کے اندر ماتم ہو رہا تھا۔ حسرتیں نوحہ کناں تھیں۔

''میں آپ کی خواہشوں میں سچائی کے رنگ بھرنا چاہتا ہوں' میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا تھا۔

''آپ اعوان کی بے وفائی کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں؟''

''نہیں' مجھے آپ سے پہلی نظر میں ہی محبت ہوگئی تھی۔''

❁ .... ✦ ❁ ✦ .... ❁

صباحت کو عادلہ سے حقیقت معلوم ہوئی تھی پھر کچھ عادلہ نے اس طرح رو رو کر پری کو پرپوز کیے جانے کی خبر سنائی تھی کہ بیٹی کے آنسوؤں نے ان کے اندر کی سوتیلی ماں کو پوری طرح بیدار کردیا تھا۔ انہوں نے بھی سوچ لیا تھا اپنی بیٹی کے آنسوؤں کا بدلہ وہ پری کو خوب ذلیل و خوار کرکے لیں

گی اور اس کو اتنا زچ کریں گی کہ وہ یہاں سے بھاگتی نظر آئے گی۔
آغاز وہ کر چکی تھیں گو کہ ان کی سازش ناکام ہوگئی تھی۔ مدنہ اور اماں جان نے ہر بات کلیئر کر دی تھی مگر وہ ہار ماننے والی نہ تھیں۔ ان تمام باتوں کو خوب بڑھا چڑھا کر عامرہ اور آصفہ کو فون پر بتا چکی تھیں اور یہاں کی طرح وہ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے طغرل کی طرف سے آس لگائے بیٹھی تھیں۔
اس خبر نے ان کو بھی حواس باختہ کر ڈالا اور وہ فوراً اماں کے پاس چلی آئی تھیں اور آتے ہی گلے شکوے شروع کر دیئے تھے۔
''اماں! یہ کیا سنا ہے ہم نے' طغرل پری سے شادی کر رہا ہے؟'' آصفہ کشنز پر کور چڑھاتی پری کو گھورتے ہوئے بولیں۔
''اچھا یہ خبر تم تک بھی پہنچ گئی؟ جب ہی دوڑی دوڑی آئی ہو ورنہ ماں کی یاد تو تم کو کبھی نہیں آتی ہے۔''
''ارے اماں جان! آپ کو ہماری ضرورت ہی کیا ہے آپ کی ساری محبتیں سمیٹنے کے لیے یہ پری ہی کافی ہے' آپ کو ہماری یاد کیا آئے گی۔'' آصفہ کی خونخوار نظریں پری پر ہی جمی تھیں۔
''جب وہ بلا اس گھر سے جا رہی تھی' تب ہی کہا تھا آپ سے اماں کہ اس فتنے کو مت روکیں' دفع کریں اس کو بھی اس کی ماں کے ساتھ مگر آپ نے ہماری ایک نہ سنی اور روک لیا اس فتنے کو اور دیکھ لیں' آج یہ کس طرح ہماری بیٹیوں کے حق پر ڈاکہ ڈال رہی ہے اپنی ماں کی طرح۔''
''اپنی زبانوں کو لگام دو تو بہتر ہے تم دونوں' ورنہ مجھ سے پھر شکایت مت کرنا کہ اس عمر میں میں نے تم پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ حد ہوتی ہے الزام تراشیوں کی بھی' کیوں تم سب اس بے چاری معصوم بچی کے پیچھے پڑ گئی ہو؟'' اماں کا جاہ و جلال جاگ اٹھا تھا۔
''رہنے دیں اماں! رہنے دیں' نواسیوں کی فکر نہیں ہے آپ کو صرف اور صرف اس کی فکر رہتی ہے آپ کو۔ گھر میں اور بھی پوتیاں ہیں آپ کی' کبھی ان سے آپ نے اتنی محبت نہیں کی۔''
''تم کون ہوتی ہو مجھ سے یہ سب پوچھنے والی؟ ارے میری پری کی جیسی بن کر تو دکھائے کوئی' دن و رات خدمت کرتی ہے میری۔'' اس دوران پری شاکڈ بیٹھی تھی۔
''بس اماں! آپ کو اس کی اچھائیاں ہی نظر آتی ہیں۔ وہ جو طغرل کے ساتھ منہ کالا کر کے آئی تھی صبح کے ٹائم' وہ بھی اچھی بات ہے؟ ہمارے خاندان میں ایسا ہوا ہے کبھی؟''
''آصفہ! اللہ کے قہر سے ڈرو کیا اول فول بک رہی ہے' تجھے معلوم ہے کتنا بڑا بہتان لگا رہی ہے تُو؟'' اماں حیرت و صدمے سے بیٹیوں کی طرف دیکھتی رہ گئی تھیں اور اس لمحے پری کے جسم میں بھی برق سی دوڑی تھی اور وہ وہاں سے اٹھی تھی اور بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی تھی۔
طغرل جو ابھی آفس سے آ کر اپنے کمرے میں جانے ہی والا تھا جب اس نے پری کو تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تو لمحے بھر کو یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ وہ کیوں بھاگ رہی ہے مگر پھر دوسرے لمحے ہی اسے کسی خطرے کا احساس ہوا تھا۔
وہ ہاتھ میں پکڑا بریف کیس وہیں رکھ کر سیڑھیوں کی طرف بھاگا تھا' وہ سیڑھیاں چھت کی طرف جا رہی تھیں۔
وہ چھت پر گیا تو بارش بہت تیز ہو رہی تھی دھواں دھواں سا بارش کی شدت سے بکھرا ہوا تھا۔
وسیع و عریض چھت پر اس نے دیوانہ وار نظریں دوڑائی تھیں اور سائیڈ کی باؤنڈری وال پر چڑھتی پری کو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا تھا۔
''کیا کر رہی ہو تم؟ وہاں کیوں چڑھ رہی ہو' گر جاؤ گی؟''
''چلے جائیں آپ یہاں سے' یہ سب کچھ میں آپ کی وجہ سے ہی کر رہی ہوں' میری موت کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔'' وہ روتے ہوئے اوپر چڑھنے کی کوشش کے دوران چیخی تھی اور طغرل کو اس بھری برسات میں تارے نظر آنے لگے تھے۔
''پاگل ہو گئی ہو تم؟ خودکشی کا مطلب سمجھتی ہو۔'' اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا جو اس نے جھٹکے سے چھڑا لیا تھا۔ باؤنڈری وال خاصی اونچی تھی جس پر چڑھنا اس دھواں دار بارش میں مشکل لگ رہا تھا' مستزاد اس پر طغرل اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ اس سے بچنا چاہ رہی تھی۔

''آپ جب سے پاکستان آئے ہیں میری زندگی آپ نے سزا بنا دی ہے۔''

''اوکے میں واپس چلا جاؤں گا' مگر تم یہ حرام موت مرنے کا ارادہ کینسل کر دو' میں جلد واپس چلا جاؤں گا۔''

وہ دونوں ہاتھوں سے اسے اوپر چڑھنے سے روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ اس کے مضبوط بازوؤں کی گرفت میں تھی وہ اس طرح تھامے ہوئے اسے باؤنڈری وال سے دور لے گیا تھا۔

اسی لمحے ہانپتی کانپتی اماں جان وہاں آئی تھیں اور ان کے پیچھے عامرہ' آصفہ' صباحت تھیں۔ جو آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

......☆☆☆......

''پوچھئے دادی جان! اس سے' یہ خودکشی کیوں کرنا چاہتی تھی؟ اگر مجھے ذرا دیر ہو جاتی ان محترمہ کے ارادے بھانپنے میں تو...... یہ ابھی عالم بالا پر پہنچ چکی ہوتیں۔'' اس نے ان کے آگے پری کو دھکیلتے ہوئے غصے سے کہا۔ اماں نے اس کے بارش سے شرابور وجود کو سینے سے لگا لیا تھا اور روتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''یہ کیا کرنے چلی تھی تُو؟ تجھے ذرا بھی خیال نہیں آیا اس بوڑھی دادی کا؟ کس طرح صبر کرتی میں' کیا کہہ کر لوگوں کے الٹے سیدھے سوالوں کے جواب دیتی' جو جوان لڑکیاں اس طرح حرام موت مرتی ہیں مرنے کے بعد وہ برے ناموں سے پکاری جاتی ہیں' لوگ کیا کیا باتیں بناتے ہیں' رسوائیوں کے نت نئے خنجر سے گھر والوں کے دل فگار کرتے ہیں۔''

''اپنی ماں کی طرح نت نئے ڈرامے کرنے کی عادت ہے اس کو۔'' مثنیٰ نے بھی اسی طرح کے حربے دکھا کر بھائی جان کو الو بنایا تھا۔ عامرہ کے لہجے میں سخت کبیدگی تھی۔

''یہ سب نوٹنکی تمہیں پھانسنے کے لیے کی جا رہی ہے بیٹا! ابھی کچھ دیر قبل تو یہ کمرے میں تھی' جیسے ہی تمہارے آنے کی آہٹ سنی' ویسے ہی یہ کمرے سے نکل کر یہاں چھت پر پہنچ گئی۔'' آصفہ طغرل کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

مزنہ جو اپنے کمرے میں سو رہی تھیں وہ بھی شور و غل سن کر وہاں پہنچ گئی تھیں اور ناسمجھ انداز میں طغرل کی طرف دیکھ رہی تھیں جو کوٹ سوٹ میں شوز سمیت ان کے سامنے شرابور کھڑا تھا۔

''پھوپو جان! آپ نے میرے آنے کی آہٹ سنی تھی؟'' وہ سنجیدہ انداز میں ان سے مخاطب ہوا تھا۔

''نہیں' میں نے تو نہیں سنی' اتنی گرج چمک میں کون سنے گا؟'' وہ اس کی بات پر اتنا بوکھلائیں کہ خود ہی اپنے الزام کی نفی کر بیٹھی تھیں ان کی مدد کو آگے بڑھتی ہوئیں صباحت بولیں۔

''آپ کے واپس آنے کا ٹائم تو سب کو ہی معلوم ہے۔''

''آج تو میں بارش کی وجہ سے آفس ٹائم سے پہلے لوٹ آیا ہوں۔'' اس کی بات پر وہ بھونچکا سی رہ گئی تھیں۔

''مجھے بے حد معذرت کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے' آپ لوگ نا جانے کیوں پارس کے خلاف ہو گئے ہیں' ابھی پھوپو جان آپ نے کہا یہ میرے قدموں کی آہٹ سن کر چھت پر آئی ہے حالاں کہ ابھی آپ نے خود اعتراف کیا اس طوفانی بارش میں قدموں کی آہٹ کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ آنٹی! آپ کا خیال ہے پارس میرے آفس سے واپسی کے ٹائم سے واقف ہے اس لیے اس نے یہ وقت چوز کیا' یہ سب ڈرامہ کرنے کے لیے......'' وہ اس وقت وہاں بنے چھجے کے نیچے تھے جو بارش سے محفوظ تھا۔

''میں حلفیہ کہتا ہوں ایسا کچھ نہیں ہے یہ محض اتفاق ہے میں آفس سے آ کر کمرے میں جا رہا تھا جب اتفاقیہ میری نگاہ اس پر پڑی اور مجھے محسوس ہوا یہ روتے ہوئے چھت پر جا رہی ہے' گھر میں جو کل سے ٹینشن چل رہی ہے وہ خیال مجھے آیا اور میں فوراً ہی یہاں آیا تو دیکھا یہ محترمہ باؤنڈری وال پر چڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔''

''سن لیا تم لوگوں نے' ٹھنڈک پڑ گئی تمہارے کلیجوں میں یا ابھی بھی کوئی حسرت باقی ہے؟'' دادی جان نے طنزاً کہا۔

''کوئی کچھ بھی کہے اماں جان! ایک بار جس سے اعتماد اٹھ جائے' وہ لاکھ صفائیاں دینے سے بھی واپس نہیں آتا ہے۔'' صباحت ترچھی نگاہوں

سے طغرل کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''مائنڈ اٹ آنٹی! میں نے صفائی پیش نہیں کی اور نہ ہی میری عادت ہے صفائیاں دینے کی۔ کل جو کچھ آپ نے کہا وہ میں اس لیے چپ چاپ سنتا رہا کہ مجھے انکل کی عزت کا خیال ہے آپ سمجھ رہی ہیں جو آپ نے دیکھا سب ویسا ہی تھا تو یہ آپ کی بھول ہے۔ پارس کل بھی شبنم کے قطروں کی طرح پاکیزہ تھی اور آج بھی ان برستی بوندوں کی طرح پاکیزہ ہے۔'' وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

''اماں جان! یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا یہ سب دیکھنے کے لیے ہم پاکستان آئے تھے؟ غیروں میں رہتے ہوئے برسوں گزر گئے اور ہم پر کسی نے انگلی نہیں اٹھائی اور اپنوں میں آئے ابھی زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا اور یہاں میرے بچے کو اس طرح رسوا کیا جا رہا ہے اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے۔'' مزنہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

''بھابی جان! آپ دل خراب مت کریں۔'' آصفہ نے آگے بڑھ کر چاپلوسی سے کہا تو عامرہ اور صباحت بھی آگے بڑھ آئی۔

''ہم اپنے بچے کو کیوں رسوا کرنے لگے بھلا وہ ہمارا خون ہے۔''

''مجھے تو اللہ نے بیٹا دیا نہیں ہے، طغرل کو ہی میں اپنا بیٹا سمجھتی ہوں بھابی! آپ بے فکر رہیں، ابھی طغرل غصے میں ہے، ان کا موڈ درست ہو جائے گا تو میں خود ان سے معافی مانگوں گی۔'' صباحت نے ان کے ہاتھ تھام کر کہا۔

مزنہ کا موڈ آف ہی رہا، وہ ان کی باتوں کو نظر انداز کرتی ہوئیں اماں اور پری کے پیچھے چلی گئی تھیں۔

''چل گیا بیٹے کے ساتھ ساتھ ماں پر بھی جادو، دیکھا بھابی کے تیور کس طرح آنکھیں بند کر کے بات کی ہے ہم سے۔''

''جب اماں ہی ہمارا ساتھ نہیں دے رہیں تو کون دے گا عامرہ!''

چلو پھر ڈھونڈ لائیں ہم
اسی معصوم بچپن کو
انہی معصوم خوشیوں کو
انہی رنگین لمحوں کو
جہاں غم کا پتا نہ تھا
جہاں دکھ کی سمجھ نہ تھی
جہاں بس مسکراہٹ تھی
بہاریں ہی بہاریں تھیں
کہ جب ساون برستا تھا
تو اس کاغذ کی کشتی کو
بنانا اور ڈبو دینا
بہت اچھا سا لگتا تھا
اور اس دنیا کا ہر چہرہ
بہت سچا سا لگتا تھا
چلو پھر ڈھونڈ لائیں ہم
اسی معصوم بچپن کو

اس کو یقین نہیں ہو رہا تھا پیار و محبت اور خلوص سے مسکراتے ان چہروں پر وہ سب منافقت، ریاکاری اور مفاد پرستی تھی۔ کس قدر نفسا نفسی اور لالچ

میں گرے ہوئے لوگ تھے۔

وہ ڈریس چینج کر کے بیڈ پر نیم دراز ہوا تو دل پر سخت بددلی اور بے زاری چھائی ہوئی تھی' اسے مسلسل پری کی وہ دیوانگی بے چین کیے ہوئے تھی' جس جنون میں وہ بھاگتی ہوئی اوپر گئی تھی۔ اگر اس وقت اس کی چھٹی حس خطرے کا سگنل نہ دیتی تو' اس سوالیہ نشان کے آگے کا تصور اس کو پریشان کر دیتا تھا۔

''مائی پور کزن! مجھے اب سمجھ آ رہا ہے' تم عادلہ اور عائزہ سے اتنی مختلف کیوں ہو' میں جو تمہیں اوّل دن سے طعنے دیتا رہا' تمہاری کم گوئی و بدمزاجی پر' تم جو خود کو تنہائی میں بھی سینٹ سینٹ کر رکھتی ہو' اس احتیاط کو میں ڈراما سمجھتا تھا کیونکہ میری نظر سے کبھی بھی ایسی لڑکی نہ گزری تھی جو اتنی سختی سے اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھتی ہو۔'' وہ آنکھیں بند کیے تصور میں پری سے مخاطب تھا۔

''آنٹی کی باتوں سے معلوم ہوا جو خود کو اتنا پابند کیا ہوا ہے' کتنا محتاط کیا ہوا ہے کہ تم نے خود کو' اس سب کے باوجود آنٹی کی بے ہودہ گوئی سے نہ تم بچ سکی ہو' تمہارے ساتھ ساتھ انہوں نے مجھے بھی نہیں بخشا اور اچھا ہی ہوا ان کی ذہنیت بہت جلد کھل گئی' ان کا اصلی چہرہ مجھے نظر آ گیا ہے۔'' اس نے گہری سانس لیتے ہوئے سوچا اور اٹھ کھڑا ہوا' باہر بارش کا زور کچھ کم ہوا تھا۔ وہ کھڑکی میں کھڑا لان میں دیکھ رہا تھا۔ جہاں جل تھل تھا لان کی گھاس کی جگہ پانی ہی پانی تھا۔ شام کا وقت بارش اور گہرے ابر آلود موسم کے باعث رات میں بدل گیا تھا جس کی تاریکی کو بجلی کی چمک لمحے بھر کو منور کر دیتی تھی' وہ خاصی دیر کھڑا دیکھتا رہا تھا۔

پھر چائے کی طلب نے اسے کمرے سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا' ابھی وہ کمرے سے نکلا ہی تھا کہ عادلہ ٹرالی لیے چلی آئی تھی۔

''میں گرما گرم سموسے' پکوڑے' چائے کے ساتھ لائی ہوں۔''

''دادی جان کے روم میں آ جاؤ۔'' وہ کہہ کر چلا گیا۔

اس کو محبت کی چاہ نہ تھی
اس کو دولت کی چاہت تھی

اعوان سے اس نے کب محبت کی تھی' وہ تو اس کی گاڑی بزنس اور بنگلہ دیکھ کر اس پر وارفتہ ہوئی تھی' اسے اعوان سے نہیں اس کی دولت سے محبت تھی اور اب اعوان کی بے وفائی کے بعد اسے ساحر کا ساتھ مل گیا تھا۔

ساحر! ایک کروڑ پتی اور اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا' اعوان سے کہیں زیادہ اسمارٹ اور دولت مند تھا۔ جو سب سے بہترین بات اس کے حق میں تھی وہ یہ تھی کہ وہ اسے پسند کرتا تھا' محبت کرتا تھا۔

''اعوان اگر تمہیں دھوکا دے کر وہاں شادی نہ کر لیتا تو یقین کرنا رخ! میں اپنی محبت کا اظہار مر کر بھی نہ کرتا تم سے۔'' وہ اس کی انگلی میں خوب صورت ڈائمنڈ رنگ پہناتے ہوئے کہہ رہا تھا' وہ تو گویا ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔

''یہ میری دعائیں رنگ لے آئی ہیں جو اعوان نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے۔'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گہرے لہجے میں بولا۔

''میں یہ کس طرح یقین کر لوں کہ آپ بے وفائی نہیں کریں گے؟'' اس نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے سنجیدہ انداز میں استفسار کیا۔

''تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو' میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

''اعتبار ہی تو نہیں رہا اب۔ اعوان بھی تو محبت کرنے کے دعوے کیا کرتا تھا' اس نے ساتھ نبھانے کی قسمیں کھائی تھیں' میری آنکھوں میں سہانے سپنے سجا کر وہ وہاں شادی رچا کر بیٹھ گیا ہے' میرے دل میں بے اعتباری کا موسم خزاں بن کر ٹھہر گیا ہے۔''

''میرا اعتبار کرو' میں تمہارے دل پر چھائی خزاؤں کو بہاروں میں بدل دوں گا' تمہیں مجھ پر اعتبار کرنا ہوگا' کرو گی نا؟'' اس نے اعتماد دلاتے

ہوئے پوچھا۔

''اتنی جلدی کس طرح سے اعتماد کرسکتی ہوں؟''

''میرے پاس ٹائم نہیں ہے، مجھے کسی بھی وقت بزنس کی ڈیلنگ کے لیے جانا پڑے گا' اگر تمہیں مجھ پر اعتبار ہے تو کل آ جانا' ہم کورٹ میرج کرلیں گے اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔''

بارش ایک بار پھر شروع ہوگئی تھی' آصفہ اور عامرہ جاچکی تھیں' سب اپنے اپنے کمروں میں تھے ایک عجیب سی ویرانی اور پرہول سناٹا چھا گیا تھا' پری اپنے کمرے میں بند تھی اور اسے چپ لگ گئی تھی جس طرح سے اس کی ذات کو گزشتہ چند دنوں سے تذلیل و تحقیر کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔

وہ اس کے لیے برداشت کرنا مشکل تھا مستزاد اس پر جو آج ہوا وہ سب اس کی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی اسے اپنی ہی نگاہوں میں گرا گیا تھا اور یہ اس کے ذہنی دباؤ کی ہی صورت تھی جو وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوئے بھی جذباتی طور پر اس بُری طرح مفلوج ہوئی تھی کہ خودکشی جیسے حرام فعل کو سرانجام دینے چھت پر پہنچ گئی تھی اور کامیاب بھی ہوجاتی اگر بروقت وہاں طغرل نہ پہنچ جاتا۔

''اس طرح کب تک پتھر کی مورت کی مانند یہاں بیٹھی رہوگی؟'' اماں جان نماز پڑھ کر آئیں تو اسے دریچے کے پاس کارپٹ پر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے دیکھ کر وہ نرمی سے گویا ہوئی تھیں۔ وہ چپ بیٹھی چھت کو گھور رہی تھی' مسلسل گریہ وزاری سے اس کی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں' خوب صورت چہرے پر پھیلے حزن وملال نے اس کے وجود پر ایک ایسا دلگیر سوز طاری کردیا تھا اتنی گہری سنجیدگی پھیل گئی تھی کہ اماں جان بھی اس سے سختی سے پیش نہ آسکی تھیں بلکہ ان کے چہرے پر بھی افسردگی تھی' پری کی دلی کیفیت سے وہ اچھی طرح آگاہ تھیں۔

''پری! میں تم سے کہہ رہی ہوں بیٹا! لیٹ جاؤ آکر۔ اس طرح بیٹھے بیٹھے کمر اکڑ کر رہ جائے گی۔ جو ہوا بہت بُرا ہوا' میں جانتی ہوں جو تمہارے دل پر بیت رہی ہے مگر یہی تاکید کروں گی وہ سب بھول جاؤ۔'' وہ بستر پر بیٹھ کر اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''بھول جاؤں' کس طرح بھول جاؤں دادی جان! ایسا کوئی ہی دن گزرا ہوگا جو مجھے میری ممی کے حوالے سے طعنے نہ ملتے ہوں' میری بے عزتی نہ کی جاتی ہو۔'' آنسو پھر اس کے چہرے کو بھگونے لگے تھے تیزی سے۔

اس کی آواز میں شدید درد تھا۔

تڑپ تھی' دکھ ورنج تھا۔

عجیب بے بس ولاچاری تھی۔

''میری ممی کے کردار کے حوالے سے مجھے بُرا کہا جاتا ہے' مجھے یہ تو بتائیں دادی! ممی میں آپ نے کیا بدکرداری دیکھی تھی؟ کیا تھا ان کے کردار میں ایسا جھول؟ کیا گناہ کیا تھا انہوں نے ایسا جس کی سزا آج تک مجھے بھگتنی پڑ رہی ہے؟''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے پری! تمہاری ماں کردار کی بھی نیک تھی اور زبان کی بھی اچھی تھی۔''

''پھر کیوں مجھے سولی پر لٹکایا جاتا ہے ان کی ذات کو نشانہ بنا کر کس لیے بار بار مجھے سنگسار کیا جاتا ہے؟'' وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی اماں کی آنکھوں میں خود نمی تھی' زبان ان کی پتھر کی مانند ہوگئی تھی۔

کیا جواب دیتیں' کیا بتاتیں کہ جھوٹی انا کی تسکین کے لیے وہ بیٹیوں کی باتوں میں آکر بیٹے کا گھر اپنے ہی ہاتھوں تباہ کر بیٹھی تھیں اور اس وقت وہ حکمران تھیں' سیاہ وسفید کی مالک تھیں۔ ہر جابر اور ظالم حکمراں کی طرح ان کو بھی یہ خیال نہیں تھا کہ ہر عروج کو زوال ہے' ناؤ کے پتوار ہمیشہ ایک ملاح کے ہاتھ میں نہیں رہتے' ناؤ وہی رہتی ہے مگر ملاح بدل جاتے ہیں اور آج وہ اس گھر میں ہی تھیں بظاہر تو حکمراں وہ ہی تھیں لیکن معزول حکمران تھیں' جو لوگ وقت پر درست فیصلے نہیں کرتے وہ ان کی طرح ہی وقت گزرنے کے بعد پچھتاتے ہیں اور یہ پچھتاوے حسرتیں بن کر قبر تک ان کا پیچھا کرتے ہیں۔

وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر اس کے قریب آکر بیٹھیں اور ہاتھ جوڑ کر اس سے مخاطب ہوئیں۔

''مجھے معاف کردے پری! میں تیری گناہ گار......''

''یہ...... یہ کیا کررہی ہیں دادی جان آپ؟'' اس نے بوکھلا کران کے ہاتھ پکڑ لیے تھے۔

''مثنیٰ' فیاض اور تمہاری زندگی میری وجہ سے خراب ہوئی ہے اگر اس وقت میں صرف تمہارا ہی خیال کرلیتی تو شاید تم پر کوئی انگلی نہ اٹھاتا' تم اس طرح خود کو تنہا نہیں سمجھتیں' اللہ گواہ ہے پری! میں نے یہی کوشش کی کہ تم کو کبھی ماں کی کمی کا احساس نہ ہو' چاروں بچوں سے زیادہ تم کو چاہا۔'' پھر گہری سانس لے کر افسردگی سے بولیں۔

''ماں کی محبت کوئی نہیں دے سکتا' یہ حقیقت مجھے آج معلوم ہوئی ہے' ماں پھر ماں ہی ہوتی ہے۔''

''اٹھیں دادی جان! آپ کیوں نیچے بیٹھی ہیں پہلے ہی آپ کے گھٹنوں میں درد ہے۔'' وہ رونا بھول کر انہیں سہارا دیتی ہوئی اٹھانے لگی تھی۔

''آج تو میرا کلیجہ چھلنی ہوگیا ہے پری! صباحت سے تو میں کبھی خیر کی توقع ہی نہیں کرتی مگر معلوم نہ تھا میری بیٹیاں بھی اسی شر کا حصہ ہیں نامعلوم کیوں ان کا خون سفید ہوگیا ہے؟'' وہ اس کے سہارے سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے آزردگی سے گویا ہوئیں۔

❁......❁......❁

عشرت جہاں نے کمرے میں آتے ہوئے سرسری نگاہوں سے بیٹی کی طرف دیکھا تھا جو ہاتھ میں سیل فون پکڑے سوچوں میں گم تھی' ان کے اندر ایک بے چینی سی سرائیت کرگئی۔

''مثنیٰ! خیریت تو ہے نا؟ کیا کہہ رہے تھے صفدر جمال!'' وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے فکرمندی سے استفسار کرنے لگیں۔

''سعود نے ڈرنک لینی شروع کردی ہے وہ ہر وقت نشے میں رہتا ہے' اسے اپنے باپ کی بھی فکر نہیں ہے جو اس کی خاطر دو ماہ سے وہاں رہ رہے ہیں۔'' انہوں نے آہستگی سے بتایا۔

''ہا...... اس دور کا ایک بڑا امتحان اولاد ہے' نہ ہو تو پریشانی اور پیدا ہو کر صالح نہ نکلے تو سب سے بڑی پریشانی ہے' اس سعود نے تو سب سے زیادہ دکھ دیئے ہیں اللہ اس کو ہدایت دے' صفدر سے کہو اسے پاکستان لے آئیں یہاں اپنوں میں رہے گا تو اس کا دل بہلے گا اچھے اور برے کی تمیز آئے گی۔''

''ممی! وہ کوئی چند سال کا بچہ نہیں ہے جس کو بہلا پھسلا کر گود میں بھر کر لایا جاسکتا ہے' 25-26 سال کا باشعور اور جوان لڑکا ہے۔ جو خود کو ضرورت سے زیادہ ہی عقل مند سمجھتا ہے۔'' مثنیٰ کا لہجہ شکایتی و برہمی لیے ہوئے تھا۔

''جن بچوں کو شروع سے اپنی چلانے' اپنی منوانے کی عادت ہو وہ پھر اسی طرح کسی کو بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں ہوتے اور اس کے بگڑنے میں زیادہ ذمے دار صفدر جمال ہیں۔''

''یہ میرے لیے سزا ہے ممی!'' وہ مضطرب انداز میں بولیں۔

''میں نے پری کے حقوق سلب کیے' اس عمر میں اسے چھوڑ کر آ گئی تھی' جب اسے میری سب سے زیادہ ضرورت تھی۔''

''کیوں ہر بار خود کو الزام دیتی ہو مثنیٰ! اس کو اس کی دادی اور باپ نے تم سے چھین لیا تھا ایک عرصے تک ملنے نہیں دیا تھا۔''

''کچھ بھی کہیں ممی! سارا قصور ان کا نہیں تھا کچھ میرا بھی تھا' اگر فیاض ماں اور بہنوں کی حمایت میں مجھ سے لڑتے تھے تو مجھے ہی کچھ برداشت سے کام لینا چاہیے تھا اور شروع شروع میں میں نے ایسا ہی کیا تھا مگر جب ہر وقت عامرہ اور آصفہ آپا نے بات بات پر لڑائی جھگڑے شروع کیے اور فیاض کو میرے خلاف کر کے ورغلانے لگیں اور فیاض ان کی سکھائی جھوٹی باتوں میں آ کر مجھ سے بدظن رہنے لگے تو میں بھی زبان کھولنے پر مجبور ہوگئی۔' وہ اضطرابی انداز میں ٹہلتے ہوئے اعتراف کررہی تھیں۔

''کیوں ماضی کی راکھ کو کرید تی ہو بیٹی! جو رشتہ رہا ہی نہیں ہے اس کو یاد کر کے سوائے دکھوں کے کچھ اور نہیں ملے گا۔''

''یہ جو ٹوٹے ہوئے رشتے ہوتے ہیں ممی! یہ ٹوٹ کر بھی کسی نہ کسی طرح قائم رہتے ہیں' کہیں نفرت کی ڈھول بن جاتے ہیں' کہیں پچھتاوے بن کر سانپوں کی طرح ڈستے رہتے ہیں اور کبھی زخم بن کر درد میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔''

''آپ ایسا کریں پری کو کال کر کے بلوالیں وہ یہاں ہمارے پاس ہوگی تو آپ کا دل بہل جائے گا'ہم کسی بہترین جگہ پر چلتے ہیں پکنک کے لیے۔'' وہ اسے کسی بچوں کی طرح بہلانے لگی تھیں۔

''وہ ابھی آنا نہیں چاہ رہی ہے کال کی تھی میں نے اسے۔''

''کیوں آنا نہیں چاہ رہی ہے معلوم تو کرتیں پری سے۔''

''پوچھا تھا میں نے' مگر وہ کہاں بتاتی ہے کوئی بات۔''

ثریا ٹرنک کھولے کپڑوں کا معائنہ کر رہی تھیں اس میں کپڑوں کے علاوہ دیگر وہ سامان بھی موجود تھا جو وقتاً فوقتاً اپنی بہو کی بری کے لیے جمع کرتی رہی تھیں بہت احتیاط سے وہ سامان انہوں نے اپنے بیڈ پر رکھ کر دیکھنا شروع کیا تھا تب ہی گلفام اندر آیا تھا اور سلام کرنے کے بعد ماں سے پوچھنے لگا۔

''یہ پرانے کپڑوں کا ڈھیر کیوں نکالا ہے امی!'' وہ بیڈ پر ہی بیٹھ گیا تھا'اسی دم فاطمہ اندر آئی تھیں' گلفام کی بات پر مسکرا کر گویا ہوئی تھیں۔

''یہ پرانے نہیں ہیں بلکہ وہ کپڑے ہیں جو میں اور ثریا مارکیٹ سے لاکر جمع کرتے رہے ہیں تا کہ تسلی کے ساتھ سلائی ہوتی رہے اور ابھی تو یہ تمام سوٹ کڑھائی اور زری کے کام ہونے کے لیے جائیں گے پھر سلائی ہوگی۔''

''میں تو زیادہ تر کامدانی ورک کرواؤں گی آپا! پھر دبکے اور سلمیٰ ستاروں کا کام کرواؤں گی شادی کے شرارے اور ولیمے کے غرارے سوٹوں پر سچے موتیوں اور سونے چاندی کے تاروں سے کام کرواؤں گی۔'' ثریا کی آنکھوں میں اکلوتے بیٹے کی شادی کے ارمان سجے تھے۔

''ہاں ہاں' جیسا تمہارا دل چاہے ویسا کام کروالو'ہمارے اکلوتے بچوں کی شادی ہے ہم دل بھر کر ارمان نکالیں گے۔''

''گوٹے کرن کا کام ہم اپنے ہاتھوں سے کریں گے'اس کام میں جو دیدہ زیبی اور مہارت ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ کسی کے ہاتھوں میں نہیں دیکھی میں نے اب تک۔''

''امی' خالہ! پہلے آپ رخ کو یہ سب کپڑے دکھادیں' اگر وہ پسند کرتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی پسند سے ہر چیز دوبارہ خریدیں تو بہتر ہے۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''ارے کیسی باتیں کر رہے ہو گلفام بیٹے! یہ سارے جاپانی کپڑے کے سوٹ ہیں' بہت دکانیں چھاننے کے بعد خریدے ہیں۔ رخ کو پسند آئیں گے ان میں ناپسند کرنے کی بات ہی نہیں ہے۔''

''آپا! گلفام ٹھیک ہی کہہ رہا ہے میرا بھی خیال ہے ایک بار رخ کو دکھا کر رائے لینے میں کیا حرج ہے؟

''اب میں کیا کہوں' چلو پوچھ لو اس سے بھی۔''
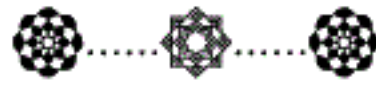
''آبرو کی ٹیچر کی کال آئی تھی' وہ بتا رہی تھیں آبرو گھر کو مس کر رہی ہے وہ گھر آنا چاہتی ہے اور اسپیشلی وہ پری کو مس کر رہی ہے' ٹیچر کہہ رہی تھیں تم کو کال کی تھی انہوں نے اور تم نے کہا آبرو ہاسٹل میں ہی رہے گی۔'' فیاض صاحب صباحت سے مخاطب تھے۔

''جی ہاں' آئی تھی ٹیچر کی کال اور میں نے منع کیا تھا آبرو کو گھر بلوانے سے اور کہا تھا وہ تمام چھٹیاں ہاسٹل میں ہی گزارے گی' گھر نہیں آئے گی۔''

''پر کیوں؟ تم کون ہوتی ہو یہ فیصلہ کرنے والی؟''

''میں ماں ہوں اس کی' بھول گئے کیا آپ؟''

''نہیں' یہ کیسے بھول سکتا ہوں میں؟'' وہ گھور کر طنزیہ انداز میں بولے۔

''یہ فیصلہ کرنے کی تمہیں ضرورت ہی کیا پیش آئی ہے؟''

''نہیں چاہتی میں میری بیٹی کی تربیت گمراہ لوگوں کے ہاتھوں سے ہو میں اپنی بچی کا اچھا مستقبل چاہتی ہوں۔''
''گمراہ لوگ......؟'' وہ حیرت سے بڑبڑائے تھے۔
''کون ہیں وہ گمراہ لوگ جن کی تم بات کر رہی ہو؟ جو بھی کہنا ہوا کرے تمہیں سیدھے طریقے سے کہا کرو۔''
''فی الحال میں بات بڑھانا نہیں چاہتی' بہتر یہی ہوگا کہ آپ آبرو کو گھر نہ بلوائیں۔''
''بات تم نے شروع کی ہے اس لیے تم اس کو ادھورا نہیں چھوڑ سکتیں' بتاؤ مجھے گمراہ کن لوگوں سے تمہیں اپنی بیٹی کو بچانا ہے؟ کون ہے وہ......؟''
فیاض صاحب کا غصہ بڑھنے میں وقت نہیں لگا' وہ تیز لہجے میں بولے تھے اور آواز سن کر وہاں سے گزرنے والی عادلہ اور عائزہ کھڑکی سے سننے لگی تھیں۔
''سننے کا حوصلہ ہے آپ میں سچ......؟''
''تم جیسی عورت کو بھگت رہا ہوں' ابھی بھی تم کو میرے حوصلوں پر شک ہے؟'' وہ دوبدو گویا ہوئے تھے۔
''مجھ جیسی عورت آپ کو دوسری مل بھی نہیں سکتی ہے جو آپ کی ساری بے گانگی و لاتعلقی کے باوجود آپ کے ساتھ ہے آپ کو چھوڑ کر نہیں گئی ہے۔''
''مجھے ان فضول اور بے معنی باتوں میں الجھانے کی سعی مت کرو صباحت' جو کہنا ہے وہ کہو۔''
''پلیز عائزہ! ممی کو روکو کسی طرح سے مجھے لگتا ہے وہ پاپا کو پری کے متعلق سب بتانے والی ہیں۔'' کھڑکی کے قریب کھڑی عادلہ بے قراری سے گویا ہوئی تھی۔
''تمہیں کیوں درد ہو رہا ہے؟ اچھا ہے پاپا کو بھی تو معلوم ہو ان کی لاڈلی کی اصلیت جس کو وہ بہت نیک و پارسا سمجھتے ہیں۔'' وہ سرگوشی میں منہ بنا کر گویا ہوئی تھی۔
''پلیز ایسا مت کرو' ابھی بھی مجھے آس باقی ہے طغرل کے لوٹ آنے کی' پاپا کو معلوم ہوا تو سب کچھ ہی ختم ہو جائے گا۔''
''وہ تمہاری طرف آیا ہی کب تھا جو تمہیں آس باقی ہے؟'' عائزہ اپنے مخصوص طنزیہ انداز میں گویا ہوئی تھی پھر عادلہ کی صورت دیکھ کر وہ مسکرائی تھی اور دوسرے لمحے کھڑکی کے پاس سے چند قدم آگے بڑھ کر وہ زوردار آواز سے گری تھی اور یہ سب چند لمحوں میں ہوا تھا عائزہ گرتے ہوئے چیخی تھی ساتھ عادلہ نے بھی چیخ کی صورت میں دیا تھا' جس کا نتیجہ ان کی حسب توقع نکلا تھا۔ کمرے میں موجود صباحت اور فیاض گھبرا کر باہر نکلے تھے۔
''کیا ہوا بیٹا!'' وہ گری ہوئی عائزہ کو دیکھ کر اپنا غصہ بھول کر اس کی طرف بڑھے تھے' عادلہ کے ساتھ خود بھی اسے اٹھنے میں مدد دینے لگے تھے۔
''کس طرح گر گئیں......زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟'' صباحت بھی قریب آ گئی تھیں۔
''پاؤں سلپ ہو گیا تھا ممی!'' وہ تکلیف زدہ لہجے میں بولی۔
''فیاض! دیکھیں ذرا کہیں فریکچر نہ ہو گیا ہو؟''
''پاؤں دکھائیں بیٹا!'' فیاض اس کے پاؤں کا معائنہ کرنے لگے۔
''فریکچر تو نہیں ہے پھر بھی ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔''
''ڈونٹ وری پاپا! میں پین کلر لے لیتی ہوں' کچھ ریسٹ کروں گی تو درد ٹھیک ہو جائے گا۔'' وہ ڈاکٹر کے پاس جانے سے کترا رہی تھی اس نے عادلہ کو اشارہ کیا وہ اسے کمرے میں لے جائے۔
''ٹھیک کہہ رہی ہے عائزہ پاپا! معمولی سی چوٹ ہے جو ٹیبلٹ سے ٹھیک ہو جائے گی' ڈاکٹر بھی ایکسرے وغیرہ کے چکر میں سارا ٹائم ویسٹ کریں گے۔''
''اوکے' میں تو چاہ رہا تھا ڈاکٹر کے ہاں چلیں تو بہتر ہے۔''
''جب وہ خود مطمئن ہے تو آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں' آپ کمرے میں چلیں میں چائے لاتی ہوں۔'' عادلہ عائزہ کو سہارا دے کر اس کے

کمرے میں لے گئی تو صباحت فیاض سے گویا ہوئی تھیں۔
''ہوں' اماں کو چائے دے کر آنا۔''
''ہونہہ...... ہر وقت اس بڑھیا کا ہی خیال رہتا ہے' کبھی میری فکر تو ہوتی ہی نہیں ہے' مجھے کیا پسند ہے اور کیا نہیں' آج تک اس آدمی نے جاننے کی سعی نہ کی۔''

''ویل ڈن یار! کیا غضب کی اداکاری کرتی ہو تم' ایک لمحے کو تو میں بھی یہی سمجھی تھی کہ تم سچ مچ گر گئی ہو مگر......'' کمرے میں پہنچتے ہی عادلہ نے اس سے ستائشی لہجے میں کہا تھا۔
''خوامخواہ ہی تو راحیل میرا دیوانہ نہیں ہے۔''
''کیوں نام لیتی ہو راحیل کا تمہیں معلوم ہے وہ تمہارے ساتھ بالکل سنجیدہ نہیں ہے' جیولری لے کر بھاگا ہوا ہے۔''
''پھر تم نے وہ ہی بات کی' جس سے مجھے چڑ ہے' راحیل کے خلاف بات کرنے والوں سے مجھے نفرت ہے اور تم جو کل تک طغرل کے اس حد تک خلاف ہو گئی تھیں کہ اس کو زندہ ہی نہیں دیکھنا چاہتی تھیں اور آج بھی تمہارے دل میں اسے پانے کی چاہ باقی ہے۔'' وہ بھی تیوڑی بدل کر گویا ہوئی تھی۔
''طغرل کی بات دوسری ہے وہ ہمارے خاندان کا فرد ہے۔''
''راحیل بھی مجھ سے شادی کے بعد ہمارے خاندان کا فرد بن جائے گا۔'' وہ ترکی بہ ترکی بولی' بے حد بے خوفی تھی اس کی آنکھوں میں۔
''عادلہ! دیکھو یہ دنیا کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر چلتی ہے' سیدھی بات یہ ہے کہ میں اگر تمہاری مدد کر رہی ہوں تو کسی محبت میں نہیں کر رہی ہوں بلکہ اس وقت ہم دونوں کا مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہے' تم میری مدد کرو گی تو میں بھی تمہاری مدد کروں گی۔''
''اچھا ٹھیک ہے تم جیسا چاہو گی' میں وہی کروں گی۔''
''او کے' یہ ہوئی نا بات۔''
''تم طغرل کو کسی طرح بھی میرا ہونے پر مجبور کر سکتی ہو؟ کوئی ایسا طریقہ بتا دو پلیز' جو اسے میرا بنا دے۔'' وہ جذباتی انداز میں اس سے کہہ رہی تھی۔
''یقین کرو' وہ تمہارا نہیں ہو گا تو پری کا بھی نہیں ہو گا' بس اس کے لیے تم کو میرا ساتھ دینا ہو گا۔''
''میں نے کہا نا میں تمہارا ساتھ دوں گی' جو تم کہو گی وہ میں کروں گی' مجھے صرف طغرل کی محبت چاہیے۔''

زندگی کا ایک نام سمجھوتا بھی ہے۔
جب حالات ہمارے موافق نہیں ہوتے ہیں اور ہماری سوچوں اور خواہشوں سے زندگی متصادم ہونے لگتی ہے تو پھر سب کچھ اسی طرح بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے جس طرح اس نے جینے کا ہنر سیکھ لیا تھا' سب کچھ بھلائے وہ اس گھر میں رہ رہی تھی جو اس کے لیے پناہ گاہ بھی تھا اور عقوبت گاہ بھی تھا۔
جہاں زندگی صرف دادی جان کی صورت میں مہربان نظر آتی تھی ورنہ نفرت' بے گانگی اور بے پروائی کی فضا ہر سو قائم تھی۔
''پری! کیا سوچ رہی ہو تم بیٹی؟'' وہ نماز ادا کر کے کمرے میں داخل ہوئیں تو پری کو بہت گہری سوچ میں گم دیکھ کر گویا ہوئی تھیں۔
''کچھ بھی نہیں دادی جان!'' وہ اٹھ کر بیڈ شیٹ درست کرنے لگی۔
''کیوں سوچتی ہو اتنا؟ اگر ہماری سوچوں سے سب بدلنے لگتا تو صدیوں پہلے سب کچھ بدل چکا ہوتا بیٹی!'' وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''سوچوں سے نہیں دعاؤں سے تو سب بدلتا ہے دادی! مگر میری تو دعائیں بھی رد ہو جاتی ہیں' میری ایک بھی دعا آج تک قبول نہیں ہوئی' کیا اللہ مجھ سے ناراض ہے؟ کیا میں بہت بُری بندی ہوں اللہ کی؟'' وہ ان کے قریب بیٹھ کر پوچھ رہی تھی۔

''اللہ تو ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والا ہے' شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے بندے کے۔ وہ ہمارا ربّ ہے اس کی چاہت جیسی چاہت تو کسی کی نہ ہے اور نہ ہوگی۔ اللہ کی اپنے بندوں سے چاہت اور محبت کی اس سے زیادہ اور واضح دلیل کیا ہوگی کہ آدم کو فرشتوں سے سجدہ کروا کر اپنا نائب ہونے کا ثبوت دے دیا اس پروردگار نے۔'' وہ نرمی سے اس کو سمجھا رہی تھیں جوان کو دیکھ رہی تھی۔

''اللہ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھا کرو بیٹی! اس کے ہر کام میں بہتری ہے جو ہم کو سمجھ نہیں آتی اور ہم اپنی بساط کے مطابق سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں دادی جان! میں ہی دن بدن قنوطی ہوتی جا رہی ہوں' نامعلوم کیا کیا الٹی سیدھی سوچیں ذہن میں بے چینی پھیلائے رکھتی ہیں۔'' وہ شرمندہ سی ہو کر ان کے پاؤں دبانے لگی تھی۔

''جیسے جیسے بڑھاپا میری ہڈیوں کو کمزور کرتا جا رہا ہے اسی طرح مجھے تنہائی' بے بسی اور کمزوری کا احساس جکڑنے لگا ہے اور میں تمہارے دل کی حالت کو سمجھنے لگی ہوں پری۔'' وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور اس کے سر پر اپنا نحیف و نزار ہاتھ رکھ کر پشیمان لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''سارے رشتے میرے اردگرد موجود ہیں مگر پھر بھی میرے اندر تنہائی کا ایک جنگل اُگ آیا ہے جہاں ہر سو بے بسی کے کانٹے پھیلے ہوئے ہیں اور تم میری بچی!'' انہوں نے اسے سینے سے لگا کر گلوگیر لہجے میں کہا۔

''ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے بھی ان رشتوں کی چمک اور خلوص سے محروم ہو' آئے دن ماں کے سوتیلے پن کا شکار ہوتی رہتی ہو' بہنیں تمہیں بہنیں نہیں سمجھتی ہیں۔''

''دادی جان آپ ہیں نا میرے ساتھ' مجھے کسی کی پروا نہیں ہے' کوئی مجھ سے محبت کرے یا نہ کرے مجھے فرق نہیں پڑتا ہے۔'' آنچل کے پلو سے اس نے ان کی نم آنکھیں صاف کی تھیں۔

''میں آصفہ اور عامرہ کو دودھ نہیں بخشوں گی' بہت ظلم کیا ہے انہوں نے تمہارے ساتھ' پھوپو اور بھتیجی کے رشتے کو کلنک لگا دیا ہے ان دونوں نامرادوں نے۔''

''دادی جان! ایسا مت کریں' معاف کر دیں ان کو۔''

''ہرگز نہیں' ارے صباحت تو غیر ہے لیکن وہ دونوں تو میری اپنی بیٹیاں ہیں' میری کوکھ سے جنم لیا ہے۔'' ان کا ملال و دلگرفتگی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

''آپ لیٹیں میں چائے بنا کر لاتی ہوں آپ کے لیے۔'' وہ ان کو بہلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

⁂

کورٹ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے لمحے بھر کو اس کے قدم ڈگمگائے تھے' دل میں ایک مانوس سی ہلچل پیدا ہوئی تھی اور دل اتنی تیزی سے دھڑکنے لگا تھا کہ اس کی لرزش اس کے ہاتھ سے ساحر خان کو بھی محسوس ہوئی تھی۔

''کیا ہوا؟ کیوں اس قدر نروس ہو رہی ہو؟'' اس نے چونک کر استفسار کیا تھا۔

''ساحر! مجھے فیل ہو رہا ہے' ممی پاپا رو رہے ہیں بہت تیز اونچے انداز میں' ان کی سسکیاں مجھے ہر طرف سے سنائی دے رہی ہیں۔'' وہ جو بہت خوشی خوشی اس کے ہمراہ کورٹ کے احاطے میں داخل ہوئی تھی اور اب چند سیڑھیاں چڑھنے کے بعد ہی وہ ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی وحشت زدہ لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''کم ان ڈارلنگ! یہ کیا تم نے ایک مڈل کلاس گرل کی مانند ایٹی ٹیوڈ دکھا رہی ہو' ایسی باتیں تو غریب گھرانے کی لڑکیاں کرتی ہیں' تم میں یہ اسٹائل کہاں سے آیا' تمہارا اسٹیٹس تو ہائی ہے۔'' اس کے حیرانگی سے کی گئی بات رخ کو فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس دلانے لگی اور وہ بے ساختہ اٹھا نے

والے آنسوؤں کو صاف کرکے مسکرا کر گویا ہوئی۔

''لڑکی کسی بھی کلاس سے بی لانگ کرتی ہو ساحر صاحب! شادی کے لیے اس کے دل میں ارمان ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں۔ مایوں' مہندی' بارات' کیا کیا ارمان نہیں ہوتے ہیں دل میں۔ یہ جس طرح سے ہماری شادی ہورہی ہے' اس طرح خاموشی سے تو جنازہ بھی نہیں اٹھتا ہے ہمارے ہاں۔'' وہ تیزی سے اپنا دفاع کرتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔

''ڈونٹ وری یار! وہ بے حد گرم جوش سے اس کا ہاتھ دباتا ہوا جذباتی انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے گویا ہوا۔

''ہم میرج کرلیں اس کے بعد میں بہت جلد تمہاری ڈاکومنٹس تیار کروالوں گا اور پھر ہم ہنی مون کے لیے سوئٹزرلینڈ چلیں گے۔''

❁.......❁.......❁

''اگر ایک کپ چائے ہمیں بھی عنایت کی جائے تو ذرّہ نوازی ہوگی۔'' وہ دبے پاؤں کچن میں داخل ہوا تھا اور وہ فریج سے دودھ کا پیکٹ نکال رہی تھی' بہت قریب سے ابھرنے والی اس کی بھاری ودلکش آواز سن کر بری طرح سٹپٹا گئی تھی۔

''مانا کہ میری آواز از حد خوب صورت ہے مگر اب ایسی بھی حسین نہیں ہے کہ آپ بے ہوش ہونے لگیں۔''

فرش پر گرنے والا پیکٹ اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے وہ شوخ لہجے میں گویا ہوا تھا۔ ساس پین میں پتی ڈالتی ہوئی پری کے چہرے پر گہری سنجیدگی پھیلتی چلی گئی تھی۔

''آپ یہاں سے جائیں میں خیراں کے ہاتھ چائے بھیج رہی ہوں۔''

''خیراں کے ہاتھ کیوں بھیجوگی؟ تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟''

''طغرل بھائی! پلیز میں سیریس ہوں اور نہ ہی میرا اس وقت جوک سننے کا موڈ ہورہا ہے۔'' وہ اسٹینڈ سے ساسر اور کپ نکال کر ٹرے میں سیٹ کرتے ہوئے قدرے ناگوار لہجے میں بولی۔

''میں نے کوئی جوک نہیں سنایا' بہت سیریس انداز میں پوچھا ہے کہ چائے تم کیوں نہیں لاسکتیں؟ خیراں کے ہاتھ کیوں بھیجوگی؟ ویسے بھی تمہیں میرا بے حد احسان مند ہونا چاہیے' بہت خیال رکھنا چاہیے میرا۔''

''کس خوشی میں؟'' وہ چمک کر گویا ہوئی۔

''اپنے زندہ رہنے کی خوشی میں' اگر پرسوں مجھے ذرا بھی دیر ہوجاتی تو آج تمہارے سوئم کی بریانی کھا رہے ہوتے سب۔'' اس کے شوخ لہجے میں طنزیہ کاٹ بھی تھی۔

''آپ یہ احسان مجھ پر کب تک جتاتے رہیں گے؟ میں نے آپ سے التجا نہیں کی تھی کہ آپ میری جان بچائیں۔''

''ارے بڑی احسان فراموش لڑکی ہو تم' میرا شکریہ ادا کرنے کے بجائے طنز کررہی ہو۔'' وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

''آپ کے قدموں میں پڑی رہوں؟ اور کس احسان کا شکریہ ادا کروں؟ ایک جہنم سے بچا کر دوسرے جہنم میں دھکیل دیا ہے مجھے۔'' وہ چائے فلاسک میں ڈالتی ہوئی کچھ ایسے انداز میں گویا ہوئی تھی کہ لمحے بھر کو ششدر سا اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

❁.......❁.......❁

ان دونوں نے احتیاطاً ٹیکسی لی اور بڑی بڑی شالیں لپیٹے اور کچھ حصہ چہرے پر ڈالے وہ راحیل کے فلیٹ سے کچھ دور اتر گئی تھیں۔ عادلہ اور عائزہ شہر کے قدیم اور کنجسٹیڈ ایریا کی تنگ وتاریک گلیوں سے گزرتی ہوئیں عجیب نظروں سے ان ٹوٹی پھوٹی خستہ حال عمارتوں کو دیکھ رہی تھیں' جن میں ڈھیروں لوگ آباد تھے اور عمارتیں تھیں کسی ضعیف العمر بزرگ کی مانند اس حد تک خمیدہ ہوگئی تھیں کہ محسوس ہوتا تھا ہوا کے تیز جھونکوں کا بوجھ بھی نہ سہار پائیں گی۔

''آخ تھو...... کس غلاظت کے ڈھیر میں لے آئی ہو مجھے؟''

عادلہ ان تنگ گلیوں میں جابجا بکھرا کچرا' ٹوٹی پھوٹی سیوریج لائنز سے رستا پانی جو جگہ جگہ جمع ہوکر بدبو وجراثیم پھیلا رہا تھا اور اس سے اٹھتے تعفن

سے سانس لینا محال ہو رہا تھا جس سے مکھی اور مچھروں کی بہتات تھی۔ رنگ و روغن اور پلستر سے عاری دیواروں پر چسپاں پان و گٹکے کی پچکاریوں سے شاید رنگ و روغن کا کام لینے کی کوشش کی گئی تھی۔

حبس، گھٹن، گندگی اور تاریکی وہ جتنا آگے بڑھ رہی تھیں ان کیفیات میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ عائزہ تو گویا کسی کشش کے باعث وہاں کھنچی جا رہی تھی، اسے نہ بدبو کا احساس تھا، نہ ہی وہاں سے گزرتے لوگوں کی پروا جو ان کو دیکھ رہے تھے۔

''سنو! راحیل نے تمہیں اپنے گھر میں بلایا ہے یا اپنی قبر میں؟'' وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''کیا بکواس کر رہی ہو؟ زبان چلانے سے پہلے کچھ سوچ بھی لیا کرو۔'' عائزہ کو تو گویا کسی نے کند چھری سے ذبح کر ڈالا ہو۔

''یہ جگہ انسانوں کے رہنے کے قابل لگ رہی ہے تمہیں؟''

''یہ لوگ تمہیں حیوان نظر آ رہے ہیں؟ غریب ہیں مگر انسان ہیں۔''

''غریب ہیں مگر کوئی اتنا بھی غریب نہیں ہوتا کہ اپنے گھر اور باہر کی صفائی نہ رکھ سکے، ان جگہوں کا حال دیکھ رہی ہو تم اگر یہاں کے سارے رہائشی اپنے گھر کے آگے کی ہی صفائی رکھیں تو چمک اٹھے گا یہ علاقہ۔''

''اوہو تمہیں بڑی فکر ہو رہی ہے اس علاقے کی؟ فیوچر میں اسی جگہ میں رہائش کا ارادہ ہے؟'' وہ اپنے مخصوص کاٹ دار لہجے میں گویا ہوئی۔

''اللہ نہ کرے جو میرے ایسے نصیب پھوٹیں، میں تو سوچ رہی ہوں وہ راحیل یہاں کس طرح رہتا ہے؟''

''رہ رہا ہے مجبوری میں بے چارہ! کسی وجہ سے اس کو اپنا فلیٹ چھوڑنا پڑا ہے اس لیے وہ یہاں کسی دوست کے پاس رہ رہا ہے۔''

''مجبوری...... اس کو بھلا کیا مجبوری ہو سکتی ہے؟ ایویں تمہیں بے وقوف بنا رہا ہو گا اور تم اس کی باتوں میں آ جاتی ہو۔'' عائزہ اس کو جواب دینے کے بجائے ایک ایسی عمارت کے آگے آ کر رک گئی تھی جو شاید اس علاقے کی سب سے خستہ حال عمارت تھی۔

''آ جاؤ عادلہ! یہی بلڈنگ ہے راحیل نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ میں نے دیکھ لی ہیں وہ سیکنڈ فلور پر رہتا ہے۔''

''نشانیاں...... ہاہاہا...... بے چاری بلڈنگ اپنا ایڈریس تو کھو چکی ہے اب تو واقعی نشانیوں سے ہی اندازہ ہوتا ہے کبھی عمارت تھی۔'' عادلہ بے ساختہ ہنسنے لگی تھیں۔

''ایک تو تم جگہ دیکھتی ہو نا محلّہ اور کھی کھی شروع کر دیتی ہو، چلو آؤ میرے ساتھ ہمیں اوپر جانا ہے۔''

وہ اسے گھور کر بولی تھی اور آگے بڑھ گئی تھی سو اس کی تقلید عادلہ کو بھی کرنی پڑی تھی بہت چھوٹی چھوٹی سی سیڑھیاں تھیں جو ٹوٹ پھوٹ کر شکار تھیں، وہاں روشنی بھی ناکافی تھی ان کو بہت سنبھل سنبھل کر چلنا پڑ رہا تھا۔

ان ہی پتھروں پر چل کر اگر آ سکو تو آؤ
میرے گھر کے راستے میں کہیں کہکشاں نہیں ہے

عائزہ کا بار بار پاؤں سلپ ہو رہا تھا عادلہ نے ہنس کر شعر پڑھا تھا۔

''تم سے پوچھ لوں گی کسی دن، سارا بدلہ چکا دوں گی، ابھی تو مجھے راحیل سے ملنے کی خوشی میں کچھ برا نہیں لگ رہا ہے۔'' خلاف مزاج وہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی وہ بہت خوش اور مطمئن لگ رہی تھی اس کی بدمزاجی اور چڑچڑا پن غائب تھا۔

''تم کتنی اچھی لگتی ہو مسکراتی ہوئی عائزہ! مسکراتی رہا کرو نا۔'' وہ سیڑھیاں عبور کر کے سیکنڈ فلور پر پہنچ گئی تھیں۔

''راحیل اور میں ایک ہو جائیں گے تم دیکھنا میں سوتے میں بھی مسکراتی رہوں گی۔'' وہ آگے بڑھ کر کال بیل پش کرتی ہوئی بولی۔

❁........✡........❁

فیاض صاحب خلاف توقع آج گھر سرِ شام ہی آ گئے تھے ور حسب عادت وہ پہلے اماں کو سلام کرنے ان کے کمرے میں گئے تھے اور سلام کر کے ان کے قدموں میں ہی بیٹھ گئے تھے۔

''آج تو جلدی گھر لوٹ آئے ہو بیٹا! بہت اچھا لگ رہا ہے تمہیں شام کی روشنی میں دیکھنا۔'' وہ شفقت بھرے لہجے میں بولیں۔

''آج عابدی کے ہاں ڈنر پارٹی ہے انہوں نے اتنا اصرار کیا کہ ضرور آنا بلکہ ود فیملی شرکت کرنی ہے۔ عابدی کے اتنے احسانات ہیں مجھ پر اماں جان، میں انہیں نہ نہیں کہہ سکا۔''

''ہاں ہاں ضرور جاؤ بیٹا! وہ تمہارا جگری دوست بھی ہے پارٹنر بھی ہے، پھر کوئی اتنی خلوص و مروت سے دعوت دے تو قبول کرنا بھی چاہیے۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے انہیں سمجھایا تھا۔

''پاپا! چائے لاؤں آپ کے لیے؟'' اماں کی وارڈ روب درست کرتی ہوئی پری ان سے مخاطب ہوئی تھی۔

''نہیں، میں آفس سے چائے پی کر آیا ہوں۔'' وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے گویا ہوئے تھے وہ ان کو بہت رنجیدہ اور کمزور لگ رہی تھی۔ ان کا شدت سے دل چاہا اس سے پوچھیں، اسے کیا ہوا ہے؟ وہ اتنی کمزور اور افسردہ کیوں دکھائی دے رہی ہے؟ مگر پھر وہ ہی ایک خلیج...... بچپن سے قائم ہوا ایک حجاب مانع تھا۔ مثنیٰ سے علیحدگی کے بعد ان کے بدلتے جذبات نے ان کو اس حد تک بدلا تھا کہ وہ اس پری سے بھی اس حد تک نفرت کرنے لگے تھے کہ اس کی جانب دیکھنا بھی پسند نہ کیا تھا۔ اپنی جان سے بڑھ کر چاہنے والی بچی کو وہ فراموش کر بیٹھے تھے۔ سالوں تک ان کی محبت پر برف پڑتی رہی تھی اور گلیشیئر کا روپ دھار چکی تھی۔ مگر موسم بدلا تھا اور برف پگھلنے لگی تھی لیکن اس دوران ان باپ بیٹی کے درمیان فاصلہ بے حد وسیع ہو گیا تھا، جس کو عبور کرنے کے لیے ایک جست کافی نہ تھی۔

''اماں جان! آپ کو بھی چلنا ہو گا ہمارے ساتھ، پری آپ بھی تیار ہو جائیں، میں مزنہ بھابی اور صباحت کو بھی کہہ دیتا ہوں، صباحت اور بچیاں بھی چلیں گی۔'' وہ کھڑے ہو کر گویا ہوئے۔

''میری تو ہمت بالکل بھی نہیں ہے بیٹا! ہاں تم صباحت اور بچیوں کے ساتھ پری کو بھی لے جاؤ، مزنہ اور طغرل تو کسی عزیز کے ہاں گئے ہوئے ہیں۔'' اماں کے انداز میں قطعیت تھی ایسے میں کسی کی نہیں سنتی تھیں وہ ان کے مزاج آشنا تھے سو پھر اصرار نہ کیا تھا پری سے بولے۔

''آپ ریڈی ہو جائیں ہمیں جلدی جانا ہے۔''

''پاپا! دادی جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں......''

''خیر اب ایسی بھی میری حالت نہیں ہے کہ تم جاؤ نہیں، پہلی بار تمہارے باپ کو تمہارا خیال آیا ہے، آج تو تمہیں خوش ہونا چاہیے، جاؤ تم یہ میرا حکم ہے بس۔''

اماں کی کھری بات پر نگاہ نہ اٹھا سکے تھے فقط آہستگی سے بولے۔

''میں جلد آپ کو گھر بھیج دوں گا آپ ریڈی ہو جائیں۔'' وہ اماں سے اجازت لے کر اپنے کمرے میں آ گئے تھے، صباحت بال برش کر رہی تھیں، فیاض کو دیکھ کر مسکرا کر بولیں۔

''مجھے معلوم تھا آپ آج جلدی آئیں گے مسز عابدی کا فون آیا تھا ڈنر پرائیوٹ کیا ہے بہت اصرار کر رہی تھیں کہہ رہی تھیں پوری فیملی کو لے آئیں۔'' وہ خاصی مسرور تھیں۔

''پھر تم نے کیا کہا ان سے؟'' وہ ایزی ہو کر لیٹ گئے۔

''جان چھڑانے کے لیے ہامی بھر لی میں نے، بہت پکا ؤ عورت ہے اگر میں کہہ دیتی بچیاں گھر میں نہیں ہیں، مزنہ بھابی اور طغرل بھی ایک پارٹی میں مدعو ہیں، اماں جان کے جوڑوں میں درد ہے، وہ تو آج کل بستر کی ہو کر رہ گئی ہیں اب میں کس کو لاؤں بھلا ساتھ؟ ہم دونوں مسٹر اینڈ مسز ہی آ سکتے ہیں۔''

''عائزہ اور عادلہ کہاں ہیں؟''

''وہ اپنی فرینڈز کی برتھ ڈے پارٹی میں گئی ہیں۔''

''تمہیں معلوم ہے کس فرینڈ کے ہاں اور کہاں گئی ہیں؟ اور تم ملی ہو کبھی ان سے؟ گئی ہو وہاں......؟'' ان کا لہجہ بہت سخت اور باز پرس کرنے والا تھا، صباحت چند سیکنڈز تو ہکا بکا سی رہ گئی تھیں کہ ان کو کچھ علم نہ تھا وہ کہاں اور کس فرینڈ کے گھر گئی ہیں۔ وہ بیٹیوں کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین

کرنے والی خاتون تھیں‘ سواب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

”گاڑی پورٹیکو میں کھڑی ہے‘ ڈرائیور بھی موجود ہے وہ کس کے ساتھ گئی ہیں؟“ وہ سوال در سوال کر رہے تھے۔

”آپ خود ہی سوچیے میں بھلا جوان بیٹیوں کو آنکھیں بند کر کے کہیں بھیج دوں گی‘ جب سے بچیاں بڑی ہوئی ہیں ہر وقت آنکھیں کھلی رکھتی ہوں۔“ بہت سرعت سے انہوں نے خود پر قابو پایا تھا۔

”تمہاری آنکھیں تو صرف مجھے سوتے میں ہی کھلی نظر آتی ہیں۔“

”آپ مذاق اڑا رہے ہیں میرا؟“

وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے خفیف مسکراہٹ سے بولیں۔

”وہ تو کمزوری سے کھلی رہ جاتی ہیں جان کر تھوڑی کھولتی ہوں۔“

”چلو تمہاری کمزوری سے یہ فائدہ ہوگا کہ کبھی گھر میں چور گھس گئے تو سمجھیں گے تم جاگ رہی ہو تو بھاگ جائیں گے۔“ ان کے شگفتہ انداز میں بھی بلا کی سنجیدگی تھی۔

”توبہ! کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ ہمارے ہاں چور کیوں آنے لگے اور اگر کبھی خدانخواستہ آ بھی گئے تو خالی ہاتھ بھاگیں گے‘ آپ کے خراٹے کسی شیر کی دہاڑ سے کم نہیں ہوتے ہیں۔“

❁ ⋯ ❁ ⋯ ❁

بار بار بیل دینے کے بعد بھی اندر سے کوئی جواب نہ آیا تھا۔

”عائزہ! شاید کوئی اندر ہے ہی نہیں‘ ہمیں واپس چلنا چاہیے۔“ عادلہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی تھی۔

”یہاں آنے سے پہلے کال کی تھی‘ میں نے اس کو کہہ دیا تھا وہ میرا انتظار کر رہا ہے میں جلد پہنچوں۔“

”اگر وہ انتظار کر رہا تھا تو کم از کم ہمیں یہیں مل جاتا۔“

”ٹھیک کہہ رہی ہو تم‘ اگر وہ ہمارے لیے کوکنگ نہ کر رہا ہوتا تو ضرور ہمیں باہر روڈ سے ہی پک کرتا۔“

”کوکنگ؟“ وہ عائزہ کو دیکھ کر حیرانگی سے بڑبڑائی۔

”ہاں کوکنگ‘ وہ کہہ رہا تھا وہ بیسٹ کوک ہے۔“

اسی دم اندر سے کسی کے غصے سے بڑبڑانے کی آواز آئی اور زوردار انداز میں دروازہ کھولا گیا آنے والے کا انداز بڑا جارحانہ تھا‘ اس کے ہونٹوں سے مغلظات رواں ہونے ہی والے تھے۔ ان پر نگاہ پڑتے ہی وہ پل بھر میں غصے بھول کر مسکرانے لگا۔

”ہائے! ہم کب سے بیل بجا رہے ہیں۔“ عائزہ بے تکلفی سے اندر داخل ہوگئی تھی۔ عادلہ تذبذب کا شکار وہیں دہلیز پر کھڑی تھی۔ راحیل کا حلیہ بہت عجیب تھا‘ ہاف چیک ٹراؤزر کے ساتھ اس نے وائٹ بنیان پہن رکھا تھا‘ آنکھیں اس کی بے تحاشا سرخ ہو رہی تھیں‘ نامعلوم وہ نیند میں تھا یا نشے میں۔

”آپ کو کیا اٹھا کر لے جانا پڑے گا اندر؟“

وہ اسے وہیں ایستادہ دیکھ کر بے باکی سے بولا تھا اور اس کے قریب کھڑی عائزہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس پڑی اور کہنے لگی۔

”پلیز آ بھی جاؤ نا‘ کیوں چپک کر کھڑی ہوگئی ہو وہاں پر‘ آؤ نا۔“ اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اندر آئی۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی لائٹ چلی گئی اور اسے لگا آنکھوں میں سے بینائی بھی چلی گئی ہو‘ مہیب اندھیرا ہر سو چھا گیا تھا۔

”یہ کہاں آ گئی ہو عائزہ! واپس چلو میرا دل گھبرا رہا ہے۔“ اس نے سرگوشی کی تھی‘ عائزہ نے اسے چپ رہنے کے لیے ٹھوکا مارا تھا۔

”بھئی! کیا قدم ہیں آپ کے تاریکی ساتھ لائی ہیں۔“ وہ ایک کینڈل جلا کر لایا تھا اور قریب رکھے اسٹینڈ پر رکھ دی۔

اس مہیب اندھیرے کمرے میں روشنی کی وہ معمولی سی مقدار ماحول کو وحشت ناک بنا رہی تھی۔ وہ عائزہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ کمرے

میں سامان بے حد مختصر تھا' ایک سوفہ سیٹ' سامنے سنگل بیڈ تھا جس پر رضائی اور تکیہ بے ترتیب پڑے تھے' بیڈ کے برابر میں ایک الماری تھی جس کا آدھا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا اور جو باقی تھا وہ زنگ آلود اور کرچیوں کی صورت میں جما ہوا تھا۔

''ایک کینڈل لائے ہو اتنے اندھیرے میں؟'' عائزہ نے کہا۔

''تمہارے ہوتے ہوئے ایک بھی کینڈل کی ضرورت نہ تھی' تمہارے حسن کی روشنی سے کمرہ جگمگ کررہا ہے۔''

وہ اپنی باتوں کے جادو سے لڑکیوں کو شیشے میں اتارتا تھا۔

''یہ پھر یہ ایک بھی کیوں لائے ہو' میرے حسن کی توہین کرنے کے لیے؟'' وہ یہ تو گویا بھول ہی گئی تھی کہ عادلہ اس کے ساتھ ہے' وہ مخمور نگاہوں سے راحیل کو دیکھ رہی تھی۔

''یہ کینڈل ہماری گیسٹ کو ویلکم کے لیے ہے۔'' اس کی نگاہیں گاہے بگاہے عادلہ پر اٹھ رہی تھیں جو چپ تھی۔

''ہوں' پھر معاف کیا یہ بتاؤ کیا کیا بنایا ہے ہمارے لیے؟''

''سوری یار! مجھے نیند آ رہی تھی میں سو گیا تھا۔''

''وہاٹ!'' عائزہ ایک دم غصے سے بولی تھی۔

''تم.....سو رہے تھے؟ میں سمجھی تم ڈشز بنا رہے ہو' ہمارے لیے؟''

''ایزی ایزی میری جان! ہائپر مت ہو' میں ابھی کال کر کے کسی بھی بہترین ریسٹورنٹ پر آرڈر کر دیتا ہوں' کیا کھانا ہے مینو بتاؤ؟''

''تم تو کہہ رہے تھے خود بنا رہے ہو ہمارے لیے؟''

''میں سمجھا تم کہاں آؤ گی یار! تمہارا وہ ہٹلر کزن نہیں آنے دے گا۔''

''اوہ تو یہ بات ہے۔'' وہ لمحے میں غصہ بھول گئی۔

''بائی داوے تو لوگ اس سے بچ کر کس طرح آ گئے؟''

''ہم تو بچ کر آ گئے مگر اب وہ نہیں بچنا چاہیے۔'' وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''عائزہ! تم تو کہہ رہی تھیں کوئی دوسرا راستہ نکالو گی پھر یہ.....''

''یہ دوسرا راستہ تو ہے جو موت کی طرف جاتا ہے ہاہاہا۔''

❁.....✡.....❁

پارٹی بہت شاندار تھی شہر کی تمام کریم وہاں موجود تھی اور مسز عابدی نے ان لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔ صباحت نے بھی اپنا رویہ نارمل رکھا تھا' بلو کلر کی سلک کی ساڑھی میں نک سک سے تیار خوب صورت لگ رہی تھیں' اس کے پاپا بھی گرے کوٹ سوٹ میں بہت پُر وقار اور ہینڈسم لگ رہے تھے۔ وہ انکل عابدی آنٹی اور ان کی دونوں شادی شدہ بیٹیوں سے علیک سلیک کے بعد ایک چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔

ویٹر کولڈ ڈرنگ سرو کر کے گیا تھا وہ سپ لیتے ہوئے ممی اور پاپا کو دیکھ رہی تھی جو ساتھ ساتھ تھے آج اور پاپا ان کو سب سے ملوا رہے تھے' ممی کے چہرے کی مسکراہٹ میں بڑی آسودگی' طمانیت اور فخر تھا' انہوں نے آگے بڑھ کر پاپا کے بازو میں اپنا بازو ڈال لیا تھا' لحظہ بھر کو اس نے پاپا کے ماتھے پر شکن ابھرتی دیکھی تھی اور اس وقت کچھ بے تکلف دوست ان کے قریب آ گئے تھے۔

صباحت نے بڑی فاتحانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا' جیسے بتانا چاہ رہی ہو کہ دیکھو تمہاری ماں کی جگہ لے لی ہے میں نے۔ ان کے اس انداز سے اس کی بہت عجیب سی کیفیت ہوئی تھی۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے گلاس ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

''ممی کیا سوچتی ہیں میں ان سے حسد کرتی ہوں؟ انہوں نے میری طرف ایسی نظروں سے کیوں دیکھا ہے؟ کیا جتانا چاہتی ہیں وہ؟ شاید.....شاید وہ سمجھتی ہیں کہ میں ان کے اور پاپا کے درمیان رشتہ قائم نہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔'' صباحت کی نفرت بھری نظر اس کے دل اس طرح پیوست ہوئی کہ تکلیف کے باعث یہ بھی بھول گئی وہ کسی گوشے میں نہیں بیٹھی ہے وہ شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہوگئی تھی' تب ہی وہ فلیش کی زد میں آ ئی

تھی اوراس نے چونک کر حواسوں میں آنے اوراٹھ کر وہاں تک جانے کے دوران وہ متعدد بار فلیش کی زد میں آئی تھی۔
''کون ہیں آپ؟'' ''آپ نے جرأت کیسے کی میری تصویر لینے کی؟''

......☆☆☆......

وہ بے حد طیش بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس سے کیمرہ چھیننا چاہا تھا جو اس شخص نے نہایت سرعت سے دائیں سے بائیں ہاتھ میں منتقل کر لیا تھا اس کے چہرے پر بھرپور دلچسپ مسکراہٹ تھی۔
''مجھے یقین نہیں آ رہا؟ آپ انسان ہیں......؟'' تھری پیس سوٹ میں ملبوس اس شخص کی پرشوق نظریں پری کے غصے سے سرخ چہرے پر چسپاں تھیں۔
''میں تو سمجھا تھا کوئی اپسرا راستہ بھٹک کر یہاں آ گئی ہے۔'' وہ اس سے شوخی سے مخاطب ہوا تھا۔
''تم کون ہو؟ آپ کو جرأت کیسے ہوئی میری فوٹو لینے کی؟'' مقابل کی نظروں میں جتنا اشتیاق و دلچسپی پنہاں تھی، پری کی نظروں میں اتنی ہی ناپسندیدگی اور غصہ وطیش موجزن تھا، اس کی موتیا جیسی رنگت میں سرخیاں چمک اٹھی تھیں وہ بہت سخت نظروں سے اس کو گھور رہی تھی۔ گویا وہ اس کا کام تمام کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔

یہ شام، یہ ملاقات کا سماں یاد رہے گا
یہ پل، یہ وقت، یہ سفر یاد رہے گا

اس نے برجستہ شعر گنگنایا تھا اور اسی وقت مسز عابدی اور ان کی بیٹی نائلہ ان کے قریب آ گئی تھیں۔
''شیری! ان سے ملیے؟'' نائلہ نے پری کا ہاتھ بہت محبت سے تھام کر اس سے پوچھا۔

محبت کا اب بدل جانا بھی مشکل ہے
تمہیں کھونا بھی مشکل ہے، تمہیں پانا بھی مشکل ہے

اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر برجستگی کا مظاہرہ کیا تھا اور نائلہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔
''مائنڈ مت کرنا پارس! یہ میرا برادر بے حد جولی ہے اس کی شرارتوں سے ہم سب ہی انجوائے کرتے ہیں۔''
''مجھے فیل ہو رہا ہے پری کو آپ نے فوراً ہی اپنی شرارتوں کا ہدف بنا ڈالا ہے، یہ اچھی بات نہیں ہے شیری۔'' مسز عابدی جہاندیدہ عورت تھیں وہ پری کے چہرے پر پھیلی ناگواری اور خاموشی سے بھانپ گئی تھیں کہ ان کے بیٹے کی بے تکلفی اس کو برہم کر گئی ہے۔
''میں نے کیا کہا ہے مما! یہ جس انداز میں دنیا سے لاتعلق بیٹھی تھیں اس سے تو یہی گمان ہو رہا تھا کہ یہ ریئلی پری ہیں اور غلطی سے راستہ بھٹک کر ہماری پارٹی میں آ گئی ہیں۔''
''سوری پری! آپ برا نہیں مانیں، آپ تو ریئلی پری لگتی ہیں، اب میرا بھائی آپ کو دیکھ کر ریلاٹی سمجھ بیٹھا ہے تو یہ بے قصور ہے۔ پلیز معاف کر دیں اس کو۔'' نائلہ اس کے چہرے کے تاثرات بھانپتے ہوئے بولی۔
''اگر آپ کہیں تو میں مرغا بن جاؤں یہاں سب کے سامنے؟'' وہ چہرے پر خوف کے تاثر لاتے ہوئے بولا۔
''نہیں شکریہ! آپ میری تصویریں مجھے دے دیں۔''
اس کے اس پُر مزاح لہجے کا پری پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا، مسز عابدی اور نائلہ کی شوخ مسکراہٹیں اس کی سنجیدگی دیکھ کر کچھ پھیکی پڑ گئی تھیں، ایسا ہی تاثر شیری کے چہرے پر بھی تھا۔
لمحے بھر کو وہ تینوں کچھ کہہ نہ سکے پھر مسز عابدی نے پری کو اپنے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے چاشنی بھرے لہجے میں کہا۔
''نائلہ اور نورین کی طرح آپ بھی میری بیٹی ہیں، بے فکر رہیں آپ کی تصویریں میں آپ کو دوں گی، آپ کے پاپا فیاض بھائی اور عابدی کی ریلیشن بھائیوں سے بھی بڑھ کر ہے، وہ کلوز فرینڈ بھی ہیں اور بزنس پارٹنرز بھی۔ عابدی اپنے بھائیوں پر بھروسہ نہیں کرتے مگر فیاض بھائی پر تو ان کا

اس قدر بھروسہ ہے کہ وہ آنکھ بند کر کے ان پر اعتماد کرتے ہیں۔"

"اوہ! یہ انکل فیاض کی بیٹی ہیں؟" شیری کے انداز میں از سر نو دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔

"آپ سے مل کر بہت اچھا لگا مس پری!" اس نے آگے بڑھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

"آداب!" بے حد شائستگی سے اس نے کہا اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کر دیا۔

"شیری! ڈیڈی بلا رہے ہیں۔" نورین نے آکر اطلاع دی تو وہ مسکراتا ہوا چلا گیا۔

❁......☆......❁
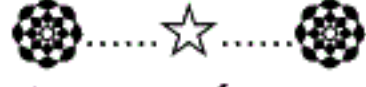
ان دونوں کے قہقہوں میں بڑی سفاکی تھی' عادلہ کو بے حد گھبراہٹ ہوئی تو وہ اسی لمحے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو عائزہ! بہت دیر ہوگئی ہے مما پپا آ گئے ہوں گے۔" اس نے سخت لہجے میں کہا

"او کم آن عادلہ! وہ دونوں ٹدنائٹ آئیں گے اور ابھی ٹائم ہی کیا ہوا ہے' تم بیٹھو ہم ان کے آنے سے پہلے چلے جائیں گے' آرام سے بیٹھو او کے۔" عائزہ نے اس کے لہجے کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے قدرے بے پروائی سے کہا۔

"مما' پپا تو دیر سے آئیں گے مگر دادی جان کو جانتی ہو تم اگر مزید دیر ہوئی تو کتنی سختی سے وہ ایک ایک لمحے کا حساب لیں گی کہ کہاں اور کس طرح گزارا ہے؟"

"چھوڑو یار! جو ہوگا دیکھا جائے گا' تم بیٹھ جاؤ۔" جھنجلا کر کہتے ہوئے اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر اسے دھکیلنے کے انداز میں صوفے پر کھینچ لیا۔

"آپ کیوں اتنا ٹینس ہو رہی ہیں' میں خود ڈراپ کر آؤں گا آپ لوگوں کو۔" راحیل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے تسلی دی تھی۔

"اوہ! شاید تم طغرل کے مرڈر کا سن کر کنفیوژ ہو۔"

"میں نہیں چاہتی اس کو کچھ ہو۔"

"اس کو تمہاری بالکل پروا نہیں ہے اس کے باوجود بھی تم اس مغرور انسان کے لیے پاگل ہو رہی ہو۔"

"تم کچھ بھی کہو' مجھے کچھ نہیں سننا ہے' طغرل کے متعلق۔ بس تم چلو یہاں سے رات ہو چکی ہے۔" اس نے عائزہ کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"او کے گرلز! تم لوگ فیصلہ کر لو رکنا ہے یا جانا ہے؟ میں اتنی دیر میں چینج کر کے آتا ہوں۔" راحیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا مصیبت ہے تم کو؟ ابھی آئے دیر ہی کتنی ہوئی ہے جو تم نے جانے جانے کی رٹ لگا رکھی ہے؟" راحیل کے وہاں سے جاتے ہی وہ غصے سے اس سے گویا ہوئی۔

"تم کو خوف محسوس نہیں ہو رہا ہے یہاں پر؟"

"کیسا خوف؟ ہم گھر میں بیٹھے ہیں کسی بھوت بنگلے میں نہیں' جو تم اس قدر خوف زدہ ہو رہی ہو۔"

"مجھے سچ مچ ڈر لگ رہا ہے یہاں۔" وہ قدرے اس کے قریب ہو کر سرگوشی کے انداز میں گویا ہوئی۔

"تم کو کسی کے کراہنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی ہیں؟ غور سے سنو۔"

"بکواس بند کرو' جب سے تم آئی ہو تمہارا منہ ہی سیدھا نہیں ہو رہا ہے پہلے راستے بھر بک بک کرتی آئی ہو اور اب یہاں آ کر یہ فضول بکواس شروع کر دی ہے۔" عائزہ کا موڈ بری طرح بگڑنے لگا تھا۔

"تم زبان قابو میں رکھو' میں یہاں نہیں رکوں گی' تم نہیں جاؤ گی تو میں تنہا ہی چلی جاؤں گی۔" وہ اٹھتے ہوئے اٹل لہجے میں بولی۔

❁......☆......❁
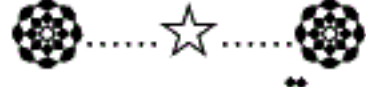
ڈنر ختم ہو چکا تھا اور اب ہال میں محفل موسیقی کی تیاریاں اختتام پر تھیں' مہمان ڈنر کے بعد کافی اور آئس کریم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ پری

وہاں سے اٹھ کر اپنے پاپا کو دیکھنے کے لیے لان کے اس حصے کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں فیاض صاحب اور عابدی صاحب کچھ دوستوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے وہ یہاں شدت سے بوریت محسوس کر رہی تھی اور گھر جانا چاہتی تھی۔ وہ ان کی طرف بڑھ رہی تھی جب شیری اس کی راہ میں مائل ہوا تھا اور سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ایم سوری، وہ سب مذاق تھا، مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ آپ انکل فیاض کی بیٹی ہیں۔"

"جی اگر آپ کے علم میں ہوتا کہ میں انکل فیاض کی بیٹی ہوں تو پھر آپ میری تصویریں نہیں بناتے؟" اس کے سنجیدہ لہجے میں ایک کرختگی بھرا طنز تھا۔

"یہ کیسے مینرز ہیں آپ کے شیری صاحب! بغیر اجازت آپ کسی کی بھی فوٹو کھینچ سکتے ہیں یہ تو سراسر خود سری ہے آپ کی۔"

"دراصل میں ہر کسی کی تصویر نہیں کھینچتا۔" اس نے بہت ایزی انداز میں کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیوٹی کسی بھی روپ میں ہو، میرا کریز ہے، پیشن ہے میرا میں جہاں بھی حسن دیکھتا ہوں، خوب صورتی دیکھتا ہوں، فریز ہو جاتا ہوں، حواسوں میں نہیں رہتا۔" وہ کہتا ہوا بے خود سا اس کے قریب آ گیا تھا اس کے انداز میں ایک بے ساختگی تھی، نگاہوں میں کچھ ایسی ہی آنچ تھی کہ پری کچھ سراسیمہ سی ہو کر دور ہٹ گئی تھی۔

"آپ کو دیکھا اور......"

"کیا باتیں ہو رہی ہیں ذرا ہم بھی تو سنیں۔" صباحت جو کب سے شیری کو پری کے اردگرد چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں اس وقت موقع پاتے ہی قریب آ گئی تھیں۔

"اوہ آنٹی! کچھ خاص نہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"کوئی تو خاص بات ہوگی، جو آپ دونوں یہاں مہمانوں سے کافی فاصلے پر کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھیں بے حد شگفتہ لہجے میں۔ پری کی رنگت پھیکی پڑنے لگی تھی۔ وہ صباحت کی ذہنیت و مزاج کو اچھی طرح سمجھتی تھی، وہ اب اس بات کو کیا کیا معنی دیں گی اس سے وہ سوچ کر ہی خوف زدہ ہونے لگی تھی۔

"کچھ خاص نہیں آنٹی! دراصل میں نے بغیر اجازت آپ کی بیٹی کی تصویر لے لی تھی، جس پر یہ بے حد خفا ہوئی ہیں سو میں ان سے سوری کر رہا تھا۔"

"تم جانتے ہو پری میری بیٹی نہیں ہے، یہ فیاض کی پہلی بیوی سے ہیں۔ میں آپ کو اپنی بیٹیوں سے ملواؤں گی، بہت پیاری ہیں وہ۔" ان کے جتانے والے انداز پر وہ دم بخود کھڑی رہ گئی تھی۔

"بہت دل لگ گیا ہے یہاں، باہر شوفر ویٹ کر رہا ہے، ہم لیٹ نائٹ آئیں گے۔" وہ پری سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"ابھی تو میوزیکل شو باقی ہے آپ کیوں ان کو جانے پر فورس کر رہی ہیں؟" اس پر ان کے سوتیلے سگے کا کوئی فرق نہیں پڑا تھا، اس کی واپسی کا سن کر وہ مضطرب انداز میں گویا ہوا تھا۔

"ارے بیٹا! میں کہاں مجبور کر رہی ہوں، یہ تو خود جانا چاہ رہی ہیں۔ دراصل سخت آدم بے زار لڑکی ہے یہ۔" شیری کے لحاظ میں انہوں نے اپنے لہجے کو خاصا مہذبانہ رکھا تھا۔

"آدم زاد ہو کر آدم زادوں سے بے زاری! میں نہیں جانتا؟"

"دادی جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اس لیے مجھے جانا ہے اور ممی کی یہ بات درست ہے مجھے ہنگاموں میں وحشت ہوتی ہے۔ پارٹیز اٹینڈ نہیں کرتی ہوں۔" اس کا لہجہ پر اعتماد و سنجیدہ تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا، میں مام کو بلا کر لاتا ہوں میرے روکنے پر آپ نہیں رکیں گی، یہ میں سمجھ چکا ہوں مام آپ کو جانے نہیں دیں گی۔" وہ کہتا ہوا

وہاں سے چلا گیا تھا۔

''واہ! ایسا کیا جادو کرتی ہو ان بھولے بھالے نوجوانوں پر' جو تم کو دیکھتے ہی دیوانے ہو جاتے ہیں۔ وہاں طغرل کو پھانس رکھا ہے اور یہاں آتے ہی عابدی بھائی کے اکلوتے بیٹے کو الو بنا لیا ہے پھر بنی پھرتی ہو بڑی پاکباز اور باحیا ہونہہ......'' شیری کے جاتے ہی وہ لفظ جما جما کر کہہ رہی تھیں اسے' مخصوص نفرت وحقارت بھرے لہجے میں۔

''ممی! آپ اچھی طرح جانتی ہیں مجھے کہ......''

''ہاں ہاں خوب جانتی ہوں تب ہی کہہ رہی ہوں۔ اب فوراً دفع ہو جاؤ یہاں سے اور غلطی سے بھی پیچھے مڑ کر مت دیکھنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ چلو تیز تیز قدم بڑھاؤ'' ان کی نگاہیں گاہے بگاہے شیری کی طرف اٹھ رہی تھیں جو مسز عابدی کی طرف بڑھ رہا تھا اور جیسے ہی وہ ان کے قریب پہنچا تو اسی لمحے انہوں نے پری کو وہاں سے جانے کا حکم دیا تھا' پری خود وہاں سے جانا چاہ رہی تھی۔

ان کا حکم ملتے ہی وہ وہاں سے نکل گئی تھی اور جس وقت شیری اپنی ماں کو وہاں لایا اسی اثناء میں پری کی کار روانہ بھی ہوگئی تھی۔ صباحت کے لبوں پر پُرسکون مسکراہٹ تھی جب کہ پری کو وہاں نہ پا کر شیری خاصا ڈسٹرب ہوا تھا۔

''آنٹی! پری کہاں ہیں؟''

''چلی گئی ہیں وہ۔'' ان کے انداز میں شرمندگی تھی۔

''اتنی جلدی کیوں چلی گئی پری مسز فیاض! شیری مجھے لے کر آئے ہیں کہ میں ان کو نہ جانے دوں' ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے نرمی سے کہہ رہی تھیں۔

''اب میں کیا بتاؤں آپ کو بھابی! میں تو نہیں چاہ رہی تھی وہ جائیں۔ مگر میری بدقسمتی ہے سوتیلی ماں ہوں' سگی ہوتی تو نہیں جانے دیتی' میری بات وہ سنتی کب ہے؟'' وہ خاصے مغموم لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''میں نے کہا تھا آپ سے مل کر جائے' یہ ایٹی کیٹس کے خلاف ہے کہ اس طرح جایا جائے' مگر سوتیلی ہوں نا......''

''ڈونٹ وری مسز فیاض! آپ دکھی مت ہوں' وہ ابھی کم عمر ہے باشعور نہیں ہے عقل آتے ہی بے حد عزت کرے گی آپ کی۔''

❁......☆......❁
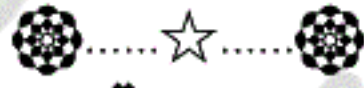
نامعلوم موسم بے حد حسین تھا یا اس کے اندر خوشیوں کی ایسی برسات ہو رہی تھی کہ خوامخواہ ہی اس کے لب مسکرا رہے تھے آنکھوں میں مستیاں بھر گئی تھیں' جن راستوں پر وہ سنبھل سنبھل کر چلا کرتی تھی۔

آج اس کا دل چاہ رہا تھا وہ کسی مست ہرنی کی مانند اٹھلاتی چھلانگیں لگاتی ہوئی گھر پہنچے اور سب کو اطلاع کر دے کہ وہ آج سے ایک لکھ پتی لڑکی بن گئی ہے۔

زمین کے ایک بوسیدہ ٹکڑے پر رہ کر اس نے آسمان کو چھو لیا ہے اب خواہشوں کی تمام تتلیاں' آرزوؤں کے سارے جگنو اس کی مٹھیوں میں بند ہو چکے ہیں۔

اب لاحاصل بھی حاصل بن اٹھا ہے۔

اپنی تقدیر خود سنواری ہے اس نے' راستے پر چلتے ہوئے چونک کر دائیں ہاتھ کی انگلی میں دمکتی ڈائمنڈ رنگ سرعت سے اتار کر پرس کی پاکٹ میں ڈالی تھی۔

گھر قریب آتا جا رہا تھا اور وہ خود پر چھائی سرشاری پر قابو پانے کی سعی کرنے لگی تھی اور سوچ رہی تھی چند گھنٹوں قبل جب وہ ان ہی راہوں سے گزری تھی تو میں ماہ رخ فیض محمد تھی اور اب واپسی میں وہ مسز ماہ رخ ساحر خان تھی۔

صبح تک ایک غریب سبزی فروش کی بیٹی تھی اور اب شام کے اس پہر ایک کروڑ پتی شخص کی بیوی۔ بہت خوش تھا ساحر اس سے کورٹ میرج کر کے وہ جب کورٹ سے باہر آئے تو اس نے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

''آج میں دولت مند ہو گیا ہوں رخ!''

''اُرے دولت مند تو آپ پہلے سے ہی ہیں۔''

''اونہوں' نوکر چاکر' گاڑیاں' بنگلے اور ہیوی اسٹرونگ بینک بیلنس لوگ ان مادی چیزوں کو سمجھتے ہیں جب کہ میری نگاہ میں محبت سب سے بڑی دولت ہے اور آج تمہارے روپ میں وہ دولت میں نے پالی ہے۔'' اس کے لہجے میں سچی محبت کی خوشبو تھی۔

''بہت جلد ہمارے ایبروٹ جانے کا بندوبست ہو جائے گا اور ہم چلے جائیں گے اس وقت تک ہم اسی طرح ملتے رہیں گے جس طرح میرڈ ہونے سے پہلے ملتے رہے ہیں۔ وہاں جا کر ہم اپنی نیو لائف شروع کریں گے۔'' اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا اور وہ سر ہلا کر رہ گئی' مسرت سے اس کا چہرہ گلنار ہو رہا تھا۔

ساحر کا رویہ بے حد محتاط ہو گیا تھا وہ حسب عادت کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ میں جانے کے بجائے اسے اس سڑک پر ڈراپ کر گیا تھا جس پر وہ اترتی تھی۔

''کتنا ٹائم لگے گا ہمیں یہاں سے جانے میں؟ میرا مطلب ہے ڈاکومینٹس ریڈی ہونے میں؟'' کار سے اترنے سے قبل وہ ساحر سے مخاطب ہوئی تھی۔

''بہت جلدی ریڈی کروالوں گا۔''

''پہلے ہم کہاں جائیں گے' کس کنٹری میں؟''

''جہاں تم کہو گی۔'' وہ مسکرایا۔

''دبئی!'' اس نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

❁......☆......❁

''مرو...... ٹھنڈ پڑ گئی تمہارے دل میں؟ ایک تو اتنی مشکل سے موقع ملا راحیل سے ملنے کا اور وہ بھی تمہاری وجہ سے برباد ہو گیا ہے' بہت ذلیل ہو تم۔'' کمرے میں آتے ہی جہاں عادلہ نے سکون کا سانس لیا وہیں عائزہ کا غم و غصے سے برا حال تھا' وہ اسے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔

''ذلیل میں نہیں تم ہو' جو اس جیسے آوارہ شخص کے لیے مری جا رہی ہو' جس کی نگاہوں میں تمہارے لیے کوئی وقعت نہیں ہے۔''

''کیا وقعت نہیں ہے' بتاؤ تو سہی؟''

''بڑی شو مار ہی تھیں' وہ تمہارے لیے کوکنگ کر رہا ہے' تمہاری فیورٹ ڈشسز تیار کر رہا ہے' ہاہاہاہا......'' کارپیٹ پر بیٹھ کر سینڈلز کے اسٹرپس کھولتی عادلہ نے ہنس کر کہا۔

''کوکنگ کرنا تو درکنار اس نے تو یہ بھی یاد رکھنا گوارا نہ کیا تم اس سے ملنے آ رہی ہو' سو رہا تھا وہ اور اسی رف حلیے میں وہ ہمارے سامنے آ گیا' بغیر کسی شرمندگی کے ہونہہ......''

''اس کے اسی رف حلیے پر لاکھوں لڑکیاں مرتی ہیں۔'' وہ بالوں میں کلپ لگاتی ہوئی فخریہ انداز میں بولی۔

''اچھا! وہ سب بھی تمہاری طرح عقل کی اندھی ہوں گی یا محبت کرنے کے لیے کسی اچھے اسمارٹ لڑکے نے لفٹ نہیں کرائی ہوگی بے چاریوں کو۔'' وہ ریک میں سینڈل رکھتے ہوئے ہنوز اسی لہجے میں بولی۔

''اوہ کہہ تو ایسے رہی ہو گویا تم سے اظہار محبت کرنے کے لیے تو ہینڈسم لڑکوں کی لائن لگی رہتی ہے گیٹ پر۔'' عائزہ کے اس طنز پر ان میں سخت جنگ چھڑ جاتی اگر عادلہ دادی جان کو اس طرف آتے ہوئے کھڑکی سے نہ دیکھ لیتی اس نے سرعت سے عائزہ کو اشارے سے ان کی آمد کا بتایا تھا۔

''کیا ہو رہا ہے؟'' دادی جان اندر آ کر گویا ہوئی تھیں۔

''کچھ نہیں دادی جان! ہم باتیں کر رہے تھے۔'' وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''جنگلی بلیوں کی طرح غرّانے کی آوازیں باہر تک آرہی تھیں، تم دونوں کی اور تم کہہ رہی ہو باتیں کر رہی تھیں؟'' وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''آپ کو تو معلوم ہی ہے دادی جان! یہ عائزہ کو حلق پھاڑ کر باتیں کرنے کی عادت ہے۔ بس یہی ہوا ہے۔''

''آواز تو تمہاری بھی اتنی ہی بلند تھی مگر سمجھ نہیں آیا کس بات پر چیں چیں، میں میں ہو رہی تھی تم میں۔''

''تھینک گاڈ! آپ کی سمجھ میں ہماری باتیں نہیں آئی ہیں۔'' عادلہ نے گہری سانس لی تھی۔

''سوری دادی جان! آئندہ ہم اتنی بلند آواز میں بات نہیں کریں گے۔'' ان دونوں کے انداز میں فرماں برداری تھی۔

''بچیاں اونچی آوازوں میں باتیں کرتی ہوئی اچھی لگتی بھی نہیں ہیں، چہرے کی نرمی ختم ہو جاتی ہے۔''

''آپ بیٹھیں نا دادی جان!'' عائزہ نے کہا۔

''نہیں میں ڈرائیور سے کہنے جا رہی ہوں وہ پری کو پارٹی سے لے آئے وہ جاتے جاتے بھی کہہ کر گئی تھی کہ اس کو وہاں سے بلوا لوں اس کا دل نہیں لگے گا وہاں۔'' وہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھیں۔ ان کے جاتے ہی وہ گہرے سانس لیتی ہوئی ڈھیر ہوئی تھیں۔

''سوچو دادی جان اگر ہماری باتیں سن لیتیں تو کیا ہوتا ہمارا؟ پاپا، طغرل اور دادی جان سب ہمارا کیا حال کرتے؟'' عادلہ بے حد خوف زدہ تھی۔

''دادی کے بہرے پن نے ہماری بچت کرا دی ہے اسی لیے تم سے کہتی ہوں، ہر وقت بکواس مت کیا کرو، دیواروں کے علاوہ دروازے، کھڑکیوں کے بھی کان ہوتے ہیں۔'' عائزہ کے لہجے میں حد درجہ سنجیدہ تھی۔

''او کے اب چلو کچن میں پری کے آنے سے پہلے کچھ کھا پی لیتے ہیں، تمہارے اس راحیل کے چکر میں کچھ کھایا نہیں ہے۔ اب تو بھوک برداشت سے باہر ہونے لگی ہے۔

''اوہ رئیلی! کیا کہا تم نے میرا راحیل؟'' وہ خوشی سے جھوم کر استفسار کر رہی تھی۔

''تم بیٹھو، میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں کھانا لا کر کھلاؤں گی۔''

❁......☆......❁
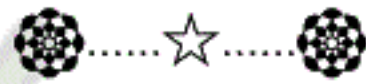
''اماں جان! بہت خاموشی چھائی ہوئی ہے گھر میں، کوئی نہیں ہے سوائے آپ کے؟''

مذنہ ان کے قریب بیٹھتی ہوئی استفسار کرنے لگی تھیں۔

''عادلہ اور عائزہ ہیں اپنے کمرے میں، ابھی کچھ دیر پہلے تو ان کی آوازیں آرہی تھیں، میں ڈانٹ کر آئی ہوں تو خاموش ہوئی ہیں۔ صباحت اور فیاض عابدی کے ہاں پارٹی میں گئے ہیں ساتھ۔ آج تو پری کو بھی لے کر گیا ہے فیاض۔'' ان کا پرجوش لہجہ بتا رہا تھا وہ بیٹے کے اس عمل سے بہت خوش ہیں۔

''ماشاء اللہ! دیر آید درست آید۔ دیر سے ہی سہی فیاض کو بیٹی کا خیال تو آیا، بہت خوشی ہوئی یہ سن کر۔''

''صباحت میں سوتیلے پن کا زہر نہ بھرا ہوا ہوتا تو بہت عرصہ قبل ہی پری کو اس کی حیثیت مل گئی ہوتی مگر......'' اماں نے نیم دراز ہوتے ہوئے افسردگی سے کہا۔

''تم نے خود دیکھا بہو! اس نے سوتیلے پن کے جلاپے میں پری کو کس طرح رسوا کرنا چاہا تھا؟ کس قدر بے ہودگی سے اس نے اس بچی پر الزامات کی بھرمار کی تھی؟''

''میں شروع سے صباحت کے مزاج سے واقف ہوں میں نے اسی لیے اس کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا تھا اماں جان! اور پھر ہم اپنے بچوں کے کردار سے واقف ہوتے ہیں میں نے اپنے بچوں کی تربیت بہت توجہ اور احتیاط سے کی ہے۔'' مدبرانہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''تمہاری تربیت تو نظر آرہی ہے بہو! فخر ہوتا ہے مجھے جب بھی طغرل کو دیکھتی ہوں، ایسی تربیت میں نے پری کی بھی کی ہے آج کل کی چلتر باز لڑکیوں جیسی چالاکی نہیں ہے پری میں۔'' جو وہ کہنا چاہ رہی تھیں مذنہ سمجھ رہی تھیں مگر وہ بھی ان سے سیدھے سبھاؤ بات کرنے کی ہمت نہ کر پا رہی

تھیں سو مسکرا کر رسانیت سے گویا ہوئیں۔

''یہ بات تو پرفیکٹ ہے اماں! پری جس گھر میں بھی جائے گی اس گھر کی خوش قسمتی ہوگی۔'' ان کی بات پر اماں کا چہرہ گہری سنجیدگی کی لپیٹ میں آ گیا۔ چند لمحے وہ کچھ کہہ نہ سکی تھیں ایک عجیب بوجھل سی خاموشی وہاں پھیل گئی تھی جس کو انہوں نے ہی توڑا تھا۔

''وہ گھر تمہارا کیوں نہیں ہو سکتا بہو......؟'' وہ نرم و مضبوط لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''پری اور طغرل کا رشتہ کیوں نہیں جڑ سکتا؟ پری تمہاری بہو کیوں نہیں بن سکتی؟ جب کہ یہ طغرل کی خواہش بھی ہے' وہ پری سے شادی کرنا چاہتا ہے۔''

''میں طغرل کے مزاج سے واقف ہوں اماں جان! وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ نہیں کرتا' اس کی پسند اس کی خواہشیں بہت تیزی سے بدلتی ہیں' وہ جس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے تو پھر اس سے زیادہ تیزی سے وہ پلٹتا ہے اور مڑ کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔'' وہ سادگی سے کہہ رہی تھیں۔

''وہ مستقل مزاج نہیں ہے اور میں نہیں چاہتی کسی لڑکی کی زندگی خراب ہو اور وہ بھی پری جیسی لڑکی کی' جس نے زندگی کی خوب صورتی کو ابھی تک محسوس نہیں کیا ہے۔''

''مجھے معاف کر دیجیے گا اماں جان! مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں یہ سب کہہ رہی ہوں مگر یقین مانیں' میری بات میں ذرا بھی جھوٹ و بناوٹ نہیں ہے۔'' آگے بڑھ کر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے نم لہجے میں کہا۔

''کیوں معافی مانگتی ہو بہو! تم ماں ہو' طغرل کے مزاج کو مجھ سے بہتر جانتی ہو' تمہاری باتوں پر مجھے یقین ہے تم میرے دل کے قریب ہو' ہمیشہ تم نے میری عزت کی ہے بے حد محبت کرتی ہو' یہ معلوم ہے مجھے۔ اسی محبت نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں تم سے اپنے دل کی خواہش ظاہر کروں۔'' انہوں نے بیٹھتے ہوئے مذنہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن......تمہاری بات میں بھی وزن ہے طغرل متلون مزاج ہے لاابالی پن اور غیر سنجیدگی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے' ٹھیک ہے بس اس بات کو یہیں ختم کرنا ہی بہتر ہے اب نہ تم کسی کو بتانا اور نہ میں کسی سے ذکر کروں گی۔'' وہ گہری سانس بھر کر گویا ہوئی تھیں ان کی آنکھوں میں ملال تھا۔
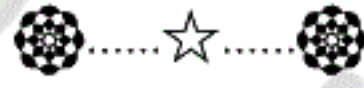
یہ موسم سبز پتوں کا
سنہری دھوپ کرنوں کا
گلابوں کے مہکنے کا
ہمیں کب راس آیا ہے
ہماری زرد آنکھوں نے بنجر خواب ہی دیکھے
کہ اپنی خواب ہستی میں
عتاب آلود بستی میں
کوئی خوشبو نہ آنچل ہے
کوئی جھونکا نہ بادل ہے

ان کا ٹکراؤ بے ساختہ ہوا تھا وہ شاپنگ سینٹر کے گیٹ سے باہر نکل رہی تھیں اور فیاض اندر داخل ہو رہے تھے دونوں کے ہاتھوں میں سیل فون تھا جو کان سے لگائے گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے' دونوں نے کچھ غصے بھرے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتے ہی رہ گئے تھے کئی ساعتیں' کئی لمحے اس حیرانی کی نذر ہو گئے تھے۔

''ایم سوری!'' فیاض کو وہاں سے گزرتے لوگوں کے مسکراتے چہروں کا احساس ہوا تو وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولے۔

''آپ کو دیکھ کر چلنا ابھی تک نہیں آیا؟''مثنیٰ بھی حال میں پلٹتے ہوئے طنزیہ انداز میں گویا ہوئیں۔

''جب وقت تھا تب آنکھیں ساتھ نہیں دیتی تھیں اب تو بوڑھا ہو گیا ہوں اور اس عمر میں تو سچ مچ آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں۔''ان کی شگفتگی میں ایک حزن تھا۔

''پہلی فرصت میں آپ کو آنکھیں ٹیسٹ کرانی چاہئیں۔''وہ کہہ کر پرس سنبھالتی آگے بڑھ گئی تھیں۔

''مثنیٰ پلیز......''ان کے انداز میں التجا تھی۔

''آپ مجھے اس طرح پکارنے کا حق کھو چکے ہیں۔''

''جانتا ہوں لیکن......''شدید بے بسی و اضطراب تھا ان کے انداز میں مثنیٰ رک گئی تھیں، دونوں کے چہروں پر اذیت تھی پرانی یادوں کی فیاض ان سے چند قدم دور رک کر گویا ہوئے۔

''میرے ساتھ ایک کپ کافی پی سکتی ہیں؟''

''کس رشتے سے فیاض صاحب! میں آپ کے ساتھ کافی پیوں؟''

''پلیز مثنیٰ! میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اب تم کبھی میرے سامنے نہیں آؤ، میرے زخم ہرے ہو جائیں گے۔ میرا ضبط تڑپ میں بدل جائے گا اور میں مر جاؤں گا۔''اردگرد سے بے نیاز وہ بولے جارہے تھے ان کی حالت ایسی تھی جیسے صحرا میں بھٹکنے والے کسی پیاسے کو یکلخت ٹھنڈے پانی کا چشمہ مل جائے اور وہ اپنی تمام صعوبتوں و تکلیفوں کو بھلا کر اس کی جستجو میں مگن ہو جاتا ہے۔

مجبوراً مثنیٰ کو ان کے ساتھ قریبی ریسٹورنٹ میں آنا پڑا تھا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی فیاض اس کی مقابل والی چیئر چھوڑ کر دوسری چیئر پر بیٹھے تھے ان کا چہرہ جھکا ہوا تھا جس پر تکلیف کے رنگ نمایاں تھے۔

''ہٹ دھرمی کی عادت ابھی بھی موجود ہے، مجھے یہاں لا کر کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں آپ؟''

''میری نیت پر شک مت کرو، بہت چاہا، بے حد کوشش کی میں نے تمہیں بھلانے کی ہر جتن، ہر حربہ آزما ڈالا مگر تمہاری یاد سے میں اب بھی دامن نہیں چھڑا پایا ہوں۔ تم موجود نہ ہوتے ہوئے بھی ہمارے درمیان موجود رہتی ہو۔''وہ چہرہ جھکائے کہہ رہے تھے۔

''ہمارے درمیان؟''وہ حیرانی سے گویا ہوئی تھیں۔

''جہاں تک میں سمجھ پائی ہوں آپ کے اور پری کے رشتہ اتنے مضبوط تو نہیں ہیں کہ آپ کے اور اس کے درمیان میری باتیں ہوں اور نہ ہی دیگر کوئی ایسے لوگ ہوں گے جو میرا نام بھی سننا اس گھر میں گوارا کر سکیں۔''ان کے لہجے میں تلخی بھری سنجیدگی تھی۔

''پری نے میری کوئی شکایت کی ہے آپ سے؟''وہ ویٹر کو ٹیبل کی جانب آتے دیکھ کر نارمل انداز میں بیٹھ گئے تھے، مثنیٰ سے پوچھتے وقت ان کے لہجے میں افسردگی تھی۔

''آپ نے کبھی کسی سے کوئی شکایت کی ہے؟ وہ بھی آپ کی ہی بیٹی ہے شکوہ و شکایت کرنا اس کے خون میں ہی شامل نہیں ہے تو وہ کیا شکایت کرتی آپ کی، میں نے یہ محسوس کیا ہے وہ جب بھی آپ کا ذکر کرتی ہے لہجے میں احترام ہوتا ہے، ایسی بے ساختگی و بے تکلفی نہیں ہوتی جو عموماً باپ و بیٹی کے رشتے میں ہوتی ہے۔''ویٹر آیا تو فیاض اس کو آرڈر لکھوانے لگے۔

''آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا......؟''ویٹر کے جانے کے بعد وہ ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''میرے اور صباحت کے درمیان تمہارا ذکر رہتا ہے، میری آنکھوں میں موجود تمہارے ٹھہرے ہوئے عکس وہ پہچان جاتی ہے اور پھر ہمارے درمیان فاصلوں کی حائل خلیج وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے، نا معلوم میں تمہیں کبھی بھول پایا یا نہیں لیکن یہ صباحت کی بے وقوفی سمجھو یا اس کی بدقسمتی، وہ تمہیں شاید ہی کسی دن بھول پاتی ہے اس کے طعنوں میں اور باتوں میں تمہارا ذکر رہتا ہے اور میری یادوں کے زخموں پر کبھی بھی بھول کے کھرنڈ نہیں آتے۔''ان کا لہجہ بھیگا بھیگا سا تھا۔ مثنیٰ کی آنکھوں کی سطح پر بھی نمی امڈنے لگی تھی جس پر لمحے بھر میں انہوں نے قابو پا لیا تھا۔

''یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ آپ کی روش اچھی نہیں ہے جب آپ ایک عورت کو بیوی بنا کر لے آئے ہیں تو اب اس کو اس کا جائز حق دیں، وہ آپ کی

بیوی ہے آپ کے بچوں کی ماں ہے وہ۔ آپ کے رویئے میں، آپ کی محبت میں ناآسودگی محسوس کرتی ہوگی' تب ہی وہ آپ کے گزرے کل کے آپ کو طعنے دیتی ہے۔" وہ کسی ہمدرد کی طرح ان کو سمجھا رہی تھیں۔

"یہ لہجے کا دھیما پن' یہ انداز کی نرمی و ہمدردی میں ان سب کا عادی ہوں۔ اماں کہتی ہیں گڑ نہ دو تو گڑ جیسی میٹھی بات ہی کرو۔ آہ...... صباحت اس کے لہجے میں تو کڑواہٹ کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے' وہ کبھی میرے اندر کے انسان کو سمجھ ہی نہ سکی ہے اور شاید سمجھنا بھی نہیں چاہتی ہے۔"

"وہ آپ سے کمپرومائز نہیں کر سکی ہے پھر تو اس نے پری کو بھی قبول نہیں کیا ہوگا؟ میری بیٹی کی تو کوئی ویلیو نہیں ہوگی وہاں۔" وہ خاصی مضطرب ہوگئی تھیں۔

"وہ میری بیٹی ہے کوئی ٹیڑھی آنکھ سے اس کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے پھر وہ اماں جان کی لاڈلی ہے۔" ٹیبل کی چکنی سطح پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

"تم بتاؤ خوش ہو؟ کوئی پریشانی تو نہیں ہے؟" موضوع بدلتے ہوئے انہوں نے آہستگی سے کہا۔

"نہیں' بے حد خوش ہوں' صفدر بہت اچھے ہیں' بہت محبت کرتے ہیں مجھ سے۔ اتنی محبت کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔" پل بھر کو ان کے چہرے پر سرخی چھائی تھی۔

"گزری زندگی کا لمحہ مجھے یاد نہیں آتا صفدر نے میرا دامن اپنی چاہتوں سے اس طرح بھر دیا ہے کوئی تنگی' کوئی آرزو مجھے بے چین نہیں کرتی اور میں ان کے ساتھ بے حد خوش ہوں۔" وہ مطمئن لہجے میں کہہ رہی تھیں اور فیاض کے دل کے کسی گوشے میں جلتی اس کی محبت کی شمع پھڑ پھڑانے لگی تھی۔

❀......☆......❀

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اس کو وہاں رکھا ہوا اپنا روزمرہ کا سامان بے حد حقیر و بے حیثیت لگ رہا تھا۔

بیڈ' وارڈ روب' رائٹنگ ٹیبل چیئر' ریشمی پردے' فرش پر بچھا کارپٹ جو اس کی پسند کے مطابق ہی فیض محمد لے کر آیا تھا' اس نے اپنی ایک بڑی کمیٹی اس کی پسند پر خرچ کر ڈالی تھی پورے گھر میں اس کا کمرہ خوب صورت تھا اور فاطمہ خود اپنے ہاتھوں سے اس کے کمرے کی صفائی کرتی تھیں۔ اب وہ بڑے نخوت بھرے انداز میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"چند دن کی بات ہے صرف چند دن کی...... میں ان سب ناپسندیدہ چہروں سے جان چھڑا لوں گی' آج میں ساحر سے میرج کرنے کے بعد کروڑ پتی بن گئی ہوں۔ بہت جلد میں ساحر کے ساتھ یہ سب چھوڑ کر چلی جاؤں گی پھر کبھی مڑ کر بھی نہیں دیکھوں گی اپنے بدصورت ماضی کو۔ اس گھر سے اور یہاں کے مکینوں سے میرا تعلق کبھی نہیں ہوگا۔ میں پاکستان سے جانے کے بعد واپس کبھی بھی نہیں آؤں گی۔"

گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہوگئی تھیں اس کی ماں اور ساس (چچی) بہت خوش و مطمئن تھیں ان سادہ لوح خواتین کو معلوم ہی نہ تھا کہ ان کے اعتبار و اعتماد کی دھجیاں کس بری طرح بکھیر دی گئی ہیں۔

گلفام گھر آیا تو اس کی طبیعت بہتر نہ تھی سانولے چہرے پر عجیب دلگرفتگی و سنجیدگی تھی اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا تھا۔ ثریا پیچھے آئی تھیں۔

"گلفام! کیا ہوا ہے بیٹا! جتنی تیزی سے شادی کے دن قریب آ رہے ہیں' اتنے ہی تم نڈھال و پریشان سے نظر آنے لگے ہو اب کھانے سے بھی انکار کر دیا ہے۔" وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے پریشانی سے استفسار کرنے لگیں۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے امی! میں ٹھیک ہوں۔" وہ ان کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر گویا ہوا۔

"پھر کھانے سے کیوں انکار کیا ہے؟ اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ؟ ماں سے کوئی بات چھپائی نہیں جاتی۔"

"تم سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی ہے امی!"

"کوئی بات تو ہے میرے بچے! جو تم کو بے چین کیے ہوئے ہے۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہہ رہی تھی۔

''آج کل میں خواب بہت دیکھ رہا ہوں امی! جہاں ہر سو دھواں ہی دھواں ہے' سیاہ دھواں جس میں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ روز میں یہی خواب دیکھ رہا ہوں اور میری طبیعت الجھنے لگی ہے پریشان ہو گیا ہوں میں۔'' وہ بے حد پریشان لہجے میں بتا رہا تھا۔

''خواب کہاں سچے ہوتے ہیں میرے لال! تم سوچتے بہت زیادہ ہو' پریشان رہتے ہو۔ وہ ہی خواب میں تمہیں نظر آتا ہے۔''

''میں چاہتا ہوں امی! رخ کو شہزادیوں کی طرح رکھوں' میں اس کو اس گھر میں' اس محلے میں نہیں رکھنا چاہتا۔'' اس کا لہجہ ماہ رخ کی محبت میں شرابور تھا۔

''ہاں ہاں' ہم سب بھی یہی چاہتے ہیں تم فکر نہ کرو' ہم سب کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔''

❁......☆......❁
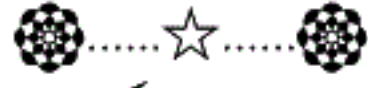
وہ کار سے اتر کر اندر آئی تو طغرل لان میں للّی کے پھولوں کے قریب کھڑا کین پی رہا تھا' پری نے سر سے ڈھلکنے والے ریشمی آنچل کو سرعت سے درست کیا تھا اور تیز تیز چلتی ہوئی اس کے قریب سے گزرنا چاہتی تھی' جبھی وہ پکارا تھا۔

''سارے دن کے بعد اب سامنا ہو رہا ہے ہمارا' سلام دعا کے بغیر ہی تم آگے بڑھ رہی ہو؟ تم ابھی تک خفا ہو مجھ سے۔'' میک اپ اور لائٹ جیولری میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی اس پر اس کا گھبرایا گھبرایا کترایا سا وہ انداز طغرل کو بے حد انوکھا و دلفریب لگ رہا تھا۔

''نہیں ایسی بات نہیں' میں بھلا کیوں خفا ہوں گی آپ سے۔ مجھے دیر ہو گئی ہے پہلے ہی دادی اماں پریشان ہو رہی ہوں گی میں جاتی ہوں۔'' وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی اور طغرل کی نگاہوں نے اس کا وہاں تک پیچھا کیا' جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گئی تھی۔

بہت عجیب سے اس کے دل میں جذبات ابھرے تھے' نامانوس اور انجانے احساسات کے نرغے میں پھنسا وہ خاصی دیر تک کھڑا سوچتا رہا' دل کی کیفیت کو محسوس کرتا رہا کچھ سمجھ نہ آیا تھا وہ کین کو ڈسٹ بن کی طرف اچھال کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

ساری رات عجیب سی کشمکش میں گزری تھی

''پری اچھی لگی تھی؟'' اس نے خود سے پوچھا۔

''وہ پہلی لڑکی تو نہیں ہے جو تمہیں اچھی لگی' تمہاری تو پری سے بھی زیادہ حسین لڑکیوں سے دوستی رہی ہے اور تم ان کے حسن کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہے ہو' یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے؟'' اس کے اندر کسی نے تمسخرانہ انداز میں کہا تھا۔

''لیکن ایسے احساسات تو کبھی نہیں ہوئے تھے کہ اسے دیکھا تھا اور پھر دیکھتے رہنے کی خواہش ابھری تھی۔'' اس کا وہ ساری رات اور دوسرا تمام دن بھی اسی سوچ میں گزرا تھا۔

❁......☆......❁

''کل تم بھاگ کر آ گئیں میرے ڈریس چینج کر کے آنے کا بھی انتظار نہیں کیا؟'' راحیل کی آواز سیل سے ابھری۔

''اوہ! بہت جلدی خیال آ گیا جناب کو؟'' عائزہ نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

''یہ میری عادت ہے اتنی جلدی خیال کرنے کی۔''

''شٹ اپ! پورا ایک دن گزرنے کے بعد پوچھ رہے ہو تم اور میں کل ساری رات انتظار کرتی رہی' تمہاری کال کا اور آج دن بھی گزر گیا اور اب تمہیں خیال آ رہا ہے؟''

''اوہ میری جان! ناراض کیوں ہوتی ہو۔'' اس کی مسکراتی آواز میں یک دم ٹریجڈی ابھر آئی تھی۔

''کل واش روم میں پاؤں سلپ ہو گیا تھا' اتنا درد تھا کہ سکون ہی نہ مل سکا۔ پورا دن بہت شدید درد تھا۔''

''اوہ سوری! کہیں فریکچر تو نہیں ہوا ہے؟''

''نہیں' بچت ہو گئی۔''

''درد ابھی بھی ہے؟'' وہ لمحے بھر میں خفگی بھول گئی۔

''تم سے بات کرنے سے پہلے ہو رہا تھا۔ اب نہیں ہے۔''

''میری باتیں کیا تمہارے لیے پین کلر ہیں؟'' عائزہ کا لہجہ محبت کے خمار میں بھیگا ہوا تھا۔

''تم میرے ہر درد کی دوا ہو یار! کس طرح میں بتاؤں تمہیں کہ تم میرے لیے کیا ہو؟'' وہ گنگنایا۔

''اوہ مائی گاڈ! اب شاعری مت شروع کر دینا پلیز۔'' وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

''ہنس لو جتنا ہنس سکتی ہو میرے جذبات پر ہنس لو۔'' دوسری طرف سے ایک گہری آہ بھر کے کہا گیا۔

''مائی گاڈ! میں تم پر کیوں ہنسوں گی بلکہ میں تو بہت خوش ہوں کہ تم مجھ سے اتنی محبت کرتے ہو۔'' اس نے تڑپ کر اس کی غلط فہمی دور کی تھی۔

''پھر کب آ رہی ہو ملنے؟''

''معلوم نہیں اتنی جلدی موقع تھوڑی ملتا ہے گھر سے نکلنے کا۔ کل کوئی گھر میں نہیں تھا تو ہم آ گئے تھے۔''

''میں کب تک تمہارا انتظار کروں یار! کچھ میری حالت پر رحم کھاؤ، میں لمبی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔''

''تمہارے خیال میں، میں خوش ہوں تم سے دور رہ کر؟'' وہ اداس و غمگین لہجے میں بولی۔

''چھوڑ دو گھر کو ایسے گھر میں رہنے کا فائدہ ہی کیا؟ جہاں اپنی مرضی سے تم کہیں آ، جا نہیں سکتیں۔'' بہت محبت بھرے انداز میں اس کو اکسایا تھا۔

''میں کب خوشی سے اس جہنم میں رہ رہی ہوں۔'' اس کی ہمدردی پر اس کی آواز نم ہونے لگی۔

''اس دن اس گھر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کی خاطر ہی میں یہاں سے نکلی تھی، جو طغرل نے سارا پلان مٹی میں ملا دیا تھا اور جب سے ہی وہ میری نگرانی کرنے لگا ہے۔''

''اس کا گیم میں بجانے والا ہوں، تم صرف تھوڑا انتظار کرو۔''

''نا معلوم کب کرو گے میں اس کو بڑی مشکل سے اپنے گھر میں برداشت کر رہی ہوں۔''

عادلہ روم میں داخل ہوئی تھی اور کہنے لگی۔

''بس بند بھی کر دو ممی آ رہی ہیں ادھر۔''

''اوہ ممی کو بھی ابھی ہی آنا تھا، کچھ دیر بعد نہیں آ سکتی ہیں، جا کر کہو نا ان سے وہ کچھ دیر بعد آئیں۔'' اس کو سخت غصہ آ رہا تھا اس کی مداخلت پر۔

''دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟'' عادلہ نے غصے سے اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر آف کرتے ہوئے اس سے بھی زیادہ غصے سے کہا۔

''کیا کہوں گی ممی سے کہ تم راحیل سے محبت کی پینگیں بڑھا رہی ہو اور وہ آ کر تمہیں ڈسٹرب نہ کریں۔''

''ہونہہ.....تم تو ہو ہی میری دشمن، تم بھلا کہاں مجھے خوش دیکھ سکتی ہو۔'' وہ سخت بدظن تھی۔

''اگر ایسا ہوتا تو میں کیوں تم کو آ کر بتاتی ممی کے آنے کا۔ زبان کھولنے سے پہلے تھوڑا سوچ لیا کرو۔''

''خیر، ممی اتنی بھی ہٹلر نہیں ہیں جو راحیل سے بات کرتے دیکھ کر میرا گلا دبا دیں۔'' اس نے موبائل فون وارڈ روب میں رکھتے ہوئے کہا۔

''جہاں ممی کے میکے کی بات آتی ہے اور اسپیشلی تمہارے فیانسی کی تو وہ ہٹلر ہی بن جاتی ہیں سمجھیں تم؟''

''ارے کیا سمجھایا جا رہا ہے ذرا مجھے بھی تو معلوم ہو؟'' وہ اندر آتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوئی تھیں۔

''آئیں ممی! یہاں بیٹھیں۔'' عائزہ کی تمام بے زاری و غصہ ہوا ہو گیا تھا۔ وہ پیچھے ہی سب کی برائی کرتی تھی منہ در منہ بات کرنے کا حوصلہ نہیں تھا، بہت محبت سے صباحت کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بٹھایا تھا۔

''ممی! کل کی پارٹی کیسی رہی؟ پاپا بہت ٹائم بعد آپ کو کسی پارٹی میں ساتھ لے کر گئے تھے۔''

''ساتھ وہ چڑیل بھی تو گئی تھی۔ پاپا کو بہت اس کی محبت بے چین کرنے لگی ہے، پہلے تو اس کی طرف کبھی دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ پارٹی میں بھی ساتھ لے گئے اس کو۔'' عادلہ نے ماں کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تو میں بھی فیل کر رہی ہوں، دادی جان کے بعد پاپا بھی پری کو اہمیت بہت دینے لگے ہیں۔''

''وہ تو اس سے شروع سے ہی پیار کرتے ہیں' بس یوں سمجھو جتانے کا حوصلہ نہ تھا ان میں اور گزرتے وقت نے وہ حوصلہ بھی فراہم کر دیا ہے' آخر کار وہ ان کی محبت کی نشانی ہے ان کی چہیتی محبوبہ کے بطن سے جنم لیا ہے اس نے۔'' صباحت کے لہجے میں سخت جلاپے کا دھواں تھا۔

''ممی! کوئی بات ہوئی ہے؟ آپ پارٹی سے آئی ہیں تو کسی ڈپریشن میں لگ رہی ہیں؟'' عادلہ نے پریشانی سے دریافت کیا تھا

''جب سے فیاض سے رشتہ جڑا ہے تب سے زندگی میں ٹینشن کے علاوہ ملا ہی کیا ہے۔ مثنیٰ نے میرا حق ابھی تک غصب کیا ہوا ہے تو دوسری طرف پری میری بیٹیوں کے رشتوں میں کسی مضبوط دیوار کی مانند حائل ہو جاتی ہے۔''

''اب کیا کر دیا ہے اس نے؟ کس پرپوزل کی بات کر رہی ہیں آپ؟''

''کل رات پارٹی میں عابدی بھائی کے بیٹے سے ملاقات ہوئی' میں تو دیکھتی رہ گئی بے حد ہینڈسم اسمارٹ اور خوش مزاج دو بہنوں کا اکلوتا بھائی' عابدی بھائی کی تمام دولت و جائیداد کا تنہا وارث میں نے تو دیکھتے ہی اس کو اپنی عادلہ کے لیے پسند کر لیا تھا مگر وہ......''

''ممی! آپ ہر کسی کو میرے لیے پسند کر لیتی ہیں؟'' عادلہ نے منہ بنا کر احتجاجاً کہا تھا۔

''ارے وہاں تو پارٹی میں موجود تمام بیگمات اپنی بیٹیوں کو بڑھ چڑھ کر اس سے ملوا رہی تھیں اور لڑکیاں اس کے گلے کا ہار بننے کو مری جا رہی تھیں ایک وہ تھا کہ پری کے سوا اس کو کوئی لڑکی ہی نہیں بھا رہی تھی۔''

''اچھا اور پری تو پھولوں نا سما رہی ہوگی؟ پاپا کو دکھاتی نہ آپ ان کی نیک پارسا بیٹی کے کارنامے نا معلوم کس طرح ایک جھلک میں ہی مردوں کو اپنا دیوانہ بنا لیتی ہے وہ۔''

''بات تو ایمان داری کی یہ ہے کہ وہ شیری سے ذرا بے تکلف نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کے چہرے کی ناپسندیدگی دور سے بھی محسوس ہو رہی تھیں اور وہ تو گویا دیوانہ بن گیا تھا پری کو دیکھنے کے بعد اس نے کسی لڑکی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور پری کے آنے کے بعد وہ پارٹی چھوڑ کر چلا گیا تھا حالانکہ مسز عابدی نے اسے بے حد روکنا چاہا تھا۔''

وہ دونوں بیٹیوں کے چہروں کو بغور دیکھ رہی تھیں شاید وہ یہ محسوس کرنا چاہتی تھیں ان کی بیٹیوں کے چہروں پر وہ ملاحت آمیز دلاویزی و رعنائی اور معصومیت جھلکتا وہ حسن کیوں نہیں ہے جو پری کے چہرے سے' اس کے سراپا سے نمایاں ہوتا ہے جو ہر ایک کو اپنی طرف لمحے بھر میں متوجہ کر لیتا ہے۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ خوب صورت نہیں تھیں ان کی بیٹیوں کا بھی شمار خوب صورت لڑکیوں میں ہوتا تھا' فرق صرف یہ تھا کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کو ممتا دی تھی' اس گھر میں انہیں وہ اعتماد ملا تھا جو والدین کی موجودگی سے بچوں کو ملتا ہے اور پری اس اعتماد سے محروم تھی۔ یہی محرومی حزن بن کر اس کی شخصیت پر چھا گیا تھا اور اسے سنجیدگی و تکلف کے خول میں مقید کر گیا تھا' اس کا یہ اجتناب و گریز صنف مخالف کے لیے پرکشش تھا تو صباحت جیسے لوگوں کے لیے باعث صدمہ تھا۔

''آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں ممی! اب ایسا بھی کوئی اس دور میں عاشقانہ مزاج نہیں رکھتا کہ ایک ہی نظر میں محبت کرنے لگے' کسی سے اور وہ بھی پری سے۔'' عائزہ نے بے پروائی سے کہا۔

''یہی تو بات ہے جو میری بھی سمجھ میں نہیں آتی ہے اس سوکھی سڑی لڑکی میں ایسی کیا کشش ہے جو لوگ کھنچے جاتے ہیں اس کی طرف' طغرل کو پہلے اس نے اپنے چنگل میں کیا اور اب وہ شیری!''

''آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ممی! جس طرح لوگ اس کی طرف بڑھتے ہیں جب ان کو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ اس کی ممی کو طلاق ہو چکی ہے سن کر دور ہٹ جاتے ہیں' ہمارے معاشرے میں نا بیوہ کی اور نا ہی طلاق یافتہ عورت کی کوئی عزت اور وقار ہے۔'' عادلہ نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

✿......☆......✿
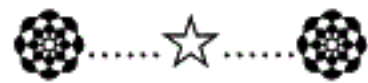
اماں جان کو بالکل بھی توقع نہ تھی کہ مذنہ اس طرح ان کو ٹکا سا جواب دے دیں گی' ان کے دل میں پہلے دن سے ہی آرزو تھی' پری کو طغرل کی دلہن بنانے کی' اس ارمان کو پالنے میں ایک دو دن نہیں کئی سال لگے تھے۔

جس کا جواب چند لمحوں میں ان کو مل گیا تھا اور وہ اندر ہی اندر کسی کانچ کی طرح ٹوٹ کر بکھر گئی تھیں وہ اگر من مانی کرنے والی ساس کی طرح ہوتیں تو مدثر سے بالا ہی بالا اپنے بیٹے سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر سکتی تھیں اور ان کو یقین تھا وہ ماں کی بات کبھی رد نہیں کرتے اور مدثر کی مجال نہ تھی ان کے آگے منہ کھولنے کی مگر وہ چاہتی تھیں ان کی پری سسرال میں وہ تمام محبتیں و پیار وصول کرے جو خوشی خوشی بیاہ کر لے جانے والے لوگ اپنی بہو کو دیتے ہیں۔

"دادی جان! چائے لاؤں آپ کے لیے؟" پری جو ان کو خاصی دیر سے سوچوں کی عمیق گہرائیوں میں غوطہ زن دیکھ رہی تھی قریب آ کر استفسار کرنے لگی۔

"ہوں...... چائے؟ رہنے دو جی نہیں چاہ رہا ہے۔"

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا دادی جان! کل رات سے آپ مجھے بے حد پریشان لگ رہی ہیں' کیا بات ہے؟" وہ متفکر سی ان کے قریب بیٹھ کر گویا ہوئی۔

"ٹھیک ہوں' میری کسی سے کیا بات ہو گی بیٹی؟"

"کوئی بات ضرور ہے دادی جان! آپ کچھ چھپا رہی ہیں میں کل گئی تھی تو آپ بہت خوش تھیں اور واپسی پر بالکل ہی خاموش تھیں آپ۔ آپ نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ پارٹی کیسی رہی؟ وہاں جا کر مجھے کیسا لگا؟ وہ لوگ کیسے تھے؟" وہ بضد ہوئی تو اماں کو بھی احساس ہوا کہ ان کی دلگرفتہ وافسردہ کیفیت پری کو بے چین کر رہی ہے قبل اس کے کہ وہ صورت حال کی تہہ تک پہنچے انہیں خود کو سنبھال لینا چاہیے۔

"مجھے کہہ رہی ہو تم خود کو تو دیکھو جب سے آئی ہو چپ چاپ ہو کیا وہاں کسی سے جھگڑا ہوا ہے تمہارا؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"جی ہاں دادی جان! جھگڑا ہوا تھا میرا......"

"ارے جھگڑا ہوا تھا سچ مچ' مگر کس سے بھئی؟" وہ شدید ورطہ حیرت میں مبتلا ہوئی تھیں۔

"عابدی انکل کے بیٹے سے' اس نے بنا اجازت میری تصویریں لی تھیں' میں تو اس کے تھپڑ لگانے والی تھی وہ تو آنٹی اور نائلہ آپی وہاں آ گئی تھیں' اس لیے بچ گیا وہ۔" اس کے لہجے میں بے زاری و ناپسندیدگی ابھی بھی موجود تھی۔

"تمہاری تصویریں بنائی ہیں اس نے مگر کیوں؟"

"معلوم نہیں اس نے ایسی گھٹیا حرکت کیوں کی ہے؟ میں نے آنٹی سے شکایت کی ہے اس کی تو وہ کہنے لگیں میں پریشان نہیں ہوں' وہ میری تصویریں جلد مجھے دے دیں گی۔"

"لو بھئی یہ طریقے تو اچھے لوگوں کے نہیں ہوتے ہیں۔" برا تو ان کو بھی لگا مگر اس کو تسلی دیتے ہوئے بولیں۔

"تم فکر مت کرو اب تو دستور ہی بدل گئے ہیں جو باتیں پہلے فضول اور عیب سمجھی جاتی تھیں' وہ اس بدلتے دور میں اچھائی میں شمار ہوتی ہیں' اس لڑکے کی نیت میں کھوٹ نہیں ہوگا' وہ جانتا ہے تم فیاض کی بیٹی ہو اور فیاض کی وہ لوگ بے حد عزت کرتے ہیں۔ چند دن صبر سے بیٹھ جاؤ اگر تصویریں نہ آئیں تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کے وہیں جا کر جوتے لگاؤں گی اور ایسے لگاؤں گی کہ ساری زندگی اس کو یاد رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے دادی جان! میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں۔"

کمرے کے باہر سے قدموں کی آہٹیں گونج رہی تھیں اور وہ جانتی تھی آنے والا کون ہے' اس کے آنے سے پہلے وہ یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی سو گیلری والے دروازے سے وہ تیزی سے نکل گئی تھی۔

"یہ کس بدبخت کو جوتے لگانے کی پلاننگ ہو رہی ہے دادی!" اس نے کمرے میں قدم رکھا تھا اور پری کمرے سے باہر' مگر اس کی نگاہوں سے تیزی سے نکلتی پری کا دھانی آنچل اوجھل نہ رہ سکا تھا وہ متجسس سا ان کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

"کل رات جب تم بہو کے ساتھ گئے ہوئے تھے تب ہی فیاض بھی صباحت اور پری کو اپنے ساتھ اپنے دوست کے ہاں تقریب میں لے گیا میں تو فیاض کو بیٹی کی طرف واپس آتے دیکھ کر بہت خوش ہوں وگرنہ وہ پری کو ایک نگاہ دیکھتا بھی نہیں تھا۔"

''عائزہ اور عادلہ بھی گئی تھیں انکل آنٹی کے ہمراہ؟'' وہ قدرے چونک کر گویا ہوا تھا۔

''نہیں وہ کسی سہیلی کی سالگرہ میں گئی تھیں۔''

''کس سہیلی کی؟ کس جگہ دادی جان!'' طغرل کو عائزہ پر بالکل اعتماد نہیں تھا۔

''اللہ جانے بیٹا! کہاں کہاں اور کس کس جگہ پر ان لڑکیوں نے سہیلیاں بنائی ہوئی ہیں' فیاض تو بہت نگرانی کرنے والا باپ ہے مگر وہ صباحت کی بے پروائی ہے ساری جو فیاض سے بلا اجازت ہر جگہ جوان جہان بچیوں کو بھیج دیتی ہے۔'' اس کی سوچوں سے بے خبر وہ بولے جارہی تھیں۔

''اتنا نازک وقت آ گیا ہے شرافت ولحاظ مروت کا دور ہی نہیں رہا۔ کل پارٹی میں عابدی کے بیٹے نے بنا اجازت پری کی فوٹو اتار لیں۔''

''جی! یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟''

......☆☆☆......

دادی جان کی بات پر طغرل کے چہرے پر سرخی چھا گئی تھی۔

''پری یہی تو بتا رہی تھی اس موئے کی اس حرکت سے وہ بہت پریشان ہو رہی تھی' میں نے سمجھایا ہے اگر اس نے چند دنوں میں تصویریں واپس نہ کیں تو اس کے باپ کے سامنے اس کے جوتے لگا کر تصویریں لے کر آؤں گی' لو بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی ہے۔'' وہ اس کے دل کی کیفیت سے بے خبر کہہ رہی تھیں اور طغرل کو گویا محسوس ہو رہا تھا اس کے اندر باہر آگ ہی آگ ہے' بہت عجیب تھی اس آگ کی تپش۔

''کب ملاقات ہوئی ہے آپ کی اس سے؟''

''میں کہاں ملی ہوں اس سے' پھر وہ یہاں رہتا ہی کب ہے تعلیم کے سلسلے میں باہر گیا ہوا تھا اس ہفتے ہی واپس لوٹا ہے' اسی خوشی میں عابدی نے گھر میں پارٹی دی تھی۔'' وہ پورے انہماک سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

''ارے تُو کیوں کھڑا ہے؟ یہاں بیٹھ آ کر۔''

''ابھی کچھ دیر بعد آتا ہوں' ایک کام یاد آ گیا ہے۔'' وہ کہہ کر سیدھا وہاں سے کچن میں چلا آیا' جہاں پری چائے بنا رہی تھی وہ سیدھا اس کے قریب پہنچا۔

''اس نے تمہاری تصویریں کیوں لی ہیں؟'' وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر پوچھ رہا تھا' سنجیدہ لہجے میں۔

''مجھے نہیں پتا؟'' اس نے مگ ریک سے نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے سادگی بھرے انداز میں کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے' اس نے تمہاری تصویریں لی ہیں اور کیوں لی ہیں یہ تم کو معلوم نہیں ہے؟'' آہستہ آہستہ اس کے لہجے میں اشتعال ابھرنے لگا تھا۔

''میں نے جو سچ تھا وہ آپ کو بتا دیا ہے۔''

''کیا سچ تھا؟ کیا بتا دیا تم نے؟''

''یہی کہ مجھے نہیں معلوم اس نے میری تصویریں کیوں لی ہیں؟ آپ کو یقین آتا ہے یا نہیں' یہ مجھے نہیں معلوم؟'' اس نے برنر آف کرتے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔ طغرل کی نظریں گرے اینڈ ریڈ کلر کے دوپٹے کے ہالے میں لپٹے چہرے پر تھیں' بلا کی سادگی وسنجیدگی تھی اس کے دلکش چہرے پر۔

ایک بار اٹھنے والی نظر بے ساختہ اور بار بار اٹھ رہی تھی اور ایسا پہلی بار ہوا تھا وہ اپنے بدلتے احساسات پر متحیر تھا۔

''میرے راستے سے ہٹیے پلیز۔'' وہ چائے کا بھاپ اڑاتا ہوا مگ چھوٹی ٹرے میں رکھ کر اٹھائے ہوئے گویا ہوئی تو وہ گہرا سانس لیتا ہوا گویا ہوا۔

''اٹس اوکے' اس نے یہ حرکت تمہاری اجازت کے بنا کی ہے' اب میں اس کو بتاتا ہوں' اس کی اس حرکت کا اینڈ کیا ہوتا ہے؟ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔''

''اوہ! کیا آپ اس کو ماریں گے؟'' اس کے لہجے کی وحشت پر وہ کانپ اٹھی تھی۔

''آف کورس! وہ اس طرح کیسے کسی کی عزت کی دھجیاں بکھیر سکتا ہے؟ کم از کم میں کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا' کوئی میرے خاندان کی طرف میلی نگاہ سے بھی دیکھے تو میں اس نگاہ کو خاک کرنے کی ہمت رکھتا ہوں۔'' وہ ازحد جذباتی ہو رہا تھا اس وقت اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں۔

''آپ کو اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے طغرل بھائی! میں دادی جان کو بتا چکی ہوں' وہ آسانی سے اس معاملے کو ہینڈل کر سکتی ہیں۔'' وہ نرمی سے گویا ہوئی تھی۔

''میں اس کو اس حرکت پر ایسا سبق دینا چاہتا ہوں کہ وہ کبھی خواب میں بھی ایسی حرکت کا سوچ نہ سکے۔''

''پلیز! آپ میرا تماشا بنانے کی سعی نہ کیجیے۔'' وہ اس کا جارحانہ انداز کئی بار دیکھ چکی تھی اور جانتی تھی عزت و غیرت کے لیے وہ کسی سے بھی کمپرومائز کرنے والا نہیں ہے۔

''تماشا......؟'' اس نے ایک دہکتی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے کہا پھر دھپ دھپ کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

❁......☆......❁
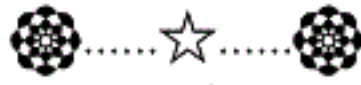
گہری نیند سے وہ ہڑبڑا کر بیدار ہوا اور سیدھا اٹھ کر بیٹھ گیا اس کا سانس اتنی تیزی سے چل رہا تھا گویا وہ میلوں دور سے دوڑتا ہوا آیا ہو' آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی چند لمحے اس کو سانس کی بے ہنگم رفتار کو قابو کرنے میں لگے تھے مگر چہرے اور آنکھوں میں چھائی وحشت و بے چینی کسی طور کم نہ ہوئی تھی وہ اٹھا تھا کھڑکی کے پٹ وا کر کے کتنی دیر تک گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔

لیکن دل کی وحشت تھی کہ کسی طور کم ہونے کا نام نہ لے رہی تھی' بے قراری نے زیادہ ہی بے چین کیا تو وہ کسی گھائل پروانے کی مانند باہر ٹیرس پر آ گیا۔

سخت سردی تھی اس کے دل جیسی ویرانی ہر سو چھا رہی تھی' آنگن کے وسط میں لگا نیم کا درخت گم صم و خاموش کھڑا تھا۔ آسمان دھواں دھواں تھا' دسمبر کی آخری راتیں تھیں چاند' ستارے سب نظروں سے اوجھل تھے' اس کی نظریں بے ساختہ سامنے ماہ رخ کے کمرے کی طرف اٹھ گئیں' جہاں کھڑکیوں کے شیشوں سے جھانکتی نائٹ بلب کی دھیمی روشنی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ گہری نیند میں محو استراحت ہے۔

''بہت خوب رخ! میری نیندیں چرا کر مزے سے سو رہی ہو؟'' گلفام نے مسکراتے ہوئے زیرلب کہا۔ ماہ رخ کے کمرے پر نظر ڈالتے ہی اس کے بے تاب دل کو قرار آنے لگا' باقی کی رات اس نے سوتے جاگتے اور اس کے کمرے کو تکتے ہوئے گزاری تھی پھر یہ پورے ہفتے اس کا معمول بن گیا تھا۔

''سیاہ فام! مجھے لگتا ہے تم پاگل ہو گئے ہو' سچ مچ پاگل۔'' ایک دن موقع پا کر جب اس نے یہ سب رخ کو بتایا تو وہ اس کی طرف دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

''خدا کی قسم! مجھے بھی ایسا لگتا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں۔''

''میں تو پھر کسی پاگل سے شادی کرنے والی نہیں ہوں' جاؤ جا کر اپنے لیے کسی پاگل لڑکی کو دیکھو۔'' اس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی اور وہ بے حد گھبرائے ہوئے انداز میں اس سے ہاتھ جوڑ کر گویا ہوا تھا۔

''خدا کے لیے' ایسی بات کبھی خواب میں بھی مت کہنا' تمہارے بغیر تو زندگی موت جیسی ہوگی۔'' وہ بے ساختہ رو پڑا تھا' ماہ رخ کی مسکراہٹ تحیر میں بدل گئی' ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے گلفام کو روتے دیکھا ہو۔ اس کے لبوں پر ہمیشہ دھیمی سی مسکراہٹ ہوتی تھی جس میں موجود پیار و خلوص کی روشنی اس کے چہرے کو منور کر دیتی تھی۔ آج اس کی آنکھوں سے بہہ نکلنے والے آنسو ماہ رخ کو ششدر کر گئے تھے۔

''سیاہ فام! کیا ہو گیا ہے تم کو؟ تم مرد ہو کر رو رہے ہو؟'' گلفام کے بہتے آنسوؤں نے اس کو سہما دیا تھا۔

''مرد کیا انسان نہیں ہوتا؟ غم تو پتھروں کو بھی موم بنا دیتا ہے اور مرد کو بھی رلا دیتا ہے۔''

''غم؟ کس غم کی بات کررہے ہوتم۔''

''تم سے جدائی کا غم، تمہیں پانے سے پہلے کھونے کا غم۔ میں روز خواب میں تمہیں گم ہوتے دیکھتا ہوں، میری راتیں خوابوں میں تمہیں تلاش کرتے ہوئے گزرتی ہیں، روز ایک نئے جزیرے میں، میں تمہیں تلاشنے میں سرگرداں رہتا ہوں اور تم......؟'' وہ ایک بار پھر شدتوں سے رو پڑا تھا۔

''ارے امی وغیرہ آگئیں تو کیا سوچیں گی وہ؟ پلیز خاموش ہوجاؤ، نامعلوم کیا ہوا ہے تمہیں، خوابوں پر بھی کوئی اعتبار کیا جاتا ہے جو تم یقین کرکے بیٹھ گئے ہو۔''

''وہ خواب نہیں ہے رخ! وہ خواب نہیں ہے اس میں کہیں نہ کہیں حقیقت پوشیدہ ہے، یہ میرے دل کا گمان ہے۔'' اوپر کوئی آرہا تھا جس کے قدموں کی آواز سن کر گلفام اٹھ کر تیزی سے چلا گیا اور وہ گم صم بیٹھی رہ گئی، وہ سوچ رہی تھی۔

یہ کیسی محبت تھی؟ یہ کیسا احساس تھا؟ یہ کیسی تڑپ تھی؟

کیا گلفام مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے؟ اتنی شدید محبت جس نے اسے آنے والے کل سے آگہی بخش دی ہے۔

تمام تر بے خبری کے باوجود وہ جان گیا ہے میں اسے چھوڑ کر چلی جاؤں گی، کسی ایسے ملک جہاں اس کی پرچھائیں بھی مجھے دیکھ نہ سکے گی، کیا ہوا ہے یہ؟ کیا محبت اسی کو کہتے ہیں؟ کیا سچی محبت انسان کو روشن ضمیر بنادیتی ہے؟ کیا اسی احساس کا نام محبت ہے؟

دل میں ایک عجیب سی سوزش جاگی تھی اور وہ بے کل سی ہوکر کمرے میں آئی، وارڈ روب کے لاکر سے ساحر کی دی گئی ڈائمنڈ رنگ نکال کر دیکھنے لگی۔

❁.......☆.......❁

کہاں کہاں پر لٹے ہو شمار مت کرنا
مگر کسی پر بھی اب اعتبار مت کرنا
میں لوٹنے کے ارادے سے جارہا ہوں مگر
سفر سفر ہے، میرا انتظار مت کرنا

عشرت جہاں کمرے میں آئیں تو ثمنی گہری سوچوں میں گم تھیں، ایک نظر ان پر ڈال کر وہ قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''کیا سوچ رہی ہو ثمنی!'' وہ ان کے انداز پر پلٹی نہیں تھیں بلکہ ان کی نگاہیں ہنوز خلاؤں میں مرکوز رہی تھیں۔

''سوچوں کا لامتناہی سلسلہ ہے ممی! کہاں تک پوچھیں گی اور میں کہاں تک آپ کو بتا پاؤں گی؟''

''تم بتاؤ بیٹا! میں تھکنے والی نہیں ہوں، تمہاری ہر بات میں پوری توجہ وانہماک سے سنوں گی۔'' اس گریہ وزاری سے سوجی ہوئی آنکھیں اور پژمردہ چہرہ بتا رہا تھا وہ سخت اضطراب و تکلیف میں ہے۔

ثمنی نے شدت گریہ سے سرخ نگاہیں اٹھا کر ان کو دیکھا تھا۔ ان کے چہرے پر نرمی، شفقت اور محبت تھی وہ سراپا ایثار و قربانی اور مہرباں تھیں۔ ایک ماں جس کی ہر ادا سے مہربانی و پیار چھلکتا ہے آن واحد میں ان کی نگاہوں میں ماضی کے کچھ مناظر ابھرنے لگے تھے۔

''اب کیا بیٹھ کر آنسو بہا رہی ہو؟ کتنا سمجھایا تھا تمہیں، شادی مت کرو اس ٹٹ پونجیئے سے وہ کسی طور پر تمہارے قابل نہیں ہے۔'' پیشانی پر بے شمار شکنیں لیے بگڑے تیوروں سے عشرت جہاں کے سخت لہجے میں معمولی سی بھی لچک نہ تھی۔

''ممی پلیز! فیاض کی محبت میں کوئی کمی نہیں ہے وہ مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں ان کی محبت ہی چاہیے مجھے بس۔''

''اس کی ماں بہنیں جو تم کو جوتی کی نوک پر رکھتی ہیں؟''

''فیاض کی محبت کے آگے وہ کچھ نہیں ہے۔''

''پھر اس طرح رونے کا مقصد کیا ہے تمہارا؟''

''فیاض مجھے یہاں ڈراپ کرگئے ہیں تو آپ اپنے روم سے باہر ہی نہیں آئیں اور تو اور کسی ملازم نے ان کو کولڈ ڈرنک تک کا بھی نہیں پوچھا وہ

اتنے فراخ دل ہیں کہ ان باتوں کا خیال بھی نہیں کریں گے مگر ممی! میں جانتی ہوں اس گھر کی روایت ہے کسی مہمان کو بھی بنا خاطر و تواضع کے جانے نہیں دیا جاتا ہے اور اس گھر کے اکلوتے داماد کے ساتھ فقیروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہے ممی! آپ نے ہی ملازموں کو منع کیا ہے جو وہ فیاض کو ایک گلاس پانی بھی پوچھنا گوارا نہیں کرتے۔ میں اس بے عزتی پر روؤں بھی نہیں؟'' وہ تنے ہوئے ابرو اور اکڑی ہوئی گردن والی ماں کی طرف دیکھ کر بے حد خفگی سے گویا ہوئی تھیں۔

''میں نے اس کم حیثیت شخص کو نہ کبھی داماد سمجھا ہے اور نہ ہی سمجھوں گی' تم خواہ کچھ بھی کہو' میرے دل میں صرف اور صرف صفدر جمال کی محبت ہے اور وہ اب بھی تمہارے انتظار میں ہے۔''

''صفدر جمال! کیا ہے ممی اس کے پاس؟'' وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''دولت ہے' اسٹیٹس ہے' بزنس مین ہے وہ' کروڑوں میں کھیلتا ہے تمہیں وہ تمام خوشیاں دے سکتا ہے جو فیاض سپنے میں بھی نہیں دے سکتا۔ ابھی بھی وقت ہے سوچ لو' کل وقت بدلنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے پھر میں تمہاری ماں ہوں کوئی دشمن تو نہیں۔'' ان کے سخت لہجے میں معمولی سی لچک بیدار ہوئی تھی۔

''آپ ماں ہیں مگر کام دشمنوں والا کر رہی ہیں یہ بھی آپ کی خوش فہمی ہے کہ میں فیاض کے سوا کسی اور کے ساتھ خوش رہ سکتی ہوں' فیاض جو خوشیاں مجھے دیتا ہے صفدر نہیں دے سکتا پھر صفدر کے پاس صرف دولت ہے' نہ کردار ہے نہ اخلاق' سوسائٹی میں کسی نہ کسی کے ساتھ وہ اسکینڈلائز رہتا ہے۔''

''یہی تو مردانگی ہے لڑکیاں خود مرتی ہیں اس پر۔'' وہ فخریہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''مجھے ایسی مردانگی نہیں چاہیے ممی! جہاں بیوی یہی سوچ سوچ کر کروٹیں بدلتی' جلتی رہے کہ نامعلوم میرا مرد کس عورت کے ساتھ ہوگا' ایسی دولت سے کسمپرسی بہتر ہے۔''

''ہونہہ! مڈل کلاس فیملی کی بہو بن کر تم اپنا اسٹیٹس ہی بھول بیٹھی ہو میں ماسوائے تم پر ترس کھانے کے اور کروں کیا۔'' وہ غصیلی نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

''کیا دیکھ رہی ہو اس طرح بیٹا! کیا سوچ رہی ہو؟'' وقت نے ان کے اعصاب کمزور کر دیئے تھے' بڑھاپے نے کمزوری عطا کی تھی وہ اپنے کانپتے ہاتھ اس کے شانے پر رکھتے ہوئے گویا ہوئیں تو وہ بھی ماضی کے جھروکوں کو بند کر کے ان کی طرف پلٹی تھی۔

''کبھی ہم جن خواہشوں کو حاصل کرنے کی دعائیں کرتے ہیں' جن کے پورے ہونے کی منتیں مانگتے ہیں اور جب وہ پوری ہوتی ہیں تو وقت گزر گیا ہوتا ہے' خواہشیں مدفن ہو جاتی ہیں اور جب دل خواہشوں سے خالی ہو جاتا ہے تو وہ دل نہیں رہتا' گوشت کا صرف ایک بے ہنگم سا لوتھڑا ہوتا ہے جس میں رواں دواں دھڑکنیں زندگی کا پتا دیتی ہیں' صرف زندہ ہونے کا پتا۔'' وہ ان کے ہاتھ تھامے جذب کے عالم میں کہہ رہی تھیں۔

''ممی! اگر آپ کی ممتا پہلے ہی جاگ جاتی اور آپ میرے اور فیاض کے رشتے سے کمپرومائز کر لیتیں تو آج ہم سب کی زندگی بہت پُرسکون اور خوشیوں سے بھرپور ہوتی۔''

''آہ...... ہاں! یہ دکھ تو مجھے مرتے دم تک رہے گا منی! مگر اللہ گواہ ہے میں نے جو کچھ بھی کیا تمہارے بہترین مستقبل کے لیے کیا ہے۔''

''لیکن آج بھی مجھے صفدر کے ہزار گز کے بنگلے میں وہ سکون وہ خوشی نہیں ملی جو فیاض کے چند گز کے بنے اس گھر میں ملتی تھی۔ معلوم ہے آپ کو کل مجھے شاپنگ سینٹر سے نکلتے ہوئے فیاض ملا تھا۔'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بھرائے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''اوہ...... کیسا ہے وہ؟ تم سے بات کی اس نے؟''

''ہاں بڑے منت بھرے انداز میں مجھے کیفے لے گیا کافی کے لیے۔ وہ بہت بدل گیا ہے ممی! اس کی شخصیت چینج ہو گئی ہے۔ وہ ہنسنے' ہنسانے والا بندہ بالکل ہی سنجیدہ و خاموش ہو گیا ہے' ایسا محسوس ہوتا ہے گویا مسکراہٹ اس سے روٹھ گئی ہے۔''
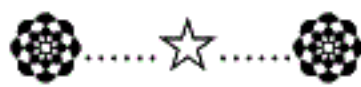
نہ نیند آئی نہ خواب آئے
ہم رات یونہی گزار آئے
نہ بات بنی نہ جواب آئے
ہم سوال سارے سن آئے
عجیب نگاہیں تھیں اجنبی کی
جیسے صحرا گھوم آئے
ہنسنے کا انداز تھا ایسا
جیسے کہیں پھول مسکائے
پل دو پل کے ساتھ میں دیکھو
ہم اپنا آپ ہی بھول آئے

''شیری......شیری......!''مسز عابدی پکارتی ہوئی اس کے روم میں آئی تھیں۔

''یس مما! کم اِن' دیکھیں کس قدر اچھی تصویریں ہیں۔''اس کے آگے پری کی تصویریں بکھری تھیں کچھ تصویروں میں وہ ماحول سے بے نیاز خلاؤں میں گم تھی اور کچھ میں وہ چیئر سے اٹھ کر بڑے اشتعال بھرے انداز میں آگے بڑھ رہی تھی اس کے ہر انداز میں ایک رعنائی و کشش تھی۔ شیری دلچسپی سے ایک ایک تصویر کو دیکھ رہا تھا' مسز عابدی بھی قریب آ کر تصویریں دیکھنے لگیں۔

''سو پریٹی!''وہ تمام تصویریں ہاتھ میں لیتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''فیاض بھائی کی یہ بیٹی تو چاند کا ٹکڑا ہے' چاند کا ٹکڑا۔''

''مما! ٹکڑا نہیں ہے' فل چاند ہے وہ۔''وہ ایک تصویر ہاتھ میں لے کر ستائشی لہجے میں گویا ہوا۔

''ٹھیک ہے اب یہ ساری تصویریں آپ مجھے دے دیجیے' میں فیاض بھائی کے ہاں جا کر پری کو دے آتی ہوں۔''

''لے جائیں آپ یہ تصویریں لیکن ایک کاپی میرے پاس رہے گی' یہ میں نے ایکسٹرا بنوائی ہیں۔''وہ تیزی سے تصویروں کی ایک سیریل علیحدہ کرتے ہوئے گویا ہوا۔

''یہ اچھی بات نہیں ہے بیٹا! آپ کو یہ تمام ہی واپس کرنی ہوں گی' آپ بغیر اجازت یہ تصویریں نہیں رکھ سکتے۔''

''کیوں مما؟ آپ جانتی ہیں یہ تصویریں میں آپ کو نہیں دوں گا' یہ میرے پاس البم میں سیوڈ ہوں گی۔''اس کے انداز میں قطعیت وضد تھی۔

''میری جان! سمجھنے کی کوشش کرو' یہاں کی سوشل ویلیوز ہیں کچھ' ہر فیملی کا بیک گراؤنڈ ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ دیکھیں ہمارے ہاں یہ سب معیوب نہیں سمجھا جاتا' ہماری فیملی ماڈ اینڈ لبرل ہے جب کہ فیاض بھائی کی فیملی کنزرویٹو ہے' آپ نے دیکھا تھا خود پری کا ری ایکشن جب آپ نے اس کی بغیر اجازت تصویریں لی تھیں' کبھی کسی لڑکی نے آپ کو اس طرح کا بیڈ رسپونس دیا ہے؟''وہ مسکراتے ہوئے استفسار کر رہی تھیں۔

''اس پر سوٹ بھی کرتا ہے یہ اسٹائل' خوب صورت لوگ اگر مغرور نہ ہوں تو اچھے نہیں لگتے ہیں۔''اس کے انداز میں شوخی تھی۔

''پلیز بی سیریس! مجھے یہ تمام تصویریں چاہیں اور اس معاملے میں میں کوئی ایکسکیوز نہیں سنوں گی' سمجھ گئے؟''

❁......☆......❁
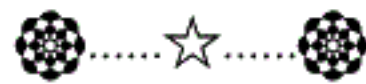
''عادلہ! راحیل کا فون آیا ہے وہ ملنا چاہتا ہے ہم سے۔''عائزہ اس کے قریب بیٹھ کر سرگوشی کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

''ہم سے......؟''وہ بالوں میں برش کرتے ہوئے چونک کر بولی۔

''اوہو! ایک تو تم کوڑھ مغز بہت ہو' ہم سے مراد ہے تم میرے ساتھ ہو گی تو مجھے یہاں سے نکلنے میں آسانی ہو گی نا۔''

''نا بابا نا! اس بھوت بنگلے میں' میں دوبارہ کبھی نہیں جاؤں گی' عجیب ڈراؤنی جگہ ہے میں نہیں جاؤں گی بھئی۔''اس نے ہیئر برش رکھ کر کانوں کو

ہاتھ لگا لیے تھے۔

''نخرے مت دکھاؤ بلاوجہ کے'یہ بھی کوئی بات ہے بھلا؟ کسی کی غربت کا اس طرح مذاق اڑانا محض چھچھوراپن ہے اور کچھ نہیں۔''

''پھر کیوں مر رہی ہو اس غریب پر دفع کرو اسے۔''

''تم طغرل کو دفع کر دو نا' کیوں پیچھے پڑی ہو اس کے؟''

''تمہیں طغرل کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔''

''اور تمہیں بھی راحیل کا نام بدتمیزی سے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ دونوں بلیوں کی مانند ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے غرا رہی تھیں تیور بُری طرح بگڑے ہوئے تھے کچھ دیر تک وہ اسی طرح ایک دوسرے کی طرف گھورتی رہیں پھر عائزہ سنبھل کر بولی۔

''میں تم سے لڑنا نہیں چاہتی' تم میری سسٹر ہو ہمیں اس طرح آپس میں اختلاف رکھنا زیب نہیں دیتا ہے۔''

''لڑائی کی ابتداء تم ہی کرتی ہو میں نہیں' مجھے شوق نہیں ہے لڑنے کا۔'' عادلہ شانے اچکاتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

''اچھا چلو میں اپنی غلطی مانتی ہوں' مجھے ہی شوق ہے لڑنے کا تم بے چاری تو بہت ہی سیدھی و معصوم ہو۔''

''ہاں وہ تو ہوں'اس میں کوئی شک نہیں ہے۔''

''اچھا اب زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے' شرافت سے تم اپنی کسی فرینڈ کی برتھ ڈے کا بہانہ بنالو پھر ہم چلیں گے۔''

''ہر بار برتھ ڈے کا بہانہ نہیں چلے گا کچھ اور سوچتی ہوں۔''

''جلدی سوچنا تم تو ویسے بھی جھوٹ بولنے میں ماہر ہو۔''

❁......☆......❁
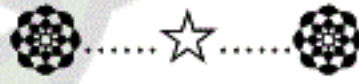
''کیا بات ہے بہت اداس لگ رہی ہو؟'' وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے چائے پی رہے تھے معاً ساحر خان نے ماہ رخ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنائیت سے پوچھا۔

''جی! بہت اداس ہوں میں۔''

''کیا پریشانی ہے؟''

''گھر میں میرا دم گھٹنے لگا ہے مما اور آنٹی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہیں شاید آج کل میں وہ لوگ شادی کی تاریخ بھی طے کر دیں' وہ کلینڈر لے کر حساب کرتے رہتے ہیں۔'' اس کے انداز میں بے چینی واضطراب تھا۔

''تم ٹینشن کیوں لے رہی ہو؟ ہم شادی شدہ ہو چکے ہیں۔''

''ہم شادی شدہ ہو چکے ہیں' یہ بات آپ اور میں جانتے ہیں گھر والوں کو کیا معلوم اس کا بھلا۔''

''کیوں نہیں' تم راضی ہو جاؤ میں تمہارے گھر والوں کو اپنے اس حسین بندھن کے بارے میں بتانے کو تیار ہوں۔''

''نہیں نہیں' مجھے معلوم ہے وہ کبھی بھی اس رشتے کو قبول نہیں کریں گے اور ان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ میرے اس فعل کو اپنی غیرت کا مسئلہ بنا کر مجھے قتل کر ڈالیں۔'' وہ سراسیمگی کی حالت میں گھبرا کر بولی۔

''اوہ ریئلی! او کے تم پریشان مت ہو۔'' اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اس نے تسلی دی تھی۔

''پلیز ساحر...... پلیز مجھے کہیں بھی لے جاؤ' میں جانے کو تیار ہوں مگر میں اب کسی بھی قیمت پر گھر جانے کو تیار نہیں ہوں۔'' وہ آہستگی سے رونے لگی تھی۔

''روؤ مت پلیز چند دن...... محض چند دن لگیں گے ڈاکومینٹس تیار ہونے میں جانم! یہ تھوڑا سا وقت میری خاطر برداشت کر لو۔'' اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹشو سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بڑی لگاوٹ سے کہا تھا۔

''یہ چند دن کس طرح گزریں گے میں جانتی ہوں۔'' وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

''وقت کا کام گزرنا ہے یہ گزر جائے گا' ہمارے درمیان حائل رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا' تمہیں قربتیں بخشتا ہوا۔'' ساحر کی آنکھوں میں آنے والے لمحوں کی چمک در آئی۔

''آپ سے زیادہ میں منتظر ہوں اس وقت کی ساحر! مجھے لگتا ہے وہ وقت کبھی نہیں آئے گا۔'' جہاں ساحر کی آنکھوں میں امیدوں کے دیئے روشن تھے وہیں اس کی نگاہوں میں خوف و اندیشوں کی نمی تھی۔

''وہ وقت آ گیا ہے کیا تم مسز ساحر خان نہیں ہو؟''

''یہ آپ اور میں جانتے ہیں اور میں چاہتی ہوں ساری دنیا والوں کو بتاؤں کہ آپ میرے ہیں۔'' ماہ رخ کے انداز میں جذباتیت تھی۔

''اچھا ایسا ہے تو پہلے اپنے گھر والوں کو تو بتاؤ۔'' اس کے شوخ انداز نے رخ کو شرمندہ کر دیا تھا۔

❁......☆......❁

عجیب سی کیفیت دل و دماغ پر طاری تھی ہر شے سے اکتاہٹ و بے زاری محسوس ہونے لگی تھی' کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا اب بھی وہ آفس سے آ کر اپنے روم میں لیٹ گیا تھا جب ہی مدنہ مسکراتی ہوئی اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

''بہت تھکن ہو گئی ہے بیٹا!''

''کچھ خاص نہیں مما!'' وہ ان کے احترام میں اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

''کوئی بات ہے ضرور بہت چپ چپ رہنے لگے ہیں' فراز کی یاد آ رہی ہے؟'' وہ اس کے وجیہہ چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں جہاں بے حد سنجیدگی تھی۔

''ہوں' ڈیڈی کی غیر موجودگی فیل کر رہا ہوں۔ میں نے کال کی تھی وہ بزنس کی وجہ سے رک گئے ہیں کچھ عرصے بعد یہاں آئیں گے۔''

''وہ تو نا معلوم کب آئیں گے' ہم واپس چلتے ہیں بیٹا۔''

''خیریت ہے ممی! آپ بور ہو گئی ہیں؟''

''جی ہاں' یہاں سب لوگ بدل گئے ہیں مغربی نفسا نفسی اور خود غرضی ہمارے یہاں کے لوگوں میں بھی پیدا ہو چکی ہے۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہیں ممی آپ؟ ایسا کیا ہوا ہے؟'' ماں کو مضطرب دیکھ کر وہ بھی پریشان ہو گیا تھا۔

''کسی اور کی تو میں پروا نہیں کرتی مگر اماں جان نے میرے انکار کے بعد ایک سرد مہر رویہ اپنا لیا ہے بظاہر تو ایسا کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے لیکن ان کے تیور بدل گئے ہیں یہ میں دیکھ رہی ہوں۔''

''یہ نہیں ہو سکتا ممی! دادی جان کبھی نہیں بدل سکتیں' مجھے امید ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔'' وہ کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھا۔

''میں بچی نہیں ہوں طغرل! لہجوں میں چھپے تیروں کو میں پہچانتی ہوں' میرے انکار کو وہ برداشت نہیں کر سکی ہیں۔''

''کیسا انکار ممی! کیا بات ہوئی ہے آپ کی دادی سے؟''

''آپ کی اور پری کی شادی کرنے کی خواہش ہے ان کی' یہی کہہ رہی تھیں مجھ سے اور میں نے انکار کر دیا ہے۔''

''کیوں مما! ایسا کیوں کیا آپ نے؟'' وہ جو ان کی بات سن کر پہلے چونک اٹھا تھا پھر سنجیدگی سے گویا ہوا' اس کے انداز پر مدنہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور حیرانی سے گویا ہوئی تھیں۔

''اس لڑکی سے آپ کی بنتی کب ہے بیٹا! شادی عمر بھر کا بندھن ہوتا ہے آپ کی اور پری کی تمام زندگی کیسے گزرے گی؟''

''یہاں ذکر میری انڈرسٹینڈنگ کا نہیں ہے' یہاں ضروری یہ ہے کہ خواہش دادی جان کی ہے۔''

''کسی کی خواہش کی خاطر اپنی زندگی کو داؤ پر نہیں لگایا جاتا ہے طغرل! زندگی ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں۔''

''اگر بار بار مل بھی جاتی تو میں ہر بار خود کو دادی جان کی خواہش پر قربان کرنا قابل فخر سمجھتا ممی!'' وہ ان سے احترام آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا مگر دادی کے لیے محبت بے حد زور آوری لیے ہوئے تھی۔

''میں جانتی ہوں' آپ اماں جان سے بے حد محبت کرتے ہیں لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ میں ان سے محبت نہیں کرتی ہوں۔''

''یہ محبت تو نہیں ہے مما! اگر آپ دادو سے سچی محبت کرتیں تو ان کو منع کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا' آپ نے انکار کیوں کر دیا ہے؟''

''یہاں صرف ایک اماں جان کی خواہش کا سوال نہیں ہے طغرل! عامرہ' آصفہ ادھر صباحت ان سب کی خواہش ہے اپنی اپنی بیٹیوں کو میری بہو' آپ کی بیوی بنانے کی۔'' اس کی خفگی بھری سنجیدگی دیکھ کر وہ حقیقت بیان کر گئی تھیں۔

''یہاں تو بھڑوں کا چھتہ ہے جس سے دور رہنا ہی عقل مندی ہے اور اسپیشلی پری کا معاملہ تو بہت ہی گمبھیر ہے۔ اس کو بہو بنانے کا مطلب ہے سب سے دشمنی مول لی جائے۔'' وہ اکتائے ہوئے لہجے میں گویا ہوئیں۔

''کل تک تو آپ بہت ہمدرد تھیں پری کی' بہت ترس آتا تھا آپ کو اس پر؟ بہت دکھ ہوتا تھا اس کی تقدیر پر' آج آپ کو اسے سہارا دینے کا موقع ملا تو پیچھے ہٹ گئیں؟ سرینڈر کر دیا ہے آپ نے؟'' وہ ایک ایک لفظ جما کر کہہ رہا تھا۔

''ہمدردی فطری جذبہ ہے جو از خود ہم میں بیدار ہوتا ہے مگر ہمدردی سے ہم دل جوئی کر سکتے ہیں کسی کا مستقبل نہیں سنوار سکتے ہیں۔''

''یہ بہت بُرا ہوا ہے مما! آپ کو دادی جان کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے تھا' آپ نے دادی کو دکھی کر دیا ہے ان کا مان توڑ دیا ہے اور آپ کو شکایت ہے دادی جان سے؟'' وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر ملال و شرمندگی پھیل گئی تھی۔

''خیر' جو ہوا سو ہوا' اب اس کی خبر فراز کو نہ ہو تو بہتر ہے میں نے آپ کی بھلائی و بہتری کے لیے یہ سب کیا ہے۔'' وہ کھڑی ہوتی ہوئیں آہستگی سے گویا ہوئی تھیں۔

❋.......☆.......❋

فیاض بیڈ پر آنکھیں بند کیے نیم دراز تھے جب سے مثنیٰ کی ان سے اتفاقیہ ملاقات ہوئی تھی وہ تب سے کچھ زیادہ ہی تنہائی پسند ہو گئے تھے' ان کی نگاہوں میں مثنیٰ کا چہرہ اس کا دھیما و باوقار رکھ رکھاؤ گھومتا رہتا تھا شوخ و چنچل' اونچی آواز میں باتیں کرنے والی' بلند قہقہے لگانے والی مثنیٰ کم گو اور سنجیدہ ہو گئی تھی۔

''وہ خوش تھی یا مجھے جتانے کی کوشش کر رہی تھی؟ اگر وہ مجھے چھوڑ کر خوش ہے تو پھر اس کی آنکھوں میں بار بار امڈ آنے والی نمی کیوں تھی؟ جس کو وہ بہت نرمی سے ٹشو میں جذب کرتی تھی' وہ خوش تھی تو اس کے وجود سے ایک اداسی کیوں لپٹی ہوئی تھی؟ وہ مانوس اداسی جو میرے وجود سے بھی لپٹ گئی ہے میرے دل کو بھی اس نے اپنی گرفت میں جکڑ لیا ہے اور جس سے میں شاید آخری سانس تک پیچھا نہ چھڑا پاؤں گا۔'' ان کی آنکھوں کے گوشوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

''جب تم مجھ سے جدا ہوئی تھیں تو میں نے شدت سے یہ خواہش کی تھی کہ اب میں کبھی بھی تمہارا چہرہ نہ دیکھ پاؤں کہ مجھے معلوم تھا میں تمہیں دیکھوں گا اور پھر بھول نہ پاؤں گا' ہوا نا ایسا ہی میرے ساتھ' تمہیں دیکھا اور پھر کچھ مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے اور یہ بے اختیاری عمل ہے میں دہرے درد میں مبتلا ہو گیا ہوں' تمہیں کھونے کا دکھ حد سے سوا ہو گیا ہے تو دوسری طرف ضمیر کے کوڑوں کا بھی شکار ہو رہا ہوں' تمہیں یاد کر کے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ آہ! یہ کیسا مقام ہے میرے لیے تم جو کل تک میرے دل میں دھڑکن کی طرح بستی تھیں' آج میرے لیے شجر ممنوعہ ہو' غیر عورت ہو' بیوی کے ہوتے ہوئے میں غیر عورت کے بارے میں سوچ کر اس کے بھی حق سلب کر رہا ہوں۔''

''فیاض! آپ سو رہے ہیں؟ مگر یہ آنسو بہہ رہے ہیں؟'' صباحت اندر آئیں تو ان کی بند آنکھوں سے بہتے آنسو انہیں چونکا گئے۔

''سر میں درد ہو رہا ہے اس وجہ سے۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئے۔

''میں چائے اور ٹیبلٹ لاتی ہوں آپ کے لیے......''

''بات سنو' ادھر آؤ۔'' وہ آنکھیں کھول کر گویا ہوئے۔

''جی!'' وہ قریب آئیں تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ان کو قریب بٹھاتے ہوئے آزردگی سے کہا۔

''مجھے ٹیبلٹ کی ضرورت نہیں ہے اپنے ہاتھوں سے سر دباؤ آرام آ جائے گا' مجھے ضروری تو نہیں ہر درد کے لیے پین کلر ہی کھائی جائے۔''

''آپ بھی عجیب باتیں کرتے ہیں، اب وہ دور نہیں رہے جب بغیر ٹیبلٹ کھائے درد بھاگ جایا کرتا تھا، اب تو کھانا کھائیں یا نہیں کھائیں، میڈیسن تو کھانی پڑتی ہے۔''

''اگر تم سر دبادو گی تو کیا ہو جائے گا؟''

''مجھ سے سر، پاؤں وغیرہ نہیں دبائے جاتے فیاض۔'' وہ کہہ کر آرام سے وہاں سے چلی گئی تھیں انہوں نے بڑے کرب سے آنکھیں بند کر لی تھیں، ماضی کا ایک دریچہ وا ہو گیا۔

''یار! درد میں آرام آ گیا ہے، بس اب ہٹ جاؤ۔''

''خاموش ہو جاؤ پلیز! مجھے معلوم ہے ابھی آپ کے درد ہے جب یہ ختم ہوگا مجھے معلوم ہو جائے گا، آپ خاموشی سے لیٹے رہیں۔'' ثنی نے بہت نرمی سے ان کے سر کو دباتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کس طرح معلوم ہوگا؟'' اس نے اٹھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے شوخی سے کہا۔

''میرے دل کو معلوم ہو جاتا ہے۔'' وہ مسکرائی۔

''ہوں، یہ بات ہے اور کیا کیا معلوم ہوتا ہے تمہارے دل کو؟''

''آپ زیادہ باتیں مت بنائیں، لیٹ جائیں میں تیل لے کر آ رہی ہوں، آپ کے مساج کرتی ہوں۔'' وہ بیڈ سے اترتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''ایک گھنٹے سے سر دبا رہی تھیں، اب ایک گھنٹہ مساج میں لگاؤ گی، اتنی محنت کرنے سے بہتر ہے ایک پین کلر دے دیا کرو۔'' وہ اس کا آنچل تھام کر محبت سے گویا ہوئے۔

''جو محبت اور شفاء ہاتھوں میں ہوتی ہے وہ پین کلر میں کہاں۔'' ماضی کی بازگشت ان کی آنکھوں میں پھر نمی بھرنے لگی تھی۔

❁......☆......❁
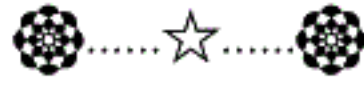
ساحر نے فون پر اس کو وہ حیات بخش خوش خبری سنادی تھی جس کو سننے کے لیے وہ رات و دن دعائیں مانگ رہی تھی، آج وہ بے حد خوش تھی۔ رات گئے یہ گھر اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا تھا مارے خوشی کے اس کے پاؤں زمین پر ہی نہیں ٹک رہے تھے، وہ تتلی کی مانند پورے گھر میں منڈلاتی پھر رہی تھی، اس کے مزاج میں موجود وہ چڑچڑاپن و بے زاری غائب تھی اس کی اس خوشی کو گھر میں سب نے ہی محسوس کیا تھا۔ وہ چچی کے ساتھ کچن میں کھانا بنانے میں مدد کر رہی تھی، آنگن میں کھانا کھاتے ہوئے فیض محمد نے قریب بیٹھی ہوئی فاطمہ سے جتانے والے لہجے میں مسکرا کر کہا۔

''دیکھو نیک بخت! کتنی خوشی خوشی کام میں لگی ہوئی ہے، تم تو ہر وقت شکایت کرتی رہتی ہو میری بچی کی، دیکھ لو اب کس طرح کام میں مصروف ہے۔''

''میں دشمن نہیں ہوں رخ کے ابا اس کی، بلکہ کوئی ماں اپنی اولاد کے لیے بُرا نہیں چاہے گی اور جہاں بات بیٹی کی آ جاتی ہے وہاں تو ہر ماں کا دل بے حد گداز ہو جاتا ہے۔''

''پھر کیا بات ہے فاطمہ! تم مجھے اداس و غمگین نظر آ رہی ہو۔''

''چند دن میں وہ ہم سے رخصت ہو جائے گی، وداع کر دیں گے ہم اسے اور اسی جدائی نے مجھے دکھی و مضطرب کر رکھا ہے۔'' فاطمہ کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

''جھلی ہوگئی ہے فاطمہ! ہم اپنی لاڈو کو کون سا میلوں دور وداع کریں گے، رخ ہمارے گھر میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہی رہے گی۔ بہت خوش رکھے گا گلفام اس کو، شادی کو ابھی دو ہفتے پڑے ہیں جو کام باقی رہ گیا ہے وہ کر لو، وقت پر یاد آیا تو پریشانی ہوگی، میں صبح مال کے سلسلے میں سندھ جاؤں گا۔''

''تیاری تو ساری ہی مکمل ہے' چھ ماہ سے ہم تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں' وقت پر کچھ رہ بھی گیا تو آ جائے گا۔''

ادھر وہ لوگ ماہ رخ کے بہترین مستقبل کی باتیں کر رہے تھے اور اس طرف ماہ رخ کچن میں چچی کا ہاتھ بٹانے کے ارادے سے نہیں گئی تھی بلکہ وہ ایک پلاننگ کے تحت وہاں موجود تھی' آج رات اس نے اس گھر کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا تھا' اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے موقع پاتے ہی ایک دن میڈیکل اسٹور سے نشہ آور میڈیسن خرید کر رکھ لی تھی جو اس نے چچی سے نگاہ بچا کر دودھ میں انڈیل دی تھی کیونکہ گھر میں سب کی عادت تھی رات کو دودھ پینے کی اور گھر والوں کی یہ عادت اس کے لیے نجات دھندہ بن گئی تھی۔ بہت فرماں بردارانہ انداز میں اس نے گلاسوں میں دودھ بھر کر پہلے چچا چچی کے کمرے میں پہنچائے تھے جواباً بہت ساری دعاؤں سے اس کو نوازا گیا تھا پھر وہ ٹرے اٹھائے' امی ابو کے کمرے میں آئی تھی' بہت محبت سے ان کو گلاس پیش کیے تھے۔

''سدا خوش رہو میری بیٹی! اللہ تم جیسی سعادت مند بیٹی ہر والدین کو عطا کرے۔'' ابو نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی۔

لمحے بھر کو اس کا دل کانپ اٹھا تھا' آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا تھا قبل اس کے کہ وہ لڑکھڑا کر گرتی فاطمہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا تھا۔

''سنبھل کر میری بچی! یہاں بیٹھو آؤ میرے پاس۔'' انہوں نے بڑی محبت سے اسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

''یہ دودھ تم پیو' میں اپنے لیے اور لے آؤں گی۔'' انہوں نے شفقت بھرے انداز میں گلاس اس کے منہ کے قریب کیا۔

''نہ......نہیں امی! میں یہ دودھ نہیں پیوں گی۔'' وہ بُری طرح گھبرا اٹھی تھی۔

''تم کمزور ہوگئی ہو اب تمہارا خاص خیال رکھنا پڑے گا مجھے۔'' وہ اس کی گھبراہٹ و گریز کو کیونکر جانتی بھلا؟

''نہیں امی! یہ آپ پئیں' میں نہیں پی رہی۔''

''تم کیوں نہیں پی رہی ہو؟''

''ارے نیک بخت! کیوں بچی سے بحث کر رہی ہو؟ وہ اتنی محبت سے لائی ہے تو پی لو۔ رخ کی جب مرضی ہوگی تو پی لے گی۔'' فیض محمد کی مداخلت پر اس کی جان میں جان آئی اور وہ اس وقت تک وہاں کھڑی بے قراری سے ان کو دیکھتی رہی جب تک انہوں نے گلاس خالی کر کے اس کے ہاتھ میں تھما دیئے وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی کچن میں آئی' گلاس اور ٹرے سنک میں رکھ کر وہ دبے دبے قدموں سے چچا اور چچی کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی' اس کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا' ٹھنڈے موسم میں بھی وہ پسینے میں شرابور ہو رہی تھی۔

اسے ایک خوف تھا

اسے ایک فکر تھی

اگر دوا نے اپنا کام نہیں دکھایا یا انہیں بے ہوش ہونے میں ٹائم لگا تو وہ پھر کبھی بھی اپنی خواہشوں کو نہ پا سکے گی' اس دنیا میں سب سے بڑا دکھ خواہشوں کا پورا نہ ہونا ہے اور وہ اس دکھ سے مرنا نہیں چاہتی تھی۔

بلی کی چال چلتی ہوئی وہ چچی کے کمرے کی کھڑکی کے قریب پہنچی تھی بے حد آہستگی سے پردہ ہٹا کر اندر جھانکا تھا اور دوسرے لمحے اس کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو گیا' اندر کی صورت حال عین اس کی توقع کے مطابق تھی۔

وہ دونوں بے سدھ پڑے ہوئے تھے اس نے اندر جا کر احتیاطاً ان کو ہلا جلا کر دیکھا زیادہ مقدار میں دی گئی دوا نے انہیں بالکل ہی بے سدھ و مدہوش کر ڈالا تھا۔

وہ تیزی سے کمرے سے نکلی' دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا کر وہ امی' ابو کے کمرے میں گئی تھی وہ بھی بے ہوش ہو چکے تھے۔ فاطمہ ڈھے جانے والے انداز میں پلنگ پر پڑی تھی جبکہ فیض محمد کروٹ کے بل لیٹا تھا اور اس کا ایک ہاتھ سرہانے سے لٹک رہا تھا۔ ان کی بے ہوشی سے مطمئن ہو کر وہ آگے بڑھی تھی معاً اس کا آنچل فیض محمد کے لٹکے ہوئے ہاتھ سے پھنس گیا تھا۔

''آہ......'' اس کا گویا دل اچھل کر حلق میں آ گیا' خوف زدہ نگاہوں سے اس نے باپ کے چہرے کی طرف دیکھا مگر وہاں ہوش مندی کے کوئی

آثار نہیں تھے اس چہرے پر مدہوشی طاری تھی' اس نے جھک کر ان کے ہاتھ میں لپٹا اپنا دوپٹہ ہٹایا تو اسے لگا گویا وہ التجا کر رہے ہوں' اپنی عزت کی بھیک مانگ رہے ہوں' اسے روک رہے ہو اس کا دل تو گویا اس لمحے پتھر ہو گیا تھا' اس نے ان کے ہاتھ سے دوپٹا ہٹایا اور بنا کسی پچھتاوے اور دکھ کے وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔

ایک تھکا دینے والی

اعصاب کو شل کر دینے والی

جدوجہد کے بعد سنہرا مستقبل اس کو ملا تھا جس کو وہ گنوا دینے کے لیے کبھی بھی تیار نہ تھی' یہاں بھی اس نے دروازے کے باہر سے کنڈی لگائی تھی اور پُرسکون انداز میں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں اسے ائرپورٹ جانے کی تیاریاں کرنی تھیں' وقت بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا' جو آج گلفام کراچی سے باہر گیا تھا۔

❁.....☆.....❁
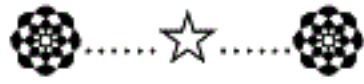
پری نماز عشاء کے بعد وظائف پڑھ رہی تھی' معاً اس کو دادی کے کمرے سے بہت عجیب سی آوازیں آ رہی تھیں وہ جو ان کے کمرے سے ملحق ٹیرس پر موجود تھی۔

اس نے آہستگی سے دروازے کی دوز سے جھانک کر اندر دیکھا اور اندر کا منظر اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔

دادی جان بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے گھٹنوں پر سر رکھے طغرل زاروقطار رو رہا تھا۔ طغرل جیسے مضبوط اعصاب بندے کو روتا دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گئی۔

''یا اللہ خیر!'' اس نے بُری طرح دھڑ دھڑ کرتے دل کے ساتھ دعا کی کیونکہ اس جیسے بندے کا رونا اور وہ بھی اس طرح کوئی معمولی بات تو نہ تھی۔

''میں نے بُرا نہیں مانا طغرل! میں بھلا بُرا کیوں مانوں گی مذنہ کے انکار کا' وہ ماں ہے تمہاری۔ مجھ سے زیادہ تم پر اس کا حق ہے' وہ تمہارے لیے اچھا ہی فیصلہ کرے گی۔'' دادی جان اس کے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی بولیں۔

''مما سے زیادہ حق آپ کا ہے دادو! وہ صرف ہماری ماں ہیں جب کہ آپ پپا کی بھی ماں ہیں' آپ کا ہم پر زیادہ حق ہے۔ کوئی بھی کام کرنے کے لیے آپ کو کسی سے بھی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے' جو آپ چاہتی ہیں وہ کریں۔'' اس کا وجیہہ چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

''میں تو اپنی من مانی کرتی رہی ہوں بیٹا! لیکن من مانی کرنے کی بھی ایک عمر ہوتی ہے۔ اب عمر نہیں ہے میری پھر میں قسم کھا کر کہتی ہوں میں نے مذنہ کے پری کو بہو بنانے سے انکار پر بُرا نہیں مانا ہے۔ ہاں کچھ دن افسوس ضرور رہا تھا پھر میں سمجھ گئی تمہارا اور پری کا جوڑا ہے ہی نہیں اگر پری تمہاری تقدیر میں ہوتی تو بات بن جاتی۔''

''میں تقدیر کو نہیں مانتا دادو! تدبیر سے تقدیر بدلی بھی جاسکتی ہے' ناممکن کو ممکن بنانا آسان ہے اس دور میں' میں پری کو اپنانے کو تیار ہوں' مجھے مما کی پروا نہیں ہے۔'' وہ ان کے ہاتھ چوم کر مضبوط لہجے میں بولا۔

دوسری طرف پری اپنا نام وذکر وہ بھی اس انداز میں سن کر بھربھری مٹی کی مانند بیٹھتی چلی گئی۔

''گستاخ مت بنو طغرل! اپنی ماں کے لیے اس انداز میں بات کرنا تم کو زیب نہیں دیتا۔'' وہ سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔

''مما نے جو آپ کے ساتھ کیا وہ ان کو زیب دیتا ہے؟''

''تم کیا بات کا بتنگڑ بنا کر بیٹھ گئے ہو ارے بھئی! میرے دل میں ایک بات آئی وہ میں نے مذنہ سے کہہ دی' بہو کو یہ رشتہ قبول نہیں تو میں کسی بھی اختیاری دباؤ کے بجائے اس کو اسی وقت ختم کر چکی ہوں' مذنہ نے نا معلوم تمہیں کیوں بتا دیا ہے؟ میں نے اسے تاکید کی تھی کسی کے آگے بھی یہ بات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے' میں نہیں چاہتی بھائیوں کے آپس میں دل خراب ہوں۔''

''آپ کو مجھ سے کہنا چاہیے تھا آپ نے مما سے کیوں کہا؟''

''ارے باؤلا ہوا ہے کیا لڑکے؟ اب تیری شادی کی بات کیا تجھ سے ہی کروں گی' اتنا بھی مجھے بے مول مت کر۔'' اس کو سرزنش کرتے ہوئے وہ آبدیدہ ہوگئیں۔

''میں مانتی ہوں' میری پری کے نصیب سوئے ہوئے ہیں مگر مجھے ربّ کی ذات سے امید ہے جب اس کے نصیب جاگیں گے تو سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔''

''میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں دادو! میں اسے بے حد خوش رکھوں گا' بہت زیادہ خوش۔'' وہ ان کے ہاتھ تھام کر عاجزانہ لہجے میں گویا ہوا۔

''معاف کرنا طغرل! میں نے تم سے بہت محبت کی ہے اور مرتے دم تک کرتی رہوں گی مگر...... میرے بچے! میں ایک بار پھر فیاض اور مثنیٰ کی کہانی نہیں دہرانا چاہتی' اللہ تم کو خوش رکھے' تم میری محبت میں یہ فیصلہ کر رہے ہو۔ فیاض تو بہت محبت وچاہت سے مثنیٰ کو بیاہ کر لایا تھا اور کیا حال ہوا اس کی محبت کا؟ آج دونوں علیحدہ گھر بسائے بیٹھے ہیں پھر افسوس کا مقام یہ ہے کہ دونوں خوش نہیں ہیں اور پری جیسا ہیرا ابھی مٹی میں رُل رہا ہے۔''

''انکل! مثنیٰ آنٹی کو حق نہ دلا سکے مگر میں پری کو حق دلانے کے لیے آخری حد تک جاؤں گا۔'' اس کے سنجیدہ لہجے میں ایک عزم تھا۔

''یہ سب کہنے کی باتیں ہوتی ہیں طغرل! محبت تو چڑھتے دریا کی مانند ہوتی ہے جب دریا اتر جاتا ہے تو تمام تلاطم وسرکشی بھول بیٹھتا ہے' شادی وہ رشتہ ہے جسے سب کی رضامندی سے طے ہونا چاہیے اس رشتے میں کسی کی بھی ذراسی ناپسندیدگی و بے رغبتی اس رشتے کو خراب کر دیتی ہے' پھر یہاں تو تمہاری ماں کی رضامندی نہیں میں کسی طرح بھی پری کو ایسے گھرانے کی بہو نہیں بننے دوں گی جہاں کوئی اسے ذرا سا بھی آنکھ میں میل لے کر دیکھے' تم بھول جاؤ اس بات کو اس طرح جیسے یہ بات ہوئی ہی نہیں ہے۔'' ان کا لہجہ حتمی تھا۔ اپنے وائٹ دوپٹے سے انہوں نے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا اور اس کی پیشانی کو چوما۔

''یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے دادی جان!'' وہ ان کی طرف دیکھتا ہوا امید بھری آواز سے پوچھ رہا تھا۔

''ہاں! آخری فیصلہ ہے۔'' ان کا لہجہ کپکپا رہا تھا۔

''تھوڑی سی گنجائش نکال لیں دادی جان!''

''نہیں بالکل نہیں' ریت کی دیواروں والا گھروندہ میں تمہیں بنانے کی اجازت نہیں دوں گی۔'' پھر وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر سنجیدگی سے گویا ہوئیں۔

''اپنے دل میں ایک گڑھا کھودو اور اس بات کو ہمیشہ کے لیے اس گڑھے میں دفنا دے اور بھول جا کہ ایسی بات کبھی ہوئی تھی ورنہ...... تُو میرا مرا منہ دیکھے گا۔''

✿......☆......✿

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

''بابا! یہ آپ کہاں جانے کی تیاری کر رہے ہیں؟''

مسز عابدی نے حیرانی سے کوٹ سوٹ میں نک سک سے تیار شیری کو اپنے ساتھ چلتے دیکھ کر استفسار کیا تھا۔

''آپ کے ساتھ مام!'' وہ ایک اسٹائل سے مسکرا کر گویا ہوا تھا۔

''میرے ساتھ؟ آپ کو معلوم ہے میں کہاں جا رہی ہوں؟''

''یس! میں جانتا ہوں آپ پرستان جا رہی ہیں' جہاں بے حد کیوٹ پریوں کی ملکہ رہتی ہے' یو نو کوئین آف فیری۔''

''مائی گاڈ شیری! میں نے کہا تھا ناں' وہاں میں آپ کو ساتھ نہیں لے جاسکتی' آپ کیا کریں گے وہاں جا کر؟'' وہ بیٹے کی اس خواہش پر جزبز ہو کر

گویا ہوئیں۔

''جو تصویریں آپ لے کر جارہی ہیں' میں وہاں جا کر ان کو اپنے ہاتھوں سے دینا چاہتا ہوں۔''

''اتنے جوتے پڑیں گے آپ کے جو آپ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے' فیاض بھائی کی جو مدر ہیں وہ بہت اسٹرک ہیں۔''

''ویل مما! آپ مجھے لے کر تو جائیں میں ان کے بھی اتنے بیوٹی فل فوٹو گرافس بناؤں گا وہ..........''

''شٹ اپ شیری!'' وہ بے ساختہ ہنس پڑی تھیں۔

''وہ بے حد سخت مزاج اور روایت پسند خاتون ہیں وہ ان سب باتوں کو پسند نہیں کرتی ہیں ابھی تو مجھے جا کر ان سے ایکسکیوز کرنا پڑے گی آپ کی اس حرکت کی۔'' وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی تھیں۔

''ڈونٹ وری مام! آپ پریشان نہ ہوں وہ کچھ نہیں کہیں گی' میں راضی کرلوں گا ان کو۔''

''پلیز شیری! بات سمجھنے کی کوشش کریں۔''

''اوکے لیکن آپ کو بھی ایک وعدہ کرنا ہوگا؟'' وہ گہرا سانس لیتے ہوئے گویا ہوا۔

''کوئی اوٹ پٹانگ بات نہیں ہوگی۔''

''آپ ان کو ڈنر پر انوائٹ کر کے آئیں اور اس کو اسپیشلی انوائٹ میری طرف سے کیجیے گا۔''

''میں یہ وعدہ نہیں کرسکتی ہوں' سوری!''

''پھر مجھے راستہ اپنے لیے از خود کلیئر کرنا پڑے گا؟'' اس نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے ذو معنی لہجے میں کہا۔

''شیری پلیز......بی سیریس! آپ کو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے' ایک عام سی لڑکی کے پیچھے کیوں خوار ہو رہے ہو؟''

''عام سی لڑکی؟'' وہ متحیر تھا۔

''اس کو میری نگاہ سے دیکھیں' پورے ورلڈ میں اس جیسی لڑکی نہیں ہے۔'' اس کے انداز میں بے خودی تھی۔

شیری کی بہت کوشش کے باوجود بھی مسز عابدی اس کو اپنے ساتھ لے کر نہیں گئی تھیں اور حسب عادت اپنی بات کو رد کیے جانے پر وہ روم میں بند ہوگیا تھا' موڈ بُری طرح آف تھا اس کا' اس نے لاکر سے پری کی تصویر نکالی تھی۔

اس کے ایک ایک نقش کو وہ غور سے دیکھتا رہا' کچھ بڑبڑاتا بھی رہا' پھر اس نے سگریٹ نکالی ایک کے بعد دیگرے کئی سگریٹیں پھونک ڈالیں۔

دل پھر بھی اس کا بے چین ہی رہا تھا اس نے پری کی تمام تصویریں اٹھا کر کوٹ کی جیب میں رکھیں اور کار کی چابی اٹھا کر روم سے نکل آیا تھا۔

''بابا صاحب آپ کہاں جارہے ہیں!'' ملازم نے اس کی غیر ہوتی حالت کو دیکھ کر خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

''آپ اس حالت میں کار ڈرائیو مت کریں صاحب!''

''شٹ اپ یو نانسینس!'' وہ اسے ڈانٹ کر آگے بڑھ گیا۔

❁......☆......❁

فراز صاحب کا سیریس ایکسیڈنٹ ہوا تھا' بھائی نے اسے فوراً سڈنی پہنچنے کو کہا تھا دل تو پہلے ہی اس کا ملال و تاسف کی زد میں تھا۔

اس کے آنسو بھی دادی کو پگھلا نہ سکے تھے کہ وہ پہلے ایک ایسے ہی فیصلے سے چوٹ کھائے بیٹھی تھیں اس نے بے حد کوشش کی دادی کے فیصلے کو سمجھنے کی مگر نامعلوم ایسا کیا تھا کہ وہ ایک گہری خاموشی کی زد میں آ گیا تھا۔

''یہ میں کیا سن رہی ہوں طغرل! تم سڈنی جارہے ہو؟'' سب سے زیادہ دادی کو ہی فکر ہوئی اس کے جانے کی۔

''جی دادو! کچھ اچانک کام آ گیا ہے میں جلد واپس آؤں گا۔''

''خیریت تو ہے نا؟ تو کہیں ناراض ہو کر تو نہیں جارہا ہے؟'' اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر گویا ہوئیں۔

''آپ سے ناراض ہو کر کیسے جی سکتا ہوں۔''

"اللہ تمہیں خوش رکھے کہاں جا رہے ہو تم اس وقت؟"

"آفس جا رہا ہوں کل کی فلائٹ ہے میری۔"

"اچھا جاؤ اللہ تمہیں اپنی امان میں رکھے نامعلوم کیوں تم مجھے پریشان دکھائی دے رہے ہو کوئی بات ہے کیا بیٹا؟" وہ جس بات کو سب سے چھپا رہا تھا سب کی پریشانی کے خیال سے وہ اماں اس کے چہرے سے بھانپ رہی تھیں۔

"آپ پریشان مت ہوں بس اچانک بزنس کے سلسلے میں جانا پڑ گیا ہے اس لیے فکر ہو رہی ہے۔" وہ ان کو تسلی دے کر باہر نکل آیا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ فراز صاحب اس پر بے حد رعب قائم کیے ہوئے تھے اور اس رعب میں وہ محبت وشفقت بھی تھی جو ایک بہترین و ذمہ دار باپ میں موجود ہوتی ہے ان کے سیریس حادثے کی خبر نے اسے سخت بے چین کر ڈالا تھا۔

وہ اسی سوچ میں گم کار ڈرائیو کر رہا تھا معاً دوسرے سائیڈ سے آنے والی کار اس کی کار کی طرف لہراتی ہوئی بڑھی تھی اور دوسرے لمحے وہ کار اس کی کار سے ٹکرا گئی تھی۔

......☆☆☆......

طغرل نے برق رفتاری سے کار کو ٹرن دیا تھا جس کے باعث وہ کسی بڑے حادثے سے بچ گیا تھا اور سامنے آنے والی گاڑی بونٹ سے ٹکرا کر رہ گئی تھی۔ طغرل کار سے باہر نکلا تو دوسری کار سے وہ شخص بھی باہر نکلا تھا اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"آئم سوری برادر!" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر معذرت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔ طغرل نے اس کی حالت سے اندازہ لگایا کہ وہ ڈرنک کیے ہوئے ہے۔

"ڈرنک کر کے ڈرائیونگ نہیں کرنی چاہیے مسٹر! اس طرح آپ کے ساتھ دوسروں کی زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔"

"جانتا ہوں لیکن مجھے اپنے غصے پر کنٹرول نہیں رہتا۔"

"کیا میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں؟" اس نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نو تھینکس......" وہ اس سے مصافحہ کر کے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے بری طرح لڑکھڑایا تھا اس دوران اس کی جیب سے ایک لفافہ نکل کر گرا تھا جس سے وہ بے خبر ہی رہا تھا۔

طغرل نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے غیر ارادی نگاہ اس طرف ڈالی تھی جہاں سے وہ کار گزری تھی اس جگہ ایک لفافہ پڑا تھا اس نے چونک کر دوسری جانب دیکھا تو وہ کار ہواؤں کے دوش پر اڑتی ہوئی جا رہی تھی پہلے تو اس نے سوچا اس لفافے کو نہ اٹھائے نامعلوم کیا تھا اس میں اور وہ کہاں اس اجنبی کو ڈھونڈتا پھرے گا مگر پھر اس کو کچھ اچھا محسوس نہیں ہوا اپنا اس طرح گزر جانا اس نے آگے بڑھ کر وہ لفافہ اٹھایا اور جیب میں بنا دیکھے ڈال کر کار کی طرف بڑھ آیا۔

۞......☆......۞

مسز عابدی دانشمند اور جہاندیدہ خاتون تھیں۔ فیاض صاحب کی فیملی سے پرانے مراسم کے باعث وہ گھر کے ماحول اور خصوصاً اماں جان کے رکھ رکھاؤ بارعب اور پرجلال شخصیت سے وہ بخوبی واقف تھیں۔ شیری اگر ان سے پرمیشن لیتا تو وہ کبھی بھی اسے پارس کی تصویریں بنانے کی اجازت نہیں دیتیں کہ وہ واقف تھیں شیری کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کو فیاض کی فیملی میں پسند نہیں کیا جائے گا اور ان کا اندیشہ درست ثابت ہوا جب اماں جان نے فون کر کے بغیر لحاظ کیے کھری کھری سنائیں اور حکم بھی صادر کیا کہ وہ پری کی تمام تصویریں لے کر گھر آئیں اور آج تصویریں ملتے ہی وہ فوراً ان کے گھر جانے کے لیے روانہ ہو گئی تھیں۔ شیری کے شدید اصرار کے باوجود اس کو ساتھ اس لیے نہیں لیا کہ کہیں اماں جان مزید طیش کا شکار نہ ہو جائیں مگر وہ جتنی خوفزدہ ہو کر گئی تھیں اماں جان نے بہت نرم و محبت بھرے انداز میں اس کا استقبال کیا بڑے روایتی انداز میں ان کی آؤ بھگت کی تھی۔

"رئیلی آنٹی! میں بڑی خوفزدہ تھی۔" وہ کافی کا سپ لیتی ہوئیں اماں جان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئیں۔

''ارے کس سے خوفزدہ ہو کر آئی تھیں بیٹا؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا تھا۔

''آپ سے آنٹی! یقین جانیے۔'' شیری نے میری بنا اجازت ہی پری کی فوٹو کھینچ لی تھیں اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی ایسا نہ ہونے دیتی، میں جانتی ہوں آپ کو یہ سب ناپسند ہے۔''

''تمہارے بیٹے نے کی تو بہت ہی نامعقول حرکت لیکن تم نے اور عابدی نے جس انداز میں معذرت کی اور اب تمہارا اس طرح یہاں ان تصویروں کا لا کر دینا مجھے مطمئن کر گیا ہے۔''

''بہت شکریہ آنٹی! مجھے اور عابدی کو آپ نے اپنا سمجھا۔ شیری کی اس حرکت کو درگزر کر کے اپنے بڑے پن کا ثبوت دیا ہے۔ دراصل شیری پڑھائی کے سلسلے میں ہم سے دور رہا ہے غیر ملک، غیر لوگوں میں رہ کر وہ اپنی اقدار و روایات کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ اب یہاں آ گیا ہے میں اس کی تربیت کرنے کی کوشش کروں گی۔'' وہ کافی پیتے ہوئے آہستگی سے کہہ رہی تھیں۔

''نیک ماں باپ کی اولاد ہے وہ اس بچے کو سمجھاؤں گی اپنے ماحول سے روشناس کرواؤں گی تو سب سمجھ جائے گا۔'' اماں جان کو ان کی عاجزی و تابعداری نے خاص متاثر کیا تھا۔ مستزاد ان کا وعدے کے مطابق تصویریں لانا ان کا غصہ زائل کر چکا تھا۔

''آنٹی! آپ کی دعائیں میرے ساتھ ہوں گی تو میں ہر مشکل مرحلے سے باآسانی گزر جاؤں گی پری کہاں ہیں؟ وہ سلام کر کے گئی ہیں تو پھر نہیں آئی ہیں۔'' وہ وہاں خاموش بیٹھی صباحت سے گویا ہوئیں۔

''وہ کہاں جائے گی ہو گی اپنے روم میں۔'' اماں کی موجودگی نے ان کو کوئی سخت جملہ کہنے سے باز رکھا۔

''کچن میں ہے پری میرے لیے پرہیزی کھانا بنا رہی ہے۔''

''امیزنگ، پری کوکنگ کر لیتی ہیں۔ وگرنہ آج کل تو لڑکیاں کچن کے نام سے ہی گھبراتی ہیں۔'' ان کے لہجے میں ستائش تھی۔

''میری پری ہر وہ کام کرتی ہے جس کام سے آج کل کی ہڈحرام لڑکیاں جان چھڑاتی ہیں بے حد سگھڑ اور سلیقہ مند ہے میری پری۔'' ان کے تعریفی انداز پر صباحت کے چہرے کے نقوش میں بے زاری و غصہ جھلکنے لگا تھا مسز عابدی کی آمد غیر متوقع ہوئی تھی۔

عادلہ اور عائزہ اپنی خالہ کے ہاں گئی تھیں ان کو پہلے ہی یہ ان کی آمد اور عادلہ کی غیر موجودگی سے دھچکا لگا تھا دوئم ان کو پری کی طرف ملتفف دیکھ کر ان کے اندر غم و غصے کا ہیجان سا برپا ہو رہا تھا۔

''ماشاء اللہ اس میں کوئی شک نہیں صورت و سیرت میں یکتا ہے پارس، آپ انہیں یہاں بلوائیں تو میں ان سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''

❁……☆……❁

رات ابھی زیادہ گہری نہیں ہوئی تھی مگر اس گھر کے در و دیواروں پر کچھ زیادہ ہی اندھیرا چھا گیا تھا صحن تلے کھڑا نیم کا درخت ساکت کھڑا تھا اس کی لاتعداد ٹہنیوں میں سجے بے شمار پتوں کو بھی گویا سکتہ سا ہو گیا تھا جو ذرا بھی جنبش نہیں کر رہے تھے ہر سو عجیب اداسی و خاموشی طاری ہو گئی تھی۔

ماہ رخ چند لمحے صحن میں کھڑی رہی بے حس و حرکت، اس کی دھڑکنوں کی صدا کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی، آنکھوں میں فتح مندی کی چمک وہ کھڑی اپنے دل کی دھڑکنوں کی خوشگواریت کو محسوس کرتی رہی اس کا رواں رواں مسرت کی لے پر جھوم رہا تھا۔

کچھ دیر تک کھڑی وہ اپنے گھر کی ہر شے کو حقارت سے دیکھتی رہی پھر ان چھوٹی دیواروں اور کچے پکے صحن والے گھر میں اسے بچپن سے کوئی انسیت نہ تھی وہ حسین تھی اور بچپن سے اسے اس حسن کا احساس دلایا گیا تھا اور یہ بھی احساس پختہ کیا گیا تھا کہ وہ اس گھر کے قابل نہیں ہے اس جیسی حسین لڑکی کو کسی بادشاہ کے ہاں پیدا ہونا چاہیے تھا وہ جھونپڑی میں نہیں محل میں رہنے کے قابل ہے۔ حسن وہ پردہ ہے جو اگر عورت کی عقل پر پڑ جائے تو اس سے پھر اچھائی و برائی، نیکی و بدی کی تمیز چھین لیتا ہے وہ یہ پردہ ماہ رخ کی عقل پر بچپن سے پڑا ہوا تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور طویل ہوتا چلا گیا تھا وہ خود غرض و خود پرستی کی انتہاؤں کو پہنچ گئی تھی۔ اپنے سوائے اس کو کسی کی کوئی پروا تھی نہ محبت کسی کی بھی زندگی سے بڑھ کر محبت کرنے والے والدین، خود سے بڑھ کر چاہنے والے چچا، چچی، چاہتوں کی حدوں سے بڑھ کر پیار کرنے والا گلفام کسی کی بھی چاہت اس کا راستہ نہ روک سکی تھی۔ اس نے ہمیشہ سے صرف ''وصول'' کیا تھا۔ کچھ دینے کی عادت نہیں تھی اس کی اور پھر بھی وہ زندگی سے خفا رہتی تھی اپنوں سے نالاں

رہتی تھی، سب کچھ پا کر بھی تہی داماں کی شکایت تھی۔ خواہشوں کے گھوڑے اس کے بے لگام ہو چکے تھے اور وہ آرزوؤں کی کھائی میں گرتی چلی گئی تھی۔

''اوہ! یہ کیا کر رہی ہوں میں؟ اتنی مشکل سے یہ گولڈن چانس آیا ہے اور میں یہاں فضول میں بیٹھ گئی ہوں، مجھے اس گھر میں پیدا ہی نہیں ہونا چاہیے تھا میں اس گھر کے لیے نہیں بنی ہوں میں تو محلوں میں رہنے والی شہزادیوں سے زیادہ خوب صورت ہوں۔ ساحر ایک شہزادہ ہی تو ہے۔ جو مجھے پہچان گیا ہے اور لے جا رہا ہے مجھے اپنے دل کی شہزادی بنا کر اپنے محل کی ملکہ بنانے جہاں ہر جگہ میری ہی حکمرانی ہوگی۔'' اس کو ایک دم ہی خیال آیا تھا اور وہ مسرور انداز میں سوچتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔ گھر والوں کی نظروں سے چھپ کر وہ پہلے ہی تمام زیورات اور عروسی ملبوسات (جو اس کی شادی کے لیے تیار کیے گئے تھے) تمام سامان رکھ کر وہ سوٹ کیس چھپا چکی تھی اس نے بیڈ کے نیچے سے سوٹ کیس نکال کر احتیاطاً سامان چیک کیا جو اسی طرح رکھا ہوا تھا۔ پھر اس نے ساحر کو فون کیا اور بتایا کہ وہ تمام سامان لے کر تیار ہے۔

''یہ کیا حماقت ہے تم نے گھر سے کچھ لے کر نہیں آنا ہے سمجھیں۔''

دوسری طرف سے وہ اس کی بات سن کر حیران رہ گئی تھی۔

❁......☆......❁

مثنیٰ نے صفدر جمال کی طرف دیکھا ڈیڑھ ماہ کا عرصہ وہ لندن میں گزار کر آئے تھے اور پہلی بار وہ بے حد اپ سیٹ اور رنجیدہ تھے۔ سعود نے آنے سے نا صرف انکار کیا بلکہ وہ ان کے اصرار سے تنگ آ کر بغیر بتائے کہیں چلا گیا تھا اور کال کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ اس کو ڈھونڈنے کی کوشش نہ کریں۔ ان کی واپسی کے بعد وہ خود واپس اپنے اپارٹمنٹ آ جائے گا۔

ان کو لندن سے واپس آئے کئی دن ہو گئے تھے مگر ان گزرے دنوں میں بھی ان کی سنجیدگی و رنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

''آپ کب تک سوگ منائیں گے صفدر! سعود کے آپ کے ساتھ پاکستان نہ آنے کا؟ ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔'' وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''مثنیٰ مجھے سعود کے یہاں نہ آنے کا افسوس نہیں ہے۔''

''پھر کیا سوچ رہے ہیں آپ؟'' انہوں نے ان کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے محبت سے پوچھا تھا۔

''یہی اس دور کی اولاد کتنی ہٹ دھرم و خود غرض ہے۔ والدین بچوں کی طرف کیا کچھ نہیں کرتے ہیں۔ ان کی خوشیوں کی خاطر، ان کی آرزوؤں کی خاطر خود کو قربان کر دیتے ہیں۔ ہم نے بھی سعود کی خاطر اس کی ہر خواہش سے سمجھوتا کیا اپنی مسرتوں پر اس کی خواہشوں کو ترجیح دی۔'' وہ بکھرے بکھرے لہجے میں کہہ رہے تھے۔

''اس نے جواباً کیا دیا؟ ایک ہرجائی لڑکی کی بے وفائی نے اس کی نگاہوں میں سب کو بے وفا اور دھوکے باز بنا ڈالا ہے۔''

''بچہ ہے وہ ابھی، باشعور ہوگا تو سمجھ جائے گا۔''

''بچہ ہے، بے وقوف مت بنو یار! کیوں مذاق اڑاتی ہو؟'' وہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوئے تھے۔

''آپ آرام کریں صفدر! پریشان مت ہوں پلیز، جب کہیں ہم ناکام ہو رہے ہوں تو وہ معاملہ اللہ پر چھوڑ کر صبر کر لینا چاہیے بے شک پروردگار ہی ہر معاملے کو سلجھانے والا ہے اور مجھے امید ہے یہ معاملہ بھی وہی حل کرے گا۔''

❁......☆......❁

طغرل اور مزنہ کی جانے کی تیاریاں ہو چکی تھیں انہوں نے فراز صاحب کی طبیعت کا مصلحتاً کسی کو نہیں بتایا تھا طغرل نے فیاض صاحب سے یہ سب شیئر کرنا بھی چاہا تو ان کو کسی وجہ سے بے حد خاموش اور پریشان دیکھ کر بتا نہ سکا تھا اور اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔

اس نے کوٹ اتار کر وارڈروب میں لٹکایا۔ اس کوٹ کی جیب میں وہی سفید لفافہ تھا جو اس کو بالکل بھی یاد نہ تھا۔

وہ باتھ روم سے نائٹ ڈریس میں باہر آیا تو مزنہ وہاں موجود تھیں۔

''بیٹا! میں سوچ رہی ہوں، اماں جان کو بتادوں فراز کے بارے میں؟'' وہ آہستگی سے استفسار کرنے لگی تھیں۔
''نہیں مما! دادی جان برداشت نہیں کر پائیں گی، پریشان ہو جائیں گی معمولی سی بھی ٹینشن ان کے لیے صحیح نہیں ہے۔''
''ہوں، یہی فکر مجھے بھی لاحق ہے۔''
''کسی کو بھی مت بتائیں آپ، بلاوجہ سب یہاں پریشان ہوں گے۔''
''لیکن کل کو شکوہ بھی ہوگا کہ ہمیں غیر سمجھا گیا یہاں لوگوں کی عادت بھی بے حد عجیب ہے۔''
مذنہ منہ بنا کر گویا ہوئی تھیں۔ ان کے لہجے میں بےزاری تھی۔
''مما! یہ عادت نہیں محبت ہوتی ہے جو رشتوں کو جوڑتی ہے۔'' وہ نوٹ کر رہا تھا دادی جان نے جب سے پری کے پرپوزل کی بات کی تھی تب سے وہ سب سے ہی بدظن و متنفر ہو گئی تھیں۔
''محبت سب جانتی ہوں میں، یہاں کی محبتوں اور رشتوں داریوں کو، ہم جیسے لوگوں کو یہاں کے لوگ قربانی کا بکرا سمجھتے ہیں۔''
''پلیز مما! آپ دکھی نہ ہوں۔''
''یہاں تو لوگ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے چکر میں لگے رہتے ہیں۔ میں واپس آ کر تو یہاں رہنے والی نہیں ہوں۔''
''اوکے مما ہمارا گھر تیار ہو جائے گا کنسٹرکشن بہت ہی تیز ہو رہی ہے آپ کی یہ خواہش ہے تو میں اور بھی جلدی کام کرنے کا آرڈر دے دوں گا۔''
''ہاں کہہ دو۔'' وہ اطمینان سے گویا ہوئیں۔
''جی اوکے، دادی کا روم میں نے اپنے پورشن میں بنوا دیا ہے دادی جان کو میں اپنے ساتھ ہی رکھوں گا۔''

❁......☆......❁
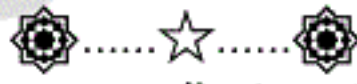
عادلہ اور عائزہ خالہ کے ہاں جانے کے بجائے راحیل کے گھر آ گئی تھی۔ عائزہ پہلے ہی اس کو بتا چکی تھی تو وہ آج بہت بہتر حلیے میں ان کو ملا تھا اور دل سے ویلکم کیا تھا وہ اس نیم تاریک ڈرائنگ روم میں موجود تھیں۔ جہاں دن کی روشنی میں بھی گھٹن و تاریکی تھی۔
عائزہ اس سے اپنے مخصوص بےتکلف انداز میں گفتگو کر رہی تھی۔ جس میں کال نہ کرنے، نہ ملنے کے گلے شکوے سر فہرست تھے۔
''تم خود ہی تو کہتی ہو یار! میں کال نہ کیا کروں۔ موقع دیکھ کر تم خود کال کرو گی۔'' وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔
''یہی بات تم ملنے پر کہتی ہو، خود موقع دیکھ کر ملنے آؤ گی۔ اب بتاؤ تم اس میں میری غلطی کہاں ہے؟''
''تمہارے پاس تو بہانے ہوتے ہیں تم مجھ سے خود ملنا نہیں چاہتے ہو، اگر ٹرائی کرو تو کوئی سبیل نکل سکتی ہے، مگر......!''
''اب ناراض مت ہو کہ بیٹھ جانا، پھر میں نے منایا تو مائنڈ کرو گی۔'' وہ بات عائزہ سے کر رہا تھا اور اس کی نگاہیں گاہے بگاہے عادلہ کے چہرے پر ٹھہر ٹھہر جاتی تھیں۔ اب بھی وہ اسی انداز میں اس کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا تھا اس کی اس عامیانہ حرکت سے عادلہ کو کوفت ہو رہی تھی۔
''اچھا، کسی شرارت کی ضرورت نہیں ہے انڈراسٹینڈ۔'' عائزہ جھینپ کر مسکراتی ہوئی گویا ہوئی۔
''چلو اب، ہمیں خالہ کے ہاں بھی جانا ہے اگر دیر ہوئی تو......!''
''کچھ نہیں ہوگا، ڈونٹ وری میں سنبھال لوں گی سب۔'' وہ اس کی بات قطع کر کے بےفکری سے گویا ہوئی تھی۔
''تمہاری سسٹر کو اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے؟'' اس نے بےتکلفی سے کہا۔
''یہ بےچاری کبھی کسی کے ساتھ ڈیٹ پر نہیں گئی ہے نا اس لیے۔'' عائزہ نے عادلہ کی طرف دیکھ کر کہا پھر دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بےباکی سے ہنس پڑے تھے۔
''میں یہاں تم لوگوں کی بکواس سننے نہیں آئی ہوں۔ بہتر یہی ہے اب یہاں سے چلنے کی کرو۔''
عادلہ غصے سے اسے گھورتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی کھڑی ہوئی۔

''آپ مائنڈ کر گئیں سوری، غصہ مت ہوں میں کولڈ ڈرنک لاتا ہوں۔'' راحیل کھڑا ہوتا ہوا گویا ہوا اس کے انداز میں حد درجہ بے تکلفی تھی۔

''صرف کولڈ ڈرنک نہیں ساتھ کچھ اسنیکس بھی لے آنا ورنہ گھر جا کر عادلہ مجھے تمہاری کنجوسی کے طعنے دے گی۔''

''تم نے بتایا نہیں میں تو بڑا دل والا ہوں۔'' اس کا لہجہ عجیب سا تھا۔

''صرف دل ہی نہیں ''جیب'' بھی بڑی ہونی چاہیے۔''

وہ طنزیہ انداز میں بولی تو عائزہ نے خفگی سے اسے دیکھا تھا اور راحیل کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل گئی۔

......☆☆☆......

''گیٹ بند کر کے آ رہی ہوں۔'' اس نے عادلہ کی طرف دیکھے بغر کہا۔

''تم میں طاقت نہیں رہی طغرل سے مقابلہ کرنے کی؟'' وہ تنہائی پاتے ہی اس سے سخت شکایتی انداز میں گویا ہوئی۔

''بزدلی کا طعنہ مت دو، بہت طاقت ہے میرے بازوؤں میں ابھی۔'' وہ غرا کر گویا ہوا۔

''پھر کیوں وہ ابھی تک زندہ پھر رہا ہے؟''

''چند دن انتظار کرو، ابھی ایک دوست کے سلسلے میں پولیس سے مجھے دور رہنا پڑ رہا ہے یہ معاملہ حل ہوتے ہی میں سب سے پہلے اپنے راستے میں آنے والی اس دیوار کو گرا دوں گا۔''

گیلری میں وہ اس کو تسلیاں دینے میں لگا ہوا تھا اور اندر کمرے میں بیٹھی عادلہ کو وہ عجیب و غریب دبی دبی سی سرگوشیاں پھر سنائی دینے لگی تھیں جو پہلے بھی اسے سنائی دی تھیں اور وہ خوفزدہ ہو کر وہاں سے عادلہ کے ساتھ چلی گئی تھیں۔ اب بھی وہی گھٹی گھٹی آوازیں تھیں۔ اس کا دل بری طرح دھڑکنے لگا تھا خشک موسم میں بھی وہ پسینہ پسینہ ہو گئی تھی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے در و دیوار کو دیکھا جہاں ہر چیز اجڑی و بے ترتیب تھی اور نیم تاریک کمرے میں سب کچھ آسیب زدہ، وحشت زدہ لگ رہا تھا۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ اس کو لگ رہا تھا وہ سرگوشیاں تیز ہو رہی ہیں۔ اس نے بھاگنا چاہا نہیں بھاگ سکی عائزہ کو پکارنا چاہا۔

حلق خشک ہو گیا زبان تالو سے چپک کر رہ گئی۔

وہ گھٹی گھٹی سرگوشیاں اتنی بلند ہونے لگیں گویا ہر سمت سے وہ آوازیں آنے لگی تھیں اس کی نگاہوں میں دادی جان کا چہرہ آیا ان کی قرأت کرتی نرم آواز سماعتوں میں گونجنے لگی گویا برق سی لہرائی اور وہ ایک دم اٹھ کر آوازوں کی سمت چل پڑی۔

۞......☆......۞

''یہ...... کیا کہہ رہے ہیں آپ ساحر۔''

''جو تم نے سنا وہی کہہ رہا ہوں، مجھے کچھ نہیں چاہیے۔''

''مگر کیوں؟ میرے پاس جو زیورات ہیں ان کی قیمت لاکھوں......!''

''اوہ، تم کیا مجھ کو اتنا گیا گزرا گرا ہوا آدمی سمجھتی ہو؟ میں ان معمولی سی جیولری کا کیا کروں گا ڈیئر؟'' اس کے نرم لہجے میں یک دم ہی محبت کی خوش بو مہک اٹھی تھی۔

''میرے پاس دولت کی کوئی کمی نہیں ہے۔''

''ساحر، پلیز میں خالی ہاتھ نہیں آنا چاہتی۔ پھر اس جیولری پر میرا حق ہے یہ میرے لیے ہی بنوائی گئی ہے میں کس طرح اپنے حق کو چھوڑ دوں؟ پھر کل کو ہمارے درمیان کبھی لڑائی ہوئی تو آپ یہی طعنہ دیں گے میں خالی ہاتھ آئی تھی آپ کے پاس۔'' وہ روانی سے بولتی چلی گئی دوسری طرف سے ابھرنے والے بے ساختہ قہقہے نے اس کو خاصا کنفیوز کر دیا اور وہ چپ ہو گئی۔

''مائی گاڈ! تم مجھ سے لڑنے کی پلاننگ بھی کر چکی ہو''

''پلاننگ تو نہیں۔'' وہ مسکرا اٹھی تھی۔

''پھر محبت سے پہلے جھگڑا؟ یہ کیسی محبت ہے بھئی؟''

''جھگڑا وہیں ہوتا ہے جہاں پیار ہوتا ہے آپ خود سوچیں۔ کتنی محبت کرتی ہوں میں آپ سے۔''

آج وہ اس قدر خوش تھی کہ بات بے بات مسکرائے جارہی تھی۔

''دور بیٹھ کر ایسی باتیں کرنا شدید ظلم ہے بندے پر۔''

''آ کر لے جائیں مجھے میں خود آپ سے دور رہنا نہیں چاہتی ساحر۔''

''راستا کلیئر ہے؟'' از خود ان کے لہجوں میں احتیاط در آئی تھی۔

''کلیئر ہے میں نے دوا بڑی مقدار میں دودھ میں مکس کردی تھی۔ یہ لوگ آج تو کیا کل بھی مشکل سے ہی اٹھیں گے۔'' وہ اس وقت بیٹی نہیں تھی۔ خواہشوں کی ہوس میں لپٹی کوئی بدروح لگ رہی تھی۔

''ویل ڈن ویل ڈن میری جان، بس فٹافٹ سڑک تک آجاؤ میں آرہا ہوں، اوکے بائے۔'' وہ ریسیور رکھ کر تیزی سے تیار ہونے لگی تھی تیار ہو کر جانے کے لیے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تھا۔

☆
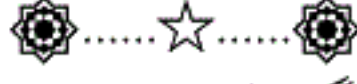
نشے کی زیادتی کے باعث شیری کو اردگرد کا خیال ہی نہ تھا وہ گھر آ کر اسی حالت میں سو گیا تھا۔ مسز عابدی جب گھر آئیں تو ملازم سے معلوم ہوا وہ نشے میں گھر سے گیا تھا اور چند گھنٹوں بعد اس حالت میں لوٹ آیا تھا وہ گہرا سانس لے کر اس کے روم میں گئی تھیں۔ وہ بیڈ پر مدہوش پڑا تھا پاؤں سے جوتے تک نہیں اتارے تھے اس نے۔

''شیری! میرے بچے۔'' اس کی طرف بڑھی تھیں اور سیدھا کرنا چاہا تھا مگر وہ تیس سال کا صحت مند جوان تھا ان کے کمزور بازو اس کے بے ترتیب پڑے بدن کو کروٹ دلانے میں ناکام رہے تھے صرف اس کے پاؤں سے شوز اتارنے میں کامیاب رہی تھیں۔ پھر ملازم کی مدد سے وہ اس کی ٹائی اور کوٹ علیحدہ کر کے اسے آرام دہ طریقہ سے لیٹا کر کمبل اوڑھا کر نائٹ بلب آن کر کے باہر نکل آئی تھیں۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر وہ ان کے درمیان موجود تھا نکھرا نکھرا ہشاش بشاش اس کو دیکھ کر کہیں سے بھی محسوس نہ ہوتا تھا کہ وہ مضبوط و تروتازہ دکھائی دینے والا مرد جب نشے کی زیادتی کا شکار ہوتا ہے تو کسی شکستہ دیوار کی مانند بکھر جاتا ہے اور اس کی یہ حالت ماں کے دل کو ضربیں لگاتی تھی ان کی مسکراتی نگاہوں میں اس کے لیے پیار و ملال تھا۔

''کیا دیکھ رہی ہیں بیگم! ہمارے بیٹے کو نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا؟'' عابدی نے پورج کھاتے ہوئے شوخی سے پوچھا۔

''میری نظر تو رات و دن بابا کی ''نظر'' اتارتی ہیں پھر بھلا میری نظر کیوں لگنے لگی بابا کو۔'' وہ مسکرا کر بیٹے کی طرف دیکھنے لگی تھیں جو خاموشی سے جوس پی رہا تھا اس کے آگے نیوز پیپر ز تھے۔

''اوہ، اس کا مطلب ہے آپ نے ہمیں کسی اور کی نگاہوں کا مرکز بننے کے لیے کھلی چھٹی دے دی ہے؟'' وہ سنجیدہ ہوئے۔

''آپ کا مطلب کیا ہے؟''

وہ سخت متعجب تھیں۔ وہ ان کے انداز کو نا سمجھ سکی تھیں۔ جب کہ شیری نے اخبار سے نگاہ اٹھا کر باپ کی طرف ایک لمحے کو شوخی سے دیکھا تھا۔ وہ ان کی بات سمجھ گیا تھا مگر ماں کے خیال سے مسکرایا نہ تھا۔

''مطلب بالکل صاف ہے تم ہر وقت اپنے بیٹے پر نگاہ رکھتی ہو۔ تم کو میری پروا نہیں ہے۔'' وہ ہنوز سنجیدہ تھے۔

''میری بالکل سمجھ نہیں آ رہی ہیں آپ کی باتیں نا معلوم کیا بات کر رہے ہیں۔'' وہ سر جھٹک کر سلائس پر جیم لگانے لگیں۔

''پاپا! کیوں ماما کو پریشان کر رہے ہیں۔ ڈائریکٹ کہہ دیں جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔'' وہ سیدھا بیٹھتا ہوا گویا ہوا۔

''جو مزہ ان ڈائریکٹ بات کہنے میں ہے وہ ڈائریکٹ کہنے میں کہاں ہے اور آپ کی ماما تو اتنی کوڑھ مغز ہیں کہ......!''

''سب سمجھتی ہوں میں اب ایسی بھی آدھے دماغ کی عورت نہیں ہوں جو آپ کی بات سمجھ نہ سکوں۔ سمجھ نہیں آتا مردوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا

ہوتا ہے؟ جیسے جیسے یہ لوگ بوڑھاپے کی سرحدیں عبور کرنے لگتے ہیں تو بوڑھاپا ان کو جوانی کے سبز باغ دکھا کر کیوں ورغلانے کی کوشش میں محو رہتا ہے؟'' ان کی بات کے جواب میں وہ خاصے جلے کٹے انداز میں گویا ہوئی تھیں۔ شیری تو خاموش رہا جب کہ عابدی بے ساختہ قہقہہ لگا بیٹھے تھے۔

''زیادتی کر رہی ہیں بیگم آپ' تم نے وہ مثل نہیں سنی کہ گھوڑا اور مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔''

''ایکسکیوزمی ابھی آتا ہوں۔'' ان کی نوک جھونک جاری تھی معاً شیری کی نگاہوں میں ایک برق لہرائی کوئی خیال آیا تھا پھر وہ معذرت کرتا ہوا ہوا کے کسی تیز و تند بگولے کی مانند لمحے بھر میں ڈائننگ روم سے بنا ناشتہ کیے نکل گیا تھا۔

''یہ بابا کو کیا ہوا ہے؟'' مسز عابدی حیرت سے گویا ہوئی۔

''پتا نہیں' تم پریشان مت ہو آ جائے گا ابھی' ناشتہ کرو۔'' عابدی صاحب کے پروقار لہجے میں قدرے بے پروائی تھی۔

''نا معلوم اس لڑکے کو ہر کام کی جلد بازی کیوں ہوتی ہے گھر سے دور رہ کر ہماری پرواہی نہیں ہے جو دل میں آتا ہے وہ کر گزرتے ہیں۔'' ان کے لہجے میں دکھ بھری شکایت ابھر آئی تھی۔

''خیریت تو ہے نا؟ آپ کو شیری سے کیا شکایتیں ہو گئی ہیں؟'' ان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگے۔

''آپ کو معلوم نہیں ہے شیری نے فیاض بھائی کی بیٹی کی تصویریں بنائی تھیں۔ وہ ان کو تفصیل سے ہر بات بتانے لگیں۔

⁂......☆......⁂

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ملازمہ کو ٹیبل صاف کرنے کا کہہ کر صباحت عادلہ اور عائزہ کے مشترکہ روم میں آ گئی تھیں۔ عائزہ صوفے میں دھنسی بیٹھی سیل فون پر میسج ٹائپ کرنے میں مگن تھی۔ صباحت کو اس نے ایک پل کو اچٹتی نگاہوں سے دیکھ کر پھر مصروف ہو گئی تھی۔ اس کے انداز میں اعتماد و بے خوفی تھی۔

صباحت نے حسب عادت اس کی اس بے پروا اور بے نیازی کو نظر انداز کر دیا تھا اور بیڈ پر لیٹی عادلہ کی طرف بڑھ آئی۔ جس کی کل رات سے طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس نے ناشتہ بھی روم میں ہی کیا تھا۔

''کیسی طبیعت ہے بیٹا!'' انہوں نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

''بخار تو اب نہیں ہے شاید کمزوری کے باعث اٹھ نہیں پا رہی ہو۔''

''جی' ممی! میں بہت کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔'' عادلہ کی کراری آواز میں لاغر پن جھلک آیا تھا۔

''ایک ہی دن میں برسوں کی بیمار دکھائی دے رہی ہو فکر مت کرو میں پری کو کہہ آئی ہوں وہ تمہارے لیے چکن سوپ تیار کر رہی ہے۔'' پھر انہوں نے ایک نگاہ عائزہ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''عائزہ! ملازمہ سے کہو وہ فریج سے سیب نکال کر جوس بنائے۔''

''سوری ممی' میں اس ٹائم بے حد بزی ہوں۔''

''فالتو بات مت کرو' ملازمہ سے جا کر کہہ دو وہ خود لے آئے گی۔''

''ممی میں نے کہا نا ٹائم نہیں ہے میرے پاس اور یہ عادلہ تو سدا کی کھاؤ پیر ہے بہانے بنا کر اس کو کھانا آتا ہے۔''

''بکواس مت کرو۔ تم سے اچھی تو وہ پری ہے سگی بہن نہ ہوتے ہوئے بھی اس کو اتنا خیال ہے عادلہ کا۔ میں اس سے کہنے گئی تو وہ پہلے ہی اس کے لیے چکن سوپ تیار کرنے میں مصروف تھی اور ایک تم ہو جو ملازمہ کو کہنے پر بھی راضی نہیں ہو خود تو کیا کرو گی۔'' اس کی بدتمیزی و بے حسی پر وہ جل کر گویا ہوئیں۔

''پری کی مثال نہ دیں آپ' اس کی تو عادت ہے اسی طرح سب کی غلامی کر کے اپنی تعریف کرانے کی اور مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا اور اسی دوران اس کی نگاہیں اسکرین پر اور انگلیاں ٹائپ کر رہی تھیں۔

''میں پوچھتی ہوں آخر تم کس سے راز و نیاز میں مصروف ہو جو میری طرف دیکھ کر بات کرنے کی بھی فرصت نہیں ہے' کتنی بار سمجھایا ہے یہ ہر

وقت موبائل تمہارے ہاتھ میں اچھا نہیں لگتا ہے۔'' ماں کے بدلتے تیوروں نے اس کو الرٹ کر دیا وہ مسکرا کر بولی۔

''اپنی فرینڈ سے بات کر رہی ہوں اور کس سے کروں گی ممی۔''

''کون سی فرینڈ ہے تمہاری ایسی جو ہر وقت فری رہتی ہے۔''

''آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے۔'' وہ منہ بسور کر گویا ہوئی اس دوران عادلہ آنکھیں بند کر کے لیٹی رہی۔

''میں تو تمہاری ہر بات پر یقین کرتی ہوں کل بھی تم دونوں سارا دن اپنی فرینڈ کے ساتھ گزار کر آئیں اور میں نے پوچھا وہ کون سی فرینڈ ہے جو تم کو بلاتی ہے اور خود یہاں نہیں آتی۔''

''پوچھا کریں نا ممی! آپ پوچھتی کیوں نہیں ہیں تب ہی......!''

''میری جان تم چپ لیٹی رہو طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری اور ممی کو ہم پر اعتماد ہے تو کیوں پوچھیں گی؟'' عادلہ کو بولتے دیکھ کر عائزہ برق رفتاری سے اس کی طرف آئی تھی اور لہجے کو نرم کر کے بڑی محبت سے دونوں سے مخاطب ہوئی تھی۔

''ممی! آپ کو ہم پر بھروسا نہیں ہے......؟''

''مجھے ہے میں اپنی بچیوں پر بھروسا نہیں کروں گی تو کس پر کروں گی۔ مگر بات میری نہیں تمہارے پاپا اور دادی کی ہے ان کو یقین کون دلائے گا اور اسپیشلی تمہاری دادی اس بڑھیا کو تو بال کی کھال نکالنے کی عادت ہے اس عمر میں بھی ان کا حافظہ غضب کا ہے۔ مجال ہے جو کوئی بات بھول جائیں میں بھول جاتی ہوں مگر وہ نہیں بھولتی ہیں۔'' عائزہ کی توجہ نے ان کے موڈ کو بدل ڈالا تھا۔

''ہمیں دادی کی پروا نہیں ہے ممی! آپ کا اعتماد ہمارے لیے کافی ہے۔'' عادلہ لیٹی ہوئی بہن کے پل پل بدلتے موڈ کو دیکھ کر سوچ رہی تھی وہ کس قدر بے ضمیر اور خود غرض لڑکی ہے چند لمحوں قبل کس قدر اس کی آنکھوں میں اجنبیت و سرد مہری تھی۔

وہ میسیج کے ذریعے راحیل سے گفتگو میں مصروف تھی اور اس دوران اس کو صباحت کی مداخلت ذرا نہ بھائی تھی اور وہ ان کو نظر انداز کیے اپنے کام میں مصروف تھی اور جب اس کو عادلہ کی طرف سے راز فاش کرنے کا خطرہ ہوا تو اس کے منہ سے پھول جھڑنے لگے تھے۔
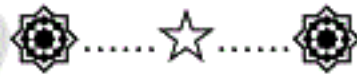
رات کا نا معلوم کون سا پہر تھا۔

بے خبر سوئی ہوئی پری کی کچھ عجیب کھڑ پڑ کی آوازوں سے آنکھ کھلی تھی۔ اس نے چہرے سے معمولی سا کمبل ہٹا کر دیکھا کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی میں دادی اسے کارپٹ پر بیٹھی دکھائی دی تھیں۔ ابھی وہ کمبل سے نکلنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ دادی نے ایک نظر اس کو اس طرح دیکھا گویا یہ تصدیق کرنا چاہ رہی ہوں کہ وہ بے دار تو نہیں ہوگئی اور اس لمحے جو بے بسی و بے کسی ان کی بوڑھی آنکھوں میں تھی اس کا بھرم رکھنے والے انداز نے پری جیسی بے حد حساس و گداز دل لڑکی کو پتھر کا بنا دیا تھا وہ کوئی جنبش نہ کر سکی کسی مجسمے کی مانند لیٹی رہ گئی۔

دادی چند لمحے محتاط نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے کے بعد مطمئن ہو کر اپنے کام میں لگ گئی تھیں۔ ان کے سامنے ایک چھوٹی سی خوب صورت جڑاؤ صندوقچی رکھی ہوئی تھی وہ چاندی بنی صندوقچی تھی جس پر سرخ' ہرے' جامنی اور زرد رنگوں اور کندن کا دیدہ زیب کام تھا۔ یہ صندوقچی ان کے بہترین حالات کی نشانی تھی جس کو وہ بڑی حفاظت نفاست سے رکھتی تھیں۔ اس میں ان کی تمام قیمتی چیزیں تھیں۔ یہ کسی وقت میں قیمتی زیورات' تحفوں اور رقوم سے بھری رہتی تھی اور جب آزمائشوں کا دور شروع ہوا تو اچھے دنوں کے ساتھ ساتھ یہ چیزیں بھی ضرورتوں کے تحت ان سے دور ہوتی چلی گئیں اور اب ان کے پاس ماسوائے ایک طلائی نیکلس سیٹ کے اور کچھ دیگر معمولی سی چھوٹی موٹی چیزوں کے باقی نہ بچا تھا جو وہ کسی کو تحائف کی صورت میں نہیں دی سکتی تھیں۔ صندوقچی میں موجود ہر چیز کا انہوں نے کئی بار بغور جائزہ لیا اور پھر مایوس ہو کر انہوں نے اس میں سے نکالا ہوا سامان واپس منتقل کرنا شروع کر دیا تھا اور اس عمل کے ساتھ ہی ان کے چہرے پر آنسو لکیروں کی صورت میں بہنے لگے تھے۔

''میرے مالک! یہ دن بھی تیری اس گناہ گار بندی کو دیکھنا تھا۔ کسی زمانے میں یہ ہاتھ صدقات و خیرات اور تحفے تحائف بانٹتے نہ تھکتے تھے اور آج......!'' وہ اس وقت اتنی جذباتی اور شکستہ دل ہو رہی تھیں کہ اپنی بڑبڑاہٹ کے تیز ہونے کا ان کو احساس بھی نہ ہوا تھا۔ جو پری دم سادھے سن

رہی تھی۔ دادی کی طرح اس کے آنسو بھی بے آواز بہہ رہے تھے وہ دھندلائی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہی تھی۔

''یہ کڑا وقت آن پڑا ہے میں خالی ہاتھ بیٹھی ہوں۔ مدنہ اور طغرل جا رہے ہیں اور میں ان کے ساتھ اپنے بیٹا' بہو' پوتے' پوتی کو کوئی تحفہ بھی بھیجنے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ کیا سوچیں گے وہ لوگ ان کی ماں' ان کی دادی ان سے پیار نہیں کرتی ہے۔ تحائف تو محبت کی نشانی ہوتے ہیں مدنہ اور طغرل کیا کچھ نہ لائے تھے ہر چیز قیمتی اور خوب صورت تھی اور میں تو ان کو معمولی سی چیز بھی دینے کے قابل نہیں رہی ہوں کیا کروں؟ کس سے کہوں؟ فیاض نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے وہ سب کے لیے تحفے لے آیا ہے مگر میں کہاں سے رقم لاؤں؟ فیاض سے کیا کہوں وہ تو پہلے ہی قرضوں میں جکڑا ہوا ہے اور اب بھی تحفے لانے کے لیے اس نے قرض ہی لیا ہوگا۔'' دادی کو بڑھاپے نے کمزوری عطا کی تھی۔

وہ صندوقچی کوٹھ کانے پر رکھ کر آہستگی سے بیڈ پر دراز ہوگئی تھیں۔ ان سے زیادہ رویا تو نہیں گیا ملال وحسرتوں کے تمام رنگ اپنے چہرے پر سجا کر وہ جلد ہی نیند سے ہم آغوش ہوگئی تھیں۔ مگر کمبل میں منہ چھپائے پری کے آنسو بہتے رہے تھے۔

گہری اداسیاں اس کی روح تک میں اترتی چلی گئی تھیں۔ دبیز افسردگی کے سمندر میں وہ ڈوبتی جا رہی تھی وہ کسی بھی صورت دادی جان کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کرسکتی تھی۔

وہ ساری رات اس کی آنکھوں میں کٹی تھی۔ بڑی اذیت بھری رات تھی دادی کی آنکھوں سے گرنے والے آنسو گویا اس کے دل پر برستے رہے تھے اس رات کی صبح بڑی اداسیوں کے سنگ نمودار ہوئی تھی۔ فجر کی نماز اس نے دادی کے ساتھ ہی ادا کی تھی۔

پریشانیوں اور تنگ دستی کے احساس نے دادی کی ساری توانائی حوصلے چکنا چور کر دیے تھے خواہشیں اگر پوری نہ ہوں تو انسان کو بے بسی کا احساس دلاتی ہیں۔ زندگی کا حسن چھین لیتی ہیں۔ خوشیوں کے رنگ پھیکے پڑنے لگتے ہیں وہ تو بچپن سے اس درد کا شکار تھی۔ دادی کے اس درد کو اس سے زیادہ کون محسوس کرسکتا تھا؟ انہوں نے بہ مشکل اشراق کی نماز ادا کی تھی اور لیٹ گئی تھیں۔ پری نے انہیں بیڈٹی کے ہمراہ ایک خواب آور گولی دی تھی کہ کچھ دیر بعد ہی وہ گہری نیند سوگئی تھیں۔ ان کو گہری نیند میں محو دیکھ کر پری آہستگی سے بیڈ سے اٹھی اور شال اوڑھ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ اس کے قدم اسٹور روم کی جانب بڑھ رہے تھے جہاں ٹرنک میں وہ تمام گفٹس محفوظ تھے جو ثنی اور عشرت جہاں کی طرف سے اس کو وقتاً فوقتاً ملتے رہتے تھے۔ وہ کبھی ان کو استعمال نہیں کرتی تھی۔ اس کا دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ گفٹس اس کو خوش کرنے کے لیے اپنائیت کا اظہار کرنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں مگر وہ جانتی تھی وہ مہنگے ترین امپورٹڈ چیزیں کبھی بھی ان خوشیوں کا نعم البدل ثابت نہیں ہوسکتیں جو ماں باپ نے علیحدہ ہو کر اس سے چھین لی تھیں۔

اس کے احساسات کے برعکس عادلہ اور عائزہ بہت بے تکلفی سے اس کی چیزیں استعمال کرنے لگی تھیں۔ جس پر اس کو کوئی اعتراض نہ تھا مگر دادی جان نے اس کے گفٹس اپنے ہاتھوں میں ٹرنک میں رکھ کر تالا لگایا اور چابی اپنے پاس رکھنے لگی تھیں۔

وہ چابی ساتھ لے آئی تھی اور دادی کے بے دار ہونے سے قبل وہ اپنی رات بھر کی سوچوں کو عملی جامہ پہنانا چاہتی تھی۔

۞......☆......۞

''یہ بہت اچھی ہے' تم خوامخواہ پریشان رہیں۔'' ان سے تفصیلی بات سن کر عابدی چائے پیتے ہوئے اطمینان سے گویا ہوئے۔

''پریشان' میں تو سخت خوفزدہ ہوگئی تھی۔ فون پر بات کرتے وقت ان کا انداز اتنا جارحانہ تھا مجھے فیل ہو رہا تھا ابھی فون سے نکل کر ہی وہ مجھ پر جوتے برسانا شروع کر دیں گی۔''

ان کے لہجے میں سخت مرعوبیت تھی عابدی مسکرا اٹھے تھے۔

''میں جانتا ہوں ان کے مزاج کو وہ بے حد اصول پسند اور روایت پرست ہیں مگر ان میں خوبی بھی ہے کہ وہ مہمان نواز ہونے کے علاوہ درگزر سے کام لیتی ہیں بے حد شفیق و پرخلوص نیچر ہے ان کی۔''

''جی بالکل ان سے مل کر مجھے احساس ہوا تھا کہ وہ بے حد سوئیٹ ہیں۔''

''شیری کو سمجھاؤ' اگلی دفعہ وہ ایسی اسٹوپڈ حرکت نہ کرے' آفس جا کر میں شیری کی حرکت پر ایکسکیوز کرلوں گا فیاض سے۔'' وہ اٹھتے ہوئے

سنجیدگی سے گویا ہوئے تھے۔

''جی بہتر۔'' حسب عادت وہ عابدی کو کار تک چھوڑنے آئی تھیں اور جب وہ اندر آئیں تو ملازم حیران پریشان اپنی جانب آتا ہوا ملا۔

''ارے کیا ہوا خیرو؟ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟''

''بیگم صاحبہ! بابا صاحب بے حد غصہ میں ہیں۔''

''کیوں...... کیا ہوا؟''

''وہ کسی کی تصویریں تلاش کررہے ہیں جو مل نہیں رہی ہیں۔'' ملازم بری طرح گھبرایا ہوا تھا۔ سرد موسم میں بھی اس کو پسینہ آرہا تھا۔

''تصویریں...... آؤ میرے ساتھ۔''

وہ گرم شال لپیٹتی ہوئی تیز تیز قدموں سے آگے بڑھی تھیں اور شیری کے روم میں داخل ہو کر وہ سکتے کی کیفیت کا شکار ہوگئی تھیں۔

''اوہ! کم ان ماما۔ پلیز پری کی فوٹو گراف ڈھونڈنے میں میری مدد کریں وہ کہیں گم ہوگئی ہیں۔''

بہت پریشان لہجے میں وہ ان سے مخاطب ہوا تھا۔ اس کے کمرے کی کوئی بھی شے ٹھکانے پر نہیں تھی۔ ایک ہفتے قبل ہی کتنے چاؤ سے اس کے آنے سے قبل اس کا روم ڈیکوریٹ کروایا تھا جسے اجاڑنے میں اس نے گھنٹہ بھی نہیں لگایا تھا۔ وارڈ روب سے تمام کپڑے، کتابیں، کشنز، ڈیکوریشن پیسز، حتیٰ کہ بیڈ سے تکیے اور میٹرس کو بھی دور پھینک دیا گیا تھا۔ کارپٹ پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی اور اس تمام بکھیڑے کے درمیان وہ کسی مسافر کی طرح لٹا پٹا کھڑا تھا اس کے چہرے پر پریشانی ہی پریشانی رقصاں تھی۔

''شیری! یہ کیا حال کردیا ہے آپ نے روم کا؟ ایسا محسوس ہوتا ہے خدانخواستہ یہاں کوئی بہت بڑی ڈکیتی ہوئی ہے۔''

''ڈکیتی ہی تو ہوئی ہے ماما۔'' وہ مضطربانہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''پری کی فوٹو گرافی کی ڈکیتی ہوئی ہے۔ ان سے بڑھ کر اور قیمتی شے کیا ہوگی یہاں۔''

اس کا لہجہ عجیب تھا ملازم کی موجودگی میں مزید بات کرنا انہیں اچھا نہیں لگا وہ اسے جانے کا کہہ کر گیٹ بند ہونے کے بعد اس سے مخاطب ہوئیں۔

''پری کی فوٹو گرافس تو میں اس کی گرینڈ مدر کو دے آئی تھی پھر وہ آپ کو یہاں کیسے ملیں گی؟''

''ایک کاپی میں نے آپ کو دی تھی اور ایک اپنے پاس رکھی تھی۔''

''کیا! ایک آپ نے اپنے پاس رکھی تھی مگر کیوں؟ میں تو سمجھی تھی آپ نے دونوں دے دی ہیں۔''

وہ سخت متعجب تھیں انہوں نے خاموشی سے بنا دیکھے وہ تصویروں والا لفافہ دادی جان کے ہاتھ میں دے دیا تھا انہیں چیک نہ کیا تھا۔

''ماما پلیز! اس وقت بہت ٹینشن میں ہوں میں، مجھ سے کوئی سوال جواب مت کریں آپ۔ اس خیرو کے بچے کو بلاؤ وہی یہاں کی ڈسٹنگ کرواتا ہے اس نے ہی مس کیے ہیں۔''

اس کے انداز میں غصہ بڑھنے لگا تھا۔

''بابا پہلے ناشتا تو کرلیں پھر میں خیرو سے......!''

''مجھے بھوک نہیں ماما، مجھے فوٹو گرافس چاہیے۔''

''یہ غلط ہے بابا! یہ چیٹنگ کی ہے آپ نے میں نہیں جانتی تھی آپ نے ایک سیریل رکھ لی ہے یہ اچھا نہیں ہے آپ کے ڈیڈی کو معلوم ہوا تو وہ بھی ناراض ہوں گے اور پری کی فیملی بھی۔''

''مجھے پروا نہیں، مجھے صرف وہ فوٹو گرافس چاہیے اور بس۔'' اس نے بے پروائی سے کہا اور تیز تیز آواز میں ملازم کو پکارنے لگا۔

''جی صاحب!'' سہما سہما خیرو اندر آکر گویا ہوا۔

''خیرو۔ تم نے یہاں کوئی تصویروں کا لفافہ دیکھا ہے کیا؟'' شیری کے بگڑے تیور دیکھ کر وہ خود استفسار کرنے لگی تھیں۔

''تصویروں والا لفافہ بیگم صاحبہ' جو آپ کے ہاتھ میں تھا کل۔''

''ہاں' ہاں وہی۔'' شیری نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کرنے چاہے تو ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہہ کر اس سے مخاطب ہوئیں۔

''جی وہی دیکھا تھا آپ نے؟''

''جی ہاں بیگم صاحبہ! کل آپ کے جانے کے بعد بابا صاحب باہر گئے تھے تو ان کے ہاتھ میں تھا۔'' اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''میرے ہاتھ میں تھا تم نے دیکھا تھا میرے ہاتھ میں۔'' وہ اس کے قریب آ کر پوچھنے لگا۔

''جی......جی صاحب وہ لفافہ آپ نے کوٹ کی جیب میں ڈالا تھا اور چلے گئے تھے میں اس وقت کار کے قریب ہی تھا۔''

''اچھا ٹھیک ہے جا کر بابا کے لیے ناشتا لگاؤ۔''

''جی اچھا۔'' وہ کہہ کر چلا گیا۔ مسز عابدی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا۔

''خیر و یہاں کا بہت پرانا اور وفادار ملازم ہے وہ کبھی بھی غلط بیانی نہیں کر سکتا ہے آپ اچھی طرح یاد کریں اور میرے خیال میں ایک بار جا کر گاڑی میں بھی چیک کر لیں شاید......!''

''یہ اچھا آئیڈیا ہے۔'' وہ ایک جوش کے عالم میں آگے بڑھا۔

''پہلے ناشتا کر لیں بابا ایسا بھی کیا ہے؟''

''سوری ماما۔ میں ابھی آتا ہوں۔''

وہ ہوا کی تیزی سے آگے بڑھا تھا مسز عابدی اس کی حرکتوں پر دنگ تھیں۔ اس نے کار کا کونا کونا چھان مارا مگر نتیجہ وہی صفر رہا تھا۔ ناکامی پر اس نے غصے سے دروازہ بند کیا تھا اور اسی لمحے دروازے کے باہر پڑے گہرے اسکریچ پر اس کی نگاہ گئی تھی جو آگے بونٹ تک چلا گیا تھا اور وہ چند لمحے کھڑا حیرانی سے سوچتا رہا پھر کسی بھولے خواب کی طرح اس کو یاد آیا۔ ذہن میں دھندلے دھندلے سے کچھ عکس واضح ہوتے چلے گئے۔ اسے یاد آیا کل جب وہ ماما کے جانے کے بعد مدہوشی کی حالت میں باہر نکلا تھا تو تصویریں اس نے جیب میں رکھ لی تھیں پھر وہ خود پر کنٹرول نہ رکھ پایا تھا اور کار ایک دوسری کار سے ٹکرا گئی تھی۔ وہ باہر نکلا تھا اس نے نوجوان سے معذرت کی تھی اس کی صورت یاد نہیں تھی لیکن دل نے کہا۔

''اوہ شٹ' فوٹو گرافس اسی دوران ہی کہیں گر گئے ہیں۔''

۞......☆......۞

وہ دروازہ تھا......

اس کے لیے وہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلنا گویا صور اسرافیل پھونکنے کے مترادف تھا۔ وہ بے ساختہ چیختی ہوئی بیڈ پر چڑھ گئی تھی۔ کیونکہ دو بلیاں خونخوار انداز میں لڑتی ہوئی عین اس کے دروازے پر گری تھی اور ان کے بوجھ سے دروازہ زوردار آواز میں وا ہوا تھا۔ بلیاں اٹھ کر بھاگ چکی تھیں اور وہ بری طرح دھڑکتے ہوئے دل کو پکڑے کئی لمحوں تک کھلے دروازے کو دیکھتی رہی تھی۔

خاصی دیر وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی' چند لمحوں قبل جو کچھ بھی ہوا وہ اسے خوف سے ادھ موا کر چکا تھا۔ خوف نے اس کی قوت ہی سلب کر لی تھی۔ وہ سمجھی تھی گلفام آ گیا ہے۔

گلفام آتا تو پھر کچھ نہیں بچتا اس کے چہرے کی سیاہی کالک بن کر اس کے مقدر پر چھا جاتی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ رانی سے نوکرانی بن کر رہ جاتی اپنی ماں اور چچی کی طرح اسی بوسیدہ گھر میں قید ہو جاتی اور خواب صرف خواب ہی بن جاتے کبھی تعبیر نہ پانے کے لیے۔

''افوہ کیا مصیبت ہے یہ آج سوچیں مجھے کیوں اتنا جکڑ رہی ہیں۔ مجھے ان کے قریب میں نہیں آنا ہے ان ساری زنجیروں کو توڑ کر جانا ہے۔'' وہ سر جھٹک کر اٹھی تھی۔

سینڈل پہن کر چندری دوپٹے کو رسی کی طرح شانے پر ڈالا اور بہت پرسکون انداز میں وہ قدم بہ قدم اس گھر سے دور ہوتی چلی گئی پھر بھی اس کا

دل نہ تڑپا تھا۔

جس گھر میں اس کو بے تحاشا پیار ملا تھا...... جہاں وہ اپنی اپنی من مانی کرتی تھی‘ اس کو کچھ بھی ملال نہ تھا۔ کوئی رشتہ‘ کوئی محبت لمحے بھر کو بھی اس کے پاؤں نہ ڈگمگا سکی تھی وہ زمین پر نہیں گویا اس کے دلوں پر پاؤں رکھ کر آگے بڑھتی چلی گئی‘ بڑھتی چلی گئی۔ سڑک پر ساحر کار لیے کھڑا تھا اسے دیکھ کر قریب آ کر گویا ہوا۔

”تم آ گئیں۔“ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چاہت سے گویا ہوا۔

”ہاں‘ ہمیشہ کے لیے آ گئی ہوں سب کو چھوڑ کر۔“

۞......☆......۞
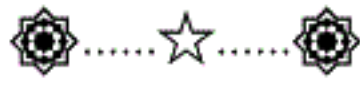
”ڈیڈی کی طبیعت کیسی ہے بھابی؟“ پری تمام گفٹس لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جب لاؤنج سے آتی طغرل کی پریشان کن آواز سن کر ٹھٹک کر کھڑکی سے قریب ہی رک گئی تھی۔

”ڈونٹ وری آپ پریشان مت ہوں۔ مما اور میں آ رہے ہیں ڈاکٹرز سے میں خود بات کرلوں گا آپ پریشان نہ ہو میں آ رہا ہوں۔“ چند لمحوں تک وہ بھائی کو تسلی و دلاسہ دیتا رہا تھا۔

”یا اللہ تاؤ جان کو کیا ہوا ہے؟“ طغرل کی آواز سے لگ رہا تھا وہ بے حد پریشان ہے اس کے دل میں عجیب عجیب وسوسے جنم لینے لگے اس نے ہاتھوں میں پکڑے گفٹس‘ قریبی ایک کارنر پر رکھے تھے اور اندر گئی تھی۔

”طغرل بھائی‘ تاؤ کو کیا ہوا ہے؟“ وہ اس کی لرزتی ہوئی آواز سن کر دیکھنے لگا تھا۔ اس کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ نامعلوم ضبط سے تھیں یا نیند کی کمی کے باعث سرخ و اداس آنکھیں جن میں کچھ کچھ نمی سی چمک رہی تھی۔ اس کے خوب صورت بال بے ترتیب تھے۔ شیو بھی بڑھی ہوئی تھی۔ وائٹ کرتا سوٹ میں اس کی حالت بہت رنجیدہ و بکھری بکھری سی تھی۔

”طغرل بھائی! بتائیں نا پلیز تاؤ کو کیا ہوا ہے؟“ وہ پہلی دفعہ اس کے قریب بیٹھی تھی اور شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

”ہاں‘ آں...... کچھ نہیں...... کچھ بھی تو نہیں ہوا ڈیڈی کو۔“ وہ جو سب کو سوتا ہوا سمجھ کر بھائی کو کال کرنے بیٹھ گیا تھا اب سامنے پری کو دیکھ کر اس کو دھچکا لگا تھا بڑی مشکل سے خود کو سنبھال پایا تھا۔

”جھوٹ مت بولیں طغرل بھائی میں نے سب سن لیا ہے۔“ وہ کسی بھی لمحے رونے والی تھی۔

”پلیز بتائیں نا‘ خاموش کیوں ہیں کیا ہوا ہے تاؤ کو؟“

”میں تم پر اعتماد کرسکتا ہوں پارس! اس حادثے کی خبر میں نے یہاں کسی کو بھی نہیں دی ہے ڈیڈی بے حد دور ہیں اور اس کی خبر سب کو ہوگئی تو یہ فاصلے دلوں پر بہت گراں گزریں گے۔“ وہ بے حد بدلا ہوا تھا۔

لہجہ بہت دھیما تھا گہری سنجیدگی تھی اس کے انداز میں اس کی یہی سنجیدگی اور دگرگوں حالت اس کو متوحش کر رہی تھی۔

”تاؤ ٹھیک ہیں کیا ہوا ہے انہیں‘ کہاں ہیں وہ؟“ آنسو تیزی سے اس کے رخساروں پر بہنے لگے تھے۔ طغرل کے شانے پر رکھے اس کے ہاتھ میں لرزش بڑھ گئی تھی۔

”ریلیکس پارس! ڈیڈی ٹھیک ہیں ان کا معمولی نوعیت کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے چند دن قبل وہ اب بہتر ہیں۔“

پری کو بتاتے وقت اس نے اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی سعی کی تھی تاکہ وہ پریشان نہ ہوں لیکن وہ احساسات سے بنی لڑکی تھی دوسروں کا دکھ محسوس کرنے والی تھی‘ پھر یہ تو اس کے تایا تھے جنہوں نے دل و جان سے اس سے محبت کی تھی۔ فیاض نے اب کچھ کچھ اس کے سر پر دست شفقت رکھا تھا اور تاؤ نے بچپن سے اس کو باپ کی طرح محبت دی تھی ان کی تکلیف وہ اپنے دل میں محسوس کرنے لگی تھی۔

”وہ بہتر نہیں ہیں طغرل بھائی‘ میرا دل کہتا ہے وہ بہتر نہیں ہیں۔“ اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونا شروع کر دیا تھا۔

”خود کو سنبھالو پارس! تم اس طرح روتی رہیں تو باہر آواز جائے گی اور سب کو معلوم ہو جائے گا جو میں نہیں چاہتا۔“

وہ اس کو اس طرح سے روتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گیا تھا مگر وہ تو گویا سماعت سے عاری ہو گئی تھی کچھ سنائی دے رہا تھا نہ دکھائی اس کی نگاہیں ان مناظر پر دوڑ رہی تھیں۔ جن میں تاؤ اپنی پروقار و شفیق شخصیت کے ساتھ موجود تھے۔ بے شمار مناظر تھے جن میں وہ اسے پیار کر رہے تھے۔ ٹافیاں دے رہے تھے وہ ان کی گود میں تھی تو کہیں شانوں پر' کہیں آئسکریم کھاتے ہوئے تو کہیں فٹ بال کھیلتے ہوئے تیزی سے مناظر بدل رہے تھے۔ وہ گاہے بگاہے آتے رہتے تھے اور ہر بار ہی ان کی محبت اس کے لیے بڑھی ہوئی ہوتی تھی پچھلے سال وہ آئے تھے۔ ہمیشہ کی طرح وہ ان کی آمد پر خوش اور جانے پر رنجیدہ تھی۔

''پارس پلیز' مت روؤ تم نے یہ سب کو بتا دیا تو مسئلہ ہو جائے گا۔ فیملی میں ٹینشن پھیل جائے گی۔''

وہ چہرے سے اس کا ہاتھ ہٹاتا ہوا نرمی سے گویا ہوا تھا۔

''تم یہاں سب کو پریشان ہوتا ہوا دیکھ سکتی ہو؟''

''پریشان بھی تو اپنوں کے لیے ہوا جاتا ہے جو پریشان ہوتے ہیں وہ دعائیں بھی تو کرتے ہیں۔ دوا کے ساتھ دعا کی بھی تو ضرورت ہوتی ہے طغرل بھائی۔'' وہ بھیگے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو میں مانتا ہوں ان باتوں کو دعا پر دوا سے زیادہ یقین بھی ہے مجھ کو لیکن کچھ لوگ ہمیں اتنے عزیز ہوتے ہیں کہ ہم ان کو رتی بھر بھی دکھ دینا نہیں چاہتے۔ دادی کی حالت دیکھی ہے تم نے؟ وہ کس طرح یہ دکھ برداشت کر سکیں گی' فیاض انکل کو نا معلوم دن بہ دن کیا ہوتا جا رہا ہے۔ وہ کمزور سے کمزور تر ہوتے جا رہے ہیں۔ میں ان سے بھی یہ شیئر نہیں کر سکتا وہاں جا کر ڈیڈی کی حالت بہتر ہوتے ہی انکل کو انفارم کر دوں گا۔''

خوشیاں شاید کبھی ایک دوسرے کو قریب کرنے کا باعث نہیں بنتی ہوں۔ دکھ ہمیشہ ایک دوسرے کے قریب کر دیتا ہے۔ کل تک وہ اس شخص کی پرچھائیں سے بھی نالاں تھی اور آج وہ اس کے قریب بیٹھی تھی۔ رو رہی تھی۔

اس کا دکھ اسے اپنا دکھ محسوس ہو رہا تھا۔

اس کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے اور طغرل کے آنسوؤں سے دل جل تھل ہو رہا تھا۔ مرد اور عورت کے آنسوؤں میں یہی فرق ہوتا ہے وہ رونا بھی چاہے تو آنسو آنکھوں میں جم جاتے ہیں۔

''وعدہ کرو مجھ سے میرے جانے کے بعد کسی کو نہیں بتاؤ گی' کسی کو ذرا بھی محسوس نہیں ہونے دو گی ڈیڈی کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں۔''

''یہ کس طرح ممکن ہے؟'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

''ممکن ہے پارس! تم اسے ممکن بنا سکتی ہو' تم ڈیڈی کے لیے دعا کر سکتی ہو' تمہاری دعائیں ان کو زندگی کی طرف سے آئیں گی۔ وہ خود یہاں آئیں گے تمہارے پاس سب کے پاس بس تم ہمت سے کام لینا۔''

اس کا لہجہ نرم نرم گرتی پھوار کی مانند تھا وہ اس کے قریب بیٹھا تھا اور اس کے ملبوس سے پھوٹتی پرفیوم کی مہک اس کا احاطہ کیے ہوئے تھی اور اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اگر احساس تھا تو اس دکھ کا جو ان دونوں کا مشترکہ تھا فراز کو ان دونوں سے یکساں محبت تھی۔

❁......☆......❁
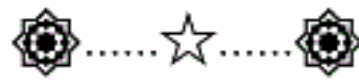
صباحت نے عادلہ کی طرف دیکھا تھا وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی اس نے ان کی موجودگی کو گویا محسوس ہی نہیں کیا تھا اور صباحت فکر مندی سے اس سے گویا ہوئی تھیں۔

''عادلہ میں نوٹ کر رہی ہوں کچھ دنوں سے تم بہت بجھی بجھی سی رہتی ہو کوئی پرابلم ہے کیا میری جان؟''

''پرابلم۔'' اس نے چونک کر ماں کی طرف دیکھا۔

''مما! آپ عائزہ کی شادی جتنی جلد ہو سکے کر دیں۔''

”عائزہ کی شادی، تمہیں کیوں بیٹھے بٹھائے عائزہ کی شادی کی فکر ستانے لگی؟ کیوں پھر تم دونوں کا جھگڑا ہوا ہے کیا؟“
”میں چاہتی ہوں اس کی جلد از جلد شادی ہو جائے۔“
”تمہارے چاہنے سے کیا ہو گا بیٹا؟ شادی باتوں سے نہیں ہوتی ہے نوٹوں سے ہوتی ہے جو تمہارے پاپا کے پاس نہیں ہیں۔“
وہ حسب عادت بے پروائی سے گویا ہوئی تھیں ہمیشہ کی طرح انہوں نے بات کی گہرائی کو سمجھنے کی سعی نہ کی تھی کہ عادلہ اچانک کیوں عائزہ کی شادی کا ذکر کر رہی ہے اس کا اتنا سنجیدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے اس کی اس بے پروا و غیر محتاط طبیعت کے باعث عائزہ ان کی ناک کے نیچے عشق کا کھیل کھیل رہی تھی اور وہ ایک بار اتنا بڑا دھوکا کھا کر بھی حواسوں میں نہ لوٹی تھی۔
”آپ کوشش تو کریں مما!“
”خاک کوشش کروں؟ مجھے معلوم ہے فیاض کسی طور نہ مانیں گے۔ انہوں نے تو ابھی تک فاخر کو منگنی کی انگوٹھی نہیں پہنائی ہے تو وہ شادی کے لیے خاک پیسہ دیں گے۔ عجیب کنجوس آدمی سے واسطہ پڑا ہے میرا۔“ وہ حسب عادت اپنے دکھڑے رونے بیٹھ گئی تھیں۔
”ساری محبت اور ساری دولت وہ اس منحوس مثنیٰ پر ہی لٹا چکے ہیں میرے نصیب میں تو کچھ بھی نہیں ہے ماسوائے ان کی نفرت و بے زاری کے جو بے حساب ہے میرے لیے۔“
”پاپا آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں پھر بھی آپ کو ان سے شکایت رہتی ہے ان کی محبت کو سمجھنے کی کوشش تو کریں آپ۔“
”ارے طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری کسی قسم کی باتیں کر رہی ہو چلو آرام کرو مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔“

❁......☆......❁

اماں جان نے اپنے آگے رکھے ان گفٹس کو دیکھا پھر قریب بیٹھی پری پر گہری نگاہ ڈالی جو دھیرے سے مسکرا رہی تھی۔
”اچھا، میں سمجھی تم رات میں سو رہی تھیں۔ مگر...... تم جاگ رہی تھیں یہ تمام تحفے تمہاری بے داری کا ثبوت ہیں۔“
”دادی جان! آپ نے مجھ سے کیوں چھپایا وہ سب؟ میں تو آپ سے کچھ نہیں چھپاتی ہر دکھ، ہر خوشی آپ سے شیئر کرتی ہوں۔“ اس نے ان کے شانے پر سر رکھ کر اداسی سے کہا تھا۔
”کیا بتاؤں بیٹا! چھپانے کے لیے بھلا رکھا ہی کیا ہے میرے پاس۔ مگر...... میری بچی! یہ تحفے واپس ٹرنک میں رکھ دو ان کو نہیں لے سکتی۔ یہ وہ تحفے ہیں جو تمہاری ماں اور نانی نے تمہیں دیے ہیں اور کسی کے خلوص سے دیے گئے تحفے بانٹتے نہیں ہیں۔“
”دادی جان اگر آپ نے یہ تحفے واپس کیے تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔ یہ میری چیزیں ہیں میں کسی کو بھی دوں اس پر مما اور نانو کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا؟ پھر ان کو کیا معلوم میں ان کے دیے گئے تحفوں کا کیا کر رہی ہوں۔“
”میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا پری! میں کچھ نہ کچھ بندوبست کر لوں گی یہ انگوٹھی دیکھ رہی ہو نا تم یہ بھی اس وقت ایک ڈیڑھ لاکھ سے کم نہیں ہے اصلی ہیرا جڑا ہے اس میں اور دو تولے کی ہے یہ۔“ انہوں نے پاندان سے ایک انگوٹھی نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا۔
”یہ انگوٹھی فروخت کریں گی آپ؟ کتنی عزیز ہے یہ انگوٹھی آپ کو آپ ہی بتاتی ہیں تاؤ کی پیدائش پر دادا جان نے آپ کو یہ گفٹ کی تھی۔“ اس کی بات پر ان کے لبوں پر ایک دکھ بھری مسکراہٹ دوڑ گئی آنکھیں بھی جھلملا سی گئی تھیں۔
”اللہ میرے فراز کو سلامت رکھے وہ موجود ہے مجھے اس انگوٹھی کا کیا کرنا ہے یونہی پڑی ہے اب تو مدت ہوئی میں نے اسے پہننا چھوڑ دیا ہے۔ اچھا ہے فروخت ہو کر کسی کام تو آئے گی۔“
”تاؤ کے ذکر پر اس کا چہرہ تاریک سا ہوا تھا صبح سے وہ ان کی صحت یابی کے لیے دعائیں کر رہی تھی، طغرل بھی بے حد اپ سیٹ تھا وہ اور مزنہ رات کو آسٹریلیا کے لیے روانہ ہونے والے تھے۔
”کتنا اچھا لگ رہا ہے آپ جب تاؤ کو دعائیں دے رہی ہیں دادی جان! آپ ان کے لیے دعا کرتی رہا کریں۔ ماں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے۔“

''پگلی! میں تو سب کے لیے دعا کرتی ہوں، عامرہ، آصفہ، فیاض اور تم سب لوگ میری دعاؤں میں شامل رہتے ہو، مگر فراز کے لیے میں خصوصی دعا کرتی ہوں، وہ ہم سب سے دور ہے سات سمندر پار۔''

''جی دادی جان! آپ کی دعائیں انمول خزانے کی مانند ہیں۔'' اس نے مشکل سے آنکھوں میں آنے والی نمی ضبط کی اور پھر دادی کو وہ تمام تحائف لینے پر راضی کر ہی لیا۔

''بہت دماغ کھا چکی ہو میرا، اب جا کر مزے دار سی چائے لے کر آؤ اور فیاض کو میرے پاس بھیجتے ہوئے جاؤ۔''

''پاپا آج جلدی آگئے ہیں؟''

''ہاں! وہ رات کا کھانا طغرل اور مزنہ کی وجہ سے گھر میں کھانا چاہتا ہے۔'' وہ وہاں سے نکل کر پاپا کو بلانے لیونگ روم میں آئی تھی اور صوفے پر بڑے طمطراق سے بیٹھے شخص کو دیکھ کر دم بخود رہ گئی تھی۔

تم جب بھی ملو تو نظریں اٹھا کر ملا کرو
مجھے پسند ہے تمہاری آنکھوں میں اپنا آپ دیکھنا

......☆☆☆......

''تم...... آپ......؟'' شہریار کو وہاں دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئی اس پر مستزاد اس کی اطمینان بھری شوخی وہٹ دھرم سا انداز اس کو سراسیمہ کر گیا وہ غصے سے گویا ہوئی۔

''آپ کو جرأت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟''

''فیاض انکل کے بلاوے اِنس پر یہاں آیا ہوں۔'' وہ اس کی طرف بھرپور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس کے انداز میں بڑی سرخوشی تھی بات کرتے ہوئے جھک کر دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔

''خیر آپس کی بات ہے انکل یہاں بلانے کے لیے مجھ سے اصرار بھی نہ کرتے تو میں خود ان سے اصرار کرتا یہاں آنے پر، بے حد بے قرار رہا ہوں میں آپ کو دیکھنے کے لیے۔''

''آپ کی غیر دماغی حالت پر مجھے پہلے دن ہی یقین ہو گیا تھا اور اب آپ کے پاگل پن کی تصدیق بھی ہو گئی ہے۔''

''میری خوش قسمتی ہے ڈیئر۔'' اس کا انداز از حد ریشہ خطمی تھا۔

''کیا کھڑی رہیں گی؟ بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں آخر ایسی بے رخی بھی کس بات کی گھر آئے مہمان سے، اس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے کیا؟'' اس کے انداز میں یک دم ہی بے چارگی سی ابھر آئی تھی۔

''ہونہہ...... آپ پاپا کے مہمان ہیں میرے نہیں اور میرے مہمان آپ جیسے لوگ کبھی ہو ہی نہیں سکتے۔'' اس کے انداز میں اتنی سختی و بیگانگی تھی کہ شہریار کا مسکراتا ہوا چہرہ سنجیدہ ہو گیا اس نے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبایا۔

''آپ کو اتنا بھی سینس نہیں ہے آپ کہاں ہیں؟ کس کے متعلق کیا بات کر رہے ہیں؟ اگر مجھے پاپا کا خیال نہ ہوتا تو میں آپ کو دھکے دے کر یہاں سے نکلوا دیتی چند لمحوں میں۔''

''آپ اتنی ہائپر کیوں ہو رہی ہیں؟ میں نے آپ سے صرف درخواست کی ہے کہ...... میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ راضی نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں۔'' لمحے بھر میں وہ اپنی کیفیت پر قابو پا کر گویا ہوا تھا۔

''میں آپ سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی، سمجھے آپ؟''

''لیکن کیوں؟ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے ایسی یہ بتائیں گی آپ؟'' قبل اس کے کہ وہ جواباً کچھ کہتی کوریڈور سے آتی صباحت اسے نظر آئیں اور اس کو یہاں سے جانے میں ہی عافیت دکھائی دی تھی۔

''ارے کہاں جا رہی ہیں آپ؟ میری بات تو سنیں۔'' اس کو جاتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا اس اثناء میں وہ کچن سے لان میں وا

ہونے والے عقبی دروازے سے باہر جا چکی تھی۔

''اوہ بیٹا! آپ ابھی تک کھڑے ہیں؟ پلیز بیٹھیے نا......'' صباحت اس کو کھڑا دیکھ کر شرمندہ لہجے میں بولیں۔

''میں جاؤں گا آنٹی!'' پری کے جانے سے گویا چراغوں میں روشنی نہ رہی تھی لمحوں میں بہار خزاں میں تبدیل ہوگئی تھی۔

''ارے' کیوں جائیں گے بھلا؟ ابھی تو آپ آئے ہیں' فیاض نے بتایا آپ کے آنے کا' میں تو بے حد خوش ہوگئی آپ ایزی ہو کر بیٹھیں' میں آپ کو اچھی سی کافی پلواتی ہوں۔'' وہ حقیقتاً شہریار کو اپنے گھر میں دیکھ کر خوش ہوئی تھیں۔

ان کے بے حد اصرار پر اس کو بیٹھنا پڑا مگر پری کے رویے کی وجہ سے اس کا دل بڑی عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا اس کی موجودگی میں پری یہیں رہے کہ اس کی موجودگی میں دل کو بہت راحت ملتی تھی اور وہ پارٹی والے دن صباحت کا رویہ پری کے ساتھ نوٹ نہ کرتا تو......آج وہ پری کی سرد مہری کی شکایت ان سے ضرور کرتا مگر وہ جانتا تھا وہ پری کی سوتیلی ماں ہیں اور کسی حد تک پری کو پسند نہیں کرتی ہیں۔

''کیا سوچنے لگے بیٹا؟ کوئی پرابلم ہے کیا؟'' وہ اس کی خاموشی دیکھ کر استفسار کرنے لگیں۔

''نہیں آنٹی! آپ مجھے اجازت دیں تو اچھا ہے میں لیٹ ہو رہا ہوں' مجھے فرینڈ سے ضروری میٹنگ کرنی ہے۔''

''فیاض تو کہہ رہے تھے آپ ڈنر کریں گے ہمارے ساتھ۔''

''دراصل پروگرام تو یہی تھا......''

''پروگرام تھا نہیں پروگرام ہے' میں آپ کو جانے نہیں دوں گی۔''

❁......☆......❁

اس پر شدید سرشاری طاری تھی۔

زمین سے اس کے قدم اٹھ چکے تھے وہ ہواؤں کے دوش پر اڑی جا رہی تھی' آسمان روئی کے نرم و ملائم گالوں کی طرح اسے چھوتا ہوا گزر رہا تھا اور وہ اوپر کی طرف اڑتی جا رہی تھی۔

''ساحر! ایک بات پوچھوں؟'' اس کا چہرہ اس کے شانے پر تھا۔

''ہوں...... پوچھو' ایک نہیں ہزاروں۔'' اس کی دھیمی سرگوشی ابھری تھی۔

''میں آکاش پر اڑ رہی ہوں' بہت بلندی پر ہوں' اتنی بلندی پر کہ بادلوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے میں نے۔''

''میڈم! آپ ہی نہیں ہم بھی اڑ رہے ہیں آپ کے ساتھ یعنی اور بھی لوگ ہیں ہمارے ساتھ' آنکھیں کھول کر دیکھیے' ہم جہاز میں ہیں اور جہاز اڑ رہا ہے۔'' ساحر کے سرگوشیانہ لہجے میں شوخی سے ابھر آئی تھی۔

''میں آنکھیں نہیں کھولوں گی' کبھی بھی۔''

''اسٹوپڈ! یہ کیا بات ہوئی بھلا؟'' وہ ہنسا۔

''مجھے یقین نہیں آ رہا ہے میرے خواب حقیقت بن گئے ہیں۔''

''آنکھیں کھولو گی تو یقین آئے گا۔''

''نہیں' میں آنکھیں نہیں کھولوں گی۔'' کسی انجانے خوف سے اس کی آواز لرز اٹھی تھی۔

''کہیں ایسا نہ ہو آنکھیں کھولنے کے بعد پھر خواب خواب ہی رہیں' حقیقت نہ بن سکیں۔''

''او کے جب تک جہاز لینڈ نہیں کرتا تب تک تم سوتی رہو لیکن ایک بات کا خیال رکھنا' مجھے اپنی یادداشت پر اتنا بھروسہ نہیں ہے۔'' وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''تم سوتی رہیں اور میں بھول کر چلا گیا تو پھر تمہارا کیا ہوگا؟''

''کیا......؟'' اس نے ایک دم گھبرا کر آنکھیں کھولیں اور سیدھی بیٹھ گئی دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر۔

''گڈ آئیڈیا ہے نانیند سے بیدار کرنے کا؟'' ساحر ہنس کر گویا ہوا جب کہ رخ بدحواسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''کیا ہوا بھئی' اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو مجھے؟''

''تم نے کیا کہا تھا ابھی؟ مجھے چھوڑ کر جانے کی بات......''

''اوہ کم آن ڈارلنگ! میں مذاق کر رہا تھا' تم مجھے سارے راستے بور کرتی آئی ہو' میں نے سوچا تمہیں بھی تنگ کیا جائے۔'' وہ اسے سنجیدہ دیکھ کر مسکرا کر گویا ہوا تھا۔

''ایک لمحے میں میرے دل پر بجلی گر گئی ہے' آئندہ مذاق میں بھی ایسا مت کہنا' میں تمام کشتیاں جلا کر تمہارے ساتھ آئی ہوں۔''

''کم آن' میں نے کہا نا میں مذاق کر رہا تھا۔'' اس نے اس کے لرزتے ہاتھ بڑی محبت سے اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔

''تمہیں چھوڑنا ہی ہوتا تو یہاں ساتھ کیوں لاتا یہ سوچو تم۔''

''میں تمہاری محبت پر یقین کر کے یہاں تک چلی آئی ہوں۔''

''تمہارے یقین کو کبھی متزلزل ہونے نہیں دوں گا' میں چاہتا ہوں آنکھیں کھول کر میرے ساتھ اس دنیا کو دیکھو جو ہم دونوں کے لیے ہے۔''

❁......☆......❁

صباحت سٹنگ روم میں آنے سے قبل عادلہ کو کہہ آئی تھیں کہ وہ تیار ہو کر آ جائے' عائزہ کا موڈ خراب تھا اس کو انہوں نے کہا بھی نہیں البتہ ملازمہ کو وہ بیکری سے لوازمات لانے کے لیے رقم دے آئی تھیں' پری کو کافی بنانے کا آرڈر بھی ملازمہ سے بھیج چکی تھیں کچھ دیر بعد عادلہ ٹرالی میں کافی اور لوازمات لیے آ گئی تھی۔

''بہت ہی سگھڑ اور سلیقہ شعار ہیں میری بیٹیاں۔'' وہ رسمی تعارف کے بعد مسکرا کر گویا ہوئی تھیں۔

''اس دور میں لڑکیاں کچن میں جانا پسند نہیں کرتی ہیں اور یہ دونوں بہنیں ہیں کہ ان کو نت نئی ڈشیں بنانے سے فرصت نہیں ہے اور میری عادلہ کو تو کوکنگ اور بیکنگ کا اتنا کریز ہے کہ یہ تمام چیزیں خود ہی بیک کی ہیں اس نے۔'' مختلف اسنیکس سے اس کی پلیٹ بھرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ عادلہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے شیری کا جائزہ لے رہی تھی۔

''بہت ذائقہ ہے اس کے ہاتھ میں۔ آپ کیوں اتنی محنت کرنے دیتی ہیں عادلہ صاحبہ کو' آج کل گرلز کو اپنی ہابیز سے فرصت نہیں ملتی ہے پھر جب ہر شے ریڈی میڈ ملتی ہو تو کیوں اتنی اسٹرگل کرتی ہیں؟ یہ سارے کام تو سرونٹ کے کرنے کے ہوتے ہیں میری سسٹرز کو تو کچن کا راستہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے اور میں تو بالکل بھی گھر کی خواتین کا کچن میں کام کرنا پسند نہیں کرتا۔'' وہ عادلہ کو اچٹتی سی نگاہ دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

صباحت کی سمجھ نہیں آیا وہ کسی طرح اپنے جھوٹ کو سچ کا پیراہن دے۔ مسز عابدی نے اس دن پری کے کھانے بے حد پسند کیے تھے اس کا کچن میں کام کرنا ان کو اس کا گرویدہ کر گیا تھا۔

وہ سوچ رہی تھیں بیٹا بھی ماں کی جیسی چوائس رکھتا ہو گا مگر......

''خیر یہ سب ممی کی محبت ہے جو وہ ایسا کہہ رہی ہیں' اصل بات تو یہ ہے مجھے کچن سے الرجی ہے' یہ سب تو ہمیں دادی جان کی وجہ سے کرنا پڑتا ہے وہ پسند کرتی ہیں یہ سب۔'' عادلہ کو بھی اس سے مل کر خوشی ہوئی تھی جلد ہی وہ بے تکلفی سے کافی پی رہے تھے صباحت بے حد خوش تھیں۔

''عادلہ سے مل کر کیسا لگا آپ کو شیری بیٹا۔''

''بہت اچھا۔'' وہ چونک کر گویا ہوا کافی کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے اس کی نگاہیں عادلہ کے چہرے پر تھیں۔

''میری بیٹیاں بہت خوب صورت' لائق اور حسین ہیں کوئی میری بیٹیوں کو ناپسند نہیں کرتا اور کرے بھی کیوں میں نے ان کی تربیت ہی ایسی شان دار کی ہے اس دن پری سے ملے تھے نا آپ؟'' ان کے لیے آج میدان صاف تھا وہ چھکے پر چھکے لگا رہی تھیں۔

''جی آنٹی! کہاں ہیں وہ؟'' اس نے انجان بن کے پوچھا۔

''آرام کر رہی ہو گی اور کیا کرے گی' کہہ کر بھی آئی تھی شیری بیٹا آیا ہے آ کر سلام کر لو مگر وہ ہی بات سوتیلی بیٹی ہے' میری بات کیوں ماننے لگی' یہ

تو میری بیٹی ہے جو ایک آواز میں یہاں چلی آئی ہے۔'' وہ کہتے ہوئے شیری کے تاثرات نہیں دیکھ رہی تھیں۔

......☆......

''کیسا لگا شیری؟ ہینڈسم اینڈ گڈ لکنگ ہے نا؟'' شہریار کے جانے کے بعد صباحت عادلہ سے مسرور لہجے میں گویا ہوئیں۔

''جی ممی! بلکہ شیری تو جلدی فری ہونے والے ہیں۔''

''اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں اس میں' سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ وہ بڑی جائیداد کا اکلوتا وارث ہے۔ اب تم طغرل کو بھول جاؤ اور شیری کو قابو کرنے کی سعی کرو ویسے بھی شیری طغرل سے زیادہ اسمارٹ و خوب صورت ہے۔'' طغرل کے نام پر وہ منہ بنا کر گویا ہوئی تھیں۔

''آہ...... یہ سچ نہیں ہے ممی! طغرل کی طرح وہ خوب صورت نہیں ہے' طغرل جیسی سحر انگیزی کسی کسی مرد میں ہوتی ہے۔'' اس کے مدھم لہجے میں حسرتوں کی تپش تھی۔

''عادلہ......! مرد کی خوب صورتی کون دیکھتا ہے بیٹا! مرد کی خوب صورتی سے زیادہ اس کا بینک بیلنس دیکھا جاتا ہے' دولت مند مرد کی بدصورتی بھی خوبروئی میں بدل جاتی ہے پھر شیری طغرل جیسا وجیہہ نہ سہی مگر دولت مند تو ہے۔'' وہ باتیں کرتی لاؤنج کی سمت آ گئی تھیں جہاں فیاض روم سے نکل کر آئے تھے انہیں دیکھ کر وہ استفسار کرنے لگے۔

''میں نے تم سے کہا تھا کچھ دیر شیری کو کمپنی دو اور تم یہاں موجود ہو؟'' وہ قریب آ کر گویا ہوئے۔

''شیری جا چکا ہے میں اس کو رخصت کر کے ادھر آئی ہوں۔''

''اتنی جلدی کیوں چلا گیا ہے وہ؟'' وہ حیران ہوئے۔

''اس کے کسی دوست کی کال آ گئی تھی وہ تو اسی وقت جا رہا تھا میں نے زبردستی روک کر خاطر مدارت کی ہے آپ نے باتھ لینے میں اتنا ٹائم لگا دیا' معذرت کر کے گیا ہے وہ آپ سے۔''

''چائے ملے گی یا نہیں؟'' وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

''میں چائے لاتی ہوں ڈیڈی۔'' عادلہ نے کہا اور چلی گئی۔

''آپ کو بھی عادت ہے بات گھما پھرا کر کہنے کی' صاف کہہ دیں چائے پینی ہے آپ کو۔''

''سیدھی بات آپ کی سمجھ ہی کہاں آتی ہے۔'' ان کے لہجے میں شگفتگی تھی جب کہ صباحت کے تیور بگڑ گئے تھے۔

''میں تو آپ کی نظر میں پہلے دن سے ہی کوڑھ مغز ہوں۔''

''تمہارے سینس آف ہیومر کا لیول اتنا گرا ہوا کیوں ہے؟ کبھی اپنے انداز کو بدلنے کی سعی بھی کیا کرو۔'' حتی المقدور انہوں نے اپنے لہجے کو نرم ہی رکھا تھا۔

''سینس آف ہیومر ان لوگوں میں زندہ رہتا ہے جن کو کوئی دل سے چاہتا ہے' ہر خوشی ہر آسائش جن کے قدموں میں ڈھیر ہوتی ہیں اور مجھے ملا ہی کیا ہے؟'' ان کے لہجے میں شکوے و شکایات کی جگہ بے زاری و حرص تھی۔

''خوش رہنا اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا بھی ایک وصف ہوتی ہے جو شاید بہت خاص لوگوں میں ہوتی ہے اور میرے خیال میں یہ ایک عطیہ خداوندی ہے جو اپنے مقرب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے' ایسے لوگ جو فاقے کرنے کے باوجود ہر ضرورت کو ترستے ہوئے بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں' خوش رہتے ہیں۔''

''آپ کی نظروں میں تو میں گری ہوئی ہوں' اب اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے بھی مجھے گرا دیں آپ۔''

''میں تو بہت گناہ گار بندہ ہوں میری ایسی مجال کہاں۔''

''آپ کا بس نہیں چلتا ورنہ آپ تو......'' وہ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔

فیاض گہرا سانس لیتے ہوئے انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور ان کی آنکھوں میں ماضی کی دھند پھیلنے لگی تھی۔

اسکائی بلو بنارسی ساڑھی میں نازک سی جیولری پہنے بنا میک اپ کے ہی وہ جاذب نظر لگ رہی تھی اس کو ویسے بھی عام لڑکیوں کی طرح سجنے سنورنے کا شوق نہیں تھا۔ بالوں میں برش پھیر کر اس نے طائرانہ نگاہ خود پر ڈالی تھی۔ دودھیائی رنگ ڈارک براؤن ہیروں کی چمک لیے آنکھیں گلابی بھرے بھرے ہونٹ۔ اس کی آرائش قدرت کی طرف سے تھی تو اس کو پھر خود کو سنوارنے کی ضرورت نہ تھی وہ برش رکھ کر آگے بڑھی تو جوس کا گلاس تھامے فیاض نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''کچھ دیر میرے پاس تو بیٹھو میں ابھی آیا ہوں آفس سے۔''

''آصفہ آپی انتظار کر رہی ہیں ان کے ساتھ جانا ہے مجھے۔'' وہ مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

''یہاں بیٹھو میرے پاس تم۔'' اس نے بازو کے حصار میں لے کر بٹھا لیا۔

''میں اماں کے پاس ہی آ رہا ہوں' آپا تو ابھی تیار بھی نہیں ہیں' اماں کے پاس بیٹھیں اپنے سسرالیوں کے گناہ بخشوا رہی ہیں۔''

''گناہ بخشوا رہی ہیں...... کیا مطلب ہے تمہارا فیاض؟'' وہ حیرانی سے اس کی جانب دیکھتی استفسار کر بیٹھیں۔

''ارے یار! برائیاں کر رہی ہیں ان لوگوں کی۔''

''اوہ مائی گاڈ۔'' وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

''یونہی ہنستی رہا کرو' اپنی اس ہنسی کو کبھی چڑچڑاہٹ میں تبدیل نہ ہونے دینا ثنی! وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کر گویا ہوئی اس کے ہر انداز میں محبت تھی۔

''لڑتی' جھگڑتی' چڑچڑی عورت' چڑیل لگتی ہے مجھے اور تم بھی......'' وہ جذباتی ہو رہا تھا اور اس کے ہاتھ سے جوس چھلک گیا۔

''اوہ......!'' تیزی سے پھیلتے جوس کو دیکھ کر وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔

''سوری یار! میں نے تمہاری ساڑھی خراب کر دی۔''

''ڈونٹ وری' ساڑھی ہے یہ زندگی نہیں۔ میں چینج کر کے آتی ہوں۔'' اس کو شرمندہ دیکھ کر وہ مسکرا کر بولی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی' فیاض اٹھ کر اماں کی طرف چلا گیا۔

''ہائے ہائے' یہ کیا پہن کر چلی آئی ہو بنّو تم؟'' وہ آف وہائٹ ریشمی کڑھائی والا سوٹ زیب تن کیے وہاں گئی تو اس کو دیکھتے ہی آصفہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''شادی کو ابھی تمہاری پورے دو ماہ بھی نہیں ہوئے ہیں' نئی نویلی دلہن ہو تم' میرے سسرال میں پہلی بار جا رہی ہو کیا سوچیں گے وہ لوگ؟ ایسے مُردہ کلر تو آج کل بیوائیں بھی نہیں پہنتی ہیں۔'' آصفہ کی زبان کی کاٹ دار روانی ہواؤں کے دوش پر تھی۔ ثنی ہکا بکا کھڑی اپنے خوب صورت لباس کو دیکھ رہی تھی۔ اماں جان خاموشی سے پاندان کھولے چھالیہ کترنے میں مصروف تھیں' ان کے انداز میں بیگانگی تھی' فیاض خاموشی سے بہن کو گرجتا دیکھ رہا تھا۔

''ارے بی بی! تمہاری ماں نے کچھ ڈھنگ نہیں سکھائے؟ اس طرح سر جھاڑ' منہ پھاڑ گھر سے نکلتے ہیں؟ یہ پیاز کے سے چھلکے کانوں میں اور گلے میں لٹکا کر آ گئی ہو اور ہاتھوں میں یہ دو دو چوڑیاں کیوں ہیں؟ تمہاری ماں نے جو تمہیں منوں کے حساب سے سونے کے زیورات دیئے ہیں وہ کہاں چھپا رکھے ہیں؟ کیا تمہاری ماں نے دکھانے کے لیے دیئے تھے واپس کر آئی ہو سب کچھ؟''

''آپی! وہ زیورات ثنی اماں جان کے پاس رکھ چکی ہے اس کو عادت نہیں ہے بھاری زیورات پہننے کی' پھر اس لباس میں کیا خرابی ہے۔'' فیاض کے لہجے میں ادب و لحاظ تھا مگر آصفہ کو پتنگے لگ گئے۔

''تم تو حمایت ہی لو گے آخر کو جورو کے غلام جو ہوئے۔ مگر ہم سے یہ توقع مت رکھنا کہ ہم بھی تمہاری جورو کی غلامی کریں گے۔ اس کو تم اپنی پسند سے لے کر آئے اور ہم نے برداشت کیا یہ ہی احسان مانو ہمارا' ہم اس کی یا اس کے باپ کی دولت کے رعب میں نہیں آئیں گے۔'' وہ ثنی کو قہر آلود نظروں سے گھورتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپی آپ؟ میں نے شادی اماں کی اجازت سے کی ہے' نا معلوم کیا ہو گیا ہے آپ کو کیسے ورڈز یوز کر رہی ہیں؟" فیاض خاصا پریشان ہو گیا تھا ان کے رویئے سے۔

"ہاں بھائی! اب تو ہماری باتیں بھی بُری لگیں گی۔"

"ارے آصفہ! چپ ہو جاؤ کیوں کلیجہ جلاتی ہو آہ......اب اس گھر میں یہی ہوگا' لوگ بیٹیاں رخصت کرتے ہیں اور ہم نے بیٹا وداع کر دیا' تم دونوں بھی جاؤ یہاں سے کوئی نہیں جا رہا آصفہ کے سسرال۔" اماں نے سخت کبیدہ انداز میں کہا۔

سندر سپنا میرا تھا
اس میں عکس وہ تیرا تھا
غم کی کالی رات کٹی
اس کے بعد سویرا تھا
پیارا پیارا مکھڑا اس کا
روپ بھی اس کا سنہرا تھا
جذبے دلوں کے سچے تھے
پیار کا رنگ بھی گہرا تھا

ائیر پورٹ سے باہر ان کے لیے ایک شاندار کار کھڑی تھی باوردی ڈرائیور نے بے حد ادب سے انہیں سلام کیا تھا اور دروازے وا کیے تھے' ان کے بیٹھنے کے بعد دروازے بند کر کے وہ اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا' کار کشادہ سڑک پر روانی سے دوڑنے لگی تھی وہ پُر اشتیاق نظروں سے عرب کے ان صحرائی راستوں کو دیکھ رہی تھی جہاں سورج کی روشنی میں ریت کے ذرات سونے کی مانند چمک رہے تھے بلند و بالا پہاڑوں کا طویل سلسلہ تھا' ہوا بگولوں کی صورت میں چل رہی تھی بہت خاموش و گرم موسم تھا۔

"کیسا لگ رہا ہے رخ!" خاصی دیر بعد ساحر نے پوچھا۔

"مجھے اچھا لگ رہا ہے' بہت سکون مل رہا ہے یہاں۔" اس نے ساحر کی طرف دیکھتے ہوئے بے حد خوشی سے کہا۔

"ہوں......گھر والے یاد تو نہیں آ رہے ہیں تمہیں؟" اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہستگی سے استفسار کیا۔

"نہیں......میں نے تم سے محبت کی ہے اور محبت میں قربانی دی جاتی ہے میں نے گھر والوں کو قربان کر دیا ہے تمہاری محبت میں۔" ملال کا کوئی رنگ' پچھتاوے کا کوئی احساس اس کی ذات سے جھلکتا نہ تھا اسے احساس تھا تو صرف یہ کہ اس نے خواہشوں کے آکاش پر اڑان شروع کر دی تھی اس کو ابھی آگے جانا تھا۔

"بہت اونچائی پر......بے حد بلندی پر......"

"ڈیٹس ویری گڈ۔" وہ مسکراتا ہوا بولا' رخ محسوس کر رہی تھی' وہ جب سے کار میں بیٹھے تھے وہ اس سے فاصلہ کیے بیٹھا تھا۔ یہ فاصلہ ان کے درمیان اول روز سے قائم تھا' نکاح کے بعد بھی وہ اس سے محتاط انداز میں ملتا رہا تھا' ذرا بھی اس نے حق جتانے کی سعی نہ کی تھی البتہ وہ اکثر بے تکلفی سے ہاتھ تھام لیتا' شانے پر ہاتھ رکھ دیتا اور کبھی محبت سے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتا تھا اور اب کار میں بیٹھنے کے بعد وہ اس کے انداز میں بہت محتاط روی دیکھ رہی تھی چند لمحے وہ اس کے انداز کو سمجھ نہ سکی پھر اسے خیال آیا شاید وہ ڈرائیور کی موجودگی کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے یہ سوچتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"یہ ڈرائیور تمہارا ہے؟"

"کوئی شک ہے تمہیں؟"

''مگر مجھے محسوس ہو رہا ہے وہ تمہارا باس ہے' تم اس کے باس نہیں ہو۔''

''کیا مطلب......؟'' ساحر از حد سنجیدہ تھا۔

''یہ ڈرائیور بے چارہ کسی روبوٹ کی طرح ادھر اُدھر دیکھے بغیر گاڑی چلا رہا ہے اور تم اتنے محتاط بیٹھے ہو گویا اس کے سامنے تم نے میرا ہاتھ بھی پکڑ لیا تو گناہ ہوگا۔'' اس نے بھی سنجیدگی سے احساسات شیئر کیے تھے۔

''تھینکس گاڈ! یہ شوفر ہماری لینگویج سے ناواقف ہے ورنہ تم نے تو میری عزت کا جنازہ ہی نکال دیا تھا۔'' وہ شوخ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''ایسی بھی کیا جلدی ہے، ہم اب آزاد ہیں' کون ہے جو ہمیں ہماری آرزوؤں سے دور رکھ سکے گا۔'' اس نے تسلی دی۔

دن کی روشنی رات کی تاریکی میں بدلنے لگی تھی سفر تھا کہ تمام ہی نہ ہو کر دے رہا تھا' کئی گھنٹوں پر محیط اس سفر میں کئی مرتبہ سوئی اور جاگی تھی۔

''ساحر! یہ سفر کب ختم ہوگا آخر؟'' وہ اکتا کر گویا ہوئی تھی۔

''بس کچھ دیر صبر کرو میری جان! منزل بہت قریب ہے۔''

❁......☆......❁

عشرت جہاں کو اپنے ہاں موجود دیکھ کر صفدر بے حد خوش ہوئے تھے اور ان کے قریب بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تھے' منال صوفے پر بیٹھیں ٹرالی پر رکھے کپ میں کافی نکال رہی تھیں۔

''میں بہت خوش ہوں آنٹی! آپ کو قریب دیکھ کر میں بے حد خوش ہوں۔ لندن سے واپسی کے بعد میں خود کو بے حد تنہا محسوس کر رہا ہوں' بہت ٹوٹ گیا ہوں میں سعود کی نالائقی اور بے حسی سے۔''

''بیٹا! آپ حوصلہ نہ ہاریں ایسا وقت بھی آتا ہے کبھی کبھی زندگی میں جب انسان خود کو تنہا محسوس کرتا ہے حالاں کہ وہ تنہا ہوتا نہیں ہے سب اس کے اپنے موجود ہوتے ہیں۔'' عشرت جہاں نے اس کو ممتا بھرے لہجے میں سمجھایا تھا۔

''اب کے سعود کے برتاؤ نے صفدر کو بے حد اپ سیٹ کر دیا ہے' دو ماہ ہوگئے ہیں ان کو واپس آئے ہوئے اور ان کی حالت ابھی تک پہلے دن جیسی ہے بھلا نہیں پا رہے ہیں۔'' مثنیٰ نے کافی سرو کرتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔

''اس عرصے میں اس نے ایک بار بھی کال کر کے یہ جاننے کی کوشش کی کہ ہم پر کیا گزر رہی ہے، ہم زندہ بھی ہیں یا مر گئے ہیں؟'' وہ غصے سے گویا ہوئے۔

''بدگوئی مت کرو بیٹا! اللہ تم دونوں کو سلامت رکھے' اس طرح ٹینس رہ کر آپ خود کو بیمار کر لیں گے۔''

''کیا کروں آنٹی جان! مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے میں کس طرح اپنے اکلوتے بیٹے کو سمجھاؤں' کس طرح اسے ضائع ہونے سے بچاؤں؟ وہ خود سے اس بدبخت لڑکی کی بے وفائی کا بدلہ لے رہا ہے۔'' وہ سخت مضطرب و بے چین ہو رہے تھے۔

''میں نے کبھی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی' کسی کا حق نہیں مارا' میرا رویہ سب کے ساتھ بہترین رہا ہے۔'' ان کی بات پر مثنیٰ نے ان کی طرف دیکھا تھا ان کی آنکھوں میں کتنے شکوے و شکایات تھیں وہ بیٹے کی بے پروائی و بے حسی کی آگ میں جل رہے تھے اس کی جدائی و تنہائی کا خیال انہیں تڑپا رہا تھا۔ آج انہیں احساس ہو رہا تھا اولاد جدا ہو جائے تو زندگی کتنی بوجھل اور بوجھ بن جاتی ہے وہ اس دکھ کو ایک عرصے سے جھیل رہی تھیں اور صفدر جمال آگاہ ہونے کے باوجود بھی اس کا احساس نہیں کرتے تھے' اب مکافات عمل ان کے ساتھ شروع ہوا تو وہ بچوں کی مانند بلک رہے تھے وہ عجیب سے احساسات کا شکار تھی۔

ان کا دکھ دہرا ہو گیا تھا...... پہلے وہ پری کے دکھ میں روتی تھیں تو اب بیٹے کی جدائی اور اس کی ناکام زندگی ان کے لیے بھی دکھ و کرب کا باعث تھی۔

''مثنیٰ! دکھ کی اس گھڑی میں تم کو صفدر جمال کی دل جوئی میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے بہت پریشان ہیں جمال ان دنوں۔'' ان کو خاموش دیکھ کر عشرت جہاں نے رسانیت سے سمجھایا تھا۔

''مجھے نہ سمجھائیں ممی! میں اپنے فرض کو بخوبی پہچانتی ہوں' صفدر کو ان چند ماہ میں احساس ہوا ہے اولاد کی جدائی کی اذیت کا' میں سالوں سے اس اذیت کو سہہ رہی ہوں۔'' ان کے انداز پر صفدر نے چونک کر ان کی طرف دیکھا تھا۔

❁......☆......❁
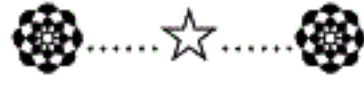
فراز صاحب کی طبیعت سنبھل رہی تھی تین دن بعد وہ ہوش میں آئے تھے' ڈاکٹرز نے خوش خبری سنائی تھی وہ اب خطرے سے باہر تھے' انہیں آئی سی یو سے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ طغرل نے کال سننے کے بعد شکرانے کے نفل ادا کیے تھے ایک ہفتے سے جو اس پر رنج و ملال' پریشانی و تفکر کی جو کیفیت سوار تھی وہ ایک حد تک کم ہو گئی تھی مزنہ کو بھی بڑے بیٹے تیمور نے کال پر خوش خبری دے دی تھی ان کے دل میں بھی کچھ سکون در آیا تھا۔ رات کو کھانے پر اماں نے دونوں بیٹیوں' داماد اور ان کے بچوں کو بھی انوائٹ کیا تھا ساتھ عائزہ کے سسرال کو بھی دعوت دی تھی' رات گئے تک ہلہ گلہ رہا تھا۔

آصفہ اور عامرہ کی بیٹیاں تتلیوں کی طرح طغرل کے ارد گرد منڈلاتی رہی تھیں اور وہ عام انداز میں ان سے ملتا رہا تھا۔ عادلہ کوئی فیصلہ کر چکی تھی سو وہ نارمل رہی تھی۔

تمام مہمانوں کے جانے کے بعد وہ فیاض کے پاس آ گیا وہ لاؤنج میں بیٹھے کسی سے کال پر مصروف تھے اس کو دیکھ کر مسکرائی اور ہاتھ سے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا طغرل بیٹھ گیا تھا وہ جانے سے قبل ان کو ڈیڈی کی طبیعت کا بتانا چاہتا تھا۔

''شیری بیٹا! میں نے آپ کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا اور آپ بنا ڈنر کیے کیوں چلے گئے؟ میں شام سے کال کر رہا ہوں' اب جا کر بات ہوئی ہے آپ سے۔'' وہ نرم لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

شیری کا نام سنتے ہی اس کے اندر ناگوار احساس بیدار ہونے لگے۔

''میں اپنے بیٹے طغرل سے ملواتا آپ کو۔'' وہ سر جھکائے کچھ سوچتے ہوئے طغرل کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

''بھائی کی اولاد بھی اپنی اولاد ہوتی ہے بیٹا! آفٹر آل طغرل مجھے بیٹوں سے بڑھ کر عزیز ہے ہی از نائس مین' آج آپ ڈنر پر آتے تو آپ سے ملاقات ہو جاتی کل تو ان کی فلائٹ ہے ان شاء اللہ۔ جلدی واپسی ہو گی پھر آپ سے ملاقات کرواتا ہوں۔'' شیری سے رسمی جملے ادا کرنے کے بعد موبائل ٹیبل پر رکھ کر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر شفقت بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

''ہوں تو آپ کل جا رہے ہیں' کب تک واپسی ہو گی؟''

''میں جلد واپس آنا چاہوں گا انکل! لیکن مجھے پتا نہیں میں کب آؤں گا؟ کتنا ٹائم لگے گا میری واپسی میں۔''

''آپ کے پراجیکٹ ان کمپلیٹ ہیں ابھی' بنگلے پر بھی کنسٹرکشن ہو رہی ہے آپ کو ٹائم سیٹ کر کے جانا پڑے گا۔'' اس کی تفکر بھری سنجیدگی انہیں کچھ احساس دے گئی اور وہ کہتے ہوئے پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

''آر یو رائٹ مائی سن! کوئی پریشانی ہے۔ بہت الجھے الجھے لگ رہے ہیں' کیا مجھے نہیں بتائیں گے کہ کیا پرابلم ہے؟''

''جی انکل! میں ایک بات آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں۔'' اس نے مناسب لفظوں میں فراز صاحب کی طبیعت کے بارے میں ان کو آگاہ کیا بڑے بھائی کے ایکسیڈنٹ اور اسپتال میں ایڈمٹ ہونے کا سن کر متفکر و آبدیدہ ہو گئے تھے۔

''ڈیڈی کی طبیعت ٹھیک ہے وہ تیزی سے امپرو ہو رہے ہیں' آپ فکر مت کریں۔ ڈیڈی کی وول پاور کس قدر اسٹرونگ ہے یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں انکل۔'' اس کے سنجیدہ چہرے پر مسکان کی ایک رمق ابھری تھی۔

''ہوں......ہوں' میں خوب جانتا ہوں بھائی جان اتنی آسانی سے شکست کھانے والے نہیں ہیں۔ بہت باہمت و حوصلہ مند ہیں مگر افسوس اس وقت پر ہو رہا ہے اتنی تکلیف میں جب ان کو میری ضرورت ہے میں ان سے اتنی دور بیٹھا ہوں۔'' ان کے بھیگے لہجے میں بھائی کی بے حد محبت کی خوشبو تھی۔

''تیمور بھائی اور قاسم بھی ہیں ان کے پاس وہ کیئر کر رہے ہیں ان کی' آپ پریشان مت ہوں پلیز انکل۔'' اس نے ہر ممکن ان کو دلاسہ دینے کی

سعی کی۔

''وہ اپنا حق ادا کر رہے ہیں اور میں محروم ہوں اپنا حق ادا کرنے سے بھائی تو بھائی کا بازو ہوتا ہے بیٹا!''

''میں بھی دوسری فلائٹ سے وہاں پہنچ رہا ہوں' ٹرائی کرتا ہوں بائی چانس مجھے کوئی سیٹ مل جائے پھر آپ کے اور بھابی کے ساتھ ہی روانہ ہو جاؤں گا۔'' ٹیبل پر رکھے موبائل کو وہ اٹھاتے ہوئے گویا ہوئے۔

''انکل! دادی جان کو کیا بتائیں گے؟ ان کی وجہ سے میں نے کسی کو نہیں بتایا ہے' دادی جان کو معلوم ہو گیا تو وہ بے حد پریشان ہو جائیں گی' جوان کی صحت کے لیے بالکل بھی مناسب نہیں ہے۔'' اس نے دبے لفظوں میں اس کو سمجھانے کی سعی کی۔

''اوہ...... ہوں!'' انہوں نے گہرا سانس لے کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا تھا ان کے چہرے پر سخت کشمکش و اضمحلال تھا۔

''مجھے احساس تھا آپ کی اور دادی جان کی اٹیچمنٹ کا اسی وجہ سے میں نے پہلے آپ کو نہیں بتایا تھا' اب تو وہ بہتر ہیں آپ فون پر ان سے بات کر لیں آپ مطمئن ہو جائیں گے پھر میرے جانے کے بعد میرا تمام کام آپ کی ہی ذمہ داری ہو گا' آپ ہی لک آفٹر کریں گے۔''

''ان شاء اللہ اب تو مجھے یہ ذمہ داری لینی ہی پڑے گی۔'' خود پر قابو پانے کے لیے ان کو کچھ ٹائم لگا تھا وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے اس کا شانہ تھپتھپا کر اسے سمجھانے لگے۔

''پریشان مت ہونا بیٹا! میں یہاں سب سنبھال لوں گا' بھائی جان جلد ہی تندرست ہو جائیں گے اور خود یہاں آئیں گے ان شاء اللہ۔ میری دعا ہے۔'' بہت ساری باتیں ان کے درمیان ہوئی تھیں وقت گزر رہا تھا اور یہ اس کی یہاں آخری رات تھی۔

وہ یہ رات اپنوں کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا جس کا ابتدائی حصہ دوسروں کے سنگ گزر چکا تھا اور اب اپنے کچھ خاص لوگوں کے ساتھ وہ اس رات کو یادگار بنانا چاہتا تھا جن میں سرفہرست ایک ہستی سے اس کی ملاقات ہو گئی تھی۔

فیاض صاحب جو اس کے دوست بھی تھے اور چچا بھی' جن سے اس کو ایک دلی لگاؤ تھا حد درجہ انسیت تھی ان سے گفتگو کر کے وہ دوسری ہستی دادی جان کی طرف چل پڑا تھا۔

❁......☆......❁

''بیگم صاحبہ! صاحب کھانا نہیں کھائیں گے انکار کر رہے ہیں۔'' ملازم نے مسز عابدی سے آ کر کہا۔

''او کے تم جاؤ۔'' ہینڈ لوشن کا مساج کرتی ہوئیں وہ لمحے بھر کو رکی تھیں تردد کے کچھ رنگ ان کے چہرے پر بکھرے تھے جو قریب کھڑے عابدی صاحب نے نوٹ کیے تھے۔

''کیا ہوا' اتنا پریشان کیوں ہو گئی ہو؟'' وہ بال برش کرتے ہوئے استفسار کرنے لگے تھے۔

''بابا کا ایٹی ٹیوڈ میری سمجھ نہیں آتا ہے ان کے کسی کام میں ذمہ داری ہے نہ وہ احساس جو بچوں کو اپنے گھر سے' اپنے والدین سے ہوتا ہے' ایسا خاص لگاؤ نہیں ہے ان کو ہم سے۔'' ان کے انداز میں گہرا دکھ تھا بددلی سے انہوں نے لوشن ٹیبل پر رکھا تھا۔ عابدی غور سے ان کے تاثرات دیکھ رہے تھے۔

''کیا ڈارلنگ کیوں اتنا ڈپریس ہوتی ہو' شیری نے ڈنر سے انکار کیا ہے تو اس کو بھوک نہیں ہو گی۔'' ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پیار سے سمجھایا۔

''اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو اوائیڈ کیا جاتا ہے دل سے لگانے والی باتیں نہیں ہوتی ہیں یہ۔ تمہیں پہلے ہی ہارٹ پرابلم ہے ڈاکٹر نے ٹینشن فری رہنے کی ایڈوائز کی ہے۔''

''ٹینشن نہ لوں' عابدی! ایسا کون بے وقوف ہو گا جو یہ چاہے گا فکروں کے سانپ اسے ڈستے رہیں' وسوسوں اور واہموں کے آسیب سے سب ہی جان چھڑانا چاہتے ہیں اور میں بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہوں جو خوش و خرم رہنا چاہتے ہوں۔ ٹینشن ہمیں حالات دیتے ہیں یا وہ لوگ جن سے ہم محبت کرتے ہیں اور ان کی فکر اور پروا کرتے ہیں۔'' وہ اضطرابی انداز میں کہہ رہی تھیں۔

''وہ ایک عرصہ ہم سے' گھر سے اور ماحول سے دور رہا ہے' ہم سے دور رہ کر اس نے آزاد اپنی مرضی سے زندگی گزاری ہے' یہاں کے ماحول میں

ایڈجسٹ ہونے کے لیے شیری کو ٹائم لگے گا اور تب تک آپ بھی عادی ہو جائیں گی اس ماحول کی جو شیری کی وجہ سے آپ فیل کر رہی ہیں۔"

"جی، میری وجہ سے آپ بھی ڈسٹرب ہو گئے ہیں۔" عابدی کو فکر مند دیکھ کر مسز عابدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پارٹی میں جانے کی دیر ہو رہی ہے جائیں آپ، میں ٹھیک ہوں، آپ میری فکر مت کریں پلیز۔"

"مجھے سب سے زیادہ تمہاری فکر ہوتی ہے میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں، مجھے کسی کی پروا نہیں اپنی دونوں بیٹیوں اور اکلوتے بیٹے شہریار کی بھی میں اتنی فکر نہیں کرتا جس قدر مجھے تمہاری فکر ہے۔" وہ انہیں سینے سے لگاتے ہوئے جذباتی انداز میں کہہ رہے تھے۔

"آئی نو عابدی! مجھے معلوم ہے اور یقین ہے آہستہ آہستہ شیری بھی سنبھل جائے گا، آپ جائیں یہ بزنس میٹنگ ہے۔" عابدی کی محبت نے انہیں پُرسکون کر دیا تھا۔

رات گئے تک وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے تھے۔

وہ خوب صورت نخلستان تھا، آسمان صاف تھا ہوا خشک اور فضا میں حبس کی کیفیت تھی گاڑی کی رفتار دھیمی ہو گئی تھی۔ کچھ فاصلے پر درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے جن میں کھجور کے درخت نمایاں تھے اور ان درختوں کے درمیان میں بنا محل نما گھر دکھائی دینے لگا تھا بے حد خوب صورت گھر دیکھ کر وہ خوشی سے بولی۔

"او میرے خدایا! یہ اتنا خوب صورت محل نما گھر تمہارا ہے ساحر؟"

"ہوں...... اب اپنا ہی سمجھو۔" وہ مسکرا کر گویا ہوا۔

"اوہ رئیلی! میں تو کبھی خواب میں ایسا شان دار گھر نہیں دیکھ سکتی تھی، دور سے اتنا خوب صورت لگ رہا ہے تو اندر سے نامعلوم کس قدر حسین ہوگا۔" وہ شیشے سے چہرہ ٹکائے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ابھی گاڑی اس محل نما عمارت سے دور تھی ایک عجیب بات ہوئی ساحر نے دونوں کھڑکیوں کے سائیڈ میں موجود ریشمی و بھاری پردوں کو ربن سے آزاد کر کے برابر کھڑکیوں کے شیشوں کو ڈھانپ دیا تھا، ایک پردہ ایسا ہی ان کی اور ڈرائیور کی سیٹ کے درمیان بھی حائل ہو چکا تھا اور بیک مرر پر بھی وہ چار دیواری کے درمیان تھے۔

"یہ...... یہ پردے...... یہ پردہ داری کیوں بھلا؟" اس نے ناسمجھے انداز میں ساحر کی طرف دیکھا تھا۔

"گھبراؤ مت، میرے ڈیڈ حجاب کو پسند کرتے ہیں وہ تمہارا اس طرح عام سے لباس اور بنا حجاب سامنے آنا بالکل پسند نہیں کریں گے۔"

"تم یہ مجھے بتا دیتے پاکستان میں ہی، میں وہیں سے حجاب لے لیتی۔ تم نے مجھے بالکل ہی ڈرا دیا تھا، میں بُری طرح خوف زدہ ہو گئی تھی۔" اس نے چہرہ اس کے بازو سے ٹکاتے ہوئے لرزاں لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے رخ! آج کل تم کو ذرا ذرا سی بات پر ڈر بہت لگنے لگا ہے؟ پہلے تو تم ایسی نہ تھیں۔"

"ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو تم ساحر! میں کسی سے ڈرنے والی نہیں ہوں لیکن اب شاید میں خود کو تنہا محسوس کر رہی ہوں، شاید گھر والوں سے پہلی بار میں اتنی دور ہوئی ہوں۔ اسی وجہ سے ایک انجانا خوف مجھے گرفت میں لیے ہوئے ہے۔" سیدھے بیٹھتے ہوئے اس نے دلی کیفیت بیان کی تھی ساحر نے جواباً کوئی لفظ نہ کہا، وہ آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹیک لگا کر خاموش ہو گیا تھا۔ گاڑی میں لائٹ روشن تھی اے سی کی کولنگ بڑھ چکی تھی ان کے درمیان عجیب سی خاموشی تھی۔

گاڑی دھیمی رفتار سے رواں دواں تھی کن راستوں سے گزر رہے تھے وہ لوگ کچھ معلوم نہ تھا دبیز پردوں نے ہر منظر ہڑپ کر لیا تھا۔

"ساحر...... ساحر! یہ گاڑی کب رکے گی آخر؟" اس نے اکتا کر آنکھیں بند کیے ساحر کو شانہ ہلا کر استفسار کیا۔

"دس منٹ بعد، ہم محل میں داخل ہو چکے ہیں۔" وہ آنکھیں کھول کر سنبھل کر اٹھتا ہوا گویا ہوا۔

"ہونہہ! ایسے محل کا فائدہ کیا ہے جسے دیکھنے کے لیے بھی آنکھیں ترسیں، اپنے ڈیڈ کو بتا دینا میں حجاب لگا کر محل کا گوشہ گوشہ دیکھوں گی۔" اسی پل گاڑی رکی تھی۔

کمرے میں دھواں پھیلا ہوا تھا سگریٹ کے جلے ہوئے کئی ٹکڑے ایش ٹرے ٹیبل اور کارپٹ پر بکھرے ہوئے تھے ٹیبل لیمپ کی روشنی میں نیم اندھیرے کمرے میں عجیب سی وحشت پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بیڈ پر نیم دراز تھا ہونٹوں میں دبا جلتا ہوا سگریٹ ابھی بھی تھا۔ ایک خالی بوتل اس کے قریب ہی پڑی تھی اور وہ بڑبڑا رہا تھا۔

''پری! کیوں خفا رہتی ہو مجھ سے؟ میں تو تمہاری خاطر تمہارے گھر گیا تھا' تمہیں دیکھنے' تم سے ملنے اور تم کس قدر اسٹون ہارٹ ہو' مجھ سے کہتی ہو تمہارے دوست میرے جیسے نہیں ہیں' تم کو اگر اپنے باپ کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو تم مجھ کو دھکے دے کر اپنے گھر سے نکال دیتیں۔'' وہ اضطرابی انداز میں گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

''تم مجھے گھر سے نکالنے کی بات کرتی ہو اور میں تمہیں اپنے گھر انوائٹ کرنے گیا تھا' کتنی چاہ سے گیا تھا میں اور تم نے کتنی نفرت سے مجھ کو دھتکارا ہے میری بے عزتی کی ہے۔ لیکن مجھے بُرا نہیں لگا' میں تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مانوں گا' تمہارا غصہ ہی تو مجھے اچھا لگتا ہے تمہاری خفگی کا ہی تو میں دیوانہ ہوں۔''

''شیری!'' مسز عابدی ڈور کھول کر اندر آئیں دھوئیں اور اسمیل نے ان کا استقبال کیا تھا آگے بڑھ کر سوئچ آن کیے تھے' نیم تاریک کمرہ ایک دم روشن ہو گیا۔

''شٹ ماما! پلیز لائٹس آف کریں' بیڈ فیل ہو رہا ہے۔'' اس نے آنکھوں پر باز ورکھتے ہوئے بلند آواز میں کہا تھا۔

''مائی گاڈ! اتنی سگریٹس پی ہیں آپ نے اور یہ ڈرنک بھی؟'' وہ پریشانی سے سگریٹ کے ٹکڑوں اور بوتل کو دیکھ کر گویا ہوئی تھیں۔ ''آخر تم چاہتے کیا ہو شیری؟''

''کیا ہوا ماما! اتنا ہائپر کیوں ہو رہی ہیں آپ؟''

''یہ سب کیا ہے جب سے آفس سے آئے ہیں کمرے میں بند ہو کر یہ کیا حرکتیں کر رہے ہیں؟ ڈنر بھی نہیں کیا ہے آپ نے۔'' وہ اس کے قریب بیٹھ کر گویا ہوئی تھیں۔

''آپ کو عادت نہیں ہے میری' میرا یہی لائف اسٹائل ہے میں اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کا عادی ہوں' آپ بار بار میرے روم میں انٹر ہو کر مجھے ڈسٹرب مت کیا کریں۔'' اس نے اٹھ کر سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑا اور تند لہجے میں ان سے مخاطب ہوا وہ دکھ و تاسف سے اس کی طرف دیکھتی رہ گئی تھیں۔

''میں آپ کے روم میں آنے کا حق نہیں رکھتی شیری؟''

''دس از ناٹ آئی مین' آپ غلط مت سمجھیں ماما۔'' وہ ڈھیلے انداز میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

''میں چاہتا ہوں آپ یہاں آکر مجھے گلٹ نہ کیا کریں' مجھے یہ سب اچھا فیل نہیں ہوتا۔ آپ جانتی ہیں میں بچہ نہیں ہوں' بڑا ہو گیا ہوں۔''

''میں آپ کو شرمندہ کرنا کیوں چاہوں گی بیٹا! بڑی محبت سے میں نے آپ کو یہاں بلوایا ہے آپ میرے اکلوتے بیٹے ہیں آپ میں میری جان ہے میں بھلا آپ کو گلٹ کیوں کروں گی۔'' اس کے غصے پر ان کی ممتا حاوی ہو گئی تھی وہ شفقت سے گویا ہوئیں۔

''میری محبت میں آپ کیا کر سکتی ہیں؟'' وہ کسی خیال کے آتے ہی ان سے خاص لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''کیا چاہتے ہیں آپ یہ بتائیں؟'' وہ مسکرائیں۔

''سوچ لیں ماما! یہ چیلنج کو سچن ہے آپ کے لیے' اگر آپ جیت نہ سکیں تو بہت پرابلمز کری ایٹ ہو جائیں گی میرے لیے۔'' اس کا انداز بے حد عجیب تھا مسز عابدی کا دل دہل کر رہ گیا تھا۔

''خدانخواستہ' یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ شیری؟''

''میں سچ کہہ رہا ہوں ماما! اگر آپ اس چیلنج میں کامیاب نہ ہوئیں تو میں کبھی واپس نہ آنے کے لیے امریکہ چلا جاؤں گا۔''

''میرا تو دل ہولے جا رہا ہے بی پی شوٹ ہونے لگا ہے میرا' یہ کیسی باتیں ہیں ابھی آئے آپ کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں' جو ایسی منحوس باتیں کرنے لگے ہیں آپ۔'' ان کی آواز میں تکلیف محسوس کر کے اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا تھا اور ان کو زرد چہرے کے ساتھ پسینہ پسینہ دیکھ کر وہ گھبرا کر آگے بڑھا۔

''ارے آپ تو بہت تکلیف میں ہیں کیا ہوا ماما؟''

''مجھے میرے روم میں لے چلو ٹیبلٹ لینی ہوگی مجھے جلدی سے۔'' وہ اس کا سہارا لے کر چلنا چاہتی تھیں اور وہ جو بہت اکھڑ اور خود غرض بنا ہوا تھا اچانک بگڑنے والی ان کی طبیعت دیکھ کر شدید پریشان ہو گیا تھا اس نے ان کے کمزور وجود کو بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔

''ہمیں فوراً اسپتال جانا ہوگا ماما!'' وہ کمرے سے نکلتے ہوئے بولا۔

''نہیں' ٹیبلٹ لے کر میری طبیعت بہتر ہو جائے گی' تم فکر مت کرو' کبھی کبھی میرا بی پی شوٹ کر جاتا ہے ٹھیک ہو جاؤں گی ابھی۔'' ان کے اصرار پر وہ ان کو کمرے میں لے آیا تھا اور ملازم بھی ساتھ تھا۔ اس نے ہی دوا دراز سے نکال کر دی تھی۔ ٹیبلٹ کھانے کے بعد وہ کچھ دیر میں ہی بے خبر سو گئی تھیں۔

''برکت! ماما کی ایسی حالت کب سے ہے؟'' اس نے باہر نکل کر پرانے ملازم سے دریافت کیا تھا۔

''ایک سال پہلے بیگم صاحبہ کو دل کا دورہ پڑا تھا تب سے ہی۔''

''اوہ! اتنی بڑی بات مجھے ماما اور ڈیڈی نے نہیں بتائی ہے۔'' اس نے ہاتھوں سے سر تھام لیا تھا۔

❁......☆......❁

''ارے بھئی بہت خوش ہو آج تم اور ممی' عابدی انکل کا بیٹا کوئی خزانہ دے گیا ہے تمہیں؟ جو شام سے تمہارے دانت ہی اندر نہیں ہو رہے ہیں' پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہی ہو۔'' عائزہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھی اپنے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے طنز سے بولی۔

''کبھی کوئی بات بغیر طنز کے بھی کر لیا کرو' عادلہ!''

''مجھے تمہاری طرح بات بے بات ہاہاہا...... ہی ہی پسند نہیں ہے' میں سنجیدہ ہوں اور سنجیدگی میں بہت وقار ہوتا ہے۔''

''تم سنجیدہ نہیں رنجیدہ لگتی ہو مجھے' تم نہ خوش رہتی ہو اور نہ ہی دوسروں کو خوش دیکھنے کا حوصلہ ہے تم میں۔'' عادلہ آئینے میں اس کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''اچھا' پہلے اپنی خوشی سے میرا تعارف تو کرواؤ' جو میں بھی خوش ہو جاؤں اور تمہیں بتاؤں مجھ میں حوصلہ ہے یا نہیں......؟'' اس کو مسکراتے دیکھ کر عادلہ اس کے قریب بیٹھ کر گرم جوشی سے بولی۔

''عابدی انکل کا بیٹا امریکہ پلٹ ہے بہت ڈیشنگ' اسمارٹ اور چارمنگ ہے نا معلوم کتنی لڑکیاں مرتی ہوں گی اس پر۔''

''وہ تو پری پر مرمٹا ہے' ممی بتا رہی تھیں نا' پارٹی والے دن اس نے پری کی تصویریں لی تھیں اس کے آگے پیچھے گھومتا رہا تھا' وہ تو ممی نے ہی پری کو وہاں سے گھر بھیجا تھا ورنہ......''

''بس بس چپ رہو' سب معلوم ہے مجھے وہ تو پرانی بات تھی نا جب اس نے مجھے دیکھا نہیں تھا' آج اس نے دیکھا اور دیکھتا رہ گیا وہ مجھے۔'' عادلہ خوشی سے سرشار تھی۔

''بہت خوب! کہیں اس نے تمہیں دنیا کا آٹھواں عجوبہ تو نہیں سمجھ لیا؟'' عائزہ بے حد سنجیدہ تھی مگر اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔

''شٹ اپ' میں تمہارا منہ توڑ دوں گی عائزہ! تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے پرسنل بات کی جائے' بہت بے وقوف ہو تم۔''

جب سے تُو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

عائزہ گنگنانے لگی تھی۔

☆

گاڑی کی رفتار دھیمی ہو رہی تھی ساحر کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بدل رہے تھے وہ مستعد ہو کر بیٹھ گیا تھا گویا کسی بہت برگزیدہ ہستی سے اس کی ملاقات ہونے والی ہے ازحد مرعوبیت اور تابعداری کے تاثرات تھے اس کے چہرے پر' جس کا اثر رخ پر بھی پڑا تھا اس نے گلے میں پڑے مفلر کو تیزی سے سر پر سیٹ کرنا شروع کر دیا تھا وہ مفلر جس کی چوڑائی ایک بالش بھی نہ تھی کسی پٹی کی مانند سر کے درمیانی حصے پر ہی فٹ ہوا تھا۔

''ساحر! تمہارے ڈیڈ تو مجھے بہت بارعب وغصہ ور لگ رہے ہیں۔''

''تم فکر مت کرو' غصہ ور صرف وہ میرے لیے ہیں تم کو تو بہت محبت سے رکھیں گے وہ' لڑکیوں سے محبت کرتے ہیں وہ۔''

''تم کچھ بھی کہو مجھے یقین نہیں آ رہا مجھے ڈر ہے میرا پہلا امپریشن ہی ان پر بُرا پڑے گا اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوگا۔'' ساحر کی شوخ مسکراہٹ اس کو اس وقت زہر لگ رہی تھی۔

''میری بات غور سے سنو' میں یہاں سے سیدھا ڈیڈ کے روم میں جاؤں گا تب تک تم ڈریس اپ ہو کر ریڈی ہو جانا' ڈنر پر میں تم کو ڈیڈ سے ملواؤں گا۔ بہت اچھی طرح سے تیار ہونا بلکہ دلہن بننا' اب تو ملن رت آئی ہے فاصلے مٹانے کا وقت آن پہنچا ہے۔'' ساحر کے لہجے میں عجیب سی تپش تھی۔ اس سے نگاہیں نہ اٹھائی گئیں چہرے پر حیا کی شفق پھیلتی گئی اور سفر ختم ہوا گاڑی رک چکی تھی۔

''شکر ہے یہ طویل ترین سفر ختم ہوا۔'' وہ آسودگی سے بولی۔

''ختم نہیں ہوا ابھی تو شروع ہوگا' حیات نو کا سفر۔'' ڈرائیور نے گیٹ وا کیا تو دونوں باہر نکل آئے تھے۔ یہ بھی ایک کورڈ پارکنگ لاٹ تھا۔

وہاں ایک سیاہ فام عورت کھڑی تھی جو مسکراتی ہوئی اس کی جانب آئی' اشارے سے اسے سلام کیا' جھک کر اس کے ہاتھ تھامے اور بوسے دیئے تھے اس کے ہاتھوں کی پشت پر اس کے انداز میں بے حد عزت اور احترام تھا پہلے ہی قدم پر اتنی عزت وتوقیر پانے پر وہ پھولوں نہ سما رہی تھی لمحے بھر میں وہ تصور کی دنیا سجا بیٹھی تھی جہاں شاہی لباس میں سر پر بیش قیمت تاج رکھے حکمرانی کے سب سے اونچے تخت پر وہ براجمان تھی۔

''رخ......رخ......رخ......'' ساحر کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر حواسوں میں آئی۔

''یہ ملازمہ ہے تمہیں میرے روم میں لے جائے گی' وہاں تمہاری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے اگر کوئی چیز رہ گئی ہو تو تم کہہ دینا' مل جائے گی' اب تم تیار ہو جاؤ کھانا روم میں ہی کھا لینا۔''

''تمہارے بغیر میں تنہا کھانا نہیں کھاؤں گی۔'' وہ لاڈ سے بولی۔

''رخ! دیکھو میں بزنس کے چکر میں عموماً باہر رہتا ہوں تو تم کو ابھی سے ان تمام باتوں کی عادت ڈالنی ہے۔''

''ٹھیک ہے مگر اب میں تمہیں تنہا باہر زیادہ جانے نہیں دوں گی۔'' اس نے حق جتاتے ہوئے کہا اور ملازمہ کے ہمراہ آگے بڑھ گئی اور وہ جہاں جہاں سے گزر رہی تھی وہاں کی تزئین وآرائش سے مرعوب ہو رہی تھی۔

☆

دسمبر کا آخری ہفتہ تھا۔

موسم سرد تھا ایک ایسی اداسی ہر سو پھیلی تھی جو دل کو عجیب سے درد سے آشنا کرتی ہے' جس کی موجودگی کا سبب ہزار ہا کوششوں کے باوجود معلوم نہیں ہوتا مگر درد محسوس ہوتا ہے وہ بھی ہمیشہ کی طرح اس وحشت بھری تنہائی کو محسوس کر رہی تھی وہ ہر سال اس موسم کا انتظار کرتی تھی یہ سرد خاموش و اداس موسم اس کو اپنے جیسا لگتا تھا' تنہا' بے کل اور روٹھا روٹھا سا' اپنی دنیا میں گم' اپنی وحشت بھری اداسیوں میں مگن یا کسی ایسے دوست کی تلاش کے رنگ بھرے یا پھر اس کے ساتھ چل پڑے اور کہے ''تم میرے جیسے ہو آؤ اس تنہائی کو ہم شیئر کرتے ہیں' خوش رہتے ہیں۔''

''اتنا کیوں سوچتی ہو پارس! کوئی نئی دنیا دریافت کرنے کا ارادہ ہے؟ کب سے کھڑا میں تم کو دیکھ رہا ہوں اور تم اپنی دنیا میں مگن ہو' کیا سوچتی رہتی ہو پتا تو چلے؟''

دادی کی طرف جاتا ہوا طغرل ٹیرس پر کھڑا پری کو دیکھ کر رک گیا تھا وہ گرم شال اوڑھے باہر لان میں دیکھ رہی تھی جہاں اس سرد موسم میں ٹھنڈی

ہواؤں کے سوا اردگرد پھیلی ٹھٹھرتی ہوئی سی چاندنی تھی اور گہرا سکون وسناٹا تھا اور وہ گویا اس دنیا میں نہیں تھی سوچوں کے گھوڑوں پر سوار نا معلوم کس جہاں کی سیر کررہی تھی اس کی شال سر سے ڈھلک چکی تھی بال ہوا سے بکھر رہے تھے مگر اس کو ہوش نہ تھا۔

''پارس! کم آن یہ ہوا تم کو نقصان پہنچادے گی' سب کمبلوں میں آرام کررہے ہیں اور دیکھو کوئی پرندہ بھی یہاں نہیں ہے تم کیوں خود کو سزا دے رہی ہو' اتنی سردی میں کھڑے ہوکر؟'' اس کی آواز پر چونک کر اس نے پھرتی سے سر پر شال لی تھی۔

''آپ جائیں کیوں آئے ہیں یہاں؟'' وہ ترش لہجے میں بولی۔ ''مجھے میری دنیا میں مگن رہنے دیں' مجھے یہاں سکون ملتا ہے۔''

''یہ سکون ہے؟ سب اپنے کمروں میں گرم بستروں میں دبکے ہوئے ہیں اور تم یہاں اس سرد موسم میں کسی بھٹکتی ہوئی روح کی مانند بے چین پھر رہی ہو' یہ تو سراسر خودکشی ہے پارس!'' اس کے لہجے میں ہمدردی تھی وہ آگے بڑھ آیا تھا۔

''طغرل بھائی! آپ جائیں یہاں سے میں خود چلی جاؤں گی۔ آپ کو مجھ سے ہمدردی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ بلاوجہ سے اس سے الجھ رہی تھی۔

''مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں تمہیں مجھے ٹائم دینا ہوگا۔'' وہ اس وقت اس سے کمپرومائز کے موڈ میں تھا۔

''کیسی باتیں؟ میں آپ سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی۔''

''مجھے تم سے کچھ کہنا ہے اور وہ تمہیں سننا ہوگا۔'' طغرل کے لہجے میں سختی ابھرنے لگی تھی۔

''میرا بہت تماشا بن چکا ہے آپ کی وجہ سے' میں اور برداشت نہیں کرسکتی اگر چند دن میں نے آپ سے اپنائیت سے بات کرلی ہے تو وہ سب تاؤ جان کی طبیعت کی وجہ سے تھا۔'' وہ اس جانب رخ کرکے سرد مہری سے کہہ رہی تھی۔

''آپ اس خوش فہمی میں مبتلا مت ہوجائیے گا کہ میں بھی کچھ اسٹوپڈ لڑکیوں کی طرح آپ کے عشق میں مبتلا ہوگئی ہوں تو کان کھول کر سن لیجیے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔'' مزنہ کا اس کو بہو بنانے سے انکار' دادی جان کے آنسو اور بے بسی' تڑپ کب سے اس کے اندر آگ بن کر بھڑک رہی تھی اور اس بھڑکتی آگ کے شعلوں کا شکار بے قصور طغرل بنا تھا۔

''مجھے معلوم ہے ایسا نہیں ہے تم میرے عشق میں مبتلا نہیں ہو مگر یہ گارنٹی نہیں ہے کبھی مبتلا نہیں ہوگی۔'' وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر دلکشی سے مسکرا کر بولا۔

''ہونہہ...... منہ دھو رکھیے' ایسا ممکن ہی نہیں۔''

''اینی ویز' میں یہاں تم سے کوئی عہدو پیماں کرنے نہیں آیا ہوں' چل کر میری بات سنو جو اہم ہے۔'' اس نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھاما اور گھسیٹتا ہوا لے گیا۔

......☆☆☆......

''یہ...... یہ کیا حرکت ہے؟'' اس نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا وہ اس کو روم میں لے آیا تھا۔

''ریلیکس یار! چیخو مت......''

''میں چیخوں گی' آپ مجھے زبردستی لائے ہیں۔''

''تو چیخو! پرابلم تمہیں ہوگی مجھے نہیں' فکر تمہیں ہوتی ہے' ڈر تمہیں لگتا ہے کچھ لوگوں سے۔'' وہ سینے پر بازو لپیٹے کھڑا اطمینان سے کہہ رہا تھا۔

''آپ کو خوف محسوس نہیں ہوتا؟'' پری کے سخت لہجے میں کچھ حیرانی بھی شامل تھی۔

''آپ ممی کی نیچر کو اچھی طرح جان گئے ہیں میری رسوائی ان کے لیے تسکین کا باعث ہوتی ہے۔''

''مجھے خوف محسوس نہیں ہوتا ہے کسی سے بھی خواہ وہ صباحت آنٹی ہوں یا کوئی اور ذہنی مریض۔ جو صرف اور صرف اپنی خود غرضی کے سبب دوسروں کو تکلیف دینے میں اپنی گھٹیا خوشیاں تلاش کرتے ہوں۔''

''آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے جو جیسا ہے وہ ویسا ہی رہے گا۔ یہ بتائیں آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟'' وہ کسی حد تک اپنے غصے پر قابو پا کر گویا

ہوئی۔

''تمہیں معلوم ہے میں جا رہا ہوں۔''

''ہوں۔''اس کے انداز میں بے پروائی تھی۔

''مجھے نہیں معلوم وہاں مجھے کتنا عرصہ لگتا ہے۔ بہت جلد آ جاؤں میں' شاید مجھے ٹائم بھی لگ جائے۔'' وہ بے ربط بول رہا تھا۔ جو کہنا چاہ رہا تھا وہ کہہ نہیں پا رہا تھا اس کے وجیہہ چہرے پر عجیب سے احساسات تھے اس کی نگاہوں میں کوئی چمک تھی' کوئی پیغام تھا وہ اس سے دل کی بات کہنا چاہ رہا تھا' بدلتے ہوئے جذبات' احساسات' خیالات شیئر کرنا چاہتا تھا لیکن سیاہ شال کے ہالے میں چمکتے پری کے خوب صورت چہرے پر بہت سرد سپاٹ تاثرات تھے' ہمیشہ کی طرح اس کے انداز میں بے گانگی و لاتعلقی نمایاں تھی جو مقابل کو کچھ کہنا تو در کنار نگاہ بھر کر دیکھنے کا موقع بھی نہیں دیتی تھی۔ اس لمحے ایسا ہی ہوا تھا وہ دل کی بات دل میں ہی دبا بیٹھا تھا۔

''یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟''اس کی سوچوں سے بے خبر وہ شانے اچکا کر گویا ہوئی تھی۔ ''آپ کے واپس آنے یا نہ آنے سے مجھے کیا لینا دینا؟''پل بھر کو اس کا دل ساکت سا ہوا تھا وہ کھڑا کا کھڑا رہ گیا تھا۔ وہ اس قدر کٹھور و بے حس ہوگی' دل مانا نہ تھا۔

''طغرل صاحب! کل تک آپ بھی ایسے ہی بے حس و کٹھور تھے دل کتنا نازک ہوتا ہے اور محبت کتنی حساس' آپ کو معلوم نہ تھا' آپ کے جذبے بدلے ہیں تو احساسات بھی تبدیل ہو گئے ہیں۔ ابھی دوسری طرف معاملہ گڑبڑ ہے جو انقلابی تبدیلی آپ کے اندر برپا ہو چکی ہے شاید دوسری طرف برپا ہونے خاصا وقت لگے۔ بہتر یہی ہے آپ کے حق میں ابھی اپنی ''نوزائیدہ محبت'' کی کیئر کرو اور جذبوں کے اظہار کے لیے کسی اچھے وقت کا انتظار۔''اس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی۔

''ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو' تمہیں بھلا میرے واپس آنے یا نہ آنے سے کیا لینا دینا؟ تم خود سے بے خبر رہتی ہو' تمہیں اپنی خبر نہیں۔ خیر میں تم سے معذرت کرتا ہوں ایک عرصہ تک میں تمہارے بیڈ روم پر قبضہ جمائے رہا ہوں' یہ لاسٹ نائٹ ہے کل سے تمہیں تمہارا روم مل جائے گا۔'' دلی احساسات کو چھپائے اس نے خوب صورتی سے بات بدل دی تھی۔

''بنڈل آف تھینکس پارس! شدید ناپسندیدگی کے باوجود تم نے بے حد تعاون کیا ہے میرے ساتھ' خیال رکھا میرا۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے اسپیشلی آپ کے لیے کچھ نہیں کیا' گھر میں موجود تمام لوگوں کا خیال رکھنا میرا فرض ہے اس میں مہربانی کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی ہے۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھی' دونوں ہی کھڑے ہوئے تھے۔

''دادی جان کا بے حد خیال رکھنا پارس! وہ بہت کمزور ہوگئی ہیں' میں نے محسوس کیا ہے وہ پریشان ہیں مگر بتاتی نہیں ہیں۔''

''جی میں خیال رکھوں گی۔'' وہ کہتے ہوئے وہاں سے نکل گئی اور وہ وہیں کھڑا اس کی خوشبو کو محسوس کرتا رہا تھا۔

❁......❁......❁

وہ حبشی عورت اس کو ایک بے حد شان دار کمرے میں لے آئی تھی' بھاری پردوں سے ڈھکا' بیش قیمت قالین اور فرنیچر سے آراستہ اس کمرے میں نامعلوم کون کون سی خوشبوئیں مہک رہی تھیں' وہ مبہوت نگاہوں سے ہر شے کو تک رہی تھی۔ ہر چیز پر خواب کا گماں ہو رہا تھا وہ عورت بہت نرم انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹیچڈ باتھ روم کی طرف لے گئی تھی' ملازمہ کو اس کا ہاتھ پکڑ کر باتھ روم تک اس لیے لانا پڑا کہ وہ پارکنگ لاٹ سے یہاں بیڈ روم تک آنے میں کافی وقت ضائع کر چکی تھی اور ہر جگہ کو اس نے رک رک کر خوابناک نظروں سے دیکھا تھا پھر اس بیڈ روم میں آ کر اس کی حیرتیں انتہا کو پہنچ گئی تھیں اگر ملازمہ اس کو ہاتھ پکڑ کر باتھ روم تک نہ لاتی تو ممکن تھا' حیرت کی زیادتی سے وہ بے ہوش ہو جاتی' ہر سمت خوشبوئیں اور روشنیاں بکھری ہوئی تھیں۔ نیم گرم مہکتے پانی سے اس نے باتھ لیا تھا۔ وہ نکلی تو ملازمہ نے اس کو سنوارنا شروع کر دیا تھا' آف وہائٹ جھلملاتے سوٹ میں گولڈ جیولری میں اس کے حسن کی کہکشاں بکھر رہی تھی' ملازمہ نے گویا اس کا انگ انگ سنوارا تھا۔

''اوہ گاڈ! یہ میں ہوں...... اتنی حسین...... اس قدر خوب صورت! آج میرے چہرے پر میری نگاہیں نہیں ٹک رہی ہیں۔ میں خود کو ہی نگاہ بھر کر نہیں دیکھ پا رہی ہوں تو...... آج ساحر کا کیا حال ہوگا؟ وہ کس طرح خود کو میرے حسن کے سحر سے بچا پائے گا۔'' ملازمہ کے جانے کے بعد وہ قدآور

آئینے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لیتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ وہ بے حد خوش تھی مسرت سے اس کے ہونٹ کھلے جارہے تھے۔ دل بھر کر اس نے اپنا روپ دیکھا تھا پھر دور تک پھیلی ہوئی میکسی کو ہاتھوں سے پکڑ کر وہ اٹھی اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی بیڈ پر جا پہنچی اسی دم ملازمہ ٹرالی میں کھانے کی مختلف ڈشیں لے آئی تھی' کھانا اس کے لیے نیا مگر بے حد مزے دار تھا اس نے سیر ہو کر کھایا تھا پھر نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے کرتے وہ بے سدھ ہو کر وہیں گر گئی تھی۔

بے ہوشی کا وہ سلسلہ نا معلوم کتنے عرصے پر محیط رہا تھا اس نے آنکھیں کھولیں تو ذہن بیدار نہ تھا عجیب سی جسم و جاں کی کیفیت تھی وہ ساکت نظروں سے کئی لمحوں تک چھت پر آویزاں بیش قیمت فانوس کو تکتی رہی جو اس وقت روشنیوں سے محروم تھا۔ خاصی دیر تک فانوس کو تکنے کے بعد آہستہ آہستہ اپنے بے حس و حرکت وجود کو حرکت دی تھی اور آہستگی سے گردن گھما کر برابر میں رکھے تکیے کو دیکھا تھا۔ وہ اس وقت وہاں نہیں تھا البتہ چادر کی شکنیں اور تکیے کا معمولی سا بے ترتیب انداز بتا رہا تھا کچھ دیر قبل وہ یہاں موجود تھا۔ اس کے ذہن میں بیداری نے دستک دینی شروع کر دی تھی۔ گزرے وقت کی کچھ پرچھائیاں اس کے ذہن میں گڈمڈ ہونے لگی تھی' نا معلوم کیا ہوا تھا؟ کیسی نینداس پر طاری ہوئی تھی کہ بہت یاد کرنے پر بھی کچھ واضح نہیں ہو رہا تھا۔ گزرے وقت میں ساحر اس کے قریب تھا مگر......وہ کیسی اندھی قربت تھی جو اس کی سانسوں میں اپنا لمس نہ تک چھوڑ سکی تھی۔

❀......❀......❀

مسز عابدی حساس عورت تھیں وہ جوان و اکلوتے بیٹے کی بگڑی روش و ہٹ دھرمی برداشت نہ کر پائی تھیں ایک ہفتے سے وہ بیڈ پر تھیں عابدی ان سے از حد محبت کرتے تھے وہ ان کی خاطر آفس سے بھی غافل ہو گئے تھے اور ہر وقت ان کے پاس موجود تھے' شیری بھی گا ہے بگا ہے ان کے پاس آتا رہتا تھا۔ دونوں بیٹیاں بھی روز ہی ان کی عیادت کو آ رہی تھیں' مسز عابدی کی مسرت و دکھ سے آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی تھیں جب وہ دیکھتی کہ اکلوتے بیٹے سے زیادہ ان کی بیٹیاں ان پر جان چھڑکتی تھیں اور شیری کے دو ہی معمولات تھے۔ کھڑے کھڑے ان کے کمرے میں خیریت دریافت کرنے آتا تھا پھر وہ بیڈ روم میں بند ہو جاتا یا کار لے کر لانگ ڈرائیور پر نکل جاتا تھا۔

''میں پہلے سے بہتر ہوں عابدی! بہت جلد ٹھیک ہو جاؤں گی' آپ آفس چھوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں کیوں اتنی فکر کر رہے ہیں میری؟'' وہ تکیوں کے سہارے نیم دراز ان سے کہہ رہی تھیں۔

''تم بزنس کی پروا مت کرو' میں تمہیں صحت مند دیکھنا چاہتا ہوں۔'' وہ میگزین کا مطالعہ کرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

''میں ٹھیک ہو گئی ہوں' بس کچھ کمزوری محسوس ہو رہی ہے یہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی۔'' وہ آہستگی سے کہہ رہی تھیں۔

''ضرور ختم ہو جائے گی' اب تم کو کوئی اسٹریس لینے کی ضرورت نہیں ہے' شیری کو اس کی مرضی پر چھوڑ دو وہ کیا کرتا ہے' کیوں کرتا ہے؟ تمہیں پروا نہیں کرنا چاہیے' وہ بچہ نہیں ہے جس کو انگلی پکڑ کر ہم چلنا سکھائیں گے' سمجھائیں گے۔ وہ آگ کو نہ چھوئے جل جائے گا۔'' وہ ان کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

''بچہ ہے وہ ابھی......ایک عرصہ ہم سے دور بھی رہا ہے۔''

''اس کی بہتری کے لیے ہوا ہے یہ سب اور وہ جوان ہو چکا ہے۔ میں یہ نیکسٹ ٹائم کسی صورت برداشت نہیں کروں گا' تم بے وجہ باتوں میں الجھ کر بیمار پڑ جاؤ اور میری زندگی بے رنگ ہونے لگے' میں ہر رشتے سے بڑھ کر چاہتا ہوں تمہیں۔''

''مجھے آپ کی محبت پر شک نہیں ہے مگر......''

''اگر مگر میں نہیں جانتا۔'' انہوں نے قریب بیٹھتے ہوئے محبت سے کہا تھا۔

❀......❀......❀

طغرل اور مذنہ کے آنے پر جتنی گھر میں رونق اور چہل پہل تھی ان کے جانے پر گھر میں اتنی ہی اداسی و خاموشی پھیل گئی تھی۔ دادی کی نمازوں میں رکوع و سجود طویل ہو گئے تھے' وہ دادی جان کے لیے چائے بنا کر لائی تو وہ گویا ہوئیں۔

''فیاض آیا تھا ابھی میرے پاس۔''
''کیا کہہ رہے تھے پاپا؟'' وہ چائے ان کو دینے کے بعد اپنی چائے کا مگ لے کر ان کے قریب ہی بیٹھ کر گویا ہوئی۔
''بتا رہا تھا عابدی کی بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اب طبیعت بہتر ہوئی ہے عابدی اور اس کی بیوی چاہتی ہے ہم لوگ آج رات کو کھانا ان کے گھر کھائیں۔''
''اچھا پھر آپ نے کیا کہا' پاپا کو دادی جان؟''
''میں نے تو منع کر دیا کہ میں کہاں جا پاؤں گی' گھٹنوں میں درد کی وجہ سے گھر میں ہی چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے اور میری دیکھ بھال کے لیے پری گھر میں رہے گی۔'' اس کے چہرے پر بے اختیار ہی آسودگی پھیلی تھی وہ مسکرا کر بولی۔
''پھر پاپا مان گئے ہوں گے آپ کی تکلیف کا سن کر۔''
''نہیں۔'' دادی اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی تھیں۔ ''وہ کہنے لگا اماں زیادہ ٹائم نہیں لگے گا وہاں پر عابدی بھائی اور بھابی نے بہت محبت سے کھانے پر بلایا ہے' ان کو انکار کرنا مناسب نہیں ہے اور انہوں نے خصوصی طور پر مجھے بلوایا ہے۔''
''اوہ! لیکن دادی میں تو نہیں جاؤں گی وہاں پر۔'' اس کے لہجے میں قطعیت تھی دادی نے چائے کا سپ لیتے ہوئے غور سے اس کی طرف دیکھا تھا جس کا چہرہ کھلی کتاب کی مانند تھا اور جس پر ہر تحریر نمایاں تھی۔ اس کے انکار کے کیا معنی تھے یہ وہ بخوبی جانتی تھیں۔
''اچھا مت جانا ایسا کرو اپنی نانو کو فون کر کے کہو وہ ڈرائیور کو بھیجے تم وہاں چلی جاؤ ابھی' میں فیاض سے خود بات کر لوں گی۔''
''میں تمہیں گھر میں تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی میری بچی! ویسے بھی تم مذنہ اور طغرل کی وجہ سے بہت کم گئی ہو اپنی نانو کے پاس اسی بہانے وہاں رہ کر آ جاؤ گی' کچھ آرام بھی ملے گا تم کو۔''
''میں جانتی ہوں آپ ابھی طغرل بھائی کو بے حد یاد کر رہی ہیں' ابھی ان کو گئے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا اور آپ......''
''تم ہو میرے پاس پھر بھلا میں کسی کو اتنا یاد کیوں کروں گی۔ رہی بات طغرل کی تو وہ روز فون پر بات کرتا ہے' کل تو مجھ سے فراز نے بھی بات کی تھی۔'' وہ اس کی بات قطع کر کے بولیں۔
''فراز تاؤ سے آپ کی بات ہوئی' میں کہاں تھی اس وقت؟''
''تم سو گئی تھیں اور میں دوسرے کمرے میں تھی اس لیے نہ تم تک آواز آئی اور نہ میں تمہیں اٹھا سکی تھی۔''
''کیا کیا باتیں ہوئیں تاؤ سے؟'' وہ دادی کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی اس جستجو میں کہیں ان کو فراز کی خرابی طبیعت کا معلوم تو نہیں ہو گیا ہے؟
''دعا سلام اور خیر خیریت ہی معلوم ہو سکی' سانس بہت پھول رہا تھا اس کا فوراً طغرل نے فون لے لیا تھا اپنے باپ سے' میں نے اس سے پوچھا بھی تو کہنے لگا ڈیڈی جاگنگ سے آئے ہیں تو اس وجہ سے ان کا سانس پھول رہا ہے آپ پریشان مت ہوں۔''
''ہوں...... یہ بات تو ہے تاؤ جوگنگ بہت کرتے ہیں۔''
''مجھے اس کی آواز میں بہت کمزوری محسوس ہو رہی تھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے شاید مجھ سے کچھ چھپایا جا رہا ہے پری۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر بے چارگی سے بولی تھیں۔ پری نے ان کے ہاتھ سے خالی مگ لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا پھر ان کے قریب بیٹھ کر اپنائیت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔
''ایسی کوئی بات نہیں ہے دادی جان! آپ کو سب اتنا چاہتے ہیں۔''
''ہاں جانتی ہوں میں' تم تیاری کرو اور ساتھ میں میرا بھی کوئی سوٹ نکال دو' رات کو بدل کر جانے کے لیے فیاض نے کبھی بھی اس طرح اصرار نہیں کیا کہیں لے جانے کے لیے جس طرح عابدی کے ہاں جانے کے لیے کر رہا ہے مجھے تو لگتا ہے جیسے......''
''کیا لگتا ہے آپ کو دادی جان؟'' ان کے کچھ کہتے کہتے خاموش ہونے پر وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔
''فیاض عابدی سے دبا دبا رہنے لگا ہے حالاں کہ دونوں کا کاروبار میں برابر کا حصہ ہے پھر نہ جانے کیوں فیاض عابدی کو بہت زیادہ اہمیت دینے

لگا ہے گویا وہ اس کا محکوم بن گیا ہو۔''

''دراصل دادی جان! پاپا کے مزاج میں عجز اور انکساری حد درجہ بڑھ گئی ہے آپ کو اس وجہ سے ایسا محسوس ہوا ہوگا۔''

''اللہ کرے ایسا ہی ہو میرے خدشے بے بنیاد ثابت ہوں سب۔'' اس نے صدق دل سے آمین کہا تھا اور اٹھ کر وارڈ روب سے دادی اماں کا سوٹ نکالا تو سوٹ کے ساتھ ہی ایک وہائٹ لفافہ اس کے ہاتھ آیا تھا اس نے حیرت سے اس کو دیکھا تو اس پر لکھا تھا۔

''سویٹ دادی جان کے لیے۔'' نیچے طغرل فراز کے سائن تھے وہ بھاری لفافہ لے کر ان کے پاس چلی آئی تھی۔

''دادی! یہ آپ کے کپڑوں کے درمیان سے نکلا ہے۔''

''کس کا ہے اور کیا ہے اس میں؟'' ان کو اچنبھا ہوا تھا۔

''طغرل بھائی کے سائن ہیں اس پر اور یہ آپ کے لیے ہے۔'' اس نے ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا' دادی نے لفافے پر اپنا نام دیکھا اور واپس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''کیا ہے اس میں' ذرا کھول کر تو دیکھ پری۔'' پری نے لفافہ کھولا تو پانچ پانچ ہزار کے نوٹوں کی گڈی اس کے ہاتھ میں در آئی تھی وہ حیرت سے ان نوٹوں کو دیکھ رہی تھی۔

''ارے اتنے سارے نوٹ! طغرل نے یہ کیا حرکت کی بھلا؟'' پری نے نوٹوں کی گڈی ان کے ہاتھ پر رکھی تو وہ ہکا بکا انداز میں گویا ہوئی تھیں' وہ رقم لاکھوں میں تھی۔

''میں نے تو کبھی اس پر ظاہر ہی نہ ہونے دیا کہ..... تنگدستی کے سائے کس طرح سے ہم کو جکڑے ہوئے ہیں' ہمیشہ اس کے اور مذنہ کے سامنے بھرم قائم رکھے ہوئے تھی اور پھر بھی دیکھ ذرا میرے بچے کس طرح میرے حال سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ یا اللہ تیرا شکر و احسان ہے جو تُو نے ایسی صالح و نیک اولاد اور اس کی اولاد عطا کی ہے۔''

❁.....❁.....❁

ان کو اور مثنیٰ کو رشتہ ازدواج میں بندھے بیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا اتنے عرصہ میں انہوں نے کبھی بھی مثنیٰ کے درد کو جاننے کی سعی نہ کی تھی بلکہ وہ کبھی بے دھیانی میں پری کو یاد کرتیں یا اس کا نام لے لیتیں تو ان کے اندر کا روایتی مرد بیدار ہو جاتا تھا۔ وہ سنگدلی سے جو منہ میں آتا وہ ان کو سنایا کرتے تھے اور مثنیٰ چپ ہو جاتی تھی' تنہائیوں میں جا کر سسک سسک کر روتی تھیں' آج وہ آنسو ان کی آنکھوں میں تھے' آج وہ درد ان کے دل میں اتر گیا تھا۔ آج وہ تنہائی میں بیٹھے سسک رہے تھے' تڑپ رہے تھے۔ اولاد کا دکھ کیا ہوتا ہے' کس طرح درد بن کر آنکھوں سے بہنے لگتا ہے اس سے آشنائی حاصل ہوئی تھی ان کو۔ موسم میں خنکی تھی وہ لیونگ روم میں بیٹھے تھے پری کے حوالے سے مثنیٰ پر کی گئی ایک ایک زیادتی ذہن سے نکل کر کسی تازیانے کی طرح ان کی روح پر لگ رہی تھی۔ ان کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور آنکھیں ابھی بھی جل تھل ہو رہی تھیں' ان کی نظروں سے اوجھل مثنیٰ بھی اپنے بیڈ روم میں جاگ رہی تھیں' صفدر جمال کو انہوں نے بیڈ سے اٹھتے دیکھ کر آنکھیں بند کر لی تھیں' وہ ان کو سوتا ہوا سمجھ کر مطمئن ہو کر کمرے سے چلے گئے تھے اور وہ بھی جاگ رہی تھیں کہ درد تو دونوں کا مشترکہ تھا۔

سعود ان کا بھی بیٹا تھا پری سے جدائی کے دکھ کو انہوں نے بیٹے کی موجودگی' اس کی ذات میں گم ہو کر بھولنے کی کوشش کی تھی مگر یہ سہارا بھی عارضی ثابت ہوا تھا۔ صفدر جمال نے پرائمری کلاسز کے بعد ہی اس کو امریکہ شفٹ کر دیا تھا اور خود بھی چند سال تو اس کے ساتھ وہاں رہے پھر بزنس کی وجہ سے انہیں واپس آنا پڑا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ فاصلے بھی طویل تر ہوتے چلے گئے اور سعود اس آزاد اور رنگین دنیا کا باسی بنتا ہی چلا گیا تھا۔ اتنی سخت ریاضت اور برداشت سے کیا حاصل ہوا تھا؟ اب جب کہ صفدر جمال کو بیٹے کی ضرورت تھی۔ ان کو سہارا چاہیے تھا ایسے وقت میں وہ ان کی محبت پر پانی پھیر گیا تھا ایک لڑکی کی بے وفائی سے وہ اپنے ساتھ ان کی زندگیوں کو بھی تباہ کرنے کے لیے تیار تھا اس کو نہ اپنی پروا رہی تھی نہ ان دونوں کی۔ انہوں نے چہرہ صاف کرتے ہوئے گرم شال اوڑھی اور کچن کی طرف بڑھ گئیں کافی میکر میں کافی تیار کر کے وہ صفدر جمال کے پاس آ گئیں۔

"ارے تم سوئی نہیں تھیں؟" ان کو دیکھ کر وہ چونکے پھر بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے استفسار کرنے لگے۔

"آپ جاگ رہے ہوں تو میں کس طرح سو سکتی ہوں صفدر؟" کافی کا مگ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ نرمی سے گویا ہوئی تھیں۔

"اب ان آنکھوں میں نیند کہاں مثنیٰ! میری خاطر کب تک جاگو گی؟"

"آپ تو بہت بہادر ہیں صفدر! مجھے یقین نہیں آ رہا آپ اتنی جلدی ہمت ہار رہے ہیں، وہ بھی ایک کمسن اور بے وقوف بچے کی خاطر جس میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ...... وہ اچھے اور برُے کی تمیز کر سکے یا اپنی ہی بھلائی سوچ سکے۔"

"میں سعود کی طرف سے بدگمان رہا ہوں، میں سوچ رہا تھا نا معلوم کس گناہ کی پاداش میں سعود جیسی اولاد مجھے ملی ہے لیکن ماضی بے نقاب ہو کر میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور اب سمجھ آئی ہے مجھے مکافات عمل کی زد میں ہوں میں۔" وہ مثنیٰ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئے تھے۔

"وقت ہمیں آزماتا ہے طاقت و اختیار دے کر اور اس آزمائش میں بہت کم لوگ ہی کھرے اترتے ہوں گے، ورنہ زیادہ تر تو مجھ جیسے کھوٹے سکے اپنی کم ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوں گے، کل جو گزر گیا اس کل میں، میں نے تم پر بے حد ظلم کیا تھا تم کو پری سے دور کر کے اور آج وقت نے مجھے اس کرب و درد میں مبتلا کر دیا ہے، ہم جو بوتے ہیں وہ ہی کاٹتے ہیں یہ وقت نے مجھے ایسا سبق دیا ہے جو مرتے دم تک میں نہیں بھولوں گا۔"

❁ .... ❁ .... ❁

اس نے بال برش کیے پرفیوم کی بوتل خوب فراخدلی سے خود پر اسپرے کی چند لمحے مزید کھڑے ہو کر اس نے اپنے چہرے اور سراپا کا جائزہ لیا، بلیک ڈنر سوٹ میں اجلی رنگت نمایاں تھی اس کی، وہ کمرے سے باہر نکلا تو مسز عابدی نے بیٹے کی وجاہت دیکھ کر دل ہی دل میں اس کی بلائیں لیں اور قل پڑھ کر پھونکے تھے۔

"اوہو! بابا آپ تو اس طرح تیار ہوئے ہیں گویا برات چڑھ رہی ہے آپ کی۔" شازمہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ماشاء اللہ تو کہہ دو، کہیں نظر نہ لگ جائے بابا کو، عجیب بہن ہو آپ بھائی کو اس طرح منہ پھاڑ کر کہہ دیتے ہیں کیا؟" شازمہ سے چھوٹی شمع نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"ڈونٹ وری سسٹرز! کچھ نہیں ہوگا مجھے، بائی دی وے آپی نے بارات والی بات بہت کیوٹ کی ہے، مجھے پسند آئی۔" وہ آج کچھ زیادہ ہی ترنگ میں تھا، بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ تینوں ماں بیٹیوں میں پرتجسّس نگاہوں کا تبادلہ ہوا تھا۔

"اس کا مطلب ہے بڑے نیک ارادے ہیں آج کل آپ کے۔" شمع نے اس کے قریب بیٹھ کر شوخی سے کہا۔

"ہوں، ایسا ہی ہے کچھ۔" اس نے بھی شوخ لہجے میں کہا پھر ایک دم رسٹ واچ دیکھتا ہوا کھڑا ہو کر مسز عابدی سے گویا ہوا۔

"ممی! کس ٹائم آئیں گے وہ لوگ؟ ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔"

"ڈنر پر انوایٹ کیا ہے ان کی فیملی کو، ابھی شام ہو رہی ہے، ٹائم لگے گا ان کو آنے میں ابھی۔" وہ حیران تھیں۔

"صرف ڈنر پر کیوں بلایا ہے آپ نے ان کو؟ اس ٹائم چائے پر بھی بلا لیتیں آپ ان کو اب تک آ جاتے وہ۔" اس کا خوشگوار موڈ ایک دم ہی بگڑنے لگا اور اس کا موڈ دیکھ کر وہ تینوں حیران تھیں۔

"چائے کی بھی دعوت دی تھی ان کو۔"

"دی تھی تو وہ لوگ آئے کیوں نہیں؟"

"چائے کی دعوت انہوں نے قبول نہیں کی۔"

"آپ اتنا ٹینس کیوں ہو رہے ہو بابا! وہ ابھی آئیں یا بعد میں آپ کو کیا لینا دینا ہے اس سے......؟" شازمہ نے حیرانگی سے کہا تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور اٹھ کر وہاں سے چلا گیا، وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"یہ بابا کیوں اتنے اداس ہو گئے ہیں؟"

"ابھی تو موڈ بہت اچھا تھا یہ پل بھر میں بدل کیوں گیا؟" دونوں بہنوں کو از حد حیرت ہو رہی تھی۔

"یہی موڈ لے کر آئے ہیں بابا امریکہ سے پل میں تولہ پل میں ماشہ۔ کبھی اتنے شوخ و شریر ہوجائیں گے کہ بات بے بات قہقہے لگاتے ہیں اور کبھی اتنا موڈ آف ہوگا کہ ہنسنے والی بات پر بھی مسکراتے تک نہیں ہیں۔" مسز عابدی گہری سانس لے کر آزردگی بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں، دونوں بہنوں کے چہروں پر بھی سنجیدگی چھاگئی تھی۔

❁.......❀.......❁

اس نے کاٹن کا ایمبر ائیڈری والا سوٹ زیب تن کیا تھا، بالوں کو کلپ کرکے وہ لان کی طرف جارہی تھی تاکہ معلوم ہوسکے نانو کا ڈرائیور آیا ہے یا نہیں وہ ابھی لان سے دور تھی جب بالوں میں رولر لگاتی ہوئی صباحت تیزی سے اس کی طرف آئی تھیں۔

"واہ بھئی واہ! تم سب سے پہلے تیار ہوگئی ہو، تیار ہونے سے پہلے یہ پوچھ لیا ہوتا تم جارہی ہو یا نہیں؟" وہ قریب آکر تیوری چڑھا کر گویا ہوئی تھیں۔

"ممی! میں آپ کے ساتھ......"

"خاموش رہو، تمہاری ماں نے میرا حق مارا تھا اور تم میری بیٹیوں کا حق مارنا چاہتی ہو؟ مگر یاد رکھو میں ایسا ہونے نہیں دوں گی، اپنی بیٹیوں کی راہ میں آنے والی ہر شے کو میں مٹی میں ملادوں گی۔" وہ قہر آلود نگاہوں سے اس کو دیکھتے ہوئے پھنکار رہی تھیں۔

"میں آپ کے ساتھ نہیں جارہی ہوں ممی!"

"اچھا میرے ساتھ نہیں جارہی ہو تو پھر یہ تیاری کس کے لیے کی ہے؟"

"میں نانو کے ہاں جارہی ہوں، شوفر کو دیکھنے آئی تھی وہ آیا یا نہیں۔" ان کا انداز ان کے تیور نئے تو نہ تھے وہ اس کو اسی طرح حقارت سے مخاطب کرنے کی عادی تھیں اور جہاں بات ان کی بیٹیوں کی اور ان کے مستقبل کی آتی تھی وہاں وہ زخمی ناگن کی طرح خطرناک وغضب ناک ہوجاتی تھیں اور اسی موڑ پر اس کے حوصلے پست ہوجاتے تھے۔ اپنا بن ماں کے ہونے کا احساس شدت پکڑ جاتا تھا۔

"فون کرکے بلاؤ اس حرام خور کو اور فیاض کے آفس سے آنے سے پہلے یہاں سے دفع ہوجاؤ تو بہتر ہے تمہارے لیے۔" وہ اس کو دھمکاتی ہوئیں وہاں سے عادلہ اور عائزہ کے کمرے میں آئی تھیں، جہاں وہ تیار ہورہی تھیں، پورا کمرہ بے ترتیب تھا۔

"ابھی تک تم لوگ تیار نہیں ہوئی ہو، تمہارے پاپا آنے ہی والے ہیں۔"

"پاپا کے آنے سے قبل ہم تیار ہوجائیں گے، آپ بھی تیار ہوجائیں۔" عائزہ نے آئی لائنر مہارت سے لگاتے ہوئے مشورہ دیا۔

"جارہی ہوں میری تیاری میں کہاں ٹائم لگتا ہے بھئی۔"

❁.......❀.......❁

اس نے اٹھ کر اپنے بکھرے بے ترتیب بالوں کو سمیٹا تھا پھر نائٹ گاؤن کی ڈوریاں باندھتی بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔ مسکراتی نگاہوں سے اس نے واش روم کی طرف دیکھا چہرے پر رنگ تھے، روشنیاں تھیں جو اس نے چاہا وہ پالیا تھا۔ دنیا میں ایسے کم ہی خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں، خواہشیں جن کی جھولی میں آن گرتی ہیں، ان خوش نصیبوں میں ایک وہ بھی تھی۔ واش روم کا دروازہ وا ہوا تھا۔ اس کی نگاہیں جو فور شوق سے لو دے رہی تھیں، ساحر کے بجائے واش روم سے برآمد ہونے والے کسی اجنبی شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کی مستی، چہرے کے تاثرات لمحے کے ہزارویں حصے میں تبدیل ہوئے تھے، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ادھیڑ عمر کے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی رنگت صاف وشفاف تھی وہ ایک قدآور شخص تھا مگر اس کے چہرے کے عضلات میں سختی و کھردرا پن نمایاں تھا۔

"گڈ مارننگ ڈارلنگ!" اس نے ایک نگاہ اس کی شاکڈ حالت پر ڈالی اور ہیئر ڈرائر سے بالوں کو خشک کرتے ہوئے سپاٹ وبارعب لہجے میں مخاطب ہوا۔ لمحے بھر میں اس کی دل کی دنیا زیروزبر ہوچکی تھی دل کی دھڑکنیں مدھم ہونے لگی تھیں یہ کمرہ...... بلکہ پورا محل اس پر گر گیا تھا، وہ دب گئی تھی۔

اس کی روح...... اس کا وجود...... کچھ بھی تو سلامت نہ رہا تھا۔ سب ریزہ ریزہ ہوگیا تھا۔

ساحر کہاں تھا.....؟ یہ شخص کون تھا؟ جس کے انداز سے حکمرانی جھلکتی تھی' جو بڑے استحقاق سے اس کو ڈارلنگ کہہ رہا تھا۔
''آ.....آ.....آپ.....کک.....کو.....کون.....ہیں.....؟''
''تمہارا خریدار۔'' از حد کروفر سے جواب آیا تھا۔

❁.....❁.....❁

اسے معلوم ہی کب ہے
کہ اس کی اضطرابی سے
بہت بے چین رہتا ہوں
ادھورے خواب بُنتا ہوں

وصل کے لمحے کتنے کٹھن ہوتے ہیں کیسی اذیت ہوتی ہے ان کو اس طرح جھیلنے میں کہ کسی پل قرار ہی نہیں ملتا ہے' بن جل مچھلی کی مانند تڑپ کر' بے چین ہو کر اس نے گزارے تھے وہ لان میں بیٹھا گیٹ کو تک رہا تھا۔ جب اس کی برداشت جھنجلاہٹ اور غصے میں بدلنے ہی والی تھی کہ گیٹ وا ہوا اور فیاض صاحب کار لے کر اندر آئے تھے' شیری کے وجیہہ چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی۔ فوراً وہ چیئر سے اٹھا تھا' دل تو چاہ رہا تھا کہ بھاگ کر جائے اور کار کا دروازہ کھول کر پری کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئے مگر اس کی نگاہ کچھ دور موجود ماں اور بہنوں کے ساتھ ڈیڈی کو دیکھ کر دل کی خواہش دل میں ہی دبانی پڑی۔ پُروقار انداز میں وہ کار کی طرف بڑھا' فیاض اور صباحت باہر آ گئے تھے' صباحت مسز عابدی سے ملنے لگی تھیں' فیاض بیک ڈور کھول کر اماں کو باہر آنے میں مدد دے رہے تھے۔ مسز عابدی بھی تیزی سے اماں جان کی طرف بڑھی تھیں جب کہ عادلہ اور عائزہ بھی کار سے نکل آئی تھیں' عادلہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی..... مگر وہ کہیں اور دیکھ رہا تھا' اس کی نگاہیں خالی کار کو دیکھ رہی تھیں جہاں وہ ہستی موجود نہ تھی' جس کا اس نے پل پل انتظار کیا تھا' جس کی خاطر ڈنر کا پروگرام بنایا تھا' اس کے اندر آندھی سی چلنے لگی تھی۔ وہ سب ایک دوسرے سے علیک سلیک میں مصروف تھے' شیری قدم بڑھا نہ سکا تھا دل کی حالت ہی بدل گئی تھی۔
''بھابی! پری کیوں نہیں آئی آپ لوگوں کے ساتھ؟'' اس کے دل میں مچلنے والا سوال اس کی مما کے لبوں سے ادا ہو گیا تھا اور جواب سننے کے لیے اس کا وجود سماعت بن گیا تھا۔
''میں نے تو بے حد اصرار کیا تھا پری سے لیکن وہ ہمارے یہاں آنے سے پہلے اپنی نانو کے گھر چلی گئی۔'' صباحت نے اماں جان کی موجودگی کی وجہ سے نرمی سے جواب دیا۔
''کل چلی جاتی وہ اپنی نانی کے ہاں میرا دل بہت بے تاب تھا پری سے ملنے کے لیے' مجھے وہ بچی بے حد پسند ہے۔'' شیری کی نگاہیں بے ساختہ ماں کی طرف اٹھی تھیں اس لمحے اس کو اپنی ماں پر بہت پیار آیا تھا' جو ہو بہو اس کے دل کی بے کل دھڑکنوں کی ترجمانی بالکل درست انداز میں کر رہی تھیں۔
''شیری بیٹا! آپ وہاں رک کیوں گئے' انکل سے نہیں ملیں گے؟'' عابدی فیاض کو لے کر اس کے قریب چلے آئے تھے۔
''آپ کیسے ہیں انکل؟'' وہ ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے گویا ہوا۔
''میں ٹھیک ہوں اور آپ؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
''ٹھیک ہوں۔'' وہ ان کے ساتھ ہی اندر لیونگ روم میں آ گیا تھا' جہاں تمام لوگ موجود تھے وہ صباحت کو سلام کرتا ہوا سامنے صوفے پر بڑے طمطراق سے براجمان دادی جان کی طرف بڑھا' جن کی بارعب پُروقار شخصیت میں کچھ ایسا دبدبہ تھا کہ اس جیسا بے پروا و بد دماغ شخص بڑے ادب بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوا تھا۔
''السلام علیکم گرینڈ مدر! کیسی ہیں آپ؟''
''وعلیکم السلام! سدا خوش رہو' اچھا تو تم ہو عابدی کے بیٹے جو امریکہ سے پڑھ کر آئے ہو۔'' دادی نے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم انداز

میں پوچھا' ساتھ ہی اس کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا تھا۔

''جی ہاں' اماں جان! یہ شیری ہیں شہریار۔'' مسز عابدی شال لپیٹے ان کے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''مما آپ کی بے حد تعریف کرتی ہیں اور آپ سے ملنے کے بعد مجھے فیل ہوا' واقعی آپ بہت اچھی ہیں گرینڈ مدر!'' وہ ان کے قریب بیٹھ گیا اس کے لہجے میں ستائش تھی۔

''تعریفیں تو سب اللہ کے لیے ہوتی ہیں بیٹا! میں تو اس کی گناہ گار بندی ہوں' تمہاری مما کو میں اس لیے اچھی لگتی ہوں کہ یہ خود بہت اچھی ہیں اور اچھے لوگوں کو دوسروں میں بھی اچھائیاں دکھائی دیتی ہیں اور تم مجھے انگریزی میں مت پکارو' سیدھے سادے طریقے سے دادی جان کہو جیسے میرے سب بچے مجھے دادی جان کہتے ہیں۔'' انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ صباحت اور عائزہ' عادلہ دادی کے اس بے تکلف انداز پر گھبرا کر شیری اور مسز عابدی کی طرف دیکھنے لگی تھیں لیکن ان کے چہروں پر ایسی کوئی ناگواری نہ ابھری تھی جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ انہوں نے اماں کے اس انداز کو مائنڈ کیا ہو۔

''سوری دادی جان! اب میں آپ کو دادی جان ہی کہا کروں گا۔'' شیری نے جھجکتے ہوئے کہا تھا۔ ملازمہ وہاں مشروبات کے گلاس لے کر آئی اور سب میں سرو کرنے لگی تھی۔ عائزہ اور عادلہ شمع اور شازمہ کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھیں۔

''شمع آپی! مائنڈ مت کیجیے گا' ہماری دادی جان کی عادت ایسی ہی ہے جو چاہتی ہیں بول دیتی ہیں۔'' عائزہ نے کہا۔

''اسی وجہ سے ہم لوگ دادی جان کو پارٹیز میں لے کر نہیں جاتے۔ یہ اسی طرح سے سب کی انسلٹ کرتی ہیں' یہاں لانے کے لیے آنٹی نے بے حد اصرار کیا تھا' اس لیے لانا پڑا ورنہ......''

''ڈونٹ وری عادلہ ڈیئر! بزرگ تو گھر کی رونق ہوتے ہیں' دادی جان کی کوئی بھی بات مائنڈ کرنے والی نہیں ہے۔'' شازمہ نے خلوص بھرے لہجے میں کہا تھا۔

''بلکہ ہمیں تو خوشی ہے کوئی ایسا بھی ہے جو شیری کے کان کھینچ سکتا ہے ورنہ...... یہ مما ڈیڈی کے بھی قابو میں آنے والی ہستی نہیں ہے اب دیکھو کس طرح سے گردن جھکائے کسی اچھے بچے کی مانند بیٹھا ہے۔'' شمع نے سامنے سعادت مندی سے بیٹھے شیری کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ وہ سب باتوں میں مصروف تھے۔

فیاض صاحب اور عابدی کامن روم میں اسنوکر کھیلنے میں مگن تھے' عادلہ کی نگاہیں بار بار شیری کی جانب اٹھ رہی تھیں جو یہاں ہوتے ہوئے بھی ذہنی طور پر غیر حاضر تھا اور ایسا کیوں تھا وہ وجہ جان چکی تھی کہ کار سے نکلتے ہوئے اس کی نگاہوں کے شوق کو دھواں دھواں ہوتے ہوئے اس نے دیکھا تھا۔

❀......❀......❀

عشرت جہاں نے پری کو سینے سے لگالیا اور خاصی دیر اسے سینے سے لپٹائے رکھا' ان کے انداز میں بڑی محبت و شفقت تھی۔

''میری جان! آپ نے تو اپنی صورت سے ترسا دیا تھا' دن گن گن کر گزارے ہیں میں نے آپ کے انتظار میں۔ مثنیٰ الگ آپ کو یاد کرتی رہتی ہے۔'' وہ آ کر لاؤنج میں بیٹھ گئی تھیں۔

''طغرل بھائی اور مذنہ آنٹی کی وجہ سے ٹائم گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا نانو! حالاں کہ دادی جان نے تو مجھ سے بار بار کہا میں آپ کے پاس آتی جاتی رہوں' پر مجھے ہی اچھا نہیں لگا کہ میں ان کو چھوڑ کر آ جاؤں' ملازمائیں گھر اچھی طرح نہیں سنبھالتی ہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے ذمہ دارانہ لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''آپ ہی کیوں کیئر ٹیکر بنی ہوئی ہیں وہاں کی؟ یہ سب ذمہ داریاں فیاض کی بیوی اور بیٹیوں کی ہیں' وہ ڈیز رو کرتی ہیں۔''

''وہ تو پوری کوشش کرتی ہیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی مگر دادی جان کو آپ جانتی ہیں' بہت نفاست پسند طبیعت ہے ان کی' ان کو اپنی مرضی و پسند کے مطابق کام نہیں ملتا تو وہ خود ہی کام کرنے کی سعی کرتی ہیں اور میں ایسا نہیں چاہتی ہوں۔''

''اچھی بات ہے یہ آپ اپنی اسٹیپ مدر اور سسٹرز کی بڑی خوب صورتی سے سائیڈ لے رہی ہیں' یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی کی مثال ہے اور وہ لوگ کتنا ظرف رکھتے اس کا اندازہ مجھے ہے۔'' ان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی پری بھی نانو کی ذہنی فطرت سے واقف تھی اس کے کچھ نہ بتانے کے باوجود بھی وہ بہت کچھ جان جاتی تھیں' اس لیے وہ وہاں کی باتیں بہت کم اور بے حد محتاط انداز میں کرتی تھی۔

''آج ڈنر میں کیا ہے؟'' اس نے موضوع چینج کیا۔

''آج ہم ڈنر کرنے کسی بہترین سے ریسٹورنٹ جائیں گے۔''

''واؤ' ٹھیک ہے بہت عرصہ ہوگیا ہے باہر کھانا کھائے ہوئے' میں واپسی میں اپنی پسند کی آئس کریم بھی کھاؤں گی' ممی آئیں گی ہمارے ساتھ؟'' ایک عرصے بعد اس کا موڈ بدلا تھا۔

''ثنی آج کل بہت پریشان ہے بلکہ صفدر جمال بھی۔''

''سب ٹھیک تو ہے نا؟ ممی اور انکل کیوں پریشان ہیں؟'' نانو کی افسردہ آواز نے اسے پریشان کردیا تھا۔

''سعود نے امریکہ میں کسی غیر مسلم لڑکی سے شادی کرلی تھی' اس شادی کے لیے ثنی مان نہیں رہی تھی' صفدر تو پھر بھی رضا مند تھا مگر ثنی کی ''نہ'' نے سعود کو اتنا فرسٹریٹ کیا کہ اس نے خودکشی کرنے کی کوشش کی وہ تو بھلا ہو اس کے فرینڈز کا جنہوں نے بروقت اس کو اسپتال پہنچایا اور یہاں صفدر کو خبر دی اور صفدر نے ثنی سے یہ خبر چھپائی اور امریکہ چلا گیا' وہاں سعود کی حالت بہتر ہوئی تو اس نے پھر خودکشی کرنے کی کوشش کی' بروقت طبی امداد سے اس کو اللہ نے دوسری زندگی دی لیکن وہ اس ہندو لڑکی پوجا کی محبت میں اتنا آگے جاچکا تھا کہ اس نے صفدر سے دوٹوک انداز میں کہہ دیا' اس کی شادی پوجا سے ہوگی یا وہ موت کو گلے لگا کر رہے گا۔'' وہ دم بخود سی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔

''صفدر کی سمجھ میں آ گئی اور اس نے اس سر پھرے لڑکے کی ہٹ دھرمی قبول کرلی اور خاموشی سے ان کی شادی کے بعد وہ پاکستان آ گیا۔''

''ممی مان گئی تھیں؟''

''نہیں! جب اس کو معلوم ہوا تو اس نے ایک ہنگامہ کھڑا کردیا اور صفدر کو چھوڑ کر میرے پاس آ گئی۔''

''صفدر انکل کو چھوڑ کر؟'' وہ ان کی بات اچک کر گویا ہوئی۔

''نانو! ممی کے لیے سب کو چھوڑ دینا اتنا ایزی کیوں ہے؟ پہلے انہوں نے پاپا کو چھوڑا' پھر مجھے اور اب صفدر انکل کو بھی چھوڑنا ان کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔'' اس کے طنزیہ لہجے میں دکھ کی سلگتی ہوئی آنچ بھی تھی۔ جس کو محسوس کرکے چند لمحے عشرت جہاں کچھ کہہ نہ سکیں پھر خود کو سنبھالتی ہوئی اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئیں۔

''ایسی بدگمانی اچھی نہیں ہوتی ہے پری۔''

''یہ بدگمانی نہیں ہے نانو جان! یہ وہ حقیقت ہے جس کا میں بھی ایک حصہ ہوں' آپ اس درد کو محسوس نہیں کرسکتیں جو درد میں اس وقت محسوس کرتی ہوں جب صباحت مما عادلہ اور عائزہ کی بڑی سے بڑی غلطیوں کو نظر انداز کرتی ہیں اور میری معمولی سی کوتاہی کو وہ بہت بڑا ایشو بنا ڈالتی ہیں اور مجھے ٹیز کرتی ہیں۔'' اس کی خوب صورت آنکھوں میں گھٹا سی امڈنے لگی تھی۔

''میں واقف ہوں اور محسوس کرتی ہوں آپ کے دکھ کو' آپ کی ان تمام تکلیفوں کو جو آپ ثنی کی غیر موجودگی میں سہتی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سب کی ذمہ دار تنہا ثنی ہے اس نے ہر ممکن کوشش کی تھی' فیاض کے ساتھ بندھے تعلق کو نبھانے کی آپ کو خود سے جدا نہ کرنے کی۔''

''اگر ممی ذمہ دار نہیں ہیں تو پھر کون ہے نانو! یہاں آپ پاپا کو مجرم کہتی ہیں وہاں سب ممی کو قصوروار گردانتے ہیں۔ مجھے معلوم تو ہو اصل میں کس نے کس کو چھوڑا؟ ابتداء کس کی جانب سے ہوئی اور انتہا کس نے کی آخر؟'' اچانک ہی اس کی دکھتی رگ پھڑ پھڑا اٹھی تھی۔

''اتنے عرصے بعد آئی ہو بیٹا! اور کیسی باتیں شروع کردی ہیں' یہ وہ داغ ہیں جو دل کو لگ چکے ہیں اور گزرتے وقت نے ان کو خراب کردیا ہے' صاف ہونے کے قابل نہیں رہے ہیں لیکن بے فکر رہیں آپ' میں آپ کو سب بتاؤں گی۔''
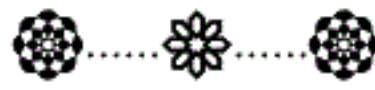
ڈنر کے بعد وہ سب لیونگ روم میں براجمان تھے' مسز عابدی نے ملازمہ کو گرین ٹی لانے کی ہدایت کی اور وہ سب باتوں میں مصروف ہو گئے تھے' یہاں وہ سب لوگ اماں جان کے گرویدہ ہو گئے تھے' اماں جان ہرفن مولا قسم کی خاتون تھیں کھانا پکانا' سلائی' کڑھائی بنائی میں وہ طاق تھیں دنیا جہاں کے کھانوں کی تراکیب اور گھریلو ٹوٹکے انہیں ابھی بھی ازبر تھے' مسز عابدی اور ان کی بیٹیاں اماں کو گھیرے بیٹھی تھیں' عابدی صاحب بھی اپنے بڑھتے ہوئے پیٹ کے لیے کوئی ٹوٹکا معلوم کرنے کے لیے اماں کے قریب بیٹھے تھے۔ فیاض صاحب کے چہرے پر اطمینان و مسرت تھی اپنی اماں کی اتنی شان دار پذیرائی پر جب کہ صباحت اور دونوں بیٹیاں سخت بور ہو رہی تھیں' عادلہ کی نگاہیں تو آتے ہی یہاں شیری کے سحر انگیز سراپا کی نگرانی پر مرکوز تھیں' اس کی حرکات و سکنات پر ان کی گہری نظر تھی۔ وہ کھانے کی ٹیبل تک جبراً ان کے ساتھ رہا اور کھانا کھاتے ہی وہاں سے چلا گیا اور اس کے جاتے ہی عادلہ کو بے کلی لگ گئی تھی صباحت نے بھی نوٹ کیا تھا آج عادلہ فیروزی و سنہری رنگ کے اسٹون ورک سوٹ میں بہترین میک اپ اور جیولری میں بے حد کیوٹ لگ رہی تھی وہ سوچ رہی تھی آج شیری عادلہ کے حسن کو ضرور سراہے گا مگر اس کا لیا دیا کچھ کچھ بے زار کن انداز ان کا بھی دل مضطرب کر گیا۔

''منہ مت پھلا کر بیٹھو اس طرح کرنے سے تمہارا چہرہ دگنا ہو جاتا ہے۔'' انہوں نے موقع دیکھتے ہی عادلہ سے سرگوشی میں کہا۔

''پھر کیا ممی..... آپ دیکھ رہی ہیں نا سب کیا ہو رہا ہے؟'' اس نے فوراً ہی چہرے کو نارمل کرتے ہوئے اسی طرح سرگوشی کی۔

''ہاں دیکھ رہی ہوں' ایک تو بڑھیا ہر جگہ اپنی مشوروں کی دکان چمکانے بیٹھ جاتی ہے ذرا عقل نہیں ہے کس کو اور کیا بتا رہی ہوں۔''

''انہیں کرنے دیں جو وہ کر رہی ہیں آپ کے کڑھنے سے وہ باز نہیں آئیں گی' آپ یہ بتائیں شیری کو کس طرح شیشے میں اتارا جا سکتا ہے' وہ تو ماش کی دال کی طرح اکڑا ہوا ہے۔''

''شاید وہ اپنے بیڈ روم میں ہے تم وہاں جاؤ۔''

''لیکن..... میں وہاں جا کر کیا کروں گی' اس کا موڈ آف ہے۔''

''پری کے نہ آنے کے باعث اس کا موڈ آف ہوا ہے اور تمہیں بے حد ہوشیاری سے اس کو پری سے اس حد تک بدظن کرنا ہے کہ وہ خواب میں بھی اس کو دیکھنا پسند نہ کرے۔''

''مگر دادی اور پاپا میری غیر موجودگی کو یہاں محسوس کریں گے اور.....''

''تم جاؤ بے فکر ہو کر اماں جان کی باتوں میں ایسا جادو ہوتا ہے لوگ محو ہو جاتے ہیں' کسی نے پوچھا بھی تو میں سنبھال لوں گی۔'' ماں کی سپورٹ اس کو حاصل تھی وہ بے حد اعتماد بھرے انداز میں وہاں سے اٹھی تھی اس وقت عائزہ سے اس کی نگاہیں ملی تھیں۔

''میری تمام نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں' وِش یو گڈ لک۔'' عائزہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سرگوشی کی اس کا انداز سو فیصد تمسخرانہ و چڑانے والا تھا۔

عادلہ کو سخت ترین توہین کا احساس ہوا مگر اس وقت اس سے الجھنے کا ٹائم نہیں تھا وہ اسے گھورتی ہوئی وہاں سے باہر نکل آئی' لیونگ روم سے باہر کامن تھا اور کامن سے دو راستے نکلتے تھے' ایک طرف سیڑھیاں تھیں جو اوپر جا رہی تھیں اور دوسری طرف بھی سیڑھیاں تھیں جو نیچے جا رہی تھیں کیونکہ وہ لوگ بیک ڈور سے اندر آئے تھے اور اس راستے سے اس نے شیری کو یہاں آتے ہوئے دیکھا تھا۔

''بی بی صاحبہ! کس چیز کی ضرورت ہے آپ کو؟'' وہ کھڑی سوچ رہی تھی کہاں جائے اوپر یا نیچے تب ہی عقب سے ایک دروازہ کھلا اور ملازم نے مودبانہ لہجے میں اس سے پوچھا۔

''وہ..... شیری صاحب کا روم کہاں ہے؟''

''جی آئیے میں آپ کو بابا کے روم تک چھوڑ آتا ہوں۔''

''شیری اپنے روم میں ہی ہیں۔'' وہ اس ملازم کے پیچھے قدم بڑھاتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔

''جی بابا اپنے روم میں ہیں۔'' وہ ملازم کے پیچھے چلتی ہوئی اوپر آ گئی تھی' سیڑھیوں سے لے کر کوریڈور پورا امپورٹڈ کارپٹ سے ڈھکا ہوا تھا'

انڈور پلانٹس بڑے مہارت سے سجائے گئے تھے'اس پورشن کی ڈیکوریشن بے حد خوب صورت تھی۔

''یہ بابا کا روم ہے بی بی صاحبہ!'' ملازم ایک دروازے کے پاس رک کر بولا۔

''اوکے'تم جاؤ۔'' اس نے نخوت بھرے انداز میں کہا ملازم کسی روبوٹ کی مانند واپس چلا گیا اور اس نے پرس کھول کر شیشہ نکالا اور اپنا میک اپ ڈارک کرنے لگی۔

❁......❁......❁

پری کو ان لوگوں کے ساتھ نہ پا کر اس پر سخت ترین بددلی چھائی تھی جیسے تیسے ڈنر تک وہ ان کے ساتھ رہا تھا پھر ڈنر کے بعد معذرت کرتا ہوا اپنے بیڈروم میں آ گیا اور جوتوں سمیت بیڈ پر اس طرح لیٹا تھا گویا کوئی کچی مٹی کی دیوار اپنے ہی بوجھ سے ڈھے جائے۔ اس کی نگاہوں میں پری کا دلکش چہرہ تھا۔ پری کے فوٹو گراف مس ہو گئے تھے مگر اس کے دل کی البم میں اس کی تمام تصاویر موجود تھیں اور وہ تنہائی میں آنکھیں بند کرتا تو وہ تصاویر مجسم ہو کر سرسرانے لگتی تھیں اس کے اردگرد۔

''میں جانتا ہوں تم جان بوجھ کر اپنی نانو کے ہاں گئی ہو پری! کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا؟ کیوں مجھ سے بھاگتی ہو تم؟ کیوں اتنا تڑپا رہی ہو مجھ کو' کیا چاہتی ہو...... کیا چاہتی ہو تم؟'' وہ سر ادھر اُدھر پٹختے ہوئے جنونی انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔ معاً دروازے پر اس کو دستک محسوس ہوئی تھی اور وقفے وقفے سے ہو رہی تھی دستک بہت دھیرے دھیرے ہو رہی تھی۔ اس نے خونخوار نظروں سے دروازے کی طرف دیکھا اور اٹھ کر دروازہ وا کیا تھا غصے سے سامنے کھڑی عادلہ کو دیکھ کر اس کا اٹھا ہوا ہاتھ اٹھا ہی رہ گیا تھا' سامنے کھڑی عادلہ کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا تھا' شیری کو اس خونخوار انداز میں دروازہ کھولتے دیکھ کر وہ سخت نروس تھی۔

''اوہ آپ! کم ان مس عادلہ!'' وہ اعتماد سے گویا ہوا۔

''سوری شاید میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا ہے؟'' اس کے راستہ دینے پر وہ اندر آتے ہوئے شرمندہ لہجے میں بولی۔

''ہوں' ڈسٹرب تو کیا ہے آپ نے۔''

''میں واپس چلی جاتی ہوں۔'' اس کی صاف گوئی اس کو بوکھلا گئی۔

''اب ڈسٹرب تو کر دیا ہے آپ نے بیٹھ جائیے' کوئی بات نہیں' ویسے بھی آپ ہماری مہمان ہیں اور مہمان سے اچھا برتاؤ کرنا ہمارے مینرز ہیں۔'' اس نے بولتے ہوئے مسکرا کر عادلہ کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر خوف اور شرمندگی تھی وہ اندر آ کر بیٹھی نہیں تھی۔

''شکریہ! میں نے سوچا آپ کی طبیعت پوچھ لوں۔''

''پلیز آپ بیٹھیے تو سہی۔'' اس نے دل فریبی سے مسکراتے ہوئے کہا' وہ صوفے پر بیٹھی تو وہ بھی اس کے مقابل بیٹھ گیا تھا۔

''اس لیے میں ملازم سے پوچھ کر یہاں تک آئی ہوں۔''

''میری طبیعت پوچھنے؟ لیکن میں ٹھیک ہوں' کس نے کہا میں بیمار ہوں؟''

''مجھے تو آپ کی طبیعت ٹھیک محسوس نہیں ہو رہی ہے جب سے میں آئی ہوں آپ کو مسلسل پریشان دیکھ رہی ہوں' آپ نے ڈنر بھی ڈھنگ سے نہیں کیا' میں سب نوٹ کر رہی تھی۔'' عادلہ اس کو نارمل دیکھ کر خود کو سنبھال چکی تھی اور بڑے اپنائیت بھرے لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔

''آپ نوٹ کر رہی تھیں' خیر آپ میرے لیے کیوں اتنی ہمبل ہو رہی ہیں؟'' وہ تعجب خیز لہجے میں گویا ہوا۔

''یہ آپ مجھ سے ابھی نہ پوچھیں تو بہتر ہے شیری! میں جواب نہ دے پاؤں گی۔'' اس نے اس کی طرف دیکھتے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا تھا۔ شیری ان نگاہوں کا مفہوم اچھی طرح جانتا تھا' یہ کھیل کھیلنے میں وہ ماہر کھلاڑی تھا مگر ابھی اس کا قطعی موڈ نہیں تھا کھیلنے کے لیے۔

''اوکے' میں آپ کو پریشرائز نہیں کروں گا' دراصل میں کسی پر بھی اپنی مرضی لاگو کرنا پسند نہیں کرتا۔''

افوہ! یہ تو ہاتھوں سے چکنی مچھلی کی طرح پھسلے جا رہا ہے' کیا کروں؟ کس طرح اس کو قابو میں لاؤں؟

''آپ تو خاموش ہو گئی ہیں میری بات مائنڈ تو نہیں کی آپ نے؟'' اس کو خاموش دیکھ کر شیری کو کہنا پڑا۔

"ارے نہیں، ہماری مما نے ہم سسٹرز کی ایسی پرورش کی ہے ہم کسی بھی بات کا بُرا نہیں مانتے' بہت کھلے دل کے ہیں ہم لوگ۔ پری میں اور ہم میں بے حد ڈیفرنس ہے اس میں بالکل بھی برداشت نہیں ہے۔" پری کے نام پر اس کے اندر کی دنیا یک دم ہی بدلی تھی اور وہ جو عادلہ کو وہاں سے بھگانے کے چکر میں تھا آرام سے بیٹھ گیا تھا۔ پری کے نام پر اس کی آنکھوں کی روشنی دیکھ کر عادلہ بجھ کر رہ گئی۔

"رئیلی! تم میں اور پری میں بہت ڈیفرنس ہے تم پہلی ملاقات میں ہی سیدھی میری بیڈروم میں بنا بلائے چلی آئی ہو اور ایک وہ ہے جو میری طرف دیکھنا تو درکنار مجھ سے سیدھے منہ بات تک کرنے کی روادار نہیں ہے۔ یہی فرق ہے تم میں اور اس میں۔"

"آئیں انکل، آنٹی کے پاس چلتے ہیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

❀......❀......❀

ماہ رخ جو کل تک ایک سبزی فروش کی بیٹی تھی عصمت کی چادر اس کا حصار کیے ہوئے تھی اور جب اس نے خوابوں کو پالینے کی ضد کی اور تمام اخلاقی وسماجی بندھنوں کو توڑ کر ماں باپ کے پیار اور اعتبار کو ریزہ ریزہ کر کے اپنی خواہشوں کے سنگ چل پڑی تو وہ ہی ہوا اس کے ساتھ جو دھوکے باز، بداحساس اور اعتماد کو کرچی کرچی کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اس نے قدم قدم پر گھر والوں کو دھوکے دیئے تھے اور وقت نے اس کا کیا ہوا اس پر لوٹا دیا تھا۔ دھوکے باز کو دھوکہ مل گیا تھا۔ جس آسمان کو چھونے کے لیے اس نے سالوں تک ریاضت کی تھی، ہزاروں جھوٹ بولے تھے ایک رات میں، فقط ایک رات میں وہ عرش کی بلندیوں سے پاتال کی تاریکیوں میں جا گری تھی۔

ساحر خان وہ کھوٹا سکہ تھا جس پر سونے کی پالش تھی وہ بھی اس کی جھوٹی چمک دمک پر اپنا سب کچھ وار بیٹھی تھی اپنی نظر میں وہ ساحر کو دھوکا دے کر اپنی من پسند زندگی حاصل کر رہی تھی۔ جو ہوا اور جس طرح کی آفت اس پر گزری تھی اس نے حواس مختل کر دیئے تھے دل ودماغ بے قابو ہو گئے تھے حقیقت کا ادراک ہوتے ہی اس نے پاگلوں کی طرح حارث کرمانی پر حملہ کر دیا تھا۔ مگر اس جیسے بھاری بھرکم وبیدار دماغ آدمی کے سامنے اس کے نازک سراپا کی جارحیت کوئی اثر نہ دکھا سکی تھی۔

"یو......؟" اس نے ایک ہاتھ میں اس کے دونوں ہاتھ دبوچ کر دوسرے ہاتھ کا تھپڑ اس کے رخسار پر جڑتے ہوئے مغلظات سے نوازا تھا وہ سخت بے حس وبے رحم آدمی تھا۔ وہ پہلے ہی صدموں کے زیر اثر تھی مستزاد اس بھرپور تھپڑ نے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے تھے وہ بے ہوش ہو کر گر گئی تھی، حارث کرمانی نے ایک فاتحانہ نگاہ اس پر ڈالی اور بڑے کروفر سے اس کو پھلانگ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

ماہ رخ کی جب آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک تنگ وتاریک کوٹھری میں پایا تھا گویا اسے زندہ ہی قبر میں اتار دیا گیا تھا وہ بے حس وحرکت لیٹی رہی تھی، باہر سے زیادہ سناٹے و وحشت اس کے اندر اتر گئی تھی کل رات وہ محل میں تھی اور آج رات اس حبس زدہ بوسیدہ کوٹھری کے ٹھنڈے وکھردرے فرش پر، وہ نرم گرم بستر کانٹوں کی سیج بن گیا تھا جہاں صرف اس کا جسم ہی نہیں روح بھی گھائل کی گئی تھی۔ وہ کیچڑ میں کھلنے والا کنول تھی، بہت عجیب ہوا تھا اس کے ساتھ جب تک غربت کے کیچڑ میں رہی تھی صاف وشفاف پاکیزہ تھی۔ دولت کے گلابوں میں آئی تو پوری ہستی ہی کیچڑ بن گئی تھی۔ ایک تعفن تھا جو اس کو اپنے وجود سے اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک سڑاند تھی جو اس کو بے دم کیے جا رہی تھی۔ ساری رات روتے ہوئے گزر گئی تھی۔ رونے سے تقدیر بدلتی ہے اور نہ وقت اور جو کچھ وہ کر کے آئی تھی اس کو بدلنے کے لیے دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور دعائیں مانگنے کے لیے اپنے پیاروں کی، جن میں سرفہرست ماں باپ ہوتے ہیں، جن کے لبوں سے نکلی بددعا تو ایک وقت میں قبول نہیں ہوتی مگر دعا تو ہر وقت میں قبول ہوتی ہے اور وہ اس قابل کہاں رہی تھی اس نے ماں باپ کو اس قابل کہاں چھوڑا تھا۔

❀......❀......❀

عشرت جہاں نے مثنیٰ کو کال پر پری کے آنے کی اطلاع دی تو ان کے ساتھ صفدر جمال بھی چلے آئے تھے، پہلی بار وہ پری سے بے حد اپنائیت سے ملے، دعائیں دیں سر پر ہاتھ رکھ کر ساتھ اس کے لیے جیولری سیٹ تھا جس میں ننھے ننھے ڈائمنڈز جگمگا رہے تھے۔ وہ ان سے گفٹ لینے کو راضی نہ تھی، عشرت جہاں نے سمجھایا مثنیٰ نے اصرار کیا تو اس کو مجبوراً گفٹ لینا پڑا۔

"ممی! انکل کو کہہ دیں مجھ کو یہ صدقہ وخیرات قبول نہیں ہے۔" صفدر جمال کے جانے کے بعد وہ جیولری بکس ان کے قریب رکھتی ہوئی بے حد

ترش لہجے میں گویا ہوئی۔

”صدقہ خیرات! یہ کون سا انداز ہے بات کرنے کا پری؟“ مثنیٰ جیولری بکس ہاتھ میں تھامے دکھ بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

”ٹھیک انداز ہے ممی! سعود نے آپ لوگوں کو چھوڑ دیا تو آپ کو اور انکل کو محسوس ہوا میں بھی اس دنیا میں موجود ہوں‘ ورنہ میں تو کسی کو نظر کہاں آنے والی تھی۔“ وہ سخت متنفر تھی ان سے۔

”ممی! دیکھ رہی ہیں آپ؟“ ان کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔

”ہاں...... دیکھ رہی ہوں میں‘ یہ سب میری ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے میری انا کی خاطر کتنی زندگیاں اپنی خوشیوں سے محروم ہوگئی ہیں۔“ عشرت جہاں کے لہجے میں لرزش نمایاں تھیں۔

”بہت محبت ہے پری مجھے آپ سے اتنی محبت ہے کہ شاید ہی کسی ماں کو اپنی بیٹی سے ہو......!“

”اتنی شدید محبت کہ آپ نے رشتا توڑتے ہوئے میری فکر ہی نہ کی‘ میں کیسے رہوں گی؟ میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا اس کا احساس نہیں ہوا آپ کو؟“ وہ ان کی بات کاٹ کر طنز سے بولی۔

”یہ کیسی محبت تھی ممی! آپ نے گھر بسا لیا۔ ادھر پاپا دوسری وائف لے آئے یہاں آپ سعود کو پا کر مجھے بھلا بیٹھیں اور وہاں پاپا تین بیٹیوں کے باپ بن کر بھول گئے کہ ایک بیٹی اور ہے ان کی۔“ بہت سعی کے باوجود وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔

”روؤ نہیں میری بیٹی۔“ نانو نے بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

”آج آپ کے سامنے جو لاچار و تنہا بوڑھی نانو موجود ہے یہ سب وقت کے تھپیڑوں نے اس منزل پر لا کھڑا کیا ہے جہاں اپنے ہی کیے گئے فیصلوں نے مجھے تنہا اور دکھی کر ڈالا ہے۔ آج مجھے اپنا کوئی پرسان حال نہیں ملتا‘ صرف غلط اور بے جا کی گئی زیادتیوں سے اذیت میں مبتلا ہوگئی ہوں میں۔ جہاں صرف درد ہی درد ہے‘ درد ہی درد۔“

”ایسا آپ نے کیا کیا تھا نانو؟ کوئی تو بات ہوگی ایسی جس نے آپ کو مجبور کیا وہ کیا فیصلے تھے کیسی ضرورتیں درپیش تھیں؟“ وہ یہاں آنے سے قبل عزم کر کے آئی تھی اس بار نانو سے یہ حقیقت معلوم کر کے رہے گی۔ اس کے پاپا اور ممی کی ڈائیورس کیوں ہوئی‘ وہاں کوئی حقیقت‘ بتانے کو تیار نہ تھا وہ تو صرف اس کی ممی کو ہی الزام دیتے تھے اور برے برے ناموں سے پکارتے تھے جو اس کو مثنیٰ کی طرف سے بدگمان کیے ہوئے تھے حقیقت کیا تھی وہ صرف نانو ہی آشکار کر سکتی تھیں سو وہ اس لمحے کو پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

”ہمارا گھرانہ جدی پشتی رئیسوں میں شمار ہوتا ہے دولت کو لوگ ہمارے گھر کی لونڈی کہتے تھے میں نے بھی جب ہوش سنبھالا تو خود کو شہزادیوں کی طرح پایا اور جب شادی ہوئی تو آپ کے نانا بھی نواب فیملی سے تعلق رکھتے تھے میں نے دولت ہی دولت دیکھی تھی اپنے سے کم حیثیت لوگوں کو میں بات کرنے کے بھی لائق نہ سمجھتی تھی دولت نے میرے دماغ کو مغرور کر ڈالا تھا منیر اور مثنیٰ کی پیدائش اور پھر ان کی پرورش میں وقت گزرتا ہی چلا گیا۔ مثنیٰ تعلیم کے مراحل طے کرتی ہوئی یونیورسٹی جا پہنچی تھی اور وہاں جا کر نامعلوم کس طرح یہ فیاض کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور محبت ہمیشہ اندھی ہوتی ہے۔“ مثنیٰ نے گہری سانس لی اور صوفے کی پشت گاہ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

”مثنیٰ کو نا اپنا اسٹیٹس یاد رہا اور نہ فیاض کی مڈل کلاس فیملی نظر آئی۔ فیاض سے شادی کرنے کے لیے اس نے ویسی ہی بغاوت کر دی جس طرح اپنی من پسند چیزیں حاصل کرنے کے لیے گھر میں ہڑتال کر دیا کرتی تھی۔ میری بڑی بہن صفدر کی ماما کو جب یہ بات معلوم ہوئے تو وہ فوراً میرے پاس آئیں اور ارادہ ظاہر کیا اکلوتے بیٹے صفدر سے مثنیٰ کی شادی کا‘ میری بھی یہی خواہش تھی مگر مثنیٰ نے ہمارے ارادوں پر پانی پھیر دیا یہ کسی طور فیاض کی محبت سے دستبردار ہونے کو تیار نہ تھی ان کا ساتھ آپ کے نانا جان نے دیا وہ آزادی نسواں کے قائل تھے ان کے کہنے پر فیاض اپنی ماں اور بہنوں کو لے آیا تھا۔ ان کے موڈ بھی بگڑے ہوئے تھے۔ جس طرح میں غریب لوگوں میں بیٹی دینے کی قائل نا تھی اسی طرح وہ بھی بڑے گھر سے امیر بہو لانے پر خوش نہ دکھائی دے رہی تھیں اور ان کی ناپسندیدگی دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا مثنیٰ اور فیاض کی شادی کی عمر زیادہ لمبی نہ ہوگی آہ......کاش...... میں اس وقت بیٹی کے گھر کو اجاڑنے کے بجائے بسانے کی کوشش کرتی تو ایسا کچھ نہیں ہوتا جواب ہم اس دکھ میں مبتلا ہیں۔“ وہ ایک سرد آہ بھر کر بھیگی

آنکھوں کو صاف کرنے لگی تھیں۔

''مما! ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجائی جاتی' یہاں آپ اس رشتے سے ناخوش تھیں اور وہاں فیاض کی اماں اور بہنیں قسم کھائے بیٹھی تھیں کہ وہ فیاض کی دوسری شادی کروائے بنا سکون سے نہ بیٹھیں گی۔ شادی کے شروع دنوں میں ہی انہوں نے پروپیگنڈہ شروع کر دیا تھا۔ فیاض نے ان کا بے حد مقابلہ کیا کئی ماہ تک وہ ان کے آگے ڈٹے رہا تھا۔ مگر...... کب تک وہ مقابلہ کر سکتا تھا؟ ایک سیدھا سادا مرد کسی ایک عورت کی مکاری کے وار برداشت نہیں کر سکتا۔ کجا کہ وہاں تین عورتیں تھیں وہ کب تک لڑ سکتا تھا؟''

❀......❀......❀

عادلہ نے پری کا نام کسی دوسرے مقصد کے لیے لیا اور شیری کے اس کی یاد سے ہمکتے دل پر کسی اور انداز سے اثر پذیر ہوا تھا۔ اس کا نام وہ بے کل ہو کر اٹھا تھا اور عادلہ کو لے کر لیونگ روم میں آ گیا مقصد اس سے پیچھا چھڑانا تھا چند لمحوں بعد ہی وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ عادلہ وہاں سے لوٹی تو بڑی بد دل و افسردہ تھی۔ اس رات اس کی آنکھوں سے نیند اوجھل تھی۔ عائزہ سو چکی تھی گھر کی لائٹس آف تھیں سب بے خبر سو رہے تھے باہر موسم سرد تھا ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ ہیٹر آن ہونے کی وجہ سے روم میں گرمائی تھی۔ وہ آئینے کے سامنے بیٹھی تھی تمام لائٹس آن تھیں۔ ان روشنیوں میں وہ چہرے کے ایک ایک نقش کو غور سے چھو چھو کر دیکھ رہی تھی۔

گوری رنگت...... غلافی آنکھیں...... ستواں ناک...... بھرے بھرے ہونٹ اور ہونٹوں کے نیچے سیاہ تل جو اس کی خوب صورتی میں اضافہ کرتا تھا وہ خوب صورت اور مکمل لڑکی تھی۔

''میرا یہ حسن و جمال کیوں کسی کو دکھائی نہیں دیتا ہے؟ میں اس سے زیادہ حسین نہیں ہوں تو اس سے کم بھی نہیں ہوں۔ پھر کیوں وہ ہی سب کی نگاہوں کا مرکز بنتی ہے؟ کیوں اسی کے دیوانے ہو جاتے ہیں لوگ؟ پہلے طغرل اس کی محبت میں دیوانہ ہوا پھر وہ شیری مرا جا رہا ہے پری کو پانے کی خاطر...... میں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ پہلے طغرل کی چاہ میں دیوانی ہوئی اور اب شیری کے حصول کے لیے بھی اپنی عزت نفس کو مجروح کر کے اس کے بیڈ روم تک پہنچ گئی اور نامراد ہی رہی ایسا کب تک ہو گا پری کی خاطر میں ساری زندگی اسی طرح ٹھکرائی جاتی رہوں گی؟ اللہ کرے پری مر جائے اس کے حسین چہرے پر کوئی تیزاب پھینک دے اور وہ ہمیشہ کے لیے بدصورت ہو جائے۔'' اس نے دل سے پری کے لیے بد دعا کی تھی۔ عائزہ نے کروٹ لی اور لائٹس آن دیکھ کر غصے سے بولی۔

''کب تک سوگ مناؤ گی خود کو ریجیکٹ کیے جانے کا؟ خدا کے لیے سو جاؤ اور مجھے بھی سکون کی نیند سونے دو۔''

''ہونہہ تم تو سدا اسی طرح بکواس کرتی رہنا ایڈیٹ۔''

❀......❀......❀

کوٹھری میں قید ہوئے اسے تین دن گزر چکے تھے۔ یہ قید اسے حارث کرمانی کی حکم عدولی کی پاداش میں ہوئی تھی۔ ایک بار انجانے میں وہ اس کی ہوس کا شکار بن گئی تھی اور ہوش میں آنے کے بعد اس نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا پھر حارث کرمانی نے اسے اپنی دسترس میں لانے کے لیے سزا کے طور پر تہہ خانے میں موجود کوٹھریوں میں سے ایک میں قید کروا دیا تھا۔ وہ حبشی ملازمہ صبح و شام اس کے لیے کھانا لاتی تھی۔ آج تیسرا دن تھا اس نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا تھا ملازمہ کھانے کی ٹرے لائی تھی گرم و تازہ کھانے کی اشتہا انگیز خوش بو اس کی بھوک سے بے دم ہوتے وجود کے لیے بڑی فرحت انگیز تھی۔ دل چاہا بھاگ کر جائے اور کھانے پر ٹوٹ پڑے' لیکن اسے یاد آیا اس کھانے کی قیمت کس طرح چکانی ہو گی ایسے کھانا کھانے سے بہتر بھوک سے مر جانا تھا۔ تین دن سے وہ بھوکی پیاسی تھی نقاہت کے مارے ہلنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ حبشی ملازمہ غور سے اسے دیکھ رہی تھی اس کے انداز میں لحاظ و مروت نہ تھی وہ کھڑی بے رحم انداز میں اس کو دیکھتی رہی اور وہاں سے چلی گئی اس کا کام یہی تھا وہ اسی طرح کھانا لاتی تھی۔ کھڑی ہو کر کچھ دیر اسے دیکھتی اور چلی جاتی شام میں وہ پھر کھانا لے کر آتی تو صبح والے کھانے کی ٹرے جوں کی توں رکھی ہوتی تھی اٹھا کر لے جاتی تھی۔ پیاس سے حلق میں خشکی کے باعث کانٹے سے چبھنے لگے تھے اس کے پیٹ میں الگ عجیب سی اینٹھن بھوک کے مارے شروع ہو چکی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی بھوک سے جلد ہی اس کا دم نکل جائے گا۔ لیکن مرنا اتنا آسان

تو نا تھا جس شخص نے اس کو خرید اتھا وہ اتنی آسانی سے اسے مرنے نہیں دیتا۔ اس بات سے ماہ رخ ناواقف تھی۔

اس کی خواہشوں کا طوفان تھم چکا تھا۔ دریا اتر گیا تھا اور منہ زور جذبوں کی آندھی دم توڑ چکی تھی ان تین دنوں میں اس نے اتنے آنسو بہائے تھے کہ آنسو ختم ہو گئے تھے آنکھیں سوج گئی تھیں اسے احساس ہوا جو اس نے کیا وہ اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا جو راستا اس نے اپنے لیے منتخب کیا تھا اس پر اب چلنا ہی تھا خواہ انجام جو ہوتا۔ اسے لگا اس تنگ و تاریک کوٹھری میں ہی نہیں وہ پوری دنیا میں ہی تنہا رہ گئی ہے اس کا کوئی بھی نہیں ہے کوئی بھی نہیں۔

❁.......❁.......❁

''دادی جان! کیسی ہیں آپ؟ طبیعت کیسی ہے آپ کی؟'' پری نے ان کو فون کیا تھا۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں بیٹا! تم تو ٹھیک ہو نا وہاں پر؟''

''جی ہاں' دادی جان! میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

''ہوں' کل رات کو طغرل کا فون آیا تھا۔ تم سے بات کرنے کا کہہ رہا تھا۔ میں نے بتایا تم گئی ہوئی ہو تو خفا ہو رہا تھا کہ تم کو کیوں جانے دیا میں نے؟ اس طرح میں تنہا ہو گئی ہوں۔'' وہ بڑے پیار بھرے انداز میں بتا رہی تھیں۔

''پھر آپ نے کیا کہا؟''

''بول دیا میں نے تم کہاں جا رہی تھیں۔ میں نے خود ہی زبردستی بھیجا ہے۔''

''ٹھیک ہے' طغرل بھائی کچھ زیادہ ہی مجھ پر رعب جمانے والے ہو گئے ہیں ان کو کہیں حد میں رہیں اپنی۔'' اتنی دور جا کر بھی اس کو طغرل کا رعب ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

''ارے باؤلی ہو گئی ہے پری! وہ بچہ تو میری محبت میں کہہ رہا تھا۔ تم تو اس کے خلاف ہی رہنا ہر وقت لو بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی اس کو ہمیشہ میری فکر رہتی ہے۔ وہ ہی خیال کرتا ہے میرا۔'' دادی کو بھی اس کے پرطیش لہجے نے پتنگے لگا دیے تھے۔

''ان کو اگر آپ کی فکر ہوتی تو کیوں جاتے چھوڑ کر؟''

''آ جائے گا کچھ دنوں کے بعد کوئی ہمیشہ کے لیے نہیں گیا ہے وہ۔''

''دادی جان! میں نے آپ کو کال اس لیے کی ہے آپ مجھے کسی کی حمایت میں بلاوجہ ڈانٹیں۔'' وہ شکایتی لہجے میں ان سے مخاطب ہوئی تھی۔

''لو بھئی یہ تو وہ ہی مثال ہو گئی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ غلطی بھی خود کی طغرل کو برا بھلا خود کہہ رہی ہو اور مجھے ہی پھر قصور وار قرار دے رہی ہو۔'' خلاف معمول دادی ہنس پڑی تھیں۔ دادی کی ہنسی نے اس کا موڈ بھی خوش گوار کر دیا تھا ان سے کچھ دیر باتیں کر کے وہ کمرے سے باہر آئی تھی جہاں نانو تیار کھڑی تھیں۔

''کہاں کی تیاری ہے نانو جان؟'' قریب آ کر استفسار کیا۔

''شاپنگ کرنے چل رہے ہیں۔''

''او کے۔ میں ابھی شال لے کر آتی ہوں۔'' نانو کو اس عمر میں بھی شاپنگ کا کریز تھا وہ بے حساب شاپنگ کر رہی تھیں۔ وہ ایک کراکری کی شاپ پر تھیں۔ جب وہ ان سے کہہ کر جیولری شاپ پر آئی تھی وہاں خاصا رش تھا وہ ملٹی شیڈ میں بینگلز دیکھ رہی تھی معاً اسے کسی کی نگاہوں کی تپش کا احساس ہوا تھا۔ اس نے سرسری طور پر دیکھا تھا۔ اردگرد کوئی بھی موجود نہیں تھا اس نے جلدی جلدی بینگلز لے کر رقم ادا کی اور ابھی چند قدم آگے ہی بڑھی تھی اچانک اس سے نگاہوں کا تصادم ہوا تھا...... اور وہ دم بخود کھڑی رہ گئی۔

......☆☆☆......

''ہیلو...... ہاؤ آر یو؟'' شیری سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا اس کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسرتوں کا چراغاں تھا۔ حسب عادت پری کے چہرے پر ناپسندیدہ سنجیدگی ابھری تھی۔ ''ڈھونڈ لیا میں نے آخر آپ کو مس پری! آپ نے تو پوری کوشش کی تھی مجھ سے چھپنے کی' کل ڈنر پر میں

نے بے حد مس کیا آپ کو اور آپ میرا خیال کیے بغیر اپنی گرینی کے گھر چلی گئیں۔" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے ایسے دوستانہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ جیسے ان کے درمیان بہت اچھی فرینڈ شپ ہو۔

"مجھے نانو کے ہاں آنا تھا پھر میں نے آپ سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں آپ کے ہاں ڈنر پر آؤں گی اور پلیز' اب آپ جائیں یہاں سے۔" وہ ترش لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میں جاؤں اور آپ مجھ سے روپوش ہو جائیں؟ نو...... نو...... نو میں یہ رسک افورڈ نہیں کر سکتا اب۔" شیری بے حد ایکسائٹڈ ہو رہا تھا۔

"روپوش ہو جاؤں گی' کیا مقصد ہے آپ کا اس بات سے؟" اس نے شیری کو غصے سے گھورا۔

"پلیز...... پلیز آپ غصہ مت ہوں' میں آپ کی ناراضی برداشت نہیں کر سکتا۔" اس کے بگڑے تیور دیکھ کر وہ بوکھلا گیا تھا۔ اس کے اس طرح کھڑے ہونے سے قریب سے گزرنے والے لوگ ان کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے۔

"پلیز پری! اس طرح کھڑی کیوں ہو گئی ہیں آپ...... لوگ دیکھ رہے ہیں کیا فیل کریں گے ہمارے بارے میں؟" ارد گرد سے گزرنے والے لوگوں کی نظریں اس کے اوپر تھیں اور اکا دکا نوجوان وہاں رک کر معاملے کو جاننے کی سعی کر رہے تھے اور اس صورتِ حال سے وہ کنفیوز تھا۔

"میرے بارے میں نہیں صرف آپ کے بارے میں' آپ یہاں سے چلے جائیں ورنہ میں نے یہاں کسی کو یہ بتایا کہ آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں پھر جو آپ کا حشر ہوگا آپ سوچ بھی نہیں سکتے' آپ کی خیریت اسی میں ہے آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں۔" اس کا لہجہ سرد اور سپاٹ تھا' وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی' شیری کے چہرے پر اس کو دیکھ کر جو روشنیاں جل اٹھی تھیں وہ کسی موم بتی کی مانند بجھ گئی تھیں جن کا دھواں اس کے چہرے پر پھیلنے لگا تھا لیکن دل کسی ضدی بچے کی مانند بے قرار ہو کر مچل رہا تھا' وہ بے اختیار انداز میں اس کی طرف بڑھا اور وہ جو ابھی اس کے سامنے ہی بوتیک کی طرف بڑھی تھی اب وہ وہاں نہیں تھی۔ اس نے تمام بوتیکس دیکھ ڈالیں' شاپس کے اندر دیکھتا پھر مگر وہ ایسے غائب ہوئی گویا وہاں آئی ہی نہ تھی۔ سیکنڈ فلور سے وہ تھرڈ فلور پر تیزی سے بڑھا تھا' وہ کراکری شاپ پر دو بھاری بھر کم خواتین کی اوٹ میں بیٹھی تھی' پری نے اسے ایسکلیٹر سے اوپر جاتے دیکھ کر سکون کا سانس لیا اور نانو کی طرف متوجہ ہوئی جو سیلز مین سے سامان کار میں رکھوانے کا کہہ رہی تھیں۔

"چلو اب تمہاری شاپنگ ہو جائے پری! یہاں بوتیک پر اعلیٰ معیار کے ڈریسز ہوتے ہیں۔" ملازم ان کا خریدا ہوا سامان کار میں رکھنے کے لیے گیا تو وہ اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"سوری نانو! مجھے کچھ نہیں خریدنا' آپ گھر چلیں اب۔"

"یہ کیا بات ہوئی بیٹا! کبھی کبھی تو ایسا موقع ملتا ہے پھر لڑکیوں کو کریز ہوتا ہے شاپنگ کا آپ نے ابھی کچھ لیا ہی نہیں ہے اور مجھے بھی شاپنگ کرنی ہے ابھی۔" نانو حیرانی سے اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے نانو! میں اب مزید یہاں رک نہیں پاؤں گی۔" اس نے کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ نانو نے فوراً ہی فکر مند ہو کر واپسی کے لیے قدم بڑھاتے ہوئے اس سے کہا۔

"ہم سیدھے اسپتال چلتے ہیں۔"

"ارے نہیں نانو جان! معمولی سا درد ہے کچھ دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی' ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ شیری کے تھرڈ فلور سے نیچے آنے سے قبل یہاں سے نکل جانا چاہ رہی تھی اور ایسا ہی ہوا نانو نے حسبِ عادت اس کی بات مانتے ہوئے باقی شاپنگ کا ارادہ ملتوی کیا اور اس کے ساتھ واپسی کے لیے چل پڑیں۔ پری نے گیٹ سے نکلتے ہوئے نانو سے نگاہ بچا کر پیچھے دیکھا تھا۔ شیری نیچے نہیں آیا تھا ابھی' وہ گہرا سانس لے کر کار کی طرف بڑھ گئی جہاں ڈرائیور ان کا منتظر تھا۔

"کیا چاہتا ہے شیری...... کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے وہ؟ مجھے رسوا کرنے میں کیا کسر چھوڑی ہے اس نے' میری فوٹو زاتار کر ممی کی نگاہوں میں مجرم بنا دیا اور اب بھی نا معلوم کس قسم کی دیوانگی میں مبتلا ہے اور ساتھ میں مجھے بھی پاگل کرنے کے ارادے لگ رہے ہیں۔" کار سبک انداز میں رواں دواں تھی وہ سیٹ کی بیک سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے شیری کے بارے میں سوچ رہی تھیں' جس کے انداز میں ایسی کوئی انہونی سی

بات تھی' ایک عجیب سا احساس تھا جس نے اس کی حساس طبیعت کو کسی انجانے سے خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔

''سر میں درد زیادہ ہے پری! ضدمت کرو' ڈاکٹر سے چیک اپ ضروری ہے' معمولی سے درد کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔'' عشرت جہاں اس کے سفید چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''ڈاکٹر کے ہاں جانے کی کیا ضرورت ہے نانو؟ میں ٹھیک ہوں رئیلی نانو! مجھے انجکشن سے بے حد ڈر لگتا ہے اور ڈاکٹر کی میڈیسن سوئی چبھونے کے بنا تو کبھی کمپلیٹ نہیں ہوتی ہے۔'' اس نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا تو عشرت جہاں نے ہنستے ہوئے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

''اوہ مائی بے بی! یہ ڈر آپ کے بچپن سے دل میں بیٹھ گیا ہے۔''

پورے شاپنگ سینٹر کے اس نے ایک نہیں کئی چکر لگائے تھے دیوانوں کی طرح ہر چہرے کو کھوجا تھا' مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا تھا وہ بڑے ٹوٹے دل سے وہاں سے نکلا اور کار گویا ہواؤں کے دوش پر پرواز کر رہی تھی۔ اس کے اندر آگ بھڑکی ہوئی تھی' ہر سمت دھواں ہی دھواں دکھائی دے رہا تھا۔ پری کے سخت رویئے نے اس کو مضطرب کر دیا تھا۔

نفرت کا دھواں...... بے مروتی کا دھواں...... بے حسی کا دھواں...... نامعلوم کس طرح وہ گھر پہنچا تھا' چوکیدار نے دور ہی سے اس کی فاسٹ ڈرائیونگ دیکھ کر گیٹ وا کر دیا تھا۔ کار سے نکل کر اس نے لات مار کر ڈور بند کیا اور دھپ دھپ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تمام ملازم سہم کر ادھر اُدھر ہو گئے تھے' اس وقت مسٹر اینڈ مسز عابدی گھر سے باہر تھے' وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا اور جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹ گیا۔

''کیوں کرتی ہو تم' میرے ساتھ اس قدر زیادتی؟ پری...... پری...... آئی لو یو سوچ...... آئی لو یو! بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے اور تم؟ سمجھتی نہیں ہو...... ہر بار میری تذلیل کرتی ہو۔'' وہ بیڈ پر اوندھا لیٹا زور زور سے بڑبڑا رہا تھا اور بڑبڑاتے ہوئے اس کی آواز رندھ گئی وہ خوب صورت خدوخال اور وجیہہ صورت شہر یار جو اپنے آگے کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ جس سے بات کرنے کے لیے ماں' باپ کو بھی اپنا لہجہ نرم رکھنا پڑتا تھا۔ وہ اکھڑ مزاج اور بے پروا شخص بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا' بند کمرے میں اس کی بھاری آواز گونجنے لگی۔

''میں نے تم سے محبت کی ہے' میں نے یعنی شہر یار عابدی نے اور بدلے میں تم کو بھی مجھ سے محبت کرنی پڑے گی' ہاں! تم کو مجھ سے محبت کرنی ہو گی' میں سکھاؤں گا تم کو محبت کرنا' تمہیں میری زندگی میں میری بن کر آنا ہو گا' آنا ہو گا۔ یہ میرا اپنے آپ سے وعدہ ہے۔'' وہ روتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔

❁......☆......❁

چوتھے دن کا سورج نکلا مگر اس اندھیری سیلن زدہ کوٹھری کی دبیز دیواروں کے اندر اس کی روشن کرنیں نہ پہنچ سکی تھیں۔ بھوک' پیاس اور صدموں نے مل کر اس کو قریب المرگ کر دیا تھا۔ وہ نیم بے ہوش تھی' نقاہت کے مارے ہلنے جلنے کی بھی سکت نہ رہی تھی معاً کوٹھری کے آہنی گیٹ کی آواز آئی تھی اور کوئی اندر آیا تھا۔ ایک مانوس سی مہک ارد گرد پھیل گئی تھی۔ اس کے بے دم ہوتے احساسات میں ہل چل سی پیدا ہونے لگی۔

''رُخ...... رُخ!'' یہ ساحر کی آواز تھی۔

ماہ رخ نے ایسے تڑپ کر آنکھیں کھولی تھیں گویا اس کے جسم سے پرواز کرتی روح پوری قوت سے دوبارہ بدن میں حلول کر گئی ہو۔ نیم مردہ جسم میں ایک برق سی بھری تھی اور وہ اٹھ کر بیٹھی اور بڑے جنونی انداز میں اس نے ایک ہاتھ سے ساحر کا گریبان پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے کو لہولہان کر دیا' یہ سب لمحوں میں ہوا تھا۔ ساحر اور اس کے قریب کھڑی حبشی ملازمہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ بھوک پیاس سے نڈھال اس کمزور سی لڑکی میں اتنی طاقت آ جائے گی؟ پہلے تو وہ اپنا بچاؤ نہ کر پایا لمحوں میں ہی ماہ رخ نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔

''میں تجھے جان سے مار دوں گی کمینے! تو نے میری زندگی برباد کر دی' مجھے دھوکہ دیا...... بیچ دیا مجھے یہاں لا کر......'' ساحر تو اس تابڑ توڑ حملوں سے ایسا بوکھلایا کہ اپنا دفاع نہیں کر سکا۔ ساحر کے چہرے پر خون بہتا دیکھ کر ملازمہ نے آگے بڑھ کر بپھری ہوئی ماہ رخ کو دھکا دے کر اس سے دور کیا ملازمہ کے زوردار دھکے نے ماہ رخ کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا وہ بے ہوش ہو کر گری تھی۔ ساحر نے رومال سے چہرہ صاف کرتے ہوئے حقارت آمیز

نگاہ سے زمین پر پڑی بے ہوش ماہ رخ کو دیکھا اور کوٹھری سے باہر نکل آیا' چہرے اور گردن پر جہاں جہاں ماہ رخ کے ناخن لگے تھے وہاں سخت جلن و تکلیف ہو رہی تھی۔ حارث کرمانی کے ملازم نے اس کو فرسٹ ایڈ دی تھی۔

''آپ ابھی ریسٹ کریں' تھوڑی دیر بعد آپ ریلیکس ہو جائیں گے۔'' ملازم فرسٹ ایڈ بکس اٹھا کر بولا۔

''شکریہ! آپ کا۔'' وہ مسکرا کر گویا ہوا۔

''ویلکم جناب! آپ مہمان ہیں' آپ کا خیال رکھنا ہماری ڈیوٹی ہے' آپ سے سر کچھ دیر بعد میٹنگ کریں گے تب تک آپ آرام کریں۔'' ملازم چلا گیا' ساحر بھی آرام کرنے لگا اس وقت اس کا چہرہ ہر قسم کے احساسات سے عاری تھا' وہ آنکھیں بند کر کے لیٹا تو اے سی کی ٹھنڈک اور پُرسکون ماحول نے اسے نیند کی وادیوں میں پہنچا دیا تھا' اسے ابھی سوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ ملازم نے آ کر اسے اطلاع دی تھی کہ شیخ حارث کرمانی نے اسے بلایا ہے وہ ملازم کے ہمراہ شیخ حارث کے عالی شان لیونگ روم میں داخل ہوا تو وہ صوفے پر بڑے کرّوفر سے گردن اکڑائے بیٹھا تھا۔

''آؤ ساحر! بیٹھو۔'' وہ مہنگے ترین سگار کا کش لیتا ہوا ساحر سے گویا ہوا۔ ساحر مؤدب انداز میں دوسرے صوفے پر بیٹھا تھا۔

''ہوں' تمہارا چہرہ اس نے خاصا بگاڑ دیا ہے۔'' وہ اس کے چہرے پر زخموں کے سرخ سرخ نشانات دیکھ کر بولا۔

''جی حارث کرمانی! مجھے احساس نہ تھا تین دن کی بھوک و پیاس سے نڈھال ہونے کے باوجود وہ زخمی شیرنی کی طرح مجھ پر حملہ کر دے گی۔ سچ بتاؤں کہ میں اس کے خونخوار انداز سے اس قدر خوف زدہ ہوا کہ اپنا دفاع ہی نہ کر پایا۔'' ساحر نے خفت سے مسکراتے ہوئے مؤدب لہجے میں جواب دیا۔

''عورت تو ایک ایسی پہیلی ہے جس کو کوئی بوجھ ہی نہیں سکتا' کب کیا کر گزرے کوئی جان نہیں سکتا' اس کی فطرت کو اپنے باطن میں ان گنت اسرار پوشیدہ رکھے بہت پُراسرار ہستی ہے۔'' گہرا کش لیتے ہوئے حارث نے کہا تھا۔

''جی حارث صاحب! درست کہہ رہے ہیں آپ۔''

''فی الحال مجھے ابھی میٹنگ میں جانا ہے' تم کو بلانے کا مقصد یہ ہے اس لڑکی کو سمجھاؤ' اس کو میری خواہشات پر چلنا ہوگا۔ راج کرے گی وہ یہاں اور اگر میری باتوں سے انحراف کرے گی تو اسی صحرا کے کسی گوشے میں زندہ دفن کر دی جائے گی۔''

❁.......☆.......❁

''عادلہ! تم بزی تو نہیں ہو؟'' عائزہ نے بہت خوش گوار لہجے میں اس سے دریافت کیا تھا جو چیئر پر اداس سی بیٹھی تھی۔

''کوئی خاص مصروفیت تو نہیں ہے مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟''

''پھر میرے ساتھ چلو آج تم۔'' وہ اس کے قریب بیٹھ گئی۔

''کہاں چلوں بھئی؟'' عادلہ کے لہجے میں خود بخود بے زاری اٹھ آئی۔

''اوہ! جیسے تم جانتی نہیں ہو میں کہاں جا سکتی ہوں؟'' عادلہ کی طرف دیکھ کر وہ بھی طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی۔

''میں نے تم کو منع کیا تھا' میں نہ وہاں جاؤں گی اور نہ تم کو جانے دوں گی' یاد آیا تم کو؟''

''اوہ! بھرم دے رہی ہو؟ جیسے میں ڈر جاؤں گی تم سے۔'' عائزہ استہزائیہ انداز میں اس کو گھورتے ہوئے گویا ہوئی۔

''پہلے وہ طغرل راہ کا پتھر بنا ہوا تھا اور اب تم اس کی جگہ لو گی...... ہونہہ' یہ تمہارے لیے ممکن نہیں ہے۔''

''تمہارے لیے راستہ کلیئر ہے تو جاؤ' پھر میرا دماغ کیوں خراب کر رہی ہو۔'' عادلہ نے بے پروائی سے کہا۔

''عادلہ پلیز میرا موڈ آف مت کرو' راحیل سے ملے ایک عرصہ گزر گیا ہے' وہ بار بار کال کر رہا تھا' وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا اور میں بہت کوشش کے باوجود بھی اس سے ملنے نہ جا سکی' اس نے ناراض ہو کر مجھ سے بات کرنا ہی چھوڑ دی اب نہ اس کی کال آتی ہے اور نہ ہی میسج یہ اس کی ناراضگی کی انتہا ہے۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر منت بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''چلو اچھا ہے اس طرح تمہاری اس سے جان چھوٹ گئی' ویسے بھی اس میں ایسی کوئی اسپیشلیٹی نہیں ہے جو اس سے دوری کا افسوس کیا جائے

وہ بہت بدکردار اور بد دماغ شخص ہے۔"

"شٹ اپ عادلہ! اگر میں تم سے نرمی سے بات کر رہی ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم جو منہ میں آئے وہ بکتی چلی جاؤ" عائزہ نے تلملا کر کہا۔

"عائزہ! ہوش میں آؤ' تمہاری منگنی ہو چکی ہے اور مما کی کوشش ہے وہ جلد از جلد تمہاری شادی سے فارغ ہو جائیں اور ایک تم ہو جو ابھی تک راحیل جیسے فلرٹ سے توقعات وابستہ کر کے بیٹھی ہو۔" عادلہ بے حد نرمی سے اسے سمجھانے کی سعی میں مصروف تھی۔

"میں نے تم سے کوئی ایڈوائز نہیں مانگی ہے اور نہ ہی تم دادی جان کی طرح نصیحتیں کرتی اچھی لگ رہی ہو۔"

"پھر مجھ سے یہ توقع بھی مت کرو میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔" عادلہ نے اس کی ہٹ دھرمی دیکھ کر اٹل لہجے میں کہا۔

"تو مت جاؤ' میں تمہارے آگے ہاتھ بھی نہیں جوڑوں گی' ہونہہ! بڑی پارسا سمجھ رہی ہو خود کو۔ پہلے طغرل کو الو بنانے کی کوشش کرتی رہیں اس نے منہ نہیں لگایا تو اب شیری کے لیے جال بچھا رہی ہو' یہ یاد ہے تم کو؟"

"یہ سب میں ممی کے کہنے پر کرتی ہوں' ممی گائیڈ کرتی ہیں مجھے' تمہاری طرح میں چھپ کر نہیں کرتی کچھ بھی۔" عادلہ نے مسکرا کر اطمینان سے جتایا۔

"یہاں ہی تو ممی کا دوغلا پن مجھے ہرٹ کرنے لگتا ہے وہ تم کو کچھ نہیں کہتی ہیں بلکہ مدد کرتی ہیں اور پھر بھی کامیاب نہیں ہوتی ہیں۔" اس نے گہرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

❁.......☆.......❁

بدلتے موسم کی خوش گوار شام تھی۔ کچھ دیر قبل تیز بارش ہلکی پھلکی پھوار میں بدل گئی تھی۔ گلابی شام سیاہ بادلوں کی اوٹ میں گم ہو چکی تھی۔ خوش گوار ہوا کے جھونکے پھولوں کی مہک سے بوجھل دل کو ایک گونہ سکون عطا کر رہے تھے۔ وہ چائے کا بھاپ اڑاتا کپ تھامے کھڑکی سے نیچے لان میں دیکھ رہی تھی معاً اس کی سماعتوں میں بھاری سحر انگیز آواز گونجی تھی۔

"پارس! تم یہاں بیٹھی ہو اور باہر اتنی زبردست بارش ہو رہی ہے' بہت اچھا لگ رہا ہے۔" وہ اس کے پاس آ کر بولا۔

"مجھے بارش اچھی نہیں لگتی۔"

"کیا کہا تم نے؟ ذرا دوبارہ کہنا؟" وہ حیرت سے اچھل پڑا تھا۔

"میں نے کہا مجھے بارش اچھی نہیں لگتی' یہ کوئی ایسی انوکھی بات تو نہیں ہے جو آپ کی حالت ایسی ہو گئی ہے گویا ابھی آپ حیرت سے فوت ہو جائیں گے طغرل بھائی!" طغرل کو پاکستان آئے چند دن ہوئے تھے اور آتے ہی اس نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا تھا اور دوسرے اسے اپنے کمرہ بدر ہونے کا گہرا دکھ لگا تھا اس لیے طغرل کو اس نے کرارا سا جواب دیا تھا۔

"میں تمہاری کسی بھی اسٹوپڈ بات کو مائنڈ نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں تمہاری اپر اسٹوری آلویز کلین رہتی ہے۔" کہتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑا اور زبردستی باہر لے جانے لگا مگر پری کی تمام مزاحمت بے کار رہی تھی۔

"چھوڑیں مجھے طغرل بھائی!" وہ غصے سے چیخی تھی۔

"لان میں سب بارش انجوائے کر رہے ہیں اور تم' بلاوجہ غم کی تصویر بنی کمرے میں قید ہو۔" وہ مزے سے کہتا ہوا اسے لان کی طرف لے کر جا رہا تھا۔

"آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر اپنی مرضی مسلط کرنے والے؟" اس کی گرفت میں خود کو بے دست و پا محسوس کر کے وہ جھنجلائی۔

"تمہارا خیر خواہ! کبھی بارش میں تنہا ہو گی تو معلوم ہو گا تم کو میں کون ہوں؟" ہوا کا تیز جھونکا تیز پھوار کے کئی قطرے اس کے چہرے پر اچھال گیا اور وہ چونک کر سوچوں سے حال میں آ گئی تھی۔

"اوہ! یہ کیا ہوا آج طغرل بھائی کی یاد کس طرح میرے دل میں جاگی...... کیوں یاد آئے وہ اور میں اس وقت کیوں خود کو تنہا اور اداس محسوس کر رہی ہوں......؟" وہ حیران تھی' طغرل کی یاد کیوں آئی تھی؟ چند لمحے وہ خود سے پوچھتی رہی مگر جواب ندارد' اس نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا مگ

آگے بڑھ کر ٹیبل پر رکھا جوہوا سے ٹھنڈا ہو چکا تھا' ذہن پر عجیب سی کسلمندی طاری ہوگئی تھی۔ اس کیفیت کو وہ سمجھ ہی نہ سکی تھی۔ معاً دروازہ ناک کر کے ملازمہ اندر آئی جس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔

''آپ کی کال آرہی ہے۔'' اس نے موبائل پری کی طرف بڑھایا جو وہ نانو سے باتوں کے دوران ان کے روم میں بھول آئی تھی۔

''شکریہ۔'' پری نے موبائل لیتے ہوئے کہا۔ اسکرین پر نمبر زدیکھ کر وہ بے ساختہ بڑبڑائی تھی۔

''نام لیا اور شیطان حاضر۔'' اس نے کال ریسیو کی اور دوسری طرف سے اس کے سلام کے جواب میں پوچھا گیا۔

''پارس! کہاں ہو تم؟'' لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''نانو کے ساتھ ہوں۔''

''کیا مقصد ہے اس کا' نانو کے ساتھ ہوں؟'' اس کے سنجیدہ لہجے میں خفگی بھی شامل ہوگئی تھی۔

''کیا مطلب ہے آپ کا طغرل بھائی! میں نانو کے گھر آئی ہوں۔''

''پورے ویک اینڈ سے میں سن رہا ہوں' تم کس کی اجازت سے یہاں آئی ہو؟ اور آکر یہاں بیٹھ گئی ہو۔''

''دادی جان کی اجازت سے یہاں آئی ہوں میں۔''

''تم کو دادی کا خیال نہیں ہے؟ وہ اکیلی محسوس کر رہی ہوں گی' ان کی طبیعت بھی نارمل نہیں رہتی ہے' تم کو سب معلوم ہے پھر بھی تم وہاں چیونگم کی طرح چپک کر رہ گئی ہو۔'' وہ بڑے استحقاق بھرے لہجے میں رعب جھاڑ رہا تھا۔

''دادی کے پاس ممی اور پاپا کے علاوہ عادلہ اور عائزہ بھی موجود ہیں دادی سب کی موجودگی میں تنہائی کیوں محسوس کریں گی۔'' پری بھی غصے سے گویا ہوئی تھی۔

''تم اچھی طرح جانتی ہو دادی تمہاری جگہ کسی کو نہیں دیتی ہیں اور شاید وہ لوگ ڈیزرو بھی نہیں کرتیں یہ سب کہ تمہاری جگہ ان کو دی جائے۔'' اس کے لہجے میں کچھ نرمی در آئی تھی جب کہ پری بے اعتنائی سے بولی۔

''یہ دادی کی مرضی ہے اور میں ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کرتی اور نہ ہی یہ پسند کرتی ہوں کہ کوئی میری زندگی میں خوامخواہ دخل اندازی کرنے کی کوشش کرے۔''

''ریئلی! تم خود کسی کی زندگی میں دخل اندازی کرو اور کسی کی لائف کو اتنا بے رنگ کر دو کہ زندگی پھر زندگی نہ لگے۔'' اس کا بھاری لہجہ ایک آنچ سی دینے لگا تھا۔

''کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ سمجھ نہیں آرہی ہے مجھے۔'' طغرل کا مدھم لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا' پہلی بار اس کے دل کی دھڑکنیں عجیب انداز میں بے ترتیب ہوئیں اور لہجہ لرزاں ہوا تھا وہ بے اختیار بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

''آئی مس یو پارس! مجھے یہاں کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا ہے' کیا تم کو میری یاد آرہی ہے؟'' اس کے بوجھل انداز میں ایک میٹھا میٹھا درد تھا کچھ شوخی بھی۔

''مجھے آواز نہیں آرہی ہے آپ کی۔'' وہ انجانے احساسات کا شکار ہوئی۔ اس کو جذباتی دیکھ کر پری نے جھوٹ بولا۔

''اوہ! آواز نہیں آرہی یا تم سننا نہیں چاہتی؟ خیر یہ باتیں جلد از جلد سننا شروع کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے بلکہ میرے لیے تو بے حد اچھا ہے اب تم فوراً یہاں سے دادو کے پاس جانے کی تیاری کرو اوکے ٹیک کیئر۔'' اس کے سنجیدہ لہجے میں ایک دم ہی شوخی در آئی تھی۔ پری نے موبائل بیڈ پر رکھا اور پھر کتنی دیر تک گم صم انداز میں وہ دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنتی رہی تھی۔

''اوہ! آج یہ دل کی دھڑکنیں اتنی بے ترتیب کیوں ہو رہی ہیں؟ کیا ہوا ہے یہ اپنے آپ پر چھائی اداسی کا تنہائی کا دکھ مجھے کیوں طغرل بھائی کے لہجے میں محسوس ہوا ہے؟''
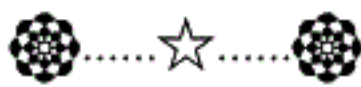
''ارے آپ؟'' عادلہ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔
''ارے آپ اس قدر حیران کیوں ہو رہی ہیں؟'' شہریار عادلہ کو از حد حیران دیکھ کر شوخی سے گویا ہوا تھا۔
''اوہ سوری! آیئے آیئے پلیز۔'' عادلہ کہتی ہوئی لیونگ روم کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر اسے اندر آنے کا کہا۔
''بائی داوے، میں یہاں دادی جان سے ملنے آیا ہوں، ملاقات ہو سکتی ہے ان سے؟ میرا مطلب ہے وہ گھر پر موجود ہیں؟'' وہ بیٹھا نہیں تھا کھڑے کھڑے اس نے مدعا بیان کیا۔
''جی میں نے یہ کب کہا کہ آپ مجھ سے ملنے آئے ہیں، آپ تشریف تو رکھیں دادی سے بھی آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔'' اس نے لفظ چبا کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے بیٹھ کر گویا ہوا۔
''شاید آپ مائنڈ کر گئی ہیں، میرا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔''
''خیر چھوڑیں میرے مائنڈ کرنے نہ کرنے سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، یہ بتائیں کیا لیں گے آپ؟'' عادلہ کے لہجے میں شکایت در آئی تھی، جس کا شیری پر کوئی اثر نہ ہوا تھا وہ ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے بولا۔
''جو دادی جان پئیں گی، میں بھی وہی پیوں گا۔ آنٹی کیا مصروف ہیں؟ انکل تو ڈیڈ کے ساتھ آفس میں ہیں۔''
''ممی گھر پر نہیں ہیں وہ عائزہ کے ساتھ آنٹی کے ہاں گئی ہیں اگر آپ انفارم کر دیتے آنے کا تو ممی بالکل نہیں جاتیں۔'' وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی۔
''بہت نائس لیڈی ہیں صباحت آنٹی! میری وجہ سے ان کا پروگرام برباد ہو یہ مجھے کبھی پسند نہیں ہوتا۔ اب تو دادی جان سے ملنے آتا رہا کروں گا پھر آنٹی سے بھی ملاقات ہوتی رہے گی۔'' اس نے پُر اعتماد انداز میں آئندہ کا لائحہ عمل بھی بتا دیا تھا۔
''ہاں کیوں نہیں۔'' عادلہ جبراً مسکرائی تھی۔ اس کے اندر حسد و نفرت کی سرد آگ مزید بھڑک اٹھی تھی۔ وہ جانتی تھی اس کی آمد کی وجہ دادی جان کی ذات ہرگز نہیں ہے وہ پری کی طلب میں یہاں کھنچا کھنچا آ رہا ہے۔
''دادی جان مصروف ہیں کیا اس وقت؟''
''بہت بے قرار ہو رہے ہیں دادی جان سے ملنے کے لیے؟ بہت محبت ہو گئی ہے ان سے آپ کو۔'' وہ ذو معنی لہجے میں بولی۔
''ہوں کچھ ایسا ہی معاملہ ہے محبت ہو گئی ہے مجھے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں میں پری کا عکس تھا۔
''کس سے......؟''
''بتایا تو ہے ابھی دادی جان سے۔'' وہ پکڑ میں آنے والا نہ تھا۔
''دراصل عصر سے مغرب تک دادی جان عبادت کرتی ہیں، اس دوران وہ کسی سے ملنا پسند نہیں کرتی۔ اب وہ مغرب کی نماز سے فارغ ہونے والی ہیں، میں آپ کو ان کے روم میں لے جاؤں گی تب تک آپ کولڈ ڈرنک پئیں۔'' وہ کہہ کر وہاں سے نکل آئی تھی تاکہ ملازمہ سے کہہ کر کولڈ ڈرنک منگوائے اور اس کے جاتے ہی شیری پری سے کچھ دیر قبل ہونے والی ملاقات کے تصور میں گم ہو گیا۔

☆......☆......☆

''آپی! کیا معیار بن گیا ہے اس دور میں ہم لوگوں کا؟ مضبوط بینک بیلنس، کوٹھی، بنگلے اور اچھا کاروبار دیکھتے ہیں اپنی بیٹیوں کے لیے، عمدہ اخلاق، اعلیٰ خاندان اور اچھا کردار ہولڈر کے کا یہ ہماری خصوصیات میں سے خارج ہو گیا ہے۔'' صباحت کی چھوٹی بہن زینب نے ان کی خواہشات سننے کے بعد افسوس بھرے لہجے میں کہا تھا۔
''تم بھی زینب! بہت ہی عجیب باتیں کرتی ہو، خوش رہنے کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے روپیہ! اب تم خود کو ہی دیکھ لو نا، تمہارے پاس دولت ہے یہ بڑا بنگلہ ہے، سراج کا اپنا بزنس ہے، نوکروں کی فوج ہے جو چاہتی ہو وہ ملتا ہے تمہیں۔'' صباحت جیسی مادیت پسند عورت کو چھوٹی بہن کے خیالات اور سوچ سے اختلاف ہوا، وہ تڑخ کر بولیں۔

''پاپا اور مما کا فیصلہ غلط تھا؟ کیا سراج کے علاوہ کوئی اور تم کو اس قدر پُر آسائش زندگی دے سکتا تھا؟ زینب! میری بھی یہی خواہش ہے میری بیٹیاں بھی اس طرح عیش بھری زندگی گزاریں اپنے وقت کو بے فکری سے گزاریں، جس طرح تم گزارتی ہو!''

''جس طرح میں گزارتی ہوں......؟'' ایک دکھ بھری مسکراہٹ سے اس نے صباحت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

''ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی ہے آپی۔''

''یہ تو نگاہ نگاہ کی بات ہے سونا اور پیتل پرکھنا خوب آتا ہے مجھ کو اب دیکھو کس طرح سے بھابی صاحبہ کو شیشے میں اتارا کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی فاخر کو عائزہ سے منسوب کر بیٹھی ہیں۔''

''فاخر! ماشاءاللہ بے حد پُرخلوص اور کلچرڈ ہے عائزہ کو بے حد خوش رکھے گا۔'' بھتیجے سے وہ بے حد محبت کرتی تھیں۔

''ارے شہریار بھی بے حد مہذب اور پیار کرنے والا لڑکا ہے بلکہ فاخر سے زیادہ دولت مند ہے وہ، تم دیکھنا عنقریب عادلہ کے بھی نصیب کھلنے والے ہیں۔''

''چلیں آپی! اچھا ہے عادلہ اور عائزہ جلد اپنی گھروں کی ہو جائیں تو آپ پر صرف پری کی ذمہ داری رہے گی۔''

''پری کی ذمہ داری اٹھاتی ہے میری جوتی۔'' وہ بُری طرح تپ کر گویا ہوئیں۔

''آپ اس کو اب تک قبول نہیں کر سکی ہیں آپی؟''

''وہ میری سوتن کی بیٹی ہے۔''

''وہ فیاض بھائی کی بھی تو بیٹی ہے۔''

''یہی بات مجھے آج تک برداشت نہیں ہوتی، اس لڑکی کو دیکھ کر مجھے یاد آتا ہے فیاض کا تعلق ایک دوسری عورت سے بھی رہا ہے، میری تقدیر میں اس بدذات مثنیٰ کی اترن لکھی تھی۔''

''افوہ! اس نیگیٹویٹی سے پیچھا چھڑا لیں آپی! کچھ نہیں رکھا ان باتوں میں پھر فیاض بھائی کا تعلق مثنیٰ سے جائز تھا، ناجائز نہیں۔ نکاح کے بندھن میں بندھے تھے وہ ایک عالم کے سامنے شادی ہوئی تھی ان کی، پری کی پیدائش پر کتنی خوشیاں منائی گئی تھیں۔''

''توبہ بھئی! کیسی درد بھری باتیں یاد دلا رہی ہو زینب! کیسے خون کے آنسو روتی تھی میں ان کو خوش دیکھ کر، خیر دفع کرو تم تو اجنبی دیس میں رہ کر خود بھی اجنبی بن گئی ہو عائزہ اور عادلہ کو لے کر نہیں آئی تو اچھا ہی ہوا۔ تمہاری باتیں سن کر کیا سوچتیں دونوں؟''

❁......☆......❁

عائزہ راحیل کے ساتھ اس کے گھر پر موجود تھی راحیل بگڑے موڈ سے بیٹھا تھا۔ عائزہ اسے منانے کے لیے ہر حربہ استعمال کر کے نڈھال ہو گئی تھی۔

''پلیز راحیل! اب ناراضگی دور بھی کر دو، میں نے کان پکڑ کر معافی مانگ لی ہے پھر بھی تم مجھے معاف کرنے کو تیار نہیں ہو۔''

''اتنے دنوں بعد آئی ہو تمہیں احساس نہیں تھا میرا؟''

''احساس تھا مجھے سب جانتی تھی میں لیکن کیا کروں بہت مجبور تھی آنے کا چانس ہی نہیں بن رہا تھا۔ جانو! تم یہاں بے قرار ہو رہے تھے تو میں بھی تو تم سے ملے بغیر بن جل کی مچھلی کی مانند تڑپ رہی تھی۔'' اس نے لگاوٹ بھرے انداز میں اس کے شانے پر سر ٹکاتے ہوئے کہا۔ راحیل اس کے اس انداز پر مسکرا کر گویا ہوا۔

''ہوں اگر اسی طرح مناتی رہیں تو میں مان جاؤں گا۔'' اس نے عائزہ کو قریب کرتے ہوئے جذباتی لہجے میں کہا۔

''زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اپنی حد میں رہو۔'' وہ مسکراتی ہوئی اس کی گرفت سے نکلی اور دور ہو کر بیٹھ گئی۔

''یہ فاؤل ہے جان! میں تمہاری قربت کے لیے ترس رہا ہوں اور تم میری پرواہ نہیں کر رہی ہو یہ کیسی محبت ہے۔''

''تم میری مجبوری سمجھنے کی سعی تو کرو راحیل! جو تم چاہتے ہو وہ ابھی ممکن نہیں ہے، تمہیں انتظار کرنا پڑے گا اس وقت تک جب تک ہماری

شادی نہیں ہو جاتی ہے۔'' وہ اٹل انداز میں بولی۔

''ہو جائے گی شادی بھی' تم میرا موڈ آف نہ کرو' اس دور میں سب چلتا ہے' ویسے بھی یہ شادی وادی سب پرانی رسمیں ہیں۔ بلاوجہ پیسہ اور وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے یہ سب۔'' اس کے انداز میں ذرا بھی شرمندگی نہیں تھی بلکہ وہ بڑے جارحانہ انداز میں عائزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''پلیز راحیل! میں اپنے باپ کی عزت کو مٹی میں نہیں ملا سکتی' تم مجھے مجبور مت کرو' میں تمہاری یہ خواہش پوری نہیں کروں گی۔''

''تم مجھ سے ملنے آتی ہو جب تم کو باپ کی عزت کا خیال نہیں آتا؟ ایک ٹائم سے میرے ساتھ گلچھڑے اڑا رہی ہو' تم تو گھر بھی چھوڑ کر آ گئی تھیں وہ تو بیڑہ غرق ہو تمہارے اس کزن کا جس نے عین موقع پر رنگ میں بھنگ ڈال دیا تھا۔'' وہ اس کے پاس آ کر دھونس بھرے لہجے میں بولا۔

''ہر بار تم اپنی بہن کو ساتھ لے کر آتی تھیں اور میں برداشت کر جایا کرتا تھا' مگر آج تم کو میری بات ماننی ہو گی۔''

''میں اتنی مشکل سے تم سے ملنے آئی ہوں' ممی خالہ سے ملنے گئی ہیں' عادلہ آنے نہیں دے رہی تھی اور یہاں تم اپنی فضول ضد منوانے کی کوشش کر رہی ہو مجھ سے۔''

''یہ ضد نہیں محبت ہے جانم! آج موقع ملا ہے ہمیں محبت کرنے کا پھر کس طرح میں اس کو ضائع کر دوں؟ میں تمہارے پیار میں مر رہا ہوں' تڑپ رہا ہوں اور تم ہو کہ میری محبت کا مذاق بنا رہی ہو۔'' وہ اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا اور اسے قریب کرنے لگا تھا۔ عائزہ نے گھبرا کر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو جھٹکا اور کھڑی ہو گئی تھی' اس کے چہرے پر خوف سرایت کر چکا تھا۔

''ہوش میں تو ہو تم راحیل! تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟''

راحیل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ ''بہت تمہارے ساتھ میں نے رعایت کی ہے' بہت بچایا ہے میں نے تمہیں خود سے مگر اب نہیں بچ سکو گی' میں اس پارسائی کے کھیل سے تنگ آ گیا ہوں' بہتر اب یہی ہے تم بھی سیدھی طرح میری بات مان لو۔'' عائزہ کے لیے وہ آج ایک بالکل اجنبی اور بُرا شخص تھا' یہ وہ تو نہیں تھا جس نے اس کے ساتھ ہر دم ساتھ نبھانے کے وعدہ کیے تھے' زندگی بھر وفا نبھانے کی قسمیں کھائی تھیں۔ یہ سامنے کھڑا شخص جس کی آنکھوں میں ہوس تھی' جس کے چہرے پر گندگی تھی' جس کے مکروہ ارادوں نے اس کو عفریت بنا دیا تھا۔

''تم...... تم مجھے ایسی گری ہوئی لڑکی سمجھتے ہو؟'' کمرا چھوٹا اور نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا' عائزہ کو کوئی جائے فرار دکھائی نہ دے رہی تھی اور وہ بہت اطمینان سے اس کے نزدیک آ رہا تھا۔

''تم خود کو نیک پروین سمجھنا چھوڑ دو عائزہ بیگم! جو لڑکی گھر سے بھاگ سکتی ہے' تنہا اپنے بوائے فرینڈ سے ملنے آ سکتی ہے تو وہ لڑکی عزت دار کس طرح ہوئی؟ کس طرح گواہی دو گی تم اپنی پاکیزگی کی' ہوں بتاؤ؟ کس طرح یقین کر لوں کہ میرے علاوہ تم کسی اور سے ملتی نہیں رہی ہو؟'' اس نے ہنستے ہوئے خباثت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ لہجہ...... یہ انداز...... عائزہ کے چودہ طبق روشن ہو رہے تھے' یہ مرد اس کا آئیڈیل مرد تھا' جس کے پیچھے وہ آنکھیں بند کر کے بھاگتی رہی تھی' ممی' عادلہ اور طغرل ہر ایک نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور ممی نے اس کی ماں کی تمام ہسٹری بتا دی تھی اور وہ خود بھی راحیل کے کوائف سے واقف تھی' چوری و ڈکیتی' شراب و شباب ہر برائی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور وہ سوچتی تھی شادی کے بعد وہ راحیل کو بدل دے گی' وہ اس کی محبت میں سب برائیاں چھوڑ کر ایک اچھا انسان بن جائے گا۔

''تم اچھی طرح جانتے ہو راحیل! میری زندگی میں تمہارے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے' میں نے صرف تم سے ہی محبت کی ہے۔''

''میں بھی تو محبت کی ہی بات کر رہا ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے لہجہ چینج کیا اور ساتھ جست لگا کر عائزہ کو گرفت میں لیا تھا' عائزہ چیختی ہوئی اس کی گرفت سے نکلنے کی سعی کر رہی تھی کہ اچانک راحیل کے سر پر ایک قیامت ٹوٹی تھی۔

❁......☆......❁

شیری اماں جان سے بڑے پرتپاک انداز میں ملا تھا' اس کے انداز میں اتنی محبت بھری بے ساختگی تھی کہ اماں جان کے دل میں جو اس کی طرف

سے بدگمانی کی گرہ پڑی ہوئی تھی وہ کھل گئی تھی، حسب عادت وہ اس سے محبت سے باتیں کررہی تھیں۔ ملازمہ نے چائے کے ساتھ دیگر لوازمات سے اس کی خاطر ومدارات کی تھی اور عادلہ نے فرماں برداری سے سرونگ کی تھی۔

''ابھی تک سیر سپاٹے ہی کررہے ہو بیٹا! کام کرنے کا بھی کچھ سوچا ہے؟ تمہیں یہاں آئے ہوئے خاصے دن ہوگئے ہیں۔'' چائے کے بعد اماں نے پان بنانے کی تیاری کرتے ہوئے پوچھا۔

''دادی جان! میں بینکر بننا چاہتا ہوں، ایم بی اے بھی میں نے اسی لیے کیا تھا مگر ڈیڈ ضد کررہے ہیں کہ مجھے بزنس میں ان کا ہاتھ بٹانا چاہیے اور میں ابھی فیصلہ نہیں کرپارہا ہوں۔'' بہت شائستگی سے اس نے جواب دیا تھا۔

''ٹھیک تو کہہ رہے ہیں تمہارے ڈیڈ! تمہیں اپنے والد کا کاروبار ہی سنبھالنا چاہیے بیٹا! ویسے بھی لوہار کا بیٹا لوہار اور سنار کا بیٹا سنار ہی بنتا ہے پھر تم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے ہو، تم کو ان کا اور بہنوں کا بے حد خیال رکھنا چاہیے۔'' دادی نے نفاست سے پان کا ایک ٹکڑا لے کر کتھا، چونا لگایا، چھالیہ اور سونف ڈال کر دونوں طرف سے موڑ کر منہ میں رکھا تھا پھر پان کھاتے ہوئے وہ اپنے پاندان کو درست کرنے لگی تھیں ساتھ ہی وہ اس کو سمجھاتی بھی جارہی تھی جب کہ شیری بڑی دلچسپی سے ان کی تمام کارروائی دیکھنے کے بعد گویا ہوا۔

''جی...... جی بہتر دادی جان! آپ کہتی ہیں تو میں ڈیڈ کے ساتھ ہی آفس جانے لگتا ہوں، آپ کی بات تو میں ٹال ہی نہیں سکتا ہوں۔''

''جیتے رہو، خوش رہو، اللہ تمہیں کامیاب کرے ہر امتحان میں۔''

''دادی جان! یہ آپ نے کیا کھایا ہے ابھی؟''

''پان ہے بیٹا یہ۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا، اسی اثناء میں عادلہ بھی دادی کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی تھی، شیری کرسی پر بیٹھا تھا۔

''کیا آپ مجھے یہ کھلانا پسند کریں گی؟''

''ارے تم کھاؤ گے پان! ابھی دیتی ہوں۔''

''آپ کھائیں گی تو میں بھی کھاسکتا ہوں دادی جان! میں جانتا ہوں یہ پان کوئی اسپیشل چیز ہے جو آپ کھارہی ہیں، میرے خیال میں یہ اسپیشل نہ بھی ہو تو آپ کے کھانے سے اسپیشل بن جاتا ہے۔''

''دادی کی عادت ہے پان کھانے کی ورنہ پان میں کوئی اسپیشلیٹی نہیں ہے۔ ہم نے بہت چاہا دادی پان کھانا چھوڑ دیں، مگر دادی کھانا چھوڑنے کو تیار تھیں پان نہیں۔'' عادلہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے چھوڑو بھی، بندر کیا جانے ادرک کا مزا۔ عادلہ! یہ تو بادشاہوں کے شوق ہیں ہر کوئی تھوڑی کرسکتا ہے، اس شوق کو پورا پھر تمہیں کیا پتا ہے میرا شوق، یہ تو ہمارا خاندانی ورثہ ہے۔ چائے اور پان ہمارے گھرانے کی تو یہ پہچان ہیں۔''

''جی! بالکل درست کہہ رہی ہیں دادی جان آپ۔'' شیری نے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر ان کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

''دادی جان! آپ کو ڈاکٹر نے پان کھانے سے منع کیا تھا، اس لیے پاپا چاہتے ہیں آپ پان نہ کھایا کریں صرف یہ وجہ ہے۔'' شیری کی سعادت مندی نے عادلہ کو پریشان کردیا تھا۔

''ڈاکٹر تو ہر اچھی چیز کو منع کرتے ہیں اور خود کیا کرتے ہیں؟ ہڑتالیں...... وہ لوگ جو زمین پر رہتے ہوئے بھی فرشتے کہلائے جاتے ہیں، آج اپنی خواہشوں کے پیچھے مسیحائی بھول کر انسانیت کو موت کا کفن پہنارہے ہیں، عرش سے پستیوں میں جاگرے ہیں۔''

''یہاں تو ہر طرف ہی ایسی افراتفری و بے حسی دکھائی دیتی ہے، لوگ خود غرض ہوگئے ہیں، ذاتی مفاد کو اوّلیت دینے لگے ہیں۔'' شیری نے کہا تھا اس کے انداز میں اب بے کلی ابھرنے لگی وہ جس کی چاہ میں یہاں کشاں کشاں کھنچا چلا آیا تھا وہ ستم گر موجود ہی نہ تھی خاصی دیر سے وہ دل کو تھپکیاں دے رہا تھا۔

وہ بھی آئے گی...... مگر وقت گزر رہا تھا، وہ نہیں آئی تھی۔ اس کی متلاشی نظروں میں اضطراب ہلکورے لینے لگا تھا۔ وہ دادی سے اجازت لے کر اٹھ گیا، ساتھ ہی جلد آنے کے وعدے کے ساتھ عادلہ اسے کار تک چھوڑنے کے لیے آئی تھی۔

''آپ نے دادی سے وعدہ کیا ہے بہت جلد آنے کا' کیا آپ سچ مچ جلد آئیں گے؟'' لان میں کوئی بھی نہیں تھا دادی بھی گھٹنوں کے درد کے باعث کمرے تک محدود تھیں' ملازمہ کچن میں مصروف تھی' آج کوئی بھی تو گھر میں موجود نہیں تھا اور اس نے راستہ صاف دیکھ کر دل کی بات کہنا مناسب سمجھا جواباً شیری نے ڈرائیونگ ڈور کھولتے ہوئے اس کی طرف مڑ کر دیکھا پرپل سوٹ میں ملبوس سیاہ زلفوں کو بکھیرے لائٹ میک اپ میں وہ ایک خوب صورت لڑکی تھی۔ اس کی خوب صورتی ایسی تو نہ تھی جو نظر انداز کی جا سکے پھر وہ جن نظروں سے شیری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہی تھی۔

''آپ چاہتی ہیں میں آؤں؟'' اس نے جھک کر سرگوشیانہ لہجے میں استفسار کیا۔

''ہاں بالکل! میں انتظار کروں گی۔'' عادلہ نے بھی مسکرا کر اسی انداز میں سرگوشی کی تھی۔

''پھر تو آپ سے فرینڈ شپ کرنی پڑے گی' کیا آپ کریں گی؟''

''ہاں کیوں نہیں شیری! اس نے شیری کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے شیری کی آنکھوں میں پُراسراریت چمک اٹھی۔

❁.......☆.......❁
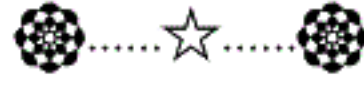
ضروری نہیں ہے
جو ساحل کی گیلی خنک ریت پر
ہاتھ میں ہاتھ دے کر
سفر اور تلاطم کے قصے سنائے
اور آنکھوں سے اوجھل کناروں پہ بکھرے
ہوئے منظروں' ذائقوں اور رنگوں کی باتیں کرے
وہ ان وارداتوں سے گزرا بھی ہو
گر کہے آؤ ہم ان پریشاں موجوں کا پیچھا کریں
جو تیرے اور میرے پاؤں کو چومتی ہیں
تلاطم کی بے نام منزل سے گزریں
یہ دیکھیں ہوائیں کسے ڈھونڈتی ہیں
تو چلنے سے پہلے سوچ لینا
ضروری نہیں ہے جو اَن دیکھے رستوں کی خبریں سنائیں
وہ ان راستوں کا شناسا ہو
کہیں یہ نہ ہو جو سمندر میں تم
اس کو ڈھونڈو تو وہ
ساحلوں پہ کھڑا مسکراتا رہے

''رخ! تم مجھے بار بار یہ مت کہو میں نے تمہیں دھوکہ دیا ہے۔''

حارث کرمانی کے حکم پر ساحر کو ایک بار پھر اس کوٹھری میں پہنچایا گیا تھا' وہ حبشی ملازمہ ان کے درمیان موجود تھی' ساحر کے یہاں آنے سے قبل وہ ایک ریشمی رومال سے ماہ رخ کے ہاتھ باندھ چکی تھی۔

''جو دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں ان کو بھی بدلے میں دھوکے ہی ملتے ہیں۔ تم کیا سمجھ رہی تھیں جو گڑھا کھود رہی ہو اس میں تم نہیں گرو گی؟ تم

جھوٹ پہ جھوٹ بولتی جاؤ گی، دغا پر دغا دیتی جاؤ گی اور کوئی پکڑے گا نہیں؟ تم ایک سبزی فروش کی بیٹی تھیں اور کالج میں بتاتی تھیں تمہارے ڈیڈی بہت بڑے بزنس مین ہیں۔" وہ گردن جھکائے سن رہی تھی آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے وہ خود کو میدان حشر میں کھڑا محسوس کر رہی تھی۔ وہ برہنہ کھڑی ندامت وخوف کے پسینے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کا اعمال نامہ سنایا جا رہا تھا اور وہ پسینے میں ڈوبتی جا رہی تھی۔

"تم سے دوسری ملاقات کے بعد ہی میں جان گیا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو بن کر آتی ہو اور میرا یہ تجسّس مجھے بہت جلد تمہاری اصلیت کی جانب لے گیا تھا اور ایک دن تمہارا پیچھا کرتا ہوا میں علاقے میں پہنچ گیا تھا اور تمہیں ایک قدیم طرز کے تعمیر شدہ گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر مجھے پہلے یقین ہی نہیں آیا تھا اور میں نے جب وہاں کے لوگوں سے معلومات لیں تو میرا شک سچ ثابت ہو چکا تھا۔ تم ایک غریب لڑکی تھیں جو گھر سے کالج کے لیے نکلتی تو ایک بڑی سی شال میں لپٹی ہوتی تھیں جو کالج تک پہنچتے پہنچتے غائب ہو جاتی اور کالج میں داخل ہونے والی لڑکی پردے دار کسی سبزی فروش کی بیٹی نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ ایک جھوٹے کریکٹر کی دولت مند ماڈرن لڑکی بن جاتی تھی۔" ایک کے بعد ایک گناہ افشا ہو رہا تھا۔

آگ کے طوق تھے جو اس کے گلے میں پہنائے جا رہے تھے جس سے گردن تھوڑی سی جا لگی تھی، شعلوں سے بھڑکتی بیڑیاں اس کے وجود کو جکڑتی جا رہی تھیں، تکلیف و درد کا احساس تھا۔ ذلت و رُسوائی کا احساس تھا۔ جھوٹ کی لذت شدید اذیت بن کر وجود میں سرائیت کر رہی تھی، منوں ٹنوں بوجھ اس کی گردن پر آن پڑا تھا کہ وہ جنبش بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

"جو ہوا سو ہوا ماہ رخ! خوابوں کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ تم جس طرح کی شاہانہ زندگی گزارنے کی خواہش مند تھیں، وہ زندگی تمہاری منتظر ہے پھر تم کیوں بھاگ رہی ہو؟" اس کو ماضی کا آئینہ بھرپور طریقے سے دکھانے کے بعد ساحر نرم لہجے میں گویا ہوا تھا لیکن ماہ رخ اسی طرح خاموشی سے گردن جھکائے آنسو بہاتی رہی تھی دوبارہ اس سے بات نہیں کی تھی۔

"تم خوش قسمت ہو ماہ رخ! جو سمجھانے کے لیے حارث صاحب نے مجھے یہاں بلوایا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تم کو پسند کرنے لگے ہیں وگرنہ عورتوں کے معاملے میں وہ بہت بے رحم وسفاک ہیں۔ ذرا رعایت دینے کے عادی نہیں ہیں عورت کو۔" ملازمہ صابرہ ٹکر ٹکر ان دونوں کو دیکھے جا رہی تھی ان کے درمیان ہونے والی گفتگو میں استعمال ہونے والی زبان سے وہ نابلد تھی مگر اپنی زنانہ فطری تجسّس سے مجبور وہ سمجھنے کی سعی میں مگن تھی۔

"ماہ رخ...... ماہ رخ! میری باتیں سمجھنے کی کوشش کرو تم۔"

"مرنے دو مجھے، میں تمہاری کوئی بات سمجھنا نہیں چاہتی، دفع ہو جاؤ یہاں سے، میں تمہاری صورت تک دیکھنا نہیں چاہتی ہوں۔" وہ اس کی جانب دیکھے بنا نفرت سے غرائی تھی۔

"جا رہا ہوں میں لیکن تم بھی اپنا یہ پارسائی کا ناٹک بند کرو اور حارث صاحب جو چاہتے ہیں وہ کرو، یہی بہتر ہے تمہارے لیے۔"

"میں خواہشوں کے پھول توڑنے کی خاطر اپنا آپ کانٹوں سے الجھا بیٹھی ہوں اور اب تادم مرگ مجھے ان ہی کانٹوں کی سیج پر لوٹ پوٹ ہونا ہے، جو میں نے کیا اسے تو شاید اللہ تعالیٰ بھی معاف نہ کریں گے، پھر بھی میں مرتے دم تک اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔" ایک دم ہی آنسو صاف کرتے ہوئے ایک عزم اس کے اندر بیدار ہوا تو وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"میں نے ماں باپ کو دھوکہ دیا تو بدلے میں میری زندگی جہنم بنا دی گئی، تمہارا کیا ہوگا تم نے نا معلوم کتنی لڑکیوں کو تباہ کیا ہے؟"

❁......☆......❁

"نانو جان! میں گھر واپسی جا رہی ہوں۔" وہ چائے پی کر فارغ ہو کر عشرت جہاں سے گویا ہوئی۔

"اتنے عرصے بعد آئی ہو ٹھہر جاؤ، ابھی چند دن اور بیٹا!"

"دادی کی طبیعت بہتر نہیں ہے، گھٹنوں کے درد نے بہت بے چین کیا ہوا ہے، ان کو اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف ہو رہی ہے۔"

"جوڑوں کے درد کی وہ پرانی مریضہ ہیں اور اسپیشلی ونٹر میں تو بے حد تکلیف دیتی ہے یہ بیماری، اچھا ہے ان کے لیے جو آپ اتنا ان کا خیال رکھتی ہیں۔" مُثنیٰ نے پری کو ستائشی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

''دادی بھی میرا بے حد خیال کرتی ہیں مما! وہ مجھ سے اتنی محبت کرتی ہیں کہ میری حمایت میں عامرہ پھپھو اور آصفہ پھپھو کو بھی بے بھاؤ کی سناتی ہیں اور وہ دادی سے اسی بات پر ناراض ہوتی ہیں۔'' وہ مسکرا کر بتاتی ہوئی اپنے روم کی طرف جاتے ہوئے گویا ہوئی۔

''میں اپنا سامان پیک کرتی ہوں نانو! آپ شوفر کو کہیں مجھے ڈراپ کر آئے رات سے پہلے میں گھر جانا چاہتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے پری! میں شوفر سے کہتی ہوں۔'' وہ ڈائننگ روم سے چلی گئیں ملازمہ نے ٹیبل سے برتن اٹھانا شروع کیے تو ثنی جو کرسی پر بیٹھی سوچوں میں گم تھیں وہاں سے پری کے پاس چلی آئیں پری نے بیگ میں کپڑے اور دیگر سامان رکھتے ہوئے ایک نگاہ ان کی طرف دیکھا تھا وہ اس کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

''کیا ہوا مما! آپ میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہی ہیں؟''

''آپ مجھ سے ابھی بھی خفا ہیں پری؟'' زپ بند کرتے ہوئے اس کے ہاتھ رک گئے' ثنی کے لہجے میں ایک گہرا درد تھا۔ وہ درد جو اس کے وجود کا ایک حصہ بن گیا تھا۔ اس نے ان کی طرف دیکھا جہاں چہرے کے نقوش میں یاسیت تھی' دکھ کی ایک ایسی کسک جو سنجیدگی بن کر ان کے وجود پر چھا گئی تھی۔

پچھتاوے کی ایک ایسی آنچ جو نمی بن کر اکثر ان کی آنکھوں میں رہتی تھی اور یہی یاسیت' ایسی ہی کسک' ایسی ہی آنچ دیتی ہوئی نمی اس نے اپنے پاپا کے چہرے پر اور ان کی آنکھوں میں دیکھی تھی اور جس کا حصہ وہ بھی تھی' ان کے درد میں بڑا حصہ اس کا بھی تھا۔

''پری! میری جان...... میری روح!'' ثنی نے آگے بڑھ کر اس کے ساکت وجود کو سینے سے لگا لیا پہلی بار ان کی ممتا کا یہ پُرجوش اظہار تھا اس سے قبل وہ چاہنے کے باوجود بھی اسے سینے سے لگانے میں ہچکچاہٹ کا شکار رہی تھیں ان کے درمیان جو خاموش تکلف بھری بے گانگی تھی وہ آج ان کے اشکوں میں بہہ گئی دونوں ہی اپنے جذبات سنبھال نہ سکی تھیں۔

''میں آپ کو چھوڑنا چاہتی تھی اور نہ فیاض کو میں نے ہر ممکن سعی کی تھی تعلقات کو نبھانے' اپنے آشیانے کو بچانے کی لیکن کچھ بھی نہ بچ سکا سب ٹوٹ کر اس طرح بکھرا کہ جڑ نہ سکا۔'' ان کے لہجے میں حسرتوں کے جلتے ہوئے چراغوں کا دھواں تھا۔

''مما! کیا صرف یہی ریزن تھا آپ کا اور پاپا کی طلاق کا یا کوئی اور بھی وجہ تھی؟'' وہ آہستگی سے استفسار کر بیٹھی تھی۔

''یہی ریزن تھا بیٹا! وہاں فیاض کی ماں' بہنوں کی میں ناپسندیدہ تھی تو یہاں ممی اور آنٹی (صفدر کی ماں) فیاض کے خلاف محاذ تیار کر کے بیٹھے ہوئے تھے' وہاں فیاض کی ماں اپنی بہن کی بیٹی صباحت کو ہر صورت فیاض کی بیوی بنانا چاہتی تھیں تو اس طرف مما اور آنٹی گویا قسم کھا کر بیٹھی تھیں کہ فیاض کی جگہ میری زندگی میں صفدر کو دلوا کر رہیں گی پھر بھیانک طریقوں سے سازشیں تیار ہوتی گئیں' فیاض کو صفدر کی جانب سے شک و شبے میں مبتلا کیا جانے لگا تو میری سماعتوں میں بھی صباحت کی جانب سے زہر بھرا جانے لگا' شروع شروع میں ہم ایک دوسرے پر یقین ہی نہ کرتے تھے مگر کب تک؟ مسلسل گرنے والا پانی کا قطرہ بھی پتھروں میں سوراخ کر کے کمزور بنا دیتا ہے پھر ہم تو انسان تھے نرم و نازک احساس رکھنے والے' ہماری محبت کی بنیاد بھی ایسی زہر آلود باتوں سے کمزور پڑنے لگی۔''

''یہ کیسی محبت تھی مما! آپ نے اور پاپا نے دنیا سے ٹکر لے کر شادی کی اور پھر اتنی جلد لوگوں کی باتوں میں آ کر جدا بھی ہو گئے۔ کیا محبت ایک دوسرے پر اعتبار نہ کرنے کا نام ہے؟ کیا محبت اس کو کہتے ہیں؟'' پری کے لہجے میں عجیب حیرانی تھی۔

''آپ نہیں سمجھو گی میری جان! اس جذبے کو ابھی۔'' وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائیں اور شوخ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''جب محبت ہو گی کسی سے پھر معلوم ہو گا آپ کو محبت کس قدر بہادر بناتی ہے اور کس قدر کمزور بھی' یہ اعتبار بھی بخشتی ہے اور بے اعتباری بھی' یہ راحت بھی دیتی ہے اور تکلیف بھی۔''

''میں محبت نہیں کروں گی مما!'' وہ بے حد سنجیدگی سے بولی۔

''کیوں؟ محبت کے بغیر زندگی ادھوری ہوتی ہے پری۔''

''محبت کر کے بھی جب زندگی ادھوری ہی رہے تو مما۔'' چند ساعتیں تو وہ کچھ کہہ ہی نہ سکیں کہ وہ سیدھے ان کی زندگی پر سچائی بیان کر رہی تھیں'

کچھ توقف کے بعد گویا ہوئیں۔

''میری بہت ساری دعائیں ہیں آپ کے ساتھ بیٹا! آپ کی زندگی کبھی ادھوری نہیں ہوگی' آپ کی زندگی میں خوشیوں کے گلاب ہمیشہ مہکیں گے' روشنیاں ساتھ رہیں گی آپ کے اور پھر مجھے توقع ہے فیاض کبھی بھی آپ کے لیے غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔''

''مجھے شادی نہیں کرنی ممی!'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''شادی نہیں کرنی ہے..... مگر کیوں؟'' وہ متعجب ہوئیں۔

''یہ ضروری تو نہیں ہے کہ شادی کی جائے' بہت سے لوگ ہوتے ہیں دنیا میں جو اپنی زندگی آزادی سے جیتے ہیں اور میں بھی اپنی زندگی دادی جان کی خدمت کرتے ہوئے گزارنا چاہتی ہوں۔''

❁......☆......❁

ایک' دو' تین تواتر سے لوہے کی سلاخ راحیل کے سر پر پڑی تھی وہ عائزہ کو چھوڑ کر درد سے کراہتا ہوا پہلے گھٹنوں کے بل بیٹھا پھر سر پر پڑنے والی پے در پے ضربوں سے چکرا کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر گرتا چلا گیا تھا' تیزی سے نکلنے والے خون نے اس کے چہرے اور آسمانی رنگ کی شرٹ کو سرخ کر ڈالا تھا وہ فرش پر گرا ہوا درد سے تڑپ رہا تھا۔ عائزہ پہلے ہی اس کی بدلتی نیت سے شاکڈ تھی مستزاد اس ملنے والی امداد غیبی پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔ اس کی نگاہیں ہاتھ میں سلاخ پکڑے کھڑی ایک بے حد دبلی پتلی عمر رسیدہ خاتون پر تھیں جو خون میں لت پت راحیل کو تڑپتے ہوئے وحشت و دیوانگی بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''رات دن تماشہ کرتا تھا تُو یہاں کتنا سمجھایا میں نے تجھے باز آجا اپنے گناہوں سے توبہ کرلے' عورت کی عزت کرنا سیکھ' حرام سے باز آجا لیکن تُو باز نہیں آیا تیری پرواز ہر گزرتے دن کے ساتھ بلند ہوتی گئی اور تجھے معلوم ہی نہ تھا۔ ایک حد قائم ہوتی ہے بلندی کی بھی جو اس حد سے تجاوز کرتا ہے اس کے پَر ٹوٹ جاتے ہیں۔'' اس عورت کے کپڑے ملگجے اور سفید بال بے تحاشا الجھے ہوئے تھے۔ ان کے انداز میں دیوانگی و اشتعال انگیزی شامل تھی' وہ ہوش و خرد سے بے گانہ تڑپتے ہوئے راحیل سے لفظ جما جما کر کہہ رہی تھیں۔

''ماں..... ماں!'' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''ماں!'' وہ اسے گھورتے ہوئے قہقہے لگانے لگی تھی' ان کی نگاہ راحیل پر تھی اردگرد سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا حتیٰ کہ کونے میں دیوار سے لگی عائزہ کو بھی وہ نہیں دیکھ رہی تھیں اور عائزہ نے اپنے حواس درست کرتے ہوئے اپنے کانپتے وجود کو آہستہ آہستہ باہر کی سمت دھکیلنا شروع کیا تھا۔

''میں تیری ماں نہیں ہوں' میں تیری ماں ہوتی تو تُو مجھے رسیوں سے باندھ کر رکھتا؟ تُو مجھے روٹی سے' پانی سے ترساتا' تُو مجھے مارتا؟ جانوروں جیسا سلوک کرتا میرے ساتھ..... بول..... جواب دے؟'' وہ ہذیانی انداز میں کہہ رہی تھیں جب کہ راحیل کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔ فرش پر خون پھیلتا جا رہا تھا وہ عورت ہذیانی انداز میں بولے جا رہی تھیں۔ عائزہ نے اپنا پرس اٹھایا اور دبے قدموں وہاں سے نکل آئی۔

❁......☆......❁
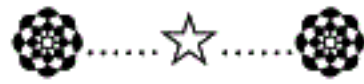
''عادلہ..... عادلہ! اری او عادلہ..... کہاں بیٹھ گئی ہو جا کر؟'' خاصی دیر تک وہ پلٹ کر نہ آئی تو دادی آوازیں دینے لگیں۔

''اوہو! ہر وقت دادی کی خدمت میں حاضر ہی رہو بس۔'' عادلہ شیری کی مدھ بھری باتوں میں گم لاؤنج میں بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ معاً ان کی کراری آوازوں نے اسے بڑبڑانے پر مجبور کر دیا۔

''جی دادی!'' وہ ان کے کمرے میں آ کر بولی۔

''تم تو شہریار کو گیٹ تک چھوڑنے گئی تھیں' گھنٹہ بھر ہو گیا پلٹ کر ہی نہیں آئی۔''

''وہ تو کب کے چلے گئے میں تو لاؤنج میں بیٹھی تھی۔''

''لڑکیوں کا خوامخواہ ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھنا کوئی اچھی بات نہیں ہے' پری کو دیکھتی ہو کبھی اس طرح فارغ بیٹھے ہوئے؟ کسی نہ کسی کام میں لگی رہتی ہے ملازمہ کی موجودگی میں بھی۔'' پری کے نام پر ان کے منہ میں شہد سا گھل گیا تھا۔

''مجھے کیا کرنا ہے یہ بتایئے دادی جان؟'' وہ جل کر بولی۔

''بیڈ شیٹ بدل دو پان لگاتے ہوئے کتھا گر گیا ہے۔''

''جی! ابھی بدلتی ہوں۔'' وہ منہ بناتی ہوئی دیوار گیر الماری کی طرف بڑھی تھی، جہاں ایک حصے میں پری نے ترتیب سے تہہ در تہہ بیڈ شیٹ رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بیڈ شیٹ اٹھائی تو ایک طرف رکھی کچھ فائلز کے نیچے اس کو ایک لفافہ دبا ہوا نظر آیا تھا۔

''دادی! کون سی بیڈ شیٹ نکالوں؟'' اس نے محتاط نگاہوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے سرعت سے وہ لفافہ نکال کر اپنے سویٹر کی جیب میں ڈالا تھا۔ اماں جو صوفے پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہی تھیں ان کی نگاہ سے اس کی یہ حرکت اوجھل رہی تھی۔

''کوئی سی بھی نکال لے عادلہ!'' ان کا لہجہ نرم تھا۔

''دادی جان! میں آتی ہوں شاید کسی کا فون آ رہا ہے۔'' وہ دادی کا جواب سنے بغیر وہاں سے تیزی سے نکلی تھی اور تقریباً بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آ کر دروازہ لاکڈ کرنے کے بعد جیب سے وہ لفافہ نکالا تھا اور اس کو بیڈ پر الٹ دیا تھا۔

''واؤ! یہ ہوئی نا بات، مجھے ان کی ہی تلاش تھی۔'' وہ خوشی سے چہکی تھی بیڈ پر پری کی وہ فوٹو گراف تھیں جو شیری نے اتاری تھیں اور دادی اور پری کی ناراضگی پر مسز عابدی وہ فوٹوز دادی کو دے گئی تھیں، جس کی تلاش اس کو اور صباحت کو تب سے ہی تھی، پری کی موجودگی میں ان کو موقع نہیں ملا تھا ان فوٹوز کو حاصل کرنے کا اور قسمت سے آج عادلہ ان کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔

''تھوڑا صبر کرو! ابھی دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں پری صاحبہ! پہلے طغرل اور اب شیری کو بھی تم اپنی مٹھی میں جکڑ کر رکھنا چاہتی ہو۔ ہونہہ! میں شیری کو تم سے بچالوں گی، خواہ اس کی کوئی بھی قیمت مجھے ادا کرنی پڑے۔'' اس نے پری کی تصویروں کو نفرت سے دیکھتے ہوئے دوبارہ سمیٹا اور بیڈ کی سائیڈ دراز میں حفاظت سے رکھ دیں۔

''کہاں ہو بھئی تم؟'' وہ کمرے سے باہر آئی تو صباحت لاؤنج سے نکل کر اس طرف ہی آ رہی تھیں عادلہ کو دیکھ کر وہ بولیں۔

''کمرے میں تھی ممی! آپ کب آئی ہیں؟''

''ابھی آئی ہوں عائزہ کو بلاؤ۔'' وہ خاصی ایکسائیٹڈ تھیں۔

''عائزہ......! گھر پر نہیں ہے ممی!'' وہ اٹکتے ہوئے گویا ہوئی۔

''گھر پر نہیں ہے؟'' وہ رک کر حیرانی سے گویا ہوئیں۔

''کہاں گئی ہے وہ......اور کس کے ساتھ؟''

''راحیل سے ملنے گئی ہے اور وہ بھی تنہا۔'' وہ بے پروا انداز میں بولی۔

''راحیل سے ملنے؟ اور تم نے جانے دیا، میں نے کتنی سختی سے منع کیا تھا وہ اب راحیل سے نہیں ملے گی پھر بھی تم نے روکا نہیں اس کو۔'' غم و غصے سے ان کی آواز بلند ہو کر رہ گئی تھی۔

''روکا تھا......مگر وہ مجھے کوئی اہمیت ہی کہاں دیتی ہے جو میری بات مان کر رک جاتی، میں نے روکنے کی بے حد کوشش کی، مگر......'' وہ شانے اچکا کر ان کی پیروی میں تیز لہجے میں بولی تھی۔

''آہستہ بات کرو فاخر آیا ہے مجھے ڈراپ کرنے اگر اس نے کچھ سن لیا تو مسئلہ ہو جائے گا۔'' ان کو ابھی یاد آیا کہ فاخر ان کے ساتھ آیا ہے۔

''فاخر بھائی آئے ہیں اور آپ اب بتا رہی ہیں۔''

''آتے ہی تو تم نے ایسی بات سنائی ہے جس سے دماغ الٹ کر رہ گیا ہے میرا، نا معلوم بیٹیاں ہیں یا سزائیں ہیں میرے لیے۔'' وہ بڑبڑاتی ہوئی کچن کی طرف گئی تھیں اور عادلہ لاؤنج میں۔

''السلام علیکم! فاخر بھائی کیسے ہیں آپ؟'' وہ لاؤنج میں داخل ہو کر بولی۔

''میں ٹھیک ہوں، تم سناؤ کیسی ہو؟ بہت بزی رہنے لگی ہو گھر آنا ہی بھول بیٹھی ہو تم۔'' وہ جواب دے کر اس سے شکایت کرنے لگا تھا۔

''ایسی کوئی خاص مصروفیت تو نہیں ہوتی، جلد ہی آؤں گی آپ کے گھر، یہ بتائیں پہلے کیا لیں گے آپ؟'' عادلہ کو اس کی خاطر ومدارات کا خیال آیا۔

''آنٹی زینب کے ہاں سے چائے پی کر آ رہا ہوں، ممی کو لے کر گیا تھا وہاں صباحت آنٹی شوفر کا انتظار کر رہی تھیں، میں ان کو یہاں ڈراپ کرنے چلا آیا اور سوچا آج عائزہ سے بھی ملاقات کر لی جائے، بلاؤ تو اس کو میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔''

''آج سے پہلے تو آپ نے کبھی یہ خواہش کی نہیں ہے فاخر بھائی!'' اس کی غیر متوقع خواہش نے اس کے اوسان خطا کر ڈالے تھے وہ جبراً مسکرا کر شوخ لہجے میں گویا ہوئی۔ فاخر کے لب مسکراہٹ سے ناآشنا ہو رہے تھے۔

''دیر آید درست آید۔ دیر سے ہی سہی مجھے خیال تو آیا اپنی فیانسی سے ملنے کا، تم دیر مت کرو اب پلیز۔''

''اچھا میں دیر نہیں کروں گی، دراصل عائزہ گھر پر نہیں ہے۔''

''کہاں ہے وہ؟ تم گھر پر ہو، دادی ہیں پھر آنٹی میرے ساتھ آئی ہیں۔ پھر وہ کہاں ہے؟ میں جانتا ہوں ہماری فیملی اتنی ماڈ نہیں ہوئی ہے جو اپنی لڑکیوں کو گھر سے تنہا نکلنے کی اجازت دے دیں۔'' اس کا لہجہ کسی حد تک سرد ہو گیا تھا۔

''وہ کہیں دور نہیں گئی ہے فاخر بھائی! سائیڈ میں جو فرینڈ ہیں ہمارے ان کے گھر گئی تھی شوفر کے ساتھ، میں دیکھتی ہوں اسے۔'' عادلہ گویا جان چھڑا کر وہاں سے کچن میں آئی تھی۔

''ممی! مارے گئے لگتا ہے فاخر بھائی کو شک ہو گیا ہے وہ عائزہ سے ملنا چاہ رہے ہیں، حالاں کہ آج سے قبل ایسا نہیں ہوا تھا۔''

''تم مزید پریشان مت کرو مجھے اس نے پہلے بھی مجھ سے کہا تھا وہ عائزہ سے ملنا چاہتا ہے اور میں نے اس خوف سے کہ عائزہ کچھ الٹا سیدھا نہ کہہ دے فاخر کو اسی لیے ٹالتی رہی تھی لیکن اب مجھے کچھ سوچنا ہی پڑے گا، عائزہ دن بہ دن ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے۔'' وہ اندر آتی عائزہ کو دیکھ کر سخت لہجے میں بولیں۔

❁......☆......❁
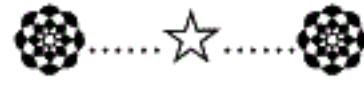
''ارے میری بچی آ گئیں تم۔'' دادی نے ہمیشہ کی طرح اس کو لپٹاتے ہوئے محبت سے کہا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب ہی بٹھا لیا تھا۔

''بہت یاد آ رہی تھی آپ کی یہ بتائیں درد کیسا ہے آپ کی ٹانگوں کا؟''

''ویسا ہی ہے جیسا تھا، بوڑھاپے کی بیماریاں ہیں بیٹی۔''

''چلیں آپ لیٹیں میں آپ کی ٹانگیں دباتی ہوں۔''

''تمہاری یہی خدمتیں تو یاد آتی ہیں، مجھے کام تو وہ ہی اچھا لگتا ہے جو بغیر کہے کیا جائے اپنی خوشی اور محبت سے۔'' وہ لیٹتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں گویا ہوئیں وہ ٹانگیں دبانے لگی، جب اچانک اس کی نگاہ ٹیبل پر رکھے پھولوں پر پڑی تھی۔

''دادی جان! یہ پھول کون لایا؟''

''وہ آیا تھا شہریار! وہ ہی لایا ہے یہ ڈھیروں پھول۔''

''وہ کیوں آیا تھا؟ اور کیا یہاں بھی آیا تھا، ہمارے روم میں؟'' اس کے لہجے کی ناپسندیدگی محسوس کر کے دادی نے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔

''پری...... بیٹی! وہ لڑکا برا نہیں ہے جو ہم اس کو سمجھتے تھے۔''

''دادی جان سب جاننے کے بعد آپ یہ کہہ رہی ہیں؟ دکھ ہو رہا ہے مجھے آپ کی بات پر، آپ ایک گرے ہوئے شخص کی تعریف کر رہی ہیں۔ کیا ہوا ہے آپ کو؟'' وہ سخت کبیدگی سے گویا ہوئی۔

''دیکھو بات سمجھنے کی کوشش کیا کرو، آتے ہی اب تم منہ پھلا کر مت بیٹھ جانا، تم سے زیادہ لوگوں کی پہچان ہے مجھے۔''

''جی جی مجھے معلوم ہے کتنی پہچان ہے آپ کو، کوئی بھی آ کر آپ کی ہاں میں ہاں ملائے گا تھوڑی سی تابعداری و تمیز و تہذیب کا مظاہرہ کرے گا اور آپ اس کے کردار اور اخلاق کی معترف ہو جائیں گی۔'' پری کو سخت اشتعال آ رہا تھا دادی کی سادگی اور شیری کی مکاری پر اس نے دادی کو گرفت

کرنے کی پلاننگ کی تھی۔

''ہاں! تم تو بڑی علامہ ہو اب عقل تم سے ہی تو لوں گی میں۔''

''کچھ بھی ہو دادی جان! وہ شخص اب یہاں نہیں آئے گا۔''

''میرے کان مت کھاؤ' جا کر اپنے باپ کو کہو وہ پابندی لگائے اس پر میں بھلا کسی پر کس طرح روک ٹوک کر سکتی ہوں۔''

''پاپا کی نہیں وہ آپ کی اجازت سے یہاں تک آیا ہے دادی جان آپ ہی منع کریں گی' بس......'' اس کے انداز میں ضد تھی۔

''عجیب دھونس ہے تمہاری پری! بچوں کو ایسی دھونس اور ضد نہیں کرنی چاہیے' معافی مانگ کر گیا ہے تمہارے فوٹو بنانے پر بار بار معذرت کر رہا تھا کہ غلطی سے وہ حرکت کر بیٹھا تھا۔'' دادی نے اپنے لہجے کو نرم کیا تھا۔ وہ کچھ نہیں بولی خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی اس کا موڈ آف ہو گیا تھا۔

''اچھا تم کہتی ہو تو نہیں بات کرتی میں شہریار سے' چلو اب تو خوش ہو جاؤ اور میرے لیے چائے بنا کر لاؤ۔ تمہارے پیچھے تو چائے میں سواد نہیں آیا اب تمہارے ہاتھ کی چائے پیوں گی تو قرار ملے گا۔'' وہ کچن میں جانے کے لیے لاؤنج کے قریب سے گزری تو فاخر اس سے مخاطب ہوا تو مجبوراً اس کو بھی رک کر سلام دعا کرنی پڑی۔

''شاید آپ بھی کہیں سے آ رہی ہیں؟'' وہ مسکرایا تھا۔

''جی! میں نانو کے ہاں گئی ہوئی تھی' آپ بیٹھیں نا پلیز۔''

''نہیں! اب میں چلتا ہوں ممی انتظار کر رہی ہیں میرا۔'' رسٹ واچ دیکھتا ہوا کہنے لگا۔

''میں ممی کو بلاتی ہوں' آپ تشریف رکھیں فاخر بھائی!'' وہ اس سے کہہ کر صباحت کے کمرے کی طرف جا رہی تھی معاً عادلہ کے کمرے سے آنے والی آوازیں سن کر رک گئی تھی۔

''کیا ہوا ہے تمہیں عائزہ! کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ' کیوں خاموش ہو اس قدر کچھ بتاؤ تو سہی۔'' صباحت کی آواز میں پریشانی تھی۔

''اداکاری کر رہی ہے یہ' اب اس کو معلوم ہے ممی کو پتا چل گیا ہے' یہ راحیل سے ملنے گئی تھی اور یہاں فاخر بھائی اس سے ملنے آئے ہیں۔ اب خود کو بچانے کے لیے اس کو یہ ڈرامہ تو کرنا ہی ہے...... ہونہہ!'' عادلہ کسی ناگن کی طرح پھنکار رہی تھی اور پری کی سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کمرے میں جا کر اطلاع دے فاخر کے جانے کی یا واپس یہیں سے لوٹ جائے' اندر سے آوازیں بڑھتی جا رہی تھیں۔

''چپ کر جاؤ عادلہ! دیکھ رہی ہو یہ شاکڈ ہے۔''

''شاکڈ ہے' گھر تک صحیح سلامت آ گئی اور گھر میں آ کر شاکڈ ہو گئی ہے' اوہ خدایا! کتنی ٹاپ کی ایکٹریس ہے یہ عائزہ بھی۔''

''جا کر ذرا فاخر کو تو دیکھو وہ جانے کی کہہ رہا تھا' کولڈ ڈرنک ہی دے دو اس غریب کو' آتی ہوں میں ابھی' کیا سوچے گا وہ کہ مجھے لاؤنج میں چھوڑ کر غائب ہو گئی ہیں۔'' عادلہ کی زبان دھڑا دھڑ طنزوں کے تیر برسا رہی تھی جب کہ عادلہ کسی مورت کی مانند بے حس و حرکت بیٹھی تھی کہ وہ ہمت کر کے راحیل کے فلیٹ سے نکل آئی تھی۔ اس کے ٹوٹے پھوٹے زینے کی سیڑھیوں سے کئی بار گری تھی جس سے اس کے کپڑے گندے ہو گئے تھے جسم میں کئی جگہوں پر چوٹوں سے خون رسنے لگا تھا۔

بڑی مشکل سے وہ ٹیکسی میں گھر تک پہنچی تھی اور گھر آتے ہی اس کے حوصلے بکھر گئے تھے اس کو ہر طرف خون بہتا ہوا دکھائی دے رہا تھا' اس کے اعصاب شل ہو گئے تھے۔

''ممی! آپ جائیں میں ہوں اس کے پاس۔'' اس نے بے پروائی سے کہا۔ پری نے اندر جانا مناسب نہیں سمجھا وہ کچن میں چلی آئی۔

''میرے جانے کے بعد تم کو خیال رکھنا ہے عائزہ کا وہ کوئی پھر الٹی سیدھی حرکت نہ کر پائے اس سے ہمارے خاندان کی رسوائی و بدنامی ہو گی۔'' طغرل کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی اور ساتھ ہی عائزہ کی دل خراش چیخ بھی گونجی اور ساتھ بھاگتے قدموں کی آوازیں بھی۔

......☆☆☆......

عائزہ کی چیخ نے اس کو بھی کچن سے وہاں جانے پر مجبور کر دیا تھا وہ وہاں گئی تو فاخر بھی ساتھ ہی کمرے میں داخل تھا۔ عائزہ بے ہوش قالین پر

گری ہوئی تھی صباحت اس پر جھکی ہوئی چہرے کو تھپتھپا رہی تھیں۔ عادلہ بھی سراسیمہ نظر آرہی تھی۔

''عائزہ کو کیا ہوا آنٹی؟'' فاخر اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے گویا ہوا اس کی نظریں باریک بینی سے عائزہ کا جائزہ لے رہی تھیں۔

''نامعلوم کیا ہوگیا ہے میری بچی کو؟ ابھی تو ٹھیک تھی۔'' انہوں نے رونا شروع کردیا۔

''ممی! آپ روئیں نہیں میں ڈاکٹر کو کال کر کے بلاتی ہوں۔'' پری نے انہیں تسلی دی اور کمرے سے نکل آئی۔

''آپ پریشان مت ہوں آنٹی! ایسی کوئی ٹینس ہونے والی بات نہیں' ڈاکٹر آئیں گے تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' فاخر نے عائزہ کو اٹھا کر بیڈ پر لٹاتے ہوئے کہا۔

''اللہ رحم کرے نامعلوم کیا ہوگیا ہے میری بچی کو؟'' صباحت نے عائزہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رونا شروع کردیا تھا۔ ماں کو روتا دیکھ کر عادلہ بھی رونے لگی' فاخر نے دونوں کو تسلی دی کہ پری کے ہمراہ پریشان سی دادی بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

''بہو! کیا ہوا ہے عائزہ کو؟'' وہ اس کے قریب بیٹھ گئیں۔

''پتا نہیں اماں! کیا ہوا کس کی نظر لگ گئی عائزہ کو؟'' صباحت نے پھر رونا شروع کردیا۔

''صباحت! روؤ تو نہیں' ہمت کرو' یہ عادلہ تو بتا رہی تھی کہ عائزہ تمہارے ساتھ گئی ہوئی ہے اور اب تم کہہ رہی ہو تم کو معلوم نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے؟'' اماں کی بات پر سراسیمہ ہوکر صباحت اور عادلہ نے بے ساختہ فاخر کو دیکھا جو ان کی طرف متوجہ نہیں تھا مگر اماں کی بات وہ سن چکا تھا۔

''دادی جان! میں نے کہا تھا ممی عائزہ کو اس کی فرینڈ کے ہاں ڈراپ کرتی ہوئی جائیں گی' شاید آپ نے پوری بات نہیں سنی تھی۔'' عادلہ نے کمال صفائی سے جھوٹ بولا۔ فاخر نے آگے بڑھ کر دادی کو سلام کیا تو دادی کی توجہ یکلخت عادلہ سے ہٹ کر فاخر کی طرف منتقل ہوگئی وہ اس کی خیریت پوچھنے لگیں۔ ڈاکٹر نے آکر اس کا چیک اپ کیا اور ذہنی سکون کا انجکشن لگا کر چلا گیا' صباحت اپنی جان سے بڑھ کر بیٹیوں کو چاہنے والی تھیں' عائزہ کو اس طرح بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر ان کی ممتا گھائل ہو رہی تھی وہ بے آواز روئے جا رہی تھیں۔

''رو رو کر کیوں ہلکان ہو رہی ہو بہو! ڈاکٹر بتا کر تو گیا ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے' عائزہ کسی خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی ہے۔'' اماں جان نے محبت سے ان کو سمجھایا۔

''آنٹی! مجھے اجازت دیں ممی انتظار کر رہی ہوں گی۔'' فاخر نے اٹھتے ہوئے کہا وہ غیر معمولی حد تک سنجیدہ لگ رہا تھا۔

''چلے جانا بیٹا! چائے وغیرہ تو لو..... پری فاخر بیٹے کے لیے چائے بنا لو اور فریج میں دیکھنا کباب وغیرہ رکھیں ہیں وہ فرائی کرلینا۔'' وہ فاخر کے بعد پری سے گویا ہوئیں اور پری سعادت مندی سے فوراً کمرے سے نکل گئی۔

''دادی جان! اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔''

''تکلف کیسا بیٹا! آخر کو تم سے ہمارا دہرا رشتہ ہے۔''

❁.....❖❖.....❁

جو خیال تھے نہ قیاس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جو محبتوں کی اساس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جنہیں مانتا ہی نہیں یہ دل وہی لوگ میرے ہیں ہم سفر
مجھے ہر طرح سے جو راس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

ساحر خان نے اس کی آنکھوں سے سارے پردے ایک ساتھ ہٹا دیئے تھے۔ آئینے میں اس کا ایک ایک گناہ' ہر عکس دکھا ڈالا تھا وہ جو سوچتی رہی تھی' کسی کو اس کی سچائی نہیں معلوم ہے کوئی اس کی اصلیت نہیں جانتا۔ مگر وہ سب ایک دیوانے کا خواب ثابت ہوا تھا۔ ساحر جو ایک گھاگ شکاری تھا۔ اس کا کام ہی ایسی اپنی خواہشوں کی چاہ میں بھٹکی لڑکیوں کا شکار کرنا تھا اور ماہ رخ کو بھی شکار کرنے میں وہ سو فیصد کامیاب رہا تھا۔ از حد چالاکی و مکاری سے وہ ماہ رخ کے قریب گھیرا تنگ کرتا رہا تھا کہ شیخ حارث کرمانی کے محل میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ اس کی نیت پر شک تک نہ کرسکی تھی

اور اپنا آپ گنوا کر ہی اس کو معلوم ہوا حد سے بڑھ کر تجاوز کرنے والوں کا انجام کس قدر عبرت ناک ہوتا ہے۔

''رخ! تم ابھی بھی خوش نہیں ہو میرے ساتھ؟ تم نے دل سے قبول نہیں کیا ہے حارث کرمانی کو؟'' رخ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا وہ اس کے قریب ہی تھا۔ بڑی محبت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی انگلیاں رخ کے سنہری گھنگریالے بالوں میں الجھ رہی تھیں۔

''یہ بات آپ مجھ سے روز کیوں پوچھتے ہیں حارث؟''

''اس لیے کہ آپ روز مجھے خود سے بہت فاصلوں پر نظر آتی ہیں۔''

''میں تو ہر وقت آپ کے قریب ہوتی ہوں پھر بھی؟''

''محبت تو دل سے دل ملنے کا نام ہے ماہ رخ! میں محسوس کرتا ہوں میرے ساتھ ہوتے ہوئے بھی آپ میرے ساتھ نہیں ہوتی ہیں۔'' دھیرے دھیرے ان کے نرم لہجے میں کبیدگی بھرنے لگی تھی۔

''تم کیا سچ مچ ساحر سے محبت کرنے لگی تھیں؟ ہوں ایسا ہونا پھر ناممکن بھی نہیں ہے تمہارے کلچر میں یہی ہوتا ہے نکاح کے بول جو مرد بول دیتا ہے وہ عورت اس مرد سے ہی محبت کرتی ہے پھر.....'' اس کے اندر کا روایتی شکی مرد ابھر کر نکلا تھا وہ جو گزشتہ دو ہفتوں سے اس کی زلفوں کا اسیر بنا ہوا تھا رات دن اس کی محبتوں میں سرشادی کے دن گزار رہا تھا ماہ رخ نے حالات سے سمجھوتہ کر کے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور اس کی شکست کو حارث کرمانی نے اپنی فتح تسلیم کیا تھا اور دو ہفتوں سے وہ اس کے ساتھ تھا اور ابھی ابھی میں اس کے اندر شک کے ناگ نے سر اٹھایا اور ڈنک مارنے شروع کر دیئے تھے۔

''ساحر ایک ایسا آدمی ہے جس کی شکل پر میں تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی ہوں، میں اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔'' بہت پیار سے اس نے اس کے بھدے ہاتھوں کو تھام کر کہا۔

''سچ کہہ رہی ہو؟'' وہ اس کی قربت میں موم کی طرح پگھلنے لگا۔

''آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی حارث! اب آپ کے سوا میرا ہے کون یہاں؟ میری تو پوری دنیا ہی آپ ہیں؟''

''اچھی بات کی ہے، بہت اچھی بات کی ہے یہ آپ نے کہ میرے سوا آپ کا کوئی نہیں ہے، میں ہی آپ کی دنیا ہوں گڈ! ویری گڈ.....عورت حسین ہونے کے ساتھ ذہین بھی ہو تو سونے پہ سہاگہ والی مثل ہوتی ہے، آج آپ نے ہمارا دل جیت لیا ہے رخ!'' وہ اس کا ہاتھ چومتے ہوئے گویا ہوا۔

❁.......❖❖.......❁

''کس کی کال تھی؟'' عابدی صاحب نے فیاض کو پریشان دیکھ کر کہا۔

''عادلہ نے کال کی تھی عائزہ اچانک ہی بے ہوش ہو گئی ہے عابدی! مجھے ابھی فوراً ہی گھر جانا ہوگا۔'' فیاض اٹھتے ہوئے پریشان لہجے میں گویا ہوئے۔

''شیور شیور فیاض! تم بے فکر ہو کر جاؤ۔'' عابدی نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے فراخدلی سے کہا اور فیاض بڑی عجلت سے آفس سے نکلے پریشانی ان کے چہرے کے ہر عضو سے نمایاں تھی، صبح گھر سے وہ نکلے تھے تو سب ٹھیک تھا حسب معمول سب نے ساتھ ناشتہ کیا تھا، عائزہ امی کے برابر میں بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی اور وہ بالکل نارمل تھی اس کے کسی بھی انداز سے کوئی تکلیف ظاہر نہیں تھی اس طرح اچانک اس کا بے ہوش ہونا انہیں فکر مند کر گیا تھا۔ اسی پریشانی میں وہ اردگرد دیکھے بنا آگے بڑھ گئے تھے اور دوسرے گیٹ سے داخل ہونے والی شیری کی کار کی طرف بھی نہ دیکھ سکے تھے۔

''ہیلو ڈیڈ!'' وہ چیئر پر بیٹھتا ہوا بولا۔

''اوہ.....آپ! کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں شیری؟'' خلاف معمول بیٹے کو آفس میں دیکھ کر وہ خوش گوار حیرت سے گویا ہوئے تو وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

''آپ جاگتے ہوئے خواب کب سے دیکھنے لگے ڈیڈ!''
''آپ کا آفس آنا کچھ ایسا ہی ہے' گویا جاگتے ہوئے خواب دیکھنا' آپ تو آفس آنا ہی نہیں چاہتے تھے مائی سن!''
''میں نے بینکر بننے کی خواہش چھوڑ دی ہے ڈیڈ! اب میں چاہتا ہوں بزنس میں آپ کی مدد کروں' آپ کا رائٹ ہینڈ بنوں۔''
''گڈ......ویری گڈ! میرے لیے آج کا دن بے حد لکی ہے میں یہی چاہتا ہوں میرے اس وسیع بزنس کو میرا اکلوتا بیٹا سنبھالے' کیونکہ سارا بزنس اب میری پراپرٹی ہے۔''
''فیاض انکل کی بھی تو پارٹنرشپ ہے اس بزنس میں ڈیڈ!''
''جب ہم نے یہ بزنس شروع کیا تھا شیری! تب ہم ففٹی ففٹی کے پارٹنر رہے اور کئی سالوں تک ایسا ہوتا رہا مگر پھر فیاض کی زندگی میں خاصے اتار چڑھاؤ آئے سیکنڈ میرج کے بعد اس کی قسمت ہی بدل گئی' آہستہ آہستہ اس کی قسمت اس سے روٹھتی چلی گئی اور جب کبھی ہم برابر کے شراکت دار تھے اب وہ مقروض ہے اس کا کوئی شیئر میرے پاس نہیں ہے' اب وہ میرے پاس ایک ورکر کی طرح جاب کر رہا ہے لیکن میں اس کو ابھی بھی ویسی ہی عزت دیتا ہوں مگر فیاض جیسا غیور' حساس اور ایمان دار آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ اتنا خود دار ہے کہ اپنی حیثیت سے کبھی آگے نہیں بڑھتا اس نے کبھی میری دوستی سے فائدہ اٹھانا تک گوارا نہ کیا۔'' عابدی صاحب کے لہجے میں فیاض کے لیے عزت و احساس تھا۔
''ڈیڈ! ابھی انکل گئے ہیں یہاں سے وہ چہرے سے خاصے ڈسٹرب لگ رہے تھے آپ کو معلوم ہے کیوں ڈسٹرب تھے وہ؟'' معاً اس کو یاد آیا تو وہ چونک کر گویا ہوا۔
''اس کے گھر سے کال آئی تھی اس کی بیٹی بیمار ہے۔''
''بیٹی......کوئی سیریس مسئلہ ہے کیا؟''
''معلوم نہیں ہے۔''
''ہمیں معلوم کرنا چاہیے ڈیڈ! ان سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔''
''ہوں......'' وہ کسی گہری سوچ میں مدغم تھے۔

عائزہ کی ذہنی کیفیت بہت ابتر تھی۔ راحیل کے بدلتے روپ نے پہلے ہی اس کو زبردست ذہنی دباؤ سے دوچار کیا تھا پھر دست درازی کی کوشش اور اسی دوران راحیل کی ماں کا اس پر حملہ کرنا اور پھر ہر طرف خون ہی خون بکھر جانا درد کی اذیت سے تڑپتے راحیل کی حالت اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔ اس پر بار بار غشی کی کیفیت طاری ہو رہی تھی اور وہ نیم بے ہوشی میں راحیل کو پکار رہی تھی۔
عجیب سراسیمگی طاری تھی اس پر اس کو اپنا ہوش نہیں تھا وہ ابھی بھی وقت کی گزری بھول بھلیوں میں گم تھی۔ وہاں خود پر گزرنے والی ساری کیفیت وہ دہراتی رہی تھی جس کو سن کر صباحت و عادلہ ہکا بکا رہ گئی تھیں۔
''اللہ نے بچا لیا میری بچی کو ورنہ ہم تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے عادلہ! اب کسی طرح اس کا منہ بند کرنے کی سعی کرو' اگر تمہارے پاپا نے سن لیا تو......ہماری خیر نہیں ہے۔ عائزہ کے ساتھ میرا بھی بہت بُرا حشر ہوگا۔''
''مجھے بھی یہی فکر لگی ہوئی ہے ممی! وہ تو شکر ہے پاپا اتنی دیر بیٹھ کر گئے ہیں اس دوران یہ چپ رہی۔'' عادلہ مدہوش عائزہ کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی۔
''ٹھیک کہہ رہی ہو تم! مجھے بھی یہی فکر کھائے جا رہی تھی یہ کچھ کہہ نہ دے اور فیاض تو کسی صورت معاف کرنے والے نہیں ہیں۔''
''آپ جا کر پاپا کو دیکھیں وہ پھر یہاں نہ آ جائیں' میں جب تک اس کو ہوش میں لا کر سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔''
''آج تو شاید ہمارے ستارے گردش میں ہیں پہلے فاخر کے سامنے یہ سب ہوا' تمہارا جھوٹ بھی اماں کی وجہ سے فاش ہوا۔'' صباحت بے حد غمگین اور فکر مند دکھائی دے رہی تھیں۔

''ممی! وہ بات میں نے گھما دی تھی' فاخر بھائی نہیں سمجھے ہوں گے۔'' عادلہ نے ماں کو تسلی دی۔

''یہ تمہاری خوش فہمی ہے عادلہ! فاخر فرخندہ بھابی کا بیٹا ہے ماں جیسی چالاکی اور مکاری فاخر میں بھی موجود ہے وہ اس وقت جتنا بے خبر اور انجان بن رہا تھا' درحقیقت وہ اتنا ہی متوجہ ہوگا۔''

''ڈونٹ وری ممی! جو ہوگا دیکھا جائے گا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ پاپا کو اس واقعے سے دور رکھنا ہے وہ جتنے کول مائنڈ ہیں غصے میں اتنے ہی بے قابو ہو جاتے ہیں۔''

''اوکے میں جاتی ہوں فیاض کے پاس اور ہاں وہ اماں اور پری پر نظر رکھنا وہ بھی ابھی دوبارہ آئیں گی عائزہ کو دیکھنے کے لیے ایسا نہ ہو ان کے سامنے پھر یہ اول فول بکنا شروع کر دے اور پھر ہم کسی طرح بھی بچ نہیں پائیں گے۔'' وہاں سے جاتے ہوئے اس کو سمجھا کر گئی۔

''پری! یہ سب کیا ہو رہا ہے بیٹی! ایسا لگ رہا ہے جیسے صباحت اور عادلہ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں ہم دونوں دادی پوتی سے۔'' فاخر کے جانے کے بعد وہ بھی نماز ادا کرنے اپنے کمرے میں چلی آئی تھیں۔ جب سے عائزہ کو انہوں نے بے سدھ پڑے دیکھا تب سے ان کے اندر ایک بے کلی سی پیدا ہوگئی تھی ان کی چھٹی حس کہہ رہی تھی معاملہ وہ نہیں ہے جو بتایا جا رہا ہے بلکہ اصل معاملہ بہت گہرا اور نازک ہے جس کی تہہ تک پہنچنا بے حد ضروری ہے لیکن سچائی کا کوئی سرا ہاتھ میں آ کر نہیں دے رہا تھا عادت کے مطابق انہوں نے اپنی اسی الجھن کو پری سے شیئر کیا تھا۔

''دادی جان! ابھی عائزہ بھی تو ہوش میں نہیں آئی ہے وہ اچھی طرح ہوش میں آئے تو معلوم ہو اصل بات کیا ہوئی ہے؟'' پری نے ان کا ذہن ہلکا کرنے کے لیے بات کی تھی ورنہ درحقیقت معاملے کی سنگینی کو وہ پوری طرح سے محسوس کر رہی تھی۔

راحیل سے وہ محبت کرتی تھی اور اسی دیوانگی میں دو مرتبہ گھر سے فرار ہوتے ہوئے عین موقع پر پکڑی گئی تھی' اس کی حرکتیں عزت کے خیال سے کچھ دلوں میں ہی دفن ہوگئی تھیں اور آج جو اس کی حالت تھی (جس کی عادلہ اور صباحت پردہ پوشی کر رہی تھیں) وہ ایسی ہی داستان کی انتہا کا شاخسانہ لگ رہی تھی۔

وہ دلی طور پر بے حد رنجیدہ اور خوف زدہ تھی دل تھا کہ بے ہنگم انداز میں دھڑکے جا رہا تھا' عجیب سے وسوسوں کا شکار ہوگئی تھی وہ۔ سب سے دکھ کی بات یہ تھی کہ وہ دادی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔

''عادلہ کو جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی لاج نہیں آتی ہے مجھ سے خود کہا اس نے عائزہ ممی کے ساتھ آنٹی سے ملنے گئی ہے اور تم نے دیکھا فاخر کے سامنے کسی ڈھٹائی سے اپنی زبان بدلی تھی اس نے؟'' دادی اس کی سوچوں سے بے خبر کہہ رہی تھیں۔

''میں بھی فاخر کی وجہ سے کچھ بولی نہیں کہ وہ اس گھر کا داماد ہے ان باتوں سے کچھ غلط مطلب لے بیٹھے تو ساری زندگی اس بچی کی دوبھر ہو جائے گی۔ مردوں کو بدلتے ہوئے بھلا کوئی دیر لگتی ہے۔''

''دادی جان! آپ پاپا کے پاس جائیں وہ بے حد پریشان و فکر مند ہوگئے ہیں اس وقت آپ ہی ہیں جو ان کو سمجھا سکتی ہیں' تسلی دے سکتی ہیں' پاپا بے حد اپ سیٹ ہوگئے ہیں۔'' پری کو فیاض صاحب کی بھی فکر تھی اس نے انہیں اس طرح پریشان بہت کم دیکھا تھا جس طرح وہ عائزہ کی بے ہوشی کا سن کر آئے تھے۔

''بہت محبت کرتا ہے فیاض بیٹیوں سے' پریشان تو ہوگا۔''

❁......❖❖......❁

نصف رات گزر چکی تھی۔ نیند اس کی آنکھوں سے اوجھل تھی وہ بے حس و حرکت ریشمی قیمتی بستر پر دراز تھی اس نے نفرت بھری نگاہوں سے قریب سوئے ہوئے حارث کرمانی کو دیکھا جس کے ساتھ وقت گزارنا اسے شدید اذیت میں گرفتار کر دیتا تھا وہ روز جیتی اور روز مرتی تھی مگر لبوں پر ایک حرف شکایت نہیں لاتی تھی کہ حارث کرمانی بہت ظالم اور بے رحم آدمی تھا' ماہ رخ کو اس کے ساتھ رہتے ہوئے کئی ماہ بیت گئے تھے اس عرصے میں وہ اس کو سمجھ گئی تھی وہ چار سے زائد بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی اس جیسی کئی کنیزیں رکھتا تھا۔ وہ فطرتاً اوباش آدمی تھا اور اس کے دوست احباب بھی اس کی طرح بدکردار و ہوس پرست تھے۔

وہاں کی ایک ملازمہ سے اس کی گہری دوستی ہوگئی تھی اور اس پرانی ملازمہ سلمٰی نے اس کو حارث کرمانی کو قابو کرنے کے گُر سکھائے تھے، یہی وجہ تھی کہ وہ کئی ماہ سے حارث کرمانی کی منظورِ نظر تھی۔ کیوں کہ وہ کسی لڑکی کو چند ہفتے قریب رکھتا تھا پھر اس کے بعد وہ لڑکیاں کہاں غائب ہو جاتی تھیں یہ ملازمہ سلمٰی کو بھی معلوم نہ تھا پھر ماہ رخ کی بے انتہا خوب صورتی نے بھی حارث کی دیوانگی کم نہ ہونے دی تھی، وہ اس کی خاطر سب کو بھولا بیٹھا تھا۔

وہ گہرا سانس لے کر بستر سے نکلی اور گاؤن کی ڈوریاں باندھتی ہوئی مشرقی افق کی جانب کھلنے والی کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی، رات کا سیاہ اندھیرا ہر سو بکھرا ہوا تھا۔ صحرا کی رات میں بڑی خاموشی و اسرار تھا شہروں کے دھوئیں اور دوسری کثافتوں سے پاک فضا پر رونق تھی، سیاہ رات کے آنچل پر چاند و ستارے جگمگا رہے تھے وہ یک ٹک چاند ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔

''اوپر کیا دیکھ رہی ہو رخ!'' ایک رات گلفام نے اس سے پوچھا تھا۔

''چاند کو دیکھ رہی ہوں، کس قدر حسین نظر آ رہا ہے...... دیکھو نا!''

''میرا چاند تو مجھے ہر وقت نظر آتا ہے دن میں بھی اور رات میں بھی۔ میرے چاند سے بڑھ کر حسین تو نہیں ہے وہ چاند۔'' گلفام اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولا۔

''تم...... مجھے چاند کہہ رہے ہو سیاہ فام؟'' وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی ہنس کر گویا ہوئی تھی۔

''تمہیں معلوم ہے چاند میں داغ ہوتا ہے، کل اگر مجھ پر بھی ایسا کوئی داغ لگ گیا تو......'' گلفام نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے گھبرا کر کہا تھا۔

''خدا نہ کرے جو کبھی ایسا ہو یہ کیسی باتیں کر رہی ہو رخ!''

''میرے سوال کو ٹالنے کی کوشش مت کرو، بتاؤ مجھے اگر ایسا کبھی ہو تو تم مجھے اسی طرح چاہو گے؟ محبت کرو گے؟'' نامعلوم اس لمحے اس کے دل میں کیا سمائی کہ وہ اس سے اصرار کر رہی تھی۔ اس سے قبل کبھی بھی گلفام کی محبت کو کوئی اہمیت نہ دی تھی۔

''میری محبت اس چاندنی کی مانند شفاف اور پاکیزہ ہے رخ! میری نظر میں محبت جسموں کے نہیں روح کے ملاپ کا نام ہے۔ جسم ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مٹی ہو جاتے ہیں، روحیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور ایک دوسرے کی ہو جاتی ہیں، ہم ایک دوسرے کے اس وقت ہی ہو گئے تھے شاید جب ہماری روحیں ان جسموں کے پنجروں سے آزاد تھیں۔ آج بھی میں تمہیں چاہتا ہوں اور ہمیشہ چاہتا رہوں گا، تم کو یقین آئے یا نہ آئے لیکن سچ کہہ رہا ہوں۔'' گلفام کی آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی، آنسوؤں کی بے آواز جھڑی اس کی آنکھوں سے بہہ رہی تھی۔

''گل...... فام! تمہیں میں نے ہمیشہ ''سیاہ فام'' کے لقب سے پکارا، تمہاری سانولی رنگت اور عام سے خدوخال والے چہرے کو ہمیشہ میں نے بے زاری و نفرت کی نگاہوں سے دیکھا، تمہاری جنون خیز محبت کو حقیر و مضحکہ خیز سمجھا، تم کتنے مہرباں تھے، کتنی محبت کرتے تھے اور میں خواہشوں کے حصول کے لیے سرگرداں اس وقت سمجھ ہی نہ سکی کہ جن خوش رنگ تتلیوں کے پیچھے میں سرپٹ بھاگ رہی ہوں یہ ہاتھ میں آ کر پھر اڑ گئیں تو کیا ہوگا؟ اور ایسا ہی ہوا بھی...... تتلیاں اڑ گئیں ساتھ مجھے اندھی کھائی میں گرا گئیں، جہاں غلاظت بھری ہوئی ہے اور میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اس گندگی میں ڈوب رہی ہوں۔''

❁......❖❖......❁

''صاف صاف بتاؤ اصل ماجرا کیا ہے صباحت بیگم! عائزہ کو کیا ہوا ہے؟ وہ بے حد اسٹرونگ ول پاور کی مالک ہے کسی چھوٹی موٹی بات سے اس طرح بے ہوش ہونے والی نہیں ہے۔'' وہ کمرے میں مسلسل ٹہل رہے تھے صباحت وہاں آئیں تو فیاض ان سے سخت لہجے میں دریافت کرنے لگے۔

''صاف صاف ہی تو بتایا ہے آپ کو وہ اپنی فرینڈ کے ہاں سے آتے ہوئے کسی سے ڈر گئی ہے۔'' انہوں نے بمشکل کہا۔

''کس فرینڈ کے ہاں گئی تھی؟ اس کا نام اور ایڈریس دو میں وہاں جا کر معلوم کرتا ہوں ساری حقیقت۔''

''وہ......وہ رومیصہ کے گھر گئی تھی' وہ لوگ گھر پر نہیں ہیں۔''

''رومیصہ......فیصل صاحب کی بیٹی......؟'' وہ چونک کر گویا ہوئے تھے صباحت گردن ہلاتے ہوئے بولیں۔

''جی......وہ عائزہ کی کلوز فرینڈ ہے۔''

''تم یقین سے کہہ رہی ہو عائزہ وہاں ہی گئی تھی؟''

''میں جھوٹ کیوں بولوں گی بھلا؟ رومیصہ کل شام یہاں تھی آج اس نے عائزہ کو اپنے گھر بلالیا تھا' میں زینب کے گھر جاتے ہوئے اسے رومیصہ کے ہاں چھوڑ گئی تھی۔'' فیاض صاحب سخت اشتعال میں تھے ان کے موڈ کو دیکھ کر صباحت سخت خوف زدہ تھیں لیکن یہاں عائزہ کا معاملہ اتنا گمبھیر تھا کہ وہ سچائی ان کو بتا دیتیں تو وہ عائزہ کو شوٹ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے اور اس طرح پورا گھرانہ نہ صرف تباہ ہو جاتا بلکہ رسوائی بھی ہمیشہ کے لیے ان کا مقدر بن جاتی جو وہ برداشت نہیں کرسکتی تھیں' اسی سبب وہ جھوٹ در جھوٹ بولنے کی مرتکب ہو رہی تھیں۔

''مجھے تمہاری باتوں سے جھوٹ کی بُو آ رہی ہے صباحت! ابھی بھی وقت ہے تم مجھے سچ سچ بتادو ورنہ میں معاف نہیں کروں گا۔'' وہ ان کے قریب آ کر ایک ایک لفظ جما جما کر کہہ رہے تھے۔

''آپ میری بات سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں فیاض! کیا مجھے اپنی بیٹی کی فکر نہیں ہے؟ کیا عائزہ مجھے عزیز نہیں ہے؟''

''میرے سامنے یہ مگرمچھ کے آنسو بہانے کی ضرورت نہیں ہے' تم کو صرف بیٹی کی فکر ہے اور مجھے اپنی عزت کی فکر ہے اپنے خاندان کا وقار اور بیٹیاں عزیز ہیں مجھے سمجھیں تم؟''

''ایسا کچھ نہیں ہوا ہے آپ خوامخواہ بات بڑھا رہے ہیں۔''

''زبان سے جیتنا تمہاری پرانی عادت ہے صباحت! لیکن اس بار معاملہ میری عزت کا ہے میں چپ ہو کہ بیٹھنے والا نہیں ہوں' اصل معاملے کی تہہ تک جاؤں گا میں۔'' وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئے تھے۔

صباحت کا چہرہ زرد ہو گیا مارے خوف کے' ان کو لگا کمرا اندھیرے میں ڈوب گیا ہے ان کے پیروں تلے زمین کھسکنے لگی تھی۔ وہ سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

''یا اللہ! فیاض کو معلوم ہو گیا تو قیامت آجائے گی۔'' پریشانیوں اور تفکرات نے انہیں ہر سمت سے گھیر لیا تھا وہ وہاں سے عائزہ کے کمرے میں آ گئی تھیں۔

''کیا ہوا ممی! بہت ٹینس لگ رہی ہیں آپ؟'' عادلہ نے ان کو بدحواس دیکھ کر پریشان لہجے میں پوچھا۔

''ایسا لگتا ہے جیسے پریشانیوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا ہو' سمجھ نہیں آتا کہاں جاؤں......کس سے مدد مانگوں؟'' صباحت رونے لگی' اوران کے اس طرح رونے سے عادلہ بُری طرح پریشان ہو کہ ان سے پوچھنے لگی تھی۔

''خیریت تو ہے نا ممی! پاپا نے کچھ کہا ہے آپ سے؟''

''فیاض نے رومیصہ والے بہانے پر یقین نہیں کیا ہے' انہیں کچھ شک ہو گیا ہے عادلہ! اب وہ حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کریں گے اور انہیں خدانخواستہ معلوم ہو گیا تو سمجھو بہت بُرا ہوگا۔''

''اوہ! اب خود تو مزے لے کے سو رہی ہے ہم کو مصیبت میں مبتلا کر کے کتنا منع کیا تھا اس کو کہ مت جاؤ' راحیل سے ملنے وہ اچھے کردار کا لڑکا نہیں ہے مگر اس نے بالکل نہیں سنی۔'' عادلہ اضطرابی انداز میں سوئی ہوئی عائزہ کو گھور کر بولی۔

''مجھے تو یہ فکر بھی کھائے جارہی ہیں کہ راحیل کے گھر میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کسی نے اسے دیکھ نہ لیا ہو۔ خدا جانے وہ مرا ہے یا زندہ ہے' بات پولیس تک جائے گی اور کسی نے عائزہ کے بارے میں بتادیا تو پھر سوچو کیا ہوگا ہمارا؟'' وہ سخت متوحش و بدحواس ہو رہی تھیں۔

''آپ بے فکر رہیں ممی! راحیل کی طرف کوئی عائزہ کو نہیں پہچانتا اور راحیل کی ماں بوڑھی و خبط الحواس عورت ہے وہ عائزہ کو دیکھ کر بھی نہیں پہچانے گی۔'' عادلہ نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

''گھر جا کر بھابی اور بھائی سے فاخر نے ناجانے کیا کہا ہوگا؟ وہ خود کیا سمجھا ہے، عائزہ کی حالت دیکھ کر اس نے کیا رائے قائم کی ہے، اُف خدایا......!'' انہوں نے درد سے پھٹتی کنپٹیوں کو دباتے ہوئے تکلیف سے کہا۔

''یہ کن الجھنوں میں پھنس گئی ہوں میں؟ میری اپنی اولاد ہی میرے لیے امتحان بن گئی ہے اپنی من مانیوں کی وجہ سے۔''

''ممی......! ممی پلیز کول ڈاؤن، آپ اتنا اسٹریس مت لیں، ہم مل کر سوچتے ہیں کچھ ابھی، ہر مسئلہ حل ہوجاتا ہے اگر اس طرح ذہن پر سوار کرلیں گی تو آپ بیمار پڑ جائیں گی۔'' عادلہ نے انہیں پانی پلاتے ہوئے تسلی دی۔

''مجھے فیاض سے بہت ڈر لگ رہا ہے وہ بے حد غصے میں ہیں، اتنا غصے میں پہلے میں نے کبھی ان کو نہیں دیکھا ہے۔''

''پاپا ہیں کہاں؟'' وہ گلاس رکھتے ہوئے بولی۔

''شاید اماں کے پاس ہوں گے۔''

''دادی بھی ہمارا ساتھ نہیں دیں گی اس نازک موقع پر، ورنہ وہ پاپا کو آسانی سے ہینڈل کرنا جانتی ہیں۔''

''وہ ہمارا ساتھ کیوں دینے لگیں بلکہ وہ تو اسی چکر میں ہوں گی کہ کسی طرح سچائی معلوم کر کے فیاض کے ساتھ مل کر ہمیں ذلیل و خوار کریں۔''

''پھر سوچیں ممی! کون ہے جو ہماری مدد کرسکے؟''

❁.......❖❖.......❁

''گلفام! میں نے جس طرح تمہارے اور گھر والوں کے اعتماد کو ریزہ ریزہ کیا سب کی عزت کو روندتے ہوئے گھر سے بھاگنے والا رسوا کن کام کر کے میں اس محل میں بیٹھی ہوں، ایک عرب پتی کی داشتہ بن کر، قتل کا قصاص قتل ہوتا ہے، عزت کا قصاص شاید عزت ہوتا ہے گلفام! ایک اذیت بھری رسوائی میں تم سب کے دامن میں ڈال آئی تھی۔ بدلے میں اس سے بھی زیادہ اذیت بھری زندگی مجھے یہاں ملی ہے عورت سے میں کھلونا بن گئی ہوں، جس سے یہ اجلے چہرے اور سیاہ دل والا حارث کرمانی اس وقت تک کھیلے گا جب تک اس کا دل نہیں بھر جاتا اور جب اس کا دل بھر جائے گا نا معلوم کیا انجام ہوگا میرا؟'' آنسو روانی سے بہہ رہے تھے وہ دانتوں میں ہونٹ دبائے تصور میں گلفام سے مخاطب تھی وہ کچھ عرصے سے اسی طرح گلفام سے حال دل کہتی تھی۔

''جو چیزیں دل سے اتر جائیں تو وہ کاٹھ کباڑ بن کر اسٹور روم کی زینت بن جاتی ہیں یا صحرا میں کسی گڑھے کی مقیم بن جائے گی۔'' حارث کرمانی دوپہر تک تیار ہو کر ٹیبل پر آیا تو ماہ رخ ریڈ کلر کے سوٹ میں تیار پہلے سے موجود تھی، اس نے دلفریب مسکراہٹ سے حارث کا استقبال کیا تھا۔ حارث بھی اسے اپنے پسندیدہ کلر میں دیکھ کر فدا ہی ہوگیا تھا، کھانے کے دوران وہ خوب چہک رہا تھا۔ رخ نے بھی اس دوغلی زندگی کے ایسے ڈھب سیکھ لیے تھے جن میں جھوٹی محبتیں، بے وفا چاہتیں مکروفریب سے پُر اداؤں کے جال تھے جن کو وقتاً فوقتاً حارث کرمانی کی بے تاب تشنہ ضرورتوں پر ڈالنا پڑتا تھا اور وہ پوری سچائی سے اسے اپنی جھوٹی محبتوں کا یقین دلاتی تھی جو سن کر وہ فخر سے اکڑ جاتا تھا۔ کھانے کے دوران سلمیٰ قہوہ لے کر آئی تو حارث نے بارعب لہجے میں کہا۔

''سلمیٰ! رات ہمارے مہمان آرہے ہیں کویت سے۔'' سلمیٰ جو مودب کارپٹ پر بیٹھی ٹرالی میں رکھی نفیس کانچ کی پیالیوں میں سنہری قہوہ نکال رہی تھی اس کی آواز پر الرٹ ہوگئی۔

''جی حکم آقا! کنیز خدمت کے لیے ہر دم حاضر ہے۔''

''ہماری پرنسز کو اس طرح تیار کرنا کہ مہمان جب دیکھیں تو پلکیں جھپکانا بھول جائیں، داد دیں ہمارے انتخاب کی۔'' وہ قریب بیٹھی ماہ رخ کے شانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

''داؤد مرتضیٰ کو دکھانا ہے کہ حارث کرمانی کوئی عام مرد نہیں ہے۔''

''آقا جو آپ کا حکم ہے ویسا ہی ہوگا۔'' سلمیٰ نے قہوہ کی پیالیاں ان کو سرو کی تھیں اور وہاں سے چلی گئی۔

''آپ کہیں تشریف لے جارہے ہیں؟'' رخ نے آہستگی سے استفسار کیا۔

''مجھے سوال کرتی عورت کبھی پسند نہیں رہی۔'' رخ کے سوال پر اس کا مسکراتا چہرہ یکلخت بدل گیا وہ غصے سے بولا۔

''آئم سوری!'' وہ اس کے تیوروں سے سہم گئی تھی۔

''ہوں' آئندہ اس کا خیال رکھنا' میں بار بار معاف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کبھی مت کرنا' تم میری پسندیدہ ضرور ہو مگر ایک کنیز ہو اور کنیز کو آقا سے سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔''

ساری محبت......تمام الفت...... چڑھی ندی کی طرح بیٹھ گئی تھی۔ ایک لمحے میں وہ اس کو اس کی اوقات جتا کر جا چکا تھا وہ کسی پتھر کی مورت کی مانند ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔

''ماہ رخ بی بی! یہ ہے تمہاری خواہشوں کی حسین جنت! یہ کس جہاں میں بھٹک گئی ہو تم؟ جہاں پھول کانٹوں سے زیادہ نوکیلے ہیں' یہاں کی گھاس میں الاؤ دہکتے ہیں۔ تم برہنہ پا کب تک چلو گی؟'' اس ماحول میں وہ خود کلامی کی عادی ہو چکی تھی۔

''اپنی اوقات یاد رکھنا جب تک زندہ رہو' لمحے بھر میں وہ تمہیں تمہاری اوقات دکھا کر جتا گیا کہ تم اس کی خریدی ہوئی ایک کنیزہ ہو' تم سے وہ دل تو بہلا سکتا ہے مگر تم کو سوال کرنے کا معمولی سا بھی اختیار نہیں دے گا۔''

❁......❖❖......❁

گھر میں ایک عجیب سی وحشت بھری خاموشی چھا گئی تھی۔ بڑا پر ہول سناٹا ہر سو پھیلا ہوا تھا حالاں کہ گھر میں سب لوگ ہی موجود تھے مگر کوئی کسی سے زیادہ بات نہ کرتا تھا۔

عائزہ نے دو تین دن نیم بے ہوشی میں گزارے تھے وہ سوتے جاگتے میں راحیل کو پکارتی' کبھی وہ اس سے برگشتہ دکھائی دیتی' کبھی وہ اسے محبت میں پکارتے ہوئے رونے لگتی اور ایسے میں صباحت اور عادلہ کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگتی تھیں۔ وہ متوحش ہو کر اس کو جھنجوڑنے لگتی تھیں یا اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتی تھیں۔ پری اس کی کیفیت سے اچھی طرح واقف ہو چکی تھی۔ وہ عائزہ اور راحیل کے تعلقات سے بھی باخبر تھی' عائزہ نیم بے ہوشی میں اس کے سامنے بھی خود پر گزرنے والا دکھ دہرا چکی تھی اور پری کے شک پر یقین کی مہر لگ چکی تھی اس وقت کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا اور عائزہ کے لب خاموش ہی ہوئے تھے کہ گھبرائی گھبرائی سی صباحت اندر داخل ہو کر اس سے مخاطب ہوئیں۔

''ارے تم یہاں...... عادلہ کہاں ہے جو تم تنہا ہو اس کے پاس؟''

''عادلہ کے پاس کسی کی کال آئی تھی' وہ سننے باہر گئی ہے۔''

''ہوں' عائزہ نے کچھ کہا ہے تم سے؟'' وہ اس کو کھوجتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگیں۔

''جی...... ممی!'' اس نے آہستگی سے کہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر صباحت کو دیر نہ لگی حقیقت جاننے میں۔

''عائزہ ہوش میں نہیں ہے اسے نہیں معلوم وہ کیا کہہ رہی ہے۔'' وہ پری کی طرف قدرے جھک کر تنبیہہ کرتی ہوئی گویا ہوئیں۔ ''مگر تم ہوش میں ہو' تم کو معلوم ہے ایسی باتیں کسی سے بھی نہیں کرنی چاہئیں بلکہ اس نے جو کہا وہ تم ابھی اور اسی وقت بھول جاؤ اگر تم نے فیاض کے آگے کوئی آواز نکالی یا اپنی دادی کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو تمہارا وہ حشر کروں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی ہو۔ بہتر یہی ہوگا جو سنا ہے وہ سب بھول جاؤ تم۔''

پری کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی۔ وہ وہاں سے اٹھ کر لان کے ایک تنہا گوشے میں چلی آئی تھی پھر نا معلوم کتنی دیر بیٹھ کر وہ آنسو بہاتی رہی تھی۔

مسٹر اینڈ مسز عابدی عائزہ کی عیادت کو آئے تھے اور جب تک وہ موجود رہے' صباحت نے پری کو کچن میں ہی مصروف رکھا تھا' ایک بار بھی پری سے ان کا سامنا ہونا ناممکن بنا دیا تھا۔ البتہ عادلہ پیش پیش تھی پری کی تیار کی گئی ڈشز سے وہ آؤ بھگت کر رہی تھی اور انداز یہ تھا گویا وہ سب اس نے ہی تیار کیا ہو۔ پری ان کی فطرت کو جانتی تھی اور آج کل تو صباحت کئی پرابلمز کا شکار تھیں جس کا سارا ملبہ پری پر گر رہا تھا۔

''بہو! عائزہ کی طبیعت بہتر ہے اب اس سے معلوم کرو وہ کہاں گئی تھی؟'' اماں نے پان کھانے کے بعد پاندان صاف کرتے ہوئے کہا۔

''اماں جان! اتنی مشکلوں سے عائزہ کی حالت بہتر ہوئی ہے۔ اب میں پھر اس کو اس حالت میں واپس لے جاؤں؟'' وہ ان کو دیکھ کر رشا کی لہجے میں گویا ہوئیں۔

''پوچھنا تو پڑے گا بہو! آخر پتا بھی تو چلے کہ ماجرا کیا ہے؟ جوان جہان بچی کا بے ہوش ہو جانا کوئی نظر انداز کرنے والی بات نہیں ہے پھر فیاض الگ بالکل خاموش ہو کر رہ گیا ہے نا معلوم کیا بھرے بیٹھا ہے وہ اپنے دل میں خدانخواستہ بچی کی طرف سے کوئی بدگمانی نہ ہو گئی ہو اسے' ایسا ہوا تو بہت بُرا ہوگا۔'' اماں کے لہجے کی مخصوص گھن گرج جس سے در و دیوار مانوس تھے' از حد خود ہی نرمی میں بدل گئی تھی ابھی بھی وہ آہستگی سے سمجھانے لگیں۔

''آپ سمجھائیں نا ان کو' یہ بھی کوئی طریقہ ہے انہوں نے مجھ سے بات کرنا ہی چھوڑ دی ہے' میری کسی بات کا جواب دینا گوارا نہیں ہے حتیٰ کہ عائزہ اور عادلہ سے بھی بات نہیں کر رہے ہیں فیاض!''

''تم نے بھی فیاض سے جھوٹ بولا کہ عائزہ فیصل کی بیٹی رومیصہ کے پاس گئی تھی' یہ جانتے ہوئے بھی فیصل سے فیاض کی صبح و شام ملاقات ہوتی ہے یہ جھوٹ بھلا کس طرح چھپ سکے گا؟'' ان کی بات پر لمحے بھر میں وہ سٹپٹا کر رہ گئی تھیں۔

''مجھے نہیں معلوم اماں! کیا ہوا ہے اور کیا نہیں' ان بچیوں کی وجہ سے میں اپنی ویلیو گنوا بیٹھی ہوں' کوئی مجھ پر اور میری بیٹوں پر اعتبار نہیں کرتا' جائیں کہاں ہم ماں بیٹیاں؟'' انہوں نے رونا شروع کر دیا تھا۔

''صباحت! یہ نامعقولیت کی انتہا ہے ہٹ دھرمی ہے سراسر' میرے لاکھ سمجھانے پر بھی تم نے کوئی توجہ نہ دی' لڑکیوں کی تربیت کرنے کے لیے بڑی مشقت و جبر کرنا پڑتا ہے۔''

''بہت ناز و نعم سے اپنی بیٹیوں کی تربیت کی ہے میں نے۔'' آنسو صاف کرتے ہوئے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

''ان ہی ناز و نخروں نے آج باپ کی زبان بند کر دی ہے اور دادی کو نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا ہے صباحت!'' ان کا نم لہجہ بے حد شکستہ تھا جب کہ صباحت چمک کر بولیں۔

''کچھ نہیں کیا میری عائزہ نے ایسا جو آپ سوچ رہی ہیں میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ میری عائزہ کل بھی پاک و صاف تھی اور آج بھی۔''

''آواز نیچی کرو اپنی بہو! جو ناعاقبت اندیش مائیں سب جان کر بھی بیٹیوں کی جھوٹی حمایت لیتی ہیں وہ رسوائی و ذلت کے طوق ہمیشہ اپنے گلے میں ڈالنے کا سامان کرتی ہیں۔'' ان کو مسلسل ہٹ دھرمی پر قائم دیکھ کر اماں کو جلال آیا تھا۔ ''اللہ میری بچیوں کی عصمتوں کی حفاظت کرے کوڑھ مغز عورت! میں خاندان کی عزت کی بات کر رہی ہوں' ایک ہفتہ ہو گیا عائزہ کو بستر پر پڑے اس عرصے میں تمہارے بھائی' بھاوج کو توفیق نہ ہوئی بچی کی طبیعت معلوم کرنے کی؟''

''بھابی اور بھائی کو کیا معلوم عائزہ کی طبیعت کے بارے میں؟''

''فاخر کے سامنے وہ بے ہوش ہوئی تھی' فاخر نے نہیں بتایا ہوگا؟''

''اوفو اماں جان! کیوں بال کی کھال نکالتی ہیں' نہیں بتایا ہوگا فاخر نے وہ ایسا ہی لاابالی بھلکڑ لڑکا ہے۔'' دل میں ان کے بھی کھد بد ہونے لگی تھی یہاں سے جا کر فاخر نے کال کر کے عائزہ کی طبیعت بھی نہ پوچھی اور نہ خود آیا تھا۔ مگر وہ اماں جان کے سامنے بے پروائی ظاہر کرتی رہی تھیں۔

❁......❖❖......❁

داؤد مرتضیٰ نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ ماہ رخ خود کسی تراشے گئے ہیرے کی مانند حسین تھی' سلمیٰ جیسی ماہر بیوٹیشن نے اس کی آرائش و زیبائش کر کے اس کے حسن کو شعلہ جوالہ بنا ڈالا تھا۔

''تم پر پروردگار بہت مہربان ہے حارث! جو دنیا میں ہی تم کو حور دے دی ہے' تم اب مرنے کی تمنا بھی کیا کرو گے؟'' حارث کرمانی نے ماہ رخ کا داؤد مرتضیٰ سے تعارف کروایا تو وہ جو مبہوت انداز میں اسے دیکھے جا رہا تھا اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو کئی لمحوں تک اپنے ہاتھ میں دبائے ہوئے گویا ہوا۔ ماہ رخ کے ہاتھ کو دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''موت سے تو کسی کو بھی فرار ممکن نہیں ہے یا حبیبی! لیکن ایسا لگتا ہے ہماری ''جان'' پر تم جان دے چکے ہو۔'' اس نے آگے بڑھ کر ماہ رخ کی کمر کے گرد باز و حائل کرتے ہوئے کہا اور اس کو اسی انداز میں لے کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ٹھیک کہا تم نے' پہلی بار تم نے داؤد مرتضٰی کو شکست دی ہے' آج سے قبل ہر میدان میں میں تم کو ہراتا ہوا آیا ہوں۔'' اس نے کھلے دل سے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا جس پر فخر سے حارث کرمانی نے قہقہہ لگایا تھا۔

''میں نے کہا تھا تم سے کسی دن تم کو ایسی شکست دوں گا کہ تمہاری تمام شکستوں کا بدلہ ایک وار میں ہی لے لوں گا۔'' حارث کرمانی از حد مسرور تھا اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

ماہ رخ ان کے درمیان ایک جیتے جاگتے مجسمے کی طرح موجود تھی' اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں نمی اُمڈ رہی تھی۔ داؤد مرتضٰی جن بھوکی نظروں سے دیکھ رہا تھا' وہ اس کی بھوک کو پہچانتی تھی' وہ باتیں حارث کرمانی سے کر رہا تھا مگر نگاہ اس کے چہرے پر گاہے بگاہے بھٹک رہی تھیں اور اس کا دل سسکنے لگا تھا' نوحہ کناں تھا۔

''یہ ہے میری خواہشوں کی بلندی جو پستی سے بدتر ہے' میں نے بہت حسین زندگی کے خواب دیکھے تھے جہاں میں ہوتی اور مجھ سے ٹوٹ کر چاہنے والا وہ مرد ہوتا جو نکاح کے تین لفظوں سے مجھے ہمیشہ کے لیے اسیر کر لیتا اور میں تاحیات اس کی رفاقت پر دل و جان وار دیتی اس کے لیے سجتی' سنورتی' میری زندگی کا ہر لمحہ صرف اس کے لیے ہوتا' میری چاہتوں کا وہ واحد امین ہوتا۔ آج اپنی خواہشوں کی بھینٹ چڑھ گئی ہوں میں' چراغ خانہ سے شمع محفل بن گئی ہوں۔ یہ ہے میری خواہشوں کا عذاب۔''

''ڈارلنگ! رو کیوں رہی ہو؟'' بے اختیار ہی آنکھوں کی نمی اس کے رخساروں پر بہہ نکلی تھی' حارث کرمانی نے چونک کر اس سے پوچھا۔

''اوہ سوری! میری آنکھ میں کچھ گر گیا ہے۔'' وہ گھبرا کر ایک دم کھڑی ہوگئی۔

''اوہ سیڈ! بہت تکلیف ہو رہی ہوگی' تم جا کر آرام کرو۔'' حارث کرمانی نے محبت سے کہا اور اسے وہاں سے جانے کی اجازت دی تھی وہ داؤد مرتضٰی سے معذرت کرتی وہاں سے نکل آئی اور اس نے دور تک داؤد مرتضٰی کی نگاہوں کی تپش کو محسوس کیا تھا۔ گیسٹ روم سے بیڈ روم تک راستہ اس نے آنسو بہاتے ہوئے عبور کیا تھا اور بیڈ روم میں آ کر قد آور آئینے کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ سلیولیس بلاؤز پنک کلر پر بلیک موتیوں سے جس پر دیدہ زیب کام تھا اور ساتھ بلیک اسکرٹ میں وہ اپنے نیم عریاں جسم کو دیکھ رہی تھی' وہ کیا تھی؟ اور کیا بنا دی گئی تھی......؟ اپنی ماں کے سر سے آنچل اس نے کبھی ڈھلکا ہوا نہ دیکھا تھا' سوتے میں بھی آنچل ان کے سر سے کبھی سرکتا تھا تو وہ بے چین ہو کر اٹھ جاتی تھیں اور یہی حال چچی کا بھی تھا۔ تب اسے وہ سب بے حد فرسودہ و جاہلانہ انداز لگتا تھا' امی اس کو بار بار سرزنش کرتیں دوپٹہ اچھی طریقے سے اوڑھو' نرمی سے قدم اٹھا کر چلو' نگاہوں کو جھکا کر چلا کرو راستے میں......

''توبہ امی! آپ کی نصیحتیں کب ختم ہوں گی آخر؟ ایسے چلو' ویسے بیٹھو' ہنسو نہیں بلند آواز میں' سر سے دوپٹہ نہ اترے۔ اُف! مجھے اللہ نے لڑکی ہی کیوں بنایا ہے؟ اگر بنایا تھا اس بیک ورڈ خاندان میں کیوں پیدا کر دیا؟''

''میں کہتی ہوں اللہ سے معافی مانگو فوراً بندوں کو شکوے و شکایات نہیں کرنی چاہیے اپنے ربّ سے' اس کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے۔ آج میری جن باتوں کو تم برا سمجھ رہی ہو' کبھی نہ کبھی تمہیں احساس ضرور ہوگا کہ میری باتیں کتنی سچی اور حق تھی۔ میری بیٹی! عورت پردے میں ہی محفوظ اور خوش رہتی ہے' پردہ عورت کو لوگوں کی بُری نظروں سے بچاتا ہے۔'' ماں کی نرم اور شفیق آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی' اس کا دل نمک کی ڈلی کی طرح گھل کر آنسوؤں میں بہہ رہا تھا۔ ایسا وقت بھی آتا ہے کبھی کانٹوں کی طرح چبھنے والے لفظوں میں نرمی اور مہک آ جاتی ہے جو روح کو تڑپانے لگتی ہے۔

❁......❖❖......❁

شہریار مسز عابدی کو لے کر فیاض کے ہاں آیا اور آتے ہی اس کی نگاہیں لان میں کھڑی پری کو دیکھ کر مسرت سے چمک اٹھی تھیں' مسز عابدی نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اور کار سے نکل کر وہ اس کی طرف بڑھی اور بڑی محبت سے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔

''کہاں مصروف رہتی ہیں بیٹا آپ؟'' وہ علیحدہ ہوتی ہوئی بولیں۔

''گھر میں ہی ہوتی ہوں آنٹی! آئیے اندر چلیں آپ۔'' وہ مسکراتی ہوئی شائستہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

شہریار دانستہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا اس کی پُر شوق نگاہیں پری کے پُرکشش چہرے پر تھیں، ساتھ مٹھائی کا ٹوکرا تھا۔

''السّلام علیکم!'' اس نے قریب پہنچ کر خوش گوار لہجے میں کہا۔

''وعلیکم السّلام!'' اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

''کیسی ہیں آپ؟'' اس کی نگاہوں میں رنگ ہی رنگ تھے۔

''آئیے پلیز۔'' وہ اس کی بات سنی اَن سنی کر کے آگے بڑھ گئی' کوریڈور میں ہی صباحت مل گئی پہلے حیرت سے ان کو آتے ہوئے دیکھا پھر بڑے پُرجوش انداز میں مسز عابدی سے لپٹی بڑی ادا سے شہریار کو سلام کیا اور ساتھ ہی پری کو حکم دیا کہ وہ دادی کو بلا کر لائے' پری دادی کے کمرے کی طرف جانے کے لیے کوریڈور کی بائیں سمت مڑی تھی کہ تب ہی شیری نے مسز عابدی سے کہا۔

''مما! میں سب سے پہلے دادی کا منہ میٹھا کرانا چاہتا ہوں۔'' وہ ان کا جواب سنے بنا تیزی سے ٹوکرا لے کر پری کے پیچھے چلا آیا۔

''پلیز میری بات تو سنیے مس فیری!'' پری نے اسے مڑ کر دیکھا اور رک گئی۔

''آپ ہمیشہ ناراض کیوں رہتی ہیں؟'' وہ قریب آ کر بولا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے میں آپ سے کیوں ناراض ہوں گی؟'' پری کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔

''شاید آپ نے میری پہلی ملاقات والی گستاخی معاف نہیں کی ہے؟''

''میں وہ سب بھول چکی ہوں' بہتر یہی ہے آپ بھی بھول جائیں۔''

''رئیلی! آپ درست کہہ رہی ہیں تو ہماری دوستی ہو سکتی ہے' بھروسہ رکھیے آپ مجھ کو بہت بہترین دوست پائیں گی۔'' وہ خاصے بے تکلف انداز میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''دوستی اور آپ سے؟'' وہ تعجب خیز انداز میں گویا ہوئی۔

''مجھ سے دوستی نہیں کر سکتی ہیں آپ...... کیوں؟'' یک دم ہی ڈھیروں سنجیدگی اس کے چہرے پر در آئی۔

''میں دوستی کی قائل نہیں ہوں' اسکول لائف سے یونیورسٹی تک میری کوئی فرینڈ نہیں تھی اور نہ اب تک میں نے بنائی ہے اور نہ ہی میں ایسی کوئی خواہش رکھتی ہوں۔''

''آپ کو معلوم ہے فیری! جس کا کوئی دوست نہیں' وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ غریب اور تنہا ہے۔''

''مجھے یہ غربت اور تنہائی سب سے زیادہ عزیز ہے۔'' وہ کہہ کر تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ شیری کئی لمحوں تک کھڑا ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ سوچتا رہا پھر کچھ سمجھ نہ آنے پر سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

❁.......❖❖.......❁

''میں بھی اسکول جانا چاہتا ہوں لیکن میرے گھر میں کمانے والا کوئی نہیں ہے اس لیے گھر کا چولہا جلانے کے لیے میں کام کرتا ہوں۔'' موٹر ورکشاپ پر میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس وہ بارہ' تیرہ سالہ بچہ کیمرے کے آگے کہہ رہا تھا۔

''پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بننا چاہتا ہوں مگر بہنوں اور ماں کے لیے کام کرتا ہوں' ابا کے مرنے کے بعد میں نے اسکول کا خیال بھلا دیا ہے۔'' اس عمر کے دوسرے بچے نے بھی رپورٹر کے سوال پر اپنے ساتھی جیسا ہی جواب دیا تھا اور کئی بچے بھی تعلیم کے حصول سے دوری پر کیے گئے سوال کا اس طرح کے جوابات دے رہے تھے۔ معاشرے میں حالات کی چکی میں پسنے والے یہ وہ بچے تھے جن کی نیندوں سے سہانے سپنے چھین لیے تھے ان کے ناتواں کاندھوں پر ذمہ داریوں کے بھاری بھرکم بوجھ لاد دیئے تھے۔

جن کی خود کفالت کی عمر تھی' وہ کفیل بنا دیئے گئے تھے کیا ہوگا ایسے لوگوں کا جن کو بچپن سے ہی بڑھاپے کی حدود میں پہچا دیا جاتا ہے جن کو نہ پیٹ بھر روٹی ملتی ہے اور نہ ہی تن ڈھانپنے کے لیے پورا کپڑا اور نہ ہی رہنے کے لیے پُرسکون رہائش' ایسے معاشرے کے ٹھکرائے ہوئے بدحال لوگ جو

ضروریات زندگی کی بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہوتے ہیں آ گے چل کر کس قسم کا معاشرہ قائم کریں گے؟

صفدر جمال ٹی وی کے آگے بیٹھے چینلز پر نیوز سرچنگ میں مصروف تھے' کہیں بھی کوئی ایسی خبر نہ تھی جو زندہ رہنے کے حوصلوں کو تراوٹ بخشے' فائرنگ' بم بلاسٹ' تباہیاں' افراتفری' دھرنے' ہڑتال' قیامت سے پہلے قیامت صغریٰ مچی ہوئی تھی۔ نہ گھر سے باہر جانے والے محفوظ تھے اور نہ ہی گھر میں رہنے والے محفوظ رہے تھے' لوگ لوٹ رہے ہیں' کٹ رہے ہیں' مر رہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ عجیب بے حس و بے ضمیر لوگ ہیں جو حکمرانی کا تاج سر پر سجائے بیٹھے ہیں۔ صد افسوس...... اپنی ذمہ داریوں وحقوق کی ادائیگیوں سے بے بہرہ ہیں اور بہت بے خوفی سے اپنی تمام نااہلیت وغیر ذمہ داریوں کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں' ساس و بہو کی طرح لڑتے جھگڑتے نظر آتے ہیں۔

''میں نہ مانوں'' کی گردان سب کی فیورٹ ہے۔ چائے کی ٹرے ہاتھ میں پکڑے ثنی' بیڈ روم میں داخل ہوئی تھیں۔

''کیوں سرچنگ کررہے ہیں صفدر! تمام چینلز میں کمپیٹیشن رہتا ہے سب پر آپ کو ایسے ہی پروگرامز ملیں گے۔'' وہ ایک کپ ان کو پکڑاتے ہوئے دوسرا خود لے کر ان کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔ صفدر جمال نے ٹی وی آف کر کے ریموٹ رکھ دیا تھا۔

''مسائل ہمارے معاشرے کے اس حد تک گمبھیر ہو چکے ہیں ثنی' کہ چھوٹے چھوٹے ان بچوں کو محنت ومشقت کرنی پڑ رہی ہے جن کے ابھی کھیلنے کودنے کے دن ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کھلونوں کی جگہ ذمہ داریاں آ گئی ہیں' وہ چھوٹے چھوٹے بچے سارا سارا دن اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے کتنا روپیہ لے کر جاتے ہوں گے؟ پچاس' سو' ڈیڑھ سو اس سے زیادہ تو نہیں ملتے ہوں گے پھر ایک ٹائم کی روٹی بھی بڑی مشکل سے ملتی ہوگی؟''

''یہی تو المیہ ہے ایسے لوگوں کا۔'' انہوں نے چائے پیتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں کہا چند لمحے توقف کے بعد وہ پھر گویا ہوئیں۔

''سعود کی بے پروائی نے آپ کو بہت حساس بنا ڈالا ہے۔''

''ٹھیک کہہ رہی ہو ڈیئر! جب انسان خود دکھوں سے نبرد آزما ہوتا ہے تو پھر احساس ہوتا ہے کسی کے دکھ کا' کسی کی تکلیف کا' ہم نے خود سعود کو امریکہ بھیجا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اور اس نے وہاں تعلیم حاصل کی مگر ساتھ ہی وہاں کی سوشل لائف بھی ابزرو کرتا رہا اور جس کا رزلٹ ہمارے سامنے ہے وہ اپنے فیصلے خود کرنے کا عادی ہو چکا ہے' ہم اس کے ماں باپ ہیں صرف والدین کہلانے کا حق حاصل ہے' ہم کو نہ وہ ہماری بات کو مانتا ہے اور نہ ماننا چاہتا ہے۔''

سعود کے بیگانگی بھرے رویے نے ان کو اتنا دلبرداشتہ کیا تھا کہ وہ اپنی بے فکر زندگی کی تمام تر ایکٹوٹیز ڈراپ کر کے گھر اور آفس تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔

''اپنے بیٹے سے زیادہ مجھے ان محنت مزدوری کرنے والے بچوں پر پیار وفخر محسوس ہو رہا ہے جو تمام ضرورتوں وآسائشوں سے محروم ہونے کے باوجود کوئی شکوہ وشکایت زبان پر نہیں لاتے ہیں۔''

''ضرورت سے بڑھ کر آسائش اور پیسہ اسی طرح بچوں کو گمراہ کرتا ہے صفدر! میں نے تو بہت چاہا تھا سعود کو وہاں نہ بھیجوں مگر تب آپ کو مجھ پر اعتبار ہی کب تھا۔'' وہ بے حد افسردہ تھیں' نہ چاہتے ہوئے بھی ماضی کے زخم درد دینے لگے تھے۔

''آئم سوری ثنی! نا معلوم کیا ہوا تھا مجھے اس وقت جو میں ایک عام کمزور وکم ظرف مرد بن گیا تھا' زندگی کے وہ حسین دن میں نے شک وشبے میں گزار دیئے' خود بھی کانٹوں پر لوٹتا رہا اور تم کو بھی شدید اذیت میں مبتلا رکھا اور ایک پیاری سی بچی پارس کو بھی تم سے دور رکھا۔'' وہ پچھتاووں کے ساگر میں ڈوبے جارہے تھے۔

❁......❖❖......❁

''ممی! میں آخری بار راحیل کے گھر جانا چاہتی ہوں۔'' بالوں میں برش کرتی صباحت نے اس کی طرف دیکھا۔ ''پلیز ممی! لاسٹ ٹائم پھر کبھی میں آپ سے ایسا نہیں کہوں گی۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں وہ زندہ ہے یا......'' صباحت نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے اٹھ کر ایک تھپڑ اس کے دائیں رخسار پر رسید کیا تھا۔

''کتنی سزا دو گی مجھے خود کو پیدا کرنے کی عائزہ۔''

''ممی! لاسٹ ٹائم......''

''شٹ اپ عائزہ! جو کچھ تم نے کیا اور جو کچھ تم کرتی آئی ہو وہ میری برداشت سے کچھ زیادہ ہی ہو چکا ہے' تمہیں ذرا کسی کا ڈر و خوف نہیں ہے؟ تمہیں معلوم ہے فیاض مجھ سے ایک ہفتے سے بات نہیں کر رہے ہیں صرف تمہاری وجہ سے اور اماں جان الگ میرے خلاف کوئی محاذ تیار کیے بیٹھی ہیں اور پھر بھابی' بھائی اور خود فاخر نے بھی پلٹ کر تمہاری کوئی خبر نہیں لی ہے۔'' وہ بھرے بادلوں کی طرح ایک دم ہی برسنا شروع ہو گئی تھیں۔ عائزہ کھڑی ہوئی آنسو بہا رہی تھی کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ان کی پروا بالکل بھی نہیں کرتی اور کوئی نہ کوئی جھوٹ بول کر وہاں چلی جاتی پر اب وہ ٹوٹ گئی تھی' بہت کمزور اور ڈرپوک ہو گئی تھی جس راحیل کی محبت نے اس کو نڈر و بہادر بنا دیا تھا اسی راحیل کے اصل چہرے نے اس سے خود اعتمادی چھین لی تھی۔

''جاؤ یہاں سے تماشا مت بنو' نہ مجھے تماشا بنانے کی کوشش کرو۔ ہونہہ! تم سے اچھی تو وہ پری ہے جس کو نہ ماں کی محبت ملی اور نہ باپ کی شفقت پھر بھی وہ کس طرح زندگی گزار رہی ہے اس کا کردار اتنا مضبوط ہے کہ...... بارہا میرے الزامات لگانے پر بھی کسی نے یقین نہیں کیا۔'' وہ جب بھی شدید غصے میں آتیں تو اسی طرح سچ بولا کرتی تھیں۔

''آپ کے کیے کی سزا مجھے مل رہی ہے ممی! آپ نے کبھی پری کو اپنی بیٹی نہیں سمجھا' ہمیشہ اسے بدنام و رسوا کرنے کی کوشش کی۔'' وہ روتے ہوئے ان کو وہ آئینہ دکھا رہی تھی جس میں دیکھنے سے انہوں نے ہمیشہ اجتناب برتا تھا اور اب ان کی بیٹی ہی یہ کام کر رہی تھی۔

''تم...... تمہاری یہ جرأت میرے سے اس طرح کا برتاؤ کرو' میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا؟ تمہاری حرکتوں کو چھپاتی رہی' تمہارے رازوں پر پردہ ڈالتی رہی اور تم یہ صلہ دے رہی ہو؟'' صباحت تو مارے غصے کے آپے سے باہر ہو گئی تھیں۔

''تم پری کی طرفداری کر رہی ہو؟ ابھی جا کر بتاتی ہوں تمہارے سارے کرتوت فیاض اور اماں جان کو پھر مدد مانگنا اپنی اس چہیتی پری سے جس کی طرفداری میں ماں کو طعنے دے رہی ہو۔''

''سوری ممی! میرا یہ مقصد تو نہیں تھا۔'' وہ ان سے لپٹ کر معذرتی لہجے میں کہنے لگی۔

''آپ کو معلوم ہے نا' میری ول پاور کس قدر کمزور ہو گئی ہے اور مجھے خود اعتبار نہیں رہا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا بول دیتی ہوں۔''

''اٹس اوکے! اپنا خیال رکھو میری جان! آج تو یہ بے وقوفی کی باتیں تم نے کر دی ہیں' یہ تو اچھا ہے گھر میں فیاض نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے یہ سن لیا ہوتا تو قیامت آجاتی بس۔'' انہوں نے اس کے بالوں کو بوسہ دیتے ہوئے پیار سے کہا۔

''سو سویٹ مما! آپ کس قدر اچھی ہیں فوراً غصہ ختم کر دیتی ہیں۔''

''اچھا اچھا اب زیادہ مجھے مکھن لگانے کی ضرورت نہیں ہے یہ بتاؤ راحیل کے گھر کیوں جانا چاہتی تھیں؟'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے نرمی سے پوچھنے لگیں۔

''اللہ نے تمہاری عزت بچائی ہے پھر اب وہاں جانے کا مقصد کیا ہے' تمہیں خواب میں بھی ایسی جگہ پر نہیں جانا چاہیے۔'' جواباً وہ چپ رہی نظریں جھکائے بیٹھی رہی تھی۔

''اتنا کچھ کرنے پر بھی تم راحیل کو دیکھنا چاہتی ہو بیٹا؟''

''جی...... میں دیکھنا چاہتی ہوں اسے۔''

''عائزہ! تم پاگل ہو گئی ہو کیا؟'' حیرت' دکھ و تاسف سے ان کی آواز کانپ رہی تھی۔

''جی ممی! میں آخری بار دیکھنا چاہتی ہوں اسے...... مردہ!''

❁......❖❖......❁

''ارے بھئی بہت عجیب لڑکا ہے وہ شیری بھی اس دن آیا تو زبردستی کئی گلاب جامن مجھے اپنے ہاتھ سے کھلا کر گیا کہ دادی اس مٹھائی پر سب سے پہلے حق آپ کا ہی بنتا ہے آپ کے کہنے سے میں نے آفس جوائن کیا ہے۔'' دادی آج کل شیری کے گن گانے میں مصروف رہتی تھیں وہ بھی

کسی مرید کی طرح ان کے دربار میں اکثر و بیشتر حاضری لگاتا رہتا تھا۔ اس کے انداز میں سعادت مندی و فرماں برداری ہوتی تھی پھر پری کو بھی اس سے کوئی عناد نہ رہا تھا کیونکہ وہ کچھ دنوں سے عادلہ کے ساتھ تھا' چند باتیں پری سے بھی کر لیتا تھا۔

''آج کہہ رہا تھا دادی جان! آپ کو ڈنر پر لے کر جاؤں گا۔'' پری ان کے بالوں میں کنگھا کر رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھیں۔

''پھر آپ کب جارہی ہیں ڈنر پر؟'' اس کے لہجے میں شوخی تھی۔

''لو میں تو جیسے جانے کے لیے مچل ہی رہی ہوں نا؟''

''کوئی اتنے پیار سے کہے تو چلے جانا چاہیے دادی جان!''

''تم مجھ سے مذاق مت کرو پری! وہ سب کو لے جانے کی کہہ رہا تھا مگر میں نے منع کر دیا' گھر میں جو صورت حال ہے وہ اس سے کہاں واقف ہو سکتا ہے۔ عائزہ تو ٹھیک ہوگئی ہے لیکن فیاض کا مزاج ابھی بھی خراب ہے نا معلوم کیا دل میں ٹھان کر بیٹھا ہے؟''

''پاپا کو اتنا غصہ آئے گا یہ مجھے اندازہ ہی نہ تھا دادی جان! کبھی میری ممی کے سامنے بھی پاپا کو ایسا غصہ آیا ہے؟'' وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

''نہیں! تمہاری ماں فیاض کے تمام عادت و مزاج سے واقف تھی' اچھی لڑکی تھی وہ سلجھی ہوئی' پڑھی لکھی' ادب و آداب والی' صباحت تمہاری ماں کی الٹ ہے۔ بالکل مختلف مزاج و عادت اس کی ہے۔''

''یہ آپ کہہ رہی ہیں دادی!'' مسرت و انبساط سے وہ اچھل پڑی تھی۔ ''آپ میری مما کی تعریف کر رہی ہیں دادی جان!''

''ہاں! وقت گزارنے کے بعد ہمیں احساس ہوتا ہے اپنی عقل مندی یا پھر حماقت کا' سچ بات تو یہ ہے میں عامرہ اور آصفہ کے بہکاوے میں آ کر اپنے بچے کا گھر تباہ کر بیٹھی تھی۔''

''عامرہ اور آصفہ پھوپو نے ایسا کیوں کیا؟''

''انہیں خوف تھا ان کا بھائی امیر کبیر بیوی کے ساتھ الگ نہ ہو جائے' ان کو بھول کر اپنی دنیا علیحدہ نہ بسا لے پھر ان دنوں صباحت نے کچھ ایسی تابعداری و ملنساری میں ہم کو جکڑا ہوا تھا کہ اس کے سوا ہم کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ہر دوسرے دن ہماری دعوتیں ہوتی تھیں' نا جانے کون سے پینترے بدلے تھے صباحت نے' اس کو اس گھر میں میری بہو بن کر آنے کی چاہ تھی اور تقدیر کو بھی یہی منظور تھا وہ چلی گئی اور یہ آ گئی۔ سمجھو پریشانیوں کے در کھل گئے۔'' انہوں نے نم ہونے والی آنکھوں کو دوپٹے سے رگڑا۔ دبیز اداسی وہاں پھیل گئی۔

''یہ ایسا دکھ ہے جو قبر تک میرے ساتھ آئے گا' جب عورت ساس بن جائے تو اس کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھے عموماً ہمارے معاشرے میں یہی ہوتا ہے۔ بیٹیاں ماں کے کان بھابی کے خلاف بھرتی ہیں اور نتیجتاً گھروں میں سکون' پیار و محبت رخصت ہو جاتا ہے پھر رات دن کی چخ چخ سے گھر ٹوٹتے ہیں اگر نہ ٹوٹیں تو ان میں دراڑیں ضرور پڑ جاتی ہیں۔'' اس کے چہرے پر بڑی پیار بھری سکون آمیز مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

دادی کے وہائٹ ریشم جیسے بالوں کو وہ آرام سے بل دے رہی تھی' آج اس کی ممی کی فتح کا دن تھا' آخر کار حق کی فتح ہوئی تھی' دادی نے اس کی ممی کے خلوص و اچھائی کا اعتراف کر لیا تھا ورنہ وہ ہمیشہ ان کے ذکر پر چپ رہتی تھی۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اس کے لبوں پر در آئی تھی۔

''طغرل میں مستقل مزاجی نہ جانے کب آئے گی؟ فون کرتا ہے تو دن میں بار بار فون کر لیتا ہے یا کئی کئی دنوں تک ایک بھی فون نہیں کرتا وہ لڑکا۔'' ان کو یکلخت طغرل کی یاد ستانے لگی۔

''آپ کو معلوم ہے جب میں نانو کے ہاں تھی تب فون پر مجھے ڈانٹ رہے تھے کہ میں آپ کو چھوڑ کر وہاں کیوں گئی ہوں اور اب خود کا پتا نہیں ہے جو دادی کو ایک کال بھی نہیں کی جارہی ہے۔'' اس نے فوراً شکایت لگائی تھی۔

''بہت محبت کرتا ہے وہ مجھ سے' وہاں جا کر بھی وہ میرا خیال رکھتا ہے۔ شیری آتا ہے تو میں اس کو اپنا طغرل ہی سمجھنے لگتی ہوں۔''

''طغرل بھائی واپس نہیں آئے تو آپ کو اتنا دکھ نہیں ہوگا کہ شیری کسی حد تک ان کی کمی پوری کرنے لگے ہیں۔''

''پگلی! بچوں جیسی باتیں کرنے لگی ہو' طغرل کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا' وہ میرے دل کا ٹکڑا ہے' میری روح کا حصہ ہے۔''

''تب بھی وہ آپ کی طرف سے غافل ہیں ایک کال بھی نہیں کر رہے۔'' وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے منہ بنا کر گویا ہوئی۔

''تم بلاوجہ مجھ کو اس سے بدظن کرنے کی سعی نہ کرو تو بہتر ہے۔ میں جانتی ہوں میرا بچہ کسی ضروری کام میں پھنسا ہوا ہے' تم دیکھنا آج کل میں فون آنے ہی والا ہے اس کا۔'' دادی نے بھی مسکراتے ہوئے اسے چڑایا تھا۔

''ارے اب تو تمہارا کمرا خالی پڑا ہے وہاں سویا کرو' کیوں میرے پاس گھسی رہتی ہو' اپنے کمرے میں جاؤ۔'' انہوں نے چونک کر اس سے کہا۔

''کیا پتا کب آپ کے لاڈلے صاحب! آجائیں اور مجھے پھر سے کمرا بدر ہونے کا آرڈر مل جائے' ایسی بے عزتی سے بہتر ہے میں یہیں آپ کے پاس سوؤں تو اچھا ہے۔'' آج اس کو ایسی خوشی ملی تھی کہ وہ مسکرائے جا رہی تھی۔

''طغرل ابھی نہیں آئے گا' اس کی فیکٹری تیار نہیں ہوئی ہے' کچھ کام باقی ہے اور کوٹھی بھی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ کوٹھی اور فیکٹری تیار ہونے کے بعد ہی وہ سب آئیں گے پاکستان رہنے۔ تاؤ اور تائی کے ساتھ بھائی اور بھابی بھی آجائیں گے۔''

''فراز کا تو یہی ارادہ ہے اگر بہو بیٹے رہنے کے لیے نہیں آئیں گے تو یہاں ہم سے ملنے کے لیے تو آئیں گے نا۔'' انہوں نے اطمینان سے جواب دیا وہ بھی اپنے کمرے کو یاد کر رہی تھی۔ دادی کی اجازت پر وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی معاً لان کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی عادلہ کی ہنسی کے جلترنگ اس کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے' وہ بے اختیار اس کی طرف بڑھ گئی۔

''کیا ہوا؟ تم کیوں آئی ہو ادھر؟'' وہ موبائل کان سے ہٹا کر اس سے تند لہجے میں بولی۔

''کس سے باتیں کر رہی ہو اس ٹائم؟'' وہ اعتماد سے بولی۔

''شیری سے باتیں کر رہی ہوں میں اس ٹائم۔'' وہ اس کے چہرے کو گھورتے ہوئے معنی خیز لہجے میں بولی۔

''پاپا ابھی گھر نہیں آئے ہیں ان کے آنے سے پہلے یہاں سے اٹھ جاؤ۔'' وہ کہہ کر چلی گئی عادلہ فیاض کے نام پر پریشان ہو گئی تھی۔

''اوہ انوسنٹ گرل! اپنی سسٹر کے ڈرانے سے ڈر گئی ہو تم پلیز کچھ دیر اور باتیں کرتے ہیں۔'' دوسری طرف سے شیری نے پری کی باتیں سن کر عادلہ سے کہا جو اسے کل کال کرنے کا کہہ رہی تھی۔

''میں پری سے ڈرنے والی نہیں ہوں' وہ دراصل ان دنوں پاپا بے حد ڈسٹرب ہیں ان کو بات بے بات غصہ آ رہا ہے۔'' وہ پری کے کمرے میں چلی آئی تھی جو بیڈ شیٹ چینج کر رہی تھی۔

''اوہ ...... ابلا آخر بدھو لوٹ کر گھر کو واپس آ گئے۔'' وہ دہلیز پر کھڑی ہو کر طنزیہ مسکراہٹ سے بولی۔

''طغرل کے واپس آنے کا ارادہ نہیں ہے؟ کیا اس نے وہاں کوئی نیلی آنکھوں والی میم پسند کر لی ہے جو تم اس روم میں آ گئی ہو۔''

''مجھ سے فضول سوالات کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم کو' جو پوچھنا ہے دادی سے پوچھو۔'' پری نے مصروف انداز میں کہا۔

''ارے مجھے تو کچھ جلنے کی بُو آ رہی ہے' اوہ یہ یقیناً تمہارا دل ہو گا جو شیری کو میرا ہوتا دیکھ کر جل کر کباب ہو رہا ہے۔''

''تمہیں ایسی خوش فہمیاں کیوں رہتی ہیں عادلہ! مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم شیری کی ہوتی ہو یا شیری تمہارا!'' وہ بھی اس کے انداز میں دوبدو بولی۔

''میں سب جانتی ہوں تمہیں جتنی تم زمین کے اوپر ہو اتنی ہی زمین کے نیچے ہو لیکن یاد رکھنا غلطی سے بھی میرے اور شیری کی راہ میں آنے کی کوشش کی تو تمہیں پوری زمین میں دفن کر دوں گی' بہت مشکل سے پاپا ہے میں نے شیری کو۔'' وہ سخت لہجے میں کہتی ہوئی چلی گئی۔

پری نے دروازہ لاک کیا اور نائٹ بلب آن کر کے بیڈ پر لیٹ گئی' چھ سات ماہ کے طویل عرصے میں وہ اپنے کمرے میں موجود تھی' مالکانہ حقوق کے ساتھ کمرا ملنے کی ساری خوشی عادلہ کی کڑوی باتوں نے خراب کر دی تھی۔ لیکن ان باتوں کا یہ فائدہ ہوا کہ وہ جلدی سو گئی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد وہ کمرے سے نکل کر نیچے لان میں آ گئی تھی' سورج ابھی نکلا نہیں تھا سرمئی اندھیرا ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔ جاتی سردیوں' آتی گرمیوں کی خنک صبح تھی گھاس کچھ نم تھی' وہ سلیپرز اتار کر گھاس پر چلنے لگی۔

ٹھنڈی گھاس اور خوش گوار ہوا کے سبک جھونکے اس کو کسی اور ہی دنیا کی سیر کرانے لگے وہ مسرور سی ٹہلتے ٹہلتے مڑی اور ٹھٹک کر رک گئی۔ سامنے

دیکھتے ہوئے وہ ساکت ہوگئی تھی۔

''آداب عرض!'' وہ مسکراتا ہوا اس کے قریب چلا آیا تھا۔

''طغرل...... بھائی...... آپ...... کب...... آئے؟'' حیرت و بے یقینی کے باعث اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

''ایک گھنٹہ قبل۔'' وہ دلچسپی سے اس کے چہرے کے نقوش سے ابھرتی حیرت کو دیکھتا ہوا گویا ہوا تھا۔

''آپ نے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی؟''

''پھر میں تمہارا یہ حیرت آمیز استقبال کس طرح دیکھ سکتا تھا؟''

......☆☆☆......

اس کی بے حد روشن آنکھوں میں بلا کی شوخی تھی۔ وہ اس کے قریب آیا اور دونوں بازوؤں کو سینے پر لپیٹے ہوئے بے حد آسودہ مسکراہٹ لیے ہوئے تھا' وہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا گویا اس چہرے کی کشش ہی اسے یہاں کھینچ لائی ہو۔ بے حد لگاؤ' محبت واپنائیت کے ان گنت دیپ ان نگاہوں میں روشن تھے' کوئی عامیانہ پن اس کے مزاج وانداز میں موجود نہ تھا۔ اس کی نگاہوں کی حدت سے پری کے رخسار دھک اٹھے صاف وشفاف رنگت میں شفق سی پھوٹ پڑی تھی وہ اس کی محویت پر نروس ہو رہی تھی۔ اس کی غیر متوقع آمد اور اس کی وارفتگی پری کو پہلی بار یہ باور کرانے میں کامیاب ہوئی کہ اس کے سامنے موجود شخص کی پرسنلیٹی اٹریکٹو ہے' وجاہت کے لحاظ سے وہ ایک آئیڈل شخص ہے' اگر عادلہ اس کے حصول کے لیے اپنی انا' نسوانیت وذاتی افتخار کی بھی قربانی دینے کو تیار تھی تو...... حق بجانب تھی۔

''اوہ! یہ کیا سوچ رہی ہوں میں؟ کیا دماغ خراب ہوگیا ہے میرا؟'' جھرجھری لے کر اس نے خود کو سرزنش کی اور اس سے مخاطب ہوئی۔

''طغرل بھائی! اندر چلیں' دادی جان نماز کی ادائیگی کے بعد تسبیحات کا ورد کر رہی ہوں گی۔ آپ مل لیں ان سے اشراق کی نماز کے بعد وہ اپنے وظائف میں مشغول ہوجائیں گی تو آپ کو انتظار کرنا پڑے گا' وظائف کے دوران وہ گفتگو نہیں کرتی ہیں۔''

''اوہ!'' اس نے طویل سانس لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔ ''کچھ دیر اور اسی طرح خاموش کھڑی نہیں رہ سکتی تھیں یار!''

''کس لیے کھڑی رہتی بھلا؟'' وہ حیرت سے گویا ہوئی۔

''رئیلی! تم پر جب میری پہلی نظر پڑی تو میں یہی سمجھا کہ سچ مچ کوئی پری راستہ بھٹک کر یہاں لان میں آ گئی ہے۔''

''اُف...... مائی گاڈ! آپ کی باتیں بنانے کی عادت جائے گی نہیں۔'' اس کے انداز میں وہ ہی مخصوص زچ کرنے والی شرارت محسوس کر کے وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''دیکھا نا منہ کھولتے ہی تم نے بتا دیا تم پری نہیں' پری کی متبادل ہو' میرا مطلب ہے...... چڑیل!'' لائٹ بلو جینز و وائٹ شرٹ میں ملبوس اس کے چہرے کی سرخیاں نمایاں تھیں جس میں طمانیت کا گہرا رنگ اور آسودگی موجزن تھی اور کیوں نہ ہوتی جس چہرے کو سب سے پہلے دیکھنے کی آرزو لیے وہ جہاز سے اترا تھا وہ گھڑی قبولیت کی گھڑی بن گئی تھی۔

اس کی محبت...... اس کی آرزو...... نگاہوں کے سامنے تھی' پنک سوٹ میں چہرے کو پنک آنچل سے ڈھانپے سحر نو کے خواب ناک دھند لکے میں سبز گھاس پر اس کے سفید ونازک پاؤں دھیرے دھیرے بڑھ رہے تھے۔

اس کی نگاہ بے ساختہ اٹھی تھی اور جھکنا بھول گئی۔ لان میں بے شمار کھلے گلاب کے پھولوں کی طرح وہ بھی ایک ادھ کھلی گلاب کی کلی لگ رہی تھی...... ہوشربا مدہوش کر دینے والا حسن تھا' اس کے چہرے پر کومبہوت سا دیکھتا رہا اور نا معلوم کب تک وہ اسی طرح دیکھتا رہتا' مبادا پری کی نگاہیں اس پر پڑ جاتیں اور اپنی جھینپ مٹانے کے لیے وہ اس سے مخصوص شرارتی لہجے میں گویا ہوا۔

''دادی جان بالکل ٹھیک کہتی ہیں آپ کے بارے میں۔'' پری کا موڈ بگڑنے میں کیا دیر لگتی تھی وہ غصے سے کہتی آگے بڑھ گئی۔

''اچھا...... کیا کہتی ہیں دادی جان میرے بارے میں؟'' وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

''یہی کہ طغرل کو سو ہزار سال بھی کسی نلکی میں رکھو اور نکالو تو پھر بھی ٹیڑھا کا ٹیڑھا ہی نکلے گا۔ ہاہاہا......'' وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔

''لیکن مجھے یقین نہیں ہے دادی جان میرے بارے میں ایسا کچھ کہہ سکتی ہیں' یہ ہوائی تو کسی دشمن نے اڑائی ہے۔'' وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بے یقینی سے گویا ہوا۔

''آپ ابھی یہیں رکیں' میں پہلے دادی جان کو آپ کے آنے کا بتا دوں' کہیں ایسا نہ ہو خدانخواستہ آپ کو اچانک سامنے دیکھ کر وہ خوشی نہ برداشت کر سکیں اور ان کی طبیعت خراب ہو جائے۔'' اس کی چھیڑ چھاڑ نظر انداز کر کے اور اس کا جواب سنے بنا دادی جان کے کمرے میں آ گئی وہ اپنی نماز کی چوکی پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ پری کی مسکراہٹ سے جگمگاتے چہرے کو دیکھ کر ان کے پُرنور چہرے پر شفیق مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پری ان کے قریب آ کر بیٹھی تو تسبیح چوم کر اس کے چہرے پر انہوں نے پھونک ماری اور رحل پر تسبیح رکھتے ہوئے استفسار کرنے لگیں۔

''ماشاءاللہ! آج تو صبح صبح ہی خوش نظر آ رہی ہو' کیا بات ہے؟''

''آپ بات سنیں گی تو مجھ سے بہت زیادہ خوش ہو جائیں گی دادی جان!''

''ایسی کیا بات ہے جو مجھے خوش کر دے؟''

''آپ بتائیے! ایسی کیا بات ہو سکتی ہے جس سے آپ خوش ہو جائیں؟'' وہ جان کر باہر کھڑے طغرل کو ستا رہی تھی۔

''ایسی بات جو مجھے خوش کر دے...... ممکن کہاں ہے پری! تو بتا کیا بات ہے؟ خوامخواہ صبح کے وقت کسوٹی مت کھیل مجھ سے۔'' ان کے نرم لہجے میں آزردگی بھر آئی تھی۔

''اچھی دادی جان! آپ بتائیں تو سہی' آپ کس سے خوش ہوں گی' کسی کو دیکھنا چاہتی ہیں آپ؟ کسی سے ملنا چاہتی ہیں آپ؟''

''ارے ایک وہ ہی تو ہے جس سے ملنے کے لیے میں بے قرار ہوں' جو کئی دنوں سے فون تک نہیں کر رہا طغرل...... میرا بچہ! جس کی یاد ہر لمحہ میرے دل سے لگی رہتی ہے۔'' وہ بولتے بولتے یک دم آبدیدہ ہو گئیں تو پری نے کہا۔

''دادی جان! آپ کی دلی مراد بر آئی ہے' طغرل بھائی آ گئے ہیں۔''

''ارے پری! تم باؤلی تو نہیں ہو گئی' لو بھلا وہ اتنی جلدی کس طرح آ سکتا ہے؟ ابھی اسے گئے دن ہی......''

''السلام علیکم دادی جان!'' ان کی بات ادھوری ہی رہ گئی اور طغرل پردہ ہٹا کر اندر چلا آیا اور سلام کرتا محبت سے لپٹ گیا۔

❀......❀......❀
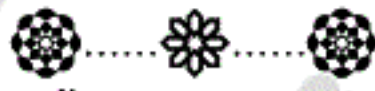
گرگٹ اور مرد میں کچھ عادات یکساں ہوتی ہیں جس طرح گرگٹ جگہ اور موقع دیکھ کر رنگ بدل لیتا ہے اسی طرح کچھ مردوں کی خصلتیں بھی بدلتی رہتی ہیں۔ جس طرح عورتوں کی فطرت بدل نہیں سکتی ہے اسی طرح مردوں کی اصلیت بھی تبدیل نہیں ہو سکتی' دونوں ایک دوسرے کے مخالف بھی ہیں تو لازم و ملزوم بھی مرد و عورت......! اس دنیا کو خوب صورت رنگوں سے سجانے والے' جن کی محبت اور جائز رشتوں کی چاندنی ہر سو بکھرتی ہے اور...... جب ان رشتوں میں حارث کرمانی جیسے بدکردار و عیاش مرد غلیظ رشتوں کی غلاظتیں بکھیرتے ہیں تو عورت اور مرد کا وہ مقدس اور محبت بھرا رشتہ داغ دار ہو جاتا ہے۔ جس کی اساس آدم اور حوا نے رکھی تھی' جو اُن رشتوں کی حرمت کو پامال کرتا ہے وہ انسان نما گدھ ہوتا ہے اور...... حارث کرمانی بھی ایک ایسا ہی گدھ تھا یا ایک ایسا گرگٹ جس نے اپنی خواہش کے لیے رنگ بدل لیا تھا۔ وہ جو سمجھ رہی تھی وہ حارث کرمانی کی التفات پانے میں کامیاب ہو گئی ہے' وہ اس کی نظر نگاہ بن گئی ہے۔ وہ حارث کرمانی جو صبح اس کا چہرہ دیکھ کر شروع کرتا ہے جس کی زبان پر ہر وقت اس کی تعریف و توصیف رہتی ہے وہ اسے فقط ایک گھوڑے کی خاطر داؤد کو گفٹ کر دے گا۔

حسین و جمیل نوعمر ماہ رخ...... اعلیٰ نسل کا عربی گھوڑا...... دو مردوں کی اولین پسند...... ایک انسان...... ایک جانور!

انسان کے مقابل جانور کی کوئی وقعت نہیں ہوتی کہ جانور...... جانور ہی ہوتا ہے خواہ وہ کسی بھی نسل سے تعلق رکھتا ہو لیکن یہاں فیصلہ وہ لوگ کر رہے تھے جو سرمستیوں میں اس حد تک غرق ہو چکے تھے کہ وہ یہ تمام تفریق بھول چکے تھے سو فیصلہ ہو گیا تھا۔ داؤد مرتضیٰ کا چہیتا لاڈلا گھوڑا حارث کرمانی کی ملکیت بن چکا تھا' ماہ رخ داؤد مرتضیٰ کے پہلو میں بیٹھی عازم سفر تھی' سیاہ ستاروں سے جھلملاتے سیاہ لباس میں وہ خاموش بیٹھی ہوئی کسی حسین گڑیا کی مانند لگ رہی تھی۔ ریشمی بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے لبوں پر خاموشی سجائے وہ دل میں ہزاروں طوفانوں سے نبرد آزما تھی۔

''بہت خاموش ہو میری جان!'' داوَد نے انگلی سے اس کے گال کو چھوتے ہوئے پوچھا۔
''حارث کرمانی کو چھوڑ کر آنے کا دکھ ہو رہا ہے تم کو؟'' حارث کرمانی کے نام پر جو نفرت آمیز مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر در آئی تھی اس مسکان نے داوَد مرتضیٰ کو اس کی دلی حالت کا اندازہ لگانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور وہ مطمئن ہو کر گویا ہوا۔
''میں جانتا ہوں حارث کرمانی جیسے گھٹیا آدمی کے ساتھ تم جیسی نائس گرل کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتی۔'' اس کو قریب کرتا ہوا استحقاق بھرے لہجے میں بولا۔
''تم صرف میرے لیے بنی ہو' تم پر پڑی پہلی نگاہ نے ہی میرے دل کو بتا دیا تھا کہ تم میری ہو ماہ رخ! برسوں سے مجھے تمہاری تلاش تھی' میرے پارس پر حارث کی کب سے نظر تھی' وہ پارس اسے ایک دن پسند آ گیا تھا اور اس نے بے تحاشا دولت کی پیش کش کی مگر میں اس کی ہر آفر کو رد کرتا چلا گیا کہ میرے پارس سے زیادہ عزیز مجھے کچھ نہ تھا اور میرے انکار کو جواز بنا کر حارث نے جنگ یعنی خاموش جنگ کا آغاز کر دیا اور ریس کورس' کلب اور دوسری جگہوں پر وہ مجھے ہراتا چلا گیا مگر میں نے پارس اس کے حوالے نہیں کیا اس سے بے حد نقصان اٹھانے کے باوجود بھی اور تم کو دیکھا تو فیل ہوا تم میری سب سے بڑی پراپرٹی ہو' تمہیں کھو کر میں جی نہیں پاؤں گا۔''
''حارث کرمانی نے میری قیمت پارس کے بدلے لگائی تھی؟''
''قیمت نہیں گفٹ میری جان! میں نے اسے پارس گفٹ کیا اور اس نے مجھے گفٹ میں میری زندگی دی ہے۔''

❁ ❁ ❁

طغرل کی آمد نے گھر کے وحشت زدہ ماحول کی خاموشی توڑ دی تھی۔ دادی جان کی خوشی تو دیدنی تھی اس بار صباحت کے چہرے پر بھی مسرت و اطمینان تھا وہ بڑھ چڑھ کر اس کی خاطر و مدارت میں لگی ہوئی تھیں' پچھلے دنوں سے عائزہ کی وجہ سے جوان پر جھنجلاہٹ غصہ اور تفکر چھایا رہتا تھا اس میں قدرے کمی واقع ہوئی تھی۔ فیاض صاحب پر جو گہری سنجیدگی و دبیز خاموشی طاری ہوگئی تھی۔ وہ طغرل کو سامنے دیکھ کر گویا برف کی مانند پگھل گئی تھی۔
''آنے کی اطلاع تو دیتے بیٹا! میں آپ کو ریسو کر لیتا' گھر کی گاڑی ہوتے ہوئے بھی ائیر پورٹ سے گاڑی ہائیر کی۔'' ناشتے کے بعد وہ ان کے ساتھ اسٹڈی روم میں آ گیا تھا وہ دونوں چیئرز پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔
''چچا جان! میں وہاں بے حد بوریت محسوس کر رہا تھا اور مجھے فکر تھی' آپ پر کام کا برڈن بہت زیادہ ہو چکا ہے آپ کا اپنا بزنس اور پھر یہاں کوٹھی اور فیکٹری کی کنسٹرکشنز نے آپ کو بے حد بزی کر دیا ہے یہ احساس تھا مجھے اسی لیے پاپا سے میں نے ان کی صحت بحال ہوتے ہی ساری کنڈیشن بتا کر یہاں آنے کی اجازت لی ان کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا' انہوں نے فوراً ہی مجھے یہاں آنے کے لیے اجازت دے دی۔'' وہ باتوں کے دوران ان کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ اس کو یہاں سے گئے ڈیڑھ ماہ کا قلیل عرصہ ہوا تھا اور اس عرصے میں وہ بہت کمزور ہو گئے تھے' سنجیدہ وہ پہلے بھی تھے مگر اب ان کی سنجیدگی میں گمبھیر خاموشی بھی شامل ہو گئی تھی' وہ خاموشی کوئی عام خاموشی نہ تھی۔ یہ وہ خاموشی تھی جس کے پیچھے بھیانک طوفان چھپا کروٹیں لے رہا ہوتا ہے۔ صباحت نے کال کر کے اسے اس طوفان کی خبر تو دے دی تھی جو عائزہ کی صورت میں اس گھر کے در و دیوار سے ٹکرا کر گزر چکا تھا۔ ان کی التجاؤں پر ہی وہ یہاں آیا تھا وہ فیاض صاحب کی پراسرار خاموشی سے خائف تھیں اور اس کا ادراک طغرل کو یہاں آ کر ہوا تھا وہ سوچ رہا تھا ایک طوفان گزر چکا ہے اور دوسرا طوفان تباہی پھیلانے کو تیار ہے۔ فیاض صاحب کو اس نے اتنا رنجیدہ و چپ کبھی نہ دیکھا تھا۔
''اللہ صحت دے ان کو' ہمیشہ خوش رکھے ایمان کی سلامتی کے ساتھ (آمین) طغرل بیٹا! بھائی جان کب تک پاکستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟'' وہ اس کی سوچوں سے بے خبر گویا ہوئے۔
''پاپا ابھی ریکوری پر ہیں جیسے ہی وہ مکمل صحت مند ہوتے ہیں ویسے ہی وہ یہاں آ جائیں گے۔''
''اوہ! میں تو یہ سب بالکل ہی بھول گیا تھا' بھائی جان ابھی سفر نہیں کر سکیں گے۔'' ان کے لہجے میں فکر کے ساتھ پشیمانی بھی ابھر آئی تھی۔
''چچا جان! ایک بات پوچھوں آپ سے؟'' طغرل نے ان کا اضطرابی انداز دیکھتے ہوئے آہستگی سے پوچھا۔ فیاض نے اس کی طرف دیکھا پھر

دھیمے سے مسکرا کر بولے۔

''ایک ہی بات کیوں؟ آپ کو جو پوچھنا ہے وہ پوچھ سکتے ہیں مجھ سے۔ میں آپ کو اپنا بیٹا سمجھتا ہوں اور بیٹے کو کوئی بات پوچھنے کے لیے باپ سے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔'' وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے گویا ہوئے۔

''بہت شکریہ چچا جان!'' اس نے فرطِ مسرت سے ان کا ہاتھ چوم کر کہا تو ان کے چہرے پر بھی ایک آسودہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

''میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا آپ سے' آپ بے حد اپ سیٹ لگ رہے ہیں' کوئی پرابلم ہے آپ کے ساتھ؟''

''پرابلم ہے۔'' وہ گہری سانس لے کر گویا ہوئے۔

''جب آپ نے مجھے بیٹا کہا ہے چچا جان! پھر بتائیے مجھے وہ کیا پرابلم ہے جو آپ کی ڈپریشن کا باعث ہے...... کیا ہوا ہے؟'' ان کے لہجے میں بے بسی محسوس کر کے وہ تڑپ ہی اٹھا۔

''میں عائزہ کی شادی اسی ہفتے میں کرنا چاہتا ہوں۔''

''اسی ہفتے میں...... لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟ اتنے شارٹ ٹائم میں میرج ارینجمنٹ بے حد مشکل ہو جائے گی چچا جان!'' ان کے لہجے کی قطعیت نے طغرل کو الجھن میں ڈال دیا۔

''کوئی تیاری نہیں ہوگی شادی کی' سادگی سے ایک دن میں رخصت کر دیں گے اس کو۔ کوئی دھوم دھڑ کا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' ان کا لہجہ نرم و سپاٹ تھا۔ طغرل نے رسانیت سے سمجھایا۔

''کیوں چچا جان! کسی دھوم دھام کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟'' اس نے مہذب انداز میں استفسار کیا۔

''عائزہ نے میرے مان کو توڑا ہے' میرے اس فخر کو پاش پاش کیا ہے' جو ایک باپ کو اپنی بیٹی پر ہوتا ہے اس نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے۔ میں اب کبھی بھی آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے کے قابل نہیں رہا' میں اب کبھی اپنا چہرہ نہیں دیکھ پاؤں گا۔'' ان کے پُر وقار چہرے پر آنسو بہہ نکلے وہ کسی شکستہ دیوار کی طرح گر گئے' باہمت اور بہادر' ہنسنے ہنسانے والا طغرل بے حس و حرکت ہو گیا۔ باوقار' باہمت و مضبوط اعصاب رکھنے والے فیاض صاحب کو اس طرح بکھرا ہوا اور ناتواں دیکھ کر اس کی قوتِ گویائی سلب ہو گئی' وہ سوچ رہا تھا کیا کرے...... کس طرح اس شخص کو دلاسہ دے؟ جس نے ہر قدم پر اس کی مدد کی' ایک نہایت شفیق اور مہربان مسکراہٹ جس کے چہرے کا احاطہ کیے رکھتی تھی' وہ اپنی ہی دنیا میں میں مگن رہنے والا شخص' دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رو رہا تھا۔

''بیٹیوں کی خاطر میں نے وہ سب کیا جو ایک باپ کرتا ہے اور بدلے میں مجھے کیا ملا ذلت' بے اعتباری' ریزہ ریزہ ہوا بھروسہ۔''

''چچا جان! پلیز سنبھالیں خود کو' کیا ہوا ہے؟ عائزہ سے کیا غلطی ہوئی ہے آپ مجھے بتائیں تو سہی؟'' بمشکل وہ ان کو چپ کرانے میں کامیاب ہوا آنکھیں اس کی بھی نم تھیں' اضطرابی کیفیت اس کی رگ و پے میں دوڑنے لگی۔

''جوان بیٹی گھر سے جائے چھپ کر' پھر آ کر بے ہوش ہو جائے اور بے ہوشی میں اول فول بکے اور جواباً ماں اس کی لغزش پر جھوٹ کا پردہ ڈالے تو ہر راز عیاں ہو جاتا ہے بیٹا! سب گرہیں کھل جاتی ہیں' میں بھی سب سمجھ گیا ہوں۔ میری بیٹی نے ہی میری عزت پر نقب لگائی ہے' اگر میں کوئی جذباتی مرد ہوتا تو اسی دن عائزہ کو قتل کر دیتا اور خود کو بھی مار لیتا مگر مجھے معلوم تھا میری جذباتیت میری ان تین بیٹیوں کو بھی رسوا کر دے گی۔ جو معصوم اور بے قصور ہیں رسوائی اور بدنامی نے اس گھر کا راستہ دیکھ لیا تو تینوں بچیوں کا مستقبل ہمیشہ کے لیے تاریک ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا عائزہ کے کیے کی سزا سب کو ملے۔'' وہ بولتے بولتے بُری طرح پسینے میں شرابور ہو گئے۔

''ریلیکس چچا جان! آپ اتنے ڈپریسڈ مت ہوں' مجھے عائزہ سے بات کرنے دیں' مجھے یقین ہے ایسا کچھ نہیں ہوا ہوگا۔'' وہ رومال سے ان کا چہرہ صاف کرتے ہوئے تسلیاں دے رہا تھا۔

''اس سے بات کرنے کی کوئی ضرورت ہے' میں اس کا وجود اب اس گھر میں بالکل برداشت نہیں کروں گا' میرے دل سے وہ نکل گئی ہے اس گھر سے بھی اس کو جانا ہوگا یہ میرا فیصلہ ہے۔''

صباحت بڑی بے چینی سے طغرل کے اسٹڈی روم سے باہر آنے کا انتظار کررہی تھیں اور انتظار تھا کہ طویل سے طویل تر ہوتا جارہا تھا۔ فیاض نے جو عائزہ کی طبیعت کی خرابی کے بعد ان سے پوچھ گچھ کی تھی اور انہوں نے حقیقت سے آگاہ کرنے کے بجائے ان کو کسی کم فہم کی طرح جھوٹ بول کر ٹالا تھا اور یہی ان کی بڑی غلطی ثابت ہوئی تھی۔ فیاض صاحب ازحد ذی شعور اور دانش مند شخص۔ مکمل طور پر حقیقی ادراک پا چکے تھے مگر ان کے دل میں بیٹی اور بیوی کی طرف سے سخت بدگمانی و تنفر بھر گیا تھا۔ وہ ان کی شدید ترین ناراضی و بداعتمادی کا ہی اظہار تھا کہ وہ ان سے بات تک کرنے کے روادار نہ تھے۔

صباحت کو اس سے قبل کبھی ان کے اس مزاج کا اندازہ ہی نہ ہوا تھا' اب یک دم کسی آتش فشاں کی مانند ان کو شعلے اگلتے دیکھا تو وہ اتنی خوف زدہ ہوئیں کہ پہلی فرصت میں انہوں نے طغرل سے خاموشی سے رابطہ کیا اور اس کو ڈھکے چھپے انداز میں نازک صورت حال سمجھائی اور فوراً یہاں آ کر معاملہ سنبھالنے کی التجا کی اور وہ کسی سعادت مند بیٹے کی مانند دوسرے دن ہی یہاں موجود تھا۔ اب وہ اندر بیٹھا ان کے صبر و حوصلے کا امتحان لے رہا تھا' جتنی دیر گزر رہی تھی صباحت کے اندر کھلبلی بڑھتی جارہی تھی۔

اندر کیا باتیں ہورہی ہیں...... فیاض اس سے کن راز و نیاز میں مصروف ہیں...... وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ تمام خیالات ان کی بے سکونی کو مزید بڑھا رہے تھے۔ اسٹڈی روم سے آواز باہر نہیں آسکتی تھی۔ وہ اس وقت تک بے کل چکر لگاتی رہیں جب تک طغرل کو باہر آتے دیکھ نہ لیا' وہ بھی ان کو دیکھ چکا تھا۔

''مجھے یقین تھا بیٹا! میرے بلانے پر آپ فوراً چلے آئیں گے۔'' وہ اسے لے کر اپنے روم میں آگئیں اور مان بھرے لہجے میں بولیں۔

''چچا جان کو عائزہ کے راحیل سے رشتہ کا علم نہیں ہے پھر بھی وہ بُری طرح ہرٹ ہیں اور ان کو ہرٹ ہونا بھی چاہیے آنٹی! عائزہ نے جو اپنی من مانی کی ہے اس نے ہماری گردنیں جھکادی ہیں۔'' اس کا لہجہ مہذب مگر کسی حد تک ترش و کبیدہ تھا۔

''ارے طغرل بیٹا! ایسا کچھ نہیں ہوا ہے' عائزہ نے راحیل کو خون میں لت پت دیکھا تو وہ ڈر گئی تھی اور خوف سے بے ہوش ہوگئی تھی۔ اس نے اسی بات کا اتنا اثر لیا کہ بیمار پڑ گئی۔'' صباحت نے اپنے مخصوص انداز میں عائزہ کا دفاع کیا۔

''یہ پروف نہیں ہے اس کی بے گناہی کا آنٹی! آپ نے اس سے یہ نہیں معلوم کیا وہ وہاں کیوں گئی تھی؟''

''غلطی ہوگئی اس سے' بہت شرمندہ ہے وہ۔''

''غلطی...... ہونہہ! جو لوگ کسی کے سمجھانے سے نہیں سمجھتے پھر ایسے لوگوں کو وقت ہی سمجھاتا ہے اور جب وقت سمجھاتا ہے وہ کوئی بھول نہیں سکتا' عائزہ کو بھی اب سمجھ آجائے گی۔'' اس نے سنجیدگی سے کچھ اس انداز میں کہا کہ صباحت گھبرا کر بولیں۔

''ناسمجھ ہے وہ ابھی بیٹا! اس عمر میں نادانیاں تو ہوجاتی ہیں پھر وہ شرمندہ ہے اپنی غلطی پر' ہمیں عائزہ کی غلطی معاف کرنی چاہیے۔''

''لیکن آنٹی! چچا جان اس کو معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں نہ جانتے ہوئے بھی وہ سب کچھ جان گئے ہیں' اس وقت سے ہی مجھے خوف تھا اور یہی بات ہو کر رہی۔''

''کیا جان گئے ہیں وہ؟ انہیں سب معلوم ہوگیا ہے' اس کا مطلب ہے...... پری نے میرے منع کرنے کے باوجود فیاض کو سب بتادیا ہے اوہ......؟'' شدید اشتعال اور تفکر سے ان کے اعصاب تن گئے۔

''پری نے انہیں کچھ نہیں بتایا ہے آنٹی!'' اس نے قطعیت بھرے لہجے میں ان سے کہا۔

''پھر اور کون بتا سکتا ہے ان کو؟ فیاض کو الہام ہونے سے تو رہا' میں جانتی ہوں اس نے مجھے ماں تسلیم کیا ہی نہیں نا میری بیٹیوں کو بہنیں' پری اپنی ماں کے اس گھر سے جانے کا انتقام لے رہی ہے آگ لگارہی ہے ہمارے رشتوں کو......''

''پلیز...... پلیز کول ڈاؤن آنٹی! پری نے چچا جان کو کچھ نہیں بتایا اگر وہ بتاتی تو سب سے پہلے دادی جان کو بتاتی' یہ آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں کہ پری کبھی بھی چچا جان سے کلوز نہیں رہی۔ ان کے درمیان آج تک ایک گیپ رہا ہے۔'' صباحت کی پری کے خلاف بدگمانی کو حد سے سوا

دیکھ کر طغرل کو بے حد دکھ ہوا اس نے مناسب طریقے سے اس کا بچاؤ کیا۔

''ٹھیک ہے میں آپ کی بات پر یقین کر لیتی ہوں' یہ بتائیں فیاض کے کیا ارادے ہیں اب؟'' پری کی جانب سے ان کا دل صاف نہیں ہوا تھا لیکن طغرل سے بھی وہ بات بگاڑنا نہیں چاہتی تھیں سو وہ تحمل سے گویا ہوئیں۔

''وہ عائزہ کی شادی اس ہفتے میں ہی کرنا چاہتے ہیں اور اپنے اس ارادے سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔''

''عائزہ کی شادی اور وہ بھی اس ہفتے میں؟'' وہ بُری طرح چکرا گئیں۔

❀.......❀.......❀

داؤد مرتضیٰ کی تمام چکنی چپڑی باتیں اس کے حصول تک تھیں اس کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد وہ اس کے لیے ایک عام سی عورت بن گئی وہ جتنی شدت سے اس کے حصول کا طالب ہوا تھا پھر اتنی ہی شدت سے اس کی رفاقت سے دستبردار ہو چکا تھا۔ حارث کرمانی نے ماہ رخ کو کئی ماہ تک اپنے دل کے سنگھاسن پر بٹھا رکھا تھا' جھوٹا ہی سہی اس سے چاہت ولگاؤ کا اظہار تو کرتا رہا تھا خواہ پھر ایک جانور کے بدلے میں اس کا سودا کر ڈالا۔ اس کو داؤد مرتضیٰ کے ساتھ رہتے ہوئے ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ ایک پارٹی میں اس کو اپنے دوست غفران احمر کی دوست بھا گئی اور غفران احمر کو ماہ رخ ایسی پسند آئی کہ وہ اپنی چہیتی دوست طوبیٰ کو داؤد مرتضیٰ کو گفٹ کر بیٹھا اور جواباً داؤد مرتضیٰ نے اسے غفران احمر کو تحفے میں دے دیا۔ عجیب دستور تھا زندہ لوگوں کو بے جان شے کی مانند گفٹ کر دیا جاتا تھا۔ وہ بھی سر جھکائے کسی پالتو جانور کی مانند اس کے ساتھ چل پڑی۔ اس نے خود کو حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا یہ سب اس کی کرنی کا پھل تھا اس نے جو بویا وہ ہی کاٹ رہی تھی۔ اس نے ایک جست میں آسمان کو چھونے کی جسارت کی تھی' جاگتے ہوئے سونے کے شیش محل میں حکمرانی کے خواب دیکھے تھے اور دھوکے وسازشوں کے الاؤ میں وہ اپنا سب کچھ خود ہی پھونک بیٹھی تھی۔ اب اس کے پاس بچا ہی کیا تھا جس کی وہ حفاظت کرتی؟ عزت' انا' وقار اور اپنا نام تک وہ گنوا بیٹھی تھی۔

غفران احمر داؤد مرتضیٰ سے بھی زیادہ ادھیڑ عمر تھا اس کے انڈے کی طرح چکنے سر پر بالوں کی صرف ایک جھالر رہ گئی تھی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی' ناک کسی طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی' رنگت صاف اور چہرے پر سخت جھریاں نمودار تھیں۔ وہ کم گو آدمی تھا مگر اس کی نظریں بولتی تھیں وہ ایک عیار اور مشکل پسند شخص تھا' اس وقت وہ جیپ میں ایک صحرا سے گزر رہے تھے۔ رات زیادہ نہیں گزری تھی۔ آسمان ستاروں سے جھلملا رہا تھا اور اس کے وسط میں چمکتا ہوا آخری راتوں کا پورا چاند اپنی شفاف چاندنی ہر سو پھیلا رہا تھا' ہوا ٹھنڈی اور خوش گوار تھی۔ ان کی گاڑی کے سوا وہاں کوئی دوسری گاڑی نہ تھی' ماحول میں ایک سکون چھایا ہوا تھا' غفران احمر نے اس سے رسمی گفتگو کی تھی۔ ماہ رخ نے بھی اس سے زیادہ کوئی بات نہ کی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ ایک کے بعد ایک مرد کی دسترس میں جا رہی تھی' گناہوں کے بوجھ سے اس کی روح بے کل بے کل تھی۔ عجیب زندگی ہوگئی تھی جو موت سے زیادہ تکلیف دے تھی وہ روز مرنے کی دعائیں مانگتی اور زندگی طویل تر ہونے لگتی۔

سفر جاری تھا دھیرے دھیرے رات گزر رہی تھی گزرتی رات کے ساتھ چاندنی کا غبار بڑھ رہا تھا۔ غفران احمر کی خاموشی ٹوٹی اور وہ اس سے عام سی باتیں کرنے لگا۔ اپنی بے حساب دولت امارات اور محلوں کی باتیں ایک وقت تھا جب اس کو ان دولت وآسائشات کی باتوں میں بڑی کشش محسوس ہوتی تھی اور وہ کسی بھی دولت مند کو دیکھ کر اس کی طرح دولت مند بننے کی خواہش کرتی تھیں' تدبیریں لڑاتی تھیں اور آج وہ ایک محل سے دوسرے اور تیسرے محل کی جانب بڑھ رہی تھی' اس کے جسم پر قیمتی ملبوس تھا' جیولری ڈائمنڈ کی تھی' امپورٹڈ میک اپ سے حسن دوآتشہ بنا ہوا تھا۔ اعلیٰ ترین پرفیوم کی دلآویز مہک غفران احمر کے حواسوں کو چھیڑ رہی تھی۔ اس نے قناعت کا دامن چھوڑا' قدرت کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے فرار حاصل کیا ماں باپ کے پیار بھروسے اور گلفام کی محبت کو ٹھکرا کر وہ خواہشوں کے راستوں پر چلی آئی۔

کچھ خواہشیں ہاتھ ضرور لگیں اور بدلے میں عزت' انا' خودداری کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی اور مرتے دم تک اسے ادا کرنی تھی۔ وہ رو رہی تھی بے آواز آنسو خاموشی سے بہہ رہے تھے اور دل کر رہا تھا کاش یہ سب ایک بھیانک خواب کی مانند ہو آنکھ کھلے تو وہ اپنے اس کچے پکے گھر میں ہو۔

❀.......❀.......❀

شیری کی آج کل عادلہ سے دوستی عروج پر تھی۔ وہ عادلہ سے ملنے اکثر گھر بھی آجاتا اور صباحت کی اجازت لے کر وہ دونوں عموماً گھر سے باہر

چلے جاتے ڈنر اور لانگ ڈرائیونگ پر بھی نکل جاتے تھے۔ دونوں ہی ایک دوسرے میں گم ہوگئے تھے یا وہ اپنے دکھوں کا مداوا کر رہے تھے' محبت کی بازی میں دونوں کو ہی مات ہوئی تھی' دونوں ٹھکرائے ہوئے تھے۔ پری نے شیری کی محبت کو قبول نہیں کیا تو طغرل نے عادلہ کی چاہت کو رد کیا اور یوں دو دل ٹھکرائے ہوئے ایک راہ پر چل پڑے تھے۔

''اس طرح کیا دیکھ رہی ہو؟'' شیری نے ڈرائیو کرتے ہوئے عادلہ سے پوچھا۔

''میں نوٹ کر رہا ہوں تم اس طرح مجھے دیکھتی ہو گویا تم کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے' ایسا کیوں کرتی ہو تم؟''

''ایسا نہیں ہے شیری! مجھے آپ پورا بھروسہ ہے مکمل یقین بھی ہے۔ اعتماد تو بس مجھے اپنے مقدر پر نہیں ہے۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

''کیوں؟'' اس نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹا کر اس کے ہاتھ پر رکھا۔

''جب میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا تھا تو اسی وقت مجھے فیل ہوا آپ جیسے شخص کی مجھے تلاش ہے' آپ میرا آئیڈیل ہیں شیری!'' عادلہ نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے جذباتی لہجے میں کہا۔

''آئی لو یو سو مچ شیری! میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی' آپ آنٹی انکل کو کب بھیجیں گے پرپوزل لے کر۔''

''اتنی جلدی کیا ہے عادلہ! ابھی میں ان میرڈ لائف انجوائے کرنا چاہتا ہوں' ابھی تو میرا بزنس بھی اسٹیبلش نہیں ہوا۔'' اس نے عادلہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''آپ کو بلاوجہ کی محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عابدی انکل کا تمام بزنس آپ کا ہی تو ہے پھر کیوں خوامخواہ محنت کر کے خود کو تھکا رہے ہیں' ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں۔'' وہ منہ بنا کر گویا ہوئی پر شیری خاموش ہی رہا۔

''میں آپ سے ملنے کے لیے روز روز نہیں آسکتی' یہ ممی کی مہربانی ہے جو وہ آپ کے ساتھ آنے دیتی ہیں اور گھر جانے تک معاملہ سنبھالے رکھتی ہیں اگر گھر میں کسی کو معلوم ہوجائے تو میں شاید زندہ ہی نہ بچوں اور آج تو میرا کزن بھی آسٹریلیا سے واپس آگیا ہے' اب اس کی موجودگی میں گھر سے نکلنا بے حد مشکل ہوجائے گا۔''

''تمہارے کزن کو تم پر چیک رکھنے کا کوئی رائٹ نہیں ہے' تم کیوں خوف زدہ ہو رہی ہو اس سے؟'' وہ اطمینان سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ شام کا اجالا رات کی تاریکی میں ڈھل چکا تھا سڑکوں پر گاڑیاں رواں دواں تھیں۔

''دادی جان اور پاپا طغرل بھائی کو از حد اہمیت دیتے ہیں وہ بھی کسی بڑے بھائی کی طرح ہم بہنوں پر رعب رکھتے ہیں' ماسوائے پری کے۔''

''اچھا! پری پر اس کا رعب نہیں ہے وہ کیوں؟'' اس کی پیشانی پر شکنیں ابھریں اور پل بھر میں غائب ہوگئیں۔

''پری نے دیوانہ بنا رکھا ہے ان کو' پری کے ان کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔'' بہت سفاکی سے اس نے اپنی حرص وجھوٹ نفرت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی تھی لمحے بھر کو شیری کی نظروں کے آگے اندھیرا سا چھایا' اسٹیئرنگ بے قابو ہو کر کار لہرائی تھی۔

''اوہ......!'' مارے خوف کے عادلہ کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی۔ خوش قسمتی سے کار کے آگے کوئی گاڑی نہ تھی' حادثہ ٹل گیا تھا وہ بھی خود پر قابو پانے میں کامیاب ہوا پھر استفسار کرنے لگا۔

''آپ کو بھی جھٹکا لگا نا' پری کی حقیقت جان کر؟ یہی حالت میری اس وقت ہوئی تھی جب میں نے پہلی بار ان کو ساتھ دیکھا تھا۔'' اس موقع کی اس کو بہت عرصے سے تلاش تھی جب وہ شیری کا دل پری کی طرف سے اس حد تک بدگمان کردے کہ وہ اس کی پرچھائیں تک سے نفرت کرنے لگے۔ آج قدرت کی طرف سے اس کو یہ موقع مل گیا تھا وہ کچھ دنوں سے شیری کو طغرل کی طرف سے بدگمان و بے اعتناء دیکھ رہی تھی اب تو دل ہی دل میں وہ بے حد مسرور تھی کہ اپنی دلی مراد و مقصد میں کامیاب ہوگئی تھی۔

❀......❀......❀

صباحت بڑی بے چینی سے وال کلاک کی جانب بار بار دیکھ رہی تھیں جہاں ٹائم تیزی سے گزر رہا تھا اور ساتھ ساتھ ان کا اضطراب و بے کلی بھی بار بار وہ سیل فون پر عادلہ کا سیل نمبر پش کر رہی تھی۔ عادلہ نے سیل آف کر رکھا تھا اور وہ عادلہ کی اس غیر ذمہ داری پر بُری طرح کھول رہی تھیں'

سارا دن وہ ذہنی دباؤ کا شکار رہی تھیں جب سے طغرل نے ان کو بتایا تھا فیاض صاحب اسی ہفتے عائزہ کی شادی کرنا چاہتے ہیں یہ خبر ان کے اوسان خطا کر چکی تھی۔ انہیں لگ رہا تھا وہ امتحان کے گرداب میں پھنس چکی ہیں ایک کے بعد ایک مصیبت' ایک کے بعد ایک مسئلہ ان کو درپیش آ رہا تھا۔ فیاض ان سے لاتعلق ہو چکے تھے۔

اماں جان سے تعلقات کبھی بھی انہوں نے اتنے اچھے نہ رکھے تھے کہ ان کو تمام حالات بتا کر مشورہ لیا جاتا۔ مدد کی کوئی سبیل بنتی' ہمیشہ اپنی بیٹیوں کو فوقیت دی تھی حد سے بڑھ کر آزادی بھی دی' جس کی سزا اب وہ خود بھی بھگت رہی تھیں۔ وہ ناعاقبت پسند عورت تھیں' وہ اپنی غلطیوں سے نہیں سیکھتی تھیں بلکہ خود ترسی کا شکار بن کر غلطیوں پر غلطیاں کرنا ہی ان کی سرشت تھی وہ عائزہ کے کمرے میں آئی۔

''عائزہ! تم تو ہر وقت روم میں بند ہو کر بیٹھی رہتی ہو' باہر نکل کر بھی دیکھ لیا کرو۔'' وہ ان کے غصے کا ہدف بنی۔

''کیا ہو گیا ہے ممی؟'' وہ جو سوچوں میں گم تھی گھبرا کر گویا ہوئی۔

''ابھی کچھ نہیں ہوا' مگر لگتا ہے تمہارا باپ کچھ نہ کچھ کر کے ہی دم لے گا۔'' وہ غصے سے بولتیں کرسی پر بیٹھی گئیں۔

''پاپا کو معلوم ہو گیا ہے کیا راحیل کے بارے میں؟'' اس نے کارپٹ پر بیٹھ کر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

''راحیل......؟ نام مت لو اس منحوس کا' خود تو مر گیا ہمارے لیے بے شمار پریشانیاں چھوڑ گیا۔ فیاض نے اسی ہفتے تمہاری شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور سب ہی جانتے ہیں وہ جو کہتے ہیں وہ کر کے بھی دکھاتے ہیں ان کے فیصلے ہمیشہ اٹل ہوتے ہیں۔'' عائزہ کا چہرہ زرد پڑ گیا وہ حیرت زدہ انداز میں انہیں دیکھتی رہی جو غم و غصے کی زیادتی سے نان اسٹاپ بول رہی تھیں۔

''فیاض نے مجھے کبھی سکھ و خوشی نہ دینے کی قسم کھا رکھی ہے' اب اچانک شادی کا فیصلہ کر کے بیٹھ گئے اور میں کس طرح بھائی اور بھابی کو راضی کروں گی؟ پہلے ہی ان کے دماغ آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں' میری کال کرنے پر تمہاری عیادت کو آئے تھے اور اماں جان کے سامنے کس طرح کرید کرید کر تمہاری طبیعت کا پوچھ رہے تھے وہ تو اماں جان کا موڈ اچھا تھا جو بھابی کے تیکھے سوالوں کا جواب مطمئن انداز میں دیتی رہیں۔ میں تو شاید ان کو ایک بھی ایسا جواب نہ دے پاتی جو بھابی اور بھائی کو مطمئن کرتا۔''

''ممی! ماموں جان ممانی سے بہت ڈیفرنٹ ہیں۔''

''ارے بس رہنے دو ماموں جان! ہونہہ کاٹھ کے الو بنے ہوئے ہیں بھابی صاحبہ کے ہاتھوں وہ دیکھتے اپنی آنکھوں سے ہیں مگر فیصلے ان کی مرضی سے کرتے ہیں' میری طرح بدنصیب نہیں ہیں بھابی صاحبہ! جو میاں بیٹی کی شادی کی پلاننگ کر رہا ہے اس کل کے بچے طغرل کو سب معلوم ہے اگر کوئی اس قابل نہیں تو وہ میں ہوں' جس سے مشورہ تو درکنار بتانا بھی گوارا نہ کیا۔'' وہ کہہ رہی تھیں معاً دروازہ کھول کر مسکراتی عائزہ اندر آئی۔

''ایک فنٹاسٹک نیوز ہے مما! آپ سنیں گی تو خوش ہو جائیں گی۔'' وہ قریب بیٹھ کر ان سے لپٹتی ہوئی بولی۔

''اچھا......! کیا شیری تم سے شادی پر راضی ہو گیا ہے؟'' ایک لمحے میں ان کا غصہ غائب ہوا۔

''ایسا ہی سمجھ لیں' وہ جلد ہی پرپوز کرنے والا ہے مجھے۔ پری کی وجہ سے وہ مجھے نظر انداز کرتا تھا' آہستہ آہستہ میں اس کا دل پری کی طرف سے بدظن کرنے لگی تھی اور آج تو میں نے شیری کے دل میں پری کی طرف سے ایسی آگ لگائی ہے کہ وہ کبھی اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرے گا۔''

''یہ تو بہت اچھی خبر ہے' کیا کہا تم نے پری کے متعلق شیری سے؟''

❁......❁......❁

دادی کا لاڈلا آ چکا تھا ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ ابھی بھی وہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا دادی' بہو' بیٹے' پوتے اور پوتی کی خیریت دریافت کر رہی تھیں وہ بھی فرداً فرداً بڑی تفصیل سے بتا رہا تھا' گاہے بگاہے اس کی نگاہیں الماری صاف کرتی پری کے چہرے پر اٹھ رہی تھیں۔ کاٹن کے سرخ و سیاہ فراک سوٹ میں اس کی شفاف رنگت دمک رہی تھی' سیاہ باڈر والے سرخ پرنٹڈ دوپٹے میں اس کا چہرہ نمایاں ہو رہا تھا۔ ستواں ناک' براؤن خوب صورت آنکھوں پر گرتی اٹھتی سیاہ پلکوں کی ریشمی جھالریں' گلاب کی پتیوں کی مانند تراشیدہ گلابی ہونٹ'

وہ خوب صورت تھی یا اس کے بدلے جذبات نے اس کے چہرے کو خوب صورت بنا دیا تھا۔ یہ سوال وہ بار ہا خود سے کرتا تھا۔

''ایک مزے کی بات بتاؤں تمہیں طغرل!'' دادی نے پاندان کھول کر پان کا ٹکڑا توڑتے ہوئے کہا۔

''جی ضرور دادی جان! آپ بتا رہی ہیں تو یقیناً وہ بات مزے کی ہوگی' جلدی بتائیے؟'' وہ پُرتجسس انداز میں گویا ہوا۔

''تم جب سے گئے تھے وہ کمرا صرف جھاڑ پونچھ کے لیے ہی کھولا جاتا تھا' کل ہی میں نے پری سے کہا کہ جا کر اپنے کمرے میں رہو' یہ بے چاری بچی! منع کرنے لگی اور میں نے زبردستی کمرے میں بھیجا۔ رات سوئی اور صبح ہی صبح تم واپس آ گئے۔'' وہ پری کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہہ رہی تھیں۔

''اوہ پور گرل! تمہارے روم نے ہی تم کو ریجیکٹ کر دیا' تم وہاں گئیں تو روم نے مجھ سے کہا کہ میں فوراً واپس آ جاؤں' اس کو میرے علاوہ تمہاری موجودگی ذرا بھی پسند نہیں آئی۔'' وہ اسے چڑانے والے انداز میں بولا۔

''اور دیکھو روم کی پکار سنتے ہی میں چلا آیا۔''

''خوش فہمی دل سے نکال دیجیے طغرل بھائی! اچھی نہیں لگتی۔''

''اچھا اچھا...... اب بچوں کی طرح لڑنے مت بیٹھ جانا' یہ سب اتفاق کی بات ہے' جا کر طغرل تم آرام کرو۔ سارا دن ہو گیا ہے تمہیں' سفر کی تھکان بھی تم نے نہیں اتاری کھانے کے ٹائم پر جگا دوں گی۔'' قبل اس کے ان کے درمیان ازلی جنگ چھڑتی انہوں نے مفاہمتی انداز اپناتے ہوئے طغرل کو آرام کرنے کا حکم دیا وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔

''میں ڈنر نہیں کروں گا دادی جان! لنچ میں نے ٹھیک ٹھاک کر لیا ہے۔''

''پری تم کو دودھ کا گلاس دے دے گی' گرمیوں کی راتیں تو ویسے بھی چھوٹی ہوتی ہیں جلدی گزر جاتی ہیں اگر بھوک لگے تو اٹھا دینا۔'' دادی کی تلقین پر وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔

''پری! کیا بات ہے بیٹی! میں دیکھ رہی ہوں تم پریشان ہو' الماری کے تمام کپڑے تم نے بار بار تہہ کیے ہیں' ہر کپڑے اور بیڈ شیٹ کو بار بار جھاڑا ہے گویا کسی شے کی تم کو تلاش ہے۔ کیا ڈھونڈ رہی ہو؟'' وہ طغرل کے جانے کے بعد پری سے گویا ہوئیں جو الماری میں کپڑے ترتیب سے رکھ رہی تھی اس کے چہرے پر بے حد پریشانی و تفکر پھیلا ہوا تھا۔

''دادی جان! میرے فوٹو گراف نہیں ہیں۔''

''اچھی طرح سے دیکھو کہاں جائیں گے؟ پریشان کیوں ہوتی ہو؟''

''آپ کے سامنے ہر کپڑے کو اچھی طرح جھاڑ کر دیکھا ہے میں نے' پھر مجھے یاد ہے بیڈ شیٹ کے نیچے رکھی تھیں وہ تمام فوٹو گراف لفافے سمیت مگر یہاں وہ موجود ہی نہیں ہیں۔'' دادی خود اٹھ کر الماری کے پاس آئیں اور دیکھنے لگیں مگر وہاں پر لفافہ ہوتا تو وہ ملتا وہ بھی تھک ہار کر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''یہ کیسی اچنبھے کی بات ہے نہ کوئی آیا نہ گیا اور لفافہ ہی غائب ہو گیا۔ مجھے بھی یاد ہے تصویریں میرے سامنے تم نے الماری میں رکھی تھیں۔''

''میری غیر موجودگی میں شیری یہاں اس روم میں آتا رہا ہے آپ کے پاس' کہیں یہ حرکت اس کی ہی تو نہیں ہے دادی؟'' وہ الماری بند کر کے ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی۔

''نہیں نہیں پری! اتنی بدگمانی بھی اچھی نہیں ہے وہ بچہ ایسا نہیں کر سکتا پھر بھلا اس کو کیا معلوم تصویریں وہاں رکھیں ہیں؟'' دادی نے سختی سے اس کی بات رد کی' پری نے مزید کچھ کہا بھی نہیں کہ اپنی بات میں وزن اسے خود بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

''پھر وہ تصویریں کون لے سکتا ہے؟ کوئی کیا کرے گا تصویریں لے کر؟''

''معاملہ اللہ پر چھوڑ دو' خود کو ہلکان کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔''

''جی دادی جان! میں تو ہر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیتی ہوں' یہ بھی اللہ کے سپرد کیا...... آپ کے لیے چائے لاؤں؟'' وہ گہری سانس لے کر کھڑی

ہوئی اوران سے دریافت کیا۔

''السلام علیکم اماں جان!'' فیاض صاحب نے اندر آتے ہوئے سلام کیا اور سنجیدہ لہجے میں پری سے مخاطب ہوئیں۔

''ایک کپ چائے میرے لیے بھی لے آنا۔''

''جی پاپا!'' وہ کہہ کر کمرے سے نکل آئی' کچن میں ملازمہ برتن دھورہی تھی پری کو دیکھ کر مسکرائی۔

''خیرون! تم ابھی تک گھر نہیں گئیں؟'' وہ فریج سے دودھ کا پیکٹ نکالتے ہوئے گویا ہوئی۔

''بیگم صاحبہ نے میری ڈیوٹی بڑھادی ہے وہ کہہ رہی تھیں میں رات تک کام کروں وہ پیسے زیادہ دیں گی۔ طغرل صاحب بھی آگئے ہیں' کام بھی بڑھ گیا ہے اس لیے جی۔''

''اوہ...... یہ بات دادی جان کے سامنے کرنا' وہ طغرل بھائی کا نام سن کر تمہاری ملازمت ختم کریں گی اور ممی کو الگ سنائیں گی۔'' اس نے ساس پین میں دودھ ڈالنے کے بعد برنر جلایا اور کیبن سے چینی اور پتی کے جار نکال کر رکھ رہی تھی۔

''او...... ہاں بی بی جی! ٹھیک کہہ رہی ہو آپ' اماں جان نے تو مجھے چٹیا پکڑ کر باہر نکال دینا ہے پھر سچی بات تو یہ ہے طغرل صاحب کا کام زیادہ تر آپ خود ہی کرتی ہیں۔'' ملازمہ روانی میں جو کہہ گئی تھی اس پر سخت بدحواسی کا شکار ہوئی۔

''تم اتنا ڈرومت' اماں کو پتا نہیں چلے گا' میں ایسی باتیں نہیں کرتی۔''

''ہاں بی بی جی! یہ ایک آپ ہی تو ہیں جن کی وجہ سے ہم جیسے غریبوں کو آسانی مل جاتی ہے آپ بے حد خیال رکھتی ہیں' بی بی جی! میں کئی دنوں سے آپ کو ایک بات بتانا چاہ رہی تھی۔'' وہ ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی رازدارانہ انداز میں گویا ہوئی۔ دودھ میں پتی ڈالتی پری نے حیرانی سے اس کو دیکھا۔

''ایسی کیا بات ہے جو اتنی احتیاط برت رہی ہو؟''

''بات ہی ایسی ہے بی بی جی! میں ابھی آتی ہوں۔'' وہ کچن سے چلی گئی۔ چند لمحوں بعد آئی تو اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

''کہاں چلی گئی تھیں تم...... کیا ہوا ہے؟'' وہ جھنجلائی۔

''میں دیکھنے گئی تھی بیگم صاحبہ' عادلہ اور عائزہ بی بی اردگرد کہیں موجود تو نہیں ہیں' باہر کوئی نہیں ہے۔ بی بی جی کچھ دن پہلے میں نے عادلہ بی بی کو دیکھا تھا' وہ یہاں کھڑی چولہے پر رکھ کر کچھ جلارہی تھیں' جلانے سے پہلے انہوں نے مجھے کچن سے نکال دیا تھا۔ میں نے باہر کھڑکی سے جھانک کر دیکھا ان کی میری طرف پشت تھی۔''

''بلاوجہ کیوں سسپنس پیدا کررہی ہو' جلارہی ہوگی وہ کچھ اور تم کو معلوم ہے مجھے اس قسم کی باتیں پسند نہیں ہیں اپنے کام سے کام رکھا کرو۔'' وہ چائے نکالتے ہوئے غصے سے بولی۔

''میری ایسی عادت نہیں ہے یہ آپ جانتی ہیں مگر جو عادلہ بی بی جلارہی تھیں وہ آپ کی تصویریں تھیں' میں نے خود کھڑکی سے دیکھا تھا۔''

❁......❁......❁

''فیاض! یہ فیصلے بہت سوچ سمجھ کر کیے جاتے ہیں بیٹا! شادی بیاہ گڑیا گڈے کا کھیل نہیں ہے یہ عمر بھر کا بندھن ہوتے ہیں۔'' اماں جان نے ان کی بات سننے کے بعد تحمل سے سمجھایا۔

''میں نے ہر طرح سے سوچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے اماں جان! عائزہ کو میں اس ہفتے ہی شادی کر کے رخصت کردینا چاہتا ہوں' اب مجھے صرف آپ کی رائے کی ضرورت ہے۔''

''جب تم نے فیصلہ کرلیا ہے تو میری رائے کی بھلا کیا اہمیت رہ جاتی ہے' جو تم کو کرنا ہے وہ تم کرو مت پروا کرو میری۔'' ان کے سردمہر انداز پر فیاض نے ان کی طرف دیکھا اماں کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی جو ان کی خفگی ظاہر کررہی تھی۔

''اماں جان! آپ ناراض ہوگئی ہیں مجھ سے؟'' ان کے لہجے میں صدیوں کی تھکن اتر آئی وہ ازحد دلگرفتہ ہوئے۔

''خوش ہونے والی بات بھی تم نے نہیں کی ہے فیاض! بھلا بتاؤ گھر کی پہلی شادی' پہلی خوشی ہے جس کی محض تیاریوں میں ہی ہفتوں کی مدت

چاہیے اور تم کہہ رہے ہو اس ہفتے میں ہی شادی کردو بچی کی گویا شادی نہ ہوئی کوئی جرم ہے جو سب سے چھپ کر کیا جائے۔'' وہ حسب عادت ان کو کھری کھری سنا رہی تھیں۔

''ہم خاندانی لوگ ہیں کوئی اٹھائی گیرے نہیں ہیں' جو اس طرح اپنی بیٹی کسی کو پکڑا دیں جیسے کوئی بوجھ اتار پھینکا ہو۔''

''آپ کا غصہ حق بجانب ہے اماں جان! میں ان تمام تقاضوں کو سمجھتا ہوں خاندان کی رسوائی مجھے بھی منظور نہیں ہے اگر عام حالات ہوتے میں عائزہ کو اسی شان وشوکت سے رخصت کرتا' جو ہمارے خاندان کا طرۂ امتیاز رہا ہے...... آہ! لیکن عائزہ نے خاندان کو رسوا کرنے میں کوئی کسر کہاں چھوڑی۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں' میرا اعتماد صباحت کی بیٹیوں پر سے اٹھ گیا ہے۔'' بیٹے کی آنکھوں میں اترتی نمی دیکھ کر اماں جان کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہوا' کانپتے ہاتھ اس کے شانے پر رکھ کر رسانیت سے گویا ہوئیں۔

''اس طرح بدگمان مت ہو بیٹا' جو ہوا سو ہوا' ہمیں کچھ معلوم ہی نہیں ہے اور اب بہتری اسی میں ہے کہ ہم کچھ معلوم نہ کریں' تم نے یہ کیا کہا صباحت کی بیٹیاں؟ وہ تمہاری بھی بیٹیاں ہیں۔ صباحت اپنے جہیز میں ان بیٹیوں کو نہیں لائی تھی۔''

''آپ بالکل بھی میرے سامنے اس عورت کی طرفداری نہ کریں' یہ سب اس عورت کی ہی بے پروائی وآزادی کا نتیجہ ہے' مجھے اگر اپنی بیٹیوں کا خیال نہیں ہوتا میں ایک دن بھی صباحت کو یہاں رکھنے والا نہ تھا۔ وہ اچھی بیوی' ماں اور عورت کہلانے کے لائق ہے ہی نہیں' وہ ہر مقام پر ناکام عورت ہے۔'' وہ سخت بدظن وکبیدہ تھے۔

''بات دراصل یہ ہے فیاض! جب کسی مرد کے دل کو کوئی عورت بھا جائے پھر وہ عورت کبھی بھی اس مرد کے دل سے نکل نہیں پاتی۔ تم کو مثنیٰ سے ایسی محبت ہوئی کہ اس کے گھر سے جانے کے باوجود وہ تمہارے دل سے نہ جاسکی' ڈھیروں سال گزرنے کے بعد وہ آج بھی تمہارے دل میں پہلے دن کی طرح موجود ہے۔'' اماں جان نے اپنے محسوسات ان پر ظاہر کردیئے۔

''یہ کیسی باتیں کررہی ہیں اماں جان آپ! یہ کوئی موقع ہے ایسی باتیں کرنے کا؟ شاید آپ درست کہتی ہیں میں نے مثنیٰ سے محبت دل کی گہرائیوں سے کی ہے اور اس محبت کی قدر نہ کرسکا' اسی زیادتی کی سزا مل رہی ہے مجھ کو!'' وہ ذہنی طور پر اس قدر پریشان تھے کہ پل بھر میں اپنی بات کی نفی کررہے تھے۔ اماں نے دزدیدہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''تم پریشان مت ہو جو بھی معاملہ ہے ہوشمندی سے سنبھالنا ہوگا۔ غصہ وجلد بازی بچی کے مستقبل کو بگاڑ دے گی' کس کس کو بتاؤ گے آناً فاناً شادی کرنے کا جواز؟ پھر اپنے سب سے پہلے انگشت نمائی کرتے ہیں غیر تو بعد میں ہی باتیں بنایا کرتے ہیں۔ یہ اپنی صباحت کی ماں کو کم مت سمجھنا' وہ سب سے پہلے طوفان مچائیں گی کہ جتنی زمین کے اوپر ہیں اس سے کہیں زیادہ زمین کے نیچے وجود رکھتی ہیں۔''

❁.........❁.........❁

صبح کے دھندلکے میں ان کی گاڑی ایک شاندار محل کے مضبوط گیٹ کے سامنے رکی تھی۔ وہ محل نما عمارت وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی یہ ایک پوش علاقہ تھا۔ جہاں بلند بالا عمارتیں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں اور ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر' گیٹ باوردی چوکیدار نے کھولا' گاڑی اندر پورچ میں رکی۔ کار سے باہر نکلتے ہوئے اس نے دیکھا ایک جانب لائن سے سرونٹ کوارٹرز بنے ہوئے تھے سارا لان سرسبز تھا' پھولوں کی کیاریاں مہک رہی تھیں' کھجور کے درختوں کی بہتات تھی۔ جیسے ہی وہ اور غفران احمر گاڑی سے باہر آئے' کئی خادمائیں وہاں سلام کرتی ہوئی آئی تھیں ان میں سے ایک گندمی رنگت والی خادمہ نے غفران احمر کو سلام کیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔

''سرکار! اس بار آپ نے بہت ٹائم لگایا' ہم پریشان ہوگئے تھے۔ سب خیریت تو رہی نا؟'' اس خادمہ نے بڑے لگاوٹ بھرے انداز میں اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

''سب خیریت رہی دلربا! ایک ہیرے کی تلاش میں ہم نکلے تھے وہ ہیرا ہمیں مل گیا بس اس کو حاصل کرنے کی تگ ودو میں ٹائم گزرنے کا معلوم ہی نہیں ہوا۔'' غفران احمر نے بے تکلفی سے خاموش کھڑی ماہ رخ کا بازو پکڑ کر دلربا کی طرف کرتے ہوئے پھر حکمیہ انداز میں کہا۔

''آج سے اس ہیرے کی حفاظت تم کروگی دلربا!''

"جو آپ کا حکم سرکار! بے فکر رہیے شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔"

"ہم آرام کرنے جا رہے ہیں جب تک تم اس کو بھی یہاں رہنے کے طور طریقے سمجھاؤ' شام میں ملاقات ہوگی۔" غفران احمر حکم دے کر چلا گیا اس نے مڑ کر ماہ رخ کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا کہ وہ اس کی نگاہ میں کوئی معزز ہستی نہ تھی۔

"ہوں...... نام کیا ہے تمہارا؟" دلربا خاصی دیر تک اس کا ناپسندیدہ نظروں سے جائزہ لینے کے بعد سخت لہجے میں پوچھنے لگی اس نے کوئی جواب نہیں دیا' خاموش کھڑی رہی۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں' تمہارا کیا نام ہے؟"

"کوئی نام نہیں ہے میرا۔" وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی تو دلربا نے زوردار طمانچہ اس کے چہرے پر مارتے ہوئے غصے سے کہا۔

"بدبخت! مجھے دماغ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے' تیرے یہ نازو ادائیں اس بڈھے کو ہی دیوانہ بنا سکتی ہیں۔ میرے سامنے زیادہ اپنے حسن پر اترانے کی کوشش بھی کی تو وہ حال کروں گی تیرا...... وہ بڈھا تجھ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرے گا ہونہہ!" وہ فربہ مائل عورت تھی' پچاس کے لگ بھگ اس کی عمر تھی بھرے بھرے جسم پر اس نے تربوزی رنگ کی ساڑھی باندھی ہوئی تھی جس میں سے اس کا آدھا جسم عریاں ہو رہا تھا۔ کانوں میں اس نے طلائی آویزے پہنے تھے' گلے میں کئی طرح کی چین جھول رہی تھیں' بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹ رکھا تھا اور چہرے پر تیز میک اپ تھا۔ وہ غفران کی چہیتی ملازمہ تھی جو اس پر اپنا ہی حق سمجھتی تھی اور اس کی حکمرانی تھی' اب ماہ رخ کی خوب صورتی و کم عمری اس کے لیے خطرہ تھی۔

❁......❁......❁

وہ کمرے میں آیا' چمکتا دمکتا خوشبوؤں سے مہکتا کمرا اس کے استقبال کے لیے موجود تھا بے شکن بستر دیکھ کر اس کو یاد آنے لگا وہ گزشتہ کئی دنوں سے پوری نیند نہیں لے پا رہا تھا۔ صباحت کی کال اور سچویشن جان کر اس کی نیند از خود ہی اڑ گئی تھی اور یہاں آ کر بھی اس کا سارا دن پریشانی میں ہی گزرا تھا' کبھی چچا کو سمجھاتے ہوئے تو کبھی صباحت کو تسلیاں دیتے ہوئے اور باقی وقت دادی جان کی سنگت میں گزرا تھا۔ وہ بستر پر لیٹا حسب عادت ایک تکیے پر سر رکھنے کے بعد دوسرا تکیہ اس نے منہ پر رکھ لیا پھر دفعتاً کئی لمبی لمبی سانسیں لیں۔ تکیے میں سے بہت دلفریب مہک آ رہی تھی۔ اس مہک نے اس کے روم روم میں ایک سرشاری دوڑا دی۔ بڑی مانوس' بے حد سحر انگیز مہک تھی۔

"ایک مزے کی بات تمہیں بتاؤں طغرل!" دادی کی شوخی بھری آواز اس کی سماعت میں گونجی تو اسے یاد آیا' کل رات یہاں پری سوئی تھی اور یہ مہک اس کے بالوں کی ہے۔

"اوہ...... میں اس طرح نہیں سو پاؤں گا' یہ مہک مجھے ایموشنل کر رہی ہے۔" وہ بیڈ سے اٹھ گیا' نیند ہوا بن کر اڑ گئی تھی وہ کئی لمحوں تک سر تھام کر بیٹھا رہا' اپنے جذبات پر حیران ہوتا رہا۔ اس کے اعصاب کس طرح سے کمزور پڑ گئے تھے۔

وہ بھی ایک کمزور سی لڑکی کی خاطر' جس لڑکی کو کل تک اس نے کوئی اہمیت نہ دی تھی۔ بات بے بات اس کا مضحکہ اڑاتا رہا تھا۔ نامعلوم کس لمحے وہ لڑکی اس کے دل میں براجمان ہوگئی تھی اور اس طرح ہوئی کہ اس کو بالکل ہی بے دم کر دیا۔ وہ کمرے سے نکلا تو ملازمہ کوریڈور سے گزر رہی تھی اس کو دیکھ کر وہ پوچھنے لگی۔

"صاحب! کچھ چاہیے تو مجھے بتائیں؟"

"نہیں شکریہ! ہاں وہ پری کو کہہ دیں میں دوسرے روم میں سو رہا ہوں' وہ اپنے روم میں سو جائیں۔" وہ کہہ کر چلا گیا۔

❁......❁......❁

"توبہ توبہ...... کیا وقت آ گیا ہے وہ پنکی چہرے سے کتنی معصوم اور بے زبان دکھائی دیتی تھی' مجھے تو بالکل یقین نہیں آ رہا ہے۔ پنکی اس طرح کی لڑکی ہوگی اندر سے؟" وہ بوجھل قدموں سے اندر داخل ہوا تب ہی اسے مما کی آواز سنائی دی' وہ سیل فون پر اپنی بیٹی شازمہ سے بات کر رہی تھیں۔ لاؤنج میں ان کی حیرت آمیز آواز پوری طرح سے گونج رہی تھی۔

"ہاں بھئی! پرابلمز تو کری ایٹ ہوں گی' وہ شادی شدہ نہیں ہے اور ماں بننے والی ہے۔ مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آ رہا وہ بہت خوب صورت اور

معصوم ہے لیکن حرکتیں دیکھو ذرا...... کس دلیری سے خاندان کا نام رسوا کرتی رہی اور ہوش اب آیا ہے جب پانی سر سے گزر گیا۔ سچ بات ہے آج کل چہرے دھوکہ دیتے ہیں کسی پر اعتبار کا وقت ہی نہیں رہا اور تمہارے میاں اور سسر کا کیا حال ہے بیٹی کے بارے میں ایسے وقت میں جب وہ گھر بیٹھے ماں بننے جا رہی ہے؟'' وہ فکرمندی سے بیٹی سے اس کی نند کے متعلق معلومات لے رہی تھیں۔ شیری نے ان کے پاس جانے کا ارادہ ملتوی کر کے اپنے روم کی راہ لی اس کے دل کی دنیا میں طوفان برپا تھا۔

عادلہ نے پری کے بارے میں جو انکشافات کیے تھے وہ بڑے اذیت ناک تھے۔ پری ایسی لڑکی تھی جس کو اس نے دل سے چاہا تھا اور عمر بھر کے لیے اس کو اپنا بنانے کی تمنا کی تھی گو کہ پری نے پہلے دن سے ہی اس کی بے عزتی کی تھی اس کی چاہت کو تذلیل کا نشانہ بنایا تھا۔ شہریار کو اس کی یہی ادا یہی سادگی دیوانہ بنا گئی تھی ویسٹرن سوسائٹی میں وہ بہت ٹائم گزار کر آیا تھا اور وہاں رہ کر وہ ان لوگوں کے طور طریقوں پر چلتا رہا تھا اس کے لیے صنف مخالف کی ذات پُرکشش نہ رہی تھی اور نا ہی قابل احترام و عزت اور یہاں آ کر پہلی ملاقات میں اسے احساس ہوا عورت ایک تقدس و پاکیزگی کا نام ہے۔ عورت کی حیا کردار کی پختگی و بے لچک مزاج اس کے گرد ایسی پاکیزگی کا حصار قائم کر دیتا ہے کہ کسی مرد کی خراب نگاہیں اس کی سمت اٹھنے کی جرأت ہی نہیں رکھتی۔ وہ بھی پری کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے میں جھجک محسوس کرتا ایک بے حد اونچا مقام وہ پری کو دے چکا تھا اور سوچا تھا کہ عادلہ سے دوستی کر کے رفتہ رفتہ اس کی پسند ناپسند معلوم کر کے اس کی پسند کے سانچے میں خود کو ڈھال لے گا پھر اس کے لیے پری کو حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں رہے گی لیکن عادلہ نے جو کچھ بتایا وہ سن کر اس کے اندر آگ بھڑک اٹھی تھی۔

''پری کے افیئرز کی خبر سننے پر تم کیوں اس قدر مضطرب ہو گئے ہو؟ تمہارے لیے یہ سب نیا تو نہیں ہے پھر تم خود کہاں کے پارسا ہو؟ تم بھی تو اپنی گرلز فرینڈز کے ساتھ وقت ضائع کرتے رہے ہو۔ تمہاری تیس سالہ لائف میں کتنی گرلز آئیں اور گئیں اگر کاؤنٹ کرنے بیٹھو گے تو ان گرلز کی تعداد بھی یاد نہ ہو گی پھر پری کے اس کے کزن کے ساتھ تعلقات کا سن کر اتنے حساس ہو گئے ہو؟'' وہ اپنے آپ سے الجھتا ہی جا رہا تھا۔

''مردوں کو ایسی اونچ نیچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے مگر عورت اپنی شرم و حیا کو پسِ پشت ڈال کر نفس کی گمراہ راہوں پر چلے تو اپنے منصب سے گر جاتی ہے لیکن میں یقین اور بے یقینی کے دوراہے پر موجود...... میرا دل کہتا ہے پری ایسی نہیں ہے پر عادلہ کی بات کو بھی رد کرنا ممکن نہیں۔ مما بھی کال پر پنکی کے مطابق بات کر رہی ہیں پنکی کو دیکھا ہے میں نے بہت معصوم اور کیوٹ لڑکی ہے وہ کم گو اور شرمیلی۔ وہ کہیں انگیج بھی نہیں ہے اور حاملہ ہے۔ ایسی بھولی و معصوم صورت لڑکی۔ مما ٹھیک کہتی ہیں چہرے دھوکہ دیتے ہیں کسی پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔'' وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا اس کے انداز میں عجیب وحشت و جنون تھا۔

''میں نہیں جانتا میں پری سے محبت کرتا ہوں یا نہیں؟'' سگریٹ سلگا کر لمبے لمبے کش لیتا ہوا وہ مسلسل پری کے متعلق سوچے جا رہا تھا۔ عادلہ کے جملے سماعتوں میں گونج رہے تھے وہ گھائل ہوتا رہا۔

''میں اسے پانا چاہتا ہوں یا نہیں؟ میں نہیں جانتا مگر میں اس کو کسی اور کے ساتھ دیکھنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔'' اس نے سگریٹ جنونی انداز میں ایش ٹرے میں مسل دی۔

❁......❁......❁

فیاض کی سادگی سے شادی کرنے پر صباحت کے ارمان برف ہو گئے تھے کوئی اور موقع ہوتا تو وہ کسی صورت یہ ہونے نہیں دیتیں وہ ایک نمائش پسند عورت تھیں خود نمائی و خود پسندی اس کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ فیاض صاحب کے فیصلے پر انہوں نے واویلا بہت کیا جس میں عادلہ نے بھی ان کا ساتھ دیا وہ بھی ماں کی طرح اس کی شادی دھوم دھام سے کرنے کی خواہش مند تھی۔ فیاض صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے خلافِ عادت ان ماں بیٹیوں کی زبردست کلاس لی۔ عائزہ تو مارے شرمندگی و خوف سے ان کے سامنے بھی نہیں آئی مگر کمرے کے کھلے دروازے سے باپ کی لعن طعن کرتی آوازیں اس کو صاف سنائی دے رہی تھیں اور وہ کانپتی ہوئی اپنی لغزشوں پر خاموش آنسو بہا رہی تھی۔ صباحت اور عادلہ بھی اپنی ساری اکڑ و سرکشی بھول کر فیاض کے غصے اور جلال کو دیکھ کر بھیگی بلی بن گئی تھیں۔

فیاض نے شادی کی تیاری پری اور اماں کے ذمہ ڈال دی تھی اور ان تینوں ماں بیٹیوں کو ان تیاریوں سے دور رہنے کو کہا تھا اماں نے بھی ان کے

خونخوار موڈ کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرلی تھی کہ وہ دیکھ رہی تھیں اپنی غلطی ہونے کے باوجود بھی صباحت ذرا لچک دکھانے کو تیار نہ تھیں اور عادلہ بھی ماں کا ساتھ دے رہی ہے۔ فیاض کے منع کرنے پر وہ پیچھے ہی رہی تھیں کسی کام سے سروکار نہ رکھا‘ اماں نے اس کو سامان کی لسٹ بنا کر دی اور ساتھ ہی طغرل کو حکم دیا کہ وہ پری کو شاپنگ سینٹر لے جائے‘ طغرل نے فوراً ہی حامی بھرلی۔

’’شاپنگ کرنا آتی ہے تمہیں؟‘‘ اس نے گیٹ سے نکلتے ہی سوال کیا۔

’’جی ہاں! تب ہی دادی جان نے بھیجا ہے مجھے۔‘‘

’’ہوں! ڈریسنگ تمہاری ہمیشہ بہترین ہوتی ہے‘ عائزہ کے لیے گارمنٹس سلیکشن لاجواب کروگی۔‘‘ وہ اس کی وہائٹ اینڈ پنک فراک سوٹ پر ستائشی نظریں ڈال کر گویا ہوا۔

’’ڈریسز اینڈ جیولری‘ سینڈلیز وغیرہ میں عائزہ کی پسند کے خریدوں گی ابھی تو کراکری‘ بیڈ شیٹس‘ بلینکٹس وغیرہ کی خریداری کرنی ہے۔‘‘ اس کے لہجے میں بڑی بہنوں جیسی ذمہ داری واحساس تھا‘ جو طغرل نے گہرائی سے محسوس کیا اس کو مسرت ہوئی اس کی فراخدلی پر۔

’’ایک بات پوچھوں تم سے‘ برا تو نہیں مانو گی؟‘‘ وہ ایک دم ہی سنجیدہ ہو کر گویا ہوا۔

’’جی! ضرور پوچھیں۔‘‘ پری نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پُراعتماد انداز میں کہا۔

’’عائزہ کی اس طرح شادی ہونا تم کو کیسا لگ رہا ہے؟‘‘

’’پاپا جو کررہے ہیں اس میں عائزہ کی بہتری ہوگی۔‘‘

’’تم کو فیل نہیں ہوتا چچا جان اس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی سزا دے رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے وہ سوچتے ہوں گے کہ میں نے ان پر اتنا بھروسہ کیوں کیا؟ ان کی ذمہ داری تھی بچیوں پر نظر رکھنا اور وہ ایسا نہ کرسکے؟‘‘

’’نہیں! آپ کی سوچ بالکل فضول ہے یہ ڈیوٹی ممی کی ہے‘ پاپا اپنی ذمہ داریوں کو ایک بہترین اور محبت کرنے والے فادر کی طرح انجام دے رہے ہیں۔ ممی نے سب کچھ جانتے بوجھتے ان کو من مانی کی اجازت دی اور اب بھی اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی پاپا سے سب کچھ چھپایا انہوں نے جو انہیں نہیں چھپانا چاہیے تھا۔‘‘

’’ویری نائس! میں تم میں بہت پھرتی دیکھ رہا ہوں‘ بے حد پُراعتماد لگ رہی ہو اور بہت خوش بھی‘ کیا وجہ ہے خوشی کی؟‘‘ وہ پری کی طرف دیکھتا ہوا مسکرا کر بولا۔

’’مطلب کیا ہے آپ کا؟‘‘ اس کا موڈ ایک دم ہی بدلا۔

’’آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں عائزہ پر جو گزری اس پر میں خوش ہوں۔ پاپا‘ ممی‘ دادی کو اداس دیکھ کر میں خوش ہورہی ہوں؟‘‘

’’اوہ! میرا یہ مطلب نہیں تھا پری!‘‘ وہ پریشان ہوگیا۔

’’یہی مطلب تھا آپ کا‘ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔‘‘

’’میرا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا تم بلاوجہ بات کو بڑھا رہی ہو۔‘‘

’’ہونہہ! میں نہیں جارہی آپ کے ساتھ پلیز گاڑی روکیں۔‘‘ طغرل کی بات اس کے جذبات بُری طرح مجروح کرچکی تھی وہ غصے سے اس کا بازو جھنجوڑتی ہوئی گویا ہوئی۔ اس کی اس بے وقوفی سے کار بُری طرح لہرا گئی تھی‘ اردگرد سے گزرنے والے لوگوں کی نگاہیں ان کے اوپر اٹھی تھیں۔

’’کول ڈاؤن پری! یہ کیا حماقت ہے؟ ابھی گاڑی کسی بھی سے بھی ٹکرا جاتی‘ کیوں پرابلمز کری ایٹ کرنا چاہتی ہو۔‘‘

’’میں نے کہا کار روکیں‘ میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔‘‘ وہ اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھی۔

’’میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی‘ تم خوامخواہ بات بڑھا رہی ہو۔ میرا یہ مقصد بالکل بھی نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو‘ میں تمہارے اندر تبدیلیاں دیکھ کر بے حد خوش ہوں‘ لاسٹ ٹائم میں یہاں سے گیا تھا تم ڈسٹرب تھیں‘ تمہاری پرسنالٹی میں کمپلیکس نظر آتا تھا۔‘‘ وہ نرمی سے اس کو سمجھانے لگا اور وہ بھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ ’’میں جانتا ہوں‘ تم ان لوگوں سے کتنی محبت کرتی ہو‘ تم ان کے لیے بُرا چاہو گی میں یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔‘‘

''سوری طغرل بھائی! میں سمجھی آپ مجھے عائزہ......''

''پلیز کچھ مت کہو' میں جانتا ہوں تم کو بہت اچھی طرح سے۔'' اس کے وجیہہ چہرے پر محبت تھی۔ نگاہوں میں دیپ روشن ہونے لگے تھے عجیب سی لو تھی ان آنکھوں میں' پری نے گھبرا کر نگاہیں جھکالی۔ دل تھا کہ بے ہنگم انداز میں دھڑکے جارہا تھا وہ غیر ارادی طور پر کچھ اور سمٹ کر بیٹھ گئی۔

''ارے کیا گیٹ توڑ کر باہر نکلنے کا ارادہ ہے؟'' وہ اس کی طرف دیکھے بنا شوخی سے بولا۔

''ایزی ہو کر بیٹھ جاؤ' آدم خور ہرگز نہیں ہوں۔'' جواباً وہ کچھ نہیں بولی' کچھ توقف کے بعد طغرل کی بھاری آواز اس خاموشی کے آئینے کو توڑتی ہوئی ابھری۔

''پری......! میں نے ڈیڈی سے بات کی ہے۔''

''کیسی بات؟'' وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

''تم کو ان کی بہو بنانے کی۔''

''دماغ درست ہے آپ کا طغرل بھائی؟''

......☆☆☆......

اس کے چہرے پر شدید ناپسندیدگی ابھری اور لہجہ سخت ہوگیا۔

''میری مرضی کے بغیر آپ یہ فیصلہ تنہا کس طرح کرسکتے ہیں؟ کس نے حق دیا ہے آپ کو میرے مطابق تاؤ سے بات کرنے کا؟ کیا سمجھا ہوا ہے آپ نے مجھے بے سہارا...... لاوارث؟ کوئی نہیں کیا اس دنیا میں میرا جو آپ کو من مانی کرنے سے باز رکھ سکے؟''

''پلیز...... پلیز پارس! ایسی میں نے کون سی اسٹوپڈ بات کہہ دی ہے جس پر تم اتنا بھڑک رہی ہو لگتا ہے حسِ مزاح بالکل ہی کھو چکی ہو اور میں کیوں تمہیں بے سہارا سمجھنے لگا؟'' اس کے مسکراتے وجیہہ چہرے پر ایک دم ہی غصے کی سرخی چھانے لگی تھی' جس کی آنچ اس کے بھاری لہجے میں نمایاں ہوئی۔

''مجھ سے زیادہ تم رشتوں کے معاملے میں امیر ہو' مجھ سے زیادہ تم کو چاہنے والے موجود ہیں لیکن تم خود ترسی کا شکار ہوگئی ہو۔ تم کو اچھا لگتا ہے کہ سب تم پر ترس کھائیں کہ کتنی مظلوم ہو جو سوتیلی ماں کے ساتھ گزارہ کررہی ہو۔ ماں کے ہوتے ہوئے بھی ان سے دور رہو۔ دادی کی خدمت کرکے زندگی گزار رہی ہو۔''

''وہ میری دادی ہیں ان کی خدمت کرنا میرا حق ہے' آپ فضول باتیں مت کریں تو بہتر ہے' مجھے اس طرح کی باتیں پسند نہیں۔'' طغرل کے بگڑتے مزاج نے اس کے غصے پر دھاک بٹھادی تھی وہ نرمی سے گویا ہوئی۔

''مجھے پروا نہیں تم کو کس طرح کی باتیں پسند ہیں اور کس طرح کی نہیں مگر اپنی میموری میں فیڈ کرلو اس بات کو آئندہ مجھ سے اس لہجے میں بات مت کرنا۔'' اس نے بھی لحاظ و مروت ایک طرف رکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

''کیا کرلیں گے آپ؟'' وہ بھلا اس لہجے و انداز کی کہاں عادی تھی۔

طغرل نے کوئی جواب نہیں دیا صرف ایک جلتی نگاہ اس کے سرخ چہرے پر ڈال کر ڈرائیونگ کرنے لگا۔

''خود کو بہت تیس مار خان سمجھتے ہیں آپ؟ میں ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ ہی ان لڑکیوں کی طرح ہوں جو شادی کرنا ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتی ہیں۔''

''اٹس ویری انٹرسٹنگ!'' طغرل کے چہرے پر دھوپ چھاؤں کی طرح غصہ اور شوخ طنز کے رنگ پھیلے وہ استہزائیہ لہجے میں گویا ہوا۔

''آپ کا ارادہ کنواری بی بی بننے کا ہے؟ شادی نہیں کریں گی آپ؟ دادی کی خدمت کرتے ہوئے زندگی گزارنے کا عزم ہے آپ کا؟''

''ہاں...... بالکل!'' اس نے سر سے پھسلتے آنچل کو درست کرتے ہوئے سرد مہری سے جواب دیا' طغرل نے پھر کوئی بات نہیں کی وہ ہونٹ

بھینچے ڈرائیو کرتا رہا اس کی آنکھوں میں سوچ کے سائے پھیل گئے تھے وہ اس لڑکی کی خاطر اپنی ذات کو فراموش کر چکا تھا۔
اس کی خاطر وہ بدل گیا تھا' اپنی شوخی' شرارتیں سب ہی تو بھول گیا تھا' اس کے اندر ایک بڑی دلفریب' بے حد جاں فزاں لگن بیدار ہو چکی تھی۔ اس بے حس و بے مروت لڑکی کو پانے' شریکِ سفر بنانے کی آرزو تھی کہ کسی خودرو پودے کی مانند جڑ مضبوط کرتی جا رہی تھی اور ایک وہ تھی جو بے اعتنائی و سنگ دلی کی انتہاؤں پر تھی' اس کا دل پری کے رویئے سے بُری طرح دکھی ہوا تھا پھر اسی سنجیدگی اور بگڑے موڈ کے ساتھ وہ شاپنگ کے بلز ادا کرتا گیا۔

❁......❀......❁

دلربا اس کے لیے ایک بڑی مصیبت ثابت ہوئی تھی غفران احمر کی ماہ رخ پر عنایتیں اور چاہتیں اسے بہت پریشان و فکرمند کیے ہوئے تھیں جن کا اظہار وہ زبان سے نہیں کرسکتی تھی کہ اس کو اپنا انجام معلوم تھا اگر غفران تک ناپسندیدگی و حسد کی خبر پہنچ گئی تو وہ دن اس کی زندگی کا آخرت دن ثابت ہوگا۔ اپنی زندگی کے خیال سے وہ غفران احمر کے سامنے ماہ رخ پر بہت مہربان رہتی تھی اس کے حسن کی تعریفیں کرتی اور اس کے دل کی حالت سے بے خبر غفران احمر اپنی اس پرانی محبوبہ کو بہت زیادہ اعلیٰ ظرف و وفادار سمجھتا تھا۔
ابھی بھی وہ کئی چکر غفران احمر کے بیڈ روم کے بند دروازے کے لگا چکی تھی۔ ماہ رخ کے ساتھ غفران احمر جہاں موجود تھا یہ سوچ کر اس کے اندر انگارے سے دہکنے لگے تھے اور دل کر رہا تھا ماہ رخ کو کسی طرح جان سے مار کر پھینک دے اور اس کی جگہ خود لے لے۔
''یہ سب کوئی نیا تو نہیں ہے دلربا! سالوں سے ہم یہ سب دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں پھر اس بار تم کو کیا ہوا ہے جو تم دن رات بے چین و بے سکون رہنے لگی ہو؟'' ہاجرہ بھی غفران احمر کی لائی ہوئی عورتوں میں سے ایک تھی۔ دلربا کو مضطرب و پریشان دیکھ کر وہ اس سے پوچھنے لگی جو ابھی بیڈ پر آ کر بیٹھی تھی۔
''اس بار کچھ نیا ہی معاملہ ہے ہاجرہ! اس حرام خور بڈھے کی نیت سیر ہوتی دکھائی نہیں دے رہی ہے مجھے' کئی ہفتے گزرنے کے باوجود بھی وہ اس چنڈال سے دور نہیں ہوا ہے ہر وقت اس بدبخت کا سایہ بنا رہتا ہے' ایسا لگتا ہے جیسے اس کی محبت دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے اس حسین بلا سے۔'' وہ ایک سانس میں بولتی چلی گئی۔
''ارے وہ اس کی پاؤں کی جوتی بن بھی جائے تو ہمیں اس سے کیا؟ غفران احمر نہ کل ہمارا تھا' نہ آج ہمارا ہے' نہ ہی کل ہمارا ہوگا۔ یہ وہ بھنورے ہیں جو پھول پھول منڈلاتے ہیں' کہیں رکتے نہیں ہیں۔''
''میرا نام بھی دلربا ہے اس بھنورے کو اڑنے نہیں دوں گی۔ پَر توڑ دوں گی اس کے۔'' اس نے ہذیانی انداز میں کہا۔

❁......❀......❁

''اس دور کی اولادیں ماں باپ کے لیے کسی آزمائش سے کم نہیں ہیں شازمہ! بہت عجیب دور آ گیا ہے نہ اپنی عزت کا پاس ہے اور نہ ماں باپ کی عزت و وقار کا خیال اور نہ ہی دوسروں کا فکر و خیال رکھا جا رہا ہے۔''
''آپ بہت زیادہ اداس لگ رہی ہیں ممی! کیا پھر شیری نے کوئی ٹینشن کری ایٹ کی ہوئی ہے گھر میں؟'' شازمہ نے مسز عابدی کی جانب دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔
''کیا بتاؤں بیٹا! شیری کو یہاں آئے چھ ماہ سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے اور میں آج تک شیری کے مزاج کو نہیں سمجھ پائی۔ صبح ان کا مزاج کچھ ہوتا اور شام کچھ۔''
''ڈونٹ وری ممی! آپ شیری کی فکر مت کیا کریں' وہ اب بچہ نہیں رہا اپنی حفاظت کرسکتا ہے اچھے اور بُرے کی تمیز ہے اس کو۔''
''میں جانتی ہوں شازمہ وہ بڑے ہوگئے ہیں مگر ان میں ابھی تک لاابالی پن موجود ہے وہ کسی چیز کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیتے۔'' وہ شیری کے لیے بہت زیادہ فکرمند تھیں۔
''ممی تو آپ نے خود ہی ان کو بے بی بنایا ہوا ہے اس طرح وہ خود کو کیسے بڑا سمجھیں گے؟ آپ ایسا کریں ان کی شادی کردیں پھر دیکھئے گا' کس

طرح وہ ذمہ داریاں پڑنے پر ٹھیک ہوتا ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے ماں کو سمجھایا۔

''بابا کی شادی کرنے کا میرا بہت ارمان ہے اور میں نے ان کے لیے لڑکی بھی پسند کر لی ہے۔'' وہ ایک دم ہی اس ذکر پر کھل اٹھیں۔

''اوہ رئیلی ممی! کون ہے وہ لڑکی؟'' وہ پُر جوش انداز میں بولی۔

''دیکھا ہے آپ نے اس کو فیاض بھائی کی بیٹی ہے پری بے حد اچھی لڑکی ہے بہت نائس اور چارمنگ ہے۔''

''پری؟ یہ وہی لڑکی ہے نا ممی! جس کی پارٹی میں شیری نے بلا اجازت تصویریں اتار لی تھیں اور جب اس کو معلوم ہوا تو اس نے کتنا ہنگامہ کیا تھا؟ شیری پر کس قدر بگڑی تھی؟'' شازمہ نے اپنے دماغ پر زور دیا تو پارٹی کے وہ مناظر اس کے ذہن کی اسکرین پر یکے بعد دیگرے حرکت کرنے لگے تھے۔

''جی بیٹا! میں اس کی ہی بات کر رہی ہوں۔''

''مگر ممی! ایک بات یاد رکھیے گا پری کو بہو بنانے سے پہلے آپ کو اچھی طرح سوچنا ہوگا' بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا۔'' اس کے لہجے میں گہری سوچ کی پرچھائی تھی۔

''یہ آپ کیوں کہہ رہی ہیں؟ پری فیاض بھائی کی بیٹی ہے ان کا فیملی بیک گراؤنڈ بے حد مضبوط ہے۔ اعلیٰ عزت دار گھرانہ ہے پھر پری معصوم لڑکی ہے عام لڑکیوں سے بالکل مختلف ہے ذمہ دار و حساس محبت کرنے والی ہے وہ اور مجھے پسند بھی ہے۔'' مسز عابدی بیٹی کے انداز پر چونک کر گویا ہوئی تھیں۔

''رئیلی ممی! پری میں وہ تمام اچھائیاں موجود ہیں جو ہم چاہتے ہیں' میرے کہنے کا مقصد یہ ہے شیری نے بھی پری میں انٹرسٹ لیا ہے' پارٹی والے دن ہی اس کی آنکھوں میں پسندیدگی موجود تھی پھر اس رات ڈنر پر فیاض انکل کی فیملی میں پری کو ساتھ نہ دیکھ کر جو اس کا موڈ آف ہوا تھا وہ جس طرح دکھی ہوا تھا میں نے اور شمع نے شدت سے محسوس کیا تھا اور اب اس کا گاہے بگاہے فیاض انکل کے گھر جاتے رہنا' یہ سب ثابت کرتا ہے وہ پری سے کتنی شدید محبت کرتا ہے اور ایسے لڑکے شادی کے بعد صرف اور صرف بیوی کے غلام بن جاتے ہیں اور سب رشتوں کو فراموش کر دیتے ہیں۔''

''اوہ! آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا شازمہ! یہ بھی کوئی سوچنے کی بات ہے بھلا! میرے لیے اس سے اچھی بات کیا ہوگی؟ میرے بیٹے و بہو خوش و خرم زندگی گزاریں' خوش باش رہیں۔'' وہ سر ہلاتیں مسکرا کر گویا ہوئیں۔

''ممی! شیری ہمارا اکلوتا بھائی اور آپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ وہ اگر ہم سے غافل ہو گیا ہم کو چھوڑ بیٹھا تو پھر کیا ہوگا؟''

''بلاوجہ کے وسوسے دل میں نہ لاؤ بیٹا! پری پڑھی لکھی' اعلیٰ ظرف لڑکی ہے پھر وہ ایک اچھے رکھ رکھاؤ اور مخلص فیملی سے وابستہ ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں وہ بہت پُر خلوص اور قابل فخر بہو و بیوی ثابت ہوگی۔''

''بہت اعتماد ہے آپ کو اس پر ممی! چلیں تھوڑا صبر کریں ذرا میری نند پنکی کا معاملہ حل ہو جائے تو ڈیڈ سے بات کرتے ہیں۔''

❁.......❁.......❁

طغرل کا موڈ بدستور آف ہی رہا تھا وہ اسے گھر ڈراپ کر کے فیکٹری چلا گیا جہاں فیاض اس کا انتظار کر رہے تھے۔

پری نے واچ مین اور ملازمہ کی مدد سے سارا سامان دادی کے کمرے میں رکھوا دیا' ویسے بھی سامان اتنا تھا کہ وہ پرائیوٹ سوزوکی میں لوڈ کروا کر لانا پڑا اس کے باوجود بھی خاصا سامان کار کی ڈگی اور بیک سیٹ پر رکھ کر لانا پڑا تھا۔

صباحت نے اپنے روم کی کھڑکی سے اس کو سامان ملازموں سے اندر رکھواتے ہوئے دیکھا تھا ان کے ماتھے پر پڑیں شکنوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا تمام سامان اندر منتقل ہونے کے بعد وہ پردہ برابر کر کے وہاں سے ہٹ گئی تھیں اور وہاں بیٹھی ناخنوں پر کیوٹکس لگاتی عادلہ سے طنزیہ لہجے میں مخاطب ہوئیں۔

''وہ دیکھو...... کس قدر شاپنگ کر کے آئی ہے ایک دن میں ہی سارا جہیز خرید کر لے آئی ہے عائزہ کے لیے ویسے کس قدر معصوم بنتی ہے گویا اس

کو کوئی خبر ہی نہیں ہے کسی چیز کے بارے میں۔‘‘

’’جب ہاتھ میں پیسہ ہوتا ہے نا ممی! پھر اناڑی بھی کھلاڑی بن جاتے ہیں‘ پری کے ساتھ طغرل گیا تھا اور یقیناً بل تو وہ ہی ادا کر رہا ہوں گا۔ پری کو جو اچھا لگتا گیا ہو گا وہ خریدتی گئی ہو گی پھر جانے سے پہلے ہر چیز کے لیے دادی نے اس کو گائیڈ کیا ہو گا اور اگر کہیں اس کو پریشانی ہوئی بھی ہو گی تو وہ کال پر دادی سے گائیڈ لائن لیتی رہی ہو گی۔‘‘ عادلہ اپنے مشغلے میں مگن انہیں سمجھانے لگی تھی۔

’’ہوں‘ یہ خوب ہے بیٹی میری ہے اس کی شادی کی تیاری کا حق میرا ہے اور اس حق کو ادا کر رہی ہے وہ پری! سوتیلی بہن...... جو نا معلوم کس دل سے سامان لائی ہے؟ سامان میری عائزہ کو برتنا بھی نصیب ہو گا بھی یا نہیں‘ سوتیلے رشتے سوتیلے ہی رہتے ہیں۔‘‘ سخت بے اعتمادی و تنفر بھرا ہوا تھا ان کے لہجے میں۔

’’خوامخواہ آپ خون جلا رہی ہیں ممی! یہ سب پری دادی اور پاپا کے کہنے پر کر رہی ہے۔ ان لوگوں کی مرضی سے ہو رہا ہے۔‘‘ اسی لمحے عائزہ اندر آئی اور صباحت سے گویا ہوئی۔

’’ممی! خیرون دادی کا پیغام لے کر آئی تھی وہ بلا رہی ہیں آپ کو۔‘‘

’’ہونہہ! خیال آ گیا ان کو میرا؟ ڈرامہ باز نہ ہو تو۔‘‘ وہ بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ عائزہ نے کھڑے کھڑے ہی عادلہ کی مصروفیت کا جائزہ لیا اور کچھ توقف کے بعد گویا ہوئی۔

’’کہیں جانے کی تیاری ہے تمہاری عادلہ!‘‘

’’ہوں! شیری نے لانگ ڈرائیو کا پروگرام بنایا ہے اس کے ساتھ جاؤں گی۔‘‘ وہ ناخنوں پر پھونک مارتی ہوئی کھڑی ہو کر بولی۔

’’شیری بھائی کیسے ہیں؟ میرا مطلب ہے ان کا ایٹی ٹیوڈ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟‘‘

’’شیری...... ہاؤ سویٹ‘ بے حد ہمبل ہے‘ بہت کیئرنگ اور پیار کرنے والا بندہ ہے۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔‘‘

’’تم سے؟‘‘ عائزہ کا لہجہ طنز و تضحیک سے مبرا تھا۔

’’تم یقین کرتی ہو اس کی محبت پر عادلہ؟‘‘ عادلہ الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے اس کی طرف رخ کر کے گویا ہوئی۔

’’بالکل! شیری مجھے ٹائم دے رہا ہے‘ میری پسند ناپسند کا اس کو بے حد خیال رہتا ہے۔ پسند کرتا ہے مجھ کو پھر بھلا میں اس کی محبت پر یقین کیوں نہیں کروں۔‘‘ وہ منہ بنا کر بولی۔

’’پسند کرنا الگ بات ہوتی ہے عادلہ! محبت کرنا الگ جذبہ ہے مائنڈ اِٹ! میرا خیال ہے شیری بھائی پری کو پسند کرتے ہیں اور یہ احساس تم کو بھی ہے۔‘‘

’’پری...... پری...... پری! ہونہہ! میرے اختیار میں ہو تو اس کو اپنے گھر سے باہر نکال کر ہمیشہ کے لیے دروازے بند کر لوں اور تم عائزہ! تم میری بہن ہو کر پری کی سائیڈ لے رہی ہو؟ یہ جانتے ہوئے کہ میں شیری سے محبت کرنے لگی ہوں۔‘‘ وہ بُری طرح عائزہ سے بدظن ہوئی۔

’’محبت......!‘‘ اس کی آواز بھرا گئی‘ آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

’’اس دور میں محبت کا نام رہ گیا ہے باقی‘ احساسات مر گئے ہیں‘ محبت فقط ایک سے ہوتی ہے‘ جس کے لیے جیا جاتا ہے‘ جس کے لیے مرا جاتا ہے اب تو محبت کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا ہے۔‘‘ عائزہ کی نگاہوں میں راحیل کے سنگ گزارے وقت کے وہ تمام مناظر روشن تھے‘ جس میں وہ اس کے ساتھ خود کو دنیا کی خوش نصیب لڑکی سمجھتی تھی ان دنوں راحیل کے علاوہ کوئی اچھا نہیں لگتا تھا۔ گھر آ کر بھی اس کے ساتھ گزارے وقت کے تصوّر میں گم رہتی تھی اور تصوّرات کی وہ دنیا بہت حسین لگتی اور اب وہ سب یاد آنا کسی اذیت سے کم نہ تھا۔ کل جن ملاقاتوں کو وہ زندگی کا حاصل سمجھتی تھی۔ آج وہ شرمساری‘ ذلت و ندامت کے درد میں ہمہ وقت مبتلا رکھتی تھیں کل تک جن باتوں کی اس نے پروانہ کی تھی آج وہ تمام بے پروائیاں اس کو کچوکے لگاتی تھیں۔

’’محبت کیا ہوتی ہے یہ تم مجھے سمجھاؤ گی اب‘ کل تک جس محبت کی خاطر مری جا رہی تھیں‘ آج اس محبت سے مجھے باز رکھنے کی کوشش کر رہی ہو۔‘‘

''جس کانٹوں بھری راہ سے میں گزری ہوں' نہیں چاہتی تم بھی اس سے گزرو۔''

''اپنے مشورے اپنے پاس رکھو تم' مجھے ضرورت نہیں ہے ان کی' ہونہہ! خود نے اپنے دل کی ہر آرزو پوری کی' گھر کے زیور تک چرا کر اس آوارہ راحیل کو دے آئی اور مجھے سبق دینے کی سعی کر رہی ہو۔'' عادلہ نے واش روم کی جانب بڑھتے ہوئے تحقیر بھرے لہجے میں کہا۔

''ضروری نہیں ہے کسی گرے ہوئے کو دیکھ کر آپ بھی گر جائیں' دانش مندی تو یہی ہے کسی کو ٹھوکر کھاتے دیکھ کر آپ خود سنبھل جائیں۔'' عائزہ نے دکھ سے سوچا تھا۔

❁......❁......❁

دادی کی وسیع وعریض آرام گاہ بڑے' چھوٹے' درمیانے کارٹنز سے بھری ہوئی تھی' وہ صوفے پر بیٹھی تسبیح پڑھتے ہوئے صباحت کا انتظار کر رہی تھیں' پری بیڈشیٹ درست کر رہی تھی سارا دن خریداری کرنے کے باوجود بھی اس کے چہرے پر تھکن کے تاثرات ندارد تھے۔

''آپ نے مجھے بلایا ہے اماں جان!'' صباحت اکڑی گردن اور سخت خفگی بھرے انداز میں وہاں آ کر ان سے گویا ہوئی۔

''ہاں! یہ سارا سامان اچھی طرح دیکھو اور بتاؤ کچھ رہ تو نہیں گیا ہے تاکہ جو رہ گیا ہے وہ بھی ہاتھوں ہاتھ منگوا لیا جائے۔'' اماں ان کے سرد مزاج کو نظر انداز کر کے رسانیت آمیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میں کیوں دیکھوں بھلا؟ جب میری بچی کی شادی کی تیاریوں پر میرا حق نہیں ہے تو پھر میں یہ دکھاوا بھی کیوں کروں؟ اس مکار لڑکی کو آپ میرے مقابل لے کر آئی ہیں اماں! اب اس کو ہی میری جگہ دیجیے گا۔ میں اب کسی کام میں آگے بڑھنے والی نہیں ہوں۔'' وہ پری کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولیں۔

''کوئی تمہاری جگہ کیوں لے گا صباحت! افسوس تو اس بات پر ہے شادی کے پچیس سال بعد بھی تم فیاض کے دل میں وہ جگہ نہ بنا سکیں جو خاوند کے دل میں اس کی بیوی کے لیے ہوتی ہے۔''

''فیاض نے دل رکھا ہی کہاں ہے اپنے پاس اماں جان!'' ان کی جلتی گھورتی نگاہوں کا ہدف بدستور پری تھی۔

''وہ ڈائن' چڑیل اس گھر سے جاتے جاتے فیاض کا دل بھی لے گئی خود تو دوسرے مرد کے ساتھ عیش سے زندگی گزار رہی ہے اور یہاں مجھے......''

''چپ ہو جاؤ صباحت! آخر تم کس دن مثنیٰ کو بھولو گی؟'' صباحت کی بات قطع کر کے وہ سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔

اپنی ماں کے ذکر پر پری کا دل کسی گھائل پرندے کی مانند پھڑپھڑانے لگا۔

''تمہاری بے وجہ کی جلن اور سوچے سمجھے بات کرنے کے انداز نے تم کو وہ عزت حاصل ہونے نہیں دی جو اس گھر کی بہو بننے کے بعد تمہارا حق تھی' سسرال اور خاوند کی نگاہوں میں عزت پانے کے لیے بہت قربانیاں دینی پڑتی ہیں' عزت نفس مجروح ہوتی ہے سب بھگتنا پڑتا ہے۔''

''دادی جان! میں خیرون کو چائے کا کہہ کر آتی ہوں۔'' پری کو اس وقت اپنی وہاں موجودگی مناسب نہیں لگی۔

''ہاں کہہ دو اس کو چائے لے آئے اور ذرا طغرل کو بھی دیکھ لو آفس سے آ کر سیدھا کمرے میں لیٹ گیا ہے سارا دن تمہارے ساتھ مارا مارا پھرا ہے بازاروں میں' تھکن ہو گئی ہوگی' کھانے پینے کا پوچھ لو اس سے۔''

''جی اچھا! میں خیرون سے پوچھوا لوں گی۔''

''خیرون سے کیوں؟ تم کیا پیروں میں مہندی لگا کر بیٹھ جاؤ گی؟ کچھ احساس کر لو کتنا کام آیا ہے بچہ! سارا دن تو شاید فیاض بھی خریداری نہ کرواتا تمہیں' اتنا ساتھ دیا ہے اس لڑکے نے تمہارا۔'' حسب عادت وہ طغرل کی حمایت میں اس کو سنا گئیں۔

''ہاں ہاں' مجھے تو آپ کے لاڈلے کے پاؤں دھو کر دھو کر پینے چاہئیں۔ بڑا احسان عظیم کیا ہے میری جان پر۔'' وہ دروازے سے نکلتے ہوئے سوچ رہی تھی وہ صباحت کا لحاظ کر گئی ورنہ ان کو جتاتی ضرور کہ وہ خریداری اپنے لیے کر کے نہیں آئی ہے عائزہ جتنی اس کی بہن ہے' اتنی ہی طغرل کی بھی ہے۔

''بس اب خوامخواہ کی اکڑ ختم کرو آ کر سامان دیکھو یہ سب فیاض کی مرضی سے ہو رہا ہے جس میں سارا قصور تمہارا ہی ہے۔''اس نے باہر نکلتے ہوئے اماں جان کو کہتے سنا اور اس کو یقین تھا صباحت زیادہ دیر خود کو روک بھی نہ سکیں گی شاپنگ ان کی کمزوری تھی۔ خیرون کو چائے بنانے کا کہہ کر وہ کوریڈور عبور کر کے اپنے اس کمرے کی طرف چلی آئی جو کافی عرصے بعد ایک رات کے لیے اس کے تصرف میں آ کر پھر چھینا جا چکا تھا چند لمحے وہ گیٹ کو دیکھتی رہی پھر ناک کیا۔ دروازہ کھلا اور ساتھ سگریٹ کی ناگوار بُو اور دھوئیں نے اس کا استقبال کیا وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اندر داخل ہوئی۔ طغرل کھڑکیوں کے شیشے کھولنے لگا تاکہ دھواں ہوا میں تحلیل ہو۔

''او مائی گاڈ! آپ اس قدر اسموکنگ کرتے ہیں طغرل بھائی! میں ضرور دادی جان سے آپ کی شکایت کروں گی آپ کو معلوم ہے سگریٹ صحت کے لیے مضر ہے دادی......!''اس کے باقی ماندہ الفاظ حلق میں ہی اٹک کر رہ گئے تھے طغرل نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

''شش......خاموش! کوئی الفاظ تمہارے منہ سے نکلنا نہیں چاہئے۔ میں نے تم کو خبردار کیا تھا مجھ سے اس لہجے میں بات مت کرنا۔''اس کی یہ حرکت بالکل غیر متوقع تھی۔ پری جو بے تحاشہ دھواں دیکھ کر وہیں سے چیخ کر دادی کو بلا کر دکھانے کا ارادہ رکھتی تھی اس کے ہونٹ طغرل کے ہاتھ کی گرفت میں اس طرح مقید ہوئے تھے کہ جنبش بھی نہ کر سکے تھے۔

''بہت اسمارٹ سمجھتی ہو خود کو؟''وہ اس کی پھٹی پھٹی براؤن بے حد چمکدار آنکھوں میں دیکھتا ہوا استہزائیہ لہجے میں گویا ہوا۔

''ہر وقت دادی جان کو میرے خلاف بھڑکانے میں لگی رہتی ہو۔''اس کے ہاتھ کی گرفت سخت سے سخت ہوتی جا رہی تھی پری کا دم گھٹنے لگا اور دل کی دھڑکن بڑھنے لگی تھی۔

طغرل اس کے بے مہر رویے سے اس بُری طرح دلبرداشتہ ہوا کہ اس کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد وہ آفس بھی جانے پر خود کو آمادہ نہ کر سکا تھا' ایک اشتعال تھا' ایک بے چینی تھی' جو بُری طرح اس کی خون کی روانی میں دوڑنے لگی تھی' اس کا دل بغاوت پر آمادہ ہو رہا تھا۔ اس سنگ دل اور مغرور لڑکی کو کوئی ایسا سبق سکھانے پر' جو اس کو تاحیات یاد رہے جس کو وہ بھول کر بھی نہ بھول سکے۔ گھر آ کر بھی وہ اسی کیفیت کا شکار رہا اور اپنی اس فرسٹریشن کو دھوئیں میں اڑانا چاہا تھا اور ابھی سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ وہ دشمنِ جان اپنے مخصوص انداز میں پھر سے چلی آئی تھی۔

''میں چاہوں تو تمہاری گردن ابھی یہیں دبا دوں۔''پہلی بار پری کے دل میں انجانا سا خوف ابھرا تھا' بلیو پینٹ' وائٹ شرٹ میں اس کی حالت عجیب لگ رہی تھی' بال بے ترتیب تھے چہرے کی سرخی کا عکس اس کی آنکھوں میں بھی جھلک رہا تھا۔

اس کی گرم سانسیں وہ اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی' اس کے ملبوس کی پھوٹتی مہک اور فضا میں پھیلی سگریٹ کی بُو اس کے حواسوں کو بوجھل کرنے لگی تھی' اس کو محسوس ہو رہا تھا کسی بھی لمحے وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گی۔

''دادی جان سے شکایت کرو گی میری؟''وہ اس کی بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تابڑ توڑ سوال کر رہا تھا۔ بتاؤ گی ان کو میں بے تحاشا اسموکنگ کرتا ہوں؟''پری کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اس کی چلتی ہوئی زبان کو گویا ایک دم بریک لگا پری کی تکلیف کا اس کو اندازہ ہوا تو بے اختیار اس کا ہاتھ پری کے ہونٹوں سے ہٹ گیا ہاتھ ہٹتے ہی پری بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی تھی۔

❁......❁......❁

صحن میں پھلوں اور سبزیوں کے ڈھیروں ٹوکرے موجود تھے جن کو ملازمائیں صاف کر کے علیحدہ علیحدہ برتنوں میں رکھ رہی تھیں۔ وہ سب مستعدی سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھیں۔ ماہ رخ کھڑکی سے ان کو دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں ماضی کی دھند چھانے لگی۔

فیض محمد صحن میں بیٹھا ٹوکروں میں مختلف قسم کی سبزیاں رکھ رہا تھا فاطمہ صحن کے ایک کونے میں لگے نل سے مٹی میں بھرے آلوؤں اور میتھی' ساگ دھونے میں مصروف تھی۔

''نیک بخت! ذرا اچھی طرح رگڑ رگڑ کر مٹی صاف کرو۔''انہوں نے مصروف انداز میں فاطمہ کو ہدایت دی۔

''بے فکر رہو معلوم ہے مجھے آج پہلی بار نہیں دھو رہی ہوں' روز ہی دھوتی ہوں تم کو ہر وقت یہی فکر رہتی ہے سبزی کے ساتھ لگ کر مٹی نہ چلی

جائے لوگ تو اسی طرح مٹی سے بھری سبزی بیچتے ہیں تاکہ وزن بڑھنے سے منافع زیادہ ملے۔''

''تم کیا چاہتی ہو ذرا سے منافع کی خاطر میں اپنا ایمان بیچ دوں؟ اپنی روزی کو گناہ آلود کرلوں؟ رزق حرام کرلوں؟'' سادہ طبیعت فیض محمد نرمی سے کہہ رہے تھے۔

''میں تو ایک بات کہہ رہی ہوں رُخ کے ابا! کہ لوگ اس طرح نہیں کرتے میں خود اتنی صفائی سے سبزیاں دھوتی ہوں کہ ان پر ایک ذرا بھی مٹی کا باقی نہیں رہتا ہے آخر کار مجھے بھی تو اللہ کا ڈر ہے' میں کیوں روزی کو بے برکت کروں گی۔''

''شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے تیری جیسی صابرہ نیک عورت دی ہے' دراصل نیک بخت! عورت اگر صبر شکر کر کے مرد کی کم کمائی میں بھی ہنسی خوشی رہتی ہے تو مرد کو بڑا آرام وسکون رہتا ہے اس میں محنت ومشقت کرنے کی قوت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے ورنہ جب عورت ناشکری کرتی ہے تو مرد الٹے سیدھے دھندے شروع کر دیتا ہے' سچ تو یہ ہے عورت ہی مرد کو حرام کمانے پر تیار کرتی ہے تو حلال کی ترغیب بھی عورت ہی دیتی ہے۔'' فیض محمد نے پیار بھری نگاہ فاطمہ پر ڈالتے ہوئے مطمئن انداز میں کہا۔

ماہ رخ تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی' ماں باپ کو کاموں میں مشغول دیکھ کر حسب عادت اس کا منہ بن گیا تھا۔

''ارے آ گئی میری شہزادی! آج اتنی صبح اٹھ گئی ہو؟'' فیض محمد نے شفقت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے کالج میں کوئی تقریب ہے جو اتنی جلدی تیار ہو گئی ہو۔''

''ابا! کوئی تقریب نہیں ہے' گھر سے کالج اتنی دور ہے دو بسیں بدل کر جانا پڑتا ہے روز دیر ہو جاتی ہے مجھے۔'' وہ ناگواری سے کہتی ہوئی پلنگ پر بیٹھی تھی۔

''اچھا! میں بھائی فضلو سے کہتا ہوں وہ روزانہ کالج تم کو اپنے رکشے میں چھوڑ آئے گا اور لے کر بھی آ جائے گا' جو اس کا حساب بنے گا وہ ہاتھوں ہاتھ دے دیا کروں گا میں نہیں چاہتا میری بیٹی بسوں میں دھکے کھا کر کالج آیا جایا کرے۔''

''رکشہ......!'' اس نے نخوت سے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔

''میرا مذاق بنوائیں گے ابا آپ؟ وہاں سب امیروں کی بیٹیاں پڑھتی ہیں اور وہ بڑی بڑی گاڑیوں میں آتی ہیں' ڈرائیوروں کے ساتھ شہزادیوں کی طرح ڈرائیور ہی ان کے لیے دروازہ کھولتے اور بند کرتے ہیں' میں حسرت سے دیکھتی ہوں ان لڑکیوں کو۔''

''کیوں دیکھتی ہو حسرت سے؟ یہ تمہاری ہی ضد کا نتیجہ ہے تم نے میرے منع کرنے کے باوجود ان امیروں کے کالج میں داخلہ لیا اب بھگتو ایسی باتوں کو' ہزار دفعہ سمجھایا ہے ماہ رخ! اپنی حیثیت سے بڑھ کر خواہش کرنا چھوڑ دو' اپنے پروں سے زیادہ تم نے بلندی پر پرواز کرنے کی کوشش کی تو اسی تیزی سے زمین پر گرو گی پھر' نا پَر رہیں گے اور نا ہی وجود سلامت رہے گا۔'' فاطمہ سبزیاں دھونے کے بعد پلاسٹک کی چھلنیوں میں رکھتی ہوئی اس سے سخت لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''اماں دیکھنا میں ایک دن ان بلندیوں کو چھو کر رہوں گی۔''

''ہوں! ذرا دھیان سے بلندیوں کو چھونے والے اکثر پستیوں میں جا گرتے ہیں' سونے چاندی کے محلوں میں رہنے والوں کے دل بہت سخت اور بے رحم ہوتے ہیں میری بیٹی!'' وہ تولیے سے ہاتھ خشک کرتی ہوئی اس کے قریب آ گئی تھیں۔

''اللہ نے جو نعمتیں تم کو دی ہیں ان پر شکر بجا لاؤ' کہیں ایسا نہ ہو خواہشوں کے پیچھے بھاگتے ہوئے اتنی دور نکل جاؤ کہ واپسی کا راستہ ہی بھول جاؤ' خواہشیں لاحاصل ہوتی ہیں کبھی کسی کو مکمل نہیں ملتی ہیں ان کو پانے کے لیے بہت کچھ کھونا پڑتا ہے اور تمہارے پاس ہے ہی کیا کھونے کے لیے ہمارے علاوہ؟ اپنی ذات کے سوا' اگر تم نے ہم کو خود کو کھو کر بھی اپنی خواہشوں کو پالیا تو سوچو آرزوئیں تمہاری پھر بھی تشنہ رہیں گی' ادھوری رہیں گی۔''

''آہ......ہا!'' درد اور پچھتاوا کسی خنجر کی مانند اس کے دل میں اترتا چلا گیا ماں کی آواز در و دیوار سے پھوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ چیخ مار کر روتی ہوئی بیٹھتی چلی گئی۔ کسی وقت امی کی ان باتوں سے اسے سخت چڑ تھی وہ ان کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتی تھی' ان کی باتیں کڑوی لگتی تھیں وہ ان آئینہ دکھاتی باتوں کو سننے کی روادار نہ تھی۔ اب جب وہ اپنی خواہشوں کے سمندر میں غرق ہو گئی تھی وہ تمام باتیں سمجھ آنے لگی تھیں اور وہ گڑگڑا کر دعائیں

مانگتی تھی یہ سب ایک خواب بن جانے کی۔

❀......❀......❀

پری اس قدر بدحواس ہو کر کمرے سے بھاگتی ہوئی نکلی تھی کہ اس نے کوریڈور کے سرے پر موجود شیری کی موجودگی کو بھی محسوس نہیں کیا وہ منہ پر ہاتھ رکھے شانوں پر پھسلتے دوپٹے کی پروانہ کرتے ہوئے بھاگتی اس کمرے میں آ گئی جو دادی جان کے کمرے سے ملحق تھا۔ وہ نماز کی چوکی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی اور تیز تیز سانس لینے لگی۔ دل کی دھڑکن تھی کہ بے ترتیب تھی' گھٹن کا احساس ہنوز برقرار تھا۔ طغرل کے اس جنونی انداز نے اس کے احساس شل کر ڈالے تھے اسے سمجھ نہیں آیا وہ اس قدر ہسٹرک کیوں ہو گیا تھا' پہلی بار اس نے اسے سگریٹ پیتے دیکھا تھا اور وہ بھی بے تحاشا اور بجائے اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کے اس خوف سے کہ وہ دادی کو نہ بتائے اس نے اس طاقت سے اس کا منہ ہاتھ سے بند کیا تھا اگر چند لمحے وہ اسی طرح ہاتھ جمائے رکھتا تو دم گھٹ کر رہ جاتا۔ چند لمحوں تک وہ بکھرے حواس یکجا کرتی رہی تھی پھر اٹھ کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تو ناک کے نیچے کا تمام حصہ بے حد سرخ دکھائی دیا تھا۔

اس نے آہستگی سے اس حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ سن تھا ابھی تک' گلابی ہونٹوں پر بھی خون آلود سرخی چھلک آئی تھی جو ہلکے درد کی چبھن لیے ہوئی تھی' بے حد آہستگی سے اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور درد کے احساس سے اس کے آنسو بہہ نکلے تھے۔

''طغرل بھائی! آپ کبھی سدھر نہیں سکتے' تہذیب اور تمیز سے آپ کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے' شدت پسندی آپ کے مزاج کا حصہ رہی ہے بچپن سے آج تک آپ مجھے ستاتے آ رہے ہیں' مجھے ہی زخم دے رہے ہیں۔'' اب وہ ہاتھ سے اپنی پیشانی پر موجود اس باریک سے نشان کو دیکھ رہی تھی جو دس' گیارہ سال کی عمر میں اس کے دھکا دینے سے لگا تھا۔

''آخر میں ہی کیوں آپ کی شدت پسندی کی تسکین کا ذریعہ بنتی ہوں؟ یہاں میرے علاوہ عادلہ اور عائزہ بھی تو ہیں' ان سے آپ ایسا برتاؤ کیوں نہیں کرتے......ہاں......شاید اس لیے کہ ان کی سپورٹ کرنے کے لیے ان کی ممی ان کی بیک پر ہیں' اس لیے آپ کی کبھی ہمت ہی نہ پڑی ان سے مذاق میں بھی کوئی شرارت کرنے کی اور میں تنہا ہوں' ممی یہاں میری سپورٹ کے لیے نہیں ہیں۔ پاپا کے لیے میرا ہونا نہ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اور دادی......'' وہ روتے ہوئے آئینے میں اپنے عکس سے مخاطب تھی۔

''وہ بہت محبت کرتی ہیں مجھ سے' بے حد چاہتی بھی ہیں مجھے مگر مجھ سے زیادہ وہ آپ سے محبت کرتی ہیں۔ اتنی محبت کہ آپ کے سامنے میری محبت کی ویلیو ڈاؤن ہو جاتی ہے' کس سے شکایت کروں میں آپ کی؟ کون ہے جو میرا ساتھ دے گا؟'' وہ ایک دم ہی خود کو تنہا سمجھنے لگی تھی۔ طغرل کی اس نادانستہ حرکت سے جو اس سے سرزد ہوئی تھی' وہ ادھر بیٹھی ہوئی آنسو بہا رہی تھی تو اُدھر طغرل بھی دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھا تھا۔

غیر ارادی طور پر سرزد ہونے والی اس حرکت کا ادراک اسے پری کے جاتے ہی ہوا تھا لمحے بھر کو اس کے احساس شاکڈ ہو کر رہ گئے تھے۔

''اوہ گاڈ! یہ کیا ہو گیا مجھ سے؟ وہ پہلے ہی مجھ کو کریکٹر لیس سمجھتی تھی اور اب اس حرکت کے بعد تو وہ میری پرچھائی سے بھی بچے گی۔ او میرے پروردگار! کیا کروں؟ کس طرح اس جذباتی لڑکی کو سمجھاؤں کہ جو ہوا بس وہ محض ایک اتفاق تھا' اپنے بچاؤ کے لیے کی جانے والی فوری تدبیر۔ اس خوف سے کہ تم نے دادی جان کو یہ بتایا کہ میں نے سگریٹ پی ہے اور وہ بھی اتنی کثیر تعداد میں تو......میں دادی جان سے سامنا کس طرح کر پاتا؟ کچھ رشتے ہمارے لیے اتنے محترم ہوتے ہیں جن کے سامنے ہم معمولی سی بے ادبی و گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں پھر میں یہ کس طرح برداشت کرتا تم دادی جان سے میری شکایت کرو اور مجھے میری ہی نظروں میں گرا دو۔'' سوچوں کا آکٹوپس اسے جکڑ رہا تھا۔

''طغرل صاحب! طغرل صاحب!'' ملازمہ دروازہ ناک کرتے ہوئے آواز بھی دیتی جا رہی تھی اس نے اٹھ کر کھولا تو وہ بولی۔

''صاحب جی! دادی جان بلا رہی ہیں آپ کو۔''

''دادی جان بلا رہی ہیں......کون کون ہے ان کے پاس؟'' یک دم ہی اس کے اندر اس خوف نے سر ابھارا کہیں پری نے دادی سے اس کی شکایت نہ کر دی ہو' چوری چھپے پورا کیے جانے والے شوق کا بھانڈا نہ پھوڑ دیا ہو اس نے گھبرا کر پوچھا تھا۔

''فیاض صاحب ہیں ان کے پاس اور تو کوئی بھی نہیں ہے۔''

''او کے! میں آتا ہوں۔'' اس نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا ملازمہ چلی گئی۔

❁......❀......❁

پری وہاں سے جا چکی تھی اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا شیری کسی بے جان بت کی مانند وہاں کھڑا رہ گیا' وہ عادلہ کو پک کرنے آیا تھا اس کو معلوم نہ تھا جس کو بھولنے کی سعی میں لگا ہوا ہے پہلا سامنا اسی سے ہو جائے گا؟ وہ جانتا تھا پری جس کمرے سے نکل کر بھاگتی ہوئی اندر گئی ہے وہ کمرا طغرل کا ہے اور وہ جس بدحواسی کے عالم میں تھی گویا اس کے اندر سرخ آندھی سی چل اٹھی تھی۔ خوش گوار موڈ یک دم ہی آف ہو گیا ایک سرد آگ تھی جو اس کی رگ و پے میں بھڑک اٹھی تھی' اس کو ہر طرف دھواں ہی دھواں محسوس ہونے لگا اندر جاتے اس کے قدم باہر کی طرف مڑ گئے' عادلہ کا چہرہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا گھبرایا گھبرایا پری کا چہرہ اس کو ہر سمت نظر آ رہا تھا۔

''صاحب! عادلہ بی بی تیار ہو کر آ رہی ہیں' آپ لیونگ روم میں آ کر بیٹھ جائیں' میں آپ کے لیے ملک شیک لا رہی ہوں۔'' ملازمہ کو دیکھ کر وہ رک گیا اور اس کی بات نظر انداز کر کے بولا۔

''وہ کارنر والے روم میں کون ہے؟''

''وہاں طغرل صاحب ہیں' وہ ان کا روم ہے۔'' خیرون کو اس کا یہ سوال عجیب لگا پر اس نے ظاہر نہ ہونے دیا تھا۔

''اچھا...... جاؤ تم۔'' ملازمہ کے اندر جاتے ہی وہ وہاں سے چلا آیا تھا۔

''ہوں! میں تمہیں مار دوں گا پری! میں نے تم کو اس سچے موتی کی طرح پاک صاف سمجھا تھا جو سمندر کی گہرائیوں میں پڑے سیپ کی کوکھ میں ہوتا ہے' جس کو کوئی غلاظت کوئی ہوس چھوتی نہیں ہے' تم کو میں نے کیا سمجھا اور تم کیا ثابت ہوئی ہو۔'' وہ سوچ کے بگولوں کی زد میں تھا اور فل اسپیڈ سے دیوانوں کی طرح کار دوڑا رہا تھا۔

''نیک نامی و شرافت کا پرچار کرتی ہوئی بدکردار لڑکی! محرم اور نامحرم کا راگ الاپنے والی ایک منافق روح! دن کے روشن اجالوں میں آج میں نے تم کو رات کے سیاہ گناہ آلود اندھیروں میں لپٹے دیکھا ہے' تمہارے چہرے پر گھبراہٹ و بوکھلاہٹ ناجائز مراسم کی تھی۔''

❁......❀......❁

''مایوں' مہندی' اُبٹن کچھ بھی نہیں ہوگا یہ سب خود ساختہ رسمیں ہیں' جو بلاوجہ ہم نے خود پر لاگو کر لی ہیں' میں ایسی کوئی رسم کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ سنت طریقے سے نکاح کر کے رخصت کر دیں گے بس۔'' فیاض نے صباحت سے دوٹوک انداز میں کہا۔

''آپ خوامخواہ ضد کر رہے ہیں' کوئی اس طرح بھی شادی ہوتی ہے اور پھر لوگ کیا کہیں گے' کیوں اس طرح چھپ چھپا کر بیٹی کی شادی کر دی' کس کس کو جواب دوں گی میں؟''

''مجھے لوگوں سے ڈرمت دلاؤ' میں ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا جو بلاسبب دوسروں کی کھوج میں وقت برباد کرتے رہتے ہیں اور اگر تم کو اتنا ہی لوگوں کی باتوں کا خوف ہے تو شادی میں شرکت مت کرنا' بیٹھ جانا کہیں منہ چھپا کر مجھے جو کام کرنا ہے وہ میں کروں گا۔''

''واہ بھئی! اچھی ہٹ دھرمی ہے آپ نے مجھے ماں سے مجرم بنا دیا۔'' شدت جذبات سے وہ رو پڑی تھیں۔

''ماں......؟ عائزہ کے معاملے میں تم نے جس بے پروائی و غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے اس غفلت میں تم پر جرم ہی ثابت ہوتا ہے مگر افسوس' جان کر بھی میں تم کو اس بھیانک جرم کی وہ سزا نہیں دے سکتا' جس کی مستحق ہو' میرا مان' میرا اعتماد توڑ کر تم نے مجھے توڑ کر رکھ دیا ہے صباحت! تمہارے یہ مگرمچھ کے آنسو میرے ارادوں کو کمزور نہیں کر سکتے ہیں۔'' ان کے سخت لہجے میں نمی کا عکس تھا۔

صباحت کی پھر ہمت نہ ہوئی ان سے کچھ کہنے کی وہ وہاں سے چلے گئے' عائزہ جو لاؤنج تک آتی ان کی تند و تیز آواز سن رہی تھی ان کی آہٹ پا کر پردوں کے پیچھے ہوگئی تھی اور آہستگی سے پردہ ہٹا کر دیکھا۔ اس کے پاپا کی چال بے حد شکستہ تھی چہرے پر گویا صدیوں کی تھکن اتر آئی تھی ان چند دنوں میں وہ بوڑھے نظر آنے لگے تھے۔

''یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے عائزہ! کل تک وہ جوان و توانا دکھائی دیتے تھے' فخر سے سر اٹھا کر چلتے تھے اور اب ان کی چال میں شکستگی ہے

وہ خود سے بے پرواہ دکھائی دے رہے ہیں گویا جینے کی امنگ ہی باقی نہ ہو۔ راحیل کی جھوٹی محبت کی خاطر تم نے کس طرح اپنوں کے دل توڑے ہیں' تم کو سچی محبت کیونکر ملتی عائزہ! تم نے ان محبت کرنے والوں کی محبت کی قدر نہیں کی جو تم سے بے غرض محبت کرتے تھے۔"

❀......❀......❀
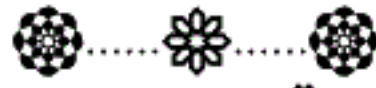
عادلہ بے چین سی پورے گھر میں خیرون کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی اور وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھی وہ اس کو ڈھونڈتی ہوئی صباحت کے روم میں آئی تو انہیں ٹشو سے آنسو صاف کرتے دیکھ کر پریشان ہو کر پوچھنے لگی۔

"ممی! آپ رو رہی ہیں' کیا ہوا؟ پھر پاپا نے جھگڑا کیا ہے؟"

"ہاں! ان کو آتا ہی کیا ہے ماسوائے جھگڑنے اور غصہ کرنے کے' سب سے ہنس ہنس کر باتیں ہوتی ہیں' مسکرا مسکرا کر پلان بنائے جاتے ہیں اور تمام جلی کٹی میری جھولی میں بھر دیتے ہیں۔"

"پاپا ڈسٹرب ہیں ممی! وہ بہت اداس رہنے لگے ہیں۔"

"میں تو جیسے بہت خوش رہتی ہوں نا' کوئی میرے دکھ کو نہیں سمجھتا؟ میں نے از خود عائزہ کو ایسا کچھ کرنے کی چھوٹ نہیں دی تھی میں نے تو اس پر بہترین بیٹی ہونے کا اعتماد کیا تھا' وہ یہ صلہ دے گی مجھے معلوم نہ تھا' میں بھی اندر سے اتنی ہی دکھی ہوں جتنے فیاض ہیں۔ عائزہ نے ان کے ہی نہیں میرے اعتماد کو بھی ٹھیس پہنچایا ہے۔"

"اوہ ممی! آپ تو بہت زیادہ جذباتی ہو گئی ہیں۔" عادلہ نے انہیں بازوؤں میں بھرتے ہوئے محبت سے کہا۔

"آپ فکر مت کیا کریں ممی! وقت کے ساتھ ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا' پاپا بھی سب بھول کر ٹھنڈے ہو جائیں گے' آپ کیوں ان کی باتوں کو دل سے لگا کر اپنی خوشیوں کو خراب کر رہی ہیں۔"

"دل سے کیوں نہ لگاؤں ان کی باتوں کو میری بیٹی کی شادی ہے اور تیاریاں وہ کرے جو مجھے بدترین دشمن لگتی ہے اپنی اور اپنی بیٹیوں کی۔ دیکھو نا کس مکاری سے اس نے مجھے دودھ میں گری مکھی کی طرح نکال پھینکا ہے۔" عادلہ کے شانے پر سر رکھ کر وہ آزردہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"ڈونٹ وری ممی! آپ ریلیکس رہیں' کوئی کچھ بھی کرے مگر عائزہ کی ممی آپ ہی رہیں گی' جو اہمیت و عزت آپ کو ملے گی وہ پری اور دادی جان کو کبھی نہیں مل سکتی۔"

"ہوں! کہہ تو ٹھیک رہی ہو تم عادلہ! میری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔" عادلہ کی باتوں نے ان کو غصے و جھنجلاہٹ کے احساسات سے نکال لیا تھا وہ مطمئن انداز میں بیٹھی ہوئیں مسکرا کر گویا ہوئی تھیں۔

"کیا ابھی تک آپ کو شیری پک کرنے نہیں آیا ہے؟" وہ اپنی پریشانیوں سے نکلیں تو ان کو یاد آیا وہ شہریار کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوئی تھی۔

"اوہ ممی! میں یہاں خیرون کو دیکھنے آئی تھی اس نے اطلاع دی تھی شیری کے آنے کی' میں اس وقت جیولری پہن رہی تھی سو میں نے خیرون سے کہا وہ ان کو بٹھائیں اور ملک شیک سرو کرے خیرون چلی گئی تھی' میں ریڈی ہو کر لیونگ روم میں گئی تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ میں نے احتیاطاً کی ہول سے دادی کے روم میں بھی جھانکا وہاں دادی کے علاوہ پاپا اور طغرل بھائی موجود تھے' شیری نہیں تھے وہاں۔"

"یہ کیا بات ہوئی بھلا شہریار آئے تو پھر کہاں چلے گئے؟"

"وہ واپس چلے گئے ہیں واچ مین نے بتایا ہے میرے معلوم کرنے پر۔"

"واپس چلے گئے...... مگر اس طرح بغیر بتائے کیوں چلے گئے؟ تم کال کر کے معلوم کرو جب وہ تمہیں پک کرنے آئے تھے تو ایسے کیوں گئے ہیں؟" وہ پریشان لہجے میں گویا ہوئیں۔

"یہی معلوم کرنے کے لیے میں خیرون کو ڈھونڈتی پھر رہی ہوں اور وہ ہے کہ غائب ہو گئی ہے کام چور بیٹھ گئی ہو گی کہیں بہانے سے اور شیری نے بھی سیل فون آف کیا ہوا ہے مجھے تو ٹینشن ہو رہی ہے!"

''بات تو پریشان ہونے کی ہے عادلہ! ان کا اس طرح جانا معنی رکھتا ہے۔''

''ممی! پاپا نے کوئی اعتراض کیا ہو شاید؟ وہ آج کل ویسے ہی پٹّی ہوں رہے ہیں عائزہ کے افیئر کے معاملے میں۔''

''نہیں نہیں عادلہ! ایسی بات نہیں ہوگی' عابدی کی فیملی پر فیاض آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتے ہیں' شیری کو وہ گھر کے فرد کی طرح ہی سمجھتے ہیں اور فیاض شیری کے آنے سے قبل آ گئے تھے ہاتھ لینے کے بعد وہ اماں کے روم میں گئے ہیں شیری کی آمد سے وہ قطعی بے خبر ہیں۔''

''ممی! شیری کا جھکاؤ کہیں پھر پری کی طرف تو نہیں ہو گیا ہے؟'' ایک وسوسے نے اس کو ڈنک مارا اور وہ دہل کر بولی۔

''نہیں میری جان! تم ایسا فضول کچھ مت سوچو' شک کا جو بیج تم نے شیری کے ذہن میں بویا ہے وہ ضائع نہیں جائے گا' شک وشبے کے لیے مرد کا ذہن بے حد زرخیز ہوتا ہے ایسے جذبات ان کے اندر بے حد تیزی سے پروان پاتے ہیں شیری کے ذہن میں بھی وہ بیج اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہوگا۔ پری کی پارسائی وشرافت پر وہ اب کبھی بھی یقین نہیں کرے گا۔'' انہوں نے ہنستے ہوئے اس کو حوصلہ دیا۔

''بی بی جی! آپ بلا رہی تھیں مجھے؟'' ہانپتی ہوئی خیرون نے آ کر پوچھا۔

''ہاں! کہاں تھیں تم؟ کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔'' عادلہ نے اس کو گھورتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

''وہ جی اماں جان نے اسٹور روم سے ٹرنک میں رکھا ہوا سامان نکالنے کا کہا تھا وہ ہی نکال رہی تھی۔'' اس نے وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

''اچھا بس ایسے ہی بہانے ہوتے ہیں تمہارے پاس یہ بتاؤ شیری کو جاتے ہوئے دیکھا تم نے؟ میں نے تم سے کہا تھا ان کو لیونگ روم میں بٹھاؤ؟''

''میں نے کہا تھا ان سے وہ لیونگ روم میں تشریف رکھیں' میں ملک شیک لاتی ہوں مگر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ وہ کارنر والا روم کس کا ہے میں نے بتا دیا طغرل صاحب کا روم ہے۔''

''طغرل بھائی کے روم کے بارے میں کیوں پوچھا انہوں نے؟'' عادلہ گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے بڑبڑائی۔

''معلوم نہیں جی پر اس وقت وہ کچھ پریشان تھے۔''

''اچھا اچھا ٹھیک ہے تم نے شاید ٹھیک محسوس نہیں کیا ہوگا۔ اب جا کر رات کے کھانے کا انتظام کرو۔'' خیرون کی آنکھوں میں تجسّس کی پرچھائی دیکھ کر صباحت نے رسانیت سے اس کو سمجھاتے ہوئے وہاں سے ٹالا اور عادلہ سے غصے سے گویا ہوئیں۔

''کیا بے وقوفی کرتی ہو عادلہ! ملازماؤں سے بھی کبھی ایسے پوچھا جاتا ہے' دیکھا تم نے کس طرح وہ کرید کرید کر حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔''

''میں نے بے دھیانی میں اس سے پوچھ لیا تھا اور ویسے بھی اس میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ کسی اور سے یہ بات کرے جانتی ہے وہ مجھ کو اچھی طرح۔''

''کسی خوش فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے ملازمین ہمارے در و دیوار پر چھپکلیوں کی طرح چپکے رہتے ہیں تا کہ ہمارا راز جان کر موقع سے فائدہ اٹھا سکیں' ان لوگوں سے محتاط رہنا ہی بہتر ہے۔''

''او کے ممی! میں آئندہ احتیاط کروں گی' میری سمجھ میں نہیں آ رہا شیری نے طغرل کے روم کا کیوں پوچھا اور پھر غصے میں کیوں چلا گیا؟''

''فکر مت کرو اس کے غصے کا تعلق آپ سے ہرگز نہیں ہے' پری کی محبت جواب نفرت میں بدل گئی ہے یہ اسی کا اثر لگتا ہے۔

❁.......❁.......❁

''آپ نے یکطرفہ فیصلہ کیا ہے چچا جان! اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے قبل آپ کو فاخر کے والدین سے بات کرنی چاہیے ان کی رضامندی ضروری ہے بارات ان لوگوں کو لانی ہے۔'' طغرل نے فیاض سے کہا تو وہ دھیمے سے مسکرا کر گویا ہوئے۔

''برخوردار! عارف بھائی سے دو دن پہلے بات کر چکا ہوں میں' فرخندہ بھابی اپنے کسی عزیز کے چہلم میں جھنگ گئی ہوئی ہیں وہ آ جائیں تو عارف بھائی آئیں گے اماں کے پاس' دستور کے مطابق ڈیٹ فکس کرنے کے لیے۔''

''تو کیا فرخندہ مان جائیں گی؟ بڑی ٹیڑھی کھیر ہیں وہ بھی مزاج اور طنطنے میں صباحت سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔''

''عارف بھائی نے مکمل یقین دلایا ہے مجھے وہ بھی بلاوجہ کی نمود و نمائش کو پسند نہیں کرتے وہ بھابی صاحبہ کو بھی راضی کر ہی لیں گے۔''

''ہوں' یہ بات تو سولہ آنے سچ ہے عارف بہت سادہ طبیعت اور اچھے اخلاق کا مالک ہے۔'' اماں نے پان بناتے ہوئے ان کی بات کی تاکید کی۔

''اماں جان! عامرہ' آصفہ کو بلوالیں' ان کے سامنے ایک بار بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے ہم سب ساتھ ہوں گے' اچھا مشورہ مل جائے گا۔''

''تم نے اس طرح ہتھیلی پر سرسوں جمائی ہے فیاض کہ سچ مانو میری تو عقل ہی کام نہیں کر رہی ہے اب دیکھو اتنی اہم بات ہے اور میں ان دونوں کو بتانا بھول گئی ہوں اب آ کر مجھ سے شکایت کریں گی کہ ایسے موقع پر ان کو پوچھا ہی نہیں گیا ہے۔'' انہوں نے پان کی گلوری منہ میں رکھتے ہوئے سٹپٹائے لہجے میں کہا۔

''آپ فکر مت کریں اماں! میں ان کو بتادوں گا یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے میری بات سن کر وہ ناراض نہیں ہوں گی' یہ مجھے یقین ہے۔''

''عامرہ اور آصفہ پھوپو اتنی سویٹ نیچر ہیں دادی جان! وہ کسی سے بھی زیادہ عرصہ ناراض نہیں رہ سکتی ہیں پھر آپ اور چچا جان سے تو بالکل بھی خفا نہیں ہو سکتی ہیں۔'' طغرل نے پُریقین لہجے میں کہا۔

''ارے بس رہنے دو تم نے ابھی ان کی اصلیت نہیں دیکھی' جب بدلحاظی پر آتی ہیں تو آنکھیں ماتھے پر رکھ لیتی ہیں دونوں۔''

''ایسے تو نہ کہیں ان کو وہ بہت نائس ہیں اماں جان!'' فیاض نے اٹھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

❁.........❁.........❁

ماضی کی یادوں نے ماہ رخ کو اس طرح لہولہان کیا تھا کہ وہ بے اختیار ہو کر تیز تیز رونے لگی تھی اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ باہر صحن میں کام کرتی ہوئیں ملازماؤں کی سماعتوں تک پہنچ رہی تھی وہ سب کام چھوڑ کر اس کے روم کے باہر جمع ہو گئی تھیں کیونکہ اس وقت غفران احمر روم میں موجود نہ تھا۔ ماہ رخ نے تنہائی سے گھبرا کر بھاری ریشمی پردہ کھسکا کر جالی کے پردے کھینچ دیئے تھے اور ان پردوں کے باہر ملازمائیں حیران و متجسس انداز میں کھڑیں اس کو زار و قطار روتا ہوا دیکھ رہی تھیں لیکن کسی کی ہمت نہ تھی کہ وہ روم میں جانے کی جرأت کرتی وہ وہاں ایک دوسرے سے اشاروں میں اس کے اس طرح رونے کی وجہ دریافت کر رہی تھیں جس سے وہ سب ہی ناواقف تھیں' ماہ رخ ان سے بے پروا روئے جا رہی تھی۔

ایک ملازمہ جا کر ہاجرہ کو بلا کر لے آئی تھی اس نے پہلے اس کو دیکھا پھر الٹے قدموں دلربا کے پاس پہنچی تھی جو بیڈ پر نیم دراز انگور کے گچھے سے انگور نکال کر کھا رہی تھی۔

''دلربا! دلربا! وہ لڑکی بہت رو رہی ہے میں دیکھ کر آئی ہوں۔''

''مرنے دو کم بخت کو میری بلا سے روئے یا مرے' مجھے اس سے کیا؟'' دلربا نے نفرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور اپنے شغل میں مصروف رہی۔

''ایسا تو مت کہو دلربا! خدا جانے اس کو ایسی کیا تکلیف ہے جو وہ اس طرح رو رہی ہے' چلو ہم چل کر اس کا دکھ بانٹتے ہیں' تسلی دیتے ہیں۔'' ہمدرد طبیعت کی ہاجرہ اس کے دکھ پر تڑپ کر رہ گئی تھی۔

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ہاجرہ! اس چڑیل نے میری خوشیوں پر شب خون مارا ہے' تم اس کو تسلی دینے کی بات کرتی ہو اگر مجھے احمر کا خوف نہ ہو تو میں اس کا خون کر دوں۔''

''تم یہ کیوں بھولتی ہو دلربا! وہ لڑکی بھی تمہاری اور میری طرح کسی مجبوری میں غفران احمر کو مل گئی ہو گی' وہ جوان اور بے حد حسین لڑکی ہے اس کا اور غفران احمر جیسے عمر رسیدہ شخص کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اس عمر میں اس کے حسن کے پروانے کیا کم ہوں گے۔''

''تم کچھ بھی کہہ لو میرا دماغ اس بد بخت کی طرف سے کبھی صاف ہونے والا نہیں ہے اپنی بے عزتی میں کبھی نہیں بھول سکتی' غفران احمر نے میری جگہ اس کو ملکہ بنایا ہے میری جگہ اس کو دی ہے۔'' وہ کسی طرح بھی اس کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھی۔

''سوچ لو اگر اس لڑکی کو کچھ ہو گیا تو غفران احمر ہمارا کیا حشر کرے گا؟ تمام ملازماؤں نے اس کو روتے ہوئے دیکھ لیا ہے اور تم جانتی ہو احمر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ ایسے موقع کی تلاش میں رہتی ہیں' کسی نے اس کو بتایا تو پھر ہمارا کیا ہوگا؟'' ہاجرہ کی بات پر اس کی عقل بیدار ہوئی تھی۔ یہ حقیقت تھی اس محفل میں نفسا نفسی کا عالم تھا یہاں موجود وہ تمام عورتیں جو کسی دور میں غفران احمر کی منظور نظر تھیں پھر جس جس کی عمر کا چاند ڈھلتا گیا وہ اس محل کی سنگلاخ دیواروں میں ملازماؤں کی صورت میں قید ہوتی چلی گئی وہ اس خوب صورت زندان میں مرتے دم تک کے لیے قید کر لی گئی تھیں۔ جن پر باہر کی دنیا کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کر دیئے گئے تھے' ایک عرصہ گزرنے کے بعد وہ یہاں کی عادی ہو گئی تھیں۔

ایک دوسرے سے محبت کرتیں اور خیال رکھتی تھیں مگر غفران احمر کے دل میں جگہ بنانے کے لیے وہ ایک دوسرے کی غلطیوں پر نگاہ رکھتی تھیں۔

''تم جا کر دیکھو اس پر کیا موت آ پڑی ہے میں آتی ہوں ابھی۔'' ہاجرہ اس کی اجازت پاتے ہی وہاں سے ماہ رخ کے روم کی طرف آئی اور وہاں موجود ملازماؤں کو بھیج کر ماہ رخ کے قریب بیٹھ گئی۔

''کیا ہوا ہے تم کو؟ کسی تکلیف میں ہو تم؟'' وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر محبت سے پوچھ رہی تھی وہ کچھ نہیں بولی صرف روتی رہی۔

''تم مجھے اپنی تکلیف بتاؤ گی تو میں تمہاری مدد کروں گی' تم گھبراؤ نہیں مجھے اپنی بڑی بہن سمجھو' مجھے تم سے ہمدردی ہے تم خود کو اِدھر تنہا نہیں محسوس کرو' بتاؤ کیوں اس قدر رو رہی ہو؟'' اس کے لہجے میں محبت کی پھوار برس رہی تھی وہ اجنبی چہرہ جس کو وہ بارہا دیکھ چکی تھی جس سے تکلم کا موقع ہی نہیں ملا تھا بہت اپنائیت بھری نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ ماہ رخ کی ڈھارس بندھی وہ آنکھیں صاف کرتی ہوئی بولی۔

''کوئی بات نہیں ہے' بس ایسے ہی دل چاہ رہا تھا رونے کو۔''

''ٹھیک کیا تم نے جب رونے کا دل چاہے تو رو لینا چاہیے' آنسو ہمارے دل کی ساری پریشانی' تفکرات' دکھ و درد اپنے ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں۔ اچھا منہ ہاتھ دھو کر آؤ میں قہوہ بنا کر لاتی ہوں پھر ہم باتیں کریں گے۔''

❀......❀......❀

''شیری بیٹا! کیا تم ٹھیک ہو؟ یہ آپ کا چہرہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے' طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟'' مسز عابدی نے ہاتھ میں پکڑی کتاب ٹیبل پر رکھی اور عینک درست کرتی ہوئی اس سے مخاطب ہوئیں جو خراب موڈ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں ممی!'' اس نے اکھڑے لہجے میں جواب دیا۔

''میری بات تو سنیں' ابھی آئے ہیں اور کمرے کی طرف جانے کی لگ گئی ہے۔'' وہ کہتا ہوا رکا نہیں تھا اسے جاتے دیکھ کر مسز عابدی نے کہا۔

''ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے مجھے' آپ ہیں کہ موقع ہی نہیں دیتے بات کرنے کا۔'' ان کے انداز میں ایک دم خفگی در آئی تھی۔

شیری جو اس وقت سخت ذہنی بوجھ کا شکار تھا وہ شدت سے ان تمام سوچوں سے بے خبر ہو جانا چاہتا تھا جو پری وطغرل کو لے کر اس کے دل میں طوفان مچائے ہوئے تھے جس سے چھٹکارا مدہوشی میں ہی تھا مگر وہ جب سے ماں کی ہارٹ کنڈیشن سے واقف ہوا تھا تب سے اس کی یہی کوشش تھی کہ ماں کو کوئی فکر و پریشانی نہ ہو۔

''اچھا ممی بتایئے! کیا بات کرنا چاہتی ہیں آپ؟''

''پہلے یہ بتائیں آپ نے شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ فیوچر پلاننگ کیا ہے آپ کی؟ لائف پارٹنر کے بارے؟'' ان کے سوالات پر وہ بے ساختہ مسکرا کر گویا ہوا۔

''ممی! میں ابھی میرڈ لائف اسپینڈ کرنا نہیں چاہتا' ابھی آپ مجھے اس بور لائف سے دور ہی رہنے دیں تو بہتر ہے۔''

''بہت آزادرہ لیے آپ بیٹا! اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا پھر آپ کی عمر اب شادی کی ہو چکی ہے اس عمر میں شادی کر لینی چاہیے۔''

''اوہ ممی! پلیز آپ مجھے فورس مت کریں۔''

''میں فورس نہیں کر رہی شیری! یہ میرا حق ہے' میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس دنیا سے جانے سے قبل میں آپ کی شادی دیکھنا چاہتی ہوں' کیا مجھے اپنا سہرا دیکھنے کی خوشی نہ دیں گے بابا؟'' وہ بے حد جذباتی ہو رہی تھیں۔

''ایسی باتیں مت کریں ممی! مجھے پسند نہیں ہیں۔'' ان کی جدائی کا خیال اس کے سخت دل کو پگھلا رہا تھا۔

''ہماری پسند ناپسند سے حقیقت بدلتی نہیں ہے بابا! جو دنیا میں آیا اس کو واپس جانا بھی ہے موت سے فرار کس کو ممکن ہے بھلا؟''

''میں جانتا ہوں' اس حقیقت کو اور مانتا بھی ہوں۔''

''پھر کیوں وقت ضائع کررہے ہیں؟ میں آپ کی پسند سے واقف ہوں صرف آپ کی ہاں کا انتظار کررہی ہوں ورنہ مجھے تو فیاض بھائی سے بات کرنے میں کوئی لمحہ بھی نہ لگے گا۔'' وہ اس کی بات اچک کر بے صبری سے گویا ہوئی۔

''فیاض انکل سے کیا بات کریں گی آپ؟''

''آپ کا پرپوزل دوں گی ان کو' آپ کس کو پسند کرتے ہیں یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں بیٹا!'' وہ سرشار لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''کس کے لیے میرا پرپوزل دیں گی آپ؟'' وہ حیران پریشان' اس کو معلوم ہی نہ تھا کہ اس کی ماں اور بہنیں اس کے جذبات واحساسات سے اس کی پسندیدگی کو جان چکی ہیں۔

''پری کے لیے..... آپ پسند کرتے ہونا اس کو اور وہ تو ہم سب کو ہی بے حد پسند ہے میری تو دلی تمنا ہے پری کو بہو بنانے کی۔''

وہ اپنی دھن میں کہہ رہی تھیں' پری کے نام پر اس کا چہرہ دھواں دھواں ہورہا تھا۔ دکھ واذیت کی ایک لہر تھی جو اس کے دل سے نکلی اور اس کو سرتاپا لرزا گئی تھی۔ وہ جس آسیب سے بچنے کے لیے گھر آیا تھا وہ یہاں اس سے پہلے پہنچ گیا تھا اس کا دل چاہا وہ یہاں سے اٹھے اور کہیں دور بھاگ جائے۔

''پری کو میں نے دیکھتے ہی پسند کرلیا تھا' ایسی نیک سیرت اور باادب لڑکی اس دور میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔''

''ممی! آپ کیا جانیں چراغ تلے کتنا اندھیرا ہے' وہ نیک سیرت نہیں بدسیرت لڑکی ہے۔ وہ منافق ہے ظالم ہے' اپنے چہرے پر منافقت و سادگی کا نقاب لگا کر آپ جیسے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دیتی ہے۔ عادلہ کی بات پر میں نے پکا بھروسہ نہیں کیا تھا مگر آج جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے وہ میں کس طرح جھٹلا سکتا ہوں؟''

''کن سوچوں میں گم ہوگئے ہو بیٹا! میں پرپوزل لے کر جاؤں آپ کا؟'' مسز عابدی نے تذبذب سے اس کی سنجیدگی دیکھ کر دریافت کیا۔

''مجھے کچھ ٹائم دیں ممی!'' وہ کہہ کر اٹھ کر چلا گیا۔

❁......❁......❁

رات گہری ہورہی تھی وہ شام سے کمرے میں بند تھی' رات کا کھانا بھی اس نے گول کردیا تھا' طغرل کے رویئے نے اس کے اندر یاسیت ومحرومی کا الاؤ ایک بار پھر بھڑکا دیا تھا' وہ اپنے ہی گھر میں خود کو اجنبی محسوس کرنے لگی تھی' پہلے گھنٹوں دادی کے عبادت والے روم میں دل کی بھڑاس آنسوؤں کے ذریعے نکالتی رہی پھر دادی دوسرے روم سے باہر گئیں تو وہ وہاں آ کر بیڈ پر دراز ہوگئی رضائی اوڑھ کر جلتی آنکھوں پر بازو رکھ لیا' دو تین مرتبہ خیرون کھانے کے لیے بلانے آئی تو اسے سوتی دیکھ کر واپس چلی گئی۔ خیرون کو ڈاج دینے میں وہ کامیاب ہوگئی تھی' مگر دادی کو وہ ڈاج نہ دے سکی تھی۔

''پری...... او پری! کہاں کی نیند آ گئی تم کو ایسی' جو کھانے پر بھی نہیں آئیں؟ ارے اٹھو میری بات سنو۔'' وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی تھیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی اس طرح سوتی بنی رہی اس کو معلوم تھا وہ اس کا رویا رویا چہرہ دیکھ کر رونے کا سبب پوچھیں گی اور وہ کیا بتائے گی؟ اگر حقیقت بتا بھی دے گی تو وہ کس طرح یقین کریں گی۔ اسی لمحے دروازہ ناک ہوا اور طغرل اندر آیا تھا اور ان سے بولا۔

''دادی جان! آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟'' وہ بات دادی سے کررہا تھا پر نگاہیں دادی کے برابر میں دراز پری پر تھیں جو اس کی آہٹ پا کر رضائی میں خود کو ملفوف کرچکی تھی' دادی دیکھ نہ سکی تھیں مگر طغرل نے بخوبی دیکھا تھا۔

''نہیں بیٹا! جا کر سوجاؤ' سارے دن کے تھکے ہوئے ہو' کھانا بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا تم نے یہ پورا ہفتہ ویسے بھی کاموں میں گزرے گا' مجھے فخر ہے جس طرح تم نے ایسے اہم موقع پر فیاض کو بیٹے کی کمی محسوس نہیں ہونے دی' بیٹا بن گئے ہو اس کا۔''

''آپ شرمندہ نہ کریں دادی جان! مجھے اچھا لگ رہا ہے یہ سب کرنا' آپ بتائیں کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو میں مارکیٹ سے لے آؤں۔'' وہ خاصا اپ سیٹ تھا اس کی خود اعتمادی غائب تھی۔

''اِدھر آؤ' میرے پاس میرے بچے!'' دادی نے اسے پاس بلا کر اس کے ماتھا پر ہاتھ رکھا پھر کہا۔

''بخار تو نہیں ہو رہا ہے تمہیں جو بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔''

''کیا مطلب دادی جان! کیا کہہ رہی ہیں آپ؟'' ان کے انداز پر وہ سخت حیران ہو کر گویا ہوا۔

''کھانے کے دوران سے اب تک تم کئی مرتبہ مجھ سے یہ سوال کر چکے ہو اور میں بتا چکی ہوں' مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں بیٹا! تم جا کر آرام کرو بخار جب سر پر چڑھ جاتا ہے تو یہی حال ہوتا ہے۔ شکر ہے اللہ کا تم کو بخار نہیں ہے لیکن کوئی پریشانی ضرور ہے۔'' دادی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''پریشانی نہیں ہے کوئی بھی میں آپ کے خیال سے معلوم کر رہا تھا۔'' ان کی چہرہ شناسی پر وہ ششدر رہ گیا تھا کس سرعت سے دادی نے اس کی بے چینی بھانپ لی تھی وہ شام سے ہی مضطرب تھا' پری کے ساتھ ہونے والی نادانستہ حرکت نے اس کو پہلے ہی بے کل کیا ہوا تھا اور پری کو کھانے کی ٹیبل پر نہ پا کر اس کی ندامت اور بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ کھانا بھی نہ کھا سکا تھا۔

''پارس نے ڈنر نہیں کیا ہے' طبیعت ٹھیک ہے اس کی؟''

''ہاں طبیعت ٹھیک ہے' دراصل آج سارا دن تمہارے ساتھ ماری ماری پھری ہے سارا سامان ماشاء اللہ میری سوچ سے بھی بڑھ کر لائی ہے تھکن کی وجہ سے سوگئی ہے' یہ اس کی بچپن کی عادت ہے' جب تھکتی ہے تو بھوک پیاس سب اڑ جاتی ہے اس کی۔'' رضائی میں وہ آنکھیں کھولے ان کی باتیں سن رہی تھیں' طغرل کے لہجے کی اضطرابی کیفیت اس نے محسوس کی تھی لیکن بدگمانی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ وہ اس کی موجودگی بھی گوارا نہ کر رہی تھی۔

''جاؤ میرے بچے جا کر سو جاؤ تھکے ہوئے تم بھی ہو۔'' وہ جھکا تو دادی نے پیشانی چومتے ہوئے کہا وہ کچھ سوچ کر بولا۔

''دادی جان! ایک مشورہ کرنا ہے آپ سے' زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔''

''صبح کر لینا اب ٹائم تو دیکھو۔''

''مجھے نیند نہیں آئے گی دادی جان! میں شام سے بہت پریشان ہوں۔'' اس کے وجیہہ چہرے پر یاسیت ابھر آئی تھی۔

''خیریت ہے نا؟ میں دیکھ رہی ہوں شام سے تمہارا منہ اترا ہوا ہے' جبھی کہہ رہی ہوں کوئی گڑبڑ ہے ضرور' تم پریشان لگ رہے ہو۔ یہاں بیٹھو میرے پاس اور بتاؤ کیا معاملہ ہے کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟'' انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''جھگڑا نہیں ہوا' وہ میری ایک غلطی سے میرا ایک دوست ناراض ہو گیا ہے مجھ سے' رئیلی دادی جان! مجھ سے غلطی ہو گئی ہے میں نے خود سے نہیں کی تھی۔'' وہ دانستہ پری کو سنا رہا تھا تاکہ وہ اس کی نیت پر شک نہ کرے۔

''ہاں ہاں! غلطی تو غلطی سے ہی ہوتی ہے خود سے کون کرتا ہے' تم نے اپنے دوست کو بتایا نہیں جو ہوا وہ محض اتفاق تھا؟'' وہ پوری توجہ سے سنتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''وہ موقع ہی نہیں دے رہا میں تو اس سے معافی مانگنے کو تیار ہوں حالانکہ میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔''

''ہوں' یہ تو اعلیٰ ظرف لوگوں کا وطیرہ ہے جو اپنی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی تم معافی مانگنے کو تیار ہو خیر فکر مت کرو۔ مان جائے گا وہ خود ہی جب اسے تم بے خطا دکھائی دو گے۔'' ان کی گہری نظریں اس کا جائزہ اس طرح لے رہی تھیں جیسے کوئی ماہر تیراک سمندر کی تہہ سے قیمتی موتی تلاش کر رہا ہو۔

''او کے دادی جان! آپ دعا کیجیے گا شب بخیر!'' وہ ان کا گال چوم کر وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔ اماں اس کے جانے کے بعد کئی لمحوں تک اسی طرح سوچوں میں گم رہی پھر ہاتھ بڑھا کر انہوں نے پری کے چہرے سے رضائی ہٹاتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے تم جاگ رہی ہو اٹھ جاؤ۔“

”کس طرح سو سکتی ہوں میں، آپ کی اور آپ کے اس پرنس کی میٹنگ کی آوازیں کان میں آرہی ہوں تو خاک نیند آئے گی۔“ وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی۔

”شرم نہیں آتی ان کو اس ٹائم روم میں آتے ہوئے، یہ معلوم ہے ان کو میں بھی یہاں سوتی ہوں، یہ کوئی شرافت ہے ان کی بھلا؟“

”پہلی بار تو وہ آیا ہے یہاں اس ٹائم، ورنہ وہ تمہاری موجودگی میں گریز کرتا ہے وہ بھی بے حد پریشانی میں......“ ان کی نگاہ اس کے سرخ متورم چہرے پر پڑی تو چونک کر بولیں۔

”کیا ہوا تم روئی ہو پری! آنکھیں سوجھ گئی ہیں تمہاری۔“

”بس ایسے ہی دادی جان! سر میں درد ہو رہا تھا۔“

”جھوٹ مت بولو، طغرل سے کوئی جھگڑا ہوا ہے تمہارا! کیا ہوا ہے شام سے تم بھی کمرے میں بند ہو کر بیٹھ گئی ہو اور وہ بھی شام سے ہی پریشان پریشان پھر رہا ہے، ابھی جو وہ سب بول کر گیا ہے میں سمجھ گئی ہوں وہ تمہیں ہی درحقیقت سنا کر گیا ہے۔“ ان کی بات پر اس کا دل بری طرح دھڑکا وہ جانتی تھی وہ سب اس کو ہی سنا رہا تھا لیکن اسے یقین تھا وہ اپنی حرکت پر پشیمان نہیں ہے وہ اس بات سے خوف زدہ ہے اس کی سگریٹ نوشی کا دادی کو معلوم نہ ہو جائے اسی وجہ سے وہ بے چین ہے۔

”مجھے کیوں سنا کر جائیں گے؟ میرا کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔“

”پری! میرا تجربہ تمہاری عمر سے بھی دگنا ہے تمہاری سوچوں تک رسائی حاصل ہے مجھے، تم کو اور طغرل کو اچھی طرح جانتی ہوں میں، بچپن سے آج تک تم دونوں نے ایک دوسرے سے بیر رکھا ہے۔“

”پلیز دادی جان! میں کہہ رہی ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام کر کہا۔

”میری دعا ہے ایسا ہی ہو۔“ وہ سنجیدگی سے بولیں۔

❁.......❁.......❁

حالات کی نزاکت پر پاپا اماں کے سمجھانے پر فیاض نے صباحت سے سمجھوتہ کر لیا تھا وہ ان کو اجازت دے چکے تھے اور وہ اب شادی کی تیاریوں میں پیش پیش تھیں۔

رات کو عارف اور فاخرہ مٹھائی کے ٹوکروں کے ہمراہ بہت خوش خوش آئی تھیں پہلی بار وہ بہت پرتپاک طریقے سے سب سے ملی تھیں ان کی پیشانی طنز و نخروں کی شکنوں سے مبرا تھی بہت محبت سے عائزہ کو گلے سے لگایا، اپنے ہاتھ سے مٹھائی کھلاتے ہوئے خوشی سے بھرپور لہجے میں گویا ہوئیں۔

”ماشاء اللہ! میری بہو اتنی نصیب والی ہوگی، مجھے معلوم نہ تھا ابھی اس کے قدم میرے گھر کی دہلیز پر پڑے بھی نہیں اور میرے گھر میں خوشیاں آنے لگی ہیں۔“

”ہاں بھئی! اللہ نظر بد سے محفوظ رکھے، یہ فاخرہ بالکل درست کہہ رہی ہیں، ہمارے ویزوں کا ایک عرصے سے مسئلہ حل نہیں ہو رہا تھا جیسے ہی فیاض نے شادی کی بات کی اور دوسرے دن ہی ہمارے ویزے مل گئے۔“ عارف عائزہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے بولے۔

”فاخر کی کمپنی نے اچانک ہی اس کی پرموشن کر دی اور ساتھ ہی اسلام آباد پوسٹنگ ہوگئی ہے اسی ہفتے نئی فرم کا چارج سنبھالنا ہے اسے، نئی فرم کا کرتا دھرتا وہ ہی ہوگا۔“

”ہمیں بھی حج کے لیے ان چند دنوں میں ہی روانہ ہونا ہے، ہمیں اپنی روانگی کی تیاریاں بھی کرنی ہیں اور شادی کی بھی تیاریاں ہیں۔ آپس کی بات ہے خالہ جان! آپ کوئی جہیز وغیرہ کی تیاری نہ کریں، ہمارا جو کچھ ہے وہ عائزہ بیٹی کے لیے ہے، ابھی آپ نکاح اور رخصتی کی تاریخ دے دیں، ابھی میں کوئی دھوم دھڑکا نہیں چاہتا۔ شادی سادگی سے ہوگی ان شاء اللہ ولیمہ حج سے واپسی پر ہم شاندار طریقے سے کریں گے۔ فاخر عائزہ کے

ساتھ اسلام آباد میں شفٹ ہو جائے گا نئی جگہ نیا ماحول ہو گا وہ تنہا وہاں ایڈجسٹ نہ ہو سکے گا۔"

کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا پھر فیاض تو سادگی سے اس کو اس گھر سے وداع کرنا چاہتے تھے کہ وہ ہمیشہ اپنی گمراہیوں پر پشیماں رہے۔

"پری! عائزہ کو سروس کے لیے پارلر لے جاؤ' میں نے پاپا کے آفس سے ان کے شوفر کو بلوا لیا ہے اپنے شوفر کے ساتھ میں جا رہی ہوں شاپنگ کے لیے' شاپنگ کے بعد مجھے بھی پارلر جانا ہے۔" عادلہ نے بال برش کرتی پری سے کہا۔

"او کے' عائزہ سے کہو وہ تیار ہو میں آتی ہوں۔"

"تم آ جاؤ وہ تیار ہے اس کو کون سا سولہ سنگھار کرنے ہیں۔" وہ کہہ کر چلی گئی پری نے تیزی سے بالوں کو کیچر میں جکڑا اور پرفیوم چھڑک کر پرس اٹھا کر دادی سے کہتی عائزہ کے روم میں آئی۔

"چلو عائزہ! میں تمہیں پارلر چھوڑ کر ٹیلر کے پاس جاؤں گی' واپسی میں تم کو لے لوں گی۔" اس کے لہجے میں ذمہ داری بھری عجلت تھی۔

"عادلہ نے یہ کام بھی تم پر ڈال دیا تم تو پہلے ہی اتنی بزی ہو۔"

"ڈونٹ وری! یہ کوئی کام نہیں ہے میں تم کو وہاں ڈراپ کر کے کوئی احسان نہیں کروں گی ویسے بھی پارلر کے قریب سے مجھے گزرنا ہی ہے' اچھا ہے اس طرح تمہاری سروس بھی ہو جائے گی۔"

"پری!" وہ اچانک ہی آگے بڑھ کر اس سے لپٹ گئی۔

"تم کتنی اچھی ہو' میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے بے حد تنگ کیا ہے تم کو اور تم تو آج بھی ویسی ہی ہو محبت کرنے والی' عادلہ سے زیادہ تم کو میری فکر ہے' رات دن تم میرے لیے خوار ہو رہی ہو۔" وہ اس سے لپٹ کر اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ رکھ سکی تھی۔

"مجھے معاف کر دو پری! میں نے تمہیں کبھی اپنی بہن نہیں سمجھا۔"

"اب تو سمجھتی ہو نا' چلو دیر ہو رہی ہے مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتی ہوئی ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئی' گیٹ کے پاس عابدی صاحب کا ڈرائیور کار کے قریب کھڑا تھا۔

سارے راستے عائزہ اس سے محبت بھری باتیں کرتی رہی تھی' اپنے گزشتہ رویوں کی معافی مانگتی رہی تھی۔ کار ایک مصروف پارلر کے قریب آ کر رکی تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر چلی آئی۔ عائزہ کو پارلر چھوڑ کر وہ باہر آئی تو کار کے پاس اطمینان سے کھڑے شیری کو دیکھ کر حیران ہوئی۔

"آپ یہاں.....شوفر کہاں چلا گیا؟" وہ قریب جا کر گویا ہوئی۔

"جی میں آپ کا خادم! شوفر کے ساتھ ڈیڈ کو جانا تھا' اس کو بھیج کر میں یہاں رک گیا ہوں آپ کی خدمت کے لیے' کم آن پلیز۔" اس نے معنی خیزی سے کہہ کر فرنٹ ڈور وا کیا تھا۔

......☆☆☆......

اس کی وہاں غیر متوقع آمد اور اس پر مستزاد عجیب سا انداز و لہجہ پری کو انتشار میں مبتلا کر گیا وہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔

"پلیز آئیں' وہاں کیوں فریز ہو گئی ہیں آپ مس فیری!"

"آپ نے کیوں زحمت کی مسٹر شہریار! میں یہاں سے ٹیکسی لے لوں گی۔ مجھے ٹیلر کے پاس جانا ہے اور وہاں سے جیولری شاپ پر بھی کچھ ٹائم لگے گا' عائزہ کے لیے جیولری کا جو آرڈر دیا ہے وہ دیکھنا ہے کہ ریڈی ہے یا نہیں۔" وہ سیڑھیاں اتر کر اس سے کچھ فاصلے پر آ کر گویا ہوئی۔

"نو پرابلم! میں آپ کے ساتھ گزرنے والا ہر لمحہ اپنی زندگی کے لیے بہترین اعزاز سمجھوں گا' مجھے خوشی ہو گی آپ کی مدد کر کے۔" شاید اس کو بھی اپنی نگاہوں کی بے حجابی کا احساس ہو گیا تھا وہ نرم اور مؤدب انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

"بہت شکریہ شہریار! میں آپ کے جذبات کی قدر کرتی ہوں' آپ اچھے انسان ہیں مگر میں......"

"مگر میں اتنا اچھا انسان نہیں ہوں جس پر آپ بھروسہ کر سکیں شاید آپ مجھے ابھی تک معاف ہی نہیں کر سکی ہیں۔" سرخ و سیاہ امتزاج کے پرنٹڈ سوٹ میں اس کی شفاف رنگت نمایاں تھی' تیز دھوپ کی تپش اس کے خوب صورت چہرے پر سرخی بکھیر رہی تھی' تپتی دھوپ کا سنہری عکس اس

کے چہرے کو مزید روشن کر رہا تھا اس کا حسن اس قدر دل فریب تھا کہ وہ نگاہیں نہ چرا سکا۔
''اوہ گاڈ! آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں شہریار! آپ نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور میں نے آپ کو معاف کر دیا پھر آپ بار بار یہ بات ریپیٹ کیوں کرتے ہیں؟ مجھے گلٹی فیل ہوتا ہے شہریار! آپ بھول جائیں۔'' گرمی و دھوپ کی تپش اس کے حواسوں پر اثر انداز ہونے لگی تھی' وہ اس سے کچھ زچ و برہم لہجے میں گویا ہوئی۔
''شہریار نہیں شیری! سب مجھے پیار سے شیری پکارتے ہیں۔'' وہ مسکرا کر خوش گوار انداز میں گویا ہوا۔
''میں آپ کو شہریار ہی پکاروں گی' مسٹر شہریار!''
''مس فیری! جیسے آپ کی مرضی' مجھے اچھا لگے گا۔'' وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو قدرے خم کر کے گویا ہوا۔
''اتنی گرمی میں کیوں خود کو سزا دے رہی ہیں آیئے پلیز۔''
''نہیں' شکریہ! میں ٹیکسی لے لوں گی' آپ میرے ساتھ کہاں خوار ہوں گے۔''
''آپ کے ساتھ بھلا خواری کیسی میرا مطلب ہے آپ تنہا ایسے گرم موسم میں جائیں یہ بہتر نہیں ہے' آئیں پلیز۔'' پری کی ہچکچاہٹ کو وہ سمجھ گیا تھا سو نرمی سے اسے سمجھانے لگا۔ پری کو وحشت ہو رہی تھی وہ اس کے ساتھ جانے کو راضی نہ تھی' اس کو بضد دیکھ کر وہ سوچ رہی تھی کہ کس طرح اس سے پیچھا چھڑائے اور شاید گھڑی قبولیت کی تھی۔
اس کے قدم اٹھنے سے قبل ہی بلیو سیوک اس کے قریب آ کر رکی اور ڈرائیونگ ڈور کھول کر لائٹ بلو جینز اور وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس طغرل نکلا اور قریب آ کر بولا۔
''یہ سیل فون اور تم رقم دادی کے بیڈ پر ہی بھول آئی تھیں۔''
''اوہ! عائزہ کے ساتھ میں اتنی جلدی میں نکلی کہ سب وہیں بھول گئی' تھینکس طغرل بھائی! میرے پرس میں معمولی سی رقم ہے آگے مجھے بڑا مسئلہ ہو جاتا ہے اگر رقم نہ آتی۔'' وہ اس کے ہاتھ سے سیل فون اور رقم کا لفافہ لے کر اپنے پرس میں رکھتی ہوئی گویا ہوئی۔ اس دوران طغرل کو وہاں دیکھ کر شیری کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی گلاسز کے پیچھے سے وہ حاسدانہ نظروں سے طغرل کو گھور رہا تھا تب طغرل اس کی طرف متوجہ ہوا تو پری نے اس سے تعارف کروایا۔
''یہ عابدی انکل کے بیٹے شہریار ہیں۔''
''اور آپ طغرل ہیں...... آیم آئی رائٹ؟'' وہ گلاسز آنکھوں سے ہٹا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔
''جی! آپ نے ٹھیک پہچانا مسٹر شہریار!'' مصافحہ کرتے ہوئے اس کی گرفت کی سختی کو طغرل نے شدت سے محسوس کیا تھا اور اس کی طرف بے ساختہ دیکھا تھا جہاں سرد و سپاٹ سے مصافحے کی مانند اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔
''ابھی میں جلدی میں ہوں اگلی دفعہ آپ سے ملاقات ہوگی پھر آپ سے باتیں ہوں گی' مجھے امید ہے مائنڈ نہیں کریں گے آپ؟'' طغرل نے گلاسز لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
''نیور مائنڈ' شیور...... میں آپ کی مصروفیت سمجھ سکتا ہوں۔'' اس کا موڈ بری طرح آف ہو گیا تھا' طغرل کو اپنے درمیان دیکھ کر لیکن دل کی کیفیت وہ عیاں کرنا اپنی توہین سمجھتا تھا مجبوراً اسے مسکرانا پڑا تھا۔
''کم آن! ٹیلر کو کال کر دی ہے وہ انتظار کر رہا ہے۔'' وہ پری سے بولا۔
''اوکے' اللہ حافظ شہریار صاحب!'' پری ہاتھ ہلاتی ہوئی طغرل کے ساتھ کار کی طرف بڑھ آئی' طغرل نے اس کے لیے فرنٹ ڈور وا کیا اور اس کے بیٹھنے کے بعد بند کر کے وہ گھوم کر اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے اس کی کار ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔ شیری اپنی گاڑی کے پاس کھڑا ساکت رہ گیا تھا۔
نامعلوم دل میں دبی کوئی محرومی تھی یا بے لگام جذبات کی یورش نے اس کو اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا جہاں اس کے ہاتھ کچھ نہیں آیا تھا' وہ سن کر رہی

فیاض صاحب کی زبانی یہ چلا آیا تھا کہ پری عائزہ کو پارلر چھوڑ کر چند ضروری کاموں کے لیے مارکیٹ جائے گی اور اب اس کی ساری خواہشوں پر پانی پھر گیا تھا پری آتے آتے اس کی گرفت سے نکل گئی تھی۔

❀......❀......❀

سعود کی مسلسل روپوشی نے ان دونوں پر گہرا اثر ڈالا تھا' مثنیٰ ماں تھیں بیٹے کی اس بے حسی نے ان کے دل کو گھائل کیا تھا وہ ایک عرصے سے بیٹی کی جدائی کا دکھ سہہ رہی تھیں اب بیٹے کی خود ساختہ جدائی نے انہیں اس قدر پریشان و مضطرب کر دیا تھا کہ وہ ہر شے سے ہی تعلق توڑے اپنے کمرے میں بند رہنے لگی تھیں۔

صفدر جمال جو خود بھی بیٹے کی روش سے دلبرداشتہ تھے مزید مثنیٰ کی حالت دیکھ کر وہ خود کو مکافات عمل میں مقید محسوس کر رہے تھے۔ کل جو آج کا ماضی بن گیا تھا اس ماضی میں ان سے کئی لغزشیں' خطائیں ہوئی تھیں زندگی کا ایک عرصہ وہ اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ میں بسر کر کے پاکستان آئے تو ان کی نگاہ مثنیٰ کے ملکوتی حسن کے سحر میں گرفتار ہوئی اور جب معلوم ہوا کہ اس کی مما کی بھی اسے بہو بنانے کی آرزو ہے اور آنٹی (عشرت جہاں) کی بھی یہی خواہش ہے تو وہ مثنیٰ کو اپنی ملکیت سمجھنے لگا تھا۔ لیکن یہ سحر جلد ہی اس وقت ختم ہوا جب مثنیٰ نے اس کی محبت کو ٹھکراتے ہوئے فیاض احمد سے شادی کر لی اور شاید ممکن تھا وہ کچھ عرصے بعد اپنی نوازائیدہ محبت کو بھول جاتا مگر اس کی مما اور عشرت جہاں نے مثنیٰ اور فیاض کی شادی کو تسلیم نہیں کیا اور نہ اسے پیچھے ہٹنے دیا' مثنیٰ کے حصول کے لیے ان کی در پردہ سازشیں ہوتی رہیں اور بالآخر ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ میں مثنیٰ فیاض' مثنیٰ صفدر جمال بن چکی تھیں۔ صفدر نے دل سے اس رشتے کو قبول کیا جبکہ مثنیٰ ان کا ساتھ قبول کر کے بھی مضطرب و بے کل رہی تھیں جس کی وجہ وہ فیاض سے تعلق ختم کرنے کو سمجھتے رہے تھے حالانکہ بار بار مثنیٰ ان کے سامنے اپنی بچی کو یاد کر کے روتی رہی تھیں' چند ماہ کی پری کو فیاض نے ان کے ساتھ آنے نہ دیا تھا یہاں انہوں نے اس سے ملنے پر پابندی لگادی تھی پھر سعود کی پیدائش سے قبل وہ اس کو لے کر امریکہ سیٹل ہو گئے تھے جب کبھی یہاں آتے تو وہ ان کو پری سے ملنے کا ٹائم ہی نہ دیتے تھے اور کبھی اپنی ممتا سے مجبور ہو کر مثنیٰ چند گھنٹوں کے لیے پری کو بلوا لیتیں تو وہ اتنا ہنگامہ کرتے کہ بے چاری مثنیٰ ملازمہ کے ہاتھ پری کو واپس بھجوا دیا کرتی تھیں' ان کو بے حد فخر تھا اپنی محبت پر' بے حد محبت کا دعویٰ بھی کرتے تھے اور یہ حقیقت بھی تھی۔ انہوں نے مثنیٰ کو وہ سب دیا تھا جس کی ہر عورت کو پانے کی خواہش ہوتی ہے مگر اپنی مردانہ تنگ نظری کے باعث پری کو وہ قبول نہ کر سکے تھے یہاں انہوں نے کمپرومائز نہیں کیا تھا سب خوشیاں دے کر بھی اس ایک خوشی سے محروم رکھا اور مثنیٰ کے اس درد کی اذیت وہ آج محسوس کر رہے تھے۔ مثنیٰ کے اس وقت آنکھوں سے گرے آنسو ان کے دل پہ گر رہے تھے اس درد کی تکلیف شدت سے محسوس ہو رہی تھی اس پر ضمیر کے بوجھ نے ان کی تکلیف کو دوہرا کر دیا تھا۔

''تم بہت باہمت ہو مثنیٰ! کتنی جرأت و صبر سے تم اپنی بیٹی کی جدائی کا دکھ سہہ کر جیتی رہی صرف میری کھوکھلی انا و کمزور برداشت کے باعث تم نے اپنی ممتا و محبت کو روندھے رکھا تھا۔'' انہوں نے ٹرانکولائزر کے زیر اثر سوتی مثنیٰ کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

''ہمیشہ اپنی غلطی کا ادراک وقت گزرنے کے بعد ہی کیوں ہوتا ہے؟ جب وقت ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے بھلائی اور گمراہی کے راستے ہمارے اختیار میں ہوتے ہیں تو کیوں ہم بغض و خود غرضی کو اپنی بہتری' اپنا حق جان کر گمراہی کی راہ پر چل پڑتے ہیں اور پھر جب وقت پلٹتا ہے اپنا بویا کاٹنے کا وقت آتا ہے تو خار ہی خار' نقصان ہی حصے میں آتا ہے۔'' وہ نم آنکھوں سے ان کا چہرہ دیکھتے ہوئے خود سے اعتراف کر رہے تھے تب ہی عشرت جہاں ملازمہ کے ہمراہ وہاں آئی تھیں۔

''ابھی بیدار نہیں ہوئی مثنیٰ!'' وہ صوفے پر ان کے قریب بیٹھ گئیں۔

''نہیں' بہتر ہے ابھی یہ سوتی رہے' بے حد اپ سیٹ ہو گئی ہے۔''

''ہاں! اپ سیٹ تو ہوگی میری بچی کے نصیب میں اولاد کی جدائی کا دکھ ہی لکھا ہے۔ پری کی طرف سے اب کچھ مطمئن ہونے لگی تھی کہ سعود نے تو اسے ادھ مرا ہی کر ڈالا۔'' عشرت جہاں بے سدھ پڑی بیٹی کے زرد چہرے کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئیں۔ ملازمہ ان کو کولڈ ڈرنک سرو کر کے جا چکی تھی۔

''آنٹی! مجھے لگتا ہے یہ سب پریشانیاں ہماری وجہ سے ہیں۔ ہم نے شاید فیاض اور مُثنیٰ کو جدا کر کے بہت بُرا کیا تھا' یہ سب اس کی ہی سزا ہے جو ہم وہ خوش گوار زندگی گزار ہی نہ سکے جس کے میں نے آپ اور مما نے خواب دیکھے تھے' ہم میں سے آج کوئی بھی پرسکون زندگی نہیں گزار رہا' علیحدہ علیحدہ دکھوں کی کسک ہماری زندگیوں کو بے سکون کیے ہوئے ہے' ہم نے جن پھولوں کو اپنے دامن میں بھرا تھا' وہ خار بن گئے۔'' عشرت جہاں نے کانپتا ہوا ہاتھ ان کے شانے پر رکھتے ہوئے آزردگی سے کہا۔

''ان پچھتاوؤں کی اذیت ناک تکلیف میں' میں بھی دن گزارتی آئی ہوں بیٹا! مُثنیٰ کی خوشیوں کو تاراج کرنے میں' میں سب سے آگے تھی' اس وقت میں بیٹی کی محبت میں اس قدر خود غرض بن گئی تھی کہ سب فراموش کر بیٹھی اس کی خوشی میں ہی میری خوشی ہونی چاہیے تھی لیکن میں جانتی تھی وہ مڈل کلاس کا پروردہ لڑکا فیاض میری بیٹی کو وہ بہترین آسائشات بھری زندگی نہ دے سکے گا جو آپ اس کو دیتے اور وقت نے ثابت کیا آپ نے وہ کیا ہے بس ایسے میں وہ سب کرتی چلی گئی۔''

''لیکن آنٹی! میں مُثنیٰ کو پا کر بھی کہاں پاسکا ہوں' مجھے اس کی ادھوری محبت حاصل ہوئی ہے' اس کے لبوں پر میں آج تک وہ مسکراہٹ و خوشی نہیں دیکھی جو فرسٹ ٹائم اس کے چہرے پر دیکھی تھی۔''

''ہماری خطائیں ہمارے ساتھ ہیں' ہم ندامت و پچھتاوؤں کا بھاری پتھر سینے پر رکھ کر جس طرح جی رہے ہیں وہ ہم ہی جانتے ہیں بیٹا مگر سارا قصور ہمارا ہی نہیں ہے ہم سے زیادہ فیاض کے گھر والے اس رشتے کو ناپسند کرتے تھے اگر ہم یہ نہ کرتے تو مُثنیٰ کو فیاض کے ساتھ بسنے پھر بھی نہ دیا جاتا' وہاں سے اجڑنا اس کا مقدر تھا۔'' افسردگی ان کے چہرے پر بھی چھائی ہوئی تھی ماضی کے شعلوں جیسے لمحات ان کی بوڑھی آنکھوں کو بھی نم کر گئے تھے۔

''آپ بھی افسردہ ہوگئی ہیں آنٹی! سعود کی غیر ذمہ داریوں نے میری آنکھوں سے کئی پردے ایسے ہٹائے ہیں جن سے میں آشنا ہی نہ تھا' اس وقت سے میں نے یہی سیکھا ہے کہ ہم غلطیاں انجانے میں کریں یا از خود سزا ان کی ہم کو برابر ملتی ہے اس درد سے ہمیں بھی واقف ہونا پڑتا ہے جو بے خبری میں ہم دوسروں کو دیتے ہیں۔''

''ہوں! یہ لین دین ساری زندگی کا معاملہ ہے مکافاتِ عمل سے بچنا ناممکن ہے میں سوچ رہی ہوں چند دنوں کے لیے پری کو بلوالوں بہت عرصہ ہوگیا اس کو یہاں آئے ہوئے اسے دیکھ کر مُثنیٰ سنبھل جائے گی۔''

❁.......❁.......❁

''تم مجھے کال نہیں کرسکتی تھیں؟ کیا ضرورت تھی چچا جان سے کہنے کی کہ وہ شوفر کو بھیجیں؟'' وہ مین روڈ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے بگڑے لہجے میں بولا اس کے چہرے پر خلافِ معمول گہری سنجیدگی تھی۔

''میں نے کال نہیں کی' دادی جان نے مما سے کال کرنے کو کہا تھا۔''

''سو واٹ؟ تم خود کال نہیں کرسکتی تھیں مجھے؟ کسی کا احسان لینے کی ضرورت ہی کیا ہے اور وہ بھی اس بندے کا جو فیس سے ہی ڈفر لگ رہا ہے۔'' اس کے چہرے کا تناؤ لہجے میں بھی موجود تھا۔

''میں نے آپ سے کہا نا وہ شوفر میری مرضی سے نہیں آیا تھا۔'' اس کے سخت سرزنش والے لہجے پر وہ بھی ٹیمپر لوز کر گئی تھی۔

''اور وہ گھونچو کس کی مرضی سے آیا تھا؟ یہ وہ ہی شیری صاحب ہیں ناں جنہوں نے پارٹی والے دن آپ کی اجازت کے بغیر تصویریں اتاری تھیں؟'' اندرا سے سی کی کولنگ کے باوجود طغرل کے لہجے سے آگ برس رہی تھی وہ مرد تھا اور پری سے شدید محبت کرتا تھا۔ اب نا معلوم یہ محبت کی کشش تھی یا مردانہ حس کا کمال وہ لحموں میں شیری کی نگاہوں میں پری کا عکس دیکھ کر اضطراب و طیش میں مبتلا ہو چکا تھا اس کے دل میں شیری کے لیے شدید ناپسندیدگی و غصہ پیدا ہوا تھا۔

''جی یہ درست ہے انہوں نے بلا اجازت میری تصویریں بنائی تھیں مگر وہ اپنی اس بدتمیزی کی معافی مجھ سے اور دادی سے مانگ چکے ہیں۔''

''ہوں' تم نے معاف کر دیا ہے اس کو؟''

''بالکل! جب کوئی خلوص سے معافی مانگے تو معاف کرنا چاہیے۔''

''ریئلی! تم کسی کو معاف بھی کر سکتی ہو؟'' لمحہ بھر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا حیرانی سے گویا ہوا۔

''ہاں بالکل! آپ اتنے سرپرائزڈ کیوں ہو رہے ہیں؟'' وہ شانے اچکا کر سادگی سے گویا ہوئی۔

''اس لیے کہ تم نے آج تک مجھے معاف نہیں کیا۔''

''بدتمیزی اور زیادتیوں میں بہت فرق ہوتا ہے طغرل بھائی! آپ جب سے یہاں آئے ہیں تب سے برابر پریشان کر رہے ہیں مجھے۔''

''ہونہہ! تمہاری ہمدردیاں دوسروں کے لیے محفوظ ہیں تم مجھے صرف بلیم ہی کر سکتی ہو' اتنی نفرت کرتی ہو تم مجھ سے؟'' پری نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

❁......❀......❁

عادلہ گھر آئی تو اس کا بری طرح موڈ آف تھا وہ ہاتھ میں پکڑے شاپرز کارپٹ پر پھینک کر بیڈ پر بیٹھ گئی اس کے پیچھے ہی صباحت بھی چلی آئیں تھیں اور غصے سے گویا ہوئیں۔

''تم کو کیا ہوتا جا رہا ہے عادلہ! حد ہوتی ہے غیر ذمہ داری کی بھی' دوپہر سے گھر سے نکلی اور اب رات گئے آ رہی ہو وہ بھی غبارے کی مانند منہ پھلا کر۔ جانتی بھی ہو یہاں کیسی شادی کی افراتفری مچی ہوئی ہے' مگر تم کو کسی بات سے غرض نہیں ہے عائزہ کے سامان میں دلچسپی لے رہی ہو اور نہ ہی تم کو یہ احساس ہے کہ عائزہ کو تمہاری اس وقت کتنی ضرورت ہے۔''

''کیوں اتنا شور کر رہی ہیں ممی! پری اس کی تمام خواہشات پوری کر تو رہی ہے پھر کیوں آپ مجھے سنا رہی ہیں؟'' وہ ان کی طرف دیکھ کر بگڑے لہجے میں گویا ہوئی۔

''یہ ہی کمی رہ گئی تھی مجھ سے زبان درازی کرنے کی' وہ بھی پوری ہو گئی آج۔ شاباش ہے بیٹا! آج زبان چلا رہی ہو کل جوتا کھینچ کر مارنا یہی تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔ میرے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا۔ میں نے تم کو اتنی اہمیت دی ہے کہ شاید ہی اس دور میں بیٹیوں سے محبت کی جاتی ہے۔'' عادلہ کے گستاخانہ لہجے پر وہ چراغ پا ہو کر گویا ہوئی تھیں۔

''میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو آپ اس قدر دکھی ہو رہی ہیں' میری سیدھی بات کو بھی آپ غلط سمجھ رہی ہیں ممی!'' وہ شانے اچکا کر خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

''رہنے دو! اپنی من مانیوں کو دوسروں کی غلطی قرار دے رہی ہو۔ پری کو دیکھو سوتیلی بہن ہو کر بھی ہر کام کو سنبھالے ہوئے ہے۔''

''آپ نے شروع سے ہمیں گھر کے کاموں سے دور رکھا اور پری پر ہی ہر کام کی ذمہ داری ڈالی پھر اب کیسے ہم یہ ذمہ داری اٹھا سکتے ہیں یہ بھی تو سوچیں آپ ممی۔'' عادلہ کے جواب نے انہیں لاجواب کر ڈالا' وہ گڑبڑا کر رہ گئیں۔

''آپ اپنی شکایتیں لے کر بیٹھ گئیں میرے دل کا حال آپ کو معلوم نہیں ہے' شیری نے بے حد دکھی کیا ہے مجھے۔'' غصے و جھنجلاہٹ کے ساتھ آنسوؤں کی نمی بھی شامل ہو گئی تھی۔ اس کے لہجے میں' صباحت کے چہرے پر ممتا اُمڈ آئی وہ نرمی سے گویا ہوئیں۔

''وہ شیری بھی تمہارے حلق میں پھنسی ہڈی بن گیا ہے' جس کو نہ تم نگل سکتی ہو اور نہ ہی اگل سکتی ہو۔ عجیب لڑکا ہے وہ' اب کیا کیا ہے اس نے جس سے تم دکھی ہوئی ہو؟''

''مجھے آج شام اس نے شاپنگ کرانے کا وعدہ کیا تھا اور نہیں آیا میں انتظار کرتے کرتے پاگل ہو گئی تھی ممی! سیل فون بھی آف جا رہا ہے اس کا' میں ٹیلر سے سوٹ لے کر واپس آ گئی ہوں اور وہ ابھی تک غائب ہے نہ شرمندگی' نہ معذرت کوئی رسپونس نہیں ہے اس کی طرف سے۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بے حد پریشان تھی۔

''دفع کرو' تم کیوں پروا کرتی ہو اس کی۔ بھول جاؤ اسے۔''

''بھول جاؤں اس کو؟ یہ آپ کہہ رہی ہیں ممی! یہ آپ کی ہی خواہش تھی آپ ہر قیمت پر اس کو اپنا داماد بنانا چاہتی تھیں۔'' ان کی بات پر وہ چڑ

چڑے پن سے گویا ہوئی۔

''عادلہ! تم تو ہر الزام اس طرح مجھ پر لگا رہی ہو جیسے تم ذی شعور نہیں ہو' فیصلہ کرنے اور اپنی منوانے کی عادت تم میں نہیں ہے پہلے طغرل کے لیے دیوانی ہو رہی تھیں اور اب شیری کے لیے پاگل ہو اور دوش دیتی ہو مجھے' ہر ماں کی طرح میری بھی یہی خواہش ہے میری بیٹیوں کے مستقبل روشن ہوں۔ تم اپنے گھروں میں راج کرو۔''

''او ہو ممی! آپ مائنڈ کر گئیں میرا مطلب یہ نہیں تھا۔'' ان کو کچھ زیادہ ہی برہم دیکھ کر عادلہ نے مسکرا کر ان سے لپٹتے ہوئے کہا۔

''بٹرنگ مت کرو' اب مجھے احساس ہو رہا ہے میں نے تم لوگوں کو حد سے زیادہ آزادی دے دی ہے عائزہ کی اتنی بڑی لغزش کے بعد بھی میں تم کو روکنے ٹوکنے کے بجائے تمہاری ہاں میں ہاں ملا رہی ہوں۔'' ان کا لہجہ شکستہ تھا۔

''تو کیا ہوا ممی! میں نے آپ کے اعتماد کو قائم رکھا ہوا ہے۔''

''اچھا یہ سب تم فیاض اور اپنی دادی کو بتا سکتی ہو؟''

''ارے کیا ہو گیا ہے آپ کو ممی! یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟'' صباحت کا بدلا بدلا رویہ عادلہ کو متحیر کر رہا تھا۔

''تم کو معلوم ہے تمہاری خالہ زینب مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ مجھ سے تم لوگوں کی تربیت میں کمی رہ گئی ہے۔ تم میری بیٹیاں تو لگتیں ہو مگر فیاض کی بیٹیاں ہرگز نہیں لگتی' تم میں وہ وقار' تمکنت اور حیا دکھائی نہیں دیتی جو فیاض اور اماں جان کے سراپے سے جھلکتی ہے۔''

''انہوں نے کہا اور آپ نے سن لیا؟'' اس نے تنک کر کہا۔

''پھر کیا کرتی منہ توڑ دیتی اس کا؟ اور پھر کیوں توڑ دیتی وہ غلط ہی کیا کہہ رہی تھی' ہمارے چہرے' ہمارے مزاج ہمارے اندر کا پتا دیتے ہیں۔ ہمارا ایک ایک نقش بتاتا ہے ہمارا آپ بیان کرتا ہے جو ہم میں ہے۔''

''رہنے دیں ممی! آپ بھی کن کی باتوں میں آ رہی ہیں زینب آنٹی کو ہم سے زیادہ پری سے محبت ہے' اس دن دیکھا تھا آپ نے کس طرح اس سے ملی تھیں' بات بات پر اس کو لپٹا رہی تھیں اور دادی سے کس طرح گھل مل کر باتیں کرتی رہی تھیں گویا وہ ہم سے نہیں دادی اور پری سے ملنے آئی ہوں۔'' اس نے غصے سے سر جھٹک کر کہا۔

''ہاں وہ ہم بہنوں میں سب سے جدا ہے مزاج میں بھی اور خوب صورتی میں بھی۔''

''وہ اپنی خوب صورتی و مزاج کا جادو صرف سراج انکل پر ہی چلائیں' کم از کم میں ان کی ایسی باتوں سے مرعوب ہونے والی نہیں ہوں۔''

''اس کے سامنے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے' فٹافٹ چینج کر کے اماں کے روم میں آؤ' آصفہ اور عامرہ کے گھر انویٹیشن کارڈ دینے جانا ہے۔'' وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁

ہاجرہ اس کے لیے ایک بہترین دوست ثابت ہوئی تھی گو کہ عمروں میں ان کی خاصا فرق تھا لیکن دوستی میں عمروں کی نہیں سچائی و خلوص کی اہمیت ہوتی ہے اور جس تکلیف دہ وقت سے وہ گزر رہی تھی اس کڑے وقت میں اس کو جس محبت و اپنائیت کی ضرورت تھی وہ اس کو ہاجرہ کی پرخلوص دوستی میں مل گئی تھی اس دیار غیر میں اس کے زخمی دل پر وہ محبت سے مرہم لگا رہی تھی اور اس نے بھی اپنا دل کھول کر اس کے آگے رکھ دیا تھا کوئی بات نہیں چھپائی تھی ہاجرہ افسردگی سے گویا ہوئی۔

''عورت پیار میں لٹتی ہے یا اعتبار میں' یہی المیہ ہے عورت کا۔''

''ہاں ہاجرہ! پہلے میں نے اعوان پر بھروسہ کیا اور پھر ساحر مجھ سے محبت کا ڈھونگ رچا کر مجھے اس دنیا میں چھوڑ گیا' جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا یہاں ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔'' ماہ رخ اپنا بھیگا چہرہ صاف کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

''مرد کو جب اپنی طاقت کا بے جا غرور ہو جاتا ہے تو وہ طاقت کے نشے میں ڈوب کر فرعون بن جاتا ہے پھر وہ تمام ابلیسیت خود پر لازم کر لیتا ہے' غفران احمر بھی تو ان ہی گمراہیوں کا مسافر ہے اس کی طرح اور بھی دوسرے لوگ ہیں جو یہاں حرم سجائے بیٹھے ہیں جن کا کام عورتیں ایک

دوسرے کو گفٹ کرنا' کسی کھلونے کی مانند دل بھرنے تک کھیلنا ہے اور جب ہمارے بالوں میں چاندی کے تاروں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تو ہم ان جیسے عمر رسیدہ اور ہوس پرست مردوں کے لیے قابل قبول نہیں رہتیں پھر ہماری جگہ تم جیسی نوخیز کلیاں لے لیتی ہیں اور ان کے ابلیسی کھیل جاری رہتے ہیں۔''

''تم یہاں کیوں رکی ہوئی ہو ہاجرہ! چلی کیوں نہیں جاتیں' بھاگ جاؤ یہاں سے' باہر سے خوب صورت اور روشن دکھائی دینے والے ان محلوں کے اندر بے حد اندھیرا ہے' بہت حبس و بے سکونی ہے۔'' ماہ رخ اس کا جھریوں زدہ چہرہ دیکھتے ہوئے ہمدردی سے بولی۔

''یہاں آنے کے بے حد راستے ہیں مگر جانے کا ایک بھی نہیں ہے اس محل کی دیواریں غفران احمر کی طرح سخت و بے لچک ہیں ان میں اتنی بھی گنجائش نہیں ہے کہ ان سے کوئی سر ٹکرا کر ہی مر جائے۔ یہاں صرف موت ہی زندگی سے آزادی دلا سکتی ہے۔'' ہاجرہ نے مغموم لہجے میں کہا' ماہ رخ کی آنکھیں پھر بھیگنے لگیں۔

''بہت دل لگ گیا ہے تمہارا اس کل کی آئی لڑکی کے ساتھ' ہر وقت تم اس کے ساتھ بیٹھی سرگوشیاں کرتی نظر آتی ہو۔'' دلربا کی کڑک دار آواز پر وہ دونوں چونک اٹھی تھیں۔

''اوہو! ایک تو تم اس طرح دبے پاؤں آ کر ڈرا دیتی ہو دلربا! آؤ بیٹھو تم بھی ہمارے ساتھ باتیں کرو' کیوں غصہ کرتی ہو۔''

''کیوں بیٹھوں تمہارے ساتھ نہیں بیٹھنا اس کے ساتھ جو میری دشمن ہے۔'' وہ نفرت سے ماہ رخ کو گھورتی ہوئی بولی۔

''میں آپ کی دشمن نہیں ہوں دلربا! پھر میں آپ سے دشمنی کیوں کروں گی' میں آپ کی بے حد عزت کرتی ہوں۔'' ماہ رخ نے آگے بڑھ کر لجاجت سے کہا۔

''یہ دشمنی نہیں تو کیا ہے غفران احمر کو مجھ سے چھین لیا ہے جب سے تم آئی ہو ان کو میری پروا نہیں رہی پھر کہتی ہو تم میری دشمن نہیں ہو۔''

''احمر کا رویہ بدلنے میں اس بے چاری کا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو غفران احمر کی بے رخی کا اتنا ہی ملال ہے پھر یہ شکایت تم ان سے کیوں نہیں کرتی۔'' ہاجرہ نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ تن فن کرتی اس کی بات کو نظر انداز کرتی ہوئی واپس چلی گئی۔

❁......❁......❁

ثمنیٰ بیٹے کی جدائی میں ہمت ہار کر بستر پر پڑ گئی تھیں کوئی غذا و علاج ان پر اثر انداز نہیں ہو رہا تھا وہ دن بہ دن کمزور ہوتی جا رہی تھیں۔ عشرت جہاں ان کو گھر لے آئی تھیں اکلوتی بیٹی کے پے در پے صدموں نے ان سے بھی زندگی کی خوشیاں چھین لی تھیں۔

منیر اور ثمنیٰ شوہر کی وفات کے بعد ان دونوں بچوں سے ہی ان کی دنیا آباد تھی' منیر شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی فیملی سمیت پاکستان سے چلا گیا تھا' اس کا واپسی کا کوئی ارادہ نہ تھا وہ اپنی زندگی میں اتنا مگن تھا کہ کبھی ماں کو فون کرنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی' ادھر ثمنیٰ کے دکھوں میں وہ خود بھی گھل رہی تھیں' عرصہ ہو گیا تھا کسی خوشی نے ان کے گھر کا رخ نہیں کیا تھا۔

''مما کن سوچوں میں گم ہیں آپ؟'' ثمنیٰ نے تکیوں کے سہارے بیٹھتے ہوئے کہا۔

''بیدار ہو گئیں بیٹا! میں حمیدن سے کہہ کر ناشتا بنواتی ہوں۔'' وہ عینک درست کرتی ہوئی کھڑی ہونے لگی معاً وہ گویا ہوئی۔

''میرا ناشتے کا موڈ نہیں ہے مما! پلیز آپ بیٹھ جائیں۔''

''رات میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا اور اب بھی منع کر رہی ہو اس طرح کمزوری بڑھے گی پھر بیماریاں پیچھا چھوڑنے والی کہاں ہیں کمزور پا کر وہ مزید حملہ آور ہوں گی میں جوس منگواتی ہوں' ناشتا کچھ دیر بعد کر لینا۔''

''ابھی تو میرا دل جوس کے لیے......''

''پلیز ثمنیٰ! صفدر کا ہی خیال کر لو کچھ وہ پہلے ہی سعود کی طرف سے پریشانی و تفکرات میں گرفتار ہے' رہی سہی کسر آپ نے اس طرح خود کو کمزور کر کے پوری کر دی ہے وہ بچہ پریشانیوں میں گھر کر رہ گیا ہے۔'' وہ اس کی بات قطع کر کے سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میں نے از خود کچھ نہیں کیا ہے' بیمار پڑنا غیر اختیاری عمل ہے مما۔''

''لیکن صحت مند ہونے کے لیے کوشش کرنا ہمارا کام ہے۔''

''مجھے نہیں معلوم مما' کیا درست ہے کیا غلط؟ میں یہاں سے کہیں دور جانا چاہتی ہوں' فرار چاہتی ہوں حالات کے ان لامتناہی سلسلوں سے تھک گئی ہوں میں۔ مسائل کے مزید وار اب قطعی برداشت نہیں ہوتے۔'' عشرت جہاں نے بیٹی کے پژمردہ مرجھائے چہرے کو دیکھا جھک کر اس کے بالوں کو بوسہ دیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر شفقت بھرے لہجے میں بولیں۔

''حالات کی سختی و تنگی سے گھبرا کر شاید ایک عورت تو فرار حاصل کر سکتی ہے مگر میری جان! ایک ماں کبھی ایسا نہیں کرتی ہے' دلبرداشتہ مت ہو' رات جتنی سیاہ ہوتی ہے اس کا سویرا اتنا ہی روشن ہوتا ہے' آپ کے مقدر پر چھائی یہ سیاہ رات بہت جلد تمام ہونے کو ہے' یہ میرا دل کہتا ہے اور ایک ماں کا دل اولاد کے معاملے میں دھوکا نہیں دیتا۔''

''کاش ایسا ہی ہو مسرتوں کے لیے ترستے میرے دل کو بھی قرار مل جائے۔''

''پری کو بلالوں کافی عرصہ ہو چکا ہے اسے گھر آئے ہوئے صفدر بھی کہہ رہے تھے اب تو صفدر کو بھی اس کا احساس ہونے لگا ہے۔''

''جب دل پر چوٹ پڑتی ہے سارے احساسات بیدار ہو جاتے ہیں مما! کل تک جن پتھریلی راہوں کی میں مسافر تھی آج میرے ساتھ صفدر کو بھی مقدر نے ان رستوں پر چلنے کے لیے مجبور کر دیا ہے تو ان کو احساس ہو رہا ہے اولاد کی جدائی برداشت کرنا کس قدر مشکل ہے۔''

''آپ سے زیادہ اس دکھ کو کون سمجھ سکتا ہے مثنی! کیا کروں' پری کو بلواؤں یا نہیں؟ آپ نے پہلے بھی پری کو بلوانے سے منع کر دیا تھا۔'' وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔

''بلوالیں' میں سوچ رہی تھی ایسے ٹینشن زدہ ماحول میں نہیں بلواؤں مگر معلوم نہیں یہ کب ختم ہوں گی۔'' انہوں نے کہتے ہوئے ملال سے آنکھیں موند لیں۔

❀......❀......❀

عائزہ کی شادی میں دو دن رہ گئے تھے آج شام میں اس کی ساس اپنے چند عزیزوں کے ساتھ آ کر اس کی رسم حنا ادا کر گئی تھیں گزشتہ شب اس کو مایوں بٹھایا جا چکا تھا آصفہ اور عامرہ اپنی فیملیز کے ساتھ موجود تھیں' برائے نام مہمان ہونے کے باوجود بھی گھر کا سناٹا ٹوٹ گیا تھا اور رونق پھیل گئی تھی ہر سو پھیلی بوجھل فضا خوش گوار یت میں بدل گئی تھی۔ فاخرہ بری بھی ساتھ لائی تھیں اور سارا بری کا سامان یہیں چھوڑ گئی تھیں اس وقت تو سب نے ہی تکلفاً سامان سرسری سا دیکھا تھا۔ رات کھانے کے بعد لڑکیاں عائزہ کے کمرے میں چلی آئیں اور وہ تینوں سوٹ کیس میں سے سامان نکال کر خوب اچھی طرح جائزہ لے رہی تھیں۔ اماں جان بیڈ پر بیٹھیں پان بنانے کے ساتھ ساتھ تمام چیزوں کو بغور دیکھ رہی تھیں' زرق برق ملبوسات' جیولری اور دیگر سامان دیکھ کر صباحت بے حد خوش تھیں اول خوشی یہ تھی کہ بیش قیمت سارا سامان ان کی بیٹی کے لیے تھا۔ دوئم یہ احساس تفاخر ان کو مغرور کر رہا تھا کہ یہ تمام مان ان کے میکے کی طرف سے ان کی بیٹی کو مل رہا تھا' اگر بری ہلکی پھلکی ہوتی تو وہ سسرال میں اپنی سبکی محسوس کرتیں اور نہ اس طرح سے اکڑ کر باتیں بنا سکتی تھیں جس طرح بیٹھی ہوئی بنا رہی تھیں۔

''مجھے بالکل امید نہیں تھی بھابی اس طرح میری عائزہ کو چاہیں گی' یہ شادی کا سوٹ دیکھ رہی ہو ایک لاکھ سے اوپر کا ہے اور ولیمے کے سوٹ کا ابھی آرڈر دیں گی وہ اس سے بھی ڈبل قیمت کا ہے۔'' وہ جھلملاتے بلڈ ریڈ اور بوتل گرین کلر کا لہنگا سوٹ اماں کو دکھاتے ہوئے گویا ہوئی تھیں اماں نے بھی پوتی کے لیے آنے والے اس عروسی سوٹ کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ماشاء اللہ! فاخرہ نے قلیل وقت میں بہترین تیاری کی ہے' بری کا سارا سامان ہی محنت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے' اللہ میری بچی کو برتنا نصیب کرے آمین۔''

''ہماری بھی یہی دعائیں ہیں بھابی! عائزہ اپنے گھر میں سدا خوش رہے لیکن ایک بات میرے دل کو نہیں بھاتی ہے۔'' وہ چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

''فاخر اور عائزہ کا ولیمہ فاخرہ بھابی حج کی ادائیگی کے بعد کرنا چاہتی ہیں ابھی تو حج میں بھی کئی ماہ باقی ہیں یہ چند ماہ وہ سیر و تفریح میں لگائیں گے

کسی ملک میں پھر حج کے لیے جائیں گے اس دوران چار پانچ ماہ صرف ہوں گے اور اتنے عرصے بعد ولیمہ کرنا اچھا لگے گا؟ ولیمہ سنت ہے اور سنت کے مطابق ان کو دوسرے دن ہی ولیمہ کرنا چاہیے آپ اپنی بھابی کو سمجھائیے اس بارے میں۔"

"ارے عامرہ! کیا سمجھاؤں بھابی کو؟ سمجھایا ان کو جاتا ہے جن کو ہم اچھی طرح جانتے نہ ہوں اب یہ تو تم بھی خوب جانتی ہو فاخرہ بھابی اور بھائی جان کا حلقہ احباب کتنا وسیع ہے ہزاروں لوگوں کو انوائٹ کرنا پھر ارینجمنٹ کرنا آسان تو نہیں ہے میرے میکے والے فیاض کی طرح بے پروا نہیں ہیں جو اپنی اولاد کی خوشیوں کی بھی پروا نہیں کرتے۔ ہمارے خاندان میں اپنوں سے زیادہ غیروں کی پروا کی جاتی ہے دوسروں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اب وہ اس طرح چار مہمانوں کو بلا کر ولیمہ کرنے سے رہیں۔" وہ منہ بگاڑ کر گویا ہوئیں۔

"فیاض کو الزام دینا چھوڑ دو صباحت! جو نصیب میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔" آصفہ نے سمجھایا تھا۔ وہ محض سر ہلا کر رہ گئیں۔

❁......❁......❁

شادی کی وجہ سے صباحت آبرو کو ہاسٹل سے بلانے پر راضی ہوگئی تھیں اور آبرو آتے ہی پری کی پرچھائی بنی تھی وہ ہر دم اس کے ساتھ تھی اس وقت بھی وہ اس کی فرمائش پر سینڈوچ بنا رہی تھی معاً طغرل وہاں چلا آیا۔

"تم زیادہ تر کچن میں ہی کیوں موجود رہتی ہو؟ میرا مطلب ہے اندر عائزہ کے روم میں ساری لڑکیاں مہندی لگانے میں مصروف ہیں اور تم یہاں چولہوں کے آگے کھڑی کام میں مصروف ہو۔"

پری نے اس پر کوئی توجہ نہ دی خاموشی سے سینڈوچ میکر کو دیکھتی رہی۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں جواب دو میری بات کا۔ تم خود کو سمجھتی کیا ہو یار! ہمیشہ مجھے غصہ دلانے والی حرکتیں کرتی ہو پھر غصے میں مجھ سے کوئی گستاخی ہو جاتی ہے تو ناراض ہو کر بیٹھ جاتی ہو۔" اس کے انداز میں عجیب بے چارگی بھری تھکان موجود تھی۔

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔" اس نے پلیٹ میں رکھے ٹشو پیپر پر سینڈوچ رکھتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا۔

"پھر یہ منہ کیوں پھلا رکھا ہے؟"

"میرا منہ کیسا ہے اور کیسا نہیں اس کی آپ کو پروا کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"مجھے بے حد پروا ہے تمہاری پارس۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"تم کیوں بھاگ بھاگ کر ملازموں کی طرح کام کرتی ہو؟ چچا جان کی بیٹی ہو تم اس گھر پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اور سب کا۔"

"آپ کو کیا معلوم پاپا کی مالی حالت کس قدر خستہ حال ہے بڑی مشکل سے انہوں نے اپنی عزت کا بھرم رکھا ہوا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے وہ اس وقت ایک ملازم افورڈ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ میں اس لیے بھاگ بھاگ کر کام کرتی ہوں کہ ان کو یا کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ گھر میں مزید ملازم کی ضرورت ہے۔" وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

"کیا سوچ رہی ہو کوئی پریشانی ہے تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔"

"مجھے میری زندگی جینے دیں طغرل بھائی! میری پروا کرنے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے آپ کیوں بار بار مجھے پریشان کرتے ہیں؟" وہ جھنجلا کر گویا ہوئی تھیں۔

"بی کوز میں تم سے محبت کرتا ہوں اور اس بات سے مجھے کوئی سروکار نہیں کہ تم مجھے پسند کرتی ہو یا نہیں میرے لیے میری یہ محبت ہی بہت ہے جو میں تم سے کرتا ہوں۔"

"خیالوں کی دنیا سے نکل آئیں باہر یہ دنیا صرف سبز باغ دکھاتی ہے درحقیقت ہماری دنیا بہت ظالم و بے رحم ہے یہاں وہ ہوتا ہے جو ہماری خواہش کے برعکس ہوتا ہے پلیز طغرل بھائی مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں اتنی بہادر نہیں ہوں جو آپ کے اس انداز پر مسرت کا اظہار کر سکوں میں آپ کے کسی بھی مذاق کی اہل نہیں ہوں پلیز بہت ہو گیا اب میرا پیچھا چھوڑ دیں۔" وہ کہہ کر تیزی سے وہاں سے نکل گئی اور طغرل ہکا بکا کھڑا رہ گیا تھا۔

''میں نے تم سے کہا تھا نہ تم چاہ کر بھی اس کو اپنی محبت کا یقین نہ دلا پاؤ گے' وہ علیحدہ نیچر کی غیر جذباتی لڑکی ہے پھر اس نے اپنے مما پاپا کو اپنی محبت کو دفن کرتے دیکھا ہے جس میں اس کا وجود بھی دب چکا ہے جو لڑکی جو اپنے باپ کے گھر میں ہی احساس ملکیت سے محروم کر دی گئی ہو کس طرح وہ محبت پر یقین کرے گی؟ اور وہ بھی تمہاری محبت پر۔'' معید جو اس کے ساتھ تھا اور باہر کھڑا سب سن رہا تھا پری کے جانے کے بعد وہاں آ کر اس سے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''تم نے قدم قدم پر اس کو ہرٹ کیا ہے اپنے طنز و تضحیک کا نشانہ بناتے رہے ہو اور اس طرح اچانک محبت میں مبتلا ہو جانا اس کے لیے نا قابل فہم ہے۔''

''محبت اور بخار میں بندہ اچانک ہی مبتلا ہوتا ہے یار' فرق صرف یہ ہے بخار دواؤں سے اتر جاتا ہے جبکہ محبت کے لیے کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی لیکن تم فکر نہیں کرو میں پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں' پارس کے سوا میری لائف میں کوئی اور لڑکی نہیں آئے گی' یہ میرا خود سے عہد ہے۔'' اس کے لہجے میں سچائی اور اعتماد تھا۔

''وش یو گڈ لک یار! میری ساری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔'' مسکراتے ہوئے وہ دونوں باہر نکل گئے' جبکہ کھڑکی کے پیچھے کھڑی عادلہ نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں' طغرل کی باتوں نے اس کے احساس محرومی کو مزید بھڑکا دیا تھا۔ نصیب کا بھی عجیب کھیل تھا' وہ طغرل کو پانے کی چاہ میں اپنا آپ اس پر نچھاور کرنے کو تیار تھی جواباً اس کو طغرل کی دھتکار و بے اعتنائی نصیب ہوئی اور اب اسی انداز میں پری طغرل کے جذبوں کو جھٹک چکی تھی مگر پھر بھی وہ کہہ رہا تھا کہ وہ پیچھے نہیں ہٹے گا...... پری کو حاصل کر کے رہے گا۔

''دیکھتی ہوں میں بھی مسٹر طغرل! تم میرے نہیں ہوئے تو پری کے بھی نہیں ہو گے' میں خود سے وعدہ کرتی ہوں۔ تم دونوں کی جدائی تک میں سکون سے بیٹھنے والی نہیں ہوں خواہ ایسا کرنے کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔'' اس نے نفرت سے مٹھی بھینچتے ہوئے سوچا۔

❀......❀......❀

''اماں جان میں نے سنا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ نہیں چل رہیں۔ فاخر کو انگوٹھی پہنانے کے لیے۔'' صباحت حیرت سے بولتی ہوئی آئی تھیں۔

''ٹھیک سنا ہے بہو! یہ چھوٹی سی رسم ہے تم لوگ جاؤ میرے گھٹنے ویسے ہی درد سے اکڑ رہے ہیں' وہاں بے آرام ہوں گی میں۔'' ان کے لہجے میں نرمی اور محبت تھی صباحت قریب بیٹھ کر بولیں۔

''نہیں اماں آپ کو ساتھ ہی چلنا پڑے گا ہم پہلی بار تو اس رشتے سے وہاں جا رہے ہیں آپ ہماری بزرگ ہیں آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے ہمیں اور فاخر کو شگون کی انگوٹھی آپ ہی پہنائیں گی۔''

''تم پہنا دینا صباحت تم نے پہنائی یا میں نے ایک ہی بات ہے کل فاخر بارات لے کر آئے گا تو میں مل لوں گی اس سے اور دعائیں تو اپنے بچوں کے لیے میں ہر وقت کرتی ہوں۔''

''اماں جان آپ کو چلنا پڑے گا یہ میری ہی نہیں فیاض کی بھی خواہش ہے۔''

''میں بھی چلی گئی تو عائزہ کے پاس کون رہے گا گھر میں؟'' ان کے پُر زور اصرار پر وہ جز بز ہو کر گویا ہوئیں۔

''عائزہ کی آپ فکر مت کریں' عادلہ رہے گی اس کے پاس پھر فیاض اور دیگر ملازم گھر میں ہیں عائزہ تنہا گھر میں نہیں ہو گی' بس آپ جلدی سے تیار ہو جائیں ہم سب بھی تقریباً تیار ہی ہیں۔'' وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں' اماں نے ان کی خوشی کی خاطر ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا۔

صباحت تیز تیز قدموں سے کوریڈور سے گزر رہی تھیں جب انہوں نے پری کو کچھ سامان ہاتھوں میں تھامے اپنے کمرے کی طرف جاتے دیکھا وہ سرعت سے اس کے قریب آئیں اور تیز لہجے میں پوچھنے لگیں۔

''ارے یہ تو لہنگا سوٹ ہے جو کل عائزہ کو زیب تن کرنا ہے' تم یہ کہاں لے جا رہی ہو......اور کس کی اجازت سے؟''

''وہ دادی جان نے کہا تھا میں یہ پریس کر کے ہینگ کر دوں۔'' ان کی تیز نظروں اور تیکھے لہجے سے وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔

''سارے نوکر چاکر مر گئے ہیں کیا' جو تم یہ سب کرنے چلی ہو؟''

''ممی! دادی جان کا خیال ہے یہ اتنا قیمتی سوٹ ہے خیرون سے خدانخواستہ جل گیا تو بہت برا ہوگا۔''

''ہونہہ، یہ دو مجھے۔'' انہوں نے آگے بڑھ کر اس سے سوٹ چھین لیا۔ ''صاف کیوں نہیں کہتی جل گئی ہو میری عائزہ کی اتنی اچھی بری دیکھ کر تمہارے سینے پر سانپ لوٹ گئے ہوں گے سوتیلی بہن کے اتنے اچھے نصیب دیکھ کر، تم نے جرأت کیسے کی میری بچی کے بری کے سامان کو ہاتھ لگانے کی غضب خدا کا میں نہ دیکھتی تو تم نامعلوم کیا کر گزرتی حسد میں۔''

''ارے کیا ہوا صباحت خیر تو ہے سب؟'' آصفہ وہاں آ کر بولیں۔ عامرہ بھی ان کے پیچھے آ رہی تھیں اور پری ان کے تابڑتوڑ حملوں کی زد میں کھڑی رہ گئی تھی، مارے سبکی کے اس سے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا گیا تھا۔

''کیا بات ہوئی ہے بھابی جان! کیوں اس قدر اشتعال میں ہیں آپ؟'' عامرہ نے پسینہ پسینہ ہوتی پری کو دیکھتے صباحت سے استفسار کیا۔

''میری بچی کا عروسی لباس یہ جلانے جا رہی تھی آپا! وہ تو شکر ہے میں نے دیکھ لیا ورنہ میری بچی کو سسرال جا کر کیا کچھ نہ سننا پڑتا اس کی وجہ سے اب جو معصوم صورت بنائے کھڑی ہے۔''

''پری اپنے روم میں جاؤ۔'' آصفہ نے نرم لہجے میں کہا۔

''بھابی شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے پری ایسا کیوں کرے گی؟ پری جانے سے قبل بات صاف کر کے جاؤ، کیا بھابی درست کہہ رہی ہیں؟'' عامرہ نے استفسار کیا تھا۔

''تم سوٹ جلانے کا ارادہ رکھتی تھیں؟'' آصفہ نے سنجیدگی سے کہا۔

''پھپو! مجھ سے دادی نے یہ سوٹ پریس کرنے کا کہا اور میں ممی کی اجازت کے بنا یہ کام کر رہی تھی، یہی جرم ہے میرا۔'' اس نے بہت ضبط سے آنسو روکتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

''دیکھا، کس طرح منہ چھپا کر بھاگی ہے حاسد کہیں کی، وہ پری کو جاتے دیکھ کر قدرے تیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

''آپ غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہیں پری حسد کرنے والوں میں سے نہیں ہے ہر کام اس نے آگے بڑھ کر کیا ہے اپنا حق نبھا رہی ہے وہ اور پھر حسد کرنے والے الگ ہی نظر آتے ہیں بھابی جان!'' آصفہ نے کہا۔

''بس بہت ہو چکا صباحت! تم اس سوتیلے سگے کے چکر سے باہر نکل آؤ خوامخواہ رشتوں میں تفریق پیدا کر کے محبتوں میں فاصلے مت بڑھاؤ، بیٹیاں تو مہمان ہوتی ہیں بابل کے آنگن میں آج عائزہ کے نصیب کھل گئے ہیں کل پری بھی رخصت ہو جائے گی، ساری چڑیاں اڑ جائیں گی، اپنے اپنے آشیانوں کی جانب اور ہم اس وقت کو یاد کر کے آبدیدہ ہوا کریں گے جب یہ چڑیاں ہمارے آنگن میں چہچہایا کرتی تھیں۔'' آصفہ نے جذباتی انداز میں کہہ کر بات ختم کر دی تھی۔

وہ وہاں سے نکل کر سیدھی لان میں چلی آئی یہ لان کا نیم تاریک گوشہ تھا وہ گھاس پر گرنے والے انداز میں بیٹھی اور بے آواز رونے لگی، اس کی تمام محنت ومحبت، خلوص وفرض پر صباحت کی نفرت وتنفر غالب آ چکا تھا ہر بار کی طرح اس بار بھی ان کے سوتیلے پن کا وار اسے گھائل کر گیا تھا۔ وہ ان کے اس لہجے کی عادی تھی، بچپن سے ان کا رویہ ایسا ہی رہا تھا۔ اس کی اچھائی ہمیشہ ان کی نگاہ میں برائی ہوتی اور وہ بھی کوئی ڈرپوک یا کمزور لڑکی نہ تھی ان کے اس رویے کو بہت پراعتماد طریقے سے برداشت کرتی آ رہی تھی کبھی کبھی ان کی بدگمانی پر وہ اس طرح جذباتی ہوتی تھی کہ آنسو رک نہیں پاتے تھے۔ کچھ دیر تک وہ اپنے دکھ کو آنسوؤں میں بہاتی رہی پھر چہرہ دھو کر اندر آئی تو عادلہ اس کے قریب آئی تھی۔

''پری...... پری کہاں تھیں تم؟ میں نے تمہیں ہر طرف ڈھونڈا۔''

''میں لان میں تھی، کیوں ڈھونڈ رہی تھیں مجھے؟''

''پلیز تم عائزہ کے پاس رک جاؤ تم کو معلوم ہے۔'' ممی بضد ہیں مجھے عائزہ کے پاس چھوڑ کر جانے کے لیے مایوں، مہندی میں ہونے والا ہلہ گلہ مجھے بہت پسند ہے پھر ہمارے ساتھ شیری بھی جائیں گے اگر میں نہ گئی تو وہ بھی نہیں جائیں گے۔'' وہ ایک سانس میں بولتی چلی گئی حسب عادت اپنی غرض پر اس کا لہجہ التجائیہ تھا پری نے اس کی طرف دیکھا اور سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''ممی نے مجھ سے نہیں کہا کہ...... میں عائزہ کے پاس رک جاؤں اور یہ وہ پسند بھی نہیں کریں گی میں عائزہ کے پاس رہوں۔''

''کیا تمہارا ابھی مہندی کے فنکشن میں جانے کا ارادہ ہے؟'' وہ چونک کر بولی۔

''نہیں...... میں نہیں جاؤں گی۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

''اچھا ہے تم بور ہی ہوگی۔ تم کو ایسے فنکشن کہاں پسند ہیں نہ جاؤ یہی ٹھیک ہے پھر عائزہ کے پاس ہی رک جاؤ اپنے روم میں کیا کرو گی میں جا کر ممی سے کہتی ہوں تم نہیں جا رہیں ہمارے ساتھ تم عائزہ کے پاس رہو گی۔ دیکھنا ممی کو میں ابھی کسی طرح راضی کرتی ہوں۔'' اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا اور تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔

''کب تک اپنے جذبوں کی قربانی دیتی رہو گی تم؟ قربانیاں اچھے لوگوں کے لیے دی جاتی ہیں جوان جذبوں کی قدر کرتے ہوں۔ ایسے لوگوں کی خاطر کیوں خود کو سولی پر لٹکاتی ہو جو تمہارے مرنے پر ایک آنسو بھی بہانے والے نہیں ہیں۔'' طغرل ستون کی آڑ سے نکل کر گویا ہوا۔

''میں قربانی نہیں دے رہی۔ میرے سر میں درد ہے اس وجہ سے نہیں جا رہی اور ویسے بھی مجھے ایسی تقریبات سے چڑ ہے۔'' اس کو اچانک سامنے دیکھ کر وہ گڑبڑا گئی تھی۔ اپنا دفاع کرنے کے لیے اس کا لہجہ پُراعتماد تھا مگر لہجہ کا کھوکھلا پن اس کو خود بھی محسوس ہو رہا تھا۔

''تم اس گھر کی فرد ہو پارس! فیاض چچا کی بیٹی ہو اس گھر پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا عادلہ اور عائزہ کا ہے عادلہ کون ہوتی ہے تم کو اپنی مرضی پر چلانے والی؟ تم اس کی ملازمہ نہیں ہو تم سب کے ساتھ جاؤ گی۔'' اس نے کمرے سے نکلتے ہوئے عادلہ کی آخری گفتگو سن لی تھی وہ بدمزگی کے خیال سے عادلہ سے کچھ نہ بولا پر اس کے جاتے ہی وہ ستون کی آڑ سے نکل کر بگڑے تیوروں سے اسے سمجھا رہا تھا۔

''میرا موڈ نہیں ہے۔ میں خود جانا نہیں چاہتی' پلیز آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔'' وہ سخت لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ گئی طغرل نے گہرا سانس لیا۔ صباحت نے عادلہ کی بات سن کر غصے سے کہا۔

''تم ازحد سیلفش لڑکی ہو عادلہ! تم کو خود بہن کے پاس رکنا چاہیے تھا لیکن تم اپنی ذمہ داری پری پر ڈال آئی ہو ہمیشہ اپنا مفاد دیکھتی ہو تم۔''

''اس میں خود غرضی کی بات کہاں سے آ گئی ہے ممی! مجھے فاخر سے دودھ پلائی کا نیگ وصول کرنا ہے سالی ہوں میں ان کی میرا جانا ضروری ہے پری عائزہ کے پاس رک جائے گی تو کیا ہوگا؟'' اس نے بے پروائی سے شانے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

''وہ تمہاری سگی بہن نہیں ہے شادی کے اس حسین موقع پر میں نہیں چاہتی کوئی بدشگونی ہو یا وہ لڑکی کچھ ایسا ویسا کردے جو میری بچی کی زندگی کی خوشیوں کو خاک میں ملا دے۔''

''اب ان باتوں کا کیا مقصد ہے جب ساری تیاریوں میں وہ آگے آگے رہی پھر اب ایسی باتیں سمجھ سے بالاتر ہیں۔'' اس نے بالوں میں برش کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''صاف بات یہ ہے کہ تم یہاں رکنا ہی نہیں چاہتی تم کو بہن کی پروا نہیں ہے اس کی خوشیوں سے اپنی خوشیوں کی فکر ہے۔''

''اوہ ہو ممی! کیوں اتنا ہائپر ہو رہی ہیں؟ اتنی منت سماجت کے بعد میں نے شیری کو ساتھ چلنے کے لیے راضی کیا ہے وہ تیار ہو کر آ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ زبردستی یہاں مجھے رکنے پر مجبور کرنا چاہ رہی ہیں لیکن میں رکوں گی نہیں سب کو اپنی زندگی جینے کا حق ہے اپنی مرضی سے۔'' وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھ کر بے رخی سے گویا ہوئی۔

''یہ تم مجھ سے کہہ رہی ہو عادلہ میں نے تم کو کس حق سے محروم رکھا ہے بتاؤ تو سہی' مجھے بھی معلوم ہو میں کتنی ظالم ہوں؟ کتنے حق ضبط کیے ہیں میں نے تمہارے؟'' اس کی ہٹ دھرمی پر وہ شاکڈ انداز میں گویا ہوئیں۔

''کم ان ممی! ٹیمپر لوز مت کریں اپنا پلیز' ریڈی ہوں جا کر میں بھی ریڈی ہوتی ہوں۔'' اس نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

❀......❀......❀

غفران احمر کا شمار ملک کے بڑے سوداگروں میں ہوتا تھا اس کا مال تجارت پوری دنیا میں امپورٹ ہوتا تھا اس کی دوستیاں بھی کاروبار کی طرح

وسیع تھیں۔ ان دوستیوں کو مضبوط کرنے کے اس کے اپنے ہی طریقے تھے جس میں صنفِ مخالف کا استعمال سرفہرست تھا۔ ماہ رخ کو وہ اپنے دوستوں اور بزنس کے سلسلے میں ملنے والے لوگوں سے بھی ملوانے لگا تھا اس کا نوخیز حسن و کم عمری غفران احمر کے لیے سودمند ثابت ہو رہی تھی مشکل و ناممکن کام ماہ رخ کی بدولت سہل ہو گئے تھے۔ وہ اس کے لیے سونے کی چڑیا تھی جس سے وہ بہت پیار کا اظہار کرتا تھا اس کی خوب صورتی کے گن گاتا پھر ضروری تو نہیں ہے کسی کو مقید کرنے کے لیے رسی اور زنجیر کا ہی سہارا لیا جائے کچھ قیدی ایسے بھی ہوتے ہیں جو مکروفریب بھرے پیار اور سازشی محبت کی زنجیروں سے جکڑے جاتے ہیں وہ بھی جکڑی گئی تھی ایسی ہی نادیدہ زنجیروں سے جن سے چاہ کر بھی رہائی ممکن نہ تھی آج صبح ہی وہ غفران احمر کے ایک دوست کے ساتھ ایک ہفتہ گزار کر آئی تھی اور بیڈروم میں غفران احمر تکیوں کے سہارے نیم دراز قہوہ پیتے ہوئے خوش گوار موڈ میں پوچھ رہا تھا۔

”مرسلین غیاث بہت تعریفیں کر رہا تھا تمہاری۔ بہت خوشی ہوئی ہے اس کو تمہارے ساتھ وقت گزار کر، بہت اصرار کر رہا تھا تم کو اپنے یہاں کچھ عرصہ مہمان بنانے کے لیے مگر میں نے صاف انکار کر دیا۔“ وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اپنے سنہری بالوں میں برش کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی غفران آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”مرسلین کے دل میں تم نے یہ بات اچھی طرح بٹھا دی ہے نا...... قالینوں کا سارا لین دین وہ اب ہم سے ہی کرے گا؟“

”یہ بات آپ نے اس سے کیوں نہیں پوچھی؟“

”میں اس سے کیوں پوچھوں گا؟“ اس کے سرد لہجے میں ناگواری ابھری۔

”اسی ڈیل کو فائنل کرنے کے لیے میں نے تم کو اس کے ساتھ بھیجا تھا۔ محض سیر سپاٹے کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ دو سال سے اس نے ہم سے خریداری ختم کر رکھی ہے جس سے نقصان ہو رہا ہے۔“

”اوہ ڈارلنگ بدگمانی کی باتیں کیوں کرتے ہیں کیا آپ کو مجھ پر اتنا بھروسہ نہیں ہے کہ میں آپ کا کام کرا سکتی ہوں یا نہیں؟“ وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے ادائے دلربائی سے گویا ہوئی۔ غفران احمر نے قہوہ کی پیالی ٹیبل پر رکھی اور اس کے ہاتھ تھام کر ترنگ میں بولا۔

”تمہاری ان ہی اداؤں کا میں دیوانہ ہوں میری رانی! میں تمہیں دل سے چاہتا ہوں جتنی محبت تم سے ہے اتنی محبت کسی سے نہیں کرتا محل میں جا کر ان تمام عورتوں سے پوچھو غفران احمر نے کسی کے ساتھ بھی اتنا وقت نہیں گزارا جتنا میں تمہارے ساتھ گزارتا ہوں۔“ وہ اس کے مخروطی ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہہ رہا تھا ماہ رخ بے حس و حرکت بیٹھی ہوئی تھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھوں میں نفرت و کراہیت بھری ہوئی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی زندگی کس ڈگر پر چل پڑی ہے کہ ایک عورت سے اس کو فاحشہ بنا دیا گیا وہ کیا بننے نکلی تھی اور کیا بن گئی۔

”مجھے ایک عرصہ بعد ایک دوست سے ملنے شہر سے باہر جانا ہے وہاں قیام کچھ طویل بھی ہو سکتا ہے جب تک تم یہاں خوب آرام کرو دلربا تمہارا خاص خیال رکھے گی وہاں سے واپسی پر تم کو ایک اہم کام کے لیے ایک دوست کے پاس بھیجوں گا۔“ غفران احمر اسے اپنی پلاننگ سے آگاہ کر رہا تھا جبکہ وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی۔

❀......❀......❀

فیاض صاحب بے حد نرم مزاج اور درگزر کرنے کے عادی تھے لیکن عائزہ کو وہ معاف نہ کر سکے رات جب گھر کے سب لوگ فاخر کے گھر رسمِ حنا کے لیے گئے ہوئے تھے پری عشاء کی نماز پڑھنے میں مشغول تھی عائزہ دبے قدموں سے ان کے کمرے کی طرف آئی تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ کانپتے قدموں اور دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی وہاں لائٹ بے حد کم تھی جس کے باعث نیم اندھیرا پھیلا ہوا تھا فیاض صاحب سامنے ہی ایزی چیئر پر براجمان تھے۔

کھلی کھڑکی سے باہر خلاؤں میں ان کی نگاہیں بھٹک رہی تھیں۔ اس کی آہٹ پر وہ چونکے ضرور تھے مگر اسی انداز میں بیٹھے رہے شاید وہ اس کے ہاتھوں و پاؤں میں لگی مہندی کی مہک سے سمجھ گئے تھے چند لمحوں قبل ان کے چہرے پر پھیلا حزن و اضمحلال کرختگی و خفگی میں بدل گیا تھا انہوں نے اس کی طرف دیکھنے کی سعی بھی نہ کی۔

"پاپا......" عائزہ نے روتے ہوئے پکارا۔

"جہاں ہو وہیں رک جاؤ' تم نے جرأت کیسے کی یہاں آنے کی؟" اس کی جانب سے رخ موڑتے ہوئے وہ سخت پر جلال لہجے میں بولے۔

"پاپا...... پاپا مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے غلطی ہوئی بہت بڑی بھول ہوگئی پلیز مجھے معاف کر دیں۔" وہ ان سے کچھ فاصلے پر رک گئی تھی اور بے تحاشہ رو رہی تھی۔

"یہاں سے چلی جاؤ عائزہ! میں تمہاری صورت تک دیکھنا نہیں چاہتا۔"

"فار گاڈ سیک پاپا' ایسا مت کہیں' میں بہت نالائق بیٹی ہوں میں نے آپ کا دل دکھایا ہے آپ کے اعتماد کو ریزہ ریزہ کیا ہے آپ کو حق ہے سزا دینے کا آپ جو چاہیں سزا دیں مجھے پاپا' مگر مجھے معاف کر دیں آپ کی ناراضی مجھے جینے نہیں دے گی۔" وہ تیزی سے ان کے قدموں میں بیٹھ کر روتے ہوئے کہہ رہی تھی فیاض سرعت سے دور ہوئے اور بارعب لہجے میں گویا ہوئے۔

"سزا تو تم نے دی ہے مجھے باپ ہونے کی مرتے دم تک اس اذیت کو بھگتوں گا میں' اگر مجھے اپنی دوسری بیٹیوں کے فیوچر کی پروانہ ہوتی تو میں تمہارا وہ حال کرتا کہ تمہیں گمراہ کن لڑکیوں کے لیے نشان عبرت بنا دیتا پھر کوئی لڑکی تمہاری طرح ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملانے سے بہتر خود خاک میں مل جانا پسند کرتی۔" وہ شدید اشتعال میں چیخ رہے تھے کچھ فاصلے پر کھڑی عائزہ زار و قطار روتے ہوئے خوف و صدمہ سے کانپ رہی تھی ان کے چیخنے کی آواز سن کر پری بھی وہاں آ گئی تھی اور ہمت کر کے گویا ہوئی۔

"پاپا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے پلیز...... آپ لیٹ جائیں۔"

"اس کو یہاں سے لے جاؤ پری' اس کی موجودگی مجھے تکلیف دے رہی ہے آگ میں جل رہا ہوں میں...... آگ میں......" وہ کسی ٹوٹے ہوئے شہتیر کی طرح بیڈ پر لیٹ گئے۔ پری نے روتی ہوئی عائزہ کا ہاتھ تھاما اور باپ کو دیکھتے ہوئے وہاں سے نکل آئی ان کے چہرے پر شدید تکلیف تھی وہ عائزہ کو لے کر کمرے میں آئی تو وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی۔

"عائزہ! چپ ہو جاؤ پلیز اس طرح مت رو۔"

"پری! پاپا مجھ سے ناراض ہیں اتنے شدید ناراض کہ میری طرف دیکھنا بھی ان کو پسند نہیں ہے ان کو مجھ سے نفرت ہوگئی ہے۔"

"پاپا بے حد تکلیف میں ہیں تم خود کو سنبھالو میں ان کو جا کر دیکھتی ہوں۔" وہ اس کو تسلی دے کر باہر آئی تو طغرل اندر چلا آیا اس کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"خیریت تو ہے نا؟ بہت پریشان نظر آ رہی ہو' کیا ہوا ہے؟"

"پاپا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے عائزہ ان سے معافی مانگنے گئی تھی وہ بہت غصے میں تھے۔ مجھے ڈر ہے کہیں ان کا بی پی نہ شوٹ کر گیا ہو۔ وہ اسٹریس میں ہیں۔" پری رندھی ہوئی آواز میں اس سے گویا ہوئی تھی۔

"ڈونٹ وری' میں اسی لیے آنٹی کے ساتھ نہیں گیا تھا میں نے فیل کیا تھا چچا جان ٹینس ہیں۔ تم ڈنر کا بندوبست کرو میں چچا جان کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرتا ہوں...... اوکے۔" وہ گہری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں معمولی سرخی تھی۔ آنکھیں بھی قدرے سوجی سوجی شدت گریہ وزاری کا پتا دے رہی تھیں یلو اینڈ پرپل سوٹ میں اس کا حسن خاصا سوگوار تھا۔

"تم روئی ہو پارس۔" وہ گمبھیر لہجے میں سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"جی عائزہ کی جدائی کے خیال سے رونا آ گیا تھا جس طرح اور جن حالات میں اس کی شادی ہو رہی ہے۔" وہ کہہ کر چلی گئی تھی۔

بارات آ چکی تھی نکاح کا مرحلہ بھی طے ہو چکا تھا گھر کے وسیع و عریض لان کو خوب صورت طریقے سے ڈیکوریٹ کر کے مہمانوں کے لیے تیار کیا گیا تھا جہاں مہمانوں کی گہما گہمی تھی۔ قہقہے' مسکراہٹیں' رنگ اور خوشبوئیں ہر سو بکھری ہوئی تھیں۔ عائزہ دلہن بنی اسٹیج پر بیٹھی تھی پر اعتماد اور طنزیہ گفتگو کرنے والی عائزہ اپنی تمام تیزی و طراری بھول بیٹھی تھی۔ اس نے اس خاص دن کے لیے سنہرے سپنے دیکھے تھے۔ بے حد ارمان تھے دل میں جن کو پورا کرنے کے لیے اس نے گھر کے اصول توڑے تھے۔ والدین کے بھروسے و اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ جن کا انجام وہ بھگت چکی تھی۔ یہ اس

کی خوش قسمتی تھی یا کسی نیکی کا اجر کہ اس کی عزت محفوظ رہی تھی۔ لیکن وہ باپ کی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے غیر اہم ہوگئی تھی اور یہ اس کے لیے سب سے بڑا صدمہ تھا۔ جس کی تلافی ممکن ہی نہ تھی۔ جس کا ازالہ کسی صورت ممکن نہ تھا۔

جذبات کا دریا جب چڑھتا ہے تو سماعتیں اپنے دل کی ہی آوازیں سنتی ہیں۔ نگاہیں اپنے مطلوب کے گرد ہی رقصاں رہتی ہیں باقی سب اوجھل ہوجاتا ہے اور جب جذبات کا دریا اترتا ہے تو بصارت لوٹ آتی ہے سماعتیں کام کرنے لگتی ہیں پھر سود و زیاں کا حساب ہوتا ہے کیا پایا کیا کھویا سمجھ میں آنے لگتا ہے ہاتھ تو اس کے کچھ بھی نہیں آیا تھا البتہ دامن میں ندامتیں، پچھتاوے آنسوؤں کے انبار تھے ساتھ بیٹھے مبارکبادیں وصول کرتے فاخر کے لیے بھی اس کے جذبات میں کوئی گرم جوشی نہ تھی وہ گردن جھکائے کسی سانس لیتے مجسمے کی مانند بیٹھی ہوئی تھی۔ فاخر آف وہائٹ دیدہ زیب شیروانی میں گلے میں ہار ڈالے ڈیسنٹ لگ رہا تھا اس کے چہرے پر امنگیں و مسرتیں تھیں وہ کنکھیوں سے کئی بار عائزہ کو دیکھ چکا تھا اور ہر بار اس کو اردگرد سے بے خبر بیٹھے دیکھ کر اس کے چہرے کی شادمانی کم ہونے لگی تھی۔ اس کی پیشانی پر شکنیں ابھرنے لگی تھیں۔ مسکراتے لب بھینچنے لگے تھے۔ عادلہ نے گلابی و فیروزی کنٹراسٹ میں لہنگا سوٹ بنوایا تھا عائزہ کے ساتھ پارلر میں تیار ہوئی تھی میچنگ جیولری میں وہ خاصی حسین لگ رہی تھی۔ شیری اپنی فیملی کے ساتھ وہاں موجود تھا اور وہ کسی پروانے کی مانند ان کے اردگرد چکرا رہی تھی۔ صباحت بیگم کی آج چھب ہی نرالی تھی۔ وہ شوخ رنگوں کی لشکارے مارتی ساڑی میں ملبوس بھاری جیولری اور میک اپ میں اپنی بیٹیوں کی ماں کم بہن زیادہ دکھائی دے رہی تھیں۔ دادی انگوری کلر کے شلوار سوٹ میں سادہ و پروقار انداز میں بیٹھی تھیں۔ فاخرہ بیگم بار بار عائزہ کے پاس جاکر اس کی تعریف کررہی تھیں۔ اپنے ساتھ آئیں خواتین کو اس سے ملوا رہی تھیں۔ سب نے ہی ان کی جوڑی کو سراہا تھا۔ صباحت نے موقع دیکھتے ہی عائزہ سے سرگوشی میں کہا۔

''تم کیا سولہویں صدی کی دلہنوں کی طرح شرما رہی ہو بیٹا' چہرہ اٹھا کر دیکھو اپنی شادی کو انجوائے کرو یہ دن صرف ایک بار آتا ہے زندگی میں کیوں ضائع کررہی ہو ان حسین لمحوں کو۔''

''تم کیا کان بھر رہی ہو میری بہو کے صباحت۔'' فاخرہ مسکرا کر ان سے گویا ہوئی تھیں صباحت سیدھی کھڑی ہو کر ہنستے ہوئے بولیں۔

''بھابی جان میری کیا مجال جو آپ کی بہو کے کان بھروں' دراصل میں اس کو سمجھا رہی ہوں اس طرح سر جھکا کر نہ بیٹھے کون شرماتا ہے آج کل یہ سب دستور پرانے ہوگئے ہیں۔''

''ارے نہیں صباحت' یہ باتیں تو دل سے مشروط ہوتی ہیں۔ دستور خواہ کتنے بدل جائیں احساسات و جذبات کبھی نہیں بدلتے ہیں۔''

''آپ تو خاصی روایت پسند ہیں بھابی جان چلیں خوب ہے یہ بھی آپ کے اور عائزہ کے خیالات ملتے جلتے ہیں اچھا ماحول رہے گا گھر کا۔'' وہ کہتی ہوئی اسٹیج سے نیچے اتر آئی تھیں۔ ان کی نگاہ کوٹ سوٹ میں ملبوس شیری پر تھی۔ عادلہ ان کے درمیان میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کی نظر میں عادلہ سے بڑھ کر حسین لڑکی کوئی نہیں تھی یہاں پر' لیکن ان کی پیشانی پر بل شیری کی ادھر اُدھر بے تاب بھٹکتی نگاہوں نے ڈال دیے تھے یہ احساس ہی ان جیسی خود پسند عورت کے لیے ناقابل برداشت تھا کہ کسی کے لیے ان کی بیٹی کو رد کیا جائے۔

''بہت بہت مبارک ہو بھابی آپ کو بیٹی کی شادی۔'' وہ وہاں آئیں تو مسز عابدی نے ایک بار پھر مبارکباد دی تھی۔

''تھینکس بھابی صاحبہ' آپ عائزہ سے ملیں؟'' وہ چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

''جی ہاں' ماشاء اللہ بہت خوب صورت کپل ہے میری دعا ہے کہ سدا خوش رہیں بچے۔'' ان کا لہجہ پرخلوص تھا۔

''آپ کی دعائیں ہی چاہیے۔ شیری بیٹا کیسے ہیں آپ؟''

''فائن آنٹی...... آپ سنائیں۔ اچانک ہی آپ نے یہ پروگرام بنایا ہے؟'' وہ مسکراتا ہوا صباحت سے مخاطب ہوا۔ حالانکہ عادلہ اس کو ہر بات سے آگاہ کرتی رہی تھی۔ اب بھی وہ بیٹھی پرشوق نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے لبوں پر خوب صورت مسکراہٹ تھی۔

''فاخر کا ٹرانسفر اسلام آباد ہوگیا ہے اسی وجہ سے یہ سب کرنا پڑا۔ ورنہ ہم تو بہت دھوم دھام سے یہ شادی کرتے ایسی سادگی کا تو تصور بھی نہیں تھا۔''

عابدی بھائی کہاں ہیں؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے بات پلٹی۔

''عابدی کی طبیعت بہتر نہ تھی وہ اس وجہ سے نہیں آئے۔ پری کہاں ہے بھابی ان کو میں نے ابھی تک دیکھا ہی نہیں ہے۔'' صباحت نے شدت سے محسوس کیا ماں کے استفسار پر شیری کی بے چین نگاہیں بھی ان پر مرکوز ہوگئی تھیں۔

ابھی وہ کچھ کہہ بھی نہ پائی تھیں کہ پری عامرہ کے ہمراہ اندرونی حصے سے وہاں داخل ہوئی تھیں آج اس کی چھب ہی نرالی تھی۔ بلیک کلر کی فراک اور تنگ پاجامے میں اس کا چہرہ چاند کی مانند روشن تھا۔ فراک پر موتیوں اور اصلی پتھروں سے دیدہ زیب کام بنا ہوا تھا۔ جیولری بھی ان پتھروں اور موتیوں کی تیار کروائی گئی تھی لائٹ سے میک اپ نے اس کے حسن کو دوآتشہ کر دیا تھا گولڈن براؤن بال اس کی پشت پر کسی آبشار کی مانند بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اعتماد سے قدم اٹھاتی ہوئی دادی کی طرف بڑھ آئی۔ صباحت کی بے اختیار نگاہ عادلہ کی جانب اٹھی اور ان کو محسوس ہوا عادلہ کا حسن پری کے آگے ماند پڑ گیا ہے عادلہ نے بھی ماں کی طرف ایسی ہی نظروں سے دیکھا تھا۔

''ماشاءاللہ! لمبی عمر ہے نام لیتے ہی چاند سا چہرہ نظر آ گیا ہے۔''

''ایکسکیوزمی میں ذرا اور مہمانوں کو دیکھ لوں پھر آتی ہوں۔'' صباحت وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھیں۔

''میں تو سمجھی تم عائزہ کی رخصتی کے بعد ہی آؤ گی یہاں پر۔'' اماں پری سے مخاطب تھیں۔ جو ان کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

''ارے اماں جان، پری کا کوئی قصور نہیں ہے آج جو اس کو سوٹ پہننا تھا وہ الماری میں تھا اور الماری کی چابیاں نامعلوم کہاں گم ہوگئی تھیں۔ اتنا ڈھونڈا نہیں ملیں پریشان ہو کر رہ گئے تھے ہم دونوں۔'' پری کے کچھ کہنے سے قبل ہی عامرہ اس کی حمایت میں بولیں۔

''پری کے پاس کپڑوں کی کمی ہے کوئی دوسرا پہن لیتی بہت سوٹ نئے پڑے ہیں طغرل بھی اس کے لیے کئی سوٹ لایا تھا۔''

''چابیاں ملتی تب پہنتی نا اماں جان اور یہ سوٹ بھی تو طغرل ہی لے کر آیا ہے کچھ دیر قبل جب اسے معلوم ہوا چابیاں گم ہوگئی ہیں۔''

''لو بھلا چابیاں کہاں گم ہوگئیں۔ الماری کے تالے میں لٹکی رہتی ہیں آج ایسا کیا ہوا جو چابیاں گم ہوگئیں؟'' اماں کے لہجے میں حد درجہ حیرانی تھی۔

''مل جائیں گی دادی جان، کسی بچے کی شرارت ہوگی۔'' پری نے ان کو متفکر ہوتے دیکھ کر کہا اسی دم طغرل وہاں آ گیا۔

''دادی جان...... دیکھا آپ نے اپنی لاڈلی کے پھوہڑپن کو آپ کی وارڈ روب کی چابیاں گم کر کے بیٹھ گئی ہیں یہ صاحبہ۔ مارکیٹ تک کی دوڑ میں نے چچا جان کی خاطر لگائی ہے ورنہ یہ تو اسی سر جھاڑ منہ پھاڑ حلیے میں یہاں آنے کو تیار تھیں میں نے سوچا لوگ کیا کہیں گے۔ بس اسی خیال سے میں نے بوتیک تک دوڑ لگائی۔''

''بھاگم بھاگ بھی تم بہت عمدہ شاپنگ کر آئے ہو، بہت اعلیٰ چوائس ہے تمہاری طغرل۔'' عامرہ اس کے سوٹ کو دیکھتے ہوئے ستائشی لہجے میں بولیں اماں کے لہجے میں بھی پسندیدگی تھی۔

''ہوں...... رائٹ...... میری چوائس ہے ہی زبردست۔'' وہ پری کو دیکھ کر ذومعنی لہجے میں گویا ہوا۔

''جاؤ ذرا فیاض کو تو بلا کر لاؤ پوچھوں تو اس سے کھانے میں کس بات کی دیر ہے نکاح کے فوراً بعد کھانا شروع ہونا چاہیے۔'' فیاض بھی گویا اماں جان کے اشارے کے منتظر تھے۔

فضا اشتہا انگیز کھانوں کی خوشبوؤں اور چمچوں و کانٹوں کے جلترنگ سے گونج رہی تھی۔

''ہیلو......'' شیری چیئر گھسیٹ کر ان کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

''آپ...... آپ ڈنر نہیں کر رہے مسٹر شہریار۔'' اس نے مسکرا کر کہا۔

''موڈ نہیں ہے میرا ڈنر کا۔'' وہ آبرو کے پھولے پھولے گالوں کو چھوتا ہوا بولا پری نے غیر محسوس انداز میں جگہ بدلی تھی۔

''آپ مجھ سے اتنا روڈ کیوں رہتی ہیں؟'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

''میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا میں ایسی ہی ہوں روڈ اینڈ فارمل۔''

شیری...... پاپا بلا رہے ہیں آپ کو وہ ڈنر پر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔'' عادلہ اس کے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

''اوہ...... میں نے کہا تھا میرا ڈنر کا موڈ نہیں ہے۔'' عادلہ کو عین موقع پر دیکھ کر اس نے اپنے لہجے پر بمشکل قابو پایا تھا۔

''آپ خود ہی پاپا کو بتادیں میں نے تو کہا تھا وہ نہیں مانے۔''

''اوکے...... آئی ول کم بیک۔'' وہ کہہ کر چلا گیا۔ عادلہ کے اندر شرارے پھوٹنے لگے تھے۔ کتنی مشکل سے وہ اس کو اپنی طرف راغب کر پاتی تھی اور وہ تھی جس کی ایک جھلک اس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیتی تھی۔ پری مسلسل طغرل کی نگاہوں کی زد میں تھی معید کے ہاتھ میں کیمرہ تھا۔ اس نے ان کو کچھ اشارے کرتے دیکھا اور وہ سمجھ گئی تھی طغرل نے اس کی تصویریں بنانے کے لیے کہا ہے اور معید کو اس وقت موقع مل گیا جب وہ رخصتی سے قبل عائزہ سے ملنے گئی تو وہ طغرل کو لے کر آ گیا اور عائزہ پھر فاخر کے ساتھ اس کی کئی تصویریں بنا ڈالی تھیں۔

''معید...... کیمرہ دو مجھے۔'' وہ اس کو تیز تیز آگے بڑھتے دیکھ کر غصے سے گویا ہوئی معید رکا ہی تھا کہ طغرل وہاں آ گیا۔

''کیمرہ میرا ہے معید کا نہیں۔'' وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔

''میں آپ سے بات نہیں کر رہی آپ تو ہیں ہی فراڈی۔''

''معید تم جاؤ...... کیمرہ مجھے دے دو۔''

''سوری یار...... کیمرہ طغرل کا ہی ہے اور میں امانت میں خیانت نہیں کرتا پلیز۔ مجھے معاف کر دینا۔'' وہ کیمرہ طغرل کی طرف اچھال کر ہنستا ہو چلا گیا طغرل نے وہ کیمرہ اپنی کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا اور پری کو چڑانے والے انداز میں دیکھنے لگا۔

''ہونہہ۔ آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں اپنی ان چیپ حرکتوں سے میں آپ کی شکایت دادی سے کروں گی۔''

''تم جب تک ہاں نہیں کروں گی میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔''

''میں مر کر بھی ہاں نہیں کروں گی۔ سمجھے آپ۔'' وہ غصے سے کہہ کر وہاں سے دادی کے پاس چلی آئی۔ پھر عائزہ کی رخصتی کے بعد بھی اس کا موڈ آف ہی رہا تھا۔ عائزہ کے جانے کے بعد گھر میں سناٹا چھا گیا تھا۔ تمام مہمان رخصت ہو گئے تھے۔ صباحت اور عادلہ عائزہ کے ساتھ گئی تھیں۔ آصفہ اور عامرہ بھی چلی گئی تھیں۔

فیاض نے اماں کے کہنے پر عائزہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر رخصت کر دیا تھا۔ مگر ان کے انداز میں وہ ہی سرد مہری روکھا پن موجود تھا۔ پری نے ان کے اس انداز کو شدت سے نوٹ کیا تھا۔

''فیاض...... جو ہو گیا سو ہو گیا پرانی باتوں پر مٹی ڈالو عائزہ کی طرف سے دل صاف کر لو اپنا وہ اب اس شہر میں بھی چند دنوں کی مہمان ہے پھر نامعلوم کب آنا ہو اس کا۔ وہ تمہاری طرف سے دکھی رہے گی بیٹا۔ دل بڑا کر کے معاف کر دو اس کو۔'' اماں ان کو رسانیت سے سمجھا رہی تھیں اور وہ بالکل خاموش تھے۔

''میں تم سے کہہ رہی ہوں بیٹا' کچھ تو کہو کیوں چپ ہو؟''

''کیا کہوں اماں جان۔'' انہوں نے ان کے شانے سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

''اگر بچوں کی ایسی حرکتوں پر ماں باپ ان کو معاف کرتے رہے تو کل کو سب بچوں کو کھلی آزادی مل جائے گی اپنی من مانی کرنے کی' پھر سب کر کرا کر معافی مانگ لیں گے۔ میں عائزہ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ یہی اس کی سزا ہے باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ باپ کی محبت سے محروم رہے میں مر بھی جاؤں تو میری میت پر اس کو مت بلایئے گا۔ یہ میری وصیت ہے اماں جان۔'' وہ نم لہجے میں بولے۔

''ارے اللہ تمہیں لمبی زندگی دے میرے بچے' کیسی باتیں کر رہے ہو اولاد کے معاملے میں دل گداز رکھنا چاہیے پہلی غلطی تو اللہ بھی اپنے بندوں کی معاف کرتا ہے۔ تم اتنے کٹھور کیوں بن رہے ہو؟'' وہ ان کو گلوگیر دیکھ کر نرم لہجے میں گویا ہوئیں۔

''چھوڑیں اماں اس ذکر کو عادلہ اور صباحت کا جانا ضروری تھا کیا۔''

''وہ کہاں جا رہی تھیں فاخرہ زبردستی لے کر گئی ہیں دونوں کو اپنے رشتے سے کچھ رسمیں ادا کر کے کچھ دیر بعد واپس گھر آ جائیں گی۔''

❁......❁......❁
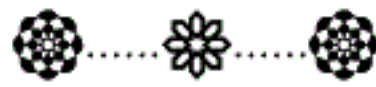
شیری کی نگاہوں کے حصار میں کئی سین چل رہے تھے پری اور طغرل طغرل اور پری۔ وہ ساتھ ساتھ فوٹو بنوا رہے تھے۔ ٹیبل پر رکھی ڈشوں سے وہ ایک ایک ڈش اسے پیش کر رہا تھا۔ تنہائی میں کھڑے وہ باتیں کر رہے تھے طغرل کی نظروں میں جو اس کے لیے چاہت و محبت تھی ایک مرد ہونے کے ناطے وہ کبھی فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کتنی کوشش کی تھی پری کو حال دل سنانے کی مگر طغرل کسی سائے کی طرح اس کے ساتھ تھا جہاں وہ تھی وہاں وہ تھا۔

وہ بے تحاشا پی رہا تھا اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آنکھوں سے گویا لہو ٹپک رہا تھا کمرے میں موجود ہر شے میں اس کو پری دکھائی دے رہی تھی اور جب وہ اس کے پاس جاتا تھا تو وہ ہنستی ہوئی غائب ہو جاتی تھی۔

''میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا فیری۔ تم میری ہو تم کو میرا بننا ہوگا۔ تم میرے لیے بنی ہو تم میری ہو۔ تم میری ہو۔ آ رہا ہوں میں تمہیں لینے تم کو مجھ سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔'' اس نے ٹیبل سے چابی اٹھائی اور کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحوں میں اس کی کار ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔ اس کی لگن سچی تھی گیٹ پری نے ہی کھولا تھا وہ ابھی بھی اس سیاہ لباس میں ملبوس تھی جس میں اس کا ملکوتی حسن دمک رہا تھا۔

''ارے آپ شہریار صاحب آیئے باہر کیوں کھڑے ہیں؟'' وہ تعجب خیز لہجے میں گویا ہوئی وہ مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔

''آپ ٹھیک تو ہیں نا...... کیا بات ہے آپ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں؟'' اس کے انداز میں کچھ کچھ دیوانگی کی جھلک محسوس کر کے وہ سراسیمہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''مجھے پاگل بنا کر پوچھتی ہو کیا ہوا ہے' چلو میرے ساتھ بتاتا ہوں تم کو کیا ہوا ہے مجھے۔'' اس نے آگے بڑھ کر تیزی سے اس کی کلائی پکڑی تھی۔

''یہ...... یہ کیا کر رہے ہیں پاگل ہو گئے ہیں آپ؟'' وہ خوف سے چیخی۔

''ہاں...... پاگل ہو گیا ہوں چپ چاپ چلو میرے ساتھ۔'' اس نے دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھا اور مچلتی ہوئی پری کو کار میں ڈال کر کار فل اسپیڈ میں دوڑا دی تھی۔

......☆☆☆......

''بہت مہنگی پڑے گی تم کو یہ حرکت شہریار طغرل تم کو جان سے مار دے گا۔ تم جانتے نہیں ہو اس کو۔'' وہ غصے سے گویا ہوئی۔

''تم بھی نہیں جانتی ہو مجھ کو ابھی...... وہ مجھے کیا مارے گا' میں ماروں گا اس کو' تم پر نظر ڈال کر اس نے اپنی موت کو پکارا ہے' میں نے تم کو چاہا ہے' تم سے محبت کی ہے اور وہ تم کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے' اپنا بنانا چاہتا ہے' تم دیکھنا وہ یہ خواب لے کر قبر میں اتارا جائے گا۔'' وہ چیخ رہا تھا غصے سے اس کا چہرا سرخ ہو رہا تھا' کار سرپٹ دوڑ رہی تھی۔

''بکواس بند کرو اپنی' طغرل کے خلاف میں ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی۔ میں تم سے محبت نہیں کرتی پھر کیوں میرے پیچھے پڑے ہو؟ تم کبھی بھی میری خواہش نہیں رہے اور نہ آئندہ ایسا ہوگا سمجھے؟'' بڑی شدید نفرت تھی اس کے انداز میں' اس کے چہرے پر سخت ناپسندیدگی پھیلی تھی' شہریار نے اشتعال بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور گویا ہوا۔

''میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں فیری!''

''امپاسبل! میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔'' وہ بھی مشتعل تھی۔

''ایسا مت کہو تم کو معلوم ہے۔ میں تم بن جی نہیں پاؤں گا۔'' اس نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹا کر اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا' اس کے لہجے میں التجا و نرمی تھی آنکھوں میں حزن تھا وہ اس کی محبت میں سرتاپا غرق تھا۔ پری نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور شدید غصے سے گویا ہوئی۔

''آپ کی یہ خواہش...... خواہش ہی رہے گی' میں مر کے بھی آپ کی نہیں ہو سکتی سمجھے' میرا پیچھا چھوڑ دیں آپ۔''

''اچھا...... یہ بات ہے تم میری نہیں ہوگی؟'' وہ غرّایا۔

''ہاں اگر تم نے زبردستی کی سعی کی تو میں جان دے دوں گی اپنی۔'' اس کے بگڑے تیور دیکھ کر وہ تیز لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''تم جان دے دوگی اپنی؟ پھر میں تنہا جی کر کیا کروں گا تم اگر میری نہیں ہوگی تو میں تمہیں کسی اور کا بھی ہونے نہیں دوں گا۔ ہم ساتھ جی نہیں سکتے تو کیا ہوا؟ ساتھ مر تو سکتے ہیں نا۔'' قبل اس کے کہ پری کچھ سمجھ پاتی' شہریار نے کار درخت سے ٹکرا دی تھی فضا میں اس کی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔

درد کے احساس سے اس نے آنکھیں کھولی تھیں' چوٹ کہیں نہیں لگی تھی صرف سر کے پیچھے حصے میں درد ہو رہا تھا' دھیرے سے سر کے درد والے حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے ارد گرد پری کو دیکھا تھا معاً اس کی ادھ کھلی آنکھیں پوری طرح کھل گئی تھیں اور وہ برق رفتاری سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا نینداس کی آنکھوں سے اڑنچھو ہوگئی اور وہ حیران و پریشان سا ہر طرف دیکھ رہا تھا۔

سڑک پر دوڑتی کار اور کار میں موجود پری اور وہ...... پھر ایک سمت لگا پیپل کا درخت جس سے اس نے کار ٹکرا دی تھی۔ وہ تمام مناظر غائب تھے وہ اپنے روم میں تھا اور کروٹ لیتے ہوئے بیڈ سے نیچے گرا تھا۔

''اوہ مائی گڈنس! یہ کیا ہوگیا ہے مجھے' سوتے میں بھی وہ لڑکی میرے حواسوں پر سوار رہنے لگی ہے' کیا کروں کس طرح خود پر کنٹرول کروں؟ وہ لڑکی نہ مجھے جینے دے گی نہ مرنے۔'' وہ بے دم سا ہو کر کارپٹ پر ہی لیٹ گیا تھا۔

❁......♥✥♥......❁

عائزہ کی رخصتی کے بعد گھر میں سناٹا چھا گیا تھا فیاض اپنے روم میں چلے گئے تھے اماں نے بھی ان کو روکنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ کہ وہ دیکھ چکی تھیں فیاض کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی وہ نرم دل تھے عائزہ کے ساتھ جو روی انہوں نے اختیار کیا تھا وہ ان کی عادت کے برخلاف تھا۔ آئندہ کے لیے ایسے واقعات سے بچنے کے لیے ان کو ایسا سخت و بے لچک رویہ اختیار کرنا پڑا تھا لیکن اماں جانتی تھیں بیٹیوں کو بے حد چاہنے والے فیاض کے لیے یہ فیصلہ بے حد کٹھن فیصلہ تھا' وہ بھی بیٹے کے دکھ پر دکھی تھیں۔

دل پر بھاری بوجھ تھا یہ بوجھ آنسوؤں کے ذریعے ہی ہلکا ہوسکتا تھا' گھر میں پری ملازمہ کے ساتھ وہ بکھیڑا اسمیٹ رہی تھی جو عموماً ایسے موقعوں پر تیاریوں میں پھیل جاتا ہے باہر لان میں طغرل اور معید دوسرے کزنز کے ہمراہ ڈیکوریٹرز کو سامان لے جانے میں مدد کر رہے تھے معاً صباحت کے بیڈ سے کوئی چیز چھناکے سے نیچے گری تھی پری کے ہاتھ بیڈ شیٹ درست کرتے ہوئے رک گئے' وہ ساکت نظروں سے سنہری چابیوں کے اس گچھے کو دیکھ رہی تھی جو دادی کی الماری کا تھا۔

''ہا...... ہائے بی بی جی! یہ چابیاں تو اماں جان کی الماری کی ہیں' آج کتنا ڈھونڈا ان کو اب دیکھیں بیگم صاحبہ کے بستر سے ملی ہیں' کمال ہے یہ یہاں کیسے آئیں؟'' خیرون نے ڈرائی کلینر چھوڑ کر جھک کر چابیاں اٹھاتے ہوئے حیرت سے کہا۔

'لاؤ یہ چابیاں مجھے دو' تم اپنا کام کرو۔ یہ چابیاں میں ہی یہاں بھول گئی تھی' تم کو دادی جان کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ اس کے ہاتھ سے چابیاں لیتے ہوئے عام سے لہجے میں بولیں اور بے پروا انداز میں وہاں سے نکل آئی اس کو اس طرح مطمئن دیکھ کر خیرون کے چہرے پر چھائی حیرانی وتجسس از خود ہی غائب ہوگیا تھا وہ پھر انہاک سے صفائی میں مصروف ہوگئی تھی۔ پری نے ملازمہ کو تو مطمئن کر دیا تھا مگر وہ اپنے ٹوٹے دل کو سنبھالے لاؤنج میں چلی آئی عجیب حالت ہوگئی تھی اس انکشاف سے الماری کی چابیاں صباحت نے خود نکالی تھیں اس بات کا یقین ہونے میں کوئی کسر نہ بچی تھی۔ آج صبح دادی کے کمرے سے ان کو بہت عجلت میں نکلتے ہوئے اس نے دیکھا تھا اور اس وقت اس کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی' وہ کس مقصد کے انجام دہی کی لیے وہاں آئی تھیں۔ وہ صدموں کی زد میں سکتے کی کیفیت میں مبتلا تھی کہ نفرت وحسد کی انتہا تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھیں عائزہ کی شادی پر وہ خوب صورت ملبوس زیب تن کر سکے نامعلوم وہ کس قسم کی احساس کمتری میں مبتلا تھیں؟

''پری! اس طرح کب تک اندر ہی اندر گھٹتی رہوگی جو دل کرتا ہے وہ کر گزرو صباحت کی زیادتیوں پر کب تک صبر کروگی؟''

کچھ ٹائم گزرا تو آصفہ اس سے وہاں آ کر مخاطب ہوئی تھیں ان کے لہجے میں نرمی و اپنائیت تھی' محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

''چھپانے کی ضرورت نہیں ہے تم کو کچھ بھی' خیرون مجھے بتا چکی ہے کہ وہ چابیاں صباحت کے روم سے ملی ہیں اور صباحت کے سوا یہ کام کون کرسکتا ہے' جلدی جلدی میں وہ چابیوں کو چھپانا بھول گئی ہوگی۔''

''پھپھو! ممی ایسا کیوں کریں گی بھلا؟'' اس نے شاید خود کو تسلی دی تھی۔

''ارے بس رہنے دو، کل تمہارا سوٹ اور جیولری دیکھ کر جو رنگ اس کے چہرے پر چھائے تھے میں تب ہی سمجھ گئی تھی وہ حاسد عورت جل گئی ہے مگر وہ ایسا کام دکھائے گی یہ تو میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا خیر جلنے والوں کا تو منہ کالا ہی ہوتا ہے، دیکھا تم نے طغرل تمہارے لیے اس سے بھی بہترین سوٹ لے آیا تھا اور ماشاءاللہ پوری محفل میں تم ہی تم چھائی ہوئی تھیں، صباحت کا موڈ بگڑ کر رہ گیا تھا۔''

''مجھے وہ سب اچھا نہیں لگا پھپھو جان! میں ممی کو پریشان نہیں دیکھ سکتی۔'' اس کے لہجے میں سچائی و آنکھوں میں نمی دیکھ کر آصفہ نے آگے بڑھ کر اس کو سینے سے لگاتے ہوئے لرزاں لہجے میں کہا۔

''میں جانتی ہوں میری جان! تم جس ماں کی بیٹی ہو اس عورت کی کوکھ سے تم جیسا ہیرا ہی جنم لے سکتا تھا، بد قسمتی تو ہماری ہے جو ہم ثنی کی قدر نہ کر سکے اور صباحت جیسے پتھر کو اپنے بھائی کا نصیب بنا ڈالا۔'' پری نے چونک کر آصفہ کی طرف دیکھا تھا۔

''ہم نے تمہارے ساتھ بھی بہت ظلم کیا ہے پری! تم کو کبھی بھی وہ پیار نہ دے سکے جو تمہارا حق تھا لیکن اب تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گی میں وعدہ کرتی ہوں تم سے۔''

❁......♥❖♥......❁

خواہشوں کے جس بھنور میں وہ پھنس گئی تھی حالات نے جن راستوں کا اس کو راہی بنا دیا تھا ان پر وہ چلنے کی عادی ہو چکی تھی۔ غفران احمر کی مہربانیاں اس پر بڑھتی جا رہی تھیں کیونکہ وہ اس کے لیے سونے کی چڑیا تھی جو اس کے الٹے سیدھے دھندوں کو سودمند بنا رہی تھی۔

اس پر سختی و پہرے داری ختم کر دی گئی تھی اس محل کی چار دیواری میں وہ اپنی مرضی سے کہیں بھی جا سکتی تھی، گھوم سکتی تھی اس کی اس محدود آزادی نے بھی حاجرہ کو بے حد مسرور کر دیا تھا اس کی اور حاجرہ کی دوستی ہر دن کے ساتھ مضبوط ہوتی جا رہی تھی وہ اس کا بہنوں کی طرح خیال رکھتی تھی۔ وہ شام کے پہر گھاس پر حاجرہ کے سنگ ننگے پاؤں چہل قدمی کر رہی تھی، دھانی رنگ کے سوٹ پر سنہرے گوٹے سے دیدہ زیب کام کیا گیا تھا بھاری طلائی زیور میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی، سیاہ بالوں کا ابشار سا اس کی پشت پر پھیلا ہوا تھا متسزاد اس کا مسکراتا چہرہ حاجرہ کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں اور اٹھی رہ گئیں۔

''حاجرہ کیا ہوا؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟'' ماہ رخ نے مسکرا کر پوچھا۔

''تم بہت حسین ہو ماہ رخ! بے حد حسین، یہ ملبوس، یہ زیورات، یہ روپ...... تم تو بالکل شہزادی ہو، تم نے اپنی منزل پالی ہے ماہ رخ! یہ سب پانے کے لیے ہی تو تم نے اتنی قربانیاں دی ہیں اور یہ سب تم کو مل گیا ہے۔ دولت، راحت عیش و آرام خوشیوں کی جس تتلی کے پیچھے بھاگتی ہوئی تم اس دیس سے اس دیس تک چلی آئی ہو تو کیا ہوا، وہ خواہشوں کی تتلی تمہاری مٹھی میں بند ہے آج۔''

حاجرہ کے لہجے میں ناتمام حسرتوں کا دھواں تھا جو اس کی آنکھوں سے آنسو بن کر بہہ نکلا تھا وہ یک ٹک ماہ رخ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''مجھے دیکھو، میرے ماں و باپ تو بچپن میں ہی چچا چچی کے سہارے چھوڑ کر اس جہاں سے رخصت ہو گئے تھے، چچا و چچی پہلے ہی اپنے ڈھیروں بچوں کے ساتھ فاقے زدہ زندگی گزار رہے تھے میرا وجود تو ان کو گراں گزرتا ہی تھا ان کے ساتھ سسکتی بلکتی زندگی جس طرح گزاری اس چودہ سالہ زندگی کا ایک لمحہ بھی مجھے یاد کرنا گوارا نہیں ہے۔''

''یہاں بیٹھو، بہت دکھی لگ رہی ہو تم کو ماضی یاد آرہا ہے؟''

ماہ رخ جو اپنی سوچوں میں گم تھی حاجرہ کے بہتے آنسوؤں سے چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی اور ہاتھ پکڑ کر وہاں موجود حوض کے گرد رکھی کرسیوں میں سے ایک پر خود بیٹھی دوسری کرسی پر حاجرہ کو بٹھایا تھا۔

''تم نے مجھے کبھی بتایا نہیں تم دادو سے یہاں تک کس طرح آئیں؟''

''رخ! ماضی ہمیں اس لیے اچھا لگتا ہے کہ ماضی میں وہ تمام باتیں اچھی ہوتی ہیں وہ سارے اچھے لوگ ہوتے ہیں جو ہمیں بھلائے نہیں بھولتے ہیں، جیسے تمہارا ماضی ہے اس میں ایسا کون سا رشتہ ہے جس نے تم سے محبت نہیں کی ہو؟ جس نے تم سے بے حد پیار نہ کیا ہو، تمہارے

والدین، تمہارے چچا چچی اور وہ جس نے تمہاری ہر نفرت کا جواب محبت سے دیا تمہارا منگیتر گلفام! جس نے دل و جان سے تم کو چاہا۔''

''حاجرہ! اپنی بات کرو اپنے ماضی میں جھانکو خدارا!'' اپنوں کا نام سنتے ہی ایک ایک چہرا اس کی نگاہوں میں آنے لگا تھا اور وہ وحشت و درد کا شکار ہونے لگی تھی سو اس کی بات قطع کر کے گویا ہوئی۔

''میرے ماضی میں جھانکنے کے لیے کچھ نہیں ہے ماہ رخ!'' وہ کراہی تھی۔

''حسرت کی آگ میں ارمانوں کا جلتا ہوا دھواں دکھائی دیتا ہے' کوئی ایک چہرا' کوئی ایک بھی ایسا رشتہ یاد ہی نہیں آتا جس نے لمحے بھر کی مجھے خوشی دی ہو میں وہ بدنصیب ہوں' جو بچپن سے آج تک اپنے نصیبوں کی ستم ظریفی پر اندر ہی اندر گھٹتی رہی ہوں۔'' ماہ رخ نے اس کا ہاتھ بڑی اپنائیت سے تھاما اور ہولے ہولے سہلانے لگی وہ دونوں غم زدہ تھیں اور دونوں ہی اپنے دکھوں میں ایک دوسرے کے قریب ہو گئی تھیں۔

''میں نے یہ بات شدت سے محسوس کی ہے' جب ہم اللہ کی بنائی گئی حدود سے تجاوز کرتے ہیں تو پھر ہمارے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہوتی پھر ہم منہ کے بل گرتے ہیں اور گرتے ہی چلے جاتے ہیں۔'' ماہ رخ نے رنجیدگی سے کہا۔

''ہاں ہمارے ساتھ یہی ہونا تھا میں بھی چودہ سال کی عمر میں عین اس روز جب میری بارات دروازے پر کھڑی تھی' میں رفیق کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھی۔''

''رفیق کون تھا؟ کیا تم اس سے پیار کرتی تھیں؟'' اس نے چونک کر پوچھا۔

''پیار...... ہاں میں ہی اس سے پیار کرتی تھی جس کا ادراک مجھے بعد میں ہوا۔ میں جس بنگلے میں کام کرنے جاتی تھی وہ وہاں صاحب کے پاس کاروبار کے سلسلے میں آتا جاتا تھا۔'' وہ سر جھکائے گویا اعتراف گناہ کر رہی تھی ماہ رخ توجہ سے سن رہی تھی۔

''پھر تمہیں کس طرح پتا چلا اس کی محبت کا؟ کیا اس نے خود بتایا تھا؟''

''جب میری کچی عمر تھی کچی عمر اور کچی شراب ایک جیسی ہی ہوتی ہے' کب چڑھ جائے کب زہر بن جائے پتا ہی نہیں چلتا۔ رفیق کی میٹھی میٹھی نظروں کا خمار میرے پیار سے ترسے دل کو صحرا میں برسنے والی بارش کی طرح سیراب کرتا چلا گیا پھر مجھے کچھ یاد نہ رہا اس کی اور میری حیثیت و عمر کا تضاد...... کسی بھیڑ میں گم ہونے والے بچے کی طرح میں اس کی انگلی پکڑے چلتی گئی ایک ایسے راستے پر جس سے کبھی واپسی نہیں ہوتی۔ رفیق نے پہلے دن ہی مجھے فروخت کر ڈالا تھا ایک ایسے شخص کو جس کا وہ مقروض تھا اس آدمی نے کچھ دنوں تک مجھے اپنے ساتھ رکھا اور ایک شب وہ مجھے جوئے میں ہار گیا وہ آدمی کیپٹن قاسم تھا' قاسم کے ساتھ کئی مہینوں تک میں بحری جہاز میں سفر کرتی رہی اور پھر قاسم بھی مجھے عرب میں فروخت کر گیا اور یہ سفر اب اس دہلیز پر آ کر رک گیا ہے جب بالوں میں مکمل سفیدی اتر آئی ہے۔ تم بڑھاپا آنے سے پہلے یہاں سے بھاگ جاؤ' ماہ رخ!''

❁......♥❖♥......❁

دوسرے دن آصفہ اور عامرہ عائزہ کو سسرال سے گھر لے آئی تھیں کیونکہ اس کے ولیمے کا اہتمام پی سی ہوٹل میں تھا اور محدود پیمانے پر تھا آصفہ اور عامرہ دوپہر کے کھانے کے بعد اپنی فیملیز کے ساتھ واپس چلی گئی تھیں' ان کا پروگرام اپنے گھروں سے ہوٹل جانے کا تھا۔ ان کے جانے کے بعد وہ دادی کے کمرے میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں عائزہ خلاف عادت دادی کے قریب بیٹھی تھی۔ فیروزی جھلملاتے سوٹ میں میک اپ اور جیولری میں اس پر دلہناپے کا رنگ تھا اس کے چہرے پر خوشی و دکھ کا تاثر نہیں تھا وہ نارمل موڈ میں بیٹھی تھی عادلہ وہاں موجود تھی اور دادی سے نگاہیں چرا کر شیری کو کال کر رہی تھی لیکن اس کی متواتر کوشش کے باوجود کوئی رسپونس نہیں مل رہا تھا۔

پری کارپٹ پر بیٹھی پاندان صاف کرنے میں مصروف تھی اس کی نگاہیں گاہے بگاہے عائزہ کے چہرے کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھیں کچھ اور ہی داستان سنا رہی تھیں عجیب سی سرد مہری تھی ان آنکھوں میں کوئی انجانا سا احساس' پری کے دل میں وسوسے آنے لگے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اس کے احساس کو۔

''بہو تم تو کہہ رہی تھیں فاخرہ ولیمہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہیں' وہ حج سے واپسی پر بڑی دھوم دھام سے ولیمہ کریں گی پھر یہ اچانک کس طرح خیال آ گیا ولیمہ کرنے کا؟'' اماں نے صباحت سے پوچھا۔

''یہ ولیمہ تو فاخر کر رہے ہیں وہ اپنے خاص رشتہ داروں، دوستوں اور کولیگز وغیرہ کو انوائٹ کر چکے ہیں اور اپنی چند خاص فیملیز انوائٹ ہیں۔ فاخرہ بھابی تو حج سے واپسی پر بڑا ولیمہ کریں گی۔'' وہ عائزہ کو ملنے والے رونمائی کے طلائی سیٹ کو پسندیدگی سے دیکھتے ہوئے اپنے مخصوص فخریہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''لو بھلا ایسا بھی کبھی سنا ہے ولیمہ تو ایک بار ہی ہوتا ہے تمہاری بھاوج دو ولیموں کی کوئی ریت ڈالیں گی۔'' اماں مسکرا کر بولیں صباحت کو ان کا انداز ناگوار گزرا وہ منہ بنا کر گویا ہوئیں۔

''اس میں بھلا ''ریت'' کی کیا بات ہے اماں! خوشیاں دو بار ہی کیا بار بار بھی منائی جاسکتی ہیں یہ کوئی عیب والی بات تو نہیں ہے۔''

''تمہاری یہی عادت خراب ہے تم بات سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی ہو اور الٹا بر امان کر بیٹھ جاتی ہو ارے پہلے سنتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو شوق پیدا کرو اپنے اندر پھر سب سمجھ آجائے گا تم کو۔''

''اب ایسی بھی بات نہیں ہے اماں جان دین کی سمجھ بوجھ مجھے بھی ہے میں سنتوں سے بھی آشنا ہوں بس مجھے بات بات پر مذہبی طعنے برداشت نہیں ہوتے، ویسے بھی ہمارے معاشرے میں فرقہ پرستی، جماعت بندی اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ کوئی بات منہ سے نکالتے ہوئے بھی دس بار سوچنا پڑتا ہے ایک بات کے سو مطلب نکال لیے جاتے ہیں۔''

''ہوں، بات تو تم نے اس وقت میرے دل کی کہی ہے صباحت! ہمارے خاندان میں سگے رشتے جماعتوں میں بٹ گئے ہیں گروہ بندیاں دن بہ دن عروج پر ہیں مجھے خدشہ ہے آج جو ہم اپنے لوگوں کو بمشکل ایک خاندان میں سمیٹے بیٹھے ہیں کل ہماری ابدی نیند کے بعد یہی لوگ خونی تعلق کو توڑ کر گروہی تعلق کو اہمیت دیں گے۔ کل خون نہیں جماعت مضبوط تعلق ہوگی، چودہ سو سال قبل جو جہالت و گمراہی کا اندھیرا حق کو نگل کر باطل کو پھیلا رہا تھا وہ ہی اندھیرا آج پھر سے لوگوں کے دلوں میں بھرنے لگا ہے، جگہ جگہ طاقوں میں جو بت سجائے جاتے تھے وہ بت اب لوگوں کی پگڑیوں، جھنڈوں اور ملبوسات میں بدل گئے ہیں ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے فتوے جاری کر رہا ہے۔'' اماں نے ان کی بات پر اپنے دل کی بات بھی کہہ دی تھی اور وہ ابھی کچھ مزید کہنے کا ارادہ رکھتی تھیں کہ صباحت حسب عادت اٹھ کھڑی ہوئی تھیں کیونکہ ان کو علم تھا یہ موضوع اماں کا پسندیدہ موضوع ہے جس پر وہ گھنٹوں ہی کیا ہفتوں نان اسٹاپ بول سکتی ہیں وہ مذہبی فطرت کی حامل تھیں خود بھی اپنے مذہبی فرائض شوق و پابندی سے ادا کرتی تھیں اور ان سب کی بھی درس و تدریس میں پیش پیش تھیں گو کہ صباحت ان کی سنگت میں نماز کی ادائیگی کی عادی ہو چکی تھیں لیکن وہ دین پرستی سے زیادہ دنیا پرستی میں مشغول رہتی تھیں سو وہ ایسی محفلوں سے دور بھاگتی تھیں۔

''دادی جان! چودہ سو سال پہلے لوگ جہالت و گمراہی کی راہ پر گامزن تھے آج الحمدللہ اسلام کا سورج پوری آب و تاب سے روشن ہے پھر بھلا لوگ کیوں بھٹک رہے ہیں؟ اب کسی کے بھٹکنے کا کوئی جواز ہی نہیں ہے۔'' پری نے پاندان صاف کر کے ان کو تھماتے ہوئے کہا تھا۔

''عقل کے اندھوں اور بے ہدایتوں کو صداقت کی روشنی نظر نہیں آتی ہے۔''

''میں رات میں لے جانے کے لیے فروٹ اور مٹھائی کے ٹوکروں کا آرڈر دے دوں اور کچھ گفٹس بھی خرید لاؤں اب کوئی خالی مٹھائی و فروٹ تو نہیں لے کر جائیں گے نہ عائزہ کے ولیمے میں۔'' ان سے دامن بچانے کے لیے صباحت نے کچھ زیادہ ہی عجلت دکھائی تھی اور وہاں سے جانے کو تیار تھیں۔

''مٹھائی اور فروٹ کا آرڈر دے دو، گفٹس میں نے بچا کر رکھے ہوئے ہیں وہ لے جانا۔'' انہوں نے ایک مشکل آسان کرنا چاہی تھی۔

''آپ نے کون سے گفٹس بچا کر رکھے ہوئے ہیں؟'' وہ متعجب ہوئیں۔

''جہیز میں میں نے ولیمے میں دینے کی نیت سے زیادہ سامان منگوالیا تھا۔''

''کوئی ایسا ویسا سامان تو نہیں ہے؟'' وہ بری طرح جز بز ہوئیں۔

''آپ رہنے دیں میں خرید کر لے آؤں گی، آپ تو جانتی ہیں فاخرہ بھابی برانڈ کونشس ہیں ایک بھی گفٹ ہلکا نکل آیا تو وہ ہر لحاظ بالائے طاق رکھ کر سب کے سامنے ہی بے عزت کر دیں گی۔''

''کیسی باتیں کر رہی ہو صباحت! سارے جہیز میں کوئی ایک بھی شے تم کو یا فاخرہ کو کم قیمت وغیرہ معیاری لگی ہو تو بتاؤ؟''

اماں کو ان کے انداز پر سخت تاؤ آ گیا تھا عادلہ ان کی اس بحث اور شیری کی طرف سے مسلسل سیل آف دیکھ کر چڑ کر وہاں سے نکل گئی تھی، عائزہ خاموشی سے وہیں لیٹ گئی تھی۔

''ایسی تو بات نہیں ہے اماں سارا سامان بہترین و منفرد تھا۔'' وہ مجبوراً پری کی لائی ہوئی چیزوں کی تعریف کرنے پر مجبور تھیں، پری ان کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے الماری کی طرف بڑھ گئی، وہ نہیں چاہتی تھی وہ اس کے سامنے سبکی محسوس کریں، اس لیے خوامخواہ کپڑوں کی ترتیب کو درست کرتے ہوئے ان سے لاعلمی ظاہر کرنے کی لگی۔

''پھر تم ایسی بے سروپا باتیں کیوں کر رہی ہو ایک نازک سا گولڈ کا سیٹ بھی ہے، تم بے فکری سے تیاری کرو۔'' معاً ان کی نگاہ الماری پر پڑی تو بولیں۔

''ارے یہ چابیاں کہاں سے ملیں؟ کل تو ہر جگہ چھان ماری تھی۔'' وہ حیرت بھرے انداز میں پری کی طرف متوجہ تھیں۔ عائزہ نے ماں کے چہرے پر گھبراہٹ اور اضطراب بخوبی محسوس کیا تھا۔

''دادی جان! شاید کسی بچے نے کھڑکی سے چابیوں کو باہر لان میں پھینک دیا تھا، رات میں صفائی کے دوران ملی ہیں۔'' پری نے مصروف انداز میں اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ صباحت نے گہرا سانس لیا اور عائزہ سے بولیں۔

''اپنے روم میں جا کر ریسٹ کرو، بھابی آئیں گی تم کو پارلر لے جانے کے لیے۔''

''میں یہیں ٹھیک ہوں دادی جان کے بستر پر مجھے سکون مل رہا ہے۔'' عائزہ نے کروٹ لیتے ہوئے کہا۔

''کیسی بات کر رہی ہو عائزہ! خود بھی بے سکون ہو گی اور اماں کو بھی کرو گی، چلو اپنے روم میں۔'' ان کے انداز میں ناپسندیدگی تھی۔

''ممی! آپ نے ہمیشہ ہم بہنوں کو دادی سے دور رکھا ہے اور اب تو میں سچ مچ دور ہو گئی ہوں یہ کچھ وقت دادی کے ساتھ گزارنے دیں۔'' اس کے انداز میں ڈھیروں شکوے تھے صباحت اس کی صاف گوئی پر کھسیانی ہو کر دھیمے لہجے میں بولیں۔

''لگتا ہے تھکاوٹ تم پر کچھ زیادہ ہی سوار ہو گئی ہے، سو جاؤ۔'' وہ کہہ کر چلی گئیں۔

❀......♥❖♥......❀

پری خیرون کے ہمراہ کچن میں چائے بنانے کے ساتھ دوسرے لوازمات تیار کرنے میں مصروف تھی فاخرہ عائشہ کے ہمراہ عائزہ کو ساتھ لے جانے کے لیے آئی تھیں، وہ سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے، پری آداب میزبانی کے خیال سے کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھ آئی تھی کہ ویسے تو ہر مہمان کے لیے ہی خاطر و تواضع کا اہتمام کرنا پڑتا ہے اور فاخرہ و عائشہ کے لیے خصوصی اہتمام اس لیے تھا کہ وہ شادی کے بعد پہلی مرتبہ اپنی بہو کو میکے سے لینے آئی تھیں۔

دادی کی ہدایت پر وہ چکن سے مختلف اسنیکس تیار کر کے فریزر میں رکھ چکی تھی جن کو اب آئل میں فرائی کر رہی تھی، بیکری کا سامان چوکیدار لینے گیا ہوا تھا تقریباً ہر چیز تیار ہو چکی تھی وہ نگٹس براؤن کر کے ڈش میں نکالتے ہوئے چائے تیار کرتی خیرون سے گویا ہوئی۔

''تم جا کر ٹیبل پر برتن سیٹ کرو، میں ٹرالی میں سامان رکھ رہی ہوں۔'' خیرون گردن ہلاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی تب ہی طغرل اندر داخل ہوا تھا۔

''واچ مین گیٹ پر نہیں ہے، کہاں گیا ہے وہ؟'' اس کا انداز خلاف معمول سنجیدہ تھا پری نے چونک کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''واچ مین نزدیک ہی مارکیٹ سے سامان لینے گیا ہے آپ کیوں پوچھ رہے ہیں، کچھ ہوا ہے کیا؟''

''نہیں، ہوا تو کچھ نہیں ہے لیکن حالات کا تقاضا ہے الرٹ رہنا چاہیے، چور وڈا کو تو موقع کی تاک میں ہی ہوتے ہیں، وہ موصوف گیٹ بھی لاک کر کے نہیں گئے ہیں میرے پش کرنے سے کھل گیا ہے۔''

''اوہ یہ تو بہت خطرناک بات ہے آج کل ایسی وارداتیں تو عام ہو گئی ہیں، کوئی اور بھی آ سکتا تھا۔'' وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی خوف سے

کانپ اٹھی تھی۔

''ڈونٹ وری! ہمارا سب سے بڑا نگہبان تو ربّ ہے ہم سب سے زیادہ بھروسہ اس پر ہی کرتے ہیں پھر یہ سب محض دنیا داری ہے یا اس کو سیکورٹی بھی کہہ سکتے ہیں میں تو محض فرائض کی ادائیگی کے خیال سے کہہ رہا تھا۔'' وہ خوف سے اس کی رنگت اڑتے دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

''میں یہ کہہ رہا تھا واچ مین کو اپنی ڈیوٹی ذمہ داری سے انجام دینی چاہیے۔''

''اس بے چارے کا کوئی قصور نہیں ہے طغرل بھائی، وہ ایک ساتھ کئی کام انجام دے رہا ہے، وہ چوکیداری بھی کر رہا ہے، مالی کا کام بھی اس کے ذمہ ہے اور عموماً مارکیٹ سے کبھی سامان منگوانا ہو تو بھی اس کو ہی جانا پڑتا ہے پلیز آپ دادی جان سے اس کی شکایت مت کیجیے گا میں خود سمجھا دوں گی، اگلی دفعہ وہ اس طرح کی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔'' وہ ڈشیں ٹرالی میں رکھتی ہوئی پر اعتماد لہجے میں بولی تھی۔

''ہوں، سفارش کر رہی ہو یا حکم دے رہی ہو؟'' وہ ٹرالی سے چپس اٹھا کر منہ میں رکھتا ہوا شوخی سے بولا۔

''میں صرف آپ کو سمجھا رہی ہوں، آپ ڈائننگ روم میں چلیں سب لوگ وہیں موجود ہیں۔'' وہ اس کی شوخی نظر انداز کر کے کہنے لگی۔

''نو......میرا موڈ نہیں ہے کچھ کھانے کو لنچ لیٹ کیا ہے میں آج ولیمے میں نہ جا سکوں گا، تم کو آج کے لیے شاپنگ کرنی ہو تو ابھی چلو میرے ساتھ پھر میں لیٹ نائٹ ہی گھر آؤں گا۔'' اس کے انداز میں اپنائیت و ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سا دل کو چھوتا ہوا مہکتا احساس تھا ایک ایسی فکر جو کسی چاہنے والے کے دل سے ہی پھوٹتی ہے ایک ایسی انسیت تھی جو روح کی پاکیزگی سے ابھرتی ہے۔ نمود سے پاک، ریاکاری و غرض سے مبرا، چاندنی کی طرح ٹھنڈی اور روشن بے اختیار اس کا دل دھڑکا تھا۔ بہت ہی انوکھا احساس ہوا تھا۔

''مجھے شاپنگ نہیں کرنی، میں ممی کے پاس جاؤں گی ولیمے میں نہیں۔'' وہ نگاہیں جھکاتی ہوئی آہستگی سے گویا ہوئی۔

''آنٹی کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوگی کہ تم جاؤ یا نہ جاؤ، تم بس اسی طرح خدمتیں کر کر کے ان کو باور کراتی رہو کہ تمہاری حیثیت صرف ملازمہ کی ہے، اسی لیے وہ تمہیں کوئی امپورٹنس دینے کو تیار نہیں ہیں۔'' اس کے مسکراتے لہجے میں یک دم ہی طیش ابھرا تھا۔

''آپ اس طرح باتیں مت کیا کریں، آپ کو کیا معلوم حقیقت کیا ہے؟''

''او کے، پلیز ڈونٹ ویپ۔'' وہ اس کی بھر آنے والی پر گڑبڑا گیا۔

''میں تم کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا، میں اپنے ورڈز واپس لیتا ہوں۔'' اس نے ایک لمحہ اس کو دیکھا اور کچن سے چلا گیا۔

❁......♥❖♥......❁

حاجرہ نے اس کو وہاں سے بھاگنے کا مشورہ دیا تھا اور وہ خود ساٹھ سالہ زندگی میں ایک بار بھی وہاں سے بھاگنے میں کامیاب نہ ہو سکی تھی پھر وہ بھلا ڈیڑھ سال کی مختصر مدت میں فرار کی راہ کس طرح تلاش کر سکتی تھی۔

''میں دیکھتا ہوں تم جب بھی مجھ سے دور جاتی ہو، بہت اداس و خاموش رہتی ہو ماہ رخ! تم مجھ سے دوری برداشت نہیں کر سکتیں؟'' وہ غفران احمر کے ساتھ آج پھر ایک مہم پر روانہ تھی، بروکیڈ اور شنیل کے سوٹ میں اس نے ہلکی جیولری پہنی تھی، میک اپ بھی لائٹ تھا، البتہ ہونٹوں پر گہری سرخ رنگ کی لپ اسٹک اس کی سفید رنگت پر خوب کھل رہی تھی خوب صورت جوڑے میں اس کی صراحی نما گردن نمایاں تھی۔ اس کے برابر میں براجمان اس کے مخروطی ہاتھ تھامے غفران احمر سیاہ تھری پیس سوٹ میں بڑے کروفر سے بیٹھا اس سے لگاوٹ بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا اس کی مکار معصومیت پر ماہ رخ کے دل میں نفرت و کراہیت کی شدید لہر اٹھی تھی اور دل چاہا تھا کہ اس کے بالوں سے بے نیاز گنجے سر پر سینڈل اتار کر مارتی چلی جائے اس کی چھوٹی چھوٹی سانپ جیسی آنکھوں کو پھوڑ دے۔ اس کو بتائے کس طرح اس جیسے ہوس پرست مردوں نے اس کی عزت آبرو، خودداری و نسوانی انا چھین لی ہے اس کو فاحشہ بنا کر کس بے دردی سے ذلت و اذیت کے بحر میں دھکا دے دیا ہے مگر یہ سب اتنا آسان کہاں تھا جو وہ اس سے کہہ پاتی؟ یہ سب محض سوچوں تک ہی ممکن تھا حقیقت تک رسائی ناممکن تھی اگر اس کی سوچوں کی سن گن بھی غفران احمر کو مل جاتی تو وہ اسے مارتا تو نہیں لیکن جینا بھی محال کر دیتا وہ فطرتاً ایک سخت گیر، بے رحم و لالچی شخص تھا۔

''شکر ہے آپ کو میرے دل کی حالت کا احساس تو ہوا، میرے جذبوں کی کشش آپ تک پہنچی۔'' وہ اٹھلا کر کچھ رنجیدگی کا ڈھونگ رچا کر بولی۔

''ماہ رخ! تم تو وہ شمع ہو جو ہر وقت ہمارے دل میں جلتی رہتی ہو۔'' غفران احمر اس کے چہرے کے حسین نقوش کو دیکھتا ہوا گھائل لہجے میں بولا اس کی اندر کو دھنسی ہوئی چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھیں ماہ رخ کے چہرے کو اس طرح محویت سے تک رہی تھیں گویا وہ پہلی بار اس کو دیکھ رہا ہو۔

''تب ہی آپ اس شمع کو دوسروں کے دل روشن کرنے کے لیے.....''

''نہیں نہیں......ایسا مت کہو ماہ رخ!'' اس کے انداز میں اچانک ہی اضطراب اتر آیا وہ بے قراری سے گویا ہوا۔

''بخدا! میں کچھ عرصے سے اپنا دل تمہاری طرف کھنچتے ہوئے محسوس کر رہا ہوں' تم کسی کے پہلو میں ہوتی ہو یہ سوچ کر میرے بستر میں کانٹے ابھر آتے ہیں اور میں سو نہیں پاتا ہوں۔''

''اچھا پھر آپ مجھے کیوں کسی کے حوالہ کرنے جا رہے ہیں؟'' وہ اس کی طرف دیکھ کر تیکھے لہجے میں گویا ہوئی۔

''آخری بار......ہاں میں نے فیصلہ کر لیا ہے آخری بار تم جا رہی ہو پھر میں تم کو خود سے خواب میں بھی جدا نہیں کروں گا۔ تم میرے محل کی رانی تو پہلے ہی ہو اب میرے دل کی رانی بن کر رہو گی۔''

''خبیث بڈھے! ہر گاہک کے پاس چھوڑنے سے پہلے تو ایسی ہی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے اور مطلب پورا ہونے کے بعد کسی چڑیا کی مانند اپنے اس سونے کے پنجرے میں بند کر کے نئے شکاری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے نفرت سے سوچ رہی تھی۔

❁......♥❖♥......❁

پری کے ممّی کے پاس جانے پر صباحت نے سکھ کا سانس لیا تھا کیونکہ وہ اس کو عادلہ کی راہ کی رکاوٹ سمجھتی تھیں۔ شیری کا پری میں انٹرسٹ ان سے چھپا نہیں تھا گو کہ عادلہ پوری پلاننگ سے شیری کے دل میں پری کے لیے شک کا بیج بو چکی تھی اور شیری کسی حد تک عادلہ کو امپورٹنس دینے لگا تھا مگر یہ بھی وہ جان چکی تھیں کہ شیری کے دل میں ابھی بھی پری کے لیے نرم گوشہ موجود ہے۔ وہ اسی خیال سے اماں کی الماری کی چابیاں نکال کر لے آئی تھیں کہ وہ کل کو عام سا سوٹ پہن کر تیار ہو اور عادلہ کے مقابلے میں ذرا اچھی نہ لگے مگر قسمت نے پری کا ساتھ دیا اور وہ ان کی سوچ سے بڑھ کر حسین لگ رہی تھی' ہر نگاہ اس کو سراہ رہی تھی اور خصوصاً طغرل کی محتاط محبت بھری نظریں' شیری کی نگاہوں میں بھری دیوانگی و جنون خیزی نے انہیں پری سے سخت بے زاری میں مبتلا کر دیا تھا اور آج پری کو نانی کے ہاں جانے کی اجازت انہوں نے خود اماں سے دلوائی تھی اور اس کے جانے کے بعد انہوں نے مسز عابدی سے ولیمے میں شرکت کا اصرار کیا اور شہریار بھی ان کے پر زور اصرار پر شرکت کرنے پر راضی ہو گیا تھا۔ عادلہ نے خوش ہو کر ماں کا گال چوما اور بولی۔

''آپ بہت اچھی ہیں مما! کمال کر دیا آپ نے' شیری کو راضی کر ہی لیا ورنہ مجھے تو وہ بہت نخرے دکھا رہا تھا' بہانے تراش رہا تھا نہ آنے کے۔''

''تم اپنی ممی کو جانتی نہیں ہو میری جان! میں جو چاہتی ہوں وہ حاصل کر کے ہی رہتی ہوں۔'' وہ بے حد خوش تھیں عادلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بے حد نازاں انداز میں گردن اکڑا کر گویا ہوئیں۔

''ان اکڑے ہوئے مردوں کی گردنیں ٹھکانے پر لانا میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔''

''ممی! پھر یہ گٹس مجھے بھی سکھائیں نا۔''

''ہوں ہوں' کیوں نہیں' میرا ہنر میری بیٹیوں کے لیے ہی ہے۔ ابھی تو تم بھی پارلر جاؤ گی اور میں بھی' بعد میں آہستہ آہستہ سب سمجھا دوں گی' تم نے دیکھا فاخر نے عائزہ کو کتنا قیمتی طلائی سیٹ رونمائی میں دیا ہے کم از کم پانچ تولے کا ہے وہ سیٹ اپنی بچی کی طرف سے میں جتنی فکر مند تھی' وہ اتنی ہی خوش نصیب نکلی ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

''گولڈ جیولری ہے ممی! فاخر بھائی چاہتے تو ڈائمنڈ جیولری دے سکتے تھے' اتنی ہائی لیول پوسٹ ہے پھر سیلری کتنی زبردست ہو گی۔''

''ہاں کہہ تو ٹھیک رہی ہو تم' ڈائمنڈز کی تو بات ہی الگ ہے' لوگوں کو بتانے میں بھی کتنا مزہ آتا ہے شاید فاخر کو یاد نہیں رہا ہو گا۔''

''ممی! ممانی جان نے منع کر دیا ہو گا وہ ابھی تک ان کو اپنے قابو میں کیے ہوئے ہیں اور پھر فاخر تو مجھے کچھ کنجوس ہی لگے ہیں۔'' عادلہ نے آخری جملہ قدرے منہ بنا کر کہا۔

''ارے نہیں بھئی فاخر کنجوس ہرگز نہیں ہیں' ہاں بھابی جان نے منع کر دیا ہوگا ایک نمبر کی کنجوس و مکار عورت ہیں۔''

''چلیں اب تو ان سے جان چھوٹ رہی ہے فاخر بھائی عائزہ کی مٹھی میں ہوں گے' میں تو ان کے پیچھے ہی اسلام آباد روانہ ہو جاؤں گی وہاں سے پھر مری' بھوربن' نتھیا گلی وغیرہ کے وزٹ پر۔''

''ہاں بھئی سب دل کے ارمان نکالیں گے' فاخر تو اب ماں کو بھول ہی جائے گا' عائزہ کو دیکھنا کیسے گر سکھاتی ہوں اس کو قابو کرنے کے۔''

❁......❤❖❤......❁

''مما کس قدر کمزور ہو گئی ہیں آپ' کب سے بیمار ہیں اور آپ نے مجھے کال تک نہیں کی؟'' وہ ان سے لپٹ کر رو دی تھی۔

''ارے اسی لیے آپ کو نہیں بلا رہی تھی تم پریشان ہو جاؤ گی' ہلکا سا بخار ہی تو ہے جلد ٹھیک ہو جائے گا۔'' مثنیٰ نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

''نانو آپ نے بھی کال نہیں کی مجھے؟''

''کال کی تھی میں نے کسی ملازمہ نے بتایا وہاں شادی ہے اور آپ شاپنگ سینٹر گئی ہوئی تھیں اس خیال سے کہ آپ ڈسٹرب ہوں گی' میں نے کال نہیں کی' آج مثنیٰ کی طبیعت زیادہ ہی گھبرائی تو کال کی تھی آپ کو' کسی کی شادی ہوئی ہے وہاں؟'' عشرت جہاں اس کے قریب بیٹھ کر استفسار کرنے لگیں۔

''عائزہ کی شادی ہوئی تھی کل نانو! آج ولیمہ ہے۔''

''کل شادی ہوئی ہے لیکن آپ کے کسی بھی انداز سے نہیں لگ رہا آپ شادی والے گھر سے آئی ہیں' اتنی سادہ کے ہاتھوں میں مہندی تک نہیں لگی ہوئی ہے آپ کے۔''

عشرت جہاں کے لہجے میں خاصی حیرانی و تعجب تھا' مثنیٰ بھی بیٹی کے چہرے سے مترشح ہونے والی بے چینی سے کچھ اخذ کرنے لگی تھیں اور پری سچ و جھوٹ کے دوراہے پر کھڑی اس تذبذب کا شکار تھی کہ کوئی ایسی سبیل نکل آئے جس سے اس کو جھوٹ بھی نہ بولنا پڑے اور پورا سچ بھی ان کو بتانا نہ پڑے اور بات بھی بن جائے۔

''فیاض کے خاندان میں تو بہت دھوم دھام سے شادی کرنے کا رواج ہے اور پھر جس خاندان سے ان کی دوسری بیوی تعلق رکھتی ہے' وہاں تو شو بازی کو بڑی اہمیت حاصل ہے پھر شادی اتنی سادگی سے کیوں ہوئی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی؟''

''ممی اتنی سادگی سے بھی شادی نہیں ہوئی ہو گی' جتنا آپ سمجھ رہی ہیں سب ہی رسمیں ادا کی گئی ہوں گی۔''

''اچھا...... مگر آپ پری کو دیکھ رہی ہیں ان کے مہندی تک نہیں لگی ہے ہاتھوں میں' ان کی تو بہن کی شادی تھی۔''

''شادی ایک ہفتے کے اندر بالکل اچانک ہی ہوئی ہے نانو! وہ دراصل فاخر بھائی کی پوسٹنگ اسلام آباد ہو گئی ہے اور ان کو فیملی کے ساتھ جانا تھا پھر اتفاق یہ ہوا کے ان کی ممی پپا کا ویزا لگ گیا وہ کئی ممالک کے وزٹ کے بعد حج کی ادائیگی کے بعد پاکستان آئیں گے انہوں نے پاپا سے بات کی اور پاپا بھی راضی ہو گئے' چند دنوں کے بعد وہ لوگ اسلام آباد شفٹ ہو جائیں گے۔'' اس نے بے حد سوچ کر نانو کو تفصیل بتائی تھی' وہ بے حد غیور اور خوددار تھی۔

اس نے یہاں اور وہاں ایک توازن رکھا تھا یہاں کی کوئی بات وہاں کسی سے شیئر نہ کرتی تھی' وہاں کی بات بھی وہ کسی سے نہیں کہتی تھی۔ فیاض کی مخدوش مالی حالت' سوتیلی ماں اور بہنوں کے ناروا سلوک اور عائزہ کی وہ تمام رسوا کن حرکتیں وہ اپنے سینے میں دفن کیے ہوئے تھی اس کی رسوائی اسے اپنی رسوائی اپنے پاپا کی رسوائی لگتی تھی جس کا بھید وہ اپنی سگی ماں کو بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔

''اچھی بات ہے ان کی زندگی میں خوشیاں اسی طرح آئیں گی۔ ہراساں کرنے والی...... تھکا دینے والی۔ وہ خوشی کو بھی خوشی کی طرح نہیں منا سکیں گے' پہلے اس گھر میں دلہن بننے کا حق میری بیٹی کا تھا پری اس گھر کی بڑی بیٹی ہے۔'' مثنیٰ کے کمزور ناتواں لہجے میں ماؤں والا غم و غصہ در آیا تھا۔

''پلیز مما! اس طرح مت کہیں۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

''کیوں نہ کہوں پری! آپ کے پاپا کو ہی آپ کا خیال نہیں ہے پھر بھلا کسی اور سے شکایت کیوں کی جائے؟ بہت جلد میں آپ کی شادی کروں گی اور فیاض کو بتاؤں گی' پری کی ماں ابھی زندہ ہے اس کو بیٹی کا خیال نہیں ہے تو نہ ہو میں آپ کی شادی......''

''آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں شادی کرنا چاہتی ہوں ممی؟'' وہ ان کی بات کاٹ کر سرد مہری سے گویا ہوئی۔

''کیا مطلب؟'' مثنیٰ کے ساتھ عشرت جہاں بھی چونک گئی تھیں۔

''میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی' یہ میرا فیصلہ ہے۔'' اس کے انداز میں اتنی قطعیت و بے نیازی تھی کہ چند لمحے وہ کچھ کہہ ہی نہ سکیں پھر کچھ توقف کے بعد عشرت جہاں گویا ہوئیں۔

''یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ بیٹا! شادی تو ہر لڑکی کو کرنا پڑتی ہے' تنہا رہ کر زندگی کس طرح گزاری جاسکتی ہے' ہزار طرح کی مشکلات ہوتی ہیں زندگی میں تنہا زندگی نہیں گزاری جاسکتی' آپ اس سوچ کو دل سے نکال دیں پری! جیون ساتھی کے بغیر زندگی ادھوری ہے۔''

''بہت ساری خوشیوں کے بغیر میری زندگی ادھوری ہے نانو! مجھے ادھوری زندگی گزارنے کی عادت ہوچکی ہے آپ میری فکر مت کریں' یہ بتائیں ڈنر میں کیا بنوایا ہے آپ نے؟'' اس نے خوب صورتی سے موضوع بدلا تھا۔

''گرین کڑاہی اور موتی پلاؤ تیار کروایا ہے اور چکن اسٹیم ہو رہا ہے' خوبانی کا میٹھا اور آئس کریم ہے سویٹ ڈش میں۔ آج ہم تینوں بھی آپ کے ساتھ پیٹ بھر کر کھانا کھائیں گے۔'' عشرت جہاں نے بیٹی اور نواسی کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

❀......♥✥♥......❀

غفران احمر جس شخص کے پاس اس کو چھوڑ کر گیا تھا اس پر نگاہ پڑتے ہی وہ پتھر کی ہوگئی تھی' پہلے اس کی آنکھوں میں حیرت کے رنگ ابھرے تھے پھر ان میں غصے کی آگ دہکنے لگی تھی' دوسری طرف بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھور رہے تھے دونوں کے چہرے مختلف جذبات کے عکاس تھے۔

''یہ اصلیت ہے تمہاری' دولت تمہاری سب سے بڑی کمزوری تھی یا اس طرح مردوں کے ہاتھوں کھلونا بننا ہی تم کو پسند تھا تو کس لیے میری طرف بڑھی تھیں؟ کیوں محبت کا ڈھونگ رچایا تھا؟ یہ سب تو میں تم کو اس وقت بھی دے سکتا تھا۔''

محبت کی شیرینی میں ڈوبا لہجہ جو کبھی بے حد گداز ہوا کرتا تھا' اس وقت اس میں بلا کی ترشی و نفرت سے سختی ابھر آئی تھی۔

''میری اصلیت تمہاری وجہ سے بدل کر رہ گئی ہے اعوان! مجھ پر الزام لگانے سے قبل اپنے گریبان میں بھی جھانکو اور دیکھو تم کیا ہو۔ مجھے کھلونا تمہاری بے وفائی نے بنایا ہے تم نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا' تمہارے دھوکے و فریب نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔'' وہ اس سے زیادہ دبنگ لہجے میں غرائی۔

''شٹ اپ' جسٹ شٹ اپ فریب دے کر مجھ سے کہتی ہو میں نے تم کو یہاں تک پہنچایا ہے؟ ہونہہ یہ کیوں نہیں کہتیں تم وہ عورت ہی نہیں ہو جو ایک مرد کے ساتھ گزارا کرسکے۔ تم کو اپنے حسن کی داد ہزاروں مردوں سے چاہیے تھی۔''

''اعوان......!'' وہ اپنی توہین و ذلت پر کراہ اٹھی تھی۔

''مت لو اپنی ناپاک زبان سے میرا نام' جاپان جا کر میں نے تم سے کتنا رابطہ کرنے کی کوشش کی' کس قدر پریشان و فکر مند رہا' جب بھی ساحر سے کہا تم سے بات کرانے کو پہلے وہ ٹالتا رہا' بہانے بناتا رہا' تمہارے نہ ملنے کے' ملاقات نہ ہونے کے پھر میں نے اس سے سختی سے کہا تو اس نے بتایا......'' بولتے بولتے اس کا گلہ رندھ گیا وہ چپ ہو کر اپنے جذبات پر قابو پانے لگا۔ ساحر خان کے نام پر ماہ رخ بھی دم بخود تھی ایک عرصے بعد بالکل غیر متوقع طور پر اعوان کو سامنے دیکھ کر پہلے تو وہ اپنی بصارت پر یقین ہی نہ کر پائی تھی اور جب یقین ہوا تو نفرت و غصے کا الاؤ اس کے اندر بھڑک اٹھا تھا۔

اعوان سے ملاقات کا وہ خیال ہی دل سے نکال بیٹھی تھی اور اب اس سے سامنا ہوا بھی تو وہ بھی کس انداز میں۔ کل تک وہ اس کی محبوبہ تھی اور آج ایک فاحشہ...... پھر وہ اس کی کس بے وفائی و ہرجائی پن کا ذکر کررہا تھا؟ اعوان کو اپنے جذبات پر قابو پانے میں چند لمحے لگے تھے۔

''تم نے اس سے محبت کرنی چاہی تھی' مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا' بہت بگڑا میں اس پر بے نقط سنائی اس کو۔ وہ چپ چاپ سنتا رہا تھا میں نے اس کو کال کرنا چھوڑ دی مگر میرا دل کسی طرح یہ ماننے کو تیار نہ ہوا کہ تم بے وفا نکلو گی' میرے ہزارہا کہنے کے باوجود تم نے اپنا رابطہ نمبر نہیں دیا تھا ان دنوں میں ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا سمجھ نہیں آرہا تھا تم سے کس طرح رابطہ کروں؟ اس بے چینی واضطراب میں میں نے بزنس کی بھی پروا نہ کی اور سب چھوڑ کر جاپان سے واپس آنے کی تیاری کے دوران ایکسیڈنٹ ہوگیا اور میں ٹانگ میں فریکچر ہونے کے باعث کئی ماہ اسپتال میں گزارنے پر مجبور ہوگیا تھا تب ہی وہاں جاکر مجھے ساحر نے یہ بتایا تم کسی شیخ کے ساتھ گھر سے فرار ہوکر یہاں آگئی ہو۔''

''ساحر نے تم کو یہ سب بتایا اور تم نے یقین کرلیا اس کی باتوں کا؟''

''ہوں' یقین نہ کرنے کی وجہ؟ آج تم کہاں اور کس حیثیت سے میرے سامنے کھڑی ہو پھر ساحر کے دیئے ہوئے ایڈریس پر پاکستان واپسی پر میں تمہارے گھر بھی گیا تھا' وہاں جاکر کسی شک وشبے کی گنجائش ہی نہ رہی تھی تمہارا کردار' تمہارا اخلاق اور جھوٹ در جھوٹ کا وہ بھیانک سچ ساحر کی کہی گئی ہر ہر بات پر حق وصداقت کی مہر از خود ہی لگاتا چلا گیا۔ ساحر نے کہا تم جھوٹی ہو میں نے یقین نہیں کیا' اس نے تمہاری بے وفائی کی قسمیں کھائیں' میں جھٹلاتا رہا' اس نے تمہاری بدچلنی' بدکرداری' دولت پر مرمٹنے کے ثبوت پیش کیے میں تمہاری محبت کے نشے میں اتنا مست تھا کہ اس کی بات پر یقین کرنے کے بجائے اس کا دشمن بن گیا' اس کو جان سے مارنے کی کوشش کی مگر وہ خوش قسمتی سے میرے ریوالور سے نکلی گولی سے بچ نکلا تھا۔'' اس کے لفظ لفظ سے زہر ٹپک رہا تھا وہ اندر سے بری طرح گھائل تھا۔

''تمہارا کچا پکا گھر دیکھا تو ساحر کے پہلے سچ کی تصدیق ہوئی پھر تمہارا کزن' جو تمہارا فیانسی بھی تھا گلفام اس سے ملاقات ہوئی وہ بے حد شریف و غیور بندہ تھا شروع میں کچھ بھی بتانے کو راضی نہ تھا پھر میں نے اس کو اپنا درد دل سنایا تو اس نے اپنی زبان کھولی اور بتایا کہ تم ایک رات بنا بتائے خاموشی سے گھر چھوڑ کر جاچکی ہو' کہاں گئی ہو اور کس کے ساتھ یہ کسی کو بھی معلوم نہ تھا۔'' گلفام کے نام پر اس کے دل میں کہرام برپا ہوا تھا اور گھر والوں کی یاد نے کچھ اس طرح غلبہ کیا تھا کہ وہ بے ہوش ہوکر گر پڑی تھی۔

❁......♥❖♥......❁

اس دن کچن میں جو بات پری نے کی تھی کہ ''آپ کو کیا معلوم حقیقت کیا ہے؟'' اس کے لرزتے کانپتے لہجے میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جس بات کو وہ بھی آسٹریلیا سے واپسی پر محسوس کررہا تھا مگر اس کی گہرائی میں نہ جاسکا تھا' پری کے محتاط لہجے نے اس کو بہت کچھ سمجھایا تھا' پری کو گئے ایک ہفتہ ہوگیا تھا اور اس ایک ہفتے میں اس نے زیادہ ٹائم گھر پر گزارا تو اس کو محسوس ہوا گھر کے مالی حالات بہت خستہ ہیں۔ صباحت اور عادلہ فراخدلی سے پیسہ لٹانے کی عادی تھیں چچا کی گنجائش سے زیادہ ان کی فضول خرچیاں تھیں۔

گھر میں خیرون اور دوسرا ملازم چوکیدار تھا حالانکہ اس سے قبل اس نے ملازمین کی خاصی تعداد دیکھی تھی جواب گھٹ کر دو رہ گئی تھی وہ حالات سے بے خبر اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے دادی جان کو ایک بڑی رقم اکثر و بیشتر دیتا رہتا تھا ایسا کر کے اس کو بے حد سکون ملتا تھا' اس نے تہیہ کرلیا گھر کے تمام اخراجات کی ذمہ داری وہ خود لے گا اور اس کے لیے اس کو دادی کی حمایت چاہیے تھی تاکہ چچا جان کو معلوم نہ ہوسکے ورنہ وہ جانتا تھا چچا کی خودداری ایسا نہیں ہونے دے گی۔ وہ اندر جانا ہی چاہتا تھا کہ اندر سے آتی صباحت کی آواز سن کر رک گیا۔

''آپ پری کو واپس بلوائیں اماں جان! وہ وہاں جاکر بیٹھ گئی ہے اور آنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے' یہاں مجھ سے اتنا کام نہیں ہوتا ہے۔'' ان کے انداز میں بے زاری وجھلاہٹ تھی۔

''اپنے ساتھ عادلہ کو بھی کام میں لگالیا کرو پھر سارا کام تم پر ہی تو نہیں ہے' خیرون بھی لگی رہتی ہے کام میں۔''

''واہ اماں جان عادلہ کی بھی خوب کہی آپ نے وہ اگر کام کرنے والی ہوتی تو میں کیوں پری کو بلانے کا کہتی پھر خیرون کے کام کے بھی کیا کہنے؟ وہ تو ایک نمبر کی ہڈ حرام ہے سر پر سوار ہو تو کام کرتی ہے ذرا نگاہ بچی اور اس نے کام سے جان چھڑائی اور اپنے گھر کی راہ لی۔'' وہ ان کی بات سنتا

کمرے میں داخل ہوتا ہوا گویا ہوا۔

''دو تین ملازم اور رکھ لیجیے آنٹی! کیوں ٹینشن لے رہی ہیں آپ؟''

''آپ کے چچا جان کو یہ سب پیسے کا ضیاع لگتا ہے حالانکہ اب تو مڈل کلاس لوگوں کے بھی کئی کئی نوکر ہوتے ہیں اور فیاض ہیں جو بڑے بزنس مین ہو کر بھی دل کے بے حد غریب ہیں۔'' انہوں نے طنزیہ مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔ طغرل اماں جان کے قریب بیٹھ گیا اماں سروتے سے چھالیہ کاٹتے ہوئے بڑبڑانے لگی تھیں۔

''پری تمہاری خادمہ نہیں ہے عادلہ کو بھی کچھ سکھاؤ' کام کرے گی تو اس کو کام کرنا بھی آئے گا یوں کہو کہ تم نے بیٹیوں کو کچھ سکھانے کی سعی نہ کی اور آج بڑے فخر سے کہہ رہی ہو اسے کام کرنا نہیں آتا ہے۔''

''آنٹی آپ فکر مت کریں اس ہفتے میں نئے ملازم آ جائیں گے اور آپ کو ریسٹ مل جائے گا' میں آج ہی نیوز پیپر میں اشتہار دے دوں گا۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

''نہیں آپ کیوں ملازم رکھیں گے طغرل! فیاض پسند نہیں کریں گے اس بات کو' آپ اشتہار مت دینا' گزارا ہو رہا ہے۔'' صباحت فیاض کے خوف سے مرے مرے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''میں چچا جان سے خود بات کروں گا' ان کو میری بات ماننی ہو گی میں فیملی ممبر ہوں اور اپنی مرضی سے جو چاہوں گھر کی بہتری کے لیے کرنے کا مجھے حق ہے۔'' وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوا۔

''میں تو اس معاملے میں بولنے کی جرأت نہیں کر سکتی بیٹا! یہ آپ کا اور فیاض کا معاملہ ہے آپ خود ہی ان سے بات کیجیے گا۔'' صباحت کو طغرل کا قطعیت بھرا انداز خوب بھایا تھا ویسے بھی ان کے سر سے بلا ٹلی تھی وہ گھر کی ذمہ داری سے بھاگتی تھیں۔

''ایسا خیال دل سے نکال دو بیٹا!'' دادی نے پان کھاتے ہوئے کہا۔

''کیوں دادی جان! یہاں ہر بات کو اپنی انا کا مسئلہ کیوں بنا لیا جاتا ہے؟ اپنوں سے بھی غیریت کیوں برتی جانے لگی ہے؟ کیا ہو جائے گا اگر میں اپنی مرضی سے گھر کے لیے کچھ کر دوں تو برا ماننے والی کیا بات ہے؟'' وہ جز بز لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

''تمہاری بات ٹھیک ہے مگر لوگ کیا کہیں گے۔''

''مائی فٹ! دادی جان مجھے لوگوں کی نہیں آپ کی پروا ہے اور میں آپ میں سے کسی کو بھی پریشان نہیں دیکھ سکتا۔'' اس نے ان کے شانے پر سر رکھتے ہوئے لاڈ سے کہا تھا اس کی محبت نے دادی کے روشن چہرے کو مزید روشن کر دیا تھا صباحت کے چہرے پر لمحے بھر کو حاسدانہ رنگ آ کر غائب ہوا وہ سمجھ گئیں طغرل یہ سب پری کی خاطر کر رہا ہے اس کی مہربانیاں پری کے لیے ہیں۔

''میں عائزہ کو لینے جا رہی ہوں وہ کئی دنوں سے آئی نہیں ہے چند دن رکنے کے لیے لاؤں گی' اسے بھابی نے بھیجا ہی نہیں ہے۔''

''سنو! فاخرہ اپنی مرضی سے بھیجے تو عائزہ کو لانا' زبردستی مت کرنا' اس طرح دلوں میں فرق آ جاتا ہے پھر بیٹیاں اپنے گھروں میں خوش رہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہے۔''

ان کے تیور بھانپتے ہوئے اماں نے ناصحانہ انداز میں کہا صباحت منہ سے کچھ نہیں بولی گردن اثبات میں ہلاتی ہوئیں چلی گئی تھیں۔

''میری بات کان کھول کر سن لو طغرل! یہاں جو ہو رہا ہے وہ ہونے دو' تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے پیسہ لٹانے کی' ان ماں بیٹیوں نے فیاض کو کنگال کر کے رکھ دیا ہے' دیکھ رہے ہو اس کا حال؟'' صباحت کے جاتے ہی وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''پہلے آپ مجھے یہ بتائیں چچا جان کے بزنس کو کیا ہوا ہے؟ کب سے ایسے حالات ہیں کہ ملازم تک کی چھٹی کر دی گئی ہے اور چچا جان ہی کیا آپ نے بھی مجھے اس قابل نہیں سمجھا کہ کچھ بتا سکیں۔'' وہ سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے افسردہ و یاسیت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

''دل پر کیوں لے رہے ہو بیٹا یہ آزمائش ہوتی ہے بندے کی۔'' انہوں نے اس کو سیریس دیکھ کر مسکراتے ہوئے ٹالنے کی سعی کی۔

''ایسی بات مت کریں دادی جان' آپ نے دکھی کیا ہے مجھے۔ فخر تھا مجھے آپ کی محبت پر' ناز اں تھا کہ آپ مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتیں اور آپ

نے گھر کے حالات کی بھنک تک نہیں پڑنے دی مجھے۔''

''ارے کیا اول فول بکے جا رہے ہو اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے کاروبار میں نفع ونقصان تو چلتا ہی رہتا ہے اب اس کا کیا ہر کسی سے کہنا سننا' کچھ دنوں میں سب ٹھیک ہو جائے گا پھر تم فیاض کی خصلت سے واقف نہیں ہو وہ بہت خود دار اور انا پرست ہے کسی سے بھی ایسے معاملے میں ذرا بھی مدد قبول نہیں کرے گا۔''

''کسی سے کیا مراد دادی جان! میں' ڈیڈی یا بھائی ان کے سگے ہیں' ہم سے پرابلمز شیئر کرتے ہوئے ان کو کوئی جھجک محسوس نہیں ہونی چاہیے اپنے ہی اگر مشکل وقت پر کام نہ آئیں تو اپنوں کا نہ ہونا بہتر ہے۔'' دادی نے اس کو غور سے دیکھا اور سر پر ہاتھ رکھ کر اپنائیت سے بولیں۔

''اب ناراض مت ہو میں کوئی موقع دیکھ کر فیاض کو سمجھاؤں گی چلو غصہ تھوک دو میرے بچے ان تمام معاملات کی خبر فراز اور طلحہ کو مت دینا وہ پریشان ہوں گے۔'' وہ نرمی سے سمجھانے لگی تھیں۔

''وہ کیوں پریشان ہوں گے دادی جان بلکہ وہ سپورٹ کریں گے۔'' اس نے الٹا ان کو ہی سمجھانے کی سعی کی۔

''سمجھا کرو بیٹے! فیاض کی خودداری کا ہی کچھ خیال کرو میرے بچے! وہ نظریں نہیں ملا پائے گا۔'' پھر گہری سانس لے کر نم لہجے میں بولیں۔

''عائزہ نے پہلے ہی اسے کمزور کر ڈالا ہے اس کا دکھ لے کر وہ اندر ہی اندر سلگ رہا ہے گھر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی موجودگی کا احساس نہیں ہوتا' عجیب خاموشی کی مہر لگ گئی ہے اس کے ہونٹوں پر۔''

''اچھا میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے' ڈیڈی اور بھائی کو کچھ نہیں بتاؤں گا مگر دادی جان! آپ کی دعاؤں سے آپ کے اس بچے کو بھی اللہ نے اتنا نوازا ہے کہ میں چچا جان کو سپورٹ کر سکتا ہوں۔''

''اللہ تم کو اور زیادہ دے میرے بچے!'' انہوں نے اس کا ماتھا چوم کر کہا۔

''آپ کی دعائیں چاہئیں دادی جان مجھے۔'' وہ ان کے ہاتھ چوم کر عقیدت مندی سے گویا ہوا تھا۔

''سدا کامیاب وکامران رہو' جگ جگ جیو میرے لال۔''

''وہ آپ کی لاڈلی' دلاری آپ کو بھول کر وہاں سکون سے بیٹھ گئی ہے' اس کا واپسی کا ارادہ نہیں ہے۔'' وہ شدت سے اس کی کمی محسوس کر رہا تھا۔

''اس بار تو وہ خاصی مدت کے بعد گئی ہے پھر اس کی ماں کی طبیعت بھی خراب ہے اس وجہ سے میں نے کہہ دیا ہے ماں کی طبیعت بہتر ہونے کے بعد بھی واپس آئے۔'' وہ پاندان سائیڈ ٹیبل پر رکھتی گویا ہوئیں۔

''کیا ہوا ہے آنٹی کو؟''

''یہ میں نے نہیں پوچھا' بھلا کس منہ سے مُثنیٰ کی خیریت پوچھ سکتی ہوں' میری وجہ سے ہی تو وہ اس گھر سے نکالی گئی تھی۔'' ان کا لہجہ آزردگی و پشیمانی سے لبریز تھا۔

''یہ سب پرانی باتیں ہو چکی ہیں دادی جان! جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔''

''ٹھیک کہہ رہے جو ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بھلائے نہیں بھولتیں' خاندان کی عزت ومرتبے ایسی باتوں سے داغ دار ہو جاتے ہیں' اب دیکھ لو آصفہ اور عامرہ کی بیٹیوں کے رشتے اچھے لوگوں کے ہاں سے نہیں آتے' بچیوں کی عمریں شادیوں کی ہو گئی ہیں۔''

''ان کا ان باتوں سے کیا لین دین یہ تو چچا جان کا معاملہ تھا۔''

''آہ...... ! جو کرتا ہے وہ بھرتا بھی ہے سچ تو یہ ہے مُثنیٰ کو طلاق دلانے میں آصفہ اور عامرہ کا ہاتھ تھا اور اب وقت ان سے بدلہ لے رہا ہے' ان کو بھی احساس ہو گیا ہے اپنی غلطی کا تب ہی تو پری کی محبت ان کے دل میں اُمڈ آئی ہے تم نے دیکھا نہیں کس طرح وہ پری کے آگے پیچھے تھیں ورنہ پری کی پرچھائیں سے بھی چڑتی تھیں۔''

❀......❤❖❤......❀

''شیری...... شیری' کہاں گم رہنے لگے ہیں آپ؟'' مسز عابدی اس کو پکارتی ہوئیں روم میں آئی تھیں وہ خاموش بیٹھا ہوا فانوس کو تک رہا تھا اس

کے انداز میں وحشت آمیز بے گانگی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر وہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھیں۔

''شیری! کیا ہوا ہے آپ کو یہ کیا حالت بنا رکھی ہے طبیعت تو ٹھیک ہے میری جان۔'' وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے پریشانی سے گویا ہوئی تھیں جب کہ شیری اسی طرح بیٹھا رہا نہ ماں کے احترام میں اٹھا نہ ہی رخ بدلا تھا۔ عجیب بیگانگی تھی اس کے انداز میں گویا وہ سوچنے سمجھنے سے عاری ہو۔

''میں ٹھیک ہوں' کیا ہوگا مجھے مما۔''

''آپ ٹھیک نہیں ہیں' کوئی ڈپریشن ہے؟''

''کیا آپ دور کرسکتی ہیں میرے ڈپریشن کو؟'' وہ جھنجلا کر گویا ہوا۔

''ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں ابھی۔'' وہ سراسیمہ ہو کر اٹھیں۔

''بیٹھ جائیں مما! مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔''

''لیکن آپ کی کنڈیشن نارمل نہیں ہے شیری میں تو آپ سے یہ کہنے آئی تھی کہ فیاض بھائی کے ہاں چلتے ہیں' عائزہ کی شادی کے بعد سے ایک بار بھی وہاں جانا نہیں ہوا' صباحت بھابی کی آج بھی کال آئی تھی وہ بہت یاد کررہی ہیں۔'' انہوں نے بیٹھ کر اپنے آنے کی غرض بیان کی۔

''ریڈی ہوجائیں آپ' میں چینج کرکے آتا ہوں پانچ منٹ میں۔'' پری کی طرف جانے کا سن کر اس کا چہرا کھل اٹھا تھا۔

نامعلوم وہ کیسے عشق میں گرفتار ہوگیا تھا پری کے متعلق سب کچھ جان کر بھی وہ چند دنوں تک اس سے نفرت کرتا رہا تھا پھر وہ نفرت ازخود ہی شیشے پر گری گرد کی طرح صاف ہوگئی تھی۔ وہ اس سے جتنا دور بھاگتی تھی دل اس کی طرف اتنا ہی بڑھتا تھا' عائزہ کے ولیمے میں صرف اس کی موہنی صورت دیکھنے کی خاطر ہی وہ صباحت سے ہامی بھر بیٹھا تھا۔

وہاں پری کو نہ پاکر اس کا موڈ اس قدر آف ہوا تھا کہ وہ عادلہ کی بے حد منت وسماجت کے باوجود ڈنر سے پہلے ہی گھر آ گیا اور تب سے اس کا موڈ اتنا خراب تھا کہ وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں بند رہنے لگا تھا۔ آفس بھی نہیں جا رہا تھا اس کے موڈ سے سب ہی واقف تھے اس لیے کسی نے بھی اس کو نہیں کہا تھا ویسے بھی وہ بہت اکھڑ مزاج وتند خو طبیعت کا مالک تھا' غیروں میں طویل عرصہ گزارنے کے بعد وہ روڈ ہوگیا تھا' کوئی بات مرضی کے خلاف ہوجائے تو سامنے والے کی بے عزتی کرنے میں لمحہ نہیں لگاتا تھا خواہ سامنے اس کے مما پپا کیوں نہ ہوں' کوئی اس کی زندگی میں مداخلت نہ کرتا تھا ماسوائے اس کی مما کے جو ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کے اکلوتے بیٹے کے پاس چلی آتی تھیں۔

''دیٹس گڈ! وہاں جانے کا سن کر تو آپ بالکل فریش ہوگئے ہیں' کیا خیال ہے پھر میں آج ہی بھابی سے آپ کے پروپوزل کا کہہ آؤں؟'' مسز عابدی ایک دم خوش ہو کر شرارتی لہجے میں گویا ہوئیں۔

''ابھی نہیں مما! ابھی مجھے کچھ وقت چاہیے ٹائم آنے پر میں آپ سے خود کہہ دوں گا' آپ فکر نہیں کریں مما۔''

''میں کہتی ہوں نیک کام میں دیر کرنا مناسب نہیں ہے۔'' انہوں نے قدرے سنجیدگی سے کہا تھا۔

''مگر پہلے آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا' کس کو پروپوز کریں گے پری کو یا عادلہ کو؟'' ان کی بات پر وہ چونک کر گویا ہوا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا مما؟ عادلہ کا نام کیوں لے رہی ہیں آپ؟''

''عادلہ کی آپ میں بڑھتی ہوئی دلچسپی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے پھر آپ بھی اس کو امپورٹنس دے رہے ہیں۔''

''لیکن مما وہ کوئی اسپیشلی امپورٹنس نہیں ہے وہ میری ایسی ہی فرینڈ ہے جس طرح میری اور فرینڈز ہیں' میں اس سے محبت نہیں کرتا ہوں۔''

''لیکن عادلہ تو آپ کی فرینڈ شپ کو کوئی اور ہی نام دے بیٹھی ہے اور یہ ہمارے لیے پرابلم ہوجائے گی۔'' وہ فکر مندی سے گویا ہوئیں کہ وہ صباحت وعادلہ کے مزاج کو سمجھنے لگی تھیں صباحت کی آؤ بھگت کے معنی وہ جانتی تھیں۔

''مجھے پرابلمز کو حل کرنا آتا ہے ابھی آپ کچھ نہ کہیں ان سے۔''

❁......♥❖♥......❁

مثنیٰ کی طبیعت بیٹی کی تیمارداری سے چند دنوں میں ہی بہتر ہوگئی تھی ان کے چہرے کی زردیاں سرخیوں میں بدل رہی تھیں پری بھی ان سے

برسوں کی خفگی وشکایتیں فراموش کر کے دل سے ان کے قریب ہو گئی تھی، ویسے بھی ان دنوں صباحت کے سوتیلے رویہ نے اس کو اس قدر دلبرداشتہ کیا تھا کہ وہ ماں کے پہلو میں آ کر سکون محسوس کر رہی تھی۔
صفدر جمال نے بھی اس کو بیٹی تسلیم کر لیا تھا اور جب سگے وسوتیلے کی کدورت نکل جاتی ہے تو رشتے مضبوط و پاکیزہ ہو جاتے ہیں وہ اس کا خیال باپ کی طرح رکھ رہے تھے پری نے بھی ان کی شفقت کا جواب محبت سے دیا تھا گھر گویا جنت بن گیا تھا۔
اس ہفتے میں ان چاروں نے کئی بار پکنک منائی تھی ہوٹلنگ کی تھی وہ پہلی بار دل کھول کر ہنسی تھی۔ پہلی بار اس کا دل یہاں سے واپس جانے کو نہیں چاہ رہا تھا' دادی جان نے کئی دفعہ کالز کیں' دبے دبے لفظوں میں واپس آنے کو کہا وہ ٹالتی رہی' بہانے بناتی رہی دو کالز طغرل نے بھی کی تھیں وہ دادی کی بے قراری کے قصے سنا رہا تھا ان کی بے کلی بیان کر رہا تھا اور وہ جانتی تھی کہ درحقیقت وہ اپنے دل کی بے چینی ظاہر کر رہا تھا اس کی بھاری آواز میں ایک ایسی آنچ تھی جو اس کے دل کو بھی دھیرے دھیرے سلگانے لگی تھی۔ وہ اس آگ میں جلنا نہیں چاہتی تھی۔
وہ جس طرح اس کی محبت کو ٹھکراتی رہی تھی آئندہ بھی اس سے دگنی شدت سے ان جذبوں کو کچلنے کا ارادہ کر چکی تھی۔
اس دن صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں' سورج گہرے سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا' ہر سو سناٹا طاری تھا نانو کے گھر میں ویسے بھی خاموشی طاری رہتی تھی کہ نانو کی عادت آہستہ لہجے میں بات کرنے کی تھی تو مثنیٰ ان سے بھی زیادہ دھیمے لہجے کی عادی تھیں۔
ایسے ابر آلود موسم میں ویسے بھی ایک عجیب ہی خاموشی ہوتی ہے اور ایسی خاموشی سے وہ گھبراتی تھی' اس کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ اس نے دادی کے پاس جانے کا سوچا اور اجازت لینے کے لیے مما کے کمرے میں جانا ہی چاہتی تھی کہ ملازمہ نے آ کر نانو کا پیغام دیا کہ وہ بلا رہی ہیں۔
وہ دوپٹہ درست کرتی لاؤنج میں چلی آئی اسے ٹھٹک کر رکنا پڑا تھا مما کے قریب صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اسے دھوکے کا گمان ہوا۔
''ارے وہاں کیوں رک گئیں پری! یہ طغرل آپ کو لینے کے لیے آئے ہیں۔'' مما نے بے حد خوشی سے طغرل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا بلو جینز اور گرے لائنز والی شرٹ میں ملبوس وہ بے حد مؤدب انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا' سینٹرل ٹیبل پر اس کے لائے گئے خوب صورت بکے رکھے ہوئے تھے۔
''السّلام علیکم! طغرل بھائی......'' وہ ایک دم دل کی بدلتی کیفیت پر حیران سی نانو کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔
''دادی جان نے بلایا ہے' چل رہی ہو نا تم؟'' وہ سلام کا جواب دیتے ہوئے خاصا مؤدب دکھائی دے رہا تھا۔
''جی ہاں میں ابھی خود مما اور نانو سے اجازت لینے آ رہی تھی۔'' اس نے گردن جھکائے جھکائے جواب دیا تھا۔
''آپ کی مرضی ہے پری! اگر آپ جانا چاہتی ہیں تو ہم آپ کو روکیں گے نہیں مگر ڈنر کیے بغیر جانے نہیں دیں گے۔'' عشرت جہاں نے پری کے بعد طغرل کے وجیہہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا' ان کی نگاہوں میں اس کے لیے خاصی پسندیدگی ابھری تھی۔
''جی مما! آپ کھانا لگوائیں' طغرل فرسٹ ٹائم یہاں آئے ہیں پھر بھلا ڈنر کیے بنا کس طرح جانے دیا جائے گا ان کو۔''
''شکریہ آنٹی! لیکن مجھے پہلے ہی دیر ہو چکی ہے' پارس کو دادی جان کے ہاں ڈراپ کر کے مجھے میٹنگ میں جانا ہے' موسم خراب ہے کبھی بھی بارش ہو سکتی ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے معذرت کی تھی۔
''ملازمہ منٹوں میں کھانا لگاتی ہے آپ کو دیر نہیں ہو گی۔'' عشرت جہاں نے اتنے پیار بھرے اصرار سے کہا تھا وہ پھر انکار نہ کر سکا۔
کھانے کے دوران مثنیٰ طغرل کے بچپن کے قصے سناتی رہیں جس کو وہ مسکرا کر سن تار ہا تھا اس کی پرشوق نگاہیں گاہے بگاہے پری کے چہرے کی جانب اٹھ رہی تھیں وہ چپ چاپ پلیٹ پر جھکی ہوئی تھی۔
مثنیٰ اور عشرت جہاں کی زیرک نگاہوں سے اس کی بولتی نگاہوں کا محور مخفی نہ رہ سکا تھا' ان کی نگاہوں میں اطمینان بھی تھا افکار بھی۔ جب وہ ڈنر سے فارغ ہوئے تو ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی تھی۔ طغرل نے فوراً ہی جانے کی اجازت چاہی تھی۔
''کہیں ایسا نہ ہو راستے میں بارش تیز ہو جائے' رک جائیں بیٹا!'' مثنیٰ نے کھڑکی سے گرتی بوندوں کو دیکھ کر کہا۔
''ہم گھر پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ! آپ پریشان نہ ہوں۔'' وہ پُراعتماد لہجے میں بولا وہ دونوں انہیں رخصت کرنے گیٹ تک آئی تھیں پری

خاصی دیر تک ان کے سینے سے لگی تھی۔
''کیسا سونا ہو گیا گھر پری کے جانے کے بعد' کتنی رونق تھی اس کے دم سے۔'' عشرت جہاں اندر آتے ہوئے اداسی سے گویا ہوئیں۔
''ٹھیک کہہ رہی ہیں ممی آپ' پہلی بار اس نے مجھے اپنے ہونے کا احساس دلا کر زندگی کے قریب کر دیا ہے' میری دعا ہے وہ ہمیشہ خوش رہے اس کے نصیب میں لاکھوں خوشیاں ہوں' آمین۔''

❀......♥❖♥......❀

ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی ونڈ اسکرین کو وائپرز تیزی سے صاف کر رہے تھے' سڑک پر اکا دکا گاڑیاں رواں دواں تھیں۔ طغرل خلاف عادت خاموشی سے کار چلا رہا تھا اس کے وجیہہ چہرے پر سنجیدگی تھی کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کچھ دیر قبل وہ باتیں بناتا و مسکراتا رہا تھا' پری کو اس کی یہ خاموشی وحشت زدہ کرنے لگی۔
''دادی جان کی طبیعت کیسی ہے؟ وہ اپنی میڈیسن ٹائم پر لے رہی تھیں؟'' اس نے خاموشی کو توڑنے کے لیے پہل کی۔
''دادی جان کی طبیعت کی تم کو کیا پروا؟ وہ دوا ٹائم پر لیں یا نہ لیں اس سے تم کو کیا فرق پڑتا ہے؟'' وہ دیکھے بنا درشت لہجے میں بولا۔ ''تم اپنی دنیا میں مگن رہو تم کو ان کی پروا کیوں ہونے لگی۔''
''ارے ابھی تو آپ بالکل ٹھیک تھے' مزے سے مما اور نانو سے باتیں کر رہے تھے پھر یہ اچانک ہی کیا ہوا ہے آپ کو؟'' وہ حیرانی سے تیز لہجے میں گویا ہوئی۔
''تم سے تو نہیں کر رہا تھا نا......'' اس نے لٹھ مار انداز میں جواب دیا۔
''ہاں ہاں مجھ سے کیوں کریں گے ہنس کر باتیں' میں تو صرف آپ کی جلی کٹی باتیں سننے کے لیے ہی رہ گئی ہوں یا بُرے برتاؤ کے لیے اور آپ کو آتا ہی کیا ہے اس کے علاوہ۔'' وہ بھی بری طرح تپ کر بولی تھی طغرل نے اس کی طرف دیکھا اور روڈ کے درمیان میں ہی کار روک دی۔
''اب یہ کیا حرکت ہے؟ کیا چاہتے ہیں آپ طغرل بھائی؟''
''بہت تڑپایا ہے تم نے مجھے پری۔'' وہ اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ ''خود یہاں آ کر بیٹھ گئیں اور وہاں اپنی یادیں میرے پاس چھوڑ آئیں' بتاؤ تم کو اب کیا سزا دوں؟'' وہ ایک جذب کے عالم میں تھا اس کی آنکھوں میں ہوشربا چمک تھی۔
اس کے چہرے پر جذبوں کی سرخی تھی' نگاہوں میں چراغ سے جل رہے تھے۔ پری دم بخود سی ہو گئی اس کا دل بغاوت پر آمادہ تھا' وہ خیالوں میں رہنے والی کوئی کمزور سی لڑکی ہوتی تو بہک جاتی کہ موسم بھی بھیگا بھیگا خمار لیے ہوئے جذبوں کو بے قابو کرنے والا تھا پھر اس شخص کی مہکی مہکی قربت و دیوانگی وہ کوئی عام شخص نہ تھا' صنف مخالف اس کو حاصل کرنے کی چاہ کرتی تھی اور وہ اس کی چاہ میں مبتلا تھا اس کو حاصل زندگی سمجھ کر اس کو حال دل سنا رہا تھا مگر وہ اس کے جذبوں کی پذیرائی کو تیار نہ تھی۔
''مجھے ایسی باتیں بالکل بھی پسند نہیں ہیں' کتنی مرتبہ آپ سے کہہ چکی ہوں مجھ سے ایسا بھونڈا انداز بالکل مت کیا کریں۔'' اس نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا۔
''پلیز آپ کار چلائیں بارش تیز ہوتی جا رہی ہے' گھر پر دادی جان پریشان ہو رہی ہوں گی' بہت دیر ہو گئی ہے۔'' پری کی کسی بات کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا وہ اسی طرح اسٹیئرنگ پر چہرا رکھے اس کو دیکھتا رہا' یک ٹک بنا پلکیں جھپکائے۔
''پلیز طغرل بھائی پریشان مت کریں۔''
''پہلے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو......کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتیں؟''

......☆☆☆......

وہ سنجیدہ تھا اس کے لہجے میں سلگتی محبت کی آنچ تھی' ایک لو تھی' ایسی لو جو اس بھیگے موسم میں بھرپور حدت لیے ہوئے تھی' پری کی زبان گنگ ہو گئی۔ دل پر عجیب گرانی سی چھانے لگی کہ دل کا مقفل دروازہ کمزور ہونے لگا تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی ایسے ہی کسی کمزور لمحے کی زد میں آ کر وہ

کمزور پڑ جائے۔

پلکوں پر منوں بوجھ پڑ گیا تھا پھر اس کی آنکھیں بھی برسات کا ساتھ دینے لگیں' آنسو اس کے رخساروں سے موتیوں کی مانند پھسلنے لگے۔

''مائی گاڈ۔'' طغرل نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے گہری سانس لے کر کہا۔

''مجھے سمجھ نہیں آتی تمہارے پاس میری ہر بات کا جواب آنسوؤں میں کیوں ہوتا ہے؟ میں نے ایسی کیا بات کہہ دی جو تم رونے بیٹھ گئی ہو؟'' اس کے لہجے کی شوخی جھنجلاہٹ میں بدل گئی تھی۔

پری نے کوئی جواب نہیں دیا وہ تواتر سے بہنے والے آنسوؤں کی یلغار سے نبٹنے کی سعی کر رہی تھی۔ یہ آنسو کیوں بہہ رہے تھے؟ کیا وجہ تھی وہ خود سمجھ نہیں پائی تھی' بس دل تھا کہ مضطرب تھا۔

''پارس! کیا ہوا ہے آخر میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو تم اتنا رو رہی ہو؟'' اس بار اس کے لہجے میں گمبھیر تھکن اتر آئی تھی۔ وہ ہونٹ بھینچے ڈرائیو کر رہا تھا' وہ پری سے بہت کچھ کہنے کا سوچ کر آیا تھا۔ پری دو ہفتوں سے گھر سے دور تھی اور وہ ہفتے اس نے بڑی بے چینی و بے قراری میں گزارے تھے کہ گزرتا ہر پل' ہر لمحہ اس کو جذبات کی شدت اور پری کی محبت کے احساس سے مانوس کرتا جا رہا تھا۔

آج ان ہی شدتوں سے گھبرا کر وہ دادی کی اجازت کے بنا ہی اس کو لینے کے لیے وہاں پہنچ گیا تھا اور وہ تھی کہ اس کے جذبوں سے ناآشنا آنسو بہائے جا رہی تھی۔

اس کا ہر آنسو طغرل کے دل پر بدگمانی کے بوجھ کو بڑھا رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کی محبت میں وہ درد اور اثر نہیں ہے جو پری کی نفرت کو بدل سکے وہ اس سے نفرت کرتی تھی اور کرتی رہے گی۔ دونوں کے درمیان ایک خاموشی حائل ہو گئی تھی پری اپنے من میں ابھرنے والے نوزائیدہ جذبوں کو ختم کرنے کی کوششوں میں منہمک تھی۔ ماں باپ کی ناکام محبت' ناکام زندگی اس کے لیے کبھی نہ بھولنے والے صدمات تھے ان کی تمام محرومیاں اس کے حصے میں در آئی تھیں یہ کرب اس کو سہنا پڑتا تھا جو وہ سہنے کی عادی ہو گئی تھی مگر اب کسی کی محبت پر اعتبار کرنا اس کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔ طغرل کی محبت پر بھی اس کو یقین نہیں تھا۔

اس کے چہرے پر اب بھی گہری سنجیدگی تھی گیٹ پر کار روک کر وہ گلاس ڈور سے باہر دیکھنے لگا' پری نے ایک نگاہ اس کی طرف دیکھا اور اس کے سرد وسپاٹ رویے کی خفگی کو محسوس کیا مگر لب خاموش رہے وہ جیسے ہی ڈور کھول کر باہر نکلی طغرل زن سے کار بھگا لے گیا چند لمحے تو یونہی ساکت گزر گئے کہ بارش کی تیزی نے اسے گیٹ کی طرف قدم بڑھانے پر مجبور کر دیا چوکیدار گیٹ وا کر چکا تھا۔ پورٹیکو میں کھڑی لینڈ کروزر دیکھ کر وہ سمجھ گئی شہریار اندر موجود ہے اس وقت وہ اس سے ملنے کے موڈ میں نہیں تھی بارش سے بچتی ہوئی کوریڈور کے دوسرے دروازے سے وہ اپنے اور دادی کے مشترکہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

''بی بی جی! آپ آ گئیں۔'' خیرون نے اسے دور سے دیکھتے ہی خوشی سے بھرپور آواز میں کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی اس کے قریب آ گئی۔

''ہاں میں آ گئی' تم کیسی ہو خیرون؟'' اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

''ایک دم فرسٹ کلاس بی بی جی! بالکل بھلی چنگی ہوں' شکر ہے آپ آ گئیں' اب گھر میں رونق ہو گی۔ میں تو جی آپ کے جانے سے بڑی بور ہو گئی تھی' اماں جان بھی خاموش اور اداس رہنے لگی تھیں' عائزہ بی بی بھی بار بار آپ کا پوچھتی تھیں کہ آپ کب آئیں گی اور وہ......'' اس نے دانستہ زبان دانتوں تلے دبا کر بات ادھوری چھوڑی تھی بڑا معنی خیز سا انداز تھا اس کا پری نے چونک کر پوچھا۔

''عائزہ آئی ہوئی ہے......؟''

''ہاں جی عائزہ بی بی آج ہی تو آئی ہیں' ڈرائنگ روم میں شیری صاحب اپنی ممی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں سب لوگ وہاں موجود ہیں۔'' خیرون نے اسے تمام تفصیل بتائی تھی۔

''اچھا ابھی تم ان کو میری موجودگی کا مت بتانا میں ابھی ریسٹ کرنا چاہتی ہوں' سر میں درد ہو رہا ہے۔'' اس نے آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے کہا تو وہ اس کا بیگ اٹھا کر اندر رکھتے ہوئے بولی۔

''میں نہیں بتاؤں گی لیکن آپ کا سارا چہرہ کیوں لال ہو رہا ہے' درد بہت ہو رہا ہے بی بی جی! میں طغرل صاحب کو فون کر دوں؟''

''ارے نہیں' طغرل بھائی کو فون کیوں کرو گی؟'' وہ بیڈ پر بیٹھ کر سینڈل اتارتی ہوئی عام سے انداز میں گویا ہوئی۔

''طغرل صاحب ہی تو ہیں جو آپ کا سب سے زیادہ خیال رکھتے ہیں' آپ یہاں نہیں تھیں تو وہ بہت پریشان اور کھوئے کھوئے رہتے تھے۔'' خیرون نے سرگوشیانہ لہجے میں مسکرا کر کہا تھا۔

''دماغ درست ہے تمہارا' کیا بکواس کر رہی ہو' تم کو احساس ہے؟'' اس کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا تھا وہ نہیں چاہتی تھی طغرل کی دیوانگی اس کی رسوائی بن جائے اس نے خیرون کو ڈانٹ کر کمرے سے نکال دیا تھا۔

❁✦..❖..✦❁
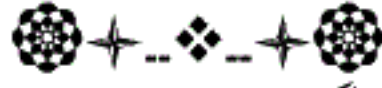
جانے الفت کہاں کھوگئی ہے راستے کی دھول میں
وفا کی خوشبو رہی نہیں اب چاہت کے پھول میں
محبت کی وادی میں کھا آئے ہیں دیوانے دھوکے اکثر
محبت اب رہی نہیں محبت کے اصول میں

اعوان اس کو جلد ہی ہوش میں لے آیا تھا اور ہوش میں آتے ہی اس نے قریب بیٹھے اعوان سے التجائیہ انداز میں کہا تھا۔

''گلفام کیسا ہے؟ میرے امی' ابو' چچا چچی کیسے ہیں؟ میرے اس طرح آنے کے بعد ان پر کیا گزری؟ کس طرح سے ان سب نے اس رسوائی کو برداشت کیا؟ وہ غریب تھے مگر عزت میں بہت بڑا مرتبہ رکھتے تھے۔'' اعوان کے سپاٹ چہرے پر اس کی کسی التجا کا اثر نہ ہوا تھا وہ اطمینان سے بیٹھا سگار کا دھواں اڑا رہا تھا۔

''خدا کے واسطے اعوان! مجھے بتاؤ میرے گھر سے جانے کے بعد ان پر کیا گزری؟ وہ سب خیریت سے تو ہیں؟'' وہ اس کے پاؤں پکڑ کر گڑگڑانے لگی تو اس نے کراہت آمیز انداز میں اس کے ہاتھوں کو دور جھٹکا اور غرّایا۔

''اب کیا فائدہ ان باتوں سے تم ان لوگوں سے مل سکو گی یہ سب تمہاری بھول ہے ماہ رخ! جس دلدل میں تم قدم رکھ چکی ہو اس دلدل سے فرار ناممکن ہے' یہاں تم مرجاؤ گی' فرار نہیں پاسکو گی۔''

''میں یہاں سے فرار پانا بھی نہیں چاہتی' اب زندگی میرے لیے سزا ہے اور اس سزا کو میں آخری سانس تک بھگتنا چاہتی ہوں۔''

''مجھے کوئی پروا نہیں' بھگتو تم جیسی لالچی و بدکردار لڑکی کو بھگتنا بھی چاہیے' میں تم سے کوئی ہمدردی کے جذبات نہیں رکھتا بلکہ تم سے اس حد تک گھن آرہی ہے مجھ کو...... میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ چند لمحے تمہارے قریب میں گزار سکوں۔'' اس کی زبان سے سنگ باری جاری تھی اس کی روح گھائل ہو رہی تھی اس کا اس قدر ہتک آمیز رویہ اس کے دل کو زخمی کر رہا تھا لیکن وہ سن رہی تھی' گڑگڑا رہی تھی۔ اس سے ہاتھ جوڑ کر التجائیں کر رہی تھی کہ وہ جو چاہے ظلم وستم کرے مگر اس کے گھر والوں کے مطابق بتا دے اس کے منہ سے اپنوں کا ذکر سن کر اس کے اندر ایسی اپنائیت کی آگ بھڑکی تھی کہ وہ جاننے کے لیے دیوانہ وار اس کی منتیں کر رہی تھی۔

''میرے سامنے یہ اداکاری نہ کرو' میں جانتا ہوں تم کتنی بڑی اداکارہ ہو مجھ سے زیادہ تم کو کوئی نہیں جان سکتا۔ میں تم کو کچھ نہیں بتاؤں گا' قطعی نہیں بتاؤں گا یہ میں خود سے وعدہ کرتا ہوں۔'' اعوان کے لہجے میں سخت بے رحمی وقطعیت تھی وہ صوفے پر بیٹھا تھا' اس کی تمام توجہ اپنے سگار کی طرف تھی۔

ماہ رخ کسی بے قرار پرندے کی مانند کمرے میں چکرا رہی تھی بہت سعی کی اس نے اعوان کو منانے کی' اس کو ساحر خان کا اصل چہرہ دکھانے کی مگر وہ اس سے کچھ اس طرح منحرف وبدظن ہوا تھا کہ اس کی کوئی بات سننے کا روادار نہ تھا۔

''خدا کے لیے مجھ پر ترس کھاؤ اعوان! میں نے جو کیا اس کی سزا مجھے مل رہی ہے میں جس کرب واذیت میں گرفتار ہوں' اس تکلیف کا احساس تم کسی طرح بھی نہیں کر سکتے' میرے اپنوں کا حال بتا کر میری اس تکلیف میں تم کچھ کمی کر سکتے ہو' میرے زخموں پر مرہم رکھ سکتے ہو۔'' وہ پھر مجبوراً

اس کی منت سماجت پر اتر آئی تھی اس کے قدموں میں بیٹھ گئی' اعوان نے حقارت سے اس کو ٹھوکر ماری اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

❁-✦-❖-✦-❁

وہ پری کو گھر ڈراپ کر کے بزنس کے سلسلے میں ہونے والی میٹنگ اٹینڈ کرنے کے ارادے سے نکل تو گیا تھا مگر موسم کے تیور بالکل ہی بدل گئے تھے تواتر سے گرنے والی بوندوں نے موسلا دھار بارش کا روپ دھار لیا تھا اور ماحول میں بادلوں کی گھن گرج عروج پر تھی' اس نے کال کر کے میٹنگ کینسل کر دی تھی۔

گھر جانے کو دل پھر بھی آمادہ نہ ہوا تھا وہ بے مقصد سڑکوں پر کار دوڑاتا رہا' وہ ایک عجیب اداسی آمیز اضطراب کا شکار ہو گیا تھا اس کی محبت میں پل پل بے قرار و بے چین رہا تھا عجیب بات یہ تھی کہ وہ نظروں کے سامنے رہتی تو دل از حد سکون و طمانیت محسوس کرتا تھا وہ نہیں تھی تو اس کا تصور رہتا تھا اس کی یاد کسی چراغ کی مانند دل کو دھیرے دھیرے سلگانے لگی تھی اور آج تو بے قراری اتنی بڑھی تھی کہ وہ اسے لینے خود ہی پہنچ گیا تھا۔

دادی جان کا تو صرف بہانہ تھا جب کہ دل کو اس کے قرار نہ تھا اور وہ بڑی بے دردی سے اس کے جذبات کو مجروح کر چکی تھی اسی ادھیڑ بن میں وہ معید کے پاس چلا گیا۔ معید نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا تھا۔

''آہا...... آج تو میرے آفس کے نصیب جاگ گئے بڑے لوگوں نے قدم کیسے رکھ دیا آج یہاں پر؟'' وہ اس سے گلے ملتا شوخی سے گویا ہوا۔

''باتیں مت بناؤ' تم مجھ سے بھی بڑے ہو گئے ہو' تم کو کال تک کرنے کی فرصت نہیں ہوتی ہے تم کو کسی کی پروا ہی نہیں ہے۔'' وہ اس سے علیحدہ ہوتے جتانے والے انداز میں سنجیدہ لہجے میں بولا۔

''اوہ گاڈ! خیریت تو ہے نا؟ اتنے بھیگے بھیگے موسم میں خوب آگ برساتا ہوا لہجہ' پری سے لڑائی وڑائی ہو گئی ہے کیا؟'' وہ مسکراتا ہوا معنی خیز لہجے میں گویا ہوا اور اس کے سامنے چیئر پر بیٹھ گیا اس کی آنکھوں میں شرارت رقصاں تھی۔

''ہونہہ لڑائی...... اس سے دوستی ہی کب ہے جو لڑائی ہو گی۔'' پری کے ذکر پر اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔

''اوہ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے معاملہ کچھ گڑبڑ ہے شیور' پری سے ہی تمہاری کوئی فائٹ ہوئی ہے۔ اس نے ابھی تک تمہارے جذبوں کی پذیرائی نہیں کی ہے؟ اس کو تمہاری محبت پر یقین نہیں آیا؟'' معید اس کی سنجیدگی دیکھ کر اپنی شوخی برقرار نہیں رکھ سکا تھا۔

''یقین...... اونہہ لگتا ہے مر کر بھی اس پتھر دل لڑکی کو یقین نہ دلا پاؤں گا' مجھے حیرت ہوتی ہے خود پر میں کس طرح پارس کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ پارس...... وہ لڑکی جو اس عمر سے مجھے ناپسند تھی جب پسند ناپسند کا سینس بھی نہیں ہوتا ہے۔''

''اور اب یہ حال ہے کہ تم اس کے بغیر رہنا بھی گوارا نہیں کر سکتے' ایسا ہی ہوتا ہے میری جان جس سے ہم زیادہ ناپسندیدگی و بے اعتنائی برتتے ہیں درحقیقت ہماری پسند و چاہ کی انتہا اسی ہستی سے وابستہ ہوتی ہے میں جانتا ہوں تم نے ہمیشہ پری کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے وہ تمہارے مخالف لوگوں میں شامل رہی ہے۔'' معید سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''میں جانتا ہوں' مت بتاؤ مجھے' صرف یہ بتاؤ اب میرا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ میں نے کچھ زیادہ ہی اپنی عزت نفس کی توہین کر دی ہے پھر بھی ناکام و نامراد ہی رہا ہوں' میں اس کی بددماغی وا کڑ زیادہ دن برداشت نہیں کر سکوں گا' حد ہوتی ہے ہر بات کی۔'' نامعلوم وہ معید کو سنا رہا تھا یا خود کو تسلی دے رہا تھا۔ معید نے کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

❁-✦-❖-✦-❁

''السلام علیکم دادی جان!'' وہ کمرے میں داخل ہوئیں تو پری دوڑ کر ان سے لپٹ گئی' اماں نے بھی اسے اپنی آغوش میں خاصی دیر لیے رکھا تھا۔

''ارے تم کب اور کس کے ساتھ آئی ہو بیٹی!'' وہ بیڈ پر بیٹھتی ہوئی مسرت بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

''کچھ دیر قبل ہی آئی ہوں طغرل بھائی کے ساتھ' آپ نے ہی تو انہیں بھیجا تھا مجھے نانو کے ہاں سے لانے کے لیے۔'' دادی جان کے چہرے پر پھیلتی حیرانی و لاعلمی اس نے شدت سے نوٹ کی تھی وہ ان کو دیکھے گئی۔

''میں نے اس کو نہیں بھیجا پری! ہاں یہ ہو سکتا ہے میں تمہارے لیے اداس بہت تھی یہ دیکھ کر وہ خود تمہیں وہاں لینے پہنچ گیا ہو۔'' حسب عادت

دادی نے صاف گوئی اور سچائی سے حقیقت بتائی تھی۔

''اچھا یہ بتاؤ' طغرل کو اپنے گھر بن بلائے دیکھ کر تمہاری ماں اور نانو کو بُرا تو لگا ہوگا؟ کیا بہت بُرا مانا ان لوگوں نے' یہ طغرل نے اچھا نہیں کیا میری اجازت کے بغیر اتنا بڑا اقدم کیوں اٹھایا۔'' وہ مضطرب وحواس باختہ ہو رہی تھیں۔

''نہیں' نانو یا مما نے بالکل بھی مائنڈ نہیں کیا دادی جان۔''

''سچ کہہ رہی ہو پری!'' ان کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''جی دادی جان! میں سچ کہہ رہی ہوں' طغرل بھائی آ جائیں تو آپ خود ان سے پوچھ لیجیے گا بلکہ وہ تو بہت خوش ہوئی تھیں ان سے مل کر۔''

''یہ ان کی اعلیٰ ظرفی ہے وگرنہ میں ان سے اچھے رویے کی امید نہیں رکھتی تھی خیر تم آ کر اس طرح کمرے کیوں بند ہوگئی ہو' شیری اور اس کی ماں آئے ہوئے تھے بہت یاد کر رہی تھیں تم کو وہ' ان سے مل ہی لیتیں بڑی سلجھی ہوئی پُرخلوص عورت ہے وہ۔''

''پھر کبھی وہ آئیں گی تو میں مل لوں گی ان سے۔'' وہ ان کے قریب ہی نیم دراز ہوگئی تھی' دادی نے مسکرا کر اس کے صبیح چہرے کی طرف دیکھا ان کی دھندلی نگاہوں میں گہری سوچ کے عکس بکھرے ہوئے تھے ان کی ملائم انگلیاں اس کے ریشمی بالوں میں سرسرانے لگیں۔

''ہاں' بہت پوچھ رہی تھیں تمہارا' شاید تم سے ہی ملنے آئی تھیں' بار بار تمہارا ذکر کر رہی تھیں۔''

''ہوں بہت نائس خاتون ہیں وہ' میں عائزہ سے ملنے جا رہی ہوں دادی جان۔'' اس کا انداز لاابالی پن لیے ہوا تھا اس نے ان کے لہجے کی گہرائی میں پہنچنے کی سعی ہرگز نہ کی تھی جب کہ دادی جان مسز عابدی کے منہ سے پری کے لیے والہانہ پن محسوس کر کے کچھ حد تک ان کی خواہشوں سے آشنائی محسوس کر چکی تھیں۔

''ہاں ہاں' جاؤ عائزہ بھی تم کو بے حد یاد کر رہی ہے' گھر سے دور ہوتے ہی اس میں محبت جاگ گئی ہے اب تو کئی چکر میرے پاس بھی لگاتی ہے' بالکل بدل گئی ہے وہ۔ نامعلوم کیسا دور آ گیا ہے یہ فاصلے و دوریاں قربتوں کو دوام بخشنے لگے ہیں۔'' ان کے لہجے میں ایک دکھ کی آنچ ابھر آئی تھی۔

پری اٹھ کر اپنا دوپٹہ درست کر رہی تھی تب ہی انہوں نے پوچھا۔

''طغرل تم کو لا کر کہاں چھپ کر بیٹھ گیا ہے؟''

''وہ گھر میں نہیں ہیں دادی جان! مجھے چھوڑ کے وہ پتا نہیں کہاں چلے گئے تھے۔''

''اچھا تم جاؤ عائزہ سے مل کر آؤ تو ایک کپ چائے بنا کر لے آنا' بڑا دل چاہ رہا ہے تمہارے ہاتھ کی بنی چائے پینے کو۔''

''جی' بہتر دادی جان!'' وہ کہہ کر صباحت کے پورشن کی جانب آ گئی تھی' عائزہ اس کو دیکھ کر خوشی سے مسکرائی اور لپٹ گئی۔

''اتنے دن لگا دیئے تم نے پری! ان دنوں میں نے تم کو بے حد یاد کیا ہے' میں دعا کر رہی تھی تم میرے اسلام آباد جانے سے قبل آ جاؤ تو اچھا ہے۔''

''کب جا رہی ہو تم؟'' وہ اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔

''اسی ہفتے' آنٹی انکل پرسوں روانہ ہو چکے ہیں امریکہ کے لیے' فاخر آفس کے کچھ باقی رہنے والے کاموں کو فائنل ٹچ دے رہے ہیں۔''

''فاخر بھائی گھر پر تنہا ہیں؟'' پری نے چونک کر پوچھا۔

''ہوں' ملازم ہیں وہاں پر' بالکل تنہا تو نہیں ہیں وہ۔''

''لیکن فاخرہ آنٹی کہہ رہی تھیں فاخر بھائی کو تنہا رہنے کی عادت نہیں ہے' کوئی نہ کوئی فیملی ممبران کے ساتھ ضروری رہتا ہے وگرنہ وہ......''

''نامعلوم فاخرہ آنٹی کون سے دیس کی باتیں کرتی ہیں کم از کم میں نے ان میں ایسی کوئی عادت محسوس نہیں کی' فاخر تو بے حد تنہائی پسند ہیں۔ اس انتہا کے تنہائی پسند کہ ان کو میری موجودگی بھی کھٹکنے لگتی ہے۔'' عائزہ کے لہجے میں ایسی بات تھی کہ پری اس کا چہرہ پڑھنے لگی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو پری! میں نے سچ کہا ہے فاخر اپنی ذات میں خوش رہنے والے مرد ہیں' دوسروں کی خوشیوں سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہے ان کو میری پرواہ ہی نہیں ہے ان کے کمرے میں میری حیثیت ایک ڈیکوریشن پیس کی سی ہے پھر میں یہاں رہوں یا وہاں ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا

ہے۔'' ہکا بکا بیٹھی پری کے شانے سے سر ٹکا کر وہ گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھی اس کے لہجے میں یاسیت ٹھکرائے جانے کا دکھ تھا۔

''تم کو یہ تمام باتیں مما سے کہنا چاہیں آخر وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟''

''دوسرے دن ہی میں نے مما کو تمام باتیں بتادی تھیں۔''

''پھر مما نے فاخرہ آنٹی یا فاخر بھائی سے اس مس بی ہیو کی وجہ دریافت کی۔''

''نہیں۔'' اس نے سیدھے بیٹھتے ہوئے گہری سانس لے کر کہا۔

''بلکہ مما نے مجھے ہی کلاس دینی شروع کر دی کہ کس طرح فاخر کو مٹھی میں کرنا چاہیے اور یہ کہ شروع شروع میں سب مرد ایسے ہی ڈرامہ کرتے ہیں بعد میں خود ہی اپنی اوقات پر آجاتے ہیں۔'' اپنی بات کے اختتام پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی تھی، پری گم صم سی اس کی آنکھوں میں چمکنے والے آنسو دیکھ رہی تھی۔

''میں اسی لیے تم کو بے حد یاد کر رہی تھی، تم آؤ تو تم کو یہ سب بتا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکوں، مما نے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی جس سے مجھے حوصلہ ملے۔ وہ کہتی ہیں شادی کے شروع کے دنوں میں پاپا کا رویہ بھی مما کے ساتھ ایسا ہی تھا جو رفتہ رفتہ چینج ہوتا گیا اور آج بھی پاپا ان کے ساتھ ایک چھت تلے رہ رہے ہیں۔''

''ہاں شاید مما ٹھیک کہہ رہی ہیں۔'' وہ آہستگی سے تسلی آمیز لہجے میں بولی۔

''نہیں پری! مجھے ایسی زندگی نہیں چاہیے جس میں صرف تعلق نبھایا جاتا ہو، جہاں رشتہ انسیت و چاہت کی مہکار سے ناآشنا ہو، میں نے کبھی مما اور پاپا میں وہ محبت و اپنائیت نہیں دیکھی جو شوہر اور بیوی کی زندگی کو حسین تر بناتی ہے۔''

''ڈونٹ وری عائزہ! تم اس قدر حساس مت ہو، ابھی تمہاری شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے ابھی فاخر بھائی اداس ہوں گے، نئی جگہ ٹرانسفر، اچانک شادی ہو جانا اور پھر والدین سے دوری شاید وہ پہلی بار بڑے عرصہ کے لیے دور ہوئے ہیں یہ تمام تبدیلیاں ان کو پریشان کرنے کے لیے کافی ہیں، تم ان کا بہت زیادہ خیال رکھو۔'' پری نے نرم لہجے میں اس کو رنجیدگی سے بچانے کی ہر ممکن سعی کی تھی۔

''تم کتنی اچھی ہو پری! افسوس ہے مجھے خود پر خواہ مخواہ میں تم کو دشمن سمجھتی رہی، زندگی کے وہ حسین دن ایسے فضول ہی تم سے دور رہ کر گزار دیئے۔'' وہ اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے کر دکھ بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

''پرانی باتوں کو یاد کرنے کا فائدہ ہی کیا، مجھے خوشی ہے۔ بہت کم عرصہ میں بہت زیادہ اعتماد کیا ہے تم نے مجھ پر یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔''

''اوہو...... بڑی محبتیں جتائی جا رہی ہیں بھئی۔'' عادلہ وہاں آئی تو ان دونوں کو قریب بیٹھے دیکھ کر طنزاً بولی۔

''تم بھی آجاؤ ہمارے ساتھ محبتوں پر سب کا حق ہے تم کیوں پیچھے ہو۔'' عائزہ نے مسکرا کر کہا تو عادلہ منہ بنا کر بولی۔

''معاف کرو یہ محبتیں بانٹنے کی عادت تمہاری ہے تم ہی بانٹو، میں یہ بتانے آئی تھی مما بلا رہی ہیں فوراً آجاؤ۔'' وہ پری کو نظر انداز کرتی واپس چلی گئی۔

''تم مما کی بات سنو، میں دادی جان کے لیے چائے بنا کر لے جا رہی ہوں، دیر ہوگئی تو وہ سو جائیں گی۔'' پری بھی اس کا گال تھپتھپاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

❁ ✦ ❖ ✦ ❁

نامعلوم کتنی ساعتیں دبے پاؤں گزر گئی، اشک اس کے رخساروں سے بہہ کر قالین میں جذب ہو رہے تھے، اعوان کی ٹھوکر نے اسے زمین بوس کر دیا تھا اور وہ بھربھری مٹی کے ڈھیر کی مانند پڑی تھی۔

اعوان کا ٹوٹا لہجہ، بکھرا انداز اس کی سچی محبت کا گواہ تھا وہ اس سے محبت کرتا تھا اس کی بے وفائی نے اس کے اندر شدید نفرت کی آگ بھر دی تھی وہ اس سے اس حد تک بدگمان ہو گیا تھا اس کی بات پر یقین کرنا تو در کنار سننے تک کا روادار نہ تھا۔ ساحر خان نے اتنی زبردست پلاننگ کی تھی ان دونوں کو جدا کرنے اور اپنا مقصد پورا کرنے کی کہ آج وہ ایک دوسرے کے مقابل آکر بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں آسکتے تھے۔

اس کے آنسو تھم گئے تھے دھیمی دھیمی سسکیوں سے کمرے کی ساکن فضا میں ارتعاش پھیلا تھا' معاً دروازہ کھلا اور غفران احمر گھبرایا گھبرایا اندر داخل ہوا' قالین پر گری ماہ رخ کو دیکھ کر وہ پھرتی سے نیچے بیٹھا تھا حواس باختگی اس کے چہرے سے مترشح تھی' ماہ رخ کا چہرہ زانوں پر رکھتا ہوا پریشان سا بولا۔

''سویٹ ہارٹ! کیا ہوا ہے' تمہاری طبیعت کیوں خراب ہوگئی ہے؟'' وہ پیار سے اس کے رخسار کو تھپتھپاتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔

''میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔'' اس نے گریہ وزاری سے بُری طرح سوجھی ہوئی آنکھوں کو بمشکل کھول کر کمزور لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں' کیوں نہیں۔ تمہاری طبیعت تو مجھے بہتر نہیں لگ رہی ہے یہ اچانک کیا ہوا ہے تم کو یہاں آتے ہوئے تم بالکل ٹھیک تھیں۔'' بے تحاشا رونے سے سرخ ہونے والے چہرے کو وہ بغور دیکھ رہا تھا' ماہ رخ نے کوئی جواب نہیں دیا اس کو کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے پڑی رہی اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا...... کاش! یہ آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں' یہ اذیت دیتیں سانسیں رک جائیں' سینے میں دھڑکتا ہوا زندگی کی علامت بنا دل خاموش ہو جائے' وقت تھم جائے' کائنات بکھر جائے کچھ باقی نہ رہے' سب فنا ہو جائے اور اس کا بھی کوئی نام ونشان باقی نہ رہے۔

❁ ✦ ❖ ✦ ❁
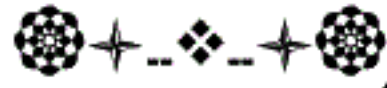
وقت گزرنے کے ساتھ بارش بھی تیز ہوگئی تھی' ہر سو جل تھل ہوگیا تھا وہ کھڑکی سے چہرہ ٹکائے باہر لان میں بہتے پانی کو دیکھ رہی تھی جس میں درختوں سے گرنے والے پتے اور شاخوں سے ٹوٹ کر گرنے والے پھول و پتیاں بہہ رہے تھے۔

اس کا ذہن عائزہ کی باتوں میں الجھا ہوا تھا وہ شادی سے کسی طرح بھی خوش و مطمئن نہیں تھی پھر فاخر کے متعلق جو باتیں اس نے بتائی تھیں وہ بھی حیران کن تھیں وہ فاخر کو جانتی تھی فاخر مہذب' نرم مزاج اور خوش اخلاق طبیعت کا مالک تھا کبھی اس کے مزاج میں اس نے کوئی جھول محسوس نہیں کیا تھا اس کی عادت و مزاج سے واقف ہونے کے بعد عائزہ کی باتیں اس کو کسی گڑبڑ کا احساس دلانے لگی تھیں' فاخر کا رویہ بدلا تھا اور اس بدلاؤ کے پیچھے عائزہ کی کوئی نادانی محسوس ہونے لگی۔ عائزہ سدا کی جلد باز تھی' ہر کام سوچے سمجھے بنا ہی انجام دینے کی عادی تھی اس عادت نے اس کو ہمیشہ نقصان پہنچایا تھا اور ہر بار وہ غلطیوں سے سبق سیکھنے کے بجائے غلطیاں دہرانے کی عادی بن گئی تھی۔

''اوہ گاڈ! عائزہ نے فاخر بھائی کو راحیل کے بارے میں تو نہیں بتا دیا اگر ایسا ہوا تو بہت بُرا ہو جائے گا' کس کس کو ہم اس کی بے گناہی کا یقین دلائیں گے؟ پاپا جو حقیقت نہ جانتے ہوئے اسے معاف کرنے کو تیار نہیں' حقیقت معلوم ہونے پر ان کی کیا حالت ہوگی؟ وہ یہ سب برداشت کر سکیں گے؟'' اس کے حساس ذہن میں اضطراب سمندر کی لہروں کی طرح بپھرنے لگا تھا پھر وہ اس گہرائی میں جتنا ڈوبتی گئی اضطراب کی کشمکش رگ و پے میں اس قدر بڑھ گئی کہ وہ عائزہ کے پاس جانے کو بے قراری سے کمرے سے نکلی تھی اور اسی دم اندر داخل ہونے والے طغرل سے بُری طرح ٹکرائی تھی۔

''یا وحشت...... کیا ہو گیا ہے؟ کیوں اتنی بدحواس ہو رہی ہو؟'' طغرل نے فوراً جھک کر اسے گرنے سے بچاتے ہوئے بازوؤں میں تھاما۔

''کک...... کچھ نہیں۔'' اس نے بلش ہو کر اس کے بازوؤں سے نکلنا چاہا مگر طغرل کی گرفت ڈھیلی نہیں ہوئی تھی۔

وہ اس کے متوحش چہرے کو دیکھ رہا تھا پھر اس کے چہرے کے ملکوتی نقوش میں وحشت کی جگہ سراسیمگی نے لے لی تھی اس کے بدلتے احساسات نے طغرل کے تاثرات بھی چھیڑ دیئے وہ بے ساختگی میں اس کے گرتے وجود کو اپنی گرفت میں جکڑے ہوئے تھا اس کے وجود سے اٹھنے والی دھیمی دھیمی مہک اس کے حواسوں کو مسحور کرنے لگی تھی وہ اس کی مسحور کن قربت میں گم ہونے لگا قبل اس کے کوئی وحشی جذبہ اس کو کمزور کر دیتا معاً اس کی رگ و پے میں ایک برق سے دوڑی تھی اس نے ایک جھٹکے سے اس کو خود سے علیحدہ کیا تھا' اس کی پیشانی ندامت سے عرق آلود ہوگئی تھی۔

''اینی پرابلم! تم اس طرح بھاگی بھاگی کہاں جا رہی تھیں؟'' سرعت سے اس نے اپنے جذبات و احساسات پر قابو پا کر نارمل انداز میں پوچھا' اس اثناء میں وہ بھی اپنی دھڑکنوں پر گرفت حاصل کر چکی تھی۔

''میں عائزہ کے پاس جا رہی تھی میرا پاؤں سلپ ہوگیا تھا۔''

''ہوں سنبھل کر چلا کرو! ابھی میں نہ ہوتا تو تمہارے دانت ٹوٹ چکے ہوتے اور مجھے ایسی لڑکیاں بالکل پسند نہیں ہیں۔'' وہ مسکراتا ہوا دادی کے کمرے میں جانے لگا تو وہ رک کر بولی۔

''دادی جان سو رہی ہیں بہت فکر مند ہو رہی تھیں آپ کی طرف سے' آپ بھی اتنے خراب موسم میں اتنی دیر تک باہر تھے' اوپر سے اپنا سیل بھی آف کر رکھا تھا۔''

''دادی جان پریشان ہو رہی تھیں' تم کو کوئی فرق نہیں پڑتا میرے آنے یا نہ آنے سے...... ہیں نا؟'' اس کے بھاری لہجے میں سلگتا ہوا سا شکوہ در آیا تھا۔ قبل اس کے وہ جواباً کچھ کہتی وہ شانے اچکا کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''ہاں بالکل' تم کو کوئی فرق نہیں پڑتا' تم سے تمہارے والدین نے محبت نہیں کی' اس کا انتقام تم اس سے لوگی جو تم سے محبت کرے گا' میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟'' اس نے مسکراتے ہوئے پری کی طرف دیکھا جس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ''میں پاگل ہوں جو تم جیسے پتھر سے سر پھوڑ رہا ہوں۔'' اس نے غصے سے کہا اور دھپ دھپ کرتا چلا گیا۔ پری کے اندر بے چینی سرائیت کر گئی وہ کہاں جا رہی تھی اور کیوں جا رہی تھی' ذہن سے یکلخت ہی مٹ گیا تھا وہ گم صم انداز میں جاتے ہوئے طغرل کی پشت دیکھ رہی تھی اور اس کا ہر اٹھتا قدم وہ اپنے دل پر محسوس کر رہی تھی نظروں سے اوجھل ہونے تک وہ اس کو دیکھتی رہی تھی۔

''چچ چچ چچ...... اتنا ظلم کیوں کر رہی ہو اس بے چارے پر' اس کی محبت کا جواب محبت سے دو گی تو کیا بگڑ جائے گا تمہارا پری!'' عادلہ جو تمام منظر لاؤنج کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی طغرل کے جانے کے بعد وہاں آ کر اس سے اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوئی۔

''چھپ چھپ کر دوسروں کی باتیں سننے کی تمہاری عادت جائے گی نہیں۔'' وہ تیوری چڑھا کر سخت ناگواری سے گویا ہوئی۔

''ارے میں نے تو کچھ نہیں کہا' جب تم دونوں ہی سرعام تماشا دکھانے کی بے شرمی کرتے ہو تو میں کیوں اپنے کان اور آنکھیں بند کر لوں' یہ سب تو تم کو اور طغرل کو چھپ چھپ کر کرنا چاہیے۔''

''کیا کیا ہے ہم نے ایسا جو تم الزام لگا رہی ہو؟''

''اور کیا کسر باقی رہ گئی ہے تم اسی طرح پاپا کی عزت کو مٹی میں ملاتی رہو اور پھر پارسائی و معصومیت کا ڈھونگ رچاتی رہو' دادی ہمارے اوپر تو بہت انگلیاں اٹھاتی ہیں مگر ان کو اپنی ناک کے نیچے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا ہے۔''

''کیا ہو رہا ہے عادلہ! کس بات کا شور ہے؟'' صباحت بیگم تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس طرف آئی تھیں۔

''مما دیکھیں نا چوری اور سینہ زوری' بے ہودہ پن ان کے اندر موجود ہے اور تہذیب کے سبق مجھے سکھائے جا رہے ہیں۔''

صباحت کی غیر متوقع آمد اور کشیدہ تیوروں نے پری کے رہے سہے اوسان خطا کر دیئے تھے مارے خوف و گھبراہٹ کے اس کا جسم بے جان سا ہونے لگا کہ بات کو کچھ سے کچھ رنگ دینے میں وہ عادلہ سے بھی زیادہ ایکسپرٹ تھیں اور اس وقت تو موقع بھی نازک تھا۔

''ہوا کیا ہے آخر بتاؤ تو سہی؟'' وہ گم صم پری کو گھورتے ہوئے بولیں۔

''آپ کو معلوم ہے نا پری اور طغرل کی لو اسٹوری کا' بس میں نے اتفاق سے ان کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ لیا تو ان کو اعتراض ہونے لگا اور مجھے مشورہ دیا جا رہا ہے میں چھپ چھپ کر ایسی حرکتیں نہ کروں۔''

''مما ایسی بات نہیں تھی۔'' وہ بے بسی سے رونے لگی۔

''ہونہہ جھوٹے لوگوں کی یہی نشانی ہے وہ رو کر اپنے جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں' بہت ہو گیا ہے اب میں اس اسٹوری کو زیادہ دن تک چلنے نہیں دوں گی' فیاض آ جائیں کرتی ہوں ان سے بات۔'' صباحت کا انداز عادلہ سے بھی زیادہ زہر خند تھا۔

''مما پلیز میری بات پر یقین کریں ایسا کچھ نہیں ہے۔'' اس نے ان کا ہاتھ تھام کر التجائیہ انداز میں یقین دلانے کی کوشش کی' اس کا بدن کانپ رہا تھا' پاپا کا نام اس کو نیم مردہ کر گیا جب کہ وہ اس کی بات کو قطع کر کے نفرت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''جس طرح تمہاری ماں مردوں کو اپنا دیوانہ بنانے میں ماہر تھی' بالکل اسی طرح تم بھی اس کے نقش قدم پر چل رہی ہو' فیاض بڑے غیرت مند

بنتے ہیں بڑی اونچی ناک رکھتے ہیں اب معلوم ہوگا ان کو عزت کس طرح نیلام ہوتی ہے۔ میری عائزہ کو جس طرح سنگدلی سے انہوں نے دھتکارا ہے اس سے کہیں زیادہ تم کو حقارت سے اس گھر سے نہیں نکالیں گے تب تک میں بھی سکون سے رہنے والی نہیں ہوں یاد رکھنا تم۔''

''ممی! آپ جو کہیں گی میں کرنے کو تیار ہوں لیکن پلیز پاپا کو اس معاملے سے دور ہی رکھیں وہ پہلے ہی بے حد پریشان ہیں۔'' وہ روتے ہوئے مسلسل ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی' ان دونوں ماں بیٹی کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک ابھری گویا وہ ایسا ہی کمزور پوائنٹ حاصل کرنا چاہ رہی تھیں۔

''اچھا' اس بات کی کیا گارنٹی ہے جو ہم کہیں گے وہ تم کرو گی؟'' عادلہ نے مسکرا کر کاٹ دار لہجے میں کہا۔

''قسم سے۔'' وہ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی مجرم بن گئی تھی۔

''عادلہ اس معاملے میں مت بولو' کل کو کوئی ایسی ویسی بات ہوگئی تو مجھے ہی جوابدہ ہونا پڑے گا' تم تو جانتی ہو اپنے پاپا کے غصے کو وہ ابھی تک مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے ہیں۔''

''ایک بار معاف کر ہی دیں ممی۔'' وہ طنزاً مسکرا کر گویا ہوئی۔

❁ ✦ .. ❖ .. ✦ ❁

ہاجرہ بڑی نفاست سے سرخ سیب کی قاشیں کاٹ کر کانچ کی سنہری پلیٹ میں رکھ رہی تھی' اس کی نگاہیں ماہ رخ کے حسین چہرے پر تھیں وہ پچھلے ایک ہفتے سے نڈھال ہو کر بستر دراز تھی' احمر غفران نے اس کے علاج معالجے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی' بہترین ڈاکٹرز سے رجوع کیا تھا اور سب نے ہی اس کو صحت مند قرار دیا تھا بظاہر تو کوئی بیماری نہ تھی' احمر غفران کی حیثیت و مرتبے کے باعث طاقت کے ٹانک اور کثرت سے پھلوں کے استعمال کا مشورہ دے کر ڈاکٹرز فرض ادا کر کے جا چکے تھے۔ احمر غفران نے یہ ذمہ داری ہاجرہ اور دلربا کو سونپی تھی دلربا اس کے سامنے دل میں بغض چھپائے محبت جتاتے ہوئے اپنی ڈیوٹی ادا کرتی تھی' آج احمر غفران اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں کچھ دنوں کے لیے آبائی شہر روانہ ہوا تھا اس کے جانے کے بعد از خود ہاجرہ اس کا بہت خیال رکھ رہی تھی' ویسے بھی وہ اعوان سے ملاقات کی تمام باتیں اس کو بتا چکی تھی ہاجرہ اس کی حالت سے واقف تھی۔

''ہاجرہ! میرا دل نہیں چاہ رہا ہے یہ سیب تم کھالو۔'' اس نے تکیوں کے سہارے نیم دراز ہوتے ہوئے نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس طرح مت کرو رخ! میں نے رئیس سے وعدہ کیا ہے میں تمہارا خیال اپنی جان سے بھی بڑھ کر رکھوں گی' تم نے اس طرح کیا تو میں اپنا وعدہ کس طرح وفا کر سکوں گی؟'' اس نے رسانیت سے سمجھایا تھا۔

''کوئی فائدہ نہیں ہے تم اپنا وقت مجھ پر برباد مت کرو۔''

''مایوسی گناہ ہے ماہ رخ! کیوں مایوس ہوتی ہو بیماریاں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں' یہ سب ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔''

''مایوسی گناہ؟'' ایک تلخ مسکراہٹ اس کے زرد چہرے پر لرزی تھی۔

''جہاں ساری زندگی گناہ بن کر رہ گئی ہو' وہاں امید کی کرن نمودار نہیں ہوتی اور تم کس بیماری کی بات کرتی ہو ہاجرہ! میرا جسم نہیں روح بیمار ہے میری روح کو میرے گناہوں کا کوڑھ لگ چکا ہے۔'' ہاجرہ نے پلیٹ ٹرالی میں رکھی تھی اور بڑی محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں بولی۔

''میں تمہارے دکھ سے آشنا ہوں تم پر دوہری قیامت ٹوٹی ہے' بڑا دکھ تمہیں اعوان کی بداعتمادی کا ملا ہے اور ساحر خان کے مکروہ فریب سے گہرا صدمہ ہوا ہے' پھر اعوان نے تمہارے گھر اور گھر والوں کے ذکر سے جو تمہارے زخموں سے کھرنڈ نوچ ڈالے ہیں' ان زخموں سے رستا ہوا خون میری نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔'' ہاجرہ پورے خلوص سے اس کی دلجوئی میں مصروف تھی۔

''مجھے نہ ساحر کی مکاری پر غصہ ہے نہ ہی اعوان کے رویے کا دکھ ہے۔ مردوں کی فطرت میں جان گئی ہوں بہت بے صبرے اور ضدی ہوتے ہیں یہ لوگ' اپنے مقصد کے حصول کے پیار اور محبت کا ڈھونگ رچاتے ہیں' پھر مطلب پورا ہونے کے بعد ٹھوکر مار دیتے ہیں۔''

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم رخ! مرد ذات شاید کسی سے محبت کرنا جانتی ہی نہیں، دھوکہ وفریب ان کی سرشت میں شامل ہے۔"

"میں سارے مردوں کو نہیں کہہ رہی، تمام مرد ایسے نہیں ہوتے کچھ مرد عورتوں کی بے حد عزت کرتے ہیں، میں نے اپنے باپ کو امی کی محبت و عزت کرتے دیکھا، چچا بھی چچی سے پیار کرتے تھے گھر میں امی اور چچی کی حکمرانی تھی، ابو اور چچا نے کبھی ان کو نیچا دکھانے کی سعی نہیں کی، وہ کبھی اونچی آواز میں بات تک نہیں کرتے تھے۔" اس کے دل میں پھر یادوں کے گلاب مہکنے لگے تھے۔

"وہ سیاہ فام...... گلفام...... کیسی چاہت تھی اس کی بادلوں میں چھپے چاند کی مانند وہ جب بھی مجھ سے بات کرتا تھا اس کے لہجے میں انوکھی مہک بسی ہوتی تھی وہ کبھی نگاہیں اٹھا کر بات نہیں کرتا تھا اور اس کی جھکی نگاہیں مجھے طیش دلاتی تھیں، میں نہ جانے کیا کچھ اس کو کہہ دیتی تھی مگر وہ بُرا نہیں مانتا تھا، اکثر میں پردے کے معاملے میں بے پروائی سے کام لیتی تھی اور کبھی میں اس کے سامنے آجاتی تو وہ اپنے مخصوص انداز میں نرمی سے کہتا تھا...... ماہ رخ! عورت کے معنی چھپی ہوئی چیز ہے اور حقیقتاً عورت پردے میں چھپی ہوئی ہی معتبر لگتی ہے۔"

"بالکل درست کہتا تھا گلفام! آج اپنی بے پردگی کی قیمت جس طرح ہم ادا کر رہے ہیں وہ ہم ہی جانتے ہیں، خیر تم ان باتوں کو بھول جاؤ تو بہتر ہے اور تم کو ایک خاص بات بتاؤں اعوان یہاں گیسٹ ہاؤس میں موجود ہے، مجھے رئیس نے اس کی خدمت پر مامور کیا ہے میں اس کو ساحر خان کا اصل چہرہ ضرور دکھاؤں گی۔"

❁✦-✧-✦❁

"ارے کیا ہوا کس کا فون ہے، کیوں اس قدر اداس لگ رہی ہو؟ یہ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں اڑ گیا ہے عائزہ؟" تھیں لاؤنج میں موبائل پکڑے پریشان سی بیٹھی عائزہ کو دیکھ کر حیرت سے کہتی اس کے پاس آ گئی تھیں۔

"کیا ہوا ہے اب بتا بھی دو، کیوں خوف زدہ کر رہی ہو؟" وہ اس کے قریب بیٹھ کر بے قراری سے بولیں۔

"فاخر اسلام آباد جا چکے ہیں ممی!" وہ گم صم انداز میں گویا ہوئی۔

"کیا......؟ یہ کیا کہہ رہی ہو عائزہ؟" وہ دم بخود تھیں۔

"وہ تنہا کس طرح جا سکتا ہے؟ پھر اس طرح چوروں کی مانند کیوں گیا ہے وہ؟ تم کو تو ساتھ لے جانا تھا ناں اسے، لاؤ مجھے سیل دو میں خود پوچھتی ہوں اس سے اس حرکت کا مطلب کیا ہے؟" انہوں نے غصے سے جھپٹ کر اس سے موبائل لیا تھا۔

"انہوں نے اطلاع دے کر سیل آف کر دیا ہے۔" صباحت کو دیکھ کر وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

"السلام علیکم آپی!" زینب وہاں آئی تھی اور سلام کرتی ان کے گلے لگ گئی۔ صباحت نے پریشان انداز میں اس کو گلے لگایا۔

"خیریت تو ہے آپی! بہت ڈیپریسڈ لگ رہی ہو؟" وہ علیحدہ ہو کر عائزہ کی طرف بڑھتے ہوئے استفسار کرنے لگی، عائزہ اس سے لپٹ کر شدت سے رونے لگی تھی۔

"خیریت کہاں ہے زینی! آخر کار جلد ہی بھابی صاحبہ نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا ہے۔" وہ بدگمانی سے بولیں۔

"پلیز عائزہ مت رو، معلوم تو ہو کیا ہوا ہے؟" وہ ٹشو سے اس کے آنسو صاف کرتی ہوئی استعجابیہ لہجے میں پوچھ رہی تھی، عائزہ نے کچھ نہیں کہا وہ سر جھکائے روتی رہی تھی۔

"وہ بھگوڑا بھاگ گیا اسلام آباد میری بچی کو چھوڑ کر، بنا بتائے اور وہاں پہنچ کر جانے کی اطلاع دے رہا ہے اور ہٹ دھرمی دیکھو اس کی سیل بھی بند کر رکھا ہے اس نے۔"

"فاخر کو میں جانتی ہوں وہ اس غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کر سکتا پھر اس نے شادی اسی لیے کی تھی کہ عائزہ کو بھی ساتھ لے کر جائے گا، وہ تنہا رہنا پسند کہاں کرتا ہے۔" زینب کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"اب مجھے کیا معلوم اس نے یہ حرکت کیوں کی ہے میری بچی کا کیا ہوگا، میں فیاض اور اماں کو کیا بتاؤں گی؟"

"عائزہ تم بتاؤ، فاخر اس طرح کیوں گیا ہے تم دونوں کا جھگڑا ہوا ہے؟" زینب سنجیدگی سے پوچھنے لگی تو اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔

''میں نہیں مان سکتی، کچھ نہ کچھ تو تم لوگوں کے درمیان ہوا ہے جو فاخر اس طرح تم سے ملے بنا ہی چلا گیا ہے، بتاؤ سچ کیا ہے؟''

''میں تو اس وقت ہی کھٹک گئی تھی جب وہ چڑیل اتنے دن اپنی ماں کے پاس ٹھہر کر آئی تھی، ان ماں بیٹی کا کیا ہوا سحر ہے یہ سارا جو میری بچی کی ازدواجی زندگی میں رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے۔'' صباحت گویا نیند سے بیدار ہوئی تھیں۔

''ممی اللہ کے واسطے پری اور اس کی ماما کا پیچھا چھوڑ دیجیے، یہ جادو نہیں ہے بلکہ آپ کی ان زیادتیوں کی سزا ہے جو آپ اس کے ساتھ روا رکھتی ہیں ہمارے اور آ گے آتا ہے۔'' اس نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا تھا۔

''میں غلط نہیں کہہ رہی، میں قسم کھا کر کہتی ہوں یہ کام پری اور مثنیٰ کا ہی ہے انہوں نے ہی سحر......''

''کیسی عجیب باتیں کر رہی ہیں آپی! آپ نے تو ان پڑھ جاہل عورتوں کو بھی مات دے دی ہے کوئی اس طرح بھی بدگمان ہوتا ہے۔'' وہ ان کی بات قطع کر کے افسردگی سے گویا ہوئی۔

''جو بھگتتا ہے وہ ہی جانتا ہے زینی! تم کو کیا معلوم وہ کیسی جادوگرنیاں ہیں، فیاض بائیس سال بعد بھی اس کے سحر سے آزاد نہیں ہو پائے ہیں، وہ آج بھی ان کے دل میں موجود ہے۔''

''دل کا حال اللہ جانتا ہے، ہم باخبر نہیں ہیں محض اپنی وہمی طبیعت کی وجہ سے ان پر تہمت رکھ کر گناہ گار مت ہوں آپی۔''

''تم اسی طرح دل جلانے والی باتیں کرتی ہو، تم تو اپنے میاں پر حکمرانی کر رہی ہو، تم بھلا میرے دکھ کو کس طرح محسوس کر سکتی ہو؟''

''سراج کی مثال مت دیا کریں آپ، ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی، کسی نے کہا ہے نا دور کے ڈھول سہانے لگتے ہیں۔'' بڑی آزردہ سی مسکراہٹ زینب کے لبوں پر آ گئی تھی۔

''تم ایسی باتیں کرنے کی عادی ہو گئی ہو زینی! سراج نے تم کو کیا کچھ نہیں دے رکھا، دولت، آزادی، دنیا کی عیش و آسائشات سے بھرپور زندگی گزارنے کے باوجود تم ایسی باتیں کرتی ہو۔''

''آنٹی! ممی کی نظر میں سب سے زیادہ ویلیوایبل پیسہ ہے یہ کبھی بھی دل میں جھانکنے کی کوشش نہیں کرتی ہیں، ان کی نگاہیں ہمیشہ پیسے پر ہوتی ہیں اگر ممی ان کاغذ کے ٹکڑوں سے زیادہ رشتوں کو اہمیت دیتیں تو آج ہم بھی بہت مختلف ہوتے۔'' عائزہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے یاسیت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھ سے تو تم سب کو شکایتیں ہی رہتی ہیں جس دن میں تم لوگوں کے درمیان نہیں ہوں گی اس دن معلوم ہو گا تم کو میری حیثیت کا۔'' ان کے لہجے میں سخت خفگی در آئی تھی اور وہ ان کے منانے کے باوجود وہاں سے چلی آئی تھیں۔ زینی ان کا موڈ آف دیکھ کر شرمندہ ہوگئی۔

''ڈونٹ وری آنٹی! ابھی کچھ دیر میں ہی ممی کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔''

''ہوں، میں جانتی ہوں میری جان! آپی کی عادت ہے ہر بات کو از حد لائٹ انداز میں لینے کی، وہ کبھی بھی سنجیدگی سے معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتی ہیں اور ایک ماں ہونے کی حیثیت سے ان کو اس قدر کم فہم اور لا ابالی نہیں ہونا چاہیے، اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے وہ تمہارے بارے میں نہیں سوچیں گی تو پھر کون اس حق کو ادا کرے گا اور اب سچ سچ بتاؤ، تم نے راحیل والا افیئر فاخر کو بتایا تو نہیں ہے۔'' وہ آہستگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گویا ہوئیں تو عائزہ کے چہرے پر یکلخت ایک درد کی لہر ابھری تھی۔

''اوہ یہ کیا بے وقوفی کر دی ہے تم نے عائزہ! تم کو منع بھی کیا تھا کبھی خواب میں بھی فاخر کو اس قصے کا علم نہیں ہونا چاہیے اور تم نے اس کو سب بتا دیا۔'' اس کے چہرے سے سچائی ہویدہ تھی زینب گھبرا گئی تھی بہت خوفناک وسوسوں کا شکار ہو رہی تھیں۔

''کیوں کیا تم نے ایسا عائزہ! مرد اس معاملے میں کٹھور ہوتے ہیں خود کتنے برائیوں میں لتھڑے ہوں گے مگر اپنے سے وابستہ رشتے پر وہ ایک بھی رسوائی کا دھبہ برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے ہیں۔''

''میں نے پہلی رات کو ہی پوری دیانت داری سے ایک ایک بات فاخر کو بتا دی تھی، میں اپنی نئی زندگی کی ابتداء جھوٹی و کھوکھلی بنیاد پر نہیں رکھنا چاہتی تھی ویسے بھی وہ بار بار مجھ سے یہی پوچھ رہے تھے، میں اتنی خاموش اور غم زدہ کیوں لگ رہی تھی؟ میرے چہرے پر دلہنوں والی خوشی وامنگ

کیوں نہیں تھی؟" اس نے ٹشو سے چہرہ صاف کرتے ہوئے مطمئن دکھائی دینے کی سعی کی۔

"احمق لڑکی' شادی والے دن تمام لڑکیاں ہی خاموش وافسردہ ہوتی ہیں اس میں نئی بات کیا تھی' اپنوں سے بچھڑنے کا دکھ ہر لڑکی کو ہوتا ہے تم یہ بھی تو کہہ سکتی تھیں۔" وہ بے حد پریشان تھی۔

"اب جو ہوگا دیکھا جائے گا آنٹی! میں نے ہمیشہ غلط اور جلد بازی میں فیصلے کیے ہیں یہ پہلا فیصلہ ہے جو میں نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔"

"دیکھ رہی ہو اپنے دانش مندانہ فیصلے کا انجام؟"

"میں فاخر کو کچھ نہ بتاتی اوران کو کسی نہ کسی طرح معلوم ہوجاتا پھر اس سے بھی زیادہ برا ہوتا پھر نا معلوم کتنی زندگیاں تباہ ہوجاتیں۔"

"کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے یہ سب کیا ہے؟" وہ دونوں ہاتھوں سے سرتھام کر بیٹھ گئی تب ہی ملازمہ کے ہمراہ صباحت وہاں داخل ہوئیں تھیں' ساتھ عادلہ بھی تھی۔

❁✦..❖..✦❁

کبھی کبھی مضبوط اعصاب کا انسان بھی اپنے منہ زور جذبوں کے آگے کمزور ہوجاتا ہے پھر نہ اس میں پیچھے پلٹنے کی سکت رہتی ہے نہ وہ الٹے قدم چل پاتا ہے اور وہ وہیں رک جاتا ہے' ٹھہر جاتا ہے۔ طغرل کا بھی یہی معاملہ تھا وہ جس قدر اس سے دور ہونے کی سعی کررہا تھا وہ کسی آسیب کی مانند اس کو اپنی گرفت میں لے چکی تھی۔

وہ ہر بار خود کو مضبوط کرتا' دل کو سمجھاتا کہ پارس کی بے رخی کا جواب بے رخی سے دے جذبوں کو رسوا ہرگز نہیں کرے مگر اس کا چہرہ دیکھتے ہی تمام عہد برف کی مانند پگھل جاتے۔

"صاحب! اماں جان یاد فرمارہی ہیں آپ کو۔" وہ ان الجھنوں میں معلوم کب تک الجھا رہتا کہ خیرون نے آکر اطلاع دی تھی۔

"اچھا' آتا ہوں میں۔" اس نے کہا۔

"صاحب! کافی لاؤں؟"

"نہیں۔" اس نے بنا رخ بدلے جواب دیا۔

"صاحب! کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں ہے آپ کو؟" خیرون کے لہجے میں عجیب سا اسرار تھا۔ طغرل اس کے لہجے کی بے چینی بھانپ گیا تھا اس نے مڑ کر دیکھا گہرے جامنی رنگ کے سوٹ میں اس کے سانولے چہرے پر بڑا تجسس تھا وہ درمیانی عمر کی عورت تھی بڑے اضطرابی انداز میں وہ اپنے ہاتھوں کو جنبش دے رہی تھی۔

"نہیں شکریہ خیرون! بہت خیال رکھتی ہو میرا۔" جیب سے ہرا نوٹ نکال کر اس نے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ رکھ لو کام آئیں گے تمہارے۔"

"نہیں صاحب! اللہ آپ کو اور دے' آپ پہلے ہی بے حد احسان کرچکے ہیں مجھ پر۔"

"کوئی احسان وحسان نہیں کرتا میں تم پر رکھ لو شاباش۔" اس کے اصرار پر خیرون نے نوٹ لے لیا تھا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی راز دارانہ لہجے میں گویا ہوئی۔

"صاحب ایک بات کہنی ہے آپ سے پری بیگم صاحبہ کے متعلق۔" وہ جو اس کو منع کرنے والا تھا اس کے منہ سے اس دشمن جاں کا نام سن کر انکار نہ کرسکا پھر بھی تنبیہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں بولا۔

"مجھے ملازموں کا اس طرح گھر کے معاملات میں دلچسپی لینا قطعی پسند نہیں ہے' تم کو صرف اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔"

"آپ غلط مت سمجھیں صاحب! میری ماں نے اور میں نے بچپن سے اس گھر کا نمک کھایا ہے۔ میں کبھی یہاں کسی کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔" اپنی وفاؤں کا یقین دلانے کے لیے وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"وہ جی کل رات کو آپ پری بی بی سے ٹکرا گئے تھے وہ عادلہ بی بی نے دیکھ لیا تھا آپ کے جانے کے بعد وہ پری بی بی پر غصہ ہونے لگی تھیں' اس

وقت ان کی آواز سن کر بیگم صاحبہ بھی آ گئیں اور....." خیرون اس وقت اسٹور روم میں تھی وہاں اس نے سب دیکھا اور سنا تھا' کل رات سے ہی وہ طغرل کو بتانے کے لیے موقع کی تلاش میں تھی کیونکہ وہ ان دونوں کو اچھے اخلاق وملنسار طبیعت کے باعث پسند کرتی تھی پھر وہ طغرل کی پری سے کی جانے والی محبت سے بھی آگاہ ہو چکی تھی' سو آج موقع ملتے ہی وہ ساری بات اس کو من وعن سنا چکی تھی' طغرل ساکت بیٹھا رہ گیا تھا۔

"بیگم صاحبہ اور عادلہ بی بی کے ارادے مجھے اچھے محسوس نہیں ہو رہے ہیں' وہ خدا جانے کیا کریں گی ان کے ساتھ؟" پری بی بی تو جی بہت نرم دل عزت والی ہیں' میں جانتی ہوں ان کی عادت' وہ اماں جان کو بھی کچھ نہیں بتائیں گی' اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر خود کو روگ لگا لیں گی' میں جانتی ہوں وہ کسی کو اپنا دکھ بتانے والی نہیں ہیں۔ ان کو بچپن سے دیکھ رہی ہوں اسی طرح سب سے چھپ چھپ کر روتے ہوئے کسی سے شکایت نہیں کرتی ہیں۔" خیرون دلگداز انداز میں اس کی وکالت کر رہی تھی۔

"میں کیا کر سکتا ہوں' جب اس کو خود اپنی اہمیت منوانی نہیں آتی' اس دنیا میں جینے کے لیے اپنا حق چھیننا پڑتا ہے' خود کو منوانا پڑتا ہے' جب وہ سب برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے پھر کرتی رہے۔" وہ بمشکل اپنی اشتعال انگیزی پر قابو پاتا بے پروائی سے بولا۔

"آپ..... آپ کچھ نہیں کر سکتے صاحب جی!" خیرون اس کے بے پروا انداز پر سخت رنجیدہ دکھائی دی۔

"نہیں' میں کیا کر سکتا ہوں؟" وہ سرد مہری سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔

❁ ✦ ❖ ✦ ❁

اعوان کے دل و دماغ شدید جھٹکوں کی زد میں تھے ہاجرہ رات کھانے کے برتن لینے آئی تو دوسری ملازمہ کے ہاتھ برتن بھجوا کر خود اس کو قہوہ سرو کرنے کے بہانے سے وہیں رک گئی تھی کیونکہ وہ گزشتہ ایک ہفتے سے وہیں مقیم تھا اس دوران ہاجرہ سے خوب اس کی شناسائی ہو گئی تھی اور وہ بخوبی جانتا تھا کہ اس کے رخ سے اچھے مراسم ہیں۔ ہاجرہ نے ماہ رخ سے سچی دوستی کی تھی اور اس نے جب یہ سنا تھا کہ وہ ماہ رخ کو ہی مجرم سمجھ رہا ہے وہ اس تگ و دو میں تھی کہ موقع ملتے ہی وہ تمام حقیقت اس کے سامنے بیان کرے گی لیکن احمر غفران کی موجودگی میں ایسا ممکن نہ تھا۔

اس کی روانگی کے تیسرے دن اس کی دلی مراد بر آئی تھی' اعوان اسے تنہا مل گیا تھا اور اچھے موڈ میں تھا پھر اس نے بھی کوئی لمحہ ضائع کیے بنا اس کو تمام حقیقت حرف حرف سنا دی تھی' پہلے وہ بے یقینی سے گردن ہلاتا رہا تھا مگر ہاجرہ کے لہجے میں جو سوز و گداز تھا وہ اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا کر گیا اور جب بدگمانی و رنجشوں کی الجھی ہوئی ڈور سلجھنا شروع ہوئی تو وہ ششدر رہ گیا ایک کے بعد ایک شدید ضرب اس کے حواسوں کو لگ رہی تھی اور وہ گھائل ہوتا جا رہا تھا۔

"اتنا بڑا دھوکہ..... اتنا بڑا فریب..... میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ اس طرح ڈبل کراس کرے گا؟ ساحر خان..... میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔" وہ زخمی شیر کی مانند اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا تھا اس کے چہرے پر غصے کی سرخی تھی' رگ رگ میں گویا درد اتر گیا تھا۔

"اس نے آپ کے بھروسے واعتماد کا قتل کیا اور ماہ رخ کی زندگی ہی تباہ کر دی' وہ نہ مر سکتی ہے اور نہ ہی زندگی میں کوئی کشش رہی ہے۔ اس پر مزید آپ کی نفرت اور بے رحمی نے ان کو بستر سے لگا دیا ہے۔"

"مجھے کیا معلوم تھا میں اپنی آستین میں دوستی کے نام پر سانپ پال رہا ہوں' مجھے تو بے حد اعتماد تھا اس پر اسی اعتماد کے سہارے میں اس کو پوری ایمانداری کے ساتھ ماہ رخ کا خیال رکھنے کا وعدہ لے کر گیا تھا' شروع شروع میں سب ٹھیک رہا تھا ماہ رخ سے بات ہوتی رہی پھر آہستہ آہستہ کالز آنا کم ہوتی گئیں اور کچھ عرصہ بعد ہی رابطہ ایسا ختم ہوا جو پھر جڑ ہی نہ پایا' ساحر سے میں رابطے میں تھا۔" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ آنسو تیزی سے پلکوں کے بند توڑ کر بہہ نکلے وہ ہاجرہ کی پروا کیے بنا ہی بلند آواز سے رونے لگا۔

"اللہ کے واسطے اعوان صاحب! خود پر قابو پائیں' خدانخواستہ یہاں کوئی اس حقیقت سے باخبر ہو گیا کہ آپ کے اور ماہ رخ کے پہلے سے مراسم ہیں تو ماہ رخ کے لیے مشکل ہو جائے گی' رئیس کبھی بھی اس کو معاف نہیں کریں گے۔" اس کو روتے دیکھ کر ہاجرہ بھاگ کر باہر نکلی تھی اور ہر جگہ یہ دیکھ کر کسی کی موجودگی کا شبہ نہیں ہے وہ واپسی آ کر گویا ہوئی۔

"تم میرے جذبات نہیں سمجھ سکتی ہو ہاجرہ! میں کتنا عرصہ ماہ رخ کی تلاش میں بھٹکتا رہا ہوں' ملک ملک' شہر شہر' گاؤں گاؤں بھٹکتا پھرا ہوں' میرا

ایک ہی جنون تھا صرف ایک بار وہ مجھے مل جائے تو اپنے ریوالور کی تمام گولیاں اس کے دل میں پیوست کر کے خود سے کی گئی بے وفائی کا بدلہ لوں' ان دنوں میرا کام ہی دربدر بھٹکنا تھا اس کو نہ ملنا تھا نہ ملی اور گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ میرے جنون میں کچھ کمی بھی آئی لیکن میرے اندر صنف نازک سے نفرت وعداوت کی ایسی آگ بھڑکی۔'' وہ بے اختیار روتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''پھر عورت میرے لیے کھلونا بن کر رہ گئی' ہر عورت میں مجھے ماہ رخ کا چہرہ نظر آتا تھا' ہر عورت اس کی طرح بے وفا دھوکے باز محسوس ہوتی تھی' عورت کی محبت اور نفرت دونوں ہی مرد کو بدل دیتی ہے۔ عورت محبت کرتی ہے تو ٹوٹ کر اور نفرت کرے تو مرد کو توڑ دیتی ہے۔ سمجھ رہی ہو نا میری بات تم ہاجرہ۔'' وہ سخت تکلیف میں تھا۔ ہاجرہ خود اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پاسکی' وہ بھی محبت میں کیے گئے دھوکے اور دکھوں سے گزری تھی' کچھ فرق سے ان سب کی کہانیوں کا عنوان ایک ہی تھا ''دھوکہ وفریب'' کمرے کی فضا خاموش ونم تھی۔

❁ ✦ ❖ ✦ ❁

اگست کا مہینہ تھا موسم زیادہ تر ابر آلود رہتا تھا کبھی کبھی بادل کھل کر برستے تھے عموماً ہلکی ہلکی بوندا باندی یا پھوار پڑتی تھی۔ موسم کے تیور آج بھی خاصے بگڑے ہوئے لگ رہے تھے گہرا ابر ہر سو اندھیرا پھیلائے ہوئے تھا' ہوا ساکت تھی جس سے حبس ہو رہا تھا۔ پری بیڈ پر بیٹھی دادی کی ٹانگیں دبا رہی تھی ان کو ایسے موسم میں عموماً ٹانگوں میں درد مزید بڑھ جانے کی شکایت ہو جاتی تھی۔

''پری میں دیکھ رہی ہوں اپنے نانو کے گھر سے واپس آنے کے بعد تم بہت چپ چپ رہنے لگی ہو' کہیں مثنیٰ کی فکر تو نہیں ہے تجھے' اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟'' وہ بند ہوتی آنکھوں کو کھول کر نقاہت بھرے لہجے میں بولیں۔

''مما کی طبیعت ٹھیک ہے دادی جان! وہ آج رات کی فلائٹ سے جدّہ جا رہی ہیں نانو اور انکل کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کے لیے۔''

''اچھا پھر تم ملنے کیوں نہیں گئیں ان سے؟ تم کو جانا چاہیے تھا۔'' دادی ایک دم ہی حیرانی سے کہتی ہوئیں اٹھ بیٹھی تھیں۔

''کس کے ساتھ جاتی دادی جان' شوفر تو پاپا کے ساتھ گیا ہے۔''

''میں طغرل کو کہہ دیتی ہوں وہ لے جائے گا تم کو' ابھی تو ٹائم ہے ان کی فلائٹ میں مل کر آ جانا' دل خوش ہو جائے گا ان کا۔'' کدورتوں کی دھول جب ذہن سے صاف ہو جاتی ہے تو دل پھر آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو جاتا ہے جہاں ہر چیز واضح نظر آنے لگتی ہے' اماں جان کا دل بھی مثنیٰ کی طرف سے صاف ہو چکا تھا۔

''ممی اور نانو کی ہی یہی خواہش تھی میں ان سے ملنے جاؤں' ان کا شوفر بھی چھٹیاں لے کر جا چکا ہے ورنہ میں ان کے ساتھ چلی جاتی اسی لیے میں نے معذرت کر لی ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں' ایسے مبارک موقع پر تم کو ان سے ملنے کے لیے ضرور جانا چاہیے' میں ابھی طغرل کو فون کرتی ہوں۔'' انہوں نے عینک لگاتے ہوئے تکیے کے نزدیک رکھا موبائل اٹھاتے ہوئے کہا' پری نے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے تیزی سے کہا۔

''کوئی بات نہیں' میں عمرے سے واپسی پر ان سے ملنے چلی جاؤں گی آپ طغرل بھائی کو مت بلائیں دادی جان!'' انہوں نے اس کے گریز کو بڑی ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا اور غصے بھرے لہجے میں جتانے والے انداز میں گویا ہوئیں۔

''تم نے اس سے بیر باندھ لیے ہیں میں دیکھ رہی ہوں ہر گزرتے دن کے ساتھ تمہارا رویہ اس کے ساتھ بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے' وہ بچہ جتنا اس گھر اور گھر میں بسنے والوں کی خیر خواہی میں رہتا ہے اتنا ہی تم برا سلوک کرنے لگی ہو اس کے ساتھ۔''

''میں کیا بُرا سلوک کر رہی ہوں ان کے ساتھ؟ ہر ضرورت کا خیال رکھتی ہوں اور کیا کروں؟'' وہ حقیقت سے ان کو کسی طرح باخبر کرتی' اپنے دل پر لگے صباحت بیگم وعادلہ کی زبان کے زخم کس طرح دکھاتی؟

''ہوں میرا بچہ اب تو ملازموں کے رحم وکرم پر ہو گیا ہے کس سے کہوں میں اس کا خیال رکھنے کو' صباحت کو اپنی فضول سی مصروفیات سے فرصت نہیں ہے اور اس نگوڑی عادلہ کو ڈھنگ سے چائے بھی بنانی نہیں آتی ہے اس کو صرف فیشن کرنے آتے ہیں' نامعلوم کیا ہوگا اس کام چور اور پھوہڑ لڑکی کا؟''

''اوہ' دادی جان! ایسی کوئی بات نہیں ہے میں طغرل بھائی کا خیال رکھتی ہوں' ملازماؤں کا صرف نام ہوتا ہے تمام کام میں اپنی نگرانی میں کراتی ہوں' آپ بددل ہرگز مت ہوں۔''

''آج کل تو وہ اپنے کام میں اتنا مصروف ہے کہ رات گئے گھر واپس آتا ہے رات کے کھانے پر ہوتا نہیں ہے نامعلوم کہاں کھاتا ہے اور کھاتا بھی ہے یا مجھے بہلانے کے لیے بہانے کر دیتا ہے۔''

''ارے دادی جان آپ فکر کیوں کرتی ہیں نہ وہ بچے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس پیسوں کی کمی ہے جہاں دل چاہتا ہوگا وہیں ڈنر کرتے ہوں گے اپنی پسند کا۔'' وہ بے پروائی سے گویا ہوئی۔

''یہی تو فرق ہوتا ہے پری! تم کتنے مزے سے کہہ رہی ہو اگر اس کی ماں اور بہن ہوتی تو کبھی بھی اس کا روز روز گھر سے باہر کھانا کھانا برداشت نہیں کرتیں اور اسے گھر کا کھانے پر ہی مجبور کرتیں۔'' دادی اپنے موقف سے ذرا ہٹنے کو تیار نہیں تھیں۔

''سب تو کہتے ہیں ان سے آپ' پاپا' ممی وہ کسی کی مانتے ہی کب ہیں' ہمیشہ ان کے پاس بزنس اور کاموں کا بہانہ ہوتا ہے۔''

''ارے بس رہنے دو بی بی! سب جانتی ہوں میں منوانے والے تو بات منوا کر چھوڑتے ہیں' فیاض تو کاروبار میں ایسا گم ہوا ہے کہ اسے کسی کی خبر نہیں ہے رات گئے آتا ہے منہ اندھیرے نکل جاتا ہے تم نے دیکھا گھر کے حالات کتنے بہتر ہو گئے ہیں؟ کئی ملازم بڑھ گئے ہیں گھر میں یہ سب تمہارے خیال میں کس نے کیا ہے؟'' ایک عرصہ بعد ان کو پوتے کی محبت کا خمار چڑھا تھا اور ایسے میں وہ ہمیشہ سے دو دھاری تلوار بن جایا کرتی تھیں۔

''کس نے دادی جان؟'' اس کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑکا۔ ''یہ سب تو پاپا ہی کر سکتے ہیں نا؟'' انہوں نے انکار میں گردن ہلائی۔

''کیا پھر طغرل بھائی نے؟ ان کو ہمارے حالات کا معلوم ہو گیا؟'' وہ خوددار باپ کی بیٹی تھی ان کے صاف انداز نے اس کو مضطرب کر دیا تھا اس کی اُڑی اُڑی رنگت و سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر دادی کو بھی اپنی جذباتیت کا احساس ہوا۔

''ہاں ہاں اسے معلوم کیوں نہ ہوتا بھلا وہ بھی اس گھر کا فرد ہے پھر عقل رکھتا ہے ذی شعور ہے' سمجھ گیا سب کچھ ناراض ہونے لگا مجھ پر کہ چچا جان اتنی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں اور اس کو خبر تک نہیں ہے وہ اداس و پریشان ہو گیا تھا۔''

''ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا دادی جان! یہ بہت بُرا ہوا ہے۔'' وہ جو تہیہ کر چکی تھی طغرل سے کہنے کا کہ وہ اس گھر سے چلا جائے وہ کب تک اس کی وجہ سے صباحت و عادلہ کو صفائیاں دیتی رہے گی' ان کی نگاہیں کیمرے کی مانند ان دونوں پر ہی فوکس رہتی تھیں اور ایسے میں معمولی بات بھی بہت اہم ہو جاتی تھی۔

''کیا بُرا ہوا ہے بھلا طغرل کوئی غیر نہیں ہے میرا اپنا ہی خون ہے' بُرے حالات میں اس نے سہارا دے کر اپنے ہونے کا ثبوت دیا ہے۔'' ان کے لہجے میں نرمی در آئی تھی۔

''دادی جان! یہ سب اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا دکھائی دے رہا ہے' کل کو تائی جان کو معلوم ہوگا وہ شاید اتنا بُرا نہ منائیں مگر فرح آپی یہ سب بالکل برداشت نہیں کریں گی' آپ جانتی ہیں ان کے مزاج کو وہ نامعلوم کون کون سے الزامات لگائیں گی اور لوگوں میں بدنام الگ کریں گی۔'' وہ سخت مضطرب تھی۔

''ہونہہ! ارے فرح کی فکر کرتی ہے میری جوتی' وہ یہاں آ کر ذرا زبان کھول کر تو دکھائے اسی چپل سے دماغ درست کر دوں گی اس کا' کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں۔'' انہوں نے بڑی بے پروائی سے اس کو تسلی دی تھی۔

''وہ عائزہ ابھی تک اسلام آباد کیوں نہیں گئی' فاخر میاں بھی دو مرتبہ ہی یہاں آئے پھر وہ بھی نہیں آئے۔ میرا دل تو کسی گڑبڑ کی خبر دے رہا ہے اوپر سے عائزہ میں وہ نئی نویلی دلہنوں والی چوبات ہی نہیں ہے' اللہ خیر کرے مجھے وہ خوش دکھائی نہیں دیتی ہے' تم کو اس نے کچھ بتایا ہے؟'' بہت خوب صورتی سے انہوں نے موضوع بدلا تھا' غصے میں وہ تمام وہ باتیں کہہ گئی تھیں جو اس کی حساس و خوددار طبیعت کو جانتے ہوئے وہ اس سے چھپا رہی تھیں اب اس کی اُڑی رنگت اور ملول لہجہ دیکھ کر ان کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

''نہیں دادی جان! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔''

''وہ اپنی باتیں کررہی تھیں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔'' ان کی پریشانی کے خیال سے وہ حقیقت ان کو بتانے سے گریز کررہی تھی جو زینب اس کو عائزہ کی بے وقوفی کے بارے میں بتا چکی تھیں۔

''بہت نیک وملنسار ہے زینب بیٹی! صباحت کے مزاج سے بالکل ہی مختلف ہے' لگتا ہی نہیں ہے دونوں سگی بہنیں ہیں۔''

''چائے لاؤں آپ کے لیے؟''

''پری...... میری بچی!'' انہوں نے جھٹ اس کو سینے سے لگالیا۔

''معاف کردے اپنی بوڑھی دادی کو' غصے میں نا معلوم کیا کیا اول فول بک گئی ہوں' تیرا دل دکھا دیا ہے میں نے۔'' شدت دکھ سے ان کی آواز بھی بھرا گئی تھی۔

''پلیز ایسے مت کہیں دادی جان! مجھے آپ سے نہیں اپنے مقدر سے شکایت ہے' یہ ہمیشہ میرے ساتھ وہ کرتا ہے جو مجھے کسی طور بھی پسند نہیں ہے آخر آرزوؤں کے رد ہونے کی بھی ایک حد ہوتی ہے' حرماں نصیبی کی طوالت کبھی تو ختم ہوتی ہوگی' مجھے نصیب سے وہ ہی کیوں ملتا ہے ہے جو میں لینا نہیں چاہتی' وہ دن کب آئے گا دادی جان! جب میری مٹھی میں بھی خواہشوں کے جگنو جگمگا کر آسودگی کی روشنی پھیلا رہے ہوں گے۔'' وہ ان کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی' دادی نے بھی فراخدلی سے اس کا ساتھ دیا تھا۔

خاصی دیر تک دونوں روتی رہیں' جب دل کا غم آنسوؤں میں بہہ گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کے آنسو صاف کیے تھے۔

''مایوس نہیں ہوتے میری بچی! ہر سیاہ رات کی آغوش میں روشن سویرا ضرور ہوتا ہے' بُرا وقت چیونٹی کی رفتار سے گزرتا ہے پر گزر جاتا ہے۔ یہ سیاہ رات بھی جلد ختم ہوجائے گی۔'' اپنے شفقت بھرے لہجے میں وہ اس کو سمجھا رہی تھیں۔

''کاش کہ میں اتنی لمبی نیند سوجاؤں کہ جب صبح جاگوں تو میرے ہر سو خوشیاں ہی خوشیاں ہوں' کاش......!'' وہ یاسیت سے کہتی پلکیں موند گئی۔

❁ ✦ ❖ ✦ ❁
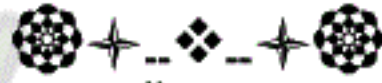
وہ آفس سے آج پھر خاصا لیٹ ہوگیا تھا۔ بارش آج بھی خاصی ہورہی تھی دادی جان کے روم میں کھڑکی سے آتی نائٹ بلب کی روشنی دیکھ کر سمجھ گیا وہ سوچکی ہیں وہ پھر سیدھا اپنے روم میں آ گیا تھا جوتے اتار کر بیڈ پر لیٹ گیا اعصاب پر اتنی تھکن سوار تھی کہ اس نے کوٹ اتار کر سائیڈ میں رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

دروازے پر دھیرے سے دستک ہوئی تھی خیرون اس کو دودھ کا گلاس دے کر پھر اپنے کوارٹر میں جاتی تھی۔

''یس کم اِن۔'' اس نے آنکھیں موندے موندے ہی جواب دیا تھا' دروازہ کھلا اور وہ اندر آئی تھی۔

''دودھ واپس لے جاؤ خیرون! میرا دل نہیں چاہ رہا ہے۔'' ایک' دو' تین سیکنڈ گزر گئے تھے خیرون کی ''جی اچھا صاحب جی'' کی آواز آئی نہ جانے کی آہٹ ابھری تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا بیڈ سے خاصے فاصلے پر وہ کھڑی تھی۔

گلابی سوٹ میں منہ بند گلاب کی کلی کی مانند' نوخیز وشگفتہ' گھبرائی گھبرائی حسین ہرنی کی طرح کچھ کچھ خوف زدہ سی' اس کا یہ روپ کم کم ہی نظر آتا تھا ورنہ وہ شعلہ جوالہ تھی' خود بھی جلنا دوسروں کو بھی جلانا اس کا کام تھا' یہ تو اس کا خوابوں کے دیس جیسا روپ تھا وہ خواب ناک آنکھوں سے دیکھے گیا۔

''طغرل بھائی......'' اس کا سپاٹ لہجہ اس کو خیالوں وخوابوں کی حسین دنیا سے باہر کھینچ لایا وہ ہڑبڑا کر گویا ہوا۔

''اوہ سوری یہ تم ہو پارس! میں سمجھا خیرون آئی ہے۔''

''جی' خیرون کو میں نے کچھ دیر میں آنے کو کہا ہے۔''

''او کے' تم اس وقت یہاں' کوئی کام ہے؟ دادی جان کی طبیعت ٹھیک ہے؟'' وہ چونک کر استفسار کرنے لگا۔

"دادی جان بالکل ٹھیک ہیں اور سو رہی ہیں۔"

"پھر تم کو کچھ کام ہے، بیٹھ جاؤ۔"

"جی کام ہے۔" وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کس طرح مدعا بیان کرے۔

"اچھا، ایسا کام ہے جو کھڑے کھڑے ہی بتایا جاتا ہے۔" اس کے وجیہہ چہرے پر شوخ مسکراہٹ ابھری۔

"جی، میرے اکاؤنٹ میں مما نے خاصی خطیر رقم جمع کرائی ہے۔"

"ہوں پھر تو بھاری رقم کی مالک ہو تم، لیکن مجھے یہ سب کیوں بتا رہی ہو تم؟" وہ حیرانی سے گویا ہوا۔

"پاپا اور دادی جان مجھے وہ رقم استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے میں...... میں چاہتی ہوں وہ رقم آپ لے لیں۔"

"میں لے لوں تمہاری رقم، کس خوشی میں؟" وہ جتنا حیران ہوا تھا پری اتنی ہی بوکھلا رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس طرح اس کو چیک پکڑا کر یہاں سے رفو چکر ہو جائے۔

"آپ نے گھر کی تمام ذمہ داری اٹھائی ہے، نوکروں کو بھی تنخواہ آپ دے رہے ہیں، اس سے آپ کو سپورٹ مل جائے گی۔" اس کی بات پر طغرل کے لبوں سے مسکراہٹ فوراً غائب ہوگئی، مسکراتے چہرے کی شوخی سرخی میں بدلنے لگی تھی۔

"اچھا تم سے کس نے کہا مجھے تمہارے پیسے کی سپورٹ چاہیے؟" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اس کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

"تم نے کیا سوچ کر ایسی اسٹوپڈ بات کی ہے، پاگل لڑکی! میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اپنے گھر، اپنے لوگوں کے لیے کر رہا ہوں، اس گھر پر جتنا حق تمہارا ہے اتنا ہی میرا بھی ہے انڈر اسٹینڈ!" وہ ایک دم ہی غصے سے آگ بگولہ ہو گیا تھا۔

"آپ اس گھر کو چھوڑ کر سالوں قبل جا چکے ہیں، آپ کے اپنے گھر ہیں، دولت و جائیدادیں ہیں آپ کو اس مخدوش حالت گھر سے اب کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔" وہ بھی زیادہ دیر اپنی زبان پر قابو نہ رکھ سکی تھی۔

"میرا اس گھر سے تعلق ہے اور رہے گا، تمہارے کہنے سے میں اس گھر کو نہیں چھوڑ سکتا، کان کھول کر سن لو اور اگلی دفعہ مجھے ایسے بے کار مشورے دینے سے گریز کرنا، تمہارے لیے بہتر ہوگا۔" ساری محبت، تمام اخلاق و لحاظ بالائے طاق رکھ کر وہ غرایا تھا۔

"آپ بھی کسی خیال میں نہ رہیے گا، یہاں سے ایک کمرا بھی آپ کو ملنے والا نہیں ہے اس گھر سے اپنا حصہ لینے کا خیال دل سے نکال دیں۔"

"کیا کہا تم نے...... میں گھر سے حصہ لینا چاہتا ہوں نان سینس!" وہ بپھرے ہوئے طوفان کی طرح بڑھا اور اگلے ہی لمحے کمرا زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا تھا۔

......☆☆☆......

"تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں اس گھر میں حصہ لینے کی آس لیے یہ سب کر رہا ہوں، تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟" اس کے خون کی تمام سرخی چہرے پر در آئی تھی وہ شرربار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔

"ماریئے اور ماریئے...... رک کیوں گئے آپ؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مضبوط و پُراعتماد لہجے میں گویا ہوئی۔

"آپ کا یہ تھپڑ میرے ارادوں کو متزلزل نہیں کر سکتا، میں بچپن سے ایسی مار کھانے کی عادی ہوں، کبھی لہجوں کی مار، کبھی حق تلفی کی مار اور کبھی نفرتوں اور عداوتوں کی مار، کتنا مار سکتے ہیں آپ مجھے مار کر دیکھ لیں۔ میرے حوصلوں سے زیادہ آپ کی ہمت مضبوط ثابت نہیں ہوگی۔" اس کے مضبوط ہاتھ کا تھپڑ پری کے دائیں رخسار پر انگلیوں کے سرخ نشان ثبت کر چکا تھا اس کی جگہ کوئی دوسری لڑکی ہوتی تو یقیناً اس بے ساختہ و زوردار تھپڑ کی تاب نہ لا کر گر چکی ہوتی مگر اس نے کوئی آواز نکالے بنا اس کا تھپڑ برداشت کیا بلکہ بڑی ثابت قدمی سے اس کے سامنے ڈٹی رہی تھی۔

"میں مار برداشت کر سکتی ہوں، نفرت برداشت کر سکتی ہوں، ہر ظلم و جبر برداشت کر سکتی ہوں مگر کوئی مجھ پر ترس کھائے بھیک دے یہ میں برداشت نہیں کر سکتی۔ میں آپ کو ہم لوگوں پر ترس کھانے نہیں دوں گی، آپ کو یہ چیک لینا ہوگا طغرل بھائی، پلیز...... آپ خیرات مستحق لوگوں کو جا کر دیں۔" سخت ہٹ دھرمی و ضدی پن تھا اس کے انداز میں۔ بے حد روکھا و بےگانگی بھرا انداز تھا گویا طغرل کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو۔

''میں تمہاری اس بکواس سے بالکل متاثر ہونے والا نہیں ہوں، تم سائیکی ہو اس پر مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اب تم جاؤ یہاں سے میں اس وقت تم کو برداشت نہیں کر پا رہا ہوں۔'' وہ سخت مہری سے کہتا ہوا مڑا اور وہ آگے بڑھ کر اس کے سامنے کھڑی ہو کر چیک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

''یہ چیک آپ کو لینا ہو گا طغرل بھائی!''

''میں نہیں لوں گا، تم جاؤ یہاں سے۔'' سخت کرختگی تھی لہجے میں۔

''آخر آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں؟ آپ کا حق نہیں بنتا ہم پر ہمارے گھر کے پرابلمز حل کرنے کا، ہمیں آپ کا پیسہ نہیں چاہیے۔''

''میرا پیسہ تم پر اس گھر پر حرام ہے؟'' وہ غصے سے گویا ہوا۔

''اور اس عورت کا پیسہ جو سالوں قبل اس گھر کو اس گھر کے مکینوں کو چھوڑ کر جا چکی ہے حلال ہو گیا ہے...... بولو؟''

''وہ عورت کوئی غیر نہیں میری ماں ہے، میرا تعلق ہے ان سے۔''

''صرف تم سے ہے نا، یہاں ان کا کوئی نہیں ہے ان کی عنایتیں اپنی حد تک ہی محدود رکھو۔ میں اس گھر کا بیٹا ہوں، چچا جان کو میں نے ہمیشہ ڈیڈ کی طرح چاہا ہے اور یہ بیٹے کا فرض ہوتا ہے اگر باپ پر کوئی مشکل آن پڑے تو اس کا بازو بن جائے، جو میں بن گیا ہوں اور یہاں میں تم سے گائیڈ لائن لینا پسند نہیں کرتا، یہ گھر میرا ہے یہاں بسنے والے لوگ میرے ہیں مجھے اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ تم نہیں مانو گی لیکن مجھے کوئی پروا نہیں، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے تمہارے نہ ماننے سے۔'' اس نے چیک کے پرزے پرزے کر کے اچھالتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

بارش کی شدت میں قدرے کمی ہوئی تھی مگر اس کے جذبات کے سمندر میں شدید طغیانی در آئی تھی وہ کمرے سے نکل کر سیدھا لان میں چلا آیا، جہاں نیم اندھیرا تھا وہ جس تیز رفتار سے کمرے سے نکلا تھا گویا پری کی پرچھائی سے بھی دور بھاگ جانا چاہتا ہو لان کی پانی سے تر بتر سبز گھاس پر قدم رکھتے ہی ایک ٹھنڈک کا احساس اس کے بھڑکتے احساس پر طمانیت بھرے جھونکے پھیلاتا چلا گیا تھا۔

اس کے قدم از خود ہی سست پڑ گئے تھے، وہ ڈھیلے قدموں سے چلتا ہوا وہاں آویزاں سنگی بنچ پر بیٹھ گیا۔ بارش کی قطرہ قطرہ بوچھاڑ لمحوں میں اس کو بھگوتی گئی تھی، مگر اس کو بالکل پروا نہ تھی۔

اس کی سماعتوں میں ہنوز پری کی بیگانگی بھری باتیں گونج رہی تھیں۔

''کوئی ہم پر ترس کھائے، ہم کو بھیک دے، میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔'' اس کی آواز میں بجلیوں کی کڑک تھی، شعلوں کی لپک تھی۔

''میں آپ کو ہم لوگوں پر ترس کھانے نہیں دوں گی، اپنی خیرات کا پیسہ مستحق لوگوں کو جا کر دیں۔'' اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔

''او مائی گاڈ! وہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی، وہ اتنی بے حس کیوں ہے؟ اس کو ہر وقت اپنی عزتِ نفس کی پروا رہتی ہے جب بولتی ہے تو سامنے والے کی عزتِ نفس کی ذرا پروا نہیں ہوتی ہے۔ میں تو اس کی نگاہوں میں کوئی ویلیو ہی نہیں رکھتا وہ مجھ سے کوئی تعلق ماننے کو تیار نہیں ہے۔'' اس نے بنچ کی بیک سے سر ٹکا لیا تھا۔

بارش کی بوندیں اس کے چہرے کو بھگونے لگی تھیں، ہر سو بے زاریت و بیگانگی کی بوجھل دھند تہہ در تہہ چھاتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ زبان جو بدن کا سب سے نازک عضو ہے جس میں کسی سختی اور کھردرا پن کا شائبہ تک نہیں ہے بتیس دانتوں کے درمیان جس کو رکھا گیا ہے جب یہ نازک شے چلتی ہے تو خطرناک ہتھیار سے بھی زیادہ مہلک وار لگاتی ہے کہ سامنے والے کو لہولہان بھی کر ڈالے بے دم بھی کر دے مگر اس کے زخم کسی کو دکھائی نہیں دیتے ہیں۔ عجیب سحر ہے اس میں بڑی طاقت ہے اگر چاہے تو زخموں کو پھول بنا دے اگر مخالفت پر اتر آئے تو زندگی جہنم بنا ڈالے جس طرح وہ انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔

❁......❁......❁

ہاجرہ بے حد مہارت سے ماہ رخ کے بالوں میں مساج کر رہی تھی وہ برآمدے کی اندرونی سیڑھیوں پر بیٹھی تھیں جو سرخ دیدہ زیب ڈیزائن

والے ایرانی قالینوں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور برآمدے کا فرش بھی قالینوں سے ڈھکا ہوا تھا برآمدہ کیونکہ کوریڈور میں تھا اس کو انڈور پلانٹس سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا جن کی ہریالی نگاہوں کو تراوٹ بخشتی تھی۔ احمر غفران وقت سے پہلے ہی واپس آ گیا تھا اور ماہ رخ کو اسی طرح افسردہ واداس دیکھ کر اس نے ہاجرہ کو حکم دیا تھا کہ اس کی اچھی طرح خدمت کرے ہر طرح سے اس کو آرام پہنچانے کی سعی میں لگی رہے وہ چند دنوں میں ماہ رخ سے نکاح کرنے کی خوشخبری سنا کر گیا تھا اس کے سامنے اس نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا اور اس کے جاتے ہی وہ گھبرا کر ماہ رخ سے گویا ہوئی تھی۔

''اس کو تمہاری خوش قسمتی سمجھوں ماہ رخ یا بدبختی؟ اعوان تم سے ملنے کو بے قرار ہیں' ساحر کی اصلیت جاننے کے بعد وہ تم سے کی جانے والی بدسلوکی پر شرمندہ ہیں۔ معافی مانگنے کے لیے یہاں رکے ہوئے ہیں' تم ان سے ملنے کے لیے راضی نہیں ہو اور یہ آج رئیس نے بالکل ہی انہونی خواہش کا اظہار کیا ہے وہ تم کو بیوی بنانا چاہتے ہیں۔''

''تم جلدی سے مساج کر کے یہاں سے جاؤ' مجھے اب کسی بات سے فرق نہیں پڑتا ہے اعوان سے میں نے کبھی محبت نہیں کی' اس کی کوئی بات مجھ پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ احمر غفران کی خواہشوں سے بھی مجھے کوئی سروکار نہیں ہے میں نے خود کو تقدیر کے رحم و کرم کے سپرد کر دیا ہے۔'' اس کا لہجہ احساس و جذبات سے عاری تھا۔

ہاجرہ نے گہرا سانس لیا اس کے ہاتھ مستعدی سے چلنے لگے۔ سیڑھیوں کی دوسری طرف چھپ کر ان کی باتیں سنتی ہوئی دلربا کے جلتے ہوئے دل پر گویا ہلکے ہلکے پانی کے چھینٹے سے گرنے لگے تھے وہ پہلے دن سے ہی ماہ رخ کو اپنی دشمن سمجھنے لگی تھی پھر دن بدن احمر غفران کے بڑھتے ہوئے التفات نے اس کی یکطرفہ دشمنی کو مزید وسیع کر دیا تھا اور آج احمر غفران کے اس اعلان نے کہ ماہ رخ عنقریب ان کی ملکہ بننے والی ہے حقیقتاً اس کو انگاروں پر لوٹا دیا تھا یہ خواب دیکھتے دیکھتے وہ بڑھاپے کی دہلیز عبور کر گئی تھی اور تعبیر کس کے حصے میں آ رہی تھی' اس نے سوچا تھا وہ ایسا ہونے نہیں دے گی۔

ایک ہفتہ سرعت سے گزر گیا تھا۔

گزرتا کوئی لمحہ فاخر کے موڈ کو نہ بدل سکا وہ ان کی کال ریسیو نہیں کر رہا تھا' عائزہ کو چپ لگ گئی تھی۔ صباحت کا مارے غصہ و جھنجلاہٹ سے برا حال تھا وہ فاخرہ بھابی کو غائبانہ بددعاؤں' گالیوں سے نوازتی تھیں تو کبھی فاخر کو برا بھلا کہنے بیٹھ جاتیں۔ زینب بہن کو سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھیں کہ فاخر کے اس سلوک کے پیچھے فاخرہ بھابی کا کوئی قصور نہیں ہے یہ سب عائزہ کی کرنی کا پھل ہے' ابھی بھی وہ اسی ٹاپک کو کھولے بیٹھی تھیں زینب ان کو خفگی سے دیکھ رہی تھی۔

''تم کچھ بھی کہو زینی! یہ ساری آگ بھابی بیگم کی ہی لگائی ہوئی ہے وہ چنگاری لگا کر چلتی بنیں جو بھڑکتے بھڑکتے شعلہ بن گئی ہے میں تو ان کی کال کا انتظار کر رہی ہوں' دیکھنا کیسی طبیعت صاف کرتی ہوں ان کی وہ سمجھتی ہیں مجھے اس طرح نیچا دکھائیں گی۔ ہونہہ! میں ان کا دماغ درست کر دوں گی۔'' وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''ارے آپی! ایسا غضب مت کر دیجیے گا بھابی اور بھائی کو اس سارے قصے کی ہوا بھی نہیں لگنے دیجیے گا' ورنہ بہت برا ہوگا۔'' زینب ان کے عزائم بھانپ کر تیزی سے بولی۔

''اب جو ہو رہا ہے اس سے برا کیا ہوگا بھلا؟ تم مجھے ڈراؤ مت۔'' وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''فاخر نے بھی ان تمام باتوں کو جو اس نے عائزہ سے سنی ہیں اور اپنی ذات تک ہی محدود کر رکھی ہیں' بھائی وغیرہ کسی کو نہیں بتایا ہے۔''

''یہ تم کس طرح کہہ سکتی ہو جبکہ اس دوران تمہاری اس نے کال ہی نہیں ریسیو کی پھر تم کو تو عائزہ نے وہ سب بتایا ہے فاخر نے نہیں۔'' صباحت اس کی طرف دیکھ کر گومگو کیفیت میں پوچھ رہی تھیں۔

''میں فاخر کے مزاج کو بھی جانتی ہوں اور بھابی و بھائی جان کی عادت کو بھی اگر ایسا کچھ ہوتا تو بھابی چپ رہنے والی نہ تھیں وہ سب سے پہلے فیاض بھائی اور اماں جان کو ساری باتیں بتاتیں پھر وہ آپ کو بھی سکون سے رہنے نہیں دیتیں۔ اس کے علاوہ خاندان کے لوگوں کو علیحدہ فون کر کر کے

سارے میں رسوائی و بدنامی کا ڈھنڈورا پیٹتیں۔"

"ہاں! کہہ تو تم بالکل ٹھیک رہی ہو وہ تو ایسی ہی عورت دوسروں کے عیب و کمزوریاں ہاتھ آنے پر لوگوں کے سامنے تماشہ بنانے میں بڑا مزا آتا ہے بھابی کو۔" وہ چونک کر گویا ہوئیں۔

"میری ایک بات مانیں گی آپی؟" اس نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"کون سی بات؟" انہوں نے بہن کو کھوجتی نگاہوں سے دیکھا۔

"میرا مشورہ ہے آپی! اماں جان سے ہمیں عمدہ رہنمائی مل سکتی ہے آپ تمام باتیں بتا کر ان سے مشورہ لیں تو......"

"کیسی باتیں کر رہی ہو تم' ایسی باتیں بتانے سے بہتر ہے میں خودکشی کر لوں وہ تو ویسے ہی میرے خلاف رہتی ہیں' خدانخواستہ ان کو ان باتوں کی بھنک بھی پڑ گئی تو میرا حشر دھوبی کے کتے جیسا ہو جائے گا میں ہرگز ان کو بتانے والی نہیں ہوں۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر سراسیمہ انداز میں اس کی بات قطع کر کے بولیں۔

"خیر آپی! یہ سب آپ کی غلط فہمی ہے ورگرنہ وہ بہت اچھی ہیں۔" زینب نے ان کے انداز پر شاکی لہجے میں جواب دیا تھا۔

"ہونہہ' تم کیا جانو دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں' میں ان کو سالوں سے بھگت رہی ہوں۔ خوب جانتی ہوں وہ کتنی اچھی ہیں۔" انہوں نے متنفر انداز میں کہا اور اٹھ کر چلی گئیں۔

❁......❁......❁

شہریار آفس جانے کے لیے تیار ہو کر کمرے سے نکل کر ڈائننگ روم میں آیا' ٹیبل پر اس کا ناشتا تیار رکھا تھا ملازم قریب ہی کھڑا ہوا تھا مودبانہ انداز میں وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

"ممی! ڈیڈی نے آج جلدی ناشتا کر لیا ہے؟" وہ بوائل انڈے کانٹے کی مدد سے پلیٹ میں رکھتا ہوا بولا۔

"نہیں صاحب! انہوں نے ناشتا ہی نہیں کیا۔"

"کیوں؟" وہ انڈے پر کالی مرچ چھڑکتے ہوئے حیرانی سے گویا ہوا۔

"صبح سویرے بیگم صاحبہ کی طبیعت خراب ہوگئی تھی' صاحب ان کو اسپتال لے کر گئے ہوئے ہیں۔" وہ سادگی بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ڈیم اٹ! ممی اسپتال میں ہیں اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کانٹا غصہ سے اچھالتے ہوئے چیخ کر کہا تھا۔

"وہ......وہ صاحب! میں نے سوچا آپ ناشتا کر لیں تو پھر بتاؤں گا۔" ملازم رجب اس کے بگڑے تیور دیکھ کر مارے خوف کے کانپتے ہوئے گویا ہوا اس اثناء میں وہ کرسی سے اٹھ چکا تھا۔

"یہ تم فیصلہ کرو گے کہ مجھے کب بتانا ہے اور کب نہیں؟ یہ سب ممی کی چھوٹ ہے جو تم جیسے دو ٹکے کے ملازم اس گھر کے فیصلے کر رہے ہیں۔" اس نے پرطیش انداز میں زوردار تھپڑ اس عمر رسیدہ ملازم کے چہرے پر مارا تھا' ملازم ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگا۔

"بابا صاحب......بابا صاحب! معاف کر دیں غلطی ہوگئی' آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں ہوگی۔" اس کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

"گیٹ لاسٹ۔ میں نے تمہیں یہاں دیکھا تو شوٹ کر دوں گا۔" اسی لمحے باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی وہ رجب کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا' ممی ڈیڈی اس کو کوریڈور میں مل گئے تھے۔

"ارے کیا ہوا بابا! آپ کا چہرہ اس قدر سرخ کیوں ہو رہا ہے؟" مسز عابدی دھیرے دھیرے چلتی ہوئی آرہی تھیں' بیٹے کے وجیہہ چہرے پر غصے کی لالی دیکھ کر ان کو کسی گڑبڑ کا احساس ہونے لگا تھا۔

"آپ نے نوکروں کو کچھ زیادہ ہی سر چڑھا لیا ہے اب ان کی اتنی جرأت ہوگئی ہے ہمارے فیصلے بھی یہ خود کرنے لگے ہیں۔" اس کا موڈ بُری طرح آف تھا۔

"اپنی ممی کا ہاتھ پکڑ کر لے کر جائیں' میں آتا ہوں ابھی۔" مسٹر عابدی کی نگاہ کچھ فاصلے پر کھڑے رجب پر پڑی تھی جو ابھی بھی کانپ رہا تھا اور

خاصا حواس باختہ و پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

''آئیں ممی! آپ اسپتال بھی جا کر آ گئیں اور مجھے انفارم بھی نہیں کیا؟'' وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے روم میں لے آیا تھا اور بیڈ پر لیٹنے میں مدد دیتے ہوئے شکایتی لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''خفا نہ ہو میری جان! ایسی پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی، معمولی سا بی پی شوٹ کر گیا تھا عابدی تو سدا کے جلد باز ہیں فوراً ہی وہ مجھے اسپتال لے گئے، نامعلوم کیوں میری طرف سے اتنے فکر مند رہتے ہیں۔'' وہ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر گویا ہوئی تھیں۔

''ڈیڈی کو آپ کی جیسی وائف اور مجھے آپ جیسی ممی کہاں مل سکتی ہیں۔ آپ سے ہی یہ گھر روشن ہے ممی! اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ؟'' وہ دیکھ رہا تھا ان کے چہرے پر نقاہت تھی اپنی تکلیف کو وہ مسکراہٹ کے پردوں میں چھپانے کی سعی کر رہی تھیں۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں، کچھ نہیں ہوا مجھے، ناشتا کیا آپ نے، میں بابا رجب کو تاکید کر کے گئی تھی وہ آپ کو ناشتا دیں اور میری طبیعت کے بارے میں کچھ نہ بتائیں۔'' وہ مسکرائیں۔

''یہ اچھی بات نہیں ہے ممی! اس طرح نوکر سر چڑھنے لگتے ہیں اور خود فیصلے کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور یہ سب مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔'' اس کے انداز میں ناخوش گواری نہ تھی۔

''میں نے رجب کو ملازمت سے نکال دیا ہے، بہت سر اٹھانے لگا ہے وہ، ان زمین کی کیڑوں کو زمین پر ہی......''

''شیری! یہ کس انداز میں بات کر رہے ہیں آپ، رجب ہمارا پرانا ملازم ہے اس کی نمک حلالی پن اور تابعداری پر کسی قسم کا شک بھی نہیں کر سکتے۔ اس کا خاندان پشتوں سے ہمارے خاندان کی خدمت کرتا آ رہا ہے میں اس کو اس گھر کا فرد ہی سمجھتی ہوں۔''

''میں آپ کے خیالات سے ایگری نہیں کرتا ممی! میں نوکر کو نوکر ہی سمجھتا ہوں اور یہی ٹھیک ہے ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔''

''کس بات پر بحث ہو رہی ہے ماں بیٹے میں؟'' عابدی صاحب مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوتے ہوئے گویا ہوئے۔

''یہ بابا نے رجب کو ملازمت سے نکال دیا ہے۔'' مسز عابدی خاصے پریشان کن لہجے میں مسٹر عابدی سے بولیں۔

''ممی! آپ اس قدر ڈسٹرب کیوں ہو رہی ہیں؟ ملازموں کی کمی تو نہیں ہے یہاں پر ایک ڈھونڈو لاکھوں مل جائیں گے، وہ ایک ہی ملازم تو نہیں ہے اس شہر میں۔''

''درست کہہ رہے ہیں آپ بیٹا ملازموں کی کمی نہیں ہے یہاں پر۔''

''پھر مما کیوں پریشان ہو رہی ہیں؟'' وہ ان کی بات کاٹ کر کہہ اٹھا۔

''ملازم اور وفادار ملازم میں بے حد فرق ہے شیری! رجب پر ہم آنکھیں بند کر کے یقین کرتے ہیں اور اس نے کبھی بھی ہمارے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی ہے اس گھر کی ہم سے زیادہ حفاظت کرتا ہے وہ اس کی وفاداری اور ایمان داری پر کسی طرح بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ملازم بہت مل جائیں گے مگر رجب جیسے نمک حلال نہیں ملیں گے، اس کو گھر سے نکالنے کا خیال دل سے نکال دیں آپ۔'' عابدی صاحب رجب سے ساری بات معلوم کر کے یہاں آئے تھے اور رسانیت سے اس کو سمجھا رہے تھے۔

''ڈیڈی آپ بھی جذباتی ہو رہے ہیں ممی کی طرح، یہی تو وہ کمزوری ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں نوکر صرف نوکر ہوتے ہیں۔ میں ان کو اپنے برابر بٹھانے کا قائل نہیں ہوں۔''

''ٹھیک ہے میں اس فضول بحث میں پڑنا نہیں چاہتا، آپ کی ممی کی طبیعت سے میں مطمئن نہیں ہوں، آپ آفس چلے جائیں بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے آج آپ کو وہ فیاض کے ساتھ اٹینڈ کرنی ہے، میں آج آفس نہیں آؤں گا۔'' اس کے موڈ کو بُری طرح بگڑتے ہوئے دیکھ کر انہوں نے موضوع بدل دیا تھا۔

''لیکن ڈیڈی! میں نہیں جانتا کس لیے میٹنگ ہے، میں کیا ڈسکس کروں گا؟'' وہ شانے اچکا کر حیرانی سے گویا ہوا۔

''میں فیاض کو بریف کر چکا ہوں، وہ تمہاری مدد کریں گے۔''

''ڈیٹس رائٹ! انکل ہیں تو پھر مجھے فکر کی ضرورت نہیں ہے' وہ بہت زیادہ کا پریٹو پرسن ہیں۔'' اس کے چہرے پر سکون چھا گیا وہ ماں کو پیار کر کے وہاں سے چلا گیا تو مسز عابدی غم زدہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''یہ ہمارا بیٹا کس راستے پر چل رہا ہے عابدی! آپ نے دیکھا شیری کے لہجے میں کس قدر تکبر اور بدلحاظی تھی۔''

''ڈونٹ وری! سب وقت کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائے گا' آپ ٹینشن مت لیں' ڈاکٹر نے سختی سے تاکید کی ہے پریشانیوں سے دور رہنے کی۔''

❁......❁......❁

چاند بادلوں کی اوٹ سے جھانک رہا تھا موسم خوش گوار تھا مدھم چلتی ٹھنڈی ہواؤں میں صحرائی حدت موجود تھی' احمر غفران کے خوب صورت محل میں نفیس رات کا پرسکون اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

احمر غفران اپنی شان دار خواب گاہ میں بیش قیمت ریشمی بستر پر محوِ خواب تھا' کمرے کی نیلگوں روشنی میں اس کے چہرے پر میٹھی سی مسکان تھی جب سے ماہ رخ کو اپنانے کا خیال اس کے دل میں جاگزیں ہوا تھا اس کے مزاج میں خوش گوار تبدیلی در آئی تھی' سخت مزاجی و بددماغی برف کی مانند بہہ گئی تھی۔ ماہ رخ سے ہونے والی شدید محبت نے اس کو بے سدھ کر ڈالا تھا' بڑھاپے کی دہلیز عبور کرتے اس کے قدم بوڑھے عشق سے اس طرح ڈگمگائے تھے وہ چت گر پڑا تھا۔

دلربا نے کئی بار کوشش کی اس کو اعوان اور ماہ رخ کے تعلقات بتانے کی مگر اس کائیاں عورت کی جہاندیدہ نظریں احمر غفران کی نگاہوں میں جلتی محبت کی قندیلیں روشن دیکھ کر ہر بار اپنے ارادے کو دل میں ہی محفوظ رکھتی رہی کہ وہ ہمت ہارنے والی عورت نہ تھی پھر وہ یہ تہیہ کر چکی تھی کسی نہ کسی طرح احمر کو ماہ رخ اور اعوان کی اصلیت ضرور بتائے گی اور ماہ رخ کو اس کی بیوی نہیں بننے دے گی۔ اب بھی وہ چپکے چپکے احمر غفران کے بیڈروم میں آئی تھی اور اس کو سوتے دیکھ کر کچھ لمحے اس کے چہرے کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتی رہی تھی لیکن احمر غفران کے جاگنے کے کوئی آثار نہیں تھے اور زیادہ دیر یہاں رکنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ کوئی ملازمہ دیکھ لیتی تو وہ یہاں آنے کا کیا جواز پیش کرتی کیونکہ ان دنوں احمر غفران تنہائی پسند ہو گیا تھا ہر رنگینی سے منہ موڑا ہوا تھا۔

اس کی پارسائی کا یہ عالم تھا کہ اس نے ایک ہفتے ماہ رخ سے بھی ملاقات نہ کی تھی اور اس سے کہا تھا نکاح کے دن ہی وہ ملیں گے یہ سب دلربا کی برداشت سے زیادہ تھا۔

معاً اس کو باہر کوئی آہٹیں محسوس ہوئی تھیں وہ چونک کر بلّی کی سی چال چلتی ہوئی خواب گاہ سے باہر نکل آئی جہاں وسیع و عریض کوریڈور کی دیواروں میں بڑی بڑی کھڑکیاں نصب تھیں جو بھاری مخملی پردوں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور وہاں کوئی نہ تھا۔ دلربا نے محتاط انداز میں سب طرف دیکھا اور باہر نکل آئی اس کی نگاہیں کچھ فاصلے پر بنے گیسٹ روم کی طرف اٹھی تھیں' اس طرف بھی سناٹا چھایا ہوا تھا ہر گیٹ بند تھا۔

''یہاں تو کوئی نہیں ہے پھر مجھے کیوں لگا اس طرف کوئی ہے؟'' وہ سر پر ہاتھ رکھے سوچ رہی تھی۔ ''وہمی ہو گئی ہوں میں' غفران کو چھن جانے کے خوف نے پاگل بنا ڈالا ہے مجھے اور کیوں نہ پاگل ہوں میں' ساری عمر اس نے میری برباد کر دی اور اب اس لڑکی کو شریکِ حیات بنا رہا ہے جو کل تک اس کے اور اس جیسوں کے لیے کھلونا تھی۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی' خواہ مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔'' وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے رہائشی حصے کی طرف چلی گئی۔

''بچ گئے۔'' کچھ دیر بعد دو سائے پیچھے ایک ستون کی آڑ سے نکلے تھے چند ثانیے گہری گہری سانسیں لینے کے بعد ہاجرہ نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''کیوں ڈرتی ہو اتنا تم ہاجرہ! اس طرح تھوڑی ایک معمولی سی عورت سے تم اتنا خوف زدہ ہو کر مجھے حیران کر رہی ہو۔'' اعوان نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے تعجب سے کہا۔

''آپ نہیں جان سکتے' اعوان صاحب! وہ کوئی معمولی عورت نہیں ہے' بہت پاور ہے اس کی یہاں' رئیس اس کی باتوں پر حرف بہ حرف یقین

رکھتے ہیں جو وہ کہتی ہے رئیس ویسا ہی کرتے ہیں۔''

''ڈیٹس امیزنگ! ایک کنیز پر اتنا یقین ہے غفران احمر کو؟''

''ایک بات بتاؤں آپ کو؟'' وہ بے ساختہ گویا ہوئی۔

''ہاں ہاں ضرور بتاؤ؟'' وہ نرمی سے بولا۔

''جو کنیزیں ہوتی ہیں وہ ایسے مردوں کو اپنی بیویوں سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں وہ بیویوں کو جائیدادیں دیتے ہیں اور دل ہم جیسی کنیزوں کو وہ بیویوں کے بغیر رہ سکتے ہیں ہمارے بنا نہیں۔'' اس کے لہجے میں شکست و فتح گڈمڈ تھی وہ چپ رہا۔

''جائیں آپ اپنے روم میں میں نے آپ سے کہا تھا وہ آپ سے نہیں ملیں گی۔ آج تو آپ یہاں تک آ گئے ہیں آئندہ ایسی غلطی بھول کر بھی مت کیجیے گا۔'' ہاجرہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔

❁.......❁.......❁

بارش رات سے وقفے وقفے سے ہو رہی تھی صبح کے وقت موسلا دھار روپ اختیار کر گئی تو فیاض صاحب کے ساتھ طغرل کو بھی آفس سے چھٹی کرنی پڑی تھی وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے طغرل کا انتظار ہو رہا تھا وہ خاصی دیر بعد آیا تھا اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

''السلام علیکم!'' وہ سلام کر کے فیاض کے برابر والی چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔ دادی اور فیاض نے اس کے سلام کا جواب دیا اس کے بیٹھتے ہی ناشتا شروع ہو گیا تھا صباحت ان کی پلیٹ میں فرائی انڈے رکھ رہی تھیں پری دادی کو کارن فلیکس دے رہی تھی عادلہ اور عائزہ جوس لے رہی تھیں پری کے چہرے پر بھی عجیب سی خاموشی تھی۔

''جیتے رہیں بیٹا! طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کی؟ آنکھیں بھی سرخ ہو رہی ہیں چہرے سے بھی تھکن ظاہر ہو رہی ہے؟'' فیاض نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے شفقت بھرے انداز میں کہا۔

''کچھ نہیں چچا جان! میں ٹھیک ہوں۔'' اس کی بھاری آواز سنجیدہ تھی۔

''طغرل! کیا لیں گے آپ؟'' صباحت نے انڈوں کی ڈش کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''ہاف کپ چائے آنٹی!''

''صرف آدھا کپ یہ کیا ناشتا ہوا بھلا؟ ارے موئی اس ڈائٹنگ پھائٹنگ کے چکر میں تو نہیں پڑ گئے ہو تم بیٹا!'' دادی کو اس کی صحت کی فوراً ہی فکر لاحق ہونے لگی تھی۔

''دادی جان! طغرل بھائی تو پہلے ہی اسمارٹ اور ہینڈسم ہیں ان کو قطعی ڈائٹنگ کی ضرورت نہیں ہے۔'' عادلہ نے حسب عادت بے تکلفی سے طغرل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا جواباً انہوں نے ایک فہمائشی نگاہ اس پر ڈالی تھی اماں کو ایسی بے تکلفی بے شرمی لگا کرتی تھی لیکن اسے پروا نہ تھی۔

''ابھی کسی چیز کا موڈ نہیں ہے دادی جان!'' اس نے صباحت کی طرف سے دیا جانے والا کپ پکڑتے ہوئے کہا۔

''نا معلوم یہ آج کل کے بچے کیوں موڈ کے غلام بن گئے ہیں؟ یہ پری بھی میری خاطر یہاں پر آئی ہے یہ بھی یہی کہہ رہی تھی ابھی موڈ نہیں ہے اور یہاں تم بھی یہی راگ الاپ رہے ہو موڈ کا۔'' دادی جان کے انداز پر وہ بُری طرح نروس ہو گئی تھی اس سے نگاہ اٹھا کر دیکھا نہیں گیا لیکن صباحت بیگم کی چبھتی نگاہوں کی حدت اپنے چہرے پر اس نے شدت سے محسوس کی تھی۔

''دادی جان! یہ خاصی حیران کن بات نہیں ہے جب بھی طغرل بھائی کا موڈ کھانے کا نہیں ہوتا تو پری بھی کھانے سے انکار کر دیتی ہے۔'' عادلہ کے ایک خاص انداز سے کہی گئی بات نے لمحے بھر کو ٹیبل پر حرکت کرتے ہاتھوں کو ساکت کر دیا تھا ان سب کی نظریں بے ساختہ طغرل اور پری کے چہرے پر اٹھیں تھیں۔ طغرل تو نارمل انداز میں بیٹھا چائے پیتا رہا تھا جبکہ پری کو اپنے قدموں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ نظریں تو پہلے ہی جھکی ہوئی تھی پھر گردن بھی جھک کر سینے سے جا لگی تھی۔ باپ کے سامنے ایسی بات پر وہ پسینہ پسینہ ہو گئی تھی۔

''عادلہ! اس بات کا کیا مقصد ہے..... بتاؤ مجھے؟'' فیاض صاحب سخت لہجے میں عادلہ سے گویا ہوئے اور عادلہ جو حسبِ عادت طنز کے تیر پری

پر چلانے سے باز نہ آئی تھی یہ بھول بیٹھی تھی کہ اس وقت اس کے ڈیڈی بھی وہاں براجمان ہیں ان کی سخت غصیلی آواز اس کو بُری طرح بدحواس کر گئی اس نے بوکھلا کر ماں کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا تو انہوں نے زبردستی مسکراتے ہوئے بات سنبھالنے کی سعی کی۔

"ارے آپ اتنا مائنڈ کیوں کر رہے ہیں فیاض! یہ تو مذاق کی بات ہے پری اور عادلہ میں ایسا مذاق چلتا رہتا ہے جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا ہے۔ آپ محسوس مت کریں ان کی نوک جھونک چلتی رہے گی۔"

"مذاق...... نوک جھونک؟ یہ سب خواب کی باتیں ہیں صباحت بیگم! میں آنکھیں رکھتا ہوں اور بصارت بھی سلامت ہے میری' ان کے تعلق کو میں بخوبی جانتا ہوں۔" ان کے غصے کا پارہ مزید بلند ہو چکا تھا۔

"آپ اتنے ہائپر مت ہوں چچا جان! یہ مذاق ہی ہے۔" ماحول میں کشیدگی پھیلتے دیکھ کر طغرل کو مداخلت کرنی پڑی تھی۔

"مذاق بھی ایک سینس میں ہوتا ہے برخوردار! مذاق مذاق میں کسی کی پگڑی نہیں اچھالی جاتی' کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی ہے۔" وہ شدید طیش کے عالم میں عادلہ کو گھورتے ہوئے کہہ رہے تھے عادلہ ان کو اتنے طیش میں دیکھ کر رونے لگی۔

"اوہو! کیوں بات کا بتنگڑ بناتے ہو بیٹا! اب چھوڑو بھی ناشتا کرو' یہ عادلہ کی باتوں پر کیا گرفت کرنی بھلا' یہ تو ایسی ہی بے تکی باتیں کرتی ہے بنا سوچے سمجھے جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتی ہے۔" اماں جان نرم لہجے میں اس کو سمجھانے لگی تھیں۔

"عادلہ! تم کو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہیے تھی چلو فوراً اپنے پاپا سے معافی مانگو اور آئندہ ایسی کوئی حماقت مت کرنا۔"

"رہنے دو' یہ سب تمہاری تربیت کا نتیجہ ہے جو زہر پری کے خلاف تمہارے دل میں بھرا ہے وہ ہی زہر تم نے اپنی بیٹیوں کے دلوں میں بھی بھر دیا ہے اسی کا اثر ہے یہ سب۔" وہ کہہ کر اٹھے اور تیزی سے وہاں سے نکل گئے سب کے سامنے خصوصاً طغرل کے سامنے فیاض صاحب کے طعنوں نے سخت سبکی کا احساس دلایا تھا' صباحت کا چہرہ مارے شرمندگی کے لال بھبوکا ہو گیا۔

"میں چچا جان کو دیکھتا ہوں' انہوں نے ناشتا بھی نہیں کیا ہے۔" طغرل کپ ٹیبل پر رکھ کر جاتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

"سن لیا آپ نے اماں جان! کیا بول کر گئے ہیں فیاض! اسی بحث سے بچنے کے لیے میں نے آپ کو کتنا کہا تھا اس گھر میں آتے ہی کہ اس فساد کی جڑ کو بھی اس کی ماں کے پاس بھیج دیں یہ یہاں رہے گی تو ہماری زندگی سکون سے نہیں گزر سکے گی اور وہی ہو رہا ہے آج اس بچے کے سامنے بھی فیاض نے میری بے عزتی کر دی ہے۔" طغرل کے جاتے ہی وہ کسی غبارے کی مانند پھٹی تھیں۔

"فیاض نے بالکل درست بات کی ہے یہ سب تمہارا ہی سکھایا ہوا ہے جو عادلہ ایسی گھٹیا بات کر گئی' باپ کے سامنے ذرا شرم نہ آئی اس لڑکی کو۔"

"دادی جان آپ کو کبھی ہماری سائیڈ لینی ہی نہیں ہے یہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے پھر میں نے ایسی کیا بُری بات کر دی ہے؟" عادلہ آنسوؤں کے درمیان بولی تھی جبکہ پری بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔ اس کو نہ صباحت اور عادلہ کی چبھتی نگاہوں کا خیال تھا نہ ان کی ترش باتوں کا احساس وہ گردن جھکائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔

"عادلہ! خاموش رہو' تم کو اس انداز میں دادی جان سے بات نہیں کرنی چاہیے' پہلے بات غلط کرتی ہو پھر اپنی غلطی بھی نہیں مانتی ہو۔"

"ہنہہ' چلو پری...... جو خود ہدایت پانا نہیں چاہتے ان کو ہدایت ملتی بھی نہیں ہے یہ ہمیشہ یاد رکھنا تم لوگ۔ جو چاند پر تھوکتا ہے وہ اپنا ہی چہرہ داغ دار کرتا ہے۔" انہوں نے کہتے ہوئے پری کا ہاتھ پکڑا اور چلی گئیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

فاخر نے گیٹ وا کیا تھا اور سامنے کھڑی ہستی کو کئی لمحوں تک بے یقینی سے دیکھتا رہا تھا اس وقت وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس تھا اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ گہری نیند سے بیدار ہوا ہے۔

"کب تک اس طرح دیکھتے رہو گے' اندر بلانے کا ارادہ نہیں ہے؟" زینب کی خفگی بھری آواز پر وہ حواسوں میں لوٹتے ہوئے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے ان سے لپٹتے ہوئے گویا ہوا۔

"السلام علیکم آنٹی! سوری آپ کو صبح ہی صبح یہاں دیکھ کر مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا اور آئیں پلیز۔" ان سے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا

اوران کا بیگ اٹھا کر آگے بڑھ گیا۔

''ہوں...... گھر تو تمہارا بے حد خوب صورت ہے' ہر طرف سبزہ اور پھول ہی پھول کھلے ہیں۔'' وہ طائرانہ نظروں سے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں' وہ کچھ کہے بنا ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

''یہ روم آپ استعمال کریں میں ذرا چینج کر کے آتا ہوں۔'' وہ ان کو ایک سلیقے سے سنوارے گئے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا زینب سینڈل اتار کر بیڈ پر تکیوں کے سہارے نیم دراز ہوگئی تھی' آنکھیں بند کر کے وہ سوچنے لگی کہ کس طرح ان دونوں کے درمیان رشتے' یقین واعتماد کی الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے کی سعی کرے؟ بڑی امیدیں اور خواہشیں لے کر وہ فاخر کے پاس آئی تھی۔

''یہ لیں میں آپ کے لیے کافی بنا کر لایا ہوگا' بٹلر آتا ہوں وہ آ کر ناشتا تیار کرے گا' آپ کیا لیں گی ناشتے میں؟'' وہ دو مگ ہاتھ میں لے کر اندر داخل ہوا اور مگ اس کی طرف بڑھا کر دوسرا خود لے کر قریبی صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

''صبح ہی صبح بلیک کافی پینے کی عادت ختم نہیں ہوئی تمہاری؟'' وہ کافی کا سپ لیتی ہوئی خفگی بھرے انداز میں ہی گویا تھیں فاخر نے مگ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا ان کے چہرے کے ہر عضو سے شدید تر خفگی وشکایتیں ظاہر ہو رہی تھیں اور وہ ان کی وجہ بخوبی جانتا تھا ان کا غصہ' خفگی واپنائیت بھری بے رخی کا سبب کیا ہے۔

''میں چھوڑنا بھی چاہوں تو نہیں چھوڑ سکوں گا آنٹی! بلیک کافی مجھے فریش کر دیتی ہے' ضرورت بن گئی ہے میری یہ۔'' وہ مسکرایا۔

''تب ہی تمہارے اندر اس کی کڑواہٹ خون کے ساتھ دوڑنے لگی ہے' رشتوں کی مٹھاس سے بھی محروم ہونے لگے ہو تم۔'' وہ جواباً خاموش رہا دونوں اس خاموشی کے دوران کافی پیتے رہے شاید دونوں ہی بہت کچھ کہنا چاہتے تھے اور دونوں کو ہی لفظ نہیں مل رہے تھے۔

''آنٹی! سب ٹھیک ہیں؟ آپ اس طرح بنا انفارم کیے آئی ہیں تو......؟''

''ارے تم کو کسی کی خیریت سے کیا غرض ہے بھئی' جس طرح تم منہ اٹھائے کسی کو بتائے بغیر چلے آئے تو میں نے بھی سوچا یہ سب پرانی باتیں ہوگئی ہیں کسی کو انفارم کرنا سو میں بھی چلی آئی یہاں تمہارے گھر بنا بلائے' بنا بتائے۔ خوش قسمتی سے تم یہاں کا ایڈریس مجھے پہلے دے چکے تھے ورنہ تمہارے سیل فون کے رابطے کی طرح تمہارے گھر سے بھی محروم رہتے۔''

''اوہ مائی سویٹ آنٹی!'' وہ ان کے قریب بیٹھ کر ان کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر محبت سے گویا ہوا۔

''آپ تو بے حد ناراض ہیں؟''

''تم ناراضی کی بات کرتے ہو فاخر! تمہاری اسی غیر ذمہ دارانہ حرکت نے صباحت آپی اور مجھے ان کے سسرال والوں کے آگے نگاہیں اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا' تمہاری شادی ایک ہفتے کے مختصر وقت میں کرنے کا پروگرام اس لیے بنایا تھا کہ تمہارا ٹرانسفر اسلام آباد ہوگیا تھا بھائی جان اور بھابی لمبے ٹور پر ابروڈ جا رہے تھے اور تم ملازموں کے ساتھ ایڈجسٹ کرنا پسند نہیں کرتے گھر میں کوئی فیملی ممبر ضرور ہو اور اسی وجہ سے عائزہ کی تم سے شادی جھٹ پٹ کر دی گئی کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ اپنے گھر میں خوش وخرم رہو اور تم نے کیا کیا؟'' شدید غصے وجذباتی انداز میں ان کا سانس بُری طرح پھول گیا تھا مگر ان کو پروا نہ تھی وہ کہے جا رہی تھیں۔

''وہاں سے ایسے بھاگے ہو گویا کوئی جرم کر کے بھاگتا ہے اور پھر سیل فون آف کر کے بیٹھے ہو۔ شدید پریشان کر دیا ہے تم نے فاخر!'' شدت جذبات سے ان کی آواز بھر آئی' وہ چپ ہوگئیں۔

''آپ پانی پئیں آنٹی! آپ جتنا غصہ کرنا چاہتی ہیں کریں اگر آپ مجھے ماریں گی بھی تو میں بھی آپ کے ہاتھ نہیں روکوں گا لیکن میری بات بھی سنیں آپ' عائزہ نے میرے ساتھ کیا کیا یہ میں آپ کو لنچ کے بعد بتاؤں گا' ابھی آپ فریش ہوں اور کچھ دیر ریسٹ کر لیں۔'' وہ گلاس دے کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

پھولوں کی پنکھڑیاں چنتے چنتے

آئینہ در آئینہ خود کو کھوجتی یہ لڑکی
شہر کی اس سنسان گلی تک آ پہنچی ہے
کہ مڑ کر دیکھتی ہے تو پیچھے دور دور تک
کرچیاں بکھری ہوئی ہیں
ایسا نہیں کہ اس نے
اپنے عکس کو جوڑنے کی سعی نہیں کی
پر اس کھیل میں کبھی تصویر دھندلا گئی
کبھی انگلیاں لہولہان ہو گئیں

''ماہ رخ! میں کچھ کہہ رہی ہوں آپ سے' کہاں گم ہیں آپ؟'' ہاجرہ نے دھیرے سے اس کا شانہ ہلا کر کہا تو اس نے بے تاثر نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور اسی انداز میں بولی۔

''کیا بات ہے..... تم ہر وقت پریشان رہنے لگی ہو؟''

''آپ نے خود پر عجیب سی مدہوشی مسلط کر لی ہے آپ کو اپنی خبر ہے نہ اپنے گرد ہونے والی سرگرمیوں کا احساس ہے۔'' وہ سرگوشیانہ انداز میں کہتی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئی تھی اور اس کے انداز پر ماہ رخ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ در آئی تھی۔

''سرگوشیاں کیوں کر رہی ہو اس بند کمرے میں کون بات سنے گا۔''

''شکر ہے پروردگار کا' آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی کرن تو چمکی ورنہ جب سے یہ اعوان صاحب آئے ہیں میں آپ کی پیاری مسکان سے ہی محروم ہو گئی ہوں۔'' ہاجرہ اس کو مسکراتے دیکھ کر نہال ہو گئی تھی۔

''وہ گیا نہیں ابھی تک یہاں موجود ہے؟'' وہ چونک کر گویا ہوئی۔

''موجود ہے..... کل رات تو اس نے ہماری حیات کے چراغ گل کرانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اگر میں موقع پر نہ پہنچ جاتی تو.....''

''کیا مقصد ہے' کل رات کیا ہوا تھا؟''

''یہی تو آپ کو بتا رہی ہوں لیکن آپ اپنی سوچوں میں گم تھیں۔''

''اچھا اب بتا بھی دو کیا ہوا رات کو؟'' وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''جب سے رئیس نے شادی کی تیاریاں شروع کرائی ہیں اس وقت سے دلربا کانٹوں پر لوٹ رہی ہے اس کی یہی خواہش ہے رئیس آپ سے شادی نہ کر سکیں اور اس نے کسی طرح سے آپ کے اور اعوان صاحب کے تعلقات کی سدھ بدھ حاصل کر لی ہے اور اس کی یہی کوشش ہے کسی طرح سے وہ ساری باتیں رئیس کو بتا کر ہم سے نجات حاصل کرے۔''

''یہ تو بہت خوف ناک بات ہے اگر احمر غفران کو وہ سب معلوم ہو گیا تو وہ تم کو مار دے گا مگر میرا انجام موت سے بھی زیادہ بھیانک ہوگا۔'' وہ ایک دم ہی خوف زدہ ہو گئی تھی۔

''تم کو یہ سب کس نے بتایا..... ہو سکتا ہے یہ سب جھوٹ ہو؟''

''جھوٹ نہیں ہے' محلاتی سازشیں یہاں کے ماحول میں رچی بسی ہیں۔ معلوم نہیں ہوتا یہاں کب کون کس کا دشمن بن جائے اور کب دوست ثابت ہو۔''

''تم کو یہ سب دلربا کی کسی دشمن نے بتایا ہے؟''

''جی' وہ ہر ایک پر ناجائز حکم چلاتی ہے رعب دکھاتی ہے اس لیے کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرتا ذاکرہ کا میں پہلے ہی بے حد خیال رکھتی تھی' اب تو اس کو مٹھی میں کرنے کے لیے میں بہت زیادہ خیال رکھنے لگی ہوں۔ کل ذاکرہ نے ہی بتایا تھا دلربا رئیس کی خواب گاہ میں گئی میں وہاں تک پہنچ بھی

نہ تھی کہ سامنے سے تیز تیز قدموں سے اعوان صاحب وہاں سے آ رہے تھے‘ صرف لمحوں کی مہلت ملی تھی میں اعوان صاحب کا بازو پکڑ کر ستون کے پیچھے لے گئی تھی اور عین اسی لمحے حواس باختہ سی دلربا رئیس کی خواب گاہ سے برآمد ہوئی تھی وہ یقیناً اعوان صاحب کے قدموں کی آواز سے باہر آئی تھی پھر خاصی دیر تک سب جگہ کا جائزہ لے کر چلی گئی تھی۔‘‘ اس کے چہرے پر رات کا خوف ابھی تک موجود تھا اس کی بات سن کر ماہ رخ بھی سراسیمہ ہوگئی تھی۔

اس کو مرنے کا ڈر نہیں تھا موت کی دعائیں مانگتے مانگتے اس کی آنکھیں خشک ہوچکی تھیں‘ اصل خوف اس کو اس زندگی سے تھا جو احمر غفران جیسا درندہ صفت اس کی حقیقت جاننے کے بعد کر دیتا۔‘‘

’’ہاجرہ! تم کسی طرح بھی اعوان سے ملو اور اس سے کہو وہ یہاں پر بالکل نہ ٹھہرے فوراً چلا جائے۔‘‘ وہ پریشان لہجے میں بولی۔

’’میں ساری باتیں ان کو بتا چکی ہوں‘ تمام خطرات سے بھی آگاہ کرتی رہی ہوں مگر ان کی ایک ہی ضد ہے ماہ رخ‘ وہ آپ سے معافی مانگے بغیر نہیں جائیں گے۔ خواہ کچھ بھی ہوجائے‘ میری مانیں تو آپ ایک بار ان سے مل لیں۔‘‘

❀........❀........❀

بارش رک چکی تھی موسم بدل رہا تھا ہلکی ہلکی خنکی محسوس ہونے لگی تھی‘ موسم تو بدل گیا تھا مگر اس کے اور طغرل کے درمیان موجود عزتِ نفس کی جنگ امن میں نہ بدل سکی تھی ہر بار وہ اپنی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی اس سے معافی مانگ لیتا تھا اس کو منانے کی سعی میں مگن رہتا تھا لیکن اس بار وہ پری سے سخت بدظن ہوا پری نے اس کے خلوص واپنائیت کی قیمت لگا کر اس کو گھائل کر ڈالا تھا اور وہ اس وقت سے تکلیف میں مبتلا تھا‘ مسکراتے لبوں پر چپ تھی بہت سنجیدہ رہنے لگا تھا۔

’’صاحب جی! اماں جان بلا رہی ہیں آپ کو۔‘‘ خیرون نے آ کر اس کو اطلاع دی وہ اسٹڈی کر رہا تھا‘ مصروف انداز میں بولا۔

’’یہ کتاب شیلف میں رکھو جا رہا ہوں دادی کے پاس۔‘‘ وہ ہاتھ میں پکڑی کتاب ٹیبل پر رکھ کر خیرون سے گویا ہوا۔

’’جی صاحب!‘‘ اس نے سعادت مندی سے بکھری کتابیں سمیٹنا شروع کر دی تھیں‘ طغرل اماں کے روم کی طرف چلا آیا اور دستک دے کر اندر داخل ہوا تھا۔

’’جی دادی جان! آپ نے یاد کیا ہے مجھے۔‘‘

’’ہاں میں نے یاد کیا ہے تم کو تو اب میری یاد کہاں آتی ہے نامعلوم کن کاموں میں مصروف رہنے لگے ہو جو دادی کا بھی خیال نہیں رہا ہے تمہیں۔‘‘ وہ شکایتی لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

’’ایسی کوئی بات نہیں ہے دادی جان! آپ کا خیال تو مجھے ہر وقت رہتا ہے بس ذرا آج کل گھر اور کمپنی کی کنسٹرکشن آخری مراحل میں ہے اس میں زیادہ بزی رہتا ہوں اس لیے آپ کو ٹائم کم دے پا رہا ہوں مگر خوش ہوجائیں گھر تیار ہوتے ہی میں آپ کو یہاں سے لے جاؤں گا پھر میرا سارا ٹائم آپ کے لیے ہی ہوگا۔‘‘ اس نے محبت سے دیکھتے ہوئے ان کو کہا۔

’’گھر تم کو بنوانے کی اتنی جلدی کیوں پڑ گئی بیٹا! ابھی صرف تم اپنی کمپنی پر ہی توجہ دو‘ گھر کی کیا ضرورت ہے تم کو؟‘‘ انہوں نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا‘ جہاں سے پری دو کپ چائے ٹرے میں رکھ کر لا رہی تھی۔

’’بہت ضروری ہے گھر دادی جان! غلطی ہوگئی پہلے گھر ہی بنوانا چاہیے تھا مجھے۔‘‘ وہ اس کی موجودگی محسوس کر کے بھی لاتعلق بنا بیٹھا تھا‘ اس کے لہجے کی ترشی ان کو چونکا گئی تھی۔

’’ارے خیر تو ہے بچے! تمہارے لہجے سے مجھے کسی گڑبڑ کا احساس ہو رہا ہے‘ کسی نے کچھ کہا ہے تمہارے یہاں رہنے پر؟ کس نے کہا ہے بتاؤ مجھے‘ دیکھنا میں اس کا کیا حال کرتی ہوں۔‘‘ ان کی ازلی محبت نے ایک دم ہی جوش مارا وہ آگ بگولہ ہوگئیں۔

’’چائے لے لیں دادی جان!‘‘ پری نے ان کے غصے سے پڑتے سرخ وسپید چہرے کو دیکھتے ہوئے کپ ان کی طرف بڑھایا۔

’’اصل بات کیا ہے‘ مجھ کو بتاؤ طغرل! میں دیکھ رہی ہوں دو تین دن سے تم نہ گھر میں ڈھنگ سے رہ رہے ہو اور نہ کھا رہے ہو آخر کس نے ایسا کیا

کہہ دیا ہے جو تم مسکرانا تک بھول گئے ہو؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ پریشان مت ہوں۔“ وہ اٹھ کھڑا ہوا پری کی طرف اس نے نگاہ نہ اٹھائی تھی۔

”چائے لے لیں۔“ دادی کے خیال سے پری کو پہل کرنی پڑی تھی۔

”دادی جان مجھے ایک کام سے جانا ہے آفس سے لیٹ ہو رہا ہوں وہاں سے واپسی پر میں آپ کے پاس آتا ہوں۔“ اس نے جھک کر ان کا گال چوما تھا اور ہاتھ ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ پری اس بے عزتی پر کھڑی رہ گئی تھی۔

”دادی کی جہاندیدہ نگاہوں نے بھی ان کی خاموش چپقلش کو محسوس کیا تھا کہ طغرل نے پوری شدت سے پری کو نظرانداز کر کے گیا تھا۔

”بیٹھ جاؤ اس نے تمہاری بات نہیں سنی تھی جلدی میں تھا وہ۔“

”آپ بلاوجہ ان کی حمایت نہ لیں دادی! وہ گھر سے جانا چاہتے ہیں اپنے تو ان کو جانے دیں ویسے بھی ہمارے اس بوسیدہ کھنڈر نما گھر میں ان کا دل کہاں لگتا ہوگا وہ اپنے اعلیٰ شان گھر میں رہنے کے عادی ہیں۔“ وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے بے اعتنائی بھرے لہجے میں بولی۔

”تم دونوں کے درمیان پھر کوئی بات ہوئی ہے میرا ماتھا تو پرسوں اسی وقت ٹھنکا تھا جب ناشتے کی ٹیبل پر تم دونوں ہی منہ بنائے بیٹھے تھے تب سے تم بھی اکھڑی اکھڑی پھر رہی ہو اور طغرل بھی اجنبی بن گیا ہے۔“ وہ چائے پیتی ہوئیں اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھیں۔

”جھگڑا میں نہیں طغرل بھائی نے شروع کیا تھا ورنہ میرا ارادہ ان کو خاموشی سے چیک دینے کا تھا اور بس۔“

”چیک......کون سا چیک اور تم کیوں دینے لگیں طغرل کو؟“ وہ کپ لبوں سے ہٹا کر حیرانی سے استفسار کرنے لگی تھیں۔

”آپ کیا سمجھتی ہیں دادی جان! میں ان کو اپنے گھر والوں پر احسان کرنے دوں گی میں نہیں چاہتی کوئی میرے پاپا پر ترس کھائے ہم کو بھیک دے وہ دولت مند ہیں تو ہوا کریں ہم کو ان کی خیرات کے پیسے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ اس کے انداز میں اتنی نفرت بدگمانی اور بے مروتی تھی کہ وہ حق دق اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئیں۔

”یہ سب میں نے ان سے کہا تو ان کو برا لگ گیا شرمندہ ہونے کی جگہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ گھر چھوڑ کر جانے کی تو ایک بار نہیں ہزار بار جائیں یہاں کوئی ان کی پروا کرنے والا نہیں ہے۔ آپ بھی دادی جان اس معاملے میں دخل اندازی مت کیجیے گا۔“ اس نے بھڑاس نکالی اور کمرے سے چلی گئی۔

❀......❀......❀

”ارے بھئی! بڑا ہی منافقت بھرا دور چل رہا ہے آج کل سگے رشتے تو درکنار اپنے سائے پر بھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔“ صباحت عائزہ کے قریب آ کر گویا ہوئی۔

”کیا ہوا ہے ممی! کس سے شکایت ہوگئی ہے آپ کو؟“ اس نے ان کے خراب موڈ کو دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

”زینب کو دیکھو یہاں پر کس طرح باتیں بنا کر گئی تھی کہ جا کر فاخر کے کان کھینچوں گی ایسی بے نقط سناؤں گی کہ دوسرے دن ہی دوڑا دوڑا آئے گا تم کو لے جانے کے لیے اور آج کتنے دن ہوگئے ہیں اس کو گئے ہوئے جب بھی فون کرتی ہے یہی کہتی ہے آپ فکر نہ کریں میں اپنی سی پوری کوشش کر رہی ہو فاخر کا دل صاف کرنے کی۔“ ان کے لہجے میں سخت کبیدگی و نروٹھا پن تھا۔

”ٹھیک کہہ رہی ہیں آنٹی! یہ میٹر اتنی آسانی سے حل ہونے والا نہیں ہے ممی! آپ سوچا نہ کریں نامعلوم یہ معاملہ اب حل بھی ہوگا یا...... مجھے اپنی نادانی کی سزا ساری زندگی بھگتنی پڑے گی۔“

”تم دیکھنا ساری زندگی سر پکڑ کر روئے گا وہ۔“

❀......❀......❀

وہ بیڈ پر دراز چھت کو گھور رہا تھا سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل فون متواتر بج رہا تھا وقفے وقفے سے یہ سلسلہ جاری تھا دوسری طرف جو بھی تھا اس کے مزاج میں مستقل مزاجی و برداشت کا ذخیرہ شاید وافر مقدار میں موجود تھا کہ ہر پانچ دس منٹ کے وقفے کے بعد اس کا شغل جاری تھا۔ ادھر شیری بھی

اپنی سوچوں میں گم اس مسلسل آنے والی بیل کو سن رہا تھا ممی کی طبیعت سنبھلی تھی اور اس بار وہ اس سے شدید اصرار کر رہی تھیں کہ وہ شادی کے لیے ہامی بھرے اور اس بار ممی کے ساتھ دونوں بہنوں نے بھی اس کی ناک میں دم کر دیا تھا وہ کسی نہ کسی طرح اس کی شادی کرنا چاہتی تھیں ان کو عادلہ کو بھی بہو بنانے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

وہ عادلہ کو اس نظر سے دیکھتا ہی نہ تھا' اس کی تو نس نس میں ایک ہی سراپا لہو بن کر دوڑتا تھا جس کو بھلانے کی سعی میں وہ خود کو بھولنے لگا تھا مگر وہ ہوشربا چہرہ اس کے ذہن کی اسکرین پر ہر لحہ' ہر پل متحرک رہتا تھا۔

دل بھی عجیب تھا۔

اس کی چاہت میں گرفتار ہو گیا تھا جو اس کی پرچھائیں سے بھی نالاں تھی۔ بیل نے اس کو کال ریسیو کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''یس۔'' کان سے فون لگا کر تکیے کے سہارے بیٹھتا وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

''یہ کیسا پی ہیو ہے شیری! میں کتنے دنوں سے کال کر رہی ہوں اور تم کو ریسیو کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔'' اس کی آواز میں نمی تھی۔

''تم اتنی نانسینس ہو گی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔'' اس نے سائیڈ سے سگریٹ اور لائٹر اٹھاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' وہ چیخ اٹھی۔

''میرا مطلب ہے میں اتنے دنوں سے تمہاری کال ریسیو نہیں کر رہا تھا تو اس کا صاف مطلب ہے میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا' اٹس ویری سمپل۔''

''کیوں بات کرنا نہیں چاہتے؟ پلیز پلیز کیا خطا ہوئی مجھ سے بتاؤ نہ؟''

''پلیز عادلہ! یہ رونے کا ڈرامہ بہت بور کرتا ہے' تم کیوں کر رہی ہو ایسا؟ میں نے تمہیں بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ میں نے تم سے صرف فرینڈ شپ کی ہے۔'' وہ اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں بات کر رہا تھا۔

''لیکن......میں تم سے محبت کرتی ہوں' شیری!'' وہ روتے ہوئے بولی۔

''لیکن میں تم سے محبت نہیں کرتا۔'' وہ سنگ دل بنا ہوا تھا۔

''میں مر جاؤں گی' ایسے مت کہو خدا کے واسطے' مجھ پر رحم کرو۔'' اس کے سفاک رویئے نے عادلہ کو گڑگڑانے پر مجبور کر دیا تھا۔

''رحم ہی تو کر رہا ہوں' اب تم بھی خود پر رحم کھاؤ اور میرا پیچھا چھوڑ دو' میری دوستی کو تم نے غلط رنگ دیا ہے۔''

''تم جھوٹ کہہ رہے ہو' وہ دوستی نہیں تھی' تم میری اتنی کیئر کرتے تھے' میرا خیال رکھتا تھا تم' تم تمام فاصلے مٹا کر میرے قریب آ گئے تھے۔ یہ دوستی میں نہیں محبت میں ہوتا ہے پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو' وہ دوستی تھی۔'' وہ سسک رہی تھی جبکہ شیری کے چہرے کی بے زاریت لہجے سے بھی عیاں ہونے لگی۔

''میں بھی ایسی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہوں' مجھے ڈسٹرب مت کرو۔''

''یہ میری زندگی کا سوال ہے اور تم مجھے نظر انداز نہیں کر سکتے شیری! اگر تم نے اپنے وعدے سے پھرنے کی کوشش بھی کرنی چاہی تو میں تم کو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گی۔'' وہ زخمی ناگن کی طرح پھنکاری۔

''ہاہاہا......اچھا مذاق ہے' ذرا یہ کر کے تو دیکھو پھر بتاتا ہوں تم کو۔'' اس نے لائن ڈسکنکٹ کر دی اور آنکھوں میں اس کی ایک چمک سی لہرائی اس کو وہ سب یاد آیا جب ایک وقت میں وہ اور عادلہ بہت قریب آ گئے تھے۔

❁......❁......❁

فاخر نے گھر میں قدم رکھا تو دیسی کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبوؤں نے اس کا بھرپور استقبال کیا تھا اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر اتھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے زینب کو سلام کیا بریف کیس ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے شوز اتارنے لگا' اس اثناء میں زینب بھی قریب آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

''آج میں نے تمہاری پسندیدہ ڈشز بنائی ہیں۔'' پھر اس کو دیکھ کر بولیں۔

''کیا بات ہے تمہاری مسکراہٹ میں اتنی اداسی کیوں ہے فاخر۔''

''مما بھی اسی طرح کھانے بناتی ہیں' آج کھانے کی خوشبو نے مما سے دوری کا احساس شدت سے دلایا ہے۔'' وہ سادگی سے بولا۔

''بات تو یہی ہے بھابی جان نے بہت محبت دی ہے آپ کو' خیر وہ بہت جلد آ جائیں گی تم اداس مت ہو' فٹافٹ چینج کر کے آ جاؤ میں اتنے میں کھانا لگاتی ہوں پھر کافی پئیں گے۔''

''آپ نے بٹلر کو چھٹی دے دی ہے' خاصی مدد کر سکتا تھا وہ آپ کی۔'' وہ کہتا ہوا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا' زینب کھانا لگانے لگی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ کافی کے مگ اٹھائے ٹیرس پر آ گئے تھے۔

ماحول میں خاصی ٹھنڈک اتر آئی تھی کراچی کی نسبت یہاں قدرے ٹھنڈ تھی۔

''میں دو دن بعد چلی جاؤں گی فاخر!'' وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

''اتنی جلدی کیوں جا رہی ہیں آپ؟ ابھی آپ کو ہفتہ بھی نہیں ہوا یہاں آئے۔''

''میں یہاں یہ معلوم کرنے کے لیے آئی تھی کہ تمہارے ارادے کیا ہیں؟ عائزہ کو تم معاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہو یا اس کو مزید سزا کی سولی پر لٹکائے رکھنے کا ارادہ ہے اور تم کچھ کہہ کر ہی نہیں دے رہے ہو' وہاں آپی سوچ رہی ہوں گی میں یہاں سیر سپاٹے کرتی پھر رہی ہوں ان کی پریشانی کا مجھے کوئی خیال نہیں ہے۔'' وہ سنجیدہ لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''عائزہ نے میرے جذبوں کو بُری طرح ہرٹ کیا ہے' میں نے پوری سچائی و محبت کے ساتھ اس سے بندھن باندھا تھا' میں نے کسی لڑکی سے معمولی فلرٹ بھی نہ کیا تھا' بہت حفاظت سے اپنی محبت و خواہشوں کو ان چھوئی کلیوں کی طرح پاکیزگی سے رکھا تھا' میں بے حد کھرا اور ایمان دار بندہ ہوں آنٹی! میں نے پوری دیانت داری سے اپنی وفا' پیار و جذبے اپنی شریک حیات کے لیے سیو کر دیئے تھے اور مجھے بدلے میں کیا ملا؟'' اس کے وجیہہ چہرے پر شدید کرب و اذیت بکھر گئی تھی اس نے کافی ادھوری چھوڑ دی تھی' زینب سے بھی پھر وہ کافی پی نہ گئی جب اس نے فاخر جیسے لمبے چوڑے خوب صورت مرد کو بچوں کی طرح روتے ہوئے دیکھا۔

''شادی کی رات میرے کمرے میں قدم رکھتے ہی میری نئی نویلی دلہن مجھے دیکھتے ہی کہتی ہے پہلے وہ کچھ کہنا چاہتی ہے پھر وہ اپنا افیئر بتاتی ہے اس کے لفظ میرے خواہشوں کے تازہ چمن پر بم کی طرح بلاسٹ ہو رہے تھے۔ میری مسرتوں کو آگ لگ رہی تھی۔ میری محتاط اور پاکیزہ زندگی میرا منہ چڑا رہی تھی۔ وہ اپنی عاشقی کے قصے سنا رہی تھی اور میرے اندر توڑ پھوڑ تھی۔ میں نے مرد ہو کر بھی کسی لڑکی کی پرچھائیں خود پر نہ پڑنے دی اور وہ لڑکی ہو کر بھی کسی کے گلے کا ہار بن گئی۔ شرم آتی ہے اپنی تقدیر پر مجھے کس قسم کی لڑکی میرے سے منسوب ہو گئی ہے۔ گھن آتی ہے اس کے نام سے بھی مجھے۔'' اس کے لہجے میں نفرت کے علاوہ کراہت کا شدید احساس تھا۔ بہت سرعت سے اس نے اپنے آنسو رومال سے صاف کیے تھے۔

''میں مانتی ہوں عائزہ کی بچکانہ حرکت نے تم کو ناقابل برداشت تکلیف پہنچائی ہے تم کو دکھ دیا ہے وہ بے حد شرمندہ ہے اور......!''

''آنٹی پلیز۔'' میں اس ٹاپک پر کوئی بات کرنا نہیں چاہتا۔'' وہ کہہ کر چلا گیا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

''کس سے باتیں کر رہی تھیں تم؟'' عائزہ نے روم میں آتے ہوئے اسے موبائل رکھتے دیکھ کر پوچھا پھر اس کی آنسو بھری آنکھیں دیکھ کر گھبرا کر بولی۔

''بتاؤ نا کس کا فون تھا؟ کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو؟''

''شیری کا فون تھا جھگڑا ہوا ہے میرا اس سے۔'' اس نے آنسو پونچھتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کے انداز میں شکستگی نمایاں تھی۔

''کیوں ہوا جھگڑا؟ میں تو کافی ٹائم سے ان کو یہاں آتے ہوئے نہیں دیکھ رہی' تم بھی اپنے روم میں بند پڑی رہتی ہو۔''

"کیا کروں میری سمجھ نہیں آ رہا ہے شیری اس طرح دھوکہ دے گا میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی تب تو وہ میری محبت میں مرا جارہا تھا اور اب کہتا ہے......اس کو مجھ سے محبت ہی نہیں ہے۔" اس کی حالت پانی سے باہر گری مچھلی کی طرح ہو رہی تھی۔ عائزہ اس کو دیکھے گئی خوب طمطراق اور کسی کو خاطر میں نہ لانے والی عادلہ کی کیفیت کسی زخمی پرندے جیسی تھی۔ اس میں عائزہ کو اپنا عکس نظر آنے لگا۔ راحیل کی بے وفائی و بدنیتی نے اس کو بھی اس طرح بدل کر رکھ دیا تھا۔ محبت کے فریب میں وہ بھی بھر بھری دیوار کی طرح ڈھے گئی تھی۔

"عادلہ! وہ تم پر کب سے مرنے لگا۔ پری پر وہ پہلی ملاقات میں ہی فریفتہ ہو چکا تھا یہ تم بھی جانتی ہو وہ اس کو پانے کے لیے پاگل ہو رہا تھا کیا کچھ نہیں کیا انہوں نے پری کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے مگر پری نے کسی بھی لمحے ان کے جذبوں کی پذیرائی نہیں کی۔ ہمیشہ ایسا رویہ رکھا ان کی کبھی ہمت ہی نہ ہوئی کچھ کہنے کی۔"

"میں نے ہمیشہ پری کو نیچا دکھانے کی کوشش کی' کوئی ایسا موقع نہیں ضائع کیا جس میں اس کی تذلیل ہوتی ہو اور اسی چکر میں خود گرگئی ہوں۔" وہ عائزہ سے لپٹ کر رونے لگی۔

"یہ سب کرنے سے پہلے تم کو یہ بھی خیال نہیں آیا وہ پاپا کے بزنس پارٹنر کا بیٹا ہے۔ عابدی انکل کی فیملی سے ہمارے بہترین تعلقات ہیں؟ اگر وہ زبان کھول دے پاپا کے سامنے تو کیا ہوگا؟" عائزہ غصے سے اسے خود سے الگ کرتی ہوئی بولی۔

"وہ مجھے ابھی تک معاف نہیں کر سکے ہیں۔ اگر ان کو معلوم ہوا تو قیامت آ جائے گی گھر میں یہ جانتی ہو تم؟"

دروازے کے پیچھے سب باتیں سنتی صباحت پہلی بار سکتے میں آئی تھیں۔

❁ ......❁...... ❁

بہت مشکلوں سے ہاجرہ نے اعوان اور ماہ رخ کی ملاقات کا موقع نکال ہی لیا تھا۔ غفران احمر آج ایک دن کے لیے دوسرے شہر گیا تھا اور اس نے ذاکرہ کی مدد سے دلربا کے کھانے میں نیند کی دوا ملوادی تھی۔ وہ اب بے خبر سو رہی تھی۔ پھر بھی احتیاطاً ذاکرہ اس کے کمرے کے اِرد گرد تھی اور ہاجرہ گیسٹ روم کے باہر بیٹھی پہرہ دے رہی تھی۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے ماہ رخ کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔ اعوان بھی اضطرابی انداز میں دونوں ہاتھوں کو مسل کر بار بار ماہ رخ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر دکھ' تکلیف وندامت تھی۔ ماہ رخ پر گزری حقیقت جان کر وہ خود کو اس کا مجرم سمجھنے لگا تھا۔ ساحر اس کو اتنا شدید دھوکا دے گا وہ گمان نہیں کر سکتا تھا اس نے اس کی زندگی کانٹوں پر ڈال دی تھی۔

"ماہ رخ آئی ایم سوری' بلکہ سوری بہت معمولی لفظ ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں تم سے کس طرح معافی مانگوں؟ میری وجہ سے تمہارے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ انجانے میں میں ایک ایسے انسان سے دوستی کر بیٹھا جو سانپ کی فطرت رکھتا تھا جس نے موقع ملتے ہی تمہاری اور میری زندگیوں کو ڈس لیا۔" وہ کرب زدہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"جو گزر گیا سو گزر گیا اب ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا' میری خواہش ہے تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ اور پھر کبھی مڑ کر بھی اس طرف نہ آنا' اس ملاقات کو کسی بھیانک خواب کی مانند بھول جانا۔" اس کا سپاٹ لہجہ ہر جذبے سے عاری تھا۔

"میں اپنی غلطیوں کا کفارہ ساری زندگی ادا کرتا رہوں گا۔ لیکن تم کو ماہ رخ' اس جہنم میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔" وہ جذباتی لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اب مدت ہوئی ماہ رخ نے خواب دیکھنے چھوڑ دیے ہیں اعوان صاحب' ان خوابوں اور مہکتی خواہشوں کی بہت قیمت چکائی ہے میں نے وہ خواہشیں ناسور بن گئی ہیں اور زخموں سے اب جلد ہی زندگی کا رشتہ ٹوٹنے والا ہے۔ میں اب سبز باغ دیکھنا نہیں چاہتی۔ تم یہاں سے جاؤ' قبل اس کے کہ احمر غفران تمہیں زندہ زمین میں دفن کر دے۔" وہ کہہ کر کمرے سے باہر آئی تو خوف سے لرز کر رہ گئی۔

❁ ......❁...... ❁

"ہیلو ہاؤ آر یو؟" اس نے شناسا انداز پر مڑ کر دیکھا قریب ہی چند قدموں کے فاصلے پر شیری کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''جی، میں ٹھیک ہوں۔'' وہ پرس درست کرتی ہوئی عام انداز میں بولی۔

''آپ مسکراتی کیوں نہیں ہیں؟ مسکراتی رہا کریں یقین مانیے مسکرانے پر ابھی تک کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے۔'' وہ اتنے بھولپن سے گویا ہوا تھا کہ پری بے ساختہ مسکرانے لگی تھی۔

''ڈیٹس گڈ، یہ ہوئی نہ بات آپ خود کو کتنا بہتر فیل کر رہی ہوں گی۔ آپ شاپنگ تنہا کرنے کی عادی ہیں؟'' وہ اس کو ایک مال کے پارکنگ ایریا میں کھڑے دیکھ کر تعجب سے استفسار کرنے لگا۔

''جی نہیں، میرے ساتھ عائزہ آئی ہے وہ کسی شاپ پر اپنا سامان بھول آئی ہے وہی لینے گئی ہے میں اس کا ویٹ کر رہی ہوں۔''

''اوہ، دادی جان کیسی ہیں؟ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں، بہت دن ہو گئے ہیں ان سے ملے ہوئے ممی بھی بہت یاد کرتی ہیں دادی کو۔'' وہ خاصی شرافت و تہذیب کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

''دادی جان کی طبیعت آج کل ٹھیک نہیں ہے۔''

''کیا ہوا ان کو، کب سے بیمار ہیں وہ؟''

''ڈاکٹر نے چیک اپ کیا ہے کمزوری کے علاوہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے جو پریشانی کی بات ہو، دادی جان نے کھانا وغیرہ کم کر دیا ہے۔'' عائزہ شاپر پکڑے وہاں آ گئی تھی۔ شیری کو دیکھ کر اس کے چہرے پر کئی رنگ آئے تھے۔ یہ وہ شخص تھا جس کی وجہ سے اس کی بہن آنسو بہا رہی تھی اور وہ مزے سے ہنستا مسکراتا پھر رہا تھا دل چاہ رہا اس چہرے سے شریف و خوبرو دکھائی دینے والے شخص کا گریبان پکڑ کر کہے کہ عادلہ کی زندگی برباد کر کے پھر تمہاری نگاہوں کا محور بدل رہا ہے۔

مگر صرف آہ بھر کر رہ گئی۔ مرد شروع سے حریص ہوتا ہے۔ عورت کی کشش بڑے بڑے پرہیزگاروں کو گناہ گار بنا ڈالتی ہے۔ مرد کا نفس ازل سے کمزور ہے اور اگر کوئی لڑکی پکے ہوئے پھل کی طرح اس کی از خود ہی اس کی جھولی میں گر جائے تو وہ چوری نہیں کہلاتی ہے۔ اس کو زبردستی نہیں کہتے ہیں کشش اس پھل میں ہوتی ہے جو پہنچ سے دور ہوا اور بڑی دقتوں کے بعد حاصل کیا جائے۔

''وہاں کیوں رک گئی ہو عائزہ؟'' پری پر اس کی نگاہ پڑی تو وہ حیرانی سے گویا ہوئی۔

''کیسے ہیں شیری بھائی آپ تو گھر کا راستہ ہی بھول گئے ہیں ہمارے۔'' دلی جذبات کو اس نے مسکراہٹ کے پردوں میں چھپا لیا تھا۔

''فائن، آپ یہاں ابھی تک موجود ہیں۔ میں تو سوچ رہا تھا آپ اسلام آباد فلائی کر چکی ہوں گی؟'' اس کی حیرانی پر عائزہ کچھ کہہ نہ سکی۔

''دادی کی طبیعت کی وجہ سے ممی نے عائزہ کو جانے نہیں دیا تھا مگر بہت جلد فاخر بھائی عائزہ کو لینے آئیں گے۔'' پری نے اعتماد سے کہا اور عائزہ نے سکون کی سانس لی تھی۔

''کافی چلے گی نا؟ موسم بھی کچھ سرد ہے اور آپ تھک بھی گئی ہوں گی۔''

''نہیں بالکل ٹائم نہیں ہے پھر کبھی پییں گے۔''

''تکلف مت کریں یہاں قریب ہی ہے کافی شاپ۔''

''عائزہ ٹھیک کہہ رہی ہے ہم پہلے ہی بے حد لیٹ ہو گئے ہیں۔'' پری نے ایک ہاتھ سے شاپر دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور ہاتھ ہلاتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔ شیری وہیں کھڑا تھا اس نے ہاتھ میں پکڑے گاگلز اسی طرح سیٹ کیے تھے کہ جاتی ہوئی پری کا عکس دور تک دکھائی دیتا رہا تھا۔

''تم نے شیری کو یہ کیوں کہا کہ فاخر مجھے لینے آ رہے ہیں۔ جبکہ تم کو معلوم ہے فاخر نے زیبی آنٹی کی بھی بات نہیں مانی ہے وہ جتنے مان و یقین سے ان کے پاس گئی تھیں اتنی ہی بددل اور شکستہ ہو کر واپس آئی ہیں۔'' وہ کار میں محو سفر تھیں جب دھیمے سے عائزہ نے کہا۔

''ہر ایک کو ہم حقیقت نہیں بتا سکتے عائزہ۔''

''ہوں، کہہ تو تم ٹھیک ہی رہی ہوں لوگ تو پہلے ہی اتنی جلدی شادی ہونے پر متجسس ہو رہے تھے اور اب معلوم ہوا تو رہنا دشوار کر دیں گے۔

ہزار قسم کے سوال الگ ہوں گے۔"

"تم اپنے اچھے فیوچر کے لیے دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اس کے چہرے پر اترتی یاسیت دیکھ کر سمجھانے لگی۔

"اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا پری، کچھ ٹھیک نہیں ہو گا مجھے اپنی خودسری و من مانی کی سزا بھگتنی ہو گی اسی طرح ذلیل و خوار ہو کر۔" وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

"پلیز عائزہ، شوفر کا خیال کرو وہ کیا سوچے گا۔" عائزہ کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگتا ہی گیا تھا۔

❁......❁......❁

"اماں جان! طغرل آپ کی بات نہیں ٹالیں گے آپ راضی کریں اس کو۔" وہ کان سے فون لگائے دوسری طرف سے آنے والی مذنہ کی آواز سن رہی تھیں۔

"مذنہ بہو! مجھے ان باتوں سے دور ہی رکھو تو بہتر ہے۔"

"آپ کو کیسے دور رکھا جا سکتا ہے آپ ہماری سربراہ ہیں اماں جان۔" بڑے میٹھے لہجے میں ان کی سربراہی کا اعتراف کیا گیا۔

"اچھا اس سے قبل بیٹا بیٹی کی اپنی مرضی سے شادیاں کرتے وقت میں سربراہ نہیں تھی تمہاری۔" وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"اوہو اماں آپ تو یہاں کے آزاد ماحول کو جانتی ہیں طلحہ اور فرحانہ نے خود ہی اپنے لیے بر چن لیے تھے۔ اگر ان کی بات نہیں مانی جاتی تو وہ کورٹ میرج کر لیتے سو ان کی خوشیوں کے لیے شادیاں کرنی پڑیں۔ لیکن اب بھائی جان کی بیٹی وانیہ میری بہو بنے گی وہ بے حد حسین اور طرح دار لڑکی ہے طغرل کے ساتھ سوٹ کرے گی۔"

"ماشاء اللہ! ایک سے ایک حسین و جمیل لڑکیاں صرف تمہارے خاندان میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ چلو تم کہتی ہو تو کوشش کروں گی اس کو وانیہ کے ساتھ شادی کرنے کے لیے شاید منا بھی لوں۔"

"کوشش نہیں آپ کو یہ کام کرنا ہے۔ دراصل وہ پارس کو پسند کرنے لگا ہے۔ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ یہاں جب تک رہا مجھے فورس کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ میں پاس کو بہو بنانے پر راضی ہو جاؤں مگر آپ جانتی ہیں میں اس کو بہو بنانا نہیں چاہتیں۔" مذنہ اور بھی نامعلوم کیا کیا کہہ رہی تھیں۔ اماں جان کو اچانک ہی اپنا سانس سا گھٹتا ہوا محسوس ہوا درد کی تیز لہر تھی۔ جس نے ان کو ایک دم ہی بے دم سا کر دیا تھا۔ فون ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا تھا لمحوں میں پسینوں میں نہا گئی تھیں۔

"پپ...... پپ...... پری۔" ان کی دردبھری آواز پر خیرون نے مڑ کر دیکھا اماں کو بے ترتیبی سے بیڈ پر گرے دیکھ کر اس نے ڈسٹر وہیں پھینکا تھا اور بدحواسی سے چیختی ہوئی کمرے سے نکلی تھی۔

"پری بی بی، پری بی بی۔" اس کی آواز پر لاؤنج میں داخل ہوتا طغرل تیز تیز قدموں سے ادھر بولا۔

"کیا ہوا ہے؟"

"وہ صاحب جی، اماں جان کو معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے وہ بے ہوش ہو کر گر گئی ہیں۔" خیرون کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی وہ بھاگ کر ان کے کمرے میں پہنچا اور دادی کی بے ہوشی دیکھ کر اس کے وجیہہ چہرے پر سخت پریشانی پھیل گئی۔

"دادی جان، دادی جان آنکھیں کھولیں۔" وہ وحشت زدہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ لیکن جواب ندارد۔

"کیا ہوا دادی جان۔" پری بھی بدحواسی سے وہاں آئی تھی۔

"شوفر کو کہو کار نکالے فوراً۔" اس نے خیرون سے کہا۔ وہ فاسٹ ڈرائیونگ کرتا ہوا اسپتال کے ایمرجنسی گیٹ پر پہنچ گیا تھا۔ پیچھے پری ان کا سر گود میں رکھے دعائیں پڑھ کر پھونک رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر بڑے آرام سے دادی کا بے ہوش وجود بازوؤں میں اٹھایا تھا اسی اثناء میں میل نرس اسٹریچر وہاں لا چکے تھے۔

ڈاکٹرز نے اس کے شک کی تصدیق کر دی تھی دادی کو ہارٹ اٹیک آیا تھا ان کی حالت خطرے سے باہر نہ تھی۔ ان کو آئی سی یو میں منتقل کر دیا گیا

تھا۔

❁.......❁.......❁
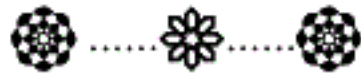
باہر گزرتے ہوئے اس نے احمر غفران کو دیکھا تو مارے خوف کے اس کی سانس بند ہونے لگی تھی وہ آنکھیں پھاڑے اس طرح دیکھ رہی تھی' اعوان جو اس کے پیچھے آرہا تھا۔

اس نے سرعت سے آگے بڑھ کر ماہ رخ کو بازو سے پکڑ کر گھٹتا ہوا اندر لایا تھا وہ کسی بے جان مورتی کی مانند گھسٹتی چلی آئی تھی۔

''ابھی احمر دیکھ لیتا تو میرا سارا پلان خراب ہو جاتا اور تم مجھے تو بڑے مشورے دے رہی تھیں اور خود جا کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔'' وہ جھنجلاہٹ بھرے انداز میں مخاطب ہوا۔

''وہ واپس کیسے آ گیا' اس کو کل آنا تھا' اس کو کسی نے ہمارے مطابق بتا تو نہیں دیا؟'' ماہ رخ خوف زدہ تھی۔

''کون بتائے گا باہر اس کو؟''

''میرا دل گھبرا رہا ہے' کچھ ہونے والا ہے۔''

''وہم ہے تمہارا اور کچھ نہیں۔'' اس نے اسے بھرپور انداز میں دلاسہ دیا تھا۔

''وہم نہیں......اس کا اس طرح واپس آنا نیک شگون نہیں ہے۔'' قبل اس کے وہ کچھ اور کہتا باہر سے احمر غفران کی آواز آئی۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو ہاجرہ!'' بہت بلند و سخت لہجہ تھا۔

''رئیس میرا دل گھبرا رہا تھا' میں تازہ ہونے کھانے یہاں آ بیٹھی۔'' ہاجرہ کی کانپتی آواز ماہ رخ کی دل کی دھڑکنوں کو مزید بڑھا رہی تھی اس کو ہر طرف اپنی بربادی دکھائی دے رہی تھی۔

''بدبخت۔'' احمر غفران نے ایک زوردار لات مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ ''تجھے تاکید کی تھی ہماری رانی کی پاس سے لمحے کو بھی مت ہلنا' اسے کسی بھی وقت کسی بھی شے کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور تو یہاں ہوا کھانے آن بیٹھی ہے تیری یہ جرأت۔'' اس نے لاتوں کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کا استعمال بھی شروع کر دیا تھا۔

''معاف کر دو رئیس! مجھ سے بھول ہو گئی۔'' درد و تکلیف سے چیختے ہوئے ہاجرہ منت و سماجت کر رہی تھی۔

''میں مار دوں گا اسے وہ آدمی نہیں درندہ ہے۔'' اعوان نے ہاجرہ کو مسلسل پیٹتے دیکھ کر غصے سے بپھرتے ہوئے کہا اور ماہ رخ کے منع کرنے کے باوجود باہر نکل گیا۔

❁.......❁.......❁

ایک کے بعد ایک گھنٹہ گزر گیا تھا دوپہر سے رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ دادی کی حالت ہنوز خطرناک تھی انہیں ہوش نہیں آ رہا تھا وہ دونوں آئی سی یو کے باہر صوفے پر بیٹھے تھے۔

پری کی گویا دنیا ہی اجڑ رہی تھی اس کے آنسو خشک نہیں ہو رہے تھے' دعاؤں اور آیتوں کا ورد کرتے کرتے حلق میں کانٹے اُگ آئے تھے۔ طغرل بھی ساری خفگی و غصہ بھلائے اس کے قریب صوفے پر بیٹھا تھا۔

اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور دل گویا وسوسوں سے بھر گیا وہ پری کی طرح گھٹ گھٹ کر رو تو نہیں سکتا تھا مگر شدتِ ضبط سے اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں دادی کے ساتھ گزرے وقت کا ہر لمحہ اسے یاد تھا' ان کی بے قرار نگاہیں آئی سی یو کے دروازے سے ٹکرا کر واپس آ رہی تھیں۔

''دادی ٹھیک ہو جائیں گی؟ دادی کو کچھ نہیں ہو گا نہ طغرل بھائی۔'' اچانک اس نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر وحشت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں......ہاں ان شاء اللہ! دادی ہمارے ساتھ جائیں گی' مسکراتی ہوئیں۔''

''پھر ڈاکٹر کیوں بار بار دعا کرنے کیوں کہہ رہے ہیں؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ دادی کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گی۔'' وہ اس کے بازو سے چہرہ ٹکا کر رونے لگی۔

.......☆☆☆.......

دکھ سانجھا تھا...... تڑپ ایک تھی...... دونوں کے لبوں پر ایک ہی دعا تھی۔ دادی کی زندگی...... دادی کی صحت یابی کی...... دادی کی تندرستی کی۔

دل پر کسی بے حد چہیتی ہستی کے لیے جدائی کی ضربیں پڑ رہی ہوں تو درد کی شدت حد سے سوا ہو جاتی ہے کسی کے درمیان کتنا ہی لڑائی جھگڑا ہو ایسے میں سارا غبار از خود ہی رفع ہو جاتا ہے اور درد انہیں قریب کر دیتا ہے ان دونوں کے درمیان بھی گھمسان کی سرد جنگ چل رہی تھی۔ دونوں میں سے کوئی بھی سرنڈر کرنے کو تیار نہ تھا لیکن...... دادی کی حالت نے ان کو ایک کر دیا تھا وہ تمام ذاتی عناد و چپقلش بھلائے قریب بیٹھے تھے وہ اس کے شانے سے سر ٹکائے بے اختیار روئے جا رہی تھی۔

''پارس...... پلیز سنبھالو خود کو دادی جان کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے ہماری دعائیں انہیں کچھ نہیں ہونے دیں گی وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔''

اس نے پری کا چہرہ اپنے شانے سے ہٹایا تھا نہ ہی رخ اس کی طرف موڑا تھا مگر اس کے انداز میں کوئی ترشی و خفگی کا تاثر بالکل نہ تھا اس کی آواز میں بھی وہ ہی درد و تڑپ تھی ویسا ہی سوز و تفکر تھا جو پری کی آواز میں پنہاں تھا۔ فرق تھا تو صرف آنسوؤں کا جو پری کے چہرے پر رم جھم کی طرح پھیلے ہوئے تھے اور اس کے دل میں اس طرح برس رہے تھے جس طرح کوئی ویرانے میں برستی بارش سے بے خبر رہتا ہے۔

صباحت، عادلہ اور عائزہ کسی تقریب میں گئی ہوئی تھیں اور فیاض کو طغرل نے کئی بار کال کی اور ہر بار ہی ان کا سیل آف مل رہا تھا ویسے بھی وہ بزنس کے سلسلے میں مصروف ہوتے تھے تو سیل فون آف رکھتے تھے وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔

دادی انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں موت و زیست کے درمیان جھول رہی تھیں۔ نامعلوم ایسا کیا صدمہ پہنچا تھا کہ دل بے وفائی پر کمر بستہ دکھائی دے رہا تھا۔ سانسیں تھمنے اور زندگی کی دوڑ کمزور پڑنے لگی تھی۔ اندر باہر آتے جاتے ڈاکٹرز اور دیگر اسٹاف کے سپاٹ چہروں پر ان کے لیے فی الوقت حوصلہ افزائی والی کوئی بات نہ تھی پہلے پہل طغرل ڈاکٹرز سے دادی کی کنڈیشن پوچھتا رہا تھا اور اب وہ بھی ساکت بیٹھ گیا تھا۔ اس کے دھیمے ہلتے ہونٹ دعاؤں میں مشغول تھے۔ مشینوں میں جکڑی آکسیجن کے ذریعے سانس لیتی دنیا و مافیہا سے بے خبر دادی کو وہ دیکھ کر آیا تھا تب سے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔ ہنستی مسکراتی، نڈر و بہادر دادی کی بے بسی و بے کسی دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا پھر دوبارہ وہ اس طرف نہیں گیا تھا۔

پری کی منت سماجت کے باوجود اسے دادی کو دیکھنے نہیں دیا تھا کہ اس کو ادراک تھا وہ انہیں اس حالت میں دیکھ نہ پائے گی۔ صباحت اور عادلہ، عائزہ کو گھر میں خیرون سے خبر ملی تو وہ فوراً ہی چلی آئی تھیں اور ان کی آمد کے کچھ دیر بعد ہی پریشان سے فیاض بھی آ گئے تھے طغرل کی زبانی ہی ان کو معلوم ہوا تھا۔ صباحت نے فون کر کے عامرہ اور آصفہ کو بھی باخبر کر دیا تھا رات تک سب وہاں جمع تھے اذکار و نوافل کا سلسلہ جاری تھا۔ ہر چہرہ پریشان و آنکھ نم تھی دعاؤں کے لیے ہونٹ ہل رہے تھے پری کے آنسو خشک نہیں ہو رہے تھے عادلہ اور عائزہ کو بھی دادی کی سیریس حالت نے متفکر و پریشان کر دیا تھا وہ بھی ان کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔

''پری...... میری بچی! بس اب چپ ہو جاؤ سارا دن ہو گیا ہے تمہیں روتے ہوئے، تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی تم فکر مت کرو ان شاء اللہ اماں جلد ٹھیک ہو جائیں گی تمہارے پاس ہی ہوں گی اماں۔'' آصفہ نے چپکے چپکے آنسو بہاتی ہوئی پری کو گلے لگاتے ہوئے جذباتی لہجے میں کہا اور خود بھی اس کے ساتھ آنسو بہانے لگی تھیں۔

''آپی! تم پری کو دلاسہ دینے کے ساتھ خود بھی حوصلہ ہار بیٹھی ہو پری نے پہلے ہی کیا کم اپنی حالت رو رو کر خراب کر لی ہے جو اب تم بھی رونے میں اس کا ساتھ دینے لگی ہو۔'' عامرہ زبان کی تیز تھیں تو ان کا حوصلہ و اعتماد بھی بے حد مضبوط تھا۔ غم ہو یا خوشی وہ موقعہ پر خود کو بڑی دانش مندی سے سنبھالا کرتی تھیں اس وقت بھی بڑی بہن کو حوصلہ ہارتے دیکھ کر نرمی سے ان کو علیحدہ کر کے گویا ہوئیں۔

''پھوپو جان! میں دادی جان کے بغیر نہیں جی پاؤں گی۔'' پری سسکتی ہوئی ان کی آغوش میں سما گئی تھی۔

''ان شاء اللہ کچھ نہیں ہو گا اماں جان کو تم ان کو ہنستا مسکراتا اسپتال سے لے کر جاؤ گی۔ اماں ہم کو شاید چھوڑ بھی دیں مگر یہ یقین ہے وہ تم سے

بے وفائی نہیں کر سکتیں۔ تمہیں چھوڑ نہیں سکتیں، اماں نے تمہیں اس وقت نہیں چھوڑا تھا جب بھائی جان تم کو رکھنا نہیں چاہتے تھے، تمہاری مما کے ہمراہ بھیجنا چاہتے تھے اس وقت وہ اماں ہی تھیں جنہوں نے تمہیں سینے سے لگایا تھا اور پھر ہم نے دیکھا تھا اماں نے جتنی محبت تم سے کی جس قدر خیال تمہارا رکھا اتنا پیار انہوں نے ہم سے بھی نہیں کیا تھا۔'' دھیرے دھیرے اس کے ریشمی بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ اس کو سمجھا رہی تھیں۔ آنسو ان کے بھی بہہ رہے تھے لیکن وہ ضبط کر رہی تھیں وہاں موجود عائزہ اور عادلہ کی بھی آنکھیں برس رہی تھیں اگر ان میں کوئی اطمینان سے بیٹھا تھا تو صباحت بیگم تھیں جو اس پریشان کن حالات میں بھی پری کو اپنی مخصوص سوتیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں، جس نے نندوں کو بھی اپنا ہمدرد بنالیا تھا جو ایک عرصے سے اس سے نفرت کرتی آئی تھیں اور اب......

''چچا جان!'' طغرل تیز تیز چلتا اس طرف آیا۔

''چچا جان...... دادی جان کو ہوش آ گیا ہے۔ ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔'' وہ فرطِ مسرت سے فیاض سے لپٹ کر بولا۔

❀......❀......❀

اعوان کو باہر نکلتے دیکھ کر اسے اپنی عبرت بھری بربادی دکھائی دینے لگی جب کہ وہ ہاجرہ کو جانور کی طرح مار کھاتا دیکھ کر انسانی ہمدردی کے جذبے سے لبریز آگے بڑھ رہا تھا اور ابھی وہ برآمدہ عبور کر نہیں پایا تھا کہ ماہ رخ بھاگ کر اس کے قدموں سے لپٹ گئی۔

''پلیز اعوان! باہر مت جاؤ، وہ ہاجرہ کو معاف کر دے گا لیکن ہمارا جو انجام ہوگا اس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔'' اس کے ملتجی لہجے میں خوف و دہشت تھی اعوان رک کر حیرانی سے بولا۔

''وہ ہاجرہ کو مار دے گا، تم کو اس کی فکر نہیں ہے؟''

''وہ ہاجرہ کو مار دے گا اور ہمیں ایسی سزا دے گا جس سے زندگی بھی پناہ مانگتی ہے وہ ہمیں مارے گا نہیں اور جینے بھی نہیں دے گا۔'' ماہ رخ کے لہجے کی وحشت میں قدرے کمی واقع ہوئی تھی کیونکہ باہر سے احمر غفران چلا گیا تھا ہاجرہ بے ہوش پڑی تھی۔

''اگر ہاجرہ مر گئی تو تم کو اس کے مرنے کا دکھ نہیں ہوگا؟ بہت پیار کرتی ہے وہ تم سے یہ بات میں نے شدت سے نوٹ کی ہے۔'' وہ دونوں کھڑکی سے باہر خاصے فاصلے پر گھاس پر بے سدھ پڑی ہاجرہ کو دیکھ رہے تھے ہاجرہ کے سبز سوٹ پر جا بجا سرخ خون کے نشانات دکھائی دے رہے تھے وہ گٹھڑی سی بنی ہوئی تھی۔

''ہاجرہ مر جائے گی۔'' وہ کھڑکی سے ہٹ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہذیانی انداز میں مسکرا کر گویا ہوئی، اعوان کھڑا ہی رہا وہ خاصا مضمحل تھا۔

''ہاجرہ مر چکی ہے...... وہ زندہ ہی کب تھی اس محل میں رہنے والی ہر وہ عورت مری ہے جو اپنی مرضی و اختیار سے بے دخل کر دی گئی ہیں جن کو احمر غفران جیسے ہوس پرست گدھ مردار کر چکے ہیں۔'' وہ اس وقت ہوش و حواس سے کسی حد تک بیگانہ لگ رہی تھی۔

''ہاجرہ مر جائے گی تو زندگی کی تکلیف دہ قید سے نجات مل جائے گی دعا کرو ہاجرہ مر جائے...... ہاجرہ مر جائے یہاں کی زندگی سے موت بہتر ہے۔'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''میں تم کو مرنے نہیں دوں گا رخ!'' وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا اس کا چہرہ ہاتھ سے پکڑتے ہوئے جذباتی انداز میں گویا ہوا۔

''تم کچھ حوصلہ کرو میں تمام انتظامات کر چکا ہوں تم کو یہاں سے لے جانے کے، میں تمہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔''

''نہیں نہیں...... ایسی کوئی حماقت مت کرنا، تم چلے جاؤ یہاں سے۔'' وہ سراسیمہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے گویا ہوئی۔

''آج بلکہ ابھی چلے جاؤ خدارا یہاں سے چلے جاؤ۔''

''ہرگز نہیں، میں تم کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔'' وہ قطعیت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''تم کو جانا ہوگا اعوان!''

''تمہارے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔''

''یہ ضد کا وقت نہیں ہے۔''

''میں ضد نہیں کر رہا ہوں۔''

''یہ ضد ہی تو ہے بلکہ بے وقوفی ہے میرے ساتھ ساتھ اپنی زندگی بھی خطرے میں ڈال رہے ہو۔''

''ایک بار غلطی ہوگئی تھی مجھ سے جو میں تم کو ساحر کے سہارے چھوڑ گیا تھا وہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے جو میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گا۔'' وہ آبدیدہ ہو گیا تھا۔

''یہ اب لاحاصل باتیں ہیں، مجھے اپنی خواہشوں کو حد سے زیادہ بڑھانے، سب کو دھوکہ دینے کی سزا اسی طرح ملنی تھی، تمہارا کوئی قصور نہیں ہے میں ہی احسان فراموش تھی، جھوٹی و مکار، ناشکری و حاسد مجھے میرے کیے کی سزا ملی ہے۔'' وہ آنسو صاف کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

''تم چلے جاؤ اعوان! مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے اب۔''

''ان حالات نے تم کو رخ بہادر و بڑے دل کا بنا دیا ہے تم نے کتنی آسانی سے مجھے معاف کر دیا ہے مگر میں خود کو معاف نہ کر سکوں گا۔ میں اتنا اعلیٰ ظرف و حوصلہ مند نہیں ہوں میری وجہ سے تم اس جہنم میں آئی ہو اور......''

''بحث مت کرو، یہ عالی شان محل باہر سے جتنا خوب صورت ہے اندر اس کے اتنی ہی بھیانک کہانیاں سچائی کے لبادے اوڑھے چھپی ہوئی ہیں۔ یہاں کی بنیادوں میں نامعلوم کتنے ایسے لوگوں کی قبریں ہیں جو زندہ دفن کر دیئے گئے ہیں، جن کے نام و نشان تک مٹا دیئے گئے ہیں۔'' وہ اس کی بات قطع کر کے سمجھانے لگی تھی۔

''تم کچھ بھی کہو تم کو میرے ساتھ جانا ہوگا ورنہ میں موت کو گلے لگا لوں گا ابھی۔'' اس نے پُرعزم لہجے میں کہا۔

❁.......❁.......❁

مسز عابدی کی طبیعت اب پہلے سے قدرے بہتر تھی لیکن وہ اپنی سنبھلتی بگڑتی طبیعت سے انجانے خوف و وسوسوں کا شکار ہو گئی تھیں اور اس بار قطعیت بھرے انداز میں وہ فیصلہ کر چکی تھیں کہ شہریار کو شادی کے لیے راضی کر کے ہی سکون سے بیٹھیں گی گو کہ اپنی اس دیرینہ خواہش کا تذکرہ وہ بار بار شہریار سے کر چکی تھیں وہ بھی وقتی طور پر ان کی ہاں میں ہاں ملایا کرتا تھا مگر نامعلوم کیوں شادی کے لیے سنجیدہ نہ تھا اور نہ ہی رشتے کی بات کرنے دیتا تھا۔ مسز عبادی نے اس کا حل یہ نکالا بیٹیوں سے صلاح و مشورے کے بعد عابدی صاحب سے بات کرنے کی ٹھانی اور آج موقع ملتے ہی وہ شہریار کی شادی کا تذکرہ نکال بیٹھیں۔

''شیری کی شادی کرنا چاہ رہی ہیں آپ؟'' وہ مسکرا کر مطمئن لہجے میں بولے۔

''آف کورس عابدی! کیا اب بھی میری آرزو پوری نہیں ہوگی؟ میری روز روز کی بیماریوں نے مجھے اس خوف میں مبتلا کر دیا ہے کہ شاید میں شیری کی شادی کی خوشیاں دیکھے بنا ہی مر جاؤں گی۔'' ان کے لہجے میں یاسیت و محرومی نمایاں تھی عابدی صاحب نے بے ساختہ ان کی طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئے۔

''یہ بے حد اسٹوپڈ بات کی ہے نور جہاں! موت تو برحق ہے لیکن موت سے پہلے موت کا خوف زندگی کی خوشیوں کو نگل لیتا ہے۔''

''میں موت سے نہیں ڈرتی، مگر اس وقت سے خوف میں مبتلا ہو جاتی ہوں اگر خدانخواستہ شیری کی خوشیاں دیکھے بغیر یہ دنیا چھوڑنی پڑ گئی تو میری روح کو قبر میں بھی سکون نہیں ملے گا۔''

''اللہ نہ کرے جو ایسا وقت آئے ان تمام فضول سوچوں کو دل سے نکال دو، ان شاء اللہ تم شیری کے بچوں کی خوشیاں بھی دیکھو گی، ان کے ناز و نخرے اٹھاؤ گی۔'' وہ شوخ انداز میں مخاطب ہوئے تھے۔

''اللہ آپ کی زبان مبارک کرے عابدی! آپ خدارا بابا کو فورس کریں وہ شادی کے لیے سنجیدہ ہو جائے اب مجھ سے گھر کی ویرانی برداشت نہیں ہوتی ہے۔ بہو کے آنے سے گھر میں بہاریں رقصاں ہو جائیں گی۔'' وہ ان سے علیحدہ ہوتے ہوئے ملتجی لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''ہوں......آپ کی بے قراری دیکھ کر شیری سے بات کرنا ہی پڑے گی، مگر اس نے کوئی ایسی لڑکی پسند کر رکھی ہو جو آپ کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو پھر کیا ہوگا؟'' عابدی کے ذہن میں یہ خیال اچانک بجلی کی مانند چمکا تھا۔

''آفٹر آل وہ عمر کا اہم حصہ امریکہ جیسے ملک میں گزار کر آئے ہیں پھر میں فیل کرتا ہوں شیری کی طبیعت میں وہاں کے ماحول کی آزادی اور بے باکی قدرے حلول کرگئی ہے جس کو ہمارے معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے شیری کی پسند......''

''ارے چھوڑیئے آپ اس بلاوجہ کی لمبی چوڑی تمہید کو میں اس کی ماں ہوں اس کی پسند سے اچھی طرح آگاہی ہوں' یہ میں آپ کو بتادوں شیری نے کوئی میم شیم پسند نہیں کی ہے وہ لاکھ آزاد و بے باک سہی مگر دل سے وہ مشرقی مرد ہے اور مشرقی لڑکی ہی اس کی پسند ہے۔'' مسز عابدی نے ان کا کوٹ ہینگ کرتے ہوئے مسرور لہجے میں کہا۔

''واہ بھئی' ماں اور بیٹے میں یہ تمام باتیں شیئر ہوگئی ہیں اور مجھے لاعلم رکھ کر کہا جارہا ہے شیری کو شادی کے لیے راضی کروں' واؤ امیزنگ۔ بیگم صاحبہ! آپ اس مشرقی لڑکی کا نام بتائیں گی جس پر ہمارے برخوردار کا دل آیا ہے۔'' وہ بھی خاصے خوش و پُر اشتیاق تھے۔

''ابھی آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔'' وہ چڑاتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

❁.....❀.....❁

ایک ہفتہ گزر گیا تھا اماں جان کو اسپتال میں ایڈمٹ ہوئے اس عرصے میں ان کی طبیعت بہتری کی طرف گامزن تھی' وہ پرائیوٹ روم میں شفٹ ہوگئی تھیں روزانہ عیادت کے لیے گھر کے لوگوں کے علاوہ عزیز و اقارب بھی آتے تھے' مسز عابدی تقریباً روز ہی آرہی تھیں دو بار عابدی صاحب بھی آئے تھے وگرنہ شیری ہی ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔

اماں جان کبھی کسی بیماری سے شکستہ نہیں ہوئی تھیں لیکن اس بار وہ ہار بیٹھی تھیں ان کی بوڑھی آنکھوں میں ہر دم بھیگی سی دھندلاہٹ رہنے لگی تھی اور لب بھی بہت کم وا ہوتے تھے' زیادہ تر وہ آنکھیں بند کرکے لیٹی رہتی تھیں ان کے پاس پری رہ رہی تھی۔ پہلے ان کی بیماری نے کم دل دہلایا تھا کہ مستزاد ان کی خاموشی وسب سے بے پروا انداز نے اس کے کمزور سے دل میں عجیب سا ڈر بٹھادیا تھا اب بھی وہ کب سے ان کے زرد چہرے کو دیکھ رہی تھی جو دواؤں کے زیر اثر ارد گرد سے غافل مدہوش لیٹی تھیں۔

''اماں جان! سارے لاڈ اپنی لاڈلی کے لیے ہی وقف کردیئے ہیں آپ نے ہمارے بچوں کے لیے تو کوئی ممتا ہی نہیں ہے آپ کے پاس۔'' عامرہ آصفہ جب بھی میکے آتیں ان کی یہی شکایت ہوتی تھی۔

''پروردگار گواہ ہے یہ تمہارے دلوں کا بغض ہے ورنہ میں تو تمام بچوں کو ہی پیار کرتی ہوں' بیٹے و بیٹیوں کی اولادیں مجھ کو یکساں عزیز ہیں۔''

''رہنے دیں اماں! آپ ہر وقت گود میں اس پری کو چڑھائے رکھتی ہیں' ہمارے بچے تو آپ کی گود سے محروم ہی رہیں گے۔ یہ ڈائن ہمارے ساتھ ہمارے بچوں کا حق بھی ہڑپ کررہی ہے ناگن ماں کی ناگن اولاد۔''

''ارے اللہ کے غضب سے ڈرو تم لوگ' کیوں ہاتھ دھوکر اس معصوم کے پیچھے پڑی رہتی ہو' اس غریب کو بخش دو اس کی ماں تو اس سے جدا ہوئی ہے ساتھ باپ نے بھی اس بے قصور کی طرف دیکھنا چھوڑ دیا ہے ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی وہ اپنی ہی بیٹی کی پرچھائیں سے بھی نفرت کرتا ہے۔'' وہ اس کو سینے سے لگا کر رو پڑتی تھیں۔

''جس عورت نے وفا نہ کی تو اس کی بیٹی سے فیاض کس طرح وفا کی امید کرسکتا ہے وہ اس منحوس لڑکی سے بالکل درست نفرت کرتا ہے۔''

''آصفہ آپی آپ کے ہی کیا میری بیٹیوں کا حق بھی یہ پری چھین رہی ہے' اماں کو اس کے سوا کوئی نظر نہیں آتا ہے۔'' صباحت بھی ان کا ساتھ دیتیں۔

''تم سب کی اولادوں پر ماں اور باپ کا سایہ سدا سلامت رہے' اس ننھی پارس کے لیے تو میں ہی ماں ہوں اور میں ہی باپ ہوں۔ تم لوگ اپنی اپنی بولیاں بولتے رہو جس کی پروا میری جوتی کو بھی نہیں اور کان صاف کرکے سن لو آخری سانس تک میں پری کو خود سے جدا نہیں کروں گی۔'' دادی کی بارعب و پُرعزم آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔ کئی سال گزر گئے تھے مگر ان کا جاہ وجلال و بارعب آواز میں معمولی سی بھی کمی واقع نہ ہوئی تھی وہ اسی طرح صاف و کھری' منہ در منہ بات کرتی تھیں۔ پہلی بار وہ دبدبہ و جلال آواز سے غائب ہوکر لہجے کو کمزور بنا گیا تھا پری ان کے بے سدھ چہرے کو دیکھتے ہوئے رو رہی تھی بے آواز' بلا جنبش ماضی کی ڈائری سے کئی ورق اس کی نگاہوں میں لہرا رہے تھے دادی کی بے تحاشہ محبت' بے انتہا

پیار اس کو یاد آ رہا تھا وہ اس کی خاطر اپنی بیٹیوں کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھیں اور آج وہ اس سے غافل تھیں اور ان کی یہی خاموشی اس کے دل کے ٹکڑے کر رہی تھی۔

''پلیز...... ڈون ویپ۔'' معاً اس کے شانے پر مضبوط ہاتھ ٹھہرا۔

''آپ...... آپ کب آئے؟'' اپنے قریب کھڑے شیری کو دیکھ کر وہ اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے سنجیدگی سے استفسار کرنے لگی۔

''کچھ ہی دیر ہوئی ہے کس دنیا میں گم تھیں آپ...... اتنی گہری سوچ میں ڈوبی تھیں کہ میرے آنے کی خبر نہ ہوئی آپ کو؟'' وہ مقابل آ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''درست کہہ رہے ہیں آپ' میں ماضی کے جھروکوں میں جھانک رہی تھی۔''

''بے حد اپ سیٹ لگ رہی ہیں آپ کیوں؟ اب تو دادی جان کی طبیعت تیزی سے بہتر ہو رہی ہے چند دنوں میں ڈاکٹرز دادی کو ڈسچارج کر دیں گے' میں ابھی وہاں سے ہی آ رہا ہوں۔''

''رئیلی دادی جان کی طبیعت سے ڈاکٹر مطمئن ہیں؟'' وہ یکدم خوشی سے مسکرا کر بولی۔

''جی ہاں' ڈاکٹر مطمئن تو ہیں لیکن کچھ پریشان بھی ہیں کیوں نہ ہم یہاں سے باہر چلتے ہیں یہاں ہماری آواز سے دادی ڈسٹرب ہو سکتی ہیں۔'' معاً وہ چونک کر گویا ہوا۔

''یہ کیا بات کی آپ نے...... ڈاکٹرز بھلا پریشان کیوں ہونے لگے؟''

''بتاتا ہوں آپ یہاں سے باہر تو چلیے۔'' اس نے اصرار کیا پری نے دادی کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو رہی تھیں وہ گیٹ بند کرتی ہوئی باہر نکل آئی تھی۔ کوریڈور میں سناٹا چھایا ہوا تھا' سائیڈ میں بنے کاؤنٹر پر نرسیں موجود تھیں شیری اس سے چند قدم آگے چل رہا تھا' کوریڈور سے ملحقہ ٹی شاپ تھی۔ شیری نے وہاں سے کافی خریدی اور دونوں لان میں گھاس پر بیٹھ گئے۔

شام کا سرمئی آنچل دھیرے دھیرے دھرتی پر لہراتا جا رہا تھا' موسم نے کروٹ بدلی تھی فضا میں خاصی خنکی اترنے لگی تھی۔

''ڈاکٹرز دادی جان کی حالت سے مطمئن بھی ہیں اور نہیں بھی' یہ بہت عجیب ہے شہریار صاحب! آپ صاف صاف بتایئے؟'' وہ کافی کے سپ لیتی ہوئی بردباری سے گویا ہوئی۔

''دادی کا کسی سے جھگڑا ہوا تھا؟''

''نہیں...... دادی سے بھلا کون جھگڑ سکتا ہے لیکن آپ یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں؟'' اس نے خاصی حیرانی سے دریافت کیا۔

''ڈاکٹرز کی رائے یہی ہے کہ دادی جان کو کوئی بڑا صدمہ پہنچا ہے کوئی اس طرح کی بات ہوئی ہے جس سے وہ اس بُری طرح ہرٹ ہوئی ہیں کہ فوری طور پر ہارٹ اٹیک کا شکار ہو گئی ہیں۔'' شیری کو جو ڈاکٹر کی زبانی معلومات حاصل ہوئی تھیں اس نے وہ پری سے شیئر کرنے میں دیر نہ لگائی تھی جواباً پری چپ ہو گئی۔

دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے' پری سوچ رہی تھی دادی نے ایسی کس بات کا صدمہ لیا جو ان کی جان پر بن آئی؟ اس کی ان فکروں سے بے خبر شیری چوری چوری اس کے دلکش چہرے کو دیکھتے ہوئے ان لمحوں کے امر ہو جانے کی دعائیں کر رہا تھا۔ اس کو پری کے ساتھ اس طرح بیٹھنا' پری کا نرم لہجے میں بات کرنا' اعتماد و بھروسے کی علامت تھی۔ وہ اس کا اعتماد جیتنے میں دیر سے سہی مگر کامیاب رہا تھا ورنہ وہ اس کی پرچھائیں کو بھی نہ پسند کرتی تھی' بات کرنا تو درکنار اسے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔

''اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی ہے کسی سے بھی دادی جان کی۔'' خاصی دیر سوچنے کے بعد وہ نفی میں گردن ہلاتی ہوئی گویا ہوئی۔

''کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہو جاتی ہیں اور کسی کو پتا نہیں چلتا' یہ بھی تو ممکن ہے آپ کو ایسی کسی بات کا انہوں نے بتانا ضروری نہ سمجھا ہو۔''

''دادی مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتی ہیں پھر وہ چھپائیں گی بھی کیوں اور ایسی کیا بات ہو گی جو وہ مجھ سے شیئر نہ کریں؟'' وہ سخت الجھن کا شکار ہو گئی تھی۔

''شاید آپ ہی کی کوئی بات ہو' آپ کی ذات سے تعلق رکھتی ہو میری جب بھی ان سے گفتگو ہوتی تھی وہ آپ کے مستقبل کے لیے ازحد فکر مند رہا کرتی تھیں آپ کے والدین کے درمیان ہونے والی علیحدگی نے ان کو آپ کے مستقبل سے خوف زدہ کر دیا ہے۔'' وہ اس کی قربت کی چاہ میں بات کو طول دے رہا تھا۔

''میری مما اور پپا کی علیحدگی کو لمبا عرصہ ہو چکا ہے دادی جان اب کیوں اس حقیقت کو محسوس کریں گی؟ اس سے میرے مستقبل کا کیا تعلق ہے؟ خیر تعلق ہو بھی تو میں پروا نہیں کرتی اور دادی کو بھی نہیں کرنے دوں گی۔'' وہ رسٹ واچ دیکھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''دادی جان بے دار نہ ہو گئی ہوں' میں دیکھتی ہوں جا کر ان کو۔''

''او کے میری طرف سے دادی جان کو سلام دیجیے گا' ابھی میری میٹنگ ہے اس لیے جا رہا ہوں گھر واپسی سے پہلے یہاں سے ہوتا ہوا جاؤں گا۔'' وہ بھی رسٹ واچ دیکھتا ہوا بولا الوداعی جملوں کے بعد وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا' پری روم کی طرف چلی آئی شہریار کو وہ ٹال گئی تھی۔ مگر اس کا دل شہریار کی کہی گئی بات کی تصدیق کر رہا تھا کوئی ایسی بات ضرور ہوئی تھی جس نے دادی کی یہ حالت کر دی تھی مگر وہ کیا بات ہے؟

''فرصت مل گئی تم کو یہاں آنے کی؟'' وہ کمرے میں داخل ہوئی تو دادی کے بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھا طغرل درشتگی بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''میں صرف دس منٹ میں واپس آئی ہوں۔'' اس کے انداز پر وہ سراسیمہ ہوئی۔

''دس منٹ میں بہت کچھ ہو سکتا ہے دادی جان کو کسی طرح سے نقصان بھی پہنچ سکتا تھا' ان کی ڈرپ میرے آتے ہی ختم ہوئی ہے' نرس سے نڈل نکلوائی تھی اگر میں ٹائم پر نہ آتا تو جانتی ہو کیا ہوتا؟''

''اوہ آئی ایم سوری' دادی کی ڈرپ کا خیال تو بالکل میرے ذہن میں آیا نہیں' شہریار مجھے کچھ بتانا چاہ رہے تھے میں جلدی میں ان کے ساتھ چلی گئی۔'' بہت بڑی کوتاہی سرزد ہوئی تھی اس سے وہ سخت شرمندہ ہوگئی تھی۔

''تم ضد کر کے یہاں رکی ہو دادی جان کی دیکھ بھال کرنے کے لیے ورنہ تم بخوبی جانتی ہو دادی کی حفاظت کرنے کے لیے لوگوں کی ہرگز کمی نہیں ہے پلیز اپنی ذمہ داری سمجھو' دادی کی حالت ابھی اتنی بہتر نہیں ہوئی ہے کہ تم ان سے غافل ہو کر شہریار صاحب کی باتیں سننے کی خاطر ان کو تنہا چھوڑ کر چلی جاؤ۔'' پنک کلر کی شرٹ میں اس کے چہرے کی سرخیاں کچھ زیادہ ہی نمایاں ہو رہی تھیں کچھ سرخی اس کی آنکھوں میں بھی چھلک آئی تھی۔

''شہریار سے میں کوئی گپیں نہیں لگا رہی تھی وہ بھی دادی جان کے متعلق گفتگو کر رہے تھے' پوچھ رہے تھے مجھ سے دادی جان کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟ میں نے کہہ دیا دادی جان سے کون جھگڑ سکتا ہے تو کہنے لگے ڈاکٹرز کی رائے ہے کہ دادی جان کو کوئی ایسا گہرا صدمہ لگا ہے جس سے ان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔'' اس نے بہت تحمل سے شہریار سے کی جانے والی گفتگو دہرا دی تھی۔

''یہ بات مجھ سے بھی ڈاکٹرز نے ڈسکس کی تھی میں نے ڈنائی کر دیا تھا پھر چچا جان نے صباحت آنٹی' عامرہ اور آصفہ پھوپوؤں سے بھی پوچھا شاید آپس میں کوئی ایسا اختلاف ہوا ہو جو دادی جان برداشت نہ کر سکی ہوں ان لوگوں نے حلف اٹھا کر کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور ان کی باتوں پر مجھے بھی یقین ہے وہ ایسی گھٹیا حرکت نہیں کر سکتیں جس سے دادی جان کی ایسی حالت ہو جائے۔'' اس کا لہجہ الجھا الجھا تھا۔ کچھ توقف ان کے درمیان خاموشی طاری رہی پھر وہ گویا ہوا۔

''جس وقت دادی کی طبیعت خراب ہوئی کون تھا روم میں؟''

''خیرون ڈسٹنگ کر رہی تھی میں لاؤنج میں عائزہ کے ساتھ بیٹھی تھی' خیرون کے چیخنے پر ہی طبیعت کا معلوم ہوا تھا پھر اس ٹائم کوئی اور روم میں تھا ہی نہیں۔'' اس کی بات پر اس نے گہرا سانس لیا اس کے چہرے کے نقوش سے پریشانی و تفکر جھانک رہا تھا۔ وہ ڈھیلے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا تھا سر صوفے کی پشت گاہ سے لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

پری دادی کے بیڈ کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھ گئی وہ دادی کے چہرے کو دیکھنے لگی جہاں ایک گہری خاموشی طاری تھی' سفید پلکیں ایک دوسرے

سے پیوست تھیں ہلکے گلابی مائل ہونٹوں پر جامد خاموشی تھی، دائیں ہاتھ میں ڈرپ لگی تھی جو قطرہ قطرہ بے حد سست روی سے ان کی رگوں میں منتقل ہو رہی تھی اور اس کو لگا زندگی بھی اس طرح سست روی کا شکار بن گئی ہے۔

❀......❀......❀

صباحت ابھی عادلہ اور عائزہ کے درمیان ہونے والی گفتگو اتفاقاً سن کر اس مسئلے کا حل سوچ بھی نہ پائی تھیں کہ اچانک اماں کی خراب ہونے والی طبیعت نے کسی حد تک ان کو بھی پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا چند دنوں میں اماں کی طبیعت سنبھلی تو وہ آج اسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آئی تھیں سب گھر والوں نے شکر کا سانس لیا اور وہ بھی عادلہ سے بات کرنے اس کے روم میں آئیں تو عادلہ کو واش روم میں الٹیاں کرتے دیکھ کر وہ شاکڈ سی دروازے کے پاس ہی کھڑی رہ گئیں۔

''ممی...... مجھے بچالیں۔'' عادلہ بے حال انداز میں واش بیسن میں منہ ہاتھ دھو کر پلٹی اور ان کو کھڑی دیکھ کر گلے لگتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ صباحت کا سکتہ ٹوٹا انہوں نے عادلہ کو دور کرتے ہوئے تیزی سے دروازہ لاکڈ کیا اور اس کو غصے سے گھورتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''یہ کیا کیا تم نے عادلہ! ہمیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا؟ ایسا کرنے سے پہلے اپنے باپ کی عزت کا تو خیال کر لیا ہوتا کچھ۔'' وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر وحشت زدہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میں تم پر عائزہ سے زیادہ اعتماد کرتی تھی مجھے بے حد بھروسہ تھا تم پر لیکن وہ تم سے زیادہ مضبوط ثابت ہوئی' اس بھیڑیئے سے اپنی عصمت بچا کر وہاں سے بھاگ آئی اور ایسی ہوس زدہ محبت سے توبہ کر لی پھر اس ناکردہ جرم کی سزا کاٹ رہی ہے فاخر اس کی پارسائی کا یقین کرنے کو تیار نہیں وہ اس کی آواز سننا بھی گوارا نہیں کرتا ہے حالانکہ خاوند ہے وہ اس کا' ایجاب وقبول ہوا ہے ان کے درمیان مگر وہ کسی بھی سمجھوتے پر راضی نہیں ہے اور تم......'' تیز تیز بولتے ہوئے اس کی سانس پھولنے لگی تو وہ خاموش ہو گئیں۔

''مجھ سے غلطی ہو گئی ممی' میں شیری کی باتوں میں بہک گئی تھی۔'' اس کی آواز میں پچھتاوے لرز رہے تھے۔

''چند دنوں کی دوستی میں بہک گئیں تم عادلہ! شیری کو قابو کرنے کے اور بھی طریقے تھے اس نے تم کو پرپوز بھی نہیں کیا اور تم......''

''آپ نے ہی تو کہا تھا کسی بھی طرح شیری کو قابو کرنا ہے۔''

''وہ ہو گیا قابو...... پالتو بن گیا تمہارا...... بے وقوفی کی باتیں کرتی ہو مجھ سے' اب کیا ہوگا میرا تو دماغ کام نہیں کر رہا ہے گھر میں کسی کو خبر ہو گئی تو بہت بُرا ہوگا اور فیاض کو خبر ہو گئی تو......'' بے حد خوف زدہ انداز میں جھرجھری لے کر وہ بدحواس عادلہ کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

''ایسا نہیں ہوگا ممی! میں کسی نہ کسی طرح شیری کو شادی کرنے کے لیے راضی کر ہی لوں گی پلیز آپ کو میرا ساتھ دینا ہوگا اس مشکل میں۔''

''ہونہہ میری زندگی تم نے مشکل میں ڈال دی ہے نامعلوم کس منحوس گھڑی میں اس دنیا میں آئی ہو تم لوگ جو تمہارے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ میری مشکلات بھی بڑی ہو رہی ہیں۔ گڑھا پری کے لیے کھودا تھا تم نے بدچلن شیری کی نظروں میں اس کو ثابت کیا تھا اور گمراہی کے گڑھے میں خود گر گئی ہو' لعنت ہو تم پر۔''

''یہ جو بھی ہوا اس میں شہ آپ کی دی ہوئی ہے آپ نے ہی کہا تھا' شیری کو حاصل کرنے کے لیے جس حد تک بھی جانا ہو جاؤ۔'' وہ روتے ہوئے بھی پوری طرح اپنی غلطی ماننے کو تیار نہ تھی۔

''شٹ اپ' منہ بند کرو اپنا' یہ تمہاری عادت ہے غلطی کر کے غلطی مانتی کب ہو' رونا بند کرو کسی لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے چلوں گی معاملہ صاف کرانے کے لیے مگر اس سے قبل ایک بار شیری سے بات کر لو وہ کیا چاہتا ہے؟''

❀......❀......❀

اعوان سے اس کی تکرار بڑھتی گئی تھی مگر اعوان اس کو یہاں چھوڑ کر جانے کے لیے بالکل بھی نہ مانا تھا پھر اس کو قائل کرنے کے لیے ماہ رخ کے پاس ٹائم بھی نہ تھا۔ احمر غفران محل میں موجود تھا اور وہ کسی بھی وقت کس موڈ میں آجائے کچھ بھروسہ نہ تھا ویسے تو وہ نکاح ہونے تک اس سے

ملاقات کرنے سے اجتناب برت رہا تھا مگر اس کی متلون مزاج طبیعت سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اس کی خواب گاہ میں آدھمکے اور اس کو وہاں نہ پا کر وہ کیا کر گزرے کہ اس کی سخت مزاج فطرت سے سب کچھ ممکن تھا۔ مجبوری کے عالم میں وہ دوسرے راستے سے اپنی خواب گاہ میں داخل ہوئی اور بیڈ پر پریشان کن انداز میں بیٹھ گئی۔

قید کسے پسند آتی ہے۔ پرندوں کو آزاد فضاؤں سے پکڑ کر سونے کے پنجرے میں بھی قید کر دو تو سونے کے پنجرے سے زیادہ اس کو اپنی آزادی قیمتی لگتی ہے وہ بھی تو طویل عرصہ یہاں گزارنے کے باوجود ان قیمتی در و دیواروں سے مانوس نہ ہو سکی تھی مگر آج سے قبل اس کے دل میں یہاں سے فرار کی اُمنگ بھی بیدار نہ ہوئی تھی اور ہوتی بھی کیونکر کوئی تھا ہی نہیں جو اس کو وہ آزادی کے دنوں کی یاد دلاتا جب وہ بھی کسی حسین چڑیا کی مانند فضاؤں میں گھوما کرتی تھی۔

''ماہ رخ کن سوچوں میں گم ہو؟ خواہشوں کی دلدل میں پھر پاؤں رکھنا چاہتی ہو۔ تم تو پہلے ہی اس دلدل میں ڈوب چکی ہو کس طرح نکل پاؤ گی؟'' اس کے اندر کوئی گھائل انداز میں بولا۔

''میں نکل جاؤں گی میں اس غلیظ دلدل سے نکلنا چاہتی ہوں میں پھر سے پاک و صاف ہونا چاہتی ہوں۔ اعوان مجھے موقع دے رہا ہے تو میں اس موقع کو ضائع کرنا نہیں چاہتی ہوں۔'' وہ خود سے مخاطب ہوئی۔

''بے وقوفی مت کرو' اعوان کو جانے دو' وہ تم کو کسی طرح بھی یہاں سے نہیں لے کر جا سکتا' یہ علاقہ احمر غفران کا ہے یہاں اس کی حکومت ہے کوئی پرندہ بھی اس کی اجازت کے بنا پر نہیں مار سکتا پھر تم کس طرح اور کس کس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جا سکتی ہو' وہ کوئی جادوگر تو ہے نہیں جو تم کو مکھی بنا کر لے جائے گا۔''

''ہاں میں کس طرح جا سکتی ہوں' میرا جسم ہی نہیں میری روح بھی تو احمر غفران کے پاس قید ہے۔ مجھے ایسے سپنے نہیں دیکھنے چاہئیں جن خوابوں کی تعبیر بہت بھیانک ہوتی ہے۔'' وہ اٹھی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی اور خاصی دیر تک منہ دھونے کے بعد کمرے میں آئی تو وہاں ذاکرہ کو اپنا منتظر پایا وہ ٹرالی لیے کھڑی تھی۔

''رانی صاحبہ! قہوہ سادہ لیں گی یا دودھ کے ساتھ؟'' اس کو دیکھ کر وہ مودبانہ انداز میں استفسار کرنے لگی۔

''دودھ ڈال دو۔'' وہ کہتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی اس کی نگاہیں ذاکرہ پر تھیں' سفید رنگت و متناسب جسم والی ذاکرہ ادھیڑ عمر میں بھی خاصی پرکشش تھی' بے حد نفاست سے چائے بنا کر اس نے پیش کی تھی۔

''ذاکرہ! احمر غفران نے ہاجرہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''

''آپ کو نہیں پتا رانی جی! اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔'' ذاکرہ کے دبے دبے لہجے میں خوف تھا۔

''وہ مجھے معلوم ہے میری وجہ سے ہی اس بے چاری کی حالت بُری ہوئی ہے لیکن وہ اس وقت کہاں ہے ملازم اٹھا کر اس کو کہاں لے گئے ہیں۔''

''رئیس کے حکم پر اس کو تہہ خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔''

''تہہ خانے میں...... اس کی چوٹوں کا علاج نہیں کیا گیا ہے؟'' وہ ہاتھ میں پکڑا کپ ٹرالی پر رکھ کر بے چین لہجے میں بولی۔

''رئیس کا حکم نہیں ہے۔''

''وہ درد سے تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔''

''بھوک و پیاس سے بھی۔ اس کو کھانا و پانی دینے پر بھی پابندی ہے کیا؟'' ماہ رخ سخت حواس باختہ تھی۔

''اس سے ملنے پر بھی پابندی ہے رانی صاحبہ! رئیس کا حکم ہے تین دن تک اس کو کوئی دیکھے گا ہی نہیں اور کسی میں بھی جرأت نہیں ہے جو رئیس کے حکم سے سرتابی کریں۔''

''تین دن تک اس حالت میں وہ کس طرح زندہ رہے گی؟''

''60 سال ہوگئے ہیں مجھے یہاں پر اتنے سالوں میں بے شمار لوگوں کو زندہ اس تہہ خانے میں جاتے دیکھ چکی ہوں مگر مردہ حالت میں انہیں وہاں سے نکالا جاتا ہے اور رات کے ہی اندھیرے میں گڑھا کھود کر دفن کرکے جگہ برابر کردی جاتی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی ہے۔'' ماہ رخ کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور وہ بے ہوش ہوگئی۔

❁.....✽.....❁

ان کے درمیان ہونے والی رنجش خلیج کی صورت اختیار کرگئی تھی وہ پری سے سخت ناراض تھا بلکہ بدگمان ہوکر رہ گیا تھا۔ طغرل نے گھر کی کنسٹرکشن میں زیادہ ٹائم دینا شروع کردیا تھا۔ ویسے بھی آج کل وہ ذہنی طور پر پریشان تھا۔ متواتر مذنہ کی کالز آرہی تھیں اور وہ اس کو فورس کررہی تھیں وانیہ سے شادی کرنے پر وہ راضی ہوجائے طلحہ اور فریحہ نے اپنی پسند سے شادیاں کی تھیں۔ وہ ان شادیوں پر دل کے ارمان پورے نہیں کرسکی تھی اب دل کے تمام ارمان وہ اس کی اور وانیہ کی شادی پر پورے کرنا چاہتی تھیں۔ یہ ان کی گفتگو کا لب لباب ہوتا تھا۔

سڈنی میں وانیہ نے مذنہ کی شہ پر ہی اس کو اپنی محبت کے جال میں پھانسنے کی پوری پوری کوشش کی تھی جبکہ وہ پری کی محبت میں ڈوب چکا تھا۔ خوب صورت و تیکھے نقوش والی وانیہ کے ہر جال کو اس نے مات دے دی تھی وہ بھی ڈھیٹ لڑکی تھی اس سے دست بردار ہونے کو قطعی تیار نہ تھی وہ ہر ممکن اس کو پانے کی کوشش میں مگن تھی وہ اس کی کالز ریسیو نہیں کرتا تھا تو وہ میل بکس پر اپنے میسجز پوسٹ کیا کرتی تھی اور وہ اگنور کرتا رہا۔

''تم یہیں ہو تھینکس گاڈ ورنہ میں سمجھ رہا تھا کہ تم کوئی دوسری دنیا دریافت کرنے نکل پڑے ہو جو پلٹ کر کسی کی خبر نہیں لے رہے۔'' معید نے آفس میں آتے ہوئے خاصے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاہا یہ کیا فارمیلٹی ہے سلام نہ دعا آتے ہی طنز کا تیر دے مارا۔'' وہ اٹھ کر اس سے گلے ملتے ہوئے ہنس کر گویا ہوا۔

''انداز نانی اور جان جان والا ہے مگر ان جیسی محبت کرنے والے بھی بنو۔'' وہ خفا خفا سا علیحدہ ہوکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

''شی از اے گریٹ پرسن' میں چاہ کر بھی دادی جان کی طرح نہیں بن سکتا یار' دادی جان بہت نائس ہیں۔''

''اور تم نان سینس ہو کئی ہفتے گزر جاتے ہیں اور تم پلٹ کر خبر لینا دور کی بات کال تک ریسیو کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہو یعنی بے مروتی و بے حسی کی حد ہی کردی ہے تم نے۔'' معید کے شکوے شکایتیں کم ہونے میں نہیں آرہی تھیں۔

''کول ڈاؤن مائی فرینڈ' معاف کردو مجھ سے غلطی ہوگئی۔'' اس نے سرعت سے اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے' جاؤ معاف کیا اگلی دفعہ ایسی غلطی...... غلطی سے بھی مت کرنا ورنہ بہت برا ہوگا۔'' وہ ناراضی ختم کرتا ہوا گویا ہوا۔

''سنا ہے تمہارے بنگلے کی کنسٹرکشن بہت تیزی سے ہورہی ہے پری مان گئی ہے کیا؟ تم نے گھر بسانے کا فیصلہ بھی کرلیا ہے اور دوستوں سے راز داری برتی جارہی ہے یہ دوستی ہے؟''

''تم نے یہ کس طرح سوچ لیا کہ میں زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ تمہارے بغیر کروں گا ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔''

''پری اپنی ضد پر ابھی تک قائم ہے اس نے تمہاری محبت قبول نہیں کی؟'' طغرل کو بے حد سنجیدہ دیکھ کر وہ استعجابیہ انداز میں گویا ہوا۔

''محبت وہ تالی ہے جو دونوں ہاتھوں سے بجائی جاتی ہے یکطرفہ محبت ایک اذیت کا نام ہے ایک درد کا نام ہے یہاں صرف دکھوں و محرومیوں کا بسیرا ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔''

''پری اتنی سنگدل کس طرح ہوسکتی ہے؟'' وہ سخت حیران تھا۔

''سنگ دل ہی نہیں وہ بے حس اور اپنے آپ میں گم رہنے والی اذیت پسند لڑکی ہے۔'' طغرل کا موڈ از حد سنجیدہ ہوگیا تھا اس کو پری کی وہ چیک دینے والی باتیں اس کا بے گانگی بھرا لہجہ ولاتعلقی کی دھند میں لپٹا لہجہ شدت سے یاد آ گیا تھا۔

''یار! وہ ایسی ہی ہے شروع سے اپنی پریشانیاں چھپانے والی کسی سے احسان لینا اس کو گوارا نہیں ہے خودداری اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔''

''خودداری نہیں' خود پسندی و من مانی کہو وہ کسی کی عزت خراب کرنے میں ایک منٹ ضائع نہیں کرتی اور خوددار لوگ دوسروں کا بھی احساس

کرتے ہیں۔"

"ہوں، تم تو خاصے ناراض لگ رہے ہو پری سے؟" وہ بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"اس کو پروا بھی نہیں ہے اور اب میں بھی اس کی پروا نہیں کروں گا جو میری عزت نفس و وقار کی پروا نہ کرے مجھے بھی ایسا کرنا ہے۔" وہ کرب سے آنکھیں بند کرتا ہوا آزردگی سے کہہ رہا تھا۔

"سوچ لو، ایسا کر پاؤ گے؟"

"کیوں نہیں کر پاؤں گا؟ میں نے کہا ہے نا محبت کی تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔ ایک ہاتھ سے سر پیٹا جا سکتا ہے یا سینہ۔"

"پھر کیوں آنٹی کو تنگ کر رہے ہو، وانیہ سے شادی کر لو۔" معید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا تھا اس کی بات نے طغرل کو چونک کر آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا وہ سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"وہاٹ، یہ کیا کہا ہے تم نے پھر سے کہو ذرا۔"

"پھر سے کیوں کہوں تم سن اور سمجھ چکے ہو میری بات کو اچھی طرح۔" معید سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ممی سے تمہاری بات ہوئی ہے مگر کب؟" وہ شدید متجسس تھا۔

"اس ہفتے میں ان کی کئی کالز آئی ہیں اور ہر بار انہوں نے مجھ سے ریکوئسٹ کی ہے میں تم کو کسی نہ کسی طرح وانیہ سے شادی کے لیے راضی کروں۔"

"مائی گاڈ......!" وہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

"ممی بھی ہاتھ دھو کر پیچھے ہی پڑ گئی ہیں۔"

"مان لو ان کی بات آخر شادی تو تم کو کرنی ہی ہے۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو، تم جو خود کو پارس کا بہترین دوست، اچھا بھائی کہتے ہو اتنی آسانی سے اس کی جگہ کسی اور کو دلانے پر تیار ہو۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے استہزائیہ لہجے میں بولا۔

"سنو طغرل! یہ فیصلہ میں تمہارا دوست بن کر نہیں پری کا بھائی بن کر کر رہا ہوں۔ آنٹی اس کو بہو نہیں بنائیں گی یہ فیصلہ وہ کر چکی ہیں اور میں ایسا نہیں چاہوں گا کہ پری سے تم کسی طرح شادی کر لو مگر وہ عزت و وقار اس کو حاصل نہیں ہو گا جو اس رشتے کا حق ہوتا ہے وہ تیسرے درجے کی شہری جیسی کمتر سمجھی جائے محرومیوں بھری زندگی اس نے گزاری ہے۔" صاف و کھرے لہجے میں اس نے پری کی حمایت کی تھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا ممی وہاں رہ کر بھی ایک روایتی عورت ثابت ہوں گی میں نے ان کو یہاں کی عورتوں سے بہت منفرد سمجھا تھا مگر وہ یہاں کی عورتوں سے بھی زیادہ میکہ پرست ہیں۔"

"انہوں نے اسی دھرتی پر جنم لیا تھا یہاں کی خوشبو ان کے مزاج میں رچی بسی ہے ساری لائف آسٹریلیا میں گزارنے کے باوجود وہ اپنا طرز اور سوچ نہیں تبدیل کر سکی۔"

"چلو کہیں باہر چلتے ہیں میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔" اس کے ذہن میں اتنی شدید توڑ پھوڑ مچی ہوئی تھی کہ شدید تناؤ کے باعث اس کی پیشانی پر رگیں ابھر آئی تھیں۔

"ممی اس طرح سے پارس کے خلاف بلا لحاظ بولنا شروع کر دیں گی۔ یہ مجھے احساس نہیں ہوا تھا پارس نے کیا برا کیا ہے ان کے ساتھ؟" وہ آفس سے باہر نکل آئے تھے۔

"یہ خیالات پارس کے خلاف صرف تمہاری ممی کے ہی نہیں ہیں بلکہ ہماری فیملی کی ساری "ممز" ایسے ہی خیالات کی مالک ہیں وہ کوئی بھی پری کو بہو بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی ہیں۔" دن ڈھلنے کو تھا دھوپ زمین سے اٹھ کر درختوں پر چڑھ رہی تھی موسم میں خنکی تھی اور ماحول میں عجیب سی اداسی پھیلی ہوئی تھی۔

''ہوں..... آئی تو وہ سمجھتی ہیں پارس بھی ثنی آنٹی کی طرح گھر نہیں بسا پائے گی۔ طلاق لے کر چلی جائے گی یا ان سب کے دلوں میں اس کے لیے کوئی جگہ ہی نہیں ہے وہ ان کے لیے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔'' طغرل نے کڑوی سچائی بیان کی تھی جس سے وہ بھی متفق تھا۔

''ایسا کرنے میں سب سے زیادہ کردار صباحت ممانی کا ہے انہوں نے سوتیلی ماں ہونے کا حق پوری طرح ادا کیا ہے اور صباحت ممانی تو سوتیلی ماں ہیں اس کے ساتھ فیاض ماموں نے بھی زیادہ برا رویہ اختیار کیا وہ اس کا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ ثنی آنٹی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ ان کے اس رویے نے ہی آنٹی کو زیادہ اپنی من مانی کرنے کا موقع دیا اگر نانی جان پری کے ساتھ نہیں ہوتیں تو بہت برا حال ہوتا اس کا اس گھر میں۔''

''اب تم اس ہری مرچ کی اتنی بھی سائیڈ مت لو وہ اتنی کمزور اور نادان نہیں ہے اپنا ڈیفنس کرنا وہ خوب جانتی ہے اور فیاض چچا کے دل میں بھی اس کی محبت بے دار ہو چکی ہے وہ سائیڈ لینے لگے ہیں اس کی۔'' اس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

''یہی کہہ سکتا ہوں، دیر آید درست آید دیر سے ہی سہی ماموں جان کو اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنے کی توفیق تو ملی۔''

''چچا جان کو تو مل گئی ہے تم اپنی اس بد دماغ و بے عقل سسٹر کے لیے بھی دعا کرو وہ بھی اپنی دماغ کی برسوں سے بند پڑی کھڑکی کھولے فریش ہَوا آنے دے اور وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرے۔''

''عجیب ہو یار تم بھی، ابھی کچھ دیر قبل پری کے خلاف بول رہے تھے پھر تم کو اس کی فکر ستانے لگی ہے۔'' اس کو ہنستے دیکھ کر وہ جھینپ گیا۔

❁.......❁.......❁

ماہ رخ کی بے ہوشی طویل ہوئی تو غفران کو مطلع کیا گیا اور اس نے کچھ ہی دیر میں وہاں کے بہترین ڈاکٹروں کو بلایا جن کی دواؤں سے وہ ہوش میں آ گئی تھی اور اس کو ہوش میں دیکھ کر ڈاکٹرز اور ملازمائیں وہاں سے چلی گئی تھیں۔ اب اس کے سرہانے پر احمر غفران بیٹھا تھا۔

''کیا ہوا تھا میری ملکہ ذاکرہ بتا رہی تھی تم اچانک ہی قہوہ پیتے ہوئے بے ہوش ہو گئی تھیں۔ ہم نے قہوہ ٹیسٹ کروایا ہے مگر اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو بے ہوشی کا سبب بنتی۔'' وہ اس کا مرمریں ہاتھ اپنے سیاہ و بھدے ہاتھوں میں لے کر گویا ہوا۔

''معلوم نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ میں شرمندہ ہوں آپ کو زحمت ہوئی۔ پریشان کیا آپ کو۔'' وہ نگاہیں جھکائے جھکائے گویا ہوئی۔

''کیسی غیروں کی مانند بات کرتی ہو ماہ رخ۔'' وہ محبت پاش نظروں سے اس کو دیکھتا ہوا بولا۔

''میں تم کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم میرے دل کی رانی ہو، بہت گہرا عشق ہو گیا ہے تم سے دل میں ایسا گاؤ کس کے لیے بھی کبھی جاگا نہ تھا جو تم سے محبت مجھے ہو گئی ہے۔'' وہ اس کے تکیوں پر بکھرے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔ دروازے کے پیچھے ہی پردے کی اوٹ میں چھپی کھڑی دلربا نہ صرف ان کو دیکھ رہی تھی بلکہ ان کی باتوں پر بھی اس کے کان لگے ہوئے تھے۔ احمر غفران کی ہر حرکت ہر محبت بھرے جملوں پر اس کے سینے پر حسد کے سانپ لوٹ رہے تھے۔ وہ سانسیں روکے انہیں دیکھنے و سننے میں مصروف تھی اور اس کی موجودگی سے بے خبر وہ کہہ رہا تھا۔

''دیکھو لو تمہاری محبت میں ایک ہی دن میں ہم محل واپس آ گئے ہیں۔ دل کو عجیب سی بے چینی لگی ہوئی تھی اور یہاں آ کر وہ راز ہم پر کھلا جس نے بے چین کر کے ہم کو یہاں واپس آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''راز..... کیسا راز؟'' وہ بری طرح چونک اٹھی تھی۔

''ہم یہاں آئے تو اس بد ذات ہاجرہ کو مزے سے لان میں بیٹھے دیکھا۔ ہم اس کو سختی سے تاکید کر گئے تھے کہ وہ آپ کو بالکل تنہا نہ چھوڑے ہم نے بھی اس کو وہ مار ماری ہے کہ..... مر ہی جائے گی وہ۔'' وہ اٹھتے ہوئے حقارت آمیز لہجے میں بولا اس کو کھڑے ہوتے دیکھ کر وہ دبے پاؤں وہاں سے نکل کر باہر آ گئی اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گئی۔

''معاف کر دیں ہاجرہ کو غلطی ہو گئی اس سے۔'' وہ دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے ہوئے احمر غفران سے لاڈ بھرے لہجے میں گویا تھی۔

''اس کو میں نے ہی باہر بھیجا تھا۔ میں تنہا رہنا چاہتی تھی کچھ دیر۔'' وہ بات بناتے ہوئے گویا ہوئی جبکہ وہ حیرانی سے بولا۔

''کیوں تنہا رہنا چاہتی تھیں؟''

''آپ کومس کر رہی تھی میں ایسے میں مجھے اس کی موجودگی گوارا نہ تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی یادوں میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی مخل ہو۔''

''اوہ...... اچھا یہ بات تھی تم میری یادوں سے تنہائی میں مخاطب تھیں۔'' احمر غفران جیسا بھاری بھرکم شخص خوشی سے اچھل پڑا تھا۔

''جی......'' ماہ رخ نے شرمانے کی بھرپور اداکاری کی تھی۔

''دل خوش ہو گیا اتنی محبت بھری بات سن کر میرا۔''

''اب اس خوشی کے صدقے میں میری ایک بات مانیں گے آپ؟'' اس کو از حد مسرور و شاداں دیکھ کر وہ لگاوٹ بھرے لہجے میں بولی۔

''ہاں ہاں کہو تم کو مجھ سے کسی بات کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہاری محبت کے صدقے میں ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔''

❀......❀......❀

''اوہ تم...... کیوں آئی ہو؟'' شیری باتھ روم سے باتھ گاؤن میں برآمد ہوا تھا صوفے پر بڑے اطمینان سے عادلہ کو براجمان دیکھ کر اکھڑ پن سے گویا ہوا۔

''تھینکس گاڈ...... تم نے یہ نہیں کہا کہ میں کون ہوں اور کس طرح تمہارے لاکڈ بیڈروم میں آ کر بیٹھ گئی ہوں۔'' عادلہ نے طنزیہ لہجے میں اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''یاد ہے مجھے میرے بیڈروم کی ایک چابی تمہارے پاس ہے اور اس کو ہی یوز کر کے تم یہاں بیٹھی ہو ان فیکٹ میں تم کو یہاں دیکھنا نہیں چاہتا گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔'' وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ہیئر ڈرائیر کرتا ہوا رکھائی سے گویا ہوا اس کے لہجے میں بے حد بےزاری و رعونت تھی۔

''وہ وقت گزر گیا شیری، جب میں تمہارے بیڈروم سے آسانی سے چلی جاتی اور کبھی پلٹ کر بھی نہ آتی مگر اب تمہارے ساتھ گزارے وقت کے کچھ لمحے میرے وجود میں ٹھہر گئے ہیں۔'' وہ اس کے قریب آ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لفظ جما جما کر کہہ رہی تھی اس کے انداز میں کچھ اصرار تھا کہ اس کے ہاتھ ساکت رہ گئے۔

''کیا بکواس کر رہی ہو تم...... کیا مقصد ہے تمہارا؟'' وہ ڈرائر مشین ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے غرایا۔

''تم باپ بننے والے ہو......'' باقی لفظ اس کے منہ میں رہ گئے تھے۔ شیری کے دیے گئے زوردار دھکے سے وہ دور جا گری تھی۔

''کسی دوسرے کے گناہ کا الزام میرے سر ڈالنا چاہتی ہو بے حیا لڑکی۔'' وہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا جنونی انداز میں اس نے بے اوسان ہو کر گرنے والی عادلہ ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

''گیٹ لاسٹ، تم جیسی لڑکیوں سے نبٹنا میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پہلے اداؤں کے جال میں مردوں کو پھنساتی ہو اور پھر اس طرح بلیک میل کر کے الو بنانے کی پلاننگ کرتی ہو۔'' وہ اس وقت جنونی بنا ہوا تھا عادلہ اس کی گرفت میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ تو گھر سے نکلتے وقت بہت ہمت و حوصلے سے آئی تھی کہ کس طرح وہ اس کو اپنے دام میں کرے گی وہ اس کی بات پر شرمندہ ہو جائے گا شادی کے لیے راضی ہو جائے گا اور وہ......

کیا یہ وہ شخص ہے جو سارا سارا دن اس کے ساتھ گزارتا تھا۔ ہزار بار اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اظہار و اعتراف کرتا تھا۔ اپنی محبت و وفا کا یقین دلاتا تھا ان آنکھوں میں اب وہ شناسائی گم تھی کس طرح بےرحمی سے وہ اس پر الزام لگا رہا تھا۔

''میں تم کو جان سے مار دوں گا تم نے سمجھا کیا ہے مجھے؟''

''مار دو جان سے لیکن یاد رکھنا زندہ میں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گی۔ تم نے میری زندگی برباد کی ہے میں تم کو بھی برباد کر کے چھوڑوں گی۔'' ایک دم ہی اس کے اندر طاقت سی ابھری تھی اور وہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی۔ وہ کئی لمحوں اس کا خونخوار انداز دیکھتا رہا پھر یکلخت ہی اس کے مزاج میں ٹھنڈک اتر آئی عادلہ کو صوفے پر بیٹھا کر اس کے قریب بیٹھتا ہوا گویا ہوا۔

''عادلہ، تم کو احساس ہے کیا کہہ رہی ہو۔'' اس کے لہجے کی نرمی و لجاجت نے عادلہ کے دل کو گداز کر دیا وہ کچھ نہیں بولی ہونٹ دانتوں سے کچلتے ہوئے بےآواز آنسو بہانے لگے۔

''رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے ہیں تم مجھے بتاؤ آر یو پریگنینٹ؟''

''جی...... یہ سچ ہے اور میں اس نوعیت کا جھوٹ بول بھی کس طرح سکتی ہوں۔ میں عزت دار خاندان سے تعلق رکھتی ہوں اگر گھر میں پاپا یا دادی کو خبر بھی ہوگئی تو میرا نجانے کیا ہوگا۔''

''یہ تم کو پہلے خیال کرنا چاہیے تھا کہ تم کیا کرنے جارہی ہو؟'' اس کے نرم لہجے میں بھی عجیب سی سرد مہری تھی۔

''تم نے بہکایا ہے مجھے اب خود کو انجان ثابت کرنے کی سعی مت کرو۔''

''میں نے بہکایا اور تم بہک گئیں...... ہاہاہا...... یہ کیوں نہیں کہتی ہو تم کسی نہ کسی طرح مجھے حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ ہر قیمت پر لیکن تم مجھ کو کبھی بھی حاصل نہیں کرسکوں گی تم میری منزل نہیں ہو۔'' اس کے انداز میں سفاکی عود کر آئی تھی۔

''کون ہے تمہاری منزل، تم جیسے ہرجائی و عیاش مرد کی کوئی منزل نہیں ہوتی ہے تم بھنورے ہو تمہاری فطرت پھول در پھول منڈلاتے رہنا ہے کسی آوارہ بادل کی طرح بھٹکتے رہنا ہے۔'' عادلہ کی آواز آنسوؤں سے بھاری ہورہی تھی۔

''اینی وے، ممی گھر آنے والی ہوں گی تم یہاں سے فوراً چلی جاؤ۔'' وہ وال کلاک دیکھتا ہوا حکمیہ لہجے میں بولا۔

''پہلے فیصلہ کرو، تم مجھ سے شادی کرو گے...... یا نہیں...... میں تمہاری ساری حقیقت پری کو بتادوں گی ورنہ......!''

❁......❁......❁

''دادی جان چائے لاؤں آپ کے لیے؟'' پری نے خاموش لیٹی دادی سے پوچھا۔

''نہیں دل نہیں چاہ رہا۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئیں۔

''حیرت ہے آپ کا دل چائے کے لیے انکار کررہا ہے دادی جان۔'' وہ محبت سے کہتی ہوئی ان کے قریب بیٹھ گئی۔ انہوں نے پری کے چہرے کو دیکھا اور دیکھتی رہیں اس وقت تک جب تک آنکھوں بھر نا آئیں نمی نے اس کا چہرہ دھندلا نہ دیا۔

''دادی جان آپ رو رہی ہیں۔ کیا ہوا کیوں رو رہی ہیں آپ؟'' وہ ان کے آنسو دیکھ کر تڑپ کر بولی۔

''تمہاری صورت کتنی پیاری بنائی ہے پروردگار نے۔ کاش تمہارا مقدر بھی تم سے زیادہ خوب صورت ہوتا تو میں چین سے مرجاتی۔'' وہ زار و قطار رونے لگی تھیں۔ ان کا ساتھ وہ بھی دینے لگی۔

''آپ میرے پاس ہیں اس سے زیادہ خوش بختی میری کیا ہوگی۔''

''میں تیرے پاس کب تک ہوں بیٹی، ہواؤں میں رکھا چراغ ہوں کب بجھ جاؤں کوئی بھروسا نہیں ہے میرا۔''

''کچھ نہیں ہوگا آپ کو دادی جان، کچھ نہیں ہوگا۔'' وہ ان سے لپٹ کر رونے لگی تب ہی فیاض اور طغرل وہاں آئے تھے۔

''ارے کیا ہوا خیریت تو ہے اماں۔'' فیاض گھبرا کر آگے بڑھے اور ساتھ طغرل بھی پری ان کو دیکھ کر کھڑی ہوگئی تھی۔

''اس بار تو آپ نے بیماری کو اپنے اوپر حاوی کرلیا ہے آپ ٹھیک ہوگئی ہیں اماں جان خوش رہا کریں۔'' فیاض ٹشو سے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے بشاشت سے کہہ اٹھے۔

''کتنا جیوں گی میں، بہت مختصر سی زندگی ہے میری اب۔''

''ابھی تو بہت جینا ہے آپ کو دادی جان۔ آپ کی عمر ہی کیا ہے ابھی۔'' دوسری سائیڈ سے طغرل ان کے قریب بیٹھتے ہوئے شوخ لہجے میں بولا۔ پری ان کو وہاں دیکھ کر چلی گئی تھی۔

''فیاض میں اس بار ہمت ہار بیٹھی ہوں میں چاہتی ہوں تم میری زندگی میں پری کے فرض سے سبکدوش ہوجاؤ۔'' وہ نقاہت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''آپ ہی تو ہمارا سہارا ہیں اماں جان۔ اگر آپ ہمت ہار بیٹھیں تو ہم خود بخود ٹوٹ جائیں گے۔'' فیاض ان کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے گویا ہوئے۔

''تم کو ہمت سے کام لینا ہوگا میرے بچے، ماں باپ کب سدا سلامت رہتے ہیں اب تم کو حوصلہ کرنا ہوگا۔ بس میری تم سے یہی التجا ہے میری

حیات میں پری کی شادی کردو اپنوں سے کوئی امید کوئی آسرا مت رکھنا پری کو بہو بنانے کے لیے کوئی دامن نہیں پھیلائے گا۔اس کے لیے تم کو برادری سے باہر ہی کوئی لڑکا دیکھنا ہوگا۔'' وہ گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ فیاض کے چہرے کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔جبکہ طغرل بھی گردن جھکائے بیٹھا تھا۔پری کے نام پر دل میں ایک ان دیکھی آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔

''میری بیٹی میں کیا عیب ہے اماں جان' وہ تعلیم یافتہ ہے حسین ہے کوئی کمی نہیں ہے اس میں پھر میں بیٹی کے ساتھ اچھوت جیسا برتاؤ کیوں ہے؟ میری بیٹی کو کوئی بہو کیوں بنانا نہیں چاہتا؟'' وہ کرب زدہ لہجے میں گویا ہوئے۔

''وہ ایک ایسی ماں کی بیٹی ہے جو گھر نہ بسا سکی۔''

''اس میں اتنا ہی قصور میرا بھی تھا ثمینٰ تنہا قصوروار نہ تھی۔'' وہ بے بسی بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

''قصوروار صرف عورت ہی سمجھی جاتی ہے۔''

''پری کا اس سارے قصے میں کیا قصور ہے اماں؟'' وہ رو دینے کو تھے بڑی شدت سے دل پر چوٹ لگی تھی۔

''وہ ثمینٰ کی بیٹی ہے اور بیٹیاں ماں کے چلن سے پہچانی جاتی ہیں۔'' اماں کی آواز آنسوؤں سے بوجھل ہو رہی تھی ان کی سماعتوں میں مذنہ کے کہے گئے جملے گونج رہے تھے۔ان کے آگ لگائے زخم زخم کرتے لفظوں نے ان کا دل دکھ و رنج سے بے قابو کر دیا تھا اور وہ ایک ہفتہ اسپتال میں گزار کر آئی تھیں۔

''میری پری تو بہت اچھی لڑکی ہے وہ جس گھر جائے گی اس گھر کو جنت بنا دے گی۔آپ بتائیں نا اماں لوگوں کو میری اور ثمینٰ کی غلطیوں کی سزا وہ کب تک بھگتی رہے گی۔'' وہ خاصے مضطرب و بے چین دکھائی دے رہے تھے۔ان کی بے ساختہ نگاہیں طغرل پر اٹھ رہی تھیں۔وہ کہہ نہ پا رہے تھے اماں نے بھی ان کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''مذنہ نے طغرل کی رشتے کی بات اپنی بھتیجی وانیہ سے طے کر دی ہے۔بہت جلد وہ لوگ رسم کے لیے پاکستان آئیں گے اور میں چاہتی ہوں ساتھ ہی پری کی بھی ہم شادی کر دیں۔دو خوشیاں ایک ساتھ ہو جائیں گی اور میرے دل کو بھی سکون مل جائے گا۔'' بہت احتیاط و دانشمندی سے اماں جان نے ان کے کان میں بات ڈالی تھی اور دانستہ بیٹے کے چہرے سے نگاہیں جھکا لی تھیں کہ وہ ان کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھ نہیں سکتی تھیں۔

''مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے اماں جان۔میں پھر آپ کے پاس آؤں گا۔آپ فکر مت کریں۔پری کے لیے رب نے کوئی جوڑ بنایا ہوگا جب اس کا حکم ہوگا وہ بھی اپنے گھر کی ہو جائے گی۔'' وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولے۔

''آپ نے اتنی بڑی خوش خبری ہم سے چھپا کر رکھی۔ڈونٹ وری مجھے خوشی ہوئی آپ کو بہت بہت مبارک ہو مائی سن۔'' انہوں نے جھک کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا اور اس کے کچھ بولنے سے قبل ہی وہاں سے چلے گئے۔

''دادی جان' دس از ناٹ فیئر بہت برا کیا ہے آپ نے میرے ساتھ۔آپ کو اس طرح غلط بیانی سے کام لینے کی کیا ضرورت تھی؟'' وہ ان سے سخت خفگی بھرے انداز میں گویا ہوا۔

''میں کیوں جھوٹ بولوں گی تمہاری ماں اس آدھی انگریز لڑکی سے تمہاری شادی کرانے کے لیے اتاؤلی نہیں ہو رہی ہے کیا؟''

''پہلے آپ اپنے جملے کو درست کیجیے میں نے جھوٹ نہیں غلطی بیانی کہا ہے۔'' اس کا موڈ بدستور آف تھا۔

''غلط بیانی یا جھوٹ ایک ہی بات ہے کان ایسے پکڑوں یا ویسے کان...... کان ہی کہلاتا ہے مجھے لفظوں کے جال میں مت الجھا۔''

''ایک بات بالکل سچ سچ بتائیں گی آپ دادی جان۔'' اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

''میں جھوٹ بولتی ہی کب ہوں۔''

''آئی نو...... بات کو گھمائیں گی پھرائیں گی تو نہیں نا؟''

''اوئے کیا ہوا ہے تجھے اب حلف لینے کی کسر باقی رہ گئی ہے بس جو پوچھنا ہے پوچھ یہ وکیلوں کی طرح جراح کیوں کر رہا ہے؟'' بیماری نے ان کو سخت چڑچڑا بنا دیا تھا وہ چڑ کر بولیں۔

''مما نے کال کی تھی آپ کو کچھ دن پہلے؟'' وہ از حد سنجیدہ تھا۔

''اس میں اتنی بحث کرنے کی کیا بات ہے وہ فون کرتی رہتی ہے کل بھی فون کیا تھا تمہاری ماں نے۔''

''میں کل کی نہیں اس دن کی بات کر رہی ہوں جب آپ کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔ مما نے کہا ہوگا میں ان کو پارس کے لیے کہہ رہا تھا اور وہ اس کو بہو بنانا نہیں چاہتی ہیں اور انہوں نے آپ کے جذبات کا قطعی خیال نہ کرتے ہوئے کہہ دیا ہوگا۔ مجھے آپ کو وانیہ سے شادی کرنے پر راضی کریں۔ یہی بات ہوئی ہوگی نا دادی جان۔'' اس کے لہجے میں غم و غصے کی آنچ سی سلگ اٹھی تھی۔

''یہ کوئی ایسی معیوب بات بھی نہیں ہے۔ جس پر بہو کی گرفت کی جائے ہر ماں کی طرح اس کے بھی خواب ہیں تمہارے حوالے سے۔'' وہ صاف اقرار کر سکیں نہ انکار سو مبہم لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔ اس لمحے طغرل کے دل میں ماں کی اس بے حسی و خود پرستی کے خلاف شدید رنجش ابھر آئی تھی۔

''تم پری کی فکر مت کرو وہ خوب صورت ہے جوان و سگھڑ ہے برادری میں نہ سہی برادری سے باہر اس کی طلب کرنے والے بہت ہیں کئی مرتبہ تو شیری کی ماں اشاروں اشاروں میں اپنی خواہش ظاہر کر چکی ہیں پری کے لیے مگر میرے سپاٹ رویے کے باعث وہ کھل کر اپنا مدعا بیان نہ کر سکی تھی کہ وہ میرے مزاج کو جانتی ہے۔''

''پارس اور شہریار...... شہریار اور پارس۔'' وہ بڑبڑایا۔

''کیا حرج ہے بھلا طغرل وہ بھی تمہاری طرح ہی باہر سے پڑھ لکھ کر آیا ہے اخلاق اچھا ہے اس کا پھر شکل و صورت کا برا نہیں ہے خاندان بھی اعلیٰ ہے روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں ہے پری کو خوش رکھے گا وہ۔'' وہ اپنی ترنگ میں کہہ رہی تھیں۔

طغرل گویا ان دیکھی آگ میں جلنے لگا اپنے علاوہ پری پر وہ کسی کی پرچھائی بھی دیکھنے کی ہمت نہ رکھتا تھا یہاں تو دادی نے پل بھر میں اس کو پری سے جدا کر ڈالا تھا۔ شیری کے دلی جذبات سے وہ آگاہ تھیں شیری کی دیوانگی اس کی نگاہوں سے چھپی نہ تھی۔

''ارے بیٹا تم کو کیا ہوا ہے یہ تمہارا چہرہ کیوں سرخ ہو گیا ہے؟'' اس کو لال چہرہ لیے اٹھتے دیکھ کر وہ چونکی تھیں۔

''کچھ نہیں۔'' وہ اٹھا اور سرعت سے کمرے سے نکل گیا۔

''میرے بچے اللہ تم کو صبر و استقامت دے میں نے از خود تم سے شیری اور پری کا ذکر چھیڑا ہے میں جانتی ہوں پری کا نام کسی اور مرد کے ساتھ سننا تمہارے لیے کسی اذیت سے کم نہیں ہے لیکن کیا کروں میں بھی مجبور ہوں اپنی دیرینہ آرزو کے باوجود پری کو تمہاری دلہن نہیں بنا سکتی میں نہیں چاہتی وقت ایک بار خود کو پھر سے دہرائے یا پھر کسی پری کا جنم ہو اور محرومیوں بھری زندگی کسی کا مقدر بنے۔'' وہ طغرل کے دلی جذبات سے پوری طرح واقف تھیں۔ اس کے جانے کے بعد وہ سوچ رہی تھیں۔ آنسو آنکھوں سے بہہ کر ان کے تکیے میں جذب ہو رہے تھے اس بار پوری شدت سے اس کو پری کا دکھ لگ گیا تھا۔

❀......❀......❀

''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ عادلہ ایسا کس طرح کر سکتی ہے؟ وہ اتنی آزاد کس طرح سے ہو گئی جو اس نے عزت کا بھی ذرا خیال نہیں کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی؟'' زینب کو سخت دھچکہ لگا تھا صباحت سے سب سن کر۔

''جب شیطان کا وار چل جائے تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔'' وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میری عقل کام نہیں کر رہی ہے آپی عادلہ کو کچھ تو سوچنا سمجھنا چاہیے تھا۔ وہ کس گھر کی بیٹی ہے کس غیور و غیرت مند باپ کی اولاد ہے آپ کے سسرال میں تو کسی معمولی سی بے حیائی کا تصور تک محال ہے وہ اور کس طرح بن بیاہی ماں بن بیٹھی ہے۔'' زینب کے حواس اڑے ہوئے تھے۔

''میں تو پہلے ہی پریشان ہوں اور تم مت کرو مجھ سے ایسے سوال کہ میں مزید پریشان ہوں...... جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ کیوں اور کیسے ہوا یہ سوال اہمیت نہیں رکھتا ہے اب تو یہ بتاؤ' یہ معاملہ کس طرح صاف کرنا ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے کس طرح اس معاملے کو ختم کروایا جائے۔ فیاض کے تعلقات تمام بہترین ڈاکٹرز سے ہیں میں کسی سے ایسی بات کر بھی نہیں سکتی۔'' ان کے انداز میں جھنجلاہٹ تھی زینب بہن کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔

''دیکھتی ہوں آپی' فی الوقت تو ایسی کوئی گائناکولوجسٹ میری نظر میں نہیں ہے آپ شہریار سے بات کریں اور اس کو کہیں وہ سیدھے طریقے سے عادلہ سے نکاح پڑھوائے وہ اس طرح کیسے صاف بچ سکتا ہے۔''

''یہ تو بعد کی باتیں ہیں ابھی تو عادلہ کی بے وقوفی نے مجھے چپ رہنے پر مجبور کر دیا ہے بھاگنے میں اس کو نہیں دوں گی۔''

''گھر میں عائزہ کے علاوہ کسی کو خبر نہیں ہوگی عادلہ کی حالت کی؟''

''عائزہ کو بھی خبر نہیں ہونے دی ہے میں نے شادی کے بعد وہ بھی دادی کی زبان بولنے لگی ہے ہر بات میں اس کو میری نقص نظر آتا ہے شادی کے بعد وہ میرے سر پر بیٹھی ہے اور تم اس ماں کے غلام سے معلوم تو کرو وہ کب تک عائزہ کو یہاں بیٹھا کر رکھے گا؟''

''آج کال آئی تھی اس کی' وہ شادی کر رہا ہے۔'' زینب کے دھیمے لہجے میں کی گئی بات اس کے سر پر بم کی طرح بلاسٹ ہوئی تھی وہ حق دق اسے دیکھے گئیں سن دماغ کے ساتھ۔

''میں آپ کی طرف ہی آنے والی تھی۔'' زینب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس کی بہن کی ناعاقبت اندیشی خودسری و من مانی کرنے کی عادت ان کے اور بیٹیوں کے لیے سخت کڑی سزا بن گئی تھی کہ پے در پے صدموں کے وار ان پر ہو رہے تھے۔

''یہ کن ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی ہے ہم کو؟ ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کس پر ستم ڈھائے ہیں؟'' شدید ترین صدمے نے انہیں دہلا کر رکھ دیا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں گویا ہوئیں۔

''میری عائزہ کو خبر ملے گی تو اس کے دل پر کیا گزرے گی شادی کے چند ہفتوں بعد ہی اس مردار نے اس پر سوکن لا بٹھائی ہے۔''

''میں نے تو بہت سمجھانے کی کوشش کی فاخرہ کو مگر اس پر تو گویا بدلہ لینے کا بھوت سوار ہو چکا ہے وہ عائزہ سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔''

''یا میرے اللہ' میں کن پریشانیوں میں مبتلا ہو گئی ہوں؟ ایک کے بعد ایک آفت مجھ پر ٹوٹ رہی ہے میں کیا کروں؟'' وہ رو پڑیں۔

❀......❀......❀

وہ دادی کے کمرے سے نکل کر سیدھا اپنے کمرے میں آیا...... اس کا تنفس بے حد تیز ہو رہا تھا۔ رگ و پے میں انگارے سے دہک رہے تھے موسم میں خاصی خنکی تھی اور اس خنکی میں بھی اس کی کنپٹیوں و پیشانی پر پسینہ بہہ رہا تھا۔ پارس کی ناپسندیدگی وہ ہزار ہا گستاخیوں کے باوجود بھی اس کا دل اس کی محبت سے دستبردار ہونے کو راضی نہ تھا۔ پارس کا نام اس کے علاوہ کسی اور کے ساتھ لیا جائے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ نامعلوم کب تک ٹہلتے ہوئے اپنے جذبوں و حمیت میں لگی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ سوچتا رہا پری کو کس طرح راضی کیا جائے؟ وہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ اب اس کو ممی کی ناراضی کی بھی پروا نہ تھی۔ ان کی خود غرضی کی وجہ سے ہی دادی اسپتال پہنچی تھیں اور دو ہفتے بعد بھی وہ خود کو سنبھال نہ سکی تھیں بستر کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

''میں نے ہمیشہ ممی کی خواہشوں کا احترام کیا ہے اور جواباً مما مجھے کیا دے رہی ہیں بے سکون زندگی' ناپسندیدہ لائف پارٹنر زندگی ایک بار ملتی ہے اور میں اس اکلوتی زندگی کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔ انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔ جو پارس کے بغیر ممکن نہیں ہے اور ابھی تو اس پاگل لڑکی کو منانا بھی ایک بڑا ہیڈک ہے۔'' اس کے اندر بے حد سوچ و بچار کے بعد طمانیت ابھری' وجیہہ چہرے پر ایک عرصے بعد دلکش شوخ مسکراہٹ ابھری اور وہ سوچنے لگا۔

❀......❀......❀

''پری...... دادی کو کیا ہو گیا ہے ان کو ہر وقت تمہاری اتنی فکر کیوں رہنے لگی ہے تمہاری شادی جلد ہو جائے اس کے لیے لمبے لمبے وظیفے شروع کر دیے ہیں انہوں نے حالانکہ اب ان سے زیادہ بیٹھا نہیں جا رہا ہے۔'' وہ لاؤنج میں بیٹھیں کافی پیتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں معاً عائزہ کو یاد آیا تو وہ مسکرا کر شوخ لہجے میں پوچھنے لگی۔

''ان کا کوئی وظیفہ کامیاب ہونے والا نہیں ہے میں شادی نہیں کروں گی۔ دادی جان کو کہہ چکی ہوں مگر......!''

''ارے ایسے تو مت کہو۔''

''میں سچ کہہ رہی ہوں میں شادی کرنے والی نہیں ہوں کسی سے بھی۔'' وہ قطعیت بھرے انداز میں سنجیدگی سے بولی۔
''اچھا تم شادی نہیں کرو گی یہ فیصلہ چچا جان کو سنا دو جا کر وہ تمہاری بات پکی کر چکے ہیں اپنے بھائی کے بیٹے سے۔'' طغرل نے وہاں آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
''یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ طغرل بھائی۔'' عائزہ اچھل کر رہ گئی۔
''جو بھی کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں سچ کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' اس کی شوخ نظریں پری کے چہرے پر تھیں جہاں حسب توقع ناگواری پھیلی ہوئی تھی وہ اس کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔
''میں آپ کے لیے کافی لاتی ہوں۔'' عائزہ اٹھتے ہوئے بولی ساتھ اس کے پری بھی اٹھنے لگی تو طغرل نے بڑے استحقاق بھرے انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ عائزہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔
''کہاں جا رہی ہو؟ بیٹھ جاؤ آرام سے یہاں پر۔''
''ہاتھ چھوڑیں میرا۔'' وہ اس کی مضبوط گرفت سے ہاتھ چھڑا نہ پائی تھی۔
''تم نے پوچھا نہیں تمہاری شادی کس سے ہو رہی ہے؟''
''مجھے ایسے مذاق قطعی پسند نہیں ہیں۔''
''مذاق کون کر رہا ہے تم سے۔'' وہ اس کا ہاتھ جکڑے بیٹھا تھا۔
''میں نے کہا نا میں کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی۔'' وہ رندھی ہوئی آواز میں آہستگی سے بولی۔
''مذنہ آنٹی درست کہتی ہیں میں نے بچپن سے ادھورے رشتے برتے ہیں۔ ادھوری محبتیں میرے حصے میں آئی ہیں مجھے وہ مکمل ماحول نہیں ملا جو ایک ایسے گھر میں ہوتا ہے جہاں ماں اور باپ ساتھ ساتھ محبت سے رہتے ہیں جو اپنے بچوں کے لیے جیتے اور مرتے ہیں اور مجھے ایسا کوئی رشتہ نہیں ملا میری شخصیت میں دراڑیں ہی دراڑیں ہیں۔''
''اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے پارس اور مجھے تمہارے کسی ادھورے پن سے فرق نہیں پڑتا۔ زندگی میں تمہارے ساتھ گزاروں گا۔ میری محبت تمہارا سارا ادھورا پن دور کر دے گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔'' وہ اس کے روبرو کھڑا ہو کر بھاری لہجے میں کہہ رہا تھا۔
''ایسی باتیں مجھے انسپائر نہیں کرتیں طغرل بھائی...... جائیں پلیز یہاں سے۔'' وہ ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھی تھی اور دوسرے لمحے ہلکے سے فائر کی آواز آئی تھی اس نے مڑ کر دیکھا طغرل کے ہاتھ میں پستول تھا اور اس کے جسم سے تیزی سے خون نکل رہا تھا۔

......☆☆☆......

دکھ سانجھا تھا...... تڑپ ایک تھی...... دونوں کے لبوں پر ایک ہی دعا تھی۔ دادی کی زندگی...... دادی کی صحت یابی کی...... دادی کی تندرستی کی۔
دل پر کسی بے حد چہیتی ہستی کے لیے جدائی کی ضربیں پڑ رہی ہوں تو درد کی شدت حد سے سوا ہو جاتی ہے کسی کے درمیان کتنا ہی لڑائی جھگڑا ہو ایسے میں سارا غبار از خود ہی رفع ہو جاتا ہے اور درد انہیں قریب کر دیتا ہے ان دونوں کے درمیان بھی گھمسان کی سرد جنگ چل رہی تھی۔ دونوں میں سے کوئی بھی سرنڈر کرنے کو تیار نہ تھا لیکن...... دادی کی حالت نے ان کو ایک کر دیا تھا وہ تمام ذاتی عناد و چپقلش بھلائے قریب بیٹھے تھے وہ اس کے شانے سے سر ٹکائے بے اختیار روئے جا رہی تھی۔
''پارس...... پلیز سنبھالو خود کو دادی جان کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے ہماری دعائیں انہیں کچھ نہیں ہونے دیں گی وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔'' اس نے پری کا چہرہ اپنے شانے سے ہٹایا تھا نہ ہی رخ اس کی طرف موڑا تھا مگر اس کے انداز میں کوئی ترشی و خفگی کا تاثر بالکل نہ تھا اس کی آواز میں بھی وہ ہی درد و تڑپ تھی ویسا ہی سوز و تفکر تھا جو پری کی آواز میں پنہاں تھا۔ فرق تھا تو صرف آنسوؤں کا جو پری کے چہرے پر رم جھم کی طرح پھیلے ہوئے تھے اور اس کے دل میں اس طرح برس رہے تھے جس طرح کوئی ویرانے میں برستی بارش سے بے خبر رہتا ہے۔
صباحت عادلہ اور عائزہ کسی تقریب میں گئی ہوئی تھیں اور فیاض کو طغرل نے کئی بار کال کی اور ہر بار ہی ان کا سیل آف مل رہا تھا ویسے بھی وہ

بزنس کے سلسلے میں مصروف ہوتے تھے تو سیل فون آف رکھتے تھے وقت تیزی سے گزرتا جارہا تھا۔

دادی انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں موت وزیست کے درمیان جھول رہی تھیں۔ نامعلوم ایسا کیا صدمہ پہنچا تھا کہ دل بے وفائی پر کمر بستہ دکھائی دے رہا تھا۔ سانسیں تھمنے اور زندگی کی دوڑ کمزور پڑنے لگی تھی۔ اندر باہر آتے جاتے ڈاکٹرز اور دیگر اسٹاف کے سپاٹ چہروں پر ان کے لیے فی الوقت حوصلہ افزائی والی کوئی بات نہ تھی' پہلے پہل طغرل ڈاکٹرز سے دادی کی کنڈیشن پوچھتا رہا تھا اور اب وہ بھی ساکت بیٹھ گیا تھا۔ اس کے دھیمے ہلتے ہونٹ دعاؤں میں مشغول تھے۔ مشینوں میں جکڑی آکسیجن کے ذریعے سانس لیتی دنیاومافیہا سے بے خبر دادی کو وہ دیکھ کر آیا تھا تب سے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔ ہنستی مسکراتی' نڈر و بہادر دادی کی بے بسی و بے کسی دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہونے لگا تھا پھر دوبارہ وہ اس طرف نہیں گیا تھا۔

پری کی منت سماجت کے باوجود اسے دادی کو دیکھنے نہیں دیا تھا کہ اس کو ادراک تھا وہ انہیں اس حالت میں دیکھ نہ پائے گی۔ صباحت اور عادلہ' عائزہ کو گھر میں خیرون سے خبر ملی تو وہ فوراً ہی چلی آئی تھیں اور ان کی آمد کے کچھ دیر بعد ہی پریشان سے فیاض بھی آگئے تھے' طغرل کی زبانی ہی ان کو معلوم ہوا تھا۔ صباحت نے فون کر کے عامرہ اور آصفہ کو بھی باخبر کردیا تھا' رات تک سب وہاں جمع تھے اذکار و نوافل کا سلسلہ جاری تھا۔ ہر چہرہ پریشان و آنکھ نم تھی' دعاؤں کے لیے ہونٹ ہل رہے تھے پری کے آنسو خشک نہیں ہورہے تھے' عادلہ اور عائزہ کو بھی دادی کی سیریس حالت نے متفکر و پریشان کردیا تھا وہ بھی ان کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔

''پری...... میری بچی! بس اب چپ ہوجاؤ' سارا دن ہوگیا ہے تمہیں روتے ہوئے' تمہاری طبیعت خراب ہوجائے گی' تم فکر مت کرو ان شاء اللہ اماں جلد ٹھیک ہوجائیں گی' تمہارے پاس ہی ہوں گی اماں۔'' آصفہ نے چپکے چپکے آنسو بہاتی ہوئی پری کو گلے لگاتے ہوئے جذباتی لہجے میں کہا اور خود بھی اس کے ساتھ آنسو بہانے لگی تھیں۔

''آپی! تم پری کو دلاسہ دینے کے ساتھ خود بھی حوصلہ ہار بیٹھی ہو' پری نے پہلے ہی کیا کم اپنی حالت رو رو کر خراب کرلی ہے جو اب تم بھی رونے میں اس کا ساتھ دینے لگی ہو۔'' عامرہ زبان کی تیز تھیں تو ان کا حوصلہ و اعتماد بھی بے حد مضبوط تھا۔ غم ہو یا خوشی وہ موقعہ پر خود کو بڑی دانش مندی سے سنبھالا کرتی تھیں' اس وقت بھی بڑی بہن کو حوصلہ ہارتے دیکھ کر نرمی سے ان کو علیحدہ کر کے گویا ہوئیں۔

''پھوپو جان! میں دادی جان کے بغیر نہیں جی پاؤں گی۔'' پری سسکتی ہوئی ان کی آغوش میں سماگئی تھی۔

''ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا اماں جان کو' تم ان کو ہنستا مسکراتا اسپتال سے لے کر جاؤ گی۔ اماں ہم کو شاید چھوڑ بھی دیں مگر یہ یقین ہے وہ تم سے بے وفائی نہیں کرسکتیں۔ تمہیں چھوڑ نہیں سکتیں' اماں نے تمہیں اس وقت نہیں چھوڑا تھا جب بھائی جان تم کو رکھنا نہیں چاہتے تھے' تمہاری مما کے ہمراہ بھیجنا چاہتے تھے اس وقت وہ اماں ہی تھیں جنہوں نے تمہیں سینے سے لگایا تھا اور پھر ہم نے دیکھا تھا اماں نے جتنی محبت تم سے کی جس قدر خیال تمہارا رکھا اتنا پیار انہوں نے ہم سے بھی نہیں کیا تھا۔'' دھیرے دھیرے اس کے ریشمی بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ اس کو سمجھا رہی تھیں۔ آنسو ان کے بھی بہہ رہے تھے لیکن وہ ضبط کررہی تھیں وہاں موجود عائزہ اور عادلہ کی بھی آنکھیں برس رہی تھیں اگر ان میں کوئی اطمینان سے بیٹھا تھا تو صباحت بیگم تھیں جو اس پریشان کن حالات میں بھی پری کو اپنی مخصوص سوتیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں' جس نے نندوں کو بھی اپنا ہمدرد بنالیا تھا جو ایک عرصے سے اس سے نفرت کرتی آئی تھیں اور اب......

''چچا جان!'' طغرل تیز تیز چلتا اس طرف آیا۔

''چچا جان...... دادی جان کو ہوش آگیا ہے۔ ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔'' وہ فرطِ مسرت سے فیاض سے لپٹ کر بولا۔

❁......❁......❁

اعوان کو باہر نکلتے دیکھ کر اسے اپنی عبرت بھری بربادی دکھائی دینے لگی جب کہ وہ ہاجرہ کو جانور کی طرح مار کھاتا دیکھ کر انسانی ہمدردی کے جذبے سے لبریز آگے بڑھ رہا تھا اور ابھی وہ برآمدہ عبور کر نہیں پایا تھا کہ ماہ رخ بھاگ کر اس کے قدموں سے لپٹ گئی۔

''پلیز اعوان! باہر مت جاؤ' وہ ہاجرہ کو معاف کردے گا لیکن ہمارا جو انجام ہوگا اس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔'' اس کے ملتجی لہجے میں خوف و

دہشت تھی اعوان رک کر حیرانی سے بولا۔

''وہ ہاجرہ کو مار دے گا' تم کو اس کی فکر نہیں ہے؟''

''وہ ہاجرہ کو مار دے گا اور ہمیں ایسی سزا دے گا جس سے زندگی بھی پناہ مانگتی ہے وہ ہمیں مارے گا نہیں اور جینے بھی نہیں دے گا۔'' ماہ رخ کے لہجے کی وحشت میں قدرے کمی واقع ہوئی تھی کیونکہ باہر سے احمر غفران چلا گیا تھا ہاجرہ بے ہوش پڑی تھی۔

''اگر ہاجرہ مر گئی تو تم کو اس کے مرنے کا دکھ نہیں ہوگا؟ بہت پیار کرتی ہے وہ تم سے' یہ بات میں نے شدت سے نوٹ کی ہے۔'' وہ دونوں کھڑکی سے باہر خاصے فاصلے پر گھاس پر بے سدھ پڑی ہاجرہ کو دیکھ رہے تھے ہاجرہ کے سبز سوٹ پر جا بجا سرخ خون کے نشانات دکھائی دے رہے تھے وہ گٹھڑی سی بنی ہوئی تھی۔

''ہاجرہ مر جائے گی۔'' وہ کھڑکی سے ہٹ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہذیانی انداز میں مسکرا کر گویا ہوئی' اعوان کھڑا ہی رہا وہ خاصا مضمحل تھا۔

''ہاجرہ مر چکی ہے...... وہ زندہ ہی کب تھی اس محل میں رہنے والی ہر وہ عورت مری ہے جو اپنی مرضی واختیار سے بے دخل کر دی گئی ہیں جن کو احمر غفران جیسے ہوس پرست گدھ مردار کر چکے ہیں۔'' وہ اس وقت ہوش وحواس سے کسی حد تک بیگانہ لگ رہی تھی۔

''ہاجرہ مر جائے گی تو زندگی کی تکلیف دہ قید سے نجات مل جائے گی دعا کرو ہاجرہ مر جائے...... ہاجرہ مر جائے یہاں کی زندگی سے موت بہتر ہے۔'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''میں تم کو مرنے نہیں دوں گا رخ!'' وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا اس کا چہرہ ہاتھ سے پکڑتے ہوئے جذباتی انداز میں گویا ہوا۔

''تم کچھ حوصلہ کرو میں تمام انتظامات کر چکا ہوں تم کو یہاں سے لے جانے کے' میں تمہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔''

''نہیں نہیں...... ایسی کوئی حماقت مت کرنا' تم چلے جاؤ یہاں سے۔'' وہ سراسیمہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے گویا ہوئی۔

''آج بلکہ ابھی چلے جاؤ خدارا یہاں سے چلے جاؤ۔''

''ہرگز نہیں' میں تم کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔'' وہ قطعیت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''تم کو جانا ہوگا اعوان!''

''تمہارے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔''

''یہ ضد کا وقت نہیں ہے۔''

''میں ضد نہیں کر رہا ہوں۔''

''یہ ضد ہی تو ہے بلکہ بے وقوفی ہے میرے ساتھ ساتھ اپنی زندگی بھی خطرے میں ڈال رہے ہو۔''

''ایک بار غلطی ہوگئی تھی مجھ سے جو میں تم کو ساحر کے سہارے چھوڑ گیا تھا وہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے جو میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گا۔'' وہ آبدیدہ ہو گیا تھا۔

''یہ اب لاحاصل باتیں ہیں' مجھے اپنی خواہشوں کو حد سے زیادہ بڑھانے' سب کو دھوکہ دینے کی سزا اسی طرح ملنی تھی' تمہارا کوئی قصور نہیں ہے میں ہی احسان فراموش تھی' جھوٹی ومکار' ناشکری وحاسد مجھے میرے کیے کی سزا ملی ہے۔'' وہ آنسو صاف کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

''تم چلے جاؤ اعوان! مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے اب۔''

''ان حالات نے تم کو رخ بہادر و بڑے دل کا بنا دیا ہے تم نے کتنی آسانی سے مجھے معاف کر دیا ہے مگر میں خود کو معاف نہ کر سکوں گا۔ میں اتنا اعلیٰ ظرف وحوصلہ مند نہیں ہوں میری وجہ سے تم اس جہنم میں آئی ہو اور......''

''بحث مت کرو' یہ عالی شان محل باہر سے جتنا خوب صورت ہے اندر اس کے اتنی ہی بھیانک کہانیاں سچائی کے لبادے اوڑھے چھپی ہوئی ہیں۔ یہاں کی بنیادوں میں نامعلوم کتنے ایسے لوگوں کی قبریں ہیں جو زندہ دفن کر دیئے گئے ہیں' جن کے نام ونشان تک مٹا دیئے گئے ہیں۔'' وہ اس کی بات قطع کر کے سمجھانے لگی تھی۔

''تم کچھ بھی کہو تم کو میرے ساتھ جانا ہوگا ورنہ میں موت کو گلے لگا لوں گا ابھی۔'' اس نے پُرعزم لہجے میں کہا۔

❁......❁......❁

مسز عابدی کی طبیعت اب پہلے سے قدرے بہتر تھی لیکن وہ اپنی سنبھلتی بگڑتی طبیعت سے انجانے خوف و وسوسوں کا شکار ہوگئی تھیں اور اس بار قطعیت بھرے انداز میں وہ فیصلہ کرچکی تھیں کہ شہریار کو شادی کے لیے راضی کر کے ہی سکون سے بیٹھیں گی گو کہ اپنی اس دیرینہ خواہش کا تذکرہ وہ بار بار شہریار سے کرچکی تھیں وہ بھی وقتی طور پر ان کی ہاں میں ہاں ملایا کرتا تھا مگر نا معلوم کیوں شادی کے لیے سنجیدہ نہ تھا اور نہ ہی رشتے کی بات کرنے دیتا تھا۔ مسز عبادی نے اس کا حل یہ نکالا بیٹیوں سے صلاح و مشورے کے بعد عابدی صاحب سے بات کرنے کی ٹھانی اور آج موقع ملتے ہی وہ شہریار کی شادی کا تذکرہ نکال بیٹھیں۔

''شیری کی شادی کرنا چاہ رہی ہیں آپ؟'' وہ مسکرا کر مطمئن لہجے میں بولے۔

''آف کورس عابدی! کیا اب بھی میری آرزو پوری نہیں ہوگی؟ میری روز روز کی بیماریوں نے مجھے اس خوف میں مبتلا کردیا ہے کہ شاید میں شیری کی شادی کی خوشیاں دیکھے بنا ہی مرجاؤں گی۔'' ان کے لہجے میں یاسیت و محرومی نمایاں تھی عابدی صاحب نے بے ساختہ ان کی طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئے۔

''یہ بے حد اسٹوپڈ بات کی ہے نور جہاں! موت تو برحق ہے لیکن موت سے پہلے موت کا خوف زندگی کی خوشیوں کو نگل لیتا ہے۔''

''میں موت سے نہیں ڈرتی، مگر اس وقت سے خوف میں مبتلا ہوجاتی ہوں اگر خدانخواستہ شیری کی خوشیاں دیکھے بغیر یہ دنیا چھوڑنی پڑ گئی تو میری روح کو قبر میں بھی سکون نہیں ملے گا۔''

''اللہ نہ کرے جو ایسا وقت آئے ان تمام فضول سوچوں کو دل سے نکال دو، ان شاء اللہ تم شیری کے بچوں کی خوشیاں بھی دیکھو گی، ان کے ناز و نخرے اٹھاؤ گی۔'' وہ شوخ انداز میں مخاطب ہوئے تھے۔

''اللہ آپ کی زبان مبارک کرے عابدی! آپ خدارا بابا کو فورس کریں وہ شادی کے لیے سنجیدہ ہوجائے اب مجھ سے گھر کی ویرانی برداشت نہیں ہوتی ہے۔ بہو کے آنے سے گھر میں بہاریں رقصاں ہوجائیں گی۔'' وہ ان سے علیحدہ ہوتے ہوئے ملتجی لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

''ہوں...... آپ کی بے قراری دیکھ کر شیری سے بات کرنا ہی پڑے گی، مگر اس نے کوئی ایسی لڑکی پسند کر رکھی ہو جو آپ کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو پھر کیا ہوگا؟'' عابدی کے ذہن میں یہ خیال اچانک بجلی کی مانند چمکا تھا۔

''آفٹر آل وہ عمر کا اہم حصہ امریکہ جیسے ملک میں گزار کر آئے ہیں پھر میں فیل کرتا ہوں شیری کی طبیعت میں وہاں کے ماحول کی آزادی اور بے باکی قدرے حلول کرگئی ہے جس کو ہمارے معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے شیری کی پسند......''

''ارے چھوڑیئے آپ اس بلاوجہ کی لمبی چوڑی تمہید کو میں اس کی ماں ہوں اس کی پسند سے اچھی طرح آگاہ ہی ہوں، یہ میں آپ کو بتادوں شیری نے کوئی میم شیم پسند نہیں کی ہے وہ لاکھ آزاد و بے باک سہی مگر دل سے وہ مشرقی مرد ہے اور مشرقی لڑکی ہی اس کی پسند ہے۔'' مسز عابدی نے ان کا کوٹ ہینگ کرتے ہوئے مسرور لہجے میں کہا۔

''واہ بھئی، ماں اور بیٹے میں یہ تمام باتیں شیئر ہوگئی ہیں اور مجھے لاعلم رکھ کر کہا جا رہا ہے شیری کو شادی کے لیے راضی کروں، واؤ امیزنگ۔ بیگم صاحبہ! آپ اس مشرقی لڑکی کا نام بتائیں گی جس پر ہمارے برخوردار کا دل آیا ہے۔'' وہ بھی خاصے خوش و پُراشتیاق تھے۔

''ابھی آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔'' وہ چڑاتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

❁......❁......❁

ایک ہفتہ گزر گیا تھا اماں جان کو اسپتال میں ایڈمٹ ہوئے اس عرصے میں ان کی طبیعت بہتری کی طرف گامزن تھی، وہ پرائیوٹ روم میں شفٹ ہوگئی تھیں روزانہ عیادت کے لیے گھر کے لوگوں کے علاوہ عزیز و اقارب بھی آتے تھے، مسز عابدی تقریباً روز ہی آرہی تھیں دو بار عابدی صاحب بھی آئے تھے وگرنہ شیری ہی ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔

اماں جان کبھی کسی بیماری سے شکستہ نہیں ہوئی تھیں لیکن اس بار وہ ہار بیٹھی تھیں ان کی بوڑھی آنکھوں میں ہر دم بھیگی بھیگی سی دھندلاہٹ رہنے لگی تھی اور لب بھی بہت کم وا ہوتے تھے' زیادہ تر وہ آنکھیں بند کر کے لیٹی رہتی تھیں ان کے پاس پری رہ رہی تھی۔ پہلے ان کی بیماری نے کم دل دہلایا تھا کہ مستزاد ان کی خاموشی و سب سے بے پروا انداز نے اس کے کمزور سے دل میں عجیب سا ڈر بٹھا دیا تھا اب بھی وہ کب سے ان کے زرد چہرے کو دیکھ رہی تھی جو دواؤں کے زیر اثر اردگرد سے غافل مدہوش لیٹی تھیں۔

''اماں جان! سارے لاڈ اپنی لاڈلی کے لیے ہی وقف کر دیئے ہیں آپ نے ہمارے بچوں کے لیے تو کوئی ممتا ہی نہیں ہے آپ کے پاس۔''
عامرہ آصفہ جب بھی میکے آتیں ان کی یہی شکایت ہوتی تھی۔

''پروردگار گواہ ہے یہ تمہارے دلوں کا بغض ہے ورنہ میں تو تمام بچوں کو ہی پیار کرتی ہوں' بیٹے و بیٹیوں کی اولادیں مجھ کو یکساں عزیز ہیں۔''

''رہنے دیں اماں! آپ ہر وقت گود میں اس پری کو چڑھائے رکھتی ہیں' ہمارے بچے تو آپ کی گود سے محروم ہی رہیں گے۔ یہ ڈائن ہمارے ساتھ ہمارے بچوں کا حق بھی ہڑپ کر رہی ہے ناگن ماں کی ناگن اولاد۔''

''ارے اللہ کے غضب سے ڈرو تم لوگ' کیوں ہاتھ دھو کر اس معصوم کے پیچھے پڑی رہتی ہو اس غریب کو بخش دو اس کی ماں تو اس سے جدا ہوئی ہے ساتھ باپ نے بھی اس بے قصور کی طرف دیکھنا چھوڑ دیا ہے ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی وہ اپنی ہی بیٹی کی پرچھائیں سے بھی نفرت کرتا ہے۔'' وہ اس کو سینے سے لگا کر رو پڑتی تھیں۔

''جس عورت نے وفا نہ کی تو اس کی بیٹی سے فیاض کس طرح وفا کی امید کر سکتا ہے وہ اس منحوس لڑکی سے بالکل درست نفرت کرتا ہے۔''

''آصفہ آپی آپ کے ہی کیا میری بیٹیوں کا حق بھی یہ پری چھین رہی ہے' اماں کو اس کے سوا کوئی نظر نہیں آتا ہے۔'' صباحت بھی ان کا ساتھ دیتیں۔

''تم سب کی اولادوں پر ماں اور باپ کا سایہ سدا سلامت رہے' اس ننھی پارس کے لیے تو میں ہی ماں ہوں اور میں ہی باپ ہوں۔ تم لوگ اپنی اپنی بولیاں بولتے رہو جس کی پروا میری جوتی کو بھی نہیں اور کان صاف کر کے سن لو آخری سانس تک میں پری کو خود سے جدا نہیں کروں گی۔'' دادی کی بارعب و پرُعزم آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔ کئی سال گزر گئے تھے مگر ان کا جاہ و جلال و بارعب آواز میں معمولی سی بھی کمی واقع نہ ہوئی تھی وہ اسی طرح صاف و کھری' منہ در منہ بات کرتی تھیں۔ پہلی بار وہ دبدبہ و جلال آواز سے غائب ہو کر لہجے کو کمزور بنا گیا تھا پری ان کے بے سدھ چہرے کو دیکھتے ہوئے رو رہی تھی بے آواز' بلا جنبش ماضی کی ڈائری سے کئی ورق اس کی نگاہوں میں لہرا رہے تھے دادی کی بے تحاشہ محبت' بے انتہا پیار اس کو یاد آ رہا تھا وہ اس کی خاطر اپنی بیٹیوں کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھیں اور آج وہ اس سے غافل تھیں اور ان کی یہی خاموشی اس کے دل کے ٹکڑے کر رہی تھی۔

''پلیز......ڈون ویپ۔'' معاً اس کے شانے پر مضبوط ہاتھ ٹھہرا۔

''آپ......آپ کب آئے؟'' اپنے قریب کھڑے شیری کو دیکھ کر وہ اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے سنجیدگی سے استفسار کرنے لگی۔

''کچھ ہی دیر ہوئی ہے کس دنیا میں گم تھیں آپ......اتنی گہری سوچ میں ڈوبی تھیں کہ میرے آنے کی خبر نہ ہوئی آپ کو؟'' وہ مقابل آ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''درست کہہ رہے ہیں آپ' میں ماضی کے جھروکوں میں جھانک رہی تھی۔''

''بے حد اپ سیٹ لگ رہی ہیں آپ کیوں؟ اب تو دادی جان کی طبیعت تیزی سے بہتر ہو رہی ہے چند دنوں میں ڈاکٹرز دادی کو ڈسچارج کر دیں گے' میں ابھی وہاں سے ہی آ رہا ہوں۔''

''رئیلی دادی جان کی طبیعت سے ڈاکٹر مطمئن ہیں؟'' وہ یکدم خوشی سے مسکرا کر بولی۔

''جی ہاں' ڈاکٹر مطمئن تو ہیں لیکن کچھ پریشان بھی ہیں کیوں نہ ہم یہاں سے باہر چلتے ہیں یہاں ہماری آواز سے دادی ڈسٹرب ہو سکتی ہیں۔'' معاً وہ چونک کر گویا ہوا۔

''یہ کیا بات کی آپ نے......ڈاکٹرز بھلا پریشان کیوں ہونے لگے؟''

''بتاتا ہوں آپ یہاں سے باہر تو چلیے۔'' اس نے اصرار کیا پری نے دادی کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو رہی تھیں وہ گیٹ بند کرتی ہوئی باہر نکل آئی تھی۔ کوریڈور میں سناٹا چھایا ہوا تھا' سائیڈ میں بنے کاؤنٹر پر نرسیں موجود تھیں شیری اس سے چند قدم آگے چل رہا تھا' کوریڈور سے ملحقہ ٹی شاپ تھی۔ شیری نے وہاں سے کافی خریدی اور دونوں لان میں گھاس پر بیٹھ گئے۔

شام کا سرمئی آنچل دھیرے دھیرے دھرتی پر لہراتا جارہا تھا' موسم نے کروٹ بدلی تھی فضا میں خاصی خنکی اترنے لگی تھی۔

''ڈاکٹرز دادی جان کی حالت سے مطمئن بھی ہیں اور نہیں بھی' یہ بہت عجیب ہے شہریار صاحب! آپ صاف صاف بتائیے؟'' وہ کافی کے سپ لیتی ہوئی بردباری سے گویا ہوئی۔

''دادی کا کسی سے جھگڑا ہوا تھا؟''

''نہیں......دادی سے بھلا کون جھگڑ سکتا ہے لیکن آپ یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں؟'' اس نے خاصی حیرانی سے دریافت کیا۔

''ڈاکٹرز کی رائے یہی ہے کہ دادی جان کو کوئی بڑا صدمہ پہنچا ہے کوئی اس طرح کی بات ہوئی ہے جس سے وہ اس بُری طرح ہرٹ ہوئی ہیں کہ فوری طور پر ہارٹ اٹیک کا شکار ہوگئی ہیں۔'' شیری کو جو ڈاکٹر کی زبانی معلومات حاصل ہوئی تھیں اس نے وہ پری سے شیئر کرنے میں دیر نہ لگائی تھی جواباً پری چپ ہوگئی۔

دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے' پری سوچ رہی تھی دادی نے ایسی کس بات کا صدمہ لیا جو ان کی جان پر بن آئی؟ اس کی ان فکروں سے بے خبر شیری چوری چوری اس کے دلکش چہرے کو دیکھتے ہوئے ان لمحوں کے امر ہوجانے کی دعائیں کررہا تھا۔ اس کو پری کے ساتھ اس طرح بیٹھنا' پری کا نرم لہجے میں بات کرنا' اعتماد و بھروسے کی علامت تھی۔ وہ اس کا اعتماد جیتنے میں دیر سے سہی مگر کامیاب رہا تھا ورنہ وہ اس کی پرچھائیں کو بھی نہ پسند کرتی تھی' بات کرنا تو درکنار اسے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔

''اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی ہے کسی سے بھی دادی جان کی۔'' خاصی دیر سوچنے کے بعد وہ نفی میں گردن ہلاتی ہوئی گویا ہوئی۔

''کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہوجاتی ہیں اور کسی کو پتا نہیں چلتا' یہ بھی تو ممکن ہے آپ کو ایسی کسی بات کا انہوں نے بتانا ضروری نہ سمجھا ہو۔''

''دادی مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتی ہیں پھر وہ چھپائیں گی بھی کیوں اور ایسی کیا بات ہوگی جو وہ مجھ سے شیئر نہ کریں؟'' وہ سخت الجھن کا شکار ہوگئی تھی۔

''شاید آپ ہی کی کوئی بات ہو' آپ کی ذات سے تعلق رکھتی ہو میری جب بھی ان سے گفتگو ہوتی تھی وہ آپ کے مستقبل کے لیے ازحد فکر مند رہا کرتی تھیں آپ کے والدین کے درمیان ہونے والی علیحدگی نے ان کو آپ کے مستقبل سے خوف زدہ کردیا ہے۔'' وہ اس کی قربت کی چاہ میں بات کو طول دے رہا تھا۔

''میری مما اور پپا کی علیحدگی کو لمبا عرصہ ہوچکا ہے دادی جان اب کیوں اس حقیقت کو محسوس کریں گی؟ اس سے میرے مستقبل کا کیا تعلق ہے؟ خیر تعلق ہو بھی تو میں پروا نہیں کرتی اور دادی کو بھی نہیں کرنے دوں گی۔'' وہ رسٹ واچ دیکھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''دادی جان بے دار نہ ہوگئی ہوں' میں دیکھتی ہوں جاکر ان کو۔''

''اوکے میری طرف سے دادی جان کو سلام دیجیے گا' ابھی میری میٹنگ ہے اس لیے جارہا ہوں گھر واپسی سے پہلے یہاں سے ہوتا ہوا جاؤں گا۔'' وہ بھی رسٹ واچ دیکھتا ہوا بولا الوداعی جملوں کے بعد وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا' پری روم کی طرف چلی آئی شہریار کو وہ ٹال گئی تھی۔ مگر اس کا دل شہریار کی کہی گئی بات کی تصدیق کررہا تھا کوئی ایسی بات ضرور ہوئی تھی جس نے دادی کی یہ حالت کردی تھی مگر وہ کیا بات ہے؟

''فرصت مل گئی تم کو یہاں آنے کی؟'' وہ کمرے میں داخل ہوئی تو دادی کے بیڈ کے قریب کرسی پر بیٹھا طغرل درشتگی بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''میں صرف دس منٹ میں واپس آئی ہوں۔'' اس کے انداز پر وہ سراسیمہ ہوئی۔

''دس منٹ میں بہت کچھ ہوسکتا ہے دادی جان کو کسی طرح سے نقصان بھی پہنچ سکتا تھا' ان کی ڈرپ میرے آتے ہی ختم ہوئی ہے نرس سے نڈل نکلوائی تھی اگر میں ٹائم پر نہ آتا تو جانتی ہو کیا ہوتا؟''

''اوہ آئی ایم سوری' دادی کی ڈرپ کا خیال تو بالکل میرے ذہن میں آیا نہیں' شہریار مجھے کچھ بتانا چاہ رہے تھے میں جلدی میں ان کے ساتھ چلی گئی۔'' بہت بڑی کوتاہی سرزد ہوئی تھی اس سے وہ سخت شرمندہ ہوگئی تھی۔

''تم ضد کر کے یہاں رکی ہو دادی جان کی دیکھ بھال کرنے کے لیے وگرنہ تم بخوبی جانتی ہو دادی کی حفاظت کرنے کے لیے لوگوں کی ہرگز کمی نہیں ہے پلیز اپنی ذمہ داری سمجھو' دادی کی حالت ابھی اتنی بہتر نہیں ہوئی ہے کہ تم ان سے غافل ہو کر شہریار صاحب کی باتیں سننے کی خاطر ان کو تنہا چھوڑ کر چلی جاؤ۔'' پنک کلر کی شرٹ میں اس کے چہرے کی سرخیاں کچھ زیادہ ہی نمایاں ہو رہی تھیں کچھ سرخی اس کی آنکھوں میں بھی چھلک آئی تھی۔

''شہریار سے میں کوئی گپیں نہیں لگا رہی تھی وہ بھی دادی جان کے متعلق گفتگو کر رہے تھے' پوچھ رہے تھے مجھ سے دادی جان کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟ میں نے کہہ دیا دادی جان سے کون جھگڑ سکتا ہے تو کہنے لگے ڈاکٹرز کی رائے ہے کہ دادی جان کو کوئی ایسا گہرا صدمہ لگا ہے جس سے ان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔'' اس نے بہت تحمل سے شہریار سے کی جانے والی گفتگو دہرادی تھی۔

''یہ بات مجھ سے بھی ڈاکٹرز نے ڈسکس کی تھی میں نے ڈنائی کر دیا تھا پھر چچا جان نے صباحت آنٹی' عامرہ اور آصفہ پھوپوؤں سے بھی پوچھا شاید آپس میں کوئی ایسا اختلاف ہوا ہو جو دادی جان برداشت نہ کرسکی ہوں ان لوگوں نے حلف اٹھا کر کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور ان کی باتوں پر مجھے بھی یقین ہے وہ ایسی گھٹیا حرکت نہیں کرسکتیں جس سے دادی جان کی ایسی حالت ہو جائے۔'' اس کا لہجہ الجھا الجھا تھا۔ کچھ توقف ان کے درمیان خاموشی طاری رہی پھر وہ گویا ہوا۔

''جس وقت دادی کی طبیعت خراب ہوئی کون تھا روم میں؟''

''خیرون ڈسٹنگ کر رہی تھی میں لاؤنج میں عائزہ کے ساتھ بیٹھی تھی' خیرون کے چیخنے پر ہی طبیعت کا معلوم ہوا تھا پھر اس ٹائم کوئی اور روم میں تھا ہی نہیں۔'' اس کی بات پر اس نے گہرا سانس لیا اس کے چہرے کے نقوش سے پریشانی و تفکر جھانک رہا تھا۔ وہ ڈھیلے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا تھا سر صوفے کی پشت گاہ سے لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

پری دادی کے بیڈ کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھ گئی وہ دادی کے چہرے کو دیکھنے لگی جہاں ایک گہری خاموشی طاری تھی' سفید پلکیں ایک دوسرے سے پیوست تھیں ہلکے گلابی مائل ہونٹوں پر جامد خاموشی تھی' دائیں ہاتھ میں ڈرپ لگی تھی جو قطرہ قطرہ بے حد سست روی سے ان کی رگوں میں منتقل ہو رہی تھی اور اس کو لگا زندگی بھی اس طرح سست روی کا شکار بن گئی ہے۔

❁.....❁.....❁

صباحت ابھی عادلہ اور عائزہ کے درمیان ہونے والی گفتگو اتفاقاً سن کر اس مسئلے کا حل سوچ بھی نہ پائی تھیں کہ اچانک اماں کی خراب ہونے والی طبیعت نے کسی حد تک ان کو بھی پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا چند دنوں میں اماں کی طبیعت سنبھلی تو وہ آج اسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آئی تھیں سب گھر والوں نے شکر کا سانس لیا اور وہ بھی عادلہ سے بات کرنے اس کے روم میں آئیں تو عادلہ کو واش روم میں الٹیاں کرتے دیکھ کر وہ شاکڈ سی دروازے کے پاس ہی کھڑی رہ گئیں۔

''ممی...... مجھے بچالیں۔'' عادلہ بے حال انداز میں واش بیسن میں منہ ہاتھ دھو کر پلٹی اور ان کو کھڑی دیکھ کر گلے لگتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ صباحت کا سکتہ ٹوٹا انہوں نے عادلہ کو دور کرتے ہوئے تیزی سے دروازہ لاکڈ کیا اور اس کو غصے سے گھورتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''یہ کیا کیا تم نے عادلہ! ہمیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا؟ ایسا کرنے سے پہلے اپنے باپ کی عزت کا تو خیال کر لیا ہوتا کچھ۔'' وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر وحشت زدہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میں تم پر عائزہ سے زیادہ اعتماد کرتی تھی مجھے بے حد بھروسہ تھا تم پر لیکن وہ تم سے زیادہ مضبوط ثابت ہوئی' اس بھیڑیئے سے اپنی عصمت بچا کر وہاں سے بھاگ آئی اور ایسی ہوس زدہ محبت سے توبہ کرلی پھر اس ناکردہ جرم کی سزا کاٹ رہی ہے فاخر اس کی پارسائی کا یقین کرنے کو تیار نہیں وہ اس کی آواز سننا بھی گوارا نہیں کرتا ہے حالانکہ خاوند ہے وہ اس کا' ایجاب وقبول ہوا ہے ان کے درمیان مگر وہ کسی بھی سمجھوتے پر راضی نہیں ہے اور تم......'' تیز تیز بولتے ہوئے اس کی سانس پھولنے لگی تو وہ خاموش ہوگئیں۔

''مجھ سے غلطی ہوگئی ممی' میں شیری کی باتوں میں بہک گئی تھی۔'' اس کی آواز میں پچھتاوے لرز رہے تھے۔

''چند دنوں کی دوستی میں بہک گئیں تم عادلہ! شیری کو قابو کرنے کے اور بھی طریقے تھے اس نے تم کو پرپوز بھی نہیں کیا اور تم......''

''آپ نے ہی تو کہا تھا کسی بھی طرح شیری کو قابو کرنا ہے۔''

''وہ ہوگیا قابو...... پالتو بن گیا تمہارا...... بے وقوفی کی باتیں کرتی ہو مجھ سے اب کیا ہوگا میرا تو دماغ کام نہیں کررہا ہے گھر میں کسی کو خبر ہوگئی تو بہت بُرا ہوگا اور فیاض کو خبر ہوگئی تو......'' بے حد خوف زدہ انداز میں جھرجھری لے کر وہ بدحواس عادلہ کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

''ایسا نہیں ہوگا ممی! میں کسی نہ کسی طرح شیری کو شادی کرنے کے لیے راضی کرہی لوں گی پلیز آپ کو میرا ساتھ دینا ہوگا اس مشکل میں۔''

''ہونہہ میری زندگی تم نے مشکل میں ڈال دی ہے نامعلوم کس منحوس گھڑی میں اس دنیا میں آئی ہو تم لوگ جو تمہارے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ میری مشکلات بھی بڑی ہورہی ہیں۔ گڑھا پری کے لیے کھودا تھا تم نے بدچلن شیری کی نظروں میں اس کو ثابت کیا تھا اور گمراہی کے گڑھے میں خود گرگئی ہو' لعنت ہو تم پر۔''

''یہ جو بھی ہوا اس میں شہ آپ کی دی ہوئی ہے آپ نے ہی کہا تھا' شیری کو حاصل کرنے کے لیے جس حد تک بھی جانا ہو جاؤ۔'' وہ روتے ہوئے بھی پوری طرح اپنی غلطی ماننے کو تیار نہ تھی۔

''شٹ اپ' منہ بند کرواپنا' یہ تمہاری عادت ہے غلطی کرکے غلطی مانتی کب ہو' رونا بند کرو کسی لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے چلوں گی معاملہ صاف کرانے کے لیے مگر اس سے قبل ایک بار شیری سے بات کرلو وہ کیا چاہتا ہے؟''

❁.......❁.......❁

اعوان سے اس کی تکرار بڑھتی گئی تھی مگر اعوان اس کو یہاں چھوڑ کر جانے کے لیے بالکل بھی نہ مانا تھا پھر اس کو قائل کرنے کے لیے ماہ رخ کے پاس ٹائم بھی نہ تھا۔ احمر غفران محل میں موجود تھا اور وہ کسی بھی وقت کس موڈ میں آجائے کچھ بھروسہ نہ تھا ویسے تو وہ نکاح ہونے تک اس سے ملاقات کرنے سے اجتناب برت رہا تھا مگر اس کی متلون مزاج طبیعت سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ اس کی خواب گاہ میں آدھمکے اور اس کو وہاں نہ پاکر وہ کیا کرگزرے کہ اس کی سخت مزاج فطرت سے سب کچھ ممکن تھا۔ مجبوری کے عالم میں وہ دوسرے راستے سے اپنی خواب گاہ میں داخل ہوئی اور بیڈ پر پریشان کن انداز میں بیٹھ گئی۔

قید کسے پسند آتی ہے۔ پرندوں کو آزاد فضاؤں سے پکڑ کر سونے کے پنجرے میں بھی قید کردو تو سونے کے پنجرے سے زیادہ اس کو اپنی آزادی قیمتی لگتی ہے وہ بھی تو طویل عرصہ یہاں گزارنے کے باوجود ان قیمتی در و دیواروں سے مانوس نہ ہوسکی تھی مگر آج سے قبل اس کے دل میں یہاں سے فرار کی اُمنگ بھی بیدار نہ ہوئی تھی اور ہوتی بھی کیونکر کوئی تھا ہی نہیں جو اس کو وہ آزادی کے دنوں کی یاد دلاتا جب وہ بھی کسی حسین چڑیا کی مانند فضاؤں میں گھوما کرتی تھی۔

''ماہ رخ کن سوچوں میں گم ہو؟ خواہشوں کی دلدل میں پھر پاؤں رکھنا چاہتی ہو' تم تو پہلے ہی اس دلدل میں ڈوب چکی ہو' کس طرح نکل پاؤ گی؟'' اس کے اندر کوئی گھائل انداز میں بولا۔

''میں نکل جاؤں گی میں اس غلیظ دلدل سے نکلنا چاہتی ہوں میں پھر سے پاک وصاف ہونا چاہتی ہوں۔ اعوان مجھے موقع دے رہا ہے تو میں اس موقع کو ضائع کرنا نہیں چاہتی ہوں۔'' وہ خود سے مخاطب ہوئی۔

''بے وقوفی مت کرو' اعوان کو جانے دو' وہ تم کو کسی طرح بھی یہاں سے نہیں لے کر جاسکتا' یہ علاقہ احمر غفران کا ہے یہاں اس کی حکومت ہے کوئی

پرندہ بھی اس کی اجازت کے بنا پر نہیں مار سکتا پھر تم کس طرح اور کس کس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جا سکتی ہو وہ کوئی جادوگر تو ہے نہیں جو تم کو مکھی بنا کر لے جائے گا۔''

''ہاں میں کس طرح جا سکتی ہوں' میرا جسم ہی نہیں میری روح بھی تو احمر غفران کے پاس قید ہے۔ مجھے ایسے سپنے نہیں دیکھنے چاہئیں جن خوابوں کی تعبیر بہت بھیانک ہوتی ہے۔'' وہ اٹھی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی اور خاصی دیر تک منہ دھونے کے بعد کمرے میں آئی تو وہاں ذاکرہ کو اپنا منتظر پایا وہ ٹرالی لیے کھڑی تھی۔

''رانی صاحبہ! قہوہ سادہ لیں گی یا دودھ کے ساتھ؟'' اس کو دیکھ کر وہ مودبانہ انداز میں استفسار کرنے لگی۔

''دودھ ڈال دو۔'' وہ کہتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی اس کی نگاہیں ذاکرہ پر تھیں' سفید رنگت و متناسب جسم والی ذاکرہ ادھیڑ عمر میں بھی خاصی پرکشش تھی' بے حد نفاست سے چائے بنا کر اس نے پیش کی تھی۔

''ذاکرہ! احمر غفران نے ہاجرہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''

''آپ کو نہیں پتا رانی جی! اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔'' ذاکرہ کے دبے دبے لہجے میں خوف تھا۔

''وہ مجھے معلوم ہے میری وجہ سے ہی اس بے چاری کی حالت بُری ہوئی ہے لیکن وہ اس وقت کہاں ہے ملازم اٹھا کر اس کو کہاں لے گئے ہیں۔''

''رئیس کے حکم پر اس کو تہہ خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔''

''تہہ خانے میں...... اس کی چوٹوں کا علاج نہیں کیا گیا ہے؟'' وہ ہاتھ میں پکڑا کپ ٹرالی پر رکھ کر بے چین لہجے میں بولی۔

''رئیس کا حکم نہیں ہے۔''

''وہ درد سے تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔''

''بھوک و پیاس سے بھی۔ اس کو کھانا و پانی دینے پر بھی پابندی ہے کیا؟'' ماہ رخ سخت حواس باختہ تھی۔

''اس سے ملنے پر بھی پابندی ہے رانی صاحبہ! رئیس کا حکم ہے تین دن تک اس کو کوئی دیکھے گا ہی نہیں اور کسی میں بھی جرأت نہیں ہے جو رئیس کے حکم سے سرتابی کریں۔''

''تین دن تک اس حالت میں وہ کس طرح زندہ رہے گی؟''

''60 سال ہو گئے ہیں مجھے یہاں پر اتنے سالوں میں بے شمار لوگوں کو زندہ اس تہہ خانے میں جاتے دیکھ چکی ہوں مگر مردہ حالت میں انہیں وہاں سے نکالا جاتا ہے اور رات کے ہی اندھیرے میں گڑھا کھود کر دفن کر کے جگہ برابر کر دی جاتی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی ہے۔'' ماہ رخ کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

❁......❁......❁

ان کے درمیان ہونے والی رنجش خلیج کی صورت اختیار کر گئی تھی وہ پری سے سخت ناراض تھا بلکہ بدگمان ہو کر رہ گیا تھا۔ طغرل نے گھر کی کنسٹرکشن میں زیادہ ٹائم دینا شروع کر دیا تھا۔ ویسے بھی آج کل وہ ذہنی طور پر پریشان تھا۔ متواتر مذنہ کی کالز آ رہی تھیں اور وہ اس کو فورس کر رہی تھیں وانیہ سے شادی کرنے پر وہ راضی ہو جائے طلحہ اور فریحہ نے اپنی پسند سے شادیاں کی تھیں۔ وہ ان شادیوں پر دل کے ارمان پورے نہیں کر سکی تھی اب دل کے تمام ارمان وہ اس کی اور وانیہ کی شادی پر پورے کرنا چاہتی تھیں۔ یہ ان کی گفتگو کا لب لباب ہوتا تھا۔

سڈنی میں وانیہ نے مذنہ کی شہ پر ہی اس کو اپنی محبت کے جال میں پھانسنے کی پوری پوری کوشش کی تھی جبکہ وہ پری کی محبت میں ڈوب چکا تھا۔ خوب صورت و تیکھے نقوش والی وانیہ کے ہر جال کو اس نے مات دے دی تھی وہ بھی ڈھیٹ لڑکی تھی اس سے دست بردار ہونے کو قطعی تیار نہ تھی وہ ہر ممکن اس کو پانے کی کوشش میں مگن تھی وہ اس کی کالز ریسیو نہیں کرتا تھا تو وہ میل بکس پر اپنے میسجز پوسٹ کیا کرتی تھی اور وہ اگنور کرتا رہا۔

''تم یہیں ہو تھینکس گاڈ ورنہ میں سمجھ رہا تھا کہ تم کوئی دوسری دنیا دریافت کرنے نکل پڑے ہو جو پلٹ کر کسی کی خبر نہیں لے رہے۔'' معید نے

آفس میں آتے ہوئے خاصے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاہا' یہ کیا فارمیلٹی ہے سلام نہ دعا آتے ہی طنز کا تیر دے مارا۔" وہ اٹھ کر اس سے گلے ملتے ہوئے ہنس کر گویا ہوا۔

"انداز نانی اور جان جان والا ہے مگر ان جیسی محبت کرنے والے بھی بنو۔" وہ خفا خفا سا علیحدہ ہو کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"شی از اے گریٹ پرسن' میں چاہ کر بھی دادی جان کی طرح نہیں بن سکتا یار' دادی جان بہت نائس ہیں۔"

"اور تم نان سینس ہو' کئی ہفتے گزر جاتے ہیں اور تم پلٹ کر خبر لینا دور کی بات کال تک ریسیو کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہو یعنی بے مروتی و بے حسی کی حد ہی کردی ہے تم نے۔" معید کے شکوے شکایتیں کم ہونے میں نہیں آرہی تھیں۔

"کول ڈاؤن مائی فرینڈ' معاف کردو مجھ سے غلطی ہوگئی۔" اس نے سرعت سے اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے' جاؤ معاف کیا اگلی دفعہ ایسی غلطی...... غلطی سے بھی مت کرنا ورنہ بہت برا ہوگا۔" وہ ناراضی ختم کرتا ہوا گویا ہوا۔

"سنا ہے تمہارے بنگلے کی کنسٹرکشن بہت تیزی سے ہو رہی ہے پری مان گئی ہے کیا؟ تم نے گھر بسانے کا فیصلہ بھی کرلیا ہے اور دوستوں سے راز داری برتی جارہی ہے یہ دوستی ہے؟"

"تم نے یہ کس طرح سوچ لیا کہ میں زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ تمہارے بغیر کروں گا ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔"

"پری اپنی ضد پر ابھی تک قائم ہے اس نے تمہاری محبت قبول نہیں کی؟" طغرل کو بے حد سنجیدہ دیکھ کر وہ استعجابیہ انداز میں گویا ہوا۔

"محبت وہ تالی ہے جو دونوں ہاتھوں سے بجائی جاتی ہے یکطرفہ محبت ایک اذیت کا نام ہے ایک درد کا نام ہے یہاں صرف دکھوں و محرومیوں کا بسیرا ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔"

"پری اتنی سنگدل کس طرح ہوسکتی ہے؟" وہ سخت حیران تھا۔

"سنگ دل ہی نہیں وہ بے حس اور اپنے آپ میں گم رہنے والی اذیت پسند لڑکی ہے۔" طغرل کا موڈ از حد سنجیدہ ہوگیا تھا اس کو پری کی وہ چیک دینے والی باتیں اس کا بے گانگی بھرا لہجہ ولاتعلقی کی دھند میں لپٹا لہجہ شدت سے یاد آ گیا تھا۔

"یار! وہ ایسی ہی ہے شروع سے اپنی پریشانیاں چھپانے والی کسی سے احسان لینا اس کو گوارا نہیں ہے خودداری اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔"

"خودداری نہیں' خود پسندی و من مانی کہو وہ کسی کی عزت خراب کرنے میں ایک منٹ ضائع نہیں کرتی اور خوددار لوگ دوسروں کا بھی احساس کرتے ہیں۔"

"ہوں' تم تو خاصے ناراض لگ رہے ہو پری سے؟" وہ بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"اس کو پروا بھی نہیں ہے اور اب میں بھی اس کی پروا نہیں کروں گا جو میری عزت نفس و وقار کی پروا نہ کرے مجھے بھی ایسا کرنا ہے۔" وہ کرب سے آنکھیں بند کرتا ہوا آزردگی سے کہہ رہا تھا۔

"سوچ لو' ایسا کر پاؤ گے؟"

"کیوں نہیں کر پاؤں گا؟ میں نے کہا ہے نا محبت کی تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔ ایک ہاتھ سے سر پیٹا جاسکتا ہے یا سینہ۔"

"پھر کیوں آنٹی کو تنگ کر رہے ہو' وانیہ سے شادی کرلو۔" معید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا تھا اس کی بات نے طغرل کو چونک کر آنکھیں کھولنے پر مجبور کردیا وہ سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"وہاٹ' یہ کیا کہا ہے تم نے پھر سے کہو ذرا۔"

"پھر سے کیوں کہوں تم سن اور سمجھ چکے ہو میری بات کو اچھی طرح۔" معید سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"ممی سے تمہاری بات ہوئی ہے مگر کب؟" وہ شدید متجسس تھا۔

"اس ہفتے میں ان کی کئی کالز آئی ہیں اور ہر بار انہوں نے مجھ سے ریکوئسٹ کی ہے میں تم کو کسی نہ کسی طرح وانیہ سے شادی کے لیے راضی

کروں۔"

"مائی گاڈ......!" وہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

"ممی بھی ہاتھ دھو کر پیچھے ہی پڑ گئی ہیں۔"

"مان لو ان کی بات آخر شادی تو تم کو کرنی ہی ہے۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو، تم جو خود کو پارس کا بہترین دوست، اچھا بھائی کہتے ہو اتنی آسانی سے اس کی جگہ کسی اور کو دلانے پر تیار ہو۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے استہزائیہ لہجے میں بولا۔

"سنو طغرل! یہ فیصلہ میں تمہارا دوست بن کر نہیں پری کا بھائی بن کر کر رہا ہوں۔ آنٹی اس کو بہو نہیں بنائیں گی یہ فیصلہ وہ کر چکی ہیں اور میں ایسا نہیں چاہوں گا کہ پری سے تم کسی طرح شادی کر لو مگر وہ عزت و وقار اس کو حاصل نہیں ہو گا جو اس رشتے کا حق ہوتا ہے وہ تیسرے درجے کی شہری جیسی کمتر سمجھی جائے محرومیوں بھری زندگی اس نے گزاری ہے۔" صاف و کھرے لہجے میں اس نے پری کی حمایت کی تھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا ممی وہاں رہ کر بھی ایک روایتی عورت ثابت ہوں گی میں نے ان کو یہاں کی عورتوں سے بہت منفرد سمجھا تھا مگر وہ یہاں کی عورتوں سے بھی زیادہ میکہ پرست ہیں۔"

"انہوں نے اسی دھرتی پر جنم لیا تھا یہاں کی خوشبو ان کے مزاج میں رچی بسی ہے ساری لائف آسٹریلیا میں گزارنے کے باوجود وہ اپنا طرز اور سوچ نہیں تبدیل کر سکی۔"

"چلو کہیں باہر چلتے ہیں میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔" اس کے ذہن میں اتنی شدید توڑ پھوڑ مچی ہوئی تھی کہ شدید تناؤ کے باعث اس کی پیشانی پر رگیں ابھر آئی تھیں۔

"ممی اس طرح سے پارس کے خلاف بلالحاظ بولنا شروع کر دیں گی۔ یہ مجھے احساس نہیں ہوا تھا پارس نے کیا برا کیا ہے ان کے ساتھ؟" وہ آفس سے باہر نکل آئے تھے۔

"یہ خیالات پارس کے خلاف صرف تمہاری ممی کے ہی نہیں ہیں بلکہ ہماری فیملی کی ساری "ممز" ایسے ہی خیالات کی مالک ہیں وہ کوئی بھی پری کو بہو بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی ہیں۔" دن ڈھلنے کو تھا دھوپ زمین سے اٹھ کر درختوں پر چڑھ رہی تھی موسم میں خنکی تھی اور ماحول میں عجیب سی اداسی پھیلی ہوئی تھی۔

"ہوں..... آئی نو وہ سمجھتی ہیں پارس بھی مثنی آنٹی کی طرح گھر نہیں بسا پائے گی۔ طلاق لے کر چلی جائے گی یا ان سب کے دلوں میں اس کے لیے کوئی جگہ ہی نہیں ہے وہ ان کے لیے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔" طغرل نے کڑوی سچائی بیان کی تھی جس سے وہ بھی متفق تھا۔

"ایسا کرنے میں سب سے زیادہ کردار صباحت ممانی کا ہے انہوں نے سوتیلی ماں ہونے کا حق پوری طرح ادا کیا ہے اور صباحت ممانی تو سوتیلی ماں ہیں اس کے ساتھ فیاض ماموں نے بھی زیادہ برا رویہ اختیار کیا وہ اس کا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ مثنی آنٹی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ ان کے اس رویے نے ہی آنٹی کو زیادہ اپنی من مانی کرنے کا موقع دیا اگر نانی جان پری کے ساتھ نہیں ہوتیں تو بہت برا حال ہوتا اس کا اس گھر میں۔"

"اب تم اس ہری مرچ کی اتنی بھی سائیڈ مت لو وہ اتنی کمزور اور نادان نہیں ہے اپنا ڈیفنس کرنا وہ خوب جانتی ہے اور فیاض چچا کے دل میں بھی اس کی محبت بے دار ہو چکی ہے وہ سائیڈ لینے لگے ہیں اس کی۔" اس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"یہی کہہ سکتا ہوں دیر آید درست آید دیر سے ہی سہی ماموں جان کو اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنے کی توفیق تو ملی۔"

"چچا جان کو تو مل گئی ہے تم اپنی اس بد دماغ و بے عقل سسٹر کے لیے بھی دعا کرو وہ بھی اپنی دماغ کی برسوں سے بند پڑی کھڑکی کھولے فریش ہوا آنے دے اور وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرے۔"

"عجیب ہو یار تم بھی، ابھی کچھ دیر قبل پری کے خلاف بول رہے تھے پھر تم کو اس کی فکر ستانے لگی ہے۔" اس کو ہنستے دیکھ کر وہ جھینپ گیا۔

ماہ رخ کی بے ہوشی طویل ہوئی تو غفران کو مطلع کیا گیا اور اس نے کچھ ہی دیر میں وہاں کے بہترین ڈاکٹروں کو بلایا جن کی دواؤں سے وہ ہوش میں آ گئی تھی اور اس کو ہوش میں دیکھ کر ڈاکٹرز اور ملازمائیں وہاں سے چلی گئی تھیں۔ اب اس کے سرہانے پر احمر غفران بیٹھا تھا۔

''کیا ہوا تھا میری ملکہ ذاکرہ بتا رہی تھی تم اچانک ہی قہوہ پیتے ہوئے بے ہوش ہو گئی تھیں۔ ہم نے قہوہ ٹیسٹ کروایا ہے مگر اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو بے ہوشی کا سبب بنتی۔'' وہ اس کا مرمریں ہاتھ اپنے سیاہ وبھدے ہاتھوں میں لے کر گویا ہوا۔

''معلوم نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ میں شرمندہ ہوں آپ کو زحمت ہوئی۔ پریشان کیا آپ کو۔'' وہ نگاہیں جھکائے جھکائے گویا ہوئی۔

''کیسی غیروں کی مانند بات کرتی ہو ماہ رخ۔'' وہ محبت پاش نظروں سے اس کو دیکھتا ہوا بولا۔

''میں تم کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم میرے دل کی رانی ہو بہت گہرا عشق ہو گیا ہے تم سے دل میں ایسا لگاؤ کس کے لیے بھی کبھی جاگا نہ تھا جو تم سے محبت مجھے ہو گئی ہے۔'' وہ اس کے تکیوں پر بکھرے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔ دروازے کے پیچھے ہی پردے کی اوٹ میں چھپی کھڑی دلربا نہ صرف ان کو دیکھ رہی تھی بلکہ ان کی باتوں پر بھی اس کے کان لگے ہوئے تھے۔ احمر غفران کی ہر حرکت ہر محبت بھرے جملوں پر اس کے سینے پر حسد کے سانپ لوٹ رہے تھے۔ وہ سانسیں روکے انہیں دیکھنے وسننے میں مصروف تھی اور اس کی موجودگی سے بے خبر وہ کہہ رہا تھا۔

''دیکھو لو تمہاری محبت میں ایک ہی دن میں ہم محل واپس آ گئے ہیں۔ دل کو عجیب سی بے چینی لگی ہوئی تھی اور یہاں آ کر وہ راز ہم پر کھلا جس نے بے چین کر کے ہم کو یہاں واپس آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''راز...... کیسا راز؟'' وہ بری طرح چونک اٹھی تھی۔

''ہم یہاں آئے تو اس بدذات ہاجرہ کو مزے سے لان میں بیٹھے دیکھا۔ ہم اس کو سختی سے تاکید کر گئے تھے کہ وہ آپ کو بالکل تنہا نہ چھوڑے ہم نے بھی اس کو وہ مار ماری ہے کہ...... مر ہی جائے گی وہ۔'' وہ اٹھتے ہوئے حقارت آمیز لہجے میں بولا اس کو کھڑے ہوتے دیکھ کر وہ دبے پاؤں وہاں سے نکل کر باہر آ گئی اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گئی۔

''معاف کر دیں ہاجرہ کو غلطی ہو گئی اس سے۔'' وہ دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے ہوئے احمر غفران سے لاڈ بھرے لہجے میں گویا تھی۔

''اس کو میں نے ہی باہر بھیجا تھا۔ میں تنہا رہنا چاہتی تھی کچھ دیر۔'' وہ بات بناتے ہوئے گویا ہوئی جبکہ وہ حیرانی سے بولا۔

''کیوں تنہا رہنا چاہتی تھیں؟''

''آپ کو مس کر رہی تھی میں ایسے میں مجھے اس کی موجودگی گوارا نہ تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی یادوں میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی مخل ہو۔''

''اوہ...... اچھا یہ بات تھی تم میری یادوں سے تنہائی میں مخاطب تھیں۔'' احمر غفران جیسا بھاری بھرکم شخص خوشی سے اچھل پڑا تھا۔

''جی......'' ماہ رخ نے شرمانے کی بھرپور اداکاری کی تھی۔

''دل خوش ہو گیا اتنی محبت بھری بات سن کر میرا۔''

''اب اس خوشی کے صدقے میں میری ایک بات مانیں گے آپ؟'' اس کو از حد مسرور وشاداں دیکھ کر وہ لگاوٹ بھرے لہجے میں بولی۔

''ہاں ہاں کہو تم کو مجھ سے کسی بات کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہاری محبت کے صدقے میں ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔''

❋......❋......❋

''اوہ تم...... کیوں آئی ہو؟'' شیری باتھ روم سے باتھ گاؤن میں برآمد ہوا تھا صوفے پر بڑے اطمینان سے عادلہ کو براجمان دیکھ کر اکھڑ پن سے گویا ہوا۔

''تھینکس گاڈ...... تم نے یہ نہیں کہا کہ میں کون ہوں اور کس طرح تمہارے لاکڈ بیڈ روم میں آ کر بیٹھ گئی ہوں۔'' عادلہ نے طنزیہ لہجے میں اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''یاد ہے مجھے میرے بیڈ روم کی ایک چابی تمہارے پاس ہے اور اس کو ہی یوز کر کے تم یہاں بیٹھی ہو ان فیکٹ میں تم کو یہاں دیکھنا نہیں چاہتا

گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔‘‘ وہ ڈریسنگ ٹیبل سے ہیئر ڈرائیر کرتا ہوا رکھائی سے گویا ہوا اس کے لہجے میں بے حد بے زاری و رعونت تھی۔

’’وہ وقت گزر گیا شیری جب میں تمہارے بیڈروم سے آسانی سے چلی جاتی اور کبھی پلٹ کر بھی نہ آتی مگر اب تمہارے ساتھ گزارے وقت کے کچھ لمحے میرے وجود میں ٹھہر گئے ہیں۔‘‘ وہ اس کے قریب آ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لفظ جما جما کر کہہ رہی تھی اس کے انداز میں کچھ اصرار تھا کہ اس کے ہاتھ ساکت رہ گئے۔

’’کیا بکواس کر رہی ہو تم...... کیا مقصد ہے تمہارا؟‘‘ وہ ڈرائر مشین ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے غرایا۔

’’تم باپ بننے والے ہو......‘‘ باقی لفظ اس کے منہ میں رہ گئے تھے۔ شیری کے دیے گئے زوردار دھکے سے وہ دور جا گری تھی۔

’’کسی دوسرے کے گناہ کا الزام میرے سر ڈالنا چاہتی ہو بے حیا لڑکی۔‘‘ وہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا جنونی انداز میں اس نے بے اوسان ہو کر گرنے والی عادلہ ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

’’گیٹ لاسٹ، تم جیسی لڑکیوں سے نبٹنا میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پہلے اداؤں کے جال میں مردوں کو پھنساتی ہو اور پھر اس طرح بلیک میل کر کے الو بنانے کی پلاننگ کرتی ہو۔‘‘ وہ اس وقت جنونی بنا ہوا تھا عادلہ اس کی گرفت میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ تو گھر سے نکلتے وقت بہت ہمت و حوصلے سے آئی تھی کہ کس طرح وہ اس کو اپنے دام میں کرے گی وہ اس کی بات پر شرمندہ ہو جائے گا شادی کے لیے راضی ہو جائے گا اور وہ......

کیا یہ وہ شخص ہے جو سارا سارا دن اس کے ساتھ گزارتا تھا۔ ہزار بار اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اظہار و اعتراف کرتا تھا۔ اپنی محبت و وفا کا یقین دلاتا تھا ان آنکھوں میں اب وہ شناسائی گم تھی کس طرح بے رحمی سے وہ اس پر الزام لگا رہا تھا۔

’’میں تم کو جان سے ماردوں گا تم نے سمجھا کیا ہے مجھے؟‘‘

’’ماردو جان سے لیکن یاد رکھنا زندہ میں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گی۔ تم نے میری زندگی برباد کی ہے میں تم کو بھی برباد کر کے چھوڑوں گی۔‘‘ ایک دم ہی اس کے اندر طاقت سی ابھری تھی اور وہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی۔ وہ کئی لمحوں اس کا خونخوار انداز دیکھتا رہا پھر یکلخت ہی اس کے مزاج میں ٹھنڈک اتر آئی عادلہ کو صوفے پر بیٹھا کر اس کے قریب بیٹھتا ہوا گویا ہوا۔

’’عادلہ، تم کو احساس ہے کیا کہہ رہی ہو۔‘‘ اس کے لہجے کی نرمی و لجاجت نے عادلہ کے دل کو گداز کر دیا وہ کچھ نہیں بولی ہونٹ دانتوں سے کچلتے ہوئے بے آواز آنسو بہانے لگے۔

’’رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے ہیں تم مجھے بتاؤ آر یو پریگنینٹ؟‘‘

’’جی...... یہ سچ ہے اور میں اس نوعیت کا جھوٹ بول بھی کس طرح سکتی ہوں۔ میں عزت دار خاندان سے تعلق رکھتی ہوں اگر گھر میں پاپا یا دادی کو خبر بھی ہو گئی تو میرا نجانے کیا ہو گا۔‘‘

’’یہ تم کو پہلے خیال کرنا چاہیے تھا کہ تم کیا کرنے جا رہی ہو؟‘‘ اس کے نرم لہجے میں بھی عجیب سی سرد مہری تھی۔

’’تم نے بہکایا ہے مجھے اب خود کو انجان ثابت کرنے کی سعی مت کرو۔‘‘

’’میں نے بہکایا اور تم بہک گئیں...... ہاہاہا...... یہ کیوں نہیں کہتی ہو تم کسی نہ کسی طرح مجھے حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ ہر قیمت پر لیکن تم مجھ کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکوں گی تم میری منزل نہیں ہو۔‘‘ اس کے انداز میں سفا کی عود کر آئی تھی۔

’’کون ہے تمہاری منزل، تم جیسے ہرجائی و عیاش مرد کی کوئی منزل نہیں ہوتی ہے تم بھنورے ہو تمہاری فطرت پھول در پھول منڈلاتے رہنا ہے کسی آوارہ بادل کی طرح بھٹکتے رہنا ہے۔‘‘ عادلہ کی آواز آنسوؤں سے بھاری ہو رہی تھی۔

’’اینی وے، ممی گھر آنے والی ہوں گی تم یہاں سے فوراً چلی جاؤ۔‘‘ وہ وال کلاک دیکھتا ہوا حکمیہ لہجے میں بولا۔

’’پہلے فیصلہ کرو، تم مجھ سے شادی کرو گے...... یا نہیں...... میں تمہاری ساری حقیقت پری کو بتا دوں گی ورنہ......!‘‘

❁......✲......❁

’’دادی جان چائے لاؤں آپ کے لیے؟‘‘ پری نے خاموش لیٹی دادی سے پوچھا۔

''نہیں دل نہیں چاہ رہا۔'' وہ آہستگی سے گویا ہوئیں۔

''حیرت ہے آپ کا دل چائے کے لیے انکار کر رہا ہے دادی جان۔'' وہ محبت سے کہتی ہوئی ان کے قریب بیٹھ گئی۔ انہوں نے پری کے چہرے کو دیکھا اور دیکھتی رہیں اس وقت تک جب تک آنکھوں بھرنا آئیں نمی نے اس کا چہرہ دھندلا نہ دیا۔

''دادی جان آپ رو رہی ہیں۔ کیا ہوا کیوں رو رہی ہیں آپ؟'' وہ ان کے آنسو دیکھ کر تڑپ کر بولی۔

''تمہاری صورت کتنی پیاری بنائی ہے پروردگار نے۔ کاش تمہارا مقدر بھی تم سے زیادہ خوب صورت ہوتا تو میں چین سے مر جاتی۔'' وہ زار و قطار رونے لگی تھیں۔ ان کا ساتھ وہ بھی دینے لگی۔

''آپ میرے پاس ہیں اسے زیادہ خوش بختی میری کیا ہوگی۔''

''میں تیرے پاس کب تک ہوں بیٹی، ہواؤں میں رکھا چراغ ہوں کب بجھ جاؤں کوئی بھروسا نہیں ہے میرا۔''

''کچھ نہیں ہوگا آپ کو دادی جان، کچھ نہیں ہوگا۔'' وہ ان سے لپٹ کر رونے لگی تب ہی فیاض اور طغرل وہاں آئے تھے۔

''ارے کیا ہوا خیریت تو ہے اماں۔'' فیاض گھبرا کر آگے بڑھے اور ساتھ طغرل بھی پری ان کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

''اس بار تو آپ نے بیماری کو اپنے اوپر حاوی کر لیا ہے آپ ٹھیک ہو گئی ہیں اماں جان خوش رہا کریں۔'' فیاض ٹشو سے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے بشاشت سے کہہ اٹھے۔

''کتنا جیوں گی میں، بہت مختصر سی زندگی ہے میری اب۔''

''ابھی تو بہت جینا ہے آپ کو دادی جان۔ آپ کی عمر ہی کیا ہے ابھی۔'' دوسری سائیڈ سے طغرل ان کے قریب بیٹھتے ہوئے شوخ لہجے میں بولا۔ پری ان کو وہاں دیکھ کر چلی گئی تھی۔

''فیاض میں اس بار ہمت ہار بیٹھی ہوں میں چاہتی ہوں تم میری زندگی میں پری کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤ۔'' وہ نقاہت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''آپ ہی تو ہمارا سہارا ہیں اماں جان۔ اگر آپ ہمت ہار بیٹھیں تو ہم خود بخود ٹوٹ جائیں گے۔'' فیاض ان کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے گویا ہوئے۔

''تم کو ہمت سے کام لینا ہوگا میرے بچے، ماں باپ کب سدا سلامت رہتے ہیں اب تم کو حوصلہ کرنا ہوگا۔ بس میری تم سے یہی التجا ہے میری حیات میں پری کی شادی کر دو، اپنوں سے کوئی امید کوئی آسرا مت رکھنا پری کو بہو بنانے کے لیے کوئی دامن نہیں پھیلائے گا۔ اس کے لیے تم کو برادری سے باہر ہی کوئی لڑکا دیکھنا ہوگا۔'' وہ گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ فیاض کے چہرے کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔ جبکہ طغرل بھی گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ پری کے نام پر دل میں ایک ان دیکھی آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔

''میری بیٹی میں کیا عیب ہے اماں جان، وہ تعلیم یافتہ ہے حسین ہے کوئی کمی نہیں ہے اس میں پھر میں بیٹی کے ساتھ اچھوت جیسا برتاؤ کیوں ہے؟ میری بیٹی کو کوئی بہو کیوں بنانا نہیں چاہتا؟'' وہ کرب زدہ لہجے میں گویا ہوئے۔

''وہ ایک ایسی ماں کی بیٹی ہے جو گھر نہ بسا سکی۔''

''اس میں اتنا ہی قصور میرا بھی تھا مثنیٰ تنہا قصوروار نہ تھی۔'' وہ بے بسی بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

''قصوروار صرف عورت ہی سمجھی جاتی ہے۔''

''پری کا اس سارے قصے میں کیا قصور ہے اماں؟'' وہ رو دینے کو تھے بڑی شدت سے دل پر چوٹ لگی تھی۔

''وہ مثنیٰ کی بیٹی ہے اور بیٹیاں ماں کے چلن سے پہچانی جاتی ہیں۔'' اماں کی آواز آنسوؤں سے بوجھل ہو رہی تھی ان کی سماعتوں میں مذنہ کے کہے گئے جملے گونج رہے تھے۔ ان کے آگ لگائے زخم زخم کرتے لفظوں نے ان کا دل دکھ و رنج سے بے قابو کر دیا تھا اور وہ ایک ہفتہ اسپتال میں گزار کر آئی تھیں۔

"میری پری تو بہت اچھی لڑکی ہے وہ جس گھر جائے گی اس گھر کو جنت بنا دے گی۔ آپ بتائیں نا اماں لوگوں کو میری اور ثنی کی غلطیوں کی سزا وہ کب تک بھگتتی رہے گی۔" وہ خاصے مضطرب و بے چین دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی بے ساختہ نگاہیں طغرل پر اٹھ رہی تھیں۔ وہ کہہ نہ پا رہے تھے اماں نے بھی ان کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"مذنہ نے طغرل کی رشتے کی بات اپنی بھتیجی وانیہ سے طے کر دی ہے۔ بہت جلد وہ لوگ رسم کے لیے پاکستان آئیں گے اور میں چاہتی ہوں ساتھ ہی پری کی بھی ہم شادی کر دیں۔ دو خوشیاں ایک ساتھ ہو جائیں گی اور میرے دل کو بھی سکون مل جائے گا۔" بہت احتیاط و دانشمندی سے اماں جان نے ان کے کان میں بات ڈالی تھی اور دانستہ بیٹے کے چہرے سے نگاہیں جھکا لی تھیں کہ وہ ان کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھ نہیں سکتی تھیں۔

"مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے اماں جان۔ میں پھر آپ کے پاس آؤں گا۔ آپ فکر مت کریں۔ پری کے لیے رب نے کوئی جوڑ بنایا ہوگا جب اس کا حکم ہوگا وہ بھی اپنے گھر کی ہو جائے گی۔" وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولے۔

"آپ نے اتنی بڑی خوش خبری ہم سے چھپا کر رکھی۔ ڈونٹ وری مجھے خوشی ہوئی آپ کو بہت بہت مبارک ہو مائی سن۔" انہوں نے جھک کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا اور اس کے کچھ بولنے سے قبل ہی وہاں سے چلے گئے۔

"دادی جان' دس از ناٹ فیئر بہت برا کیا ہے آپ نے میرے ساتھ۔ آپ کو اس طرح غلط بیانی سے کام لینے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ ان سے سخت خفگی بھرے انداز میں گویا ہوا۔

"میں کیوں جھوٹ بولوں گی تمہاری ماں اس آدھی انگریز لڑکی سے تمہاری شادی کرانے کے لیے اتاؤلی نہیں ہو رہی ہے کیا؟"

"پہلے آپ اپنے جملے کو درست کیجیے میں نے جھوٹ نہیں غلطی بیانی کہا ہے۔" اس کا موڈ بدستور آف تھا۔

"غلط بیانی یا جھوٹ ایک ہی بات ہے کان ایسے پکڑوں یا ویسے کان...... کان ہی کہلاتا ہے مجھے لفظوں کے جال میں مت الجھا۔"

"ایک بات بالکل سچ سچ بتائیں گی آپ دادی جان۔" اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"میں جھوٹ بولتی ہی کب ہوں۔"

"آئی نو...... بات کو گھمائیں گی پھرائیں گی تو نہیں نا؟"

"اوئے کیا ہوا ہے تجھے اب حلف لینے کی کسر باقی رہ گئی ہے بس جو پوچھنا ہے پوچھ یہ وکیلوں کی طرح جراح کیوں کر رہا ہے؟" بیماری نے ان کو سخت چڑاچڑا بنا دیا تھا وہ چڑ کر بولیں۔

"ممانے کال کی تھی آپ کو کچھ دن پہلے؟" وہ از حد سنجیدہ تھا۔

"اس میں اتنی بحث کرنے کی کیا بات ہے وہ فون کرتی رہتی ہے کل بھی فون کیا تھا تمہاری ماں نے۔"

"میں کل کی نہیں اس دن کی بات کر رہی ہوں جب آپ کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔ ممانے کہا ہوگا میں ان کو پارس کے لیے کہہ رہا تھا اور وہ اس کو بہو بنانا نہیں چاہتی ہیں اور انہوں نے آپ کے جذبات کا قطعی خیال نہ کرتے ہوئے کہہ دیا ہوگا۔ مجھے آپ کو وانیہ سے شادی کرنے پر راضی کریں۔ یہی بات ہوئی ہوگی نا دادی جان۔" اس کے لہجے میں غم و غصے کی آنچ سی سلگ اٹھی تھی۔

"یہ کوئی ایسی معیوب بات بھی نہیں ہے۔ جس پر بہو کی گرفت کی جائے ہر ماں کی طرح اس کے بھی خواب ہیں تمہارے حوالے سے۔" وہ صاف اقرار کر سکیں نہ انکار سو مبہم لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔ اس لمحے طغرل کے دل میں ماں کی اس بے حسی و خود پرستی کے خلاف شدید رنجش ابھر آئی تھی۔

"تم پری کی فکر مت کرو وہ خوب صورت ہے جوان و سگھڑ ہے برادری میں نہ سہی برادری سے باہر اس کی طلب کرنے والے بہت ہیں کئی مرتبہ تو شیری کی ماں اشاروں اشاروں میں اپنی خواہش ظاہر کر چکی ہیں پری کے لیے مگر میرے سپاٹ رویے کے باعث وہ کھل کر اپنا مدعا بیان نہ کر سکی تھی کہ وہ میرے مزاج کو جانتی ہے۔"

"پارس اور شہریار...... شہریار اور پارس۔" وہ بڑبڑایا۔

"کیا حرج ہے بھلا طغرل وہ بھی تمہاری طرح ہی باہر سے پڑھ لکھ کر آیا ہے اخلاق اچھا ہے اس کا پھر شکل و صورت کا برا نہیں ہے خاندان بھی

اعلیٰ ہے روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں ہے پری کو خوش رکھے گا وہ۔'' وہ اپنی ترنگ میں کہہ رہی تھیں۔

طغرل گویا ان دیکھی آگ میں جلنے لگا اپنے علاوہ پری پر وہ کسی کی پرچھائی بھی دیکھنے کی ہمت نہ رکھتا تھا یہاں تو دادی نے پل بھر میں اس کو پری سے جدا کر ڈالا تھا۔ شیری کے دلی جذبات سے وہ آگاہ تھیں شیری کی دیوانگی اس کی نگاہوں سے چھپی نہ تھی۔

''ارے بیٹا تم کو کیا ہوا ہے یہ تمہارا چہرہ کیوں سرخ ہو گیا ہے؟'' اس کو لال چہرہ لیے اٹھتے دیکھ کر وہ چونکی تھیں۔

''کچھ نہیں۔'' وہ اٹھا اور سرعت سے کمرے سے نکل گیا۔

''میرے بچے اللہ تم کو صبر واستقامت دے میں نے از خود تم سے شیری اور پری کا ذکر چھیڑا ہے میں جانتی ہوں پری کا نام کسی اور مرد کے ساتھ سننا تمہارے لیے کسی اذیت سے کم نہیں ہے لیکن کیا کروں میں بھی مجبور ہوں اپنی دیرینہ آرزو کے باوجود پری کو تمہاری دلہن نہیں بنا سکتی میں نہیں چاہتی وقت ایک بار خود کو پھر سے دہرائے یا پھر کسی پری کا جنم ہو اور محرومیوں بھری زندگی کسی کا مقدر بنے۔'' وہ طغرل کے دلی جذبات سے پوری طرح واقف تھیں۔ اس کے جانے کے بعد وہ سوچ رہی تھیں۔ آنسو آنکھوں سے بہہ کر ان کے تکیے میں جذب ہو رہے تھے اس بار پوری شدت سے اس کو پری کا دکھ لگ گیا تھا۔

❀.....❀.....❀

''یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ عادلہ ایسا کس طرح کر سکتی ہے؟ وہ اتنی آزاد کس طرح سے ہو گئی جو اس نے عزت کا بھی ذرا خیال نہیں کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی؟'' زینب کو سخت دھچکہ لگا تھا صباحت سے سب سن کر۔

''جب شیطان کا وار چل جائے تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔'' وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میری عقل کام نہیں کر رہی ہے آپی! عادلہ کو کچھ تو سوچنا سمجھنا چاہیے تھا۔ وہ کس گھر کی بیٹی ہے کس غیور وغیرت مند باپ کی اولاد ہے آپ کے سسرال میں تو کسی معمولی سی بے حیائی کا تصور تک محال ہے وہ اور کس طرح بن بیاہی ماں بن بیٹھی ہے۔'' زینب کے حواس اڑے ہوئے تھے۔

''میں تو پہلے ہی پریشان ہوں اور تم مت کرو مجھ سے ایسے سوال کہ میں مزید پریشان ہوں...... جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ کیوں اور کیسے ہوا یہ سوال اہمیت نہیں رکھتا ہے اب تو یہ بتاؤ' یہ معاملہ کس طرح صاف کرنا ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے کس طرح اس معاملے کو ختم کروایا جائے۔ فیاض کے تعلقات تمام بہترین ڈاکٹرز سے ہیں میں کسی سے ایسی بات کر بھی نہیں سکتی۔'' ان کے انداز میں جھنجلاہٹ تھی زینب بہن کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔

''دیکھتی ہوں آپی! فی الوقت تو ایسی کوئی گائنالوجسٹ میری نظر میں نہیں ہے آپ شہریار سے بات کریں اور اس کو کہیں وہ سیدھے طریقے سے عادلہ سے نکاح پڑھوائے وہ اس طرح کیسے صاف بچ سکتا ہے۔''

''یہ تو بعد کی باتیں ہیں ابھی تو عادلہ کی بے وقوفی نے مجھے چپ رہنے پر مجبور کر دیا ہے بھاگنے میں اس کو نہیں دوں گی۔''

''گھر میں عائزہ کے علاوہ کسی کو خبر نہیں ہو گی عادلہ کی حالت کی؟''

''عائزہ کو بھی خبر نہیں ہونے دی ہے میں نے شادی کے بعد وہ بھی دادی کی زبان بولنے لگی ہے ہر بات میں اس کو میری نقص نظر آتا ہے شادی کے بعد وہ میرے سر پر بیٹھی ہے اور تم اس ماں کے غلام سے معلوم تو کرو وہ کب تک عائزہ کو یہاں بیٹھا کر رکھے گا؟''

''آج کال آئی تھی اس کی' وہ شادی کر رہا ہے۔'' زینب کے دھیمے لہجے میں کی گئی بات اس کے سر پر بم کی طرح بلاسٹ ہوئی تھی وہ حق دق اسے دیکھے گئیں سن دماغ کے ساتھ۔

''میں آپ کی طرف ہی آنے والی تھی۔'' زینب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس کی بہن کی ناعاقبت اندیشی خودسری ومن مانی کرنے کی عادت ان کے اور بیٹیوں کے لیے سخت کڑی سزا بن گئی تھی کہ پے در پے صدموں کے وار ان پر ہو رہے تھے۔

''یہ کن ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی ہے ہم کو؟ ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کس پر ستم ڈھائے ہیں؟'' شدید ترین صدمے نے انہیں دہلا کر رکھ دیا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں گویا ہوئیں۔

"میری عائزہ کو خبر ملے گی تو اس کے دل پر کیا گزرے گی شادی کے چند ہفتوں بعد ہی اس مردار نے اس پر سوکن لا بٹھائی ہے۔"

"میں نے تو بہت سمجھانے کی کوشش کی فاخرہ کو مگر اس پر تو گویا بدلہ لینے کا بھوت سوار ہو چکا ہے وہ عائزہ سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔"

"یا میرے اللہ میں کن پریشانیوں میں مبتلا ہو گئی ہوں؟ ایک کے بعد ایک آفت مجھ پر ٹوٹ رہی ہے میں کیا کروں؟" وہ رو پڑیں۔

❁......❀......❁

وہ دادی کے کمرے سے نکل کر سیدھا اپنے کمرے میں آیا...... اس کا تنفس بے حد تیز ہو رہا تھا۔ رگ و پے میں انگارے سے دہک رہے تھے موسم میں خاصی خنکی تھی اور اس خنکی میں بھی اس کی کنپٹیوں و پیشانی پر پسینہ بہہ رہا تھا۔ پارس کی ناپسندیدگی وہ ہزار ہا گستاخیوں کے باوجود بھی اس کا دل اس کی محبت سے دستبردار ہونے کو راضی نہ تھا۔ پارس کا نام اس کے علاوہ کسی اور کے ساتھ لیا جائے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ نا معلوم کب تک ٹہلتے ہوئے اپنے جذبوں وحمیت میں لگی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ سوچتا رہا پری کو کس طرح راضی کیا جائے؟ وہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ اب اس کو مذنہ کی ناراضی کی بھی پروانہ تھی۔ ان کی خود غرضی کی وجہ سے ہی دادی اسپتال پہنچی تھیں اور دو ہفتے بعد بھی وہ خود کو سنبھال نہ سکی تھیں بستر کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

"میں نے ہمیشہ ممی کی خواہشوں کا احترام کیا ہے اور جواباً مما مجھے کیا دے رہی ہیں بے سکون زندگی' ناپسندیدہ لائف پارٹنر زندگی ایک بار ملتی ہے اور میں اس اکلوتی زندگی کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔ انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔ جو پارس کے بغیر ممکن نہیں ہے اور ابھی تو اس پاگل لڑکی کو منانا بھی ایک بڑا ہیڈک ہے۔" اس کے اندر بے حد سوچ و بچار کے بعد طمانیت ابھری' وجیہہ چہرے پر ایک عرصے بعد دلکش شوخ مسکراہٹ ابھری اور وہ سوچنے لگا۔

❁......❀......❁

"پری...... دادی کو کیا ہو گیا ہے ان کو ہر وقت تمہاری اتنی فکر کیوں رہنے لگی ہے تمہاری شادی جلد ہو جائے اس کے لیے لمبے لمبے وظیفے شروع کر دیے ہیں انہوں نے حالانکہ اب ان سے زیادہ بیٹھا نہیں جا رہا ہے۔" وہ لاؤنج میں بیٹھیں کافی پیتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں معاً عائزہ کو یاد آیا تو وہ مسکرا کر شوخ لہجے میں پوچھنے لگی۔

"ان کا کوئی وظیفہ کامیاب ہونے والا نہیں ہے میں شادی نہیں کروں گی۔ دادی جان کو کہہ چکی ہوں مگر......!"

"ارے ایسے تو مت کہو۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں میں شادی کرنے والی نہیں ہوں کسی سے بھی۔" وہ قطعیت بھرے انداز میں سنجیدگی سے بولی۔

"اچھا تم شادی نہیں کرو گی یہ فیصلہ چچا جان کو سنا دو جا کر وہ تمہاری بات پکی کر چکے ہیں اپنے بھائی کے بیٹے سے۔" طغرل نے وہاں آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ طغرل بھائی۔" عائزہ اچھل کر رہ گئی۔

"جو بھی کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں سچ کے سوا کچھ نہیں ہے۔" اس کی شوخ نظریں پری کے چہرے پر تھیں جہاں حسب توقع ناگواری پھیلی ہوئی تھی وہ اس کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں آپ کے لیے کافی لاتی ہوں۔" عائزہ اٹھتے ہوئے بولی ساتھ اس کے پری بھی اٹھنے لگی تو طغرل نے بڑے استحقاق بھرے انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ عائزہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

"کہاں جا رہی ہو بیٹھ جاؤ آرام سے یہاں پر۔"

"ہاتھ چھوڑیں میرا۔" وہ اس کی مضبوط گرفت سے ہاتھ چھڑا نہ پائی تھی۔

"تم نے پوچھا نہیں تمہاری شادی کس سے ہو رہی ہے؟"

"مجھے ایسے مذاق قطعی پسند نہیں ہیں۔"

''مذاق کون کر رہا ہے تم سے۔'' وہ اس کا ہاتھ جکڑے بیٹھا تھا۔

''میں نے کہا نا میں کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی۔'' وہ رندھی ہوئی آواز میں آہستگی سے بولی۔

''مدنہ آنٹی درست کہتی ہیں میں نے بچپن سے ادھورے رشتے برتے ہیں۔ ادھوری محبتیں میرے حصے میں آئی ہیں مجھے وہ مکمل ماحول نہیں ملا جو ایک ایسے گھر میں ہوتا ہے جہاں ماں اور باپ ساتھ ساتھ محبت سے رہتے ہیں جو اپنے بچوں کے لیے جیتے اور مرتے ہیں اور مجھے ایسا کوئی رشتہ نہیں ملا میری شخصیت میں دراڑیں ہی دراڑیں ہیں۔''

''اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے پارس اور مجھے تمہارے کسی ادھورے پن سے فرق نہیں پڑتا۔ زندگی میں تمہارے ساتھ گزاروں گا۔ میری محبت تمہارا سارا ادھورا پن دور کر دے گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔'' وہ اس کے روبرو کھڑا ہو کر بھاری لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''ایسی باتیں مجھے انسپائر نہیں کرتیں طغرل بھائی...... جائیں پلیز یہاں سے۔'' وہ ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھی تھی اور دوسرے لمحے ہلکے سے فائر کی آواز آئی تھی اس نے مڑ کر دیکھا طغرل کے ہاتھ میں پستول تھا اور اس کے جسم سے تیزی سے خون نکل رہا تھا۔

......☆☆☆......

ایک لمحے کے لیے وہ ساکت ہوگئی۔

آنکھیں پھٹ گئیں' طغرل کے بائیں بازو سے تیزی سے خون نکل رہا تھا اور وہ جنونی انداز میں ابھی دوسرا فائر بھی کرنے والا ہی تھا کہ وہ چیختی ہوئی اس کے دائیں ہاتھ سے لپٹ گئی اور پستول چھیننے کی کوشش کرنے لگی۔ فائر کی آواز سن کر کچن کی سمت جاتی ہوئی عائزہ بھی بھاگ کر آئی تھی اور اندر کی صورت حال دیکھ کر بدحواسی کے انداز سے وہ بھی پری کی مدد کرنے لگی اب وہ دونوں اس کے بازو کو جکڑنے کی سعی کر رہی تھیں۔

''خدا کے واسطے طغرل بھائی چھوڑیں پستول کو یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ خون دیکھیں کتنی تیزی سے بہہ رہا ہے آپ کا۔''

طغرل کا جنونی انداز ہنوز برقرار تھا وہ ان کی گرفت سے اپنا بازو چھڑانے کی سعی کر رہا تھا اسی کشمکش میں پستول اس کے ہاتھ سے گرا تھا۔ پری نے پھرتی سے پیر مار کر پستول صوفے کے نیچے کر دیا' طغرل کو اٹھانے کی مہلت نہ ملی تھی۔ لمحوں میں یہ سب ہوا تھا۔

''تم کو ہر بات مذاق محسوس ہوتی ہے تو اب مجھے کیوں روکا؟ مذاق کرنے دیتیں' جذباتیت میں نشانہ چوک گیا میرا ورنہ یہ مذاق تم کو ہمیشہ یاد رہنے والا مذاق تھا۔''

گرین کلر کی شرٹ کی آستین سرخ ہو رہی تھی مگر اسے اس کو کوئی فکر نہیں تھی وہ پری کو گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا جو سخت پریشان ہو رہی تھی۔

''گھر میں کوئی بھی نہیں ہے عائزہ! تم پاپا کو کال کرو پلیز۔'' طغرل کے بازو سے نکلنے والا خون کارپٹ پر گرنے لگا تھا لائٹ پنک کلر کا کارپٹ سرخ ہوتا جا رہا تھا جبکہ وہ بے پروا انداز میں کھڑا تھا۔

''رہنے دو عائزہ! مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔''

''کیسی بات کر رہے ہیں آپ؟ کیوں سزا دے رہے ہیں خود کو ذرا دیکھئے تو کس قدر بلیڈنگ ہو رہی ہے۔'' عائزہ رونے لگی۔

''ہونے دو۔'' وہ اپنے بازو کو دیکھتے ہوئے کٹھور پن سے بولا۔

''اس طرح تو آپ کی جان جا سکتی ہے طغرل بھائی۔''

''جانے دو اس طرح کسی کو قرار تو آئے گا۔'' اس کا لہجہ ضدی تھا' پری کو معلوم تھا وہ اس کو ستا رہا ہے اور جو کہہ رہا ہے وہ کر کے بھی دکھائے گا وہ وہاں سے نکل کر اپنے روم میں آئی اور معید کو کال کرنے لگی۔

❁......❁......❁

سہ پہر کا وقت تھا موسم میں خنکی رچی تھی' وہ ساحل کنارے ایک اونچے پتھر پر براجمان تھے' سنہری دھوپ کی نرم حدت ان کو سرد فضاؤں میں خوش گوار لگ رہی تھی۔

سمندر خاصے جوش میں تھا اس کے نیلگوں پانی کی لہروں میں سرکشی تھی از حد غصہ و جنون راستے میں آنے والی ہر شے کو نیست و نابود کرنے کو

تیار تھا' عادلہ کی نگاہیں ان سرکش موجوں پر ہی جمی تھیں۔

''اب معاف بھی کر دو مجھے یار!'' برابر میں بیٹھا شیری جھک کر مخاطب ہوا۔

''ہو گئی غلطی مجھ سے اور غصے میں نہ جانے تم سے کیا کیا کہہ گیا تھا میں جس کا احساس مجھے تمہارے جانے کے بعد ہوا اور میں شرمندہ ہو گیا۔''

''آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے؟'' عادلہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی پُر اعتماد لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

''یس سوئٹ ہارٹ! تب ہی تو میں تم کو یہاں لے کر آیا ہوں۔ تم غصہ تھوک دؤ معاف کر دو مجھ خطا کار کو۔'' اس نے بڑی محبت سے اس کے سرد ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھاما تھا' عادلہ نے اس سے بے لچک انداز میں کہا۔

''پھر آپ کو مجھے یہاں لانے کے بجائے اپنے والدین کو میرے گھر بھیجنا چاہیے تھا میرے ممی پپا سے میرا پرپوزل مانگنے کے لیے۔''

''اوہ شٹ!'' اس نے عادلہ کے ہاتھ چھوڑ کر بے زاری سے کہا۔

''تم یہ ایک بات ہی کیوں کرتی ہو؟ مجھے چڑ ہے ایسی باتوں سے ابھی میں لائف انجوائے کرنا چاہتا ہوں' پرندوں کی طرح آزادی سے رہنا میری خواہش ہے۔ میرڈ لائف مجھے گلے میں ڈالے گئے رسّی کے پھندے کی مانند لگتی ہے کہ ذرا سی چوک ہوئی اور زندگی ختم۔''

''پرندوں کی مانند نہیں شیری! حیوانوں کی مانند زندگی گزارنا چاہتے ہو تم' شادی کر کے پابند ہونے کی تمہاری استطاعت نہیں ہے۔ جانوروں جیسی زندگی کو تم مزے دار زندگی کہہ رہے ہو؟'' عادلہ کے لہجے میں بلا کا طنز تھا۔

''مجھے قصوروار کہنے سے پہلے اپنا چہرہ بھی آئینہ میں دیکھ لو تم بھی میرے ساتھ شریک رہی ہو۔'' وہ ہونٹ بھینچ کر گویا ہوا۔

''اسی کا خمیازہ بھگت رہی ہوں۔''

''میری بات مان لو جان چھڑاؤ اس مصیبت سے۔'' اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے شیری کے لہجے میں نرمی در آئی۔

''ابھی ہمیں ان پرابلمز کو فیس کرنے کی ضرورت نہیں ہے' ابھی موج مستی کے دن ہیں ان بیوٹی فل ڈیز کے حسن کو کیوں ان باتوں میں پڑ کر گزارنا چاہتی ہو۔

''یہ تمہاری سوچ ہے میری نہیں' تم میرا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑ کر میرے لیے ان دنوں کو خوب صورت بنا سکتے ہو' ماں کا رشتہ دنیا کے ہر رشتے سے بڑا رشتہ ہے شیری! تم مجھے اس قابل بنا دو کہ میں سب کو فخر سے بتا سکوں کہ میں ماں بننے والی ہوں۔'' وہ اس کے شانے پر سر رکھ کر ملتجی لہجے میں گویا ہوئی۔

''اوہ شٹ اپ اسٹوپڈ! یہ کیا تم نے رٹ لگائی ہوئی ہے شادی شادی...... شادی' میں نے تم سے کہا ہے میں ابھی شادی کے حق میں نہیں ہوں' شادی نہیں کروں گا ابھی' تم کو سمجھ نہیں آتی ہے۔'' شدید غصے میں اس نے عادلہ کو خود سے دور کیا اور چیخ کر کہنے لگا۔

اس ماحول میں سمندر کی ادھم مچاتی لہروں اور شائیں شائیں چلتی ہواؤں میں اس کا دھاڑتا ہوا لہجہ دور دور تک گونج اٹھا تھا۔

عادلہ نے اس کے اس طرح بے دردی سے خود سے دور کرنے پر خود کو سنبھالتے ہوئے سراسیمہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا تھا لیکن یہ سرد دن تھا وہاں آنے والے لوگوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی' خاصے خاصے فاصلوں پر ان جیسے سر پھرے چند جوڑے ہی بیٹھے نظر آ رہے تھے۔

''دماغ درست نہیں ہے تمہارا' اس طرح کی باتیں یوں چیخ چیخ کر کی جاتی ہیں؟ شکر ہے یہاں قریب میں کوئی موجود نہیں ہے۔''

''کوئی موجود ہوتا بھی تو کیا کر لیتا میرا؟''

''تم کو تو اپنی عزت کی پروا نہیں ہے مگر مجھے فکر ہے اپنی عزت کی۔''

''ہونہہ! میرے سامنے اپنی پارسائی کی باتیں مت کیا کرو' ہنسی آتی ہے مجھے۔''

''اور مجھے رونا آتا ہے تم پر' تمہاری گندی ذہنیت پر۔'' وہ بے خوف انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

''میرے سامنے کچھ زیادہ ہی زبان نہیں چلنے لگی ہے تمہاری؟'' وہ اس کا چہرہ ہاتھ سے پکڑتے ہوئے غرایا۔

''اپنی زبان بند رکھو ورنہ بولنے کو ترسو گی۔''

''میری زبان تم بند نہیں کر سکتے مسٹر شہریار!'' وہ ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتی ہوئی اسی کے انداز میں غرائی۔

''کل تک میں کمزور تھی یا دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کھلونا بن گئی تھی تمہارے لیے لیکن اب میں تم کو بھاگنے نہیں دوں گی' ایک غلطی میں کر چکی ہوں' دوسری غلطی ہرگز نہیں کروں گی ابارشن کروا کر تمہارے گناہ پر پردہ نہیں ڈالوں گی' تمہارا مکروہ کردار سب کے سامنے لاؤں گی۔''

''میں تمہاری پکڑ میں نہیں آؤں گا بے وقوف لڑکی! میں صاف انکار کر دوں گا یہ کہہ کر کہ تم جھوٹ کہہ رہی ہو' یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ لوگ میری بات کو سچ مانیں گے یا تمہاری بات کو؟'' اس نے مسکراتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

''اچھا...... ایک بات بتاؤ؟'' وہ بھی اس کے انداز میں مسکرا کر بولی۔

''تم نے سچ مچ ہارڈورڈ سے ڈگری حاصل کی ہے یا ہمارے یہاں کے بڑے لوگوں کی طرح جعلی ڈگری خرید کر آ گئے ہو؟''

''شٹ اپ! میری ڈگری رئیل ہے وہاں ایسے کام نہیں ہوتے۔''

''یہاں وہاں کہیں بھی فرشتے نہیں بستے ہیں ہر جگہ انسان ہیں اور پیسہ ہر انسان کی کمزوری ہے کرپشن ہر جگہ ہی ہوتی ہے۔''

''او ہو کیوں غائب ضائع کر رہی ہو عادلہ! میری بات مان لو پھر جو کہو گی وہ میں کرنے کے لیے تیار ہوں پلیز میری بات سمجھو۔''

''تم پڑھے لکھے ہو اور یہ نہیں جانتے' ڈی این اے ٹیسٹ سے تم کس طرح انکار کر پاؤ گے؟ میں اگر ڈوبوں گی تو ساحل پر تماشہ دیکھنے کے لیے تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی' یہ یاد رکھنا تم۔'' وہ شاکڈ سا اس کا منہ تکتا رہ گیا۔

''اوہ رئیلی اس طرف تو میرا دماغ ہی نہیں گیا تھا۔''

''جاتا بھی کیسے؟ تم دل استعمال کرنے والے بندے ہو۔''

پھر دونوں خاموش ہو کر بیٹھ گئے چند لمحے بعد وہ اٹھ کر اندر ہٹ میں چلا گیا عادلہ گیلی ریت پر اس کے پاؤں کے ابھرے ہوئے نشان دیکھنے لگی اس کو لگا یہ بھیگی ریت اس کا دل بن گئی ہے۔ جس پر وہ بے رحمی سے چلتا ہوا گزر گیا تھا' لہر آئی اور اس کے قدموں کے نشانات مدھم کر گئی۔ ایک' دو' تین لہروں نے ان سنگدل قدموں کے نشانات مٹا دیئے تھے۔ اب ریت پر کوئی نشان باقی نہ رہا اس کا دل بھی اسی طرح جذبوں سے خالی ہو گیا تھا۔ وہ دور پہاڑوں کے اس پار سورج کی سرخ تھالی کو دیکھ رہی تھی۔

وہ چند دنوں سے زینب خالہ کے گھر مقیم تھی صباحت نے ساس کی جہاں دیدہ نگاہوں کے خوف سے اس وقت تک کے لیے اس کو وہاں چھوڑا تھا تب تک وہ کسی قابل بھروسہ ڈاکٹر کا بندوبست نہ کر لیں۔ وہ ابارشن کے حق میں نہ تھی وہ جانتی تھی اس بچے کے ذریعے ہی وہ شہریار کو حاصل کر سکے گی۔ آج شہریار نے اس کو بلایا تو زینب کو بغیر اطلاع دیئے اس کے ساتھ آ گئی تھی' بہت ساری خوش گمانیوں کے ساتھ شاید شیری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور وہ مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے کے لیے اپنی پسندیدہ جگہ پر اس کو لے کر آیا ہے مگر خوش گمانی...... خوش گمانی ثابت ہوئی' اس کا پتھر دل پتھر ہی رہا تھا' وہ بے آواز آنسو بہانے لگی۔

''گرما گرم کافی حاضر ہے۔'' کچھ دیر بعد وہ مسکراتا ہوا ہشاش بشاش انداز میں وہاں آیا اور بھاپ اڑاتا مگ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

''ناراضی چھوڑو ڈیئر! یہ کافی پیو ریلیکس ہو جاؤ گی۔''

''نہیں چاہیے کافی' مجھے گھر ڈراپ کر دو بس۔''

''کافی تو پیو ابھی چلتے ہیں۔ تم مجھے کچھ سوچنے کے لیے ٹائم تو دو!''

''رئیلی تم کو میری بات سمجھ آ گئی ہے نا؟'' اس نے مگ لیتے ہوئے کہا۔

❁......❁......❁

رات بے حد گہری تھی صحرا کی حبس آلود فضا میں شدید گھٹن پھیلی ہوئی تھی' ماہ رخ اپنے ائیر کنڈیشن کمرے میں کھڑکی کے شفاف شیشوں کے قریب کھڑی باہر برستی چاندنی کو دیکھ رہی تھی۔

آسمان پر ڈھیروں ستاروں کے جھرمٹ میں چاند اپنی بے داغ چاندنی نچھاور کر رہا تھا جس سے ذرہ ذرہ روشن تھا' منور تھا مگر پھر بھی ایسا سکوت

پھیلا تھا کہ وہ اس ٹھنڈے کمرے میں بھی ایک گہرے اضطراب و دکھ میں مبتلا تھی' دل کو عجیب سی ہوک لگی تھی' دل کو ہر گھڑی یہ دھڑکا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے

اعوان اس کے بغیر جانے کو تیار نہ تھا۔

ہاجرہ کو ایک دن بھوکا' پیاسا تہہ خانے میں پڑے ہو چکا تھا' مستزاد وہ زخمی بھی تھی' احمر غفران نے محبت کا دعویٰ تو بہت کیا تھا مگر وہ اس کی محبت میں اپنے اصول توڑنے کو تیار نہ تھا بہت اس کی محبت والتفات کے جواب میں اس نے اسے ہاجرہ سے ملنے کی اجازت دی تھی۔ وہ بھی مشروط کہ وہ ہاجرہ کو وہاں سے نکالنے کی کوشش نہیں کرے گی اس وقت وہ ذاکرہ کا انتظار کر رہی تھی۔

''ذاکرہ! کہاں تھیں اتنی دیر لگا دی تم نے؟ جانتی ہو ہاجرہ سے ملنے کے لیے کتنی بے کل ہو رہی ہوں' ایک ایک پل بھاری لگ رہا ہے۔'' خاصی دیر بعد ذاکرہ کو وہاں آتے دیکھ کر وہ غصے سے گویا ہوئی۔

''معافی چاہتی ہوں رانی صاحبہ! بات ہی ایسی تھی کہ وہ میں فوراً نہ آ سکی۔' وہ ماہ رخ کو غصے میں دیکھ کر گھبرا کر بولی۔

''خیریت کیا بات تھی؟ غفران کو خبر تو نہیں ہو گئی اعوان کے ارادوں کی' جلدی بتاؤ؟'' وہ ہر لمحہ اسی خوف میں مبتلا رہتی تھی۔

''نہیں نہیں رانی صاحبہ! یہ بات بالکل بھی نہیں ہے۔''

''پھر کیا بات ہوئی ہے؟'' اس کی مرتعش دھڑکنوں کو قرار ملا۔

''چند دنوں سے دلربا کی حرکتیں بہت عجیب و پُراسرار سی ہو گئی ہیں اس نے جب سے آپ کے اور رئیس کے نکاح کی خبر سنی ہے تب سے ہی وہ بے چین و بے سکون رہنے لگی وہ کچھ گڑبڑ کرنے والی ہے۔''

''مجھے معلوم ہے وہ پہلے دن سے ہی مجھے پسند نہیں کرتی اب اس کا رویہ بدل گیا ہے مگر اس کی آنکھوں میں چھپی نفرت مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ان دنوں بھی اسی تگ و دو میں لگی ہے کہ کسی طرح وہ اعوان اور میرے تعلق کی خبر احمر غفران تک پہنچا کر مجھے عبرت ناک سزا دلوا سکتے۔''

''پھر آپ نے خاموشی کیوں اختیار کی؟ پہلی فرصت میں کوئی بھی الزام لگا کر اس فتنہ پرور عورت کو موت کی سزا دلواتیں' رئیس آپ کی بات کبھی نہیں ٹالتے افسوس آپ نے اسے زندہ رہنے دیا اور وہ آپ کو مارنے کی سازشوں میں غرق رہنے لگی ہے آج کل۔'' ذاکرہ کے لہجے میں از حد ملال و تاسف ابھر آیا تھا۔

''میں پہلے ہی بہت گناہ گار ہوں دلربا کو مار کر اپنے اعمال نامہ کو مزید سیاہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کبھی موقع ملا تو اس جذباتی عورت کو سمجھاؤں گی رئیس جیسے ہرجائی صفت مرد کبھی بھی ایک عورت کے نہیں ہو سکتے' یہ لوگ بھنورے جیسی فطرت رکھتے ہیں وہ کل تک مجھے اپنے فائدے کے لیے استعمال کر رہا تھا نکاح کے چند دنوں بعد ہی اس کا دل بھر جائے گا وہ اپنے جذبات پر لعنت بھیجنے کے ساتھ ہی مجھے بھی کسی ایسے مرد کے حوالے کر دے گا جس سے اس کا کوئی کام اٹکا ہوا ہو۔'' وہ دھیمی آواز میں اس سے کہہ رہی تھی۔

''میں آپ کو مشورہ دینے کی اہل تو ہرگز نہیں ہوں رانی صاحبہ لیکن یہ ضرور کہوں گی دلربا سے آپ بہت ہوشیار رہیں' میں ہر ممکن اس کی نگرانی کرتی ہوں لیکن اس کو رئیس نے سارے اختیارات سونپ رکھے ہیں کچھ معاملات میں چاہ کر بھی مداخلت نہیں کر سکتی ہوں۔''

''دلربا کی کن پراسرار حرکتوں نے تم کو پریشان کیا ہوا ہے ذاکرہ؟'' اس کو سخت متوحش دیکھ کر ماہ رخ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''وہ آج محل سے باہر گئی تھی چند گھنٹوں بعد لوٹی تو خاصی چوکنا انداز میں تیز تیز چلتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی اور وہ ابھی تک اپنے کمرے سے نہیں نکلی اور کمرہ بھی اندر سے بند کر رکھا ہے۔''

''وہ کس سے ملنے گئی ہو گی؟''

''یہاں اس کا کوئی نہیں ہے رانی صاحبہ! وہ کس سے ملنے جائے گی؟''

''شاید تم نہ جانتی ہو اس نے باہر کسی سے دوستی کر رکھی ہو' خیر چھوڑو وہ کہاں گئی' کیوں گئی؟ اس سے مجھے سروکار نہیں ہے تم مجھے فوراً ہاجرہ کے پاس لے چلو مجھ سے اس کی جدائی برداشت نہیں ہو رہی ہے۔''

''رانی صاحبہ! آپ نے رئیس سے اجازت لے لی ہے' کہیں میرا بھی انجام ہاجرہ سے بدتر نہ ہو؟'' وہ خوف زدہ لہجے میں گویا ہوئی۔

❁.......❁.......❁

گولی اس کے بازو کو چھو کر گزر گئی تھی۔ معید پری کے کال کرتے ہی آ گیا تھا اور اس نے طغرل کو ایک لمحہ بھی من مانی کرنے کا نہیں دیا تھا اور سیدھا قریب ہی واقع پرائیوٹ اسپتال لے گیا تھا جہاں فوری اس کی ٹریٹمنٹ کی گئی تھی پھر ڈریسنگ کر کے کچھ دیر بعد وہ گھر آ گئے تھے معید دیکھ رہا تھا طغرل اسٹریس میں ہے۔ گہرے زخم اور خون بہنے کی وجہ سے اس پر نقاہت طاری تھی۔

اس کی اس حرکت پر دل میں بھرے غصے پر وہ قابو پائے نرمی سے پیش آتا رہا اور پھر اس کے سونے کے بعد وہ اس پر کمبل ڈالتا ہوا بیڈ روم سے باہر آ گیا۔

''معید بھائی! طبیعت کیسی ہے اب طغرل بھائی کی؟ کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے' ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟''

لاؤنج میں عائزہ اور پری بیٹھی تھیں' عائزہ کھڑی ہو کر فکرمندی سے بولی۔

''کچھ لیا دیا آگے آ گیا جو بلٹ اس کے بازو کو ٹچ کرتی گزر گئی ہے ورنہ بہت بُرا ہوتا' بلٹ سینے یا گردن میں بھی لگ سکتی تھی۔'' وہ صوفے پر بیٹھتا ہوا سنجیدگی سے بتانے لگا۔

''اللہ کا بہت شکر و احسان ہے جو ایسا کچھ نہیں ہوا۔''

''سب سے زیادہ اللہ نے یہ مہربانی کی ہے کہ دادی جان گھر میں نہیں تھیں اور نہ ہی پاپا اور ممی اگر ان میں سے کوئی گھر میں ہوتا تو مسئلہ بن جاتا۔'' خاموش گم صم بیٹھی پری نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

''نانی جان' ماموں و ممانی کو حقیقت مت بتانا کہہ دینا وہ گھر میں آیا تو چوٹ لگی ہوئی تھی' طغرل خود ہی کوئی بہانہ بنا دے گا۔''

''جی ٹھیک ہے معید بھائی! کھانا لگاؤں آپ کے لیے رات ہو گئی ہے۔''

''نہیں عائزہ! بھوک نہیں لگ رہی ہے ہاں کافی لے آؤ۔''

''جی ابھی لاتی ہوں۔'' وہ آگے بڑھی۔

''ارے عائزہ! تم دونوں نے بھی کھانا نہیں کھایا ہوگا' تم دونوں کھالو۔'' وہ چونک کر دونوں کو دیکھتا ہوا گویا ہوا۔

''بھوک تو ہم دونوں کو بھی نہیں لگ رہی ہے میں ایسا کرتی ہوں کافی کے ساتھ بسکٹ اور ڈرائی فروٹ لے آتی ہوں۔'' عائزہ نے پری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا' پری نے بھی کھانے سے انکاری انداز میں گردن ہلا دی تھی' عائزہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

''شروع سے بتاؤ مجھے کیا ہوا تھا کیوں طغرل نے ایسی جان لیوا حرکت کی ہے؟ تم دونوں کا پھر جھگڑا ہوا تھا؟'' معید کے لہجے میں دبیز بے چینی و پریشانی چھپی ہوئی تھی وہ سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

''جھگڑا...... ایسی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ کوئی بھی بات نہیں ہوئی تھی میری ان سے میں یہاں بیٹھی عائزہ سے باتیں کر رہی تھی تب ہی وہ آ کر بھونڈا انداق کرنے لگے تھے۔'' وہ تفصیل بتاتی ہوئی بولی۔

''وہ سیریس ہے پری! تم اس کے جذبات کو کب سمجھو گی؟'' معید اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے رنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ پری کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی ایک عجیب سا ہراس اس کی چمک دار براؤن آنکھوں میں پھیلا ہوا تھا' طغرل کی اس درجہ کی انتہا پسندی نے اس کو نئے اضطراب میں مبتلا کر رکھا تھا۔

''پلیز معید! میری مشکل زندگی کو مزید کٹھن راہوں پر مت ڈالو یہ سب تمہاری ہی وجہ سے ہوا ہے۔''

''میری وجہ سے...... کیوں؟'' وہ متعجب ہوا۔

''تم نے ہی کچھ عرصہ قبل ان کو مجھ پر ترس کھانے کا مشورہ دیا تھا۔''

''ترس کھانے کا نہیں شادی کرنے کا' وہ جز بز ہوا۔

''ایک ہی بات ہے کوئی مجھ سے ترس کھا کر ہی شادی کر سکتا ہے۔'' اس کے لہجے میں سفا کی آمیز طنز در آیا تھا۔

''یہ تمہاری سوچ ہے صرف' تم اپنا اعتماد کھو بیٹھی ہو ورنہ تم میں ایسی کوئی کمی نہیں ہے جو تم پر ترس کھایا جائے۔''

''ان باتوں کو تم نہیں سمجھ سکتے ہو؟''

''ان بے معنی باتوں کو میں سمجھنا بھی نہیں چاہتا ہوں' تم صرف اپنے بارے میں سوچو کب تک اس گھر میں بیٹھی رہو گی نانی جان آج کل اسی فکر میں ہیں کہ جلد از جلد کوئی رشتہ آئے تو وہ تم کو رخصت کریں۔''

''میں کسی سے بھی شادی کرنے والی نہیں ہوں' مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔ ہزار بار کہہ چکی ہوں میں شادی نہیں کروں گی۔'' اس کا دل پہلے ہی بھرے بادلوں کی طرح تیار تھا معید کی باتوں سے وہ صبر و برداشت کھو بیٹھی اور رونے لگی۔

''اس طرح رو رو کر تم حقیقت سے فرار حاصل نہیں کر سکتی ہو پری! حقیقت کو تم کھلے دل و دماغ سے مانو۔ میں تمہارا بھائی ہوں' دوست ہوں' تمہاری بہتری و خیر خواہی چاہتا ہوں۔''

وہ اس کے قریب بیٹھ کر سر پر ہاتھ رکھتا ہو شفقت بھرے انداز میں بولا۔

''طغرل کے جذبوں میں کھوٹ نہیں ہے بے حد پرکھا ہے میں نے وہ تم کو دل و جان سے چاہتا ہے' تمہارے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کرتا ہے وہ۔ پہلے تو میں بھی اس کے احساسات و جذبات کو وقتی لگاؤ ہی سمجھتا تھا لیکن اب اس کے جذبوں کی سچائی سے انحراف نہیں کرتا۔''

''میری بات سمجھنے کی سعی کرو معید! یہ سب اتنا آسان نہیں ہے جتنا دکھائی دے رہا ہے۔'' وہ آنسو صاف کرتی آہستگی سے گویا ہوئی۔

''میں جانتا ہوں اس راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ مذنہ آنٹی ہیں' وہ اس رشتے کی سب سے بڑی مخالف ہیں لیکن طغرل ان کے دباؤ میں آنے والا بندہ نہیں ہے وہ تمہاری خاطر ان کو چھوڑ دے گا۔'' وہ پری کو راضی کرنے کے چکر میں خاصا جذباتی ہو گیا تھا۔

''اور پھر کچھ عرصہ بعد ان کی خاطر میرے کو ہے نا؟''

''ہرگز نہیں وہ طغرل ہے مضبوط اعصاب و ذہن کا مالک وہ تم کو حاصل کرنے کے لیے مرا جا رہا ہے تو پھر تم کو چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔'' وہ پورے انہماک سے اس کو سمجھانے کی سعی کرنے لگا۔

❀......❀......❀

''کتنا ٹائم لو گے؟'' وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی گویا ہوئی۔

''زیادہ نہیں۔'' کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے عادلہ کی طرف دیکھا۔

''ہوں' بات ہی ایسی ہے شیری! ہم اس معاملے کو ٹائم بھی نہیں دے سکتے جتنا ٹائم ضائع ہوگا اتنا ہی پرابلم کری ایٹ ہوگا۔''

''تم فکر نہیں کرو' ایسا کچھ نہیں ہوگا اب تم جلدی سے اپنے بیڈروم میں جا کر سو جاؤ' تمہاری ٹینشن بہت جلد دور ہو جائے گی۔'' اس نے گیٹ کے سامنے کار روکتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اس طرح باتوں سے دور نہیں ہوگی۔'' اس نے پرس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''میری باتوں پر یقین کرو سب ٹھیک ہو جائے گا' او کے۔ بائے اینڈ ٹیک کیئر سویٹی!'' اس نے گہری نگاہوں سے اس کو ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

عادلہ اندر جاتی ہوئی بے حد مسرور تھی شیری نے آج کچھ زیادہ ہی اس پر التفات برتا تھا چند سرد و کڑوے جملوں کا تبادلہ ان کے درمیان ضرور ہوا تھا اور جن پر اس نے بعد میں معافی بھی مانگ لی تھی۔

وہ لاؤنج سے گزری تو اندر صوفوں پر آرام دہ انداز میں بیٹھی آنٹی اور ممی نظر آ رہی تھیں وہ خود کو بے حد تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی اس نے نگاہ بچا کر وہاں سے گزر جانا چاہا تھا مگر گلاس ڈور سے صباحت اس کو دیکھ چکی تھیں انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو اندر بلایا تھا۔

''یہ کیا طریقہ ہے عادلہ! سارے دن سے تم غائب ہو اور اب شام ڈھلے آئی ہو تو ہمارے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہیں ہے تم کو۔'' انہوں نے سخت

لہجے میں سرزنش کی۔
''سوری ممی! میں بہت تھک گئی ہوں بیٹھنے کی ہمت نہیں ہے آرام کرنا چاہتی ہوں۔''اس کی عجیب سی کیفیت ہورہی تھی۔
''کیا ہوا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟''زینب نے متفکر انداز میں کہا۔
''جی، بس میں آرام کرنا چاہتی ہوں بہت تھکن محسوس ہورہی ہے۔''وہ کہتی ہوئی عجلت میں وہاں سے نکل گئی تھی۔
''دیکھا تم نے عادلہ کی ہٹ دھرمی، چوری اور سینہ زوری۔ اس بدکار شیری سے ملنے گئی تھی کچھ بتاتی تو سہی وہ شادی کے لیے راضی ہوا یا نہیں؟''
صباحت غصے سے بڑبڑانے لگی تھیں۔
''وہ خود بہت ڈپریسڈ ہے آپی! اس کا چہرہ بتارہا ہے وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہے، شاید شیری نے تعاون نہیں کیا ہے۔''
''جو لڑکیاں اپنی نسوانیت کی حفاظت نہیں کرتیں ہیں وہ اسی طرح سے ذلیل وخوار ہوتی ہے وقت پر ہوش کے ناخن نہیں لیے اس نے، اب خود بھی انگاروں پر لوٹ رہی ہے اور ساتھ مجھے اپنے گھسیٹ لیا ہے۔''
''سمجھ نہیں آتی مجھے آپ کو کس طرح دلاسہ دوں آپی! بہت پریشانیوں میں گھر گئی ہوں، ایک طرف عائزہ شادی کے چند دنوں بعد ہی میکے آبیٹھی ہے تو دوسری پریشانی عادلہ کی اس حرکت نے پیدا کردی ہے۔''
دن تیزی سے گزررہے ہیں شیری اپنی غلطی کو درست کرنے پر تیار نہیں ہے۔ پھر کوئی ایسی لیڈی ڈاکٹر نہیں مل رہی ہے جس پر اعتماد کیا جائے۔''
''اتنا ڈپریسڈ مت ہو آپی! میں کوشش میں ہوں یہ معاملہ آگے نہیں بڑھے گا، میری میڈ گاؤں سے آجائے وہ ایک تجربہ کار مڈوائف کو جانتی ہے۔''
''ارے تو بلواؤ نا اس کو، کب آئے گی وہ؟''صباحت ایک دم ہی پرجوش انداز میں گویا ہوئیں۔
''دو چار دن میں آجائے گی فون آیا تھا اس کا۔''
''ہوں...... تم اس لاڈ صاحب سے تو میری بات کراؤ، میں معلوم تو کروں اس سے میری عائزہ، کو اس نے سچ بولنے کی سزا سوکن کے روپ میں دی ہے کوئی ایسا بھی کرتا ہے کیا؟''ان کی دوسری دکھتی رگ بھڑک اٹھی۔
''فاخر کال ریسیو نہیں کررہا، شادی کی اطلاع دینے کے بعد اس نے پھر سے کوئی رابطہ نہیں رکھا، وہ ہم سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا ہے۔''
''اپنی نئی نویلی دلہن کے نازنخروں سے فرصت کہاں مل رہی ہوگی اسے ہا...... سوکن کا جلاپا میری عائزہ کے نصیب میں بھی لکھا تھا؟''انہوں نے بے حد درد بھرے انداز میں آہ بھری۔
''بھائی اور بھابی کو دیکھو ذرا کس طرح لندن جاکر بیٹھ گئے ہیں جیسے شادی کو ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہوں اس طرح گم ہیں اپنی خوشیوں میں جیسے پیچھے کسی کو چھوڑ کر ہی نہ گئے ہوں۔''صباحت کے جھنجلاہٹ بھرے انداز پر زینب مسکرا کر بولی۔
''گئے بھی تو شادی کے طویل عرصہ کے بعد پہلی مرتبہ ہیں اس حساب سے تو یہ ان کا ہنی مون پریڈ ہی ہے۔''
''تم میرا دل مت جلاؤ زینی!''
''میں مذاق نہیں کررہی، سچ ہی تو کہہ رہی ہوں آپ میرے بیڈروم میں جاکر ریسٹ کریں میں دیکھتی ہوں ملازمہ ڈنر میں کیا بنارہی ہے۔''
''ارے بیٹھ جاؤ میں کھانا کھا کر نہیں جاؤں گی گھر پر اماں جان نہیں ہیں وہ کل تک کے لیے آصفہ آپا کے ہاں گئی ہیں عائزہ گھر میں ہے۔''
''اچھا...... پری نہیں ہے کیا گھر میں؟''وہ بیٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔
''وہ کہاں جائے گی منحوس، گھر میں ہی ہے وہ۔''
قبل اس کے کہ زینب کچھ کہتی بدحواسی انداز میں عادلہ وہاں آئی اور صباحت سے لپٹتی ہوئی درد بھرے لہجے میں بولی۔
''ممی...... ممی مجھے بچالیں...... میں مررہی ہوں۔''
''عادلہ...... کیا ہوا ہے میری جان۔''وہ دونوں ہی اس کو سنبھالنے کی سعی میں لگی تھی وہ سرد موسم میں پسینہ پسینہ ہورہی تھی اور شدید ترین درد سے

مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔ صباحت نے اس کو چیختے چلاتے درد سے دیکھ کر آگے بڑھ کر گلاس ڈور بند کر کے پردے ڈال دیئے تھے۔

"اے میرے اللہ! میری عزت اب صرف تیرے اختیار میں ہے تُو چاہے وہ کام بھی ممکن ہو جائے جو ہمارے لیے ناممکن بنا ہوا ہے۔"

❀......❀......❀

"یہ کیا حرکت تھی یار! ایک بے کار سی محبت کے لیے تم ایسی ناقابل یقین حرکت کرو گی' میں یقین نہیں دلا پا رہا ہوں خود کو۔" اس کے جاگنے کے بعد لائٹ ساڈز کروا کر معید اس کے قریب ہی بیٹھتا ہوا خفگی بھرے انداز میں گویا ہوا وہ خاموش رہا تھا۔

"جب تم کو سمجھا دیا اس بے فیض محبت سے کچھ بھی حاصل نہ کر پاؤ گے تو پھر کیوں دیوانے ہوئے جا رہے ہو اور آج تم نے اس دیوانگی کی حد ہی کر دی ہے سوچو ذرا اگر گولی دل میں پیوست ہو جاتی تو کیا ہوتا؟"

"مر جاتا......" وہ اس کی طرف دیکھ کر زخمی لہجے میں بولا۔

معید اس کے بکھرے لہجے سے اس کی طرف چونک کر متوجہ ہوا اس کے وجیہہ چہرے پر عجیب حزن و سوز پھیلا ہوا تھا۔

"مر جانے کا تم کو رنج نہیں ہے؟" اس کی جنوں خیزی دیکھ کر معید کی آواز کانپ رہی تھی اور اندر کافی لانے والی پری کمرے کی دہلیز پر آگے نہ بڑھ سکی۔ ایک غیر محسوس انداز اس کے دل میں سرائیت کرتا جا رہا تھا اس کی سماعتیں ادھ کھلے دروازے پر گرے پردے کے پار سے آنے والی آوازوں پر لگے ہوئے تھے۔

"اس کے بنا بھی تو زندگی موت جیسی ہی ہو گی یار۔"

"او مائی گاڈ! تم اتنا اس کے عشق میں آگے نکل گئے ہو' تم کو زندگی اور موت میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا ہے؟"

"ہاں وہ مل جائے مجھے اور کوئی تمنا نہیں ہو گی پھر زندگی سے۔" پری سے مزید وہاں کھڑا نہیں ہوا گیا وہ واپس لوٹ گئی۔

"تم نے فیاض ماموں سے بات کی تھی اپنے اور پری کے رشتے کے بارے میں۔"

"ہوں...... میں نے ان سے بات کی تھی۔"

"تم نے ان کو یہ بتایا کہ ممانی صاحبہ پری کو نہیں اپنی بھتیجی وانیہ کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں' پری کو نہیں۔" وہ حیرانی سے اس کی طرف دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"معلوم ہے ان کو دادی جان پہلے ہی بتا چکی ہیں۔" وہ زخم سے اٹھتی ٹیسوں کو برداشت کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"نانی جان ماموں کو بتا چکی ہیں؟ پھر بھی وہ مان گئے اس بات کو؟" وہ سخت حیران ہو رہا تھا۔

"ہوں' بعد میں بتاؤں گا ابھی سونا چاہتا ہوں۔" وہ غنودگی بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

❀......❀......❀

اس کے دل کی دھڑکنیں بُری طرح سے منتشر تھیں رگ وپے میں عجیب سی سنسناہٹ دوڑ رہی تھی طغرل کے لہجے میں نہ جانے کیسا درد تھا؟ کیسی بے بسی و حسرت تھی کہ اس کے حساس دل پر گہری چوٹ کی مانند لگی پھر اس سے وہاں کھڑا نہ ہوا گیا وہ دبے قدموں سے واپس آ گئی۔

اس کے جذبوں کو وہ شدت سے ٹھکراتی آ رہی تھی' طغرل کے ساتھ رشتہ ہی ہمیشہ لڑائی جھگڑتے کا رہا تھا۔ وہ بچپن سے اسے تنگ کرتے' مذاق اڑاتے آیا تھا پھر پاکستان آ کر بھی وہ اس کو ہنسی و تضحیک کا نشانہ بناتی رہی' وہ اس کے روم کے ساتھ دادی پر بھی قبضہ کر چکا تھا۔

"وہ مجھ سے محبت کر سکتے ہیں؟" وہ لاؤنج میں بیٹھی خود سے پوچھ رہی تھی۔

"میں بھلا اس قابل کہاں ہوں' کوئی مجھ سے محبت کرے' میں تو وہ فرماں نصیب ہوں جو ماں باپ کی محبت اس وقت نہ پا سکی تھی جب مجھے صرف و صرف ان کی خالص محبت کی ضرورت تھی۔"

"اب تو تم کو ان دونوں کی محبت و چاہت حاصل ہے پری۔" اس کے اندر کوئی گویا ہوا۔

"محبت نہیں ندامت یا وہ دونوں اپنی زیادتیوں کا ازالہ کر رہے ہیں' وہ ازالہ اب کبھی بھی نہیں ہو سکتا ہے بچپن کی وہ محرومیاں' وہ ننھی ننھی خوشیاں'

چھوٹی چھوٹی خواہشیں جن کو پانے کے لیے میں نے وہ دن ترستے تڑپتے گزار دیئے۔ وہ گزرے دن اب لوٹ کر نہیں آئیں گے میرے اندر اپنوں کی دی گئی محرومیوں و بے اعتنائیوں نے بڑا گہرا خلا پیدا کر دیا ہے' میں محبت پر کبھی اعتبار نہیں کر پاؤں گی' کبھی نہیں۔''

اس کے سسکتے ہوئے سوچا تھا معاً طغرل کی تکلیف دہ آواز ذہن میں گونجی اور وہ انجانے سے اضطراب میں دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھ گئی۔

''میں کیسے یقین کرلوں طغرل کی محبت پر؟ مجھے یقین نہیں آتا وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟'' وہ اعتبار و نا اعتباری کے بھنور میں پھنسی تھی۔

''ارے پری! تم تو طغرل بھائی اور معید بھائی کے لیے کافی بنا کر لائی تھیں' کافی یہاں رکھے رکھے ٹھنڈی ہوئی ہے تم دینے نہیں گئیں؟'' عائزہ وہاں آئی تو ٹرے میں کافی کے مگ دیکھ کر حیرت سے بولی۔

''تم گرم کر کے دے آؤ میرا دل نہیں چاہ رہا ہے وہاں جانے کو۔''

''تمہارا دل نہیں چاہ رہا ہے وہاں جانے کو؟'' وہ ہنوز حیران تھی۔

''ہوں' یہی کہا ہے میں نے۔'' وہ اپنے بھیگے لہجے میں قابو پاتے ہوئے بولی۔

''صاف انداز میں کہو تم' طغرل بھائی کا سامنا کرنا نہیں چاہتی ہو۔''

''میں سامنا کیوں نہیں کروں گی ان کا' میں نے ایسا کیا کیا ہے؟'' وہ خاصے چڑچڑے پن سے جھنجلا کر گویا ہوئی تھی۔

جواباً عائزہ نے اس کی طرف تاسف بھرے انداز میں دیکھا اور کچھ ترش بات کہنے والی تھی کہ اس کی بھیگی پلکیں و پریشان کن انداز دیکھ کر وہ اس کے قریب بیٹھ گئی اور شانوں پر ہاتھ رکھ کر محبت سے گویا ہوئی۔

''پری! یہ سب وہ تمہاری خاطر' تمہیں پانے کی چاہ میں کر رہے ہیں۔ تم کتنی خوش نصیب ہو جو طغرل بھائی جیسا بندہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ ان کو اپنی زندگی کی بھی پروا نہیں ہے۔'' پری نے کچھ نہیں کہا وہ خاموشی سے روتی رہی۔

''کیا کمی ہے ان میں؟ کیا کچھ نہیں ہے ان کے پاس؟''

''میرے پاس کیا ہے؟ کوئی کیوں کرے گا مجھ سے محبت' ارے مجھ سے ان لوگوں نے محبت نہیں کی جو مجھے اس دنیا میں لانے کے ذمہ دار ہیں۔ طغرل ہر طرف سے مالا مال ہے تو میرے دامن میں خسارے کے سوا اور کچھ موجود نہیں ہے' خامیوں اور ادھورے پن کے علاوہ۔'' وہ عائزہ سے لپٹ کر شدتوں سے رو پڑی تھی۔

''پری! محبت کوئی کاروبار نہیں ہے جہاں لین دین کا حساب برابر ہو' محبت تو خود اختیاری جذبہ ہے جو ہوتا ہے ہوتا جاتا ہے محبت کے اس جذبے کو لگام نہیں لگائی جاسکتی یہ بے لگام ہوتا ہے۔''

''تم نے اپنی محبت کا انجام دیکھا ہے پھر بھی محبت کی سائیڈ لے رہی ہو؟'' وہ ٹشو سے آنسو صاف کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

''وہ محبت نہیں تھی اسی لیے وقت سے پہلے دم توڑ گئی اور طغرل بھائی کی محبت کو راحیل کی ہوس سے کمپیئر مت کرو۔''

''چھوڑو اس قصے کو تم کافی دے کر آؤ ان کو میں ذرا کھڑکیاں دروازے چیک کرلوں' آج گھر میں دادی اور ممی کے علاوہ پاپا بھی نہیں ہوں گے۔''

''پاپا ایک ہفتے کے لیے بزنس ٹور پر گئے ہیں یہ ممی کو معلوم تھا اور یہ بھی کہ دادی بھی آصف پھوپو کے ہاں گئی ہوئی ہیں پھر بھی زینب آنٹی کے ہاں رک گئی ہیں۔'' عائزہ اٹھتے ہوئے بڑبڑانے لگی تھی۔

''تم کو بتایا تو ہے ممی نے زینب آنٹی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' پری بھی اس کے ساتھ ہی کھڑی ہوتے ہوئے گویا ہوئی۔

''عادلہ پہلے ہی وہاں موجود ہے پھر زینب آنٹی کوئی چھوئی موئی عورت نہیں ہے جو معمولی سے فلو میں کسی کا سہارا لیں' وہ تو بڑی سے بڑی بیماری میں کسی کو تنگ نہیں کرتیں کچھ عرصہ قبل ٹائیفائڈ ہو گیا تھا ان کو اور ساتھ میں جوانڈس بھی' مگر مجال ہے انہوں نے ممی کو بھی خبر لگنے دی ہو۔ تنہا ہی بیماری سے لڑ کر تندرست ہونے کے بعد ہی سب کو اطلاع دی تھی وہ باہمت و حوصلہ مند خاتون ہیں۔''

''اوفوہ! کیوں اس قدر من من کر رہی ہو شاید کوئی وجہ ہو ممی کی وہاں رکنے کی' اس لیے رک گئی ہو۔ تم کیوں فیل کر رہی ہو اتنا۔''

''ہوں مجھے بھی یہی لگ رہا ہے اور وہ نکمّی عادلہ سے تو کسی کام کی توقع رکھنا ہی بڑی بے وقوفی ہے کام چور ہے ایک نمبر کی۔'' وہ بڑبڑاتی ہوئی

ٹرے اٹھانے لگی تھی۔

"فاخر کا غصہ تم عادلہ پر نکال رہی ہو۔" پری مسکرائی۔

"وہ مجھے اپنا نام دے کر بھول گئے ہیں پری! ان کا کٹھور پن دیکھ رہی ہو دوسری شادی کے بعد مڑ کر بھی میری طرف دیکھنا گوارا نہیں ہے انہیں۔"

❁......❁......❁

ہاجرہ زخموں کی تاب نہ لا سکی تھی اور اسی رات کو مر گئی تھی۔ حسب روایت خاموشی سے رات کو ہی غفران کے ملازم اس کو دفن کر چکے تھے وہاں موجود ماہ رخ کو اس کی خبر نہ مل سکی تھی۔

اس نے ذاکرہ کے کہنے پر احمر غفران سے اجازت طلب کی تو وہ بڑے اطمینان سے گویا ہوا کہ اس نے ذاکرہ کو اسپتال میں ایڈمٹ کروا دیا ہے اور وہ شادی سے پہلے گھر سے باہر نہیں جا سکتی اور ویسے بھی وہ اس کی بیوی بننے والی ہے اور وہ ہرگز پسند نہیں کرے گا اس کی بیوی ہونے والی ملکہ ایک ادنیٰ ملازمہ کی عیادت کو جائے وہ میٹھے میٹھے لہجے میں اس کو جتا کر چلا گیا اور ساتھ یہ بھی کہ کل رات میں وہ شادی کے بندھن میں بندھ رہے ہیں وہ ان باتوں کو بھلا کر شادی کی تیاریاں کرے۔

وہ ابھی کچھ سوچ ہی نہ سکی تھی تب ہی ذاکرہ نے آ کر اسے ہاجرہ کے مرنے کی خبر سنائی تھی اور دکھ و رنج کا ایک پہاڑ سا اس پر ٹوٹ گیا تھا وہ رونے لگی، ہاجرہ کی عبرت ناک موت پر۔ پُرخلوص و باوفا ہاجرہ نے ہر قدم پر اس کا ساتھ دیا تھا اور اس کی سلامتی کی خاطر ہی اس نے ایک لفظ اس کے خلاف کہے بنا مار سہتے سہتے بنا مر گئی تھی۔

"خدارا! آپ یہ آنسو پونچھ لیجیے رانی صاحبہ! اگر رئیس یہاں آ گئے تو میری خیر نہیں ہوگی اور وہ بھی اس بات کا زیادہ بُرا منائیں گے کہ ایک ادنیٰ سی ملازمہ کی خاطر آپ رو رہی ہیں۔" ذاکرہ اس کے آنسو صاف کرتی ہوئی رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"ملازمہ مت کہو اس کو وہ سراپا وفا و ایثار تھی، اتنی پُرخلوص کے صرف دوستی کو زندہ رکھنے کی خاطر جان کی بازی ہارنا قبول کیا اس نے۔"

"رانی صاحبہ! آپ ہاجرہ کو بھول کر اپنی فکر کریں، رئیس مہمانوں کو دعوت نامے بھیج چکے ہیں کل صبح سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو جائے گی، آپ اعوان صاحب سے مل لیں وہ ساری تیاری کر چکے ہیں آپ کو یہاں سے لے جانے کی...... آپ ان سے ملاقات کر لیں۔"

"تم کیا سمجھتی ہو ذاکرہ! احمر غفران ہمیں یہاں سے نکلنے دے گا؟"

"میں نکلواؤں گی آپ کو یہاں سے بس آپ یہاں سے نکل جانے کے لیے تیار ہو جائیں، میں اپنی تیاری مکمل کرنے والی ہوں۔" اس کا لہجہ معنی خیزی لیے ہوئے تھا۔ ماہ رخ چونک کر استفسار کرنے لگی۔

"کیا تیاری کی ہے تم نے ذاکرہ! مجھے نہیں بتاؤ گی؟"

"بتاؤں گی ضرور بتاؤں گی پہلے آپ یہاں سے جانے کی تیاری کریں۔ میرا مطلب ہے ایک بار اعوان صاحب سے مل لیں وہ اس وقت محل کے عقبی حصہ میں ہیں، وہاں کوئی نہیں جاتا ہے ان دنوں پھر بھی آپ زیادہ ٹائم نہ لگائیے گا دلربا کس ٹائم کیا کر گزرے کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"دلربا کو شک ہو گیا اور وہ وہاں آ گئی تو پھر کیا ہوگا؟" وہ اندیشوں در اندیشوں کا شکار بنی ہوئی تھی۔

"میں اس کو وہاں آنے نہیں دوں گی، آپ بے فکر ہو کر جائیں، رئیس بھی اپنے کمرے میں قیلولہ کر رہے ہیں ایک گھنٹے سے قبل وہ بیدار ہونے والے نہیں ہیں یہ ان کی پرانی عادت ہے۔"

ہاجرہ کی موت نے اس کے اندر بغاوت کو ابھارا تھا وہ پل بھر میں یہاں سے جانے کا فیصلہ کر بیٹھی۔ ذاکرہ اس کو پیغام دے کر جا چکی تھی، ذاکرہ اس محل کے تمام ان چور راستوں سے واقف تھی جن سے احمر غفران خفیہ لوگوں کو محل میں لاتا تھا جو اس کی عیاشیوں کے لیے سامان مہیا کیا کرتے تھے اور ان میں کچھ راستے ایسے بھی تھے جو اس علاقے سے باہر جا کر ختم ہوتے تھے ایسے راستوں کی خبر شاید ہی دلربا کو بھی نہیں تھی۔

❁......❁......❁

دوسرے دن دادی جان گھر آ گئی تھیں۔ طغرل نے ان کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ اس کے زخم کے بارے میں دادی کو بالکل نہ بتایا جائے اور اس

نے بازو کو بھی بہت خوب صورتی سے جیکٹ پہن کر کور کرلیا تھا وہ دادی سے گفتگو کر رہا تھا۔
"شرمین کا رشتہ پسند آیا آپ کو دادی جان! کیسے لوگ ہیں وہ؟"
"بڑے اچھے لوگ ہیں لڑکا سرکاری نوکری کرتا ہے پڑھا لکھا سلجھا ہوا نیک فطرت بچہ ہے۔ میں نے آصفہ سے پہلے ہی ہاں کردی تھی۔"
"اسی لیے تو آصفہ پھوپو نے آپ کو بلایا تھا آپ سے بڑھ کر لوگوں کو جانچنے و سمجھنے کی صلاحیت کسی اور میں کہاں ہے دادی جان۔"
"ہوں بیٹا! اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے یہ سب تجربے عمر سے آتے ہیں تم آج آفس بھی نہیں گئے پھر مجھے کچھ پژمردہ و نڈھال سے بھی نظر آرہے ہو کیا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟" وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔
"میں ٹھیک ہوں دادی جان! موسم چینج ہوا ہے تو بدلتے موسم کے وائرل کا معمولی شکار ہوگیا ہوں آپ فکر مت کریں میں ویسے بالکل ٹھیک ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے ان کی تشویش کو کسی حد تک کم کرنے کی سعی کی۔
"یہ بدلتے موسم کا اثر تم پر کل اس وقت تک نہیں تھا جب میں یہاں موجود تھی میرے جاتے ہی تم پر اس وائرل نے حملہ کردیا بیٹے؟" وہ اس کی آنکھوں میں پھیلی اداسی کو دیکھ رہی تھیں اس کی بجھی بجھی سی آنکھیں اس کے مسکراتے لبوں کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں وہ خاصا بکھرا بکھرا سا لگ رہا تھا اور کچھ کمزور بھی اپنے آپ کو چھپاتا ہوا سا۔
"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں دادی جان! کوئی گستاخی ہوگئی ہے مجھ سے؟" دادی کو اپنی جانب یک ٹک دیکھتے ہوئے وہ سراسیمگی سے بولا۔
"مجھے سچ سچ بتاؤ کل میرے جانے کے بعد کیا ہوا ہے؟ ایک دن میں تم کمزور و بیمار کس طرح ہوگئے ہو کیا ہوا ہے آخر؟"
"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے نہ آپ مجھے چھوڑ کر جاتیں اور نہ میں بیمار پڑتا نہ جایا کریں مجھے چھوڑ کر آپ دادی جان!" اس نے بڑھ کر ان کے شانے پر سر رکھ دیا تھا۔
"اہم کام ہوں تو جانا پڑتا ہے بیٹا پھر اب تم کوئی ایسے ننھے نونہال بھی نہیں ہو جو تم اپنا خیال نہ رکھ سکو۔"
"میں تو آپ کا ننھا نونہال ہی ہوں دادی جان! آپ مانیں یا نہ مانیں مجھے آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی ہے بنگلے کی کنسٹرکشن مکمل ہونے تک آپ یہاں رہ لیں پھر میں آپ کو اپنے ساتھ ہی لے کر یہاں سے جاؤں گا۔"
"ہاں چلوں گی تمہارے ساتھ بھی دونوں گھر ہی میرے بچوں کے ہیں فراز ہو یا فیاض یا تم ہو یا طلحہ مجھے دل سے عزیز ہو۔" اس کی کوششوں سے وہ اس پر سے توجہ ہٹانے میں بھول چکی تھیں کہ بات کس موضوع پر ہو رہی ہے وہ دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا۔
"عائزہ! یہ تمہاری ماں کبھی عقل پکڑے گی یا اسی طرح بے عقلی و بے پروائی کے مظاہرے کرتی رہے گی جب اس کو معلوم تھا میں آصفہ کے گھر رات رکوں گی تو پھر وہ وہاں کیوں ٹھہری؟" اماں آتی ہوئی عائزہ سے مخاطب ہوئیں۔
"محسوس ہوتا ہے ممی کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہیں حالاں کہ کہہ کر ہی گئی تھیں شام آنٹی کے گھر سے آجائیں گی وہاں سے کال کردی نہ آنے کی بابا بھی کل ہی ایک ہفتے کے ٹور پر گئے ہیں اگر طغرل بھائی اور معید بھائی گھر پر نہیں ہوتے تو نا معلوم میرا اور پری کا مارے ڈر کے رات بھر کیا حال ہوتا؟" وہ بھی ان کے ہم خیال تھی۔
"صباحت آنٹی نے مجھے کال کر کے کہا تھا گھر کا خیال رکھوں وہ کسی کلوز فرینڈز کے اچانک آنے کی وجہ سے مجبوراً وہاں رک رہی ہیں میں نے کہہ دیا تھا وہ فکر نہ کریں میرے ساتھ معید بھی موجود ہے۔"
طغرل کو یاد آیا وہ اسپتال سے ڈریسنگ کروا کر گھر آیا ہی تھا اور تب ہی صباحت کی کال آئی تھی وہ اپنی تکلیف میں ان کی کال کو بھی بھول گیا تھا۔
"کھانا لگ گیا ہے دادی جان۔" عائزہ نے کہا۔
"ہوں چلو اپنی ماں کو فون کر کے پوچھو اس کا ارادہ آج بھی گھر آنے کا ہے یا وہیں رکے گی؟ عادلہ کو پہلے ہی وہاں چھوڑا ہوا ہے خود بھی وہاں جا کر پڑ گئی ہے نہ گھر کی پروا ہے اور نہ گھر والوں کا خیال۔"
وہ اٹھتے ہوئے طغرل کے بڑھتے ہوئے بازو کا سہارا لینا چاہتی تھیں کہ عائزہ نے سرعت سے آگے بڑھ کر ان کو سہارا دیا اور طغرل کو اشارہ کیا

اپنے زخم کا خیال رکھے اس کو عائزہ کی یہ محبت بالکل بہن جیسی لگی اسی نے آگے بڑھ کر دادی کو اپنے بائیں بازو کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا بھائی اس بیماری میں اتنا بھی کمزور نہیں ہوا ہے کہ دادی کو بھی سہارا نہ دے سکے۔" اس کے لہجے میں شفقت تھی پہلی بار وہ اس سے اچھے لہجے میں پیش آیا تھا ورنہ وہ اس کی گزشتہ لغزشوں کے باعث ناپسند کرتا تھا آج پہلی بار اس کو اپنے رویے کی بدصورتی کا ادراک ہوا۔

❀......❀......❀

"ارے روکیوں رہی ہو؟ یہ تو خوش ہونے کا مقام ہے گھر بیٹھے پرابلم سولو ہوگئی ہے اس مصیبت سے جان چھڑانے کے لیے میں اور زینب کتنے خوار ہوئے ہیں کل بھی سارا دن ہم دونوں بہنیں لیڈی ڈاکٹرز کو دیکھتے پھر رہے تھے مگر مجال ہے ایک بھی ایسی ملی ہو جو ہمارے خاندان سے واقف نہ ہو کوئی ایک مڈوائف تک ایسی نہ ملی جو ہمارا شجرہ نسب نہ جانتی ہو۔" وہ کمبل میں منہ چھپائے روتی ہوئی عادلہ سے مخاطب ہوئیں جو حقیقت جاننے کے بعد روئے جارہی تھی کل رات سے آج دوسرے دن تک اس کے سوگ میں کمی نہ آئی تھی صباحت نے زچ ہو کر زینب سے کہا۔

"بھئی زینی! تم ہی سمجھاؤ اس ضدی لڑکی کو میرا دماغ خراب ہوگیا ہے یہ سمجھ کر نہیں دے رہی ہے عجیب کوڑھ مغز لڑکی ہے یہ۔"

"عادلہ کیا بی ہیویئر ہے رات کس قدر پریشانی میں گزاری ہے ہم نے کچھ اس کا ہی احساس کرو کیوں ہمارے لیے پرابلمز کری ایٹ کررہی ہو؟" زینب کے سرد انداز پر عادلہ نے کمبل سے چہرہ باہر نکالا اور بولی۔

"اس بچے کے تھرو میں شیری کو شادی کرنے پر راضی کرسکتی تھی۔ کس طرح وہ مجھ سے شادی پر راضی ہوگا؟"

"میری بات غور سے سنو عادلہ!" زینب بے حد سنجیدگی سے اس کے قریب بیٹھ کر گویا ہوئی صباحت بھی قریب ہی موجود تھیں۔

"شیری کو تم سے شادی کرنا ہوتی تو وہ شادی سے پہلے تم سے ایسے تعلقات قائم نہ کرتا تم کو اس حال میں تنہا نہ چھوڑتا پھر تم اب کن خوش فہمیوں کی دنیا میں گم ہو؟"

"یہ بات نہیں ہے آنٹی! شیری سیریس ہو رہا ہے اس نے سوچنے کے لیے ٹائم مانگا ہے اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔"

"یہ یقین تو تمہارے اپنے لہجے میں نہیں ہے تم ہم کو کس طرح یقین دلاؤ گی؟ جس نے یہ سب کرنے سے پہلے نہیں سوچا وہ اب سوچے گا۔"

"یہی سمجھ تو مجھے نہیں آتی ہے اوپر سے یہ لڑکی میرا دماغ خراب کررہی ہے وہاں گھر کر اماں جان کو شک نہ ہو جائے۔ پہلے اس کی گھر سے دوری اب میں بھی کل سے یہاں رکی ہوں وہ سوچ تو ضرور رہی ہوں گی ایسی کیا بات ہے؟" صباحت عادلہ کو گھورتی ہوئی کھڑی ہوگئیں۔

"یہ بات تو ہے امی۔ آپ جائیں کہیں ایسا نہ ہو وہ صورت حال جاننے کے لیے یہاں پہنچ جائیں اور......!" زینب دانستہ چپ ہوگئیں۔

"جب تک عادلہ مکمل تندرست نہیں ہوتی ہے تب تک تم اس کو کراچی سے باہر لے جاؤ۔ مجھے اماں جان اور فیاض سے بے حد خطرہ ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں آپی! عادلہ کا میرے گھر رہنا خطرناک ہے۔ اماں جان کی نیچر کو میں بھی جانتی ہوں وہ چند دن مزید عادلہ کو گھر سے دور دیکھ کر برداشت نہیں کریں گی اور یہاں آجائیں گی اور پھر ان کو فیس کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہوگا۔"

"تم مری جانا چاہتی تھیں نا' ایسا کرو مری چلی جاؤ عادلہ کو لے کر میں کہہ دوں گی تم سنو فال دیکھنے کے لیے مری گئی ہو ساتھ عادلہ کو بھی لے گئی ہو۔" صباحت نے جھٹ پٹ پروگرام ترتیب دے دیا تھا۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی مجھے کہیں نہیں جانا ہے۔"

"دیکھتی ہوں کیسے نہیں جاؤ گی؟ زیادہ میرا دماغ خراب کیا تو سارے ہمارے تمہارے کرتوت اماں جان اور فیاض کو بتادوں گی پھر دیکھتی ہوں؟"

❀......❀......❀

مسز عابدی نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے قریب کھڑے رجب سے کہا۔

"رجب بابا شیری کو جگائیں جا کر وہ ابھی تک اٹھے نہیں ہیں۔ آفس سے لیٹ ہو رہے ہیں وہ یہ ان سے ضرور پوچھئے گا ناشتے میں کیا لیں گے۔"

"جی بیگم صاحبہ ابھی جگاتا ہوں۔ بابا صاحب کو۔" وہ کہہ کر چلا گیا پہلی ہی دستک پر اس کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔

"بابا صاحب! بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں آفس جانے کی دیر ہو رہی ہے۔" وہ شیری کی طرف دیکھنے سے گریز ہی کرتا تھا اور جب سے اس نے تھپڑ کھایا تھا تب سے کچھ زیادہ احتیاط سے اس سے مخاطب ہوتا تھا۔

"ان سے کہہ دو آفس ہمارے ڈیڈ کا ہے ہم کبھی بھی جائیں مرضی ہے ہماری کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا مجھ کو۔" اس کا لہجہ شوخ تھا مگر بے چارہ ملازم اس حد تک اس کے رعب میں رہتا تھا کہ شوخی تو کیا محسوس کرتا الٹا کانپتے لہجے میں بولا۔

"جی......جی......صاحب میں کہہ دیتا ہوں۔ آپ......آپ ناشتے میں کیا لیں گے بیگم صاحبہ پوچھ رہی ہیں؟"

"کافی......کافی لیں گے......صرف کافی۔"

"جی بابا صاحب میں ابھی تیار کرتا ہوں۔" وہ واپس چلا گیا۔ وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس ابھی بھی بستر پر نیم دراز تھا۔ اس کی خمار آلود آنکھوں میں چمک تھی۔ عجیب شکاریوں جیسی چمک تھی۔ وہ وحشی انداز میں مسکرا رہا تھا۔

کل کا سارا منظر اس کے ذہن کی اسکرین پر روشن تھا اس نے ہی عادلہ کو سی سائیڈ پر بلایا تھا وہاں اس کا ذاتی ہٹ تھا وہ پہلے بھی وہاں کئی دفعہ ٹائم اسپنڈ کر چکے تھے مگر کل وہ الجھے معاملے کو سنبھالنے کے لیے عادلہ کو لے گیا تھا لیکن عادلہ اس کی توقع سے بڑھ کر چالاک ثابت ہوئی تھی وہ کسی بھی طرح بھی اس معاملے کو کلین کرنے پر راضی نہ ہوئی تھی وہ اپنی پریگنینسی کو بلینک چیک کی طرح اپنی مرضی سے کیش کرانے کی پلاننگ کیے بیٹھی تھی۔

شیری اس سے کسی قیمت پر بھی شادی کرنے پر تیار نہ تھا اور سچائی تو یہ تھی کہ وہ بھی ان لمحات سے شرمسار نہ تھا جو اس کو جذبات کی اس انتہاؤں پر لے گئے جہاں سے واپسی کٹھن ہوتی ہے یہ راہیں اس کے لیے اجنبی نہیں تھیں مگر عادلہ اس کا ہدف ہرگز نہ تھی مگر یہاں قصور عادلہ کی پیش قدمی کا تھا اس کی رضامندی کا تھا۔

"میں نے بہت ٹرائی کی تم کسی طرح راضی ہو جاؤ لیکن عادلہ! تم تو ایک پلاننگ کر کے میرے پاس آئی تھیں۔ تم نے الٹی چال چلی لوگ بچے کے لیے شادی کرتے ہیں اور تم نے شادی کے لیے بچہ کا سپورٹ لینا چاہا اور دیکھو میں نے وہ سہارا ختم کر دیا تمہارا۔" اس کی کاٹ دار مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی وہ تصور میں عادلہ سے مخاطب تھا اس کی آواز برتری و کامیابی کے غرور سے بلند ہو گئی تھی۔

"اوہ مائی پور گرل! تمہاری ہٹ دھرمی اور مکاری دیکھ کر میں سمجھ گیا تم میری بات نہیں مانو گی تم ٹیبلٹس نہیں کھاؤ گی سو مائی ڈیئر! تمہیں بتائے بغیر وہ ٹیبلٹس میں نے تمہاری کافی میں ایڈ کر دی تھیں ہاہاہا......اب تک تم کو معلوم ہو گیا ہو گا میری ڈگری جعلی نہیں ہے۔" وہ اپنی جیت کے جشن میں ہنس رہا تھا۔

اس کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ مسز عابدی جو اس سے ناشتا کا پوچھنے آئی تھیں۔ اس کی ایک ایک بات سن چکی تھیں اور سکتے کے عالم میں بے ہوش ہو کر کارپٹ پر ڈھیر ہو گئیں۔

❁......❀......❁

"بری محبت بار بار دستک نہیں دیتی تم تو بہت خوش نصیب ہو جو طغرل بھائی تمہاری ہر زیادتی کے بھی تم سے بددل نہیں ہیں وہ اب بھی تم سے محبت کرتے ہیں اور تم ہو ایک نمبر کی کٹھور ان کی طبیعت پوچھنا تو درکنار بات تک نہیں کر رہی ہو ان سے۔" عائزہ نے موقع پاتے ہی اس کو سمجھانے کی سعی کی۔

"بات کر تو رہی ہوں اور کس طرح بات کروں ان سے؟"

"وہ تو دادی کے سامنے اِکا دُکا بات کر لیتی ہو۔"

"میں اسی طرح بات کرتی ہوں خیر اس ٹاپک کو چھوڑو یہ بتاؤ تم کب تک اس طرح یہاں رہو گی؟ فاخر بھائی کو تم نے بالکل چھوٹ دے دی ہے اگر ان کو تم سے تمہاری نادانیوں کا بدلہ ہی لینا تھا تو وہ دوسری شادی کر کے لے چکے ہیں۔ اب ان کو تمہارا قصور معاف کر دینا چاہیے۔ تم کو اسلام آباد بلا لینا چاہیے۔"

''کیوں؟ کیا تم لوگ میرا بوجھ برداشت نہیں کر پا رہے ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے میرے بارے میں؟'' وہ ڈسٹرب ہوگئی تھی۔

''کسی نے زبان سے کچھ نہیں کہا لیکن میں محسوس کر رہی ہوں پاپا تم سے بات نہیں کرتے مگر میں ان کی آنکھوں میں فکر دیکھتی ہوں، دادی تو اکثر یہی کہتی ہیں اللہ جانے کیا معاملہ ہے جو فاخر لینے نہیں آیا۔'' عائزہ کا چہرہ دھواں دھواں ہوگیا تھا۔

''وہ کسی کی کال ہی ریسیو نہیں کر رہے ہیں وہ بات ہی نہیں کرنا چاہتے۔''

''ہوں، ڈونٹ وری، میں بھی کیا بات لے کر بیٹھ گئی ہوں پلیز تم اداس مت ہو کبھی نہ کبھی فاخر بھائی کو اپنی زیادتیوں کا احساس ہو جائے گا۔'' عائزہ کو اداس دیکھ کر پری کو شدید دکھ کا احساس ہوا تھا۔

''معلوم نہیں مگر میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے میرا رب جو فیصلہ کرے گا وہ مجھے قبول ہوگا۔'' وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی۔

''اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتے ہیں۔''

''ارے ہاں پری، تمہاری نانو اور مما کب آرہی ہیں عمرے سے؟'' وہ یاد آنے پر چونک کر گویا ہوئی تھی۔

''اسی ہفتہ میں آجائیں گی رات کو کال مما کی آئی تھی۔''

''تم شاپنگ پر جانے کا کہہ رہی تھیں پھر چلتے ہیں نا۔''

''او ہو! ابھی نہیں کل چلیں گے دادی سے اجازت نہیں لی ہے۔''

''دادی سے اجازت لینے میں کیا ٹائم لگتا ہے پری، میں پوچھ کر آتی ہوں۔ تم اسی طرح بہانے بناتی رہنا شاپنگ کا شوق نہیں ہے تمہیں۔''

''اور تم کو کریز ہے شاپنگ کا صرف موقع ملنا چاہیے۔''

''کون جا رہا ہے شاپنگ پر؟'' کوریڈور سے نمودار ہوتے رسٹ واچ باندھتے ہوئے طغرل نے کہا تھا۔

''ان میڈم کو جانا ہے مگر اس کو شاپنگ کرنا اچھا نہیں لگتا۔'' وہ پری کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی جبکہ پری طغرل کو دیکھ کر کنفیوژ ہوگئی تھی وہ ہنی کلر پینٹ کوٹ میں خوشبوؤں میں بسا خاصا اسمارٹ لگ رہا تھا وہ کنکھیوں سے پری کو دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔

''کچھ لوگوں کو اچھی چیزوں کی عادت نہیں ہوتی ہے۔''

''ارے طغرل بھائی! آپ یہ ان ڈائریکٹ بات کیوں کر رہے ہیں؟ ڈائریکٹلی بات کریں کیا خوفزدہ ہیں آپ پری سے؟'' عائزہ قدرے سر جھکائے بیٹھی گھبرائی گھبرائی سی پری کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی۔

''خوفزدہ لوگوں سے بھلا میں کیوں خوفزدہ ہونے لگا؟'' اس نے مسکراتے ہوئے شانے اچکائے تھے۔

''یہ طغرل بھائی کے آتے ہی تم کہاں جا رہی ہو؟'' وہ ہاتھ پکڑ کر بولی۔

''دادی جان کی میڈیسن کا ٹائم ہوگیا ہے ہاتھ چھوڑو میرا۔'' وہ اس سے ہاتھ چھڑاتی ہوئی گویا ہوئی۔

''میں دے دیتی ہوں دادی کو میڈیسن تم یہاں بیٹھ کر طغرل بھائی سے باتیں کرو، دادی کی خدمت کا موقع ہم کو بھی دیا کرو کبھی۔''

''تم کو نہیں معلوم کونسی میڈیسن اس ٹائم دینی ہے۔'' وہ طغرل کی تپتی نگاہوں کی حدت اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ وہ کوشش کے باوجود اس کی موجودگی میں خود کو سنبھال نہ پا رہی تھی۔

''میں نے بھی تمہاری طرح ماسٹر کیا ہے کچھ انگلش مجھے بھی آتی ہے میں دیکھ لوں گی۔ اس ٹائم دادی جان کو کون سی میڈیسن دینی ہے۔'' وہ کہہ کر سرعت سے وہاں سے چلی گئی۔

''عائزہ...... عائزہ...... میری بات سنو...... پلیز۔'' وہ اسے پکارتی رہ گئی اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ وہ جاتے جاتے رک گئی راستے میں طغرل ایستادہ تھا۔

دونوں بازوؤں کو سینے پر باندھے بے حد سنجیدگی سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

''کیا چاہتی ہو تم؟ کتنا مجھے میری نگاہوں سے گراؤ گی؟ شاید تم مجھے زندہ دیکھنا ہی نہیں چاہتی ہو پارس۔'' وہ اسے دیکھتا ہوا سنجیدگی سے بھاری

لہجے میں بولا۔

''میں‘میں نے کیا کہا ہے آپ کو؟''

''ہر بات زبان سے بھی نہیں کہی جاتی ہے۔ہمارا رویہ ہمارا برتاؤ‘ہماری محبت‘ہماری نفرت و بے گانگی کو ظاہر کر دیتا ہے۔''

''آپ کیوں میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں طغرل بھائی! میں وہ لڑکی نہیں ہوں‘ جو آپ کی زندگی میں شامل ہو کر آپ کو بہترین زندگی کا سکون دے۔'' وہ اس کی طرف دیکھے بنا رو پڑی تھی۔

''میں تم سے صرف اقرار چاہتا ہوں پارس‘ تم کو صرف میری بننا ہے کسی دوسرے کا نام بھی میں تمہارے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا یہ سن لو تم۔'' اس کی وجہ چہرے پر غصے کی حدت سرخی بن کر چھانے لگی تھی پری نے لمحے بھر کو اس کی تپتی نگاہوں میں دیکھا تھا۔اس کی روشن براؤن آنکھوں میں اسے اپنا عکس بہت واضح و مکمل دکھائی دیا تھا۔

''ایک بار میری محبت پر بھروسا کر لو پارس‘ تمہیں زندگی سے عشق کرنا سکھا دوں گا تمہارے تمام گلے شکوے جو زندگی سے ہیں وہ سب بھلا دوں گا۔'' وہ اس کے قریب آ گیا تھا اس کی آواز میں کانوں میں رس گھولنے والی گمبھیرتا تھی۔ایک درد تھا ایک سوز تھا۔پری کے دل کی دھڑکنیں ایک نئے وانوکھے سروں میں دھڑکنے لگی تھیں۔ایک البیلا سا سرور تھا جو کسی نشے کی طرح اس کی رگ رگ میں اترنے لگا تھا۔

''تم خاموش کیوں ہو پارس‘ کچھ تو کہو‘کوئی بات کرو مگر کوئی ایسی بات نہیں کرنا جو میں برداشت نہ کر پاؤں پلیز ٹیل می؟'' وہ جذبات کی رو میں بہت آگے نکل گیا تھا پری کی مستقل خاموشی نے اس کو چونک کر واپس آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''میں تم سے بات کر رہا ہوں‘ ہواؤں سے نہیں یار۔''

''یہ اچھی زبردستی ہے کوئی محبت کا اقرار بھی اس طرح کرواتا ہے۔'' وہ دھیمے سے مسکرا کر گویا ہوئی طغرل نے اس کے بدلتے ہوئے لب و لہجے پر چونک کر اس کی طرف دیکھا اس کے خوب صورت چہرے پر اقرار محبت کی لالی پھیلی ہوئی اس کے سندر مکھڑے کو مزید دلکش کر گئی تھی‘ طغرل اس کا ہاتھ تھامنا ہی چاہتا تھا کہ وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

❁.......❁.......❁

رات کا سیاہ اندھیرا ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ہوائیں بگولوں کی صورت میں صحرا میں ریت کو اڑا رہی تھیں۔احمر غفران بیڈ پر دراز کل آنے والے حسین لمحوں کے تصور میں گم تھا اس کے مہمانوں کو کل آنا تھا۔دلربا کے چہرے پر بڑا دبا دبا جوش تھا وہ کچن میں موجود تنہا تھی تمام ملازماؤں کو وہ مختلف کاموں میں مصروف کر چکی تھی۔

اب اس کے سامنے کھانوں کی ڈشیں تھیں اس نے احتیاطاً اِدھر اُدھر دیکھا اور گریبان سے ایک درمیانی بوتلی نکالی اور اس میں بھرا سبز رنگ کا سفوف ہر کھانے میں چھڑکا بوتل کو واپس گریبان میں منتقل کر کے جلدی جلدی چمچ سے سفوف کو کھانے میں ملا یا تھا۔

''ہاہا رانی صاحبہ کل تو عروسی جوڑا نہیں کفن پہنے گی کل تو سیج پر نہیں قبر میں سوئے گی میرے ہوتے ہوئے احمر غفران کسی کا نہیں ہو سکتا۔'' کھانے میں زہر ملاتے ہوئے وہ دل ہی دل میں خوشی سے قہقہے لگا رہی تھی۔اس تمام کارروائی کو ذاکرہ کھڑکی سے چھپ کر دیکھ رہی تھی اس کا شک بالکل سچ ثابت ہوا تھا دلربا جو چند دنوں قبل محل سے باہر گئی تھی۔وہ یہ زہر ہی لینے گئی تھی وہ ایک عرصے سے ماہ رخ کو مارنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔

''ذاکرہ......ذاکرہ کہاں ہو کچن میں رانی صاحبہ کے لیے کھانا تیار ہو چکا ہے جلدی سے لے جاؤ۔'' ذاکرہ وہاں سے بھاگ کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔

''کیا بات ہے بہت جلدی ہو رہی ہے آج تم کو رانی صاحبہ کو کھانے کھلانے کی؟'' وہ دلربا کو وہاں دیکھ کر مسکرا کر گویا ہوئی۔

''ارے‘ کوئی بات نہیں ہے ایسی تو‘ وہ صبح ہی بیوٹیشن آ جائے گی۔اس لیے رئیس کا حکم ہے رانی کو کھانا کھا کر جلد سو جانا چاہیے۔'' وہ متغیر ہوتی رنگت چھپاتی دانت نکال کر بولی۔

''ٹھیک کہہ رہی ہو میں لے جاتی ہوں کھانا رانی صاحبہ کو کھلا کر ہی آؤں گی۔'' وہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔دلربا نے مسکراتے ہوئے اسے

دور تک جاتے ہوئے دیکھا پھر مسکراتی، گنگناتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

ذاکرہ کھانا ٹرالی میں رکھ کر سیدھی ماہ رخ کے کمرے کی سمت آئی تھی۔ چند لمحے وہاں رک کر واپس اس پورشن کی طرف گئی تھی اور وہاں حسب توقع دلربا کو موجود نہ دیکھ کر ایک گہری مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ ٹرالی لے کر احمر غفران کی طرف جا رہی تھی۔

''رئیس! کھانا تناول فرما لیجیے۔'' وہ کھانا ٹیبل پر لگا کر بولی۔

❀......❀......❀

ہلکے سے شور کی آواز پر شہریار نے مڑ کر دیکھا تھا اور اس کے مسکراتے لب کھلے رہ گئے تھے اپنی مما کو بے ترتیب انداز میں کارپٹ پر گرے ہوئے دیکھ کر وہ بدحواسی سے ان کی طرف بڑھا تھا وہ بے ہوش تھیں۔ بہت شدید تکلیف تھی ان کے چہرے پر اس نے ان کو اٹھا کر اپنے بیڈ پر لٹایا اور ایمبولینس کو فون کر کے اٹیچڈ باتھ روم کی طرف بھاگا تھا۔

مسز عابدی سیکنڈ ہارٹ اٹیک کی زد میں تھیں تین دن موت وزیست کی اذیت میں مبتلا رہی تھیں۔ مسٹر عابدی اور فیاض ملک سے باہر ٹور پر تھے اور شیری نے ان کو اطلاع نہیں کی تھی وہ دن رات اسپتال میں ان کی تیمارداری کرتا رہا۔ ایک ہفتہ مسز عابدی کی طبیعت بہتر ہونے میں لگا۔

''مما کیا فیل کر رہی ہیں آپ؟'' وہ گھر آنے کے بعد ان سے مخاطب ہوا تھا۔

''میں شام کو فیاض بھائی کے گھر جاؤں گی شیری۔'' وہ بند آنکھوں سے کمزور لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔ وہ ان کے احساسات سے بے خبر بولا۔

''آف کورس مما، بٹ پہلے آپ بہتر تو ہو جائیں پھر چلتے ہیں۔''

''بہتر ہوں میں، ٹھیک ہے میری طبیعت مجھے آج ہی وہاں جانا ہے۔''

''اوہ، پری کی یاد ستا رہی ہے آپ کو، آئم شور۔'' وہ شوخ لہجے میں ان سے مخاطب ہوتا پری کے تصور میں ڈوبا ہوا۔

''پری سے نہیں...... عادلہ سے آپ کی بات پکی کرنے جا رہی ہوں میں۔'' وہ آنکھیں کھول کر اس کو سرد انداز میں دیکھتی ہوئی بولیں۔

''عادلہ سے......؟ میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا ممی!'' وہ ان کی طرف دیکھ کر قطعیت بھرے لہجے میں گویا ہوا اس کے چہرے پر الجھن و تذبذب پھیلا ہوا تھا وہ ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''ممی! ابھی آپ ریسٹ کریں ڈیڈی بھی جلد آنے والے ہیں اور ان کے آنے سے پہلے آپ کو بالکل تندرست ہونا ہے ابھی تو مجھے ان سے غصہ و ڈانٹ کھانی پڑے گی، آپ کی بیماری کا جو ان کو انفارم نہیں کیا ہے۔'' اس نے باتوں کا رخ موڑنا چاہا تھا۔

''عابدی کی فکر مت کرو، میں خود سنبھالوں گی ان کو لیکن آپ یہ بات کان کھول کر سن لو میں شام میں عادلہ کے لیے آپ کا پرپوزل لے کر جاؤں گی اور یہ تو آپ بھی سمجھتے ہوں گے وہ انکار بھی نہیں کریں گے۔'' ان کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

''میری طرف اس طرح مت دیکھو میں سب جان چکی ہوں۔''

❀......❀......❀

عشرت جہاں اور مثنیٰ صفدر جمال کے ساتھ کل رات عمرے کی ادائیگی کے بعد کراچی واپس آ چکی تھیں۔ پری بھی ان سے ملنے کے لیے بے چین تھی ان کی ڈیڑھ ماہ کی جدائی کو اس نے شدت سے محسوس کیا تھا وہ ان کو ائرپورٹ ریسیو کرنے جانا چاہتی تھی مگر دادی کی طبیعت کچھ بہتر نہ تھی وہ اپنی خواہش کو دل میں ہی دبا کر رہ گئی تھی۔ دادی کی طبیعت صبح خاصی سنبھل گئی تھی اور انہوں نے اس سے کہا کہ وہ ان سے ملنے کے لیے جائے وہ اس کو یاد کر رہی ہوں گی۔

''میں نے رات ان سے فون پر بات کر لی تھی دادی جان! آپ کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی تو چند دنوں بعد چلی جاؤں گی۔'' اس نے ان کی چوٹی باندھتے ہوئے اپنائیت سے کہا تھا۔

''ارے میری بیماری کی فکر مت کیا کرو بیٹی! بڑھاپا ہے میرا تم جانے کی تیاری کرو کچھ دن ٹھہر جانا اتنے دنوں بعد تمہاری ماں آئی ہے وہ بھی تم کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوگی۔'' وہ محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''میں نے طغرل سے کہہ دیا ہے وہ راستے میں سے پھول اور مٹھائی لے لے گا ایسے موقع پر مٹھائی اور پھولوں کا لے جانا اچھا لگتا ہے۔''

''وہ تو آفس جا چکے ہیں۔''اس کا دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا۔

''وہ آئے گا ابھی صبح میں نے کہہ دیا تھا وہ کہہ رہا تھا میٹنگ کے بعد آ کر لے جائے گا تم کو وہ آنے ہی والا ہو گا تم تیار ہو جاؤ۔''

''جی دادی جان! میں عائزہ کو کہہ دیتی ہوں وہ آپ کی میڈیسن کا خیال رکھے۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

''ذرا صباحت کو یہاں بھیجتی جاؤ۔'' وہ لیٹتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''جی اماں! آپ نے مجھے بلایا ہے؟'' کچھ لمحوں بعد صباحت وہاں آ کر بولیں۔

''ہوں اب تم بلانے سے ہی آتی ہو بہو! آخر ماجرا کیا ہے تم کیوں مجھ سے اتنا بھاگنے لگی ہو؟ میں کیا بہت ڈراؤنی ہو گئی ہوں؟''

''نہیں نہیں اماں جان! میں آپ سے کیوں بھاگوں گی اور نہ ہی آپ کو ایسا کچھ ہوا ہے۔'' وہ نرمی سے کہتی ہوئیں ان کے قریب بیٹھ گئیں۔

''کوئی نہ کوئی تو ایسی بات ہے جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو۔''

''ایسی کیا بات ہو سکتی ہے اماں جان! پھر میں بھلا آپ سے کیوں چھپاؤں گی آپ تو بڑی ہیں ہماری۔'' وہ پُر اعتماد لہجے میں محبت سے گویا ہوئیں۔

''تم نے مجھے بڑا سمجھا ہی کب ہے صباحت! تم نے ہمیشہ مجھ سے فاصلہ رکھا' میرا تم سے کتنا قریبی تعلق ہے اور تم نے مجھے اتنا ہی غیر سمجھا ہے ہمیشہ ہی تم مجھ سے کچھ نہ کچھ چھپاتی آئی ہو اب بھی مجھے ایسا ہی کچھ محسوس ہو رہا ہے۔'' ان کے لہجے میں انجانے اندیشے لرز رہے تھے چند لمحے صباحت بھی گنگ سی رہ گئی تھیں مگر پھر وہی ان کی فطری بے حسی و تنفر عود کر آیا تھا۔

''آپ بھی نا معلوم کیا کیا تنہائی میں سوچ لیتی ہیں شاید آپ عادلہ کی وجہ سے مجھ سے خفا ہیں کہ میں نے اس کو زینی کے ساتھ کیوں مری بھیجا ہے؟''

''میں کہتی ہوں جوان جہان لڑکی کو ایک ماہ سے اس کی خالہ کے گھر چھوڑنا کہاں کی عقل مندی ہے اور پھر اٹھا کر اسے مری بھی بھیج دیا۔ اِدھر عائزہ مہینوں سے میکہ بسائے بیٹھی ہے اور تم ہو کے کوئی پرواہی نہیں ہے۔''

''زینب تو زیادہ گھر میں تنہا ہوتی ہے سراج کو اپنے بزنس کے دوروں سے فرصت نہیں ہوتی ہے اب وہ عادلہ اور دو ملازماؤں کو مری ساتھ لے کر گئی ہے۔ فاخر کو بھی ابھی اسلام آباد میں ایڈجسٹ ہونے میں وقت لگ رہا ہے وہ بہت جلد ہی عائزہ کو بھی لے جائے گا فکر نہ کریں آپ' آصفہ آپا کی شرمین کی بات پکی ہوئی یا نہیں؟''

❀ ❀ ❀

ہم نے ہر سانس محبت پر فدا کی ہے
ہر دعا میں تیری چاہت کی التجا کی ہے
تم کیا کرو گے محبت کی انتہا
ہم نے تو ابتدا ہی انتہا سے کی ہے

وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے گنگنایا تھا برابر میں بیٹھی پری سمٹ کر رہ گئی۔ فیروزی کلر کے دوپٹے کے ہالے میں اس کے شفاف چہرے پر سرخی بہت نمایاں تھی' طغرل کی پر حدت نگاہیں اسے پزل کر رہی تھیں۔

''پلیز سامنے دیکھ کر گاڑی چلائیں ورنہ کوئی حادثہ ہو جائے گا۔'' وہ بار بار اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر آہستگی سے گویا ہوئی۔

''ہو جانے دو جانم! اب تم ساتھ ہو میرے کسی حادثے کا خوف نہیں ہے۔'' اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہا تھا پری نے سرعت سے دور کر لیا۔

''ناٹ چیٹنگ......'' وہ اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

''آپ بھی اپنی حد میں رہیں تو اچھا ہے۔''

''میں نے کیا کر دیا ہے ایسا' صرف ہاتھ ہی تو پکڑا ہے۔''

''میں یہ سب پسند نہیں کرتی' یہ معلوم ہونا چاہیے آپ کو۔''

''اس میں خفا ہونے والی کیا بات ہے یار! تم جو اس پورے ہفتے مجھ سے دور بھاگتی رہی ہو چھپتی رہی ہو وہ کیا ہے؟'' اس کے لہجے میں شوخی و شرارت تھی وہ بہت سلو ڈرائیو کر رہا تھا۔

''میں ممی کو کسی قسم کا شبہ نہیں ہونے دینا چاہتی' ویسے بھی ان دنوں ان کا موڈ کچھ زیادہ ہی آف ہے' بات بے بات ان کو غصہ آنے لگا ہے اور آپ کو کسی کی بھی پروا نہیں ہے طغرل بھا......''

''شش......'' اس نے اس کی بات قطع کر کے تیز لہجے میں کہا۔

''میں تمہارا بھائی نہیں ہوں سمجھی تم...... بے وقوف۔'' اس کا موڈ بُری طرح آف ہو گیا تھا پری بے ساختہ ہنس پڑی۔

''اب ہنس کر میرا مزید دل جلانے کی ضرورت نہیں ہے رات کو لینے آؤں گا ریڈی رہنا۔'' وہ ایک دم ہی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''میں رات کو نہیں آؤں گی' مجھے وہاں رکنا ہے۔''

''میں نے مما کو کال کر دی ہے کہ میں تم سے شادی کر رہا ہوں۔''

''یہ...... یہ کیا کیا آپ نے؟'' وہ بُری طرح سراسیمہ ہو گئی۔

''اب تم کو میرا ساتھ دینا ہوگا۔'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

......☆☆☆......

''یہ...... ایسا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟'' اس کے چہرے کی سنجیدگی و پُراعتماد لہجہ اس کے پختہ فیصلے کے گواہ تھے' وہ سخت پریشان و کچھ بدحواس دکھائی دینے لگی تھی۔

''ناممکن کو ممکن جذبے بناتے ہیں' کیا تم کو میری محبت پر یقین نہیں ہے یا جذبوں میں کوئی کھوٹ نظر آ رہا ہے جو تم اس قدر بدحواس ہو گئی ہو پارس؟''

''ایسا کچھ نہیں ہے' لیکن میرے خیال میں آپ کا ایٹی ٹیوڈ بے حد سیلفش ہے اس فیصلے میں میں آپ کا ساتھ نہیں دوں گی۔'' وہ قطعیت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

''کیا......'' اس نے ایک دم کار روکی تھی اور اچانک بریک لگنے سے ٹائرز کی چرچراہٹ سے سرد خاموشی میں زوردار آواز گونج اٹھی تھی۔

''کیا کہا تم نے' تم میرا ساتھ نہیں دو گی؟'' اس کی آواز خاصی بلند تھی۔

''اوہ مائی گاڈ!'' اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے بے ساختہ کہا تھا۔

موسم میں سردی کی ٹھٹھرا دینے والی خنکی بتدریج بڑھ چکی تھی اور سرد ہواؤں نے پرندوں کو سرِ شام ہی گھونسلوں میں دبکنے پر مجبور کر دیا تھا تو انسان بھی گرم بستروں میں پناہ لیے ہوئے تھے سڑک پر بھی ٹریفک موجود نہ تھا اور وہ عین سڑک کے درمیان کار روک چکا تھا۔

''ابھی کوئی دوسری گاڑی سڑک پر موجود ہوتی تو ایکسیڈنٹ ہو جانا تھا۔'' وہ اس کی طرف دیکھ کر بولی جو برہمی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''مجھے پروا نہیں' تم یہ بتاؤ ابھی کیا کہا تم نے۔ تم میرا ساتھ نہیں دو گی' اس کا کیا مقصد ہوا؟ میں تم کو سیلفش نظر آ رہا ہوں؟ اپنا حق مانگنا' اپنی زندگی کا فیصلہ کرنا خودغرضی ہوتی ہے؟'' وہ سرد مہری سے کہہ رہا تھا۔

''آپ غصہ کرنے کی بجائے میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔''

''تم شاید میرے لیے سیریس رہنا ہی نہیں چاہتی ہو' تب ہی اس طرح کہہ رہی ہو۔''

''آپ مجھے سمجھنے کا دعویٰ تو بے حد کرتے ہیں پر شاید اپنے دعوے پر یقین آپ کو بھی نہیں ہے۔'' وہ گردن جھکا کر آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔

''یقین ہے تب ہی تو میں تمہارے بُرے برتاؤ کے باوجود بھی تم سے ناامید نہیں ہوا تھا۔'' اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

''پھراتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ کو؟''

''تھی ناضرورت۔''اس کے سنجیدہ چہرے پرشوخ مسکراہٹ چمکی تھی۔

''تم پریقین ہے اعتبار نہیں۔نامعلوم کب تمہارا ارادہ بدل جائے مجھ سے محبت کرنے کا اور میں آہیں بھرتا بھرتا ہی مرجاؤں۔''اس نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا مگراس کی آنکھوں میں دلآویز جذبوں کی چمک ایک گہری سرخی سی اس کے چہرے پرابھرآئی تھی اس نے سٹپٹا کرنگاہیں جھکالی تھیں۔

''مجھ سے ایک وعدہ کرو پارس!''اس کی بھاری آواز میں ازحد سنجیدگی ابھرآئی تھی پری کے انداز میں بھی سنجیدگی بڑھنے لگی تھی۔

''خواہ کچھ بھی ہوجائے'ہمارے ملن کی راہ میں کتنی رکاوٹیں ودشواریاں پیدا ہوجائیں تم میرا ساتھ نہیں چھوڑو گی'تم ہمت نہیں ہارو گی۔''

''یہ سب اتنا آسان بالکل نہیں ہے آپ سمجھنے کی کوشش کریں پلیز۔''

''مجھے صرف تمہارا ساتھ چاہیے پھرکسی کی بھی پروانہیں ہے۔''

❁......❁......❁

آج موسم بے حد سرد تھا' صبح ہونے والی بارش نے سردی میں مزید اضافہ کردیا تھا' بارش رک چکی تھی لیکن ہواؤں نے شدت اختیار کرلی تھی۔موسم کی سختی سے بے پرواشیری ٹراوزر اور سلیولیس ٹی شرٹ میں ملبوس لان میں چیئر پر بیٹھا تھا۔

وہ رات بھرسو نہیں پایا تھا مما کی ضد نے اس کو سخت مضطرب کردیا تھا اپنے اور عادلہ کے تعلقات کی خبر مما کو ہوجانے پراس کو وقتی طور پر ملال اور شرمندگی میں مبتلا کرگیا تھا مگروہ اپنی غلطیوں پرزیادہ دیر تک پشیمان ہونے والا شخص نہ تھا سواس وقت اس نے ان سے معافی مانگ لی تھی اور سوچا تھا وہ اس کی خطا بھلا کراب پری کا رشتہ لینے چلی جائیں گی اور یہ محض اس کی صرف سوچ ثابت ہوئی تھی۔

مسز عابدی اپنے فیصلے سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہ تھیں پھراس کی کوئی دھمکی' کوئی دھونس ان کو زیر نہ کرسکی تھی وہ عادلہ کو بہو بنانے کا عزم کرچکی تھیں گوکہ طبیعت کی خرابی کے باعث وہ ابھی تک جانہ سکی تھیں اور شدت سے اپنی صحت یابی کے لیے دعا گو تھیں۔

''چھوٹے صاحب اتنی سخت سردی میں آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں' کوئی گرم کپڑا بھی آپ نے پہنا ہوا نہیں ہے اس طرح تو آپ بیمار پڑجائیں گے۔'' ملازم رجب جوکسی کام سے وہاں آیا تھا شیری کو دیکھ کرمؤدب لہجے میں بولا جوابا شیری نے چند لمحوں تک اس کو گھور کردیکھنے کے بعد کہا۔

''ڈیم اِٹ!تم کو کہا ہے اپنے کام سے کام رکھا کرو'مجھ پراپنی بکواس تھوپنے کی اسٹوپڈسی کوشش مت کیا کرو۔''اس کا لہجہ حقارت آمیز تھا۔

''میں اپنی اوقات جانتا ہوں صاحب!پاؤں کی جوتی کبھی سرپرنہیں سج سکتی ہے۔''رجب نے خوف سے کانپتے لہجے میں ہاتھ جوڑ کرکہا۔

''پھرکیوں بکواس کررہے ہو؟جاؤ دفع ہو یہاں سے۔''

''میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں صاحب!اندر چلیں آپ اگربیگم صاحبہ نے آپ کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھ لیا تو وہ پریشان ہوجائیں گی۔بڑے صاحب نے سختی سے منع کیا ہے بیگم صاحبہ کو کسی قسم کی ٹینشن دینے کو۔''اس کے تیور دیکھنے کے باوجود وہ حق داری نبھارہا تھا۔

''ہوں......اچھا ٹھیک ہے ممی کیا کررہی ہیں؟''وہ اٹھتے ہوئے کچھ نرم لہجے میں پوچھنے لگا۔

''وہ صاحب کو کال کررہی ہیں ان کو فیاض صاحب کے ہاں جانا ہے۔''رجب کہہ کرآگے بڑھ گیا تھا جب کہ وہ پہلے تو چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھرتیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا۔

''ممی......می کہاں جارہی ہیں آپ؟''وہ سیدھا ان کے روم میں چلا آیا جہاں مسز عابدی موبائل پکڑے بیٹھی تھیں۔

''بتایا تو تھا آپ کو فیاض بھائی کے ہاں جاؤں گی۔''انہوں نے گزشتہ ایک ہفتے سے اس سے بات چیت بند کررکھی تھی' عابدی صاحب کے خیال سے اس کی ضروری باتوں کا جواب دے دیا کرتی تھیں۔اس وقت بھی انہوں نے قدرے رخ موڑ کراس کی طرف دیکھے بنا جواب دیا تھا۔

''عابدی کال ریسو نہیں کررہے ہیں موبائل آف جارہا ہے ان کا۔''

''میٹنگ میں ہوں گے پاپا!آپ کو معلوم ہے وہ میٹنگ کے دوران موبائل آف رکھتے ہیں'فری ہوتے ہی آن کردیں گے۔''

''کب سے ٹرائی کررہی ہوں خود ہی تو کہہ رہے تھے' دوپہر کے بعد فون کرکے ان کو یاد دلادوں کہ فیاض بھائی کے گھر جانا ہے۔''وہ دانستہ اس سے رخ موڑ

ے ہوئے تھیں۔

''ممی! آپ خاصی خفا دکھائی دے رہی ہیں، رئیلی آپ مجھ سے اس قدر بدظن ہو چکی ہیں کہ میری شکل بھی دیکھنے کی روادار نہیں ہیں؟'' وہ ان کے قریب جا کر آہستگی سے گویا ہوا۔

''پہلے جا کر اپنا حلیہ درست کریں، مجھے تکلیف دے کر آپ کو خوشی ہوئی ہے۔'' وہ بیڈ پر بیٹھتی ہوئیں اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوئیں۔

''وہ ایم سوری ممی! میں چینج کر کے آتا ہوں۔'' چند لمحوں بعد وہ سعادت مندی سے چینج کر کے آیا اور ان کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔

''اب خوش ہیں آپ، میں گرم کپڑے پہن کر آ گیا ہوں۔''

''خوش......'' وہ گہری سانس لے کر مغموم لہجے میں گویا ہوئیں۔

''خوشیاں میری دسترس سے، بہت دور جا سوئی ہیں، خوشی نام کی چڑیا میرے ہاتھ میں آنے سے قبل ہی اپنا سارا رنگ وروپ کھو بیٹھی ہے۔''

''میں جانتا ہوں ممی! آپ کیسی ٹیپکل باتیں کر رہی ہیں، خیر یہ بتائیں آپ فیاض انکل کے ہاں کیوں جا رہی ہیں؟''

''آپ کو معلوم ہے میں وہاں عادلہ کے لیے آپ کا پرپوزل لے کر جا رہی ہوں پھر بار بار پوچھنے کا مقصد کیا ہے؟'' وہ ناگواری سے بولیں۔

''میں نے آپ کو منع کیا ہے میں عادلہ سے......''

''شرم آنی چاہیے تمہیں شیری! اتنا آگے بڑھنے کے بعد بھی اس طرح ڈھٹائی سے اپنے رویئے پر شرمندہ نہ ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ اس طرح کی زندگی گزارنے کے عادی ہیں جو کچھ بھی ہوا وہ پہلی بار نہیں ہے، آپ اس طرح کی گناہ آلود زندگی......'' باقی ماندہ الفاظ ان کے حلق میں اٹکے رہ گئے تھے شیری خاموش تھا۔ مگر اس کے چہرے پر پھیلے رنگ ان کے اندیشوں کے سچے ہونے کی گواہی دے رہے تھے وہ چہرہ شناس عورت تھیں۔

بیٹے کی غیر ملک میں ہونے والی تربیت و کردار کی پستی نے اپنے آپ کو عریاں کر دیا تھا اور وہ خود سے بھی نگاہ ملانے کے قابل نہ رہیں۔

''یہ کیا آپ گناہ وثواب کے چکر میں پھنسی رہتی ہیں ممی! ابھی تو عمر پڑی ہے جب بڑھاپا آئے گا تو گناہوں سے توبہ کر لوں گا۔'' وہ شانے اچکاتا ہوا بے پروائی سے کہہ رہا تھا۔

''گناہ کی امید رکھ کر توبہ نہیں کی جاتی شیری! پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے زندگی بڑھاپے پر ہی ختم ہو گی؟''

''آپ کا مطلب میں جوانی میں ہی مر جاؤں گا؟'' وہ تنفر انداز میں منہ بنا کر استفسار کرنے لگا۔

''میں آپ کو بددعا نہیں دے رہی بلکہ سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے اللہ سے معافی مانگ لیں آپ۔''

''یہ میرا میٹر ہے آپ ٹینس نہ ہوں۔'' وہ رکھائی سے بولا۔

''میں تو آپ کی ہدایت کے لیے دعا ہی کر سکتی ہوں شیری ورنہ عابدی کو ذرا بھی آپ کے کارناموں کی سن گن مل گئی تو آپ کو کھڑے کھڑے تمام پراپرٹی سے عاق کر دیں گے۔''

''آپ مجھے پراپرٹی کے نام سے بلیک میل کرنے کی کوشش نہیں کریں، آپ عادلہ کو بھول جائیں میں شادی کروں گا تو صرف پری سے، یہ میری بات سن لیں آپ ممی! اگر آپ نے ڈیڈ سے کہہ کر مجھ پر برڈن ڈالنے کی معمولی سی بھی کوشش کی تو......''

''کیا کریں گے، گھر چھوڑ دیں گے؟ ہم کو چھوڑ دیں گے؟'' وہ اس کی بات قطع کر کے غصہ سے بولیں۔

''چھوڑ دیں ہمیں ایسی گمراہی و بے راہ روی کا شکار بیٹے کی ہمیں ضرورت بھی نہیں ہے۔''

❁.......❁.......❁
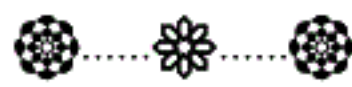
دلربا کھانے کی ٹرالی لے جاتی ہوئی ذاکرہ کے پیچھے پیچھے خاموشی سے راہداری کے اس حصے تک آئی تھی جہاں ماہ رخ کا بیڈ روم تھا اور ذاکرہ کو دروازے کے قریب دیکھ کر وہ اسی طرح دبے پاؤں پلٹ آئی تھی اس کے لبوں پر طمانیت آمیز مسکراہٹ تھی۔

چال میں بھی اعتماد و سرخوشی در آئی تھی اس کے لیے یہ تصور ہی بڑا سرور آمیز تھا کہ آج اس کی راہ کا کانٹا ہمیشہ کے لیے فنا ہونے والا تھا۔ ماہ رخ کی ارمانوں بھری موت اس کے لیے خوشیوں بھری زندگی تھی اپنے کمرے میں جا کر وہ بڑے دلفریب انداز میں تیار ہوئی تھی احمر غفران کے من پسند سبز کا ہی رنگ کا سوٹ

زیب تن کر کے آنکھوں میں کاجل، ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک' بالوں میں گجرا اور خوشبو لگا کر وہ مٹک مٹک کر چلتی ہوئی احمر غفران کی خواب گاہ میں پہنچ گئی تھی۔
احمر غفران جو کل کے سہانے سپنے کھلی آنکھوں سے دیکھنے میں مگن تھا دلربا کو دیکھ کر بے حد خوش ہو کر بولا۔
''آؤ آؤ دلربا! مجھے اس وقت تمہاری کمی محسوس ہو رہی تھی' نیند تو آج رات آئے گی نہیں سوچا کسی سے باتیں ہی کی جائیں۔''
''زہے نصیب! آج بھولی بسری دلربا رئیس کو یاد آ گئی۔ یہ کنیز کی خوش نصیبی ہے۔'' وہ آداب بجا لائی۔
''آؤ یہاں بیٹھو دلربا!'' احمر غفران نے اس کو اپنے قریب بیٹھنے کا کہا۔
''ہمیں لگ رہا ہے تم کچھ دنوں سے ہم سے کوئی بات کہنا چاہتی ہو اور کہہ نہیں پا رہی ہو اب کہو کیا کہنا چاہتی ہو ہم سے؟''
''میں اب کیا کہوں آپ سے رئیس! کچھ کہنے سننے کا وقت گزر چکا ہے۔'' وہ حسرت زدہ لہجے میں کچھ اس انداز سے گویا ہوئی تھی کہ احمر غفران جو اس وقت اس کو دیکھ رہا تھا اس کے لہجے میں پنہاں بے چینی بھانپ کر بارعب لہجے میں استفسار کرنے لگا۔
''جو کہنا ہے صاف کہو گھبراؤ نہیں' ہم تم پر بے احد اعتبار کرتے ہیں۔''
''نوازش ہے بڑی آپ کی رئیس جو آپ کنیز کو اس قابل سمجھتے ہیں۔''
''ہوں' پہلے ہمارے ساتھ کھانا تناول کرو پھر کھل کر کہنا جو بھی کہنا چاہتی ہو۔'' ٹیبل پر لگے برتنوں کی طرف اشارہ کر کے وہ اٹھتا ہوا بولا۔ ادلربا مسکراتی ہوئی اٹھ گئی۔
وہ کھانا خاموشی سے کھانے کا عادی تھا دلربا بھی خاموشی سے اس کے ساتھ کھاتی رہی اس کی زبان چپ تھی مگر اندر بڑا شور تھا وہ ان لفظوں کو ترتیب دے رہی تھی جو کسی شعلے کی مانند اس کی زبان سے نکلیں اور احمر غفران کے دل میں ماہ رخ کی محبت و چاہت کی لہلہاتی کھیتی کو جلا کر بھسم کر دیں۔
وہ ایک تیر سے دو شکار کرنے کا پروگرام بنا چکی تھی ایک طرف اس نے کھانے میں زہر ملا کر ماہ رخ کو بھجوا چکی تھی دوسری طرف وہ احمر غفران کو ماہ رخ اور عوان کی محبت کی کہانی سنا کر' اعوان کو یہاں ایک عرصہ سے ٹھہرنے کی وجہ سے اس کو باخبر کرنے کا تہیہ کر چکی تھی۔ اس کو معلوم تھا احمر غفران کو بھڑکانے کے لیے اعوان کا نام ہی کافی ہو گا وہ ان دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا اور ایسی صورتحال میں اس پر ماہ رخ کے قتل کا الزام بھی نہیں آئے گا ویسے تو اس نے بہت احتیاط سے اپنا کام کیا تھا لیکن پھر بھی چوری کرنے والے کے دل میں خوف ضرور ہوتا ہے جو اس کو وسوسوں میں مبتلا رکھتا ہے سو یہی حال اس کا بھی تھا۔
''اب کہو کیا کہنا چاہتی ہو ہم سے؟'' کھانے سے فارغ ہو کر وہ آرام دہ چیئر پر بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔
''کس طرح زبان کھولوں' چھوٹا منہ بڑی بات ہو جائے گی۔'' وہ اس کے قریب کھڑی ہو کر تذبذب لہجے میں گویا ہوئی تھی۔
''دلربا! تم کو معلوم ہے ہم ان فضول چالاکیوں کو کبھی پسند نہیں کرتے قبل اس کے کہ ہم غصے میں تمام لحاظ و مروت بھول جائیں تم کو جو کہنا ہے وہ کہہ دو۔'' اس کی آواز میں غیض و غضب ابھر آیا تھا دلربا کانپ اٹھی تھی۔
''رئیس! کیا آپ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ وہ اعوان صاحب محل میں اتنے عرصے سے کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں؟'' اس نے دھڑکتے دل سے گفتگو کی ابتداء کی۔
''ہاں اعوان! اپنی کاروباری کسی الجھن کی وجہ سے یہاں رکے تھے اب جانا ہی چاہتے تھے کہ ہم نے اپنی شادی کی.....'' بات کرتے کرتے اچانک ہی احمر غفران کی حالت غیر ہو گئی۔
''ذاکرہ کھانا لگا کر گئی.....تو کہہ رہی تھی قہوہ لے کر آ رہی ہے دیکھو وہ آئی کیوں نہیں.....؟'' احمر غفران سینہ مسلتا ہوا گھبرائے لہجے میں گویا ہوا۔
''دل.....ربا.....یہ.....کھانا.....یہ کھانا.....دل ربا.....'' اس سے بھی جملے کی ادائیگی پوری طرح نہ ہو سکی تھی شدید ترین تکلیف سے وہ گر کر تڑپنے لگی تھی اس کی آنکھوں میں وحشت تھی چہرے پر اذیت پھیلتی جا رہی تھی۔
''کھانے میں.....زہر.....تھا؟'' احمر غفران کرسی سے اٹھ بھی نہ سکا اس کے گلے سے بھینچی بھینچی آواز نکلی وہ سخت اذیت و تکلیف میں مبتلا تھا۔
''ہاں.....یہ کھانا.....ماہ.....رخ.....کے.....'' وہ اپنی آواز سے اور سانسوں سے محروم ہوتی گئی۔
کمرے کی فضا میں موت کا سکوت پھیل گیا تھا' دو زندگیاں موت کی آغوش میں جا سوئی تھیں' تمام کر و فر' جاہ و حشمت' مکاریاں و چالبازیاں کچھ بھی کام نہ

آ سکا تھا۔ باہر روشنیاں پھیلی ہوئی تھیں' گہما گہمی عروج پر تھی اور یہاں سانس نہ آس کوئی باقی نہ بچا تھا۔ ذاکرہ نے وال کلاک دیکھا کئی گھنٹے گزر چکے تھے وہ دبے قدموں سے اس خواب گاہ میں داخل ہوئی تھی اور ان دونوں کو مردہ دیکھ کر کھڑی رہ گئی تھی۔

❀......❀......❀

ممی اور نانو عمرے کی ادائیگی کے بعد بالکل ہی بدل گئی تھیں۔ نماز جو پہلے شاذ و نادر ہی پڑھی جاتی تھی وہ اب باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ تلاوتِ قرآن پاک اور تسبیحات کے ورد بھی ان کی روٹین میں شامل ہوگئے تھے دو دن اس کو یہاں آئے گزر چکے تھے اور ان دونوں دنوں میں اس نے ان کے چہروں پر پہلی بار اطمینان و خوشی دیکھی تھی۔

''آپ کو وہاں بے حد یاد کیا بیٹا! ڈھیروں دعائیں مانگ کر آئے ہیں آپ کے لیے ہم لوگ۔'' مثنیٰ اس کے برابر میں بیٹھی ہوئی گویا تھیں۔

''انکل آپ لوگوں کے ساتھ نہیں آئے ممی؟'' اس نے کمبل ان پر ڈالتے ہوئے سرسری لہجے میں دریافت کیا۔

''ہمارے ساتھ آئے تھے صفدر لیکن وہ چند گھنٹوں بعد ہی تھائی لینڈ کے لیے روانہ ہوگئے تھے' دراصل تھائی لینڈ کے کسی ہوٹل میں صفدر کے دوست نے سعود کو دیکھا ہے اور اطلاع ملتے ہی صفدر روانہ ہوگئے تھے۔'' وہ تکیہ آگے کھسکا کر اس کے قریب ہو کر اس کے بالوں میں محبت سے انگلیاں پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''آپ واپس کو آئے چار دن ہوگئے ہیں انکل نے انفارم نہیں کیا؟''

''کئی کالز آ گئی ہیں ان کی آہ...... صفدر کے دوست نے بے وقوفی کی جا کر سعود کو بتا دیا کہ وہ کہیں نہ جائے صفدر آ رہے ہیں پھر بھلا وہ کہاں رکنے والا تھا۔ موقع ملتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا' صفدر اس کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔'' ان کی آواز میں شکست اور پریشانی تھی۔

''سعود یہ کیوں کر رہا ہے؟ کیا ملے گا اس کو یہ سب کر کے؟''

''اپنے ساتھ ساتھ وہ ہم کو بھی پریشان کر رہا ہے ایک بے وفا لڑکی کی بے وفائی کا بدلہ وہ خود سے لے رہا ہے اور ساتھ ہم سے بھی۔''

''آپ کا کیا قصور ہے ممی اور صفدر انکل تو خود اس کی شادی کر کے آئے تھے پھر وہ آپ لوگوں سے کیوں خفا ہے۔''

''یہ مکافاتِ عمل ہے میری جان۔'' وہ اس کے خوب صورت چہرے کو دیکھتے ہوئے ندامت بھرے لہجے میں بولیں۔

''مکافاتِ عمل...... یہ کیا ہے ممی؟''

''جیسی کرنی ویسی بھرنی میں نے آپ کے حقوق ادا نہیں کیے صفدر نے بھی جنرلی اسٹیپ فادر کا رول ادا کیا' نہ خود آپ سے قریب ہوئے نہ مجھے ہونے دیا اور حد تو یہ تھی ان کی بدگمانی کہ میں تمہارا نام بھی نہیں لے سکتی تھی اور پھر ہمارا بہت جھگڑا ہوتا تھا ایک عرصہ تک میں آپ سے جدائی کے عذاب میں مبتلا رہی اور وہ جان کر بھی انجان بنے رہے تھے اور آج وہ ہی عذاب بیٹے کی جدائی کا ان پر مسلط ہے ان کو معلوم ہو رہا ہے اولاد کی جدائی کتنا دکھ دیتی ہے۔ لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں برسات رہتی ہے۔'' وہ بے اختیار اس سے لپٹ کر رونے لگی تھیں۔

''ممی! مت کہیں اس طرح انکل بالکل بدل گئے ہیں' پاپا جیسا برتاؤ ہے ان کا میرے ساتھ' پھر کیا آپ سعود بھائی کی جدائی محسوس نہیں کرتی ہیں؟''

''مجھے تو عادت سی ہوگئی ہے اولاد کی جدائی برداشت کرنے کی لیکن میرا دل کہتا ہے صفدر آپ کو مجھ سے دور نہ کرتے تو آج سعود کی جدائی ان کے لیے نہیں ہوتی' خوش ہوتے وہ بھی اور ہم سب بھی۔'' وہ اس سے علیحدہ ہوتی ہوئیں گویا ہوئیں۔

''جو گزر گیا سو گزر گیا آپ دکھی کیوں ہوتی ہیں ممی! پلیز آپ انکل کو معاف کر دیں' بے حد پاک و مقدس جگہوں سے ہو کر آئی ہیں آپ' انکل کو تو آپ کو وہاں جانے سے قبل ہی معاف کر دینا چاہیے تھا۔'' وہ خلوص بھرے انداز میں بولی۔

''بہت اعلیٰ ظرف ہو آپ فیاض کی طرح بیٹی تو اس کی ہو صفدر کو میں بہت پہلے معاف کر چکی تھی کسی کے خلاف دل میں غبار بھر کر میں بھی نہیں جی سکتی ہوں پری! بس کچھ تکلیف دہ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بھولائی نہیں بھولتی ہیں۔'' دونوں ہی خاموش ہوگئی تھیں۔

وہ ایک کمبل میں لیٹی تھیں مثنیٰ سرک کر اس کے تکیے پر آ گئی تھیں وہ ان کی آغوش میں تھی ممتا کی مہک' ممتا کی گرمی اس کے دل و دماغ کو شانت کر رہی تھی ماں کی چاہت کو ترسی روح سیراب ہو رہی تھی دل ان لمحوں کے امر ہو جانے کی خواہش مند تھا۔

''پری! میرے پاس فیاض کی کال آئی تھی۔''

''پاپا کی کال......آپ کے پاس ممی؟'' شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

''جی......وہ بتا رہے تھے طغرل نے آپ کو پرپوز کیا ہے۔'' وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہی تھیں' اس کے دل کی حالت عجیب سی تھی وہ کچھ کہہ نہ سکی۔

''پری بیٹا! آپ خوش نہیں ہو؟''

''پاپا نے یہ نہیں بتایا طغرل کی مما مجھے بہو بنانا نہیں چاہتی ہیں اور وہ دادی کے سامنے مجھے بُری طرح رد کر چکی ہیں۔'' وہ دھیمے لہجے میں سر جھکا کر گویا ہوئی تھی۔

''رد کر چکی ہیں' ہوں لا رہی ہوں گی اپنی کوئی بھانجی۔''

''جی وہ اپنی بھتیجی کو طغرل کی بیوی بنانے کا تہیہ کر چکی ہیں اور میں زبردستی کسی کے گلے کا ہار کس طرح بن سکتی ہوں ممی!''

''اس خاندان کی عورتوں میں ایسی ہی چالاکیاں بھری ہوئی ہیں اپنی من مانی کرنے میں دوسروں کا گھر برباد کرنا بھی ان کے لیے مشکل نہیں ہے مگر وہ آپ سے خائف کیوں ہیں؟ طغرل کی خواہش کے باوجود وہ آپ کو بہو بنانا کیوں نہیں چاہتی ہیں؟'' وہ متعجب تھیں۔

''اس لیے ممی کہ میں ایک ڈائیورس عورت کی بیٹی ہوں۔''

❀......❀......❀

''طغرل! پری کی زندگی پہلے ہی بے حد کٹھن ہے تم اس کو مزید مشکل مت کرو' تمہاری ماں ایک بار نہیں بار بار پری کو بہو بنانے سے انکار کر چکی ہے وہ پری کو اس حوالے سے بالکل پسند نہیں کرتی۔'' پورا ہفتہ ہی گزر گیا تھا اسے دادی کو راضی کرتے ہوئے اور دادی ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھیں ان کے منہ پر نہ ہی تھی۔

''میں پسند کرتا ہوں اس کو میری چاہت اس کے لیے کافی ہوگی' شادی میں کرنا چاہ رہا ہوں اس سے ممی نہیں پھر آپ کیوں فکرمند ہیں؟ میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے آپ کی لاڈلی کو بہت خوش رکھوں گا۔'' وہ ان کے قریب بیٹھا ہوا منتیں کر رہا تھا۔

''دیکھو بیٹا! میں نے اپنی تمام زندگی بڑی عزت و وقار کے ساتھ گزاری ہے' کبھی کسی کو اپنی طرف انگشت نمائی کا موقع نہیں دیا' اپنی عزت کے معاملے میں میں بڑی خودغرض ہوں میں اور اب جب چل چلاؤ کا وقت ہے تم ایسے کام کروا کر میری عزت خاک کرنا چاہتے ہو؟''

''موت آئے آپ کی دشمنوں کو دادی جان۔''

''میرا مشورہ یہی ہے بھول جاؤ پری کو اور اپنی ماں کی بات مان جاؤ۔''

''پھر ٹھیک ہے۔'' وہ خراب تیوروں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔

''ارے یہ ایک دم اونٹ کی طرح منہ اٹھا کر کہاں چل دیئے؟'' وہ آگے رکھا ہوا پاندان دور کھسکاتے ہوئے پریشانی سے بولیں۔

''جب آپ کو میرا خیال نہیں ہے' میری فکر آپ کرتی نہیں ہے تو پھر میں کہیں بھی جاؤں یہ مت پوچھیں آپ۔'' وہ جانے لگا۔

وہ اس وقت بے حد اپ سیٹ لگ رہا تھا' اماں جان اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے آبدیدہ ہوگئی تھیں کتنی بے چارگی تھی اس کے انداز میں۔

''میرے بچے طغرل! میری مجبوری سمجھنے کی کوشش کر' تیری دادی برسوں قبل اپنے اقتدار سے دستبردار ہوگئی ہے اب میرے زور زبردستی کرنے کے دن ہوا ہوگئے ہیں اب صرف بھرم ہی باقی رہ گیا ہے۔''

''اب مجھے کوئی شکایت نہیں ہے آپ سے' آپ صرف اور صرف اپنے وقار و عزت کی پروا کیجیے' میری کسی کو پروا نہیں۔''

''ایسی باتیں مت کر میرے بچے!'' وہ اس کی طرف بڑھیں۔

''طغرل......طغرل بات تو سن میری تُو۔'' مگر وہ رکا نہیں تیزی سے چلا گیا۔ طغرل کو تیزی سے وہاں سے گزرتے ہوئے عائزہ نے دیکھا تو وہ بھی گھبرا کر اماں کے کمرے میں آئی تھی۔

''دادی جان! کیا ہوا ہے؟ طغرل بھائی بے حد غصے میں یہاں سے گئے ہیں۔'' وہ نڈھال انداز میں بیٹھی دادی سے مخاطب ہوئی تھی۔

''کوئی نئی بات نہیں کی اس نے، وہ ہی رٹ لگا رکھی ہے پری سے شادی کرنے کی، گویا انسانوں کی نہیں گڈا گڑیا کی شادی ہو۔'' ان کے لہجے میں بے اختیاری و بے بسی کا تاثر تھا۔

''پاپا نے فیصلہ پری اور اس کی ممی پر چھوڑ دیا ہے تو پھر آپ کیوں طغرل بھائی کو نا امیدی کا راستہ دکھا رہی ہیں؟'' وہ ان کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی۔

''ایک کہانی کو دوبارہ دہرانا بے وقوفی ہوتی ہے بیٹی! کل پری کی ماں اس گھر میں دلہن بن کر آئی تو وہ ہماری نہیں فیاض کی پسند تھی، وہ ایسی ہی جنونی محبت کرتا تھا اس سے کہ اپنی محبت کے سامنے اس نے ہماری بھی پروا نہ کی تھی اور ہم کو مجبوراً اس کی ضد کی خاطر ہامی بھرنا پڑ گئی مگر دل میں جو بیٹے کی نافرمانی وخودسری کی کسک بھر گئی تھی اس کسک نے ان کا گھر بسنے نہ دیا اور اب جو کچھ ہے وہ تمہاری سب کے سامنے ہے کون خوش ہے؟'' اماں کے لہجے میں پریشانی ودکھوں کی لرزش تھی۔

''صباحت ایک ضدی اور ناسمجھ بیوی ثابت ہوئی اس نے فیاض کو اول روز سے ہی شک کی نگاہ سے دیکھا اور آج بھی ان میاں بیوی کے درمیان اعتبار اور محبت کی مضبوط ڈور بندھ ہی نہ سکی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو خوشی میں نے مثنٰی کی سنگت میں فیاض کے چہرے پر دیکھی تھی ایسی خوشی، ویسا سکون آج تک پھر کبھی فیاض کے چہرے پر میں نے نہیں دیکھا، میرے بچے سے وہ مسکراہٹ روٹھ گئی ہے۔''

''دادی جان آپ اعتراف کر رہی ہیں نا وہ فیصلہ آپ سے غلط ہوا تھا اور جب فیصلے غلط ہو جائیں تو ان کی سزا کئی زندگیوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔ ہم سب سزاؤں میں ہی تو مبتلا ہیں۔'' وہ کوشش کے باوجود اپنے آنسو ضبط نہ کر سکی تھی۔

''فیاض آ جائے تو میں بات کرتی ہوں اس سے کیا سوچ کر اس نے طغرل کی حوصلہ افزائی کی ہے؟'' وہ سوچتے ہوئے بولیں۔

❁......❁......❁

ذاکرہ خاصی دیر تک وہاں کھڑی ان کے مرنے کی تصدیق کرتی رہی اور جب اس کو یقین ہو گیا کہ وہ مر گئے ہیں وہ سرعت سے ماہ رخ اور اعوان کے پاس آئی تھی جو گیسٹ روم میں بے قراری سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

''کام ہو گیا ہے رانی صاحبہ! مر گئے ہیں وہ دونوں اب آپ لوگوں کو یہاں سے ابھی اسی وقت نکلنا ہوگا، معمولی سی دیر بھی خطرناک ہوگی۔''

''تم نے اچھی طرح سے دیکھا ہے، وہ مر چکے ہیں نا؟'' فکر و وحشت سے ماہ رخ کا چہرہ سفید ہو رہا تھا جبکہ اعوان متوحش تو تھا مگر ماہ رخ کی طرف خوف زدہ نہیں تھا۔

''جی ہاں، میں نے اچھی طرح تسلی کی تھی پھر یہاں آئی۔''

''میں تمہارے ساتھ ہوں ماہ رخ! تم کیوں اتنا خوف زدہ ہو رہی ہو، میں نے سارا بندوبست کر رکھا ہے بس تھوڑی بہادری دکھاؤ اور میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔'' وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوا۔

''جی رانی صاحبہ! آپ دیر بالکل بھی نہ کریں، محل سے باہر جانے والے ایک خفیہ راستے کو میں جانتی ہوں۔''

''چلو پھر دیر نہ کرو، ہمیں اس راستے کی طرف لے چلو۔''

''آپ لوگ تیار رہیں میں ایک نظر اندر کی طرف دیکھ کر پوری طرح سے اطمینان کر آؤں پھر ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رکیں گے۔'' معاً ذاکرہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تو وہ بھی اس کی بات سے متفق دکھائی دیئے۔ ذاکرہ خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

''میرا دل بہت گھبرا رہا ہے اعوان! نہ جانے کیا ہونے والا ہے؟ احمر غفران کی موت وہ بھی عین شادی کے ایک دن قبل بہت بڑا طوفان لے آئے گی وہ یہاں کے بااختیار لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔'' وہ خوف زدہ لہجے میں اعوان سے مخاطب ہوئی تھی۔

''تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ذلیل شخص کی رسّی کھینچ لی گئی ہے جو لوگ اللہ کی بنائی ہوئی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اسی طرح بے حد آسانی سے موت ان کا شکار کر لیتی ہے ان کی اکڑ، ان کا غرور و چالبازیاں سب بے اثر ہو جاتی ہیں احمر غفران کی موت اس کے اپنے گناہوں کے سبب ہے۔'' اس نے اپنے مسکراتے ہوئے تسلی دی۔

''تمام زیورات' ملبوسات اور بے حساب روپیہ میں نے یہیں چھوڑ دیا ہے گھن آتی ہے مجھے ان سب سے وہ میرے بُرے دنوں کی یادگاریں ہیں۔'' اعوان کے پاس صرف ایک ہینڈ کیری تھا ماہ رخ نے بھی پرپل کلر کا سادہ سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا اس کی بات سن کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا فیصلہ ہے لیکن تم لے کر جانا بھی چاہتی تو لے کر جانے نہیں دیتا' میرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔'' اعوان اس کے چہرے پر نگاہ ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

''اب ماہ رخ کو ان چیزوں کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔''

''ایسا کیوں کہہ رہی ہو ماہ رخ! ان چیزوں کے بغیر عورت نامکمل ہوتی ہے۔'' وہ پرخلوص لہجے میں گویا ہوا۔

''نہیں اعوان! عورت عزت سے مکمل ہوتی ہے دولت اور یہ تمام آسائشات دل کو خوش تو رکھتے ہیں مگر روح کی خواہش تو پاکیزگی وتقویٰ ہے جس کے پاس یہ ہے اس کے پاس کسی دولت کی ضرورت نہیں ہے میں اب تقویٰ کی دولت پانا چاہوں۔'' بولتے ہوئے اس کی آوز بھاری ہوئی اور آنسو بہنے لگے۔

''کیا میں یہ سب پاسکوں گی؟ میں جو گناہوں کی غلاظت میں لتھڑی ہوئی ہوں' میرا داغ دار دامن پھر سے پاک وصاف ہوسکتا ہے؟''

''سچے دل سے جو توبہ کی جاتی ہے' اپنے گناہوں پر جس طرح شرمساری' ندامت کے آنسوؤں کے ساتھ معافی مانگوگی' میرا دل کہتا ہے اللہ پاک تم کو ضرور معاف کردیں گے ماہ رخ! ہمارا ربّ بہت معاف کرنے والا غفور ورحیم ہے وہ اپنے بندوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا ہے۔'' اس وقت ذاکرہ وہاں آئی تھی بڑے پرجوش انداز میں۔

''سب لوگ اپنے کمروں میں سونے کے لیے جاچکے ہیں گیٹ پر چوکیدار ہیں وہ بھی باہر کی طرف پہرہ دے رہے ہیں۔''

''پھر ہم کو کہاں سے نکلنا ہوگا؟'' اعوان سے پوچھا۔

''رئیس کی خواب گاہ میں ایک ایسی دیوار ہے جو ایک مخصوص حصے پر دباؤ ڈالنے سے دو حصوں میں بٹ جاتی ہے اور دیوار ہٹتے ہی سیڑھیاں ہیں اور ان سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سرنگ آتی ہے اس سرنگ کا خاتمہ اس علاقے سے باہر جاکر ہوتا ہے وہاں تھوڑا چل کر سڑک آجائے گی اور وہاں سے آپ کو گاڑی مل جائے گی۔''

''ٹھیک ہے چلتے ہیں اب۔'' اعوان نے کہا اور ماہ رخ نے کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا کہ احمر غفران کی خواب گاہ سے گزرنا بڑا کٹھن تھا۔

❁......❁......❁

طغرل بڑے جذباتی انداز میں دادی کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں آیا تھا اور الماری کھول کر اپنے کپڑے بیڈ پر رکھنے لگا اس کا وجیہہ چہرہ غم وغصے سرخ ہورہا تھا ابھی وہ تمام سامان اکٹھا بھی نہیں کرپایا تھا کہ معید دروازہ ناک کرکے اندر داخل ہوا تھا۔

''ارے کہاں جانے کی تیاری ہے میری جان' وہ سامان دیکھ کر کچھ حیرت سے گویا ہوا۔

''جہاں تقدیر لے جائے' چلا جاؤں گا۔'' وہ بیڈ پر ڈریسنگ ٹیبل سے سامان اٹھا کر رکھتا ہوا سرد مہری سے کہہ رہا تھا۔

''اوہ اس کا مقصد ہے پھر تمہاری لڑائی ہوئی ہے پری سے؟'' وہ اس کے قریب آکر متجسس انداز میں کہا۔

''شٹ اپ تم ہر بار یہی کہتے ہو میں کیا ہر وقت لڑتا ہوں اسی سے بلاوجہ کی بکواس مت کیا کرو ہر وقت۔'' اس نے سائیڈ روم سے سوٹ کیس لاتے ہوئے جھنجلا کر کہا۔

''ارے ارے یہ تم کیوں بن بادل برسات کی طرح برس رہے ہو پری سے لڑائی نہیں ہوئی تو پھر کس سے ہوئی ہے؟'' جواباً خاموشی سے وہ چند لمحوں تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر گہری سانس لے کر وہ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا اور دونوں ہاتھوں میں سر تھامتا ہوا رنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔

''تم اس وقت کیوں آئے ہو معید! تم کو اس وقت یہاں نہیں آنا چاہیے تھا' میرا دماغ آؤٹ آف کنٹرول ہے میں حواسوں میں نہیں ہوں۔''

''وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے اس ڈپریشن کی وجہ بھی تو بتاؤ؟'' معید نے اپنائیت بھرے انداز میں اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا اور وہ اس کو ہر بات بتاتا چلا گیا تھا' اس نے پورے انہماک سے اس بات کی سنی تھی۔

''میں رکنے والا نہیں ہوں' کسی بھی قیمت پر یہاں اب۔''

''اس قدر ایموشنل کیوں ہو رہے ہو تم کو فیاض ماموں سے بھی ایک بار بات کرنی چاہیے انہوں نے تم کو ہرٹ نہیں کیا تمہاری بات مان کر تمہاری اہمیت کا اظہار کیا ہے وہ میری یہی ایڈوائز ہے تم ان سے فائنل بات کرو۔''معید نے سوچتے ہوئے مشورہ دیا تھا۔

''چچا جان گھر پر ٹھہر ہی کب رہے ہیں' ایک کے ایک ٹور پر ہوتے ہیں وہ اور پھر ان سے کیا بات کروں؟ جب وہ معاملہ پارس اور ثمنی آنٹی کے ہینڈ اور کر چکے ہیں۔''

''جب بات وہاں جا چکی ہے فیصلہ بھی وہاں سے ہوگا تو پھر تم نانی جان سے خفا ہو کر کیوں جا رہے ہو؟''

''پارس آنٹی کو راضی کر لے گی وہ نائس لیڈی ہیں۔''

''اوہ! وہ راضی ہیں تو نانی بھی کیوں انکار کریں گی؟''وہ مسکراتا ہوا گویا ہوا۔

''دادی جان ابھی تک بیس سال پرانی باتیں یاد رکھے ہوئے ہیں' ان کے خیال میں فیاض چچا کی طرح میں بھی شادی کے بعد وہ ہی کروں گا جو انہوں نے ثمنی آنٹی کے ساتھ کیا تھا۔''

''ہوں' طغرل دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک کر پیتا ہے' نانی جان کے اندیشے بے بنیاد ہرگز نہیں ہے۔ تم پہلے مذنہ آنٹی کو تو راضی کرو پھر فراز ماموں کو بتاؤ' کب تک ان سے چھپاتے رہو گے ان کو انوالو کیے بنا یہ کام کبھی نہیں ہوگا۔''معید کی بات اس کے دل کو لگی تھی۔

......☆☆☆......

''عادلہ اب تم گھر چلنے کی تیاری کرو' طبیعت بہتر ہو گئی تمہاری وہاں اماں جان نے پوچھ پوچھ کر دماغ کر دیا ہے۔ خدا جانے کیا مسئلہ ہے اس بڑھیا کے ساتھ ہر ایک کی ٹوہ رہتی ہے انہیں۔''صباحت خاموش بیٹھی عادلہ سے آ کر مخاطب ہوئیں۔

''ان کو سب کا خیال رکھنے کی عادت ہے شروع سے۔''

''ارے باز آئی میں تو ایسے خیال سے جو دوسرے کی زندگی اجیرن کر دے۔''وہ منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کانوں کا ہاتھ لگا کر بولیں۔

''اور تم نے اس حرام خور شیری سے بات کی' کب پر پوزل بھیج رہا ہے وہ؟ اتنے دن گزرنے کے بعد بھی پلٹ کر اس نے خبر نہیں لی ہے نامعلوم اب کسی کے ساتھ منہ کالا کر رہا ہوگا؟''

''ممی پلیز! اس طرح مت کہیں۔''عادلہ رونے لگی۔

''اس میں رونے کی کیا بات ہے' کیا تم اب بھی اس کی نیچر کو سمجھ نہیں سکی ہو جو آنسو بہانے بیٹھ گئی ہو۔''عادلہ کے آنسوؤں نے ان کو پوری طرح تپا ڈالا تھا۔

''میں شیری کو تصور میں بھی کسی اور کے ساتھ نہیں شیئر کر سکتی۔''

''وہ تمہارے دل کی پروا کرے تب نہ تم یوں ہی پاگل بنو۔''

''آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ کیوں نہیں دیتی ہیں ممی! ہر دوسرے دن میرا دل جلانے کے لیے چلی آتی ہیں آپ۔''

''آپی! ملازمہ کھانا تیار کر رہی ہے کھا کر جائیے گا۔''زینب وہاں آتی ہوئیں گویا ہوئی تھیں۔

''ارے ابھی تو چائے کے ساتھ اسنیکس کھائے ہیں' اب کھانے کی تو بالکل بھی گنجائش نہیں ہے تم اس سر پھری لڑکی کو سمجھاؤ' وقت کی نزاکت کو سمجھے' اتنا دھوکہ بھی اس کی ہٹ دھرمی ختم نہ کر سکا۔''وہ قریب بیٹھی زینب سے گویا ہوئی تھیں۔

''عادلہ بے حد ڈسٹرب ہے آپی! آپ پلیز اس کے ساتھ تعاون کریں۔''وہ خاموشی سے آنسو صاف کرتی عادلہ کی طرف دیکھ کر ہمدردی سے بولیں۔

''میں تو تعاون کرتی آ رہی ہوں لیکن یہ وقت و حالات کی نزاکت کو سمجھنے پر تیار نہیں ہے۔ وہاں اماں جان اور فیاض کو میں جس طرح فیس کرتی ہوں وہ میں ہی جانتی ہوں' بڑے ٹیڑھے لوگ ہیں وہ دونوں۔''ان کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی عادلہ جانے کے لیے اٹھ گئی تھی۔

شیری اور مسز عابدی کے درمیان سرد جنگ چل رہی تھی۔ وہ اس کے انکار کے بعد اسے پوری طرح نظر انداز کر چکی تھیں اسے اور وہ ضد میں اکڑے بیٹھا تھا' مسٹر عابدی فیاض کے ساتھ مل دوسری فرم مین ٹین کر رہے تھے اس پورے سیٹ اپ میں ان کی دن رات کی محنت لگ رہی تھی۔ گھر آنے جانے کا شیڈول بھی ڈسٹرب ہو چکا تھا یہی وجہ تھی کہ عابدی ان ماں بیٹے کے درمیان چلنے والی چپقلش سے بے خبر تھے۔

''مما.....مما! پلیز اب غصہ بھول بھی جائیے مما! اس طرح کسی غیر لڑکی کی خاطر اپنے بیٹے سے خفا ہوتی ہیں؟'' وہ مطلبی لہجے میں ان سے مخاطب ہوا۔

''میری بات مان جاؤ تو میں خفگی بھول جاؤں گی۔'' وہ اس کا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''آپ ایسی سنگدل تو نہیں تھیں مما! کیوں ہر وقت عادلہ.....عادلہ کے گن گاتی رہتی ہیں ایسا تو نہیں ہوتا ہے۔ شادی میں اپنی پسند کی لڑکی سے کروں گا' یہ آپ اچھی طرح جانتی ہیں میں جو کہتا ہوں وہ ہی کرتا ہوں آپ کی بات میں نہیں مانوں گا میری لائف پارٹنر صرف پری بنے گی۔'' وہ کہہ کر غصے سے چلا گیا۔

وہاں آتے ہوئے عابدی نے بیٹے کو بگڑتے تیوروں کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا' ان کے ماتھے پر تردد کی شکنیں ابھر آئی تھیں۔

''ارے عابدی آپ اس طرح اچانک آئے ہیں' گاڑی کے ہارن کی آواز نہیں آئی' گاڑی پر نہیں آئے ہیں آپ؟'' انہوں نے عابدی صاحب کو بے وقت آتے دیکھ کر مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

''گاڑی شوفر ورکشاپ لے کر گیا ہے یہ شیری کا موڈ آف کیوں ہے؟'' وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولے۔ ان کی نگاہیں ابھی بھی کامن روم سے اٹیچڈ سیڑھیوں کی طرف مرکوز تھیں جہاں شہریار گیا تھا۔

''تھنکنگ اسپیشل آپ تو جانتے ہیں ذرا ذرا سی بات پر مس بی ہیو کرنے کی عادت ہے شیری کی۔'' مسز عابدی ان کا خراب موڈ دیکھ کر ٹالتے ہوئے بولیں۔

''میں نوٹ کر رہا ہوں' شیری دن بدن غیر ذمے دار اور موڈی ہوتا جا رہا ہے اور تم سے بدتمیزی کرنے کی اجازت کس نے دی ہے اس کو؟''

''ارے نہیں عابدی! ایسی کوئی بات نہیں کی ہے شیری نے۔'' انہوں نے فوراً ہی بیٹے کی سائیڈ لی تھی۔

''جی ہاں! میں سن چکا ہوں ابھی موصوف کس بات پر آپ سے بحث کر کے گئے ہیں یہ بتاؤ مجھے کیا بات ہو رہی تھی؟''

''میں نے بتایا تو آپ کو کوئی خاص بات نہیں تھی۔''

''پلیز نور جہاں! تم شیری کو بچوں کی طرح ہینڈل نہ کیا کرو وہ اب جوان ہے سوچنے سمجھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔''

''میں اس کو بچہ نہیں سمجھتی ہوں اور اسی لیے اس کو شادی کا کہہ رہی ہوں' ابھی بھی یہی بات کہہ رہی تھی۔'' وہ ان کے غصہ میں دیکھ کر آہستہ آہستہ بتانے لگی تھیں۔

''ہوں پہلے وہ عادلہ میں انٹرسٹڈ تھا تو شادی سے انکار کیوں کر رہا ہے؟ کس میں انٹرسٹ لے رہا ہے اب؟'' مسز عابدی پری کا نام اور عادلہ و شیری کے تعلقات گول کرتے ہوئے مختصراً ان کو سب بتا چکی تھیں۔

''میں خود معلوم کرتا ہوں اس سے۔''

''ارے ابھی آپ آئے ہیں چینج تو کرلیں پھر بات کر لیجیے گا' میں رجب کو کہتی ہوں وہ چائے تیار کر کے لے آئے۔'' وہ مسکراتے ہوئی ان کا بازو تھام کر گویا ہوئی تھیں۔

گئے دنوں کی عزیز باتیں
نگار صبحیں' گلاب راتیں
بساط دل بھی عجیب شے ہے
ہزار جیتیں' ہزار ماتیں
جدائیوں کی ہوائیں لمحوں کی
خشک مٹی اڑا رہی ہیں
گئی رتوں کا ملال کب تک
چلو کہ شاخیں تو ٹوٹتی ہیں
چلو کہ قبروں پر خون رونے سے

اپنی آنکھیں ہی پھوٹتی ہیں

ماہ رخ خواب کی کیفیت میں اپنی سرزمین کو دیکھ رہی تھی' اس کی آنکھوں سے اشک رواں تھے ائیرپورٹ سے باہر آنے کے بعد وہ اپنی جذباتی کیفیت پر قابو نہ پاسکی تھی۔اعوان اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا سو اس نے اسے رونے دیا تھا اور گھر تک ان کے درمیان خاموشی کی دیوار حائل رہی تھی۔

''ناشتہ کرلو ماہ رخ! رات سے کچھ نہیں کھایا ہے تم نے۔''

''رات نامعلوم کس طرح نیند آ گئی مجھ کو ورنہ مجھ کو لگ رہا تھا میں اب کبھی سو ہی نہ پاؤں گی' مجھے مدتوں بعد یہ یقین آئے گا اپنے ملک' اپنے شہر واپس آ گئی ہوں' مجھے سب ابھی تک خیال کا گمان لگتا ہے۔'' وہ بیدار ہونے کے بعد ٹیرس پر کھڑی باہر دیکھتی رہی' جہاں بھاگتی دوڑتی زندگی کی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔

گاڑیوں ولوگوں کا ہجوم رواں دواں تھا وہ تمام اجنبی لوگ' عمارتیں' ہر موجود شے سے اس کو اپنائیت کا احساس ہو رہا تھا عجیب سی انسیت وراحت کا احساس تھا۔اپنی مٹی اور لوگوں کا احساس اس کے دل کو تقویت بخش رہا تھا۔

''ہوں' دراصل رات میں نے دودھ میں گولیاں ڈال کر دی تھیں' تاکہ تم سکون سے سو جاؤ۔'' اعوان کے لہجے میں محبت بھرا خلوص تھا۔

''مجھے معلوم تھا جس ماحول سے نکل کر تم آئی ہو ایسے تکلیف دہ وقت کو تم جلدی بھلا نہ سکوں گی پھر جس طرح ہم نے احمر غفران کے محل سے فرار حاصل کی اس سرنگ کا وہ کٹھن زدہ سفر' سب بہت مشکل تھا وہ سب میرے اعصاب پر ابھی تک حاوی ہے تو تم جتنا بھی آرام کروا پنے ذہن کو ریلیکس رکھو اتنا ہی بہتر ہے تمہارے لیے تم کچھ عرصہ تک اپنے ذہن کو پرسکون رکھنے کے لیے ٹیبلٹس لیتی رہنا۔''

''وہ سب میں کسی طرح بھی بھلا نہ سکوں گی' وہ زندگی مجھ پر کسی سائے کی مانند چمٹی رہے گی۔نادانی ایک بار ہوتی ہے پر اس کی سزا ختم ہونے کے بعد بھی کہاں ختم ہوتی ہے اعوان۔'' اس کی آنکھوں میں پھر آنسو چمکنے لگے تھے۔

''پلیز اب رونا نہیں ماہ رخ! آنسوؤں کو بھول جاؤ۔''

''ان آنسوؤں کو میں کس طرح بھول سکتی ہوں' یہ آنسو تو میری دولت ہیں میرے بُرے وقت کے ساتھی ہیں۔'' وہ ٹشو سے آنکھیں صاف کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

''اوکے کم آن' ناشتہ کرتے ہیں ملازمہ نے لگا دیا ہے۔'' اعوان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''مجھے بھوک نہیں ہے میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔'' اس نے دھیمے لہجے میں اٹکتے ہوئے دل کی بات کہہ دی۔

''ہاں......وہ......کیوں نہیں......تمہارے گھر بھی لے کر جاؤں گا تم کو پہلے ناشتا کرتے ہیں۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔'' وہ اس سے نگاہیں چرا کر بولا۔

''پلیز پلیز اعوان! میں ان سے فوراً ملنا چاہتی ہوں' جب دوریاں تھیں اس وقت میں مجبور تھی اور اب اتنے قریب آ کر مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی ہے ان کی جدائی۔'' وہ اعوان کا بازو پکڑ کر لجاجت آمیز لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''میں جانتا ہوں ماہ رخ میں تمہاری فیلنگز سمجھ رہا ہوں پہلے ناشتا کرو۔''

''تم میرے جذبات نہیں سمجھ رہے اگر سمجھ رہے ہوتے تو رات مجھے نیند کی گولیاں دینے کے بجائے مجھے گھر لے کر جاتے۔تم کو کیا معلوم میں اپنوں کی صورتیں دیکھنے کے لیے کس قدر تڑپی ہوں۔''

''میں سب سمجھ رہا ہوں۔''

''پھر بھی پہلے ناشتے کی ضد کر رہے ہو؟'' وہ بات قطع کر کے بولی۔

''ہاں کیوں کہ وہاں اب تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔'' اس کو سخت اضطراب میں دیکھ کر وہ گہری سانس لے کر بولا۔

''کیا کیا مطلب کچھ نہیں ہے؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا معلوم ہے تمہیں' وہاں میں تم سے پوچھ پوچھ کر تھک گئی تھی اور تم نے میرے گھر والوں کے مطابق کچھ بتا کر نہیں دیا تھا اور اب بھی تم مجھ سے پہیلیوں میں بات کر رہے ہو۔'' اس نے کسی سخت اشتعال میں آ کر اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔

''دکھا دی نہ تم نے بھی اپنی اصلیت؟ تم جیسی کنگیری کے مرد اسی طرح پہلے احسان کرتے ہیں پھر احسان کا بدلہ سود سمیت وصول کرتے ہیں' تم مجھے وہاں

سے یہاں لے کر آئے ہوتو.....''

''کول ڈاؤن مائی ڈیئر!'' اعوان نے نرمی سے کہتے ہوئے اس سے اپنا گریبان چھڑاتے ہوئے کہا' وہ پُر اعتماد تھا۔

''میں تمہاری کسی بات کا مائنڈ نہیں کروں گا میں جانتا ہوں تم اب مردوں پر اعتبار جلد کر بھی نہیں پاؤ گی لیکن میری نیت پر شبہ مت کرو۔''

''پھر میرے ابو امی کے پاس لے کر کیوں نہیں جا رہے سچ سچ بتاؤ۔''

''سچ سن سکتی ہو تو سنو......وہ دنیا میں نہیں ہیں اب۔''

❁......❁......❁

فیاض صاحب جن کا قرض اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ وہ عابدی کے بزنس پارٹنر سے کسی عام ورکر کی طرح حیثیت والے ہو گئے تھے عابدی نے ان کو ان کی حیثیت کا کبھی نہ جتایا تھا مگر وہ باضمیر اور خوددار شخص تھے۔ اپنی گرتی پوزیشن دیکھتے ہوئے فیاض از خود ہی مالکانہ حقوق سے دستبردار ہو گئے تھے۔ طغرل کو جب ان کی مالی حالت سے واقفیت ہوئی تو اس نے کچھ اس خلوص و مروت سے ان کو سمجھایا کہ بہت ردوکد کے بعد وہ بالآخر اس کے خلوص کے آگے ہار مان گئے۔

طغرل نے بہت خاموشی سے نا صرف ان کا قرضہ واپس کیا بلکہ ان کے نئے شروع ہونے والے پروجیکٹ میں بھی مالی معاونت کی تھی۔ پریشانیوں و فکروں نے ان کو بدمزا اور چڑچڑا سا کر دیا تھا۔ حد تو آدم بے زاری کی یہ تھی کہ وہ اماں جان کو بھی کھڑے کھڑے ہی سلام کر کے چلے جاتے تھے۔

قرض کا بوجھ غائب ہوا تو معاملات زندگی پھر سے اپنی ڈگر پر پلٹ آئے تو ان کی خوش مزاجی و معمولات لوٹ آئے تھے۔ وہ صباحت کو اماں کے کمرے میں چائے لانے کا کہہ کر اماں کے کمرے میں آ گئے تھے۔

''شکر ہے آج تم کو بھی فرصت مل گئی ماں کے پاس بیٹھنے کی وگرنہ میں تو خود کو گھر کے کونے میں پڑا کوئی ٹوٹا پھوٹا بے مصرف سامان سمجھنے لگی تھی۔'' ان کے دل کا شکوہ لبوں پر آ گیا تھا۔

''آپ میں تو ہماری جان ہے اماں جان! آپ تو اس گھر کا سب سے مضبوط ستون ہیں' کاٹھ کباڑ تو ہم لوگ ہیں۔'' وہ ادب بھرے لہجے میں بولے۔

''خیر چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ' تم نے طغرل کو کیوں کہا' میرا مطلب ہے پری سے اس کا رشتہ جوڑنے کی بات کیوں کی ہے؟'' وہ قریب بیٹھے فیاض سے گویا ہوئیں۔

''اماں جان! میری یہ خواہش کچھ عرصے قبل ہی بیدار ہوئی ہے میں نے اپنی بیٹی کے ساتھ بے حد ناانصافی کی ہے ہمیشہ سے غلط فیصلے خود کیے اور نفرت کی پارس سے' میں پری کو اب خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔'' وہ سر جھکائے ندامت بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے۔

''تمہارا کیا خیال ہے طغرل پری کو خوش رکھ سکے گا؟''

''آپ کو ایسا محسوس نہیں ہوتا ہے؟'' وہ چونک کر بولے۔

''تم نے ایسا سوچ بھی کیوں لیا فیاض! اپنی زندگی برباد کرنے کے بعد تم اپنی بیٹی کی زندگی بھی برباد کرنے کی خواہش رکھتے ہو؟ جو غلطی تم نے کی تھی ویسی ہی غلطی طغرل سے بھی چاہتے ہو؟''

''خدا نہ کرے جو پری کی زندگی پر دکھ کا ہلکا سا بھی سایہ پڑے' اللہ میری بچی کی زندگی ہمیشہ مسرتوں سے روشن رکھے اس کو دکھوں اور محرومیوں کے سوا زندگی نے دیا ہی کیا ہے۔'' بیٹی کے ذکر پر وہ آبدیدہ سے ہو گئے تھے اپنی تمام زیادتیاں ان کو یاد تھیں اور جن پر دل شرمندگی کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔

''تم سے زیادہ میں اس کو عزیز رکھتی ہوں لیکن تمہاری طرح بند آنکھوں سے فیصلہ نہیں کر سکتی ہوں بیٹا! مرد کی محبت پانی کے بلبلے کی مانند ہوتی ہے پل میں ابھری اور پل میں غائب بھی ہو جاتی ہے۔''

''آپ فکر مت کریں اماں جان یہ فیصلہ میں نے مثنیٰ اور پری کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے اب دیکھتے ہیں تقدیر کیا فیصلہ کرتی ہے۔''

''یہ جانتے ہوئے بھی مذنہ پری کو بہو بنانا نہیں چاہتی ہے؟''

''جی میں جانتا ہوں مذنہ بھابی کی خواہش کو لیکن ضروری نہیں ہے ہر بار ان کی ہی بات مانی جائے' یہاں طغرل کی زندگی کا معاملہ ہے اور اس معاملے کو وہ خود سلجھائے گا وہ کہہ چکا ہے۔''

"اس معاملے میں تم خود غرضی نہیں دکھا رہے ہو فیاض! میں تم سے اس طرح کے فیصلے کی ہرگز توقع نہیں کرتی تھی۔" ان کے لہجے میں خاصی بے یقینی و بے اعتباری تھی۔

"آپ ہی بتائیے اماں جان خاندان میں کوئی بھی میری بیٹی کو بہو بنانے کے لیے تیار نہیں ہے طلاق میرے اور مثنیٰ کے درمیان ہوئی تھی پھر ایسے فیصلوں کے بعد سزا بچے کیوں بھگتیں؟ ارے لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے ایسے بچوں کے حقوق والدین پہلے ہی سلب کر لیتے ہیں۔ ایسے بچے بڑے ہمدردی' پیار محبت کے قابل ہوتے ہیں۔"

"چلو ٹھیک ہے مثنیٰ اور پری کو فیصلے دے کر تم نے اچھا کیا ہے میں فراز کو فون کروں گی اس کے آگے ساری باتیں رکھوں گی اس کی بیماری کی وجہ سے ہر بات سے اس کو دور رکھا گیا ہے۔"

"جی آپ بہتر سوچ رہی ہیں۔" وہ متفق ہو کر گویا ہوئے۔

"عائزہ کو بھی معاف کر دو فیاض! بیٹیوں سے زیادہ عرصہ تک ناراض رہنا ان کے دلوں کو توڑ دیتا ہے۔"

"آپ نے معلوم نہیں کیا وہ یہاں کیوں رہ رہی ہے؟"

"تم خود کیوں نہیں پوچھ لیتے؟ بلکہ تم کو تو اپنے داماد سے پوچھنا چاہیے وہ کیوں عائزہ کو لے کر نہیں جا رہا ہے' کیا وجہ ہے اس کو میکے چھوڑنے کی؟" اماں نے ان کے مزاج کا لوہا نرم دیکھ کر چوٹ ماری تھی۔

"یہ سب صباحت کو خوب معلوم ہوگا آپ ان سے معلوم کریں۔" عائزہ سے خفگی ابھی بھی برقرار تھی۔

"صباحت کسی اور دنیا کی باسی ہے بیٹا! وہ ان معاملات میں دلچسپی کہاں لیتی ہے اس کی بلا سے کچھ بھی ہو۔"

"کیا کہہ سکتا ہوں اماں! صباحت آپ ہی کا انتخاب ہے صباحت کی خاطر ہی آپ نے مثنیٰ کو ٹھوکر ماری تھی۔" وہ سرد آہ بھر کر گویا ہوئے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو یہ پچھتاوا اب زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوگا۔"

"اوہ! میرا مطلب آپ کو رنجیدہ کرنا ہرگز نہ تھا۔" انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے لگا لیا تھا۔ چائے لاتی ہوئیں صباحت آخری گفتگو سن کر کھڑی رہ گئی تھیں۔

❀......❀......❀

"پری...... پری...... کال ہے بیٹا!" مثنیٰ سیل فون پکڑے ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی بال برش کرتی پارس کو سیل پکڑاتی ہوئیں گویا ہوئی تھیں اور پھر واپس چلی گئی تھیں۔

"جی۔" دوسری طرف طغرل تھا' وہ اٹھ کر بیڈ پر آ گئی۔

"کب واپس آؤ گی یار! رئیلی بہت بور ہو رہا ہوں۔"

"ابھی تو صرف ایک ہفتہ ہوا ہے مجھے مما کے پاس آئے۔"

"پھر کیا تمہارا ایک صدی بعد آنے کا ارادہ ہے؟" وہ منہ بنا کر طنزیہ لہجے میں بولا تو وہ بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

"رئیلی تمہاری ہنسی کس قدر کیوٹ ہے' ذرا پھر سے ہنسنا پلیز۔" اس کے لہجے میں جذبوں کی شدتیں عیاں تھی پری بلش ہوگئی۔

"پلیز ایک بار ہنس کر دکھا دو نہ۔" وہ پر تجسس تھا۔

"میں خوامخواہ کیسے ہنس سکتی ہوں؟"

"ابھی میں نے کوئی جوک نہیں سنایا تھا جو ہنسی تھیں۔"

"ابھی آپ نے بات ہی ایسی کی تھی میں بے اختیار ہنس پڑی تھی لیکن بار بار تو میں نہیں ہنس سکتی ہوں۔" اس کے اصرار پر وہ سنجیدہ ہو کر بولی تھی۔

"تم اتنا کنفیوز ہو گئی ہو میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا' خیر مما سے اجازت لو تو میں پک کرنے آ رہا ہوں کچھ دیر بعد آفس سے وہیں آؤں گا پھر ہم ڈنر باہر کریں گے اوکے؟" اس کی بھاری آواز میں ترنگ تھی مگر وہ پریشان ہوگئی۔

''ارے کیا ہوا؟ اب چپ کیوں ہوگئی ہو؟''

''میں کس طرح آپ کے ساتھ جاسکتی ہوں؟''

''کار میں بیٹھ کر اور کس طرح؟''

''میں مذاق نہیں کررہی آپ سے؟''

''میں بھی بالکل سیریس ہوں، جوک نہیں کررہا ہوں۔'' وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔

''سوری میں اس طرح آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔''

''میرے ساتھ جارہی ہو تم، کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا، تم پرمشن لیتے ہوئے ڈر رہی ہو تو میں خود ثنی آنٹی سے......''

''ایسی بات نہیں ہے میں جانتی ہوں مما پرمشن دے دیں گی۔'' وہ اس کی بات قطع کرکے الجھے ہوئے انداز میں بولی۔

''پھر کیا بات ہے؟ تم ذرا ذرا سی باتوں پر گھبرانے کیوں لگ جاتی ہو؟ میں نے ایک سادہ سی خواہش ظاہر کی ہے اور تم ہو کہ......''

''ڈنر باہر ہی کیوں کریں گے؟ یہاں آجائیں سب کے ساتھ......''

''شٹ اپ یو، تم مجھ پر کبھی اعتبار نہیں کرو گی۔'' وہ غصے میں کہنے لگا، پری پراعتماد لہجے میں بولی۔

''میں گھر والوں کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگنے دوں گی پاپا اور دادی کا دل میں کبھی نہیں دکھا سکتی۔''

''میرا دل تو بنا ہی تمہارے توڑنے کے لیے ہے اس دل کو تم توڑے جاؤ کوئی پروا اور خیال کیے بنا تم ایسا کیوں کرتی ہو میرے ساتھ؟''

''جب تک ہمارے درمیان کوئی شرعی تعلق نہیں ہوگا، میں آپ کے ساتھ اس طرح باہر نہیں جاسکتی، یہ میرا فیصلہ ہے۔'' وہ اس کی خفگی بڑھتے دیکھ کر اٹل لہجے میں گویا ہوئی۔

''شرعی تعلق اٹس فنٹاسٹک آئیڈیا! میں بارات لے کر آؤں یہی چاہتی ہو نا تم؟'' وہ شوخی سے بولا مگر پری سیل آف کرچکی تھی۔

❁......❁......❁

''عادلہ کتنی کمزور ہوگئی ہو، کیا ہوگیا تھا تم کو؟'' عائزہ چیئر پر بیٹھی گم صم سی عادلہ سے پریشانی سے گویا ہوئی تھی۔

''ممی نے تم کو بتایا نہیں تھا جونڈس ہوگیا تھا مجھے۔'' عادلہ کے لبوں پر پھیکی مسکراہٹ تھی۔

''جونڈس! ممی کہہ رہی تھیں فلو ہوگیا تھا تم کو۔''

''اچھا ممی مجھ سے کہہ رہی تھیں جونڈس کا بتایا ہے سب کو۔'' وہ ذہن پر زور ڈالتے ہوئے خود کلامی میں مبتلا تھی عائزہ نے بڑی حیرت سے اس کے ہلکے زردی مائل چہرے کو دیکھا جہاں خزاں رسید چھائی ہوئی تھی۔

''یہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کررہی ہو عادلہ، کیا تم ٹھیک ہو؟'' وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر پریشان لہجے میں پوچھا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں، تم......تم کیوں پریشان ہورہی ہو۔'' وہ اس سے دور ہوکر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

''تم مجھے پریشان لگ رہی ہو بے حد ڈسٹرب! شیری سے کوئی بات ہوئی ہے؟ لڑائی ہوئی ہے شیری سے؟''

''لڑائی......شیری سے لڑائی ہوئی ہے ہاں......تم کو کس نے بتایا؟'' وہ ازحد سراسیمہ و بے حد حواس تھی۔

''میں تو یوں ہی پوچھ رہی تھی اتنے دن ہوگئے ہیں وہ نہ تم سے ملنے آئے ہیں اور نہ کال وغیرہ کررہے ہیں وہ تم کو۔''

''شیری ان دنوں بزنس میں مصروف ہیں اور میری کوئی لڑائی نہیں ہوئی ہے میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی۔'' خاصی دقت کے بعد وہ خود کو سنبھالنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

''جھوٹ مت بولو عادلہ! سچ بات کیا ہے وہ مجھے بتاؤ۔'' عائزہ کو اس کی بات پر بالکل یقین نہیں آیا تھا۔

''تم کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آرہا ہے سچ کہہ رہی میں، کیوں دماغ خراب کررہی ہو میرا؟''

''تمہاری آنکھیں تمہاری زبان کا ساتھ نہیں دے رہی ہیں عادلہ۔''

''ارے کیا تم عادلہ کے پیچھے پڑ گئی ہو ٹھیک تو ہے وہ۔'' صباحت اندر آتے ہوئے عائزہ سے گویا ہوئی تھیں۔

''حالت دیکھیں ممی! کیا ہو گیا ہے اس کو برسوں کی بیمار لگ رہی ہے یہ۔'' عائزہ اس کی طرف مسلسل دیکھ رہی تھی۔

''کچھ نہیں ہوا ٹھیک ہے پانی پلاؤ مجھے۔'' وہ عادلہ کے قریب بیٹھتے ہوئے ڈھیلے انداز میں گیا ہوئی تھیں عائزہ نے ایک نگاہ ماں کے چہرے کو دیکھا اور کمرے سے نکل گئی۔

''تم کو اتنا سمجھایا بھی تھا گھر جا کر کوئی تماشہ مت کرنا اور تم وہ ہی کر رہی ہو کب تم مجھ کو پریشان کرنا چھوڑو گی؟'' عادلہ نے ماں کو بے حد پریشان پایا تھا اس وقت۔

''ابھی تو آپ ٹھیک ٹھاک گئی تھیں یہاں سے اب خاصی اپ سیٹ لگ رہی ہیں۔ کیا بات ہوئی ہے پاپا نے کچھ کہا ہے آپ کو؟''

''تمہاری دادی کے پاس بیٹھے تمہارے پاپا پری کی طغرل سے شادی کی پلاننگ کر رہے ہیں میں نے جو چاہا سب اس کے متضاد ہو رہا ہے آخر اس گھر میں میری حیثیت کب مانی جائے گی؟ مثنیٰ یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی موجود ہے اور میں کہاں ہوں؟ فیاض آج بھی بڑے پیار سے مثنیٰ کا نام لیتے ہیں اور میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی ان کو گوارا نہیں ہے میں اتنی بُری ہوں؟'' پہلی بار صباحت کو محسوس ہوا وہ فیاض سے کتنی دور ہیں۔

''آپ بُری نہیں ہیں ممی!'' عادلہ ان کے قریب ہو کر بولی۔

''آپ بہت اچھی ہیں بے حد خوب صورت ہیں کوئی کمی نہیں ہے آپ میں پاپا محبت کرتے ہیں آپ سے آپ ہرٹ نہ ہوں۔''

''مجھے بچوں کی طرح بہلانے کی کوشش مت کرو میں جانتی ہوں وہ آج بھی مثنیٰ سے محبت کرتے ہیں ان کے دل پر ہمیشہ اس کی حکمرانی رہے گی بڑے مزے سے مثنیٰ کی باتیں کر رہے تھے اماں سے اور وہ بڑھیا جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہے۔''

''ممی پلیز! خاموش ہو جائیں اگر پاپا نے سن لیا تو قیامت آ جائے گی۔'' ان کے تیز تیز بولنے پر عادلہ گھبرا کر کہنے لگی۔

''نہیں آئیں گے وہ ابھی اپنی بیٹی کی شادی کی پلاننگ کر رہے ہیں زبردستی اس کو مذنہ بھابی کی بہو بنانے کی ترکیبیں سوچی جا رہی ہیں پہلے تو اس کی شکل دیکھنے کے روادار نہ تھے اور ایسی محبت ابل رہی ہے کہ......''

''ممی کول ڈاؤن غصہ مت کریں۔'' عادلہ نے مسکرا کر کہا تھا۔

❁......❁......❁

''شیری! آفس میں آئیں مجھے کوئی بات کرنی ہے آپ سے۔'' وہ جو بیٹھا لیپ ٹاپ پر چیٹنگ میں مصروف تھا باپ کی بارعب انداز پر کچھ مضطرب سا ہو گیا تھا اس نے انٹرکام پر آئے پیغام پر چند لمحے سوچا پھر عابدی صاحب کے روم میں آ گیا انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو بیٹھنے کو کہا تھا وہ ان کے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جی ڈیڈ!'' وہ آہستگی سے بولا۔

''یہ بات میں تم سے کچھ دنوں سے کرنا چاہ رہا ہوں مگر گھر میں نور جہاں میرا سایہ بنی رہتی ہیں اور اس کو کوئی ٹینشن دینا نہیں چاہتا۔'' ان کے لہجے میں سختی تھی۔

''آف کورس ڈیڈ! بولیں......کیا بات ہے؟ آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟''

''عادلہ سے شادی کرنے سے انکار کا مطلب کیا ہے؟''

شیری کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا وہ اتنے بولڈ لہجے میں کہیں گے۔

''عا......عادلہ سے شادی......؟''

''گھبراؤ نہیں میں کوئی مشکل زبان نہیں بول رہا جو تم کو سمجھنے میں مشکل ہو رہی ہے میں یہ پوچھ رہا ہوں عادلہ کے ساتھ اتنا ٹائم گزار کر تم کیوں اس شادی سے انکار کر رہے ہو؟''

''وہ فرینڈ شپ ہے میں شادی کے لیے اس کو آئیڈیلائز نہیں کرتا ڈیڈی! لائف پارٹنر بنانے کے لیے میرا آئیڈیل کوئی اور ہے۔''

''کون ہے وہ؟''

''وہ......وہ فیاض انکل کی بیٹی ہے پری!'' وہ ان کی مسلسل گھورتی نگاہوں سے انجانہ سا خوف محسوس کررہا تھا۔

''اوہ! ایک بہن سے دوستی' دوسری بہن سے شادی کی خواہش رکھتے ہو' اس سے بھی زیادہ تھرڈ کلاس سوچ کس کی ہوسکتی ہے؟''

''ڈیڈی! اس میں تھرڈ کلاس ایٹی ٹیوڈ کہاں ہے؟''

''شٹ اپ شیری! میں تم کو فیاض کی بیٹیوں کو کھلونا بنانے نہیں دوں گا' فیاض کی بیٹیاں میری بیٹیوں کی مانند ہیں اس کی' میری عزت ہے۔'' وہ شدید غصے سے گویا ہوئے تھے۔

''یہ ممکن نہیں ہے میں عادلہ سے شادی نہیں کروں گا' میری لائف پارٹنر صرف پری ہی بنے گی۔'' وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوا۔

''پری کا رشتہ فیاض نے اپنے بھتیجے طغرل سے طے کردیا ہے۔''

''آپ مذاق کررہے ہیں ڈیڈی! انکل ایسا نہیں کرسکتے۔'' یہ خبر اس کے دل پر بجلی بن کر گری' وہ ہکا بکا رہ گیا۔

''یہ مذاق کا ٹائم نہیں ہے پھر فیاض طغرل کو اپنا داماد کیوں نہیں بنائے وہ ایک اسٹیبلش بزنس مین ہے کچھ عرصے میں ہی وہ ایک بزنس ٹائیکون بن جائے گا اور یہ سب وہ اپنی محنت اور صلاحیتوں سے کررہا ہے' ایسے لڑکے کو کون داماد بنانا نہیں چاہے گا۔''

''آپ میرے سامنے کسی دوسرے کی تعریف کس طرح کرسکتے ہیں۔'' وہ سخت کبیدہ لہجے میں گویا ہوا۔

''تعریف اس کو ڈیزرو کرتی ہے تمہارا ہی ہم عمر ہے وہ اور دیکھو وہ کہاں ہے اور تم ابھی تک میری بیک پر کھڑے ہو۔''

''آپ نے مجھے ایک غیر شخص کی تعریفیں کرنے کے بلایا تھا؟'' طغرل کی تعریفوں نے اس کے اندر آگ بھڑکا دی تھی۔

''میں نہیں جانتا عادلہ سے تمہارے تعلق کی نوعیت کیا ہے مگر یقیناً وہ اچھی لڑکی ہے اگر تم اس سے شادی نہیں کرو گے تو میں تم کو عاق کردوں گا۔''

❁......❁......❁

''پری! آپ نے طغرل کو ڈنر پر جانے سے انکار کیوں کیا ہے؟ کال آئی ہے میرے سیل پر ان کی' آپ کو جانا چاہیے۔'' مثنیٰ اور عشرت جہاں ساتھ لاؤنج میں آئی تھیں۔

''ممی! دادی جان کو یہ سب پسند نہیں ہے پھر پاپا......''

''ڈونٹ وری میری جان! میں فیاض سے پرمشن لے چکی ہوں اور رہا سوال آپ کی دادی کا تو وہ ایسی بھی نیرو مائنڈ نہیں ہیں اور ہم سے زیادہ اپنے پوتے پر ان کا اعتماد ہوگا۔'' وہ دونوں اس کے اردگرد بیٹھ گئی تھیں۔

''مجھے بھی پسند نہیں اس طرح جانا۔'' وہ تذبذب کا شکار تھی۔

''ہم چاہتے ہیں آپ اور طغرل پہلے اچھی طرح ایک دوسرے کو جان لیں' ایک دوسرے کی عادت و مزاج کو سمجھ لو پھر ہم بات آگے بڑھائیں گے۔'' مثنیٰ کے ساتھ عشرت جہاں بھی اس کو سمجھانے لگی تھیں۔

سیاہ نگینوں والے سیاہ سوٹ میں وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے براؤن بالوں میں برش کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی' دل میں اس کے عجیب احساسات تھے آج وہ اس شخص کے ساتھ جارہی تھی جس سے لڑائیوں کے سلسلے بچپن سے ہی چلتے آئے تھے جو کل تک اس کو کوئی اہمیت دینے کو تیار نہ تھا اور آج......اس کے بغیر رہنے کو اپنی موت قرار دے چکا تھا اس کے مقابلے میں وہ کھرا اور سچا ثابت ہوا تھا جب جھگڑتا تھا تو کسی کی پروا نہ کرتا تھا اور اپنی محبت کا اعتراف بھی وہ سب کے سامنے ہی کررہا تھا جب کہ وہ ابھی تک اس کی محبت کا یقین خود کو یقین سے نہ دلا پائی تھی۔

''ارے یہ کس طرح ریڈی ہوئی ہیں؟'' مثنیٰ وہاں آکر مسکرا کر بولیں۔

''میں اسی طرح تیار ہوتی ہوں ممی!'' وہ شوز پہنتے ہوئے بولی۔

''اسٹوپڈ ہو بالکل' اس طرح کوئی باہر جاتا ہے کیا۔'' انہوں نے ریڈ کلر لپ اسٹک کا ایک کوٹ اس کے ہونٹوں پر پھیرا' میچنگ جیولری پہنائی اور بالوں کو شانوں پر کھلا چھوڑ دیا تھا اس نے کوئی مزاحمت نہ کی شاید بننے سنورنے کی کوئی آرزو دل کے کسی گوشے میں دبی ہوئی تھی۔ ان سے دعائیں لے کر وہ باہر نکلی

تھی۔

''واؤ' یہ تم ہی ہو؟ تمہاری کوئی ڈبلی کیٹ تو نہیں ہے؟'' پہلے اس نے اسے دیکھ کر سیٹی کے انداز میں ہونٹ سکیڑے پھر بولا۔ ''آنٹی نے تو تم کو نکھار دیا ہے میں نہیں جانتا تھا وہ اتنی بہترین بیوٹیشن ہوں گی۔ تم کو انہوں نے کتنا خوب صورت کر دیا ہے۔'' وہ بہت محبت بھرے انداز میں اس کو دیکھ رہا تھا۔

''شرم نہیں آئی آپ کو مما کے لیے اس طرح کہتے ہوئے؟'' وہ خاصی نروس ہو رہی تھی' طغرل بے حد پسندیدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ خود بھی سیاہ کوٹ سوٹ میں وجیہہ لگ رہا تھا' اس کے چہرے پر بے حد مسرت تھی۔

''شرم کی کیا بات ہے میں نے کسی غیر لڑکی کے بارے میں تو نہیں کہا؟ آفٹر آل اپنی لائف پارٹنر کے بارے میں ہی کہا تھا۔''

''کار دیکھ کر ڈرائیو کریں۔'' کار لہرائی تھی وہ ڈر کر بولی۔

''اب ایک ساتھ دو چیزیں نہیں دیکھ سکتا' تم کو دیکھنے سے فرصت ملے تو کار کو دیکھوں' خیر مجھے معلوم نہ تھا تم اتنی کیوٹ ہو' میرے خیالوں سے بھی بڑھ کر۔'' اس کی بھاری آواز میں اظہار تھا۔

''اگر آپ اس طرح کی باتیں کریں گے تو میں......'' مارے حیا کے پھر اس سے بولا ہی نہیں گیا وہ چپ ہو گئی۔

''ہوں ہوں' کہو......رک کیوں گئیں؟'' اس نے شوخی سے کہتے ہوئے اسٹیرنگ سے ہاتھ ہٹا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا جو بے حد ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

''میرا ہاتھ چھوڑیں۔'' اس کا دل بُری طرح دھڑک اٹھا تھا۔

''تم اتنی نروس کیوں ہو رہی ہو؟ ہاتھ برف ہو رہا ہے۔'' وہ فکر مندی سے گویا ہوا۔

''ہاتھ چھوڑیں میرا' میں نے پہلے کہا تھا میں ایسی کوئی بات برداشت نہیں کروں گی۔'' اس کے چہرے پر خوف و وحشت پھیل گئی تھی۔

''ارے تم اتنا کیوں ڈر رہی ہو؟''

طغرل نے اپنائیت سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر شانوں پر رکھا تھا۔ اس کے ملبوس سے نکلتی پرفیوم کی تیز مہک اور گرم سانسوں کا اپنے چہرے کو چھونا بدحواس کر گیا' اس نے خوف سے اِدھر اُدھر دیکھا' اردگرد سناٹا تھا۔ سردی کے سبب سر شام ہی ویرانی پھیل جاتی تھی' یہاں رہائشی آبادی بھی نہیں تھی۔

''کیا تم ٹھیک ہو پارس! کیا ہو گیا ہے تم کو؟'' اس نے دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ہاتھ لگایا تھا اور پری کے اندر وحشت سے بھرتی چلی گئی' اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو چہرے اور شانے سے ہٹائے اور گیٹ کھول کر نیم اندھیرے راستے پر دوڑنے لگی۔

......☆☆☆......

......☆☆☆......

اردگرد سناٹا تھا' اسٹریٹ لائٹس بھی اکا دُکا روشن تھیں۔ نئی تعمیر ہونے والی عمارتوں میں کہیں کہیں روشنیاں چمک رہی تھیں جو اس اندھیرے کو ختم کرنے کے لیے ناکافی تھیں۔

وہ بے اوسان بغیر دیکھے بھاگ رہی تھی' اونچے نیچے راستوں پر کئی ٹھوکریں لگی تھیں۔ نوکیلے پتھروں سے زخم آئے تھے مگر اسے کسی کی پروانہ تھی' وہ بس وہاں سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔ طغرل آوازیں دیتا اس کے پیچھے تیز تیز قدموں سے آ رہا تھا۔

''پری......پری رک جاؤ......میری بات سنو......آگے راستہ بہت خراب ہے......گر جاؤ گی تم......'' پری پر اس کی بات کا منفی اثر ہوا تھا' وہ رکنے کے بجائے مزید تیز دوڑنے لگی تھی اور اس کو ڈھلوان کی طرف جاتے دیکھ کر طغرل بدحواس ہو کر دوڑا تھا اور پری کو پکڑنا چاہتا ہی تھا کہ وہ پاؤں سلپ ہونے کی وجہ سے قلابازیاں کھاتی ہوئی گرتی چلی گئی تھی۔

❁......❁......❁

اس کے چہرے پر آگ کی سرخی تھی۔ آنکھوں میں گویا شعلے دہک رہے تھے' عابدی صاحب کے سمجھانے اور عاق کر دینے کی دھمکی شیری کو اپ سیٹ کر گئی تھی۔ اس نے فوراً آفس سے آ کر اپنے سامان کی پیکنگ کی تھی اور مسز عابدی کے کمرے میں آ گیا جہاں رجب چائے کے برتن سمیٹ کر جا رہا تھا۔

''رجب! میرا سامان روم سے لاکر کار کی ڈگی میں رکھو۔'' وہ بارعب انداز میں ملازم سے مخاطب ہوا تھا۔

''جی بہتر چھوٹے صاحب!'' وہ کہہ کر چلا گیا۔

''خیریت تو ہے بیٹا' کہاں جارہے ہیں آپ؟'' مسز عابدی حیرانی سے گویا ہوئی تھیں۔

''گھر چھوڑ کر جارہا ہوں میں۔'' وہ اکھڑ لہجے میں بولا۔

''گھر چھوڑ کر جارہے ہیں' کیوں؟ کیا ہوا ہے شیری؟'' وہ حیرانی کا شکار ہوئی تھیں۔ اس کے بگڑے تیور' اکھڑ لہجہ بھرپور بیگانگی بھرا انداز' وہ ایک دم اجنبی بن گیا تھا۔

''یہ آپ ڈیڈی سے پوچھیے کتنی بے عزتی کی ہے انہوں نے میری۔ وہ باپ میرے ہیں اور فکر ان کو دوسروں کی ہے۔''

''پہلے آپ بتائیں ایسی کیا بات ہوئی ہے جس نے آپ کو گھر چھوڑنے پر مجبور کردیا ہے؟ کیا کہہ دیا ہے عابدی نے آپ کو؟'' انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اس کو قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی مجھے فورس کررہے ہیں کہ میں عادلہ سے شادی کروں ورنہ وہ مجھے جائیداد سے بے دخل کرنے کے ساتھ ساتھ تعلق بھی ہمیشہ کے لیے ختم کردیں گے۔'' وہ خفگی بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

''اچھا اس بات پر آپ نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے؟''

''یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں ہے ممی؟ ڈیڈ نے پری کے کزن کو مجھ پر فوقیت دی ہے' وہ کہتے ہیں کہ طغرل ایک آئیڈیل پرسن ہے میرے سے زیادہ ایبل اینڈ جینئس ہے وہ۔''

''تکلیف ہورہی ہے نا آپ کو' اپنے ڈیڈی کے منہ سے کسی اور کے لیے تعریف و توصیف سن کر؟''

''آف کورس ممی! جیلسی فیل نہیں ہوگی مجھے؟''

''اور ہمیں گلٹی فیل ہوتی ہے شیری! آپ کا ہی ہم عمر ہے طغرل بھی اس نے بھی فارن کنٹری میں زندگی گزاری ہے اور آج دیکھیں اس کو اس نے نہ صرف اپنا فیوچر پلان ہے کیا ہے بلکہ فیاض بھائی کا بھی سہارا بنا ہے وہ اور آپ کیا کررہے ہیں؟ کیا ہے آپ کی فیوچر پلاننگ؟ اس عمر میں آپ کو اپنا نام بزنس کی دنیا میں روشن کرنا تھا۔''

''ممی آپ بھی ڈیڈی کا ساتھ دے رہی ہیں؟'' وہ کچھ حیرانی و دکھ بھرے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''ساتھ نہیں دے رہی' سچ کہہ رہی ہوں عابدی عموماً اس بچے کا ذکر کرتے رہتے ہیں مجھ سے' وہ بے حد انسپائر ہیں اس کی محنت سے فراز بھائی بھی کامیاب نامور تاجروں میں شمار ہوتے ہیں لیکن اس نے اپنے ڈیڈ کے نام کا سہارا نہیں لیا۔ اپنا نام خود بنانے کی محنت کررہا ہے اور آپ کے پاس عابدی کے نام کے علاوہ کیا ہے؟ خدانخواستہ کل کسی بھی حادثے سے بزنس ٹھپ ہوجاتا ہے تو آپ کے پاس کیا ہوگا شیری؟''

❁.......❁.......❁

نہ دھڑکنیں تھمی نہ دل بند ہوا سانسوں کا رابطہ اسی طرح چلتا رہا تھا' وہ یک ٹک اعوان کے چہرے کو تکتی رہی۔

اس کی آنکھوں میں دھندلاہٹ ابھرنے لگی اور اس دھندلاہٹ میں اس کا چہرہ گم ہوتا گیا' وہ دھندلاہٹ آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے بہہ نکلی۔ لاحاصل خواہشوں نے ایک ایک کرکے اس کی ہر خوشی چھین لی تھی۔ زندگی سزا بن کررہ گئی تھی اور کچھ نہیں۔

''میں نے تمہیں اسی لیے نہیں بتایا تھا کہ تم برداشت نہیں کرپاؤ گی' تمہارے امی ابو اس رات کے بعد صبح بیدار نہ ہوسکے تھے۔ بہت غیرت مند اور بے حد عزت دار تھے' کس طرح اٹھ کر لوگوں کا سامنا کرتے ہو کس منہ سے بتاتے' ان کی بیٹی رسوائی کی کالک ان کے چہروں پر مل کر جاچکی ہے۔ تمہارے چچا چچی بھی زیادہ عرصے زندہ نہیں رہے تھے۔''

''جس رسوائی نے امی ابو کو ہوش میں آنے سے قبل ہی دنیا چھوڑنے پر مجبور کردیا وہ رسوائی چچا چچی کو بھلا کب تک زندہ رہنے دیتی۔''

''ماہ رخ کچھ تو بولو کھل کر رو' اس طرح خاموش آنسو بہانے سے تمہارا دل.....'' اس کی سوچوں سے بے خبر اعوان اس کے قریب آکر بولا۔ وہ

بھرّائے لہجے میں گویا ہوئی۔

''کچھ نہیں ہوگا میرے دل کو بہت ڈھیٹ ہے یہ جب ان کو چھوڑ کر جاتے ہوئے یہ دھڑکنا بند نہیں ہوا تو اب بھی بند نہیں ہوگا اعوان! مجھے تنہا چھوڑ دو۔ میں تنہائی میں رونا چاہتی ہوں' میرے آنسو میرے گناہ کا کفارہ نہیں بن سکتے لیکن شاید میرے تڑپتے درددل کا مداوا بن جائیں۔''

''میں جا رہا ہوں' مگر اب یہ آنسو بے مصرف ہی ہوں گے ماہ رخ! اب ان لوگوں کی تمہارے آنسوؤں کی نہیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔'' اعوان نے اس کو رسانیت سے سمجھا جانا چاہا تھا۔

''دعائیں...... مجھ جیسی عورت کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں مستجاب ہوں گی جو گناہوں کی خاک میں لپٹی ہوئی ہے؟'' اس کی آواز غم سے بوجھل تھی۔

''تم سچے دل سے توبہ کرو گی تو معافی مل جائے گی' توبہ کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں ماہ رخ!''

❁......❁......❁

سناٹے میں اس کی آواز دور دور تک گونجتی چلی گئی تھی' وہ چیختی ہوئی ڈھلوان کی طرف لڑھکتی جا رہی تھی۔ وہ ڈھلوان پھسلواں تھی جو ایک گہری کھائی میں جا کر ختم ہوتی تھی اور اس کھائی میں بارش کا پانی جمع تھا جس نے چھوٹے سے تالاب کی صورت اختیار کر لی تھی۔ طغرل نے اسے لڑھکتے دیکھ کر کوٹ اتار کر پھینکا اور جست لگا دی تھی اور بڑی جدوجہد کے بعد گرتی ہوئی پری کو سنبھالنے میں کامیاب ہوا تھا۔

''کیا حرکت تھی یہ؟'' وہ دونوں بے جان سے ناہموار پتھریلی زمین پر پڑے تھے اس نے چھلانگ لگائی تھی اور دور تک اس کے ساتھ اسے پکڑنے کی سعی میں گھسیٹتا چلا گیا تھا اس دوران اسے بھی خاصے گہرے زخم اور چوٹیں آئی تھیں۔ جو بھی آناً فاناً ہوا تھا وہ خطرناک اور تکلیف دہ تھا۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں کیا چاہتی ہو تم آخر؟ کیوں اتنے تماشے کرتی ہو؟'' اس کی سانس بری طرح سے پھولی ہوئی تھی اس سے بھی زیادہ وہ غصے واضطراب کا شکار تھا۔

''تم کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے' مجھے کوئی لفنگا' بدمعاش سمجھتی ہو' تو کیوں آتی ہو میرے ساتھ؟ کیوں مجھے اذیت میں مبتلا کرتی ہو؟'' پری اس کے قریب ہی بے دم سی پڑی تھی۔

طغرل کی یاسیت بھری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی اس کی بھاری دلکش آواز اس وقت آہ وسوز سے لرز رہی تھی۔ محسوس ہو رہا تھا وہ اب رو پڑے گا' شدت دکھ سے اس کی آواز نم ہو رہی تھی۔

''کتنا خوش تھا میں یہ یقین ہو گیا تھا مجھے کہ تم مجھ سے محبت کرنے لگی ہو' میری چاہت' میری محبت تمہارے پتھر دل کو موم بنا گئی ہے لیکن...... لیکن وہ سب سہانے سپنے تھے' سراب اور دھوکہ......'' پری کو محسوس ہوا وہ اپنے بال نوچ رہا ہے' خود کو مار رہا ہے وہ خود کو اپنے جذبوں کو گالیاں دے رہا تھا۔ کوشش کے باوجود بھی وہ کچھ کہہ نہ سکی تھی۔

کچھ پتھریلے نوک دار پتھر ابھی بھی اس کی پشت کے نیچے تھے اس کی نس نس درد سے بھر گئی تھی' زبان سوکھی لکڑی کی مانند خشک تھی جسم کا کوئی بھی حصہ حرکت کرنے کے قابل نہ تھا۔

''ائم اسٹوپڈ' رئیلی اسٹوپڈ!'' وہ ابھی تک خود سے انتقام لینے میں لگا تھا' پری کو دیکھ نہیں رہا تھا۔

''آہ......'' پری نے اٹھنے کی سعی کی تو بے اختیار اس کے منہ سے درد بھری کراہ نکلی تھی۔ وہ اٹھنے میں ناکام رہی تھی۔

''طغ......رل......'' درد بھرے لہجے میں بے ربط آواز ابھری تھی۔ اس آواز میں کچھ ایسا ہی احساس تھا کہ طغرل نے مڑ کر دیکھا تھا' آسمان پر چاند پورا تھا۔

چاندنی اس ویرانے میں پھیلی ہوئی تھی اور اس مدھم روشنی میں اس نے مڑ کر دیکھا تھا۔ وہ کچھ فاصلے پر پڑی تھی ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے حد بے بسی وبے کسی بھرا انداز تھا۔

''طغرل......'' درد میں ڈوبی آواز پھر ابھری تھی۔

''پارس......'' اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا پھر ٹانگ میں اٹھنے والے شدید تر درد نے لمحے بھر کو اسے سانس لینا بھلا دیا تھا۔ نا معلوم فریکچر تھا یا زخم میں تھا۔ چند لمحے اسے اس شدید ترین تکلیف کو برداشت کرنے میں لگے تھے پھر وہ تکلیف برداشت کرکے کھڑا ہوا تھا اور پری تک پہنچا تو وہ درد سے کراہ رہی تھی۔ اس کو تکلیف میں دیکھ کر وہ اپنی تکلیف بھول کر اس پر جھک گیا تھا' بہت آہستگی سے پری کو سیدھا کیا تھا۔

''مائی گاڈ! تمہارے تو سر سے خون نکل رہا ہے۔'' پری کے چہرے پر خون پھیلا ہوا تھا وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی اس کے منہ سے نکلنے والی کراہیں اس کو ہوش میں ظاہر کررہی تھیں۔

طغرل نے سراسیمہ ہوکر ادھر اُدھر دیکھا مگر وہاں دور دور تک اس کو کوئی مددگار دکھائی نہیں دیا تھا پھر اس نے ایک نگاہ دور کھڑی گاڑی کو دیکھا پھر دوسری نگاہ بے سدھ پڑی پری کو دیکھا اور اس نے پھرتی سے اس کو زمین سے اٹھایا تھا' اس کی گاڑی تیزی سے اسپتال کی جانب رواں دواں تھی۔

❁......❀......❁

مسلسل ہوتی کال بیل پر زینی نے چولہا دھیما کرکے ایپرن کھول کر ہینگ کیا اور تیز تیز قدموں سے چلتی لان عبور کرکے گیٹ تک پہنچی تھیں اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ حقیقتاً آنکھیں جھپکنا بھول گئی تھیں۔

''السلام علیکم! پھپھو جان! میں فاخر ہوں آپ کا بھتیجا۔'' زینی کو گم صم کھڑا دیکھ کر وہ مسکرا کر بولتے ہوئے گیٹ مزید کھول کر اندر آیا تھا' ٹریول بیگ اندر رکھ کر گیٹ بند کردیا تھا۔

''اوہ فاخر! میرے بچے۔'' زینی نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ ان سے لپٹ گیا تھا۔

''تھینکس گاڈ! پھپھو آپ نے پہچان لیا مجھے' ورنہ جس طرح سے آپ مجھے دیکھ رہی تھیں میں ڈر رہا تھا دھکے دے کر نہ واپس کردیں۔'' وہ ان کے ساتھ چلتے ہوئے شوخ لہجے میں گویا ہوا۔

''خیر ایسا تو کبھی نہیں ہوسکتا فاخر! آپ کو دیکھ کر مجھے اپنی آنکھوں پر اس لیے اعتبار نہیں آیا تھا کہ آپ نے واپسی کی راہ نہ چھوڑی تھی۔''

''ائم سوری پھپھو جان! اچھا یہ بتائیں آپ اتنے خوب صورت اور بڑے گھر میں تنہا رہتی ہیں' کوئی ملازم نہیں ہے نہ گیٹ پر چوکیدار ہے میں سمجھ رہا تھا اندر کوئی نہیں ہے اسی لیے بیل پر انگلی رکھ کر کھڑا ہوگیا تھا۔ اگر آپ پانچ منٹ اور نہ آتیں تو میں جانے والا تھا۔'' وہ کمرے میں آکر بیٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

''میں تنہا یہاں ہوتی ہوں پھر بھلا ڈھیروں ملازم رکھ کر کیا کروں گی؟'' وہ اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔

''دو ملازمائیں آتی ہیں دن میں وہ کام کرکے چلی جاتی ہیں البتہ واچ مین فل ڈے نائٹ ہوتا ہے ابھی وہ کام سے مارکیٹ گیا ہے۔''

''سراج انکل یہاں نہیں ہیں' ٹور پر گئے ہیں کیا؟''

''ہوں' آنے والے ہیں دو تین دنوں میں' یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے' طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟'' وہ اس کے بے ترتیب بالوں اور بڑھی ہوئی شیو اور سرخ آنکھوں کو دیکھ کر گویا ہوئی تھی لمحے بھر کو وہ کچھ بول نہ سکا۔

''فاخر سب ٹھیک ہے نا؟ اس قدر ڈسٹرب کیوں لگ رہے ہو تم؟'' وہ صرف ہونٹ بھینچ کر رہ گیا تھا' نگاہیں جھک گئی تھیں۔

''اوہ میں بھی کتنی بے وقوف ہوں' پانی کا بھی نہیں پوچھا تم سے' میں ابھی پانی لے کر آتی ہوں۔'' اس کو ازحد سنجیدہ اور بکھرا بکھرا دیکھ کر وہ کانپ اٹھی تھیں سو بہانے سے وہ وہاں سے اٹھی تھیں اور پانی کا گلاس لے آئی تھیں۔

''لو پانی پیو ارے یہ کیا تم نے جوتے بھی نہیں اتارے ہیں؟ جوتے اتار کر آرام سے بیٹھو میں کافی بنا کر لاتی ہوں' ڈنر میں بتادو کیا کھاؤ گے؟ چکن کڑاہی بنائی ہے میں نے تمہارے لیے پاستا بناؤ' یا را سپیگھیٹی کھاؤ گے؟'' وہ خوشی بوکھلاہٹ و پریشان کن تجسس کا بیک وقت شکار تھیں۔

''آپ اتنا پریشان نہ ہوں پھپھو جان' میں کئی راتوں سے سویا نہیں ہوں' ابھی میں سونا چاہتا ہوں' اٹھ کر آپ کو سب سچ سچ بتاؤں گا۔''

❁......❀......❁

طغرل نے اسپتال پہنچنے کے بعد معید کو کال کی تھی اور حسب توقع وہ جلد ہی ہسپتال پہنچ گیا تھا' طغرل اسے گیٹ کے پاس مل گیا تھا۔

''اوہ شکر ہے اللہ کا' تمہیں بظاہر تو ایسی کوئی ڈینجرس چوٹ نہیں آئی ہے' پری کی حالت کیسی ہے؟'' وہ طغرل سے لپٹتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

''اس کے سر میں گہرا زخم لگا ہے ٹانکے آئے ہیں' ویسے وہ نارمل ہے' جسم میں معمولی نوعیت کے زخم آئے ہیں۔''

''ہوش میں ہے وہ ابھی؟'' معید خاصا متفکر تھا۔

''ڈاکٹر نے نیند کا انجکشن دیا ہے اب سوگئی ہے' وہ کافی بے چین و درد محسوس کر رہی تھی۔'' طغرل کی چال میں خاصی لڑکھڑاہٹ تھی جیسے زبردستی ٹانگ کو گھسیٹ کر چلنا پڑ رہا ہو' معید نے تشویش دیکھا تھا اور گویا ہوا۔

''چوٹ تمہیں بھی خاصی لگی ہے' ٹانگ کا ایکسرے کروایا کہیں فریکچر نہ ہوگیا ہو؟'' وہ اس کو سہارا دیتا ہوا گویا ہوا۔

''ہاں' فریکچر نہیں ہے' زخم کے ساتھ سوجن ہوگئی ہے۔'' وہ لان میں رکھی بنچوں میں سے ایک پر بیٹھ گئے تھے۔

''پری کو کب تک ہوش آجائے گا کیا ایڈمٹ کرلیا ہے اسے؟''

''نہیں ابھی نرسز اس کے جسم پر لگے زخموں کی ڈریسنگ کر رہی ہیں' ایک گھنٹے بعد ہوش میں آجائے گی وہ اس کی کنڈیشن دیکھ کر ڈاکٹر ڈیسائیڈ کریں گی۔'' اس کا لہجہ تکلیف سے بھرا ہوا تھا۔

''مجھے تم بھی بے حد تکلیف میں لگ رہے ہو' یہاں بیٹھنا بہتر نہیں ہے ایک بار پھر بہترین طریقے سے تمہارا چیک اپ کرواتا ہوں چلو پلیز مجھے تم بہت تکلیف میں محسوس ہو رہے ہو۔''

''میں ٹھیک ہوں یار! ڈاکٹر نے پین کلر دیئے ہیں مجھے کچھ دیر بعد آرام آجائے گا' تم فکر مت کرو' ٹھیک ہوں میں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔

''تم مجھ سے کہہ رہے تھے معمولی سا حادثہ ہوا ہے' مگر کار تو تمہاری بالکل ٹھیک ہے اور تم دونوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔''
معید اس کی طرف دیکھتے ہوئے الجھن بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

''معمولی سا ہی حادثہ تھا گاڑی کو نقصان نہیں پہنچا ہے۔''

''کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہوئی ہے طغرل! جس کو تم معمولی حادثہ کہہ رہے ہو' یہ معمولی حادثہ نہیں ہے بظاہر دکھائی نہ دینے والی چوٹیں عموماً دکھائی دینے والی چوٹوں سے زیادہ خطرناک و تکلیف دہ ہوتی ہیں' تم لاکھ چھپاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں تم بے حد تکلیف میں ہو۔''

''تم مجھے بھول جاؤ' پہلے اس پرابلم کو سولو کرو' کہ ہماری اسپتال میں موجودگی کا کسی کو علم اس وقت تک نہ ہو تب تک ہم گھر نہ پہنچ جائیں' دادی جان بے حد پریشان ہوجائیں گی' سن کر۔''

''تم کسی کو انفارم کر کے نکلے تھے گھر سے پری کو گھر لانے کے لیے جا رہے ہو؟ خیر تم ایسا کم ہی کرتے ہو۔'' اپنے آخری جملوں پر وہ مسکرایا تو طغرل نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔

''آف کورس' تمہارا آئیڈیا درست ہے' ہمارا ڈنر کا پروگرام تھا پھر لانگ ڈرائیو تھی' میں نے سوچا واپسی میں نامعلوم کتنا ٹائم ہوجائے اور ہمارے ویلکم کے لیے دادی جان جوتے تیار رکھیں' اس ڈر سے میں نے ان کو انفارم نہیں کیا تھا اور میرا وہ فیصلہ کسی طرح بھی غلط ثابت نہیں ہوا۔''

''ہوں ٹھیک کہہ رہے ہو' ورنہ ابھی تک سب اسپتال سب پہنچ چکے ہوتے' اب تم مجھے بتاؤ اصل قصہ کیا ہے؟ تمہاری حالت تمہارے یہ کپڑے جو جگہ جگہ سے اس انداز میں پھٹ رہے ہیں گویا تم نے کسی ایسی جگہ پر قلابازیاں کھائی ہوں' جہاں نوکیلی چیزیں پڑی ہوں۔'' معید کے صحیح تجزیے پر اس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''ہوں درست کہہ رہا ہوں نا میں' کہاں گرے ہو تم اور کس طرح گر گئے؟ تم جیسا بندہ جو بہت سنبھل کر مضبوطی سے پاؤں جما کر چلتا ہو وہ بھلا کس طرح گر سکتا ہے؟'' اس کے لہجے میں خاصا اضطراب و بے چینی ابھر آئی تھی۔

''میں کافی اور ساتھ کچھ کھانے کے لیے لاتا ہوں' تم ریلیکس ہو کر بیٹھو پھر مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے؟'' وہ اٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

دکھ پر آنسو چھلک پڑتے ہیں مگر مداوا نہیں بن سکتے۔ آنسو اس نے بھی بے تحاشا بہائے تھے اور دل بوجھل ہوتا چلا گیا تھا۔ احمر غفران کے محل کی قید سے چھٹکارا ملنے کے بعد راستے بھر وہ یہی سوچتی آئی تھی کس طرح امی ابو کا سامنا کرے گی؟ کیسے چچی چچا کے سامنے جائے گی اور گلفام سے کس طرح نگاہ ملا پائے گی؟ مگر اپنوں نے ہمیشہ ہی اسے مشکلات سے بچایا تھا کبھی اس کو اپنے سامنے شرمندہ ہونے کا موقع نہیں دیا تھا اب بھی انہوں نے اپنی محبت کی لاج رکھی تھی اس کے نگاہیں چرانے سے پہلے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھیں بند کر چکے تھے' جانے کے بعد بھی وہ اس کو سرخروئی عطا کر گئے تھے۔

''یہ وہ راستہ تو نہیں ہے اعوان! جو میرے گھر کو جاتا ہے یہ کوئی اور راستہ ہے وہاں کی گلیاں بہت تنگ ہیں' کچا راستہ بہت زیادہ ہے اور میرے گھر سے پہلے بھینسوں کا باڑہ آتا ہے سرِ شام وہاں دودھ خریدنے والوں کی لائنیں لگ جاتی ہیں۔''

اس کے اصرار پر اعوان اسے اس کا گھر دکھانے لے جا رہا تھا اور وہ خوشی و غم کی موجوں میں ڈوبتی ابھرتی ماضی کے جھروکوں میں جھانک رہی تھی جہاں سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ گئی تھی۔

اعوان نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا وہ روتے ہوئے ہنس رہی تھی' آف وہائٹ کڑھائی والے سوٹ میں اس کے چہرے کی پرسوز خوب صورتی نمایاں تھی۔

وہ نوخیزی کی عمر سے نکل چکی تھی مگر دس سال بعد بھی اس کی خوب صورتی کم نہ ہوئی تھی اس کا میچور حسن اعوان کو اتنا ہی اپیل کر رہا تھا جتنا دس سال پہلے کالج گرل کے روپ میں کرتا تھا۔

''وہ سب خواب بن گیا ہے ماہ رخ! یہ وہ ہی جگہ ہے جہاں کبھی باڑہ ہوا کرتا تھا وہ گلیاں اور محلّہ...... محلے میں موجود تمہارا گھر وہ دیکھو سامنے جگمگاتا ہوا جو پلازہ دکھائی دے رہا ہے اور دیکھو فرنٹ پر نام بھی موجود ہے کاشانہ رحمت یہ تمہارا گھر ہے۔''

''ہا...... میرا گھر......؟'' اس نے از حد حیرت سے اس جگمگاتے کاشانۂ رحمت کو دیکھا تھا پھر آس پاس کے علاقے کو یہ ایک فوڈ اسٹریٹ تھی' شاندار دکانیں اور اسٹالز لگے ہوئے تھے' سامنے کشادہ سڑکیں تھیں' سائیڈ میں پارکنگ تھی جو رنگ برنگی گاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہنستے مسکراتے' کھاتے پیتے خوش باش لوگوں کا جمِ غفیر تھا وہاں۔

''یہ میرا محلّہ' میرا گھر...... کیسے ہوسکتا ہے اعوان! وہاں تو بہت بدحالی تھی' غربت تھی' یہ تو کوئی اعلیٰ ترین پوش علاقہ ہے۔'' وہ ماضی و حال کے درمیان ڈوب اور ابھر رہی تھی۔

''یہ سارا علاقہ ایک بڑے بلڈر نے خرید لیا تھا اور اس کی کاوشوں نے اس علاقے کو بدل کر رکھ دیا ہے۔''

''گلفام کہاں ہے؟'' وہ ایک دم چونک کر گویا ہوئی تھی۔

❀......❀......❀

زینی نے کی ہول سے جھانک کر دیکھا تھا وہ ابھی بھی بے خبر سو رہا تھا' ساری رات گزر چکی تھی اور اب صبح بھی دوپہر میں ڈھلنے والی تھی لیکن اس کی نیند نہیں ٹوٹی تھی' ان کے اندر ابھرنے والی بے چینی وحشت میں بدلنے لگی تھی' ایسا کیا ہوا تھا اس کے ساتھ جو اس جیسا رکھ رکھاؤ والا بندہ اپنی سدھ بدھ ہی بھول بیٹھا تھا؟

''کیا کروں؟ آپی کو اطلاع کروں یا عائزہ کو بتاؤں فاخر کے آنے کی؟ نہیں ابھی مجھے اس کے اٹھنے کا انتظار کرنا چاہیے' خدا جانے اس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا ہے؟ وہ چہرے سے ہی بے حد پریشان اور بددل دکھائی دے رہا ہے۔ بہت ٹوٹا بکھرا ہوا پھر نہ جانے اس نے عائزہ کے خلاف کوئی فیصلہ کیا ہو' کئی ماہ گزر گئے اس نے پلٹ کر خبر ہی نہیں لی تھی عائزہ کی۔''

''گڈ مارننگ پھوپو جان! یہ اتنی گہرائی میں ڈوب کر کیا سوچا جا رہا ہے؟'' وہ فاخر کی آواز سن کر چونک کر پلٹی تھیں۔ وہ برابر میں بیٹھ چکا تھا۔

''اوہ ماشاءاللہ بہت اچھی نیند آئی تمہیں۔''

''جی ہاں اسی لیے میں گھر جانے کے بجائے آپ کے پاس چلا آیا تھا کہ ممی کے بعد مجھے آپ کے پاس ہی سکون میسر آسکتا ہے۔'' اس کے لہجے میں اداسی رچی ہوئی تھی۔

''آپ فریش ہوگئے ہیں چلیں پہلے ناشتا کرلیں' ہم پھر سکون سے بیٹھ کر باتیں کریں گے' فاخر میں رات سے آپ کے لیے اپ سیٹ ہوں۔'' وہ اٹھتے ہوئے اپنے دل کی حالت بیان کر بیٹھی تھیں۔

''میں نے آ کر آپ کو بھی پریشان کر دیا ہے پھپھو جان!'' اس کے لہجے میں شرمندگی و تاسف تھا۔

''ارے کیسی باتیں کرتے ہو میرے بچے! میں تمہارے آنے سے پریشان نہیں ہو بلکہ تمہیں پریشان دیکھ کر بے چین ہوگئی ہوں' ناشتے میں کیا لوگے؟ تمہاری وجہ سے میں نے صرف بیڈ ٹی پی ہے۔''

''ام سو گلٹی' چلیں میں بھی آپ کی ہیلپ کراتا ہوں بریک فاسٹ ریڈی کرانے میں ساتھ ساتھ وہ باتیں بھی آپ کو بتاتا جاؤں گا' جو میں صرف ابھی آپ سے ہی کرنے آیا ہوں۔''

❁.......❀.......❁

ہوش میں آنے کے بعد وہ خود کو بہتر فیل کر رہی تھی' ڈاکٹر نے مطمئن ہو کر گھر جانے کی اجازت دے دی تھی اس دوران معید اس کے آس پاس رہا تھا۔ طغرل کا دور دور تک پتا نہ تھا' معید اس کا ہاتھ تھام کر کار تک لایا تو وہ فرنٹ سیٹ پر براجمان دکھائی دیا تھا' سیٹ سے ٹیک لگائے بڑے بیگانہ انداز میں بیٹھا تھا۔ معید نے احتیاط سے اس کو سیٹ پر بیٹھنے میں مدد دی تھی جبکہ اس نے مڑ کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔

''پری! میں نے عائزہ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے وہ تمہارا خیال رکھے گی' تم پریشان مت ہونا۔ نانی جان کو میں سمجھا دوں گا۔'' ڈرائیونگ کرتے ہوئے معید اس سے مخاطب تھا۔

وہ ابھی بھی دواؤں کے زیر اثر غنودگی میں تھی جواباً صرف ''ہوں'' کر کے رہ گئی تھی اور اس کی ہوں پر طغرل نے چونک کر بیک مرر میں دیکھا تھا' ڈریسنگ اس کی پیشانی کو ڈھانپے ہوئے تھی' آنکھیں بند تھیں پورے چہرے پر خراشوں کے نشانات تھے جن سے اٹھتی ٹیسوں نے شاید اسے بُری طرح نڈھال کر ڈالا تھا۔

''چند گھنٹوں قبل وہ کتنی خوب صورت لگ رہی تھی' پہلی بار وہ میرے لیے سنوری تھی' نکھری تھی اور دل کو بے قرار کر گئی تھی کتنا خوش تھا میں دل تو پہلے ہی فریبی بن گیا تھا آج تو یہ بالکل ہی تمہارا اسیر بن بیٹھا ہے شاید میری ہی نظر تم کو لگ گئی ہے' پارس! جو اس حال میں تم کو دکھائی دے رہی ہو۔'' دوسرے ہی لمحے وہ اس سے اپنی شدید ترین ناراضی بھول کر بے چینی محسوس کرنے لگا تھا وہ یک ٹک بیک مرر سے اسے دیکھ رہا تھا' جو اس کی نگاہوں سے بے خبر گہری غنودگی میں چلی گئی تھی۔

''اوں ہوں......صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔'' اس کی محویت دیکھ کر معید کو کھنکار کر اپنی موجودگی ظاہر کرنی پڑی۔

''ناراضی کا دعویٰ بہت کرتے ہو لیکن ناراض رہ نہیں سکتے۔'' وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

''شاید محبت انسان کو اتنا کمزور بنا دیتی ہے میری طرح بے اختیار میں کچھ کرنا بھی چاہوں تو زخمی پرندے کی طرح پھڑ پھڑا کر رہ جاتا ہوں۔ ہر بار پارس کی بے اعتباری و بداعتمادی میرے اندر شرمندگی و اذیت پیدا کر دیتی ہے اور جب یہ میرے سامنے آتی ہے میں سب بھول جاتا ہوں' سارے عہد' تمام خفگی ہوا ہو جاتی ہے۔'' وہ مرر سے نگاہیں ہٹا کر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''محبت کے وائرس تمہارے اندر کتنی شدت سے انکلوڈ ہوئے ہیں' اس کا اندازہ اب مجھے ہوا ہے' میرے اللہ مجھے اس قسم کی محبت سے بچا کر رکھنا۔'' اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔

''اس قسم کی محبت تم جیسا بندہ ہی افورڈ کر سکتا ہے جہاں محبت میں منزل کے سامنے جا کر ہی ایسا راستہ آتا ہے' جو واپس منزل سے دور پہلی راہ پر لا کھڑا کر دیتا ہو۔'' اس کے گھبرانے پر وہ مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا' البتہ اس کی نگاہیں بار بار بیک مرر پر ہی بھٹک رہی تھیں۔

❁.......❀.......❁

''عابدی! آپ کو شیری کے ساتھ اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی وہ ہمارا اکلوتا بیٹا ہے' کسی دوسرے کی کامیابیوں کو تھپڑ کی طرح اس کے چہرے پر مارنے کی بجائے' ہمیں بہت پیار سے اسے اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا چاہیے۔'' رات شب خوابی کے ڈریس میں وہ بیڈ پر دراز ہوئے تو مسز عابدی نے اپنے مخصوص دھیمے و نرم لہجے میں ان سے کہا تھا۔

''اچھا صاحب زادے نے شکایت کردی ہے آپ سے؟'' ان کی طبیعت کا خیال کر کے وہ بے تاثر لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

''شکایت نہیں کی' وہ گھر چھوڑ کر جا رہے تھے۔''

''وہاٹ؟ اس کی اتنی ہمت' وہ گھر چھوڑ کر جانے کی دھمکی دے؟'' وہ شدید غصے کے باعث اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔

''وہ ایک بار کیا ہزار بار بھی گھر چھوڑ کر جائے' ایسی خود سر اولاد کی قطعی پروا کرنے والا نہیں ہوں میں نور جہاں! تم نے روکا ہوگا اس کو؟ جانے دیتیں کیوں روکا؟''

''پلیز عابدی! اتنا ہائپر مت ہوں' ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں اگر بابا نے کوئی ایسی ویسی حرکت کرلی یا ہمیشہ کے لیے گھر چھوڑ کر چلے گئے تو کہاں ڈھونڈیں گے ہم اپنے اکلوتے بیٹے کو' آپ کے اس رویے نے ویسے ہی اس کو بے حد دکھی کیا ہے۔'' عابدی صاحب کو از حد اشتعال میں دیکھ کر وہ رو پڑی تھیں۔

''نور جہاں پلیز روؤ نہیں' ماؤں کے یہ آنسو اولاد کو بگاڑنے کا باعث ہوتے ہیں۔'' وہ قدرے نرمی سے گویا ہوئے۔

''میں کیا کروں عابدی! میں اب بیٹے کی جدائی برداشت نہیں کر پاؤں گی۔'' عابدی نے ان کو قریب کر کے پیار بھرے لہجے میں کہا تھا۔

''تم کیا سمجھتی ہو' میں اپنے بیٹے سے پیار نہیں کرتا ہوں؟ یہ سب میں اس کے بھلے کے لیے کر رہا ہوں۔''

''لیکن یہ طریقہ مناسب تو نہیں ہے اور نہ ہی وہ کوئی بچہ ہے جس کو زبردستی ڈانٹ ڈپٹ کر ہم اپنی مرضی پر چلنے پر مجبور کریں آپ کو کچھ ٹائم دینا چاہیے اس کو فیصلہ کرنے کے لیے آفٹر آل یہ شیری کی ساری لائف کا معاملہ ہے۔'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولیں۔

''میں نے یہی کہا ہے شیری سے وہ خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لیں' اپنے اور عادلہ کے ریلیشن کے بارے میں' وہ کتنا بھی ٹائم لے میں دینے کو تیار ہوں' مگر فیصلہ اسے عادلہ کے حق میں ہی کرنا ہوگا۔'' ان کا انداز بے لچک و سخت تھا۔

''خواہش تو میری بھی یہی ہے لیکن وہ عادلہ کا نہیں پری سے شادی کا خواہش مند ہے میرے ہزار سمجھانے پر بھی نہیں مانا ہے وہ۔'' انہوں نے بھی نگاہیں جھکا کر گویا اعتراف جرم کیا تھا۔

''اس سے بڑھ کر بھی کوئی پاگل پن کی حرکت کرسکتا ہے؟ اور یہ بات فیاض برداشت کرسکے گا؟'' وہ غرّا کر بولے۔

❁.......❁.......❁

''میری بچی کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟'' اسے جاگتے دیکھ کر دادی نے شفقت بھرے لہجے میں پوچھا تھا' وہاں موجود عائزہ بھی اس کے قریب بیٹھ گئی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

''بہتر ہے دادی جان!'' اس کی آواز خاصی بوجھل و دھیمی تھی۔

''آواز سے تو نہیں لگ رہا تمہاری تکلیف کم ہوئی ہے چہرہ بھی خاصا سوجھ گیا ہے اور سر کا زخم نا جانے کتنا گہرا ہوگا؟'' اس کے سر پر بندھی ڈریسنگ چہرے اور ہاتھوں' پیروں پر پڑی خراشوں اور زخموں کو دیکھ کر وہ سخت پریشان تھیں۔

''دادی جان! آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہیں' یہ سب معمولی زخم ہیں دو چار دنوں میں مندمل ہو جائیں گے۔''

''عائزہ ٹھیک کہہ رہی ہے دادی جان! بہت معمولی سی چوٹیں آئی ہیں چند دنوں میں ٹھیک ہو جاؤں گی میں' آپ بالکل بھی فکر نہیں کریں' میری تکلیف بہت کم ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے انہیں تسلی دینے کی سعی کی تھی۔

''اللہ میرے تمام بچوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے' ہر دکھ' مصیبت' پریشانی و تکلیف سے بچائے۔ پروردگار نے میرے بچوں پر بہت اپنی رحمت کی ہے جو بڑے حادثے سے بچالیا' مجھے تو یہی چوٹیں زیادہ لگ رہی ہیں' جن کو سب معمولی کہہ رہے ہیں۔'' ان کی نگاہیں برسنے کو تیار تھیں

مگر پری کو بھی رونے کے لیے تیار دیکھ کر انہوں نے اپنے آنسوؤں پر ضبط کیا اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"تم گھبراؤ نہیں، میں نے شکرانے کے نفل بھی پڑھ لیے اور صدقہ بھی تم دونوں کا دے دیا ہے۔ صدقے سے ہر بلا ٹل جاتی ہے جا کر ذرا طغرل کو بھی دیکھوں، وہ ظاہر نہیں کر رہا ہے مگر چوٹیں اسے بھی بہت آئی ہیں۔ اترا ہوا چہرہ اس کی تکلیف بتا رہا ہے۔" وہ بولتی ہوئیں آہستہ آہستہ اس کے کمرے سے چلی گئی تھیں۔

"کیسا فیل کر رہی ہو پری! درد زیادہ تو نہیں ہو رہا ہے؟" دادی کے جانے کے بعد عائزہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"بس سر میں درد ختم نہیں ہو رہا ویسے میں ٹھیک ہوں۔" وہ اس کا سہارا لے کر نیم دراز ہوئی تھی عائزہ نے اس کے سر کے نیچے کشن رکھ دیا تھا۔ وہ بڑی محبت سے اس کا خیال رکھ رہی تھی۔

"کچھ کھاؤ گی پری! تم نے رات سے جوس کے علاوہ اور کچھ نہیں لیا۔"

"ابھی کسی چیز کو دل نہیں چاہ رہا ہے۔"

"دل تو تمہارا ایسا ہی ہے میں ابھی چکن سوپ اور بریڈ لے کر آتی ہوں زبردستی کھلاؤں گی تم کو ابھی میڈیسن بھی کھانی ہے تمہیں۔"

"پلیز، عائزہ کچھ دیر بعد کھا لوں گی۔ تم ایک بات بتاؤ۔" اس نے عائزہ کا ہاتھ پکڑ کر جانے سے روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، پوچھو۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی تھی۔

"وہ...... طغرل کے چوٹیں زیادہ آئی ہیں کیا؟" وہ ایک عجیب سی جھجک کا شکار تھی اور طغرل کا نام لیتے ہوئے اسے بہت اکورڈ سا فیل ہو رہا تھا۔

"تمہاری جیسی ہی ان کی چوٹیں ہیں مگر جس طرح تمہارے سر پر زخم آیا ہے بالکل اسی طرح ان کی دائیں ٹانگ بھی زخمی ہوئی ہے۔ تمہیں ایسی بے وقوفی کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی پری، وہ تمہیں ڈنر پر لے کر جا رہے تھے اگر تم کو جانا نہیں تھا تو منع کر دیتیں۔ ان کے ساتھ نہیں آتیں، سمجھ نہیں آتی تمہیں کار سے اترنے کی اور پھر وہاں اندھیرے میں بھاگنے کا خیال کیوں آیا بھلا؟

"اچھا تمہیں سب معلوم ہو چکا ہے تو پھر یہ تم نے معلوم نہیں کیا ڈنر کے لیے ہوٹل لے جانے کے بجائے وہ مجھے اس ویرانے میں کیوں لے جا رہے تھے ان کے راستہ بدلنے کا مقصد کیا تھا؟" اس کے لہجے میں بے اعتباری و بے اعتمادی رچی بسی تھی۔

"میں نے پوچھا تھا ان سے، لیکن تم بتاؤ...... تم کیا سمجھی تھیں تمہیں وہاں لے جانے کا مقصد کیا تھا طغرل بھائی کا؟" عائزہ نے جواب دینے کے بجائے الٹا سوال کر ڈالا تھا۔

"کیا مقصد ہو سکتا ہے ان کی نیت میں فتور میں بہت پہلے نوٹ کر چکی تھی۔ بہانے بہانے سے وہ مجھ سے قریب ہونے کی کئی بار کوشش کر چکے ہیں اور ہر بار میں نے پکڑا تو وہ بڑی معصومیت سے اپنا دامن بچا کر انجان بن جاتے تھے اور کل بھی انہوں نے ایسا ہی کچھ کرنے کی ٹھانی تھی۔" بات کرتے کرتے اس کی آواز بھر آ گئی تھی۔

"ان کی حرکتوں سے مجھے پہلے کچھ شبہ ہوا تھا اور جب انہوں نے گاڑی اس ویرانے کی طرف موڑی تو مجھے یقین ہو چلا تھا اور میں نے کار کا دروازہ کھولا اور دوڑ لگا دی تھی۔" اپنی بات کے اختتام پر وہ رو پڑی تھی۔

"اف خدایا، پری تم نے تو بدگمانی و بے اعتباری کی انتہا کر دی ہے ابھی جو کچھ بھی تم نے کہا ہے طغرل بھائی کے متعلق وہ سراسر بداعتمادی و غلط فہمی ہے تمہاری وہ اس قسم کے بندے نہیں ہیں نا معلوم تمہیں کیوں ان کے خلاف اس طرح کی بدگمانی ہو گئی ہے؟ وہ بے حد شریف و مضبوط کردار کے مالک ہیں اور پھر اگر ان کو ایسا ہی کچھ کرنا ہوتا تمہارے ساتھ تو وہ کیوں تم سے شادی کرنے کے لیے خوار ہوتے؟ تمہیں پانے کے لیے انہوں نے کبھی دادی جان کی منتیں کیں کبھی اپنی مما سے التجائیں تو کبھی پاپا کو قائل کرنے میں لگے رہے اور تم؟" عائزہ جذباتی انداز میں بولتی چلی گئی تھی۔

"وہ سب دکھاوا اور بکواس تھی اپنی اصلیت چھپانے کا طریقہ تھا۔" وہ اسی طرح بدگمان انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تم کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو؟ وہ ایسا کیوں کریں گے بھلا؟"

"میں ان کو لوٹ کا مال لگتی ہوں...... لاوارث اور تنہا۔"

''پری! دماغ خراب ہو چکا ہے تمہارا جو اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو' کس قدر سطحی سوچ ہے تمہاری کتنے پراگندہ ذہن کی مالک ہو تم پری! تم کتنی سنگدلی سے طغرل بھائی پر الزام لگا رہی ہو اور وہ تو تمہیں اپنا بنگلہ دکھانے جا رہے تھے۔ انہوں نے وہاں اپنا پورشن علیحدہ سے بنوایا ہے وہ تمہیں دکھا کر سرپرائز دینا چاہ رہے تھے۔'' عائزہ کے انکشاف پر وہ بھونچکی سی رہ گئی تھی۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم......؟''

❀......❀......❀

اعوان کے روز و شب گلفام کو تلاش کرنے میں گزر رہے تھے۔ جب اس سے اعوان کی ملاقات ہوئی تھی وہ اسی گھر میں مقیم تھا ماں اور پھر باپ کے یکے دیگرے اموات کے باعث وہ خاصا دکھی و بکھرا ہوا تھا۔ اعوان نے دیوانگی بھرے انداز میں اپنی اور ماہ رخ کی محبت اور بے وفائی کی داستان اس کو سنائی تھی اور اس کے لب خاموش رہے تھے مگر اس کی بھوری آنکھوں کی شفاف سطح پر کئی ستارے ٹوٹ کر بکھرتے دیکھے تھے پھر وہ خاموش ہو گیا تھا نگاہیں جھک گئی تھیں دوبارہ اس سے ملاقات کرنے کی اس نے ضرورت محسوس نہ کی تھی۔ اب ماہ رخ کی خواہش پر وہ اس علاقے میں گیا تھا اور اس علاقے کو بالکل ہی بدلا ہوا پایا تھا اور ڈھونڈنے سے بھی گلفام نہیں ملا۔

''میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے مگر ناکام رہا ہوں۔ اتنا ضرور معلوم ہوا کہ اس نے اپنا وہ آبائی گھر بلڈر کو خاصے مہنگے داموں فروخت کیا تھا اور پھر کہاں گیا یہ کوئی نہیں جانتا ہے۔'' اس نے کھانے کے دوران ماہ رخ کو آگاہ کیا تھا۔

''کہاں چلا گیا گلفام' کہاں جا سکتا ہے؟ وہ تو تنہائی سے گھبراتا تھا اکیلے رہنے کی عادت نہیں تھی اسے' پھر سب نے ہی اسے تنہا چھوڑ دیا اور وہ تنہائی سے گھبرا کر ہی کہیں چلا گیا ہے۔'' چائنیز رائس کی پلیٹ اس نے بددلی سے آگے سے ہٹا دی تھی۔

''ماہ رخ! اس طرح کھانا چھوڑنے سے گلفام نہیں ملے گا بلکہ تم کمزوری کا شکار ہو جاؤ گی میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں اسے تلاش کرنے کی اگر وہ اس ملک میں ہے تو مل جائے گا۔'' اعوان نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا۔

''وہ ملک چھوڑ کر کہاں جائے گا۔ وہ تو کبھی شہر سے باہر نہیں گیا تھا۔'' اس نے پانی پی کر گلاس رکھتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

''ماہ رخ یہ سب دس گیارہ سال پرانی باتیں ہیں ان گزرے سالوں میں جب سب کچھ بدل گیا ہے تو...... گلفام کی عادات و مزاج بھی شاید بدل گیا ہو اور وہ تنہائی سے گھبرا کر مڈل ایسٹ کی طرف نکل گیا ہو یا اس نے شادی کر لی ہو اور اپنی فیملی میں مگن ہو۔'' اسے سمجھانے کی سعی کر رہا تھا۔

''ایسا ممکن نہیں ہے گلفام شادی کر کے یا ملک سے باہر چلا جائے۔ وہ بے حد وطن پرست تھا اس نے صرف دو محبتیں کی تھیں ایک اپنی مٹی سے اور دوسری ماہ رخ سے......!'' لقمہ اس کے حلق میں اٹکنے سا لگا وہ اس کے قریب تھی درمیان میں صرف ٹیبل کا فاصلہ تھا وہ چاہتا تو ہاتھ بڑھا کر چھو سکتا تھا اسے مگر یہ فاصلہ پوری زندگی سے بھی بڑھ کر لگا۔

''ارے کیا ہوا اعوان! تم نے بھی اپنی پلیٹ میں یونہی کھانا چھوڑ دیا ہے میری کوئی بات بری لگ گئی ہے؟'' وہ اس کو پلیٹ کھسکاتے دیکھ کر پریشان لہجے میں گویا ہوئی۔

''نہیں' تمہاری ایسی کوئی بات نہیں ہے جو بری لگے مجھے۔''

''پھر کھانا کیوں چھوڑ دیا ہے؟'' وہ پریشان ہو گئی تھی۔

''اگر گلفام کا پتا نہ چلا تو پھر کیا کرنے کا ارادہ ہے تمہارا؟'' وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

❀......❀......❀

''بہت برا ہوا تمہارے ساتھ بیٹا۔'' اس کی ساری گفتگو بے حد تحمل سے سننے کے بعد وہ افسردہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

''میں نے عائزہ کے ساتھ غلط کیا وقت نے میرے ساتھ غلط کیا میں نے عائزہ کو سچ کی سزا دی تقدیر نے مجھے سزا دی میں یہ بھول گیا تھا کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے میں نے عائزہ سے انتقام لینے کے لیے اپنی کولیگ رمشہ سے شادی کرنی چاہی تھی اور وہ کیا نکلی؟''

''چھوڑو بیٹا ان باتوں کو یہ وہ زخم ہے جس کو جتنا کریدو گے درد بڑھتا ہی جائے گا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمہیں اس فراڈی عورت سے بچالیا۔'' وہ ٹیبل سے ناشتے کے برتن سمیٹ کر سنک میں رکھتے ہوئے بولیں۔

''دراصل پھپھو جان بے وقوف وہی لوگ ہوتے جو خود کو بہت زیادہ اسمارٹ سمجھتے ہیں جیسے کہ میں خود کو سمجھتا تھا۔''

''تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا یہ سب سے اچھی بات ہے ٹھوکر کھا کر گر جانا کوئی قابل گرفت بات نہیں ہے کچھ ٹھوکریں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیشہ کے لیے گرنے سے بچاتی ہیں پھر وہ انسان سب سے زیادہ نالائق ہے جو اپنی غلطیوں سے بھی سبق نہ سیکھے اور گمراہ ہوتا رہے۔'' وہ اس کے ہمراہ کچن سے باہر نکل آئی تھیں۔

''آپ مجھے ایڈوائز دیں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے۔''

''میں کیا ایڈوائز دوں فاخر' میں نہیں جانتی تم کیا کرنا چاہتے ہو' کیا ارادے ہیں تمہارے کچھ بتاؤ گے تو پھر ہی کچھ بتا سکوں گی۔'' وہ لاؤنج میں اس کے روبرو بیٹھ گئی تھیں۔

''مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے رمشہ کے برتاؤ نے ڈس ہارٹ کر دیا ہے۔''

''تمہارے دل میں عائزہ کے لیے کوئی جگہ ہے معاف کر چکے ہو اس کی نادانیوں کو یا وہ ابھی بھی مجرم ہے تمہاری نگاہوں میں؟''

''میں فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں پھپھو جان۔''

''کیا مطلب.......کیسا فیصلہ.......!'' وہ چونک کر بولیں۔

''عائزہ کے ساتھ زندگی گزارنے کا وہ معاف کر دے گی مجھے پھر صباحت پھپھو کے سامنے کس طرح جا پاؤں گا میں' انکل اور ان کی والدہ سب کو کس طرح فیس کروں گا میں؟'' وہ الجھن بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''پہلے تم اپنی نیت صاف کرو' عائزہ نے جو کچھ تمہیں بتایا تھا اپنے اور راحیل کے متعلق وہ سب بھول جاؤ گے تم؟''

''اس کی زندگی میں راحیل تھا اب میری زندگی میں بھی تو رمشہ کی بے وفائی و مکاری کی داستان شامل ہو گئی ہے۔ وہ بھی تو یہ سب برداشت کر کے میرے پاس آئے گی تو میں بھی برداشت کر سکتا ہوں۔''

''سوچ لو اچھی طرح سے فاخر' عورت برداشت کر لیتی ہے مگر مرد عورت جیسا ظرف بالکل نہیں رکھتا کبھی کچھ وقت گزرنے کے بعد تم کو وہ باتیں یاد آئیں اور تم دوبارہ اس سے لاتعلق ہو کر رشتہ توڑ لو ایک بار تو یہ سب ممکن ہوا ہے لیکن بار بار ایسی باتیں چھپائے نہیں چھپتی ہیں۔''

❁.......❁.......❁

عائزہ کے انکشاف نے اسے شدید حیران کر دیا تھا سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل ہی سلب ہو گئی تھی یہ کیا ہوا تھا وہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا عائزہ کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

''جو بھی کہہ رہی ہوں وہ سچ ہے پری! بہت خوش قسمت ہو تم جو طغرل بھائی جیسے شخص تم سے اتنی شدید محبت کرتے ہیں۔ تم کہہ رہی ہو وہ جب سے یہاں آئے ہیں تمہیں لوٹنے کے چکر میں ہیں یہ کس قدر اخلاق سے گری ہوئی سوچ ہے۔'' وہ آہستگی سے کہے جا رہی تھی۔

''وہ رشتوں کا احترام کرنا جانتے ہیں اور جو مرد ہوس پرست ہوتے ہیں وہ نہ رشتوں کو اہمیت دیتے ہیں اور نہ شادی کے بندھن میں بندھنا پسند کرتے ہیں سمجھ رہی ہو میری باتیں تم؟''

''تم کس بنا پر ان کی اس قدر سائیڈ لے رہی ہو؟''

''وہ طغرل بھائی تھے جنہوں نے راحیل کے ساتھ فرار ہونے سے فرسٹ ٹائم بتایا تھا اور سیکنڈ ٹائم جب راحیل نے اور میں نے یہ شہر چھوڑنے کا منصوبہ بنایا اور میں اس کے ساتھ پھر سے جانے کی تیاری کر کے نکلی تھی۔ اگر اس وقت طغرل بھائی موقع پر ہی مجھے نہ پکڑتے تو نا معلوم آج میں کہاں ہوتی؟ راحیل کی اصلیت سامنے آئی تو اس کا گھناؤنا کردار بھی نظر آ گیا تھا۔ پری! محبت' محبت میں بھی فرق ہوتا ہے کوئی جسم سے محبت کرتا ہے اور کوئی روح سے اصل محبت تو یہی ہوتی ہے جو روح سے کی جائے۔''

''مجھے ان باتوں کا نہیں پتا' میں صرف یہ جانتی ہوں میرے باپ نے بھی میری ماں سے محبت کی تھی سب کی مخالفت وناپسندیدگی کے باوجود انہوں نے شادی کرلی تھی اور کچھ عرصے بعد ہی وہ دونوں اپنی الگ الگ دنیا بسائے یہ بھول گئے کہ وہ ایک وجود کو دنیا میں لائے ہیں اس پر بھی ان کا کچھ حق ہے کوئی فرض ہے مجھے کسی کھوٹے سکے کی مانند دادی کی جھولی میں ڈال کر فراموش کردیا تھا۔'' وہ بری طرح رونے لگی تھی۔

''میں کس پر اعتبار کروں مجھے طغرل پر یقین ہوتا ہے مگر پھر اگلے لمحے ہی میں بے اعتبار ہونے لگتی ہوں۔ میری محرومیاں' تشنہ آرزوئیں پاگل کرنے لگتی ہیں۔ اس کی بے تکلفیاں بار بار قریب آنے کی سعی یہ سب مجھے بالکل ناپسند ہے۔

''وہ تو ان کی عادت ہے تم دیکھتی نہیں ہو وہ دادی جان سے بھی تو اس طرح بات کرتے ہیں اور پاپا سے بھی' یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تم نے ان کو کریکٹر لیس ہی سمجھ لیا ہے۔'' وہ ہنس پڑی تھی۔

''مجھ میں اور پاپا' دادی میں تمہیں کوئی ڈیفرنس فیل نہیں ہوتا ہے؟'' اس کی ہنسی سے وہ جھینپ گئی تھی۔

''وہ تم سے محبت بھی تو بے حد کرتے ہیں ہوسکتا ہے تمہیں دیکھ کر وہ خود پر کنٹرول نہیں رکھ پاتے ہوں' لیکن پھر بھی وہ لمٹ کراس نہیں کرتے ہوں گے کیونکہ وہ اس نیچر کے نہیں ہیں۔''

''یہ تم اتنے وثوق سے کیوں کہہ رہی ہو عائزہ' کوئی تجربہ کیا ہے تم نے جو تم بار بار گارنٹی دے رہی ہو ان کے کریکٹر کی؟''

''ہاں کیا ہے میں نے تجربہ۔'' اس کی آواز مدھم تھی۔

''تم نے کیا کیا ہے؟'' وہ ازحد متعجب تھی۔

''ہوں' یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں راحیل کی محبت میں پاگل تھی اس سے سیل پر باتیں کرنے کے لیے راتوں کو تنہا گوشے ڈھونڈتی تھی اور ایسی رات میں میں نے عادلہ کو طغرل بھائی کے روم میں جاتے دیکھا وہ اس وقت نائیٹ ڈریس پہنے تیز میک اپ و پرفیوم میں ڈوبی تھی۔''

''عادلہ کیا کہہ رہی ہو...... دماغ درست ہے تمہارا؟'' اس کا دل بری طرح دھڑک اٹھا وہ تیز لہجے میں کہہ اٹھی۔

''ہاں عادلہ گئی تھی ان کے بیڈ روم میں اگر یہاں بات طغرل بھائی کے کریکٹر کی نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات تم کو نہیں بتاتی لیکن یہاں مجھے حق ادا کرنا ہے۔ کل طغرل بھائی نے میری عزت پر داغ نہیں لگنے دیا تھا اور آج میں ان کا کردار بچانے کے لیے وہ راز کھول رہی ہوں جو بہن ہونے کے ناطے مجھے ہمیشہ اپنے سینے میں محفوظ رکھنا تھا۔'' اس کی آواز میں لرزش تھی اضطرابی انداز میں وہ ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

''اگر وہ ایسے ہی بدکردار ہوتے اور ان کی نیت میں کھوٹ ہوتا تو وہ اسی وقت عادلہ کو اپنے بیڈ روم سے باہر نہ نکالتے۔''

''اوہ عادلہ نے ایسا کیوں کیا اس نے نہ اپنی عزت کا خیال رکھا نہ پاپا کا سوچا وہ اس حد تک بولڈ ہے۔'' وہ عائزہ کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھی۔

''ممی نے ہم بہنوں کو دادی کی محبت سے دور رکھا ہمیں اچھے برے کی تمیز ہی نہ سکھائی تھی ممی نے...... اسی کا انجام ہے یہ جو ہم لوگ بے سکون ہیں پہلی رات کو ہی فاخر نے مجھے دھتکار دیا اور عادلہ کو نا معلوم کیا ہوا ہے وہ روم میں بند پڑی رہتی ہے۔''

''تم پریشان مت ہو عائزہ' تم نے فاخر بھائی سے سچ کہا تھا اور تمہاری یہ نیکی ضائع نہیں ہوگی کبھی نہ کبھی ان کو اپنی غلطی کا احساس ضرور ہوگا اور وہ لوٹ کر تمہارے پاس آئیں گے۔''

''مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے پری' میں اپنی سزا بھگت رہی ہوں بس تم سے میں ہاتھ جوڑ کر یہی التجا کرتی ہوں طغرل بھائی کا ہاتھ تھام لو محبت کے بغیر زندگی ادھوری ہوتی ہے تمام واہموں اور وسوسوں کو دل سے نکال دو اس جذبے کو محسوس کرو۔''

❀......❀......❀

''کیسی طبیعت ہے بیٹا! معید نے بتایا ہے کہ آپ کی ٹانگ میں زیادہ چوٹ آئی ہے موومنٹ ہو رہی ہے کوئی پریشانی تو نہیں ہے؟'' اماں جان کے آنے کے کچھ دیر بعد فیاض وہاں آ کر گویا ہوئے۔

''جی' جی آپ پریشان نہیں ہوں اب تکلیف معمولی ہے اور میں چل رہا ہوں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے پاؤں ٹھیک ہے۔'' خاصے مؤدب لہجے میں

وہ ان سے مخاطب ہوا تھا۔

''ارے نا معلوم کس کی نظر لگ گئی ہے میرے بچوں کو آئے دن کچھ نہ کچھ پریشانی آنے لگی ہے میرا پروردگار دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ طغرل تم کو بھی کتنی مرتبہ کہا ہے کار آہستہ چلایا کرو مگر تم کار چلاتے نہیں اڑاتے ہو یہ تو کچھ لیا دیا آ گئے آ گیا پری کا چہرہ دیکھ کر ہی میرا دل ہول کر رہ گیا تھا۔''

''کیا بہت زیادہ چوٹیں آئی ہیں پری کے اماں جان؟''

''مجھ سے پوچھ رہے ہو پری کے بہت زیادہ چوٹیں آئیں ہیں واہ میرے بیٹے شاباش ہے بھئی تم جیسا باپ بھی کہاں ہوگا؟''

''ان کے استفسار پر وہ چونک کر سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔

''یہاں بھتیجے کی طبیعت پوچھنے آ گئے وہاں بیٹی کی مزاج پرسی تم سے نہ ہو سکی۔ تم نے اپنی سگی بیٹی کو غیروں سے زیادہ غیر کر دیا ہے۔''

''رات میں آیا تھا اماں جان' آپ اور پری سو رہی تھیں۔'' ان کی دھیمی آواز میں خجالت تھی۔

طغرل نے ان کے چہرے پر شرمندگی کے ساتھ شفقت بھی محسوس کی تھی۔ وہ ایک عرصے پری کو اگنور کرتے آ رہے تھے اور اب ان کے اندر جب پدرانہ محبت بیدار ہوئی تو انہوں نے اپنے اور پری کے درمیان ایک بڑا فاصلہ محسوس کیا تھا جس کو وہ چاہتے بھی ختم نہیں کر پا رہے تھے۔

''اب تو جاگ رہی ہے وہ جا کر اب حال معلوم کر آؤ تاکہ وہ بچی بھی خوش ہو جائے کہ اس کا باپ کچھ خیال کرتا ہے اس کا بھی۔''

''جی اماں بہتر میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔'' وہ قصداً مسکرا کر گویا ہوئے تھے۔

''آج آفس جانے کی ضرورت نہیں ہے بھی لنگڑاتے ہوئے چلے جاؤ۔ میں آج فراز اور مذنہ کو فون کروں گی وہ تمہیں اپنے پاس بلائیں یا خود یہاں آ کر رہیں میں اب تمہاری دیکھ بھال نہیں کر سکتی ہوں۔''

''دادی جان آپ مجھ سے اتنی عاجز آ گئی ہیں؟'' وہ ان کی باتیں سن کر خفگی بھرے انداز میں بولا تھا۔

''ارے نہیں بیٹا! یہ بھی اماں کے پیار کا انداز ہے آپ مائنڈ مت کرو' حقیقت یہ ہے اماں آپ کے بغیر رہ نہیں سکتی ہیں۔'' فیاض نے مسکراتے ہوئے طغرل سے کہا تھا۔

''دوپہر کو کھانے میں کیا بنواؤں کیا کھاؤ گے بتاؤ مجھے۔''

''میں نے صباحت سے نرگسی کوفتے اور مٹر پلاؤ پکانے کا کہا ہے آپ اپنی کوئی پسندیدہ ڈش بتا دیجیے بن جائے گی۔'' ہمیشہ کی طرح مسکرا کر انہوں نے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی۔

''آج یہی کھائیں گے چچا جان ساتھ پڈنگ بنوا لیجیے گا۔''

❁.......❁.......❁

ماہ رخ کے انکار نے اس کو ششدر کر دیا تھا وہ دم بخود تھا۔

''میں تم سے شادی نہیں کر سکتی اعوان! پلیز مجھے معاف کر دینا' تم نے جو مجھ پر احسانات کیے ہیں ان کا قرض میں کبھی نہیں اتار سکوں گی تم میرے مسیحا ہو نجات دہندہ ہو میں تاحیات ممنون رہوں گی۔''

''تم مجھ سے محبت نہیں کرتی ہو' پھر وہ محبت نہیں تو کیا تھی جو تمہیں میرے قریب لے کر آئی تھی۔ یاد کرو کالج کے دنوں کو جب......!''

''سب یاد ہے اعوان! کچھ نہیں بھولی ہوں۔'' وہ پست آواز میں بولی۔

''تمہیں مجھ سے محبت نہیں تھی تو تم نے مجھ سے دوستی کیوں کی تھی؟''

''تم کو معلوم ہے سب کچھ پھر بھی سننا چاہتے ہو تو سنو' میں ایک غریب سبزی فروش کی بے حد حسین وجمیل بیٹی تھی اور اٹھتے بیٹھتے مجھ کو یہ احساس دلایا جاتا تھا کہ میں شہزادی ہوں اور مجھے کسی محل میں ہونا چاہیے تھا بس یہ باتیں مجھے احساس کمتری میں مبتلا کرتی گئیں۔ جیسے جیسے میں عمر کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی اپنے گھر' لوگوں اور ماحول سے نفرت وبغاوت میرے اندر اترنے لگی تھی تم سے دوستی میں نے دولت حاصل کرنے کے لیے کی تھی راتوں رات امیر بن جانے کی خواہش بڑی زور آور تھی اور ان ہی خواہشوں کی تکمیل میں' میں سب کھوتی چلی گئی اور پھر سب کچھ کھوتا ہی چلا

گیا۔“

”مجھے بھی کھونا چاہتی ہو ماہ رخ، تمہیں مجھ سے محبت نہ سہی مگر میں تم سے پیار کرتا ہوں، تم میری زندگی میں آؤ یہ حسرت ہے میری، تم کو اپنا بنانے کی خواہش نے ہی مجھے نگر نگر گھمایا تھا اب میں نے تم کو کھوج نکالا ہے تو کیسی دل توڑنے والی باتیں کر رہی ہو۔“ وہ کاسائے دل لیے اس کے سامنے جھک گیا۔

”خواہشوں کے پیچھے بھاگنے والوں کا انجام میرے جیسا ہوتا ہے اعوان، خواہشوں کا نامراد رہنا ہی بہتر ہے جب آرزوئیں پوری ہو جائیں تو تشنگی حد سے سوا ہو جاتی ہے اور ہم پچھتاتے ہیں یہ سوچ کر کہ یہ تھیں وہ آرزوئیں یہ ہیں وہ خواہشیں جن کو پانے کے لیے اندھا دھند بھاگتے رہے اس وقت پوری شدت سے پانے کا نہیں کھونے کا احساس ہوتا ہے اور وہ احساس بڑا دردانگیز اور اذیت ناک ہوتا ہے۔“

”ہم مل کر بھی نہیں مل پائیں گے ماہ رخ ہماری چاہت ملن نہ پاسکے گی میں نے دل سے چاہا ہے تمہیں اور چاہتا رہوں گا۔“ ماہ رخ کے لہجے میں ساگر جیسی گہرائی تھی اس کی آواز ہر قسم کے جذباتی پن سے مبرا تھی وہ بے لچک و مضبوط لہجے میں بات کر رہی تھی اور اعوان نمک کی مانند ڈھلتا جا رہا تھا اس کی آواز میں تڑپ تھی۔

”مجھ جیسی گناہ گار عورت تمہاری چاہت کے قابل کہاں رہی ہے۔“

”ایسا مت کہو ماہ رخ میرے لیے تم آج بھی پہلے کی طرح ہی پاک و صاف ہو مجھے تمہارے ماضی سے کوئی سروکار نہیں ہے تم حال میں میرے پاس ہو اور مستقبل میں بھی میں تمہیں اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”یہ ممکن نہیں ہے میں خود کو اس لائق نہیں سمجھتی کہ کسی کی بھی بیوی کہلواؤں پلیز، مجھے معاف کر دو، میں تمہاری یہ خواہش پوری نہیں کر سکتی۔ مجھے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا ہے اپنے ناپاک وجود کو پاک کرنا ہے مجھے کسی ایسی جگہ پر چھوڑ آؤ جہاں میں ایسا کچھ کر سکوں جس سے میرا رب راضی ہو جائے مجھے معافی مل جائے میں یہاں نہیں رہوں گی۔“

❀ ❀ ❀

آصفہ اور عامرہ اس کی عیادت کو آئی تھیں ان کو دیکھ کر صباحت اور عادلہ بھی اس کے کمرے میں آ گئی تھی عادلہ نے بڑے اچھے انداز میں اس کی طبیعت پوچھی تھی اور خلاف توقع کچھ دیر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بیٹھی رہی۔ صباحت نے بھی سرسری طور پر اس کی طبیعت پوچھی تھی۔ وہ پری کو خاصی تھکی تھکی و اداس دکھائی دی تھیں اور یہ بات عامرہ نے اچھی طرح محسوس کر کے ان سے پوچھ لیا تھا۔

”صباحت بھابی، طبیعت کیسی ہے آپ کی؟ بہت بدلی بدلی لگ رہی ہیں کوئی ٹینشن ہے آپ کا تو حلیہ ہی بدلا ہوا ہے ورنہ آپ تو کبھی بھی اس طرح کے حلیے میں نظر نہیں آئی ہیں۔“ میک اپ سے بے نیاز و سادہ لباس میں ڈھیلا ڈھالا جوڑا بنائے وہ ویل آف رہنے والی صباحت سے بالکل مختلف لگ رہی تھیں۔

”طبیعت کو میری کیا ہوگا عامرہ؟ بالکل ٹھیک ہوں، حلیہ بھی میرا درست ہے بیٹیاں جوان ہو جائیں تو ماں بنی سنوری اچھی نہیں لگتی ہے۔“ خلاف عادت ان کا لہجہ نرم، طنز اور تلخی سے پاک تھا۔

”ارے صباحت، یہ تم کہہ رہی ہو واہ، تمہیں یہ سمجھ کب سے آ گئی بھلا؟ آج تو دل خوش کر دیا تم نے میرا ایسی اچھی بات کر کے۔“ اماں جان نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے استعجابیہ لہجے میں کہا۔

”شکریہ اماں جان میں آپ سے معافی چاہتی ہوں بہت گستاخی کی ہے میں نے آپ کے ساتھ مجھے معاف کر دیں آپ۔“ وہ ان کے قریب آ کر گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھیں اماں نے جھٹ ان کو سینے سے لگا لیا اور شفقت سے گویا ہوئیں۔

”معافی کی کوئی بات نہیں ہے غلطیاں تم سے ہوئیں ہیں تو کچھ کوتاہیاں مجھ سے بھی سرزد ہوئی ہیں تمہارے برے برتاؤ کا جواب میں نے بھی برے برتاؤ سے دیا میں ہی درگزر سے کام لیتی تو سب اچھا ہوتا۔“

”دیر آید درست آید، عادلہ بھابی کو فون کر دو وہ آتے ہوئے مٹھائی کا ٹوکرا لے کر آئیں آج سے شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پئیں گے۔“

عامرہ نے اٹھ کر صباحت کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ وہاں موجود سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔

عائزہ کی باتوں نے یقین کا سرا اس کے ہاتھوں میں تھما ڈالا تھا محبت کیا ہے؟ عائزہ نے طغرل کا دل اس کے آگے کھول کر رکھ دیا اور وہ ہار گئی تھی پتا ہی نہ چلا محبت کیا چیز ہے کیوں ہو جاتی ہے پہلے چپکے سے دل میں چھپ جاتی ہے اپنی جگہ بناتی ہے اور پھر کسی خاص موقع پر ظاہر ہوتی ہے اور بے بس کر ڈالتی ہے۔

کل کا صحرا آج نخلستان بن گیا تھا وسوسوں کی جگہ مسکراہٹوں نے لے لی تھی انجانی کہکشائیں ہر سو چمکنے لگی تھیں۔

''پری، تم کو طغرل بھائی سے اپنی اس حرکت پر معذرت کرنی چاہیے اس دن جو کچھ ہوا اس سب کی قصوروار تم تھیں۔''

''اچھا وہ اگر مجھے سیدھے طریقے سے بتاتے کہ گھر دیکھنے جا رہے ہیں تو ایسا کچھ ہونے والا نہ تھا ہیرو بننے کے چکر میں انہوں نے میرا توفیس ہی خراب کروا دیا تھا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جن کی رحمت سے میرا سر اور چہرہ ٹھیک ہو گئے ورنہ......!''

اس نے آئینے میں اپنے صاف و دلکش چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ تمہیں نہ سنبھالتے تو تم نا معلوم آج کس حال میں ہوتی۔''

''اوہ، تم کچھ زیادہ ہی طغرل کی سائیڈ لینے نہیں لگی ہو؟'' وہ عائزہ کے سامنے کھڑے ہو کر گویا ہوئی۔

''میری نیت صاف ہے پری، بڑے کہتے ہیں نا کر بھلا تو ہو بھلا کر برا تو ہو برا۔ میں تمہارے اور طغرل بھائی کے رشتے کو جوڑنا چاہتی ہوں تمہارا گھر آباد کرانا چاہتی ہوں شاید اس کے بدلے میں اللہ میرا گھر بھی آباد کر دے فاخر کے دل میں میری محبت بھی جگا دے۔'' وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرانے لگی تھی۔

''تم فاخر بھائی سے محبت کرنے لگی ہو وہ تمہیں اتنے عزیز ہو گئے ہیں۔''

'ہاں، میں خود حیران ہوں نکاح کے لفظوں میں بہت طاقت ہے دو دل ایک ساتھ دھڑکنے لگتے ہیں۔ راحیل میری زندگی سے اسی دن نکل گیا تھا اور اب تو مجھے اس کے نام سے کراہیت آتی ہے۔''

''مجھے ڈر لگتا ہے عائزہ کہیں ایسا نہ ہو طغرل جس طرح مجھے پانے کی دیوانگی میں مبتلا ہے کل انہوں نے بھی مجھے چھوڑ دیا؟ بالکل اسی طرح جس طرح پاپا نے مما کو چھوڑ دیا تھا پھر کیا کروں گی میں مرد کا دل عورت سے بہت جلد اکتا جاتا ہے اور عورت دوسرے مرد کی زندگی میں داخل ہو کر بھی وہ سکون و راحت نہیں پاتی ہے۔'' وہ عائزہ سے رخ موڑے کہہ رہی تھی۔

عائزہ دبے قدموں وہاں سے چلی گئی تھی اور وہ آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''میں نے مما کو دیکھا ہے ان کی آنکھوں میں حزن ہے اداسی ہے وہ مسکراتی ہیں تو ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔'' طغرل پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا خاموش تھا۔

''میری سمجھ نہیں آ رہی یہ سب کیسے ہو گیا اور کیوں ہو گیا۔ میں محبت کے لیے نہیں بنی تھی۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا میں کسی سے محبت کروں گی اور وہ بھی طغرل جیسے بندے سے یہ محبت کا عمل از خود ہوتا ہے اس لیے کوئی چلہ کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔''

''ہوں، اور تم کو یقین دلانے کے لیے مجھے تو یقیناً چلہ کاٹنا پڑے گا۔'' وہ سنجیدگی سے بولا اور اس کی آواز سن کر وہ گھبرا کر پلٹی تھی۔

''آ...... آ...... آپ۔'' وہ بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔

''جی...... میں آپ کا خادم طغرل فراز۔'' وہ اس کو بوکھلاتے دیکھ کر شوخی سے گردن کو معمولی سا خم دے کر جھکا تھا اس کے وجیہہ چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔

''یہاں عائزہ تھی وہ کہاں گئی؟''

''وہ گئی جہاں اس کو جانا تھا اور تم اتنا نروس کیوں ہو رہی ہو جو تمہارے دل میں ہے کہو میں سب سننا چاہتا ہوں۔''

''یہ اچھی حرکت نہیں ہے آپ کو میری باتیں اس طرح نہیں سننی تھیں۔'' اس کو سامنے دیکھ کر وہ عجیب احساسات کا شکار ہو گئی تھی۔

''اسٹاپ اٹ پارس' میں سب بھلا کر تمہاری طرف ہر بار دوڑا چلا آتا ہوں۔ میری اہمیت' عزت نفس' میری انا مجھے بھی روکتی ہے میرا اپنا مجھ سے خفا ہے کہ میں کیوں تمہاری ہزار نفرت و بے اعتنائی کے باوجود تمہارے پاس چلا آتا ہوں' کبھی سوچا ہے تم نے کیوں؟'' اس کا مسکراتا چہرہ ایک دم ہی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''تم نے ہر قدم پر مجھے دھتکارا ہے میری محبت' میری بے تکلفی کو بہت غلط الزام دیئے میرے خلوص پر شک کرتی آئی ہو مگر میری محبت' میرا پیار و اعتماد لمحوں کے لیے ڈگمگایا اور پھر میرے جذبوں کے آگے سب ڈھیر ہو گیا۔ پارس' محبت میں انا نہیں ہوتی ہے بے اعتمادی و بے اعتباری بھی نہیں پنپتی ہے۔''

''آپ نے مدنہ آنٹی کو راضی کر لیا ہے؟'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

''ڈیڈی کو کہہ دیا ہے وہ مما کو راضی کر لیں گے۔''

''اگر وہ راضی نہ ہوئیں تو......!''

''تم ان کی فکر کیوں کرتی ہو تم کو شادی مجھ سے کرنی ہے مما سے نہیں میں راضی ہوں تو پھر تم کو پروا کس بات کی ہے؟'' وہ زچ انداز میں گویا ہوا تھا۔

''میں کسی پر زبردستی مسلط ہونا نہیں چاہتی ہوں۔''

''مگر میرے دل پر تو زبردستی قبضہ کیا ہے تم نے میرے خیالوں پر خود ہی مسلط ہوئی ہو اس کا کیا بتاؤ؟'' وہ اس کے قریب ہوا تھا۔

پنک کڑھائی والے سوٹ میں وہ اسے ہی دل میں اترتی جا رہی تھی اور وہ ساری ناراضی بھلائے پرشوق نظروں سے دیکھ رہا تھا اسی لمحے معید دستک دے کر اندر آیا تھا اور بولا۔

''یہ تمہارے روٹھنے منانے سے ہم لوگ بالکل بور ہو چکے ہیں پلیز پلیز اب آپ لوگ باہر تشریف لے آئیں آپ لوگوں کی صحتیابی کی خوشی میں باہر ایک شاندار ڈنر کا اہتمام کیا گیا ہے اور ساتھ ہی دادی کی طرف سے سرپرائز بھی ہے زبردست قسم کا؟''

❁......❁......❁

شیری ماں باپ کی ایک ہی ضد سے بے زار ہو کر باہر نکلا تھا اس کے اندر آگ سلگ رہی تھی دل کر رہا تھا کہ عادلہ کو شوٹ کر دے جو پری کے اور اس کے درمیان آ رہی تھی۔ پری کا خوب صورت سراپا اور رعنائی سے بھرپور چہرہ اس کے ذہن سے چپک کر رہ گیا تھا۔ ذہن کو پرسکون کرنے کے لیے اس نے لانگ ڈرائیو کی پھر ڈنر کے لیے ایک ہوٹل میں آ گیا تھا۔

مینیو کارڈ پر نگاہ دوڑاتے ہوئے معاً اس کی نگاہ سینٹر میں فیملی ٹیبل پر پڑی تھی۔ وہ چونک گیا فیاض صاحب کی پوری فیملی وہاں تھی مینیو کارڈ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

گلابی سوٹ میں گلابی چہرے والی وہ گلاب کی ادھ کھلی کلی لگ رہی تھی۔ اس کی سیاہ دراز پلکیں گلابی رخساروں پر جھکی ہوئی تھیں۔ یاقوتی لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ تھی اور پھر اس کے برابر میں بیٹھے طغرل نے اس کا ہاتھ تھام کر ایک جگمگاتی انگوٹھی انگلی میں پہنائی تھی یہ سب دیکھ کر شیری ایک دم جنونی انداز میں اٹھا تھا۔

❁......❁......❁

ایک برق تھی جو چمن دل کو خاکستر کر گئی تھی' ایک آگ تھی جو رگ و پے میں پھیلتی جا رہی تھی' وہ متوحش نگاہوں سے پری کے چہرے کو دیکھ رہا تھا' جس پر قوس و قزح کے سارے رنگ بکھرے ہوئے تھے' سرخ عارضوں پر سیاہ دراز پلکیں لرز رہی تھیں۔

یاقوتی لبوں پر حیا کی دھیمی سی لرزش تھی' اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں' لیکن وہ جو سوچ رہا تھا کہ شاید اس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو اس کی منشا کے بنا یہ فیصلہ صادر ہوا' یہ صرف اس کی سوچ ہی ثابت ہوئی تھی وہ دیکھ رہا تھا اور پوری شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ پری کے انداز میں رضامندی تھی گوکہ اس کا چہرہ بالکل سنجیدہ تھا' یہ اس کا اقرار ہی تھا جو اس کا ہاتھ طغرل کے ہاتھ میں تھا' رنگ پہنانے کے بعد بھی وہ اس کا ہاتھ تھامے بے حد

مسرور نظر آ رہا تھا' مسرت اس کے وجیہہ چہرے کو جگمگا رہی تھی' فتح یاب ہونے کا نشہ اس کے انگ انگ سے چھلک رہا تھا۔ اس کی وہ راحت و سرفرازی اسے کسی سانپ کی طرح ڈسنے لگی تھی۔

وہ تمام لوگ ہی بے حد خوش تھے' مسکراہٹیں اور قہقہے تھے' شوخ نظروں اور فقروں کی بوچھاڑ تھی اس دوران ہی عائزہ نے بڑی مشکل سے پری کا ہاتھ طغرل کے ہاتھ سے چھڑایا تھا۔

''میں تجھے جان سے ماردوں گا حرام زادے!'' اس نے وحشت کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے شرٹ کے نیچے بیلٹ کے ساتھ باندھے گئے ریوالور کو نکالنا ہی چاہا تھا' معاً وہاں آتے ویٹر کو دیکھ کر وہ گویا حواسوں میں لوٹ آیا تھا۔

''جی سر! آپ کچھ لیں گے؟'' ویٹر مودبانہ لہجے میں گویا ہوا۔

''کچھ نہیں۔'' عین کلائمکس پر ویٹر کی آمد بری لگی تھی اسے۔

''کیا آپ ٹھیک ہیں سر؟'' اس کا چہرہ آگ کی مانند سرخ تھا' تنفس بھی قدرے تیز اور وہ پسینے میں شرابور وحشت زدہ دکھائی دے رہا تھا' اس کی اندر کی کیفیت باہر دکھائی دے رہی تھی' جب ہی ویٹر کو اس کی طرف متوجہ کرگئی تھی اور وہ استفسار کر بیٹھا تھا۔

''دفع ہوجاؤ یہاں سے کچھ نہیں چاہیے۔'' وہ بگڑے تیوروں سے اس سے مخاطب ہوا تھا اژدھوں جیسی پھنکار تھی اس کے لہجے میں' ویٹر خوفزدہ انداز میں تیزی سے چلا گیا۔ اس نے خونخوار نظروں سے پھر اس خوشگوار ہنگامے کو دیکھا جہاں اب دادی کے اصرار پر فیاض طغرل کی انگلی میں انگوٹھی پہنا رہے تھے پھر مٹھائی کھلا کر انہوں نے اسے سینے سے لگالیا تھا۔

ریوالور کی طرف جاتا ہوا اس کا ہاتھ رک گیا' اس نے خونی نگاہوں سے پری کی طرف دیکھا اور کئی لمحوں تک دیکھتا ہی رہا۔ وہاں ویٹرز ڈنر سرو کررہے تھے' مبارک باد کے تبادلے جاری تھے۔ سب لوگ بے حد خوش تھے صرف ایک چہرہ ان میں ایسا تھا جس کے مسکراتے لبوں کا ساتھ اس کی آنکھیں نہیں دے رہی تھیں' وہ عادلہ تھی جس کی بھیگی آنکھوں پر اس کی نگاہیں ٹھہر گئی تھیں' وہ بیرونی گیٹ سے باہر نکل گیا۔

❁.......❁.......❁

''ماہ رخ! تنہا عورت ہر معاشرے میں غیر محفوظ ہوتی ہے' تم دیکھ چکی ہو عورت اگر بے سہارا و بے بس ہو تو مردوں کے لیے مال غنیمت بن جاتی ہے۔ ہر مرد اس پر اپنا حق جتاتا ہے' اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے' عورت کو محفوظ صرف رشتے بناتے ہیں' کوئی معتبر سہارا ہی اس کو عزت و توقیر بخشتا ہے۔'' اس کے شادی کے بار بار انکار کے باوجود بھی اعوان اسے سمجھانے کی سعی میں مگن تھا۔ وہ اس کو پھر سے بھٹکتے دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

''اب مجھے کسی رشتے' کسی سہارے کی قطعی ضرورت ہے اور نہ ہی تمنا رہی ہے اور رہی بات گدھ نما مردوں کی' تو ان مردوں کو میں ہینڈل کرنا جانتی ہوں' تم میری فکر نہیں کرو میں اپنی حفاظت کرسکتی ہوں۔'' اس کے لہجے میں مضبوطی و اعتماد تھا۔

اعوان یک ٹک اسے دیکھے گیا فیروزی جارجٹ کے ملٹی کڑھائی والے سوٹ میں وہ آزردہ سی بیٹھی تھی' ریشمی بال بے ترتیب انداز میں بکھرے ہوئے تھے اس کی کندن رنگت میں حزن شامل ہوگیا تھا وہ جب سے والدین کی موت سے باخبر ہوئی تھی تب سے بہت بجھی بجھی اور خود سے غافل رہنے لگی تھی اور اس کی اس اداسی میں بھی سحر انگیزی تھی۔ اعوان کا دل اس کی محبت میں اسیر تھا وہ اسے پانے کی جستجو میں مگن تھا۔

''اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو اعوان؟'' وہ اس کی نگاہوں کی حدت محسوس کرکے اس کے قریب جاکر کھڑی ہوئی۔

''تم نے نہ سہی.....مگر میں نے تم سے محبت کی ہے ماہ رخ!'' اس کی آواز میں یاسیت بھری ہوئی تھی۔

''میں تمہیں پھر سے اس بے رحم دنیا کے سہارے نہیں چھوڑ سکتا' تم پلیز اپنے مستقبل کے متعلق سوچو' کہاں جاؤ گی' کس کا سہارا تلاش کرو گی؟'' اس کا لہجہ التجائیہ تھا۔

''مجھ جیسی بے سہارا عورتوں کے لیے ٹرسٹ ہیں یہاں پر' میں وہاں چلی جاؤں گی اور آخری سانس تک گلفام کا انتظار کروں گی۔''

''ان اداروں میں تو بڑے پیمانوں پر غیر اخلاقی سرگرمیاں ہوتی ہیں' احمر غفران سے بھی زیادہ بڑے مگرمچھ یہاں موجود ہیں۔ جو ایسی غیر قانونی سرگرمیاں مکمل قانونی انداز میں کرتے ہیں۔''

''سب جگہوں پر ایسا نہیں ہوتا ہوگا اعوان!''

''آف کورس...... سب ہی لوگ کرپٹ نہیں ہوتے' کچھ اچھے نیک وایمان دار لوگ پوری دیانت داری سے یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں مگر ایسے لوگ کہاں ہیں' یہ نہیں معلوم۔''

''اعوان ایک بات بالکل سچ سچ بتاؤ گے؟'' وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے شادی نہیں کی؟''

''یہ کیوں پوچھ رہی ہو' کیا جاننا چاہتی ہو میرے بارے میں؟''

''یہی کہ تم نے شادی کی ہے یا نہیں......'' اس کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی' اعوان نے چند لمحے توقف کے بعد آہستگی سے کہا۔

''دراصل بات یہ ہے کہ ممی پپا کے ازحد دباؤ پر مجھے شادی کرنی پڑی تھی' تم تو جانتی ہو نا میں اکلوتا بیٹا ہوں اپنے والدین کا' ان کی ساری توقعات وخواہشات کا واحد مرکز میری ذات ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ہم جیسے لوگ اپنی چاہت کے برعکس ایسے لوگوں سے کمپرومائز کرلیتے ہیں جو ہمارے نام کے ساتھ تو جڑ جاتے ہیں مگر دل سے وہ ہمیشہ ہی فاصلوں پر رہتے ہیں' دل سے کبھی نہیں جڑ پاتے۔'' اس کا لہجہ شکستہ تھا' وہ نگاہیں چرائے آہستگی سے اعتراف جرم کے انداز میں گفتگو کررہا تھا ایک بار بھی اس دوران اس نے نگاہ نہ اٹھائی تھی۔

''سات سال ہوگئے ہیں ہماری شادی کو ایک کیوٹ سا بیٹا بھی ہے' بیٹے سے بے حد محبت کرتا ہوں میں۔ لیکن رعنا سے کبھی وہ انسیت فیل ہی نہیں ہوئی مجھے جو ایک محبت کرنے والی بیوی سے ہونی چاہیے۔''

''کیوں...... جب بیٹے سے محبت ہے' بہت چاہتے ہو اسے تو پھر بیوی سے محبت کیوں نہیں کرتے اعوان۔'' اس کا لہجہ پرسکون وپراعتماد تھا۔

''شاید اس لیے کہ ہم سفر کے لیے میرا آئیڈیل تم تھیں' میں نے تصور میں تم کو ہی شریک سفر دیکھا تھا' رعنا تمہاری جگہ کبھی بھی لے ہی نہیں سکتی۔'' آخری لفظ کہتے ہوئے وہ جذباتی ہوگیا تھا۔

''یہ تم زیادتی کررہے ہو اعوان! جب عورت بیوی بنتی ہے تو وہ اپنی تمام کشتیاں جلا کر مرد سے منسوب ہوتی ہے اور اگر مرد اس سے بے وفائی کر جائے تو اس کی واپسی صرف اور صرف چار کاندھوں پر ہوتی ہے اور تم رعنا سے بے وفائی کیوں کررہے ہو؟ وہ صرف تمہاری بیوی ہی نہیں تمہارے بیٹے کی ماں ہے۔ تمہارے خاندان کو وارث دینے والی ایک معتبر عورت ہے' تم اس کا حق مجھے کس طرح دے سکتے ہو؟ یہ ایک بیوی' ایک ماں اور ایک عورت کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔''

''پلیز ماہ رخ! میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو' میں رعنا کے ساتھ بالکل بھی زیادتی نہیں کررہا' آج بھی اسے سارے حقوق حاصل ہیں اور ہمیشہ رہیں گے' میں اس کا حق نہیں ماررہا۔ میرا مذہب مجھے چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے اور جو شرائط عائد ہیں دوسری شادی کے لیے میں وہ افورڈ کرنے کی حیثیت رکھتا ہے' تم یقین کرو میں رعنا کو کسی شکایت کا موقع نہیں دوں گا اور تم آخری سانس تک میری محبت رہو گی۔'' وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا پُریقین لہجے میں گویا ہوا۔

''اعوان! محبت میں ملن ضروری تو نہیں ہوتا۔''

''ملن کے بغیر بھی محبت کبھی مکمل ہوئی ہے؟''

''مرد ہونا آخر' مطلب پر تم کو مذہب بھی یاد آجاتا ہے اور مقصد برادری کے لیے سنت بھی ازبر ہوجاتی ہے۔ دراصل مرد کے اندر کہیں تاریک گوشے میں ایک عیاش شکاری چھپا ہوتا ہے اور وہ موقع ملتے ہی شکار کو جال میں پھنسانے سے باز نہیں آتا اور تم بھی ایک ایسے ہی شکاری ہو اعوان!''
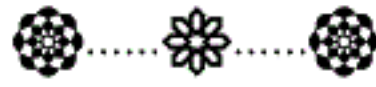
آنسوؤں کا ایک سمندر

ٹھاٹھیں ماررہا ہے من کے اندر

آمدِ طوفان ہے
غم کا بحر بیکراں ہے
رونا چاہتی ہوں
درد بھلا کر کچھ دیر سونا چاہتی ہوں
رکھ کر سر تیرے کاندھے پر
کچھ نہیں اور طلب دل کو
فقط تیرا محبت بھرا لہجہ
اور ایک شانہ چاہیے

دل تھا کہ بھرے بادلوں کی طرح جل تھل ہو رہا تھا اور وہ روئے جا رہی تھیں' ہر سو سناٹا و خاموشی چھائی ہوئی تھی اور اس سکوت میں ان کے رونے اور سسکیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ وہ بیڈ پر دوپٹے میں منہ چھپائے آنسو بہا رہی تھیں تب ہی دروازہ کھلا تھا۔

''اوہ آپی! کیا ہوا' خیریت تو ہے نا سب؟'' زینی ان کو اس شدومد سے روتے دیکھ کر چند لمحے ہک دک رہ گئی پھر ہاتھ میں پکڑا بیگ اس نے ٹیبل پر رکھا اور صباحت کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا تو صباحت روتی ہوئی اس کے گلے لگ گئی تھیں۔

''خدا کے واسطے آپی! بتائیں تو سہی کیا بات ہے؟ آپ کیوں رو رہی ہیں اور گھر والے کہاں گئے ہیں' کوئی بھی نہیں پلیز جلدی بتائیں کیا ہوا ہے؟'' زینی بھی روہانسی لہجے میں گھبرا کر پوچھ رہی تھی۔

''تم پریشان مت ہو' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' وہ اس سے علیحدہ ہوتی گلوگیر لہجے میں گویا ہوئیں۔

''مجھ سے مت چھپائیں کوئی بات ضرور ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہی ہیں' ورنہ میں نے آپ کو کبھی لائف میں اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' اس کے لہجے میں بے اعتباری و تشویش تھی۔

''آج طغرل اور پری کی منگنی ہے' سب لوگ ہوٹل گئے ہوئے ہیں۔'' انہوں نے چہرہ صاف کرتے ہوئے دھیمے سے مسکرا کر بتایا۔

''اوہ......اچھا' آپ اس بات پر رو رہی تھیں آپی؟'' بہن کی خود پسند و حاسدانہ مزاج پر اسے بے حد رنج ہوا تھا۔

''اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی آپ پری کی طرف سے اپنا دل صاف نہیں کر سکی ہیں' میں سمجھ رہی تھی عائزہ اور عادلہ کے طرزعمل سے ملنے والے صدموں سے آپ کا دل پری کے لیے موم ہو گیا ہوگا۔''

''کہہ سکتی ہو تم' یہ ساری کڑوی باتیں و ناقابل برداشت ہتک آمیز رویہ' میری بہن ہی کیا سب لوگ مجھ سے بدگمان ہو گئے ہیں۔ میرا انداز میری عادت و مزاج سے سب ہی واقف ہیں' میرا نام لوگوں کے لیے ناپسندیدہ ہے' میں ہوں ہی اسی قابل زینی کہ لوگ میرے چہرے پر تھوک دیں' نفرت کریں مجھ سے' میں اسی قابل ہوں۔'' وہ رو رہی تھیں ان کے آنسوؤں میں پچھتاوے و ندامت تھی سیاہ و زرد رنگ کے امتزاج والے پرنٹڈ سوٹ میں سیاہ دوپٹے کو سر پر ڈالے وہ سادہ اور بدلی ہوئی لگ رہی تھیں۔ شدت گریہ وزاری سے آنکھیں سوج گئی تھیں اس نے پہلی بار بہن کی آنکھوں میں حقیقی دکھ دیکھا تھا' زینی اس سے لپٹ کر روتے ہوئے گویا ہوئی۔

''شکر ہے آپی! آپ کی واپسی ان راستوں پر تو ہوئی' یہ راستے آپ کے کب سے منتظر ہیں۔''

''ہاں زینی! ان راستوں پر ہی چل کر مجھے فیاض کے دل کے دروازے پر بھی دستک دینی ہوگی' اتنے قیمتی ماہ وسال میں نے شک کی آگ میں جلتے ہوئے گزار دیئے اور بدلے میں صرف تباہی میری اور میری بچیوں کی زندگی میں پھیلتی چلی گئی' اب جتنی زندگی بچی ہے اس وقت کو میں فیاض کی محبت میں گزارنا چاہتی ہوں۔'' اس سے علیحدہ ہوتے ہوئے وہ پُرعزم لہجے میں گویا ہوئی۔

''میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں آپی! مجھے یقین ہے فیاض بھائی آپ کی محبت کا جواب محبت سے ضرور دیں گے۔ وہ درگزر کرنے والے شخص ہیں آپ کی غلطیاں وہ زیادہ دنوں تک یاد نہیں رکھ سکیں گے۔''

''وہ بے حد ضدی بھی ہیں، دیکھ لو آج فقط ایک بار مجھ سے سرسری لہجے میں ساتھ چلنے کو کہا میں نے تکلفاً انکار کیا تو فوراً چلے گئے اور اماں تک کو مجھ سے اصرار کرنے کو منع کر دیا تھا۔''

''اس کی وجہ جانتی ہیں آپ آپی! پھر کیوں دل جلا رہی ہیں۔''

''میں شرمندہ ہوں، کسی سے نگاہیں ملانے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں اور پارس کی تو پرچھائیں سے بھی میں کبھی نگاہ نہ ملا پاؤں گی، جب کبھی بھی میں نے اسے ماں ہونے کی خوشی نہ دی تو اب کس منہ سے اس کی خوشیوں میں شریک ہو سکتی ہوں؟''

''اب سب اچھا ہو جائے گا آپی! ہمارے معاملات کا دارومدار ہماری نیت پر ہوتا ہے آپ کی نیت اچھی ہے تب ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کی پریشانیوں کو ختم کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں ایک بہت بڑی خوشخبری لے کر آئی ہوں آپ کے پاس، سنیں گی تو خوش ہو جائیں گی۔''

''خوشخبری لے کر آئی ہو تم؟ پروردگار اس قدر مہربان ہے ابھی میں نے توبہ کی ہے اور ربّ نے مجھے اپنی رحمتوں سے نوازنا بھی شروع کر دیا۔''

''فاخر کراچی آ گیا ہے، وہ عائزہ کو ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔''

❁......❁......❁

دادی کے سرپرائز نے ان دونوں کو ہی سرپرائز کر ڈالا تھا، انہوں نے چپکے چپکے نا صرف منگنی کی تیاریاں کی تھیں بلکہ ایک ہوٹل میں بڑی شاندار پارٹی کی ارینجمنٹ بھی کروائی تھی اور پہلی بار اپنی روایات سے ہٹ کر انہوں نے اس طرح کی تقریب کی تھی جس میں ان کی ہی خواہش پر طغرل نے پری کو انگوٹھی پہنائی تھی۔

ان کی بوڑھی دھندلائی آنکھوں میں مسرت سچے موتیوں کی مانند چمک رہی تھی، پری ان سب کی موجودگی خصوصاً باپ کی موجودگی کے باعث سمٹ کر رہ گئی تھی۔ طغرل پُراعتماد تھا اور آج اس کی من کی مراد بر آئی تھی، خوشی سے اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔ گاہے بگاہے پری کو وہ ترچھی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اور جب دادی کے کہنے پر انگوٹھی پہنائی تو کئی لمحوں تک اس کا ہاتھ تھامے رہا تھا، اس کے گداز ہاتھوں کی لرزش اسے مسرور کر رہی تھی۔ وہ اتنی نروس تھی کہ اس کے دل کی دھڑکنوں کی صدا وہ برابر میں بیٹھا مزے سے سن رہا تھا۔

''نانی جان سے جوتے کھا کر ہی تم ہوش میں آؤ گے یار!'' معید نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پری کو آزاد کروایا تھا۔

''تم سے برداشت نہیں ہوتی ہے میری خوشی، جل ککڑ کہیں کے۔'' وہ معید کو گھورتے ہوئے بولا اور پھر دادی کے حکم پر فیاض صاحب نے طغرل کو انگوٹھی پہنائی تھی پھر مبارک سلامت کا شور اٹھا۔

طغرل کو انہوں نے سینے سے لگا لیا تھا پھر کانپتا ہاتھ پری کے سر پر رکھا تو ان کی آنکھیں نم ہونے لگیں وہ امڈتے آنسوؤں پر قابو پاتے کرسی پر بیٹھ گئے، انہوں نے اچٹتی نگاہ سے دیکھا تھا۔ پری کی جھکی گردن مزید جھک گئی تھی اور کئی قطرے خاموشی سے رخساروں سے پھسل کر اس کی گود میں جذب ہو گئے تھے۔ ان کا شدت سے دل چاہا کہ اٹھ کر اسے سینے سے لگا لیں اور اتنا پیار کریں کہ عمر بھر کی تمام تشنگی دور ہو جائے مگر پھر وہی جھجک اور تکلف راہ میں حائل ہو گیا جو ایک عرصے سے چلا آ رہا تھا۔ دادی نے کئی نوٹ ان پر سے وار کر ویٹرز کو دیئے تھے اور پھر شاندار ڈنر کا آغاز ہو گیا تھا۔

ڈنر کے بعد آصفہ، عامرہ اپنی فیملیز کے ساتھ گھر کے لیے روانہ ہو چکی تھیں، فیاض کسی دوست کی عیادت کو چلے گئے تھے تب عادلہ اور عائزہ کی موجودگی میں اماں نے طغرل سے کہا۔

''طغرل! میں عادلہ اور عائزہ کو لے کر گھر جا رہی ہوں، تم پری کو اس کی ماں سے ملوا کر لے آؤ، اس خوشی کے موقع پر وہ کیوں اس کی شکل دیکھنے سے محروم رہے۔ اس کا بھی اس پر اتنا ہی حق ہے جتنا فیاض کا ہے۔''

''دادی جان! میں ابھی آپ کے ساتھ گھر جانا چاہتی ہوں، مما کے ہاں کل شوفر کے ساتھ چلی جاؤں گی۔'' اس وقت اس کے ساتھ تنہائی کے خیال سے ہی وہ حواس باختہ ہو رہی تھی۔

''کل کے انتظار میں، میں اس خوشی کو باسی کرنا نہیں چاہتی پھر وہ ڈرائیور بھی نیا ہے رات کو میں اس کے ساتھ تمہیں اس طرح تنہا نہیں بھیج سکتی، تمہاری نانو کا گھر بھی بہت دور ہے، طغرل کے ساتھ جانا ہی بہتر ہے تم اسی کے ساتھ جاؤ۔'' گو کہ وہ بالکل شرافت بھرے انداز میں نگاہیں جھکائے

کھڑا تھا مگر پری کو اندازہ تھا وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا ہوگا۔

''دادی جان! اگر اس کو اعتراض ہے میرے ساتھ جانے پر تو آئی ڈونٹ کیئر' کل دن میں آپ اس کو شوفر کے ساتھ بھیج دیجیے گا۔'' اس نے خاصے بُرا ماننے والے انداز میں کہا۔

''ارے جب تم ہو تو پھر ڈرائیور کو کیوں بھیجوں اس کے ساتھ؟'' ان کی سادگی بے ساختہ تھی' عادلہ اور عائزہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

''آپ کا مطلب ہے میں ڈرائیور ہوں پارس کا؟'' دادی کی بات پر وہ بھی مسکرا کر استفسار کرنے لگا۔

''لو بھلا یہ کیا بات ہوئی' گھر کے مرد یہ کام کریں تو ڈرائیور بن جاتے ہیں اگر بن بھی جائیں تو کیا ہوا یہ کام بُرا نہیں ہے۔'' حسب عادت وہ تینوں کو آنکھیں دکھاتی ہوئی گویا ہوئی۔

''پری! گھبراؤ نہیں چلی جاؤ طغرل کے ساتھ' میں کہہ رہی ہوں اور ہاں اگر یہ تمہیں تنگ کرے تو مجھے بتانا پھر انجام دیکھنا اس کا۔'' وہ حواس باختہ پری سے نرمی سے مخاطب ہوئی تھیں۔

❁......❁......❁

شاور سے گرتی تیز بوندیں بھی اس کے اندر بھڑکتی آگ کو ٹھنڈا نہیں کر پا رہی تھیں وہ کئی گھنٹوں سے شاور کے نیچے کھڑا تھا' تصور میں بار بار کئی مناظر گھوم رہے تھے اور اس کے اندر کی آگ بھڑک رہی تھی۔ دل چاہ رہا تھا ہر سو آگ لگا دے ہر ایک کو قتل کر ڈالے' اپنی راہ میں آنے والی ہر شے کو نیست و نابود کر دے۔

''شیری...... شیری...... باہر آئیں بیٹا!'' دروازے پر ہونے والی زور دار دستک اور ممی کی پریشان کن آواز سن کر وہ حواسوں میں لوٹا تھا۔

''تھینکس گاڈ' آپ ٹھیک ہیں' میں تو گھنٹوں سے آپ کو باتھ روم میں لاکڈ دیکھ کر گھبرا ہی گئی تھی۔'' اسے صحیح سلامت باہر آتے دیکھ کر وہ تشکر بھرے انداز میں بولیں۔

''آپ کیا سمجھیں ممی! میں نے خودکشی کر لی ہے۔'' وہ ٹاول سے بال رگڑتا ہوا استہزائیہ انداز میں گویا ہوا۔

''ارے کیسی باتیں کرتے ہیں بابا! خودکشی کریں آپ کے دشمن۔'' وہ بُری طرح خوفزدہ ہو کر گویا ہوئی۔

''بالکل...... میں مجبور کر دوں گا اپنے دشمنوں کو خودکشی کرنے کے لیے' میرے دشمنوں کو زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔''

''یہ...... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ کون دشمن؟ کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟'' اس کا خونخوار انداز مسز عابدی کو پریشان کر گیا تھا۔

''وہی دشمن جن کو آپ نے کہا ہے' میرے دشمن خودکشی کریں۔'' لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے خود کو سنبھالا اور مسکرا کر شوخ ہوا۔

''خیر میں تو مثال کے طور پر کہہ رہی تھی بابا!'' ان کی پریشانی ابھی بھی رفع نہیں ہوئی تھی۔

''ممی پلیز اتنا اسٹرس مت لیا کریں' میں بھی مذاق کر رہا تھا' ایم سوری اب کبھی مذاق نہیں کروں گا آپ سے۔'' اس نے ٹاول سائیڈ میں اچھالا اور ان کو قریب بٹھاتے ہوئے بولا۔

''کوئی کام تھا آپ کو مجھ سے؟''

''جی ڈنر کے لیے رجب بابا کئی بار یہاں آپ کو بلانے آئے تو معلوم ہوا آپ باتھ لے رہے ہیں لیکن تین گھنٹے بعد بھی آپ باہر نہیں آئے تو میں گھبرا کر یہاں آئی تھی۔''

''سوری آپ پریشان ہوئیں' دراصل میں بہت سستی و تھکن فیل کر رہا تھا۔''

''آپ سچ کہہ رہے ہیں...... کوئی اور بات تو نہیں ہے شیری!'' وہ بیٹے کے وجیہہ چہرے پر کچھ اضطراب و بے چینی محسوس کر رہی تھی۔

''کچھ خاص نہیں ممی! کوئی ایسی بات نہیں ہے۔'' اس نے سوچتے ہوئے عام لہجے میں کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے میرا بیٹا کوئی بات سوچے اور وہ بات خاص نہ ہو' کیا بات ہے مجھے بھی بتائیں۔'' وہ ہمہ تن گوش تھیں۔

''ممی! ڈیڈی کی ناراضگی بڑھتی ہی جا رہی ہے اب وہ مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں' ایسا کب تک چلے گا؟''

''عابدی کی اصول پرست طبیعت کبھی نہیں بدلے گی' جب تک ان کی بات نہیں مانی جائے گی ان کا رویہ بد سے بدتر ہوتا جائے گا۔'' وہ افسردہ لہجے میں اس کی طرف دیکھتی ہوئی گویا ہوئی تھیں۔

''ممی! یہ ڈکٹیٹر شپ ہے' ڈیڈی صرف اپنی منوانا چاہتے ہیں۔''

''آپ جو بھی سمجھیں شیری! میں کچھ نہیں کہہ سکتی' مجبور ہوں۔''

''میں نے فیصلہ کرلیا ہے ممی!'' وہ کھڑا ہو کر سنجیدگی سے بولا۔

''کیسا فیصلہ شیری!'' وہ بھی کھڑی ہوگئی تھیں۔

''ڈیڈ کی بات ماننے کا......'' اس کے انداز میں پُراسراریت تھی۔

''رئیلی شیری!'' وہ گومگو کی کیفیت میں مبتلا تھیں۔

''یس آف کورس رئیلی ممی! میں عادلہ سے شادی کے لیے تیار ہوں۔'' اس نے بازو کے گھیرے میں ان کو لیتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

''اوہ...... میری جان! میرے بیٹے یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے نا؟ کیا آپ اپنے دل سے یہ فیصلہ کررہے ہیں...... عابدی کی خاطر تو نہیں؟''

''میں اپنی خوشی سے فیصلہ کررہا ہوں' عادلہ کو میں دیر سے سمجھ پایا ہوں' وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔''

''خوش رہو شیری! بہت عرصے بعد میرے دل کو خوشی نصیب ہوئی ہے' میں ابھی عابدی کو یہ خوش خبری سناتی ہوں۔''

❁......❁......❁

اعوان نے اسے وہاں سے جانے کی اجازت نہیں دی تھی اس کی زور زبردستی منت سماجت کچھ بھی کام نہیں آئی تھی اور بہت متانت سے وہ گویا ہوا تھا۔

''تم فکر کیوں کرتی ہو ماہ رخ! یہ اپارٹمنٹ میں تمہارے نام کردوں گا اور اگر تم مجھ پر اعتبار نہیں کرپارہی ہو تو میں یہاں پر نہیں آؤں گا مگر تمہاری ضروریات سے غافل نہیں رہوں گا۔ میں تمہارے اکاؤنٹ میں خطیر رقم جمع کردوں گا جس کو تم اپنی مرضی سے استعمال کرسکتی ہو۔''

''کیوں......؟ میں یہی جاننا چاہتی ہوں تم مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہورہے ہو جبکہ میں تم پر اپنے دل کا بھید عیاں کرچکی ہوں' بتاچکی ہوں میں تم سے محبت نہیں کرتی' میں گلفام کے نام پر زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ آخری وقت تک اس کا انتظار کروں گی میں' سب جاننے کے بعد بھی تمہاری یہ مہربانیاں میں سمجھ نہیں پارہی ہوں۔'' اس کے لہجے میں پنہاں بے اعتباری و الجھن کئی معنی رکھتی تھی۔

اعوان نے اس کی شک آمیز گفتگو خاصے انہماک سے سنی تھی اس دوران وہ اس کے چہرے کے زاویے و لہجے کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتا رہا تھا اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ اس پر اعتماد و یقین نہیں کرپارہی ہے۔

''اچھا...... تم میری مہربانیوں کو سمجھ نہیں پارہی ہو' تمہارے نزدیک میری ان مہربانیوں کے پیچھے کیا غرض ہے؟ کیا چاہتا ہوں میں تم سے۔''

''کیا چاہو گے تم مجھ سے ہونہہ...... مجھ جیسی عورت سے مرد کیا چاہ سکتا ہے' یہ بتانے کی ضرورت ہرگز نہیں ہے اعوان!'' وہ سخت بدظن و تنفر بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

''کتنی بے رحمی سے تم مجھ کو یہ الزام دے کر بری الذمہ ہورہی ہو ماہ رخ!'' وہ گھائل نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوا۔

''اگر مجھے تم سے ناجائز تعلقات کی چاہ ہوتی تو احمر غفران نے چند ہزار درہم کے عوض تم کو مجھے سونپ دیا تھا' مجھے اس وقت تمہیں حاصل کرنے سے کون روک سکتا تھا؟ پھر میں تمہیں یہاں لانے کے جتن کیوں کرتا؟ تمہیں شادی کی پیشکش کیوں کرتا ماہ رخ! سوچو' دماغ پر زور ڈالو اپنے ذہن میں شک و وہم کے بیٹھے ہوئے ناگ کو مار ڈالو میں وہ کروں گا جو تم کہو گی' تمہیں مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔''

❁......❁......❁

''اس خوب صورت ترین دن بھی تم اپنی بداعتمادی والی حرکت سے باز نہیں رہ سکی نا' دادی جان پر میرا امپریشن خراب کروادیا تم نے۔'' وہ ہوٹل سے خاصے دور نکل آئے تو وہ پری سے گویا ہوا۔

''مائنڈ اٹ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی دادی جان سے جو آپ کو بُری لگ رہی ہے۔'' اس نے فوراً صفائی پیش کی۔

''تمہیں کیا ضرورت تھی یہ کہنے کی کہ مما کے ہاں کل شوفر کے ساتھ چلی جاؤں گی' تم کو مجھ پر اب بھی اعتبار نہیں ہے کیا؟'' اس کے بھاری لہجے میں پرسوز دلگرفتگی تھی' پری نے بے اختیار دیکھا' ہنستا مسکراتا وجیہہ چہرہ بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر قبل وہ بات بے بات مسکرا رہا تھا' کزنز کی چھیڑ چھاڑ کے جواب شوخ انداز میں دے رہا تھا' اس کا لہجہ اس کے شوخ قہقہے اس کی بے تحاشہ خوشی کے مظہر تھے اب وہ بالکل سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''میرا یہ مطلب تو نہیں تھا جو آپ مائنڈ کر گئے ہیں۔''

''چھوڑو یار! تم نے میری ساری خوشی کرکری کر کے رکھ دی' نا معلوم کس قسم کی بے اعتمادی تم میں بھری ہوئی ہے جو تم مجھ پر بھروسہ کرنے کو تیار نہیں ہو' اس طرح ہماری زندگی کس طرح گزرے گی؟'' چند لمحے بوجھل خاموشی کے ساتھ سرک گئے پھر وہ بولا۔

''کب تک تم پارس! یہ اعتبار و بے اعتمادی کے بھنور میں خود بھی چکراتی رہو گی اور مجھے بھی جکڑے رکھو گی' محبت کی پرکھ کب کرنا سیکھو گی؟ میں تمہارا محافظ ہوں لٹیرا نہیں۔ تمہاری انا' تمہاری عزت' تمہاری خودداری اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے مجھے۔''

''میرا ماضی' میرا گزرا ہوا کل میرا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے طغرل! میں کیا کروں' پاپا ممی کی ناکام زندگی میں بھولتی نہیں ہوں۔'' وہ رندھی ہوئی آواز میں اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوئی تھی۔

''کیا تم ایسا نہیں کر سکتی ہو کہ ماضی کو بھول جاؤ اور خوش رہنے کی کوشش کرو' آخر وہ بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے والدین مر جاتے ہیں' ایسے لوگ بھی تو صبر کر کے خوش رہتے ہیں۔'' اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ شانے سے ہٹاتے ہوئے سمجھایا۔

''کہتے ہیں مرنے والوں کا صبر اللہ دے دیتا ہے لیکن ایسے رشتوں کا صبر نہیں آتا ہے' جس طرح مجھے نہیں آ رہا ہے۔''

''ماضی سے باہر نکل کر دیکھو حال تمہاری راہوں میں خوشیوں کی کہکشاں بکھرائے کھڑا ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میری زندگی میں تم خوش رہو گی' میں دکھ کا ایک آنسو تمہاری آنکھوں میں برداشت نہیں کر سکتا اور جس دن تم روئیں وہ میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔'' اس کا انداز جذباتی اور پُریقین تھا' پری نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

''آپ سے پہلے میں مرجاؤں گی۔''

❁.......❁.......❁

''شکر ہے بدھو لوٹ کر گھر تو آیا' یہی ہوتا ہے جب تک مرد کو خود ٹھوکر نہیں لگتی وہ عورت کو گرا ہوا سمجھتا ہے' غلطی سے کی گئی بھول کو بھی معاف کرنا اپنی مردانگی کی توہین سمجھتا ہے۔'' فاخر کے متعلق جان کر وہ رنجیدہ لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''خیر جانے دو آپی! جو ہوا اچھا ہوا اس طرح دھوکہ کھا کر وہ کم از کم عائزہ کی جانب پلٹ تو آیا ہے ورنہ...... رمشہ کو چھوڑ کر وہ کہاں آنے والا تھا' یہ تو کوئی نیکی ہی کام آئی ہے۔''

''یہ بات تو سچ ہے نہ رمشہ کی مکاری کھلتی نہ میری عائزہ کے سوئے مقدر جاگتے' لیکن عائزہ کا اب ردعمل کیا ہوگا؟ وہ فاخر کے ساتھ کس طرح پیش آئے گی' معلوم نہیں؟''

''پھر بھی کوئی آئیڈیا تو ہوگا آپ کو اس کے موڈ کا' وہ کوئی بات کرتی ہوگی فاخر کے متعلق؟ کچھ کہتی تو ہوگی نہ......؟''

''نہیں' اس معاملے میں اس نے منہ پر مہر لگائی ہوئی ہے اور کبھی میں نے خود بات کرنے کی کوشش بھی کی تو اس نے یہی کہا کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے جو اللہ فیصلہ کرے گا وہ منظور ہوگا۔''

''اور اللہ نے کتنا اچھا فیصلہ کیا ہے اور یہ بھی اچھا ہی ہوا کے عائزہ نے پہلی رات فاخر کو سب سچ سچ بتا دیا تھا' فاخر کا کوئی کولیگ اس بلڈنگ کے فلیٹ میں رہتا تھا' اس نے بتایا تھا کہ راحیل کو اس کی پاگل ماں نے لوہے کی سلاخ مار مار کر قتل کر دیا تھا اور خود بھی مر گئی تھی' کئی دنوں تک ان کی لاشیں وہاں سڑتی رہیں جب تعفن پھیلا تو لوگوں کو خبر ہوئی اور پھر پولیس نے لاشیں اٹھائیں۔''

''اچھا...... اوہ کہیں کسی نے عائزہ کو وہاں سے آتے یا جاتے نہیں دیکھا پھر یہ کس طرح معلوم ہوا راحیل کی ماں نے اسے مارا ہے؟'' صباحت

کے چہرے پر کئی رنگ پھیل گئے تھے۔

''پوسٹ مارٹم رپورٹ اور پھر سلاخ پر اس کی انگلیوں کے نشان سے ثابت ہوا اور ڈرو نہیں' عائزہ کا کوئی ذکر نہیں تھا حالانکہ فاخر نے اس لڑکے سے خاصی تفصیل سے یہ واقعہ سنا تھا۔''

''یہ سب میرے پروردگار کی کرم نوازیاں ہیں زینی! ربّ نے کس طرح میری بیٹی کی بے گناہی و پاک دامنی کو فاخر کے سامنے ظاہر کروایا' اس کا کولیگ ایک عام سی بات کر رہا تھا انجانے میں وہ کتنی خاصی بات کی گواہی دے گیا' بہت بڑی نیکی سمیٹ گیا وہ۔''

''اسی وجہ سے فاخر کا سارا شک و وہم دور ہوا ہے اب آپ بتاؤ میں عائزہ کو اسے لینے کب بھیجوں؟ وہ جلدی واپس جائے گا۔''

''وہ تمہاری بات مانتی ہے' تم خود اس سے بات کرو' تم اچھے سے سمجھا سکتی ہو اس کو' میں تو چاہتی ہوں وہ اپنے گھر میں خوش رہے۔''

''اچھا آپ اس کو کچھ بھی مت بتایئے گا' کل میرے پاس گھر بھیج دیں عائزہ کو میں خود اس سے بات کرلوں گی۔''

''ہوں...... میں اس کو فاخر کے آنے کا بھی نہیں بتاؤں گی۔''

''آپی! عادلہ کا کیا حال ہے' شیری کی طرف سے کوئی امید بندھی یا وہ ابھی بھی اسی طرح انکار کر رہا ہے؟'' وہ اٹھتے اٹھتے یاد آنے پر پھر سے بیٹھتے ہوئے بولیں۔

''اس نے پلٹ کر دیکھا بھی نہیں میں سوچ رہی ہوں مسز عابدی کے سامنے جا کر سارا معاملہ رکھوں۔''

''یہ عادلہ کی بے عزتی ہے آپی! وہ اس طرح کبھی بھی ان کے دل میں جگہ نہیں بنا پائے گی۔''

❁......❁......❁

نامعلوم یہ خواب تھا یا حقیقت یا...... تصورات کا کوئی شاندار بہروپ؟

آف وہائٹ شلوار سوٹ پر بلیک واسکٹ زیب تن کیے نفاست سے بال سنوارے' خوشبوؤں میں بسا' لبوں پر شفیق مسکراہٹ سجائے آنسو بھری آنکھوں سے وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

چند لمحے خواب کی کیفیت میں وہ اسے دیکھتی رہی' وہ کھویا کھویا اسے تک رہا تھا' پھر اس نے پلکیں جھپکی تھیں خواب کی کیفیت سے بیدار ہوئی تھیں اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی تھی۔

نہ وہ وہم تھا...... نہ ہی فریب تھا...... نہ ہی تصورات کا کوئی جھوٹا کرشمہ...... وہ جیتا جاگتا گلفام تھا' جو اس کی خوشبو پا کر اس تک آ گیا تھا۔

''گل...... فام......'' قریب جا کر اس کے لب پھڑپھڑا کر رہ گئے۔

''ماہ...... رخ...... شکر ہے تم واپس آ گئی ہو'' وہ ایک لمحے کے لیے اس کے قریب جا رکی تھی اور دوسرے لمحے وہ اس کے سینے سے لگ کر رو رہی تھی' اس کی آواز اس پورے اپارٹمنٹ میں گونج رہی تھی' وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی' سارے دکھ' تمام پچھتاوے' حسرتیں وصدمے' اپنوں کو کھونے کا غم' خود کو گنوانے کا رنج صدمہ در صدمہ تھا' دل تھا کہ پھٹے جا رہا تھا' ایک آگ تھی جو جلا رہی تھی' ایک درد تھا جو تڑپا رہا تھا' وہ بکھر رہی تھی ٹوٹ رہی تھی دل کو کسی طرح قرار نہ تھا۔

گلفام کے آنسو بھی خاموشی سے بہہ رہے تھے' حالت اس کی بھی ایسی ہی تھی اس کی جدائی کے درد میں وہ بھی اسی طرح تڑپا تھا' اس کی جدائی کی آگ اسے بھی راکھ کرتی رہی تھی مگر وہ مرد تھا بہادر و ہمت اس کی طرح حوصلہ نہیں توڑ سکتا تھا سو اس کے بکھرے وجود کو وہ سنبھال رہا تھا' سہارا دے رہا تھا۔

''بس اب چپ جاؤ ماہ رخ! دکھ کی سیاہ رات بیت چکی ہے' اب تو سکھ کا روشن سویرا پھیلنے کو ہے' ہماری تقدیر کا سورج اب مسرتوں کی کرنیں لے کر نمودار ہونے والا ہے۔'' وہ اسے علیحدہ کرتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

''میں تم سے یہ نہیں کہہ سکتی گلفام! مجھے معاف کردو' جو میں نے کیا وہ معاف کرنے کے لائق نہیں ہے اس کی سزا تو میری روح کو بھی بھگتنی پڑے گی' میں نے بیٹی کی ناموس کو ہی داغدار کر دیا ہے۔'' وہ خود کو سنبھالتے ہوئے رنجیدہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''میں نے جو کیا وہ ناقابلِ معافی ہے بہت بُری ہوں میں......'' گلفام اس کی بات کاٹ کر اپنائیت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔
''پلیز......رخ! تم پر جو گزری ہے وہ سب مجھے اعوان صاحب بتا چکے ہیں' مجھے بے حد افسوس ہے تم کو اپنے کیے کی سزا بہت زیادہ ملی ہے۔''
''مجھے معلوم تھا تم ابھی بھی ایسے ہی ہو گے' نرم خو' گداز دل' درگزر کرنے والے' بنا کسی کے معافی مانگے معاف کر دینے والے لیکن مجھے معاف نہیں کرو میرا جرم بہت بڑا ہے۔''
''مت دہراؤ بار بار ان باتوں کو ماہ رخ! جب میں ان باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تو تم کیوں سوچ رہی ہو؟'' اس نے بے پروا انداز میں کہا تھا۔

❀......❀......❀

نانو اور ممی اس سے ازحد محبت سے ملی تھیں' طغرل کی بھی کشادہ دلی سے پذیرائی کی تھی وہ ان کے اصرار پر کافی پینے کے لیے رک گیا تھا' اس دوران خوشگوار ماحول میں باتیں ہوتی رہی تھیں۔
''اوہ......ٹائم زیادہ ہو گیا ہے' نانو! آنٹی اجازت دیں مجھے' دادی جان انتظار کر رہی ہوں گی۔'' وہ مؤدب لہجے میں ان کو دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو ان کو بھی اٹھنا پڑا تھا۔
''جی' ٹائم تیزی سے گزر گیا اور پتا ہی نہیں چلا' اس ویک اینڈ پر صفدر پاکستان آ رہے ہیں ان کے آنے پر ہم گرینڈ پارٹی دیں گے' آپ کی منگنی کی خوشی میں تیار رہیے گا آپ۔'' مثنیٰ نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا تھا۔
''کیوں نہیں آنٹی! آپ انوائٹ کریں گی تو میں ضرور شرکت کروں گا۔''
''وہ پارٹی ہوگی ہی آپ کے اور پری کے آنر میں بیٹا! آپ دونوں کی موجودگی ضروری ہے اس میں اور اگر آپ کسی کو لانا چاہیں تو شوق سے لے کر آئیے گا' ہمیں خوشی ہوگی۔'' عشرت جہاں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت سے کہا۔
''جی ضرور۔'' وہ ان سے اجازت لے کر آگے بڑھا تو مثنیٰ نے خاموش بیٹھی پری سے کہا کہ وہ طغرل کو گیٹ تک چھوڑ کر آئے وہ جھینپی جھینپی سی اس کے ساتھ چلی آئی تھی۔ وسیع و عریض لان عبور کر کے وہ پورٹیکو تک پہنچنے والے ہی تھے کہ طغرل نے رک کر اس کا بازو تھام کر کہا۔
''تمہاری بولتی کیوں بند ہو گئی ہے' یہاں آتے ہی؟'' وہ خاصا ڈسٹرب لگ رہا تھا اس کی خاموشی سے۔
''اب میں نانو اور ممی کے سامنے کیا بولتی بھلا آپ کی باتیں سن رہی تھی اور آپ اپنے آگے کسی کو بولنے کا موقع کب دیتے ہیں۔'' وہ شوخی سے گویا ہوئی تھی جبکہ طغرل اس کی ہنسی پر مبہوت سا رہ گیا تھا۔
''ارے کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟'' اسے اس طرح مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ نروس ہو گئی تھی۔
''دیکھ رہا ہوں' تم ہنستی ہوئی کتنی کیوٹ لگتی ہو پارس! ہنستی رہا کرو' تمہاری ہنسی' دلکش مسکراہٹ میری سانسوں کو تازہ کر گئی ہے۔'' وہ ایک جذب کے عالم میں اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔ وہ سچ مچ شرما کر رہ گئی تھی۔
آج اس کی قربت سے اسے وحشت نہیں ہو رہی تھی' تنہائی کسی وسوسہ میں مبتلا نہیں کر رہی تھی وہ لان میں اس کے اتنی قریب کھڑی تھی کہ اس کی سانسیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔
''ایک بات پوچھوں سچ سچ بتائیں گے آپ؟'' وہ ایک دم سنجیدگی سے گویا ہوئی تھی۔
''ہوں......پوچھو' سچ بتاؤں گا۔'' وہ چونکا تھا۔
''یہ بات پہلے آپ نے کتنی لڑکیوں سے کہی ہے؟'' وہ مسکراتی شوخی سے گویا ہوئی۔
''سچ سنو گی' بتاؤں تمہیں......؟'' وہ سنجیدہ ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔
''ہوں......'' اس کا دل دھڑک اٹھا' وہ یہی کہہ سکی۔
''قسم سے یہ بات آج اور ابھی میری لائف میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی سے کہی ہے' تم یقین کرتی ہو پارس۔'' وہ مسکراتے ہوئے بوجھل لہجے میں بولا اور اس کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی' وہ بلش ہو کر رہ گئی۔

"بتاؤ نہ، تمہیں میری محبت پر، میرے جذبوں پر یقین ہے یا اب بھی تم مجھے ایسا ویسا گرا ہوا انسان سمجھتی ہو؟"

"میں آپ کے پاس ہوں، آپ کے ساتھ ہوں، میری انگلی میں آپ کے نام کی انگوٹھی ہے، یہ ثبوت نہیں ہے کیا میرے اعتبار کا؟ اور کیا چاہتے ہیں آپ، کس قسم کا اقرار چاہتے ہیں آپ؟" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کر گئی تھی اور طغرل یہی چاہتا تھا اس کے لبوں پر شریر مسکراہٹ دیکھ کر اسے ہوش آیا کہ کیا کہہ گئی ہے پھر وہ فوراً ہی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔ طغرل کے قہقہے نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

❁......❀......❁

"رمشہ ایک خوب صورت عورت تھی اور اپنی خوب صورتی کے جال میں دوسرے مردوں کو پھنسا کر لوٹنا اس کی ہابی تھی اور فاخر جو خود اس وقت ریزہ ریزہ تھا وہ اس مکار عورت کے لیے اچھا شکار تھا، اس نے چند دنوں میں ہی اپنی چکنی چپڑی باتوں اور اداؤں سے اسے ایسا اسیر کر لیا کہ فاخر تو چند دنوں کی دوستی میں ہی اس پر اتنا لٹو ہوا کہ نکاح کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔"

"جی، بتایا تھا ان دنوں فاخر نے مجھے کال کر کے کہ ان کو ایک پرخلوص، شریف و باکردار عورت مل گئی ہے جس کی زندگی میں آنے والے وہ پہلے مرد ہیں، وہ پہلا پیار ہیں رمشہ کا۔" عائزہ جوزینی کے سامنے بیٹھی ان کی زبانی فاخر کی آپ بیتی سن رہی تھی بے ساختہ گویا ہوئی تھی۔

"ارے بڑی چلتر باز، جھوٹی، مکار ن عورت تھی نا معلوم کتنے مرد اس سے پہلے اس کی زندگی میں آئے پھر وہ شادی شدہ عورت تھی دو شادیاں پہلے کر چکی تھی، نکاح پر نکاح کیا تھا اس نے اور تیسری شادی فاخر سے رچانے کی پوری تیاری کر چکی تھی۔"

"کیا فاخر نے شادی نہیں کی تھی رمشہ سے؟"

"شادی سے ایک دن پہلے شاپنگ سینٹر میں اس کا دوسرا خاوند مل گیا اور اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے، خاوند کو اس نے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا تھا مگر دونوں بیٹیاں مما مما کہتی ہوئی اس سے لپٹ گئیں تو فاخر کو اس کے جھوٹ پر یقین آیا، اس نے اسی وقت اس سے تعلق توڑ لیا تھا حالانکہ اس نے خود کو سچا ثابت کرنے کی بہت کوشش کی، منت سماجت، دھونس دھمکیاں ہر ہتھکنڈا آزمایا مگر...... تم تو فاخر کی ضد جانتی ہو، نا وہ ٹھوکر مار کر آ گیا اس کو اور ملازمت سے بھی دستبردار کر دیا تھا۔"

"یہ تو عورت کا مقدر ہوتا ہے آنٹی! سچ کہے یا دھوکہ دے دونوں صورتوں میں اسے ٹھوکر کھانی پڑتی ہے سزا و جزاء کا اختیار ایسا لگتا ہے مرد کے ہاتھوں میں آ چکا ہے۔" وہ دھیمے سے بولی۔

"عائزہ یہ دنیا کا اصول ہے جیسا کرو ویسا بھرو یہاں اپنا بویا کاٹنا پڑتا ہے بیٹا! تم نے بھی اپنی نادانی کی سزا بھگت لی، فاخر نے بھی من مانی کا مزہ چکھ لیا، اب وہ تمہارے ساتھ زندگی کی شروعات نئے سرے سے کرنا چاہتا ہے تم اپنا فیصلہ سناؤ؟" انہوں نے اسے قریب کرتے ہوئے محبت سے دریافت کیا۔

"زندگی بن ساتھی کے ادھوری ہوتی ہے فاخر کی غلطی کو بھول جاؤ، تم نے اول دن سے فراخدلی دکھائی ہے عائزہ! اب بھی سب بھول کر معاف کر دو اسے، وہ بے حد شرمندہ ہے۔ تمہارا سامنا نہیں کر پا رہا ہے، اس نے جو تمہارے ساتھ کیا اس کی سزا قدرت کی طرف سے اس کو مل گئی ہے۔"

"مجھے ان چند ماہ میں احساس ہوا ہے لڑکیاں شادی کے بعد کیسا بوجھ بن جاتی ہیں، ہر نگاہ میں، ہر زباں پر یہی سوال ہوتا ہے کیا ہوا تم ابھی تک اپنے گھر نہیں گئیں؟ کب سے یہاں رہ رہی ہو، سسرال میں دل نہیں لگتا؟ فاخر سے کوئی ان بن ہو گئی ہے۔ شادی کو ابھی دن ہی کتنے ہوئے اور تم میکے آ کر بیٹھ گئی ہو۔ ان سوالات نے مجھے چھلنی کر دیا ہے آنٹی!"

"شادی کے بعد لڑکیاں اپنے گھروں میں ہی اچھی لگتی ہیں، تم فکر مت کرو، فاخر کے خوب کان کھینچے ہیں میں نے، وہ تمہیں اُف نہیں کہہ سکتا ہے۔"

❁......❀......❁

مسز عابدی پھلوں و مٹھائیوں کے ٹوکروں کے ہمراہ وہاں پہنچی تھیں اور ان کو اس طرح آتے دیکھ کر جہاں گھر کے دوسرے افراد کو حیرانی ہو رہی تھی، وہاں صباحت بیگم اور عادلہ پر شادی مرگ جیسی کیفیت طاری تھی۔ ان کی آرزو بر آئی تھی، خواب کو تعبیر مل گئی تھی۔ دونوں ماں بیٹی بے حد خوش

تھیں مگر اماں اور فیاض کی وجہ سے کھل کر اپنی خوشی کا اظہار کرنے سے قاصر تھیں۔ اماں کو ان کا اس طرح فروٹ مٹھائی لانا بھایا نہیں تھا۔

''یہ رشتہ لانے کا کوئی طریقہ نہیں ہوا نور جہاں بیگم! پہلے رشتہ بھیجتیں اور ہاں کا انتظار کرتیں اگر ہاں ہوتی تو پھر تمہارا حق تھا یہ سب لانے کا' تم تو رشتے کے ساتھ ہی یہ نیگ بھی لے کر آگئیں' ہمیں سوچنے سمجھنے کا ٹائم تو دو۔''

''خالہ جان! یہ روایتی باتیں اب کہاں ہوتی ہیں پھر یہ تمام تکلفات وہاں ہوتے ہیں جہاں اجنبیت ہو' ایک دوسرے سے شناسائی نہ ہو' ہمارے اور آپ کے تعلقات کو مستحکم ہوئے عرصہ بیت گیا ہے' اب ہم میں ایسی کوئی بات بیگانگی کی نہیں ہے۔ یہ گھر بھی ہمارا ہے اور آپ لوگ بھی ہمارے ہیں' عادلہ کو اپنی بہو بنا کر ہم تو اس رشتے کو اور بھی زیادہ مضبوط کرنے آئے ہیں۔'' عابدی صاحب نے مسکرا کر اماں کے اعتراضات پر کہا تھا۔

''بھئی واہ' ماشاء اللہ...... عابدی بیٹے! پہلی مرتبہ میں تم کو اتنا بولتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ وگرنہ میں نے تمہیں ہوں' ہاں' جی' جی بہتر ہے سے زیادہ کچھ کہتے نہیں سنا ہے۔'' وہ قدرے اچنبھے سے مسکرا کر گویا ہوئیں۔

''اس بات سے اندازہ لگالیں آپ اماں جان! میں کتنا خوش ہوں۔ اس رشتے سے آپ لوگوں سے تعلق جوڑنا میری خوش نصیبی ہے۔ فیاض کی بیٹی میری بہو بن کر آئے گی میرے گھر میں اجالا ہو جائے گا۔ فیاض! آج تم میری طرف سے خالہ جان سے سفارش کرو یار! شہریار کو اپنی فرزندگی میں لے لیجیے اماں جان آپ۔'' وہ بات کرتے کرتے قریب بیٹھے فیاض سے مخاطب ہوئے جو فقط مسکرا کر رہ گئے تھے کہ کیا کہتے وہ۔

''خالہ جان! آپ شیری کو اچھی طرح جانتی ہیں آپ سے بہت زیادہ بے تکلف ہے وہ' آپ کو اس میں کوئی خامی دکھائی دیتی ہے؟ کیا وہ سچ مچ آپ کا داماد بننے کے قابل نہیں ہے؟'' مسز عابدی نے ان کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

''خیر ایسی تو کوئی بات نہیں ہے کچھ جذباتی و لاابالی سا لڑکا ہے وہ دماغ سے کم دل سے زیادہ فیصلہ کرنے والا ہے اور یہ کوئی ایسی معیوب باتیں نہیں ہیں جن پر گرفت کی جائے جب اس پر ذمہ داریاں عائد ہوں گی تو از خود ہی سمجھ دار اور سیانا ہو جائے گا۔'' اماں کے تسلی آمیز لہجے پر مسز عابدی نے مسکرا کر عابدی صاحب کی طرف دیکھا اور انہوں نے فیاض صاحب کی طرف دیکھا تھا۔

''اماں جان! طغرل آفس سے آتا ہوگا' آپ اس سے مشورہ کر کے عابدی بھائی کو جواب دیجیے گا۔'' وہ اپنا پہلو بچا گئے تھے۔

''جی' یہ بھی اچھی بات ہے پھر اب تو طغرل سے آپ کا دہرا رشتہ ہو گیا ہے' ان سے رائے لینا اچھی بات ہے۔'' مسز عابدی اس بات کو سراہتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''ارے وہ بچہ ہے ابھی' بھلا اس کو ان باتوں کا کہاں تجربہ ہے' یہ باتیں تو وقت کے ساتھ ساتھ انسان سیکھتا ہے جب عمر ہوگی وہ بھی سیکھ جائے گا۔ فیاض بیٹا! تم اپنی رائے بتاؤ مجھ سے زیادہ تمہارا حق ہے عادلہ پر اور صباحت' تم بھی کہو عادلہ کے لیے شیری کا رشتہ منظور ہے تم دونوں کو؟''

''اماں جان جو آپ کا اور فیاض کا فیصلہ ہے وہ میرا بھی ہے' ویسے اس رشتے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ شیری دیکھا بھالا بچہ ہے اس میں وہ ساری خصوصیات ہیں جو ایک اچھے انسان میں ہوتی ہیں۔'' صباحت نے واضح طور پر اپنی مرضی ظاہر کر دی تھی' اعتراض تو اماں جان کو بھی نہ تھا۔

شیری کو وہ بھی پسند کرتی تھیں مگر دل میں کچھ انجانی سی کیفیت تھی جس کے سبب وہ فوری طور پر اقرار نہ کر سکی تھیں۔ سب کو راضی دیکھ کر انہوں نے اس پرپوزل کو منظور کر لیا تھا' مسز عابدی مارے خوشی کے ان سے لپٹ گئی تھیں۔ کھڑکی کے پیچھے کھڑی عادلہ خود کو ہواؤں میں محسوس کرنے لگی تھی۔

❁......❁......❁

اعوان نے محبت کے پرچم کو سر بلند رکھا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ محبت جسموں کے ملاپ کا نہیں' جذبوں کے احترام کا نام ہے جس عورت کی وجہ سے وہ بھٹکا تھا۔

اس عورت کی وجہ سے ہی وہ راہ راست پر گامزن ہوا تھا۔ ماہ رخ کے صاف انکار کے بعد اس کے محبت بھرے دل کو شدید چوٹ لگی تھی لیکن اس چوٹ کو اس نے انتقام نہیں بنایا تھا بلکہ برداشت کر کے پہلے سے بھی زیادہ شدت سے گلفام کی تلاش میں لگ گیا پھر نیوز پیپرز میں اس کے تلاش گمشدہ کے اشتہار دے دیئے تھے یہ سب اس نے ماہ رخ کی لاعلمی میں کیا تھا کہ اگر گلفام کا پتا نہ چلا تو وہ پریشان نہ ہو۔ نامعلوم ماہ رخ کی لگن سچی

تھی یا اعوان کا خلوص بے لوث تھا' ایک ہفتہ بعد وہ نیوز پیپرز کے ذریعے اس کے آفس پہنچ گیا تھا اور اس نے بالآخر ماہ رخ کی زندگی کا ایک ایک باب کھول کر رکھ دیا تھا' واپسی کے بعد اس کی خواہش بھی بیان کردی تھی۔ گلفام اس کی توقع سے بڑھ کر حوصلہ مند وصبر وتحمل پسند شخص ثابت ہوا تھا اس نے اسی وقت اسے اپنانے کا فیصلہ کرلیا تھا (حالانکہ اس کو یہ فیصلہ کرنے کے لیے کئی ہفتے لگے تھے) اس صلح جو نیک فطرت بندے کو ماہ رخ کے ماضی سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ اس کو ابھی بھی پھولوں کی طرح پاکیزہ سمجھتا تھا وہ اس کی ہر لغزش کو دل سے معاف کرچکا تھا۔ ایک دن وہ اعوان کا مہمان رہا پھر دوسرے دن ماہ رخ سمیت وہاں سے جانے کی اجازت لی تو وہ گویا ہوا۔

''ایسی بھی کیا جلدی ہے یار! ابھی کچھ دن اور ٹھہر جائیں۔''

''بے حد نوازش اعوان صاحب! میرے پاس اب بالکل بھی ٹائم نہیں ہے' دراصل میں سندھ کے ایک گاؤں میں مسجد اور مدرسہ تعمیر کرار ہا ہوں' اس ہفتے سے ہی تعمیر کا کام شروع ہوا ہے وہاں مجھے سارا وقت دینا ہوگا اور ہر کام میں جب تک دیانت داری وایمانداری شامل نہ کی جائے وہ کام ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بغیر نمک کے روٹی۔''

''آپ کی دیانت داری وایمان داری پر مجھے پورا بھروسہ ہے گلفام صاحب! آپ نے ایسی نیک سعادت کی بات کی ہے میں آپ کو روکنا بھی گناہ سمجھوں گا' ہاں اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور بتایئے گا بلکہ اس نیک کام میں' میں بھی آپ کی کچھ مدد کرنا چاہوں گا۔'' وہ اس کی پُر وقار شخصیت سے متاثر ہوا تھا۔

''جزاک اللہ' اعوان صاحب دراصل وہ مسجد اور مدرسہ میں اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے بنوا رہا ہوں' زمین وگھر فروخت کرکے جو مجھے رقم ملی تھی اس رقم کا آدھا حصہ میں نے مسجد ومدرسہ کے لیے مختص کردیا ہے اگر مجھے بھی رقم کی ضرورت پڑی تو میں آپ سے رابطہ ضرور کروں گا۔''

''ہاں ضرور' میں منتظر رہوں گا۔'' وہ ایک چھوٹا بیگ ہاتھ میں اٹھائے سیاہ کڑھائی والی شال لپیٹے کمرے سے نکل کران کے قریب آئی تھی' گلفام نے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے وہ ٹریول بیگ لے لیا تھا۔

''میں جارہی ہوں اعوان!'' وہ چہرہ جھکا کر بولی تھی۔

''میں نے تمہارا دل دکھایا ہے مجھے معاف کردینا' تم نے میرے لیے اتنا کچھ کیا' اس جہنم سے آزاد کروایا اور......''

''پلیز اسٹاپ اٹ ماہ رخ! کچھ مت کہو' کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے لیے' سب میں نے اپنے لیے کیا' میری وجہ سے شاہ رخ تم تک پہنچا اور میری وجہ سے تمہاری زندگی اس نے تباہ کی۔'' وہ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

''تمہارا اصل مجرم میں ہوں' کیوں ملوایا میں نے تمہیں اس خبیث سے؟ نہ تم کو اس سے ملواتا اور نہ یہ سب ہوتا جو ہوا۔''

''اعوان صاحب! ماضی کی راکھ کو کریدنا فضول ہے آپ اس کو جتنا چھیڑو گے اس میں دبی چنگاریاں اتنی بھڑکیں گی' بہتر یہی ہے برائیوں کو اچھائیوں سے بدلنے کی کوشش کریں۔'' اس کو جذباتی ہوتا دیکھ کر گلفام نے متانت سے سمجھایا اور پھر اجازت لے کر ماہ رخ کے ہمراہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

اعوان نے اس کے جانے تک نظریں جھکائے رکھی تھیں اور اس کے جانے کے بعد نگاہیں اوپر کیں تو آنسوؤں کی جھڑی لگ ہوئی تھی ہر طرف ویرانی سی چھاگئی تھی' دل کی بستی اجڑ چکی تھی۔

❁......❁......❁

''ہیلو سویٹ ہارٹ! کیسا لگا سرپرائز؟'' دوسری طرف سے کال ریسیو ہوتے ہی وہ چہکا۔

''اٹس سو ونڈر فل! میں تو بہت خوش ہوں آج' آنٹی مجھے انگوٹھی پہنا کر گئی ہیں' مٹھائی بھی کھلائی ہے۔'' دوسری جانب عادلہ اپنی انگلی میں پہنائی گئی انگوٹھی کو چومتی ہوئی سرشار لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

''اوہ......آئی سی۔ اب تم کب آرہی ہو میرا منہ میٹھا کرنے کے لیے۔''

''کیا مطلب ہے؟'' اس کا لہجہ عجیب سا تھا۔

''بہت دن ہو گئے ہیں، ہمیں ملے ہوئے' کل آجاؤ۔''

''سوری شیری! میں اب تمہاری باتوں میں آنے والی نہیں ہوں۔'' وہ بے حد سنجیدہ و پُر اعتماد لہجے میں گویا ہوئی۔

''کیا تم میری بات سے انکار کرو گی' بات نہیں مانو گی؟'' وہ خونخوار انداز میں غرایا تھا' دوسری طرف سیل فون کان سے لگائے عادلہ خوف سے کانپ اٹھی تھی۔

''پلیز شیری! سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''گو ٹو ہیل...... پھر تم نہیں آؤ گی کل......؟'' اس کا انداز پہلے سے زیادہ سخت و پتھریلا ہو گیا تھا۔

''میں کس طرح سمجھاؤں تمہیں' پہلے ممی کی اجازت تھی مگر اب وہ بالکل بدل گئی ہیں' وہ مجھے اب تم سے تنہائی میں ملنے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گی۔'' وہ اسے سمجھاتے ہوئے رو پڑی تھی۔

''مجھے پروا نہیں ہے کسی کی۔''

''شیری کیا ہو گیا ہے تمہیں؟''

''تم آ رہی ہو یا نہیں' صرف کنفرم کرو۔'' وہ سخت بے حس بنا ہوا تھا۔

''اگر تم نہیں آئیں تو میں منگنی ختم کروا دوں گا اور تمہاری ساری تصویریں اور ویڈیوز فیاض انکل اور دادی......''

''پلیز ایسا مت کرنا میں کل آ جاؤں گی۔''

''جب گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔'' اس کی ہنسی مکروہ تھی۔

❁......❁......❁

''چائے بنا رہی ہو یا پائے؟ مجھے دیر ہو رہی ہے میٹنگ ہے میری۔'' وہ کف لنگ لگاتا ہوا اس سے آ کر کچن میں بولا تھا۔

''ارے آپ نے چائے کا منع کر دیا تھا' میں دادی کے لیے دلیہ تیار کرنے لگ گئی' اچھا ابھی دو منٹ میں بنا دیتی ہوں۔'' وہ اس کو سر پر کھڑے دیکھ کر حسب عادت گھبرا کر کہہ اٹھی۔

''رہنے دو دیر ہو رہی ہے آ کر پیوں گا' تم ذرا یہ کالر کا بٹن بند کر دو مجھ سے بند نہیں ہو رہا ہے۔'' وہ قریب آ کر بولا۔ اس کی نگاہوں کی تپش' ملبوس سے اٹھتی دلآویز مہک پری کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگی تھیں۔ ہاتھ بے جان سے ہو گئے تھے۔

''تم پھر مجھ پر یعنی میری نیت پر شک کر رہی ہو؟'' وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

''نہیں...... ایسی بات...... نہیں ہے......'' وہ دور ہو کر پھر قریب ہوئی تھی اور اس کے کالر کی طرف بڑھتے ہاتھوں میں پھر لرزش سی پیدا ہو گئی تھی۔

''کانپ کیوں رہی ہو ڈر رہی ہو مجھ سے؟'' اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھوں کو تھام لیا تھا۔ کچھ شرافت کے موڈ میں تھا یا اس کی سفید پڑتی رنگ پر ترس آ گیا تھا جو بہت آہستگی سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر خود نے ہی کالر کا بٹن لگا لیا تھا وہ نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔

''دیکھو مجھے ایسی بزدل اور اعتماد سے محروم لڑکیاں کبھی بھی پسند نہیں رہی ہیں' اگر میری گڈ بک میں اپنا نام دیکھنا چاہتی ہو تو بہادر بنو' اعتماد و حوصلہ پیدا کرواپنے اندر۔'' لیمن اور وائٹ جارجٹ کے سوٹ میں وہ دل میں اترتی جا رہی تھی' شاید وہ نہا کر بال سلجھا کر یہاں آ گئی تھی۔ سیاہ گھنے بال کچھ شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور کچھ پشت پر پڑے تھے اور اس کے حسن کو مزید نکھار رہے تھے۔ وہ بے اختیار آگے بڑھا تھا اور پشت پر پھیلے بالوں کو ہاتھ میں لے کر لبوں تک لے گیا تھا صرف ایک لمحے میں یہ ہوا تھا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا تھا' وہ شاکڈ رہ گئی تھی۔

❁......❁......❁
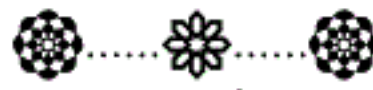
صباحت نے بے نیازی سے نیم دراز فیاض کو دیکھا جو ان کی موجودگی کو نظر انداز کیے بڑے انہماک سے ٹی وی پر کوئی ٹاک شو دیکھ رہے تھے' وہ ان کے قریب بیٹھ کر استفسار کرنے لگیں۔

''کیا غلطی ہوئی ہے مجھ سے فیاض! آپ کتنے دنوں سے مجھ سے ڈھنگ سے بات نہیں کر رہے ہیں، میری موجودگی میں بھی آپ چپ رہتے ہیں۔''

''بات کرتا تو ہوں اور کس طرح بات کروں بتاؤں مجھے؟'' انہوں نے ان کی طرف دیکھے بغیر ہی لٹھ مار انداز میں جواب دیا۔

''پرسوں بھی آپ مجھے گھر میں ہی چھوڑ گئے پری کی منگنی کے موقع پر۔''

''تم سے کہا تو تھا اب تم نہیں مانی تو تمہارے پاؤں پکڑ کر کہتا؟''

''اگر میری جگہ مثنیٰ ہوتی پھر بھی آپ کا یہی رویہ ہوتا؟''

''کیا.....'' انہوں نے شدید غصے میں ہاتھ میں پکڑا ریموٹ پھینکا تھا۔

''مثنیٰ.....مثنیٰ.....مثنیٰ.....مثنیٰ گئی کب ہے یہاں سے؟ تم نے اسے جانے ہی کہاں دیا ہے نہ اس گھر سے، نہ میرے دل سے اور نہ میری یادوں سے، چوبیس گھنٹوں میں چار سو بار تم یہ نام لیتی ہو نہ خود بھولتی ہو اور نہ مجھے بھولنے دیتی ہو، آخر تم کیسی عورت ہو؟'' صباحت ہک دک کھڑی ان کی اشتعال انگیزی دیکھ رہی تھیں۔

''مجھ سے شکوہ کرتی ہو ساتھ نہ لے جانے کا لیکن اپنے رویئے پر کبھی غور کیا ہے؟ نہ تم کبھی پری کو ماں کا پیار دے سکیں اور نہ کبھی بیوی بن کر میرے دل سے مثنیٰ کا نام مٹانے کی سعی کی۔''

''کیا وہ نام آپ مجھے مٹانے دیتے فیاض!''

''جب وہ مجھے چھوڑ کر گئی تھی تب میں شکستہ و کمزور ہو گیا تھا، تم چاہتیں تو آسانی سے مجھے اپنا بنا سکتی تھیں، پری کو ماں کا پیار دے کر مجھ کو بے مول خرید سکتی تھیں مگر تم میرے مخالف سمت چلتی رہیں۔ پری کو دشمن سمجھنے لگیں اور اسی وجہ سے اماں سے بھی دور ہو گئیں کہ وہ پری سے پیار کرتی تھیں، میرے دل میں جھانکنے کی تم نے کبھی زحمت ہی نہیں کی اور طلاق ہونے کے بعد بھی اس کو مجھ سے جوڑے رکھا، خود کبھی اس کی جگہ لینے کی جستجو نہیں کی ایک عورت کا دکھ دوسری عورت بھلاتی ہے۔ ایک عورت کی جگہ دوسری عورت ہی پُر کرتی ہے۔''

''سارا الزام آپ مجھے ہی کیوں دے رہے ہیں فیاض! آپ نے کبھی کوشش کی مجھے مسیحا بنانے کی، میری ہر حرکت آپ کے لیے ناپسندیدہ تھی، میرا بننا سنورنا بولنا، چلنا پھرنا کچھ بھی تو آپ کو پسند نہ تھا ہر اپنے ساتھ لے جانا پسند نہیں کرتے تھے۔''

''کیا فضول بحث لے کر بیٹھ گئی ہو اس وقت تم۔'' وہ اکتائے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے لیٹ گئے تھے۔

''فیاض.....'' وہ ان کے قدموں کے پاس بیٹھ کر پست لہجے میں بولیں۔

''میں بہت شرمندہ ہوں اپنی کوتاہیوں پر مجھے نہیں معلوم تھا آپ کو پانے کے چکر میں الٹا آپ کو کھو رہی ہوں۔''

''او کے چلو آ کر سو جاؤ، رات گہری ہو رہی ہے۔'' انہوں نے نرم لہجے میں کروٹ بدل کر کہا تھا۔

''میری اتنی بڑی زیادتیوں کو آپ نے اتنی جلدی معاف کر دیا؟''

''صباحت معاف کرنا سیکھو، جب کسی کو معاف کرتے ہیں تو ہمارے اندر ایسا سکون اترتا ہے کہ ہم تمام تکالیف و دکھوں کو بھول کر ایک خوب صورت جہاں کی سیر کرتے ہیں۔''

❁......❁......❁

''اوہ توبہ اب ایسا بھی کیا اعتراض کرنا، تم گھبرانا چھوڑ دو گی طغرل بھائی تمہیں چھیڑنا چھوڑ دیں گے، وہ یہ ساری حرکتیں تمہیں چڑانے کی خاطر ہی کرتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے۔''

''تم یہ اتنی سی باتیں کہہ رہی ہو حد ہوتی ہے بھئی، بے شرمی و ڈھیٹ پن کی بھی، مجھے وہ سب پسند نہیں ہے۔''

''اُف وہ.....چھوڑو بھی اب، تم کہہ رہی تھیں انہوں نے میسج بھیجا تھا، معافی کا پھر کیوں بھڑک رہی ہو۔ ایک خوشخبری سنو، فاخر آ گئے ہیں مجھے لینے کے لیے، میں اسی ہفتے چلی جاؤں گی۔''

''اور ئیلی مگر وہ ان کی شادی......''

''وہ شادی نہیں ہوئی تھی۔''اس نے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

''ارے یہ تو بہت اچھی خبر ہے آؤ دادی کو سناتے ہیں۔''وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔

''ایک بات ہے پری! منگنی کے بعد تم میں بہت چینج آیا ہے' ہنسنا مسکرانا سیکھ گئی ہو اور اچھی بھی لگتی ہو۔''

❁......❁......❁

قسمت عادلہ پر مہربان تھی صباحت زینب کے ہاں گئی تھیں عائزہ کے ہمراہ۔ وہ خود بھی دادی اور پری کے سامنے ان کے پیچھے اس طرح نکلی تھی جیسے کسی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہو تو جب وہ روڈ پر آئی تھی ان کی کار وہاں سے جا چکی تھی' وہاں سے ٹیکسی لے کر وہ شیری کے گھر روانہ ہوگئی تھی۔ شیری کے جارحانہ رویئے نے اس کی ساری خوشی کافور کردی تھی' وہ تہیہ کرچکی تھی کہ تنہائی میں اس سے نہیں ملے گی' سیدھی جا کر وہ آنٹی کے پاس بیٹھے گی اور وہیں سے اٹھ کر گھر واپس آئے گی۔ وہاں جا کر معلوم ہوا مسز عابدی گھر پر نہیں تھیں البتہ شیری اپنے روم میں موجود تھا اور کہیں جانے کی تیاری کررہا تھا' وہ کہاں جارہا تھا یہ اسے معلوم تھا ملازمہ کو ٹال کر وہ تیزی سے کوریڈور سے گزر رہی تھی معاً بھاری قدموں کی دھمک سے فضا گونج اٹھی تھی اور ابھی وہ سوچ بھی نہ پائی تھی کہ کیا کرے؟ کس طرح اس سے خود کو چھپائے وہ اس کے سر پر پہنچ گیا۔

''تم...... میں نے تمہیں یہاں تو نہیں بلایا تھا پھر تم کیوں آئی ہو یہاں پر کس کی اجازت سے بتاؤ؟''اس نے بُری طرح اس کے بازو میں انگلیاں گڑاتے ہوئے سخت تند لہجے میں کہا۔

''میں...... میں آنٹی سے ملنے آئی تھی یہاں۔''وہ درد سے کراہ کر رہ گئی۔

''ممی سے ملنے یا میرے ہی گھر میں مجھ سے چھپنے آئی تھیں۔''

''شیری...... کیا ہوگیا ہے تمہیں' چھوڑو درد ہورہا ہے۔''اس نے خود کو چھڑانے کی سعی کی لیکن ناکام رہی۔

''درد...... بتاتا ہوں ابھی تمہیں درد کیسا ہوتا ہے۔''وہ اسے گھسیٹتا ہوا کوریڈور سے ملحقہ کمرے میں لے گیا اور اندر لے جا کر اسے کسی بے جان شے کی طرح اچھال دیا تھا وہ چیختی ہوئی دیوار سے ٹکرا کر کارپٹ پر گری تھی۔

''سالی...... مجھ سے شادی کے خواب دیکھ رہی ہے' میں شادی کروں گا تجھ جیسی گھٹیا لڑکی سے۔''وہ اس وقت حواسوں سے باہر سخت وحشی و جنونی انداز میں کارپٹ پر گری عادلہ کو جوتوں کی ٹھوکریں مارتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''آہ...... آہ...... شیری مت مارو مجھے...... مت مارو۔''عادلہ مچھلی کی مانند تڑپ رہی تھی' چیخ رہی تھی لیکن اس کے جنون میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ مارتا جارہا تھا' کہتا جارہا تھا۔

''کمینی...... کل میرے سامنے گر گئی تھی' آج کسی اور کے ساتھ تو کل کسی کے سامنے پھر مجھے آ کر کہے گی میں تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔ آخ تھو...... تجھ جیسی لڑکی پر میں کبھی یقین نہ کروں' نامعلوم کس کس کے ساتھ منہ کالا کرنے والی لڑکی ہے تُو۔''اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں وہ نیم بے ہوش ہوگئی تھی۔

شیری کا پھولا ہوا سانس نارمل ہونے لگا تھا اس کی آگ کی مانند تپتی رنگت سفید ہونے لگی' آنکھوں کی وحشت کم ہوتے ہوئے غائب ہوگئی تھی' وہ واش روم میں گھس گیا' واش بیسن کا نل کھول کر چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارتا رہا پھر ٹاول سے ہاتھ منہ صاف کرکے کمرے میں آ گیا' ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوکر بالوں میں برش کرنے کے ساتھ ساتھ کارپٹ پر حرکت کرتے وجود کو بھی دیکھتا رہا تھا' وہ سسکتی' کراہتی اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کررہی تھی۔ اس نے برش رکھا پرفیوم کی بوتل اٹھا کر اسپرے کیا پھر نارمل انداز میں مسکراتا ہوا اس کے قریب بیٹھ کر اٹھنے میں اس کی مدد کرنے لگا وہ خوف زدہ انداز میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

''عادلہ ڈارلنگ! ڈرو نہیں' آرام سے بیٹھو' ریلیکس ریلیکس۔''

''تم نے مجھے اتنی بے رحمی سے کیوں مارا ہے؟''وہ روتے ہوئے بولی۔

''شش......چپ، روؤ نہیں۔'' وہ ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا۔ وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی تھی ایک دم سہم کر چپ ہوگئی۔ ''شاباش گڈ گرل! اسی طرح میرا کہنا مانو گی تو میں تمہیں نہیں ماروں گا اور اگر تم نے میری بات نہیں مانی' چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو تمہارا وہ حال کروں گا جو تم سوچ بھی نہیں سکتی۔'' اس کا لہجہ و انداز پھر وحشی و جنونی ہو گیا وہ تڑپ کر بولی۔

''نہیں نہیں......میں تمہاری ہر بات مانوں گی' تم جو کہو گے وہ کروں گی۔''

''وری نائس' گڈ......وری گڈ۔ اسی طرح تعاون کرو گی تو میں تمہیں بے حد پیار کروں گا' بہت چاہوں گا تمہیں۔'' وہ محبت سے اس کے رخسار تھپتھپاتا ہوا گویا ہوا۔

''میں اب جاؤں گھر' تم جب بلاؤ گے تو آ جاؤں گی۔'' وہ ڈرتے ڈرتے بولی اس کا یہ جلاد صفت روپ بالکل نیا تھا۔

''پہلے میری بات سنو ایک کام کرنا ہے تمہیں میرے لیے۔'' وہ جھکا آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

''کام......کیسا کام......؟'' وہ خوف سے اسے دیکھنے لگی۔

''پہلے میری بات سنو' ابھی میں نے تمہیں بہت پیار سے مارا ہے' دیکھو تمہارے چہرے کو چھوا تک نہیں ہے میں نے۔ تمہارے ہاتھ بھی میری ٹھوکروں سے محفوظ رہے ہیں اگر تم میری بات مانو گی تو میں تمہیں پیار کروں گا ورنہ......مانو گی نہ......؟''

''میں نے کہا نہ مانوں گی' بولو کیا کام ہے؟''

''وہ ایسا ہے کہ تمہیں پری کو میرے پاس لانا ہے' آج رات کو......لاؤ گی نہ بولو......بولو......بولو؟''

......☆☆☆......

''تڑاخ......'' اس کا ہاتھ پوری شدت سے عادلہ کے گال پر پڑا تھا۔

''میں کیا پوچھ رہا ہوں؟ سمجھ نہیں آ رہی ہے میری بات ڈیم اٹ۔'' اس نے کھڑے ہو کر ایک ٹھوکر اور ماری تھی۔ عادلہ میں چیخنے کی سکت بھی نہ رہی تھی وہ خوف زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی جو انسانی روپ میں کوئی وحشی درندہ لگ رہا تھا' اذیت پسندی اس کی نگاہوں سے مترشح تھی۔

''بولو' مانو گی نہ میری بات؟'' وہ یک دم غرایا۔

''پری کو لاؤ گی نا؟ کسی بھی طرح' کسی بھی بہانے سے۔ وہ تمہاری بات مانتی ہے' تم پر اعتبار کرتی ہے صرف ایک بار لے آؤ اسے......صرف ایک بار پھر جو تم کہو گی میں کروں گا۔''

''لیکن......وہ......'' وہ کراہتی ہوئی اٹھ کر بیٹھی تھی۔

''کیا کہنا چاہتی ہو سویٹ گرل۔'' وہ پل میں تولہ پل میں ماشہ تھا۔ اس کے چہرے پر رضامندی دیکھ کر اس کی زبان میں مٹھاس بھر گئی تھی۔

''طغرل بھائی کو معلوم ہو گیا تو......وہ زندہ نہیں چھوڑیں گے مجھے۔'' عادلہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

''تم پری کو لانے میں ناکام رہیں تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔'' وہ لفظ لفظ چبا کر کہہ رہا تھا۔

''وہ ڈیم فل تو تمہیں کچھ نہیں کہے گا مگر میں تمہارا کیا حال کروں گا یہ تم اچھی طرح سمجھ گئی ہو گی' تم نے اگر کوئی چالاکی دکھانے یا مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی تو یاد رکھنا۔ بچ نہیں پاؤ گی۔'' اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خوفناک لہجے میں کہا۔

''اگر بھاگنے اور چھپنے کی حماقت کی تو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا تمہیں پھر جو ہو گا وہ تم جانتی ہی ہو ہے نا؟''

''ہا......ں......میں......میں......ایسا کچھ نہیں کروں گی' قسم سے۔ میں آپ کو چیٹ نہیں کروں گی' یہ میرا وعدہ ہے آپ سے۔'' خوف اور وحشت اس کی نگاہوں اور کانپتی آواز سے واضح تھا۔

''کم ان میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔'' اس نے ہاتھ پکڑ کر اس کو کھڑے ہونے میں مدد دی' وہ پھولوں کی طرح رہتی آئی تھی ایسا بدترین تشدد کبھی خواب میں بھی اس نے نہیں سہا تھا پھر وہ اس وقت دہرے درد میں مبتلا ہو چکی تھی۔ شیری نے اس کے جسم کو ہی نہیں روح کو بھی گھائل کر دیا تھا

وہ جو اس کے ساتھ تعلق جڑنے پر دل سے تمام شکوے شکایت بھلا کر ایک نئی خوب صورت زندگی شروع کرنے کے خواب دیکھنے لگی تھی اس کی باتیں سن کر ایک جھٹکا لگا تھا۔

کتنا بڑا دھوکا دیا تھا اس نے کیسی اذیت ناک' تذلیل کی تھی کہ اس کی ہستی متزلزل ہو کر رہ گئی تھی۔ پری تک پہنچنے کے لیے اس کو پل کے طور پر استعمال کرنا چاہتا تھا' مچھلی کو کانٹے میں پھانسنے کے لیے اس کو ہی چارے کے طور پر استعمال کرنا چاہ رہا تھا۔

''یاد ہے نا تمہیں آج...... ہوں...... آج رات اسی جگہ پر۔'' کار گیٹ سے کچھ فاصلے پر روکتے ہوئے وہ سخت لہجے میں اس کو بار بار کی جانے والی یاد دہانی پھر کروا رہا تھا وہ سر ہلا کر باہر نکل آئی تھی۔

❁......❁......❁

گھپ اندھیرے میں یکدم چکا چوند روشنی پھیل گئی تھی۔ کئی لمحوں تک اس کو کچھ دکھائی نہ دیا تھا اس نے پلکیں جھپکا جھپکا کر اپنی بصارت کو روشنی سے مانوس کرنے کی کوشش کی۔

''ہا...... بی بی جی!'' ملازمہ نے لائٹ آن کرتے ہوئے حیرانگی سے صوفے پر بیٹھی ماہ رخ کو دیکھا پھر کہا۔

''آپ صبح سے ایسے ہی بیٹھی ہیں' جیسے میں چھوڑ کر گئی تھی۔ سارا دن آپ نے ایسے بیٹھے بیٹھے گزار دیا ہے بی بی جی! صاحب آئیں گے اور انہیں معلوم ہو گیا تو وہ کتنا خفا ہوں گے۔''

''ایک گلاس پانی لے کر آؤ ناجیہ! بہت پیاس لگی ہے حلق خشک ہو کر رہ گیا ہے۔'' وہ اٹھتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔

ماضی کی کشتی میں یادوں کے چپو چلاتے چلاتے اس کے بازو شل ہو گئے تھے۔ ٹانگوں میں چلنے کی طاقت ہی نہ رہی تھی پانی پی کر وہ ملازمہ کا سہارا لے کر بیڈ تک آئی تھی۔

''بی بی صاحبہ! آپ تو بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہیں آپ کو دیکھ کر لگتا ہے کہیں بہت دور سے پیدل سفر کر کے آئی ہوں۔''

''ہاں ناجیہ! بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو تم' بہت ہی دور سے سفر کر کے آئی ہوں میں۔ بچپن پھر جوانی اور جوانی سے ادھیڑ عمری کا سفر۔ خواہش' آرزوئیں اور لغزشوں' لالچ و حرص کی سزاؤں کی مسافت کانٹوں سے اٹی ہوتی ہے۔ میں نے یہ راہ ابھی پوری طرح عبور نہیں کی یہاں ابھی میری سزا ختم نہیں ہوئی ہے' میرے گناہوں کا کفارہ ابھی باقی ہے نامعلوم کب مجھے معافی ملے گی۔''

''میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں' ایک تو آپ سوچتی بہت ہیں' سر میں درد ہوتا ہے زیادہ سوچنے سے میں ابھی کڑک چائے بنا کر لائی۔'' وہ اسے خاموش دیکھ کر بولتی ہوئی چلی گئی۔

ماہ رخ نے اس کے جانے کے بعد تکیے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ ایک طویل تھکا دینے والی اعصاب شکن مسافت جو ختم نہیں ہو رہی تھی' وہ اور گلفام مل کر بھی نہ مل سکے تھے۔ گلفام اس کو اعوان کے فلیٹ سے گلشن لے آیا تھا جہاں اس نے خوب صورت سرسبز و شاداب بنگلہ خریدا ہوا تھا۔ وہ بنگلہ ایسا ہی تھا جس کا وہ خوابوں میں عکس دیکھا کرتی تھی' بعض عکس اس وقت ابھر کر سامنے آتے ہیں جب اس کی جستجو ختم ہو چکی ہوتی ہے کچھ خواہشات اس عمر میں پوری ہوتی ہیں جب انہیں پانے کی حسرتیں تمام ہو چکی ہوتی ہیں۔ اسے بھی سب حاصل ہوا تھا مگر بے رنگ پھولوں کی مانند' گلفام اسے پا کر بے حد خوش تھا۔

اس کی دیوانگی ماہ رخ کی جدائی میں پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی' وہ سارا دن ہی اس سے وقتاً فوقتاً اظہار محبت کرتا رہا' بڑی پاکیزگی حجاب محتاط روی تھی اس کے لہجے میں وہ آج بھی پہلے کی طرح ہی نگاہیں جھکا کر متانت و تہذیب سے گفتگو کرتا تھا البتہ پہلے کی نسبت اس میں بدلاؤ آ گیا تھا آج شال نے اس کے سر اور وجود کو ڈھانپا ہوا تھا۔ نفرت و حقارت اور ناپسندیدگی سے گھورتی ہوئی نگاہیں شرمندگی دکھ اور پشیمانی سے جھکی ہوئی تھیں۔ گلفام نے نکاح کے لیے رضامندی معلوم کر کے ایک دن بعد سادگی سے شادی کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا لیکن یہاں بھی اس کی بدقسمتی آڑے آ گئی تھی' مسجد و مدرسے کی تعمیر کے لیے لی گئی زمین کا ایک اور دعوے دار نکل آیا اور اس نے بات کو بیٹھ کر سلجھانے کے بجائے نشے کی حالت میں فائرنگ شروع کر دی تھی اور اپنی چلائی گئی گولی کا خود ہی شکار ہو کر مر گیا' الزام گلفام پر آ گیا اور اس نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی ہر ممکن

کوشش کی مگر مخالف پارٹی بہت اثر ورسوخ والی تھی۔ اس نے اندھے قانون کو خرید لیا اور گلفام کو عمر قید کی سزا دے دی گئی تھی اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسجد ومدرسے کی زمین پر قبضہ کرنے کے بعد وہ بنگلے پر بھی قابض ہو گئے تھے۔
ماہ رخ کو بھی انہوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی مگر جیل میں ملاقات کے دوران گلفام اس کو خبردار کر چکا تھا وہ اسی وجہ سے بچ گئی تھی پھر ان لوگوں کی وجہ سے اسے کئی گھر بدلنے پڑے تھے پھر اس علاقے میں وہ لوگ نہیں پہنچ سکے تھے۔ یہاں بھی گمراہ کن مردوں نے اس کی تنہائی سے فائدہ اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کی جس کو وہ بڑی بہادری سے توڑتی آئی تھی پھر رجا کی صورت میں اسے اپنا آپ نظر آیا تھا اور یہاں اس پر مسلسل نظر رکھ کر وہ ایک ماہ رخ کو لٹنے سے محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

❁......❁......❁

''پھوپو جان! آئم سوری، میں بہت شرمندہ ہوں اپنی انا کی خاطر میں نے نادانستگی میں خود کو بھی سزا دی ہے اور آپ لوگوں کو بھی رنج و تکلیف پہنچائی ہے جو وقت گزر گیا اس کا ازالہ تو ممکن نہیں ہے۔'' فاخر صباحت کے سامنے نگاہیں جھکائے شرمندگی سے کہہ رہا تھا۔
''لیکن وعدہ کرتا ہوں تا زیست آپ کو میری طرف سے اب کوئی ایسی بات سننے کو بھی نہیں ملے گی، یہ میرا عہد ہے۔''
''جو ہوا وہ ہم بھی بھلا کر یہاں آئے ہیں بیٹا!'' صباحت شفقت بھرے لہجے میں مخاطب ہوئی تھیں۔
''اور آپ بھی وہ سب بھلا کر نئی زندگی کی شروعات کریں، میں جانتی ہوں جو کچھ ہوا وہ اچھے کے لیے ہی ہوا ہے، اذیت بھری زندگی سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد و اعتبار کی ڈور کبھی نہ ٹوٹنے پائے فاخر! محبت کی بنیاد اعتماد پر رکھی جاتی ہے اور اعتماد جتنا گہرا ہوگا، محبت اتنی ہی کامل ہوتی ہے۔'' وہ نرمی سے کہہ رہی تھیں۔
''ہمیں تو خوشی اس بات کی ہے فاخر! ہمارا خاندان بکھرنے سے بچ گیا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے پہلے ہم عائزہ کے اس عمل کو بے وقوفی سمجھ رہے تھے کہ کیوں اس نے تم کو راحیل کے بارے میں بتایا جس کے نتیجے میں یہ اتنی بڑی پرابلم کری ایٹ ہوئی ہے اور وہ یہی کہتی رہی اس سے جو لغزش ہوئی ہے اسے چھپا کر وہ آپ کو دھوکے میں رکھنا نہیں چاہتی یہ اس کی نیک نیتی اور خلوص کا ثمر ہے، جو تم دور جا کر پھر اس کے بن گئے ہو۔'' زینب نے تشکر بھرے انداز میں کہا۔
''بالکل صحیح کہہ رہی ہو زینی! میں تو رات دن یہی سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کس طرح یہ سب فیاض اور اماں جان کو بتاؤں گی اور خاص طور پر فیاض کا ردعمل کیا ہوگا۔ وہ تو پہلے ہی خاصی خفگی کا اظہار کر چکے تھے اور پھر عائزہ سے اس حد تک ناراض تھے کہ اس کی شادی میں انہوں نے غیروں کی طرح شرکت کی تھی اور ابھی تک وہ عائزہ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔'' بولتے ہوئے ان کی آواز رندھ گئی تھی فاخر نے فوراً ہی ان کے شانوں پر باز ورکھتے ہوئے کہا۔
''ڈونٹ وری پھوپو جان! آپ بالکل ریلیکس ہو جائیں انکل کو ساری بات میں سمجھا دوں گا، فیاض انکل بے حد نائس ہیں وہ میری بات سمجھ جائیں گے، آپ کو مزید پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''
''تھینکس فاخر بیٹے! ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ، فیاض حقیقتاً بے حد فراخ دل ہیں وہ کسی کو بھی معاف کرنے میں دیر نہیں لگاتے، آپ سے پہلے میں ان کو ہر بات بتانا چاہوں گی کیونکہ بیٹیاں اگر ایسی ڈگر پر چل پڑیں تو وہ ماں کی غفلت و ذمہ داری پر کاری ضرب ہے۔''
''جیسے آپ کی مرضی پھپو جان! انکل سے پہلے آپ بات کلیئر کرلیں تو مجھے بات کرنے میں ایزی فیل ہوگا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا ویسے بھی اس کی نگاہیں بار بار دروازے کی طرف بھٹک رہی تھیں جہاں سے کچھ دیر قبل عائزہ آئی تھی، نارمل انداز میں اسے سلام کر کے زینی کو زبردستی یہاں بٹھا کر کچن میں چلی گئی تھی جب سے اس کا دل ونظریں بے قرار تھیں۔

❁......❁......❁

اس نے کھڑکی کے شیشے سے دیکھا تھا وہ دادی جان کی چوٹی باندھ رہی تھی، اس کے مخروطی ہاتھوں میں دادی کے بال سفید ریشم کی طرح لگ رہے تھے جن کو وہ بڑی محبت ونرمی سے بل دے رہی تھی وہ اس کام میں اس طرح منہمک تھی کہ چند فٹ کے فاصلے پر موجود کھڑکی سے دکھائی دیتے

طغرل کو محسوس نہ کر سکی تھی جبکہ نگاہیں بند کیے دادی کو اس کی موجودگی کا احساس ہوا تو جھٹ انہوں نے آنکھیں کھولی تھیں اور عینک کے پیچھے سے ان کو گھورتی نگاہیں کچھ زیادہ واضح دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے عافیت اندر جانے میں ہی محسوس کی تھی اور بولتا ہوا آیا تھا۔

''واؤ دادی جان! آپ کے بال تو اب بھی بہت اچھے ہیں' کون سا آئل استعمال کرتی ہیں آپ؟'' اس کو اچانک سامنے دیکھ کر اس نے ہڑبڑا کر شانوں پر دوپٹہ ڈالا تھا جبکہ وہ دادی کے قریب ہی بیٹھ گیا پری نے تیزی سے ان کی چٹیا کو آخری بل دے کر ہٹ جانا چاہا تھا تب ہی بایاں ہاتھ بڑھا کر اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

''ارے بیٹا تیل ویل سب بناوٹی باتیں ہیں' کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تو ہمارے خاندانی بال ہیں جو بغیر تیل شیمپو کے لمبے اور گھنے ہیں۔'' حسب عادت ان کو اپنی خاندانی شان وشوکت دہرانا بڑی جوان کا محبوب ترین مشغلہ تھا وہ ان خوبیوں کو جتانا اپنی شان سمجھتی تھیں۔

''خاندانی بال......اوہ مائی گاڈ۔'' وہ ہنسا۔

''خاندانی ناک تو سنی تھی دادی جان! یہ خاندانی بال کہاں سے آ گئے؟'' وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا اور مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا' پری بدحواسی سے کبھی اسے دیکھ رہی تھی اور کبھی دادی کو وہ پوری کوشش کر رہی تھی کسی طرح سے اس سے ہاتھ چھڑائے اور اتنا ہی ناکامی کا شکار ہو رہی تھی جبکہ اس کے چہرے پر روشن مسکراہٹ تھی سو وہ بظاہر دادی کی باتوں میں مگن تھا لیکن اندر ہی اندر وہ اس کی جدوجہد سے پوری طرح حظ اٹھا رہا تھا۔

''خاندانی لوگوں کی تو ہر بات ہی خاندانی ہوتی ہے بیٹا! خیر اب تو وہ زمانے ہی گئے جب گھر میں ملازم بھی نسل دیکھ کر رکھے جاتے تھے اب تو کیسا خاندان اور کیسا گھرانہ اچھے اچھے خاندانوں کی اولادیں چوڑے چماروں میں بیاہی جا رہی ہیں۔ خاندان نہیں آج کل تو پیسہ دیکھا جا رہا ہے چور لٹیرے رئیس کہلاتے ہیں اس دور میں۔''

''دادی جان! پرانے وقت کے جو لوگ تھے وہ خاندان برادری حسب ونسب پر اتنی سخت گرفت کیوں رکھتے تھے؟ کیا مطمئن ہونے کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہیں ایک اللہ کو ماننے والے۔''

''دیکھو بیٹا! بات کرتے وقت دین کو زیر بحث نہ لایا کرو' آج جو کچھ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے قتل' ڈکیتیاں' بھائی بھائی کا خون بہا رہا ہے چھوٹی چھوٹی معصوم بچیوں کی عصمتوں کو داغ دار کیا جا رہا ہے' یہ سب کون کر رہے ہیں؟ کیا یہ کرنے والے مسلمان نہیں ہیں؟'' پری کی آنکھوں میں ابھرتی نمی نے اسے ہاتھ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا وہ پھرتی سے دادی کے سامنے ہو گئی تھی۔ دادی جو اس وقت جذباتی کیفیت میں تھیں طغرل کی اس حرکت کو نوٹ نہ کر سکی تھیں۔

''افسوس یہ سب مسلمان ہیں' نام نہاد مسلمان......جن کے باپ دادا مسلمان تھے تو اس نسبت سے مسلمان کہلاتے ہیں ایسے لوگ اور یہیں سے برادری اور خاندانی تربیت کا فرق دکھائی دے جاتا ہے' دین سے دوری تو شیطان سے قریب کر دیتی ہے پھر اچھائی و برائی کی تمیز کہاں باقی رہتی ہے۔'' دادی نے آف وائٹ کڑھائی والی چادر اوڑھتے ہوئے کہا۔

''جو آج کل لوگ کر رہے ہیں وہ مسلمان تو کیا انسان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں' ایسے لوگوں کو سرعام جب تک عبرتناک سزائیں نہیں ملیں گی تب تک ایسا ہوتا رہے گا۔ دادی جان جس معاشرے سے سزا کا تصور بھی ختم کر دیا جائے اس معاشرے میں ایسے بھیانک جرائم پیدا ہوتے ہیں۔''

''نامعلوم کب تک اس بے راہ روی و بے دینی کا اندھیرا چھایا رہے گا؟ کب لوگ اپنے آپ سے متعارف ہوں گے اور کب سکون کا سورج طلوع ہوگا کہ اب معاشرے کے چلن نے زندہ رہنے کی امنگ چھین لی ہے۔''

''دادی جان! سر میں درد ہو رہا ہے بہت۔'' وہ سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ وہ پریشانی سے گویا ہوئیں۔

''کب سے ہو رہا ہے درد......کوئی گولی کھائی یا یونہی باتیں بنانے بیٹھ گئے تھے؟''

''گولی تو جب کھاؤں گا جب چائے ملے گی اور گھر میں کوئی بھی نہیں ہے چائے کس سے بنواؤں؟'' لہجے میں خاصی بے چارگی تھی۔

''عائزہ' عادلہ' صباحت کے ساتھ زینی کے گھر گئی ہیں' رات کو کھانے کے بعد ہی آئیں گی۔ میں ابھی ملازمہ سے کہہ کر چائے بنواتی ہوں۔'' انہوں نے ایک نگاہ ڈریسنگ ٹیبل پر سامان ترتیب سے رکھتی پری پر ڈالتے ہوئے گویا اس کو تسلی دی تھی۔

وہ بھی کان دبائے دادی کا سرمہ' عطر اور دیگر چیزیں صاف کر کے رکھتی جا رہی تھی' اس کے کہنے کا مطلب وہ بخوبی سمجھ رہی تھی۔

''یہ آپ کی لاڈلی مہارانی صاحبہ کیا چائے بنانا بھول گئی ہیں جو میں ملازمہ کے ہاتھوں کی بنی بدمزہ چائے پیوں دادی جان؟'' پری کی بے اعتنائی و دادی کی بے پروائی نے اس کو سلگا ڈالا تھا۔

''ارے تو گھنّی عورتوں کی طرح بات گھما پھرا کر کیوں کر رہے ہو' صاف کہہ دو پری کے ہاتھوں کی بنی چائے پیو گے۔'' وہ اسے گھورتی ہوئی گویا ہوئیں پھر پری کی طرف دیکھا جو ہنوز خود کو خاصا مصروف ظاہر کر رہی تھی اور سب سن کر بھی وہیں تھی۔

''شاباش ہے بھئی پری! سن کر بھی تم ٹس سے مس نہیں ہوئی' بچے کی تکلیف کا خیال ہے تمہیں اور نہ ہی اس کے کہنے کا احترام' آج تمہاری منگنی ہوئی ہے کل کو شادی ہوگی اس طرح کرو گی تم؟'' ان کو پری کا اجتناب سرکشی محسوس ہوا تھا اور وہ بھرے بادلوں کی طرح اس پر گرجنے لگی تھیں۔ وہ یکلخت بدلتی صورتِ حال پر ہکا بکا ان کی صورت دیکھنے لگی۔

''اب کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو چائے بنا کر لاؤ۔ لو بھئی حد ہوگئی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں ابھی منگنی کو اور چلی ہو من مانی کرنے' کو میں نے یہ تربیت کی ہے تمہاری؟'' وہ شدت سے ٹیمپر لوز کر گئی تھیں۔

''چائے لاتی ہوں دادی جان!'' اس نے سعادت مندی سے کہا اور چلی گئی اس کے سرخ ہوتے چہرے کا تعاقب اس کی نگاہوں نے دور تک کیا تھا۔

''آپ نے کچھ زیادہ ہی سنا دیا ہے پارس کو۔'' وہ شرمندگی سے بولا۔

❀ ❀ ❀

خزاں رسیدہ ٹنڈ منڈ درختوں نے سبز پتوں کا پیراہن اوڑھ لیا تھا' بہار اپنے جوبن پر تھی' نوخیز کلیوں نے خوب صورت پھولوں کا روپ دھار لیا تھا۔ خوش رنگ' خوشنما پھولوں کی خوب صورتی نگاہوں کو سکون بخش رہی تھی' آسمان پر سرمئی بادلوں کا راج تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں اٹھلا اٹھلا کر چل رہی تھیں۔ مُنی لان میں ترتیب و خوب صورتی سے لگائے گئے پودوں و پھولوں کو دیکھ رہی تھیں ان کے چہرے پر دھیمی مسکان تھی۔ عشرت جہاں نے مسکرا کر بیٹی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''بہار آگئی ہے مُنی! پھول کھلے ہوئے کس قدر حسین لگ رہے ہیں۔''

''ممی! پھولوں کی زندگی اتنی کم کیوں ہوتی ہے؟ بالکل خوشیوں کی طرح' ہر اچھی چیز بہت قلیل عرصے کے لیے ہوتی ہے۔''

''یہ قدرت کا قانون ہے مُنی! ویسے بھی انسان بہت متلون مزاج واقع ہوا ہے ہر شے سے جلد اکتا جاتا ہے' جس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اسے پا کر اور بھی تیزی سے اس سے دور بھاگتا ہے۔''

''ممی! قدرت کا قانون ہی بہتر ہے اگر یہ پھول مرجھائیں گے نہیں تو نئے پھول ان کی جگہ کس طرح لیں گے' اسی طرح خوشیاں ہی خوشیاں ہر سو ہوں تو دکھوں سے گزر کر آگہی کس طرح حاصل کرے گا انسان' ہر موسم سدا نہیں ہوتا ہے تو کوئی بھی دکھ و خوشی ہمیشہ قائم بھی نہیں رہتی' یہی سب تو زندگی کا نام ہے ممی!''

''بے شک میری جان! میں دیکھ رہی ہوں پری کی منگنی نے آپ کو خوش کر دیا ہے' بہت ایکسائٹیڈ رہنے لگی ہو' یہی چاہتی تھیں آپ؟'' وہ ان کے ہر انداز میں خوشی محسوس کرتے ہوئے استفسار کرنے لگیں۔

''جی ہاں! یہی خواہش تھی میری طغرل کو پہلی نگاہ میں پہچان گئی تھی میں وہ مجھے باہمت و ارادوں کا پکا لگا تھا اور ایسے لوگ جو فیصلہ ایک بار کر لیں تو کبھی بھی اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹتے ہیں۔''

''کیا اس کے جذبے فیاض کے جذبوں سے زیادہ مضبوط و پُر اعتماد ہیں؟ ایک عرصے قبل وہ بھی تمہارے لیے اتنا ہی بے قرار و دیوانہ تھا۔'' ان کے لہجے میں گہرا تفکر و اندیشے لرزاں تھے' انہوں نے بیٹی کا گھر بستے اور اجڑتے دیکھا تھا۔ اجڑ کر وہ ایک بار پھر بس گئی تھی لیکن بس کر بھی اجڑی اجڑی دکھائی دیتی تھی۔

''آپ یہ کیوں بھولتی ہیں ممی! ہمارے درمیان ظالم سماج حائل تھا یہاں آپ نے اور وہاں فیاض کی اماں، بہنوں نے قسم کھا رکھی تھی ہمارے گھر کو برباد کرنے کی ہمارے تعلق کو نیست و نابود کرنے کی لیکن اب وقت بدل گیا ہے میں اپنی بیٹی کا گھر آباد رکھنے کے لیے ہر وہ قربانی دوں گی جو اس کے گھر کو آباد رکھ سکے اور طغرل بھی ماں اور بہن کے دباؤ میں آنے والا مرد نہیں ہے بہت اسٹرونگ ہے وہ۔''

''اللہ ہماری پری کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ہماری غلطیوں کی سزا اس بچی نے بھگتی ہے خوشیوں کو ترس گئی ہے وہ۔'' اسی دم پورچ میں کار رکنے کی آواز آئی تھی اور چند لمحوں بعد بھاری قدموں کی آہٹیں ابھری تھیں کچھ لمحوں بعد وہ ان کے سامنے کھڑا تھا وہ دونوں ہی از حد حیرانی سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''سعود...... آپ۔''

❁......❁......❁

''آئی ایم رئیلی سوری یار!'' وہ دادی کے سخت رویے پر دلبرداشتہ ہو کر چپکے چپکے آنسو بہاتے ہوئے چائے بنا رہی تھی جب وہ دبے پاؤں اس کے قریب آ کر دھیمے نادم لہجے میں گویا ہوا۔

''سوری کس لیے آپ کی دلی مراد بر آئی ہے دادی جان سے مجھے ڈانٹ کھلوا کر آپ ہمیشہ ہی خوش ہوتے رہے ہیں اب بھی خوش ہوئے ہوں گے یہ بلاوجہ سوری کیوں کہہ رہے ہیں۔'' وہ تیزی سے آنچل سے آنسو صاف کرتی روٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔

''رئیلی یار! میں شرمندگی فیل کر رہا ہوں مجھے معلوم نہ تھا دادی جان اس طرح ٹیمپر لوز کر بیٹھیں گی ورنہ میں ہرگز مذاق نہ کرتا۔'' اس کے بھاری لہجے میں پچھتاوا تھا وہ ہونٹ بھینچے اس کو دیکھ رہا تھا جو اس سے نظریں چرائے کیبنٹ سے کپ نکال کر ٹرے میں سیٹ کر رہی تھی چولہے پر رکھی کیٹل میں چائے تیار ہو کر دم پر رکھی تھی۔

''آپ دادی کے پاس جا کر بیٹھیں میں چائے لا رہی ہوں۔'' اس کی نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ کر وہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔

''یعنی عام لفظوں میں یہ کہہ رہی ہو میں یہاں سے دفع ہو جاؤں اپنی صورت لے کر؟'' نامعلوم اس کے لفظوں میں ایسا کیا تھا بے ساختہ پلیٹ میں بسکٹ نکالتی وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی وہ بڑی مظلوم نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''سچ کہہ رہا ہوں نا...... تم دل میں یہی کہہ رہی ہو گی؟''

''اگر میں ایسی ہی ناپسندیدہ ہوں تو پھر مجھ سے تعلق جوڑنے کا کیا مقصد ہے؟ جائیں جا کر سوچیں ابھی بھی وقت ہے۔'' وہ چائے فلاسک میں ڈالتی ہوئی گویا ہوئی۔

''کیا سوچوں؟'' اس کی پیشانی پر شکنیں در آئی تھیں۔

''میرے اور آپ کے تعلق کے بارے میں ابھی آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں پھر بعد میں کیا کریں گے اسی طرح دادی سے ڈانٹیں کھلواتے رہیں گے یا پاپا کی طرح چھوڑ دیں گے مجھے؟''

''شٹ اپ اٹس ٹو مچ پارس! ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے ایسی بات زبان پر کیوں لاتی ہو جو میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں۔'' اس کے وجیہہ چہرے پر ناگواریت سرخی بن کر چھا گئی تھی۔

''یہی تو عادت ہے آپ کی آپ سوچتے نہیں ہیں اور کہہ دیتے ہیں خواہ اس پر کسی کی عزت نفس گھائل ہو یا کسی کا دل ہی ٹوٹ کر رہ جائے آپ کو پروا نہیں ہوتی ہے۔'' وہ بھی قائل ہونے پر تیار نہ تھی۔

''تم ابھی تک میرے مزاج کو سمجھ نہیں سکی حیرت ہے۔'' وہ اس کو منانے آیا تھا اور اب خود ہی روٹھنے لگا تھا۔

''میں کہہ رہا ہوں شرمندہ ہوں مجھے معلوم ہوتا دادی اس طرح ری ایکٹ کریں گی تو میں کبھی بھی اس طرح مذاق نہیں کرتا اور تم دادی کی حالت سے واقف ہو جب سے وہ ہارٹ پیشنٹ بنی ہیں تب سے معمولی معمولی بات پر اسی طرح ہائپر ہو جاتی ہیں۔''

''میں دادی کی ڈانٹ پر خفا نہیں ہوں۔'' وہ نرمی سے گویا ہوئی۔

"پھر مجھ سے خفا ہونے کی سعی بھی تمہیں بھاری پڑے گی، میں اتنی آسانی سے معاف کرنے والا بندہ نہیں ہوں۔"

❁......❀......❁

درد کے ساگر میں گویا تیرتی ہوئی وہ گھر میں داخل ہوئی تھی پاؤں بُری طرح لڑکھڑا رہے تھے، آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرا چھا رہا تھا وہ خود کو سنبھالتی ہوئی اپنے پورشن کی سمت بڑھ گئی اور اس بار بھی خوش قسمتی نے اس کا ساتھ دیا جو کسی نے اسے آتے ہوئے نہیں دیکھا تھا کہ وہ اس وقت جس اذیت سے گزر رہی تھی اس میں کسی کا سامنا کرنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔ اپنے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیاں چڑھنا اس کو کسی امتحان سے کم نہیں لگ رہا تھا ہر قدم پر درد کا نیا احساس جاگ رہا تھا۔ آنسو آنکھوں سے روانی سے بہہ رہے تھے شیری کی آوازیں سماعتوں میں گونج رہی تھی۔

"سالی...... مجھ سے شادی کے خواب دیکھ رہی ہے، میں شادی کروں گا تجھ جیسی گھٹیا لڑکی سے......" دوسری آوازوں نے بھی اس کا تعاقب کیا تھا۔

"فیاض کی بیٹی میرے گھر میں بہو بن کر آئے گی، میرے گھر میں اجالا ہو جائے گا۔" عابدی انکل کی پُرجوش آواز اسے اپنا مذاق اڑاتی ہوئی لگی۔

"کمینی...... کل میرے سامنے گر گئی تھی آج کسی اور کے ساتھ تو کل کسی کے سامنے۔"

"عادلہ ہماری بہو بنے یہ ہماری دلی خواہش ہے، آپ کی فیملی کی لڑکیوں کی خوش مزاجی و شرافت کی لوگ مثال دیتے ہیں۔" مسز عابدی کی آواز گونجی تھی۔

"آخ تھو...... تجھ جیسی لڑکی پر میں کبھی یقین نہ کروں۔"

"اب آیا ہے قابو میں شیری...... تم اس پر گرفت ذرا ڈھیلی نہ چھوڑنا۔" ممی مٹھائی کھلاتے ہوئے سرگوشی کر رہی تھیں۔

آنسوؤں کا گولہ سا اس کے حلق میں پھنسنے لگا دل چاہا خوب چیخ چیخ کر روئے اور سب کو شیری کی اصلیت بتا دے اور پری کو تباہ ہونے سے بچا لے، اس کے ارادوں کو وہ اچھی طرح جانتی تھی اور یہ جانتی تھی اس نے شیری کی بات نہیں مانی، اسے دھوکہ دینے کی کوشش بھی کی تو وہ اسے اور اس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دے گا، انہی سوچوں میں وہ لڑکھڑائی تھی اور سیڑھیوں سے گرتی چلی گئی تھی۔

❁......❀......❁

اس نے لان میں لگے مہکتے گلاب شاخوں سے علیحدہ کیے اور ان کو لے کر عائزہ کے پاس چلا آیا تھا وہ اس کی وجہ سے ہی کچن میں پناہ لیے ہوئے تھی اس کو سامنے دیکھ کر ہڑبڑا کر بولی۔

"آپ...... کچھ چاہیے آپ کو......؟" وہ خاصی نروس تھی۔

"جی ہاں بالکل......" وہ مسکراتا ہوا قریب چلا آیا تھا، پھولوں والا ہاتھ اس نے پشت کی طرف چھپایا ہوا تھا۔

"کیا...... کیا چاہیے آپ کو......؟"

"معافی، محبت، زندگی بھر کا ساتھ...... تم دو گی مجھے؟" اس کے لہجے میں محبت کی مٹھاس تھی ساتھ ہی ندامت بھی تھی۔ عائزہ سمٹ کر رہ گئی اس کے چہرے پر پھیلتی قوس و قزح کے رنگ بڑے دلکش تھے وہ سر جھکا کر مسکرا دی تھی۔

"ہمارے درمیان جو کچھ بھی ہوا اسے میں بھولنا چاہتا ہوں عائزہ! کیا تم وہ سب بھولنے میں میری مدد کرو گی؟" اس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"جی، اپنے اپنے حصے کی سزائیں ہم بھگت چکے ہیں آپ مجھ جیسی لڑکی کو معاف کر سکتے ہیں جس نے سب کے اعتبار کو دھوکہ دیا ہے، میں اپنی کم مائیگی سے ڈرتی ہوں آپ کی رفاقت کے قابل نہیں سمجھتی خود کو، آپ نے مجھے معاف کر دیا یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے۔" وہ قطرہ قطرہ پگھلنے لگی تھی۔

فاخر نے اس کو حصار میں لے لیا اور وہ اس کے شانے سے سر ٹکا کر آنسو بہانے لگی تھی، آج اسے معافی مل گئی تھی۔ وہ سرخرو ہو گئی تھی ایک کٹھن راہ پر چل کر اسے منزل مل گئی تھی۔

"میں ڈرتے ڈرتے یہاں آیا تھا کہ شاید تم مجھے دھتکار دو گی' میرے جذبوں کی توہین کرو گی لیکن تمہارے ایثار و قربانی کے جذبے نے میرے دل میں تمہاری قدر و منزلت مزید بلند کر دی ہے۔ آج مجھے تمہارے ساتھ پر فخر و خوشی ہے تم نے کھلے دل سے میرے جذبوں کو پذیرائی دے کر مجھے ہمیشہ کے لیے اپنا بنا لیا ہے۔" اس کا ہر لفظ سچا تھا عائزہ کے چہرے پر آسودہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

❁......❀......❁

چند ماہ بعد اعوان کو اپنے روبرو پا کر وہ حیران تھی جبکہ وہ خاصا ناراض تھا اور ناراضی کا اظہار کر رہا تھا۔

"اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے بتانے کی زحمت بھی نہ کی ماہ رخ! یا مجھے اس قابل ہی نہیں سمجھا۔ کانٹیکٹ نمبر ہونے کے باوجود بھی مجھ سے رابطہ کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ایسی کیا خطا ہو گئی ہے مجھ سے جو تم اس بُری طرح بدظن ہو کہ ایسے مشکلات حالات میں بھی تم نے مجھ سے بات کرنی ضروری نہیں سمجھی؟" وہ خاصا مضطرب و بے کل دکھائی دے رہا تھا۔

"ہمارے درمیان کوئی سگا رشتہ نہ سہی مگر دوستی کا رشتہ تو ہے نا؟ اب یہ مت کہہ دینا مرد و عورت کی کیسی دوستی؟" اس کے منہ بنا کر کہنے پر وہ بے ساختہ مسکرا دی تھی۔

"دوستی میں صرف اور صرف محبت' خلوص اور ایثار کو مدنظر رکھا جاتا ہے اگر ہمارے جذبے پاک ہیں تو میں مرد و عورت کی دوستی کو کوئی الزام نہیں دیتا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم اعوان! میں نے تمہاری دوستی سے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ میں نے تم کو دوستی میں سب سے زیادہ مخلص و ہمدرد پایا ہے۔" اس کے لہجے میں ستائش تھی۔

"اچھا' دوستی کے دعوے کے باوجود بھی دوست کی مدد طلب نہ کرنے کا مقصد کیا ہے؟" وہ حیران تھا۔

"آپ نے مجھے کسی وضاحت کا موقع دیئے بغیر ہی طعنے دینا شروع کر دیئے تو میں نے سوچا پہلے آپ اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال لیں پھر میں بتاؤں گی' رابطہ نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟"

"اوہ' کیا ہوا تھا؟" اس کا غصہ از خود اتر گیا۔

"تمام بات تو آپ کو معلوم ہو گئی ہے جب اس زمیندار کے آدمی مجھے اغوا کرنے کے لیے آئے تو وہاں سے ملازمہ کی مدد سے میں نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی اور اس دوران مجھے گھر سے موبائل اٹھانے کی مہلت بھی نہ مل سکی تھی اور تم سے اس وجہ سے میں رابطہ نہ کر سکی تھی۔"

"اب تمہیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں آ گیا ہوں۔" وہ تسلی دیتا ہوا بولا۔

"وہ بے حد اثر و رسوخ والا آدمی ہے اس کی وجہ سے گلفام کو بے گناہ ہونے کے باوجود عمر قید کی سزا ہو گئی ہے اور مجھے بھی ابھی تک کئی گھر بدلنے پڑے ہیں یہاں آ کر کچھ سکون ملا ہے کہ وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکا پھر بھی مجھے خطرہ رہتا ہے کہ نا معلوم وہ کب یہاں پہنچ جائے۔" اس کے لہجے میں خوف نمایاں تھا۔

"ڈرو نہیں مطمئن رہو' مجھ سے زیادہ اس کی اپروچ نہیں ہو گی' میں نے گلفام کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے اس شہر کا سب سے بڑا وکیل کر لیا ہے وہ کیس کورٹ میں فائل کر چکا ہے ان شاء اللہ بہت جلد گلفام جیل سے باہر ہو گا۔"

"یہ مجھ پر تمہارا ایک اور بڑا احسان ہے اعوان! تمہارے احسانوں کا بدلہ میں زندگی دے کر بھی نہیں اتار سکوں گی۔"

"اگر تم نے کوئی ایسی کوشش بھی کی تو وہ ہماری دوستی کا آخری دن ہو گا۔"

❁......❀......❁

کہنے کو کوئی اس سے میرا واسطہ نہیں
امجد مگر وہ شخص مجھے بھولتا نہیں
ڈرتا ہوں آنکھ کھولوں تو منظر بدل نہ جائے

میں جاگ تو رہا ہوں مگر جاگتا نہیں

وہ ایزی چیئر پر بیٹھا دھویں میں گم تھا اس کے ذہن کی اسکرین پر پری سے پہلی ملاقات کے مناظر چل رہے تھے اس نے اسے دیکھا اور دیکھتا رہ گیا تھا۔ مکروفریب سے پُر بناوٹی و مصنوعی آرائش سے سجے ان چہروں میں وہ سادہ و پروقار چہرہ سب سے لگ تھا۔ کسی جھیل کی سطح پر خاموشی سے بہتا کوئی سفید گلاب جیسا چہرہ ستاروں کے جھرمٹ میں بے تحاشہ دمکتا ایک ستارہ...... پرستان سے راستہ بھول کر زمین پر آنے والی کوئی حسین پری اس جیسی ہی بے شمار تشبیہات اس کے ذہن میں آئی تھیں اس نے ہاتھ میں پکڑا کیمرہ اس کے چہرے کی طرف کر دیا تھا۔

پہلی بار گلاب سے اس نے شرارے پھوٹتے دیکھے تھے وہ اس کی تصویریں بنانے پر اس قدر برہم ہوئی تھی کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کوئی لڑکی اس قدر روڈ انداز میں بھی اس سے مخاطب ہو سکتی ہے اور اسے خود پر حیرت تھی اس کی اتنی بے عزتی کے باوجود بھی وہ اس لڑکی کو بھلا نہ سکا بلکہ دل اس کی پہلی نگاہ کا ایسا اسیر ہوا کہ آج بھی وہ اس کی تمام بے رخی بیگانگی و بے اعتنائی کے باوجود بھی دل سے اس کے نقش کو مٹا نہ سکا تھا اور اب جب سے وہ طغرل کے نام کی انگوٹھی پہن چکی تھی وہ ایک آگ میں جلنے لگا تھا۔

''شیری! اوہ...... اتنی اسموکنگ کیوں کر رہے ہو آپ؟'' مسز عابدی اس کے اردگرد دھواں دیکھ کر گھبرا کر گویا ہوئی تھیں۔

''آپ جائیں ممی! میں ہینڈ واش کر کے آتا ہوں۔'' اس نے واش روم میں آ کر سگریٹ دور اچھالی اور نل کھولتے ہوئے واش بیسن پر جھک گیا تھا پندرہ منٹ بعد خوشبو میں مہکا وہ ان کے ساتھ بیٹھا۔

''رات بھر سوئے نہیں تھے کوئی ٹینشن ہے بیٹا!'' وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی گویا ہوئیں۔

''کیا ٹینشن ہو سکتی ہے بھلا مجھے ممی! میری اتنی فکر نہ کیا کریں۔''

''میڈ بتا رہی تھی عادلہ آئی تھیں گھر پر۔'' وہ ڈھیلے انداز میں بیٹھا تھا عادلہ کا نام سن کر سنبھل کر بیٹھ گیا۔

''جی...... وہ آپ سے ملنے آئی تھی آپ نہیں ملیں تو وہ چلی گئی۔'' اس نے مسکرا کر بتاتے ہوئے بے پروائی کا مظاہرہ کیا تھا۔

''آپ سے ملاقات نہیں ہوئی عادلہ کی؟''

''بہت سرسری سی ہوئی تھی دراصل مجھے ایک ضروری میٹنگ کے لیے جانا تھا اس لیے میں رک نہیں سکا تھا چلا گیا تھا۔'' اس نے بے حد اعتماد سے جھوٹ بولتے ہوئے انہیں کسی شک کا شکار نہ ہونے دیا تھا سادہ لوح مسز عابدی اس کی باتوں میں آسانی سے آ گئیں۔

''ڈنر پر آج شمع نے انوائٹ کیا ہے چلیں گے نا آپ؟''

''سوری ممی! مجھے دوستوں کے ساتھ مچھلی کے شکار پر جانا ہے میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔'' اس کے چہرے پر پُراسراریت تھی۔

❁......❀......❁

زینب کے گھر سے واپسی پر عائزہ بے حد خوش و مطمئن تھی۔ اللہ نے اس کی کوتاہیاں معاف کر دی تھیں اس کا ٹوٹا گھر مضبوط ہو گیا تھا صباحت بھی بے حد خوش و مطمئن تھیں ایک کے بعد ایک پریشانی ختم ہو رہی تھی پہلے عادلہ کا معاملہ سلجھا تھا تو آج عائزہ کو منانے کے لیے فاخر چلا آیا تھا۔ فیاض نے بھی ان کے ساتھ اپنے رویئے میں تبدیلی کر لی تھی محبت سے پیش آنے لگے تھے اور یہ سب پروردگار کی کرم نوازی تھی انہوں نے صدق دل سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگی تھی اور ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والے ربّ نے اپنی رحمت کی بارش برسانی شروع کر دی تھی۔

''فاخر اسی ہفتے جانا چاہتا ہے تم اپنی تیاری شروع کرو جو چاہیے وہ کل شاپنگ کر لینا میں نے کل ڈنر پر سب کو انوائٹ کرنے کا سوچا ہے۔ آصفہ عامرہ کے علاوہ شیری کو بھی کل خصوصی طور پر بلائیں گے سب لوگ واقف ہیں اس سے محض سرسری طور پر اب سب سے ملواؤں گی ان کو۔'' انہوں نے خوشی سے سرشار لہجے میں پروگرام بنایا تھا۔

''جو آپ مناسب سمجھیں ممی!'' وہ مسکرا کر بولی۔

گھر آنے تک وہ دعوت کا مینو سیٹ کر چکی تھیں اسی پر بات کرتی وہ اندر داخل ہوئی تھیں جب عائزہ کی نگاہ بے ہوش پڑی عادلہ پر اٹھی تھی وہ دوڑ کر اس کی طرف بڑھی تھی۔

''عادلہ......عادلہ......'' وہ اس کے چہرے کو تھپتھپاتی ہوئی بولی۔

''ارے کیا ہوا میری بچی کو؟ یہ اس طرح کیوں پڑی ہے؟'' صباحت اسے بے سدھ دیکھ کر چیختے ہوئے قریب بیٹھ گئی تھیں ان کی آواز سن کر پری بھی وہاں آ گئی تھی وہ تینوں مل کر اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگیں مگر وہ ہنوز اسی حالت میں تھی۔

''ڈاکٹر کو کال کر کے بلاتی ہوں۔'' وہ اور عائزہ اٹھا کر اسے کمرے میں لائی تھیں' پری نے فون اسٹینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''شاید سیڑھیاں چڑھتے ہوئے گر گئی ہے۔'' عائزہ نے اندازاً کہا۔

''کیسے گر گئی......ہم تو اس کو بالکل ٹھیک چھوڑ کر گئے تھے۔''

''ممی! آپ فکر مند نہ ہوں' کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے' پاؤں سلپ ہونے سے گر گئی ہوگی۔ آپ کو معلوم ہے ہلکی سی چوٹ بھی اسے برداشت نہیں ہوتی' تکلیف سے بے ہوش ہوگئی ہوگی۔''

❁......❁......❁

''اٹس ویری امیزنگ مما! نہ آپ نے مجھے شرمندہ کیا نہ ڈیڈ نے کوئی ایسی بات کی' بنا کچھ سوچے سمجھے ہی آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے؟'' سعود سر جھکائے ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

''اولاد کو شرمندہ دیکھ کر کبھی والدین خوش نہیں ہوتے بیٹا! ہمارے لیے یہ ہی سب سے خوشی کی بات ہے کہ آپ پلٹ کر واپس آ گئے ہیں۔''

''میں اتنے عرصے سے آپ لوگوں سے اسی لیے چھپتا رہا کہ کس طرح فیس کر پاؤں گا؟ میں نے آپ لوگوں کو بے حد ڈس ہارٹ کیا ہے' پہلے مجھے ان تمام جذبوں کا ادراک نہیں تھا' دکھ کیا ہوتا ہے؟ غم کس طرح زندگی کو بوجھل کر دیتا ہے یہ سارے احساسات پوجا کے چھوڑ کر جانے کے بعد ہوئے ہیں اور پھر مجھے معلوم ہوا۔ میں نے آپ لوگوں کو کتنے دکھ دیئے ہیں جب اپنے ہی اپنوں سے محبت نہ کریں تو رشتوں کا بھرم ٹوٹ جاتا ہے۔''

''ہم یہ بھرم کبھی نہیں ٹوٹنے دیں گے بیٹا! جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے' آپ واپس آ گئے ہیں اس سے بڑھ کر ہمارے لیے کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔'' صفدر جمال کی بات کی تائید عشرت جہاں اور مثنیٰ نے بھی کی تھی۔

❁......❁......❁
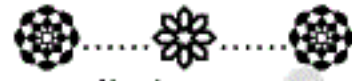
اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولی تھیں۔ ممی اور دادی اس کے قریب بیٹھی تھیں عائزہ اور پری کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں اس کی نگاہیں پری کے چہرے پر جم گئیں۔ یک ٹک وہ اسے دیکھے گئی۔

''تمہیں پری کو میرے پاس لانا ہے' آج رات کو۔ لاؤ گی نہ بولو؟'' کوئی بھیڑیا نما غراہٹ اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔

''اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا یا چھپنے کی کوشش کی تو جانتی ہونا میں تمہارا کیا حال کروں گا؟ تم اور تمہاری فیملی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گی۔'' وہ سب اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں مگر اس کی سماعتوں میں شیری کی دھمکیاں گونج رہی تھیں۔

''عادلہ! کچھ تو بولو بیٹا! کیا ہوا تھا؟ کیا تم سیڑھیوں سے گری ہو؟'' اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں' کیا بتاتی کہاں سے گری ہے' یا شیری نے ایسے پاتال میں گرا دیا ہے کہ وہ کچھ بولنے کے بھی قابل نہیں رہی ہے۔

''گھبراؤ نہیں صباحت! ڈاکٹر نیند اور درد کا انجکشن لگا کر گیا ہے اسی وجہ سے یہ ابھی غنودگی میں ہے' غنودگی سے باہر آئے گی تو ٹھیک ہوگی۔ میں نماز پڑھنے جا رہی ہوں خاصا وقت ہو گیا ہے۔'' دادی کی آواز اس نے واضح سنی تھی مگر آنکھیں کھولنے کی ہمت پھر بھی نہ ہو سکی شاید پین کلر کی وجہ سے درد کی شدت میں خاصی کمی تھی لیکن جسم میں شدید اینٹھن تھی جوڑ جوڑ جکڑا ہوا تھا۔

''سوپ پکنے کے لیے رکھ کر آتی ہوں۔'' صباحت اٹھتے ہوئے بولیں۔

''میں چکن چولہے پر رکھ کر آئی تھی ممی' تیار کر کے لاتی ہوں۔'' وہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

''خوش رہو تمہیں سب کا کتنا خیال رہتا ہے پری!'' انہوں نے کانپتا ہوا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا پری نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا۔ غصہ

طنز' نفرت وحقارت ایسا کوئی تاثر ان کے چہرے پر نہیں تھا۔ ان کی آنکھوں میں ہلکی نمی تھی چہرے پر شفقت وہ ششدر رہ گئی ان کا یہ روپ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔

پری کی حیرانگی ان کے ضمیر پر ایک اور تازیانہ بن کر لگی تھی' نمی آنسو بن کر بہنے کو تیار تھی وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی۔

''یہ ممی کو کیا ہوا تھا عائزہ! انہوں نے مجھ سے اتنے پیار سے بات کی' اتنی محبت سے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔'' وہ خواب کی سی کیفیت میں چلتی ہوئی اس کے قریب آکر بولی۔

''یہ سب حقیقت ہی ہے نا؟ میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی؟''

''یہ حقیقت ہے پری! دراصل ممی تم سے کئی دنوں سے معافی مانگنا چاہ رہی تھیں مگر تم سے ممی نے اتنی زیادتیاں کی ہیں کہ وہ ہمت نہیں کر پا رہی ہیں تمہارا سامنا کرنے کی آج......''

''معافی کیسی' کوئی ماں اپنی بیٹی سے ایسی بات کرتی اچھی لگیں گی؟''

''ممی نے جو تمہارے ساتھ کیا وہ برتاؤ کسی ماں کو سوٹ نہیں کرتا' پری ماں صرف ماں ہوتی ہے پہلی دوسری کی تفریق فضول ہے۔''

''تم ممی کو بالکل منع کردو عائزہ! وہ ایسا کچھ نہ کریں میرے دل میں ان کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہے۔'' وہ کہہ کر چلی گئی وہ خاصی خوش و جذباتی ہو رہی تھی عائزہ نے پیار بھری نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر عادلہ کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔

''عادلہ! آنکھیں کھولو مجھے معلوم ہے تم جاگ رہی ہو' ہوا کیا ہے تمہارے ساتھ' ہم تمہیں صحیح سلامت یہاں چھوڑ کر گئے تھے۔''

''میں سیڑھیوں سے گر گئی ہوں' نا معلوم کیا ہوا تھا مجھے' میں نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی اور پھر بھی گرتی چلی گئی تھی۔''

''لیکن سیڑھیوں سے گرنے سے اتنی شدید چوٹیں نہیں لگتی۔'' وہ کھوجتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور عادلہ کا دل چاہا وہ اس سے لپٹ جائے دل پر گرنے والا ہر آنسو اس کے شانے سے لگ کر بہادے' ایک ایک زخم اسے دکھائے اور کہے کہ اس وحشی سے اس کو بچالے۔ وہ اس کی خواہش پوری کرنے سے قاصر ہے' وہ اس کی زندگی تو برباد کرچکا تھا اب پری کو تباہ کرنے کے درپے تھا مگر پھر وہی خوف......

''عائزہ! ماربل کی سیڑھیاں ہیں پھر میں بہت بُری طرح گری ہوں' مجھے تو لگ رہا تھا میری ساری ہڈیاں ٹوٹ کر بکھر جائیں گی۔''

''شکر ہے ایسا کچھ نہیں ہوا ہے لیکن تمہارا چہرہ بتا رہا ہے درد بہت زیادہ ہے' سوپ پینے کے بعد میڈیسن اور لے لینا۔''

❁......❁......❁

''ہم جلد پاکستان آئیں گے بیٹا! آپ کی فیکٹری کے لیے میں نے مشینوں کی خریداری کا آرڈر دے دیا ہے ایک ماہ بعد ڈلیوری ہوجائے گی' کنسٹرکشن کتنی باقی ہے؟'' فراز اس سے سیل فون پر مخاطب تھے۔

''ڈیڈی! کنسٹرکشن میں دو تین ہفتے لگیں گے صرف فائنل ٹچنگ ہو رہی ہے مشینری آنے تک وہ بھی مکمل ہوجائے گی پھر کچھ عرصہ ہمیں سیٹ اپ میں لگے گا۔''

''گڈ اور ہماری بہو کیسی ہے اب تو آپ پریشان نہیں کرتے پری کو؟'' ان کی مسکراتی آواز میں خاصی شوخی تھی۔

''آپ اپنی بہو سے خود پوچھ لیجیے گا وہ سچ بتائے گی آپ کو۔'' باپ کی شوخی پر وہ بھی مسکرا کر گویا ہوا۔

''پوچھا ہے میں نے پری سے وہ شاید آپ کو بچا رہی ہے۔''

''ہوں' خاصی سمجھ دار ہے وہ ڈیڈی! آپ نے کس طرح سے مما کو اس رشتے پر راضی کیا حالانکہ وہ تو دادی جان کی خواہش کو بھی خاطر میں نہ لائی تھیں۔ پری کو بہو بنانے سے صاف انکار کرچکی تھیں انہوں نے میری خواہش کو بھی کوئی اہمیت نہ دی تھی۔'' اس کے لہجے میں کوئی شکوہ نہیں تجسس و اشتیاق تھا۔

''یہ سب میری لاعلمی میں ہوتا رہا ہے مدنہ سمجھ رہی تھی یہ بات میرے کانوں تک نہیں پہنچے گی کیونکہ آپ اور اماں جان مجھ تک یہ بات کبھی بھی پہنچاتے نہیں کہ اماں اپنی ناک کو عزیز رکھتی ہیں اور آپ اپنی ماں کی انا کو۔'' ان کے لہجے میں خفگی در آئی تھی۔

''ڈیڈی! ان سب سے زیادہ ہمیں آپ کی صحت وزندگی عزیز ہے' آپ میجر آپریشن سے گزرے ہیں میں نہیں چاہتا تھا آپ معمولی سا بھی دکھ لیں آپ کے بغیر میں جینے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔''

''اچھا اور اپنی محبت کے بغیر رہ لیتے؟ کیا میں جانتا نہیں ہوں آپ کو ہاں کس کشش نے روکا ہوا ہے' اماں جان کی محبت میں وہاں ہمیشہ رہنے کی پلاننگ نہیں کی ہے آپ نے۔'' وہ ان کے بالکل درست تجزیئے پر خاصا حیران تھا وہ ان کی بارعب اور سنجیدہ وکم گو پرسنالٹی کے باعث خاصا دور رہتا تھا آج انہوں نے ثابت کردیا ہے تھا وہ دور رہ کر بھی اس کو بے حد قریب سے جانتے تھے اور یہ اس کے لیے حیرت کے ساتھ مسرت کی بھی بات تھی۔

''آئی ایم سرپرائز ڈیڈ! یہ سب آپ کو کیسے پتا چلا؟''

''یہ آپ کو ڈیڈ بننے کے بعد ہی پتا چلے گا کہ بچوں کی خواہش باپ کس طرح جان لیا کرتے ہیں۔'' وہ خلاف عادت قہقہہ لگا کر گویا ہوئے تو لمحے بھر کو وہ بغلیں جھانکنے لگا تھا۔

''لیکن بروقت آگاہ کرنے کے لیے میں صباحت کا ممنون ہوں۔ صباحت نے کال کرکے مجھے آپ کی پسند اور مذنہ کے انکار سے آگاہ کیا تھا پھر میں نے مذنہ کے سامنے کال کرکے اماں جان کو فوراً منگنی کرنے کا کہا جس پر انہوں نے اسی دن ردعمل دکھایا تھا۔''

''صباحت آنٹی نے آپ کو فورس کیا تھا پھر ممی کا ری ایکشن کیا تھا؟'' صباحت کے نام پر اسے شدید جھٹکا لگا تھا۔

''صباحت نے فورس نہیں کیا تھا بلکہ ریکوئسٹ کی تھی کہ میں پری کو اپنی بہو بنالوں' مذنہ نے میرے فیصلے کو دل سے قبول کیا ہے۔''

❁ .... ❁ .... ❁

اعوان نے جو کہا وہ نبھایا بھی تھا' اس نے اس کرپٹ زمیندار کو ناکوں چنے چبوا دیئے تھے اس نے نہ صرف زمینوں پر سے قبضہ ختم کیا بلکہ مقدمہ واپس لے کر گلفام کو بھی بری کرایا تھا اور وہ شہر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اعوان اپنی مہربانیوں کا کوئی صلہ لینے کے حق میں تھا وہ گلفام کو کورٹ سے مل کر چلا گیا تھا اس نے گلفام سے کہا تھا اس کی فلائٹ ہے وہ کاروبار کے سلسلے میں جاپان جارہا تھا۔ گلفام کو اس کی بات پر یقین آ گیا تھا اور اسے نہیں وہ جانتی تھی اعوان اس کی وجہ سے کترا رہا ہے' اس پر بیتے گئے وقت کا ذمہ دار وہ خود کو سمجھتا تھا اور ہر ممکن اسے خوشیاں دینے کی سعی میں مگن رہتا تھا۔

''کیا سوچ رہے ہو گلفام؟'' وہ چپل اتارے ریت پر اسی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی ہلکی ہلکی لہریں ان کے قدموں میں مچل رہی تھیں اور ایک خوشگوار ٹھنڈک اس کی رگ و پے میں پھیلتی چلی جارہی تھی وہ اس کا قرب پا کر بے حد خوش تھی۔

''میں نے تمہارے بغیر یہ زندگی کسی جیل میں قیدی کی طرح ہی گزاری تھی رخ! گھٹن میں پہلے جیتا آرہا تھا تمہارے ملنے کے بعد میں ہواؤں میں اڑ رہا ہوں' تمہیں پانے کے بعد زندگی سے کوئی گلہ نہیں رہا ہے مجھے۔'' فرط جذبات سے وہ اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔

''تمہیں یہ یقین تھا کہ میں تمہیں مل جاؤں گی؟ میری گزری زندگی کے بارے میں بھی جان کر مجھ سے نفرت نہیں ہوئی؟'' وہ ٹہلتے ہوئے خاصے دور نکل آئے تھے۔

آسمان پر چاند ستارے چمک رہے تھے ہوائیں بھیگی بھیگی تھیں دور گہرے پانیوں میں کوئی جہاز جارہا تھا سیاہ سمندر کے سینے پر چمکتی اس کی روشنیاں نگاہوں کو بھلی لگ رہی تھیں۔

''میں نے تم سے محبت کی ہے رخ! تمہاری روح کو چاہا ہے اور جو سچی محبت کرتے ہیں ان کی طلب صرف محبوب ہوتا ہے محبت ہوتی ہے جسم و بدن کی چاہ چاہت نہیں محبت کی توہین ہوتی ہے۔'' مچلتی لہروں کی آواز میں گلفام کا گمبھیر لہجہ وعشق میں ڈوبی پرسوز آواز اس کے دل کے تاروں پر پیار کے راگ چھیڑ رہی تھی بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

''اپنی محبت' اپنے جذبوں سے زیادہ مجھے اپنے ربّ پر یقین تھا میں جانتا تھا وہ سب کی سنتا ہے سب کو نوازتا ہے۔ کمی ہمارے جذبوں میں ہوتی ہے ہمارے مانگنے میں ہوتی ہے۔''

''جذبے میرے کھوٹے تھے' مانگنا میں نہیں چاہتی تھی' سزا تم کو مل گئی۔'' وہ اس کی بات سن کر کھل کر پہلی بار مسکرایا تھا۔

''بے صبری زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے رخ! اس لیے میں صبر کے ساتھ دعائیں کرتا تھا' میں نے یہ سوچا اس وقت تم کو حاصل کر لیتا تو پھر میں اس طرح تمہاری محبت کی بوند بوند نہ چکھتا' پا لینے کی سرشاری وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گھٹتی جاتی ہے اور کھو دینے کا ملال وقت بیتنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔''

''اب تمام ملال دل سے نکال دو' گلفام! میں مرتے دم تلک تم کو وہ ہر خوشی دینے کی کوشش کروں گی جو میں دے سکتی ہوں۔''

''پہلے تو تم مجھے گلفام کہنا بند کرو۔'' وہ گویا ہوا۔

''تم کو میرا گلفام پکارنا اچھا نہیں لگتا ہے؟''

''نہیں' بالکل بھی نہیں۔ اب کبھی اس نام سے نہیں پکارنا۔''

''اچھا' پھر کس نام سے پکاروں؟''

''وہ ہی جو تمہارے منہ سے سننے کا عادی ہوں' سیاہ فام......'' اس نے مسکراتے ہوئے خواہش ظاہر کی تھی۔

''میں تب گمراہ تھی باطن کی سچائی اندر کی روشنی سے نابلد' ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھنے والی زر پرست لڑکی' جب ہی تمہارے سونے جیسے دل کو نہ دیکھ سکی تھی اور سیاہ فام کہتی تھی...... کس قدر بے حس وخود غرض تھی۔'' چاند کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی چہرے پر پھیلا حزن نمایاں تھا' گلفام نے اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا۔

''ماضی کی تلخ یادوں کو بھول جاؤ ماہ رخ!''

''کاش! ماضی کی یادوں کو بھلانا اتنا ہی آسان ہوتا تو میں کب کی بھلا چکی ہوتی مگر وہ ایک کسک بن کر میرے ساتھ زندہ رہے گا' غلطیاں ہم از خود کریں یا انجانے میں سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہے۔''

''سزا بھگت لی ہے تم نے رخ! بس اب اللہ سے ایسی ہدایت طلب کرو جس کے بعد گمراہی نہ ہو۔ خیر ہی خیر ہو' خوشیاں ہی خوشیاں ہوں۔''

''گلفام! کیا اللہ مجھے معاف کر سکتا ہے؟ کیا اللہ مجھ سے کبھی راضی ہو جائے گا؟ مجھ جیسی گناہ گار بندی کو معافی مل جائے گی؟''

''وہ عظیم ہے

وہ رحیم ہے

وہ کریم ہے

اس کی رحمتوں کی کوئی حد نہیں وہ ربّ اپنے بندوں کی معافی کا منتظر رہتا ہے' گناہوں سے معافی کا منتظر ہوتا ہے۔ بندہ چل کر اس کی طرف جاتا ہے وہ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے وہ جب نوازنے پر آتا ہے تو دامن تنگ پڑ جاتے ہیں۔''

''تم مجھے مل گئے ہو جبکہ تمہارے ملنے کی امید ہی نہ رکھی' اس کا مقصد اللہ مجھ سے راضی ہوا ہے اس نے مجھے معاف کر دیا ہے۔''

''اچھا گمان رکھو' پروردگار ہمارے گمان کے ساتھ ہوتا ہے' تم نے مجھے بتایا تھا کہ کس طرح سے تم نے اس محلے میں رہنے والی لڑکی کی رات دن نگرانی کی' اس لڑکی رجاء کو لٹنے سے بچایا ایک گھرانے کی عزت وآبرو کو بچایا تم نے اپنا چین وسکون برباد کر دیا تھا' تم نے رجاء کی مدد کر کے اپنے ربّ کو راضی کیا۔ وہ خوش ہی ایسی نیکیوں سے ہوتا ہے۔'' چند لمحے خاموشی سے گزر گئے تھے ماہ رخ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی' وہ اپنی خواہشوں کی آگ میں جل کر خاک ہوئی تھی مگر خاک ہونے کے بعد اس کے اندر ایک نئی روشنی جل اٹھی تھی

ہدایت کی روشنی' ایمان کا نور...... یہ سب اسی کو حاصل ہوتا ہے جو پستی میں گرنے کے بعد بھی خود کو اندر سے پست نہیں ہونے دیتا۔

عزت کے عوض اسے دولت کے انبار ملے تھے محلات کی پرآسائش زندگی ملی تھی' اعلیٰ ملبوسات' بہترین لوازمات' سونا' چاندی' ہیرے ڈھیر تھا' ان چیزوں کا اور وہ سب پا کر اسے احساس ہوا عورت کی اصل دولت اس کی عزت' اس کا وقار وخودداری ہوتی ہے۔ چوری چوری باندھے جانے والے بندھن عورت کو طوائف بنا دیتے ہیں۔

''آج موسم بے حد اچھا ہے رخ! کیوں نہ ہم آج ہی رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں' اب میں زندگی کا ہر لمحہ تمہارے سنگ بھرپور طریقے

سے جینا چاہتا ہوں‘ تم نے بھی جدائی کی طویل خلیج عبور کی ہے‘ میں بھی ہجر کے اذیت ناک لمحوں سے پل پل گھائل ہوتا رہا ہوں کیوں نہ آج اپنی تشنگی کو ہم چاہتوں کا روپ دے دیں۔‘‘ اس نے سینے پر بازو باندھتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

’’ہوں...... میں بھی تھک گئی ہوں گلفام! ایک عرصے سے زندگی کو کسی بوجھ کی طرح گھسیٹتی ہوئی آئی ہوں۔ اب میں بھی تمہاری سنگت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔‘‘ اس نے اس کے شانے پر سر رکھتے ہوئے طمانیت بھرے لہجے میں کہا‘ دونوں بے پناہ خوش تھے۔

❁......❀......❁

ایک بار دو بار پھر نا معلوم کتنی بار وہ عادلہ کو کالز کرتا رہا تھا‘ دوسری طرف اس کا موبائل آف مل رہا تھا اور یہی وہ اس سے اسپیکٹ کرتا تھا تب ہی اس کی بھرپور طریقے سے مار لگائی تھی معمولی سا لحاظ ذرا سی مروت بھی اس نے نہیں برتی تھی۔ اس لیے کہ وہ اس کی بات ماننے اور پری کو اس کی بتائی ہوئی جگہ پر لے آئے اور اب وہ آدھی رات تک محو انتظار رہا تھا‘ ہر آہٹ پر پلٹتا تھا۔ ہر آواز پر چونکا تھا مگر غصے کے ساتھ ساتھ اسے شدید ترین حیرت تھی۔ اس نے محسوس کیا تھا وہ پری کو ضرور لائے گی لیکن وہ دھوکا دے گئی تھی۔

’’تم نے وارننگ کے باوجود بھی مجھے چیٹ کیا‘ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں وہ حال کروں گا کہ نہ زندہ رہوگی‘ نہ ہی مردہ۔‘‘ وہ اسی کمرے میں ٹہل رہا تھا جہاں کچھ دنوں قبل عادلہ اس کی نفسیاتی بربریت کا شکار بنی تھی وہ تب سے اب اس کمرے میں آیا تھا اور وہ تمام مناظر اس کی ذہن کی اسکرین پر روشن تھے جس میں عادلہ اس کی ٹھوکروں‘ لاتوں اور دھمکیوں کا نشانہ بنی تھی۔

’’بہت اسمارٹ سمجھتی ہے خود کو کمینی لڑکی! تم گھر میں کیا دنیا کے کسی کونے میں مجھ سے نہیں چھپ سکتی ہو۔‘‘ وہ ہتھیلی پر مکا مارتا ہوا بڑبڑایا۔

’’سیل فون آف کرکے سمجھتی ہے‘ مجھ سے پیچھا چھڑا لیا ہے تم نے؟‘‘ اس نے قریب رکھی ٹیبل کو ٹھوکر ماری تھی۔ ٹیبل گر گئی تھی اور اس کے نیچے پنک کلر کا موبائل پڑا تھا اس نے جھک کر موبائل اٹھایا چیک کیا وہ چارج نہ تھا‘ اسے یاد آیا وہ موبائل عادلہ کا تھا جو نا معلوم کب وہاں گر گیا تھا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر اس کو زوردار دھکا دیا تھا وہ اچانک دھکا لگنے سے بُری طرح دیوار سے ٹکرا کر گری تھی۔ اس کے ہاتھ سے پرس چھوٹ گیا تھا اور پرس میں موجود سارا سامان کارپٹ پر بکھر گیا تھا اور اسی وقت وہ موبائل بھی ٹیبل کے نیچے چلا گیا ہوگا۔

’’آئی سی یہ بات تھی‘ میری کالز ریسیو نہ کرنے کی لیکن فون پر تو مجھ سے رابطہ کرسکتی تھی وہ۔‘‘ ایک لمحے کو ٹھنڈا ہو کر پھر بھڑ کا تھا۔

’’آ رہا ہوں میں تم سے‘ تمہارے گھر ہی حساب کتاب کرنے کے لیے۔ تم مجھ سے بچ نہیں سکتی ہو اڈیٹ۔‘‘ وہ وہاں سے نکلا تو مسز عابدی باہر ہی مل گئی تھیں‘ بہت فکر مند سی۔

’’شیری! صباحت بھابی کی کال آئی ہے عادلہ سیڑھیوں سے گر گئی ہے‘ آپ چل رہے ہیں یا میں شوفر کے ساتھ جاؤں۔‘‘

’’میں چل رہا ہوں ممی! اس اسٹوپڈ کو گرنا ہی آتا ہے صرف۔‘‘

❁......❀......❁

’’دادی جان! آپ کو وہ واقعہ یاد ہے جب ہم بہت چھوٹے تھے اور پارس بے حد ڈرپوک ہوا کرتی تھی‘ اسٹور روم میں‘ میں نے مشہور کیا ہوا تھا کہ وہاں بھوت ہے اور اس کی بھوت سے تو جان جاتی تھی۔‘‘ وہ دادی جان کے دوپٹے میں لیس لگاتی پری کو دیکھتا ہوا چھیڑ رہا تھا۔

’’ایک رات کو تم نے میری بچی کو اس اسٹور روم میں بند کرکے لائٹ بند کردی تھی اور یہ خوف کے مارے چیختی ہوئی بے ہوش ہوگئی تھی۔‘‘

’’آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا یہ محترمہ حواس گم کر بیٹھی تھیں اور ڈیڈ نے اس رات میری خاطر مدارت کس قدر دل کھول کر کی تھی‘ کئی گھنٹوں تک اسٹور روم میں بند رکھا تھا۔‘‘

’’وہ تو مجھے معلوم ہوا تو میں تمہیں وہاں سے نکال کر لے آئی تھی‘ بڑی مشکل سے فراز کو سمجھایا تھا ورنہ وہ ساری رات تمہیں وہیں بند رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پری سے وہ شروع سے ہی بے حد محبت کرتا ہے۔‘‘

’’شکریہ دادی جان! اس رات مجھے بچانے کا‘ خیر پارس! تم تو آج بھی تنہا اسٹور روم میں جاتے ہوئے ڈرتی ہو...... ہے نا؟‘‘ وہ دادی کے قریب نیم دراز اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''کیوں پوچھ رہے ہیں پھر دوبارہ مجھے وہاں اندھیرے میں لاکڈ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں آپ؟'' اس نے نفاست سے لپس لگاتے ہوئے پوچھا۔

''میں تمہیں لاکڈ کروں گا تم اب بھی رو رو کر بے ہوش ہو جاؤ گی؟''

''اب ایسا کر کے تو دکھاؤ تم ذرا پھر دیکھنا ماضی کی مار یاد نہ کروا دی تم کو۔ اب تو سنجیدہ ہو جاؤ کس بات کی شوخیاں بھر رہی ہیں تم میں اور یہ بات بات پر پری کو تنگ کرنا بند کر دو اچھا نہیں لگتا۔'' وہ پان چباتے ہوئے پری کی گھبراہٹ اور اس کی محویت محسوس کر رہی تھیں' ڈانٹتے ہوئے گویا ہوئیں۔

''یہ ڈرنا چھوڑ دے میں تنگ کرنا چھوڑ دوں گا اس کو۔'' وہ پاؤں ہلاتے ہوئے مزے سے کہہ رہا تھا۔

''دادی جان! میں آپ کو چائے لا دیتی ہوں۔'' وہ اٹھتے ہوئے ان سے مخاطب ہوئی طغرل کی نگاہوں سے بھاگنے کا یہی طریقہ سوجھا تھا۔

اس نے چائے بنا کر ملازمہ کے ہاتھ بھیج دی تھی اور خود عادلہ کے کمرے میں چلی آئی تھی حسب عادت وہ کھوئی کھوئی بیٹھی تھی۔ اس کی رنگت زرد ہوتی جا رہی تھی وہ بے حد خوف زدہ رہنے لگی تھی معمولی سی آہٹ پر وہ خوف زدہ ہو کر دروازے کی طرف دیکھنے لگتی تھی' تنہائی میں کئی مرتبہ روتے دیکھا تھا اسے اور پوچھنے پر صرف یہی کہتی کہ درد ہو رہا ہے۔ عائزہ آج کل فاخر کے ساتھ ہوتی تھی' شادی پر فاخر کے دوست دعوت نہ کر سکے تھے اب ہر روز ہی وہ کہیں نہ کہیں لنچ و ڈنر پرائیویٹ ہوتے تھے اس مصروفیت میں وہ عادلہ کو بھی ٹائم نہ دے پا رہی تھی۔ ایسے میں اس کی یہی کوشش ہوتی وہ عادلہ کو تنہا نہ رہنے دے۔

''عادلہ! کچھ کھانے پینے کو دل چاہ رہا ہے تمہارا؟'' وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی جبکہ وہ کنفیوز ہو گئی تھی۔

''نہیں' میرا دل نہیں چاہ رہا۔ تم جاؤ میں آرام کروں گی۔'' اس نے لیٹتے ہوئے خود پر رضائی کھینچتے ہوئے کہا۔

''تم آرام کرو میں تمہارے پاس بیٹھی ہوئی ہوں۔''

''میڈیسن کھا کر مجھے فوراً نیند آ جاتی ہے پھر تم کیوں بیٹھی ہو؟''

''عادلہ! مجھے ایسا محسوس کیوں ہو رہا ہے جیسے تم مجھ سے بھاگ رہی ہو' جب بھی میں تمہارے سامنے آتی ہوں تمہارے چہرے پر کچھ عجیب سے ایکسپریشن ہوتے ہیں۔ تمہاری آنکھوں میں بھی ایسا ہی تاثر ہوتا ہے کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟ کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟'' وہ کچھ دنوں سے نوٹ کرنے والی فیلنگ ظاہر کرنے لگی۔

''نہیں تم سے کیا غلطی ہو گی پری! جو میں ناراض ہوں گی ایسا کچھ نہیں ہے تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے۔ میں تم سے بالکل بھی خفا نہیں ہوں۔'' اسی لمحے ملازمہ نے مسز عابدی اور شیری کے آنے کی اطلاع دی تھی۔

''اوہ گڈ! اب تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ گی' آنٹی کے ساتھ شیری بھائی بھی تو آئے ہیں۔'' وہ اٹھتے ہوئے شوخی سے کہہ رہی تھی۔

''پری ان سے کہہ دینا میں سو رہی ہوں' ابھی جلد بیدار نہیں ہوں گی۔'' اس نے رضائی چہرے تک اوڑھ لی تھی' پری کو اس کی آواز کانپتی ہوئی محسوس ہوئی مگر دوسرے لمحے ہی اسے وہم لگا وہ چلی گئی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس نے چہرے سے رضائی ہٹائی تھی۔ اس کا چہرہ پسینے میں شرابور خطرناک حد تک زرد ہو گیا تھا۔ بدن سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا' دل کے دھڑکنے کی صدا سماعتوں تک آ رہی تھی۔

''کیا کروں' کہاں جاؤں کس طرح اس حیوان سے چھپوں؟ وہ کسی اچھی نیت سے یہاں نہیں آیا ہے' اس نے کہا تھا مجھ کو دھوکہ مت دینا لیکن میں ایسا نہیں کرتی تو کیا کرتی؟ میرے پاس کوئی آپشن ہی نہ تھا۔' باہر سے بھاری قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں وہ ان قدموں کی دھمک کو بخوبی پہچانتی تھی۔ یہ اسی عفریت کے قدموں کی آوازیں تھیں' وہ سراسیمہ ہو کر اٹھی تھی تاکہ گیٹ لاک کر سکے تب ہی وہ آن وارد ہوا۔

''کیا ناٹک کیا ہے تم نے؟'' اس نے گیٹ لاکڈ کرتے ہوئے بھرپور طنزیہ انداز میں کہا تھا۔

''کس قدر گری ہوئی لڑکی ہو تم' جگہ دیکھتی ہو نہ ماحول اور گر جاتی ہو۔''

''یہ...... یہ گیٹ کیوں لاکڈ کیا ہے تم نے......؟''

''میں نے تمہیں کہا تھا نہ دھوکہ مت دینا' سزا تو اب ملے گی تم کو۔''

......☆☆☆......

عادلہ ابھی خود کو پوری طرح سنبھال بھی نہ پائی تھی کہ وہ کسی طوفان کی مانند آن واحد میں اس کے قریب پہنچ گیا تھا۔

''تم سے کہا تھا نہ کوئی چالاکی مت کرنا لیکن تم اپنی اصلیت دکھانے سے باز نہ آئیں اور گرنے کا ڈرامہ کر کے بیٹھ گئیں اور سوچا کہ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا معاف کر دوں گا؟'' اس نے بے رحمی سے اس کے بال مٹھی میں جکڑتے غضبناک لہجے میں کہا تو وہ مارے خوف و دہشت کے کچھ بھی نہ کہہ سکی۔

''مگر میں معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں' میں تمہارے تصور سے بھی زیادہ ظالم ہوں بولو' کیوں کیا تم نے ایسا؟ درد کی شدت سے عادلہ کا چہرہ بگڑنے لگا تھا وہ کراہ کر بولی۔

''قسم سے میں جان بوجھ کر نہیں گری' میرا پاؤں سلپ ہو گیا تھا۔''

''شٹ اپ' جھوٹ بول کر تم بچ نہیں سکو گی مجھ سے۔'' اس نے جھٹکے سے اس کے بال چھوڑتے ہوئے کہا۔ عادلہ نے بے ساختہ اپنے چکراتے سر پر ہاتھ رکھا اور بیٹھتی چلی گئی۔

''اب میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں شیری! بتاؤ مجھے؟'' اس نے روتے ہوئے کہا شیری ہونٹ بھینچے چند ثانیے اسے گھورتا رہا۔

''سچ مچ تمہارا پاؤں سلپ ہوا تھا؟'' اس کا انداز الجھا ہوا تھا۔

''ہاں' میں قسم کھا کر کہہ رہی ہوں' میرا پاؤں پھسل گیا تھا۔''

''اگر ایسا نہ ہوتا تو تم پری کو میرے پاس لے آتیں؟'' وہ فوری جواب نہ دے سکی چند لمحوں بعد اثبات میں گردن ہلا دی۔

''ہوں......'' وہ اس کے قریب بیٹھ کر سوچتے ہوئے گویا ہوا۔

''تم کو ایک موقع اور دینا چاہیے' چلو تمہیں ایک موقع اور دیا لیکن اس بار تم نے پھر ایسی کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو......''

''نہیں نہیں' میں ایسا کچھ نہیں کروں گی' یقین کرو میرا۔'' وہ ہاتھ جوڑ کر خوشامدی لہجے میں گویا ہوئی۔

''او کے میں تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں' کام کیا تو واہ واہ اور نہ کیا تو ٹھاہ ٹھاہ۔'' اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا تمسخرانہ لہجے میں گویا ہوا۔

''کام نہ ہوا تو شوٹ کر دوں گا تمہیں' سمجھیں۔''

''میں...... میں پری کو لے آؤں گی...... مگر''

''شٹ اپ' کوئی فضول بکواس مت کرنا' میں کوئی ایکسکیوز نہیں سنوں گا۔''

''میں اس حالت میں گھر سے باہر کس طرح نکل سکتی ہوں۔''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' اس کی پیشانی پر شکنیں در آئیں۔

''میرے ٹھیک ہونے تک آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔''

''پھر تو میں ساری زندگی انتظار ہی کرتا رہ جاؤں گا۔ تم کبھی بھی ٹھیک نہیں ہوگی' مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔''

''ایسا نہیں ہوگا صرف چند دن چاہئیں مجھے پلیز' میرا یقین کرو۔''

''دیکھتا ہوں تمہارے یہ چند دن' اگر جلد پورے نہ ہوئے تو میں تمہاری زندگی پوری کر دوں گا۔'' وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

❀......❀......❀

اس کو پتا نہ تھا شیری عادلہ کے روم میں ہے' وہ مسز عابدی کے کہنے پر اسے دیکھنے آ رہی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے یا سو رہی ہے تب وہ روم سے باہر آتے شیری کے بگڑے تیور دیکھ کر ستون کی آڑ میں کھڑی ہو گئی تھی۔ دوسرے لمحے اس کی موجودگی سے بے خبر وہ وہاں سے گزرا تھا اور پری نے اس

کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھے تھے‘ وہ دنگ رہ گئی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی عادلہ کے گرنے کا سن کر اس کی محبت میں وہ بھاگا چلا آیا ہے‘ عادلہ کی تکلیف اس کی بھی تکلیف ہوگی‘ لیکن اس کے چہرے کے تاثرات میں غصہ خشونت وعجیب سی کوئی کیفیت پنہاں تھی۔

شیری نگاہوں سے اوجھل ہوا تو وہ ستون کی آڑ سے نکل آئی تھی۔

عادلہ کے کمرے کا دروازہ ادھ کھلا تھا‘ وہ دو قدم آگے بڑھی تھی معاً پردہ ہٹانے کے لیے اس کے ہاتھ اٹھے رہ گئے تھے‘ اندر سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ عادلہ شدت سے رو رہی تھی اس کی سسکیاں پری کو ساکت کر گئیں۔ وہ گھٹے گھٹے انداز میں رو رہی تھی اس کے باوجود بھی آواز واضح تھی۔

شیری کے عجیب وغریب سمجھ نہ آنے والے تاثرات...... یہاں عادلہ کا اس طرح بے بس سے انداز میں رونا‘ اضطراب وانتشار کی ایک لہر رگ و پے میں دوڑتی چلی گئی تھی۔ اس کی ہمت نہ ہوئی اندر جا کر عادلہ کا سامنا کرنے کی ویسے بھی وہ ان دنوں نامعلوم کیوں اس سے دور دور کھنچی کھنچی رہ رہی تھی‘ اس نے آہستگی سے پردہ ہٹا کر دیکھا تھا۔

عادلہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے رونے میں مشغول تھی‘ بال بری طرح بکھرے ہوئے تھے‘ دوپٹہ بیڈ سے کارپٹ پر لٹک رہا تھا‘ اس نے پردہ چھوڑا اور دبے قدموں وہاں سے پلٹ گئی۔

❁.......❁.......❁

ملازمہ کے ساتھ مل کر اس نے چائے کے ساتھ کچھ ڈشز بنالی تھیں‘ صباحت نے بیکری سے بھی بھرپور سامان منگوالیا تھا اس وقت گھر میں طغرل کے علاوہ فاخر بھی موجود تھا۔

شیری فاخر سے بڑے پرجوش انداز میں ملا تھا‘ گلے ملنے کے بعد بڑے خلوص سے مصافحہ کیا تھا کئی لمحوں تک اس کا ہاتھ تھامے وہ قریب کھڑے طغرل کو پوری طرح سے نظر انداز کررہا تھا۔ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے مسز عابدی‘ اماں جان کے قریب بیٹھیں باتوں میں مصروف تھیں‘ دوسرے صوفے پر صباحت بیگم بھی ان کی باتوں میں حصہ لے رہی تھیں جب سے ان کا ضمیر بیدار ہوا تھا‘ ان کے انداز میں نرمی ومروت کرنوں کی طرح چمکنے لگی تھی۔

وہ تینوں ان سے کچھ دور تھے اور طغرل ابھی تھوڑی دیر قبل ہی آفس سے آیا تھا پھر فریش ہو کر ادھر ہی چلا آیا تھا۔

''تھینکس گاڈ! تم نے مجھے پہچانا تو مسٹر شہریار صاحب!'' طغرل نے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''ارے میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں مسٹر طغرل!'' غیرارادی طور پر اس کی پیشانی پر شکنیں در آئی تھیں‘ آنکھیں لو دینے لگی تھیں‘ مسکراتے لب اس کا ساتھ دینے سے قاصر تھے۔

''اپنے دشمنوں اور دوستوں کو میں کبھی نہیں بھولتا ہوں۔''

''اوہ پھر میرا شمار کس میں ہوتا ہے‘ دشمنوں میں یا دوستوں میں؟'' طغرل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ذومعنی لہجے میں پوچھا۔

''آپ کیا فیل کررہے ہیں؟'' اس نے بڑے ضبط سے مسکراہٹ قائم رکھی۔

''آپ نے جس اسٹائل میں مجھ سے شیک ہینڈ کیا ہے‘ وہ انداز فرینڈ شپ والا تو نہیں ہے۔'' اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو دیکھتے ہوئے کہا جس کو مصافحے کے دوران شیری نے طاقت سے توڑنے کی سعی کی تھی طغرل اس کے انداز پر کنفیوزڈ تھا۔

''اوہ مائی گاڈ‘ یہ آپ لوگوں نے کیا باتیں شروع کردی ہیں؟'' ان کے قریب کھڑے فاخر نے مسکراتے ہوئے مداخلت کی تو وہ دونوں بھی ساتھ ہی بیٹھ گئے تھے۔ شیری نے بڑی مشکل سے اپنے اندر اٹھتی آندھی کو قابو کیا تھا جو طغرل کو دیکھتے ہی اس کے اعصاب کو جھنجوڑنے لگی تھی۔

''ڈونٹ مائنڈ فرینڈ! میرے دل میں آپ کے لیے اسپیشلی فیلنگز ہیں‘ ایسی فیلنگز شاید ہی کوئی کسی کے لیے رکھتا ہوگا۔''

''جی......'' طغرل نے مسکراتے ہوئے مختصر لفظ کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا اور وہ عائزہ کے ساتھ لوازمات سرو کرتی پری کو دیکھنے لگا۔ پیچ اور سی بلیو کلرز کے فراک سوٹ میں اس کی صاف وشفاف رنگت دمک رہی تھی اس کے حسین مکھڑے پر عجیب سی کشش تھی اور اس کشش میں اس کو متوجہ

کرنے والی جو چیز تھی وہ ایک بے چینی تھی، وہ دیکھ رہا تھا۔
اس کی مسکراہٹ میں بے ساختگی نہیں تھی، اٹھتی گرتی پلکوں کے ردھم میں کوئی اسرار پوشیدہ تھا اور اس کی بے چینی اسے بھی بے چین کرنے لگی تھی۔
''پری! آپ عادلہ کو بلانے گئی تھیں بیٹا! وہ آپ کے ساتھ نہیں آئی ہیں؟'' مسز عابدی نے اس کے ہاتھ سے لوازمات کی پلیٹ لیتے ہوئے استفسار کیا تھا
''جی وہ سو رہی ہے...... میں نے اسے بیدار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔'' اس نے پلیٹ پکڑاتے ہوئے خاصی سمجھداری سے بات سنبھالی تھی۔
''بہت اچھا کیا آپ نے۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے پری سے مخاطب ہونے کے بعد ان سے کہا۔
''صباحت بھابی! کیا عادلہ کے زیادہ گہری چوٹیں آئی ہیں؟ وگرنہ چھوٹی موٹی تکلیف کی بچیاں پروا بھی نہیں کرتی ہیں اور میں جانتی ہوں عادلہ بہت ہمت والی ہے۔ وہ معمولی چوٹوں پر بیڈ ریسٹ کرنے والی نہیں ہے۔'' ان کی فکر مندی پر گفتگو کرتے شیری کی سماعتیں بڑھ گئی تھیں۔
''بظاہر ایسی کوئی چوٹ دکھائی نہیں دیتی ہے بھابی! لیکن دو تین دن تو وہ اپنے پاؤں پر کھڑی بھی نہ ہو سکی' اتنا درد' اتنی اکڑ اس کے جسم میں تھی گویا ہڈیاں ٹوٹ کر رہ گئی ہوں' کسی پل چین و آرام نہیں تھا اب تو اللہ کا شکر ہے خاصی بہتر ہے وہ۔''
''مجھے بھی سمجھ نہیں آیا عجیب ہی درد میں مبتلا رہی ہے بچی! خیر اب تو بہتر ہے تم کباب کھاؤ ٹھنڈے ہو کر بے مزہ ہو جائیں گے' ابھی جاگ جائے گی تو مل لینا اپنی بہو سے۔'' دادی نے ہنستے ہوئے اپنی پلیٹ سنبھالی تھی' وہ سب ہی کھانے پینے کے دوران باتوں میں مشغول تھے۔
مسز عابدی فاخر اور عائزہ کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں جو ایک ہفتے بعد اسلام آباد کے لیے روانہ ہونے والے تھے پھر ساتھ ہی انہوں نے سب کو دوسرے دن گھر پر ڈنر کی دعوت دے دی تھی۔
''پری بیٹا! آپ کو بھی ضرور آنا ہے۔'' طغرل کو انوائٹ کرنے کے بعد وہ شفقت بھرے لہجے میں مخاطب ہوئی تھیں۔
''پری تو کل اپنے بھائی سے ملنے جائے گی وہ امریکہ سے آیا ہوا ہے۔'' اس کو شش و پنج میں دیکھ کر دادی نے فوری مدد کی تھی۔
''نو پرابلم دادی جان! ہم ان کے وہاں سے آنے کے بعد یہ ڈنر رکھ لیتے ہیں۔'' شیری نے پارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اس کی نگاہوں کی بے حجابی...... خمار آلود لہجے کی حدت طغرل نے محسوس کی اور چونک کر دیکھا۔ پری پوری طرح اس کی نگاہوں کے حصار میں تھی اور اس کی نگاہوں کی زبان طغرل کو سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ مرد کی فطرت دوسرے مرد سے کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے' اس کی نگاہوں کے رنگ اس کا خون کھولانے لگے تھے' ایئر کنڈیشنڈ روم میں بھی اسے آگ جھلسانے لگی تھی جبکہ اس کی کیفیت سے بے خبر پری کہہ رہی تھی۔
''ایسا تو اسپیشلی نہیں ہے میرا شریک ہونا ڈنر میں آنٹی۔''
''ارے یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ مس پری! آپ تو بالکل خاص ہیں ہمارے لیے' آفٹر آل آپ ہماری سالی ہیں یعنی پورے گھر والی۔''
''پورے گھر والی نہیں! آدھی گھر والی۔'' دادی نے تصحیح کی تو بھرپور قہقہہ پڑا تھا۔
جس میں طغرل اور پری کی آواز شامل نہ تھی' پری اس بات پر جھینپ گئی تھی' طغرل کے بدن پر تو گویا پتنگے چمٹے ہوئے تھے وہ پری پر گرم ہوا بھی برداشت نہ کر سکتا تھا پھر یہ تو گرم نگاہوں کا معاملہ تھا اسے شدت سے اپنی کنپٹیاں چٹختی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔
''بات سنو میری باہر آ کر فوراً آؤ۔'' وہ اٹھا اور اس کے کان میں سرگوشی کر کے چلا گیا اس نے کسی کی پروا نہیں کی تھی۔
''یہ طغرل کو کیا ہوا' بنا کھائے پیئے ہی چلا گیا ہے یہاں سے؟'' دادی نے حیرانی سے اسے جاتے دیکھ کر کہا تھا۔
''ان کے اس طرح بھاگنے کی وجہ مس پری ہی بتا سکتی ہیں' طغرل ان کے کان میں ہی کچھ کہہ کر گئے ہیں۔'' شیری نے گہرے لہجے میں کہا۔
پہلے ہی پری کو شیری کی مسلسل گھورتی نظروں سے الجھن ہو رہی تھی' مزید طغرل کا سرد انداز فکر مند کر گیا تھا۔

❁.......✿.......❁

وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں چلا آیا تھا' رگ و پے میں ان دیکھی آگ بھڑک اٹھی تھی چند لمحے کھڑا وہ اپنے تیز رفتار تنفس پر قابو پاتا رہا پھر

فریج سے کولڈ ڈرنک نکال کر پینے لگا‘ مشروب کی برفیلی ٹھنڈک نے اس کے اندر بھڑکتی طیش و تنفر کی آگ کو دھیرے دھیرے بجھانا شروع کر دیا تھا۔

تنے ہوئے اعصاب نارمل ہونے لگے تو سوچنے سمجھنے کی حس بیدار ہوگئی‘ جذبات کی یورش میں جو وہ شیری کو شوٹ کرنا چاہا تھا‘ اس کی ان بے ہودگی بھری نگاہوں کو بینائی سے محروم کر دینا چاہتا تھا وہ کین پھینک کر بیڈ پر بیٹھ گیا اس کے اندر جنگ جاری تھی۔

”تمہیں شہریار کے بارے میں اس طرح نہیں سوچنا چاہیے طغرل! وہ عادلہ کا فیانسی ہے اس گھر کا داماد ہے اور آنٹی صباحت بتا رہی تھیں وہ اور عادلہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔“ اس کے اندر سے صدائیں ابھری تھیں۔

”لیکن وہ جس مکروہ انداز سے پارس کو دیکھ رہا تھا‘ وہ نظر احترام سے خالی تھی جس نگاہ میں وقار و احترام نہ ہو جو رشتوں کے تقدس و احترام سے عاری ہو وہ نگاہ‘ وہ رشتہ قابل اعتماد نہیں ہوتا‘ میل دل میں آئے یا نگاہوں میں‘ تعلق کو داغ دار کر دیتا ہے اور میں نے ایسا ہی میل شہریار کی آنکھوں میں دیکھا ہے۔“

”پلیز کول ڈاؤن! جو تم نے دیکھا وہ تمہاری نگاہوں کا دھوکا بھی ہو سکتا ہے۔“

”مگر میں ایسا کیوں محسوس کروں گا؟“ وہ خود سے الجھ رہا تھا۔

”اس لیے کہ تم پری سے محبت سے بڑھ کر محبت کرتے ہو اور ایسی چاہت خود غرض کر دیتی ہے‘ وہمی بنا دیتی ہے۔ خوامخواہ شکی ہو جاتا ہے بندہ۔“

”نہیں...... ایسا کچھ نہیں ہے محبت تو اعتماد سکھاتی ہے‘ اعتبار دلاتی ہے جو مجھے خود پر بھی ہے اور پارس پر بھی بھرپور ہے۔ شہریار کے انداز میں کچھ ایسی بات تھی جو میرے دل کو سخت ناگوار گزری ہے۔“ دروازہ ناک کر کے پری اندر داخل ہوئی اور متفکر انداز میں گویا ہوئی۔

”آپ وہاں سے چائے پیئے بغیر آ گئے‘ کیا طبیعت خراب ہے آپ کی؟“

”نہیں دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔“ وہ غصے سے بولا۔

”ارے کچھ دیر پہلے تو آپ بالکل ٹھیک تھے‘ پھر ایسا کیا ہوا ہے جو اس طرح آپ کا موڈ خراب ہو گیا ہے۔“ وہ حیران و پریشان تھی۔

جواب میں بے حد خاموشی سے وہ اسے دیکھے گیا تھا۔ اس کی بے حد اجلی و شفاف رنگت‘ خوب صورت سیاہ ہیروں کی طرح چمک دار آنکھیں۔ سادگی بھرا خود سے غافل رہنے والا بے پروا انداز اسے سب میں نمایاں کرتا تھا اور یہی سادگی اور بے پروائی اس کے دل کو چھو گئی تھی پھر اس چہرے کو کوئی اور بھی استحقاق سے دیکھنے کی جرأت کرے‘ وہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اس کو اپنی طرف یک ٹک دیکھتے پا کر وہ بُری طرح جھینپ گئی تھی لیکن کئی سیکنڈز گزرنے کے بعد بھی اس کی محویت میں کمی واقع نہ ہوئی تو اسے اس کا انداز نارمل محسوس نہ ہوا تھا۔

”میں دادی کو بلا کر لا رہی ہوں‘ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔“ وہ کہتی ہوئی آگے بڑھی تھی تب ہی اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

”تمہیں اس ڈفر کی موجودگی میں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ اس کے لہجے میں خاصی سرد مہری تھی وہ پریشان ہو کر گویا ہوئی۔

”ڈفر...... کون...... کس کو کہہ رہے ہیں آپ؟“

”اوہ گاڈ!“ اس نے سر جھٹکا‘ اسے خیال آیا یہ بات اسے پارس سے نہیں کہنی چاہیے۔

”کیا ہوا ہے؟ آپ بے حد اپ سیٹ لگ رہے ہیں اور ابھی آپ کس کی بات کر رہے تھے؟“ اس کی حساس نگاہوں سے طغرل کے چہرے کے بدلتے رنگ مخفی نہ رہ سکے تھے۔

”ایم سوری! نا معلوم کیا کہہ گیا ہوں‘ مجھے خیال ہی نہیں ہے۔“ اس کے لہجے میں نرمی در آئی تھی۔

”آپ مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں؟“

”کچھ چھپانے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں‘ دراصل فیکٹری اور آفس کی فائنل پیچ کی وجہ سے ذہن الجھا ہوا ہے۔“

❁......❁......❁

''عائزہ میں چاہتا ہوں دادی جان بھی اسلام آباد چلیں ہمارے ساتھ' میں نے کئی بار ان سے گزارش کی ہے اور وہ ہر بار ہی کوئی نہ کوئی عذر پیش کر کے معذرت کر چکی ہیں' میں چاہتا ہوں تم ان کو راضی کرو۔'' نائٹ گاؤن میں ملبوس بالوں میں برش کرتی عائزہ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا وہ بڑی امید بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''دادی جان کو اگر ہمارے ساتھ جانا ہوتا تو وہ آپ کو انکار نہیں کرتیں' دراصل دادی کو گھر سے دور رہنے کی عادت ہی نہیں ہے اس معاملے میں وہ میری بات بھی نہیں مانیں گی۔'' وہ ڈریسنگ ٹیبل پر برش رکھ کر بیڈ پر اس کے قریب ہی آ کر بیٹھ گئی۔

''ہوں...... میں پری سے کہتا ہوں وہ دادی کو منائے۔'' وہ کروٹ بدل کر اس کے قریب ہوا تھا۔

''ارے...... لیکن اس طرح کیوں کر رہے ہیں آپ؟ کوئی پرابلم ہے' دادی کو لے جانے کی وجہ کیا ہے کسی کا پریشر ہے آپ پر؟'' اس کے اصرار پر وہ متذبذب ہو کر گویا ہوئی۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے ڈیئر!'' اس نے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

''میں نے مما اور ڈیڈی کے جانے کے بعد ان کی کمی تو محسوس کی ہی ہے مگر ایک بہت بڑا ادراک یہ بھی ہوا کہ بڑوں کا وجود چھوٹوں کے لیے کتنا اہم ہوتا ہے' ان کا وجود گھنی چھاؤں کی طرح ہم پر سایہ کر کے گرم دھوپ سے ہمیں بچاتے ہیں' ہمارے درمیان جو بھی فاصلے آئے رنجشیں پیدا ہوئیں ان سب کا سبب یہی بڑوں کا ہمارے ساتھ نہ ہونا تھا۔''

''بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ' پہلے دادی کو اہمیت و مرتبہ نہ دے کر ہم بھی گمراہیوں کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے' کتنے بدقسمت ہوتے ہیں ایسے لوگ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتے ہیں اور بڑی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔''

❁......❁......❁

رات میں حسب عادت فیاض صاحب مطالعہ سے فارغ ہو کر بیڈ روم میں آئے تو صباحت کو اپنا منتظر پایا تھا' وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھی تھیں' چہرے پر ایک انوکھی چمک تھی جب سے ان کے مزاج سے خودسری و منافقت دور ہوئی تھی تب سے ان کی سادگی وخلوص میں بھی نکھار وخوب صورتی پیدا ہوگئی تھی وہ پسندیدہ نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے' صباحت نے ان کی طرف دیکھا اور جھینپ کر نگاہیں جھکالی تھیں۔

''کیا ہوا؟ ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟'' ان کی آواز دھیمی تھی۔

''دیکھ رہا ہوں' عجز وانکساری' سادگی و مروت شخصیت کو کس طرح سے اجاگر کر دیتے ہیں۔ تم جو کل تک شوخ ملبوسات' مہنگی جیولری اور ڈھیروں میک اپ میں بھی اس طرح نمایاں نہیں ہوتی تھیں جس طرح آج یہ سادہ چہرے اور نماز کی شال میں تمہارا حسن لشکارے مار رہا ہے اور میری نگاہیں خیرہ کر رہا ہے۔'' آج ان کی نگاہوں میں ویسی ہی محبت تھی جس کی وہ اول شب سے متلاشی رہی تھیں' کیا کچھ جتن نہ کیے تھے ان کے دل میں جگہ بنانے کے لیے زندگی کا زیادہ حصہ شاپنگ سینٹرز اور پارلرز میں گزارا تھا اور محض چند دنوں کی سادگی اور پُرخلوص زندگی نے اس دیرینہ آرزو کو پورا کر دیا تھا جس کی وہ مدت سے خواہش مند تھیں۔

''یہ افسوس رہے گا مجھے تاحیات فیاض! میں آپ کی خواہشوں پر پورا نہ اتر سکی' ایک عرصہ آپ کی اور اپنی زندگی اجیرن کر کے رکھی۔''

''جو ہوا سو ہوا' کیوں ہم کل کے غم میں اپنا آج برباد کریں۔'' محبت بھرے لہجے میں ان کے شانے پر ہاتھ رکھے وہ کہہ رہے تھے

''اگلے مہینے فراز بھائی اور بھابی آجائیں گے' انہوں نے کہہ دیا ہے وہ آتے ہی پری اور طغرل کی شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہاں میں عابدی کو بھی کہہ دوں گا وہ عادلہ کو رخصت کروا کر لے جائیں پھر ہم ابرو کو اماں کے حوالے کر کے ورلڈ ٹور پر چلیں گے۔''

''ابرو کے ایگزامز ہو جائیں تو ہم اسے بھی کراچی ہی مستقل بلوا لیں گے۔ میں چاہتی ہوں وہ اماں کے پاس زیادہ وقت گزارے اور اماں اس کی بھی ایسی ہی تربیت کریں جس طرح انہوں نے پری کی تربیت کی ہے اور اسے سچ مچ پارس بنا دیا ہے۔''

''اماں کی تربیت تو بلاشبہ بہترین ہے صباحت! لیکن اس میں زیادہ عمل دخل پری کی طبیعت کا بھی ہے' وہ اگر حساس و نیک فطرت نہ ہوتی تو آج بہت بُری لڑکی ہوتی کیونکہ جس لڑکی کا باپ اسے کوئی اہمیت نہ دیتا ہو جس کی ماں دوسرا گھر بسا کر بیٹھ گئی ہو اور جس کی زندگی دوبھر کرنے کے لیے

سوتیلی ماں، بہنیں موجود ہوں ایسی دھتکاری ہوئی نفرتوں کا شکار لڑکی کے لیے صرف دادی کی توجہ و پیار کافی نہیں ہوتا ہے۔" صباحت کی نگاہوں میں نمی ابھرنے لگی۔

"میں تمہیں کوئی الزام نہیں دے رہا صباحت! میں اس قابل بھی نہیں ہوں جب باپ کا رویہ سوتیلوں سے بدتر ہو تو کسی کو بھی کچھ کہنے کا حق نہیں بنتا ہے۔ میرا حوصلہ نہیں ہوتا ہے پری سے مسکرا کر بات کرنے کا، اسے بیٹی کہہ کر سینے سے لگانے کے لیے ترس رہا ہوں میں۔"

"فکر مت کریں، ہم اپنی غلطیوں کا ازالہ کر دیں گے۔"

❁……❀……❁

دادی جان ہلکے آسمانی کلر کے سوٹ میں ملبوس گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے گہری سوچوں میں محو تھیں، پری ان کی الماری میں پریس ہوئے کپڑے ہینگ کر رہی تھی اور دادی کی خاموشی بھری محویت کو بھی دیکھ رہی تھی۔

"دادی جان! کیا سوچ رہی ہیں اتنی دیر سے؟" وہ ان کے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی تو وہ چونک کر بولی تھیں۔

"سمجھ نہیں آتی فاخر اور عائزہ بے حد اصرار کر رہے ہیں ساتھ لے جانے کے لیے اب میں جاؤں یا نہیں جاؤں؟ صباحت، عائزہ اور فاخر کے درمیان ہونے والی ساری چپقلش و ناراضی کا مجھے بتا چکی ہے، سن کر دل کو بہت ہی دکھ پہنچا تھا کہ عائزہ کن راستوں پر چل نکلی تھی، صد شکر پروردگار نے ہماری لاج رکھی، عائزہ کی عصمت محفوظ رہی۔" دادی کی آواز دھیمی ہوئے رندھ گئی تھی۔

"وہ وقت گزر گیا دادی جان! آپ کی دعاؤں کے طفیل ہی اللہ نے ہمیں ایسے حالات سے دور رکھا ہے جو ہمارے لیے بے عزتی کا باعث بنتے اب آپ وہ سب سوچ کر خود کو ہلکان مت کریں۔" وہ ان کے قریب بیٹھ کر بولی۔

"جب سے صباحت نے مجھے وہ سب بتایا ہے میرا دل وحشتوں کا شکار ہو گیا ہے، سمجھ نہیں آتی آج کل کی بچیاں اس بے حیائی و بے راہ روی کے راستے پر کیوں چلنے لگی ہیں؟ ارے ہمارے زمانہ میں لڑکیوں کے واسطے بڑا سخت ماحول ہوتا تھا، بیٹیاں، بہنیں، باپ بھائیوں کے سامنے بے حجابی سے نہیں گھوما کرتی تھیں۔ شرم و حیا تھی، باوقار رکھ رکھاؤ تھا اور اب تو مانو وہ چلن ہی ختم ہو گیا۔ عائزہ کو اللہ نے ہدایت دی وہ راہ راست پر آ گئی مگر……" وہ گہرا سانس لے کر آنکھوں میں در آنے والی نمی صاف کرنے لگیں۔

"مگر کیا دادی جان……"

"عادلہ کو دیکھ رہی ہو تم وہ موم کی مانند پگھلتی جا رہی ہے، مجھے محسوس ہوتا ہے، عادلہ بھی کسی غلط راہ پر چل پڑی ہے۔ اب میرے بچوں اور دوسروں کے بچوں میں کردار کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے دادی جان! آپ اپنے دل کو صاف رکھیں اور بے فکر رہیں، عائزہ سے جو غلطی ہوئی وہ اب کسی اور سے نہیں ہو سکتی ہے۔" اس نے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے پر یقین لہجے میں کہا تھا۔

"ہوں، میں نے بھی ایک فیصلہ کر لیا ہے، ایک ماہ بعد فراز تمہاری شادی کرنے کا کہہ رہا ہے، فیاض کو بھی اس نے راضی کر لیا ہے میں فیاض سے آج ہی بات کروں گی کہ وہ ساتھ ہی عادلہ کے فرض سے بھی فارغ ہو۔" وہ ان کی بات کی تائید نہ کر سکی، چہرے پر سرخی چھا گئی تھی۔

"جا کر اپنے بھائی سے مل کر آؤ پھر نور جہاں اور عابدی سے بات کروں گی، وہ ویسے بھی بار بار فون کر کے کھانے پر بلا رہی ہیں اور چند دنوں کے لیے عائزہ کے ساتھ بھی چلی جاؤں گی۔"

❁……❀……❁

رات کی سیاہی ہر شے کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھی، لوگ بے خبر اپنے بستروں میں محو خواب تھے، ایک وہ تھی بھٹکی روح کی طرح مضطرب کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔ اس کی سفید رنگت پر زردی غالب تھی، چہرہ بے رونق اور ہر دم آنکھوں میں ایک خوف نمی بن کر تیرتا تھا، شیری کی محبت ایک عبرت، ایک کرب و اذیت ثابت ہوئی تھی، جو کسی آکٹوپس کی مانند اسے جکڑے ہوئے تھے۔

روز وہ کال کرتا تھا اور یہی دھمکی ہوتی تھی اگر وہ پری کو لے کر نہ آئی تو وہ اس سے بہت بھیانک انتقام لے گا اور وہ جانتی تھی وہ کم ظرف اپنی

دھمکی کو سچ کر دکھانے میں دیر نہ لگائے گا۔'' نا معلوم کب اس نے اس کی قابل اعتراض تصاویر و وڈیو بنا ڈالی تھیں وہ ہی اب اس کے گلے کی رسّی ثابت ہو رہی تھی۔

اے سی کی کولنگ میں اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا وہ بدحواس سی کمرے سے نکل آئی تھی اور لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گئی تھی' خاصی دیر تک آنکھیں بند کر کے بیٹھنے کے باوجود اس کی وحشتوں کو کوئی قرار نہیں ملا تھا' وہ چند لمحوں کا بہکنا اسے برباد کر گیا تھا۔ نام و مقام سب کچھ پست ہو چکا تھا آج نیم اندھیرے میں خوف و پچھتاوے کے آنسو بہا رہی تھی کہ کسی کو اپنے دل کی بربادی دکھا نہیں سکتی تھی۔

''عادلہ...... کیوں رو رہی ہو اس طرح یہاں بیٹھ کر؟'' بے حد قریب سے ابھرنے والی طغرل کی آواز سن کر وہ رونا بھول کر یک دک رہ گئی تھی۔

اس نے سوئچ آن کیا تو کمرہ روشنی سے بھر گیا اور اس کا آنسو بھرا چہرہ چھپا نہیں رہ سکا۔ طغرل اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا پریشان لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

''کیا درد ہو رہا ہے تمہیں؟'' اس کا انداز بہت مشفقانہ تھا اور عادلہ کو اس کے سوال میں ہی جواب مل گیا تھا وہ دوپٹے سے چہرہ صاف کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

''جی...... ٹانگ میں بے حد درد ہو رہا تھا۔'' وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی بولی۔

اس کی ہچکچاہٹ و نروس انداز طغرل کو مشکوک سا کر گئے تھے۔

''سچ سچ بتاؤ عادلہ! تم کیوں اس طرح چھپ کر یہاں رو رہی تھیں؟ کیا فکر ہے کیا دکھ ہے جو بھی ہے سب کہہ دو۔ گھبراؤ نہیں بھائی کے ہوتے ہوئے بہنوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔'' اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پورے خلوص سے کہا تھا۔

''آپ پری کو لے کر یہاں سے دور چلے جائیں۔ اتنی دور کہ اس شیطان شخص کی پرچھائی بھی پری پر پڑ نہ سکے۔''

''کیا کہہ رہی ہو عادلہ! کیوں کہہ رہی ہو اس طرح کہ پری کو کہیں دور لے جاؤں کیا ہوا ہے؟'' وہ اس کے دھیمے لہجے میں کہی گئی بات ادھوری سن سکا تھا۔

''میں نے خواب دیکھا ہے بہت بھیانک خواب؟'' اس نے سنبھل کر بولنا شروع کیا۔

''خواب تو خواب ہوتا ہے تم کیوں اس قدر پریشان ہو رہی ہو' کچھ نہیں ہوگا تم خواب کو بھولنے کی کوشش کرو تو بہتر ہے۔''

''نہیں طغرل بھائی! میرا دل بہت ڈر رہا ہے کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا' آپ کسی طرح بھی پری کو یہاں سے لے جائیں۔'' اس نے بے ساختہ رونا شروع کر دیا تھا۔

''اصل بات ہے کیا یہ کلیئر کر دو؟ خواب کے چکر میں میں آنے والا نہیں۔

''اللہ نے چاہا تو ایسا کچھ نہیں ہوگا' تم پریشان مت ہو۔''

''آپ میری بات سمجھ ہی نہیں رہے ہیں پلیز آپ پری کو لے کر کہیں چلے جائیں۔''

''عادلہ کیسی اسٹوپڈ باتیں کر رہی ہو' اس کو شادی کے بندھن میں باندھے بنا کہاں لے جا سکتا ہوں؟'' وہ متعجب لہجے میں بولا۔

''تو کر لیں نا شادی' میں بھی یہی تو چاہتی ہوں۔'' وہ برجستہ گویا ہوئی تھی۔

''ڈیڈ اور ممی اگلے مہینے آ رہے ہیں تب ہی شادی ہوگی' ان کی غیر موجودگی میں میں پرسنلی کوئی خوشی سیلیبریٹ نہیں کر سکتا ہوں۔''

''خواہ جب تک کوئی خوشی سیلیبریٹ کرنے کے لیے باقی نہ بچے؟''

''اپنا منہ بند رکھو عادلہ! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟'' اس کی بات اسے سخت ناگوار گزری تھی وہ غصے سے گویا ہوا۔

''سوری طغرل بھائی! دماغ خراب ہو گیا ہے میرا ایم سوری۔'' وہ کہہ کر برق رفتاری سے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔

طغرل ہونٹ بھینچے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھتا رہا تھا۔

''کچھ گڑبڑ ہے یقیناً عادلہ مجھ سے کوئی بات چھپا رہی ہے' لیکن ایسا کیا ہے وہ کیا چھپا رہی ہے؟ پھر پارس کو یہاں سے بہت دور لے جانے پر

اصرار کرنا' کوئی خوف ہے جس کو وہ خواب کا نام دے رہی ہے۔'' عادلہ کی مبہم سی گفتگو نے اس کے اندر کے تجسس وافکار کو بیدار کرڈالا تھا۔ وہ کچھ نہ بتاتے ہوئے بھی ادھورا سا بہت کچھ بتا گئی تھی اور پارس کے نام پر اس کے اندر عجیب سی بے چینی پھیل چکی تھی۔

❁......❁......❁

دوسرے دن دادی نے اس سے کہا تھا وہ سعود سے مل کر آجائے کیونکہ دادی کا پروگرام بن گیا تھا عائزہ اور فاخر کے ساتھ اسلام آباد جانے کا صباحت کے انکشاف کے بعد ہی وہ ان کے ساتھ جانے پر تیار ہوئی تھیں۔

وہ طغرل کے ہمراہ تھی وہ آفس جاتے ہوئے اسے ڈراپ کرتا ہوا جاتا' خلاف معمول وہ خاصا سنجیدہ وخاموش تھا۔

''بے حد خاموش ہیں آپ۔ کوئی ناراضی ہے مجھ سے؟''

کچھ توقف کے بعد پری اس کی طرف دیکھتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔

''ناراضی اور تم سے امپاسبل یار۔'' اس نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم میری زندگی ہو اور زندگی سے بھی کوئی خفا ہوتا ہے؟''

''اوہ مائی گاڈ آپ یہ فلمی اسٹائل میں باتیں کیوں کرتے ہیں؟'' وہ ایک دم بلش ہوکر آہستگی سے گویا ہوئی۔

''یہ فلمی اسٹائل نہیں ہے میری جان، یہ میرا لائف اسٹائل ہے خدا جانے میرے جذبوں پر تمہیں کب یقین آئے گا۔ اب ہم جلد ہی شادی کے بندھن میں بندھنے والے ہیں۔'' وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''شادی کے بعد بھی تم، اسی طرح مجھ پر بے اعتباری ظاہر کرتی رہو گی؟''

''سوری میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا ہرگز نہیں تھا۔'' اس کے لہجے کی سچائی نے اسے نادم کرڈالا تھا۔

''اٹس اوکے۔''

عادلہ کوئی بات شیئر کرتی ہے تم سے؟'' کچھ توقف کے بعد وہ بولا۔

''زیادہ نہیں بہت کم باتیں شیئر کرتی ہے، آپ کیوں پوچھ رہے ہیں کوئی بات ہوئی ہے عادلہ سے؟'' طغرل نے عادلہ سے ہونے والی تمام گفتگو دہرادی تھی۔

''ایسی کوئی بات اس نے مجھے نہیں بتائی ہے لیکن آج کل وہ بے حد ڈسٹرب ہے۔''

''عادلہ اور شہریار کے درمیان کوئی مس انڈراسٹینڈنگ تو پیدا نہیں ہو رہی میرے خیال میں ان کے درمیان کوئی مسئلہ چل رہا ہے۔'' اس نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

''میں نہیں جانتا مگر ایسی کوئی بات ہوتی تو نور جہاں آنٹی اور عابدی انکل رشتہ لے کر کیوں گھر پر آتے وہ روشن خیال لوگ ہیں زبردستی یہ رشتہ نہیں کرتے پھر شہریار کی مرضی کے بغیر ایسا کہاں ہوسکتا ہے؟''

''مجھے اس شخص پر اعتبار نہیں ہے وہ چہرے سے ہی بہت شاطر وکمینہ لگتا ہے۔ اگر اس نے عادلہ کو کسی بھی طرح سے پریشان کرنے کی کوشش کی تو میں اسے شوٹ کردوں گا۔''

وہ لب بھینچ کر رہ گئی وہ اسے بتانا چاہتی تھی اس دن شیری کس طرح سے بگڑے تیوروں کے ساتھ عادلہ کے روم سے نکل کر گیا تھا اور عادلہ کے اس بری طرح رونے کا سبب کیا تھا؟ اس وقت یہ سب بتانا اسے مناسب نہیں لگا کہ وہ جانتی تھی طغرل شہریار کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا اور یہ بتا کر ان کے درمیان زبردست فساد کو کوئی نہیں روک سکتا۔''

❁......❁......❁

مسز عابدی نے ڈنر کا اہتمام بہت شاندار پیمانے پر کیا تھا۔ فیاض کی فیملی کے علاوہ دونوں بیٹیوں ودامادوں اور دیگر قریبی رشتے داروں کو مدعو کیا تھا خصوصی طور پر عادلہ کو انہوں نے بلوایا تھا تاکہ اپنی بہو کے طور پر اس کو سب سے متعارف کرواسکیں۔

پارٹی کا اہتمام لان میں کیا گیا تھا تمام مہمان آ چکے تھے ویٹرز مشروبات سرو کرتے پھر رہے تھے۔ بلیک اینڈ پرپل میکسی میں میچنگ جیولری اور میک اپ میں عادلہ بے حد خوب صورت لگ رہی تھی۔ وہ اس محفل کی ''چیف آف گیسٹ'' تھی اسے بے حد سراہا جا رہا تھا مسز عابدی اور ان کی دونوں بیٹیاں اسے لوگوں سے متعارف کروا رہی تھیں۔ عادلہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی وہ ایسی پذیرائی ایسی عزت کی تو متمنی تھی۔ یہاں سب شیری کے نام سے اسے گلے لگا رہے تھے مل رہے تھے، چھیڑ رہے تھے اس کے حسن کو سراہ رہے تھے اور وہ سوچ رہی تھی کاش، اس نے صبر کیا ہوتا یہ سب حاصل کرنے کے لیے شیری کی حوصلہ افزائی نہ کرتی۔ اس کی خواہشوں کو بے لگام نہ ہونے دیتی۔ تو آج دل نہ رو رہا ہوتا اور نہ ہی اس طرح مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجانی پڑتی سب کچھ گنوا کر بھی وہ شیری کو نہ پا سکی تھی۔

اماں جان، عائزہ، فاخر، زینی اور ان کے خاوند سراج، فیاض اور صباحت وطغرل بیٹھے تھے۔ مسز عابدی اور عابدی صاحب بھی گاہے بگاہے وہاں آ کر ان کو کمپنی دے رہے تھے وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ صباحت کی نگاہیں شیری کو ڈھونڈ رہی تھیں جو پوری محفل میں غائب تھا وہ یہاں آئے تو اس کی ایک جھلک دیکھی تھی پھر نا معلوم وہ کہاں غائب ہو گیا تھا۔

مسز عابدی کی قریبی رشتے دار عورتیں عادلہ کے ساتھ شیری کی تصویریں لینا چاہ رہی تھیں اور وہ پہلے تو یہیں کہتی رہیں کہ شیری ابھی آ رہا ہے لیکن ڈنر ریڈی دیکھ کر ان کے چہرے پر پھیلتا اضطراب انہوں نے دور سے نوٹ کیا تھا پھر انہوں نے ان کو وہاں سے اندر جاتے دور تک دیکھا تھا۔

مسز عابدی تیز تیز قدموں سے چلتی سلک کی سلور بلو ساڑھی کا پلّو سنبھالتی لان، برآمدہ اور کوریڈور کے بعد سیڑھیاں عبور کر کے شیری کے کمرے تک پہنچی تھیں حسب معمول اس کے کمرے کا دروازہ بند نہ تھا وہ دستک دے کر اندر گئیں تو وہ جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔

''یہ کیا حرکت ہے شیری! گھر میں پارٹی ہے اور آپ یہاں اسموکنگ کر رہے ہیں؟ وہاں سب مجھ سے بار بار آپ کا پوچھ رہے ہیں پھر وہاں فیاض بھائی کی فیملی بھی ہے کیا سوچیں گے وہ آپ کو وہاں نہ پا کر یہ سوچا آپ نے؟'' اس کی آنکھوں میں سخت اشتعال موجود تھا۔

''شیری! میں آپ سے کہہ رہی ہوں یہ سب...... ہمارا نہیں تو کم از کم اپنے سسرالیوں کا ہی خیال کرو اور میرے ساتھ نیچے چلو۔''

''آپ کی پسند پر ہوا ہے یہ رشتہ عادلہ آپ کی چوائس ہے میری نہیں۔ اس لیے آپ خود ہی اٹینڈ کیجیے ان لوگوں کو ساتھ ڈیڈی کو لے لیجیے۔''

''کیا ہوا ایسا؟ کس بات کی ناراضی ہے کل تک تو آپ بے حد خوش تھے۔''

''میں کل ہی نہیں آج بھی سارا دن یہ سوچ کر خوش تھا کہ آج پارٹی میں وہ بھی آئے گی۔'' وہ بیٹھتے ہوئے بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

''وہ بھی آئے گی، کون، کس کی بات کر رہے ہو؟''

''پری کی، میں نے آپ سے کہا بھی تھا اس کے بغیر پارٹی نہیں کیجیے گا، وہ نہیں آئی اور آپ نے پروا بھی نہیں کی میری بات کی۔''

''شیری! شرم کریں کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟'' اس کا لہجہ اس کے جذبات اس کی دیوانگی کے راز کھول رہا تھا۔

''پری عادلہ کی بہن ہے اور آپ کا صرف اس سے یہی رشتہ ہے جو بات آپ کو ہر لمحہ یاد رکھنی ہو گی؟'' وہ چکرا کر رہ گئی تھیں۔

شیری نے بھی ان کی بدلتی کیفیت نوٹ کر لی تھی وہ جانتا تھا ان کو کچھ ہوا تو ڈیڈی بلا لحاظ و مروت اسے دھکے دے کر یہاں سے نکال دیں گے اور وہ بنا عیش و آرام خالی جیبیں لے کر نہیں گھوم سکتا تھا۔

''اوکے! آپ نے میرے ساتھ بہت بُرا کیا ہے میں پھر بھی آپ کی محبت میں جیتا ہوں۔'' وہ اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا مگر مسز عابدی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہ آ سکی تھی۔

❀......❀......❀

سعود دل کی گہرائی میں پنہاں محبتوں کے ساتھ اس سے ملا تھا وہ کسی طرح بھی پری سے دو ڈھائی سال چھوٹا نہیں بلکہ اس سے کئی سال بڑا لگ رہا تھا۔

''پری! تم تو مجھ سے بہت چھوٹی ہو مما کہہ رہی تھیں تم مجھ سے بڑی ہو اور میں تم کو پری آپی پکاروں۔'' وہ اس کے شانوں پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔

"میں آپ سے بڑی ہوں اس لیے آپ مجھے آپی ہی کہیں، ممی ٹھیک کہتی ہیں۔"

"نانو آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا میں بڑا لگ رہا ہوں یا پری۔" اس کے انداز میں بے تکلفی و محبت تھی وہاں موجود صفدر جمال نے مسرت بھرے انداز میں قریب بیٹھی مُثنیٰ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے سرگوشی میں ان سے کہا تھا۔

"آج میری فیملی مکمل لگ رہی ہے مُثنیٰ! اس وقت کا میں ایک عرصہ سے منتظر تھا، شکر ہے ربّ نے میرے دل کی سن لی۔"

"شکر ہے پروردگار کا اس نے ہمیں اس اذیت سے نجات دی۔"

"پاپا آپ کو ڈیسائیڈ کرنا ہوگا۔ یہ نانو تو فاؤل کر رہی ہیں۔ میں بڑا لگ رہا ہوں یا پری؟" وہ نانو کو دیکھتا ہوا پاپا سے بولا۔

"بھائی چھوٹے ہوں یا بڑے، بہنوں کے لیے ان کو بڑا بننا پڑتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کس طرح سے اپنے ذمہ دار بھائی ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔" شفقت بھرے انداز میں پری کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا سعود نے اسے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے پرعزم لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے میری بہن کی ذمہ داری و محبت میں پیچھے نہیں پائیں گے۔ میں آپ سے اور مما سے بھی بے حد شرمندہ ہوں پاپا! میں نے بہت دکھی کیا ہے آپ لوگوں کو اپنے برتاؤ سے، لیکن میں نے وہ جان کر نہیں کیا تھا پوجا کی محبت میں مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا اور شاید اسی لیے میں بھی مسلسل تکالیف میں رہا تھا۔" اس کے چہرے پر یک دم تکلیف دہ سنجیدگی چھا گئی تھی۔

"بیٹا! ہمیں صرف یہ یاد ہے آج آپ ہمارے ساتھ ہیں اور ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔" مُثنیٰ نے خوش دلی سے کہا اور ملازمہ کے کہنے پر سب کھانے کے لیے اٹھ گئے تھے۔

❁ ❁ ❁

شیری پارٹی میں آ چکا تھا اور عادلہ کے ساتھ مہمانوں سے مل رہا تھا۔ اس نے عادلہ کا ہاتھ اس سختی سے پکڑ رکھا تھا کہ اس کے مسکراتے چہرے پر ایک دبا دبا سا خوف بھی در آیا تھا وہ دیکھ رہی تھی اس ہنستے مسکراتے چہرے کے پیچھے کس قدر وحشت و کرختگی تھی اس کے عزائم کا پتا اس کے ہاتھ کی سخت گرفت دے رہی تھی۔

لوگ ان کے کپل کو سراہ رہے تھے۔ ان کے ساتھ کو پسند کر رہے تھے اور اس کا دل کر رہا تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے۔

ڈنر کیا جا چکا تھا۔ مہمانوں نے رخصت ہونا شروع کر دیا تھا۔ مسز عابدی مہمانوں سے ملتی ہوئیں ان کی طرف چلی آئی تھیں۔

"تمہاری فیملی سے مل کر بہت اچھا محسوس ہوا نور جہاں! سب اچھے اور سلجھے ہوئے لوگ ہیں۔" اماں نے ان کے میکے والوں کی فراخدلی سے تعریف کی تھی جسے سن کر وہ کھل اٹھی تھیں۔ فیاض اور سراج عابدی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔ اب وہاں طغرل ایک چیئر پر تنہا بیٹھا عادلہ اور شیری کو دیکھ رہا تھا اس کی نگاہوں میں الجھن بڑھنے لگی تھی جب اس نے عادلہ کے چہرے پر عجیب قسم کا خوف محسوس کیا تھا اور شیری کی مسکراہٹ بڑی مصنوعی لگی تھی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو دیکھ رہا تھا۔

"طغرل! عادلہ کو بلا کر لائیں بیٹا! گھر جانے کی دیر ہو رہی ہے۔"

اس کی سماعتوں میں صباحت کی آواز آئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور ان کے قریب چلا آیا عادلہ کی آنکھوں میں آنسو تھے اسے آتے دیکھ کر اس نے تیزی سے ٹشو پیپر سے آنسو صاف کیے تھے اور مسکرانے لگی تھی۔

"کیا ہوا کیوں رو رہی ہو تم؟" وہ اس کے قریب آ کر بولا۔

"کچھ نہیں، کچھ چلا گیا ہے آنکھ میں۔"

"دونوں آنکھوں میں بیک وقت کچھ گر گیا ہے؟"

"ہوں۔" وہ کھوکھلی ہنسی ہنس پڑی تھی۔

"طغرل صاحب آپ اس طرح پوچھ رہے ہیں گویا عادلہ کا مرڈر کر دیا ہے۔" اس کے لبوں پر طنز بھری مسکراہٹ تھی۔ خوشی کے موقع پر ایسی بات عادلہ کے متعلق سن کر وہ کہہ اٹھا۔

''مر ڈرنا ممکن بات ہے میری بہن کو کوئی انگلی سے چھو کر دیکھے میں اس کو ختم کر دوں گا وہ اپنی حسرت دل میں لے کر ہی مرے گا۔''

''انگلی سے چھو کر۔'' وہ استہزائیہ انداز میں ہنستا ہوا بولا۔

''یہ اپنی نیک پارسا بہن سے پوچھو میں نے اسے......!''

''طغرل بھائی چلیں یہاں سے...... چلیں پلیز۔'' جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا شیری اپنی کمینگی پر اتر آیا تھا اور طغرل کا غصے وضبط سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر وہ اس کا بازو پکڑ کر کہنے لگی۔

''کس کس سے چھپاؤ گی حقیقت ڈارلنگ! میں نے تم سے کہا تھا میری بات مان جاؤ اور بدنام ہونے سے بچالو خود کو۔''

''عادلہ! رک جاؤ سننے دو مجھے یہ کیا بکواس کرنا چاہتا ہے۔'' طغرل کا چہرہ غروب ہوتے سورج کی مانند سرخ تھا شیری کو گھورتے ہوئے عادلہ کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

''طغرل بھائی! آپ کو دادی کی قسم ہے چلیں یہاں سے شیری اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہے۔'' مارے خوف کے وہ زرد ہوگئی تھی۔

''ہوش میں تمہارے ٹھکانے لگاؤں گا بہت ہوشیار سمجھتی ہو خود کو۔''

اس نے آگے بڑھ کر غصے سے عادلہ کو دھکا دیا تھا جس کو طغرل نے پھرتی سے سنبھال کر گرنے سے بچایا تھا وہ لان کے اس حصے میں موجود تھے جہاں سے مہمان جا چکے تھے۔ ان تینوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔

''یو ایڈیٹ...... گیٹ لاسٹ ہمارے درمیان میں نہیں آؤ۔''

''تم اس کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ کیا چاہتے ہو تم؟''

''میں اس سے شدید نفرت کرتا ہوں۔ شکل دیکھنا نہیں چاہتا اس کی' یہ لڑکی اس قابل نہیں ہے کہ شادی کی جائے اس سے۔'' باقی ماندہ لفظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ طغرل کے تیزی سے پڑتے مکوں نے اس کا چہرہ لہولہان کر دیا تھا وہ اتنا کمزور ثابت ہوا تھا کہ اپنے دفاع کے لیے کچھ نہ کر سکا تھا۔

''جب تم اس کو پسند نہیں کرتے تو یہ پارٹی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تم عادلہ کا تماشہ بنانا چاہتے ہو اور میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔'' وہ اس وقت غصے سے بے حال ہو رہا تھا شیری کی ناک سے خون نکل رہا تھا وہ گھاس پر بچھے کارپٹ پر گر گیا تھا۔

عادلہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے سرخ چہرے کے ساتھ تیز تیز سانس لیتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

''آئندہ کبھی عادلہ کے بارے میں کچھ غلط کہنے سے پہلے سوچ لینا میں تمہارا کیا حال کر سکتا ہوں ابھی صرف تمہیں وارننگ دی ہے۔'' وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

عادلہ مڑ مڑ کر اس کو دیکھ رہی تھی۔ گیٹ تک جاتے ہوئے انہوں نے رویے نارمل کر لیے تھے جہاں گھر والوں کے ساتھ مسز اینڈ مسٹر عابدی بھی کھڑے تھے۔

گھر آنے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں آ گیا۔ باتھ لینے کے بعد بھی اس کے اندر کی وہ بے چینی دور نہ ہوئی تھی جو شیری کی باتوں نے اس کے اندر پیدا کر دی تھی۔

عادلہ کی پریشانی مکمل کھل کر سامنے آ گئی تھی وہ اس کی وجہ سے پریشان تھی۔

''وہ عادلہ کو پسند نہیں کرتا تو کس کو پسند کرتا ہے؟''

سوچتے ہوئے اس نے وارڈ روب کھولی تھی کچھ نکالنے کے لیے تب ایک کوٹ ہینگر سے گرا تھا اس نے اٹھایا تو اس کی جیب میں کچھ تھا نا معلوم کیا رکھ کر بھول گیا تھا وہ ایک لفافہ تھا جو اس جیب سے برآمد ہوا تھا۔ وہ حیرت سے اس وہائٹ لفافے کو دیکھ رہا تھا جس پر واضح طور پر شہریار کا نام و سیل نمبر لکھا ہوا تھا اسے یاد آیا آسٹریلیا جانے سے قبل ایک شخص اس کی کار سے ٹکرایا تھا اور نا معلوم کس طرح اس سے وہ لفافہ گرا ہو جو اس کے جانے کے بعد اسے ملا تھا اور وہ اس کو کوٹ کی جیب میں ڈال کر بھول گیا تھا۔ اس وقت وہ شہریار کو نہیں جانتا تھا اور آج بہت اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔

لفافہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ حیرت زدہ رہ گیا وہ تمام تصاویر پارس کی تھیں۔

حسن کی رعنائیاں بکھیرتا چہرہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ تمام تصاویر بے خبری میں اتاری گئی ہیں۔

اسے یاد آیا شیری نے پارس کی تصاویر اس کی مرضی و اجازت کے بغیر اتاری تھی۔ تب پری نے اسے ٹھیک ٹھاک سنائی تھیں اور مجبوراً اسے معافی مانگنی پڑی تھی۔ یہ وہی تصویریں تھیں لیکن اس طرح سے جیب میں لے کر وہ کیوں گھوم رہا تھا اس گتھی کو سلجھانے کے لیے وہ عادلہ کی مدد لینا چاہتا تھا۔

❁.......❁.......❁

فیاض صاحب نے کال کر کے پری سے کہا تھا وہ جب تک چاہے وہاں رک جائے اماں کے اسلام آباد جانے میں ابھی وقت ہے وہ وہاں بے فکری سے ٹائم گزارے اور یہاں تو سب کے ساتھ ٹائم اچھا گزر رہا تھا۔ پہلی بار مثنیٰ کو بھی اس نے ہنستے ہوئے دیکھا تھا سب ہی خوش و مطمئن تھے سعود طغرل سے ملنے کا خواہش مند تھا کیونکہ وہ آفس سے لیٹ ہونے کی وجہ سے اسے باہر سے ہی ڈراپ کر گیا تھا۔ دوسرے دن وہ عادلہ کی وجہ سے بے حد پریشان تھا۔

وہ سونے کے لیے لیٹی تو اس کا ذہن اسی طرح الجھا ہوا تھا عادلہ کی وہ باتیں جو اس نے طغرل سے کہی تھیں سماعتوں میں گونجنے لگی تھیں۔ اسے یقین تھا شیری اور عادلہ کے درمیان کوئی رنجش چل رہی ہے شروع شروع میں وہ بھی شیری کے کریکٹر سے مطمئن نہیں تھی وہ اس سے پیچھا چھڑانے کی سعی میں رہتی تھی لیکن پھر رفتہ رفتہ اس نے شیری کے رویے میں چینج محسوس کیا وہ عادلہ کو پسند کرنے لگا تھا اور اس رشتے سے وہ اس کی عزت کرتا تھا بے حد احترام سے پیش آتا تھا اس کی نظریں بدلی تھیں تو پری کے بھی احساسات اس کے لیے نرم ہو گئے تھے کہ وہ اس کا ہونے والا بہنوئی تھا۔ بہت سوچنے کے بعد اس نے شیری کو کال کرنے کا فیصلہ کیا چند لمحوں بعد کال ریسیو کی گئی تھی اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''ہیلو شہریار صاحب! میں پری بات کر رہی ہوں۔''

''جی! آپ نہیں بھی بتاتی تو میں پہچان جاتا۔'' شیری کی آواز میں پہلے سخت حیرانی پھر شوخی شامل ہو گئی تھی۔

''آپ پارٹی میں کیوں نہیں آئیں، کتنا انتظار کیا تھا آپ کا۔''

''میرے آنے نہ آنے سے فرق نہیں پڑتا شہریار! عادلہ تو آ گئی تھی اور اس کا آنا ہی وہاں امپورٹنٹ تھا۔ ایک بات کرنی ہے آپ سے۔''

''ایک بات کیا، میں چاہتا ہوں آپ ساری زندگی مجھ سے بات کرتی رہیں۔''

''پلیز بی سیریس! مجھے یہ بتائیں آپ کے اور عادلہ کے درمیان کوئی جھگڑا ہے؟''

''بات تو کچھ ایسی ہے اگر آپ مجھ سے آ کر ملیں تو میں سچ سچ بتاؤں گا لیکن کسی کو بتائے بغیر تنہا میرے پاس آنا ہوگا۔ بات ایسی ہے کہ طغرل سے بھی شیئر نہیں کی جا سکتی ہے۔''

وہ پہلے دن سے ہی پری کو پسند کرتا تھا اس سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ عادلہ بھی پریشانیوں کا بوجھ اٹھائے نڈھال ہو گئی تھی۔ طغرل کے دوستانہ رویے نے اسے بھی دل کا بوجھ ہلکا کرنے کا موقع دیا تھا اور وہ اسے سب بتاتی چلی گئی۔

''صرف دعویٰ کرتا ہے وہ...... محبت نہیں...... محبت کرنے والوں کے دل بھی وسیع ہوتے ہیں اور محبوب کے لیے جذبات پاکیزہ ہوتے ہیں اگر اس کی نیت صاف ہوتی تو وہ کبھی پری کو پانے کے لیے تمہیں چارے کے طور پر استعمال نہیں کرتا۔ اس کی نیت میں کھوٹ ہے وہ بھٹکا ہوا شخص ہے اور ایسے مردوں سے کس طرح ڈیل کی جاتی ہے وہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔'' ساری رات وہ بے قراری کا شکار رہا تھا پری کی تصاویر اس کے سینے پر دھری تھیں اس کے ذہن میں آتش فشاں ابل رہا تھا۔

''طغرل بھائی پلیز آپ پاپا سے بات کیجیے وہ حقیقت جان کر مجھے جان سے مار دیں گے۔ مجھے اپنی زیادتیوں کی سزا منظور ہے مجھے مار کر وہ زندہ شیری کو بھی نہیں چھوڑیں گے اسی طرح سے آپ کی خوشیوں پر پڑنے والا وہ منحوس سایہ دور ہو سکتا ہے۔'' عادلہ نے رندھی آواز میں کہا۔

''تم جاؤ یہاں سے اور اپنی زبان بند رکھنا اس معاملے میں تمہیں کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے جو بھی کرنا ہے وہ میں خود کروں گا۔''

"نہیں، میں آپ کو تنہا......!"

"جاؤ عادلہ اور اپنی زبان بند رکھو یہ میرا حکم ہے۔" اس کے سرد لہجے میں ایسا کچھ تھا وہ خاموشی سے نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد وہ ہاتھوں سے سر تھام کر بیڈ پر گر سا گیا، سمجھ نہیں آ رہی تھی کس طرح سے اس معاملے کو ہینڈل کرے کہ عادلہ کا وقار بھی مجروح نہ ہو اور شیری بخوشی اسے اپنا بنانے پر راضی بھی ہو جائے۔

جانے سے قبل اس نے طغرل کو انفارم کرنا بہتر سمجھا تھا لیکن اس کا سیل آف ملا تھا وہ ممی کو گھر جانے کا کہہ کر شیری کے ہاں چلی آئی تھی۔ وہ اسے گیٹ کے قریب ٹہلتا ہوا مل گیا تھا پری کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی در آئی تھی وہ لپک کر اس کے قریب آیا تھا۔

"السلام علیکم! کیسے ہیں آپ شہریار صاحب۔"

"آئم فائن اینڈ یو؟" اس کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی۔

"جی میں بھی ٹھیک ہوں، آنٹی اپنے روم میں ہیں کیا؟" اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا اور اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"مجھے یقین نہ تھا آپ کے آنے کا۔" وہ اس کی بات ان سنی کر کے مسرور لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"عادلہ میری چھوٹی بہن ہے اس کی خوشیوں کی خاطر مجھے جہاں بھی جانا پڑتا میں جاتی۔ عادلہ کو اس عرصہ میں، میں نے آنسو بہاتے دیکھا ہے میں اس کے لیے بہت فکر مند ہوں۔"

"اتنی محبت کرتی ہیں آپ اپنوں سے۔" وہ اسے باتوں میں لگائے ہوئے اپنے پورشن کی طرف جاتی سیڑھیوں تک لے آیا تھا۔ وہاں آ کر ہی وہ چونکی تھی اور رکتے ہوئے گویا ہوئی۔

"ارے یہ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے؟ آنٹی گھر پر نہیں ہیں کیا؟"

"ممی ڈیڈ کے ساتھ کسی رشتہ دار کی عیادت کو گئی ہیں رات تک آئیں گی۔"

"آنٹی کی غیر موجودگی میں آپ کو مجھے نہیں بلانا چاہیے تھا۔"

"میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" وہ اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔ گلابی کنول جیسا تر و تازہ حسن دوپٹے کو حصار کی مانند اوڑھے ہوئے اس سادہ سے حلیے میں بھی وہ خاص لگ رہی تھی۔ اس کے انداز میں عجب سا وقار تھا۔

"لیکن ایسی کیا بات ہے جو آپ آنٹی کے سامنے کرنا نہیں چاہتے ہیں اور میں ایسی کوئی بھی بات ان کی غیر موجودگی میں نہیں سنوں گی۔ جا رہی ہوں یہاں سے۔" وہ غصے سے کہتی واپس پلٹی تھی تب ہی وہ آگے بڑھا تھا اور اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر غرایا۔

"شیر ہاتھ آیا شکار چھوڑ سکتا ہے۔ مگر شہریار گھر آئے شکار کو اپنی مرضی کے بغیر جانے نہیں دے گا، چلو میرے ساتھ بہت نخرے دیکھے ہیں۔ میں نے تمہارے اب تمہیں وہ کرنا ہو گا جو میں چاہوں گا۔" کہہ کر وہ اسے اوپر کی جانب گھسیٹنے لگا تھا۔

"لیومی شہریار، دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ میں تم پر اعتماد کر کے یہاں تک آئی ہوں اور تم کیا سمجھ رہے ہو کیا چاہتے ہو تم؟" اس سے بازو چھڑا کر وہ تیز لہجے میں کہہ رہی تھی۔ اس کے سامنے ڈری سہمی پری نہیں کھڑی تھی۔ اس کا یہ روپ بے حد پر اعتماد و بے خوف تھا وہ متعجب کھڑا رہ گیا۔

"ایک مرد، ایک عورت سے کیا چاہتا ہے؟ وہی میں چاہتا ہوں تم سے۔" وہ بولتا ہوا اس کے قریب ہوا تھا۔

"عورت تمہاری ماں بھی ہے اور عورت تمہاری بہن بھی ہے کیا تم ان سے بھی ایسی ہی چاہتیں رکھتے ہو شہریار؟"

"شٹ اپ۔" وہ پوری شدت سے چیخ اٹھا تھا۔

"اپنی ماں بہن کے نام پر چیخ اٹھے نا تم کس طرح تمہاری غیرت نے جوش مارا کیوں تم درد سے بلبلا اٹھے؟"

"بکواس بند کرو اپنی، مجھے کچھ نہیں سننا ہے؟"

"سنو کان کھول کر سنو جو تم آج کرنا چاہتے ہو ایسا ہی کل تمہاری بہنوں اور پھر بیٹیوں کے ساتھ ہو گا یہ دنیا اعمال کی کھیتی ہے یہاں جو بوئے گا وہی کل کاٹے گا۔" وہ حیرت سے کھڑا اسے پر اعتماد لہجے میں بولتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

''ابھی بھی وقت ہے تم، اپنے ارادوں سے توبہ کرو معافی مانگ لو اللہ سے۔''

''تم کیا سمجھتی ہو میں تمہاری بے سروپا باتوں میں آ کر تمہارے حصول سے دستبردار ہو جاؤں گا ایسے ہی جانے دوں گا تمہیں؟'' اس نے بے ہنگم قہقہہ لگایا تھا پھر عجیب بات ہوئی تھی قہقہہ اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گیا اس نے دیکھا سامنے پری نہیں شمع کھڑی ہے اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا بہت تیزی سے اس نے آنکھیں ملی تھیں اب شازیہ سامنے کھڑی تھی۔ پری نا معلوم کہاں چلی گئی تھی اس کے دماغ میں آندھی چلنے لگی۔

''میں اتنا گرا ہوا ہوں اپنی بہنوں کے ساتھ بھی۔''

پری اس کے ارادوں سے باخبر ہونے کے بعد اپنی ہمدردی پر پچھتا رہی تھی وہ سوچ رہی تھی جان دیدے گی مگر اسے کامیاب نہیں ہونے دے گی یہ فیصلہ کر کے وہ پلٹی ہی تھی جب اس نے شیری کو عجیب حالت میں گڑگڑاتے ہوئے پایا وہ ہاتھ جوڑے معافیاں مانگ رہا تھا۔

''شمع مجھے معاف کر دو شازیہ میرا یقین کرو۔'' اللہ نے دادی کی دعاؤں کی لاج رکھ لی تھی وہ جو گھر سے نکلتے وقت ہر نماز کے بعد ان کا حصار قائم کرتی تھیں آج اس حصار کے طفیل وہ شیری بدنیتی سے محفوظ رہی تھی۔

وہ وہیں اپنے ربّ کے حضور سجدہ میں گر گئی تھی۔ آنسوؤں کے درمیان اس نے کال کر کے طغرل کو سب بتایا تھا اسے معلوم تھا وہ کچھ دیر میں یہاں موجود ہو گا شیری دماغی دباؤ کے زیر اثر ہوش میں نہیں تھا۔

وہ سائیکو کیس تھا اسپتال میں اسے فوری ایڈمٹ کر لیا گیا تھا دو ہفتے گزر گئے تھے اس کی ٹریٹمنٹ چل رہی تھی ایک ہفتے تک وہ کسی کو بھی پہچان نہ سکا تھا۔ دوسرے ہفتے میں اس کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو اس نے سب کو پہچاننا شروع کر دیا تھا مگر اس کے ہونٹوں پر جامد چپ تھی وہ آنکھیں بند کیے پڑا رہتا تھا۔

ان کے درمیان جو ہوا تھا اس سے صرف طغرل اور عادلہ واقف تھے۔ ڈاکٹرز کی رپورٹس کے مطابق وہ کچھ نفسیاتی عوارض کا برسوں سے شکار تھا جس کا اظہار اس کے شدید غصے اور جنونی پن سے بھی ہوتا تھا۔ مسز عابدی اور عابدی صاحب ابھی مل کر گئے تھے شیری کی خواہش پر وہاں طغرل عادلہ کو لے کر آیا تھا دانستہ طور پر عادلہ کو کوریڈور میں روک کر خود اندر آ گیا پری کے ساتھ ساتھ شیری نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ کس طرح اس سے آنکھیں ملا سکتا تھا وہی تھی جو اسے ہوس و بے راہ روی کے کیچڑ سے نکال کر رشتوں کی پاکیزگی و انسانیت کا وقار سمجھا گئی تھی۔ وگرنہ اس سے قبل عورت اس کے لیے کھلونے کا نام تھا۔

پری نے چند لمحے کھڑے ہو کر اسے دیکھا وہ اس اکڑی گردن و بہکی نگاہوں والا شیری نہیں تھا۔ چند دنوں میں ہی وہ بدل کر رہ گیا تھا۔ وہ چلی گئی تو طغرل نے اس کے قریب جھک کر سرگوشی میں کہا۔

''شہریار، میں جانتا ہوں تم بیدار ہو پلیز آنکھیں کھولو پارس چلی گئی ہے۔ تم نے عادلہ کو لانے کا کہا تھا وہ باہر موجود ہے۔''

''میری آنکھیں تا حیات اب پارس کے سامنے اٹھ نہیں سکیں گی۔''

''یار تم میرا ایک کام کر دو۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ملتجی لہجے میں گویا ہوا اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

''اس سے کہنا مجھے معاف کر دے اور میں کچھ نہیں چاہتا۔''

''ڈونٹ وری پارس تمہیں معاف کر چکی ہے تم بھی سب بھول جاؤ ہم نے کسی کو کچھ نہیں بتایا تم ہر بوجھ سے آزاد ہو جاؤ تا کہ تم ڈسچارج کیے جا سکو اور پھر ہم ایک گرینڈ پارٹی کریں گے۔'' وہ اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہاں سے نکل آیا تھا۔

عادلہ اندر گئی تو پہلی بار شیری نے محبت سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

''عادلہ کیا مجھ جیسے پاگل کا ہاتھ تھامنا تم پسند کرو گی۔''

''ایسے مت کہیں مجھے آپ کا ساتھ ہر حال میں منظور ہے شیری۔'' اس نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔

''کاش وہ راستہ تم مجھے پہلے ہی دکھا دیتیں تو میں آج اس طرح تمہارے سامنے اس حالت میں ہرگز نہیں بیٹھا ہوتا عادلہ۔''

''جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس کی ویران زندگی میں ایک دم سے ہی بہار آئی تھی ہر

سو پھول ہی پھول کھل اٹھے تھے۔

گھر میں افراتفری کا عالم تھا دادی عائزہ کے ساتھ جا رہی تھیں۔

”پری تھوڑا ریسٹ کرلو جا کر فجر کے بعد تم لیٹی نہیں ہو اب جو پیکنگ رہ گئی ہے وہ میں کرلوں گی۔“ صباحت نے اسے زبردستی وہاں سے بھیجا تھا اور وہ لان میں چلی آئی تھی جہاں موسم خوشگوار ہو رہا تھا۔ کئی دنوں کا حبس ختم ہوا تو آسمان سرمئی بادلوں سے ڈھک گیا تھا ہوا بند ہوئی تو ننھی ننھی بوندیں گرنے لگی تھیں۔

آج وہ بے حد خوشی سے گرتی ہر بوند کو محسوس کر رہی تھی۔ اس کی دشوار زندگی کی تمام الجھنیں گزرتا موسم اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس عرصہ میں اس نے محسوس کیا تھا طغرل بھی اس کی خوشیوں کا باعث بنا تھا گر وہ نہیں ہوتا تو وہ کبھی بھی مسرتوں کا مزہ نہ چکھ سکتی تھی۔

”تم میرے بارے میں ہی سوچ رہی تھی نا؟ دیکھو تم نے یاد کیا اور میں آ گیا دل سے دل کا کنکشن اسی کو کہتے ہیں۔“ وہ کمرے سے نکل کر سیدھا اس کے پاس چلا آیا تھا بلو جینز وہائٹ ٹی شرٹ میں اس کا مضبوط جسم نمایاں تھا۔

اس نے کوئی بات نہ کی وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی اس کی پیشانی پر چمکتے چاند نما باریک سے نشان کو دیکھ رہا تھا جو اس کے بچپن کی لگائی گئی چوٹ کا نشان تھا جس کو اس سے چھپاتی آئی تھی اور آج اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔

”پارس، کہاں گم ہو؟“ اس کی آواز ابھری۔

”سوچ رہی ہوں یہ سب خواب ہے یا جو گزر گیا وہ خواب تھا۔“ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

”چھو کر دیکھو مجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا تمہیں۔“ اس نے مسکراتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا تھا اور دوسرے لمحے وہ حیرت و مسرت کے احساس سے گنگ رہ گیا جب اس نے پری کے ہاتھ کو اپنے چہرے پر محسوس کیا تھا اس کا نرم و گداز مہکتا ہاتھ چہرے پر لمس چھوڑ گیا تھا۔

”تھینک گاڈ یہ خواب نہیں ہے۔“ اس کا لہجہ پراعتماد تھا۔

”اتنے حیران کیوں ہو رہے ہیں آپ؟ ایک عرصہ آپ کے ساتھ رہ رہی ہوں آپ کی یہ چھونے والی بیماری مجھے لگنی تھی سو لگ گئی۔“

اس کے بے تکلف انداز پر طغرل کا قہقہہ ماحول میں گونج اٹھا تھا۔

ختم شدہ